RENAISSANCE

یورپ کی بیداری

ول ڈیورانٹ

ترجمہ: یاسر جواد

" THE RENAISSANCE "

وِل ڈیورانٹ

ترجمہ: یاسر جواد

علی پلازہ 3 مزنگ روڈ لاہور۔ فون : 7238014
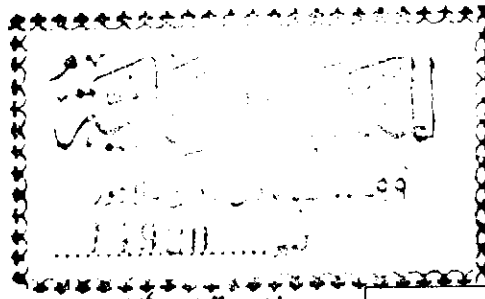
ناشر	تخلیقات' لاہور
زیرِ نگرانی	لیاقت علی
سن اشاعت	2006ء
کمپوزنگ	آزاد کمپوزنگ سنٹر: 7597988
پرنٹرز	علی فرید پرنٹرز' لاہور
ٹائٹل	ریاض
قیمت	-/550روپے

مترجم کا نوٹ

پہلی کتاب

تمہید: 77 — 1300ء

دوسری کتاب

فلورنسی نشاۃ ثانیہ: 1534ء — 1378ء

تیسری کتاب

اطالوی شان و شوکت: 1534ء ــ 1378ء

چوتھی کتاب

رومن نشاۃ ثانیہ: 1521ء ـ 1378ء

پانچویں کتاب

ٹوٹ پھوٹ

چھٹی کتاب

اختتام: 96 - 1534ء

مترجم کا نوٹ

تاریخ کی کسی صدی نے شاید ہی تیرھویں صدی عیسوی جتنی آفات اور ہلچل دیکھی ہو گی۔ صلیبی جنگیں' تاتاریوں کے حملے' اسلامی سلطنت کا مکمل خاتمہ' فارس اور ہندوستان کی تہذیبوں کی اُلٹ پلٹ' وغیرہ سب کچھ اس صدی نے دیکھا۔ 1240ء میں ابن عربی کی وفات کے بعد فلسفے کا کوئی نام لیوا تک نہ رہا۔ 1288ء میں ابن النفیس اور 1292ء میں راجر بیکن کی موت نے سائنس کا چراغ آئندہ تین سو سال کے لیے گل کر دیا۔ تینوں بڑے مذاہب' عیسائیت' اسلام اور ہندو مت زوال کا شکار تھے۔ لیکن چودھویں صدی کی ابتداء میں گرد و غبار کچھ بیٹھنے لگا تو اٹلی کے پیٹرارک نے محبت کے نغمات چھیڑے۔ یورپ نے اپنے ادب و فن کا سلسلہ پھر وہیں سے جوڑا جہاں پر ایک ہزار سال قبل چھوڑا تھا۔ یہ سلسلہ قدیم قبروں میں دفن مسودے دریافت کرنے کے ساتھ شروع ہوا پُرغرور قدیم دور کی ٹوٹی پھوٹی اور خستہ حال باقیات نے دانشوروں کے خیالات اور وطن دوستوں کے خوابوں کو جِلا بخشی۔ اس عہد کے لوگوں نے اسے نشاۃ ثانیہ یعنی نیا جنم قرار دیا۔ یہ نیا جنم پاپائیت اور مذہبی طبقے کی تباہی ثابت ہوا۔

لیونارڈو داونچی' مائیکل اینجلو' رافیل' ٹیشین' میکیاویلی' ساوونارولا' سیزر بورجیا' جیسی ہستیوں کا تعلق نشاۃ ثانیہ سے ہی تھا۔ ویٹیکن کے کلیسیاء کا گنبد' مونالیزا کا بے مثال شاہکار' لافانی مجسمہ "Pieta" اور وہ تمام عمارات اور فنون اسی دور کی یادگار ہیں جن پر یورپ آج بھی فخر کرتا اور جنہیں اپنا تہذیبی ورثہ قرار دیتا ہے۔ ہم نے اس نشاۃ ثانیہ کو "یورپ کی بیداری" کا نام دیا کیونکہ اسی عہد کی روشن کی ہوئی آگ نے انگلینڈ' فرانس اور سپین میں عقلی چراغ روشن کیے تھے۔

اس کتاب میں اٹلی و روم کی جنگوں' اہم واقعات' شخصیات' اخلاقیات' مذہبی و سیاسی تحریکوں' پاپائیت کی لوٹ مار اور انحطاط' سنگتراشی اور مصوری جیسے فنون اور عام لوگوں کی حالت پر مفصل اور مدلل بحث کی گئی ہے۔ "تہذیب کی داستان" کا یہ حصہ ہمیں وہ بنیادیں فراہم کرتا ہے جن کی مدد سے ہم اپنے موجودہ عہد کے ادب و فن' سیاست' فلسفہ' اخلاقیات اور ذہن کو بہتر طور پر سمجھنے کی کوشش کر سکتے ہیں۔

★★★★

ترجمہ میں ایک مرتبہ پھر افراد اور مقامات کے ناموں کا تلفظ مسئلہ بنا۔ کچھ نام تو عربی میں مستعمل ہیں' مثلاً اِٹلی کے لیے اطالیہ اور سسلی کے لیے صقلیہ وغیرہ۔ مگر زیادہ تر ناموں سے اردو کے قارئین واقف نہیں اور نہ ہی ان کا کوئی عربی تلفظ ہمارے پاس موجود ہے۔ اس لیے ہم نے اطالیہ اور صقلیہ کی بجائے اِٹلی اور سسلی ہی لکھا۔ لیکن اردو میں اٹلی تو مروج ہے مگر اٹالین نہیں۔ چنانچہ ہمیں تفہیم عامہ کی خاطر دوہرے معیار اپناتے ہوئے وہی تلفظ استعمال کرنا پڑا جو اردو زبان کے لیے زیادہ اجنبی نہیں نیز' Papacy کو پاپائیت تو لکھا جا سکتا ہے لیکن پوپ کو پاپا اور پوپس کو پاپاؤں لکھنا کسی بھی طرح مناسب نہیں۔ ایسا کرنے سے ترجمہ کے تقاضے تو شاید پورے ہو جاتے لیکن پڑھنے والے کو نئے نئے الفاظ سے نمٹنا پڑتا۔ المختصر' مذکورہ بالا وجوہ کی بناء پر ہم نے

کہیں کہیں انگریزی تلفظ کو ترجیح دی۔ وقت کی قلت کے باعث کتاب کے آخر میں انڈیکس نہیں دی جا سکی۔ آئندہ اشاعت میں یہ کمی پوری کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

☆☆☆☆
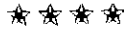
اس کتاب کے امریکی مورخ ول ڈیورانٹ 1885ء میں پیدا ہوئے۔ ان کا بچپن نارتھ ایڈمز' ماس اور کیرنی (نیو جرسی) میں گذرا۔ انہوں نے ان شہروں کے سکولوں اور اس کے بعد سینٹ پیٹرز کالج' جرسی سٹی اور کولمبیا یونیورسٹی نیویارک میں تعلیم حاصل کی۔ 1907ء میں انہوں نے تقریباً چھ ماہ تک نیویارک جرنل میں بطور رپورٹر کام کیا' لیکن اس ملازمت کو اپنی طبیعت سے متضاد پا کر آئندہ چار برس تک سیٹن ہال کالج ساؤتھ اورنج میں لاطینی' فرانسیسی' انگلش اور دیگر مضامین پڑھاتے رہے۔ 1913ء میں کولمبیا یونیورسٹی میں مارگن اور کیلکن سے حیاتیات جبکہ ووڈ برج اور ڈیوی سے فلسفہ پڑھا' اور 1917ء میں پی ایچ ڈی ڈگری حاصل کر کے ایک سال تک کولمبیا یونیورسٹی میں فلسفہ پڑھایا۔ 1914ء میں ہی نیویارک کے ایک پریسبی ٹیرینز کلیساء میں فلسفہ اور ادب کی تاریخ پر لیکچرز کا آغاز کیا جو "داستان فلسفہ" اور "تہذیب کی داستان" کی بنیاد بنے۔ سامعین میں زیادہ تر ملازمت پیشہ افراد شامل تھے 1921ء میں ول ڈیورانٹ نے لیبر ٹمپل سکول بنایا۔ 1927ء میں "تہذیب کی داستان" لکھنے کی غرض سے اپنی مصروفیات بہت مختصر کر دیں اور یورپ کا دورہ کیا۔ 1930ء میں مصر' مشرق قریب' ہندوستان' چین اور جاپان گئے۔ 1932ء میں ایک مرتبہ پھر جاپان' منچوریا' سائبیریا اور روس کا دورہ کر کے دنیا کا چکر لگایا۔ یوں انہوں نے اپنی شہرۂ آفاق تصنیف "تہذیب کی داستان" کی مندرجہ ذیل جلدیں تیار کیں: ہمارا مشرقی ورثہ' حیات یونان' سیزر اور مسیح' عصر ایمان' نشاۃ ثانیہ' تحریک اصلاح کلیسیاء' عصر استدلال اور نپولین کا دور

آخری جلد 1975ء میں تیار ہوئی۔

ول ڈیورانٹ نے 1981ء میں بمقام کیلی فورنیا انتقال کیا۔ ان کی بیوی اور شاگرد آریئل ڈیورانٹ اس تخلیقی سفر میں ان کی معاون رہیں اور 1981ء میں ہی وفات پائی

☆☆☆☆
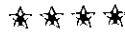
ادارہ "تخلیقات" زیر نظر کتاب سے پہلے اسی مصنف کی تین کتب "نشاط فلسفہ"، "ہندوستان" اور "عرب" بھی شائع کر چکا ہے۔ آخری دو کتب "تہذیب کی داستان" کی ہی پہلی جلد "ہمارا مشرقی ورثہ" پر مشتمل ہیں۔ ادارے کے مالک لیاقت علی عام بکنے والے موضوعات سے ہٹ کر "یورپ کی بیداری" جیسی ضخیم مگر دلچسپ کتاب شائع کرنے پر شکریہ کے مستحق ہیں۔

کتاب کو خوبصورت شکل دینے میں کمپوزر محمد آزاد صاحب کی قابل تعریف محنت شامل ہے۔ انہوں نے ہر ممکن حد تک اعراب بھی کمپیوٹر پر لگائے اور اطالوی و لاطینی الفاظ کو مختلف رسم الخط میں دیا۔

یاسر جواد
15 دسمبر 1999ء، لاہور

کتاب
اول

تمہید
(77–1300ء)

پہلا باب

پیٹرارک اور بوکاشیو کا عہد

(1304–75ء)

I ۔ نشاۃ ثانیہ کا بانی

1302ء میں کالوں (neri) کی اشرافیہ جماعت نے فلورنس کی حکومت پر زبردستی قبضہ جما کر دانتے اور دیگر متوسط طبقہ کے گوروں (bianchi) کو جلاوطن کیا اسی برس فتح مند امراء شاہی نے ایک سفید فام وکیل سر پیٹراکو پر ایک قانونی دستاویز میں جعلسازی کرنے کا الزام عائد کر کے مقدمہ چلایا۔ پیٹراکو نے اس الزام کو اپنا سیاسی کیریئر ختم کرنے کی سازش قرار دے کر عدالت میں پیش ہونے سے انکار کر دیا اس کی غیر حاضری میں ہی عدالتی کارروائی مکمل کر کے اسے بھاری جرمانہ ادا کرنے یا پھر اپنے ہاتھ کٹوانے کی سزا سنا دی گئی۔ عدالت میں حاضری سے بدستور انکار کرتے رہنے پر اسے فلورنس سے نکال دیا گیا اور اس کی جائیداد قرق کر لی گئی۔ وہ اپنی جوان بیوی کو ساتھ لے کر ارتسو (Arezzo) کی جانب نکل بھاگا۔ وہاں دو سال بعد فرانسسکو پیٹرارکا (اس نے اپنا نام خوش آہنگ بنا لیا تھا) دنیا پر اچانک پھٹ پڑا۔

پوپ کے مخالف اور جرمن شہنشاہ کے حمایتی اطالوی امراء کی شاہی پارٹی "گلفس" ارتسو پر چھائی ہوئی تھی۔ لہٰذا ننھے ارتسو نے وہ تمام مصیبتیں اٹھائیں جو چودھویں صدی میں کوئی بھی اطالوی شہر اٹھا رہا تھا۔ اٹلی میں سیاسی حاکمیت کی خاطر

جدوجہد میں شہنشاؤں کا مخالف اور پوپ کا حمایتی گلفی فلورنس کمپالڈینو میں اریتسو پر غالب آ گیا تھا (1289ء)، جہاں دانتے نے لڑائی لڑی; 1340ء میں اریتسو میں موجود 13 تا 70 سال کے تمام گیبلن جلاوطن کر دیئے گئے، اور 1340ء میں اریتسو مستقل طور پر فلورنس کا محکوم بن گیا۔ قدیم دور میں وہاں میس نس پیدا ہوا تھا; وہاں پندرھویں اور سولھویں صدیوں نے جارجو وازاری (Giorgio Vasari) کو جنم لیتے دیکھا تھا جس نے نشاۃ ثانیہ کو مقبول بنایا; اور پھر اس کو کچھ عرصہ بدنام کرنے والا پیاترو آرے تینو (Pietro Aretino) بھی وہیں کا تھا۔ اِٹلی میں ہر شہر نے جینیئس پیدا کیے اور پھر انہیں دیس نکالا دے دیا۔

1312ء میں سر پیتراکو اس امید کے ساتھ شہنشاہ ہنری VII کا استقبال کرنے شمال کی جانب بڑھا کہ وہ اِٹلی یا کم از کم گیبلن کو ہی تحفظ دے لے گا۔ اس برس دانتے جیسے ہی پُراعتماد پیتراکو نے اپنے اہل خانہ کو پیسا (پیزا۔Pisa) منتقل کیا اور فلورنسی گلفس کی تباہی کا انتظار کرنے لگا

پیسا ابھی تک اِٹلی کی عظمتوں میں شریک تھا 1284ء میں جینووائی (Genoese) بیڑے کے ہاتھوں جب پیسا کا بحری بیڑہ منتشر ہو گیا تو اس کی املاک گھٹ گئیں اور تجارت میں بھی کافی کمی ہوئی; اور اس کے دروازوں کے اندر گلف اور گیبلن کے نفاق نے اس کی طاقت اس قدر کم کر دی کہ وہ دریائے آرنو (Arno) کے دہانے پر اختیار حاصل کرنے کے مشتاق تاجرانہ فلورنس کی سامراجی گرفت سے نہ بچ سکا۔ لیکن پیسا کے بہادر شہریوں نے اپنے پرجلال سنگ مرمر کے گرجا گھر، اپنے غیر یقینی خمیدہ مینار اور اپنے مشہور قبرستان "مقدس میدان" (کامپو سانتو) میں خود کو رفعت دی اس قبرستان کا مرکزی چوکور صحن مقدس سرزمین کی مٹی سے بھرا گیا تھا اور اس کی دیواروں پر جلد ہی جوتو (Giotto) کے شاگردوں اور لورین سیتی (Lorenzetti) نے استرکاری کرنا تھی اور اس کے تراشے ہوئے مقبروں نے ہیروئی یا شاہ خرچ مردے کو لمحہ بھر کی لافانیت دینا تھی۔ پیسا یونیورسٹی قائم ہونے کے فوراً بعد ہی وہاں باریک بین مقنن ساسوفیراتو کے بارتولس (Bartolus of Sassoferrato) نے رومن لاء کو معاصر ضرورتوں کے مطابق بنایا، لیکن اپنی قانونی سائنس کو اس قدر فصیح و بلیغ زبان میں

لکھا کہ پیترارک اور بوکاشیو دونوں نے ہی اسے بُرا بھلا کہا۔ شاید بارتولس نے ابہام کو مصلحت اندیشی جانا کیونکہ اس نے جابر کُشی کو درست قرار دیا اور جائز قانونی کارروائی کے بغیر کسی شخص کی جائیداد ضبط کرنے کا سرکاری حق مسترد کیا تھا [1]

ہنری VII یہ سوچ اپنے ذہن میں لانے سے پہلے ہی (1313ء میں) مرگیا کہ رومی شہنشاہ بنے یا نہ بنے۔ اٹلی کی گلفس بہت خوش ہوئی اور پیسا میں غیر محفوظ سَر پیترا کو اپنی بیوی، بیٹی اور دو بیٹوں سمیت دریائے رون (Rhon) کے کنارے آوی نیون (Avignon) کو ہجرت کر گیا، جہاں نو قیام شدہ پاپائی عدالت اور تیزی سے پھیلتی ہوئی آبادی نے ایک وکیل کی ہنرمندی کے لیے مواقع پیش کیے۔ وہ اوپر کی طرف جینووا کے ساحل پر گئے اور پیترارک اطالوی دریائی خطے (*Riviera*) کی شان و شوکت کبھی نہ بھول سکا --- پہاڑ کے کناروں پر کلاہ جیسے قصبے، نیچے سبز نیلگوں سمندروں کی جانب پھسلتے ہوئے؛ نوجوان شاعر نے کہا کہ یہ "زمین سے زیادہ آسمان میں داخل ہونے جیسا ہے۔" [2] انہوں نے آوی نیون کو معززین سے اس قدر بھرپور پایا کہ کارپینتراس (Carpentras) کے شمال مشرق میں کوئی پندرہ میل پرے چلے گئے (1315ء)؛ اور وہاں فرانسکو نے مسرور فارغ البالی کے چار سال گزارے۔ یہ مسرت اس وقت ختم ہوئی جب اسے قانون کا مطالعہ کرنے مونٹ پیلیئر (Montpellier' 23 -1319ء) اور پھر بولونیا (6- 1323ء) بھیجا گیا

بولونیا نے اسے مسرور کیا ہوگا۔ یہ خوش طبع طلبہ، تحصیل علم کی مہک اور آزاد سوچ کے جوش و خروش سے بھرپور یونیورسٹی والا شہر تھا۔ یہاں اسی چودھویں صدی میں اناٹومی (علم تشریح الاعضاء) پر اولین درس دیئے گئے۔ یہاں نوویلا دی آندریا (Novella d' Andrea وفات 1366ء) جیسی دلکش خواتین پروفیسرز بھی تھیں جو روایت کے مطابق ایک نفیس پردے کے پیچھے سے لیکچر دیا کرتی تھی، مبادا ان کا حسن طلبہ کی توجہ منتشر نہ کردے۔ بولونیا کی برادری مقدس رومن سلطنت کا جوا اتار پھینکنے اور اپنی خود مختاری کا دعویٰ کرنے والوں میں سب سے آگے تھی؛ 1153ء میں بھی اس نے اپنا شہری ناظم (*Podesta*) منتخب کر لیا تھا اور دو صدیوں تک اپنی جمہوری حکومت قائم رکھی۔ لیکن 1325ء میں جب پیترارک وہاں موجود تھا تو اسے موڈینا (Modena)

کے ہاتھوں اس قدر تباہ کن شکست کا سامنا کرنا پڑا کہ اس نے خود کو پاپائیت کے تحفظ میں دے دیا اور 1327ء میں ایک پاپائی نمائندہ بطور گورنر قبول کر لیا۔ اس کے بعد متعدد خوفناک کہانیاں وجود میں آئیں۔

پیترارک کو بولونیا کی فضاء پسند تھی' لیکن اس نے قانون کا عالم بننے کو ناپسند کیا۔ "میں ایک ایسا فن حاصل کرنے کے اپنے رجحان کے خلاف گیا جسے میں بے ایمانی کے ساتھ استعمال نہیں کرتا تھا اور اسے دوسرے انداز میں استعمال کرنے کی بمشکل ہی توقع کر سکتا تھا۔" فقہ قانونی رسائل میں اس نے جس بات پر تمام توجہ دی وہ صرف "بے شمار قدیم رومی حوالے" تھے۔ قانون کا مطالعہ کرنے کی بجائے اس نے ورجل' سسرو اور سینیکا کی ہر دستیاب تحریر پڑھی۔ ان تحریروں نے اس پر ایک نئی دنیا کے دروازے کھولے---- فلسفے اور ادبی فن کے دروازے۔ وہ انہی کی طرح سوچنے لگا' اسے انہی کی طرح لکھنے کی خواہش ہونے لگی۔ اپنے ماں باپ کی موت (1326ء) کے بعد اس نے قانون کو چھوڑا' واپس آوی نیون گیا اور خود کو کلاسک شاعری اور رومانوی محبت میں غرق کر لیا۔

وہ ہمیں بتاتا ہے کہ 1327ء میں گُڈ فرائیڈے کے روز اس نے ایک عورت کو دیکھا جس کے حسن دل آراء نے اسے اپنے دور کا مشہور ترین شاعر بنا دیا اس نے عورت کا ذکر مسحور کن تفصیل کے ساتھ کیا' لیکن اس کی شناخت کو اس قدر بہتر انداز میں مخفی رکھا کہ قریبی دوست بھی اسے خیالی اختراع سمجھے اور اس کے تمام شوق کو شاعرانہ پرواز خیال شمار کیا۔ لیکن اس کے پاس موجود ورجل کی کتاب (جسے حاسدانہ طور پر میلان کی امبروزین لائبریری میں رکھا گیا ہے) کے خالی ورق پر وہ الفاظ آج بھی دیکھے جا سکتے ہیں جو اس نے 1348ء میں لکھے تھے۔

> اپنے فضائل کے ذریعہ ممتاز اور میرے گیتوں کے ذریعہ وسیع پیمانے پر مشہور ہونے والی لارا پہلی بار "ہمارے آقا" کے سن 1326ء میں 6 اپریل کو صبح صبح آوی نیون کے سانتا کلارا کلیساء میں میری آنکھوں کے سامنے آئی۔ اسی شہر میں' اسی ماہ' اسی چھ تاریخ کو' اسی وقت پر سن 1348ء میں وہ روشنی ہمارے دن سے چھین لی گئی۔

یہ لارا کون تھی؟ 3 اپریل 1348ء کو آوی نیون میں کسی لارا ڈی سیڈ نے بیان حلفی داخل کیا تھا جو کاؤنٹ ہیوگز ڈی سیڈ کی بیوی اور بارہ بچوں کی ماں تھی ممکنہ طور پر یہی خاتون ہمارے شاعر کی محبت تھی اور اس کا شوہر تاریخ کے مشہور ترین سادیتی (Sadist) کا ایک بعید جد امجد تھا۔ سیمونامارٹینی (Simone Martini) سے منسوب ایک منی ایچر فلورنس کی Laurentian لائبریری میں رکھی ہے۔ روایت کے مطابق یہ تصویر پیترارک کی لارا کی ہے؛ اس میں نظر آنے والا چہرہ نہایت حسین' نازک لبوں' ستواں ناک اور جھکی ہوئی غم آلود آنکھوں والا ہے۔ بہرصورت اس نے بڑے سکون کے ساتھ پیترارک کی جانب سے ستائش وصول کی' اسے فاصلے پر ہی رکھا اور اپنے انکار سے اس کے شوق کو مزید ہوا دی۔ لارا کے لیے پیترارک کی بے لوث محبت بعدازاں اس کے شہوانی عناصر پر پیترارک کی ندامت' اور پھر اس بے صلہ محبت کے مصفا اثر کے لیے اس کے اظہار تشکر سے پتہ چلتی ہے۔

اس دوران وہ پرووانس (Provence) میں مقیم رہا.... عشقیہ شعراء کی سرزمین میں; ان کے نغمات کی بازگشت آج بھی آوی نیون میں سنسنا رہی ہے; اور پیترارک اپنے سے ایک پشت پہلے کے نوجوان دانتے کی طرح لاشعوری طور پر عشقیہ شاعر بن گیا اور اپنے عشق کو ہزاروں اشعار میں پنہاں کر دیا۔ ان دنوں شاعری لکھنا وقت گذارنے کا مقبول ترین شغل تھا' پیترارک نے اپنے ایک خط میں شکایت کی کہ "وکلاء اور ماہرین دینیات' حتیٰ کہ اس کا اپنا نوکر بھی شعر نہیں کہتا۔" جلد ہی اس نے خدشہ ظاہر کیا کہ "کہیں بھینسیں بھی شعروں کی صورت میں نہ ڈکرانے لگیں۔"[3] اسے اپنے علاقے سے میراث میں سانیٹ طرز شاعری ملی تھی' جس نے کئی صدیوں تک اطالوی شاعری کو ڈھالا اور دُشوار بنائے رکھا۔ ندی نالوں کے ساتھ ساتھ یا پہاڑی پگڈنڈیوں پر چلتے ہوئے' شام یا صبح کی عبادت کے دوران بے خیالی میں سر جھکائے ہوئے' اپنے کمرے کی خاموشی میں بیٹھ کر فعلوں اور صفتوں کے درمیان اپنی راہ ٹٹولتے ہوئے اس نے آئندہ بیس سال کے دوران زندگی گذارتی اور بچے جنم دیتی ہوئی لارا پر 207 سانیٹ اور چھوٹی موٹی دیگر نظمیں مرتب کیں "کتاب نغمات" (*Canzoniere*) کے طور پر مسودے کی کاپیوں میں جمع ان نظموں نے جوان اطالوی نسل' اطالوی مردوں اور

اطالوی مذہبی طبقے کے لوگوں کے تخیل پر قبضہ جما لیا۔ کوئی بھی اس امر سے پریشان نہ ہوا کہ مصنف نے کلیسیاء کے سوا اور کسی بھی چیز میں ترقی کی کوئی راہ نہ دیکھتے ہوئے مونڈن اور دیگر چھوٹی موٹی رسوم کو اپنا لیا تھا اور کلیسائی جاگیر حاصل کرنے کے چکروں میں تھا۔ لیکن لارا یہ سن کر شرم سے سرخ اور ہیجان سے کانپ اُٹھی ہو گی کہ ایڈریاٹک (Adriatic) سے لے کر رون تک اس کے بالوں' ابرو' نینوں اور لب و رخسار کے گن گائے جا رہے ہیں۔ دست برد زمانہ سے بچ جانے والے عالمی ادب میں اس سے پہلے کہیں بھی جذبہ عشق کو اس قدر گوناگوں لبریزی حاصل نہ ہوئی تھی یا اس کو اتنی محبت سے پیش نہیں کیا گیا تھا۔ اس میں شاعرانہ آرزو کے تمام خوبصورت استعارے' کرشماتی طور پر بحر اور قافیہ میں سمویا یا پھڑپھڑاتا ہوا شعلہ عشق موجود تھا:

چاہے کوئی پہاڑ کتنا ہی برف زدہ ہو
لیکن نغمہ اسے دہکا کر آہوں میں اُڑا دے گا!

لیکن اطالوی لوگوں نے ان شکر پاروں کو نہایت لطیف موسیقی میں وصول کیا جو ان کی زبان میں ابھی تک ان سنی تھی۔۔۔ پیچیدہ' نفیس اور مترنم' روشن تشبیہات سے جگمگاتی ہوئی موسیقی جس کے سامنے کبھی کبھی دانتے بھی خام اور درشت نظر آنے لگا: اب واقعی وہ پُرشکوہ زبان۔۔۔۔ صوت علت کی صوت صحیح پر فتح۔۔ خوبصورتی کی ایسی رفعت پر پہنچی جو ہمارے عہد میں بھی بدستور ممتاز ہے۔۔ کوئی اجنبی شخص فکر کا ترجمہ تو کر سکتا ہے' لیکن آہنگ کا ترجمہ کون کرے گا؟

کس روشن قلمرو' درخشاں سوچ کے کس حلقے میں
فطرت نے وہ نمونہ ڈھونڈا جس کے مطابق اس نے
وہ نفیس خیرہ کن تصور کھینچا' جو کچھ اس نے آسمان پر تشکیل دیا
اسے ہم اس زمین پر کہاں دیکھیں؟
کیا چشموں میں مقیم جل پری' کیا کنجوں میں
ملنے والی بن دیوی' ایسے سنہری گیسو کبھی آندھی میں [illegible]ئے؟
ایسی خوبیاں کس دل کو معلوم ہیں؟۔۔۔
اگرچہ اس کی سب سے بڑی خوبی میری موت کے ساتھ معمور ہے

وہ بیکار میں ملکوتی حسن تلاش کرتا ہے' وہ
جس نے کبھی اس کی کامل آنکھوں کو نہیں دیکھا'
نور افشاں نیلے ڈھیلوں کو۔۔۔
وہ نہیں جانتا کہ محبت کیسے سر تسلیم خم اور انکار کرتی ہے؛
وہ صرف اسے جانتا ہے جسے معلوم ہے کہ وہ
کتنی خوبصورتی سے ہنستی' باتیں کرتی اور سانس لیتی ہے ۔۔۔ ؎

نظموں' زندہ دلی اور عورت' فطرت' رویئے' ادب اور فن میں اس کی حساسیت نے مہذب معاشرے میں پیٹرارک کے لیے جگہ بنائی اور آوی نیون میں اس کی جانب سے کلیسائی اخلاقیات کی مذمت نے بشپ جیاکومو کولونا اور اس کے بھائی کارڈینل جووانی جیسے عظیم اہل کلیسیاء کو اس کی مہمانداری اور سرپرستی کرنے سے نہ روکا۔ اس نے ہم میں سے بہت سوں کی طرح تھک جانے اور سزا پانے سے پہلے خوب لطف اٹھایا اور پھر تلافی کر لی۔ لارا پر سانیٹ لکھنے کے درمیان وہ ایک محبوبہ سے دل بہلاتا رہا اور دو غیر قانونی بچوں کا باپ بنا۔ اس کے پاس سفر کرنے کی فرصت اور غالباً کافی رقم بھی تھی۔ 1331ء میں ہم اسے پیرس' پھر فلینڈرز (Flanders) اور جرمنی' اور پھر روم (1336ء) میں کولونا گھرانے کا مہمان پاتے ہیں۔ "فورم" کے آثار دیکھ کر اسے شدید دکھ ہوا' جو ایک ایسی قدیم طاقت اور عظمت منکشف کرتا تھا کہ اس کے سامنے قرون وسطیٰ کے متروک دارالحکومت کی غربت اور گندگی شرمناک تھی۔ اس نے باری باری پانچ پوپس سے آوی نیون چھوڑنے اور واپس روم جانے کی درخواست کی تھی۔ تاہم' اب خود ہی روم کو چھوڑ کر آوی نیون لوٹ آیا۔

اپنے سفروں کے درمیان وہ سات سال کارڈینل کولونا کے محل میں مقیم رہا اور وہاں اِٹلی' فرانس اور انگلینڈ کے ممتاز ترین دانشوروں' اہل کلیسیاء' وکلاء اور ریاست کاروں سے ملاقات کر کے انہیں کلاسیکل ادب میں اپنی دلچسپی سے آگاہ کیا۔ لیکن اس نے کلیسائی عہدوں میں آوی نیون کی رشوت ستانی' کلیسائی قانون کی بے کاری' کارڈینلوں (Cardinals) اور طوائفوں کے اختلال' اور دنیا میں عیسائیت پھیلنے

پر دکھ کا اظہار کیا۔ 1337ء میں اس نے آوی نیون سے تقریباً 15 میل مشرق میں Vaucluse --- "بند وادی" --- میں ایک چھوٹا سا مکان خریدا۔ نظروں سے اوجھل اس جگہ کا سراغ لگانے کے لیے پُرشکوہ مناظر کے درمیان سفر کرتے ہوئے آپ یہ دیکھ کر حیران رہ جاتے ہیں کہ وہ تو ایک چٹان کے ساتھ بنی ہوئی چھوٹی سی کٹیا ہے' لیکن جسے *Sorgue* کا پُرسکون بہاؤ سہلا کر گذرتا ہے۔ پیترارک نے نہ صرف اپنی محبت کے جذباتی الجھاؤ بلکہ فطری منظر سے حاصل کردہ مسرت میں بھی روسو (Rousseau) کی جھلک پیش کی۔ وہ اپنے ایک دوست کو لکھتا ہے: "کیا تم یہ جان سکتے ہو کہ میں پہاڑوں' جنگلوں اور ندیوں کے درمیان کتنی خوشی کے ساتھ آزاد اور تنہا گھومتا پھرتا ہوں۔" 1336ء میں وہ محض ورزش' نظارے اور فتح کے غرور کی خاطر 6214 فٹ بلند کوہ *Ventoux* کو سر کر کے ایک رواج ڈال چکا تھا۔ اب "بند وادی" میں وہ کسانوں جیسے کپڑے پہنتا' چشمہ میں مچھلیاں پکڑتا' دو باغوں میں دل بہلاتا اور "ایک کتے اور صرف دو ملازموں" پر ہی مطمئن و مسرور رہتا تھا۔ لارا کے لیے محبت تو بے قرار نغمات میں تحلیل ہو چکی تھی۔ اس کا واحد دکھ صرف یہ تھا کہ وہ اِٹلی سے بہت دور اور آوی نیون سے بہت نزدیک ہے۔

زمین کے اس ٹکڑے سے اس نے آدھی ادبی دنیا کو تحریک دی۔ وہ اپنے دوستوں' پوپس اور بادشاہوں' مرچکے لکھاریوں' آنے والی نسل کے نام طویل خطوط لکھنا پسند کرتا تھا۔ اس نے اس خط و کتابت کی کاپیاں بنائیں اور عمر کے آخری برسوں میں انہیں اپنی موت کے بعد اشاعت کی غرض سے دوبارہ پڑھ کر لطف اٹھایا کرتا تھا۔ پُرزور لیکن بمشکل سِسروئی لاطینی میں لکھے ہوئے یہ مراسلے اس کی قلم کے نہایت جاندار نشانات ہیں۔ کچھ ایک میں کلیسیاء پر اس قدر سخت تنقید ہے کہ پیترارک نے مر کر محفوظ ہو جانے تک انہیں چھپائے رکھا۔ کیتھولک عیسائیت کے مکمل مسلک کو ظاہری خلوص کے ساتھ قبول کرنے کے باوجود اس کی روح اہل قدیم کے ساتھ رہتی تھی' اس نے ہومر' سِسرو اور لائیوائی (*Livy*) کو جیسے زندہ دوست سمجھ کر خط لکھے اور شکایت کی کہ اس کی پیدائش بھی رومی جمہوریہ کے ہیروئی دور میں کیوں نہیں ہوئی تھی۔ اس نے ... اپنے ایک مراسلہ نگار کو لائیلیس (Laelius) اور دوسرے کو سقراط

کہا۔ اس نے اپنے دوستوں کو تحریک دی کہ وہ لاطینی یا یونانی ادب کے گمشدہ مسودے تلاش کریں، قدیم کھدی ہوئی تحریروں کی نقل تیار کریں، قدیم سکوں کو تاریخ کی گران قیمت دستاویزات کے طور پر جمع کریں۔ اس نے عوامی کتب خانوں کے قیام پر زور دیا، اور جو کہا خود بھی اس پر عمل کیا۔ اپنے سفروں کے دوران اس نے قدیم کتب ڈھونڈ ڈھونڈ کر خریدیں کہ وہ "عربوں یا چینیوں کے مال تجارت کی کسی بھی شے سے زیادہ قیمتی تھیں:"[۵] ناقابل خرید مسودوں کی نقول اپنے ہاتھ سے تیار کیں: اور نقول تیار کرنے والوں کو تنخواہ پر اپنے ساتھ گھر میں رکھا۔ یونان سے بھیجے جانے والے "ہومر" پر وہ بہت خوش ہوا اور ارسال کنندہ سے "یوری پیڈیز" کی ایک نقل بھی بھیجنے کی التجاء کی، اور "ورجل" کی نقل تیار کر کے سادہ ورق پر اپنے دوستوں کی زندگیوں کے اہم واقعات کا اندراج کیا۔ وسطی ادوار نے بت پرستوں (Pagan) کا کلاسیکی ادب محفوظ کر دیا تھا اور اس دور کے کچھ دانشوروں کو اس ادب سے محبت تھی، لیکن پیترارک کو ان کتب میں موجود حوالوں سے معلوم تھا کہ بے شمار شاہکار فراموش یا گم ہو گئے تھے: اور انہیں ڈھونڈنا اس کا شوق بن گیا۔

رینان (Renan) نے اسے "پہلا جدید انسان" کہا جس نے "لاطینی مغرب میں قدیم ثقافت کے لیے محبت کا جذبہ پیدا کیا تھا۔"[۶] اس کام کو صرف جدیدیت نہیں کہا جا سکتا جس نے کلاسیکی دنیا کو دوبارہ دریافت کرنے کے ساتھ ساتھ مافوق الفطرت کی بجائے فطری کو انسانی توجہ کا مرکز بھی بنایا۔ اس مفہوم میں پیترارک بھی "جدید" کے لقب کا حقدار ہے: معتدل طور پر متقی اور کبھی کبھی اگلی زندگی کے متعلق پریشان ہونے کے باوجود عہد قدیم میں اس کی دلچسپی نے انسان اور زمین، حیاتی مسرت کی جائز حیثیت اور شخصی لافانیت کی بجائے فانی عظمت پر نشاۃ ثانیہ کے پُرزور اصرار کی نشوونما میں اضافہ کیا۔ پیترارک وسطی دور کے نکتہ نظر سے کچھ ہمدردی رکھتا تھا، اور اپنے مکالموں--- "*De Contemtu mundi*" --- میں اس نے سینٹ آگسٹائن سے اس پر سوچ بچار کروایا، لیکن ان خیالی مکالموں میں خود کو سیکولر تہذیب اور دنیاوی شہرت کا دفاعی وکیل بنایا۔ اگرچہ دانتے کی موت کے وقت پیترارک 17 برس کا ہو چکا تھا لیکن ان کے مزاجوں میں ایک اتھاہ خلیج موجود تھی۔ مقبول عام رائے کے مطابق وہ اولین انسانیت

پسند' اس زندگی کے ساتھ تعلق بنانے کے انسانی حق کو صاف اور پُرزور انداز میں بیان کرنے' زندگی کی خوبصورتیوں سے لطف اٹھانے اور انہیں فروغ دینے والا اولین مصنف تھا۔ وہ نشاۃ ثانیہ کا بانی تھا۔

II۔ نیپلز اور بوکاشیو

بند وادی میں پیترارک نے وہ نظم لکھنا شروع کی جس کے ذریعہ اس نے ورجل کا مقابلہ کرنا چاہا تھا۔ یہ رزمیہ نظم "افریقہ" اِٹلی کی آزادی کے متعلق تھی جو ہینی بال پر Scipio Africanus کی فتح کے ذریعہ حاصل ہوئی۔ اپنے سے اگلی صدی کے انسانیت پسندوں کی طرح اس نے لاطینی کو اپنا ذریعہ اظہار بنایا' نہ کہ دانتے کی طرح اطالوی کو؛ وہ ساری پڑھی لکھی مغربی دنیا کو اپنی بات سمجھانا چاہتا تھا۔ نظم آگے بڑھنے کے ساتھ ساتھ وہ اس کے جوہر کے بارے میں زیادہ از زیادہ متشکک ہوتا گیا؛ اس نے اسے کبھی مکمل کیا اور نہ ہی چھپوایا۔ جب وہ لاطینی بحر مسدس میں کھویا ہوا تھا تو اس کی اطالوی "Canzoniere" اِٹلی بھر میں اپنی شہرت پھیلا رہی تھی' اور ایک ترجمے نے اس کا نام فرانس میں پہنچا دیا۔ 1340ء میں--- اپنی چالاکی اور جوڑ توڑ کے بغیر نہیں --- اسے رومن سینیٹ اور یونیورسٹی آف پیرس سے دو دعوتیں موصول ہوئیں کہ وہ آکر ان کے ہاتھ سے "شاعر کی فضیلت کا اعزاز" وصول کرے۔ اس نے سینیٹ کی دعوت اور دانا رابرٹ کا یہ مشورہ بھی قبول کر لیا کہ راستے میں نیپلز ضرور ٹھہرے۔

فریڈرک II اور پولیس کی طاقت اور سیاسی جوڑ توڑ کے باعث Hohenstaufens کی معزولی کے بعد اس کا Regno --- پاپائی ریاستی کے جنوب کا اِٹلی --- پرووانس کے کاؤنٹ چارلس کے نام پر آنژو (Anjou) کے ہاؤس کو دے دیا گیا تھا۔ چارلس نے نیپلز اور سسلی کے بادشاہ کے طور پر حکومت کی؛ سسلی اس کے بیٹے چارلس سے چھن کر ہاؤس آف اراگون (Aragon) کے پاس چلا گیا؛ اس کے پوتے رابرٹ نے سسلی پر دوبارہ قبضے کے لیے جنگ میں ناکام ہونے کے باوجود اپنی باصلاحیت حکومت' عقلمندانہ سیاست کاری اور ادب و فن کی ذی شعور سرپرستی کے باعث بڑا نام کمایا۔ سلطنت کی صنعت بہت خراب حالت میں تھی اور زراعت پر عاقبت نااندیش زمینداروں کا قبضہ تھا

جنہوں نے آج ہی کی طرح تب بھی کاشتکاروں کو انقلاب کے دہانے تک پہنچا دیا تھا' لیکن نیپلز کی تجارت نے دربار کو اتنی کمائی فراہم کر دی کہ شاہی قلعے *Nouvo* میں اکثر جشن منائے جاتے۔ کھاتے پیتے لوگوں نے دربار کی نقل کی؛ شادیاں کنگال کرنے والی تقریبات بن گئیں؛ مخصوص عرصے بعد کشتی دوڑ کے مقابلوں نے تاریخی خلیج کو آباد کر دیا اور شہر کے مرکزی چوک میں نوجوان بانکے نیزہ بازی کے خطرناک ٹورنامنٹس کھیلتے جبکہ ان کی عورتیں اونچے جھروکوں میں کھڑی مسکراتی رہتیں۔ نیپلز میں زندگی خوشگوار اور اخلاق کافی کمزور تھے؛ عورتیں خوبصورت اور قابل رسائی تھیں' اور عاشقانہ کھیل بازی کے اس ماحول میں شاعروں کو اپنے نغمات کے لیے متعدد موضوعات اور تحریکات مل جاتیں۔ بوکاشیو کی تشکیل نیپلز میں ہی ہوئی۔

بوکاشیو جووانی نے اپنے فلورنسی تاجر باپ اور ایک مشتبہ نام و اخلاقیات والی[۸] محبوبہ کے درمیان "آشنائی" کے ان چاہے نتیجہ کے طور پر پیرس میں اپنی زندگی شروع کی؛ شاید اپنی ناجائز پیدائش اور نصف فرانسیسی خون نے اس کے کردار اور تاریخ کے تعین میں حصہ ڈالا۔ شیرخواری میں ہی اسے فلورنس کے نزدیک Certaldo میں لایا گیا اور اس نے ایک سوتیلی ماں کی نگرانی میں ایک دکھ زدہ بچپن گذارا۔۔ دس برس کی عمر میں (1323ء) اسے نیپلز بھیج دیا گیا جہاں اس نے سودی کاروبار اور تجارت کے کیریئر میں ابتدائی تربیت حاصل کرنا شروع کی۔ وہ اسی طرح کاروبار سے نفرت کرنے لگا جیسے پیترارک قانون سے کرتا تھا؛ اس نے اپنے لیے غربت اور شاعری کی فوقیت کا اقرار کیا' اپنی روح کو "اووڈ" کے سپرد کر دیا' "*Metamorphoses*" اور "*Heroides*" سے لطف اٹھایا اور زیادہ تر "*Ars Amandi*" پوری لگن سے یاد کیا جس میں "عظیم ترین شاعروں نے دکھایا کہ وینس کی مقدس آگ کو نہایت ٹھنڈی چھاتی میں بھی کیسے فروزاں کیا جا سکتا ہے۔"[۹] باپ نے اسے حسن سے زیادہ دولت کا شائق بنانے میں خود کو ناکام ہوتے دیکھ اس شرط پر کاروبار چھوڑنے کی اجازت دے دی کہ وہ مذہبی قوانین کا مطالعہ کرے گا۔ بوکاشیو مان تو گیا لیکن عشق بازی کے لیے تیار ہو چکا تھا۔

ماریا ڈی آکوائینو (*Maria d' Aquino*) نیپلز کی حسین ترین عورت تھی۔ وہ

بادشاہ دانا رابرٹ کی فطری بیٹی تھی۔[10] لیکن اس کی ماں کا شوہر اسے اپنی اولاد قبول کرتا تھا۔ ماریا نے ایک کانونٹ میں تعلیم حاصل کی اور پندرہ سال کی عمر میں کاؤنٹ آف آکوائنو سے بیاہ دی گئی' لیکن اپنی ضرورتوں کو بے تسکین پایا۔ شوہر کی نااہلیوں کی تلافی کے لیے اس نے یکے بعد دیگرے کئی عاشقوں کا حوصلہ بڑھایا۔ بوکاشیو نے اسے پہلی مرتبہ "Holy Saturday" کو صبح کی عبادت کے دوران دیکھا--- صرف چار ایسٹر قبل پیترارک تقریباً انہی جیسے حالات میں لارا کو دریافت کر چکا تھا۔ ماریا اسے ایفرودتی سے زیادہ حسین لگی؛ دنیا میں اس کے سنہری بالوں سے زیادہ خوبصورت اور چنچل نینوں سے زیادہ دلربا چیز اور کوئی نہ تھی۔ اس نے اسے Fiammetta یعنی "ننھا شعلہ" کہا اور خود کو اس آگ میں جلا دینے کا آرزومند ہوا۔ وہ مذہبی قوانین اور آج تک پڑھے ہوئے تمام فرامین بھی بھول گیا؛ مہینوں تک وہ یہی سوچتا رہا کہ اس کے قریب کیسے ہو۔ وہ صرف ماریا کو دیکھنے کی امید لے کر کیتھیڈرل میں جاتا' اس کی کھڑکی کے سامنے چکر لگاتا رہتا' بے یے (Baiae) میں اس کی آمد کی خبر سن کر وہاں دوڑا جاتا۔ اس نے پانچ سال تک اس کا تعاقب کیا: ماریا دوسرے پرس خالی ہو جانے تک اسے انتظار کرواتی رہی' اور تب اسے قریب آنے کا موقع دیا۔ سال بھر کی مہنگی ملاقاتوں نے بدکاری کی دھار کند کر دی: ماریا نے شکایت کی کہ وہ دوسری عورتوں سے بھی ملتا ہے۔ دوسری طرف بوکاشیو کی جیبیں خالی ہو گئیں۔ "ننھے شعلے" نے مزید ایندھن ڈھونڈا اور بوکاشیو تنہائی میں شاعری کرنے لگا۔

غالباً اس نے پیترارک کی "Canzoniere" اور دانتے کی "Vita Nuova" پڑھ لی تھی: اس کی اولین نظمیں بھی انہی جیسی تھیں: پُرتپاک' جوش انگیز محبت اور شدید آرزو کے سانیٹ۔ زیادہ نظموں میں "ننھے شعلے" کو مخاطب کیا گیا تھا اور کچھ میں مزید چھوٹے شعلوں کو۔ بوکاشیو نے اس کے لیے عہد وسطیٰ کے عشق والی ایک طویل اور دل گیر نثری نظم (Filocopo) بھی لکھی Fleuret Blancfleur: اس کی Filostrato کہیں زیادہ خوبصورت تھی جس میں اس نے شاندار شاعری میں بتایا کہ کیسے Criseida نے Troilus سے ابدی وفا کا عہد کیا اور یونانیوں کے ہاتھوں قید ہونے پر جلد ہی صرف اس دلیل پر خود کو Diomed

کے حوالے کر دیا کہ وہ "اس قدر لمبا' طاقتور' حسین" اور دستیاب بھی تھا۔ بوکاشیو نے آٹھ مصرعوں والے بند --- *Ottava rima* --- کو اپنا انداز سخن بنایا جس نے Pulci' بویارڈو (Boiardo) اور آری اوستو (Ariosto) کا انداز متعین کیا۔ یہ صاف طور پر ایک شہوانی قصہ تھا' جس کے 5,400 مصرعوں میں عروج اس وقت آیا جب Criseida نے "اپنی قمیض اتار کر ایک طرف پھینکی اور برہنہ ہو کر اپنے محبوب کی بانہوں میں سمٹ گئی۔" لیکن یہ عورت کی ایک قسم کا نہایت شاندار نفسیاتی مطالعہ بھی ہے --- تھوڑی سی مصنوعی اور شوخ و مغرور قسم; اور اس کی اختتامی سطریں آج اوپیرا میں کافی مشہور ہیں:

جوان عورت خبطی' بہت سے عاشقوں کی شوقین ہوتی ہے'
وہ اپنے حسن کی قیمت آئینے کی بتائی ہوئی قیمت سے بھی زیادہ لگاتی ہے'
وہ مغرور ہوتی ہے --- وہ نیکی اور نہ ہی ذہانت کو جانتی ہے'
وہ ہر وقت ہوا میں ہلتے پتے کی طرح متلون رہتی ہے۔

اس کے فوراً بعد ہی' جیسے زیادہ وزن کے ساتھ مدافعت ختم کرنے کے لیے' بوکاشیو نے ننھے شعلے کو "*Aeneid*" جتنی ہی طویل رزمیہ نظم "*Teseide*" پیش کی۔ اس میں ایملیا (Emilia) کی خاطر دو بھائیوں Palemon اور Arcite میں خونی رقابت بتائی گئی; فاتح نے ایملیا کی پیار بھری بانہوں میں دم توڑا اور موزوں تاخیر کے بعد ہارنے والے کو اس کی جانب سے قبولیت حاصل ہو گئی۔ لیکن ہیروئی محبت بھی 9896 مصرعوں کے نصف کے بعد اکتا دیتی ہے; اور انگریز قاری "The Knight's Tale" میں چوسر کی تلخیص کردہ کہانی پر ہی قناعت کرتا ہے۔

1341ء کی ابتداء میں بوکاشیو نیپلز چھوڑ کر فلورنس چلا گیا۔ دو ماہ بعد پیترارک بادشاہ رابرٹ کے دربار میں پہنچا۔ اس نے کچھ دیر بادشاہ کے زیر سایہ آرام کیا اور پھر انعام لینے روم چلا گیا۔

III- ملک الشعراء

یہ دنیا کا قابل رحم دارالحکومت تھا۔ 1309ء میں پاپائیت آوی نیون کو منتقل ہو جانے سے اس معتدل شان و شوکت کو قائم رکھنے کے معاشی ذرائع بھی باقی نہ رہے جو پچھلی (تیرھویں) صدی میں شہر کو حاصل تھی۔ بشپوں کے ایک ہزار تعلقوں سے قطرہ قطرہ رس کر بہنے والی دولت اب درجن بھر ریاستوں سے روم میں نہیں آتی تھی; کسی غیر ملکی سفارتخانے کا محل وہاں قائم نہیں تھا; اور رئیس شاذ و نادر تھے جو سلطنت اور کلیسیاء کی تباہ شدہ باقیات کے درمیان میں سے اپنا چہرہ دکھاتے۔ عیسائی خانقاہیں شکستگی کی حالت میں کلاسک دالانوں کی حریف تھیں; گڈریئے سات پہاڑیوں کی ڈھلانوں پر اپنے ریوڑ چراتے; گلیوں میں فقیر گھومتے اور سڑکوں پر رہزن چھپے بیٹھے رہتے; بیویوں کو اغواء، راہباؤں سے زنا، زائرین کو لوٹا جاتا; ہر آدمی نے ہتھیار اٹھا لیے۔[12] امراء کے پرانے گھرانوں---Gaetani، Annibaldi، Savelli، Orsini، Colonna اور Frangipani--- نے روم پر حکمران امراء شاہی سینیٹ میں سیاسی برتری حاصل کرنے کی خاطر تشدد اور سازش کے ساتھ آپس میں مقابلہ کیا۔ متوسط طبقات چھوٹے اور کمزور تھے، اور متعدد قسم کے لوگوں پر مشتمل رنگا رنگ عوام اس قدر شدید غربت میں زندہ تھے کہ اپنی حکومت قائم نہیں کر سکتے تھے۔ شہر پر غیر حاضر پاپائیت کا قبضہ کم ہوتے ہوتے پاپائی سفیر کی نظریاتی حاکمیت جتنا رہ گیا جسے کوئی خاطر میں نہیں لاتا تھا۔

اس انتشار اور قلاشی کے حالات میں پُرغرور قدیم دور کی ٹوٹی پھوٹی باقیات نے دانشوروں کے خیالات اور وطن دوستوں کے خوابوں کو نکھارا سنوارا۔ اہل روم کو یقین تھا کہ ایک دن روم دوبارہ دنیا کا روحانی اور سیاسی مرکز بنے گا اور کوہ آلپس پار کے بربری سامراجی خراج ادا کریں گے۔ ادھر ادھر کچھ لوگ اب بھی فن کے لیے کچھ حصہ مقرر کر سکتے تھے: Pietro Cavallini نے Trastevere میں سانتا ماریا کو زبردست پچی کاریوں سے زینت بخشی، اور سانتا سیلیا میں استرکاری (Fresco) مصوری کے ایک رومی سکول کا آغاز کیا جو سینا میں Duccio یا فلورنس میں جوتتو (Giotto) کے مکتبہ جتنا ہی اہم تھا۔ روم کے اس بدنصیب دور میں بھی شاعر حال کو بھلا کر اور ماضی میں کھو کر

نغمے گاتے رہے۔ جب پیڈوآ (Padua) اور پراتو (Prato) نے بہترین گویے کے سر پر تاج رکھنے کی ڈومیشان (Domitian) رسم بحال کر دی تو سینیٹ نے مناسب سمجھا کہ روایت کے مطابق سب سے پہلے روم ہی کسی ایسے شخص کو انعام دے جو رائے عامہ کی روشنی میں اس کی قوم اور عہد کا سرکردہ شاعر تھا۔

چنانچہ 8 اپریل 1341ء کو جوانوں اور سینیٹروں کا ایک رنگا رنگ جلوس پیترارک کے ہمراہ اجلاس گھر (Capital) کی سیڑھیوں تک آیا۔ پیترارک نے بادشاہ رابرٹ کی دی ہوئی ارغوانی قبا پہن رکھی تھی; وہاں اس کے سر پہ ملک الشعراء کا تاج رکھا گیا اور ضعیف سینیٹر ستیفانو کولونا نے قصیدہ پڑھ کر سنایا۔ اس دن کے بعد پیترارک کو نئی شہرت اور نئے دشمن ملے; حریف اپنی قلموں کے ساتھ اس کے تاج کو نوچتے رہے' لیکن بادشاہ اور پوپ بڑی خوشی سے اپنے درباروں میں اس کا استقبال کرتے تھے۔ جلد ہی بوکاشیو نے اسے "عالیشان قدماء" کے ساتھ شمار کیا; اور اس کی شہرت پر فخرمند اٹلی نے اعلان کیا کہ ورجل نے دوبارہ جنم لیا ہے۔

اپنے اس نقطۂ عروج پر وہ کس قسم کا آدمی تھا؟ جوانی میں وہ خوبصورت اور اپنی وضع قطع پر بہت مغرور تھا۔ بعد کے سالوں میں اس نے اپنی خوش لباسی' کنڈل دار بالوں اور دیدہ زیب جوتوں کے شوق کا مذاق اڑایا۔ درمیانی عمر میں اس کا جسم گٹھا گیا اور ٹھوڑی دوگنی ہو گئی; لیکن اب بھی شگفتگی کا حسن اور بشاشت موجود تھی۔ وہ آخری عمر تک مغرور رہا اور محض اپنی شکل و شباہت کی بجائے اپنے کارناموں پر فخر کرتا تھا; لیکن عظیم ترین اولیاء ہی اس غلطی سے دامن بچا سکتے ہیں۔ اس کے مسحور کن اور شاندار خطوط اپنی بناوٹی معتدل مزاجی اور ایماندارانہ فخر کی عدم موجودگی میں زیادہ مسحور کن اور شاندار ہوتے۔ ہم سب کی طرح اس نے بھی تعریف و تحسین کے چٹخارے لیے; وہ ناموری اور ادبی "لافانیت" کا خواہش مند تھا; وقت سے پہلے ہی نشاۃ ثانیہ کی ابتدائی ساعتوں میں اس نے اس دور کا ایک نہایت پائیدار سُر چھیڑ دیا' عظمت و وقار کی شدید خواہش کا سُر۔ وہ اپنے رقیبوں سے کچھ جلتا تھا اور ان کی الزام تراشی کا جواب دینے سے گریز کرتا رہا۔ اس نے دانتے کی مقبولیت پر غصہ دکھایا (اگرچہ اس سے انکار کیا); وہ دانتے کی بیدادگری پر اسی طرح کانپ اٹھا جیسے ایرازمس (Erasmus) لوتھر

کے گنوار پن پر تھرتھرایا تھا; لیکن اسے شبہ ہوا کہ تند خو فلورنسی میں کوئی اتنی گہری بات موجود تھی کہ اسے نرم مزاج قلم سے نہیں ناپا جا سکتا تھا۔ خود بھی اب نصف فرانسیسی روح کے ساتھ وہ اتنا مہذب ہو گیا تھا کہ دنیا کو کوس نہیں سکتا تھا; اس میں اس جذبے کا فقدان تھا جس نے اِٹلی کو رفیع الشان اور خستہ کیا۔

وہ متعدد کلیسیائی عہدوں سے مسلح ہو کر اتنا امیر ہو گیا تھا کہ دولت و ثروت کو برا بھلا کہتا۔۔۔ اور اتنا بزدل بھی ہو گیا کہ ادبی زندگی کو پسند کرنے لگا۔

> قلم سے کم وزنی اور زیادہ خوشگوار بوجھ اور کوئی نہیں۔ دیگر مسرتیں ہمیں مایوس یا پھر مسحور کرتے ہوئے بھی مجروح کرتی ہیں; لیکن ہم خوشی سے سرشار ہو کر قلم اٹھاتے اور اطمینان کے ساتھ واپس رکھتے ہیں' کیونکہ اس میں نہ صرف مالک اور آقا کو بلکہ بہت سے دوسروں کو فائدہ پہنچانے کی طاقت بھی ہے' چاہے وہ آنے والے ہزار برس بعد ہی پیدا ہوں۔۔۔ چونکہ دنیوی خوشیوں میں سے کوئی بھی ادب سے زیادہ عالی مرتبت نہیں' اس لیے کوئی زیادہ پائیدار' زیادہ لطیف' یا زیادہ قابل بھروسہ بھی نہیں; کوئی بھی خوشی ایسی نہیں جو اس قدر کم کوشش یا الجھن کی قیمت پر زندگی بھر اپنے مالک کے سنگ سنگ رہے۔ [۱۳]

تاہم وہ اپنے "متلون مزاجوں" کی بات بھی کرتا ہے "جو شاذ و نادر ہی مسرت بخش اور اکثر مایوس ہوتے تھے۔" [۱۴] ایک عظیم لکھاری بننے کے لیے اسے صورت و صوت' فطرت' مرد و عورت میں خوبصورتی کو محسوس کرنا ضروری تھا; یعنی اسے دنیا کے شور و غل اور بدنمائیوں سے اس سے زیادہ تکلیف سہنا تھی جتنی کہ ہم میں سے زیادہ تر سہتے ہیں۔ اسے موسیقی سے محبت تھی اور بربط بہت اچھا بجاتا۔ وہ عمدہ مصوری کی ستائش کرتا اور اپنے دوستوں میں سیمونا مارٹنی کو اولیت دیتا تھا۔ عورتوں نے اسے لازماً اپنی جانب کھینچا ہو گا' کیونکہ کہیں کہیں وہ ان کے بارے میں تقریباً جوگیوں والے خوف کے ساتھ بات کرتا ہے۔۔ وہ ہمیں یقین دلاتا ہے کہ چالیس سال عمر ہو جانے کے بعد اس نے کبھی عورت کو خواہش کے ساتھ نہ چھوا۔ اس نے لکھا: "جسم اور ذہن دونوں کی

طاقتیں لازماً عظیم ہیں جو ادبی سرگرمی اور بیوی دونوں کے لیے کافی ہو سکتی ہیں۔"[15]

اس نے کوئی علامتی فلسفہ پیش نہ کیا۔ اس نے دلیل بازی کو زندگی سے بے تعلق قرار دیتے ہوئے علم الکلام (Scholasticism) کو مسترد کر دیا؛ ارسطو کی قطعیت پر سوال اٹھایا اور افلاطون کو ترجیح دینے کی ہمت کی۔ وہ آکوائنیس اور ڈُنز سکوٹس (Duns Scotus) سے پیچھے "صحائف" اور "فادرز" تک گیا؛ تاہم اس نے سِسرو اور سینیکا کے اقتباس بھی اسی تعظیم کے ساتھ پیش کیے جو اولیاء (Saints) کے لیے استعمال کی تھی۔ اس نے عیسائیت کے حق میں اپنے دلائل اکثر و بیشتر پاگان کی کتابوں سے اخذ کیے۔ وہ فلسفیوں کے جھگڑے پر مسکرایا جن میں اسے "اس سے زیادہ اتفاق نہ ملا جتنا گھڑیوں میں ہوتا ہے۔"[16] اس نے شکایت کی کہ "فلسفے کا مقصد محض بال کی کھال اتارنا، دقیق امتیازات کرنا اور لفظوں سے کھیلنا ہے۔"[17] وہ ان عالموں کو "ماسٹر" اور "ڈاکٹر" جیسے اعلیٰ القابات سے نوازنے پر مسکرایا اور حیرت ظاہر کی کہ ایک تقریب کسی بیوقوف کو عالم کیسے بنا سکتی ہے۔ تقریباً جدید انداز میں ہی اس نے علم نجوم، الکیمیاء، آسیب، مافوق الفطرت باتوں، فال گیری، خواب شناسی اور اپنے زمانے کے کرشموں کو مسترد کیا۔[18] وہ ایک ایسے عہد میں ابیقورس کو سراہنے کا حوصلہ رکھتا تھا[19] جب یہ نام کافر کے مترادف معنوں میں استعمال ہوتا تھا۔ کہیں کہیں وہ کارتیسی[20] شبہ پر زور دیتے ہوئے ایک متشکک (Skeptic) کی طرح بولا: "اپنی صلاحیتوں پر عدم بھروسہ کے ساتھ..... میں شک کو سچ کے طور پر گلے لگاتا ہوں..... میں کسی بھی چیز کی توثیق نہیں کرتا اور ان چیزوں کے سوا سب پر شک کرتا ہوں جن میں شک ایک بے حرمتی ہے۔"[21]

بدیہی طور پر اس نے یہ استثنیٰ پوری ایمانداری کے ساتھ بنائی۔ اس نے کلیسیاء کے کسی بھی عقیدے پر کوئی شک ظاہر نہ کیا؛ وہ اتنا خوش اخلاق اور آسودہ تھا کہ بدعتی نہیں ہو سکتا تھا۔ اس نے مذہبی عبادت سے متعلق متعدد کتابیں ترتیب دیں اور سوچا کہ کیا اپنے بھائی کی طرح خانقاہی طمانیت کے ذریعہ آسمان میں اپنی راہ آسان بنانا اس کے لیے بھی بہتر نہیں تھا۔ بولونیا اور پیڈوآ کے ابن رشد پسندوں کی نیم ملحدیت اس کے کام کی نہ تھی۔ عیسائیت اسے بت پرستی پر ایک غیر متنازعہ اخلاقی بہتری نظر آئی اور اس نے توقع کی کہ انسان عیسائیت کو چھوڑے بغیر علم حاصل کرنا ممکن بنائیں۔

نئے پوپ کلیمنٹ IV کے انتخاب (1342ء) کے بعد قرین مصلحت تھا کہ پیٹرارک آوی نیون واپس آئے اور اپنی نیک خواہشات اور امیدوں کا اظہار کرے۔ کلیمنٹ نے مصنفوں اور فنکاروں کی کفالت کے لیے سب سے پہلے کچھ کلیسائی جاگیریں عطا کرنے کے بعد شاعر کو پیسا کے نزدیک پرائر (Prior) کا عہدہ دیا اور 1346ء میں اسے پارما کا کینن بنا دیا۔ 1343ء میں اسے ایک مشن پر نیپلز بھیجا' اور وہاں پیٹرارک کی ملاقات اس دور کے ایک نہایت بے لگام حکمران سے ہوئی۔

دانا رابرٹ کی موت کچھ ہی عرصہ پہلے ہوئی تھی اور اس کی پوتی یو آنا (Joanna) اول کو پرووانس اور آوی نیون سمیت تمام سلطنت اور تخت وراثت میں مل گیا تھا۔ اپنے باپ کو خوش کرنے کی خاطر اس نے اپنے کزن اینڈریو سے شادی کر لی جو ہنگری کے بادشاہ کا بیٹا تھا۔ اینڈریو نے سوچا کہ وہ شوہر کے ساتھ ساتھ بادشاہ بھی بن سکتا ہے؛ یو آنا کے عاشق' تارانتو کے لوئی نے اسے تہ تیغ (1345ء) کر کے ملکہ سے شادی کر لی۔ اینڈریو کے بھائی لوئی نے ہنگری کا تخت سنبھالنے کے بعد اپنی فوج اٹلی میں داخل کی اور نیپلز پر قبضہ (1348ء) کر لیا۔ یو آنا آوی نیون کو بھاگ گئی اور وہ شہر 80,000 فلورنز (20 لاکھ ڈالر؟) کے عوض پاپائیت کے ہاتھ فروخت کر دیا؛ کلیمنٹ نے اسے بے خطا قرار دیا؛ اس کی شادی کو منظور کیا اور حملہ آور کو واپس ہنگری جانے کا حکم دیا۔ شاہ لوئی حکم کو خاطر میں نہ لایا' لیکن "کالی موت" (1348ء) نے اس کی فوج میں ایسی تباہی پھیلائی کہ اسے مجبوراً پیچھے ہٹنا پڑا۔ یو آنا نے اپنا تخت دوبارہ حاصل کیا (1352ء) اور پوپ اربن VI کے ہاتھوں معزول ہونے تک (1380ء) بڑی شان و شوکت سے حکومت کرتی رہی' ایک سال بعد دوراتزو (Durazzo) کے ڈیوک چارلس نے اسے قید کیا' اور 1382ء میں قتل کر دی گئی۔

اس خونیں محبت میں پیٹرارک نے صرف شروع میں' یو آنا کی حکومت کے پہلے سال میں ہی توجہ دی۔ جلد ہی اس نے اپنی آوارہ گردی دوبارہ شروع کی' کچھ دیر پارما' پھر بولانیا اور اس کے بعد (1345ء) ویرونا میں ٹھہرا۔ وہاں کی ایک کلیسائی لائبریری میں اسے سسرو کے گمشدہ خطوط ملے جو اس نے Atticus' Brutus اور Quintus کے نام لکھے تھے۔ لیاژ (Liega) میں پہلے ہی (1333ء) سسرو کے مقبرے سے ایک شاعرانہ

تقریر "Pro Archia" دریافت کر چکا تھا۔ یہ نشاۃ ثانیہ کے دوران قدیم دور کی نہایت مفید دریافتوں میں شامل تھیں۔

پیترارک کے دور میں ویرونا کو غالباً اٹلی کی بڑی قوتوں میں بانٹا جا سکتا ہے۔ اپنی قدامت اور رومن تھیئٹر (جہاں آپ گرمیوں کی شام میں آج بھی کھلے آسمان تلے اوپیرا سن سکتے ہیں) پر فخرمند' آلپس اور آدیجے (Adige) کے زیریں علاقوں سے آنے والی تجارتی دولت سے مالامال ویرونا ایک Scala خاندان کے عہد حکومت میں اس قدر عروج کو پہنچا کہ وینس کی تجارتی بالادستی کے لیے خطرہ بن گیا۔ ظالم ایزیلینو (Ezzelino) کی موت کے بعد کمیون نے ماستینو ڈیلاسکالا کو پوڈیسٹا منتخب کر لیا; ماستینو 1277ء میں قتل ہوا' لیکن اس کے بھائی اور جانشین البرتو نے "سکیلایجری" (*Scaligeri*) کی مضبوط حکومت قائم کی اور ویرونا کی تاریخ میں زمانہ عروج کا افتتاح کیا۔ (سکیلایجری کا مطلب ہے "سیڑھی بردار" "اوپر چڑھنے والے خاندان کی علامت)۔ اس کے دور حکومت میں ڈومینیکوں نے خوبصورت گرجا گھر سانت Anastasia تعمیر کرنا شروع کیا' ایک نامعلوم محرر نے ویرونا کے مشہور ترین بیٹے کاتولس (Catullus) کی گمشدہ نظمیں کھود نکالیں; اور Capeletti کے ایک گلف خاندان نے Montechi کے گیبلن خاندان سے لڑائی کی' مگر انھوں نے شیکسپیئر کے Capulets اور مانٹیگز بن جانے کا سوچا تک نہیں تھا۔

سکالا "جابروں" میں سب سے زیادہ طاقتور اور سب سے کم شریف Can Grande Della Scala تھا جس نے اپنے دربار کو جلاوطن کیے گئے گیبلنوں کی پناہ گاہ اور شاعروں و دانشوروں کی جنت بنا دیا تھا; دانتے بھی وہیں پر کئی سال تک سرپرستی کے متزلزل زینوں پر بڑے غرور کے ساتھ چڑھتا رہا تھا۔ لیکن کین گراندے ویچن تسا (Vicenza)' پیڈوآ' تریویزو (Trevizo)' بیلونو (Belluno)' Feltre اور Cividale کو اپنے ماتحت لایا; وینس نے خود کو پر بہار دیکھا; جب کین گراندے کی جگہ پر کم پرجوش ماستینو II آیا تو اس نے جنگ کا اعلان کر دیا' فلورنس اور میلان کو اپنا حلیف بنایا اور ویرونا کو ایک کے سوا تمام مفتوحہ شہر چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔ کین گراندے II نے آدیجے کے اوپر اپنے زمانے کی دنیا کا سب سے طویل (160 فٹ) محراب والا شاندار *Scaligero* پل تعمیر کیا۔ وہ اپنے بھائی Consignorio کے ہاتھوں قتل ہوا جس نے

عقلمندانہ اور مفید حکومت کے ساتھ یہ برادر کشی جاری رکھی اور سکیلا ئیجرز کے مشہور مقابر میں سے نہایت مزئین مقبرہ تعمیر کروایا۔ اس کے بیٹوں نے حکومت آپس میں بانٹ لی اور آخری دم تک باہم جھگڑتے رہے۔ 1387ء میں ویروٹا اور ویچن تسا میلان کی ڈچی میں مدغم ہو گئے۔

IV۔ ریتسو کا انقلاب

آوی نیون اور "بندوادی" میں واپس آکر (7-1345ء) بدستور کولوناؤں کی دوستی کا لطف اٹھاتا ہوا پیترارک یہ سن کر بہت خوش ہوا کہ روم میں انقلاب کا شعلہ بھڑک اٹھا ہے اور ایک مے فروش کے بیٹے اور ایک دھوبن ؓ نے کولوناؤں اور دیگر امراء کو معزول کر کے Scipios کی عظیم ری پبلک گراچی (Gracchi) اور بریشیا (Brescia) کے آرنلڈ کو بحال کر دیا ہے۔

نکولا ڈی ریتسو گابرینی کو ہم بطور کولا ڈی ریتسو اور ریتسی بھی جانتے ہیں۔ وہ 1343ء میں پیترارک سے اس وقت ملا جب وہ تیس سال کی عمر میں نوجوان مصدق الاسناد (Notary) کی حیثیت سے آوی نیون آیا تھا کہ کلیمنٹ IV کو روم کی سنگین صورتحال سے آگاہ کرے اور دارالخلافہ پر قابض لڑتے جھگڑتے اور لوٹتے ہوئے امراء کے خلاف رومن لوگوں کے لیے پاپائیت سے مدد کی درخواست کرے۔ کلیمنٹ نے شبہ کرنے کے باوجود اسے اس امید میں حوصلہ اور رقم دے کر واپس بھیجا کہ وہ پوپس اور امراء شاہی کے مابین جاری تضاد میں اس پُرجوش وکیل کو استعمال کر سکے گا۔

پیترارک کی طرح ریتسو کی سوچ کا شعلہ بھی روم کے آثار قدیمہ اور کلاسکس کے ذریعہ روشن ہوا تھا۔ اس نے کسی قدیم سینیٹر جیسے سفید چوغے میں ملبوس ہو کر گراچی کے انداز اور سسرو جیسی فصیح البیانی کے ساتھ بات کرتے ہوئے پُرشکوہ فورموں اور وسیع و عریض غسل گھروں کی باقیات کی جانب اشارہ کیا اور اہل روم کو وہ وقت یاد دلایا جب ان پہاڑیوں سے تعلق رکھنے والے حاکموں یا بادشاہوں نے شہر اور دنیا کو قوانین اور نظم و ضبط دیا تھا؛ اور اس نے عوام کو دعوت دی کہ حکومت پر قبضہ کر لیں، عوامی ایوان کو بحال کریں اور ایک اتنی طاقتور ٹرائیبون قائم کریں جو انہیں غاصب

امراء شاہی سے محفوظ رکھے۔ غریبوں نے محو حیرت ہو کر اس کی بات سنی؛ تاجر اس سوچ میں غرق تھے کہ کیا یہ طاقتور ٹرائیبون روم کی صنعت و تجارت کو محفوظ بنا سکے گی؛ امرائے دربار نے قہقہے لگائے اور ریئنسو کو گپ شپ میں تضحیک کا موضوع بنا لیا۔ ریئنسو نے عہد کیا کہ انقلاب بپا ہونے کے بعد ان میں سے کچھ کو پھانسی پر لٹکائے گا۔

آخر انقلاب کی ساعت آن پہنچی۔ 20 مئی 1347ء کو کیپٹول (Capitol) میں رومنوں کا ایک مجمع اکٹھا ہو گیا۔ ریئنسو ان کے سامنے نمودار ہوا' اور ویاتو (Orvieto) کا بشپ نمائندۂ پوپ کے طور پر اس کے ہمراہ تھا۔ اس نے ری پبلک کی بحالی اور خیرات کی تقسیم کا مطالبہ کیا؛ سب نے اسے اپنا مطلق نمائندہ چنا اور بعد کے ایک اجلاس میں اسے "ٹرائیبون" کا پرانا عوامی لقب اختیار کرنے کی اجازت دے دی۔ معمر سینیٹر ستیفانو کولونا نے احتجاج کیا؛ ریئنسو نے اسے اور چند دیگر امراء کو شہر سے نکل جانے کا حکم دیا۔ وہ غصے کے عالم میں لیکن مسلح انقلابیوں کا احترام کرتے ہوئے اپنی اپنی جاگیروں میں واپس چلے گئے۔ کامیابی کے نشے میں بدمست ریئنسو خود کو خدا کی جانب سے الہام یافتہ قرار دینے لگا' "یسوع مسیح..... کے حکم پر مقدس رومن جمہوریہ کو نجات دلانے والا پُر نور۔" ؂۲۳

اس کا نظم و نسق بڑا زبردست تھا۔ منافع خوری پر نظر رکھنے کے لیے اشیائے خوردو نوش کی قیمتوں کو قاعدے میں لایا گیا؛ فالتو غلہ گوداموں میں جمع کر دیا جاتا؛ ملیریا پھیلانے والی دلدلوں کو صاف کرنے 'ور کامپانیا (Campagna) کو زیر کاشت لانے کے لیے کام شروع ہوا۔ نئی عدالتیں غیرجانبدار ہو کر انصاف کرنے لگیں؛ ایک سابق سینیٹر کو تجارتی بجرہ لوٹنے پر پھانسی کی سزا دی گئی؛ امراء کے کرائے کے قاتل گرفتار کر لیے گئے؛ ایک ہی جیسے سنگین جرم کرنے پر ایک راہب اور بارن (نواب) کا سر قلم کر دیا گیا؛ ایک ثالثی عدالت نے چند ماہ میں 1800 جھگڑے نپٹائے۔ من مرضی کو قانون سمجھنے والے اشراف خود کو اپنی ہی جاگیروں میں کیے ہوئے جرائم کے لیے موردالزام دیکھ کر سٹپٹا گئے؛ کچھ ایک نے بھاری جرمانے ادا کیے؛ اپنے وقار کے نشے میں مست پیاترو کولونا کو پیدل چلا کر جیل تک پہنچایا گیا۔ بدعنوانی کے مرتکب ججوں کو سربازار پلوری (Pillory) میں جکڑ کر لعن طعن اور تضحیک کا نشانہ بنایا جاتا۔ کسان نے نہایت امن و

سکون اور حفاظت کے احساس کے ساتھ اپنے کھیتوں میں ہل چلاتے؛ روم کو جانے والے تاجر اور زائرین بحال شدہ جمہوریہ کے نشان کو بوسہ دیتے جس نے ڈاکوں کی تقریباً نصف صدی کے بعد شاہراہوں کو محفوظ بنا دیا تھا۔ [۲۴] سارا اٹلی اس نذر قلب ماہیت پر حیران تھا' اور پیٹرارک نے ایک گیت میں ریئنسو کو داد دی۔

ٹرائیبون نے بے باک ریاستی سیاست کے ساتھ موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سارے جزیرہ نما (Peninsula) میں اپنے وفود بھیجے اور ایسے شہروں کو اپنے نمائندے بھیجنے کی دعوت دی جو "سارے مقدس اٹلی" کو متحد اور اس پر حکومت کرنے کے لیے ایک عظیم ایوان تشکیل دینے کے خواہشمند ہوں' اور جو روم کو دوبارہ دنیا کا دارالحکومت بنانا چاہتے ہوں۔ اٹلی بھر سے اکٹھے ہونے والے ججوں کی ایک ابتدائی کونسل کے سامنے ریئنسو نے ایک سوال پیش کیا: کیا اس وقت نو تشکیل شدہ رومن جمہوریہ وہ تمام مراعات و اختیارات واپس مانگنے میں حق بجانب ہے جو عہد انحطاط میں دیگر حکام (اتھارٹیز) کو تفویض ہو گئے تھے؟ ہاں میں جواب ملنے پر ریئنسو نے عوامی اسمبلی کے ذریعہ ایک قانون منظور کروایا کہ جمہوریہ کو اس قسم کی قوت واپس دے دی جائے۔ اس پُرشکوہ اعلان نے تقریباً ایک ہزار سال کے دوران دی گئی انعامی جاگیروں' زبردستی قبضوں اور تخت نشینیوں کا خاتمہ کرتے ہوئے مقدس رومن سلطنت' خود مختار شہروں اور کلیسیاء کی دنیوی قوت کو خطرے میں ڈال دیا۔ [۲۵] پنچایتوں (Communes) نے ریئنسو کی پارلیمنٹ میں اپنے نمائندے بھیجے' لیکن بڑی شہری ریاستوں ---- وینس' فلورنس' میلان ---- نے اپنی حاکمیت کا اختیار فیڈریشن کو دینے میں ہچکچاہٹ دکھائی۔ کلیمنٹ IV ٹرائیبون کی نرم دلی پر بہت خوش تھا جس نے اور ویاتو کے بشپ کو اپنی حاکمیت میں باقاعدہ حصہ دار بنایا' زائرین کو تحفظ فراہم کیا اور 1350ء میں ایک نفع آور جشن منانے کا جائزہ لیا تھا؛ لیکن وہ سوچنے لگا--- کیا یہ خود اعتماد اور توانا جمہوریت پسند ایک غیر عملی مثالیت پسند (Idealist) تو نہیں تھا جو اپنی حدوں سے تجاوز کر کے خود کو برباد کر لے گا؟

اس عظیم خواب کا خاتمہ بہت حیرت انگیز اور قابل رحم تھا۔ آزادی کی طرح طاقت بھی ایک ایسی آزمائش ہے جس پر کوئی گہری سوچ رکھنے والا ذہن ہی پورا اتر سکتا

ہے۔ ریئنسو ایک اتنا عظیم خطیب تھا کہ حقیقت پسند ریاست کار نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ اپنے ہی خوبصورت جملوں' وعدوں اور دعووں پر یقین کرنے لگا' اپنی بڑائی کا زہر اس کے بدن میں سرایت کر گیا۔ جب فیڈریشن کا اجلاس ہوا (اگست 1347ء) تو اس نے ایسا انتظام کیا کہ اجلاس کا آغاز اسے سرداری (Knighthood) عطا کرنے سے ہو۔ اس رات وہ اپنے محافظوں کے ساتھ سینیٹ جان لیٹرن بپتسٹری میں گیا اور اس بڑے سے برتن میں کود گیا جس میں (روایت کے مطابق) کانسٹنٹائن نے اپنی ملحدیت اور گناہوں کو دھویا تھا; پھر وہ سفید کپڑا لپیٹ کر گرجا گھر کے ستونوں کے درمیان رکھے ہوئے ایک عوامی بنچ پر ساری رات سوتا رہا۔ اگلے روز اس نے اسمبلی اور دنیا کے نام جاری کردہ فرمان میں اعلان کیا کہ اِٹلی کے تمام شہر آزاد ہیں' ان پر رومن شہریت نافذ کی اور شہنشاہ منتخب کرنے کا اختیار صرف اہل روم اور اِٹلی کے لیے مخصوص کر دیا۔ اپنی تلوار میان سے باہر نکال کر تین سمتوں میں لہراتے ہوئے اس نے روم کے کسی نمائندے کی طرح کہا: "وہ میرا ہے' اور وہ' اور وہ بھی۔" اب وہ نمائشی فضول خرچی کرنے لگا۔ وہ ایک شاہی علم لے کر سفید گھوڑے پر شہر میں نکلتا' اس کے پیچھے ایک سو مسلح آدمی ہوتے جنھوں نے سونے کی جھالروں والی سفید ریشمی عبائیں پہنی ہوتیں۔ جب ستیفانو کولونا نے اسے سونے کی جھالر کے حوالے سے تنقید کا نشانہ بنایا تو اس نے اعلان کیا کہ امراء اس کے خلاف سازش کر رہے ہیں (جو غالباً درست بات تھی); پھر بہت سوں کی گرفتاری کا حکم دیا' انہیں زنجیر بپا کر کے کیپٹول تک لے گیا اور اسمبلی سے کہا کہ ان کی گردن ماری جائے; مگر پھر انہیں رحم کھا کر معاف کرتے ہوئے کامپانیا کے سرکاری دفاتر میں متعین کر دیا۔ انہوں نے جمہوریہ کے خلاف زر پرستوں کی ایک طاقت قائم کر کے بدلہ لیا: شہر کی فوج نے انہیں شکست دی; اور ستیفانو کولونا اور اس کا بیٹا جنگ میں مارے گئے (20 نومبر' 1347ء)۔

کامیابی پر مغرور ریئنسو پاپائی نمائندے کو زیادہ از زیادہ نظرانداز اور بید خل کرنے لگا جو اس کے عہدے اور حاکمیت میں حصہ دار تھا۔ اِٹلی اور فرانس کے کارڈینلوں نے کلیمنٹ کو خبردار کیا کہ ایک متحد اِٹلی --- اور روم سے حکومت کرنے والی کوئی شہنشاہت اس سے بھی زیادہ --- اطالوی کلیسیاء کو ریاست کا قیدی بنا کر رکھ

دے گا۔ 7 اکتوبر کو کلیمنٹ نے اپنے سفیر Bertrand de Deux کو اس پیغام کے ساتھ رِینتسو کے پاس بھیجا کہ وہ معزول ہو جائے یا پھر اپنے اختیارات کو روم شہر کے غیرمذہبی معاملات تک ہی محدود کرلے۔ رِینتسو تھوڑی بہت حیل و حجت کے بعد مان گیا' اس نے پوپ کی اطاعت کا وعدہ کیا' اور شاہی و پاپائی مراعات کو معطل کرنے والے حکم نامے واپس لے لیے۔ ہنوز غیر مطمئن کلیمنٹ نے ناقابل اعتبار ٹرائیبون کو عہدے سے علیحدہ کرنے کا عزم کیا۔ اس نے 3 دسمبر کو اپنی طرف سے جاری کردہ ایک فرمان میں رِینتسو کو مجرم اور ملحد قرار دے کر رومنوں پر زور دیا کہ اسے جلاوطن کر دیں۔ نائب نے مشورہ دیا کہ اگر ایسا نہ کیا گیا تو جشن جُوبلی (*Jubilee*) منانے کا اعلان نہیں ہو گا۔ اس دوران امراء ایک اور فوج تیار کر چکے تھے جس نے روم کی جانب قدم اٹھائے۔ رِینتسو نے لوگوں کو ہتھیار سنبھالنے کا حکم دینے کے لیے خطرے کی گھنٹی بجائی۔ چند ایک لوگ ہی آئے: زیادہ تر اس کی جانب سے عائد کردہ ٹیکسوں کے باعث نالاں تھے' کچھ نے یوبل (جوبلی) کے منافعوں کو آزادی کی ذمہ داریوں پر ترجیح دی۔ امراء کی فوج جوں جوں کیپٹول کے نزدیک آتی گئی' رِینتسو کا ہمت و حوصلہ جواب دیتا گیا: اس نے اپنے عہدہ کا نشان اتار کر پھینکا' دوستوں کو الوداع کہا' زار زار رونے لگا اور خود کو کاسٹیلو سانت اینجلو میں بند کر لیا (15 اگست 1347ء)۔ فاتح امراء پھر سے شہر کے محلات میں داخل ہوئے اور ان کے پاپائی نائبین نے ان میں سے دو کو روم پر حکومت کرنے کے لیے بطور سینیٹر نامزد کیا۔

امراء و اشراف نے رِینتسو کو ایذاء تو نہ پہنچائی لیکن وہ کلیسیاء کی جانب سے لاگو کردہ پابندی کے باعث بھاگ کر نیپلز اور پھر سلمونا (Sulmona) کے نزدیک آبروتسی (Abruzzi) کے پہاڑی جنگلات میں چلا گیا: وہاں اس نے بن باسیوں والا لباس پہنا اور دو سال تک سادھوؤں والی زندگی گذارتا رہا۔ ہزاروں سختیاں اور آزمائشیں جھیلنے کے بعد وہ بھیس بدل کر چوری چھپے اِٹلی اور آلپس سے ہوتا ہوا پراگ میں شہنشاہ چارلس IV سے ملنے کے لیے آسٹریا پہنچا۔ اس نے چارلس کے سامنے پوپس پر شدید الزامات لگائے: روم میں ان کی عدم موجودگی کو شہر کی افراتفری اور غربت کا ذمہ دار قرار دیا۔ چارلس نے اسے ڈانٹ ڈپٹ کر پوپس کا دفاع کیا: لیکن جب کلیمنٹ نے مطالبہ کیا کہ رِینتسو کو

پاپائی قیدی کے طور پر آوی نیون روانہ کیا جائے تو چارلس نے اسے ایلبے (Elbe) کے ایک محفوظ قلعے میں بند کر دیا۔ ایک سال تک ناقابل برداشت تنہائی اور جسمانی بیکاری کی زندگی گذارنے کے بعد ریئنسو کو پاپائی عدالت میں بھیجنے کو کہا گیا۔ آوی نیون کی طرف سفر کے دوران لوگ جوق در جوق اسے دیکھنے آئے اور بہادر نائٹس نے اپنی تلواروں کے ذریعہ اس کی حفاظت کی۔ 10 اگست 1352ء کو وہ اس قدر خراب حالت میں آوی نیون پہنچا کہ سب کو اس پر ترس آنے لگا۔ اس نے پیٹرارک کو بلوایا جو اس وقت "بندوادی" میں تھا: جواب میں شاعر نے ایک اشتعال انگیز پیغام میں روم کے لوگوں پر زور دیا کہ وہ اس آدمی کو بچائیں جس نے انہیں آزادی دی تھی۔

اے روم کے لوگو۔۔۔ اقوام کے ناقابل شکست فاتحو!۔۔۔ تمہارا سابق ٹرائیسون اس وقت غیروں کے قبضے میں ہے: اور یہ واقعی ایک افسوس ناک منظر ہے! وہ کسی چور یا قومی غدار کی مانند اپنی زنجیروں میں قید ہو کر مقصد کے لیے جدوجہد کر رہا ہے۔ زمین کی اعلیٰ ترین عدالتوں نے بھی اسے اپنے قانونی دفاع کا موقع نہیں دیا..... یقیناً روم اس قسم کے رویئے کا مستحق نہیں۔ روم کے شہری غیروں کے قانون کے رحم و کرم پر نہیں ہوا کرتے تھے..... مگر اس کے ساتھ متعصبانہ طور پر بدسلوکی ہو رہی ہے: اور ایسا کسی احساس جرم کے بغیر بلکہ بڑے فخریہ انداز میں کیا جا رہا ہے۔ اس پر آزادی کا دفاع کرنے کا الزام ہے' نہ کہ اس کے خلاف سازش کرنے کا: وہ کیپٹول کو اپنے قبضے میں رکھنے کی بجائے چھوڑ کر چلے جانے کی وجہ سے زیر عتاب ہے۔ اس پر عائد کیا گیا سب سے بڑا الزام یہ ہے کہ اس نے رومن سلطنت بدستور روم میں ہی ہونے کی تصدیق کرنے کی ہمت کی' اور اس وقت وہ رومنوں کے قبضے میں ہے۔ اے بے دین عہد! اے خلاف فطرت حسد' لاثانی خباثت! اے مسیح تو کہاں ہے جو سب کا مقدس اور نہایت راست باز منصف ہے؟ تیری وہ آنکھیں کہاں ہیں جن کے ساتھ تو انسانی درد و اذیت کے بادل ہٹا دیتا ہے؟..... تو اپنے نور کے ذریعہ اس ناپاک آزمائش کو ختم کیوں نہیں کر دیتا؟[22]

کلیمنٹ نے کولا کو مارنے پر تو زور نہ دیا' البتہ اسے آوی نیون کے پاپائی محل کے برج میں رکھنے کا حکم جاری کیا۔ وہاں جب ریئنسو صحائف اور لائی وائی (Livy) کا مطالعہ کر رہا تھا تو روم میں ایک نئے ٹرائیبون فرانسکو بارن سیلی (Francesco Baroncelli) نے اقتدار پر قبضہ جمایا' اشراف کو جلاوطن کیا' پاپائی نمائندے کا مضحکہ اڑایا اور پوپس کے خلاف شہنشاہوں کے گیبلن حمائتیوں کے ساتھ الحاق کر لیا۔ کلیمنٹ کے جانشین انوسینٹ VI نے کولا کو رہا کیا اور کارڈینل البورنوز (Albornoz) کی مدد کرنے اِٹلی بھیجا جس پر اس نے روم میں پاپائی حاکمیت بحال کرنے کا الزام عائد کیا تھا۔ جب یہ عیار کارڈینل اور پُرجوش ڈکٹیٹر دارالحکومت کے نزدیک پہنچا تو ایک احتجاجی مظاہرہ کیا گیا: بارنسیلی کو معزول کر کے قتل کر دیا گیا' اور رومنوں نے شہر البورنوز کو لوٹا دیا۔ عوام نے فتح کے آرائشی دروازوں اور پرہجوم گلیوں میں نعرے بازی کے ساتھ ریئنسو کا استقبال کیا۔ البورنوز نے سینیٹر تعینات کیا اور اسے روم کی سیکولر حکومت سونپ دی (1353ء)۔

لیکن قید کے سالوں نے سابق ذہین اور بے خوف ٹرائیبون کے جسم کو موٹا کر دیا تھا' ہمت توڑ دی تھی اور دماغ کو کند بنا دیا تھا۔ اس کی پالیسیوں نے پاپائی سلسلے میں پھوٹ ڈالی اور عہد جوانی کی حکومت والی عظیم منصوبہ بندیوں سے احتراز کیا۔ اشراف ابھی تک اس سے نفرت کرتے تھے جبکہ پرولتاریہ کی نظر میں وہ اپنے یوٹوپیائی تصورات سے تائب ہو جانے والا ایک محتاط بنیاد پرست تھا' لہٰذا وہ اس کے خلاف ہو گئے۔ جب کولونا نے اعلان جنگ کر کے پیلسٹرینا میں اس کا گھیراؤ کیا تو اس کے بے تنخواہ فوجی آمادۂ بغاوت ہونے لگے: اس نے ادھار لے کر انہیں ادائیگی کی' قرض اتارنے کے لیے ٹیکس بڑھائے اور متوسط طبقے کو نظرانداز کر گیا۔ دوبارہ اقتدار سنبھالنے کے صرف دو ماہ بعد ہی ایک انقلابی ہجوم یہ نعرے لگاتا ہوا کیپٹول کی جانب بڑھا: "عوام زندہ باد! سازشی کولا ڈی ریئنسو مردہ باد!" وہ شہسواروں والے لباس میں اپنے محل سے باہر آیا اور اپنی چرب زبانی کے ذریعے مجمعے کو قابو میں لانے کی کوشش کی۔ لیکن باغیوں نے شور کر کے اس کی آواز دبا دی اور تیروں کی بارش کر دی: ایک تیر اس کے سر میں لگا اور وہ واپس اپنے محل میں چلا گیا۔ ہجوم نے دروازوں کو آگ لگا کر توڑا اور تمام

کمروں کا سامان لوٹ لیا۔ ریئنزو نے ایک کمرے میں چھپ کر اپنی داڑھی صاف کی' قلی والا چوغہ پہنا اور سر پر کچھ چادروں کا ڈھیر اٹھالیا۔ کمرے سے باہر نکل کر وہ مجمعے کے ایک حصے میں سے گذر کر کھسک گیا۔ لیکن سونے کے کڑے نے چغلی کھائی اور اسے قیدی بنا کر کیپیٹول کی سیڑھیوں پر لے جایا گیا جہاں وہ خود لوگوں کو موت کی سزا سنایا کرتا تھا۔ اس نے قانونی کارروائی کے لیے کہا اور لوگوں کو اپنی لچھے دار تقریر سے متاثر کرنا شروع کیا؛ لیکن اس کی بلاغت سے خوفزدہ ایک دستکار نے اپنی تلوار اس کے پیٹ میں گھونپ کر تقریر کو وہیں روک دیا۔ سینکڑوں نیم سورماؤں نے اپنے خنجر اس کے مردہ بدن میں پیوست کیے۔ خون آلود لاش گلیوں میں گھسیٹی گئی اور پھر قصائی کی دکان پر لٹکے جانور کی طرح لٹکا دی گئی۔ لوگ دو دن تک اس کی لاش پر پتھر برساتے رہے۔ [14]

V۔ آوارہ گرد مُحقق

ریئنزو قدیم روم کو بحال کرنے میں ناکام رہا جو شاعری کے علاوہ سب چیزوں میں مردہ پڑا تھا۔ پیترارک ہمیشہ سے زندہ رومن ادب کو بحال کرنے میں کامیاب ہوا۔ اس نے کولا کی بغاوت کی حمایت اس قدر واضح انداز میں کی تھی کہ آوی نیون میں کولونا کی حمایت سے محروم ہو گیا۔ کچھ دیر کیلئے اس نے ریئنزو کے پاس روم چلے جانے کا بھی سوچا' ابھی وہ جینوآ ہی پہنچا تھا کہ ٹرائیبون کا رتبہ اور طرز عمل بگڑنے کی خبر سنی۔ وہ راستہ بدل کر پارما کو ہولیا (1347ء)۔ اس وقت وہ اِٹلی میں تھا جب "کالی موت" چھائی' اس کے بہت سے دوستوں پر نازل ہوئی اور آوی نیون میں لارا کی جان لے لی۔ 1348ء میں اس نے Iacopo II da Carrara کی دعوت پر پیڈوآ جانے کی دعوت قبول کر لی۔

شہر ایک تکلیف دہ قدامت رکھتا تھا: یہ 59 قبل مسیح میں لائیوائی کی پیدائش سے پہلے ہی کئی صدیاں پرانا ہو چکا تھا۔ 1174ء میں یہ ایک آزاد کمیون (پنچایت) بنی' اس نے ایزیلینو کا جبر و استبداد سہا (56۔1237ء)' اپنی کھوئی ہوئی خود مختاری دوبارہ حاصل کی' آزادی کے گیت گائے اور ویچن تسا (Vicenza) کو مطیع کر لیا۔ ویرونا کے کین گراندے ڈیلا سکالا کے ہاتھوں مفتوح ہو کر اس نے اپنی آزادی سے دستبرداری اختیار

کی اور ایاکوپو اول داکیرارا (Iacop I da Carrara) کو بطور مطلق حاکم منتخب کر لیا جو اپنے نام کے حامل پتھر سے بھی زیادہ سخت تھا۔ بعدازاں خاندان کے دیگر افراد نے وراثت یا قتل و غارت کے ذریعہ اس کی جگہ سنبھالی۔ پیترارک کے میزبان نے اپنے پیشرو کو قتل کر کے 1345ء میں اقتدار سنبھالا' اچھی حکومت کے ذریعہ معاملات کو درست کرنے کی کوشش کی لیکن چار سال حکومت کرنے کے بعد ہی قتل ہو گیا۔ فرانسکو اول داکیرارا (89-1350ء) نے اپنی حکومت کے چالیس سالہ شاندار دور میں پیڈوآ کو میلان ' فلورنس اور وینس کے برابر لا کھڑا کیا۔ اس نے 1378ء کی خوفناک جنگ میں وینس کے خلاف جنیوا سے اتحاد کرنے کی سنگین غلطی کی۔ وینس جیت گیا اور پیڈوآ کو اپنی حکومت کا مطیع بنا لیا (1404ء)۔

اس دوران شہر نے اِٹلی کی مہذب زندگی میں اپنے حصے سے زیادہ شرکت کی۔ محبت سے اِل سانتو (Il Santo) کہلانے والا سینٹ انتھونی کا پُرجلال کیتھیڈرل 1307ء میں مکمل ہوا۔ عظیم سیلون یا *Sala della Ragione* یعنی پارلیمنٹ کے ہال کی مرمت 1306ء میں خانقاہی معمار Fra Giovanni Eremitano نے کی۔ یہ ہال اب بھی موجود ہے۔ *Reggia* یا شاہی محل (تکمیل 1345ء) میں 400 کمرے تھے' بیشتر پر استرکاری کی گئی تھی جو کیرارا خاندان کا نشان امتیاز تھی: ان میں سے ایک مینار کے سوا کچھ بھی باقی نہیں جس کے معروف گھڑیال نے پہلی مرتبہ 1364ء میں ٹِک ٹِک کی۔ صدی کے آغاز میں ایک ولولہ انگیز تاجر Enrico Scrovegni نے *Arena* کے نام سے مشہور قدیم رومن ایمفی تھیٹر میں ایک محل خریدا' اور اِٹلی کے معروف ترین سنگ تراش جووانی پیسانو (Giovanni Pisano) اور مشہور مصور جوتتو کو بلوایا تاکہ اپنے نئے گھر کا گرجاخانہ سجا سکے (5-1303ء)۔ نتیجتاً چھوٹا سا ایرینا گرجاخانہ آج ساری تعلیم یافتہ دنیا کو معلوم ہے۔ یہاں ذہین جوتتو نے تقریباً پچاس دیواری تصویریں' آرائشی تختے اور بیضوی ڈیزائن مصور کر کے مقدس کنواری اور اس کے بیٹے کی کہانی تازہ کی: مرکزی استرکاریوں کے گرد پیغمبروں اور اولیاء کے چہرے بنائے اور وسیع و عریض چوڑی چکلی نسوانی صورتوں کے ذریعہ نوع انسانی کی نیکیوں اور بدیوں کو علامتی زبان دی۔ اندرونی دروازے کے اوپر اس کے شاگردوں نے نیم دلی کے ساتھ پرنالہ

نما بگڑی ہوئی اشکال کی جسمانی افراتفری میں روز حشر (Last Judgment) کی تصویر کشی کی- تقریباً ڈیڑھ صدی بعد قریب ہی Eremitani کے گرجا گھر میں آرائشی کام کرتا ہوا ماتینیا (Montegna) اس سادہ سی نقش گری' قدیم تناظر' چہروں' جسموں اور وضع قطع کی یکسانیت' انسانی جسم کی غیر کامل خاکہ نویسی' تقریباً سبھی تصویروں کے سفید بھاری پن پر ضرور مسکرایا ہو گا- لیکن "Nativity" یعنی میلاد مسیح میں مقدس کنواری کے خوبصورت خدوخال' "Raising of Lazarus" میں مسیح کا پاکیزہ چہرہ' "The Vooers" میں مطمئن مسیح اور "The Betrayal" میں درشت یہودا' مقدس جلال' ہم آہنگ بناوٹ اور رنگ و صورت میں کشادہ گردو پیش میں بڑھتی ہوئی فعالیت آج چھ سو سال گذر جانے پر بھی ان تصویروں کو چودھویں صدی کی اولین مصورانہ فتح بناتی ہے-

ہو سکتا ہے پیترارک نے ارینا کی استرکاریاں دیکھی ہوں: یقیناً اس نے جوتو کو سراہا تھا کیونکہ وہ اپنی مرضی سے فرانسکو داکیرارا کے پاس ایک میڈونا چھوڑ گیا جو "شاندار مصور جوتو کی بنائی ہوئی تصویر تھی..... اس تصویر کی خوبصورتی نے فن کے اساتذہ کو حیران کر دیا-" ۲۸ے لیکن فی الحال اسے آرٹ سے زیادہ ادب میں دلچسپی تھی- وہ لازماً یہ سن کر پُرجوش ہو گیا ہو گا کہ (اپنے سے بھی پہلے کے) ایک انسانیت پسند البرٹینو موساتو (Albertino Mussato) کو سینیکا کے انداز میں ایک لاطینی ڈرامہ "Ecerinis" لکھنے پر 1314ء میں پیڈوآ کے شاعر کا اعزاز دیا گیا- جہاں تک ہمیں معلوم ہے' یہ نشاۃ ثانیہ کا پہلا ڈرامہ تھا- بلاشبہ پیترارک اس شہر کی قابل فخر یونیورسٹی دیکھنے گیا- یہ اس زمانے کے اٹلی میں سب سے زیادہ مشہور سکول تھا--- قانونی تربیت کے مرکز کی حیثیت میں بولونیا اور فلسفہ کے اڈہ کے طور پر پیرس کا مدمقابل- پیترارک پیڈوآ کے کچھ پروفیسروں کے دوٹوک "ابن رشد ازم" پر ششدر رہ گیا جو انفرادی روح کی لافانیت پر سوال اٹھاتے اور عیسائیت کو تعلیم یافتہ حضرات کی جانب سے رد کردہ مفید توہم پرستی قرار دیتے تھے-

1348ء میں ہم اپنے بے قرار شاعر کو مینتوآ (Mantua) اور پھر فیرارا میں پاتے ہیں- 1350ء میں وہ یوبل کا تہوار منانے کے لیے روم جانے والے زائرین کے ہمراہ ہو

لیا۔ راستے میں وہ پہلی مرتبہ فلورنس گیا اور بوکاشیو کے ساتھ دوستانہ تعلق قائم کر لیا۔ بعد ازاں پیترارک کے الفاظ میں "ہمارے سینے میں ایک ہی دل دھڑکنے لگا۔" ۲۹ 1351ء میں بوکاشیو کے اصرار پر فلورنسی مجلس بلدیہ (Signory) نے سر پیترارکو کی جائیداد کی ضبطی کا سابق فرمان منسوخ کیا اور پیترارک کو ہرجانے کی رقم اور فلورنس کی یونیورسٹی میں پروفیسری کی پیشکش کرنے بوکاشیو کو پیڈوآ بھیجا۔ پیشکش مسترد ہونے پر فلورنس نے منسوخی کا حکم بھی معطل کر دیا۔

VI۔ جوتو

قرون وسطیٰ (325 تا 1492ء) کے فلورنس سے محبت کرنا بہت مشکل ہے' کیونکہ وہ اپنی صنعت اور سیاست میں نہایت درشت اور کٹر تھا؛ لیکن اس کی ستائش کرنا بہت آسان ہے کیونکہ اس نے اپنی دولت تخلیق حسن پر نچھاور کی۔ وہیں پر پیترارک کی عین جوانی میں نشاۃ ثانیہ اپنے عروج پر تھا۔

اس نے کاروباری مقابلہ بازی' خاندانی جھگڑوں اور نجی لوٹ مار کی ایک ایسی تحریک انگیز فضاء میں ترقی کی جس کی مثال باقی ماندہ اِٹلی میں اور کہیں نہیں ملتی۔ لوگ طبقاتی جنگ میں منقسم تھے اور ہر طبقے کے چھوٹے چھوٹے دھڑے جیت میں بے رحم اور ہار میں انتقامی جذبہ رکھتے تھے۔ کسی بھی لمحے چند خاندانوں کا ایک "حصے" کو چھوڑ کر دوسرے میں شامل ہو جانا قوت کے پلڑوں میں تبدیلی پیدا کر دیتا۔ کسی بھی لمحے کوئی ناخوش عنصر ہتھیار اُٹھا کر حکومت گرانے کی کوشش کر سکتا تھا؛ کامیابی کی صورت میں شکست خوردہ جماعت کے رہنماؤں کو دیس نکالا دے دیا جاتا' عموماً ان کی جائیداد ضبط کر لی جاتی اور کبھی کبھی ان کے گھر نذر آتش کر دیئے جاتے۔ لیکن یہ معاشی پھوٹ اور سیاسی شورش فلورنس کی تمام زندگی نہیں تھی۔ اپنے شہر سے زیادہ جماعت پر جان نثار کرنے والے شہری ایک فخرمندانہ تہذیبی احساس رکھتے تھے اور اپنی زیادہ تر قوت عام بھلائی میں صرف کرتے۔ مالدار افراد یا تجارتی انجمنیں (گلڈز) گلیاں پکی کرنے' نالیاں بنانے' پانی پہنچانے کے نظام میں بہتری لانے' کوئی عوامی مارکیٹ بنانے' گرجا گھروں' ہسپتالوں یا سکولوں کے قیام یا بہتری کے لیے رقم خرچ کرتی تھیں۔ قدیم یونانیوں یا جدید

فرانسیسیوں جیسی پر شوق حس جمالیات نے عوامی اور نجی دولت کو تعمیرات' سنگ تراشی اور مصوری کے ساتھ شہر کی آرائش اور دیگر چھوٹے موٹے فنون کے ساتھ گھروں کی اندرونی سجاوٹ پر نچھاور کیا۔ فلورنسی کوزہ گری اس دور میں سارے یورپ کی راہنما تھی۔ فلورنسی سناروں نے گردنوں' چھاتیوں' ہاتھوں' کلائیوں' کمروں' عشائے ربانی کی میزوں' جنگی ہتھیاروں اور سکوں کو مرصع سازی یا چوبی مُنبت کاری (Intarsia) یا کھودے اور ابھارے ہوئے نقوش کے ساتھ زینت بخشی جس کا مقابلہ اور کوئی عہد نہیں کر سکتا۔

اور اب فنکار شخصی قابلیت یا فضیلت پر زور دیتے ہوئے گلڈ یا گروپ سے باہر جا کھڑا ہوا اور اپنی بنائی ہوئی چیز کو اپنے نام سے منسوب کرنے لگا۔ نکولا پیسانو یونانیوں کی جسمانی مثالیت اور تومند فطریت کو متحد کر کے فن سنگ تراشی کو کلیسیائی مقاصد کی پابندیوں اور تعمیراتی اصولوں کے ضوابط سے آزاد کر چکا تھا۔ اس کے شاگرد آندریا پیسانو نے فلورنسی بپتستری (6—1300ء) کے لیے کانسی کے دو نصف دروازے ڈھالے جن پر 28 مُنبت کاریوں (Reliefs) میں آدم و حوا کے عہد کے بعد سے اپنے دور تک فنون و علوم کی ترقی کی منظر کشی کی گئی تھی؛ اور چودھویں صدی کے یہ فن پارے اسی عمارت میں پندرھویں صدی کے "بہشتی دروازوں" سے مقابلہ کرتے تھے جو گبرٹی (Ghiberti) نے بنائے۔ 1334ء میں فلورنس کی مجلس بلدیہ نے ایک گرجا گھر کی گھنٹیوں کا بوجھ اُٹھانے اور آوازیں پھیلانے کے لیے بنائے جانے والے مینار کے لیے جوتتو کے بنائے ہوئے ڈیزائن منظور کیے اور روح عصر کی مطابقت میں ایک فرمان جاری کیا گیا کہ گھنٹہ مینار اس انداز میں تعمیر کیا جائے کہ "وہ اپنے جلال' بلندی اور تعمیراتی خوبیوں میں یونانیوں اور رومنوں کی ان تمام چیزوں پر فوقیت رکھتا ہو جو انہوں نے اپنے عہد عروج میں بنائی تھیں۔" [13] مینار کی خوبصورتی اس کی مربع اور غیر امتیازی شکل (جس کے اوپر جوتتو ایک ہرم نما ٹوپی بنانا چاہتا تھا) میں نہیں بلکہ پتھر کے کٹاؤ کام والی گوتھک کھڑکیوں اور ان رنگین سنگ مرمر کی مُنبت کاریوں میں ہے جو جوتتو' آندریا' پیسانو اور لوقا ڈیلا روبیا (Luca della Robbia) نے زیریں چوکھٹوں پر بنائیں۔ جوتتو کی موت کے بعد پیسانو' ڈوناٹیلو (Donatello) اور فرانسکو Talenti نے کام جاری رکھ کر گھنٹہ

مینار کی سب سے بلند مینار کے حسن و خوبصورتی کی معراج پر پہنچا دیا (1359ء)۔

جوتو دی بوندونا (Giotto Di Bondone) چودھویں صدی کی مصوری پر اسی طرح غالب ہے جیسے پیترارک اس دور کی شاعری پر؛ اور مصور ہمہ گیریت میں شاعر کا حریف بھی ہے۔ فنکارانہ تصورات' عملی آلات اور بذلہ سنجی کے ساتھ ہر وقت تیار رہنے والے مصور' سنگ تراش' معمار' سرمایہ دار اور دنیادار مرد جوتو نے کسی روبنز جیسے اعتماد کے ساتھ زندگی گذاری اور فلورنس' روم' اسیسی (Assisi)' فیرارا' راوینا (Ravenna)' ریمنی (Rimini)' فائن تسا (faenza)' پیسا' لوقا (Lucca)' اریتسو پیڈو آ' ویرونا' نیپلز اُربینو (Urbino)' مِیلان میں شاہکار جنم دیئے۔ وہ کہیں بھی معاوضہ حاصل کرنے کے متعلق پریشان نظر نہیں آتا؛ اور جب نیپلز گیا تو بادشاہ کا درباری مہمان بنا۔ اس نے شادی کی اور بدصورت بچوں کا باپ بنا' لیکن اس بات نے اس کے فن کی خوبصورتی یا زندگی کی بشاشت کو خراب نہ کیا۔ وہ دستکاروں کو عام سے دوگنے کرایہ پر کھڈیاں (Looms) دیتا[13]' تاہم' اس نے نشاۃ ثانیہ کے ایک غیر معمولی فن پارے میں غربت کے پیامبر سینٹ فرانسس کی کہانی بتائی۔

ابھی وہ جوان ہی تھا کہ کارڈینل Stefaneschi نے ایک پچی کاری کا ڈیزائن بنوانے کے لیے اسے روم بلوایا۔۔۔ مشہور "*Navicella*" یا "چھوٹا بحری جہاز" نامی اس پچی کاری میں عیسیٰؑ کو پطرس کو لہروں سے نکالتے ہوئے دکھایا گیا ہے؛ یہ کافی تبدیلیوں کے ساتھ سینٹ پطرس کی ڈیوڑھی میں غلام گردش کے اوپر اور پیچھے چھپ کر باقی بچی رہی۔ غالباً یہ وہی کارڈینل تھا جس نے ویٹیکن میں محفوظ کثیر چوکھٹا تصویر (*Polyptych*) بنوائی تھی۔ یہ تخلیقات ایک ناپختہ کار' پُرجوش تخیل اور کمزور فن والا جوتو دکھاتی ہیں۔ Trastevere کے سانتا ماریا میں پچی کاریوں پر Pietro Cavallini کی تحقیق اور سانتا سیلیا میں اس کی استر کاری نے ہی اس رومن دور میں جوتو کی تشکیل میں مدد دی ہوگی؛ جبکہ نیکولا پیسانو کی فطرت پسندانہ سنگتراشی نے اس کی نظریں اپنے پیشروؤں کے فن پاروں سے ہٹا کر زندہ عورتوں اور مردوں کے حقیقی خط و خال اور احساسات کی جانب موڑ دی ہوگی۔ لیونارڈو داونچی کے بقول "جوتو نمودار ہوا اور جو بھی دیکھا اس کی تصویر بنا دی" [14] اور اطالوی آرٹ میں سے

بازنطینی حجریت (Petrification) غائب ہو گئی۔

پیڈوآ آ کر جوتتو نے تین برس میں ایرینا گرجا خانہ کی مشہور دیواری تصاویر مصور کیں۔ شاید وہ پیڈوآ میں ہی دانتے سے ملا؛ فلورنس میں وہ اس کے بارے میں جانتا ہو گا؛ ہمیشہ دلچسپ اور کبھی کبھی بے نقص وازاری (Vasari) دانتے کو جوتتو کا "قریبی ساتھی اور دوست قرار دیتا [31] اور پوڈیسٹا کے محل میں استرکاری کے ایک حصے پر بنی ہوئی دانتے کی پورٹریٹ کو جوتتو سے منسوب کرتا ہے۔ دانتے نے غیر معمولی محبت کے ساتھ "The Divine Comedy" میں مصور کو سرفراز کیا۔ [32]

1318ء میں دو بنک کار خاندانوں Bardi اور Peruzzi نے جوتتو سے کہا کہ وہ استرکاریوں میں سینٹ فرانسس' سینٹ جان بپتست اور سینٹ جان مبلغ کی کہانیاں بیان کرے۔ وہ یہ کام ان گرجا خانوں میں کروانا چاہتے تھے جنہیں فلورنس میں سانتا کروچے (Croce) کے کلیساء سے منسوب کرنے کے لیے تعمیر کروا رہے تھے۔ بعد کے سالوں میں ان تصاویر پر سفیدی کر دی گئی؛ 1853ء میں انہیں دوبارہ واضح کر کے اس طرح بنایا گیا کہ آج صرف خاکے اور بناوٹ ہی جوتتو کی بنائی ہوئی ہے۔ اسیسی میں سینٹ فرانسس کے دو منزلہ گرجا گھر کی استرکاریوں کا مقدر بھی ایسا ہی تھا۔ وہ پہاڑ کی چوٹی پر بنی ہوئی خانقاہ اِٹلی کی بڑی زیارت گاہوں میں سے ایک ہے' اور وہاں چیمابوئے (Cimabue) اور جوتتو کی بنائی ہوئی تصویروں کا نظارہ کرنے والے سیاح بھی اتنے ہی آتے ہیں جتنے کہ بزرگ سے اظہار عقیدت کرنے کے لیے۔ غالباً جوتتو ہی نے بالائی گرجا گھر کی نچلی استرکاریوں کے موضوعات سوچے اور خاکے کھینچے؛ باقی کام کے لیے لگتا ہے اس نے صرف اپنے کام میں مصروف شاگردوں کی نگرانی کرنے پر ہی اکتفا کیا۔ بالائی گرجے کی یہ استرکاریاں سینٹ فرانسس کی زندگی تفصیل سے بیان کرتی ہیں؛ خود عیسیٰ مسیح کی زندگی بھی شاذ و نادر ہی اس قدر تفصیل سے پیش کی گئی۔ وہ اپنے تخیل اور ترکیب میں کامل' اپنی دیدہ زیبی اور ہم آہنگی میں خوشگوار ہیں؛ انہوں نے بازنطینی نقش گریوں کی گستاخانہ کرختگی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم کر دی؛ لیکن ان میں گہرائی' قوت اور انفرادیت کا فقدان ہے؛ وہ جذبات کی رنگینی یا خون حیات سے عاری شاندار چپ نظارے (*Tableaux*) ہیں۔ دست برد زمانہ سے نسبتاً بچی ہوئی زیریں گرجا گھر کی استرکاریاں جوتتو کی فنی قوت

میں ترقی کی نمائندہ ہیں۔ لگتا ہے کہ اس نے میگڈلن گرجا خانے میں تصویریں خود بنائی تھیں' جبکہ معاونین نے تمثیلات کی تصویر کشی کر کے غربت' اطاعت اور پاکیزگی کے بارے میں فرانسکی (Franciscan) پیان پیش کیے۔ اس دو منزلہ گرجا گھر میں فرانسس کی داستان نے اطالوی مصوری کو ایک طاقتور تحریک' ایک طرح سے نیا جنم دیا' اور ایک ایسی روایت شروع کی جو نظریاتی طور پر ڈومینیکی فرا آنجے لیکو (Fra Angelico) کے فن میں انجام پذیر ہوئی۔

جوتتو کا کام ایک انقلاب تھا۔ ہم اس کی غلطیاں اس لیے محسوس کرتے ہیں کیونکہ آج ہم مصوری کی ان مہارتوں سے واقف ہیں جو اس کی شروع کردہ تحریک کا نتیجہ تھیں۔ اس کی ڈرائنگ' شبیہہ' تناظر اور جسمانی اعضاء کی بناوٹ تکلیف دہ طور پر غیر موزوں ہیں؛ جوتتو کے زمانہ کی طبی سائنس کی طرح آرٹ نے بھی ابھی انسانی جسم کی چیرپھاڑ کرنا' ہر پٹھے' ہڈی' رگ' نس کا مقام' ڈھانچہ اور کام کرنے کا انداز جاننا شروع ہی کیا تھا؛ ماتینیا اور ماساشیو (Masaccio) جیسے لوگوں نے ان عناصر پر مہارت حاصل کی اور مائیکل اینجلو نے انہیں کاملیت دے کر ایک قسم کی عضو پرستی (fetish) بنا دیا۔ لیکن جوتتو کے دور میں ابھی ننگے بدن کا مطالعہ کرنا غیر معمولی اور اس کی تصویر کشی کرنا باعث رسوائی تھا۔ تو پھر کس بات نے پیڈوآ اور اسیزی میں جوتتو کے کام کو آرٹ کی تاریخ میں ایک نشان امتیاز بنا دیا؟ یہ تھی متوازن ترکیب' آنکھ کو ہر زاویے سے مرکز توجہ بنانا' خاموش حرکت کا وقار' دھیمے اور روشن رنگ' واقعات کا بارعب تسلسل' شدت احساس میں بھی اظہار کی بندش' ان تکلیف دہ مناظر پر چھائی ہوئی طمانیت کا جلال' اور کہیں کہیں مردوں عورتوں اور بچوں کی فطرت پسندانہ تصویریں جو ماضی جیسی نہیں بلکہ زندگی میں دکھائی دینے اور محسوس ہونے والی حرکت جیسی ہیں۔ یہ بازنطینی رجعت پرستی اور افسردگی پر جوتتو کی فتح کے ترکیبی جز تھے' یہ اس کے پائیدار و دیرپا اثرات تھے۔ اس کے بعد ایک سو سال تک فلورنسی آرٹ اس کی مثال اور فیض رسانی پر زندہ رہا۔

اس کے بیدار دور میں Giottesch کی دو نسلیں آئیں جنہوں نے اس کے موضوعات اور انداز کی نقل تو کر لی لیکن اس جیسا کمال حاصل نہ کر پائیں۔ جوتتو کے

پوتے اور شاگرد Taddeo Gaddi نے تقریباً سارا آرٹ ورثے میں حاصل کیا؛ Taddeo کا باپ اور پانچ میں سے تین بیٹے مصور تھے; جرمن موسیقی کی طرح اطالوی نشاۃ ثانیہ بھی خاندانوں میں چلی' اور وہیں گھروں' سٹوڈیوز اور سکولوں میں منتقلی اور مسلسل اضافے کے ذریعے پھلی پھولی; Taddeo نے جوتتو کے پاس بطور نو آموز کام شروع کیا; 1347ء تک وہ فلورنسی مصوروں کا سربراہ بن گیا مگر اس کے باوجود اپنے دستخطوں میں لکھا تھا: "عظیم استاد جوتتو کا شاگرد۔" ۳۵ وہ بطور مصور اور معمار اپنی محنت کے ذریعہ اس قدر امیر ہو گیا کہ اس کی اولادیں آرٹ کی سرپرستی کرنے کے قابل ہو سکیں۔

عرصے تک Taddeo مگر اب آندریا دا فیرنتسے (Andrea da Firenze) سے منسوب کیا جانے والا ایک فن پارہ دکھاتا ہے کہ نشاۃ ثانیہ کی پہلی صدی میں اٹلی کس لحاظ سے بدستور وسطی دور والا ہی تھا۔ "ہسپانویوں کے گرجا گھر" (*Capella degli Spagnuoli*) کے سانتا ماریا نوویلا کے گرجے میں تقریباً 1370ء میں ڈومینیکی راہبوں نے اپنے مشہور فلسفی سینٹ ٹامس آکوینس (St. Thomas Aquinas) کی تصویری تقدیس کا کام شروع کیا جو مغرور فاتحانہ انداز میں کھڑا ہے اور آریئس' Sabellivs اور ابن رشد اس کے پیروں میں لوٹ رہے ہیں; اس کے اردگرد موسیٰ' پال' جان مبلغ اور دیگر بزرگ محض ضمنی اور غیراہم نظر آتے ہیں; ان سے نیچے 14 شبیہیں سات مقدس اور سات ناپاک علوم کی علامت ہیں---ڈوناٹس گرامر' سسرو کا فن خطابت' جسٹینین قانون' یوکلیڈ کی جیومیٹری وغیرہ۔ سوچ ابھی تک مکملاً عہد وسطیٰ والی ہے... صرف آرٹ ہی ڈیزائن اور رنگ میں پرانے دور میں سے ایک نئے دور کا ظہور پیش کرتا ہے۔ یہ تبدیلی اس قدر سست تھی کہ لوگ ایک سو سال میں بھی خود کو ایک مختلف دنیا میں محسوس نہ کر سکے۔

تیکنیک میں ترقی اورکانیا (Orcagna) کے ہاں زیادہ واضح ہے جو چودھویں صدی کے اطالوی مصوروں میں جوتتو کے بعد دوسرے نمبر پر ہے۔ اس کا اصل نام Andrea di Cione تھا اور ہم عصر مداح اسے *Arcagnalo* ---یعنی فرشتہ اعظم--- کہتے تھے' اور عجلت بازوں نے نام کو مزید مختصر کر کے اورکانیا (Orcagna) بنا دیا وہ

عموماً جوتتو کے پیروکاروں میں شمار کیے جانے کے باوجود سنگ تراش آندریا پیسانو کا شاگرد تھا۔ نشاۃ ثانیہ کے متعدد جینئیس لوگوں کی طرح وہ بھی کئی فنون میں ماہر تھا۔ بطور مصور اس نے سانتا ماریا نوویلا میں Strozzi گرجا خانے میں قربان گاہ کے پیچھے رکھنے کے لیے سجاوٹی مجسمہ "تخت نشین مسیح" بنایا' جبکہ اس کے بڑے بھائی ناردو (Nardo) نے دیواروں پر جہنم اور جنت کی واضح تصاویر بنائیں (7- 1354ء)۔ بطور معمار اس نے فلورنس کے نزدیک Certosa یا قرطاجنی خانقاہ کا نقشہ بنایا جو اپنے شاندار حجروں اور *Acciaiuali* مقبروں کی وجہ سے مشہور ہے۔ اورکانیا اور اس کے بھائی نے معماروں اور سنگ تراشوں کی حیثیت سے فلورنس میں San Michele عبادت گاہ میں مزین چھجے دار طاق بنانے کا کام شروع کیا۔ یقین کیا جاتا تھا کہ وہاں موجود کنواری مریمؑ کی ایک تصویر معجزات دکھاتی ہے۔ 1348ء کی "کالی موت" کے بعد زندہ بچ رہنے والوں کی منتوں کے چڑھاووں نے عمارت کی نگران انجمن کو مالا مال کر دیا اور تصویر کو سنگ مرمر اور سونے کے شاندار مقبرے میں رکھنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اورکانیا نے اس کا ڈیزائن چھوٹے سے گوتھک کیتھیڈرل جیسا رکھا جس میں ستون' مینار' مجسمے' منبت کاریاں' قیمتی دھات اور گراں قیمت پتھر لگنا تھا' یہ "*trecento*" آرائش کا نگینہ تھا (اطالوی لوگ چودھویں صدی کو *Trecento*' یعنی تین سو' پندرھویں صدی کو *Quattrocento* یعنی چار سو' اور سولھویں صدی کو *Cinquecento* وغیرہ کہتے تھے)۔ اورکانیا کو اورویاتو میں *Capomaestro* تعینات کیا گیا اور اس نے کیتھیڈرل کے سامنے والے حصے کا ڈیزائن بنانے میں حصہ لیا۔ 1362ء میں وہ واپس فلورنس آیا اور آخری دم تک وہیں عظیم *Duomo* یعنی کیتھیڈرل پر کام کرتا رہا۔

اس وقت تک اٹلی میں بننے والے سب سے بڑے گرجا گھر Santa Maria del Fiore کی بے پناہ شہرت کی ابتداء 1296ء میں Arnolfo di Cambio نے کی تھی۔ ماہرین فن کے ایک سلسلے۔۔۔ جوتتو' آندریا پیسانو' فرانسسکو اور بہت سے دیگر۔۔۔ نے ہمارے عہد تک اس پر محنت کی۔ اس کا موجودہ ماتھا 1887ء میں بنا: کیتھیڈرل اب بھی نامکمل ہے اور آنے والی ہر صدی کچھ حد تک اس کی تعمیر نو کرے گی۔ نشاۃ ثانیہ کے اٹلی میں فن تعمیر تمام فنون میں سب سے کم کامیاب

تھا: اس نے بد دلی کے عالم میں شمال سے کچھ گوتھک خصوصیات (مثلاً نوکدار محراب) لے کر انہیں کلاسیک ستونوں کے ساتھ ملایا' اور کبھی کبھی ساری عمارت کے اوپر بازنطینی گنبد بنا دیا' جیساکہ فلورنس میں ہوا۔ یہ ملغوبہ بے جوڑ اور یکجہتی و خوبصورتی سے عاری تھا۔ اورویاتو اور سینا والی عمارتوں کے ماتھے ایماندارانہ فن تعمیر کی بجائے سنگ تراشی اور پچی کاری کے نہایت اعلیٰ نمونے پیش کرتے تھے' دیواروں میں کالے اور سفید سنگ مرمر کی بدلتی ہوئی ترتیب کے ذریعہ افقی خطوط کی وضاحت (accentuation) نظر اور روح پر بوجھ ڈالتی ہے' حالانکہ گرجے کا اصل مفہوم دعا کی آسمان تک رسائی ہونا چاہیے۔ فلورنس کے اس کیتھیڈرل (Santa Maria del Fiore) کو شہر کی نفیسانہ علامت گل نرگس کی نسبت سے 1412ء کے بعد یہ نام دیا گیا' مگر اس میں پھول والی کوئی بات نہیں: یہ تو برونے لیسکو کے روشن گنبد سے قطع نظر ایک کھوہ ہے جس کا تاریک جوف خدا کی دہلیز کی بجائے دانتے کے بیان کردہ جہنم کا دہانہ لگتا ہے۔

یہ کبھی نہ تھکنے والا Arnolfo di Cambio ہی تھا جس نے 1294ء میں مقدس صلیب "سانتا کروچے) کا فرانسسکی گرجا گھر اور 1298ء میں فلورنس کی خوبصورت ترین عمارت Palazzo della Signoria بنانے کا آغاز کیا۔ موخرالذکر عمارت کو بعد کی نسلیں پلازو ویکیو کے نام سے جانتی ہیں۔ گرجا گھر 1442ء میں مکمل ہوا مگر ماتھا کہیں 1863ء میں آکر بنا: سگنوری یعنی مجلس بدلیہ کے محل یا "قدیم محل" کا بنیادی ڈھانچہ 1314ء تک مکمل ہو گیا تھا۔ انہی برسوں میں دانتے اور پیترارک کے باپ کو جلاوطن کیا گیا: فرقہ وارانہ پھوٹ عروج پر تھی: چنانچہ اڈولفو نے مجلس بلدیہ کے لیے محل کی بجائے ایک قلعہ تعمیر کیا اور اس کی چھت پر سیسہ یا تیر اور نیزے پھینکنے کے لیے سوراخ بنائے: جبکہ بے مثال گھنٹہ گھر مختلف انداز میں گھنٹیاں بجا کر شہریوں کو پارلیمنٹ میں یا ہتھیار اُٹھانے کے لیے بلایا کرتا تھا۔ شہر کے حاکم یہاں سے نہ صرف حکومت کرتے بلکہ رہتے بھی یہیں تھے: اور اس دور کا مزاج ایک قانون سے عیاں ہوتا ہے کہ انہیں اپنے فرض منصبی کے دو ماہ کے دوران کسی بھی صورت میں عمارت سے باہر نکلنے کی اجازت نہ تھی۔ 1345ء میں نیری دی فیوراوانتے (Neri di Fioravante) نے دریائے آرنو

(Arno) پر دنیا کا معروف ترین پل Ponte Vecchio بنایا جس میں لمبے عرصے اور متعدد جنگوں کے باعث اب شگاف پڑ گیا ہے لیکن وہاں تیز ٹریفک اور 22 دکانیں موجود ہیں۔ فلورنسی تہذیب کے ان فخرمندانہ کارناموں کے اردگرد' کیتھیڈرل اور مجلس بلدیہ کے احاطوں سے نکلنے والی تنگ گلیوں میں متفکر امراء کے جدید گھر' تاجروں کے سونے کو فن کی شکل دینے والے اعلیٰ گرجے' دکانداروں اور دستکاروں کی پرشور دکانیں' اور محنتی سرکش' پُرجوش و ذہین آبادی کے پُرہجوم مکان بنے۔ خودپسندیوں کے اس ہذیان میں نشاۃ ثانیہ کا جنم ہوا۔

VII۔ "دی ڈی کیمیرون"

فلورنس میں ہی اطالوی ادب نے اپنی اولین اور عظیم ترین کامیابیاں حاصل کیں۔ وہاں Guinizelli اور Cavalcanti نے تیرھویں صدی کے اواخر میں سانیٹ کو کامل صورت دی؛ وہاں سے دور لیکن وہاں جانے کے آرزومند فلورنسی دانتے نے اطالوی رزمیہ شاعری کا پہلا اور آخری مصرعہ کہا؛ بوکاشیو نے اطالوی نثر کا اعلیٰ ترین کام مرتب کیا اور جووانی ولانی نے عہد وسطیٰ کا جدید ترین تاریخی روزنامچہ لکھا۔ 1300ء کے جوبلی تہوار کے لیے روم جانے اور پُرشکوہ ماضی کے آثار دیکھ کر گبن کی طرح دُکھی ہو جانے والے ولانی (Villani) نے لمحہ بھر کو اس کی تاریخ لکھنے کا سوچا؛ پھر روم کو مناسب طور پر یادداشت میں محفوظ کر کے وہ واپس اپنے آبائی بسیروں کو لوٹا اور فیصلہ کیا کہ "اس کتاب میں فلورنس شہر کے تمام واقعات لائے..... اور اہل فلورنس کے اعمال تفصیل سے پیش کرے اور باقی دنیا کے اہم امور کا مختصراً ذکر کرے۔"[۶۰]

اس نے مینار بابل سے آغاز اور "کالی موت" شروع ہونے پر اختتام کیا جس میں وہ خود بھی ہلاک ہوا؛ اس کے بھائی ماتیو (Matteo) اور بھتیجے فلیپو (Filippo) نے یہ کہانی 1365ء تک جاری رکھی۔ جووانی اچھی طرح سے تیار تھا؛ اس کا تعلق ایک تاجر گھرانے سے اور خالص ٹسکنی بولی پر عبور رکھتا تھا۔ اس نے اِٹلی' فلینڈرز اور فرانس میں سفر کیا' تین مرتبہ بطور پرائر اور ایک مرتبہ بطور ماہر ٹکسال ملازمت کی۔ وہ ان ادوار کے بارے میں معاشی بنیادوں اور تاریخ پہ پڑنے والے اثرات کی غیرمعمولی سمجھ بوجھ رکھتا

تھا؛ اور سب سے پہلے اسی نے اپنی تحریر میں سماجی حالات کے اعداد و شمار کا مصالحہ لگایا۔ اس کے "Chronicle Florentine" کی پہلی تین کتابیں زیادہ تر داستان ہیں؛ لیکن بعد کی کتابوں سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ 1338ء میں فلورنس اور اس کے دیہاتی علاقے میں 1,05,000 باشندے آباد تھے' جن میں سے 17 ہزار گداگر اور چار ہزار امدادی رقوم پر زندہ تھے؛ وہاں پر چھ پرائمری سکولوں میں دس ہزار لڑکے لڑکیاں پڑھتے تھے اور چار ہائی سکول بھی تھے جہاں 600 لڑکے اور چند لڑکیاں "گرامر" (ادب) اور "منطق" (فلسفہ) پڑھتی تھیں۔ بیشتر مورخین کے برعکس ولانی نے نئی کتابوں' تصاویر' عمارتوں کے حوالے شامل کیے؛ کسی بھی شہر کی زندگی کے تمام پہلو شاذ و نادر ہی براہ راست طور پر بیان کیے گئے ہوں گے۔ اگر ولانی نے اپنے ان مضامین اور تفصیلات کو وجوہ' مظاہر' شخصیات اور نتائج کے یکجا بیان کی شکل دے دی ہوتی تو اس کا یہ روزنامچہ تاریخ میں بدل جاتا۔

1340ء میں بوکاشیو نے فلورنس میں مقیم ہو کر زندگی' شاعری اور نثر میں عورت کی جستجو جاری رکھی۔ "Amorosa Visione" فیامیتا (Fiammetta) کے نام سے منسوب کی اور "terza rima" کے 4,400 مصرعوں میں اپنے عشق کے پُرمسرت شب و روز کو یاد کیا۔ ایک نفسیاتی ناول "Fiammetta" میں اس نے ایک حرافہ شہزادی کے منہ سے اپنی محبوبہ کی بیوفائی کی کہانی سنوائی؛ شہزادی نے رچرڈسن جیسی تفصیل کے ساتھ محبت کے جذبات' خواہش اور حسد اور بے رخی کی تکلیفوں کا تجزیہ کیا؛ اور ضمیر کی ملامت پر وہ تصور کرتی ہے کہ الفرودتی اس کی بزدلی پر اسے کوس رہی ہے' "یہ کہنے میں کم ہمتی نہ دکھاؤ کہ میرا ایک شوہر ہے اور مقدس قوانین اور عہد وفا مجھے اس قسم کی باتوں سے منع کرتا ہے۔" یہ ایروس کی طاقت کے خلاف محض بے کار غرور اور بیہودہ اعتراضات ہیں کیونکہ وہ ایک طاقتور اور زورور بادشاہ کی طرح اپنے ابدی قوانین لاگو کرتا ہے' وہ کمتر درجے کے دیگر قوانین کو خاطر میں لائے بغیر انہیں حقیر اور غلامانہ اصول قرار دیتا ہے۔" آخر میں بوکاشیو زور قلم کا غلط استعمال کرتے ہوئے اپنی تجلیل کے لیے فیامیتا سے یہ اقرار کروا کر کتاب ختم کرتا ہے کہ اصل میں اس (بوکاشیو) نے ہی فیامیتا سے منہ موڑا تھا' نہ کہ فیامیتا نے اس سے۔ اس

نے شاعری کی جانب دوبارہ پلٹتے ہوئے "Ninfale Fiesolano" میں ڈیانا کی ایک پجارن اور ایک گڈریئے کی محبت کا نغمہ گایا؛ اس کی جیت کچھ شوق و جوش کے ساتھ تفصیل سے بیان کی گئی۔ یہ دی کیمیرون ("The Decameron") کے کارگر منتر سے کافی ملتا جلتا ہے۔

1348ء کے وباء سے کچھ ہی دیر بعد بوکاشیو نے شہوت انگیز کہانیوں کا یہ مشہور سلسلہ لکھنا شروع کیا۔ اس کی عمر 35 برس ہو چکی تھی؛ خواہش کا درجہ حرارت شاعری سے گر کر نثر تک آ گیا تھا؛ وہ اس دیوانے مشغلے کی جذباتیت دیکھ سکنے کے قابل ہو چکا تھا۔ لگتا ہے کہ خود فیامیتا بھی طاعون میں مر گئی تھی اور اب بوکاشیو بڑے آرام سے وہ نام استعمال کر سکتا تھا جو اسے اپنی کتاب کے سب سے کم ناروا حصے "raconteuses" میں دے چکا تھا۔ 1353ء تک ساری کتاب تو شائع نہ ہوئی لیکن کچھ اقساط لازماً شائع ہو چکی ہوں گی، کیونکہ "Fourth Day" کی ابتداء میں مصنف اپنے اوپر کی گئی تنقید کا جواب دیتا ہے۔ موجودہ صورت کی کتاب میں پوری ایک سو کہانیاں ہیں؛ وہ ایک ہی وقت میں زیادہ تعداد میں پڑھنے کے لیے نہیں تھیں؛ سلسلہ وار صورت میں شائع ہونے کے بعد ان کہانیوں نے فلورنس کی بہت سی شاموں کو گفتگو کے موضوعات مہیا کیے ہوں گے۔

اختتامیہ فلورنس میں اس کالی موت کی تباہ کاریاں بیان کرتا ہے جو 1348ء میں اور اس کے بعد بھی سارے یورپ پر نازل ہوتی رہی۔ بدیہی طور پر جنگ سے غربت زدہ اور قحط سے کمزور ہو چکی ایشیائی آبادیوں کی گندگی اور زرخیزی سے جنم لینے والی یہ بیماری عریبیہ پار کر کے مصر میں آئی اور بحیرۂ اسود کو عبور کر کے روس اور بازنطین تک پہنچی۔ قسطنطنیہ، سکندریہ اور مشرق قریب کی دیگر بندرگاہوں سے وینس، سائیراکیوس، پیسا، جینوآ اور مارسیلی کے تاجر اور جہاز مکھیوں اور چوہوں کی مدد سے اسے اٹلی اور فرانس تک لائے۔ [8] مغربی یورپ میں قحط کے کئی سالوں --- 4-1333ء، 42-1337ء، اور 7-1345ء --- نے غالباً غریبوں کی قوت مدافعت ختم کر دی تھی جنہوں نے یہ بیماری تمام طبقات کو منتقل کی۔ [9] اس نے دو صورتیں اختیار کیں۔ پھیپھڑوں کا طاعون جس میں سخت بخار ہوتا اور کھانسی میں خون آنے سے تین دن میں

موت واقع ہو جاتی۔ 1348ء سے لے کر 1365ء تک طاعون کے تین مرحلوں نے اِٹلی کی نصف آبادی کا صفایا کر دیا۔ [50] سینا کا ایک روزنامچہ نگار 1354ء کے بارے میں لکھتا ہے:

رشتہ داروں، دوستوں، پادریوں یا راہبوں میں سے کوئی بھی لاشوں کو قبر تک چھوڑنے نہیں جاتا تھا، نہ ہی موت کی رسومات ادا ہوتیں۔۔۔ شہر کے بہت سے علاقوں میں بہت چوڑی اور گہری خندقیں کھودی گئی تھیں، جن میں لاشیں پھینک کر اوپر سے تھوڑی سی مٹی ڈال دی جاتی؛ یوں لاشوں کی تہیں لگنے سے خندق پر ہو جاتی تو پھر دوسری خندق بھرنے لگتی۔ اور میں، Agnialo di Tura نے اپنے ہاتھوں سے ایک ہی خندق میں اپنے 5 بچے دفن کیے، بہت سے دوسرے لوگوں نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔ بہت سے مردے اس قدر خراب انداز میں دفن کیے گئے تھے کہ کتے انہیں مٹی میں سے نکال کر کھاتے اور شہر بھر میں ان کی ٹانگیں بکھیر دیتے۔ چاہے نقصان کیسا بھی ہوتا لیکن نہ تو کوئی گھنٹی بجتی اور نہ ہی کوئی روتا کیونکہ تقریباً ہر شخص موت کی آس لگائے بیٹھا تھا۔۔۔ اور لوگ کہتے اور یقین کرتے تھے کہ "یہ روزِ حشر ہے۔" [51]

ماتیو ولانی کے مطابق اپریل اور ستمبر 1348ء کے دوران فلورنس کی 60 فیصد آبادی موت کے منہ میں چلی گئی۔ بوکاشیو نے یہ تعداد 1,00,000 جبکہ کمیاویلی (میکاولی) نے 96,000 بتائی۔ [52]؛ لیکن یہ اندازے غلط ہیں کیونکہ کل آبادی 1,00,000 سے بمشکل ہی زیادہ تھی۔ بوکاشیو نے "*The Decameron*" کا آغاز طاعون کی دہشت ناک تفصیل کے ساتھ کیا

طاعون زدہ شخص کے ساتھ نہ صرف بات کرنے سے آواز کو بیماری لگ جاتی، بلکہ محض کپڑوں کو چھو لینے یا بیمار کی استعمال کردہ کسی بھی چیز کو ہاتھ لگانے سے بیماری جڑ پکڑ لیتی تھی..... بیماری سے مرنے والے یا بیمار شخص کی کوئی چیز چھونے والا جانور..... جلد ہی ہلاک ہو جاتا..... یہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اس ابتلاء نے سب کے دلوں کو اس قدر خوفزدہ

کر دیا تھا..... کہ بھائی بھائی کو، چچا بھتیجے کو..... اور کبھی کبھی بیوی اپنے شوہر کو بھی نہ پہچانتی، حتیٰ کہ کچھ ماں باپ نے اپنے ہی جگر کے ٹکڑوں کی تیمارداری کرنے سے انکار کر دیا، کہ جیسے وہ ان کے کچھ لگتے ہی نہ ہوں..... روزانہ ہزاروں لوگ لاچاری کے عالم میں موت کا شکار ہو جاتے..... متعدد لوگ کھلی ہوا میں آ کر اپنی آخری سانسیں لیتے، جبکہ بہت سے دیگر اپنے گھروں کے اندر ہی جان دیتے اور پڑوسیوں کو لاش کی بدبو سے موت کی خبر ملتی۔ پورا شہر مردوں سے بھرا پڑا تھا۔ لوگ لاشوں کو محض اس خوف کے مارے گھروں سے باہر نکال کر دروازوں کے سامنے رکھ دیتے کہ کہیں ان کے گلنے سڑنے سے انہیں بھی مرض نہ لگ جائے۔ بالخصوص صبح کے وقت گھر سے باہر نکلنے والوں کو اپنے اردگرد بے شمار لاشیں نظر آتی تھیں۔۔ تب وہ جا کر تابوت لاتے اور کچھ کو تختے پر ہی ڈال دیتے: ایک تابوت میں دو تین لاشیں ہوتیں، بس ایک مرتبہ ہی ایک تابوت میں ایک لاش دیکھی۔۔ نہ ہی یہ دیکھا جاتا کہ کس تابوت میں شوہر اور بیوی، دو یا تین بھائی، باپ اور بیٹا وغیرہ ہیں۔۔۔ معاملات یہاں تک پہنچے کہ لوگ لاشوں کو اسی طرح دیکھتے جیسے آج کل مردہ بکریوں کو دیکھا جاتا ہے۔۔ [41]

ویرانی اور بربادی کے اس منظر میں بوکاشیو نے "ڈی کیمیرون" کی صورت گری کی۔ سیر پر نکلنے کا "منصوبہ سات جوان لڑکیوں نے سانتا ماریا نوویلا کے قابل احترام گرجا گھر میں بنایا جو دوستی یا پڑوسی پن یا رشتہ داری کے تعلق میں باہم مربوط تھیں۔" یہ منصوبہ صبح کی عبادت کے فوراً بعد بنا۔ ان کی عمریں اٹھارہ تا اٹھائیس برس کے درمیان تھیں۔ "ہر لڑکی سمجھ دار اور شریف النفس، خوش اطوار اور خوش انداز اور ایماندارانہ زندہ دلی سے بھرپور تھی۔" ایک نے تجویز دی کہ انہیں اپنے گھروں کی طرف نوکروں سمیت اکٹھے واپس لوٹ جانا چاہیے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتے ہوئے راستہ میں "ہر ایسی مسرت اور کھیل بازی سے لطف اُٹھائیں جو یہ موسم انہیں مہیا کر سکتا ہے..... وہاں ہم ننھے پرندوں کو گاتے ہوئے سنیں گی، وہاں ہم سبزہ پوش پہاڑ اور میدان اور سمندر کی طرح لہلہاتی ہوئی فصلوں سے بھرے گیت دیکھیں گی: وہاں

ہمیں ہزاروں قسم کے درخت نظر آئیں گے; اور وہاں آسمان کا چہرہ نظارے کے لیے زیادہ وسیع ہے' جو ہم سے ناراض ہونے کے باوجود ہمیں اپنے ابدی جلوے سے محروم نہیں کرتا۔" یہ تجویز قبول کرلی جاتی ہے مگر فیلومینا اس میں ذرا بہتری لائی: چونکہ "ہم عورتیں غیر مستقل مزاج' خودسر' متشکک اور بزدل ہیں" اس لیے کچھ مردوں کو بھی ساتھ لے لینا بہتر ہوگا۔ خوش قسمتی سے اسی وقت "تین مرد گرجا گھر میں داخل ہوئے۔۔۔ جن کے پاس وقت کی قلت تھی اور نہ ہی انہیں دوستوں یا رشتہ داروں سے جدائی کا کوئی مسئلہ تھا..... وہ تو بس محبت کی آگ ٹھنڈی کرنا چاہتے تھے..... تینوں صلح جو اور اچھی پرورش پانے والے مرد اپنی اپنی محبوباؤں کو تلاش کر رہے تھے جو اتفاقاً ان سات عورتوں میں شامل تھیں۔" پامپی نیا نے نوجوانوں کو بھی اپنی سیاحت میں شریک کرنے پر رضامندی ظاہر کی۔ نیفائل کو رسوائی کا خوف تھا۔ فیلومینا نے جواب دیا: "میں تو ایمانداری سے زندگی گذارتی ہوں' ضمیر مجھے ملامت نہیں کرتا' کوئی جو کچھ مرضی کہتا رہے۔"

چنانچہ اگلے بدھ وار کو وہ نوکروں اور اشیائے خوردونوش کے ہمراہ فلورنس سے دو میل دور گاؤں کی طرف روانہ ہوئے' "جہاں ایک نہایت دلکش اور وسیع احاطہ اور دالان و شراب خانے تھے۔۔۔ ہر ایک اپنے آپ میں انتہائی خوبصورت اور رنگین تصویروں سے سجا ہوا; وہاں آس پاس باغیچے اور گھاس کی کیاریاں تھیں اور حیرت انگیز حد تک خوبصورت باغات اور ٹھنڈے پانی کے کنوئیں اور مہنگی شرابوں سے بھرے ہوئے کمرے۔" عورتیں اور مرد دیر سے سوتے' بڑے سکون سے اُٹھ کر ناشتہ کرتے' باغوں میں گھومتے پھرتے' دیر تک رات کا کھانا کھانے میں مصروف رہتے اور ایک دوسرے کو کہانیاں سنا کر لطف اندوز کرتے۔ طے پایا کہ سب دس افراد میں سے روزانہ ایک عورت یا مرد کہانی سنایا کرے گا۔ وہ اس علاقے میں دس روز ٹھہرے (اسی لیے اس کا نام "ڈی کیمیرون" رکھا گیا کیونکہ یونانی زبان کی اصطلاح "deka hemerai" کا مطلب بھی دس روز ہے)' نتیجہ یہ نکلا کہ بوکاشیو کا ایک پُرمسرت کہانی Commedia Umana کے ساتھ دانتے کے ہر غمگین گیت کا مقابلہ کرتا ہے۔ اسی دوران ایک اصول کے تحت گروپ کے ہر رکن کو منع کر دیا گیا کہ

وہ "باہر سے خوشی کی خبر کے علاوہ اور کوئی خبر نہ لے کر آئے۔"

اوسطاً چھ صفحے طویل قصے شاذ و نادر ہی بوکاشیو کے اصل قصوں سے میل کھاتے ہیں: انہیں کلاسیکل ماخذوں، مستشرق مصنفین، عہد وسطیٰ کی منظوم کہانیوں، فرانسیسی قصوں اور مزاحیہ داستانوں یا اِٹلی ہی کے لوک ورثہ میں سے جمع کیا گیا۔ کتاب میں آخری اور مشہور ترین کہانی مریض گریسلڈا (Griselda) کی ہے، جسے چوسر (Chaucer) نے "کینٹربری ٹیلز" کی ایک بہترین اور نہایت مجرد کہانی کے لیے بنیاد بنایا۔ پانچویں دن فیدریگو نے بوکاشیو کا بہترین ناولٹ (*novelle*) سنایا جس کی محبت گریسلڈا کی محبت جتنی ہی جاں نثار تھی۔ سب سے زیادہ فلسفیانہ کہانی تین انگوٹھیوں کی ہے۔ سیلادین (Saladin) "بابل کا سولدان"، رقم کی ضرورت پڑنے پر امیر کبیر یہودی Melchisedek کو رات کے کھانے پر بلاتا اور اس سے پوچھتا ہے کہ یہودیت، عیسائیت اور اسلام میں سے کون سا مذہب بہترین ہے۔ رقم ادھار پر دینے والا دانا بوڑھا اپنے دل کی بات صاف صاف بتانے ڈرتے ہوئے ایک تمثیل کے ذریعہ جواب دیتا ہے:

> کسی دور میں ایک بہت عظیم اور امیر کبیر آدمی ہوا کرتا تھا، جس کے خزانے میں بیش بہاء زیورات کے علاوہ ایک خوبصورت اور گراں قدر انگوٹھی بھی تھی۔۔۔ اسے اپنی اولاد کے لیے ترکہ میں چھوڑنے کی خواہش کے ساتھ اس نے اعلان کیا کہ اس کی موت کے بعد جس بیٹے کو اپنے حصہ میں انگوٹھی ملے گی وہی اصل وارث تسلیم کیا جائے گا اور دوسرے بیٹے اسے سردار اور سربراہ مان کر عزت و وقار دیں گے۔ انگوٹھی حاصل کرنے والے بیٹے نے بھی اپنی اولاد سے یہی کہا اور اپنے باپ والا ہی طرز عمل اپنایا۔ المختصر، انگوٹھی اسی طرح پشت در پشت پہنچتی رہی اور آخر کار ایسے آدمی کے پاس آئی جس کے تینوں خوبصورت اور نیک خو بیٹے نہایت فرمانبردار اور باپ کو ایک ہی جتنے عزیز تھے۔ انگوٹھی کی روایت سے آگاہ تینوں نوجوانوں نے اپنے لوگوں میں سب سے زیادہ قابل تعظیم بننے کی خواہش کی۔۔۔ اور ہر ایک نے اپنے بوڑھے باپ سے کہا کہ انگوٹھی اسے دی جائے۔۔۔ باپ کو سمجھ نہیں آتی تھی کہ انگوٹھی کسے دے۔ اس نے

تینوں کو مطمئن کرنے کی خاطر سوچا کہ خفیہ طور پر کسی ماہر کاریگر سے بالکل ایسی ہی دو انگوٹھیاں اور بنوا لے تاکہ کوئی اصل انگوٹھی کو پہچان نہ سکے۔ موت قریب آنے پر اس نے اپنے بیٹوں کو علیحدگی میں ایک ایک انگوٹھی دے دی۔ باپ کی موت کے بعد اس کی جائیداد اور رتبے پر قبضہ جمانے اور دوسروں کو ان سے محروم کرنے کی کوشش میں ہر بیٹے نے اپنی انگوٹھی بطور دعویٰ پیش کی۔ تینوں انگوٹھیاں آپس میں اس قدر مشابہہ تھیں کہ اصل انگوٹھی کا فیصلہ نہ ہو سکا۔ باپ کے وارثوں نے یہ سوال معرض التواء میں ڈال دیا اور ابھی تک جواب نہیں ملا۔ میرے مالک! آپ ہی بتائیے! تینوں قوموں کو خدا کی طرف سے دی گئیں تینوں شریعتوں میں سے اصل شریعت کونسی ہے' جبکہ ہر قوم خدا کی اصل وارث ہونے کی دعویدار ہے؟ لیکن انگوٹھیوں ہی کی طرح یہ سوال بھی ابھی تک بے جواب ہے۔

اس کہانی سے پتہ چلتا ہے کہ بوکاشیو اپنی عمر کے 37ویں سال میں بھی کٹر عیسائی نہیں تھا۔ اس کی بردباری دانتے کے شدید تعصب سے قطعی مختلف ہے جس نے (نعوذباللہ) جہنم میں رسول اللہ ﷺ کے اعضاء بار بار کٹنے کا منظر پیش کیا (نقل کفر کفر نہ باشد)۔ "ڈی کیمیرون" کی دوسری کہانی میں یہودی Jehannat اس دلیل پر عیسائیت قبول کرتا ہے۔ (جسے والٹیر نے اپنایا) کہ عیسائیت لازماً الوہی ہے کیونکہ یہ اس قدر بڑھتی بداخلاقی اور رشوت بازی میں بھی زندہ رہی۔ بوکاشیو راہبانیت' تزکیہ نفس' اقبالی' صحائف' پادریوں' راہبوں' فقیروں' راہباؤں' اور حتیٰ کہ برگزیدہ ہستیوں کو مذہبی قانون میں شامل کرنے کا مذاق اڑاتا ہے۔ اس کے خیال میں زیادہ تر راہب منافق ہیں اور وہ انہیں خیرات دینے والے "بدھوؤں" پر ہنستا ہے (VI'10) ایک نہایت مزاحیہ کہانی میں اس نے بتایا کہ کس طرح راہب کیپولا نے زیادہ خیرات جمع کرنے کی خاطر لوگوں سے وعدہ کیا کہ وہ انہیں "ایک متبرک شئے' جرائیل فرشتے کا ایک پر دکھائے گا جو بشارت کے وقت سے ہی کنواری مریمؑ کے کمرے میں پڑا ہوا تھا۔" (VI'10) فحش ترین کہانیوں میں سے ایک ہمیں بتاتی ہے کہ طاقتور جوان Masetto نے راہباؤں کی پوری خانقاہ سے کیسے تسکین پائی (I'II) ایک اور کہانی میں

راہب رینالڈو ایک شوہر کو بھڑوا بنا دیتا ہے: جس میں کہانی سنانے والے نے کہا' "ایسے راہب کہاں ہیں جو اس طرح نہیں کرتے؟" (VII'3)۔

"ڈی کیمیرون" کی خواتین ان کہانیوں پر کچھ شرمسار ہوتی لیکن رابلی۔ چوسری مزاح سے لطف بھی اٹھاتی ہیں: بالخصوص ایک باسلیقہ اور خوش انداز لڑکی فیلومینا نے رینالڈو کی کہانی سنائی: اور کہیں کہیں "خواتین یوں ہنستی جاتیں کہ آپ ان کے سارے دانت گن سکتے تھے۔" ۴۷ بوکاشیو کی پرورش نیپلز کے زندہ دل ماحول میں ہوئی تھی اور اکثر و بیشتر اس نے محبت کا تصور صرف شہوانی حوالے سے کیا۔ وہ بہادرانہ محبت (Chivalric Romance) پر مسکرایا اور دانتے کے ڈان کیہوٹے (Don Quixote) کے مقابلہ میں "Sancho Panza" بجایا۔ دو مرتبہ شادی کرنے کے باوجود وہ آزاد محبت کو ماننے والا نظر آتا ہے۔ ۴۸ عہد حاضر کے مردوں کی محفل میں بھی نہ سنائی جا سکنے والی متعدد کہانیاں لکھنے کے بعد وہ ایک مرد کے منہ سے عورتوں کو کہلواتا ہے: "میں نے کوئی ایسی حرکت یا بات پیش نہیں کی جو آپ عورتوں یا ہم مردوں کے لیے قابل ملامت ہو۔" کتاب کے آخر میں اس نے اپنے استعمال کردہ اجازت نامے پر کچھ تنقید تسلیم کی' اور بالخصوص اس لیے کہ "میں نے بہت سی جگہوں پر راہبوں کے متعلق سچ لکھ دیا۔" اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنی اس "طویل محنت" پر خود کو مبارکباد بھی دیتا ہے' جو "خدائی مدد کے ذریعہ پایۂ تکمیل کو پہنچی۔"

"دی ڈی کیمیرون" اب بھی عالمی ادب کے شاہکاروں میں شمار ہوتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ فن کی بجائے اخلاقیات اس کی وجہ شہرت ہو' لیکن پھر بھی یہ محفوظ رکھے جانے کی مستحق ہے۔ اس کی ساخت نہایت کامل ہے۔۔۔ "دی کینٹربری ٹیلز" سے بھی اعلیٰ۔ اس کی نثر نے ایک ایسا معیار طے کیا جس پر اطالوی ادب کبھی برتری حاصل نہیں کر سکا۔ نثر کا زیادہ تر حصہ فصیح و بلیغ اور جاندار' چٹ پٹا اور تیکھا اور کسی پہاڑی ندی جیسا شفاف ہے۔ یہ زندگی سے محبت کی کتاب ہے۔ اٹلی پر نازل ہونے والی سب سے بڑی آفت میں بوکاشیو نے حسن' مزاح' خوبصورتی اور خوشی اپنے وجود میں پائی۔ کہیں کہیں وہ رواقی (Cynical) ہے' مثلاً "Corbaccio" میں عورتوں پر غیر انسانی طنز میں: لیکن "دی ڈی کیمیرون" میں وہ زندگی اور محبت لینے اور دینے والا ایک خوش

دل رُبا تھا۔ مضحکہ خیز تصویر کشی اور مبالغہ آرائی کے باوجود اس کتاب میں دنیا کو شناخت کیا جا سکتا ہے: ہر یورپی زبان میں اس کا ترجمہ ہوا؛ ہانس زاکس (Hans Sachs) اور لیسنگ، مولیئر اور لافونٹین، چوسر اور شیکسپیئر نے بڑے فخر کے ساتھ اس کے صفحے اڑا لیے۔ اس سے تب لطف اٹھایا جائے گا جب پیٹرارک کی تمام شاعری ان پڑھی مداح کی مبہم قلمرو میں داخل ہو گی۔

VIII۔ سینا

نشاۃ ثانیہ کا آغاز کرنے کے لیے فلورنس کے دعوے کو سینا نے چیلنج کیا ہو گا وہاں بھی فرقہ ورانہ تشدد نے سوچ کا درجہ حرارت بلند کیا اور فرقہ ورانہ غرور نے آرٹ کو ترقی دی۔ اون کی صنعت، سینائی مصنوعات کی لیوینٹ (Levant) کو برآمد اور فلورنس و روم کے درمیان براستہ Flaminia تجارت نے شہر کو مناسب ثروت بخشی: سن 1400ء تک تمام احاطوں اور مرکزی گلیوں میں اینٹ یا پتھر کے پختہ فرش بن چکے تھے اور غریب اتنے دولتمند ہو چکے تھے کہ انقلاب بپا کر دیتے۔ 1371ء میں اون کے مزدوروں نے پلازو پبلکو (Palazzo Pubblico) کا گھیراؤ کیا، اس کے دروازے توڑ ڈالے، کاروباری افراد کی حکومت کو باہر نکال کر "*riformatory*" (دارالاصلاح) کا اقتدار قائم کیا۔ چند دن بعد، تجارتی مفادات سے پوری طرح لیس دو ہزار افراد کی ایک فوج شہر میں داخل ہوئی، پرولتاریہ کے ٹھکانوں پر دھاوا بولا اور مردوں، عورتوں، بچوں کو بلاامتیاز اور بلا رحم قتل کیا، کچھ کو نیزے میں پرویا اور باقیوں کو تلوار کا نشانہ بنایا۔ اشرافیہ اور زیریں متوسط طبقہ عوام کو بچانے آئے، جوابی انقلاب کو شکست ہوئی اور اصلاحی حکومت نے سینا کو اس کی تاریخ کی نہایت مخلص انتظامیہ دی۔ 1385ء میں امیر تاجروں نے پھر سر ابھارا، "دارالاصلاح" کا تختہ الٹا اور چار ہزار باغی مزدوروں کو شہر سے باہر نکال دیا۔ اس دن کے بعد سینا میں صنعت اور آرٹ کو زوال آ گیا۔ (1371ء میں سینائی مزدوروں کی بغاوت، 1378ء کے فلورنس میں *Ciompi* بغاوت، انگلینڈ میں Wat Tyler کی بھی تقریباً ہم وقت بغاوت اور 1380ء کے قریب فرانس میں ابھرتی ہوئی تحریکیں سارے براعظم پر انقلاب کی ایک لہر پیش کرتی ہیں۔ اور مغربی

یورپ کے مزدور طبقات کے درمیان باہمی تعلق اور رابطہ اس سے کہیں زیادہ بھی نظر آتا ہے جتنا کہ عام طور پر خیال کیا جاتا ہے۔)

شورش انگیز چودھویں صدی میں ہی سینائی آرٹ اپنے کمال کو پہنچا۔ شہر کے مرکزی احاطے کامپو کے مغرب میں پلازو پبلکو (1288ء تا 1309ء) تعمیر ہوا۔ ملحقہ مجلس بلدیہ' 334 فٹ بلند تورے دی مانیا اٹلی کا خوبصورت ترین مینار ہے۔ 1310ء میں سینائی معمار اور مجسمہ ساز لورینتسو میتانی (Lorenzo Maitani) اورویاتو گیا اور وہاں کیتھیڈرل کا پُرشکوہ ماتھا ڈیزائن کیا؛ وہ اور دیگر سینائی فنکار اور آندریا پیسانو دروازے' دیواری ستون اور سنتوری (*Pediment*) بنانے میں لگ گئے اور Balsena کے معجزہ کی یادگار کے طور پر ایک مرمریں معجزہ تخلیق کیا۔ 1377ء میں سینا کے گرجاگھر (*duomo*) کا بھی ایسا ہی شاندار ماتھا بنا جس پر جووانی پیسانو کے چھوڑے ہوئے ڈیزائن تھے--- شاید بہت زیادہ سجاوٹی لیکن انتھک اٹلی کے عجائب میں سے ایک۔

اس دوران سینائی مصوروں کے ایک ذہین گروہ نے وہیں سے کام شروع کیا جہاں Duccio di Buoninsegna نے چھوڑا تھا۔ 1315ء میں سیمونا مارٹینی سے کہا گیا کہ وہ "پلازو پبلکو" میں گریٹ کونسل کے ہال کو ایک *maesta* سے سجائے' یعنی "کنواری کے تاج" سے؛ کیونکہ شریعت کے ساتھ ساتھ روایت میں بھی مریم اس شہر کی تاجدار ملکہ تھی اور بلدیاتی حکومت کے اجلاسوں کی باقاعدہ صدارت کرتی تھی۔ تصویر اس *maesta* کی ہم پلہ تھی جو پانچ سال قبل Duccio نے کیتھیڈرل کے لیے بنائی تھی۔۔ یہ بہت زیادہ بڑی اور نہ ہی کثیر سونے سے لدی ہوئی تھی؛ اس "وقار" کی طرح یہ غیر متحرک خط و خال اور ہجوم کی صورت میں جمع کرداروں کے بے جان انداز سے گریز کرتی تھی جو سینائی مصوری کے بازنطینی ارتقاء کا خاصہ تھا۔ شاید اس نے رنگ اور ڈیزائن میں کچھ بہتری پیدا کی۔ لیکن 1326ء میں سیمونا اسیسی گیا اور وہاں جوتو کی استرکاریوں کا مطالعہ کیا؛ اور جب اسے لوئر چرچ کے گرجا خانے میں سینٹ مارٹینی کی تصویری زندگی پیش کرنے کو کہا گیا تو وہ اپنے سابق کاموں والے یکساں چہروں سے دامن بچا گیا اور طورس (Tours) کے عظیم بشپ کی یادگار تصویر بنائی آوی نیون میں وہ پیترارک سے ملا' اس کی اور لارا کی پورٹریٹس بنائیں اور Canzonierre میں ایک

مکان بطور انعام حاصل کیا۔ وازاری کا کہنا ہے کہ ان مختصر خطوط نے "سیمونا کو اس کی بنائی ہوئی تمام تصاویر سے زیادہ شہرت دی--- کیونکہ ایک دن ایسا آئے گا جب اس کی تصاویر موجود نہ ہوں گی جبکہ پیترارک جیسے عظیم شخص کی تحریریں ہمیشہ موجود رہیں گی"; کوئی ماہر ارضیات بھی اتنا بامید نہیں ہوتا۔ بینیڈکٹ XII نے سیمونا کو پاپائی عدالت کا سرکاری مصور بنایا (1339ء) اور اسی حیثیت میں اس نے پاپائی گرجا گھر میں "بپتسمہ" اور کیتھیڈریل کی غلام گردش میں "کنواری" اور "نجات دہندہ" کی زندگی کی تصویروں میں پیش کی۔ اس کی موت 1344ء میں بمقام آوی نیون واقع ہوئی۔

اپنے عام پورٹریٹس میں سیمونا کی پیش کردہ لامذہبیت (سیکولریت) پیاترو اور Ambrogio Lorenzetti تک پہنچی۔ پیاترو نے شاید فلورنس میں مطالعہ کرنے کے بعد سینائی مصوری کی جذباتی روایتوں کو چھوڑ دیا اور بے مثال طاقت کے علاوہ کہیں کہیں ظالمانہ حقیقت پسندی والی الطار (altar) کی تصویر کا ایک سلسلہ تخلیق کیا پلازو پبلکو کے "ہال آف دی نائن کونسلرز" میں Ambrogio نے چار مشہور دیواری تصاویر بنائیں (43-1337ء): شیطانی حکومت' شیطانی حکومت کے نتائج' نیک حکومت اور نیک حکومت کے نتائج۔ علامتیت کی عہد وسطیٰ والی جو عادت جوتو نے ترک کی تھی' یہاں برقرار نظر آتی ہے; باوقار شبیہیں سینا' انصاف' دانش' ہم آہنگی' سات فضائل اور امن کو پیش کرتی ہیں--- آخری شبیہہ یونانی سنگ تراش فیدیاس کے بنائے ہوئے کسی بت کے مانند ٹیک لگائے بیٹھی ہے۔ "شیطانی حکومت" میں "جبر" تخت نشین ہے اور "خوف" اس کا وزیر ہے; تاجروں کو سرراہ لوٹا جا رہا ہے; فرقہ واریت اور تشدد کے باعث شہر خون میں لتھڑا ہوا ہے۔ بالکل اسی جیسے پس منظر میں "نیک حکومت" میں خوش باش آبادی دستکاریوں' دل لگیوں اور تجارت میں مصروف ہے; کسان اور تاجر اناج اور اشیاء سے لدے ہوئے خچر شہر کے اندر لا رہے ہیں; بچے کھیل میں مصروف ہیں; دوشیزائیں محو رقص ہیں اور بربط راحت رساں موسیقی فضا میں بکھیر رہے ہیں; اور منظر کے اوپر ایک پردار روح "تحفظ" کو پیش کرتی ہے۔ شاید انہی باصلاحیت بھائیوں--- یا اورکانیا' یا فرانسسکو ترینی--- نے پیسا کے "کامپو سانتو" میں وسیع و عریض دیواری تصویر "موت کی فتح" بنائی تھی۔ بیش قیمت کپڑوں میں ملبوس امراء اور خواتین

کی ایک شکاری پارٹی تین کھلے ہوئے تابوتوں کے پاس کھڑی ہے جن میں شاہی لاشیں گلی سڑی پڑی ہیں؛ ایک شکاری نے بُو کی وجہ سے اپنا ناک پکڑ رکھا ہے؛ منظر کے اوپر موت کا فرشتہ ایک بہت بڑی درانتی لہرا رہا ہے؛ فضاء میں رحمت کے سفیر نجات یافتہ روحوں کو بہشت کی طرف لے جا رہے ہیں جبکہ پروں والے شیطان زیادہ تر مُردوں کو جہنم میں گھسیٹ رہے ہیں؛ سانپ اور کالے گدھ عورتوں اور مردوں کے برہنہ جسم نوچ رہے ہیں اور نیچے بادشاہ' ملکائیں' شہزادے' بشپ اور کارڈینلز مردودوں کے پیٹ مروڑ رہے ہیں۔ ساتھ والی دیوار پر انہی فنکاروں نے ایک اور وسیع تصویر میں بائیں طرف "روز حشر" اور دائیں طرف جہنم کا دوسرا منظر نقش کیا ہے۔ وسطیٰ عہد کی تمام دینیات کی دہشتوں نے یہاں صورت پائی؛ یہ کسی رحم اور پابندی کے بغیر دانتے کی "جہنم" کا نظارہ ہے۔

سینا قرون وسطیٰ سے آگے نہ آیا؛ San Gimignano ‘Gubbio اور سسلی کی طرح وہاں بھی نشاۃ ثانیہ انہیں ختم نہ کر سکی۔ وہ ہرگز نہ مرے' بلکہ بڑے تحمل اور سکون کے ساتھ اپنی باری دوبارہ آنے کے منتظر رہے۔

IX۔ میلان

پیترارک 1351ء میں آوی نیون واپس آیا غالباً واکلوز (بندوادی) میں ہی اس نے ایک خوبصورت مضمون "*De Vita Solitaria*" لکھا جس میں اپنی گوشہ گیری کی حمد گائی۔ آوی نیون میں اس واپسی کے فوراً بعد ہی اس نے شدید بیمار پوپ کلیمنٹ VI کو ڈاکٹروں کے نسخوں سے خبردار رہنے کی تاکید کر کے طبی برادری کو دشمن بنا لیا۔ "میں نے ہمیشہ اپنے دوستوں سے درخواست کی اور اپنے ملازموں کو حکم دیا ہے کہ وہ کبھی کسی ڈاکٹر کو میرے جسم پر داؤ نہ آزمانے دیں' بلکہ ہمیشہ ان کی ہدایت کے برعکس عمل کریں۔" [۹۵] 1355ء میں کسی معالجاتی حربے پر برہم ہو کر اس نے "ایک ماہر طب کی مذمت" لکھی۔ وکلاء کے ساتھ بھی اس کے تعلقات اچھے نہ تھے' "جو چھوٹے چھوٹے جھگڑوں اور مسائل پر بحث کرنے میں سارا وقت گذارتے ہیں۔ ان سب کے بارے میں میرا فیصلہ سنو۔ ان کی شہرت بھی ان کے جسم کے ساتھ فنا ہو جائے

گی اور ان کے ناموں اور ہڈیوں کے لیے ایک ہی قبر کافی ہوگی۔" ۵۰ آوی نیون اس وقت قطعی ناگوار ہو گیا جب پوپ انوسینٹ VI نے پیترارک کو ساحر قرار دے کر سزائے موت دینے کی تجویز دی کیونکہ وہ ورجل کا طالب علم تھا۔ کارڈینل Talleyrand پیترارک کو بچانے کے لیے آگے آیا' لیکن آوی نیون کی فضاء میں بسی ہوئی جہالت نے شاعر کو بیمار کر دیا۔ وہ اپنے راہب بھائی جیرارڈو سے ملنے گیا' ایک مغموم واداس رسالہ "راہبوں کی نجات" (*De otio reliogi osorum*) لکھا اور کسی خانقاہ میں داخل ہونے کے متعلق سوچا۔ لیکن جب اسے میلان کے جابر حاکم کی جانب سے شاہی مہمان بننے کی دعوت ملی (1353ء) تو اس نے اسے فوراً قبول کر کے اپنے جمہوریت پسند دوستوں کو حیران کر دیا۔

میلان کے حاکم خاندان کا نام وسکونٹی (Visconti) تھا کیونکہ انہوں نے "Vicecomites" یعنی اسقفی منصفوں (*Archiepis copal judges*) کا عہدہ لیا تھا۔ 1311ء میں شہنشاہ ہنری VII نے ماتیو وسکونٹی کو میلان میں اپنا نمائندہ مقرر کیا جو شمالی اٹلی کے بیشتر شہروں کی طرح خود کو مقدس رومن سلطنت کا باقاعدہ حصہ نہیں سمجھتا تھا۔ ماتیو نے سنگین غلطیاں کرنے کے باوجود اس قدر بہتر طور پر حکومت کی کہ اس کی اولادیں 1447ء تک میلان میں اقتدار کی مالک بنی رہیں۔ وہ شاذو نادر ہی محتاط' عموماً ظالم' کبھی کبھی فضول خرچ' لیکن بے وقوف ہرگز نہیں تھے۔ انہوں نے لوگوں پر بھاری ٹیکس عائد کیے تاکہ متعدد مہمات روانہ کر سکیں جن کے نتیجہ میں زیادہ تر شمال مغربی اٹلی کو زیر کر لیا: لیکن قابل منتظم اور جرنیل ڈھونڈنے میں ان کی مہارت نے انہیں فتح اور میلان کو خوشحالی دی۔ شہر کے اُون مزدوروں کو انہوں نے ریشم کی صنعت دی؛ نہروں میں اضافہ کیا جنہوں نے تجارت کو بڑھایا؛ انہوں نے زندگی اور جائیداد کو تحفظ دیا جس نے عوام کو آزادی بھلادی۔ ان کے جابرانہ دور میں میلان یورپ کے امیر ترین شہروں میں سے ایک بن گیا؛ اس کے محلات پر سنگ مرمر سجا' سیدھی گلیوں میں پتھر کے فرش بنے۔ خوبرو' ان تھک' ضرورت یا خبط کے تحت ظالم یا فراخدل جووانی وسکونٹی کے دور میں میلان اپنی اوج کمال کو پہنچا: لوڈی' پارما' کریما' پیاچن تسا' بریشیا' برگامو' کومو' نووارہ' ورسیلی (Vercelli)' ایلیساندریا' ٹورٹونا پونٹرمولی (Pontremoli)'

آستی‘ بولونیا نے اس کا اقتدار تسلیم کیا؛ اور جب آوی نیون کے پوپس نے بولونیا پر اس کے دعوے کو رد کیا اور اسے مذہب سے خارج کر دیا تو وہ ہمت اور رشوت ستانی کے ساتھ کلیمنٹ VI سے لڑا‘ اور 2,00,000 فلورنز کے عوض بولونیا‘ سزا سے معافی اور امن حاصل کر لیا (1352ء)۔ اپنے جرائم کی قیمت اس نے جوڑوں کے درد کی صورت میں ادا کی‘ اور اپنے جبر و استبداد کو شاعری‘ علم اور آرٹ سے عظمت بخشی۔ اس کے دربار میں پہنچنے پر جب پیترارک نے پوچھا کہ اس کو کیا کیا کرنا ہو گا تو جووانی نے خوبصورت انداز میں جواب دیا: "صرف تمہاری حاضری چاہیے‘ جو مجھے اور میرے دور حکومت کو بھی شاندار بنا دے گی۔"[۱۵]

پیترارک پاویا یا میلان میں وسکونٹی کے دربار میں آٹھ سال رہا۔ اس آرام دہ اطاعت کے دوران اس نے اطالوی زبان میں نظموں کا ایک سلسلہ (*terza rima*) لکھا جسے وہ "*Trionfi*" کہتا تھا: انسان پر خواہش‘ خواہش پر پاکدامنی‘ پاکدامنی پر موت‘ موت پر شہرت‘ شہرت پر وقت‘ وقت پر ابدیت کی فتح۔ یہاں اس نے لارا کے نام اپنا آخری گیت گایا؛ اس نے اپنی محبت کی شہوانیت پر معذرت کی‘ لارا کی پاکیزہ روح سے باتیں کیں اور جنت میں وصال کا خواب دیکھا---اس کا شوہر ظاہر ہے کہیں اور رہ گیا ہو گا۔ دانتے کے ساتھ مقابلہ کرنے والی یہ نظمیں آرٹ پر خودنمائی کی جیت کی نمائندہ ہیں۔

جووانی وسکونٹی 1354ء میں مرا اور اپنی جاگیر تین بھتیجوں کے نام کر گیا۔ ماتیو II نااہل شہوت پرست تھا‘ ایوان کے وقار کی خاطر بھائیوں نے اسے قتل کر دیا (1355ء)۔ برنابو نے ڈچی کے حصے پر میلان اور گلیازو II نے باقی حصے پر پاویا سے حکومت کی۔ گلیازو II ایک قابل حکمران تھا جس نے اپنے سنہری بالوں میں لہریئے بنوائے اور بچوں کی شادی شاہی خاندانوں میں کی۔ جب اس کی بیٹی وائیولانتے (Violante) نے انگلینڈ کے بادشاہ ایڈورڈ سوم کے بیٹے ڈیوک آف کلارنس سے شادی کی تو گلیازو نے اسے جہیز میں 2,00,000 طلائی فلورنز (50 لاکھ ڈالر)‘ اور دولہے‘ کو 200 انگریز خدمتگار دیئے جو امیر ترین ہم عصر بادشاہوں کی فیاضی کو ماند کر دیتے ہیں؛ ہمیں یقین ہے کہ شادی کی دعوت میں بچے ہوئے کھانے سے دس ہزار افراد کا پیٹ بھرا جا سکتا ہو گا۔ یہ تھی چودھویں

صدی کے اِٹلی کی امارت، جبکہ انگلینڈ خود کو دیوالیہ کر رہا تھا، اور فرانس سو سالہ جنگ میں خون بہا کر سفید پڑتا جا رہا تھا۔

X۔ وینس اور جینو آ

1354ء میں ڈیوک جووانی وِسکونٹی نے وینس اور جینو آ میں امن کرانے کے لیے پیترارک کو وینس بھیجا۔

شاعر نے لکھا: "جینو آ میں آپ کو پہاڑ کے غیر ہموار پہلوؤں پہ بیٹھ کر حکومت کرتا ہوا شہر نظر آتا ہے، جس کی دیواریں اور لوگ زبردست ہیں" ۵۲ منافع کے لیے تاجرانہ بے چینی نے، سمندر کے خلاف ملاح کی طاقت نچوڑ کر، ابیض المتوسط سے تیونس، رودز، آکرے اور الصور، ساموس، لیزبوس اور قسطنطنیہ تک، بحیرۂ اسود سے کریمیا اور تریبی زوند، جبل الطارق اور بحر اوقیانوس (Atlantic) سے روآن اور بروجز تک جنیو آئی تجارت کے لیے راہیں ہموار کیں۔ پُرعزم کاروباری آدمیوں نے 1340ء تک بک کیپنگ کا ڈبل انٹری سسٹم بنا لیا اور 1370ء تک بحری انشورنس ۵۳ انہوں نے سات تا دس فیصد سود پر نجی سرمایہ کاروں سے رقوم قرض لیں، جبکہ بیشتر اطالوی شہروں میں شرح سود بارہ تا تیس فیصد تھی۔ تجارت کے فائدے ایک طویل عرصے تک چند امیر خاندانوں میں تقسیم ہوتے رہے--- ڈوریا، سپنولا، گریمالڈی اور فیاشی۔ 1339ء میں سیمونابوکانیرا نے ملاحوں اور دیگر مزدوروں کے ایک کامیاب انقلاب کی قیادت کی اور *Doges* (منصف اعلیٰ) کے سلسلے کا بانی ٹھہرا جو 1797ء تک جینو آ پر حاکم رہا؛ Verdi نے ایک اوپیرا میں اسے یادگار بنایا۔ فاتح اپنی اپنی باری آنے پر دشمن خاندانی گروہوں میں بٹ گئے اور شہر کو تہ و بالا کر دیا، جبکہ جینو آ کا سب سے بڑا حریف وینس ہم آہنگی اور یکجہتی میں پھلتا پھولتا رہا۔

میلان کے بعد وینس اِٹلی میں سب سے زیادہ امیر اور طاقتور ریاست تھی، اور بلا اشتثنیٰ نہایت قابل حکومت والی بھی۔ اس کے ماہر کاریگر اپنی مصنوعات کی نفاست کے لیے مشہور تھے۔ بیشتر مصنوعات لگژری تجارت کے لیے بنائی جاتی تھیں۔ اس کے بارود خانہ میں 16,000 آدمی ملازم تھے؛ 36,000 ملاح 3300 تجارتی یا جنگی جہاز

چلاتے; اور کشتیوں میں آزاد انسان چپو چلاتے نہ کہ سولھویں صدی کی طرح غلام۔ وینس کے تاجروں نے یروشلم سے لے کر اینت ورپ (Antwerp) تک ہر منڈی پر بلہ بولا: انہوں نے عیسائیوں اور مسلمانوں کے ساتھ بلا امتیاز تجارت کی' اور پاپائی فتوے ان پر اسی قوت کے ساتھ گرے جیسے شبنم زمین پر گرتی ہے۔ بہت سی چیزیں دیکھنے کے شوق اور جوش میں نیپلز سے فلینڈرز تک ہو آنے والا ایک شخص وینسی ساحلوں پر کھڑے بحری جہاز دیکھ کر حیران رہ گیا۔

> میں اپنے مکان جتنے بڑے جہاز دیکھتا ہوں..... ان کے مستول مکان کے میناروں سے بھی اونچے ہیں۔ وہ پانیوں میں تیرتے ہوئے پہاڑوں جیسے ہیں۔ وہ سمندر کے ہر حصے میں بے پناہ خطروں کا سامنا کرنے جاتے ہیں۔ وہ وائن انگلینڈ' شہد روس' زعفران' تیل اور سوتی کپڑا شام' آرمینیا' فارس اور عرب' لکڑی مصر اور یونان میں لے کر جاتے ہیں وہ ہر اقسام کی مصنوعات سے لد کر واپس آتے ہیں جو دنیا کے ہر خطے سے یہاں بھیجی جاتی ہیں [۵۵]

یہ چمکدار تجارت اس سرمائے سے چل رہی تھی جسے دولت کے تاجر لوگوں سے جمع کرتے اور کاروبار میں لگاتے تھے۔ رقم سود پر ادھار دینے والے سرمایہ کار چودھویں صدی میں بنکروں کا نام اختیار کرنے لگے' یعنی *bancherii* --- جو Banco یا بنچ سے ماخوذ ہے جن پر بیٹھ کر معاملہ طے کیا جاتا تھا۔ مرکزی مالیاتی اکائیاں لیرا (*Libra* کی مختصر صورت) اور ڈیوکٹ (*Duca*' *Duke*' *Doge* سے ماخوذ) تھیں موخر الذکر ایک طلائی سکہ تھا جس کا وزن 3560 گرام تھا۔ یہ اور ان کے علاوہ فلورنسی فلورن بھی عیسائی دنیا کی نہایت مستحکم اور وسیع پیمانے پر قبول کی جانے والی کرنسیاں تھیں (1490ء سے پہلے ان تینوں سکوں کی قیمت 1952ء میں 125 امریکی ڈالر کے برابر کی قوت خرید سے متعین کی گئی ہے; 1490ء کے بعد 12.50 ڈالر کے حساب سے 1400ء اور 1580ء کے درمیان افراط زر نے اطالوی کرنسیوں کی قیمت گھٹا کر آدھی کر دی تھی۔)

یہاں کی زندگی بوکاشیو کے عہد جوانی کے نیپلز جیسی مسرور تھیں اہل وینس نے

اپنے تہوار اور فتوحات کے جشن شاندار تقریبات میں منائے' اپنے خوشی کے جہازوں اور مردان جنگ کو سجایا' اپنے جسموں کو مشرقی ریشم میں ملبوس کیا' اپنی میزوں پر وینسی شیشے سے روشنی کی اور سمندروں اور گھروں میں بے پناہ موسیقی بکھیری۔ 1365ء میں Doge Lorenzo Celsi نے پیترارک کے ہمراہ اٹلی کے بہترین موسیقاروں کے مقابلے کی صدارت کی: مختلف سُروں میں نظمیں گائی گئیں اور پہلا انعام قصے اور دیہاتی راگ مرتب کرنے والے فلورنس کے ایک اندھے موسیقار فرانسسکو لانڈینو (Francesco Landino) کو ملا۔ لورینتسو وینزیانو (Lorenzo Veneziano) اور دیگر مصور استرکاریوں' کثیر چوکھٹا تصویروں میں عہد وسطیٰ کی شدت کی بجائے نشاۃ ثانیہ والی خوبصورت لا رہے تھے جو وینسی مصور کی رنگینی کی فال تھیں گھر' محل اور کلیساء یوں ابھرے جیسے سمندر سے مرجان نکلتے ہیں۔ وینس میں قلعے' ضبط شدہ رہائش گاہیں یا وسیع و عریض چار دیواریاں نہ تھیں کیونکہ عوامی قانون نجی جھگڑوں کو جلد ہی نمٹا دیتا تھا' اور اس کے علاوہ تقریباً ہر مکان کے پاس اپنی فطری خندق تھی۔ تعمیراتی انداز ابھی تک گوتھک تھا' لیکن بہت ہلکا اور خوبصورت۔ اس عہد میں سانتا ماریا Gloriosa dei Frari کا پُرشکوہ گرجا خانہ تعمیر ہوا: سینٹ مارک کا گرجا خانہ گاہے بگاہے مجسموں' پچی کاری اور عربی گل کاری کی جوان سجاوٹوں کے ساتھ اپنا بوڑھا چہرہ اوپر اٹھاتا رہا۔ اس کی پرانے بازنطینی انداز کی کچھ گول محرابوں کو گوتھک محرابوں نے چھپا بھی لیا۔ اگرچہ Piazza San Marco کو ابھی تک فن تعمیر کی بھرپور توجہ نہیں ملی تھی' لیکن پیترارک نے شبہ ظاہر کیا کہ "پوری دنیا میں شاید ہی کہیں اس کی مثال موجود ہو۔"[55]

عظیم نہر (Grand Canal) کے عکس میں جھلملاتا ہوا یہ تمام حسن' زمین کے ایک ارشمیدی ٹکڑے سے لے کر ایڈریاٹک اور ایجیئن سلطنت پر قابض ایک معیشت اور حکومت کا یہ یک سنگی ڈھانچہ 1378ء میں اس وقت ایک تباہ کن چیلنج سے دوچار ہوا' جب جینوآ کے ساتھ دیرینہ رقابت انتہاء کو پہنچ گئی۔ لوسیانو ڈوریا ایک جینوآئی فوج لے کر پولا پہنچا تو ملاحوں میں ایک وباء کے باعث مرکزی وینسی بحری بیڑے کو بہت کمزور پایا اور زبردست فتح حاصل کر کے پندرہ جہاز اور تقریباً دو ہزار افراد پکڑ لیے

لوسیانو تو جنگ میں زندگی ہار بیٹھا' مگر اس کے بھائی امبروجو نے امیر البحر کی جگہ سنبھال لی اور وینس سے 15 میل جنوب میں تنگ سی راس پر واقع قصبہ Chioggia لے لیا؛ اس نے پیڈوآ کے ساتھ اتحاد تشکیل دیا۔ وینس کی تمام جہاز رانی بند کی' جینوآئی جہازیوں اور پیڈوآئی کرائے کے سپاہیوں کے ساتھ مل کر وینس پر دھاوا بولنے کی تیاری کی۔ بدیہی طور پر نہتے اور فخرمند شہر نے شرائط طے کرنے کو کہا؛ لیکن یہ اس قدر گستاخانہ اور کڑی تھیں کہ "گریٹ کونسل" نے سمندر کے ایک ایک چپے کی خاطر لڑنے کا عزم کر لیا۔ اُمراء نے اپنی چھپائی ہوئی دولت ریاست کے خزانے میں انڈیل دی؛ عوام نے ایک اور بیڑہ تعمیر کرنے کے لیے دن رات محنت کی؛ جزیروں کے آس پاس تیرتے ہوئے قلعے بنائے گئے اور ان پر توپ بھی تھی جو تب اِٹلی میں پہلی مرتبہ دکھائی دی (1379ء)۔ جینوآ اور پیڈوآ والے وینس کے بحری راستے کو پہلے ہی بند کر چکے تھے' اب انہوں نے زمینی راستوں کا بھی گھیراؤ کر کے شہر کی رسد روک دی۔ کچھ لوگ فاقہ زدہ تھے' جبکہ Vittore Pisani نئی بحری فوج کے جوانوں کو تربیت دے رہا تھا۔ دسمبر 1379ء میں پیسانی اور Doge Andrea Contarini 34 جہازوں' 60 بڑی کشتیوں اور 400 چھوٹی کشتیوں پر مشتمل نو تشکیل شدہ بیڑہ لے کر بڑھا تاکہ Chioggia میں اہل جینوآ اور ان کے جہازوں کا گھیراؤ کر سکے۔ جینوآئی بیڑہ اتنا چھوٹا تھا کہ وینسی بحریہ کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا؛ وینسی توپ نے جینوآئی کشتیوں' قلعوں اور بیرکوں پر 150 پونڈ وزنی پتھر برسا کر بہت سے دوسروں کے علاوہ جینوآئی امیر البحر پیاترو ڈوریا کو بھی ہلاک کر دیا۔ فاقہ کشی پر مجبور اہل جینوآ نے عورتوں اور بچوں کو Chioggia سے باہر بھیجنے کی مہلت مانگی' اہل وینس مان گئے؛ اہل جینوآ نے اس شرط پر ہار تسلیم کرنے کی پیشکش کی کہ ان کے بیڑے کو واپس جانے کی اجازت دے دی جائے۔ لیکن اب وینس کی باری تھی کہ وہ غیر مشروط پسپائی کا مطالبہ کرے۔ چھ ماہ تک Chioggia کا محاصرہ جاری رہا۔ آخر کار اہل جینوآ نے بیماری اور موت سے مجبور ہو کر ہتھیار پھینک دیئے اور وینس نے ان کے ساتھ انسانی سلوک کیا۔ جب سیوائے کے کاؤنٹ Amadeus VI نے ثالثی کرانے کی پیشکش کی تو دونوں نڈھال حریف مان گئے؛ انہوں نے باہمی رعائتیں دیں' قیدیوں کا تبادلہ کیا اور پُرامن طور پر رہنے لگے (1381ء)۔

XI۔ چودھویں صدی کی شفق

پیٹرارک نے ہر شہر اور ہر میزبان سے مل چکنے کے بعد 1361ء میں وینس میں رہائش اختیار کر لی' اور 17 برس وہیں مقیم رہا۔ وہ اپنی لائبریری بھی ساتھ لے آیا' جس میں لوکریٹیس کے سوا تقریباً سبھی لاطینی کلاسیکس موجود تھے۔ ایک فصیح اللسان خط میں اس نے یہ گرانقدر کتابیں وینس کے نام کیں لیکن اپنی موت تک انہیں استعمال کرنے کا حق صرف اپنے لیے محفوظ رکھا۔ وینسی حکومت نے شکریہ کے طور پر اسے Palazzo Molina دیا جس میں اس کی سہولت کا سامان موجود تھا۔ تاہم پیٹرارک اپنی بعد کی جہاں گردی پر جاتے وقت کتابیں بھی ساتھ لے گیا؛ اس کی موت پر وہ اس کے آخری میزبان فرانسسکو دا اول کیرارا کے ہاتھ لگ گئیں جو وینس کا بیری تھا؛ کچھ ایک کتابیں تو پیڈوآ میں رکھ لی گئیں مگر زیادہ تر بیچ یا پھر منتشر کر دی گئیں۔

غالباً وینس میں ہی اس نے ایک مضمون "شہنشاہ کے فرائض اور فضائل" اور ڈایلاگز کا ایک طویل سلسلہ "اچھی اور بری قسمت کے علاج" تحریر کیا۔ وہ خوشحالی میں اعتدال اور غربت میں حوصلے کا مشورہ دیتا' دنیاوی فتوحات یا اشیاء کی خاطر کسی کی خوشی چھیننے سے منع کرتا' دانت کے درد' موٹاپے' بیوی کی وفات اور شہرت میں کمی بیشی جیسے مسائل سے نمٹنا سکھاتا ہے۔ یہ تمام مشورے بہت اچھے سہی' لیکن سبھی سینیکا کے ہیں۔ تقریباً اسی دور میں اس نے اپنا عظیم ترین نثری کام "*De Viris illustribus*" بھی تحریر کیا... رومولس سے لے کر سیزر تک 31 رومن شخصیات کی آپ بیتیاں۔ آٹھ آٹھ سطروں والے 350 صفحات پر مشتمل سیزر کی آپ بیتی 19ویں صدی تک اس عظیم ریاست کار کی زندگی پر لکھی گئی تمام تحریروں سے زیادہ جامع ہے۔

پیٹرارک نے گلیازو II وسکونٹی اور پوپ اربن V کے درمیان امن مذاکرات کروانے کی امید لے کر 1368ء میں وینس کو چھوڑا' مگر بس یہی جانا کہ سفیر بندوقوں کے بغیر فصاحت و بلاغت پر کان نہیں دھرتے۔ 1370ء میں اس نے فرانسسکو اول دا کیرارا کی جانب سے پیڈوآ میں دوسری مرتبہ بطور شاہی مہمان مقیم ہونے کی دعوت قبول کر لی۔ لیکن شہر کی ہلچل نے اس کے ضعیف عصاب کو متاثر کیا اور وہ جلد ہی Arqua کے

متوسط مضافاتی مکان میں چلا گیا جو پیڈوآ سے بارہ میل جنوب مغرب کی طرف Euganean پہاڑیوں میں واقع تھا۔ اپنی زندگی کے باقی چار برس اس نے وہیں گذارے۔ اس نے موت کے بعد اشاعت کیلئے اپنے خطوط جمع اور ایڈٹ کیے اور ایک مختصر سی مسحور کن سوانح عمری "Epistola ad Posteros" لکھی (1371ء)۔ ایک مرتبہ پھر اس نے ریاست کاروں کو انداز حکومت بتا کر فلسفی کی پرانی ناکامی کا سامنا کیا۔ "De republica optime administranda" (1372ء) میں اس نے پیڈوآ کے حاکم کو نصیحت کی کہ "اپنی رعیت کا آقا نہیں بلکہ باپ بنو اور انہیں اپنے بچوں کی طرح پیار کرو؛" دلدلوں کو صاف کرو' خوراک کی فراہمی یقینی بناؤ' گرجا گھروں کی دیکھ بھال' بیماروں اور لاچاروں کی مدد کرو اور اہل علم و فن کو تحفظ اور سرپرستی دو--- جن کی قلموں پر ہی تمام شہرت منحصر ہے۔ پھر اس نے "دی ڈی کیمیرون" پکڑی اور گریسیلڈا کی کہانی کو لاطینی زبان میں ترجمہ کرکے اپنے یورپی قارئین بنائے

بوکاشیو اب "دی ڈی کیمیرون" یا عہد جوانی کی شہوت خیز نظمیں لکھنے پر پچھتانے کے موڈ میں تھا۔ 1361ء میں کسی موت گرفتہ راہب نے ایک پیغام میں اس کی گھناؤنی زندگی اور خوشی والی کہانیوں پر اسے برا بھلا کہا اور اصلاح نہ کرنے کی صورت میں اس کی فوری موت اور جہنم میں ابدی عذابوں کی پیشگوئی کی۔ بوکاشیو کبھی بھی ایک مستقل مزاج مفکر نہیں رہا تھا: اس نے زائچے بنانے اور خواب کے ذریعہ فال گیری کرنے میں اپنے عہد کی توہمات کو قبول کیا: وہ شیطانوں کے ایک انبوہ کثیر پر یقین رکھتا اور سمجھتا تھا کہ Aeneas (بارہ پوپ) کا پاتال کی سیر کرنا قابل تصدیق ہے۔[۵۶] اب اس نے روایت پسندی کی طرف رخ کیا اور اپنی کتابیں فروخت کرکے راہب بن جانے کا سوچا۔ پیترارک نے اسے ایک درمیانی راہ اختیار کرنے کا کہا: یعنی عشقیہ اطالوی نظمیں اور "ناول" لکھنے کی بجائے لاطینی اور یونانی کلاسیکس کا پرجوش مطالعہ کرنے کو۔ بوکاشیو نے اپنے "قابل تعظیم استاد کا مشورہ قبول کیا اور مغربی یورپ کا پہلا یونانی انسانیت پسند بنا۔"

پیترارک کے اصرار پر اس نے کلاسیکل مسودے جمع کیے: ٹیسی ٹس کی لکھی ہوئی "Annals" کی کتب نمبر گیارہ اور چودہ' "Histories" کی کتب ایک تا پانچ کو

مونٹ کاسینو کی نظرانداز شدہ لائبریری کی گمنامی میں سے نکال کر محفوظ کیا: مارشل اور آسونیئس کی کتابوں میں نئی جان ڈالی اور مغربی دنیا کو ہومر سے نوازا۔ "عصر ایمان" کے کچھ دانشوروں نے یونانی زبان کا کچھ علم حاصل کیا تھا' لیکن عہد بوکاشیو والی یونانی زبان تقریباً سارے مغرب سے غائب ہو چکی تھی' ماسوائے نصف یونانی جنوبی اِٹلی کے۔ 1342ء میں پیترارک نے کالیبری (Calabrian) راہب برلام کے ساتھ مل کر یونانی کا مطالعہ شروع کیا۔ کالیبریا میں بشپ کا ایک عہدہ خالی ہونے پر پیترارک نے برلام کو وہاں تعینات کروا دیا: راہب چلا گیا اور پیترارک نے استاد نہ ہونے کے باعث یونانی زبان چھوڑ کر گرامر یا لغت پڑھنا شروع کر دی: تب لاطینی یا اطالوی میں اس قسم کی کتابیں موجود نہ تھیں۔ 1359ء میں بوکاشیو میلان میں برلام کے ایک شاگرد لیون پیلاتس (Leon Pilatus) سے ملا۔ اس نے اسے فلورنس آنے کی دعوت دی اور --- گیارہ سال قبل قائم ہونے والی --- یونیورسٹی پر زور دیا کہ پیلاتس کے لیے یونانی زبان پڑھانے کا انتظام کیا جائے۔ پیترارک نے اس کی تنخواہ ادا کرنے میں مدد کی' بوکاشیو کو "ایلیڈ" اور "اوڈیسے" کی نقول بھیجیں اور پیلاتس کو ان کا لاطینی میں ترجمہ کرنے کے لیے رکھ لیا۔ کام میں بار بار تاخیر ہوئی اور اس نے پیترارک کو باعث زحمت خط و کتابت میں ملوث کر دیا: اس نے شکایت کی کہ پیلاتس کے خطوط نہایت طویل اور اس کی داڑھی سے بھی زیادہ غلیظ تھے: ۵ بوکاشیو کی نصیحتوں اور تعاون کے ذریعہ ہی پیلاتس کام مکمل کرنے پر مائل ہوا۔ چودھویں صدی کے یورپ کو ہومر کا صرف یہی غیر کامل اور نثری لاطینی ترجمہ معلوم تھا۔

اس دوران پیلاتس نے بوکاشیو کو اتنی یونانی سکھا دی کہ اب وہ رُک رُک کر یونانی کلاسیکس پڑھ لیتا تھا۔ بوکاشیو نے اعتراف کیا کہ وہ کتابوں کو کہیں کہیں سے ہی سمجھ پایا تھا' مگر جتنا بھی سمجھا اسے بہت خوبصورت بیان کیا۔ ان کتابوں اور پیترارک سے تحریک پا کر اس نے اپنا باقی سارا ادبی کام لاطینی یورپ میں یونانی ادب' اساطیریات اور تاریخ کا علم بڑھانے کے لیے وقف کر دیا۔ مختصر سوانحات کے ایک سلسلے "مشہور آدمیوں کے نشیب و فراز" میں اس نے آدم سے لے کر فرانس کے بادشاہ جان تک کا احاطہ کیا: اور "*De Claris mulieribus*" میں حوا سے لے کر نیپلز کی ملکہ یوآنا

(Joanna) اول تک کی مشہور عورتوں کی کہانیاں بتائیں؛ "*De montibus Silvis, fontibus, etc.*" میں حروف تہجی کی ترتیب سے ان تمام پہاڑوں' جنگلوں' چشموں' دریاؤں اور جھیلوں کو بیان کیا جن کا ذکر یونانی ادب میں ملتا تھا; اور "*De genealogiis deorum*" میں کلاسیکل اسطوریات کی ایک ہینڈ بک مرتب کی۔ وہ اپنے موضوع میں اس قدر گہرا اتر گیا کہ عیسائی خدا کو یوو (Jove)' شیطان کو پلوٹو کہنے اور وینس و مریخ کے بارے میں یوں بات کرنے لگا جیسے وہ مریم اور عیسیٰ جیسے ہی حقیقی ہوں۔ اوسط علمی قابلیت کے ساتھ فضول سی لاطینی میں لکھی ہوئی یہ کتابیں آج ناقابل برداشت حد تک غیر دلچسپ لگتی ہیں; لیکن اپنے وقت میں یہ یونانی طلبہ کے لیے بیش بہاء رہنما کتب تھیں' اور انہوں نے نشاۃ ثانیہ کے نفاذ میں ایک اہم کردار ادا کیا۔

یوں بوکاشیو عہد جوانی کی بے پروائیوں سے نکل کر قدیم دور کی عظمت کی طرف چلا گیا۔ فلورنس نے گاہے بگاہے اسے بطور سفارتکار استعمال کیا اور فلوری' آوی نیون' راوینا اور وینس میں مشنوں پر بھیجا۔ ساٹھ سال کی عمر میں وہ جسمانی طور پر کمزور' خشک خارش اور کچھ "ایسے عارضوں" میں مبتلا تھا کہ "سمجھ نہیں آتی انہیں کیسے بیان کروں۔" ۵۸؎ اس نے مضافاتی Certaldo میں نہایت مفلسانہ زندگی گذاری۔ شاید اس کی مالی امداد کرنے کی غرض سے ہی 1373ء میں کچھ دوستوں نے فلورنسی مجلس بلدیہ پر زور دیا کہ "دانتے کی نشست" (*Cathedra Dantesca*) پیدا کرے اور بادیا (Badia) میں دانتے پر لیکچر دینے کے لیے بوکاشیو کو ایک سو فلورنز (2500 ڈالر) ادا کرے۔ لیکچروں کا کورس مکمل ہونے سے قبل ہی اس کی صحت جواب دے گئی اور وہ موت سے مفاہمت کر کے Certaldo چلا آیا۔

پیترارک نے لکھا تھا' "میری خواہش ہے کہ موت مجھے تیار اور لکھتے ہوئے پائے' یا اگر مسیح کی مرضی ہو تو عبادت کرتے اور اشک بہاتے ہوئے۔" ۵۹؎ 20 جولائی 1374ء کو اپنی 70ویں سالگرہ کے دن وہ ایک کتاب کے اوپر جھک کر بظاہر سوتا ہوا لیکن اصل میں مردہ پایا گیا۔ اس نے ترکے میں پچاس فلورنز چھوڑے کہ بوکاشیو طویل سرد راتوں میں ٹھنڈ سے بچنے کے لیے ایک آتش دان خرید لے۔ 21 دسمبر 1375ء کو

بوکاشیو بھی 61 سال کی عمر میں مر گیا۔ ان دونوں کے بوئے ہوئے بیجوں کا پھل چکھنے کے لیے اب اِٹلی کو پچاس برس تک انتظار کرنا تھا۔

XII۔ تناظر

ہم نے سارے اِٹلی میں پیترارک اور بوکاشیو کا تعاقب کر لیا۔ لیکن سیاسی لحاظ سے کوئی اِٹلی موجود نہ تھا؛ بس صرف شہری ریاستیں تھیں--- اپنے آپ کو نفرت اور جنگ میں ضائع کرنے کے لئے خود مختار ٹکڑے۔ پیسا نے اپنے کاروباری حریف آمالفی (Amalfi) کو برباد کیا؛ میلان نے پیاچن تسا (Piacenza) کو؛ جینوآ اور فلورنس نے پیسا کو؛ وینس نے جینوآ کو اور نصف یورپ نے بیشتر اِٹلی کے ساتھ مل کر وینس کو۔ بربری حملوں میں مرکزیت کا خاتمہ، چھٹی صدی کی "گوتھک جنگ" جزیرہ نما کی لمبارڈ بازنطینی تقسیم، رومن شاہراہوں کی بربادی، پوپس اور لمبارڈیوں کی محاذ آرائی، پاپائیت اور سلطنت کا تضاد، پاپائیت کا یہ خوف کہ آلپس سے لے کر سسلی تک واحد سیکولر حاکمیت پوپ کو محتاج بنا دے گی اور یورپ کا روحانی رہنما ریاست کے سیاسی رہنما کا مطیع ہو جائے گا: ان سب باتوں نے اِٹلی کو غیر متحد کیا۔ پوپس کے پیروؤں اور شہنشاہوں کے حامیوں نے نہ صرف اِٹلی کو تقسیم کیا بلکہ تقریباً ہر شہر کو گلفس اور گیبلن میں بانٹ دیا؛ اور یہ نفاق ختم ہو جانے پر بھی نئے حریفوں نے پرانے شناختی نام ہی استعمال کیے اور زندگی کے تمام شعبوں میں نفرت کی آگ پھیل گئی۔ اگر گیبلن اپنی ٹوپی کے ایک طرف پر لگاتے تو گلفس دوسری طرف؛ اگر گیبلن پھل کو آڑا کاٹتے تو گلفس ترچھا؛ اگر گیبلن سفید گلاب پہنتے تو گلفس سرخ۔ کریما (Crema) میں میلان کے گیبلنوں نے مسیح کا ایک بت گرجا گھر سے باہر نکال کر نذر آتش کر دیا کیونکہ اُس کا رُخ اس سمت کو ہو گیا تھا جسے گلف سمت خیال کیا جاتا تھا؛ گیبلن برگامو میں کچھ کالیبریوں نے اپنے میزبانوں کو قتل کر دیا کیونکہ وہ گلفس کے انداز میں لہسن کھاتے ہوئے پائے گئے تھے۔ اِن افراد کی بزدلانہ کمزوری، گروپوں کے عدم تحفظ اور بالادستی کے خبط نے مختلف، بیگانے اور اجنبی کے خلاف مستقل خوف، شک، نفرت اور حقارت کو جنم دیا۔

اتحاد کی راہ میں ان مزاحمتوں میں سے اطالوی شہری ریاست ابھری۔ لوگ اپنے

شہر کے حوالے سے سوچتے تھے اور میکیاویلی (Machiavelli) جیسے چند فلسفی یا پیترارک جیسا شاعر بھی اِٹلی کو بحیثیت مجموعی نہ سوچ سکے؛ حتیٰ کہ سولھویں صدی میں چیلینی (Cellini) فلورنسیوں کو "ہماری قوم کے لوگ" اور فلورنس کو "ہماری پدری سرزمین" کہتا ہے۔ بدیس میں قیام کے ذریعے محض مقامی وطن پرستی سے آزاد ہو جانے والے پیترارک نے چھوٹی چھوٹی جنگوں اور اپنے آبائی ملک کی تقسیم پر افسوس کا اظہار کیا۔ ایک فصیح غنائی نظم --- *Italia Mia!* --- میں اس نے بادشاہوں سے کہا کہ اِٹلی کو متحد اور پُرامن بنائیں:

اے میرے اپنے اِٹلی!
تیری چھاتی پر لگے بے شمار مہلک زخم سینے کے لیے
اگرچہ الفاظ بیکار ہیں---
لیکن ٹائبر کے المیہ گیت گانے سے
شاید میرے درد کو راحت ملے---
دریائے پو کے اداس کنارے پر میں
مارا مارا پھرتا ہوں'
اور میرے دن گذرتے جاتے ہیں---
اوہ! کیا میں پہلی دفعہ اسی دھرتی پر کھڑا نہیں ہوا تھا؟
اور کیا یہاں' گہوارے میں آرام کرتے ہوئے
میں نے چپ چاپ پرورش نہیں پائی تھی؟
اوہ' کیا یہ میرا ملک نہیں'
ہر فرزندانہ بندھن میں اس قدر پیارا---
میرے والدین کس کی زمین میں محوِ خواب ہیں؟
اوہ' اس نیک خیال سے
تمہارے سخت دلوں میں کچھ رحم آ جاتا ہے'
لوگوں کا دکھ دیکھو'
جو خدا کے بعد تم سے سکون کی توقع کرتے ہیں'

اور اگر تم نے ترس نہ کھایا تو
راست بازی اسے جنگ پر ابھارے گی---
یہ غیر مساوی لڑائی زیادہ عرصہ نہیں چلے گی۔
نہیں نہیں! قدیم شعلہ ابھی بجھا نہیں'
جس نے اطالوی نام کو سرفراز کیا!

پیترارک کا خیال تھا کہ رینتسو اِٹلی کو متحد کر سکتا ہے: جب یہ بلبلہ پھٹ گیا تو دانتے کی طرح اس نے بھی مقدس رومن سلطنت سے رجوع کیا جو نظری اعتبار سے (Theoretically) مغرب میں غیر مذہبی رومن سلطنت کی تمام دنیوی قوتوں کی سیکولر وارث تھی۔ رینتسو کی سبکدوشی کے کچھ عرصہ بعد ہی (1347ء) پیترارک نے بوہیمیا کے بادشاہ چارلس IV "رومنوں کا بادشاہ" کو اپنے ایک پُرجوش پیغام میں شاہی تخت کا بدیہی وارث کہا۔ شاعر نے درخواست کی کہ وہ نیچے روم میں آئے اور شہنشاہ بنے' کہ وہ پراگ کی بجائے روم کو اپنا دارالسلطنت بنائے' کہ وہ "سلطنت کے باغ" یعنی اِٹلی کا اتحاد' نظم اور امن بحال کرائے۔[11] 1354ء میں جب چارلس نے آلپس عبور کیا تو پیترارک کو دعوت دی کہ میتوآ میں آکر اس سے ملے اور ان درخواستوں کی بازگشت اوب سے سنے جو اس (چارلس) کے دادا ہنری VII سے دانتے نے بڑے جذباتی انداز میں کی تھیں۔ لیکن چارلس تمام لمبارڈ سلاطین اور فلورنس و وینس کے تمام شہریوں کو فتح کرنے کے لیے کافی قوت نہ ہونے کی وجہ سے جلدی جلدی روم پہنچا' پوپ نہ ہونے کے باعث ایک پاپائی پریفیکٹ کے ہاتھوں سے اپنی تاجپوشی کروائی اور پھر فوراً بوہیمیا کو لوٹتے وقت بڑی ہمت کے ساتھ شاہی عہدے بیچ گیا۔ دو برس بعد پیترارک میلانی سفارت کار کے طور پر اس کے پاس پراگ گیا' لیکن اِٹلی کے حق میں کوئی اہم نتائج حاصل نہ کر سکا۔

اگر پیترارک اپنی راہ پر چلتا رہتا تو شاید کوئی نشاۃ ثانیہ واقع ہی نہ ہوتی۔ اِٹلی کے عدم اتحاد نے نشاۃ ثانیہ کی راہ ہموار کی۔ بڑی ریاستوں نے آزادی یا آرٹ سے زیادہ حکم اور طاقت کو فروغ دیا۔ اطالوی شہروں کی کاروباری رقابت نے اِٹلی کی معیشت اور دولت کو ترقی دینے میں صلیبی جنگوں کے کام کی ابتداء اور تکمیل کی۔ مختلف سیاسی

مراکز نے شہروں کے مابین نفاق کو ہوا دی' لیکن یہ معتدل لڑائی مل کر بھی کبھی سو سالہ جنگ کے دوران فرانس میں ہونے والی نیستی اور موت کا مقابلہ نہیں کر سکی۔ علاقائی خودمختاری نے بیرونی حملوں کے خلاف اِٹلی کی دفاعی صلاحیت کمزور کر دی لیکن اس نے ثقافتی سرپرستی کے حوالہ سے' فن تعمیر' فن سنگ تراشی' مصوری' تعلیم' تحقیق' شاعری میں شہروں کے درمیان ایک اعلیٰ رقابت کو بھی بڑھایا۔ گوئٹھے کے جرمنی کی طرح نشاۃ ثانیہ کا اِٹلی بھی متعدد Parises کا حامل تھا۔

ہمیں اس بات کی قطعی ضرورت نہیں کہ نشاۃ ثانیہ کی تیاری میں پیترارک اور بوکاشیو کا کردار زیادہ بڑھا چڑھا کر پیش کریں۔ دونوں ہنوز عہد وسطیٰ والے خیالات کے مرہونِ منت تھے۔ عظیم داستان گو اپنی شوخ جوانی کے دور میں پادریوں کے غیراخلاقی پن اور تبرکات کی تجارت پر ہنسا' لیکن عہد وسطیٰ کے لاکھوں مردوں اور عورتوں نے بھی تو ایسا کیا تھا' اور عین اِنہی برسوں میں وہ زیادہ راسخ العقیدہ اور عہد وسطیٰ جیسا بن گیا جن میں اس نے یونانی زبان کا مطالعہ کیا تھا۔ پیترارک نے بالکل درست اور پیغمبرانہ انداز میں خود کو زمانوں کے بیچ کھڑا بیان کیا۔ [۱۶] اس نے آوی نیون کی اخلاقیات کو شدید تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے بھی کلیسیاء کے مذہبی عقائد تسلیم کر لیے: اس نے عصر ایمان کے اختتام پر اسی طرح ایک اذیت زدہ ضمیر کے ساتھ کلاسیکس سے محبت کی جیسے جیروم (Jerome) نے اس کی ابتداء پر کی تھی: اس نے عہد وسطیٰ جیسے انداز میں ہی سیکولر دنیا سے نفرت میں اور مذہبی زندگی کی مقدس شانتی پر زبردست مضامین لکھے۔ پھر بھی وہ لارا کی نسبت کلاسیکس کے ساتھ زیادہ مخلص تھا: اس نے قدیم مخطوطات ڈھونڈے اور انہیں سینے سے لگایا' اور دوسروں کو بھی ایسا ہی کرنے پر مائل کیا: لاطینی ادب کا سلسلہ دوبارہ جوڑنے میں وہ آگسٹائن کے علاوہ عہد وسطیٰ کے تقریباً سبھی لکھاریوں سے آگے نکل گیا: اس نے ورجل اور سسرو کے بارے میں اپنا طرز عمل اور انداز تشکیل دیا: اور اپنی روح کی لافانیت سے زیادہ اپنے نام کی شہرت کے بارے میں سوچا۔ اس کی نظموں نے اِٹلی میں سانیٹ گوئی کی ایک صدی کو فروغ دیا' لیکن انہوں نے شیکسپئر کے سانیٹس کی تقلیب میں مدد دی۔ اس کا پُرشوق جذبہ پیکو (Pico) اور اس کی صیقل شدہ صورت پولیشان (Politian) کو منتقل ہوئی: اس کے خطوط اور

مضامین نے سینیکا اور موٹینی کے درمیان کلاسیکل انکساری اور لطف و کرم کا پُل قائم کیا؛ قدیم دور اور عیسائیت کے درمیان اس کی کروائی ہوئی مفاہمت نے پوپ نکولس V اور لیو X میں پختگی حاصل کی۔ ان حوالوں سے وہ واقعی "نشاۃ ثانیہ کا بانی" یا بابائے نشاۃ ثانیہ تھا۔

لیکن اس اطالوی متہائے کمال میں قدیم شراکتوں کو زیادہ قدر و قیمت دینا بھی غلط ہوگا۔ یہ ایک انقلاب کی بجائے تکمیل تھی' اور عہد وسطیٰ کی پختگی نے کلاسیکل مخطوطات اور آرٹ کی بحالی سے کہیں زیادہ بڑا کردار ادا کیا۔ عہد وسطیٰ کے متعدد اہل فکر پاگان (Pagan) کلاسیکس کو جانتے اور عزیز رکھتے تھے؛ انہیں راہبوں نے محفوظ کیا؛ اور بارہویں اور تیرھویں صدی میں کلیسیائی عہدیداروں نے انہیں ترجمہ یا ایڈٹ کیا۔ عظیم یونیورسٹیوں نے 1100ء تک نسل کا کچھ ذہنی اور اخلاقی ورثہ یورپ کے نوجوانوں تک پہنچا دیا تھا۔ اری جینا (Erigena) اور ابیے لارڈ (Abelard) میں تنقیدی فلسفہ کی نشوونما' یونیورسٹی کے نصاب میں ارسطو اور ابن رشد کا تعارف' تقریباً تمام عیسائی اعتقادات کو منطق کے ذریعہ ثابت کرنے کے لیے اکوائنس کی نڈر تجویز' بہت جلد ہی دونز سکوٹس (Duns Scotus) کا اعتراف کہ زیادہ تر عقائد منطق سے ماوراء ہیں--- ان باتوں نے علم الکلام کی عقلی عمارت کو پہلے بنایا اور پھر ڈھایا۔ نتیجتاً پڑھے لکھے عیسائی پت پرست فلسفہ اور عہد وسطیٰ کی دینیات کو تجربہ حیات کے ساتھ نئے انداز میں ملانے کی کوششیں کرنے کے لیے آزاد ہوگئے۔ شہروں کی جاگیردارانہ چنگل سے آزادی' تجارت کی توسیع' سرمائے کی معیشت کا پھیلاؤ--- یہ سب کچھ پیترارک کی پیدائش سے پہلے ہو چکا تھا۔ سسلی کے راجر اور فریڈرک دوم (مسلمان خلفاء اور سلاطین سے قطع نظر) نے حکمرانوں کو سکھایا کہ آرٹ اور شاعری' سائنس اور فلسفہ کی سرپرستی کے ذریعہ طاقت کو کیسے پُرشکوہ بنایا جاتا ہے۔ عہد وسطیٰ کے مردوں اور عورتوں نے دوسری دنیا میں اقلیت ہونے کے باوجود زندگی کی سادہ اور شہوانی مسرتوں کے لیے فطری انسانی رجحان بڑی ڈھٹائی سے قائم رکھا۔ کیتھیڈرل کا ڈیزائن سوچنے' تعمیر کرنے اور تراشنے والے مرد ایک اپنا سا ادراک حسن اور فکر و اظہار کی رفعت رکھتے تھے جس پر کبھی بھی سبقت نہ حاصل کی جا سکی۔

چنانچہ' پیٹرارک کی موت تک نشاۃ ثانیہ کی تمام بنیادیں استوار ہو گئی تھیں۔ اطالوی تجارت و صنعت کی حیرت انگیز ترقی اور جوش و خروش نے اس سرگرمی کو سرمایہ فراہم کرنے کے لیے دولت اکٹھی کر لی تھی' اور دیہی امن اور طمانیت سے شہری جانداری اور ہیجان تک کے عبور نے اپنی افزائش کا سامان پیدا کر لیا تھا۔ شہروں کی آزادی اور رقابت میں بیکار اشرافیہ کی معزولی میں' پڑھے لکھے بادشاہوں اور ایک طاقتور بورژوازی کی ترقی میں سیاسی بنیادیں تیار ہو چکی تھیں۔ ادبی بنیادیں مقامی زبانوں کی بہتری اور یونان و روم کے کلاسیکس ڈھونڈنے اور پڑھنے کے لیے جوش و جذبہ میں تیار ہوئیں۔ اخلاقی بنیادیں رکھی جا چکی تھیں: بڑھتی ہوئی دولت پرانی اخلاقی پابندیاں توڑ رہی تھی: کاروبار اور صلیبی جنگوں میں اسلام کے ساتھ ربط و تعلق نے روایتی اعتقادات اور طور طریقوں سے عقائدانہ اور اخلاقی روگردانیوں کے لیے ایک نئی قوت برداشت کو بڑھاوا دیا: سوچ اور رویئے میں نسبتاً آزاد پاگان دنیا کی نئے سرے سے دریافت نے عہد وسطیٰ کے عقائد اور اخلاقیات کی جڑیں کھوکھلی کرنے میں حصہ ڈالا: آئندہ کی زندگی میں دلچسپی نے سیکولر' انسانی' دنیاوی چیزوں پر غور و فکر کے لیے جگہ چھوڑی۔ جمالیاتی ترقی شروع ہوئی: عہد وسطیٰ کی مناجات' عشقیہ ادوار' عشقیہ شاعروں کے نغمات' دانتے اور اس کے اطالوی پیشروؤں کے سانیٹس' "دی ڈیوائن کامیڈی" کی مجسماتی ہم آہنگی اور صورت نے ادبی فن کا ایک ورثہ چھوڑا تھا: کلاسیک مثالی نمونوں نے مزاج اور فکر کی نفاست' گفتگو اور انداز کی شستگی پیٹرارک کو منتقل کی جس نے یہ چیزیں ایرازمس سے لے کر اناطولی فرانس تک جینیئس کی ایک بین الاقوامی سلطنت کے لیے ترکہ میں چھوڑیں۔ اور آرٹ میں ایک انقلاب اس وقت بپا ہوا جب جوتتو نے مردوں اور عورتوں کی زندگیوں کے حقیقی بہاؤ اور فطری خوبصورتی کا مطالعہ کرنے کی خاطر بازنطینی پچی کاریوں کا باطنی (Mystic) کٹرپن ترک کر دیا

اِٹلی میں تمام شاہراہیں نشاۃ ثانیہ تک جا رہی تھیں۔۔۔

دوسرا باب

آوی نیون کے پوپ

(77-1309ء)

I- بابلی اسیری

1309ء میں پوپ کلیمنٹ V نے پاپائیت کو روم سے آوی نیون منتقل کر دیا۔ وہ ایک فرانسیسی تھا' بورڈو (Bordeaux) کا سابق بشپ: اسے فرانس کے فلپ IV نے سرفراز کیا جس نے پوپ بونیفاس VIII کو شکست دینے کے بعد گرفتار اور ذلیل کرنے کے بعد بھوکا مار کر ساری عیسائی دنیا کو حیران کر دیا تھا۔ کسی پوپ سے بدسلوکی کرنے کا حق محفوظ رکھنے والے روم میں کلیمنٹ کی زندگی غیر محفوظ تھی مزید برآں' فرانسیسی کارڈینلز نے اب "مقدس کالج" میں وسیع اکثریت تشکیل دے لی تھی اور اپنا آپ اٹلی کو سونپنے سے انکار کر دیا۔ سو کلیمنٹ کچھ دیر کے لیے لیوں (Lyon) اور پواتیا (Poitiers) میں ٹھہرا: اسے امید تھی کہ وہ کاؤنٹ آف پرووانس کے طور پر شاہ نیپلز کے ماتحت علاقہ میں فلپ کا کم مطیع ہو گا: چنانچہ اس نے چودھویں صدی کے فرانس کو چھوڑ کر رون کے اس پار آوی نیون میں رہائش اختیار کر لی

بادشاہوں کو پوپس کا ماتحت بنا کر ایک یورپی عالمی ریاست تشکیل دینے کے لیے گریگوری VII (85-1073ء) سے لے کر بونیفاس VIII (1303 1294ء) تک پاپائیت کی بے پناہ کوشش ناکام رہی تھی: قوم پرستی نے دینی وفاق پسندی پر فتح پائی: حتیٰ کہ اٹلی

میں فلورنس اور وینس کی جمہوریاؤں' لمبارڈی کی شہری ریاستوں اور نیپلز کی بادشاہت نے کلیسائی اقتدار و رسوخ مسترد کر دیا; روم میں ایک جمہوریہ نے دو مرتبہ سر اُبھارا اور دیگر پاپائی ریاستوں ؎ میں جنگجو یا ممتاز جاگیردار ---Baglioni' Bentivogli' Malatestas' Manfredi' Sforzas--- کلیساء کے عہدیداروں کی جگہ پر اپنے جان نثار آدمی تعینات کر رہے تھے۔ روم میں پاپائیت نے صدیوں تک اپنا حکم چلایا تھا اور قوموں نے اسے تعظیم دینا اور نذرانے بھیجنا سیکھ لیا تھا۔ لیکن فرانس کے بادشاہوں کے قیدی فرانسیسی سردار پادریوں (Pontiffs) کی متواتر پاپائیت (78-1305ء) جرمنی' بوہیمیا' اِٹلی' اور انگلینڈ کی نظر میں ایک دشمن قوت اور فرانسیسی ملوکیت کا نفسیاتی ہتھیار تھی۔ وہ اقوام پاپائیت کی جانب سے دین بدری اور ممانعتوں کے احکام کو زیادہ از زیادہ نظرانداز کرنے لگیں اور بڑھتے ہوئے تذبذب کے ساتھ ہی اسے کم سے کم تعظیم دیتی تھیں۔

کلیمنٹ V نے ان مشکلات کے خلاف اگر ذہنی استحکام کے ساتھ نہیں تو بڑے صبر و تحمل سے ضرور محنت کی۔ وہ فلپ IV کے سامنے کم سے کم جھکا' جس نے کلیمنٹ کو بونیفاس VIII کے ذاتی طرز عمل اور اعتقادات میں رسوا کن پوسٹ مارٹم تفتیش کرانے کی دھمکی دے رکھی تھی۔ فنڈز کے لیے پریشان پوپ نے کلیسائی جاگیر سب سے زیادہ بولی دہندہ کو بیچ دی; لیکن اس نے ان ظالمانہ رپورٹوں کی خاموش منظوری دی جو Angers کے میئر اور Mende کے بشپ نے کلیسیائی اخلاقیات اور کلیسیاء کی اصلاح کے موضوع پر کونسل آف وین (Vienne) کے سامنے پیش کی تھی (1311ء) ؎ وہ خود ایک صاف ستھری اور کفایت شعار زندگی گذارتا اور غیر بناوٹی پاکیزگی پر عمل کرتا تھا۔ اس نے کلیسیاء کے عظیم ماہر طب اور نقاد آرنلڈ آف ویلانووا کو کفر کے الزام میں سزا سے بچایا; اس نے مونٹ پیلیئر میں یونانی اور عربی کتب پر طبی مطالعے کو نو منظم کیا; یونیورسٹیوں میں عبرانی' شامی اور عربی زبانیں پڑھانے کا انتظام کرنے کی کوشش کی (اگرچہ ناکام رہا)۔ ایک تکلیف دہ بیماری --- غالباً رسولی --- نے اس کی تمام تکالیف میں اضافہ کیا اور وہ معاشرے سے ناطہ توڑنے پر مجبور ہو گیا۔ 1314ء میں یہی بیماری اس کی موت کا باعث بنی۔ بہتر ماحول میں وہ کلیسیاء کی شان ہوتا۔

اس کے بعد والے بے ترتیب دور حکومت نے اس زمانے کا مزاج آشکار کیا۔ دانتے نے اطالوی کارڈینلز کے نام خط میں ان پر زور دیا کہ اطالوی' پوپ بنانے اور روم واپسی کے فیصلے پر قائم رہیں; لیکن 23 میں سے صرف 6 کارڈینل اطالوی تھے; اور جب آوی نیون کے قریب کارپینتراس کے مقام پر بند کمرے میں اجلاس شروع ہوا تو اس کے اردگرد گاسکن لوگ جمع ہو گئے جنھوں نے نعرہ لگایا: "اطالوی کارڈینلوں مردہ باد!۔" ان اسقفوں کے گھروں کو حملہ کر کے تباہ کر دیا گیا; مجمعے نے اجلاس والی عمارت کو نذر آتش کیا; کارڈینل پچھلی دیوار توڑ کر باہر نکلے اور دھوئیں اور ہجوم سے دور بھاگ گئے۔۔ دو برس تک پوپ کو منتخب کرنے کی مزید کوئی کوشش نہ ہوئی۔ آخر کار لیوں میں فرانسیسی سپاہیوں کی زیر حفاظت کارڈینلوں نے ایک ایسے شخص کو پوپ منتخب کر لیا جس کی عمر 72 سال ہو چکی تھی توقع تھی کہ وہ جلد ہی مر جائے گا لیکن وہ بھرپور جوش' ناقابل تسکین طمع اور شاہانہ عزم کے ساتھ 18 برس تک کلیسیاء پر حکومت کرتا رہا۔

جان XXII جنوبی فرانس میں Cahors کے مقام پر ایک موچی کے گھر پیدا ہوا تھا; یہ دوسرا موقع تھا کہ آمریت پسند کلیسیاء کی شاندار جمہوریت کے باعث ایک موچی کا بیٹا عیسائی دنیا میں اعلیٰ ترین مقام پر فائز ہوا; اربن IV (4-1261ء) نے اس کی طرح ڈالی تھی۔ جان نے نیپلز کے فرانسیسی بادشاہ کے بچوں کا اتالیق مقرر ہو کر شہری اور کلیسیائی قانون کا مطالعہ کرنے میں اس قدر رغبت دکھائی کہ بادشاہ کا منظور نظر ہو گیا۔ بادشاہ کے کہنے پر بونیفاس VIII نے اسے Frejus کا بشپ بنایا' اور کلیمنٹ V نے ترقی دے کر آوی نیون پہنچایا۔ کارپینتراس میں رابرٹ آف نیپلز کے سونے چاندی نے اطالوی کارڈینلوں کا جذبہ حب الوطنی ٹھنڈا کر دیا' اور موچی کا بیٹا پوپس میں سب سے زیادہ طاقتور بنا۔

اس نے ایسی قابلیتیں ظاہر کیں جو شاذ و نادر ہی یکجا ہوتی ہیں: تحقیقی مطالعہ اور انتظامی مہارت۔ اس کی سرکردگی میں آوی نیون کی پاپائیت نے اگرچہ بے ایمان لیکن ایک باصلاحیت بیوروکریٹک تنظیم بنائی اور مالی عملہ بھی قائم کیا جس کی محاصل جمع کرنے کی صلاحیت نے یورپ کی رقیب چانسلریوں کو حیران و پریشان کر دیا۔ جان نے فنڈز کے سلسلے میں درجن بھر اہم جھگڑے نمٹائے; اپنے پیشروؤں کی طرح اس نے کلیسائی جاگیریں فروخت کیں' لیکن کسی احساس شرمندگی کے بغیر; Cahors کے اس

بنک کار قصبے کے پیوند نے متعدد منصوبوں کے ذریعہ پاپائی خزانہ اس قدر لبریز کر دیا کہ اس کی موت پر اس میں ایک کروڑ 80 لاکھ طلائی فلورنز (45 کروڑ ڈالر) اور 70 لاکھ سونے کی اینٹوں اور زیورات کی صورت میں موجود تھے۔ اس نے وضاحت کی کہ پاپائی انتظامیہ (*Curia*) نے اٹلی سے اپنی زیادہ تر آمدنی کھو دی تھی اور اسے اپنے دفاتر' عملے اور خدمات کو نئے سرے سے تشکیل دینا پڑا۔ لگتا ہے جان نے محسوس کیا کہ وہ دھن دیوتا (Mammon) کو اپنے ساتھ ملا کر خدا کی بہترین خدمت کر سکتا ہے۔ اس کی ذاتی عادات پرہیزگار سادگی کی جانب ہی مائل رہیں۔[۵۴]

اس دوران اس نے علم و تحقیق کی سرپرستی کی' پیروجیا اور Cahors میں طبی سکولوں کے قیام میں حصہ ڈالا' یونیورسٹیوں کو امداد دی' آرمینیا میں ایک لاطینی کالج قائم کیا' مشرقی زبانوں کے مطالعہ کو فروغ دیا' الکیمیا اور جادو کے خلاف لڑا' اپنے شب و روز شارحانہ (Scholastic) تحقیقات میں صرف کیے اور بالآخر مشتبہ کافر ماہر دین قرار پایا۔ شاید خدا سے براہ راست تعلق کا دعوی کرنے والے تصوف کا پھیلاؤ روکنے کی خاطر جان نے یہ سبق پڑھانے کی کوشش کی کہ کوئی بھی شخص --- حتیٰ کہ خدا کی ماں بھی نہیں --- روز حشر سے پہلے "مسرت انگیز نظارہ" حاصل نہیں کر سکتا۔ ماہرین معادیات (یوم حساب پر یقین رکھنے والے) کے درمیان احتجاج کا ایک طوفان اٹھا: پیرس یونیورسٹی نے پوپ کا نکتہ نظر مسترد کر دیا' Vincenners کے مقام پر ایک مجلس کلیساء نے اسے کفر کہا اور فرانس کے فلپ VI نے جان کو اپنی دینیات کی اصلاح کرنے کا حکم دیا[۵۵] نوے سالہ عیار جان مر کر بچ نکلا (1334ء)۔

جان کا جانشین ذرا نرم مزاج آدمی تھا۔ ایک نانبائی کے بیٹے بینیڈکٹ XII نے پوپ کے ساتھ ساتھ عیسائی بھی بننے کی کوشش کی۔ اس نے عہدے اپنے رشتہ داروں میں بانٹنے کی تحریص کو روکا' معاوضوں کی بجائے اصولوں کے تحت کلیسیائی جاگیریں مرحمت کر کے ایک باعزت دشمنی کمائی' کلیسیائی انتظامیہ کے تمام شعبوں میں رشوت ستانی اور بے ایمانی کو دبایا' اسقفوں کے سلسلوں کو اصلاح کا حکم دے کر اپنا دشمن بنایا؛ وہ کبھی بھی ظالم یا جنگ میں خون بہانے والے کے طور پر مشہور نہ ہوا۔ تمام بدقماش قوتیں تھوڑے ہی عرصے بعد اس کی موت پر بہت خوش ہوئیں (1342ء)۔

لیموزین (Limousin) کے ایک اعلیٰ گھرانے میں جنم لینے والا کلیمنٹ VI تعیش' آرام و سکون اور آرٹ کا عادی تھا' اور یہ بات نہیں سمجھ سکتا تھا کہ پاپائی خزانہ جب بھرا ہوا ہو تو پوپ کو بے حد سادہ کیوں ہونا چاہیے۔ اس کے پاس عہدوں کی خاطر آنے والے تقریباً سبھی افراد اپنے مقصد میں کامیاب رہے; اس کا کہنا تھا کہ کسی کو خالی ہاتھ واپس نہیں جانا چاہیے۔ اس نے اعلان کیا کہ آئندہ دو ماہ کے دوران اس کے پاس آنے والے ہر غریب کلیسائی ملازم کو نواز جائے گا; ایک عینی شاہد کے مطابق 1,00,000 افراد آئے۔[56] اس نے مصوروں اور شاعروں کو بیش بہا تحائف دیئے; گھوڑوں کا ایک تھان قائم کیا جو پوری عیسائی دنیا میں کسی سے بھی مقابلہ کرتا تھا; وہ آزادانہ طور پر عورتوں کو اپنے دربار میں آنے دیتا' ان کے حسن سے لطف اٹھاتا اور فرانسیسی (Gallic) عاشقی میں ان کے ساتھ ملتا جلتا۔ Turenne کی کاؤنٹس اس کے اتنا قریب تھی کہ اس نے اعلیٰ کلیسائی عہدے غیر محتاط اشتہار بازی کے ساتھ بیچ دیئے۔[57] کلیمنٹ کی نیک فطرت کے بارے میں سن کر رومنوں نے ایک سفیر کے ذریعہ اسے روم میں رہائش اختیار کرنے کی دعوت دی۔ کلیمنٹ نے یہ تجویز تو پسند نہ کی' لیکن یہ کہہ کر انہیں خوش کر دیا کہ جوبلی ہر پچاس برس بعد منائی جائے گی۔ 1300ء میں بونیفاس VIII نے یہ تہوار ہر سو سال بعد منانے کی رسم قائم کی تھی۔ یہ خبر سن کر روم خوشی سے جھوم اٹھا' ریئنسو کو معزول کیا اور پوپس کے سامنے سیاسی اطاعت کا عزم نو کیا۔

کلیمنٹ VI کے دور میں آوی نیون لاطینی دنیا کے مذہب بلکہ سیاست' ثقافت' مسرت اور بدقماشی کا مرکز بھی بن گیا۔ اب کلیسیاء کی انتظامی مشینری نے اپنی قطعی صورت اختیار کی: مالیات کا انچارج اور پاپائی کاردار (چیمبرلین) کی سرکردگی میں ایک "پاپائی ایوان" (Apostolic Chamber); ایک پاپائی محافظ خزانہ (Chancery) جس کی سات ایجنسیاں ایک کارڈینل وائس چانسلر کی زیر ہدایت تھیں; اسقفوں اور عام آدمیوں پر مشتمل ایک پاپائی عدلیہ جس میں پوپ اور اس کے کارڈینل اپیلیں سنتے; اور پاپائی اصلاحی قید خانہ --- مذہبی افراد کا کالج جو ازدواجی' شہر دری اور دین بدری کے فیصلے نمٹاتا اور پاپائی مغفرت کے خواہشمندوں کے اعترافات سنتا تھا۔

بینیڈکٹ XII نے پوپ اور اس کے معاونین' ان عہدیداروں اور نمائندوں' ان

کے عملے اور ملازمین کی رہائش کے لیے پوپس کا وسیع و عریض محل بنانا شروع کیا اور اربن V نے اسے پایۂ تکمیل کو پہنچایا۔ گوتھک عمارتوں کے اس مجموعے--- رہائشی ایوانوں، مجلسی ہالوں، گرجاخانوں اور دفاتر--- میں دو دربار تھے، اور اردگرد طاقتور دفاعی فصیلیں تھیں جن کی اونچائی، چوڑائی اور عظیم الجثہ مینار اس امر کا اظہار تھے کہ اگر پوپس کا محاصرہ ہوا تو وہ اپنی حفاظت کے لیے کسی معجزے پر بھروسہ نہیں کریں گے۔ بینیڈکٹ XII نے جوتتو کو دعوت دی کہ وہ آکر محل اور ملحقہ کیتھیڈرل کی تزئین و آرائش کرے; جوتتو نے آنے کا پروگرام تو بنایا لیکن موت نے مہلت نہ دی; اور 1338ء میں بینیڈکٹ نے سِینا سے سیمونا مارٹنی کو بلوایا جس کی دیواری تصاویر آوی نیون میں مصوری کا نقطۂ کمال تھیں (اب وہ محو ہو چکی ہیں)۔ اس محل کے اردگرد چھوٹے محلوں، مکانات، گھروں اور جھونپڑوں میں اسقفوں، سفارتی نمائندوں، وکیلوں، تاجروں، فنکاروں، شاعروں، نوکروں، سپاہیوں، گداگروں اور مہذب طوائفوں سے لے کر بیسواؤں تک ہر درجے کی جسم فروش عورتوں کی وسیع آبادی جمع ہو گئی۔ یہاں زیادہ تر وہ بشپ "*Partibus infidelium*" میں اقامت پذیر تھے جنھیں غیرعیسائیوں کے ہتھے چڑھ جانے والے اسقفوں کی جگہ پر تعینات کیا گیا تھا۔

بڑی بڑی رقوم سے خوگر ہم لوگ اس رقم کا تصور کر سکتے ہیں جو اس پیچیدہ انتظامی عمارت اور مصاحبین کی کفالت کے لیے درکار تھی۔ آمدنی کے کئی ذرائع تقریباً ختم ہو چکے تھے۔ پاپائیت کا چھوڑا ہوا اِٹلی بمشکل ہی کچھ بھیجتا تھا; جان XXII سے خفا جرمنی اپنے معمول کے خراج کا نصف دیتا; کلیسیاء کو ایک طرح سے اپنا محتاج رکھنے والے فرانس نے فرانسیسی کلیسیائی محصولات کا ایک بڑا حصہ سیکولر مقاصد کے لیے مختص کیا اور سو سالہ جنگ کا خرچہ چلانے کی خاطر پاپائیت سے بھاری قرضے لیے; انگلینڈ نے ایسے کلیسیاء کو دولت دینے پر کڑی پابندیاں عائد کیں جو لازماً فرانس کا حلیف بنتا۔ اس صورتحال سے نمٹنے کی غرض سے آوی نیون کے پوپس محصول کا قطرہ قطرہ اکٹھا کرنے پر مجبور ہوئے۔ پوپ یا پھر سیکولر بادشاہ کا تعینات کردہ ہر بشپ یا ایبٹ اپنی ایک سال کی متوقع آمدنی کا تیسرا حصہ ابتدائی معاوضہ کے طور پر *Curia* کو بھیجتا اور اپنی نامزدگی میں معاونت کرنے والے متعدد افراد کو زبردست شکرانے ادا کرتا۔ آرچ بشپ بن جانے

کی صورت میں اسے خصوصی لبادے (Pallium) کے لیے کافی بڑی رقم ادا کرنی ہوتی تھی--- سفید اون کی ایک تنگ گول پٹی جس میں 12 انچ کے دو لٹکن آگے اور پیچھے لٹکے ہوتے تھے اور اسے عہدے کی علامت کے طور پر قبا کے اوپر پہنا جاتا تھا۔ جب کوئی نیا بشپ (Pontiff) منتخب ہوتا تو ہر کلیسیائی عہدیدار ایک سال تک اپنا سارے کا سارا محصول اسے بھیجتا رہتا اور اس کے بعد ہر سال محصول کا دسواں حصہ; فاضل رضاکارانہ نذرانے بھی وقتاً فوقتاً متوقع ہوتے تھے۔ کسی بھی کارڈینل' آرچ بشپ' بشپ یا ایبٹ کی موت پر اس کی ذاتی جائیداد پاپائیت کے نام منتقل ہو جاتی۔ اس قسم کی موت اور نئی نامزدگی کے درمیانی عرصے میں پوپس عہدے کے تمام ٹیکس وصول اور اخراجات ادا کرتے; اور اس وقفے کو دانستہ طول دینے پر انہیں برا بھلا کہا جاتا۔ ہر کلیسیائی مقرر اپنے پیشروؤں کے غیراداشدہ واجبات کا ذمہ دار تھا۔ چونکہ بشپس اور ایبٹس متعدد صورتوں میں بادشاہ کی طرف سے ملنے والی جاگیروں کے مالک ہوا کرتے تھے' اس لیے انہیں بادشاہ کو خراج ادا کرنا اور فوجی مہیا کرنے ہوتے تھے۔ متعدد جاگیردار بڑی مشکل سے اپنے مشترکہ کلیسیائی و سیکولر فرائض نبھاتے; اور چونکہ پاپائی ٹیکس ریاستی ٹیکسوں سے زیادہ سخت تھے' اس لیے کبھی کبھی اہلکار ہمیں پوپ کے خلاف بادشاہ کی حمایت کرتے نظر آتے ہیں۔ آوی نیون کے اسقفوں نے بشپس اور ایبٹ منتخب کرنے کے لیے کیتھیڈرل کے منتظموں یا خانقاہی کونسلوں کے قدیم حقوق تقریباً مکمل طور پر نظرانداز کر دیئے; اور یہ نظرانداز کردہ حقوق اپنی مشترکہ خفگیوں کے باعث اکٹھے ہو گئے۔ پاپائی عدلیہ میں زیرِ سماعت مقدمات کے لیے عموماً وکلاء کی مہنگی مدد لینا پڑتی جو پاپائی عدالتوں میں جرح کرنے کا لائسنس لینے کے لیے سالانہ فیس ادا کرتے تھے۔ پوپ کی عدالت ہر فیصلے یا حمایت کے بعد شکریہ کا تحفہ وصول کرنے کی توقع رکھتی' حتیٰ کہ حکم کے اجراء کی اجازت بھی خریدنا پڑتی۔ یورپ کی حکومتیں پوپس کی مالیاتی مشینری کو غضبناک اور دہشت زدہ نظروں سے دیکھتی تھیں۔[۹]

ہر حلقے سے صدائے احتجاج بلند ہوئی' اور خود اہل کلیسیاء کی صدا بھی کچھ کم بلند نہ تھی۔ ہسپانوی اسقف الوارو پلایو (Alvaro Pelayo) نے ہمیشہ پاپائیت سے وفادار رہنے کے باوجود "کلیسیاء کی فریادیں" میں افسوس کا اظہار کیا کہ "جب بھی میں پاپائی

عدالت کے کلیسیائی ایوانوں میں داخل ہوتا ہوں تو بروکر اور مذہبی عہدیدار اپنے سامنے ڈھیروں کی صورت میں پڑی دولت تولنے اور گننے میں مصروف نظر آتے ہیں..... بھیڑیئے کلیسیاء کے ماتحت ہیں اور عیسائی ریوڑ کے خون سے پیٹ بھرتے ہیں۔"[۸] کارڈینل نپولین اورسینی یہ دیکھ کر بہت پریشان ہوا کہ کلیمنٹ VI کے دور میں اطالوی بشپس کے تقریباً سبھی تعلقے لین دین یا خاندانی سازشوں کا شکار تھے۔ ٹیکس کاری میں ماہر' انگلینڈ کے ایڈورڈ III نے کلیمنٹ VI کو یاد دلایا کہ "حواریوں کا جانشین خدا کی بھیڑوں کو چراگاہ میں لے جانے کے لیے مقرر کیا گیا تھا نہ کہ ان کی کھال ادھیڑنے کے لیے۔"[۹] اور انگلش پارلیمنٹ نے برطانیہ میں ٹیکس عائد کرنے کے سلسلے میں پوپس کے اختیارات ایک حد میں رکھنے کی غرض سے کئی دستور بنائے۔ جرمنی میں پاپائی تحصیلداروں کو مارا پیٹا' جیل میں ڈالا' ان کے اعضاء کو کاٹا اور کچھ کیسز میں گلا گھونٹ کر مارا بھی گیا۔ 1372ء میں کولون' بون' Xanten اور Mainz کے مذہبی طبقے نے حلف اٹھایا کہ وہ گریگوری XI کی جانب سے لاگو کردہ عشر ادا نہیں کریں گے۔ فرانس میں جنگ' کالی موت' رہزنوں کی لوٹ مار اور پاپائی تحصیلداروں کی جبری وصولیوں کے المناک امتزاج نے متعدد کلیسیائی جاگیروں کو تباہ کر دیا؛ بہت سے پادریوں نے علاقے چھوڑ دیئے۔

ان شکایتوں پر پوپس نے جواب دیا کہ کلیسیائی انتظامیہ کو ان تمام فنڈز کی ضرورت ہے کہ ایماندار اہلکار ملنا مشکل تھا اور وہ خود بھی مشکلات کے سمندر میں گھرے ہوئے تھے۔ غالباً جبری شرط کے تحت کلیمنٹ VI نے فرانس کے فلپ VI سے 5,92,000 طلائی فلورنز (14 لاکھ 80 ہزار ڈالر) اور بادشاہ جان II سے مزید 35,17,000 (8 کروڑ 79 لاکھ 25 ہزار ڈالر) ادھار لیے۔[۱۰] اٹلی میں چھنی ہوئی پاپائی ریاستوں کو دوبارہ فتح کرنے کے لیے بہت زیادہ خرچ درکار تھا۔ تمام ٹیکسوں کے باوجود پوپ شدید خسارہ اٹھاتے رہے۔ جان XXII نے ذاتی سرمائے میں سے 4,40,000 فلورنز دے کر پاپائی خزانے کو سہارا دیا؛ انوسینٹ VI نے اپنی نقرئی رکابی' زیورات اور فن پارے بیچے؛ اربن V کو اپنے کارڈینلز سے 30,000 فلورنز ادھار لینا پڑے؛ گریگوری XI اپنی موت کے وقت 1,20,000 کا مقروض تھا۔

نقادوں نے حقائق کو مسخ کرتے ہوئے کہا کہ یہ خسارے جائز اخراجات کی بجائے پاپائی عدالت اور حواریوں کی دنیاوی عیش و عشرت کا نتیجہ تھے۔ کلیمنٹ VI مہنگے کپڑوں اور پشموں میں ملبوس رشتہ دار مردوں اور عورتوں میں گھرا رہتا; بادشاہ سے رقابت رکھنے والے فنکار' ڈاکٹر' سائنس دان' درزی' شاعر' موسیقار' نائٹس' محافظ دستے' اشراف زادے' پادری' پاپائی کاردار' فلسفی اور باورچی اور ان کے علاوہ تقریباً چار سو افراد جو سب دولت کی قدروقیمت سے ناواقف اور محبت کرنے والے امیریوپ سے خوراک' کپڑے' رہائش اور تنخواہیں لیتے تھے۔ کلیمنٹ نے خود کو ایک حکمران خیال کیا جسے شاہانہ روایت کے مطابق "نمائشی اصراف" کے ذریعے اپنے محکوموں پر رُعب ڈالنا اور سفیروں کو متاثر کرنا تھا۔ ریاست کی شاہی مجلس اور کلیسیائی شہزادوں کی طرح کارڈینلوں کو بھی اپنے وقار اور قوت کے شایان شان ادارے قائم رکھنا پڑے; ان کے جلوس' سازو سامان اور ضیافتیں شہر میں موضوع بحث تھیں۔ شاید Garves کا کارڈینل برنارڈ انتہاء کو پہنچا تھا' جس نے اپنے مصاحبین کی رہائش کے لیے 51 مکان کرایہ پر لیے اور Banhac کے کارڈینل پیٹر نے اپنے 10 میں سے پانچ اصطبلوں میں 39 گھوڑوں کو بڑے آرام اور نازو نعم سے رکھا ہوا تھا۔ حتیٰ کہ بشپس بھی انہی جیسے تھے' اور صوبائی مجلسوں کی مخالفت کے باوجود انہوں نے مسخروں' عقابوں اور کتوں پر بے پناہ خرچ کیا۔

اب آوی نیون نے شاہی آداب کے ساتھ شاہی اخلاقیات بھی اپنا لی۔ زرپرستی رسوا کن تھی۔ Mendes کے بشپ Guillaume Durand نے Vienne کی کونسل کو بتایا:

> اگر روم کا کلیسیاء اپنے اندر سے بری مثالیں ختم کرکے آغاز کرے تو سارے کلیسیاء کی اصلاح کی جاسکتی ہے..... کیونکہ یہ بری مثالیں سبھی کو متاثر کر رہی ہیں..... کیونکہ تمام سرزمینوں میں..... خدا کا مقدس کلیسیاء اور بالخصوص روم کا مقدس ترین کلیسیاء بدنام ہے..... اور بڑے سے بڑے آدمی سے لے کر چھوٹے سے چھوٹے آدمی تک ہر ایک کے دل میں حرص گھر کر چکی ہے..... یہ بات واضح اور مشہور ہے کہ عیسائی عوام نے

پیٹوپن کی تباہ کن مثالیں کلیسیائی عہدیداروں سے ہی حاصل کیں' کیونکہ یہ عہدیدار زبردست دعوتیں اڑاتے اور شہزادوں و بادشاہوں سے بھی زیادہ قسم کے کھانے کھاتے ہیں۔[13]

اور لفظوں کے ماہر پیترارک نے آوی نیون کو ملامت کرتے ہوئے اپنے الفاظ کا خزانہ خالی کر دیا:

آوی نیون ناپاک بابل' زمین پر جہنم' بدی کا جوہر' دنیا کی بد روح ہے۔ اس میں ایمان' خیرات' مذہب یا خوف خدا کچھ بھی نہیں..... دنیا بھر کی غلاظت اور مکاری یہاں آن جمع ہوئی ہے..... بوڑھے آدمی اندھا دھند وینس کی باہوں میں جا گرتے ہیں: وہ اپنی عمر' وقار اور اختیارات کو بھلا کر ہر بے شرمی کی جانب بھاگتے ہیں' کہ ان کی تمام تر عظمت مسیح کی صلیب کی بجائے ضیافتیں اڑانے' نشہ کرنے اور ناپاکی میں ہے..... حرام کاری' محرمات سے جنسی تعلق' زنا' بدکاری تقریباتی کھیلوں کی شہوت انگیز مسرتیں ہیں۔[14]

راسخ الاعتقادی سے کبھی منہ نہ موڑنے والے عینی شاہد کا یہ بیان سرسری طور نہیں کیا جا سکتا' لیکن یہ معاملات کو بڑھا چڑھا کر بتانے اور کسی ذاتی خفگی کا تاثر رکھتا ہے۔ ہمیں یہ سمجھتے ہوئے اس میں کچھ تخفیف کرنا پڑے گی کہ یہ ایک ایسے آدمی کی پکار ہے جو پاپائیت اٹلی سے چھن جانے کی بنیاد پر آوی نیون سے نفرت کرتا تھا: جس نے آوی نیون کے پوپس سے کلیسیائی جاگیریں مانگیں' بہت سے حاصل کیں اور مزید کا مطالبہ کرتا رہا: جو قاتل اور پاپائیت مخالف وسکونٹی کے ساتھ رہنے پر راضی ہو گیا اور دو ناجائز بچوں کا باپ بھی تھا۔ پیترارک نے پوپس کو واپس روم آنے پر اصرار کیا' لیکن روم کے اخلاقی رویئے بھی آوی نیون کی نسبت کچھ زیادہ بہتر نہ تھے' بس وہاں کی غربت نے پاک دامنی کی تھوڑی بہت مدد کی۔ سینا کی سینٹ کیتھرین آوی نیون کو پیترارک جیسے بہتر اور واضح انداز میں تو بیان نہ کر سکی' لیکن اس نے گریگوری XI کو بتایا کہ پاپائی عدالت میں "میرے نتھنوں پر جہنم کی خوشبوؤں نے حملہ کیا۔"[15]

اس اخلاقی زوال کے عین درمیان میں بہت سے اسقف اپنے پیشے میں قابل قدر

تھے' اور وہ مسیح کی اخلاقیات کو اپنے عہد کی اخلاقیات پر ترجیح دیتے تھے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ آوی نیون کے سات پوپس میں سے صرف ایک عیاشانہ زندگی گذارتا تھا۔ جبکہ ایک اور پوپ جانXXII کٹر اور حریص ہونے کے باوجود مجرد سادگی پر کاربند رہا۔ پوپ گریگوریXI جنگ میں تو بے رحم لیکن پُرامن دور میں مثالی اخلاقیات اور ریاضت و عبادت والا آدمی تھا۔ جبکہ بینیڈکٹXII' انوسینٹVI اور اربن V نے تقریباً راہبانہ زندگی گذاری۔ ہم پاپائی آوی نیون میں جمع ہو جانے والی ساری برائی کی ذمہ داری صرف پوپس کے کندھوں پر نہیں لاد سکتے۔ اصل وجہ دولت و ثروت تھی جس نے دیگر ادوار میں بھی ایسے ہی نتائج پیدا کیے--- نیرو کا روم' لیوX کا روم' لوئیXIV کا پیرس' آج کا نیویارک و شکاگو۔ اور جس طرح آج ہم نیویارک اور شکاگو میں مردوں اور عورتوں کی ایک وسیع اکثریت کو شائستہ (decent) زندگی گذارتے' یا اخلاقی کمزوریوں میں معتدل دیکھتے ہیں' اسی طرح ہم تصور کر سکتے ہیں کہ آوی نیون میں بھی بدکار اور طوائف' پیٹو اور چور' عیار وکیل اور بے ایمان جج' دنیوی کارڈینل اور بے دین پادری کسی بھی اور جگہ کی نسبت زیادہ واضح مستثنیات تھے' کیونکہ کلیسیائی اسقف ان پر نگاہ رکھتا اور کبھی کبھی تو درگذر بھی کر دیتا تھا۔

رُسوائی میں اتنی حقیقت تو موجود تھی کہ یہ کلیسیاء کے وقار اور حاکمیت کی جڑیں کھوکھلی کر کے اسے روم سے فرار ہونے میں حصہ ڈالتی۔ آوی نیون کے پوپس نے کارڈینلز کے کالج کی کل 134 نامزدگیوں میں سے 113 پر فرانسیسیوں کو مقرر کیا تاکہ یہ شک دور کر سکیں کہ اب وہ دنیاوی قوت نہیں رہے تھے بلکہ محض فرانس کے آلہ کار بن چکے تھے۔ [۱۱] لہٰذا انگلش حکومت نے پاپائیت پر Wyclif کے غیر مصالحت پسندانہ حملوں سے چشم پوشی اختیار کر لی۔ جرمن رائے دہندگان نے اپنے بادشاہوں اور شہنشاہوں کے انتخاب میں پوپس کی مزید مداخلت کو مسترد کیا۔ 1372ء میں کولون کے آرچ بشپ کے روحانی تعلقہ (Archdiocese) کے صدر راہبوں نے پوپ گریگوریXI کو عشر دینے سے انکار کر کے عام اعلان کرا دیا کہ "کلیسیائی اسقف اس قدر گر چکے ہیں کہ ان علاقوں میں کیتھولک مسلک شدید مشکل سے دوچار لگتا ہے۔ لوگ کلیسیاء کے متعلق دبے لفظوں میں بات کرتے ہیں کیونکہ وہ اپنی سابق روایتوں

سے ہٹ کر اب مبلغوں یا مصلحین کی بجائے مکار' خود غرض' لالچی اور خود نما آدمیوں کو ہی بھیجتا ہے۔ معاملات اس حد کو پہنچ گئے ہیں کہ زیادہ تر محض نام کے ہی عیسائی ہیں۔" [17]

آوی نیون میں پوپس کی اس "بابلی اسیری" اور نتیجتاً جنم لینے والے پاپائی بگاڑ نے اصلاح کے لیے زمین تیار کی؛ اور ان کی اِٹلی واپسی نے ہی ان کا وقار بحال کیا اور تباہی کو سو سال تک موخر کر دیا۔

II۔ روم کی جانب واپسی

اِٹلی میں کلیساء کا رتبہ بہت کمتر تھا۔ 1342ء میں بینیڈکٹ XII نے بواریا کے باغی لوئی کو کمزور کرنے کی خاطر لمبارڈ شہروں کے آمروں کی حاکمیت کی توثیق کر دی؛ انتقام کے طور پر لوئی نے ان اسقفوں کو شاہی منظوری دی جنہوں نے پاپائی ریاستوں پر قبضہ کر رکھا تھا۔ [18] میلان نے پوپس کا کھلم کھلا مذاق اڑایا۔ جب اربن V نے اپنے دو سفیروں کو وسکونٹی کی دین بدری کا فرمان دے کر میلان بھیجا (1362ء) تو برنابو نے انہیں کپڑے' ریشمی دھاگوں اور سیسے کی مہروں والے فرمان کھانے پر مجبور کیا۔ [19] سسلی اپنے "Vespers" (شام کی عبادتیں) کے بعد سے (1282ء) پوپس کا مستقل دشمن تھا۔ کلیمنٹ VI نے پاپائی ریاستیں واپس چھیننے کے لیے ایک فوج بھیجی' لیکن اس کے جانشین انوسینٹ VI نے ہی انہیں کچھ عرصہ کے لیے اپنا مطیع بنایا انوسینٹ تقریباً مثالی پوپ تھا۔ کچھ ایک رشتہ داروں کو عہدے دینے کے بعد اس نے اقرباء پروری اور بے ایمانی کا رجحان روکنے کا تہیہ کر لیا۔ اس نے اسی توری (Epicurean) جاہ و جلال اور پاپائی دربار کے بے جا خرچ کو ختم کیا' کلیمنٹ VI کے بھرتی کردہ ملازموں کی فوج کو فارغ کیا' مفاد پرستوں کو بھگایا' ہر پادری کو اپنی اپنی جاگیر میں جا کر رہنے کا حکم دیا اور راست بازی و اعتدال کی زندگی گذاری۔ اس نے دیکھا کہ کلیسیاء کو فرانس کی طاقت کے اثر سے نکال کر اور پاپائیت اِٹلی کو لوٹا کر ہی کلیسیاء کی حاکمیت بحال کی جا سکتی تھی۔ لیکن فرانس سے الگ ہو کر کلیسیاء ان محصولات کے بغیر بمشکل ہی اپنا انتظام چلا سکتا تھا جو پہلے پاپائی ریاستوں سے وصول ہوا کرتے تھے۔ پُرامن انوسینٹ نے فیصلہ کیا یہ

ریاستیں صرف جنگ کے ذریعہ واپس مل سکتی ہیں۔

اس نے یہ کام ایک ایسے آدمی کے سپرد کیا جو ہسپانوی راسخ الاعتقادی' ڈومینیک والی قوت اور ایک قشتالی (Castilian) منصب دار جیسی شجاعت رکھتا تھا۔ Gil Alvarez Carrille de Albornoz قشتالیہ کے الفونسوXI کے ماتحت سپاہی رہ چکا تھا' اور Taledo کا آرچ بشپ بن جانے کے بعد بھی جنگ نہ چھوڑی: اب وہ ایک ذہین جرنیل Edigio d'Albornoz بن گیا تھا۔ اس نے آمروں اور رہزنوں میں گھرے ہوئے خوفزدہ فلورنس پر زور دیا کہ اسے ایک فوج بنانے کے لیے فنڈ زدے۔ قوت کی بجائے ہوشیار مگر باعزت مذاکرات کے ذریعہ اس نے پاپائی ریاستوں پر قابض چھوٹے چھوٹے فرمانرواؤں کو یکے بعد دیگرے معزول کیا۔ اس نے ان ریاستوں کو "ایگیڈین آئین" (1357ء) دیا جو انیسویں صدی تک ان کا بنیادی قانون رہا' اور جس نے خوداختیاری حکومت اور پاپائیت کی اطاعت کے مابین ایک قابل عمل سمجھوتہ فراہم کیا۔ اس نے مشہور انگلش مہم جو جان ہاک ہڈ کو شکست دی' اسے قیدی بنایا اور کرائے کے سپاہیوں کے دل میں خدا کا نہیں تو کم از کم پاپائی نمائندے کا خوف ڈال دیا۔ اس نے سرکش آرچ بشپ سے بولونیا واپس لیا اور میلان کے وسکونٹی کو کلیسیاء کے ساتھ پُرامن رہنے پر زور دیا۔ اب پوپس کے لیے واپس اِٹلی جانے کی راہ کھلی تھی۔

اربن V نے انوسینٹ VI والی پرہیزگاری اور اصلاحات جاری رکھیں۔ اس نے مذہبی عہدیداروں اور پاپائی دربار میں نظم و ضبط اور ایمانداری بحال کرنے کی سخت کوشش کی' کارڈینلوں کا عیش و عشرت نامنظور کیا' وکلاء کی چالبازی اور سود خوروں کے ناجائز دباؤ کو روکا' کلیسیائی عہدوں کی خرید و فروخت پر سزائیں دیں اور باصلاحیت ذہن اور کردار کے حامل افراد کی خدمات حاصل کیں۔ اس نے یونیورسٹیوں کے ہزاروں طلبہ کو اپنے خرچ پر پڑھایا' مونٹ پیلیئر میں ایک نئے کالج کی بنیاد رکھی اور متعدد عالموں کی کفالت کی۔ اس نے پاپائیت روم کو واپس دلانے کا عزم کر کے اپنے دور حکومت کو ممتاز کیا۔ کارڈینل اس امکان سے خوفزدہ تھے: ان میں سے بیشتر کی جڑیں اور محبتیں فرانس سے وابستہ تھیں اور اِٹلی میں ان سے نفرت کی جاتی تھی۔ انہوں نے اس سے درخواست کی کہ سینٹ کیتھرین کی التجاؤں یا پیترارک کی فصاحت پر کان نہ

دھرے۔ اربن نے انہیں فرانس کے ابتر حالات یاد دلائے --- بادشاہ انگلینڈ میں قید تھا' اس کی فوجیں منتشر تھیں' انگریز جنوبی علاقے فتح کر کے آوی نیون کے قریب تر آتے جا رہے تھے؛ فاتح انگلینڈ اس پاپائیت کے ساتھ کیا کیا نہیں کرے گا جو فرانس کی خدمت اور مالی امداد کرتی رہی تھی؟

چنانچہ 30 اپریل 1367ء کو اس نے اطالوی بحری جہازوں کے ہمراہ بڑی خوشی کے ساتھ مارسیلی سے کوچ کیا۔ 16 اکتوبر کو وہ عام لوگوں' پادریوں اور اشرافیہ کے زبردست نعروں کی آواز میں روم میں داخل ہوا؛ اطالوی نے اس کے سفید خچر کی باگیں تھام رکھی تھیں؛ اور پیترارک نے اِٹلی میں رہنے کی ہمت کرنے والے فرانسیسی پوپ کو سپاسنامہ پیش کیا۔ یہ تباہ حال مگر مسرور روم تھا؛ پاپائیت سے طویل علیحدگی کے باعث افلاس زدہ' نصف کلیسیاء بے آباد اور خستہ حال تھے' کچھ ہی عرصہ پہلے آگ لیٹرن محل کو برباد کر چکی تھی' سینٹ پال کا گرجا ملبے کا ڈھیر بنا پڑا تھا اور سینٹ پیٹر کا کلیساء ملبہ بننے کو تیار تھا' محل اپنی شکستگی میں مکانات کا مقابلہ کرتے تھے' آبادیوں کی جگہ دلدلوں نے لے لی تھی' چوراہوں اور گلیوں میں کوڑا بکھرا پڑا تھا۔ [۲۰] اربن نے پاپائی محل دوبارہ تعمیر کرنے کے لیے احکامات دیئے اور رقوم مختص کیں؛ روم کو دیکھنے کی تاب نہ لاتے ہوئے وہ Montefiascone پر رہنے چلا گیا؛ لیکن آوی نیون اور پیارے فرانس کی آرام دہ یادوں نے وہاں بھی اسے بے قرار و بے چین کیا۔ پیترارک نے اس کے اضطراب کے متعلق سنا اور ثابت قدم رہنے پر زور دیا۔ سویڈن کی سینٹ برجٹ نے پیشگوئی کی اگر اس نے اِٹلی کو چھوڑا تو بہت جلد مر جائے گا۔ شہنشاہ چارلس IV نے اسے حوصلہ دلایا' وسطی اِٹلی کی پاپائی بحالی کو شاہی منظوری دی' پوپ کا گھوڑا سانت ا-نجلو سے سینٹ پیٹر کے گرجا تک لے جانے کے لیے عاجزا روم آیا (1368ء)' مقدس عشائے ربانی کی تقریبات میں اس کی خدمت کی اور ایک تقریب میں اس کے ہاتھوں سے تاج پہنا جو سلطنت اور پاپائیت کے درمیان پرانی ناراضگی دور ہونے کا اظہار تھا۔ پھر 5 ستمبر 1370ء کو اربن غالباً اپنے فرانسیسی کارڈینلوں کی بات مان کر اور یہ کہہ کر مارسیلی روانہ ہوا کہ وہ انگلینڈ اور فرانس کے درمیان صلح کروانا چاہتا ہے۔ 27 ستمبر کو وہ آوی نیون پہنچا اور 19 دسمبر کو مر گیا۔ اس نے عادت کے مطابق بنے ڈکٹی

(Benedictine) راہب جیسے کپڑے پہن رکھے تھے' ایک ٹوٹے پھوٹے دیوان پر لیٹا ہوا تھا۔ اس نے مرنے سے پہلے حکم دیا تھا کہ جو بھی اندر آنے کا خواہشمند ہو اسے اجازت دے دی جائے تاکہ سبھی لوگ دیکھ لیں کہ نہایت بلند مرتبت شخص کی شان و شوکت کیسی بیکار اور مختصر تھی۔[21]

گریگوری XI اپنے مہربان چچا کلیمنٹ VI کی وجہ سے اٹھارہ برس کی عمر میں کارڈینل بنا تھا; 29 دسمبر 1370ء کو اسے پادری مقرر کیا گیا اور 30 دسمبر کو 39 سال کی عمر میں پوپ منتخب ہوا۔ وہ صاحب علم اور رسرو کا دلدادہ تھا; قسمت نے اسے مرد جنگ بنایا اور اس کے عہدہ کی مدت زبردست بغاوت میں صرف ہو گئی۔ اربن V نے اس خوف سے بہت زیادہ فرانسیسیوں کو پاپائی ریاستوں میں نمائندہ بنا کر بھیجا کہ ایک فرانسیسی پوپ ابھی اطالویوں پر بھروسہ نہیں کر سکتا۔ ان کلیسیائی نمائندوں نے خود کو معاندانہ ماحول میں پا کر لوگوں کے خلاف قلعے تعمیر کر لیے' متعدد فرانسیسی مددگار بلوائے' بھاری ٹیکس لگائے اور تدبیر پر جبر کو ترجیح دی۔ پیروجیا (Perugia) میں نمائندے کے بھتیجے کو سزا دینے کے لیے وفد کا مطالبہ کیا گیا تو نمائندے نے جواب دیا' "اتنی مصیبت کیوں؟ کیا تم ایک ہیجڑے کی خاطر ایک فرانسیسی کو غلط کہتے ہو؟"[22] ان کلیسیائی سفیروں نے مختلف ذرائع سے اپنے لیے اس قدر نفرت پیدا کر لی کہ 1375ء میں متعدد ریاستوں نے باری باری ان کے خلاف انقلابات بپا کیے۔ سینٹ کیتھرین اٹلی کی آواز بن گئی اور گریگوری پر زور دیا کہ وہ ان "برے پادریوں" کو ہٹائے "جو کلیسیاء کا چمن اجاڑتے اور کانٹے بوتے ہیں۔"[23] عام طور پر پاپائیت کے حلیف فلورنس نے تحریک کی قیادت سنبھالی اور ایک سرخ پرچم فضا میں لہرایا جس پر سنہری الفاظ میں "*Libertas*" لکھا تھا۔ 1375ء کے اوائل میں 64 شہروں نے پوپ کو اپنا شہری اور اس کے ساتھ ساتھ روحانی سربراہ بھی تسلیم کیا; 1376ء میں صرف ایک شہر اس کا وفادار رہ گیا۔ لگتا تھا کہ البورنوز کی تمام محنت ضائع ہو رہی تھی' اور وسطی اٹلی پاپائیت سے دوبارہ محروم ہو رہا تھا۔

گریگوری نے فرانسیسی کارڈینلوں کے اکسانے پر فلورنسیوں کو بغاوت کی قیادت کرنے کا الزام دیا اور انہیں پاپائی نمائندوں کی اطاعت کا حکم دیا۔ اس نے فلورنسیوں کی حکم عدولی پر انہیں دین بدر کیا' سب کو مجرم گردانا۔۔۔ اب کوئی بھی شخص ان کی

چیزیں چھین سکتا اور انہیں غلام بنا سکتا تھا۔ فلورنسی تجارت اور سرمائے کا سارا ڈھانچہ تباہی کے خطرے سے دوچار ہو گیا۔ انگلینڈ اور فرانس نے فوراً اپنے ہاتھ فلورنسیوں اور ان کی جائیداد کی طرف بڑھائے۔ فلورنس نے جواب میں اپنے علاقے میں کلیسیاء کی تمام جائیداد ضبط کر لی، محکمہ احتساب کی عمارات ادھیڑ ڈالیں، کلیسیائی عدالتیں بند کر دیں، زیادہ ڈھیٹ پادریوں کو جیل میں ڈالا--- کچھ کیسز میں پھانسی دی--- اور روم کے عوام سے اپیل کی کہ وہ بھی انقلاب میں شامل ہو کر اِٹلی میں کلیسیاء کی تمام دنیاوی طاقت کا خاتمہ کریں۔ ابھی روم ہچکچا رہا تھا کہ گریگوری نے اپنے نمائندوں کو یہ حلفیہ وعدہ بھیجا کہ اگر شہر وفادار رہا تو وہ پاپائیت روم کو واپس کر دے گا۔ اہل روم نے وعدہ قبول کر لیا اور پُرامن رہے۔

اس دوران پوپ نے "غضبناک سفیر کارڈینل رابرٹ آف جنیوا" کی قیادت میں "جنگلی برٹنی زر خرید سپاہیوں" کا ایک دستہ اِٹلی کو روانہ کیا۔ [۶۴] رابرٹ بے مثال بربریت کے ساتھ جنگ لڑا۔ چیزینا (Cesena) کو عام معافی کے اعلان کے ذریعہ حاصل کر لینے کے بعد اس نے وہاں موجود ہر مرد، عورت اور بچے کو تہہ تیغ کر دیا۔ [۶۵] جان ہاک ہڈ نے کلیسیاء کی خدمت میں کرائے کے سپاہیوں کی قیادت کرتے ہوئے فائن تسا (Faenza) میں 4,000 کو صرف اس شبہہ کی بنا پر قتل کر ڈالا کہ شہر بغاوت میں شامل ہونے کا ارادہ رکھتا تھا۔ اِٹلی میں ان مظالم، باہمی ضبطیوں اور مذہبی رسوم کے خاتمے نے سِینا کی سینٹ کیتھرین کو بہت دکھ پہنچایا۔ اس نے گریگوری کو لکھا:

> آپ یقیناً کلیسیاء کا کھویا ہوا علاقہ واپس حاصل کرنے کے پابند ہیں: لیکن آپ ان تمام بھیڑوں کو بھی واپس لینے کے زیادہ پابند ہیں جو کلیسیاء کا حقیقی خزانہ ہیں اور جن کا ضیاع کلیسیاء کو غریب کر دے گا--- آپ کو چاہیے کہ لوگوں کو نیکی، محبت اور امن کے ہتھیاروں سے ماریں، آپ کو جنگی آلات کی نسبت زیادہ فائدہ ہو گا۔ جب میں خدا سے پوچھتی ہوں کہ آپ کی نجات، کلیسیاء کی بحالی اور ساری دنیا کے لیے بہترین چیز کیا ہے تو لفظ "امن" کے سوا کوئی جواب نہیں ملتا۔ امن! مصلوب نجات دہندہ کی محبت میں، امن! [۶۶]

فلورنس نے سینٹ کیتھرین کو دعوت دی کہ وہ گریگوری کے پاس جانے والے ایلچیوں میں شامل ہو جائے; وہ گئی اور آوی نیون کی اخلاقیات کی مذمت کرنے کا موقع حاصل کیا; وہ اس قدر صاف گو تھی کہ متعدد لوگوں نے اسے گرفتار کرنے کا کہا، لیکن گریگوری نے بچا لیا۔ اس مشن کے کوئی فوری نتائج برآمد نہ ہوئے۔ لیکن جلد ہی گریگوری تک یہ بات پہنچی کہ اگر وہ جلد روم نہ آیا تو وہاں کے لوگ بغاوت کر دیں گے۔ چنانچہ گریگوری--- شاید کیتھرین کی التجاؤں سے بھی متاثر ہو کر--- مارسیلی سے روانہ ہوا اور 17 جنوری 1377ء کو روم پہنچا۔ اس کا استقبال کرنے میں سبھی لوگوں نے حصہ نہ لیا; فلورنس کی اپیل نے انحطاط پذیر شہر میں قدیم جمہوریہ کی یادیں جگا دی تھیں; اور گریگوری کو خبردار کیا گیا کہ عیسائی دنیا کے قدیم صدر مقام میں اس کی زندگی غیر محفوظ تھی۔ ماہ مئی میں وہ Anagni چلا گیا۔

اور اب آخر کار جیسے بالآخر کیتھرین کی بات مان کر وہ جنگ سے سفارت کاری کی جانب متوجہ ہوا۔ اس کے نمائندوں نے کلیسیاء کے ساتھ امن کے خواہشمند شہریوں کو ابھارا کہ وہ اپنی باغی حکومتوں کا خاتمہ کر دیں، اور اس نے اپنے حامی بن جانے والے شہروں سے وعدہ کیا کہ ان کی خود اختیاری حکومتیں قائم کی جائیں گی جن کا سربراہ ان کی مرضی کا پاپائی نمائندہ ہو گا۔ ایک کے بعد دوسرا شہر ان شرائط کو قبول کرنے لگا۔ 1377ء میں فلورنس اس بات پر رضامند ہو گیا کہ برنابو وسکونٹی کلیساء کے ساتھ جھگڑے میں ثالثی کرے۔ برنابو نے پوپ کو رضامند کیا کہ وہ فلورنس پر عائد ہونے والے کسی بھی جرمانے کا نصف حصہ ادا کرے، اور پھر شہر سے التجا کی کہ وہ مقدس اسقف اعظم کو 8,00,000 فلورنز (2 کروڑ ڈالر) ہرجانہ ادا کرے۔ اپنے حلیفوں کی بے رخی پر ناراض فلورنس نے سر جھکا دیا، لیکن پوپ نے ہرجانے کی رقم گھٹا کر 2,50,000 فلورنز کر دی۔

گریگوری اپنی فتح دیکھنے کو زندہ نہ رہا۔ 7 نومبر 1377ء کو وہ واپس روم آیا۔ حتیٰ کہ آوی نیون میں بھی وہ چلنے پھرنے سے معذور تھا، اور سردیوں کا موسم وسطی اٹلی میں اچھی طرح نہ گذارا۔ اس نے موت کے قدموں کی چاپ سن لی اور خوفزدہ ہوا کہ پاپائیت کی خاطر فرانس اور اٹلی کے درمیان جھگڑا کلیسیاء کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے گا۔ 19 مارچ 1378ء کو اس نے اپنا جانشین منتخب کرنے کیلئے فوری انتخاب کرانے کے

انتظامات کیے۔ آٹھ دن بعد وہ فرانس کی خدمت کرنے کی خواہش لے کر مر گیا۔ ۲۹

III۔ عیسائی زندگی: 1300ء—1424ء

لوگوں کے عقیدے اور مذہبی طبقہ کی اخلاقیات پر گفتگو کو اگلے باب تک موخر کر کے آیئے چودھویں کے اِٹلی میں عیسائی زندگی کی دو متضاد خصوصیات پر غور کرتے ہیں: ملحدوں کا احتساب اور راہب۔ ایمانداری کے پیش نظر ہمیں یاد رکھنا ہوگا کہ اس وقت عیسائیوں کی اکثریت کا عقیدہ تھا کہ کلیسیاء اور اس کے بنیادی مسالک کی طرح خدا کے بیٹے نے ڈالی تھی' لہٰذا... کلیسیاء کے منتظم انسان چاہے کچھ بھی غلطیاں کریں--- اس کے اقتدار کے خلاف کوئی بھی سرگرم تحریک الوہی حاکمیت کے خلاف بغاوت اور اس کے ساتھ ساتھ کلیسیاء کے سہارے سے چلنے والی سیکولر ریاست کے خلاف سازش تھی۔ یہ بات ذہن میں رکھ کر ہی ہم اس غیظ و غضب کو سمجھ سکتے ہیں جس کے ذریعہ کلیسیاء اور عوام نے مل کر نووارا کے ڈولچینو (Dolcino) اور اس کی خوبصورت بہن مارگریٹا کی پھیلائی ہوئی ملحدیت کو دبایا (1303ء)۔

فلورا کے یوآکم (Joachim) کی طرح ڈولچینو نے تاریخ کو تین ادوار میں تقسیم کیا۔ پوپ سلویسٹر اول (35-314ء) سے لے کر 1280ء تک کے تیسرے دور نے دنیاوی دولت کے باعث کلیسیاء کی درجہ بدرجہ خرابی دیکھی؛ سلویسٹر کے بعد (ڈولچینو نے کہا) سیلسٹائن V کے سوا تمام پوپ عیسیٰ کے نافرمان رہے: بینیڈکٹ' فرانسس اور ڈومینیک نے کلیسیاء کو زردیوتا سے نجات دلانے کی اعلیٰ کوشش کی لیکن ناکام ہوئے؛ اور بونیفاس VIII اور کلیمنٹ V کی ماتحت موجودہ پاپائیت "کتاب الہام" والی رنڈی بن چکی ہے۔ ڈولچینو نے خود کو ایک نئی برادری "پارما کے پاپائی برادران" کا سربراہ بنایا جس نے پوپس کی حاکمیت مسترد کی اور Patarines Waldenses اور روحانی فرانسسکی ۴۸ سے اخذ کردہ عقائد کا ایک ملغوبہ ترکہ میں چھوڑ گیا۔ انہوں نے مطلق تجرد پر زور دیا' لیکن ان میں سے ہر شخص ایک عورت کے ساتھ رہتا اور اسے اپنی بہن کہتا تھا۔ کلیمنٹ V نے عدالت احتساب ان کی تفتیش کرنے کا حکم دیا؛ انہوں نے ٹریبونل کے سامنے پیش ہونے سے انکار کیا؛ اس کی بجائے وہ مسلح ہوئے اور پید

مونتینر آلپس کے دامن میں مورچے سنبھال لیے۔ محتسب ایک فوج لے کر ان کی جانب بڑھے؛ خونیں لڑائیاں لڑی گئیں؛ "برادران" پسپا ہو کر پہاڑی دروں میں چلے گئے جہاں انہیں محاصرہ کر کے فاقوں پر مجبور کر دیا گیا؛ انہوں نے چوہوں' کتوں' خرگوشوں اور گھاس سے پیٹ بھرا؛ آخر کار ان کے پہاڑی ٹھکانے پر دھاوا بولا گیا' ایک ہزار لڑتے ہوئے مرے' ہزاروں کو جلا کر مار دیا گیا (1304ء)۔ جب مارگریٹا کو جلانے کے لیے لے جایا جا رہا تھا تو اس وقت بھی وہ فاقوں کے باوجود اتنی خوبصورت تھی کہ عالی رتبہ حضرات نے اس شرط پر اسے شادی کی پیشکش کی کہ وہ اپنی لادینی سے دست بردار ہو جائے؛ مارگریٹا نے انکار کیا اور آہستہ آہستہ ماری گئی۔ ڈولچینو اور اس کے ایک ساتھی لونجائنو (Longino) کو خصوصی سلوک کے لیے بچا لیا گیا۔ انہیں ایک بیل گاڑی پہ سوار کرا کے سارے ورسیلی میں گھمایا گیا؛ اس دوران گرم چمٹیوں کے ساتھ ان کا گوشت تھوڑا تھوڑا کر کے نوچا گیا؛ ان کی ٹانگیں اور عضو تناسل کھینچ کھینچ کر توڑ ڈالے گئے اور آخر کار مرنے کے لیے چھوڑ دیا گیا۔[۹]

اس قسم کی بربریت سے عیسائیت کی اُس مستحکم اثر انگیزی کی جانب نظر کرنا خوشگوار ہو گا جو مردوں اور عورتوں کو رہبانیت کی جانب مائل کر رہی تھی۔ آوی نیون کی مصیبتیں اور بے ایمانیاں دیکھنے والی صدی نے ہی جووانی دا مونٹ کوروینو اور اوڈرک آف پورڈینون جیسے مبلغین پیدا کیے جنھوں نے ہندوؤں اور چینیوں کو عیسائی بنانے کی کوشش کی؛ لیکن فرانسکی تاریخ نگار کے مطابق چینی "اس غلطی سے چمٹے ہوئے تھے ہر انسان صرف اپنے فرقے میں ہی نجات پا سکتا ہے۔"[۱۰] ان مبلغین نے نادانستہ طور پر مذہب سے زیادہ علم جغرافیہ کو فروغ دیا۔

سینا کی سینٹ کیتھرین ایک حقیر سے کمرے میں پیدا ہوئی' وہیں زندگی گذاری اور مری۔ یہ کمرہ اب بھی سیاحوں کو دکھایا جاتا ہے۔ کرۂ ارض کے اس گوشے سے اس نے پاپائیت اور اہل روم کو ریاضت اور عبادت پر مائل کیا۔ پندرہ برس کی عمر میں اس نے سینٹ ڈومینیک کے سلسلہ رہبانیت میں شمولیت اختیار کی؛ یہ راہبوں کی بجائے ایسے سیکولر زندگی بسر کرنے والے لوگوں پر مشتمل ایک "تیسرے درجے کی" تنظیم تھی جنھوں نے اپنی زندگیاں مذہبی اور خیراتی کاموں کے لیے ہر ممکن طور پر وقف کر رکھی

تھیں۔ کیتھرین اپنے والدین کے ساتھ رہتی تھی، لیکن اس نے اپنے کمرے کو تقریباً ایک سادھو خانہ بنا لیا تھا، عبادت و ریاضت میں غرق رہتی اور کلیساء جانے کے علاوہ بمشکل ہی کبھی باہر نکلتی۔ والدین مذہب میں اس کی یہ مشغولیت دیکھ کر پریشان اور صحت کے متعلق فکرمند ہوئے۔ انہوں نے بیٹی پر گھریلو کام کا بھاری بوجھ ڈالا جو اس نے بلاشکایت اٹھایا۔ کیتھرین نے کہا، "میں نے اپنے دل میں یسوع مسیح کے لیے ایک چھوٹا سا علیحدہ گوشہ بنالیا" [۳۱] اور بچگانہ طمانیت قائم رکھی۔ کیتھرین نے مسیح کی بھگتی میں وہ تمام مسرت، بے یقینی اور سرمستی ڈھونڈی اور پائی جو دوسری لڑکیاں "ناپاک" محبت سے حاصل کرتی ہیں۔ ان تنہاء ریاضتوں کی بڑھتی ہوئی شدت میں اس نے مسیح کو اپنا آسمانی محبوب خیال اور بیان کیا، اس نے مسیح کے ساتھ دل کا تبادلہ کرلیا، خود کو اس کی نظر سے دیکھا اور اس سے شادی کی؛ اور سینٹ فرانسس کی طرح اس نے مصلوب کے پانچ زخموں پر اس قدر طویل غور و فکر کیا کہ اسے یوں لگا جیسے وہ اپنے ہاتھوں، پیروں اور پہلو میں انہیں محسوس کر رہی ہو۔ اس نے بدن کی تمام خواہشات کو مسترد کر دیا تاکہ خود کو بے پایاں مسرت سے محروم کرنے والے شیطان کی فریب بازیوں سے بچی رہے۔

تقریباً تین سال کی گوشہ گیر ریاضت کے بعد کیتھرین نے محسوس کیا کہ اب وہ بڑے محفوظ طور پر شہر کی زندگی میں داخل ہو سکتی تھی۔ جس طرح اس نے اپنا عورت پن مسیح پر وارا تھا اسی طرح اپنی ماتا کا شفیق جذبہ سینا کے بیماروں اور غریبوں پر نچھاور کر دیا؛ وہ طاعون زدہ لوگوں کی آخری سانس نکلنے تک ان کے قریب ہی رہتی اور قصوروار مجرموں کی روحانی تشفی کے لیے ان کے پاس آخری لمحے تک کھڑے رہتی۔ [۳۲] جب اس کے والدین فوت ہوئے تو اس نے ترکہ میں ملنے والی تھوڑی بہت دولت غرباء میں بانٹ دی۔ چیچک نے اس کے نقوش بگاڑ دیئے تھے مگر اس کا چہرہ سب کے لیے رحمت تھا۔ جوان مرد اس کے کہنے پر کفر و الحاد چھوڑ دیتے اور بوڑھے اس کا سادہ اور قابل اعتماد فلسفہ سن کر قائل ہو جاتے۔ اس کے خیال میں انسانی زندگی کی تمام برائیاں انسانی مکاری کا نتیجہ تھیں، لیکن نوع انسانی کے تمام گناہ عشق خدا کے سمندر میں کھو جائیں گے؛ اور انسانوں کو مسیحی محبت پر راغب کرکے تمام برائیوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔

متعدد لوگ اس کی باتوں پر یقین کرنے لگے: پیسا اور لوقا (Lucca) نے اس سے مشورہ مانگا: فلورنس نے اسے آوی نیون کے سفارتخانے میں شامل ہونے کی دعوت دی: Monte pulciano نے اسے اپنے متحارب خاندانوں میں صلح کروانے کے لیے بلوایا۔ آہستہ آہستہ وہ دنیا کے اندر کھنچتی چلی آئی۔

کیتھرین اِٹلی اور فرانس میں دیکھی ہوئی صورتحال سے خوفزدہ تھی: غلیظ اور ویران روم: فرانس منتقل ہو جانے والے کلیسیاء سے تعلق توڑتا ہوا اِٹلی: ایسا مذہبی طبقہ جس کی دنیاوی زندگی نے لوگوں کے دلوں میں احترام ختم کر دیا تھا: جنگ میں برباد شدہ نصف فرانس۔ اس نے اپنے مقدس مشن پر پورے اعتماد کے ساتھ اسقفوں اور پادریوں کو ان کے منہ پر سرزنش کی' اور انہیں بتایا کہ صرف روم اور عزت و آبرو کی جانب واپسی ہی کلیسیاء کو بچا سکتی تھی۔ وہ خود لکھنا تو نہیں جانتی تھی' للذا اس نے اپنی سادہ اور پُر آہنگ اطالوی زبان میں پوپس' بادشاہوں اور ریاست کاروں کے نام سخت لیکن محبت بھرے خطوط لکھوائے (اس کی عمر 26 سال ہو چکی تھی): اور تقریباً ہر صفحے پر پیغمبرانہ لفظ "*Riformazione*" ؎ لکھا دکھائی دیتا ہے۔ ریاست کاروں کے معاملے تو اسے کوئی کامیابی نہ ہوئی' لیکن لوگوں میں کامیاب رہی۔ اربن VI کی روم آمد پر وہ خوش' واپس جانے پر دکھی ہوئی اور جب گریگوری XI آیا تو دوبارہ زندہ ہو گئی: اس نے اربن VI کو اچھا مشورہ دیا لیکن اس کے سفاکی پر ششدر رہ گئی: اور جب پاپائی تضاد نے عیسائی دنیا کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا تو وہ اس ناقابل یقین لڑائی میں زخمی ہونے والے اولین افراد میں سے ایک تھی۔ اس نے اپنا کھانا گھٹا کر صرف ایک نوالے جتنا کر لیا: وہ اپنی رہبانیت کو اتنا آگے تک لے گئی کہ (روایت کے مطابق) عشائے ربانی کی عبادت میں برادری کی جانب سے ملنے والی خمیری ٹکیہ اس کی واحد غذا تھی۔ وہ بیماری کے خلاف قوت مدافعت کھو بیٹھی: کلیسیائی انتشار نے اس میں زندگی کی تمنا ختم کر دی: اور صرف دو سال بعد ہی 39 برس کی عمر میں دنیا سے چلی گئی (1380ء)۔ مسیح اور کلیسیاء کے بعد اسے اِٹلی سے بے پناہ محبت تھی' جہاں وہ آج بھی راستی اور نیکی کی قوت ہے۔

اس کی موت والے سال اور شہر میں سینٹ برنارڈیو (Bernardio) پیدا ہوا

کیتھرین کی روایت نے اسے اپنے سانچے میں ڈھال لیا؛ 1400ء کے طاعون میں اس نے اپنے دن اور راتیں بیماروں کی تیمارداری میں گذار دیں۔ فرانسسکیوں میں شامل ہو کر اس نے "سلسلے" کے سخت اصول پر قائم رہنے کی مثال قائم کی۔ متعدد راہب اس کے نقش قدم پر چلے؛ انہی کی مدد سے اس نے 1405ء میں "Observantine Franciscans" (یعنی کٹر پیروکاروں کی برادری) قائم کی؛ اور اس کی موت سے پہلے 300 مرتاض برادریاں یہ ضابطہ قبول کر چکی تھیں۔ پارسا اور نیک زندگی نے اس کی تعلیمات کو ایک ناقابل مدافعت آہنگ سے نوازا۔ یورپ کے کسی بھی شہر کی نسبت کہیں زیادہ لاقانون آبادی والے روم میں بھی وہ مجرموں کو "اعتراف"' گناہگاروں کو توبہ اور عادی جھگڑالوؤں کو امن تک لایا۔ فلورنس میں ساوونا رولا کے سامانِ تعیش جلانے سے 70 سال پہلے برنارڈیو نے رومن مردوں اور عورتوں پر زور دیا کہ وہ اپنے تاش' پانسے' لاٹری ٹکٹ' نقلی بال' ناشائستہ تصویریں اور کتب اور حتیٰ کہ آلاتِ موسیقی بھی کیپٹول کے سامنے دیو قامت چتا میں پھینک دیں (1424ء)۔ تین دن بعد اسی احاطے میں ایک جوان عورت کو جادو ٹونے کے الزام میں جلایا گیا' اور سارا روم یہ منظر دیکھنے کے لیے جمع ہوا۔ [34] سینٹ برنارڈیو بذات خود "لادینوں کا سخت دشمن تھا۔" [35]

لہٰذا اچھائی اور بُرائی' خوبصورتی اور بدصورتی عیسائی زندگی کے بہاؤ اور بے ترتیبی میں مدغم تھی۔ اِٹلی کے عام لوگ مطمئن طور پر عہد وسطیٰ جیسے ہی رہے' جبکہ کلاسک تہذیب کی پرانی شراب کے نشے میں مخمور متوسط اور بالائی طبقات نشاۃ ثانیہ اور جدید انسان کو جنم دینے کے لیے آگے بڑھے۔

دوسری

کتاب

فلورنسی نشاۃ ثانیہ

(1378ء—1539ء)

تیسرا باب

میڈیچی کا عروج

(1378ء – 1464ء)

I۔ آغاز

اطالویوں نے اس آتے ہوئے زمانے کو "la Rinascita" یعنی دوبارہ جنم کہا' کیونکہ یہ انہیں ایک ہزار سال کے بربری وقفے کے بعد کلاسک روح کی فاتحانہ پیدائش نو لگتا تھا۔ اطالویوں کو محسوس ہوتا تھا کہ کلاسک دنیا تیسری چوتھی اور پانچویں صدیوں میں جرمن اور ہن حملوں میں مرگئی تھی؛ گوتھ کے بھاری ہاتھ نے رومن آرٹ اور زندگی کا مرجھاتا ہوا لیکن ابھی تک خوبصورت پھول کچل دیا تھا؛ "گوتھک" آرٹ نے ناپائیدار اور محض نمائشی فن تعمیر اور راسخ العقیدہ پیغمبروں اور لاغر راہبوں کے بتوں پر مشتمل بدسلیقہ' خام اور غم انگیز فن سنگتراشی کے ساتھ حملے کو دوہرایا۔ اب وقت کی مہربانی سے وہ داڑھی والے گوتھ اور وہ "لمبی داڑھیوں والے" لمبارڈی غالب اکثریت کے اطالوی خون میں جذب ہو گئے تھے؛ وترووییس (Vitruvius) اور رومن فورم کی نصیحت آموز باقیات کی مہربانی سے کلاسک ستون اور مرغول (architrave) نے دوبارہ پُروقار محلات اور خانقاہیں تعمیر کیں؛ پیترارک اور تقریباً ایک سو اطالوی محققین کی مہربانی سے نو دریافت شدہ کلاسیکس نے اطالوی ادب میں سسروئی نثر کا خالص محاورہ اور درست فقرہ بندی بحال کی اور ورجل کی شاعری کا مدھم آہنگ بھی۔ شمالی

دھند آلود فضاؤں میں اطالوی روح کی دھوپ نے نقب لگائی: مرد اور عورتیں عہد وسطیٰ والے خوف کی قید سے رہا ہوئے: انہوں نے خوبصورتی کا ہر انداز پوجا اور فضا کو نئے جنم کی مسرت سے لبریز کر دیا۔ اِٹلی کو دوبارہ شباب ملا۔

اس بارے میں بات کرنے والے آدمی "دوبارہ جنم" کے واقعہ کو بڑے قریب سے تاریخی تناظر یا اس کے اجزاء کی گڈمڈ رنگا رنگی میں دیکھ رہے تھے۔ لیکن نشاۃ ثانیہ کے لیے عہد قدیم کی تجدید سے زیادہ بھی کچھ درکار تھا۔ سب سے پہلے اس میں دولت لگی--- بدبودار بورژوا دولت: اہل ہنر منشیوں اور سستی محنت کے منافعے: سستا مال خریدنے اور مہنگا فروخت کرنے کی خاطر مشرق کی جانب پُرخطر بحری مہمات اور آلپس پار کرنے کی محنت کے منافعے: محتاط حساب کتاب' سرمایہ کاری اور قرضے۔۔ اس وقت تک اتنی فاضل دولت جمع ہو چکی تھی کہ جسمانی مسرتوں پر لٹائی جاتی۔ اور سینیٹ مجلس بلدیہ اور محبوبائیں خریدنے سے لے کر کسی مائیکل اینجلو یا ٹیشین (Titian) کو معاوضہ کیلئے دولت موجود تھی تاکہ وہ دولت کو خوبصورتی میں تبدیل کریں اور خوش نصیبی میں فن کا رنگ بھریں۔ دولت تمام تہذیب کی جڑ ہے۔ تاجروں' بنک کاروں اور کلیسیاء کی رقوم قدیم دور کے مخطوطات کو زندہ کرنے پر خرچ ہوئی۔ نشاۃ ثانیہ کے ذہن اور حواس کو ان مخطوطات کے ذریعہ آزادی نہیں ملی: بلکہ یہ کام متوسط طبقات کے ابھرنے سے پیدا ہونے والے سیکولرازم' یونیورسٹیوں کی ترقی' علم اور فلسفہ کے فروغ' مطالعہ قانون کی وجہ سے ذہنوں کی حقیقت پسندانہ تیزی' دنیا کے متعلق وسیع تر واقفیت اور ذہنوں کی کشادگی کے ذریعہ ہوا۔ کلیسیائی عقائد کے بارے میں مشکوک' جہنم کے خوف سے نہ ڈرنے اور مذہبی طبقہ کو بھی عوام جیسا نشاط پرست سمجھنے والے پڑھے لکھے اطالوی نے خود کو جھنجوڑ کر عقلی اور اخلاقی پابندیوں سے آزاد کیا: اس کے نجات یافتہ حواس نے عورت' مرد اور آرٹ میں موجود خوبصورتی کی تمام صورتوں سے لطف اٹھایا اور اس کی نئی آزادی نے اسے حیرت انگیز سو سال تک تخلیق کار بنایا۔ 1534ء کے بعد اس آزادی نے اخلاقی انتشار' انحطاط زدہ انفرادیت پسندی اور قومی غلامی نے آزادی کے ساتھ ساتھ اطالوی کو بھی تباہ کر دیا۔ انہی دو ضوابط کے دوران نشاۃ ثانیہ تھا۔

اس بہار کی رُت کا تجربہ شمالی اِٹلی نے پہلے کیوں کیا؟ وہاں قدیم رومن دنیا قطعی طور پر مکمل تباہ نہ ہوئی تھی; شہروں کی قدیم عمارات اور یادیں برقرار تھیں' اب انہوں نے اپنے رومن قانون کو نیا کیا۔ روم' ویرونا' میتوآ اور پیڈوآ میں کلاسیک آرٹ بچا رہا; 1400 برس پرانا اگریپا کا معبد اب بھی پوجا کرنے کی جگہ تھا اور فورم میں تو آپ سسرو اور سیزر کو کیپٹی لائن کے مقدر پر گفتگو کرتے سن سکتے تھے۔ لاطینی زبان بدستور زندہ تھی' جس کے سامنے اطالوی زبان کی حیثیت محض ایک مترنم لہجے جیسی تھی۔ بت پرستوں کے دیوتا' اساطیر اور رسومات عوامی حافظے میں یا عیسائی صورتوں میں دھیرے دھیرے چل رہی تھیں۔ ابیض المتوسط (میڈی ٹرینین) میں خم ٹھونک کر کھڑا ہوا اِٹلی کلاسیک تہذیب اور تجارت کی گودی پر حکم چلا رہا تھا۔ شمالی اِٹلی فلینڈرز کے علاوہ یورپ کے کسی بھی دوسرے خطے سے زیادہ شہری اور صنعتی تھا۔ اس نے مکمل جاگیرداری کے عذاب نہ سہے تھے' لیکن اپنے طبقہ اشراف کو اپنے شہروں اور تاجر طبقہ کا محکوم بنایا۔ یہ باقی سارے اِٹلی اور آلپس پار یورپ' اور مغربی یورپ اور لیوانت (Levant) کے درمیان تجارت کی گذرگاہ تھا۔ اس کی صنعت و تجارت نے اسے عیسائی دنیا کا امیر ترین خطہ بنا دیا۔ اس کے مہم جو تاجر فرانس کے میلوں سے لے کر بحیرۂ اسود کی بعید ترین بندرگاہوں تک ہر جگہ پر تھے۔ یونانیوں' عربوں' یہودیوں' مصریوں' فارسیوں' ہندوؤں اور چینیوں کے ساتھ سودے بازی کرنے کے عادی یہ تاجر اپنے عقائد کا کٹرپن کھو بیٹھے اور اِٹلی کے پڑھے لکھے طبقات میں مسلکوں سے متعلق وہی لاپروائی لائے جو انیسویں صدی کے یورپ میں بیگانے مذاہب کے ساتھ تعلقات بڑھنے سے آئی تھی۔ تاہم تاجرانہ دانش نے اِٹلی کو کیتھولک ہی رکھنے کے لیے قومی روایات' مزاج اور فخر کے ساتھ گٹھ جوڑ کیا۔ پاپائی آمدنی متعدد عیسائی سرزمینوں سے آنے والے ہزاروں نالوں کے ذریعہ روم میں ٹپکتی رہی' اور Curia کی دولت اِٹلی بھر کو لبریز کرتی رہی۔ کلیسیاء نے اطالوی وفاداری کا انعام جسم کے گناہوں میں فراخدلانہ نرمی برتنے کی صورت میں دیا' اور (کونسل آف ٹرینٹ سے قبل 1545ء) بے دین فلسفیوں کو غیر معمولی چھوٹ دی جو لوگوں میں زہد و ریاضت کی جڑیں کھوکھلی کرنے سے باز رہے۔ چنانچہ اِٹلی دولت' فن اور فکر میں آگے بڑھا اور باقی یورپ سے ایک سو

برس آگے نکل گیا؛ اور کہیں سولہویں صدی میں جب اِٹلی میں نشاۃ ثانیہ کے رنگ پھیکے پڑے تو فرانس' جرمنی' ہالینڈ' انگلینڈ اور سپین میں اس پر بہار آئی۔ نشاۃ ثانیہ زمانے کا ایک مخصوص عرصہ نہیں بلکہ زندگی اور سوچ کا ایک انداز تھا جو تجارت جنگ اور نظریات کے بہاؤ میں بہتا ہوا اِٹلی سے یورپ میں پہنچا۔

جن وجوہ کی بناء پر اس نے شمالی اِٹلی میں جنم لیا تقریباً' انہی کے باعث اس کا اولین گھر فلورنس میں بنا۔ *Fiorenzo* --- پھولوں کا شہر--- اپنی صنعت کی تنظیم' اپنی تجارت کی توسیع اور سرمایہ کاروں کی کارروائیوں کے ذریعہ چودھویں صدی میں وینس کے بعد جزیرہ نما کا امیر ترین شہر تھا۔ لیکن اس دور میں اہل وینس نے اپنی تمام تر توانائیاں صرف لذت اور دولت کی جستجو میں لگا رکھی تھیں' جبکہ اہل فلورنس نے غالباً شورش انگیز نیم جمہوریت کی تحریک کے ذریعہ ذہن اور عقل میں اشتیاق اور ہر آرٹ میں مہارت پیدا کی جس نے ان کے شہر کو اِٹلی کا ثقافتی دارالحکومت بنا دیا۔ مختلف الخیال فرقوں کے جھگڑوں نے زندگی اور سوچ کا درجہ حرارت بڑھایا اور رقیب خاندانوں نے دولت کی جستجو کے ساتھ ساتھ آرٹ کی سرپرستی میں بھی مقابلہ آرائی کی۔ پہلا نہیں بلکہ آخری محرک اس وقت ملا جب کوسیمو دی میڈیچی نے فلورنس کی کونسل (1439ء) کے وفود کی مہمان نوازی اور رہائش کے لیے اپنے ذاتی وسائل اور دیگر اثاثے و محلات پیش کر دیئے۔ اس اجلاس میں مشرقی اور مغربی عیسائیت کو دوبارہ متحد کرنے پر بحث کے لیے آنے والے یونانی سفیر اور محقق اس وقت کسی بھی فلورنسی کی نسبت یونانی ادب کا کہیں زیادہ بہتر علم رکھتے تھے۔ کچھ ایک نے فلورنس میں لیکچر دیئے اور شہر کا بالائی طبقہ انہیں سننے کے لیے جمع ہوتا۔ جب قسطنطنیہ ترکوں کے ہاتھ میں چلا گیا تو یونانی اسے چھوڑ کر اس شہر میں گھر بنانے کو چل پڑے جہاں انہیں چودہ سو سال قبل سر آنکھوں پر بٹھایا گیا تھا۔ متعدد یونانی اپنے ساتھ قدیم کتابوں کے مسودے لائے' کچھ نے یونانی زبان یا یونانی شاعری اور فلسفہ پر لیکچر دیئے۔ چنانچہ اثرات کے بہت سے دھارے ایک جگہ پر آ ملنے سے نشاۃ ثانیہ نے فلورنس میں صورت اختیار کی اور اسے اِٹلی کا ایتھنز بنا دیا۔

II۔ مادی بنیادیں

پندرھویں صدی میں فلورنس ایک شہری ریاست تھی جس کی حکمرانی نہ صرف فلورنس بلکہ (وقفوں کے ساتھ) پراتو' پیسٹوئیا' پیسا' وولٹیرا' کورٹونا' ارـتسو اور ان کے زرعی علاقوں پر بھی تھی۔ کاشتکار غلام نہیں بلکہ جزوا چھوٹے زمیندار اور زیادہ تر کسان تھے جو کافی حد تک آج جیسے بھدے سیمنٹ لگے پتھر کے گھر میں رہتے تھے اور مقامی معاملات نپٹانے کے لیے اپنے دیہی حکام منتخب کرتے تھے۔ کیماولی کھیت' باغ یا وائن کے ان محنت کش بہادروں کے ساتھ گپ شپ کرنے یا کھیلنے کو حقیر نہیں جانتا تھا۔ لیکن شہروں کے ناظم فروخت کاری کے اصول و ضوابط بناتے اور تکلیف زدہ پرولتاریہ کو خوش کرنے کے لیے خوراک کی قیمتیں بہت کم رکھتے' جس پر کسان خوش نہیں تھا: لہٰذا شہر اور گاؤں کی قدیم دشمنی نے شہر کی فصیلوں کے اندر برسرپیکار طبقات سے پھوٹتی ہوئی نفرت کے گیتوں میں ایک مدھم سُر کا اضافہ کر دیا۔

ولانی (Villani) کے مطابق 1343ء میں فلورنس خاص کی آبادی 91,500 نفوس تھی; نشاۃ ثانیہ کے اگلے سالوں کے لیے ہمارے پاس اتنے ہی قابل بھروسہ اندازے موجود نہیں' لیکن ہم فرض کر سکتے ہیں کہ صنعت و تجارت پھلنے پھولنے کے ساتھ ساتھ آبادی بھی بڑھتی گئی۔ شہر کے تقریباً ایک چوتھائی رہائشی صنعتی مزدور تھے: تیرھویں صدی کے دوران 200 ٹیکسٹائل فیکٹریوں میں 30 ہزار مرد اور عورتیں ملازم تھے۔[1] 1300ء میں فیڈریگو اوری چیلاری (Federigo Oricellari) نے کائی سے بنفشہ رنگ (Orchella) نکالنے کا راز مشرق سے لا کر اپنا صفاتی نام کمایا۔ اس تیکنیک نے صنعت رنگسازی میں انقلاب بپا کر دیا' اور کچھ اُون تیار کرنے والوں کو آج کے لحاظ سے کروڑپتی بنا دیا۔ کپڑا سازی کی صنعت میں فلورنس 1300ء میں بڑی سرمایہ کاری اور خام مال و مشینری' محنت کی باضابطہ تقسیم اور پیداواری نظام کے مرحلے تک پہنچ چکا تھا۔ 1407ء میں ایک اونی کپڑا تیس مراحل میں سے ہو کر گذرتا تھا' ہر مرحلہ اپنے کام میں ماہر کارکن سرانجام دیتا۔[2]

فلورنس نے اپنی مصنوعات بیچنے کے لیے اپنے تاجروں کی حوصلہ افزائی کی کہ وہ

ابیض المتوسط اور بُروجز تک سارے اٹلانٹک کی بندرگاہوں کے ساتھ تجارتی تعلق استوار کریں۔ اِٹلی' بیلیارز (Baleares)' فلینڈرز' مصر' سائپرس (قبرص)' قسطنطنیہ' فارس' ہندوستان اور چین میں فلورنسی تجارت کے تحفظ اور فروغ کے لیے قونصلر تعینات کیے گئے۔ پیسا کی تسخیر فلورنسی اشیاء سمندر تک پہنچانے کی خاطر ہوئی اور ان چیزوں کو لے جانے کے لیے جینوآئی تجارتی جہاز کرایہ پر لیے جاتے۔ فلورنسی مصنوعات کے ساتھ مقابلہ بازی کرنے والی غیر ملکی مصنوعات کو فلورنس کی منڈیوں سے نکالنے کی خاطر تاجروں اور سرمایہ کاروں کی حکومت نے ٹیرف عائد کیے۔

اس صنعت و حرفت میں رقم لگانے کے لیے فلورنس کے 80 بینکنگ ہاؤسز اپنے کھاتہ داروں کی بچتیں جمع کرتے--- Bardi' Peruzzi' Strozzi' Pitti اور Medici بڑے بنک تھے۔ وہ چیک کیش کرتے[3]' لیٹر آف کریڈٹ جاری کرتے[4] قرضہ دینے کے ساتھ ساتھ سامان تجارت کا لین دین بھی کرتے[5] اور حکومت کو قیام امن یا جنگ کے لیے سرمایہ دیتے تھے۔ کچھ فلورنسی فرموں نے انگلینڈ کے ایڈورڈ III کو 13,65,000 فلورنز (3 کروڑ 41 لاکھ 25 ہزار ڈالر؟) ادھار دیے[6] اور عدم واپسی کے باعث تباہ ہو کر رہ گئے (1345ء)۔ اس قسم کی بربادیوں کے باوجود فلورنس تیرھویں سے پندرھویں صدی کے دوران یورپ کا مالیاتی مرکز بن گیا؛ یورپ کی کرنسیوں کی شرح تبادلہ وہیں مقرر ہوتی تھی۔[7] 1300ء سے پہلے ہی انشورنس کا ایک نظام اطالوی تجارتی بیڑوں کو تحفظ دیتا تھا--- یورپ نے 1543ء سے پہلے یہ حفاظتی تدبیر اختیار نہ کی تھی۔[8] 1382ء کی فلورنسی اکاؤنٹ بک میں حساب نویسی کا ڈبل انٹری سسٹم نظر آتا ہے؛ غالباً یہ فلورنس' وینس اور جینوآ میں ایک سو سال پرانا ہو چکا تھا۔[9] 1345ء میں فلورنس کی حکومت نے 5 فیصد کی نہایت کم شرح سود کے حامل قابل انتقال بانڈ جاری کیے--- جو کاروباری خوشحالی اور ایمانداری کے لیے شہر کی اچھی شہرت کا ایک ثبوت ہے۔ 1400ء میں حکومت کے محاصل ایلزبتھ عہد کے انگلینڈ سے زیادہ تھے۔

یورپ کے بنکار' تاجر' مصنوعات ساز' پیشہ ور افراد اور ماہر مزدور گِلڈز (تجارتی انجمنیں) میں منظم تھے۔ فلورنس میں سات گِلڈز "بڑی انجمنوں" (arti maggiori) کے طور پر مشہور تھیں: کپڑا بنانے والے' اون تیار کرنے

والے' ریشمی اشیاء بنانے والے' سمور کے تاجر' سرمایہ کار' ماہرین طب و ادویہ ساز اور تاجروں' ججوں اور مصدق الاسناد (نوٹریز) کی ملی جلی گِلڈ۔ فلورنس کی باقیماندہ 14 گلڈز "چھوٹی انجمنیں" (arti minori) تھیں: کپڑا فروش' موزہ و بنیان فروش' قصاب' نانبائی' مے فروش' جوتا بنانے والے' گھوڑوں کی کاٹھیاں بنانے والے' زرہ ساز' لوہار' قفل ساز' بڑھئی' سرائے دار' مستری اور پتھر تراشنے والے' اور تیل فروشوں' سور کا گوشت بیچنے والوں اور رسہ سازوں کا ایک رنگ برنگ مجموعہ۔ ہر ووٹر کا ان میں سے کسی نہ کسی انجمن کا رکن ہونا ضروری تھا; اور 1282ء میں ایک بورژوا انقلاب کے باعث حق رائے دہی سے محروم کیے گئے اشراف نے اپنا حق دوبارہ حاصل کرنے کے لیے ان انجمنوں میں شمولیت اختیار کر لی۔ 21 انجمنوں کے ماتحت ووٹ سے محروم مزدوروں کی 72 انجمنیں تھیں' ان سے نیچے ہزاروں دیہاڑی داروں کو منظم ہونے کی اجازت نہ تھی اور وہ غربت و افلاس میں زندہ تھے; ان سے بھی نیچے--- یا اپنے آقاؤں کی جانب سے بہتر توجہ کے باعث اوپر--- چند غلام تھے۔ بڑی انجمنوں کے اراکین سیاست میں موٹے یا کھاتے پیتے لوگوں کا طبقہ (Popolo grasso) تشکیل دیئے ہوئے تھے; جبکہ باقی آبادی چھوٹے لوگوں (Popolo minuto) پر مشتمل تھی۔ فلورنس کی سیاسی تاریخ جدید ریاستوں کی تاریخ کی طرح پہلے پرانی زمیندار اشرافیہ پر کاروباری طبقہ کی فتح تھی (1293ء)' اور اس کے بعد سیاسی قوت حاصل کرنے کے لیے "مزدور طبقہ" کی جدوجہد۔

1345ء میں Cinto Brandini اور نو دیگر افراد کو غریب مزدوروں کو منظم کرنے پر قتل کر دیا گیا' اور ان تنظیموں کو توڑنے کی خاطر غیر ملکی محنت کشوں کو درآمد کیا گیا۔ [?] 1368ء میں "چھوٹے لوگوں نے انقلاب لانے کی کوشش کی مگر کچلے گئے۔ دس برس بعد اُون دُھنکنے والوں کی بغاوت نے مزدور طبقات کو پنچایت پر اختیار کا چکرا دینے والا موقع فراہم کیا۔ اون دھنکنے والے مزدوروں نے ایک برہنہ مزدور Michele di Lando کی قیادت میں پلازو ویکیو پر حملہ بولا' مجلس بلدیہ کو منتشر کیا اور پرولتاریہ کی آمریت قائم کر دی (1378ء)۔ تنظیم سازی کے خلاف قوانین کالعدم بنائے گئے' نچلی سطح کی تنظیموں کو ووٹ کا حق دیا گیا' اُجرتی مزدوروں کے قرضوں پر بارہ

سال کی مہلت کا اعلان کیا گیا اور مقروض طبقے کا بوجھ مزید کم کرنے کے لیے شرح سود گھٹا دی گئی۔ کاروباری رہنماؤں نے احتجاجاً دکانیں بند کر دیں اور زمینداروں کو مائل کیا کہ وہ شہر کو خوراک مہیا نہ کریں۔ بدحواس انقلابی دھڑوں میں بٹ گئے۔۔۔ کاریگروں پر مشتمل مزدور اشرافیہ اور کمیونسٹ خیالات رکھنے والا "بایاں بازو۔" آخر کار رجعت پسند لوگ دیہی علاقوں سے طاقتور افراد کو لائے' انہیں مسلح کیا' تفریق زدہ حکومت کو باہر نکالا اور طاقت دوبارہ کاروباری طبقے کو دے دی (1382ء)۔

فاتح بورژوازی نے اپنی فتح کو مستحکم بنانے کے لیے آئین پر نظرثانی کی۔ اعلیٰ افراد کی مجلس بلدیہ انجمنوں کے آٹھ نمائندوں یا سربراہوں پر مشتمل تھی جنہیں قرعہ اندازی کے ذریعہ منتخب کیا گیا۔ پھر ان نمائندوں نے اپنے انتظامی قائد کے طور پر ایک "انصاف کا سربراہ" یا قانون نافذ کرنے والا چُنا۔ آٹھ نمائندوں میں سے چار بڑی انجمنوں سے لیے جاتے تھے' لیکن ان میں بالغ مردوں کی آبادی کا بہت قلیل حصہ شامل تھا۔ "عوامی کونسل" میں بھی یہی تناسب لازمی تھا: تاہم عوام کا مطلب صرف 21 انجمنوں کے اراکین تھا۔ "کمیون کی کونسل" کسی بھی گلڈ رکنیت سے منتخب کر لی جاتی' لیکن اس کا کام مجلس کے کہنے پر اجلاس بلانے اور نمائندوں کی جانب سے اپنے سامنے رکھی گئی تجاویز پر ہاں یا نہ میں رائے دینے تک ہی محدود تھا۔ شاذ و نادر مواقع پر نمائندے پلازو ویکیو مینار میں بڑا گھنٹہ بجا کر Piazza della Signoria میں تمام ووٹروں کی "پارلیمنٹ" بلاتے۔ اس قسم کا اجلاس عام عموماً ایک اصلاحی کمیشن (*balia*) منتخب کرتا' اسے مخصوص عرصہ کے لیے مطلق اختیارات دیتا اور اجلاس ختم ہو جاتا۔

میڈیچی سے پہلے کے فلورنس کو افلاطونی بہشت میں بھی نظر نہ آنے والی جمہوریت کی بناء پر بہت بڑھا چڑھا کر پیش کرنے والے انیسویں صدی کے تاریخ دان زبردست غلطی کا شکار تھے۔ زرخیز ذہانت کے حامل اور اپنے ورثے پر فخرمند محکوم شہروں کی آواز فلورنس کی حاکم مجلس بلدیہ تک نہیں پہنچ پاتی تھی۔ فلورنس میں صرف 3200 مرد ووٹ ڈال سکتے تھے: اور دو کونسلوں میں کاروباری طبقہ کے نمائندوں کی اکثریت شاذ و نادر ہی چیلنج ہوئی۔[13] بالائی طبقات پوری طرح قائل ہو چکے تھے کہ ان پڑھ عوام داخلی بحرانوں یا امور خارجہ میں عام بھلائی کے حوالے سے کوئی فیصلہ نہیں کر سکتے۔ اہل

فلورنس کو آزادی سے محبت تھی' لیکن غریبوں میں آزادی کا مطلب فلورنس کے مالکوں کا حکم ماننا' جبکہ امیروں میں آزادی کا مطلب کسی شاہی' یا پاپائی یا جاگیردارانہ رکاوٹ کے بغیر شہر اور اس کے ماتحت علاقوں پر حکومت کرنا تھا۔

آئین کے ناقابل تنازعہ نقائص عہدہ کی مختصر مدت اور خود آئین میں ہی وقتاً فوقتاً تبدیلیاں تھے۔ نتیجتاً فرقہ بازی' سازشیں' ظلم' افراتفری' نااہلی بڑھی اور جمہوریہ ویسی مستحکم اور طویل المدت پالیسیاں بنانے اور نافذ کرنے کے قابل نہ رہی جو وینس کے استحکام اور طاقت کے لیے بنائی جاتی تھی۔ کچھ اچھے نتائج بھی برآمد ہوئے: اختلاف اور بحث کی پُرجوش فضا جس نے بغض' احساس اور ذہن و عقل کی تیز اور تخیل کو متحرک کیا: اور فلورنس کو سرفراز کر کے ایک صدی کے لیے دنیا کا ثقافتی سربراہ بنا دیا۔

III۔ کوسیمو "بابائے ملت"

فلورنس کی سیاست امیر خاندانوں اور فرقوں کا جھگڑا تھی--- Albizzi 'Ricci' Soderini 'Capponi 'Valori 'Rucellai 'Strozzi 'Pitti 'Pazzi 'Medici — یہ سب حکومت پر اپنے اثر و رسوخ کے لیے جھگڑا رہے تھے-- 1381ء سے 1434ء تک' کچھ وقفوں کے ساتھ Albizzi نے ریاست میں اپنا عالی رتبہ قائم رکھا اور بڑی بہادری سے امیروں کو غریبوں سے تحفظ دیا۔

میڈیچی خاندان کا سلسلہ پیچھے 1201ء تک معلوم کیا جا سکتا ہے جب Chiarissimo de Medici پنچایتی یعنی کمیونل کونسل کا ایک رکن تھا (اس خاندان کے نام کی پہیلی سلجھ نہیں سکی۔ اگرچہ انہوں نے ایک طبی انجمن میں شمولیت اختیار کی ہوگی لیکن اس بات کا کوئی ثبوت نہیں کہ وہ ماہرین طب تھے-- نہ ہی ہم یہ جانتے ہیں کہ ان کی خاندانی علامت *Palle* یعنی چھ سرخ گیندوں کا ماخذ کیا تھا)۔ کوسیمو کے پردادا کے دادا ایویرڑو ڈی میڈیچی نے مضبوط تجارت اور ایماندارانہ سرمایہ کاری کے ذریعہ خاندان کے مقدر کی بنیاد رکھی اور 1314ء میں علم بردار (گون فیلون بردار) منتخب ہوا۔ ایویرارڈو کے پوتے علم بردار (1378ء) سالویسٹرو ڈی میڈیچی نے باغی غریبوں کی حمایت کر کے خاندان کو مشہور کیا۔ سالویسٹرو کے پوتے علم بردار (1421ء) جووانی ڈی

بیچی ڈی میڈیچی نے آمدنی پر نصف فیصد سالانہ ٹیکس کے لیے آواز اٹھائی اور عوام کی نظر میں مزید رتبہ حاصل کیا۔ یہ ٹیکس کسی آدمی کے سرمائے پر 7 فیصد تسلیم کیا گیا (1427ء)۔ [۱۲] قبل ازیں امیر بھی غریبوں جتنا ہی ٹیکس دیا کرتے تھے' لہٰذا انہوں نے میڈیچی سے بدلہ لینے کا عزم کیا۔

جووانی ڈی بیچی 1428ء میں مرا اور اپنے بیٹے کوسیمو کے لیے شہرت اور ٹسکنی میں بہت سی دولت بطور ترکہ چھوڑ گیا--- 1,79,221 فلورنز یعنی تقریباً 44 لاکھ 80 ہزار ڈالر۔ [۱۳] کوسیمو 39 برس کا ہو چکا تھا اور اپنی فرم کی دور افتادہ مہمات جاری رکھنے کے لیے بالکل تیار تھا۔ ان مہمات میں صرف بنک کاری ہی نہیں بلکہ وسیع فارموں کا انتظام' ریشم اور اُون کی مصنوعات کی تیاری اور روس' سپین' سکاٹ لینڈ' سیریا' مسلمانوں اور عیسائیوں کے ساتھ مختلف چیزوں کی تجارت بھی شامل تھی۔ کوسیمو جب فلورنس میں گرجا گھر تعمیر کروا رہا تھا تو اسے ترک سلطانوں کے ساتھ تجارتی معاہدے کرنے اور مہنگے تحائف کے لین دین میں کوئی قباحت نہ نظر آئی۔ اس کی فرم مشرق سے کم حجم لیکن بہت زیادہ قیمت والی اشیاء خصوصاً منگواتی--- مثلاً مصالحے' بادام اور چینی--- اور دیگر مصنوعات کے علاوہ یہ چیزیں بھی متعدد یورپی بندرگاہوں پر بیچتی تھی۔

کوسیمو نے یہ سارا کام بڑی مہارت سے چلایا اور سیاست بازی کے لیے بھی وقت نکالا۔ "دس افراد کی جنگی مجلس" (*Dieci*) کے رُکن کی حیثیت میں اس نے فلورنس کو لوقا کے خلاف فتح دلوائی اور بطور بنک کار حکومت کو جنگی اخراجات کے لیے بھاری قرضے دیئے۔ اس کی مقبولیت نے دیگر رہنماؤں میں آتش حسد روشن کی' اور 1433ء میں Rinaldo delgi Albizzi نے جمہوریہ کی حکومت الٹ کر خود ڈکٹیٹر بننے کی غرض سے کوسیمو پر حملہ کیا۔ رینالڈو نے اس وقت کے علم بردار برنارڈو کو مائل کیا کہ کوسیمو کی گرفتاری کا حکم دیا جائے۔ کوسیمو نے گرفتاری دے دی اور پلازو ویکیو میں قید ہوا۔ چونکہ رینالڈو نے اپنے مسلح کرائے کے سپاہیوں کے ہمراہ Piazzo della Signoria میں پارلیمنٹ پر قبضہ کر لیا تھا اس لیے کوسیمو کی موت کا فرمان یقینی لگتا تھا۔ لیکن کوسیمو نے برنارڈو کو ایک ہزار ڈیوکٹ (25,000 ڈالر؟) دینے کا بندوبست کر لیا تو وہ زیادہ انسانیت پسند بن گیا اور کوسیمو' اس کے بیٹوں اور اہم ساتھیوں کو دس سال کے لیے شہر

بدر کرنے پر رضامندی ظاہر کر دی۔ [۱۴] کوسیمو نے وینس میں رہائش اختیار کی جہاں اس کی عاجزی اور وسائل کے باعث بہت سے دوست بن گئے۔ وینس کی حکومت نے جلد ہی اسے واپس بھجوانے کے لیے اپنا اثر و رسوخ استعمال کرنا شروع کر دیا 1434ء میں منتخب ہونے والی مجلس بلدیہ اس کے لیے اچھی رہی اور جلاوطنی کی سزاؤں کو منسوخ کر دیا؛ کوسیمو فاتح بن کر واپس لوٹا' اور رینالڈو اور اس کے بیٹے بھاگ گئے۔

پارلیمنٹ نے ایک اصلاحی کمیشن مقرر کیا اور اسے قطعی اختیار دے دیا۔ کوسیمو نے اپنے عہدے کی تین مدتیں پوری کرنے کے بعد تمام سیاسی عہدوں سے دستبرداری اختیار کر لی؛ اس نے کہا' "عہدے پر منتخب ہونا عموماً جسم کے لیے نقصان دہ اور روح کے لیے باعث اذیت ہوتا ہے۔" [۱۵] اس کے دشمن شہر سے جا چکے تھے' اس لیے دوستوں نے آسانی سے حکومت پر قبضہ کر لیا۔ اس نے جمہوریہ کی صورتوں میں کوئی گڑ بڑ پیدا کیے بغیر اصرار یا رقم کے ذریعہ اپنے حامیوں کو حکومت میں رکھا۔ اس کے قرضوں کے باعث با اثر خاندان اس کی حمایت کرتے رہے یا حمایت کرنے پر مجبور ہوئے؛ تحائف نے کلیسائی عہدیداروں کو حامی بنایا اور عوام پر فراخدلانہ مہربانیوں نے شہریوں کو بہ آسانی اس کی حکمرانی کے موافق بنا دیا۔

اہل فلورنس نے جانا کہ جمہوریہ کا آئین انہیں دولت مند اشرافیہ سے محفوظ نہیں رکھتا؛ Ciompi کی شکست نے یہ سبق عوامی حافظے میں جاگزیں کر دیا تھا۔ اگر آبادی کو امراء کے حمایت یافتہ Albizzi اور متوسط و غریب طبقات کی حمایت کرنے والے میڈیچی کے درمیان انتخاب کرنا ہوتا تو وہ زیادہ پریشان نہ ہوتے۔ اپنے معاشی آقاؤں کے ہاتھوں کچلے ہوئے اور فرقہ بازی سے تنگ آ چکے عوام نے فلورنس میں 1434ء' پیروجیا میں 1389ء' بولونیا میں 1401ء سینا میں 1477ء اور روم میں 1347ء اور 1922ء میں ڈکٹیٹر شپ کا استقبال کیا۔ ولانی (Villani) نے کہا' "میڈیچی آزادی کے نام پر اور "عوام" اور آبادی کی حمایت سے مطلق اختیار حاصل کرنے کے قابل ہوئے۔" [۱۶]

کوسیمو نے اپنی طاقت بڑی کفایت سے خرچ کی اور کبھی کبھار تشدد بھی استعمال کیا۔ جب اس کے دوستوں کو شک گذرا کہ Baldaccio d' Anghiari کوسیمو کی طاقت ختم کرنے کے لیے سازش تیار کر رہا ہے تو انہوں نے Baldaccio کا انجام یقینی

بنانے کی خاطر اسے کافی اونچی کھڑکی سے نیچے پھینک دیا؛ کوسیمو کا ایک مشہور فقرہ ہے کہ "ریاستوں پر خصوصی دعاؤں کے ساتھ حکومت نہیں کی جاتی۔" اس نے بندھے ٹکے انکم ٹیکس کی جگہ پر سرمائے کے حساب سے ٹیکس لاگو کیا' اور اسے مورد الزام ٹھہرایا گیا کہ وہ ان حسابات کے ذریعہ اپنے دوستوں کو نوازتا اور دشمنوں کی حوصلہ شکنی کرتا ہے۔ کوسیمو کی حکومت کے ابتدائی 20 برس میں یہ ٹیکس 48,75,000 فلورنز (12 کروڑ 18 لاکھ 75 ہزار ڈالر) تھا اور ٹیکس کی ادائیگی سے انکار کرنے والوں کو مختصر قید کی سزائیں دی گئیں۔ متعدد اشراف نے شہر کو خیرباد کہا اور عہد وسطیٰ کی اشرافیہ والی دیہی زندگی دوبارہ گذارنے لگے۔ کوسیمو نے بڑی خوش دلی سے ان کا جانا قبول کر لیا اور کہا کہ صرف چند گز سرخ کپڑے کے ذریعہ نئے اشراف بنائے جاسکتے ہیں۔ [17]

لوگوں نے مسکرا کر منظوری ظاہر کی کیونکہ انہوں نے محصولات کو فلورنس کی انتظامیہ اور تزئین و آرائش پر صرف ہوتے دیکھا تھا' اور خود کوسیمو نے پبلک ورکس اور ذاتی خیرات کے لیے 4,00,000 فلورنز (ایک کروڑ ڈالر) دیئے تھے۔ [18] یہ رقم اس کی اپنے بیٹوں کے لیے ترکہ میں چھوڑی ہوئی رقم سے تقریباً دوگنی تھی۔ [19] اس نے اپنے 75ویں سال کے آخر میں ذاتی املاک اور ریاستی امور کا انتظام چلانے کی خاطر سخت محنت کی۔ جب انگلینڈ کے ایڈورڈ IV نے بھاری قرض مانگا تو کوسیمو نے ایڈورڈ III کی وعدہ خلافی کو نظرانداز کرتے ہوئے مہربانی کر دی اور بادشاہ نے یہ قرض کرنسی اور سیاسی حمایت کی صورت میں واپس کیا۔ بولونیا کے بشپ Tomaso Parentucelli کو سرمائے کی ضرورت پڑی تو اس نے امداد مانگی؛ کوسیمو نے اسے رقم دے دی؛ اور جب توماسو پوپ نکولس V بنا تو کوسیمو کو تمام پاپائی مالیاتی امور کا نگران بنا دیا۔ وہ اپنی سرگرمیوں کے مختلف دھاگوں کو آپس میں اُلجھنے سے بچانے کے لیے وہ صبح سویرے بیدار ہوتا اور کسی امریکی کروڑ پتی کی طرح تقریباً روزانہ دفتر جاتا۔ وہ گھر میں اپنے درختوں کی کانٹ چھانٹ کرتا اور وائن پیتا۔ اس کا لباس سادہ' کھانا پینا معتدل تھا اور ایک کنیز کے بطن سے ناجائز بیٹے کا باپ بننے کے بعد مطمئن اور باقاعدہ گھریلو زندگی بسر کرتا رہا۔ اس کے گھر میں داخل ہونے کی اجازت پانے والے لوگ یہ دیکھ کر حیران رہ جاتے کہ اس کی کھانے کی میز اور غیر ملکی نمائندوں کی دی جانے والی پُر تعیش دعوتوں

میں کس قدر فرق تھا۔ وہ عام طور پر مہربان' نرم مزاج' درگذر کرنے والا' خاموش طبع اور اپنی خشک مزاجی کی وجہ سے مشہور تھا۔ وہ غریبوں کے لیے فیاض تھا' غریب دوستوں کے ٹیکس ادا کرتا اور اپنی قوت کی طرح خیرات کو بھی بے نام مہربانی کے پردے میں چھپائے رکھتا۔ Botticelli' Pontorno اور Benozzo Gozzoli نے ہمارے لیے اس کی تصویر بنائی: درمیانی قدوقامت' زیتونی رنگت' پیچھے ہٹتے ہوئے سفید بال' لمبی نوکدار ناک اور سنجیدہ مہربان صورت جو تیز فہم دانش اور پُرسکون طاقت کی غماز تھی۔

اس کی خارجہ پالیسی کا بنیادی مقصد امن تھا۔ تباہ کن لڑائیوں کے بعد برسراقتدار آنے پر کوسیمو نے جانا کہ حقیقی یا ناگزیر جنگ کیسے تجارت پر اثرانداز ہوتی ہے۔ جب مِیلان میں فِلیپو ماریا کی موت پر افراتفری میں وِسکونٹی کا اقتدار تباہی کا شکار ہوا اور فلورنس کی عین دہلیز پر وینس سارے شمالی اِٹلی پر قبضہ کرنے کی دھمکی دینے لگا تو کوسیمو نے فرانسکو سفورتسا کو بھیجا کہ وہ مِیلان میں اپنے قدم مضبوط کرے اور وِتنسی پیش رفت پر نظر رکھے۔ وینس اور نیپلز نے فلورنس کے خلاف گٹھ جوڑ کر لیا تو کوسیمو نے ان کے شہریوں کے دیئے ہوئے اتنے زیادہ قرضے واپس مانگ لیے کہ ان کی حکومتیں امن قائم رکھنے پر مجبور ہو گئیں۔ [10] اس کے بعد مِیلان اور فلورنس نے وینس اور نیپلز کے خلاف محاذ بنا کر طاقت کو اس قدر متوازن کر دیا کہ کوئی بھی فریق جنگ چھیڑنے کی جرات نہ کر سکا۔ متوازن طاقتوں کی یہ پالیسی کوسیمو نے سوچی اور لودینتسو نے جاری رکھی۔ اس نے 1450ء سے 1492ء تک اِٹلی کو امن کا ایسا عرصہ فراہم کر دیا کہ شہر ابتدائی نشاۃ ثانیہ میں سرمایہ کاری کرنے کے لیے دولتمند ہو گئے۔

یہ اِٹلی اور نوع انسانی کی خوش قسمتی تھی کہ کوسیمو ادب' تحقیق' فلسفہ اور آرٹ کا بھی دولت اور طاقت جتنا ہی قدردان تھا؛ وہ باعلم اور باذوق آدمی تھا؛ اسے لاطینی زبان آتی تھی اور یونانی' عبرانی اور عربی کا بھی واجبی علم رکھتا تھا۔ وہ اتنا وسیع الذہن بھی تھا کہ گبرٹی (Ghiberti) کی منبت کاریوں کے کلاسیکل انداز' ڈوناٹیلو کے مجسموں کے بے باک اچھوتے پن' برونیلیسکو کے کلیساؤں کی شان و شوکت' Michelozzo کے فن تعمیر کا نپاتلا رُعب' آنجے لیکو کی مصوری' فرافلیپو لیپی کے پُرکشش شرارتی پن' Gemistus Pletho کی بت پرستانہ فلاطونیت' Pico اور فچینو کی صوفیانہ فلاطونیت'

البرٹی کی لطافت' پوجیو کی علمی لغویت اور نکولا ڈی نکولی کی بائبل پرستی کو داد و تحسین دے سکتا؛ اور ان تمام افراد نے اس کی فیاضی سے فیض حاصل کیا۔ وہ نوجوانوں کو قدیم یونانی ادب اور زبان سکھانے کے لیے Joannes Argyropoulos کو فلورنس لایا' اور بارہ سال تک فیچنو کے ساتھ یونان و روم کے کلاسکس کا مطالعہ کیا۔ اس نے اپنی دولت کا ایک بڑا حصہ کلاسیک کتابیں جمع کرنے پر خرچ کیا' یہاں تک کہ اس کے مہنگے ترین بحری جہاز یونان یا سکندریہ سے مخطوطات لے کر آتے۔ جب نکولا ڈی نکولی قدیم مخطوطات خرید خرید کر تباہ ہو گیا تو کوسیمو نے میڈیچی بنک میں اس کے نام پر لامحدود قرضہ کا کھاتہ کھول دیا اور تادم مرگ اس کی کفالت کرتا رہا۔ اس نے شوقین کتب فروش Vespasiano da Bisticci کی نگرانی میں 45 نقول تیار کرنے والوں کو ناقابل خرید مخطوطات نقل کرنے کے کام پر لگایا۔ اس نے یہ تمام "بیش قیمت قطرے" سان مارکو خانقاہ کے کمروں' یا فیاسولے (Fiesole) کی خانقاہ یا اپنی لائبریری میں رکھے۔ جب نکولی مرا (1437ء) تو اپنے پیچھے 6,000 فلورنز یعنی ڈیڑھ لاکھ ڈالر مالیت کے آٹھ سو مخطوطات اور بہت سے قرضے چھوڑ گیا۔ کوسیمو نے قرضے اپنے ذمہ لے کر کتابیں اپنی ذاتی اور سان مارکو لائبریری کے درمیان تقسیم کر لیں۔ تمام اساتذہ اور طلبہ ان کتابوں سے مفت استفادہ کر سکتے تھے۔ فلورنس کے تاریخ نگار وارچی نے وطن پرستانہ دروغ گوئی کے ساتھ کہا:

> یونانی علوم مکمل طور پر فراموش نہیں ہوئے تھے..... اور وہ لاطینی علوم عوام کے بے پناہ فائدے کی خاطر زندہ کیے گئے--- یہ سارا اِٹلی' نہیں ساری دنیا میڈیچی گھرانے کی اعلیٰ دانش اور دوستانہ رویئے کی زیر بار ہے۔[21]

بحالی کا کام بلاشبہ بارھویں اور تیرھویں صدیوں میں تراجم' اور عربی مفسرین اور پیترارک و بوکاشیو نے شروع کیا تھا۔ اسے کوسیمو سے قبل Salutati' Traversari' Bruni اور Valla جیسے محققین اور کتب جمع کرنے والوں نے جاری و ساری رکھا۔ نکولی' پوجیو' فلیفو نیپلز کے عالی ظرف بادشاہ الفونسو نے اپنی مدد آپ کے تحت اسے آگے بڑھایا اور تقریباً ایک سو معاصرین' حتیٰ کہ وطن بدر کیے گئے Palla Strozzi نے

بھی اپنا حصہ ڈالا۔ لیکن اگر ہم صرف کوسیمو "بابائے ملت" (Pater Patriae) کو ہی نہیں بلکہ اس کی اولادوں لورینتسو عالیشان' لیو X اور کلیمنٹ VII کو بھی ذہن میں رکھ کر فیصلہ کریں تو ہمیں تسلیم کرنا پڑے گا کہ علم و دانش اور آرٹ کی سرپرستی میں تاریخ انسانی کا کوئی اور خاندان میڈیچی کی ہمسری نہیں کر سکا۔

IV۔ انسان دوست

میڈیچی کی حکومت یا ان کے دور میں ہی انسان پرستوں نے اِٹلی کے ذہن پر تسلط جما لیا' اسے مذہب سے فلسفہ کی جانب' آسمان سے زمین کی طرف موڑا اور ایک حیرت زدہ نسل پر پاگان (Pagan) فکر و فن کے خزانے منکشف کیے۔ آری اوستو (Ariosto) کے وقت میں بھی علم کے دیوانے ان افراد نے *Umanisti* یعنی "انسانیت دوستی" کا نام حاصل کیا کیونکہ وہ کلاسک تہذیب کے مطالعہ کو *Umanita* یعنی "انسانیات" کہتے تھے۔ اپنے جسم کی طاقت اور خوبصورتی' اپنے احساسات و جذبات کی خوشی اور دکھ' اپنی منطق کی لطیف شان و شوکت کے ساتھ اب انسان ہی نوع انسانی کا موزوں مطالعہ تھا; اور ان حوالوں سے ہی وہ قدیم یونان و روم کے ادب و فن میں بکثرت اور کامل طور پر ظاہر ہوتا ہے۔ یہ انسان دوستی تھی۔

آج معدوم ہو چکے تقریباً سبھی لاطینی اور بہت سے یونانی کلاسیکس کے بارے میں اس عہد کے کچھ محقق جانتے تھے; اور تیرھویں صدی نے اہم بت پرست فلسفیوں کے ساتھ شناسائی حاصل کی۔ لیکن اس صدی نے یونانی شاعری کو تقریباً قطعی نظرانداز کر دیا تھا' اور آج ہماری نظر میں اہم متعدد قدیم جواہر خانقاہ یا کیتھیڈرل کی لائبریریوں میں بیکار پڑے رہے۔ زیادہ تر ان فراموش کردہ گوشوں سے ہی پیترارک اور اس کے جانشینوں نے "گمشدہ" کلاسیکس تلاش کیے۔ وہ انہیں "ظالم داروغوں کی قید میں محبوس مہربان قیدی" کہتے تھے۔ مونٹ کاسینو کا دورہ کرتا ہوا بوکاشیو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ نادر مخطوطات گرد میں لپٹے پڑے ہیں یا پھر جلدیں کرنے اور جنتریاں بنانے میں استعمال ہو رہے ہیں۔ پوجیو (Poggio) جب کونسل آف کانسٹینس میں شرکت کرنے کے لیے سینٹ گال کی سوئس خانقاہ میں گیا تو کوئنٹیلین (Quintiltian) کی "*Institutiones*"

کو تاریک سے گندے تہہ خانے میں پایا اور ان کی حالت سدھارتے ہوئے اس نے محسوس کیا کہ جیسے قدیم استاد اپنے بازو پھیلا کر التجائیں کر رہا ہو کہ اسے "وحشیوں" سے بچایا جائے کیونکہ مہذب ہونے کا زعم رکھنے والے اطالوی بھی قدیم یونانیوں اور رومنوں کی طرح آلپس پار سے آنے والے طاقتور فاتحین کو وحشی (بربری) ہی کہتے تھے۔ پوجیو نے سردی یا برف کی پروا کیے بغیر تن تنہاء ہی اس قسم کے مقبروں سے لوکریٹیس' Valerius Flaccus 'Vitruvius 'Frontinus 'Calumella' ترتولیان' پلوٹس' پیٹرونیس' Ammianus Marcellinus کی کتابیں اور سسرو کی کئی اہم تقریریں ڈھونڈ نکالیں۔ Coluccio Salutati نے ورسیلی میں سسرو کے خطوط "*ad familiares*" نکالے (1389)؛ "Ghetardo Landriani کو Lodi کے مقام پر ایک قدیم الماری سے علم معانی کے موضوع پر سسرو کے مقالے ملے (1422ء)؛ Ambrogio Traversari نے پیڈوآ میں Cornelius Nepos کو نیستی سے بچایا (1434ء)؛ ٹیسی ٹس کے "*Agricola*" "*Germania*" اور "*Dialogi*" جرمنی سے دریافت ہوئے (1455ء)؛ ٹیسی ٹس کے "*Annales*" کی پہلی چھ کتب اور نوجوان پلائنی کے خطوط کا مکمل مسودہ Corvey کی خانقاہ سے نکالا گیا (1508ء) اور لیو X کی بیش بہاء ملکیت بن گیا۔

قسطنطنیہ پر ترکوں کے قبضہ سے پہلے کی نصف صدی کے دوران درجن بھر انسانیت پسندوں نے یونان کا مطالعہ یا سفر کیا۔ ان میں سے ایک Giovanni Aurispa ایسکائیلس اور سوفوکلیز کے ڈراموں سمیت 238 مخطوطات واپس اٹلی لے کر آیا۔ ایک اور فرانسسکو فیلیفو (Francesco Filefo) قسطنطنیہ سے ہیروڈوٹس' تھیوسیڈائیڈز' پولی بیئس' ڈیمو ستھینز' ایسکی نیز اور ارسطو کی کتب اور یوری پیڈیز کے سات ڈرامے بچا کر لے آیا۔ جب یہ ادبی مہم جو اپنے اپنے خزانے لے کر اٹلی واپس آئے تو ان کا استقبال فاتح سپہ سالاروں کی طرح ہوا' اور بادشاہوں اور پاپائی نمائندوں نے انہیں ان کے حصے کا اچھا خاصا مال غنیمت دیا۔ زوال قسطنطنیہ کے نتیجے میں ایسے متعدد کلاسیکس نابود ہو گئے جن کے بارے میں بازنطینی لکھاریوں نے بتایا تھا کہ وہ اس شہر کی لائبریری میں موجود ہیں۔ پھر بھی ہزاروں جلدیں بچا لی گئیں اور ان میں سے بیشتر کو اٹلی لایا گیا؛ یونانی

کلاسیکس کے بہترین مخطوطات آج بھی اِٹلی میں ہیں۔ پیٹرارک سے لے کر تاسو (Tasso) تک کی تین صدیوں میں آدمی بڑے شوق سے مخطوطات اکٹھے کرتے رہے۔ نکولاڈی نکولی نے اس کام میں جتنا کمایا تھا اس سے زیادہ خرچ کر دیا: Andreolo de Ochis اپنی لائبریری میں اضافہ کرنے کی خاطر اپنے گھر' بیوی اور زندگی بھی قربان کرنے کو تیار تھا: پوجیو کو اس بات پر شدید دکھ ہوا کہ دولت کتابوں کے سوا ہر چیز پر خرچ کی جا رہی ہے۔

اس کے بعد ایک اداراتی انقلاب آیا۔ جمع شدہ کتب کا مطالعہ' موازنہ' تصحیح کی گئی۔ نیپلز میں Lorenzo Valla سے لے کر لندن میں سر ٹامس مور تک تحقیق کی ایک مہم میں ان تفسیر کی گئی۔ چونکہ ان محنتوں میں اکثر یونانی زبان کا علم درکار تھا' اس لیے اِٹلی--- اور بعد ازاں فرانس' انگلینڈ اور جرمنی--- نے یونانی کے استادوں کو بلوا بھیجا۔ Manuel Chrysoloras جب بازنطینی سفیر کے طور پر اِٹلی آیا (1397ء) تو فلورنس کی یونیورسٹی نے اس پر زور دیا کہ یونانی زبان اور ادب کے پروفیسر کی نشست سنبھال لے۔ اس کے شاگردوں میں سے پوجیو Palla Strozzi' Marsuppini اور Manetti وہاں موجود تھے۔ لیونارڈو برونی نے Chrysoloras کے سحر میں گرفتار ہو کر قانون کا مطالعہ چھوڑ کر یونانی زبان کا مطالعہ شروع کر دیا: وہ ہمیں بتاتا ہے: "میں اس قدر ذوق و شوق کے ساتھ اس کے درس میں توجہ دیتا کہ رات کو بھی انہی باتوں کے خواب دکھائی دیتے جو دن کو پڑھی ہوتی تھیں۔" [۲۳] آج کون شخص تصور کر سکتا ہے کہ یونانی گرامر کبھی ایک شوق اور مہم جوئی ہوا کرتی تھی؟

1439ء میں فلورنس کی قنصل کے موقع پر یونانیوں کی اطالویوں سے ملاقات ہوئی' اور انہوں نے زبان میں جن اسباق کا تبادلہ کیا ان کا نتیجہ دینیات میں دقیق مذاکرات سے کہیں زیادہ گہرا تھا۔ Gemistus Pletho نے وہاں اپنے مشہور لیکچر دیئے جنھوں نے یورپی فلسفہ میں ارسطو کا اقتدار ختم کیا اور افلاطون کو تقریباً ایک دیوتا کی مانند تخت پر بٹھا دیا۔ جب قنصل اختتام پذیر ہوئی تو نکایا کے بشپ کی حیثیت سے آنے والا Joannes Bessarion اِٹلی میں ہی ٹھہر گیا اور اپنے وقت کا کچھ حصہ یونانی پڑھانے میں لگایا۔ یہ بخار دوسرے شہروں تک بھی پہنچا; Bessarion اسے روم میں لایا; تھیوڈورس

غزانے میتو آ' فیرارا (1444ء) اور روم (1451ء) میں یونانی زبان پڑھائی; Demetrius Chalcondyles, نے پیروجیا' (1450ء)' پیڈو آ' فلورنس اور میلان میں (C.1492 – 1511); Joannes Argyropulos, نے پیڈو آ (1441ء)' فلورنس (1456–71ء) اور روم میں (1471–86ء)۔ یہ تمام افراد قسطنطنیہ کے زوال سے پہلے (1453ء) اٹلی میں آئے' اس لیے اس واقعہ نے یونانی زبان کی بازنطینی سے اٹلی کو منتقلی میں خفیف کردار ادا کیا; لیکن 1356ء کے بعد قسطنطنیہ کے گرد ترکوں کے محاصرہ نے یونانی محققین کو مغرب کی طرف جانے پر مائل کیا۔ مشرقی دارالحکومت کی تباہی پر بھاگ نکلنے والوں میں Constantine Lascaris بھی تھا جو یونانی زبان سکھانے کے لیے میلان (1460–5ء)' نیپلز اور میسینا (1466–1501ء) آیا۔ نشاۃ ثانیہ کے اٹلی میں شائع ہونے والی پہلی یونانی کتاب اس کی یونانی گرامر تھی۔

اٹلی میں پُرجوش طور پر سرگرم ان تمام محققین اور ان کے شاگردوں کے ہمراہ کچھ ہی عرصہ بعد یونانی ادب اور فلسفہ کے کلاسیکس بارھویں اور تیرھویں صدی کے مقابلہ میں زیادہ کاملیت کے ساتھ لاطینی زبان تک پہنچ گئے۔ گواریو نے سٹرابو اور پلوٹارک کے کچھ حصوں کا ترجمہ کیا' Traversari نے Diogenes Laertius کا; Valla نے ہیروڈوٹس' تھیوسیڈائیڈز اور "ایلیڈ" کا; Perotti نے پولی بیئس کا فیچنو نے افلاطون اور پلوٹینس کا۔ سب سے بڑھ کر افلاطون نے انسانیت پسندوں کو حیران اور مسرور کیا۔ وہ اس کے انداز کی خوبصورت روانی سے بہت متاثر ہوئے; "*Dialogues*" میں انہیں ایک ایسا ڈرامہ نظر آیا جو ایسکائیلس' سوفوکلیز یا یوری پیڈیز کی کسی بھی چیز سے زیادہ واضح دوران کے اپنے عہد جیسا تھا; انہوں نے عہد سقراط کے یونانیوں کی آزادی پر رَشک کیا اور اسے سراہا جس کے تحت وہ مذہب و سیاست کے اہم ترین مسائل پر بحث کیا کرتے تھے; اور انہوں نے سوچا کہ افلاطون میں انہیں پلوٹینس کے پردے میں--- ایک باطنی فلسفہ مل گیا ہے جو عیسائیت پر ترک کردہ یقین کو برقرار رکھنے میں مدد دے گا۔ انہیں عیسائیت سے محبت تھی۔ کوسیمو نے Gemistus Pletto کی فصیح البیانی اور فلورنس میں اس کے شاگردوں کے ذوق و شوق سے متاثر ہو کر وہاں افلاطون کا مطالعہ کرنے کے لیے ایک "افلاطونی اکادمی" قائم کی

(1445ء) اور مارسیلیو فچینو کو اتنی دولت مہیا کر دی کہ وہ اپنی آدھی زندگی افلاطون کی کتابوں کے ترجمہ و تفسیر میں صرف کر سکتا۔ اب علم الکلام اپنی چار سو سالہ حکومت کے بعد مغرب کے فلسفہ میں اپنا غلبہ کھو بیٹھا؛ *Scholastica disputatio* کی جگہ پر ڈائیلاگ اور Essay نے فلسفیانہ تشریح کی صورت اختیار کر لی' اور افلاطون کی فرحت بخش روح یورپی فکر میں یوں داخل ہوئی جیسے بیدار ہوتے ہوئے جسم میں توانائی بخش خمیر۔

لیکن جوں جوں اٹلی اپنا کلاسیکل ورثہ زیادہ سے زیادہ کھوجتا گیا' ویسے ویسے یونان کے لیے انسانیت پسندوں کی داد و تحسین پر قدیم رومن ادب اور آرٹ میں ان کا فخر سبقت حاصل کرنے لگا۔ انہوں نے لاطینی کو زندہ ادب کے ذریعہ کی حیثیت واپس دلائی: اپنے ناموں کو لاطینی' اور عیسائی عبادت و زندگی کے الفاظ کو رومن رنگ دیا۔ خدا *Juppiter*: مشیت ایزدی *fatum*; اولیاء *divi*; راہبائیں *Vestales*; اور پوپ *Pontifex maximus* بن گیا۔ انہوں نے اپنی نثر کو سسرو جیسا اور شاعری کو ورجل اور ہوریس کا انداز دیا؛ اور فلیفو Valla اور پولیشان جیسے کچھ ایک نے تقریباً ایک کلاسیک عمدگی حاصل کر لی۔ چنانچہ نشاۃ ثانیہ اپنے سفر کے دوران یونانی سے لاطینی' ایتھنز سے روم کی طرف واپس آئی؛ سسرو اور ہوریس' اووڈ اور سینیکا کے دور نے جیسے پندرہ سو سال بعد دوبارہ جنم لیا تھا۔ اسلوب اور انداز جوہر سے زیادہ اہم ہو گیا' صورت مادے پر فاتح ہوئی اور شاہانہ ادوار کی لفاظی بادشاہوں اور استادوں کے ہالوں میں دوبارہ گونجی۔ اگر انسانیت پسند اطالوی زبان استعمال کرتے تو شاید زیادہ بہتر ہوتا' لیکن وہ "*Commedia*" اور "*Canzoniere*" کو خراب اور گھٹیا لاطینی (جو واقعی تھی) کے طور پر بنظر حقارت دیکھتے اور دیسی زبان کے لیے دانتے کے انتخاب پر اظہار تاسف کرتے تھے۔ ادب کے زندہ ذرائع کے ساتھ رابطہ کھو جانا انسانیت پسندوں کی سزا تھی؛ اور لوگ اپنے کام اشرافیہ کے لیے چھوڑ کر Sacchetti اور بانڈیلو کی مزاحیہ کہانیوں (*novelle*) یا پھر فرانسیسی زبان سے اطالوی میں آنے والے محبت اور جنگ کے قصوں کو ترجیح دیتے تھے۔ پھر بھی ایک موت گرفتہ زبان اور "لافانی" ادب کے ساتھ اس عارضی لگاؤ نے اطالوی مصنفین کو مدد فراہم کی کہ وہ فن تعمیر' سنگتراشی

اور موسیقی کو رواج کے مطابق دوبارہ تشکیل دیں اور ذوق و گفتگو کے ایسے اصول بنائیں جو دیسی باتوں کو ادبی صورت میں لائیں اور آرٹ کا ایک مقصد اور معیار مقرر کریں۔ یہ انسانیت پسند ہی تھے جنہوں نے تاریخ کے میدان میں عہد وسطیٰ کے بے ترتیب اور غیر تنقیدی روزنامچوں کو ختم کیا' ماخذوں کی پڑتال اور ترتیب کی' سوانح کو تاریخ کے ساتھ ملا کر ماضی کو طاقتور اور انسانی بنایا اور اسباب و نتائج پر بحث کر کے اپنی تحریر کو ایک طرح سے فلسفے کا مقام دیا۔

انسانیت پسند تحریک سارے اٹلی میں پھیل گئی' لیکن فلورنس کے میڈیچی کو پاپائیت ملنے سے پہلے تک اس کے تقریباً سبھی رہنما فلورنس کے شہری یا تعلیم یافتہ تھے۔ Coluccio Salutati 1375ء میں مجلس بلدیہ کا چانسلر بنا۔ وہ پیٹرارک اور بوکاشیو سے کوسیمو تک ایک پُل کی حیثیت رکھتا اور تینوں کو جانتا تھا۔ اس کی بنائی ہوئی عوامی دستاویزات کلاسیکل لاطینیت کا مثالی نمونہ تھیں' اور وینس' میلان' نیپلز اور روم کے حکام نے بھی اسی مثال کی پیروی کی۔ میلان کے جیان گلیازو وسکونٹی (Giangaleazzo Visconti) نے کہا تھا کہ Salutati نے زبردست اسلوب کے ذریعہ اس سے کہیں زیادہ نقصان پہنچایا جو کرائے کے سپاہیوں کی کوئی فوج پہنچا سکتی تھی۔ [24]
نکولا ڈی نکولی کو لاطینی اسلوب نگار کے طور پر اتنی ہی مقبولیت ملی جتنی مخطوطات جمع کرنے کی وجہ سے: برونی نے اسے "لاطینی زبان کا محتسب" کہا۔ دیگر لکھاریوں کی طرح وہ بھی اپنی تحریریں شائع کروانے سے پہلے تصحیح کے لیے نکولی کو بھیجتا تھا۔ نکولی نے اپنا گھر قدیم کلاسیکس' مجسموں' کھدی ہوئی تحریروں' برتنوں' سکوں اور موتیوں سے بھر رکھا تھا۔ اس نے اس خوف سے شادی نہ کی کہ کہیں کتابوں کی طرف توجہ بٹ نہ جائے' لیکن اپنے بھائی کے بستر سے چرائی ہوئی داشتہ کے لیے وقت نکال لیتا تھا۔ [25] اس نے اپنی لائبریری کے دروازے ایسے تمام افراد پر کھول دیئے جو وہاں مطالعہ کرنا چاہتے تھے' اور جوان فلورنسیوں کو مائل کیا کہ وہ نشاط پرستی چھوڑ کر ادب کی طرف آئیں۔ نکولی نے ایک امیر نوجوان کو بیکار دن گذارتے دیکھ کر پوچھا' "تمہاری زندگی کا مقصد کیا ہے؟" "وقت اچھے طریقے سے گذارنا" نوجوان نے صاف جواب دیا۔ "لیکن جب تمہاری جوانی ڈھل جائے گی تو تمہارا کیا مقصد رہ جائے گا؟" [26] نوجوان نکتہ سمجھ گیا

اور نکولی کی شاگردی اختیار کرلی۔

چارپوپس اور پھر (1427-44ء) فلورنس کی مجلس بلدیہ کے سیکرٹری لیونارڈو برونی نے افلاطون کے کئی مکالمات کا لاطینی زبان میں ترجمہ کیا۔ اس شاندار ترجمہ نے افلاطون کا عالی شان اسلوب پہلی مرتبہ اِٹلی پر پوری طرح منکشف کیا؛ اس نے لاطینی میں "فلورنس کی تاریخ" مرتب کی جس کی وجہ سے جمہوریہ نے اسے اور اس کے بچوں کو ٹیکس سے مستثنیٰ کر دیا؛ اور اس کی تقریروں کا موازنہ پیریکلیز کی تقریروں سے کیا جاتا تھا۔ جب وہ فوت ہوا تو اسقفوں نے اس کی آخری رسومات قدما کے انداز میں ادا کرنے کا فرمان جاری کیا؛ وہ اپنی "تاریخ" کو سینے پہ رکھ کر سانتا کروچے کے کلیساء میں دفن ہوا؛ اور برنارڈو روزیلینو نے اس کی آرام گاہ کے لیے ایک شاندار اور باوقار مقبرہ بنایا۔

برونی کی طرح ارےتسو میں پیدا ہونے اور اس کے بعد مجلس بلدیہ کے سیکریٹری بننے والے Carlo Marsuppini نے یونان و روم کے نصف کلاسیکس ذہن میں ذخیرہ کر کے اپنے عہد کو بڑائی بخشی؛ شاید ہی کوئی ایسا قدیم مصنف ہو گا جس کا ذکر اس نے فلورنس یونیورسٹی میں ادب پڑھانے والے کی حیثیت سے اپنے افتتاحی خطاب میں نہ کیا ہو۔ وہ اگلے وقتوں کی بت پرستی کا اتنا شیدائی تھا کہ عیسائیت کو مسترد کر دیا؛ تاہم پھر بھی کچھ عرصہ کے لیے وہ رومن اسقف اعظم کا کلیسائی سیکرٹری رہا؛ اگرچہ کہا جاتا ہے کہ وہ تبرکات وصول کرنے کی زحمت اٹھائے بغیر فوت ہو گیا' لیکن سانتا کروچے میں ہی دفن ہوا جہاں Desiderio da Settignano نے مزّین مقبرہ بنایا (1453ء)۔ ایک ملحد کی شان میں زبردست قصیدہ پڑھنے والا Giannozzo Manetti ایسا آدمی تھا جس کا تقویٰ اور علم مدمقابل تھے۔ وہ نو برس تک بمشکل ہی اپنے مکان اور باغ سے باہر نکلا' کلاسیکل ادب کی گہرائیوں میں ڈوبا رہا اور لاطینی و یونانی کے ساتھ ساتھ عبرانی بھی سیکھتا رہا۔ وہ سفیر کی حیثیت سے روم' نیپلز' وینس' جینوآ گیا تو اپنی تہذیب' فیاضی اور ایمانداری کے ذریعہ سبھی کو گرویدہ کر لیا' اور دوستیاں قائم کیں جو اس کی حکومت کے لیے بہت قیمتی تھیں۔

Salutati کے سوا باقی یہ سب افراد اس حلقے کے رکن تھے جو کوسیمو کے شہری

مکان یا دیہاتی بنگلے کے گرد لگ گیا تھا۔ ان سب نے کوسیمو کے عہد اقتدار میں دانشورانہ لہر کی قیادت کی۔ کوسیمو کا ایک اور دوست بھی علم کی مہمان نوازی میں اس کے برابر ہی تھا۔ Camaldulite برادری کا سربراہ Ambrogio Traversari فلورنس کے قریب سانتا ماریا دیگلی اینجلی کی خانقاہ کی ایک کوٹھڑی میں رہتا تھا۔ اس نے یونانی زبان پر کمال حاصل کیا اور کلاسیکس سے اپنی محبت میں ضمیر کی خلش کا شکار رہا: اس نے اپنی تحریروں میں ان کا حوالہ دینے سے اجتناب کیا' لیکن لاطینی اسلوب میں ان کا اثر ظاہر کر دیا۔ اس لاطینی اسلوب کی بامحاورہ نفاست نے تمام مشہور گریگوریوں کو دھچکا پہنچایا۔ بے پناہ سرمایہ لگانے کے ساتھ ساتھ ان کلاسیکس کو عیسائیت کے موافق بنانے کا طریقہ جاننے والے کوسیمو کو اس سے ملنا بہت پسند تھا۔ نکولی' Marsuppini' برونی اور دیگر نے اس کی کوٹھڑی کو ادبی مقام ملاقات بنا دیا۔

اطالوی انسانیت پسندوں میں Poggio Bracciolini سب سے زیادہ متحرک اور تکلیف دہ تھا۔ وہ ارےتسو کی نزدیک پیدا ہوا (1380ء)' فلورنس میں تعلیم حاصل کی' Manuel Chrysaloras کی شاگردی میں یونانی زبان پڑھی' مسودوں کی نقول تیار کر کے پیٹ پالا' Salutati کا دوست بنا اور 24 سال کی عمر میں روم کے پاپائی عامل دفتر میں سیکرٹری کی نوکری حاصل کی۔ اگلی نصف صدی تک وہ چھوٹے موٹے احکام کی بھی پروا کیے بغیر محض کلیسیائی لباس پہن کر پاپائی دربار کی خدمت کرتا رہا۔ اس کی توانائی اور علم کی قدر کرتے ہوئے پاپائی دربار نے اسے درجن بھر مشن دے کر بھیجا۔ وہ وقتاً فوقتاً ان مشنوں سے وقت چرا کر کلاسیک مخطوطات ڈھونڈنے جاتا رہا: پوپ کے سیکرٹری کی حیثیت میں اپنی ساکھ نے اسے سینٹ گال' Langres' Weingarton اور Reichenau میں خانقاہی لائبریریوں کے خزانوں تک رسائی دلوائی۔ اس کی خراب ہو جانے والی کتب بھی اس قدر بھرپور تھیں کہ برونی اور دیگر انسانیت پسندوں نے انہیں زمانی قرار دیا۔ اس نے روم واپس آ کر مارٹن V کے لیے کلیسیائی عقائد کے پُرزور دفاعی دلائل تحریر کیے' اور پھر نجی محفلوں میں پوپ کی عدالت کے دیگر ملازمین کے ساتھ مل کر عیسائی مسلک کا مذاق اُڑانے لگا۔ [5] اس نے مذہبی طبقہ کی برائیوں کا ٹھٹھہ اڑاتے ہوئے ان گھڑ مگر رواں لاطینی میں مکالمات اور خطوط مرتب کیے' حالانکہ خود بھی ان برائیوں کو

ایک حد تک اپنائے ہوئے تھا۔ جب کارڈینل سانت انجلو نے بچے پیدا کرنے (کیونکہ کلیسیائی لبادے میں ملبوس آدمی کے لیے یہ بات مناسب نہ تھی) اور داشتہ رکھنے (جو عام آدمی بننے کے مترادف تھا) پر اسے برا بھلا کہا تو پوجیو نے معمول کی گستاخی سے جواب دیا: "میں نے بچے پیدا کیے جس کا مطلب عام آدمی بننا ہے' اور میری ایک داشتہ ہے جو اہل کلیسیاء کی پرانی روایت ہے۔" [۲۰] پچپن سال کی عمر میں اس نے داشتہ سے چودہ بچے پیدا کرنے کے بعد اسے چھوڑ دیا اور ایک 18 سالہ لڑکی سے شادی کر لی۔ اس دوران اس نے قدیم سکے' کھدی ہوئی تحریریں اور مجسّے جمع کر کے اور محققانہ کاملیت کے ساتھ کلاسیکی روم کی بچی ہوئی یادگاروں کی تفصیل بیان کر کے ایک طرح سے جدید علم آثار قدیمہ کی بنیاد رکھی۔ وہ پوپ یوجینئس IV کے ہمراہ فلورنس کی کونسل میں گیا' فرانسسکو فیلیفو سے الجھا اور اس کے ساتھ نہایت گندی گالیوں کا تبادلہ کیا جن میں چوری' الحاد پرستی اور ہم جنس پرستی کے الزامات کا مرچ مصالحہ بھی لگا ہوا تھا۔ دوبارہ روم آکر اس نے خصوصی مسرت کے ساتھ انسانیت پسند پوپ نکولس V کے لیے کام کیا۔ ستر سال کی عمر میں اس نے اپنی کہانیوں' ہجوگوئیوں اور فحش نگاریوں کا مشہور مجموعہ "*Liber facetiarum*" مرتب کیا۔ جب Lorenzo Valla پاپائی سیکرٹریٹ سے وابستہ ہوا تو پوجیو نے چوری' جعلسازی' سازش' ملحدیت' نشہ بازی اور بداخلاقی کے نئے الزامات کے ساتھ اس پر حملہ کر دیا۔ جواب میں ویلا نے پوجیو کی لاطینی کا مذاق اڑایا' گرامر اور سخن کے خلاف اس کے گناہ گنوائے اور اسے سٹھیایا ہوا بیوقوف قرار دے کر نظرانداز کر دیا۔ [۲۱] ان ادبی حملوں پر پوجیو کے سوا کسی نے بھی سنجیدگی سے غور نہ کیا: لاطینی زبان میں مرتب کردہ وہ مضامین اعلیٰ پایہ کے تھے; پوجیو نے دعویٰ کیا کہ ایک مضمون میں اس نے یہ ثابت کیا ہے کہ کلاسیک لاطینی جدید ترین خیالات اور نہایت نجی سوچیں بیان کر سکتی ہے۔ وہ عالمانہ بدزبانی کے فن میں اس قدر تاک تھا کہ ویسپاسیانو (Vespasiano) کے مطابق' "ساری دنیا اس سے خوفزدہ تھی۔" [۲۲] بعد کے آریٹینو کی طرح اس کا قلم بھی بلیک میلنگ کا آلہ بن گیا۔ جب نیپلز کے الفونسو نے پوجیو کی جانب سے بطور تحفہ بھیجے ہوئے زینوفون کی "Cyropaedia" کے لاطینی ترجمے کا شکریہ ادا کرنے میں تاخیر کی تو برہم انسانیت پسند نے اشارۃً کہا کہ ایک اچھا قلم

کسی بھی بادشاہ کو زخمی کر سکتا ہے۔ الفونسو نے اس کی زبان روکنے کے لیے فوراً 500 ڈیوکٹ بھیج دیئے۔ ستر سال تک ہر جلت اور ترنگ کا لطف اٹھا لینے کے بعد پوجیو نے ایک رسالہ "De miseriis humanace Conditionis" مرتب کیا جس میں اس نے کہا کہ زندگی کے دکھ خوشیوں سے زیادہ ہیں۔ اس نے بھی سولون کی طرح نتیجہ نکالا کہ خوش قسمت ترین لوگ وہ ہیں جو جنم لینے سے بچ گئے۔ [42] 72 سال کی عمر میں وہ واپس فلورنس آیا' جلد ہی مجلس بلدیہ کا سیکرٹری بنا اور آخرکار خود مجلس کا رکن منتخب ہوا۔ اس نے قدیم انداز میں فلورنس کی تاریخ لکھ کر شکریہ ادا کیا۔۔۔ سیاست' جنگ اور خیالی تقریریں۔ آخرکار جب وہ 79 سال کی عمر میں مرا (1459ء) تو دیگر انسانیت پسندوں نے سکھ کا سانس لیا۔ وہ بھی سانتا کروچے میں دفن ہوا: ڈوناٹیلو (Donatello) کے ہاتھوں تراشا ہوا اس کا مجسمہ کیتھیڈرل کے عین سامنے ایستادہ کیا گیا اور 1560ء میں کچھ تبدیلیوں کے باعث غلطی سے اسے مسیح کے بارہ حواریوں میں سے ایک سمجھ کر کیتھیڈرل کے اندر رکھ دیا گیا تھا۔ [43]

یہ بات صاف ظاہر ہے کہ عیسائیت نے دینیات اور اخلاقیات دونوں حوالوں سے غالباً زیادہ تر اطالوی انسانیت پسندوں پر اپنا اثر و رسوخ کھو دیا تھا۔ فلورنس میں Traversari' برونی اور مانیتی' مینتوآ میں وٹورینو دا فیلترے' فیرارا میں گوارینو دا ویرونا اور روم میں Flavio Biondo کی طرح متعدد اپنے عقیدے پر قائم رہے۔ لیکن بہت سے دوجوں کے لیے یونانی تہذیب کا مکاشفہ ان کے "کلیسیاء سے باہر نجات نہیں" عقیدے کے لیے مہلک ثابت ہوا۔ یہ یونانی تہذیب ایک ہزار سال قائم رہی تھی اور یہودیت و عیسائیت سے قطعی طور پر آزاد ادب' فلسفہ اور آرٹ میں اپنے عروج پر پہنچی۔ سقراط اور افلاطون ان کے لیے غیر شرعی اولیاء بن گئے: یونانی فلسفیوں کی سلطنت انہیں یونانی و لاطینی فادرز سے برتر نظر آئی' افلاطون اور سسرو کی نثر نے ایک کارڈینل کو بھی "عہد نامہ جدید" کی یونانی اور جیروم کے ترجمہ کی لاطینی زبان پر شرمسار کیا: قائل شدہ عیسائیوں کی خانقاہی کوٹھڑیوں میں بزدلانہ مراجعت کے سامنے شہنشاہی روم کی عظمت زیادہ اعلیٰ لگی: پیریکلی یونانیوں یا آگسٹی رومنوں کی آزاد فکر اور طرز عمل نے بہت سے انسانیت پسندوں میں ایک ایسا رشک بھر دیا کہ جس نے ان کے دلوں

میں عیسائیت کا ضابطہ انکساری' حیات بعد الموت اور ضبط نفس پارہ پارہ کر دیا۔ اور انہوں نے سوچا کہ وہ جسم' ذہن اور روح کو اہل کلیساء کا مطیع کیوں بنائیں جواب خود بھی دنیا کے رنگ میں رنگ چکے تھے۔ ان انسانیت پسندوں کے خیال میں کانسٹنٹائن اور دانتے کے مابین دس صدیاں ایک المناک غلطی تھیں--- درست راہ سے انحراف' کنواری مریم اور اولیاء کے قصے یادداشت سے محو ہوئے اور ان کی جگہ اووڈ کی "میٹامارفوسس" اور ہوریس کے قصوں نے لے لی' عظیم کیتھیڈرل اب بربری لگتے تھے' ان کے دبلے پتلے مجسّمے اپنا سحر کھو بیٹھے اور نظریں ان انگلیوں کو دیکھنے لگیں جنہوں نے Apollo Belvedere کو چھوا تھا۔

انسانیت پسندوں نے یوں ظاہر کیا کہ جیسے عیسائیت کوئی داستان ہو جو عوامی تخیل اور اخلاقیات کے تقاضے تو پورے کرتی ہے' لیکن آزاد ذہنوں کو اسے سنجیدگی سے نہیں لینا چاہیے۔ انہوں نے اپنے عوامی اعلانات میں اس کی حمایت کی' نجات دلانے والے ایمان پر زور دیا' عیسائی اعتقادات کو یونانی فلسفے کے ساتھ ہم آہنگ بنانے کی جدوجہد کرتے رہے۔ اسی کوشش نے انہیں دھوکہ دیا' انہوں نے منطق کو عدالت مطلق کے طور پر قبول کر لیا اور افلاطون کے "مکالمات" کو "عہد نامہ جدید" کے برابر تعظیم دینے لگے۔ سقراط سے پہلے کے یونانی سوفسطائیوں کی طرح انہوں نے بلاواسطہ یا بالواسطہ' چاہے یا ان چاہے طور پر اپنے سامعین کے مذہبی عقیدہ کی جڑیں کھوکھلی کیں۔ ان کی زندگیاں ان کے اصل مسلک کی آئینہ دار تھیں: ان میں سے بہت سوں نے رواقی (Stoic) کی بجائے شہوانی مفہوم میں بت پرستی کی اخلاقیات کو قبول اور ان پر عمل کیا۔ ان کے خیال میں صرف عظیم کام کرنے کے ذریعہ ہی لافانیت مل سکتی تھی: خدا نے نہیں بلکہ انہوں نے خود اپنے قلم سے انسانوں کو ابدی مسرت یا ندامت کا مقدر تفویض کیا کوسیمو سے اگلی پشت میں وہ اس جادوئی طاقت میں فنکاروں کو حصہ دینے پر رضامند ہوگئے جنہوں نے سرپرستوں کی شبیہیں تراشیں یا بنائیں اور اعلیٰ عمارات تعمیر کیں۔ اس قسم کی دنیاوی لافانیت کے لیے سرپرستوں کی خواہش نشاۃ ثانیہ کے ادب و فن میں نہایت طاقتور نشو و نمائی قوتوں میں سے ایک تھی۔

انسانیت پسندوں کا اثر ایک صدی تک مغربی یورپ کی عقلی زندگی کا غالب عنصر

رہا۔ انہوں نے اہل قلم کو زیادہ تیز اسلوب سکھائے؛ اس کے علاوہ علم بیان کی چالیں' زبان کی لچھے داریاں' اسطوریات کے چھو منتر' کلاسیکل اقوال کی پراسراریت' درست ادائیگی اور خوبصورت انداز سخن کی اہمیت سے بھی روشناس کروایا۔ لاطینی زبان پر ان کی فریفتگی نے اطالوی شاعری اور نثر کی ترقی کو ایک صدی (1500 - 1400ء) کے لیے موخر کر دیا۔ انہوں نے سائنس کو دینیات کے چنگل سے چھڑایا لیکن ماضی پرستی کے باعث اور معروضی مشاہدے اور اصل سوچ کی بجائے کتابی علم و فضل پر زور دے کر اس کی راہ روک دی۔ عجیب بات یہ کہ یونیورسٹیوں میں ان کا اثر و رسوخ نہ ہونے کے برابر تھا۔ اٹلی میں یونیورسٹیاں کافی پرانی ہو چکی تھیں: اور بولونیا' پیڈوآ' پیسا' پیاچن تسا' پاویا' نیپلز' سینا' ارےتسو' لوکا میں قانون' طب' دینیات اور "آرٹس"... یعنی زبان' ادب' علم بیان اور فلسفہ... عہد وسطیٰ کے روایت کے ساتھ اس قدر گہرا تعلق رکھتے تھے کہ قدیم تہذیبوں پر نئے غور و فکر کے لیے کوئی جگہ نہ تھی: زیادہ سے زیادہ یہ ہوا کہ کہیں نہ کہیں کسی انسانیت پسند کو علم بیان پڑھانے کی نشست مل گئی۔ "علم کی بحالی" کا اثر زیادہ تر ان اکادمیوں کے ذریعہ پھیلا جو فلورنس' نیپلز' وینس' فیرارا' مینتوآ' میلان اور روم میں سرپرست بادشاہوں نے قائم کی تھیں۔ وہاں انسانیت پسندوں نے کلاسیک کتابیں یونانی یا لاطینی میں لکھوائیں؛ وہ ہر مرحلے پر گرامر' علم بیان' جغرافیہ' سوانح اور ادب کے حوالوں سے کتاب پر لاطینی زبان میں تبصرہ کرتے: ان کے شاگرد لکھوائی گئی عبارت کے علاوہ حاشیوں میں تبصرہ بھی لکھ لیتے' اس طرح سے کلاسیکس اور شرحوں کی بھی نقول بڑھتی اور دنیا میں پھیلتی گئیں۔ کوسیمو کا عہد مخلصانہ تحقیق کا دور تھا نہ کہ تخلیقی ادب کا۔ گرامر' لغت نویسی' علم آثار قدیمہ' علم بیان اور کلاسیکی کتابوں کی تنقیدی تصحیح اس دور کی ادبی فضیلتیں تھیں۔ جدید علم و فضل کی صورت' ساخت اور جوہر قائم ہوا؛ ایک پُل تعمیر ہوا جس کے ذریعہ یونان اور روم کا ورثہ جدید ذہن تک پہنچا۔

سوفسطائیوں کے زمانے کے بعد محققین کو معاشرے اور سیاست میں اس قدر سرفرازی نہیں ملی تھی... انسانیت پسند عالم سینیٹ' مجلس بلدیہ' ڈیوک اور پوپ کے سیکرٹری اور مشیر بنے... انہوں نے حمایتیوں کے قصیدے پڑھے اور رکاوٹ بننے

والوں پر پھبتیاں کسیں۔ پہلے جنٹلمین کا تصور ایک ننگی تلوار اور بے قرار گھوڑے والے آدمی جیسا تھا۔ انہوں نے اس کی بجائے ایسے شخص کو جنٹلمین کے طور پر شناخت دلوائی جو اپنی نسل کے تہذیبی ورثہ کو اپنانے کے ذریعہ دانش اور قدر و قیمت حاصل کر چکا ہو۔ ان کے علم کی شان و شوکت اور فصاحت و بلاغت کی سحرانگیزی نے عین اس وقت آلپس پار کے یورپ کو فتح کیا جب فرانس' جرمنی اور سپین کی فوجیں اِٹلی کو فتح کرنے کی تیاری کر رہی تھیں۔ ایک کے بعد دوسرے ملک میں نئی ثقافت کے جراثیم داخل ہوئے' اور وہ ممالک عہد وسطیٰ سے نکل کر جدیدیت کی راہ پر چل نکلے۔ امریکہ کی دریافت دیکھنے والی صدی نے ہی یونان و روم کی نو دریافت دیکھی؛ اور کرۂ ارض کی بحرپیمائی اور دریافت کی نسبت ادبی و فلسفیانہ تبدیلی ہیئت کے نتائج روح انسانی کے لیے کہیں زیادہ عمیق ثابت ہوئے۔ کیونکہ یہ جہاز راں نہیں بلکہ انسانیت پسند تھے جنہوں نے انسان کو کٹر عقیدے سے نجات دلائی' اسے موت کے متعلق سوچتے رہنے کی بجائے زندگی سے محبت کرنا سکھایا اور یورپی ذہن کو آزاد کیا۔

انسانیت پسندی نے سب سے آخر میں آرٹ پر اثر ڈالا کیونکہ یہ عقل کی بجائے حِس سے تعلق رکھتا تھا۔ آرٹ کا سب سے بڑا سرپرست ابھی تک کلیسیاء تھا اور آرٹ کا بنیادی مقصد ان پڑھ لوگوں کو عیسائیت کی کہانی بتانا اور خانہ خدا کو سجانا تھا۔ کنواری ماں اور اس کا بچہ' تکلیف زدہ اور مصلوب مسیح' پیغمبر' حواری' فادرز اور بزرگ بدستور سنگ تراشی اور مصوری' حتیٰ کہ چھوٹے موٹے فنون کا بنیادی موضوع تھے۔ تاہم' آہستہ آہستہ انسانیت پسندوں نے اطالویوں کو حسن کا ایک زیادہ شہوانی احساس دیا: صحت مند انسانی جسم --- مذکر یا مونث' ترجیحاً برہنہ --- کی تعظیم و تحسین پڑھے لکھے طبقات میں سرایت کر گئی۔ عہد وسطیٰ میں اگلی دنیا پر غور و فکر کیا جاتا تھا' مگر اس کے برعکس نشاۃ ثانیہ کے ادب میں زندگی کی توثیق نو نے آرٹ کو ایک مخفی سیکولر رجحان دیا؛ اور لورینتسو کے زمانے اور بعد والے مصوروں نے کنواریوں کی بجائے ایفروڈائٹس (ایفرودیتیوں) اور Sebastians کی بجائے اپالو کو پیش کر کے عیسائی آرٹ میں پاگان خیالات متعارف کرائے۔ سولہویں صدی میں --- جب سیکولر بادشاہ مصوروں کی مالی سرپرستی میں اہل کلیساء سے مقابلہ بازی کر رہے تھے --- وینس اور ایری ایڈ نے

(Ariadne)، ڈیفنی (Dephne) اور ڈیانا فن کی نو دیویوں (Muses) اور Graces نے کنواری کے اقتدار کو چیلنج کیا: لیکن شفیق ماں مریم نے نشاۃ ثانیہ فن کے آخر تک اپنا بھرپور غلبہ جاری رکھا۔

V۔ فنِ تعمیر: برونیلیسکو کا عہد

1450ء میں Antonio Filarete چلایا: "لعنت ہو اس شخص پر جس نے یہ بدبخت گوتھک فن تعمیر ایجاد کیا! کوئی وحشی ہی اسے اِٹلی میں لایا ہو گا۔" ۳۵ شیشے کی وہ دیواریں اِٹلی کے سورج کے لیے موزوں نہیں تھیں: وہ اونچی محرابیں نوٹرے ڈیم ڈی پیرس میں، پتھر بن چکے فواروں کی طرح، خوبصورتی کے سانچے میں ڈھل چکی تھیں مگر اہل جنوب کو ان عارضی تعمیراتی ڈھانچوں جیسی لگتی تھیں جنہیں مستری استحکام دینے میں ناکام ہو گئے ہوں۔ نوکدار محراب اور بلند چھت (Vault) نے نیک روحوں کی راحت بخش آسمانوں کی جانب پرواز کی تمناؤں کا اظہار کافی بہتر انداز میں کیا۔ لیکن دولت اور تن آسانی سے نئے نئے مستفید ہونے والے آدمی اب زندگی سے بچنے اور اسے تباہ کرنے کی بجائے خوبصورتی دینا چاہتے تھے: آسمان زمین پر اتر آیا اور وہ خود ہی دیوتا بن گئے۔

اطالوی نشاۃ ثانیہ کا فن تعمیر بنیادی طور پر گوتھک کے خلاف بغاوت نہیں تھا، کیونکہ گوتھک نے کبھی بھی اِٹلی پر قبضہ نہیں جمایا تھا چودھویں اور پندرھویں صدیوں تک کے تجربات میں انداز اور اثر کی ہر قسم اپنی نشاندہی کرتی تھی: رومن طرز تعمیر میں لمبارڈ کے بھاری بھرکم ستون اور گول محرابیں، زمینی نقشے کا یونانی صلیب جیسا انداز، بازنطینی قطعہ گنبد (Pendentive) اور گنبد، اسلامی میناروں کی یاد دلانے والے سیدھے اور خوبصورت گھنٹہ گھر، مسجد یا کلاسیک غلام گردشوں جیسے ٹسکنی حجروں کے ستواں ستون، انگلینڈ اور جرمنی کی شہتیروں والی چھتیں، متقاطع محرابوں والی اونچی چھت اور گوتھک محراب اور نقش و نگار والی کھڑکیاں، رومن ما[illegible]ں کی ہم آہنگ شان و شوکت، اور سب سے بڑھ کر باسلی (Basilian) وسط کلیساء (nave) کی سادہ قوت: جب انسانیت پسندوں نے تعمیراتی تصور کو روم کے آثار قدیمہ کی جانب موڑا تو یہ سب

چیزیں باہم مل کر اٹلی میں خوبصورتی پیدا کر رہی تھیں۔ تب عہد وسطیٰ کی دھند میں سے نمایاں ہوتے ہوئے ''فورم'' کے منتشر دالان اطالوی نگاہوں کو وینس کی بازنطینی اوٹ پٹانگ' شارتروز کی تاریک شان و شوکت' Beauvais کی نفیس بے باکی یا 'Amiens چھت کی پُراسرار وسعتوں کی نسبت زیادہ بھلے معلوم ہوئے۔ نفاست سے موڑے' بڑے بڑے پایوں میں بٹھائے اور ساکت مرغولوں کے ذریعہ باہم بندھے ہوئے کارنسوں (Cornice) والے ستونوں کے ساتھ دوبارہ تعمیر کرنا--- یہ تھا برونیلیسکو' البرٹی' مائیکلو تسو (Michelozzo)' مائیکل اینجلو اور رافیل جیسے آدمیوں کا خواب اور شوق۔ یوں مدفون لیکن زندہ ماضی ٹاک ٹوئیاں مارتے ہوئے نمودار ہونے لگا۔

وطن پرست وازاری نے لکھا: ''فلیپو برونیلیسکو کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ وہ آسمان کی جانب سے بھیجا گیا تھا تاکہ زمین پہ آ کر کئی سو سال سے بھٹکتے ہوئے فن تعمیر کو نئے انداز دے۔''[۲۶] اطالوی نشاۃ ثانیہ کے متعدد فنکاروں کی طرح اس نے بھی سکالر کی حیثیت سے آغاز کیا تھا۔ اس نے سنگ تراشی کی تعلیم حاصل کی اور ایک موقع پر ڈوناٹیلو کے ساتھ دوستانہ رقابت بھی رکھی۔ برونیلیسکو نے فلورنس بپتسمہ گاہ کے تانبے کے دروازے بنانے کا کام حاصل کرنے کی خاطر ڈوناٹیلو اور گبرٹی سے محاذ آرائی کی' گبرٹی کے بنائے ہوئے خاکوں کو دیکھ کر انہیں اپنے خاکوں سے بہتر قرار دیا اور ڈوناٹیلو کے ہمراہ فلورنس چھوڑ کر روم چلا گیا تاکہ مزید تعلیم حاصل کر سکے۔ روم کے قدیم اور عہد وسطیٰ کے طرز تعمیر نے اسے مسحور کر لیا: اس نے اہم عمارتوں کے ایک ایک حصے کی پیمائش کی: آگریپا معبد کے 142 فٹ چوڑے گنبد نے اسے سب سے زیادہ حیران کیا' اور اس کے ذہن میں زیادہ خیال پیدا ہوا کہ اپنے شہر پیدائش میں سانتا ماریا de Fiore کے غیر مکمل کیتھیڈرل پر بھی ایسا ہی گنبد بنائے کیتھیڈرل کے ہشت پہلو 138.5 فٹ چوڑے سماع خانہ (Choir) کی چھت ڈالنے کا مسئلہ حل کرنے کے لیے ماہرین تعمیر اور انجینئروں کی کانفرنس ہونے ہی والی تھی کہ وہ فلورنس واپس پہنچا۔ برونیلیسکو نے گنبد بنانے کی تجویز دی۔ لیکن شرکائے کانفرنس نے اس تجویز پر عملدرآمد کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ یہ دیکھی کہ وسیع و عریض گنبد سے دیواروں پر زبردست دباؤ پڑے گا' جبکہ بیرونی سہارے یا اندرونی شہتیروں کا سہارا بھی نہیں تھا۔ برونیلیسکو کے

انڈے کی کہانی ہر کوئی جانتا ہے: اس نے دیگر ہنرمندوں کو چیلنج دیا کہ انڈے کو ایک سرے پر کھڑا کر کے دکھائیں۔ جب ہر کوئی ناکام رہا تو اس نے موٹے اور خالی سرے کو تھوڑا سا اندر پچکا کر انڈہ کھڑا کر دیا۔ سب نے احتجاج کیا کہ وہ بھی ایسا کر سکتے تھے۔ برونیلیسکو نے جواب دیا: آپ کیتھیڈرل کا گنبد تعمیر ہو جانے کے بعد بھی ایسے ہی دعوے کریں گے۔ منصوبہ اسے مل گیا۔ وہ چودہ برس تک (34-1420ء) اپنے کام میں جتا رہا' ہزاروں آزمائشوں سے گذرا' اور گنبد کو دیواروں سے 133 فٹ اوپر اٹھا دیا۔ آخرکار کام ختم ہوا اور گنبد اپنی جگہ پر قائم رہا۔ یہ نشاۃ ثانیہ کے فن تعمیر کی پہلی بڑی کامیابی تھی۔ ایک سو سال بعد جب مائیکل اینجلو نے سینٹ پیٹر کا گنبد بنانے کا منصوبہ بنایا تو اسے کہا گیا کہ یہ برونیلیسکو کے گنبد کو مات دینے کا موقع ہے۔ اس نے جواب دیا تھا: "میں اس کا جڑواں گنبد بناؤں گا۔ کچھ بڑا' لیکن اس سے زیادہ خوبصورت نہیں۔" ٹسکنی پہاڑوں کی گود میں پھولوں کی سیج جیسے سرخ چھتوں والے فلورنس پر اوپر سے نگاہ ڈالی جائے تو یہ پُرشکوہ رنگین گنبد آج بھی اپنے اردگرد بنے ہوئے گنبدوں کی جماعت پر غالب ہے۔

اگرچہ برونیلیسکو نے یہ خیال معبد سے مستعار لیا تھا لیکن اس نے اپنے گنبد کو گوتھک نوکدار محراب کے خطوط پر موڑ کر فلورنسی کیتھیڈرل کے گوتھک انداز کو ٹسکنی انداز کے ساتھ مدغم کر دیا تھا۔ لیکن اُن عمارتوں میں اس کا کلاسیک انقلاب زیادہ واضح اور مکمل ہے جو اس نے شروع سے لے کر آخر تک خود ڈیزائن کی تھیں۔ 1419ء میں اس نے کوسیمو کے باپ کے لیے سان لورینتسو کا کلیساء بنانا شروع کیا: ابھی اس نے "اولڈ سیکرسٹی" (جہاں متبرک ظروف اور پادریوں کے لبادے رکھے جاتے ہیں' مترجم) ہی مکمل کیا تھا کہ باسلی انداز کے دالان اور چبوترے اور رومن محراب کو بھی اپنے منصوبے میں شامل کرنے کا سوچا۔ اس نے سانتا کروچے کے حجروں میں Pazzi خاندان کے لیے ایک دلکش گرجا خانہ تعمیر کیا جو ایک مرتبہ پھر معبد کے حجروں والے ایوان اور گنبد کی یاد دلاتا تھا: اور انہی حجروں میں ایک مستطیل دروازہ بھی ڈیزائن کیا جس نے نشاۃ ثانیہ کے لاکھوں دروازوں کا انداز تشکیل دیا اور آج بھی مغربی یورپ و امریکہ میں موجود ہے۔ اس نے کلاسیک خطوط پر سانتو سپریتو

(Santo Spirito) کا کلیساء بنانا شروع کیا' لیکن ابھی دیواریں بننا شروع ہی ہوئی تھیں کہ موت نے اسے آلیا۔ اس پُر شوق معمار کی لاش 1446ء میں اس کے اپنے تعمیر کردہ کیتھیڈرل کے گنبد تلے لٹائی گئی؛ اور کوسیمو سے لے کر عام مزدور تک فلورنس کے تمام لوگ اس بات کا سوگ منانے آئے کہ جینئس کو بھی مرنا پڑتا ہے۔ وازاری نے کہا:

"وہ ایک اچھے عیسائی کی طرح زندہ رہا اور اپنی اچھائی کا ذوق دنیا میں پیچھے چھوڑ گیا..... قدیم یونانیوں و رومنوں کے دور سے لے کر اب تک کوئی آدمی اتنا بے مثال یا زبردست نہیں گذرا۔" ۳۸؎

برونیلیسکو نے اپنے اس تعمیراتی جنون میں کوسیمو کے لیے ایک اس قدر وسیع و عریض اور مزئین محل ڈیزائن کیا کہ معتدل مزاج ڈکٹیٹر نے رقابت کے خوف سے اسے بنتے دیکھنے سے انکار کر دیا۔ اس کی بجائے اس نے اپنے' اپنے خاندان اور دفاتر کے لیے مائیکلو تسودی بارتولومیو (1444ء) کو موجودہ پلازو میڈیچی یا Riccardi بنانے کے کام پر لگایا۔ اس عمارت کی نقش و نگار سے محروم' پتھر کی موٹی دیواریں سماجی بد نظمی' خاندانی تنازعات' ہر روز بغاوت کی دہشت عیاں کرتی ہیں جنھوں نے فلورنسی سیاست میں جوش و خروش پیدا کیا۔ بڑے بڑے آہنی پھاٹک دوستوں اور سفیروں' فنکاروں اور شعراء کے لیے ہروقت کھلے ہوئے تھے جن کے ذریعہ وہ ڈوناٹیلو کے تراشے ہوئے مجسّموں سے مزئین دربار اور پھر وہاں سے معتدل شان و شوکت والے کمروں تک جاتے۔ ایک گرجا خانہ بھی تھا جو Benozzo Gozzali کی دیواری تصویروں کے رنگوں سے جگمگا رہا تھا۔ میڈیچی 1538ء تک وہاں مقیم رہے اور اس دوران کچھ عرصہ کے لیے جلاوطن بھی ہوئے؛ لیکن یقیناً وہ ان افسردہ دیواروں میں سے نکل کر اکثر ان دیہی بنگلوں میں دھوپ سینکنے بھی جاتے تھے جو کوسیمو نے شہر سے باہر Careggi اور Cafaggiolo کے مقام پر بنوائے تھے۔ کوسیمو اور لورینتسو سیاست سے بچ کر شاعری' فلسفہ اور آرٹ میں پناہ ڈھونڈنے اپنے دوستوں کے ساتھ انہی دیہی مقامات پر آیا کرتے تھے؛ اور باپ و پوتا موت سے ملنے بھی Careggi گئے۔ کوسیمو نے فیاسولے میں خانقاہ بنانے اور سان مارکو کا پرانا کانونٹ زیادہ کشادہ انداز میں دوبارہ تعمیر کرنے کے لیے بھاری رقوم دیں۔ وہاں Michelozzo نے پُر جلال حجرے' نکولی کی کتب کے لیے

ایک لائبریری اور ایک کوٹھڑی ڈیزائن کی۔ کوسیمو کبھی کبھی اس کوٹھڑی میں بیٹھ کر ریاضت و عبادت میں دن گذارا کرتا تھا۔

ان مہمات میں مائیکلو تسو اس کا پسندیدہ معمار اور باوفا دوست تھا جو جلاوطنی میں ساتھ گیا اور واپس بھی ساتھ آیا۔ اس کے کچھ ہی عرصہ بعد مجلس بلدیہ نے پلازو ویکیو کو مضبوط کرنے کا مشکل کام مائیکلو تسو کے سپرد کیا۔ اس نے Santissima Annunziata کا کلیساء بحال کیا' اس کے لیے ایک خوبصورت خانہ عشائے ربانی بنایا اور اسے سینٹ جان بپتست کے مجسمے سے زینت بخش کر خود کو بطور سنگتراش بھی نمایاں کیا۔ اس نے کوسیمو کے بیٹے پیئرو کے لیے سان فیاٹو کے پہاڑی کلیساء میں سنگ مرمر کا شاندار گرجا خانہ بنایا۔ اس نے پراتو کیتھیڈرل کے ماتھے پر سحر انگیز "Puplpit of the girdle" ڈیزائن کرنے اور تراشنے کی خاطر اپنی مہارت کو ڈوناٹیلو کے سپرد کیا۔ اس دور کے کسی بھی ملک میں مائیکلو تسو اپنے تعمیراتی قبیلے کا قائد تھا۔

اس دوران تاجر اشرافیہ پروقار شہری ہال اور محلات تعمیر کر رہی تھی۔ 1376ء میں مجلس بلدیہ نے Benci di Cione اور سیمونا ڈی فرانسسکو ٹیلنٹی کے ذمے یہ کام لگایا کہ وہ پلازو ویکیو کے بالمقابل سرکاری دفتر کے لیے ایوان تعمیر کریں؛ سولہویں صدی میں یہ ان جرمن نیزہ برداروں کے دستوں کی نسبت سے بطور Loggia dei Lanzi مشہور ہوا جنہیں کوسیمو اول نے وہاں ٹھہرایا تھا۔ فلورنس میں سب سے زیادہ عالیشان نجی محل Luca Fancelli نے برونیلیسکو کے 19 سال قبل بنائے ہوئے نقشوں کی مدد سے ایک بنکر Luca Pitti کے لیے بنایا تھا۔ پٹی بھی کوسیمو جتنا ہی دولتمند لیکن خرچ کرنے میں عقلمند تھا۔ اس نے کوسیمو کی طاقت سے مسابقت کی اور اس سے یہ زیرک مشورہ حاصل کیا:

> تم غیر معین کی جانب جدوجہد کرتے ہو اور میں معین کی جانب۔ تم اپنی سیڑھی فضا میں رکھتے اور میں اپنی سیڑھی زمین پر ٹکاتا ہوں..... مجھے یہ محض منصفانہ اور فطری لگتا ہے کہ اپنے گھر کی عزت و وقار کو تمہارے گھر پر سبقت دلاؤں۔ تو آؤ ہم دو بڑے بڑے کتوں کی طرح کرتے ہیں' جو ملاقات ہونے پر ایک دوسرے کو سونگھتے' دانت نکال کر غراتے اور پھر

الگ الگ راہوں پر چلے جاتے ہیں۔ تم اپنے معاملات نمٹاؤ گے اور میں اپنے۔ [۹۳]

پِٹی (Pitti) نے اسی کے مطابق عمل کیا: کوسیمو کی موت کے بعد اس نے پیئر وڈی میڈیچی کو اقتدار سے الگ کرنے کی سازش کی۔ بڑے پیمانے پر یہ نشاۃ ثانیہ کا واحد جرم تھا۔۔۔ وہ ناکام رہا۔ وہ جلاوطن اور برباد ہوا اور اس کا محل ایک صدی تک ادھورا پڑا رہا۔

VI۔ سنگ تراشی

1۔ گِبرٹی

کلاسیک صورتوں کی نقل بازی طرز تعمیر کی نسبت سنگتراشی میں زیادہ کامل تھی۔ رومن آثار قدیمہ کا منظر اور مطالعہ اور گاہے بگاہے کسی رومن شاہکار کی بازیافت نے اٹلی کے سنگ تراشوں میں ایک رقیبانہ سرمستی جگا دی۔ آج بورغیس گیلری میں تماشائی کی جانب گردن موڑ کر بیٹھا ہوا "Hermaphrodite" جب San Celso کے انگورستان سے ملا تو گِبرٹی نے اس کے بارے میں لکھا: "کوئی زبان اس میں موجود تعلیم اور آرٹ کو بیان یا اس کے عمدہ انداز سے انصاف نہیں کر سکتی۔" اس نے کہا، ان فن پاروں کی کاملیت نظر کو فریب دے جاتی ہے اور سنگ مرمر کی سطح اور خدوخال پہ ہاتھ پھیر کر ہی اسے سراہا جا سکتا ہے۔ [۹۴] جوں جوں ان کھود کر نکالے گئے آثار کی تعداد اور ان سے واقفیت بڑھتی گئی، ویسے ویسے اطالوی ذہن خود کو آرٹ میں برہنگی کا عادی بنانے لگا۔ آرٹسٹ کے گھر میں بھی جسمانی ساخت کا اسی طرح مطالعہ ہوتا تھا جیسے طبی ہالوں میں: جلد ہی کسی خوف اور مذمت کے بغیر برہنہ ماڈل استعمال کیے جانے لگے۔ یوں مجسمہ سازی تحریک پا کر خدمت گذاری سے اٹھ کر فن تعمیر کے درجہ تک پہنچی، اور پتھر یا مسالے کی مثبت کاریوں (Reliefs) کی جگہ تانبے یا سنگ مرمر کے مجسموں نے لے لی۔

لیکن عہد کوسیمو کے فلورنس میں فن سنگتراشی نے اپنی پہلی اور مشہور ترین فتح مثبت کاری میں ہی حاصل کی تھی۔ کیتھیڈرل کے بالمقابل بدصورت جھری دار

بپتستری کی تلافی ضمنی آرائش کے ذریعہ ہی ہو سکتی تھی۔ Iacopo Torriti نے شہہ نشین اور Andrea Tafi نے گنبد کو پُرہجوم پچی کاریوں سے زینت بخشی: آندریا پیسانو نے جنوبی ماتھے کے لیے ایک کانسی کا دو پٹوں والا پھاٹک ڈھالا(6-1330ء); اب (1401ء) فلورنسی مجلس بلدیہ نے اون کے تاجروں کی انجمن کے ساتھ مل کر اور دیوتا سے طاعون کے خاتمہ کی درخواست کرنے کی خاطر کثیر رقم جمع کی تاکہ بپتستری کے شمالی طرف کانسی کا دروازہ لگایا جا سکے۔ ایک مقابلے کا اہتمام کیا گیا: اٹلی کے تمام مصوروں کو اپنے اپنے ڈیزائن بھجوانے کو کہا گیا۔ سب سے زیادہ کامیاب رہنے والوں--- برونیلیسکو' Iacopo della Quercia' لورینتسو گبرٹی اور چند دیگر--- کو منصوبہ سونپ کر ادائیگی کی گئی کہ وہ کانسی کا ایک ایسا چوکھٹا ڈھالیں جس پر ابراہیمؑ کے ہاتھوں اسحٰق کی قربانی دکھائی گئی ہو۔ ایک سال بعد مکمل ہونے والے چوکھٹے 34 ججوں کے سامنے پیش ہوئے جن میں مجسمہ ساز' مصور اور سنار شامل تھے۔ گبرٹی کا کام متفقہ طور پر منظور ہوا اور اس 24 سالہ نوجوان نے اپنے مشہور کانسی کے دروازے بنانے کا کام شروع کیا۔

اس شمالی دروازے کو غور سے دیکھنے پر آپ کو سمجھ آ جائے گا کہ اسے ڈیزائن کرنے اور ڈھالنے میں 21 برس کیوں لگے۔ فراخدلانہ رقوم کے علاوہ ڈوناٹیلو' مائیکلوتسو اور معاونین کی ایک پوری جماعت گبرٹی کی مدد کر رہی تھی۔ لگتا ہے جیسے ان دروازوں کو آرٹ کی تاریخ میں منبت کاری کے بہترین نمونے بنانے کا تہیہ کر لیا گیا تھا' اور سارے فلورنس کو یہی امید تھی۔ گبرٹی نے دونوں پٹوں کو 28 چوکھٹوں میں تقسیم کیا: 20 میں مسیح کی زندگی دکھائی گئی تھی' 4 میں حواریوں کی تصاویر تھیں اور باقی 4 میں کلیسیاء کے "Doctors" کی۔ جب یہ سب ڈیزائن کئے' تنقیدی نظر سے جانچے' دوبارہ ڈیزائن کیے' ڈھالے اور اپنی جگہ میں متعین کیے جا چکے تو عطیہ دہندگان نے صرف شدہ 22 ہزار فلورنز کا خیال دل میں لائے بغیر گبرٹی کو بپتستری کی مشرقی سمت کے لیے بھی ایسا ہی دروازہ بنانے کا کام دے دیا (1425ء)۔ 27 سال پر محیط اس دوسرے منصوبے میں گبرٹی کے معاونین میں شہرت یافتہ افراد شامل تھے: برونیلیسکو' انٹونیو فیلاریٹ' Antonio del Pollaiualo 'Paolo Uccello اور دیگر: اس کا سٹوڈیو ایک طرح سے

آرٹ کا سکول بن گیا جہاں درجن بھر جینیئس فنکاروں نے ترقی پائی۔ جس طرح پہلے دروازوں پر "نیا عہد نامہ" کی تصویر کشی کی گئی تھی، اسی طرح اب دوسرے دروازوں پر 10 چوکھٹوں میں گبرٹی نے تخلیق آدم سے لے کر ملکہ سبا اور سلیمان کی ملاقات تک "پرانا عہد نامہ" پیش کیا۔ حاشیوں میں اس نے نہایت خوبصورت جانور اور پھول بھی بنائے۔ عہد وسطیٰ اور نشاۃ ثانیہ یہاں مکمل آہنگ نظر آتے تھے: سب سے پہلے چوکھٹے میں عہد وسطیٰ کی روایت کے مطابق آدم کی تخلیق، حوا کی جانب سے دعوت گناہ اور باغ عدن سے خروج خط و خال کی کلاسیک روانی اور بے باک عریانی کے ساتھ دکھایا گیا ہے؛ اور آدم کی پسلی سے نکلتی ہوئی حوا ہیلینیائی دور کی اس مبت کاری کا مقابلہ کرتی ہے جس میں ایفرودتی سمندر سے نکل رہی ہے۔ لوگ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ پس منظر میں بنائے گئے مناظر بھی اس عہد کی بہترین مصوری ہی کی طرح مفصل اور بالکل درست تھے۔ کچھ ایک نے اعتراض کیا کہ کلاسیک مبت کاری کی روایات سے انحراف اور مصوری پر انحصار کیا گیا ہے: روایات کی پابندی کے لحاظ سے یہ بات درست تھی، لیکن تاثر واضح اور زبردست تھا۔ یہ دوسرا دروازہ عام اتفاق رائے کے مطابق پہلے والے کی نسبت زیادہ نفیس تھا: مائیکل اینجلو نے اسے اس قدر خوبصورت جانا کہ "یہ بہشت کے پھاٹک کو بھی پُرجلال بنا دے گا:" اور وازاری نے، بلاشبہ صرف مبت کاریوں کے متعلق سوچتے ہوئے، اسے "ہر لحاظ سے مکمل، دنیا کا بہترین شاہکار" قرار دیا "جس کی مثال جدید یا قدیم وقتوں میں کہیں نہیں ملتی۔"[15] فلورنس اس قدر خوش ہوا کہ گبرٹی کو مجلس بلدیہ کا رکن منتخب کر لیا اور اتنی جائیداد دی کہ وہ اپنے بڑھاپے کے سال گذار سکے۔

2۔ ڈوناٹیلو

وازاری نے سمجھا کہ ڈوناٹیلو بھی ان فنکاروں میں شامل تھا جنہیں بپتسٹری کے دروازوں کے چوکھٹے بنانے کی آزمائش میں شامل کیا گیا۔ لیکن اس وقت ڈوناٹیلو صرف سولہ برس کا الہڑ لڑکا تھا۔ اس کا اصل نام Donato di Niccolo Di Bett Bardi تھا، مگر دوست اور رشتہ دار پیار سے ڈوناٹیلو کہنے لگے۔ اس نے گبرٹی کے سٹوڈیو میں اپنے

کام کا بہت تھوڑا حصہ سیکھا؛ وہ جلد ہی اپنی راہ پر چل نکلا' گبرٹی کی منبت کاری کی نسوانی خوبصورتی سے گذر کر طاقتور مجسموں تک۔ اس نے کلاسیک طریقے اپنانے کی بجائے فطرت سے لگاؤ اور اپنی شخصیت اور انداز کے ذریعہ سنگتراشی کو سر سے پاؤں تک بدل کر رکھ دیا۔ وہ اپنے "ڈیوڈ" جیسا مضبوط اور اپنے "سینٹ جارج" جیسا بے باک اور نڈر تھا۔

اس میں موجود قابلیت نے گبرٹی جیسی تیزی سے ترقی تو نہ پائی لیکن عظیم وسعت اور بلندی تک ضرور پہنچی۔ اس کے فن نے پختگی حاصل کر کے شاہکار تخلیق کیے' فلورنس اس کے مجسموں سے بھر گیا اور آلپس پار کے ممالک تک اس کی شہرت پہنچی۔ 22 سال کی عمر میں اس نے Or San Michele کے لیے سینٹ پیٹر کی ایک شبیہہ تراش کر گبرٹی کی ہم سری کی؛ 27 سال کی عمر میں "سینٹ مارک" بنا کر گبرٹی سے آگے نکل گیا' جو (مائیکل اینجلو کے الفاظ میں) اس قدر طاقتور' سادہ اور ایماندارانہ تھا کہ "اس جیسے صاف گو آدمی کے تبلیغ کردہ گوسپل کو مسترد کرنا ناممکن رہا ہوگا۔" [19] تئیس سالہ ڈوناٹیلو کو کیتھیڈرل کے لیے ایک "ڈیوڈ" تراشنے پر لگایا گیا' یہ بھی اس کے بنائے ہوئے بہت سے "ڈیوڈز" جیسا تھا؛ یہ موضوع ہمیشہ اس کے دل و دماغ پر چھایا رہا؛ غالباً کوسیمو کے حکم پر 1430ء میں اس کا ڈھالا ہوا کانسی کا ڈیوڈ بہترین ہے جسے میڈیچی محل کے صحن میں نصب کیا گیا اور اس وقت Bargello میں ہے۔ اس برہنہ پیکر نے کسی شرم و حیاء کے بغیر نشاۃ ثانیہ کے فن مورت سازی میں اپنا پہلا قدم رکھا؛ پُرشباب گوشت کا تاثر رکھنے والا مضبوط و ملائم جسم' کافی حد تک یونانیوں جیسا چہرہ اور ایک ہیلمٹ؛ اس کو بناتے وقت ڈوناٹیلو نے حقیقت پسندی کو ایک طرف رکھ دیا' اپنے تخیل میں ڈوب گیا اور بعد میں مائیکل اینجلو کی تراشی ہوئی عبرانی بادشاہ کی مشہور شبیہہ کے تقریباً ہم سر ہو گیا۔

بپتسمت کے معاملے میں اسے زیادہ کامیابی نہ ہوئی۔ یہ غمگین موضوع اس کی زمینی روح کے لیے اجنبی تھا؛ بارگیلو میں جان کے دو مجسمے بے جان اور غیر معقول ہیں۔ ایک بچے کا پتھر سے بنا ہوا چہرہ کہیں زیادہ خوبصورت اور عمدہ ہے؛ یہ سینٹ جان کی نوجوانی ہے۔ پتہ نہیں اس کا نام San Giovannino کیوں رکھا گیا عین اسی انداز میں

Salone Donatelliano کے سینٹ جارج نے عسکریت پسند عیسائیت کی تمام مثالیت پسندی کو یونانی آرٹ کے نپے تلے خطوط کے ساتھ یکجا کر دیا۔ مضبوطی اور اعتماد کے ساتھ خاموش اور جامد شبیہہ' ایک پختہ اور طاقتور جسم' گو تھک انداز میں بیضوی لیکن بوناروٹی کے کلاسیک "Brutus" کی پیشگوئی کرتا ہوا چہرہ۔ اس نے فلورنس میں کیتھیڈرل کے ماتھے کے لیے دو زبردست شبیہیں بنائیں--- یرمیاہ اور حبقوق کی۔ موخرالذکر اس قدر بے لطف تھی کہ ڈوناٹیلو نے اسے "بڑا پیٹھا" کہا Loggia dei Lanzi میں ڈوناٹیلو کی کانسی سے بنائی ہوئی "جودت" اب بھی نبوکد نضر کے سپہ سالار ہولوفرنس کے اوپر اپنی تلوار لہرا رہی ہے: شراب کے نشے میں چور سپہ سالار اپنا سر جدا ہونے سے پہلے سکون سے سو رہا ہے: اسے نہایت شاندار انداز میں تصور کیا اور ڈھالا گیا: لیکن اب جودت بے موقع سکون کے ساتھ اپنا کام پورا کرتی ہے

روم کے مختصر دورہ کے دوران (1432ء) ڈوناٹیلو نے سینٹ پیٹر کلیساء کے لیے کلاسیک انداز میں تبرکات کا ایک خانہ ڈیزائن کیا غالباً روم میں وہ ان پورٹریٹ مجسموں کا مطالعہ کرتا رہا جو سلطنت کے وقت کے تھے: بہرصورت نشاۃ ثانیہ کی سب سے پہلی اہم پورٹریٹ مورتی اسی نے بنائی۔ اس کی بنائی ہوئی سیاستدان Niccolo da Uzzano کی شبیہہ پیکر نگاری (Portraiture) میں اس کا "شاہکار" تھی: یہاں اس نے ایسی حقیقت پسندی سے کام لیا جو تکلفات کی بجائے ایک آدمی کو پیش کرتی ہے۔ ڈوناٹیلو نے اس قدیم سچائی کو خود دریافت کیا کہ آرٹ کو ہمیشہ خوبصورتی کے پیچھے بھاگنے کی نہیں بلکہ اہم صورت کو منتخب اور منکشف کرنے کی ضرورت ہے بہت سے بڑے آدمیوں نے اس کی چھینی (Chisel) کے کھرے پن کا خطرہ مول لیا' کبھی کبھی تو مایوس بھی ہوئے۔ ایک جینوائی تاجر نے ڈوناٹیلو کے فن میں دکھائے گئے اپنے عکس سے غیر مطمئن ہو کر قیمت پر تکرار کی' معاملہ کوسیمو کے پاس گیا' جس نے فیصلہ دیا کہ ڈوناٹیلو نے بہت کم معاوضہ مانگا ہے۔ تاجر نے شکایت کی کہ آرٹسٹ نے اس کام پر صرف ایک ماہ لگایا' اس کا طلب کردہ معاوضہ نصف فلورن (12.5 ڈالر) فی یوم بنتا ہے--- جو محض ایک آرٹسٹ کے لیے بہت زیادہ ہے ڈوناٹیلو نے شبیہہ کو توڑ کر ریزہ ریزہ کر دیا اور کہا کہ یہ آدمی صرف اناج کے سودے میں ہی ذہانت دکھا سکتا ہے۔ [۶۲]

اِٹلی کے شہروں نے اسے زیادہ سراہا اور اس کی خدمات حاصل کرنے کے لیے مسابقت کرتے رہے۔ سینا' روم اور وینس نے کچھ دیر کے لیے اسے پھسلا لیا' لیکن پیڈو آ نے اس سے اپنا شاہکار بنوایا۔ سینٹ انتھونی کے کلیساء میں اس نے ایک عظیم فرانسکی کی ہڈیوں کے اوپر الطار (Altar) کے لیے سنگ مرمر کی ایک چلمن تراشی; اور اس کے اوپر قابلِ انتقال مثبت کاریاں اور ایک نہایت خوبصورت انداز میں تصور کردہ "Crucifixion" (تصلیب) رکھی۔ کلیساء کے سامنے غلام گردش میں اس نے جدید ادوار کا پہلا اہم شہسوار کا مجسمہ نصب کیا(1453ء); یقیناً روم کے آریلیئس سے متاثر ہو کر لیکن مکمل طور پر نشاۃ ثانیہ کے مزاج والا; کوئی تصوراتی فلسفی بادشاہ نہیں' بلکہ معاصرانہ کردار والا' بے خوف' درشت طاقتور آدمی--- Gattamelata جو وینس کا سپہ سالار تھا۔ یہ بات درست ہے کہ بے قرار' جھاگ اڑاتا ہوا گھوڑا اس کی ٹانگوں کے لحاظ سے بہت بڑا ہے اور کبوتر ہر روز اس فاتح کے گنجے سر پر بیٹیں کر دیتے ہیں' لیکن پوز پر غرور اور طاقتور ہے--- کہ جیسے میکیاویلی کی تمام "*Virtu*" پگھلی ہوئی کانسی میں گھل کر ڈوناٹیلو کے سانچے میں ڈھلی ہو۔ پیڈو آ نے امر ہو جانے والے اس ہیرو کو حیرت بھری نگاہوں سے دیکھا' آرٹسٹ کو چھ سال کی محنت کا معاوضہ 1650 طلائی ڈیوکٹ (41,250 ڈالر) دیا اور درخواست کی کہ اسی شہر کو اپنا گھر بنا لے۔ اس نے انکار کرتے ہوئے کہا کہ اس کا آرٹ پیڈو آ میں کبھی بہتری حاصل نہیں کر سکتا جہاں سبھی اس کے مداح اور معترف ہیں۔ اسے آرٹ کی خاطر واپس فلورنس جانا ہو گا جہاں سب لوگ سب پر تنقید کرتے ہیں۔

دراصل ڈوناٹیلو کوسیمو کے کہنے پر اور اس کی محبت میں واپس فلورنس آیا تھا۔ کوسیمو فن شناس آدمی تھا اور اسے ذہین اور زیادہ معاوضے والے کام دیتا تھا۔ ان دونوں کا تعلق اتنا قریبی تھا کہ ڈوناٹیلو "خفیف ترین اشارے سے بھی جان لیتا کہ کوسیمو کیا چاہ رہا ہے۔" ڈوناٹیلو کی تجویز پر کوسیمو نے قدیم سنگتراشی کے نمونے' تابوتی پتھر' محرابیں' ستون اور کراس جمع کیے اور انہیں نوجوان آرٹسٹوں کے مشاہدہ کے لیے میڈیچی باغات میں رکھا۔ ڈوناٹیلو نے مائیکلو تسو کے ساتھ مل کر کوسیمو کے لیے بپتسٹری میں مہاجر اینٹی پوپ جان XXIIII کا مقبرہ بنایا۔ اس نے کوسیمو کے پسندیدہ کلیساء سان

لورینتسو کے لیے دو منبر بنائے اور انہیں "Passion" (وفات مسیح) کی دو کانسی کی منبت کاریوں سے سجایا; ساوونارولا نے دیگر کے علاوہ ان منبروں سے بھی میڈیچی کے خلاف تحریک شروع کی۔ عشائے ربانی کی منبر کی میز کے لیے اس نے سینٹ لارنس کا ایک خوبصورت پیکر ڈھالا; "اولڈ سیکرسٹی" کے لیے کانسی کے دو دروازے اور ایک سادہ مگر خوبصورت کتبہ قبر کوسیمو کے والدین کے لیے بنایا۔ اس کے دیگر کام تو جیسے بچوں کا کھیل تھے: سانتا کروچے کلیساء کے لیے "بشارت مسیح" کی پتھر پر کندہ کاری; کیتھیڈرل کے لیے گانے والے لڑکوں کا ایک طائفہ (8-1433ء); ایک "جوان آدمی" کا بالائی پیکر (bust); ایک سانتا سیلیا جو عیسائی گیت دیوی جیسی خوبصورت ہے; حقیقت پسندانہ تفصیلات سے بھرپور "تصلیب" جو کانسی سے بنائی گئی; اور سانتا کروچے میں ایک اور "تصلیب۔"

آرٹسٹ اور اس کا سرپرست اکٹھے ہی بوڑھے ہوئے' اور کوسیمو نے ڈوناٹیلو کا اس قدر خیال رکھا کہ اس نے شاید ہی کبھی رقم کے متعلق سوچا ہوگا۔ وازاری کے مطابق وہ یعنی ڈوناٹیلو رقم کو اپنے سٹوڈیو کی چھت سے لٹکی ہوئی ایک ٹوکری میں رکھتا تھا' اور اس نے اپنے معاونین اور ساتھیوں کو اجازت دے رکھی تھی کہ پوچھے بغیر ضرورت کے مطابق رقم نکال لیا کریں۔ کوسیمو نے مرتے وقت (1464ء) ڈوناٹیلو کا خیال رکھنے کی ذمہ داری اپنے بیٹے پیئرو کے سپرد کی; پیئرو نے بوڑھے آرٹسٹ کو دیہی علاقے میں ایک مکان دیا' لیکن ڈوناٹیلو جلد ہی فلورنس لوٹ آیا کیونکہ وہ دیہی علاقہ کی دھوپ اور کیڑے مکوڑوں پر اپنے جانے پہچانے سٹوڈیو کو ترجیح دیتا تھا۔ اس نے اسی برس کی زندگی سادگی اور قناعت سے گذاری۔ فلورنس کے سب آرٹسٹ --- تقریباً سبھی لوگ --- اس کے جنازے میں شریک ہوئے اور اس کی ہدایت کے مطابق اسے کوسیمو کے مقبرے کی ایک طرف سان لورینتسو کے حجرے میں دفنایا (1466ء)۔

اس نے کندہ کاری کے فن کو بے پناہ ترقی دی۔ گاہے بگاہے اس نے اپنے ڈیزائنوں اور پوزوں میں بہت زیادہ قوت ڈال دی; اور اکثر گبرٹی کے بنائے ہوئے دروازوں کی ہمسری کرتے کرتے رہ گیا۔ لیکن اس کی کوتاہیوں کی وجہ خوبصورتی کی بجائے زندگی' اور صرف مضبوط و صحت جسم کی بجائے پیچیدہ خصوصیات یا ذہنی حالت کو

بیان کرنے کا عزم تھی۔ وہ کندہ کاری میں پیکر بنانے کے فن کو مذہبی میدان سے نکال کر سیکولر ماحول میں لے گیا اور اپنے موضوعات کو بے نظیر تنوع' انفرادیت اور قوت دی۔ اس نے سینکڑوں تیکنیکی مشکلات پر قابو پا کر شہسوار کا مجسمہ تخلیق کیا جو آج بھی ہمارے پاس نشاۃ ثانیہ کی یادگار ہے۔ صرف ایک مورتی ساز سنگ تراش اعلیٰ ترین بلندیوں تک پہنچا۔ برٹولڈو (Bertoldo) ڈوناٹیلو کا شاگرد اور مائیکل اینجلو کا استاد تھا۔

3۔ لُوقا ڈیلا روبیا

گبرٹی اور ڈوناٹیلو کے بارے میں وازاری کی تحریریں پڑھتے ہوئے ہمارے ذہنوں میں ابھرنے والی تصویر نشاۃ ثانیہ کے کندہ گر کے سٹوڈیو کو بہت سے ہاتھوں کی باہمی مشترکہ مہم' ایک ذہن کے ماتحت' لیکن روزبرو استاد سے شاگرد تک' نسل در نسل آرٹ منتقل کرتے ہوئے دکھاتی ہے۔ انہی سٹوڈیوز سے متعدد چھوٹے چھوٹے مجسمہ سازوں کا تعلق تھا جنہوں نے تاریخ پر کم گہرا نقش چھوڑا' لیکن انہوں نے خوبصورتی کو پائیدار صورت دینے میں اپنا حصہ ڈالا۔ نانی ڈی بانکو (Nanni di Banco) کو خوش قسمتی ورثہ میں ملی اور اس کے پاس اتنے وسائل تھے کہ اپنی زندگی بیکار ہی گذار دیتا؛ لیکن وہ سنگ تراشی اور ڈوناٹیلو کی محبت میں گرفتار ہوا' اور اپنا سٹوڈیو بنانے سے پہلے تک اس کا شاگرد بن کر خدمت سرانجام دیتا رہا۔ اس نے Or San Michele میں جوتا سازوں کی انجمن کے جھروکے کے لیے ایک "سینٹ فلپ" اور کیتھیڈرل کے لیے ایک "سینٹ لوقا" تراشا جو اپنے ہاتھ میں گوسپل پکڑے ہوئے پورے اعتقاد کے ساتھ نشاۃ ثانیہ کے اِٹلی کو دیکھ رہا ہے۔ دوسری طرف اٹلی نے تشکیک کی راہ پر قدم رکھ دیا تھا

ایک اور سٹوڈیو میں برنارڈو اور انٹونیو روز۔یلینو نامی بھائیوں نے فن تعمیر اور فن سنگتراشی میں اپنی مہارتوں کو یکجا کیا۔ برنارڈو نے لیونارڈو برونی کے لیے سانتا کروچے میں ایک کلاسیک مقبرہ ڈیزائن کیا؛ پھر جب نکولس V نے اقتدار سنبھالا تو وہ روم چلا گیا اور عظیم پوپ کے تعمیراتی انقلاب میں مصروف ہوا۔ انٹونیو 34 سال کی عمر میں (1461ء) پرتگال کے کارڈینل Don Jayme کے لیے فلورنس کے مقام پر

San Miniato میں سنگ مرمر کا ایک مقبرہ بنا کر کمال فن کی منزل پر پہنچا: یہاں فرشتے کے پروں، کارڈینل کی پوشاک اور اس کے کنوارے پن کے سوا سب باتوں میں کلاسیکی انداز نے فتح پائی--- کیونکہ اس نے اپنی زہد و ریاضت کے ذریعہ اپنے سارے عہد کو حیران کر دیا تھا۔ امریکہ میں انٹونیو کے کام کی دو خوبصورت مثالیں موجود ہیں--- مارگن لائبریری میں "کمسن مسیح" کا سنگ مرمر سے بنا ہوا دھڑ اور نیشنل گیلری میں "نوجوان سینٹ جان بپتسمہ۔" اور کیا وکٹوریا اور البرٹ میوزیم میں ماہر طب جووانی ڈی سان منیاتو کے طاقتور سر سے زیادہ حقیقت پسندانہ پیکر کی کوئی اعلیٰ مثال کہیں موجود ہے؟

Desiderio da Settignano ایک قریبی گاؤں سے فلورنس آیا جس کا نام اس کے نام میں بطور عرف شامل ہوا۔ وہ ڈوناٹیلو کے عملے میں شامل ہوا، دیکھا کہ استاد کے کام میں صرف دلجمعی کی کمی ہے اور اس نے اپنی بنائی ہوئی چیزوں کو نفاست، سادگی اور خوبصورتی کے ساتھ ممتاز کیا۔ Marsuppini کے لیے اس کا بنایا ہوا مقبرہ برونی کے لیے روزیلینو کے بنائے ہوئے مقبرے کے برابر تو نہیں تھا، لیکن سان لورینتسو (1464ء) کے کلیساء کے لیے اس کے ڈیزائن کردہ منبر نے سب دیکھنے والوں کو خوش کیا: اور واقعاتی پورٹریٹوں اور منبت کاریوں نے شہرت کو مہمیز دی-- وہ 36 برس کی عمر میں فوت ہوا: اپنے استاد کی طرح اگر اسے بھی 80 سال کی زندگی مل جاتی تو وہ اور کیا کچھ نہ کرتا؟

لوقا ڈیلا روبیا کو 82 سال ملے، جو اس نے بڑے اچھے انداز سے استعمال کیے وہ سرخ پختہ مٹی (Terra Cota) کے کام کو فن کی اتنی بلند سطح تک لے گیا کہ ڈوناٹیلو سے بھی زیادہ مشہور ہوا: یورپ میں شاید ہی کوئی ایسا میوزیم ہو گا جس میں اس کی بنائی ہوئی خوبصورت میڈونائیں نظر نہ آئیں۔ نشاۃ ثانیہ کے بہت سے آرٹسٹوں کی طرح اس نے بھی بطور سنار آغاز کیا، اس باریک بین فن میں ڈیزائن کی لطافتیں سیکھیں، پتھر کی منبت کاری کا کام شروع کیا اور جوتتو کے گھنٹہ گھر کے لیے سنگ مرمر کی پانچ لوحیں تراشیں۔ شاید کیتھیڈرل کے وارڈنوں نے لوقا کو یہ نہیں بتایا تھا کہ یہ منبت کاریاں جوتتو کے شہہ پارے ہیں، لیکن انہوں نے جلد ہی اسے ایک لوح بنانے کے لیے کہا جس پر بھجن گانے والے لڑکے اور لڑکیاں گیت کی سرمستی میں دکھائے گئے تھے دو سال بعد

(1433ء) ڈوناٹیلو نے بھی ایسا ہی "Cantoria" تراشا۔ یہ دونوں تراشیدہ لوحیں اب "Opera di duomo" (کیتھیڈرل کے فن پارے) میں آمنے سامنے مقابلے پر کھڑی ہیں: دونوں ہی بچپن کی پُرجوش قوت بڑے متاثر کن انداز میں بیان کرتی ہیں: یہاں نشاۃ ثانیہ نے آرٹ کے لیے بچوں کو دوبارہ دریافت کیا۔ 1446ء میں ناظروں نے اسے کیتھیڈرل سیکرسٹی کے کانسی کے دروازوں کے لیے لوحیں بنانے پر لگایا۔ یہ گبرٹی والی لوحوں کا مقابلہ تو نہیں کرتیں لیکن انہوں نے Pazzi سازش میں لورینتسو ڈی میڈیچی کی زندگی بچائی۔ اب سارا فلورنس لوقا کو استاد مانتا تھا۔

ابھی تک وہ سنگ تراشی کے روایتی طریقوں پر عمل کرتا آیا تھا۔ تاہم' اس دوران اس نے مٹی سے بھی تجربات کیے' اس وافر مواد کو بھی سنگ مرمر جیسا خوبصورت بنا سکنے کا کوئی طریقہ ڈھونڈا۔ اس نے مٹی کو ڈیزائن کے سانچے میں ڈھالا' اسے رنگ برنگ کیمیکلز سے چمکایا اور خصوصی طور پر بنائی ہوئی بھٹی میں پکایا۔ ناظروں نے نتیجے کو سراہا اور اسے کہا کہ کیتھیڈرل کی سیکرسٹیز کے دروازوں کے اوپر "روزحشر" اور "معراج مسیح" کے مناظر اسی طریقے سے بنا کر لگائے (1443ء' 1446ء)۔ دروازوں کے اوپر والی محرابوں میں لگائے گئے ان فن پاروں نے اپنے میٹریل کے انوکھے پن اور نفاست اور ڈیزائن کے ذریعہ ہلچل پیدا کی۔ کوسیمو اور اس کے بیٹے پیئرو نے میڈیچی محل اور سان منیاٹو میں پیئرو کے گرجا خانہ کے لیے ٹیراکوٹا کے انہی جیسے نمونوں کی تیاری کا حکم دیا: ان میں لوقا نے سفید کے ساتھ نیلا رنگ بھی شامل کیا۔ کثیر آرڈروں نے اسے یہ کام تیز کرنے کی ترغیب دلائی۔ اس نے Ognissanti کے کلیساء کے پھاٹک کو "کنواری کی تاجپوشی" نامی ٹیراکوٹا سے شان بخشی اور Badia کے پھاٹک کو خوبصورت "میڈونا اور بچہ" سے جن کے اردگرد موجود فرشتے ہمیں بہشت کی ابدیت کا یقین دلاتے ہیں۔ پسوٹیا میں سان جووانی کلیساء کے لیے اس نے ایک بہت بڑی ٹیراکوٹا "ضیافت" بنانے کا لالچ کیا: یہ ایلزبتھ کے ضعیف نقوش اور مریم کی پُرشباب معصومیت اور شرمیلے پن سے ایک تازہ انحراف پیش کرتی ہے۔ یوں لوقا نے آرٹ کی ایک نئی قلمرو تخلیق کی اور ایک ڈیلا روبیا سلطنت کی بنیاد رکھی جس نے صدی کے اختتام پر فروغ پایا۔

VII- مصوری

1- ماساشیو

چودھویں صدی کے اِٹلی میں مصوری سنگ تراشی پر حاوی تھی; پندرھویں صدی میں معاملہ الٹ ہوگیا; سولہویں صدی میں مصوری نے پھر سبقت حاصل کرلی۔ غالباً چودھویں صدی میں جوتتو' پندرھویں میں ڈوناٹیلو اور سولہویں میں لیونارڈو' رافیل اور ٹیشین (Titian) کے جوہر قابل نے اس الٹ پلٹ میں کچھ کردار ادا کیا۔ جوتتو کے دور میں شاید کلاسیک سنگ تراشی کی بحالی اور انکشاف نے ابھی وہ تحریک اور سمت فراہم نہیں کی تھی جو گِبرٹی اور ڈوناٹیلو کو بعد میں حاصل ہوئی۔ لیکن یہ تحریک سولہویں صدی میں اپنی اوج پر پہنچی; اس نے مائیکل اینجلو کے ساتھ ساتھ Sansovinos اور Cellinis کو بھی اس دور کے مصوروں سے بلند ترکیوں نہ کیا تھا؟ اور بنیادی طور پر سنگ تراش مائیکل اینجلو مصوری کی جانب زیادہ سے زیادہ رجوع کرنے پر مجبور کیوں ہوا؟

کیا اس کی وجہ یہ تھی کہ نشاۃ ثانیہ کے فن کی ضروریات اور مقاصد فن سنگتراشی کے حساب سے بہت وسیع اور عمیق تھے؟ ذہین اور مخیر سرپرستی کے ذریعہ آزادی حاصل کرنے والے آرٹ نے اظہار و آرائش کا سارا میدان مارنے کی خواہش کی۔ سنگتراشی کے ذریعہ یہ کام کرنے میں کافی وقت' محنت اور رقم لگتی; اس تیز رفتار اور پرجوش عہد میں مصوری عیسائی اور پاگان نظریات کا دوہرا سرگم زیادہ فوری طور پر پیش کرسکتی تھی۔ کونسا سنگ تراش سینٹ فرانس کی زندگی کی تصویر کشی جوتتو جیسی تیزی سے کرسکتا تھا مزید برآں' نشاۃ ثانیہ کے اِٹلی میں بدستور عہد وسطیٰ والے احساسات اور نظریات رکھنے والے افراد کی اکثریت بھی شامل تھی' حتیٰ کہ روایت پرستی سے آزادی پاچکی اقلیت بھی قدیم دینیات کی کچھ نہ کچھ بازگشت ضرور پیش کرتی تھی; اس کی امیدیں و خدشات' اور باطنی تصورات' اس کی جان نثاری' انکساری اور غالب روحانی خیالات بھی پرانے تھے; ان سب چیزوں کے علاوہ یونانی و رومن سنگ تراشی میں بیان کردہ خوبصورتیوں اور تصورات کو اطالوی آرٹ میں راہ اور صورت تلاش کرنا تھی:

اور مصوری نے یہ کام سرانجام دینے کی زیادہ آسان راہ پیش کی۔ فن سنگ تراشی نے بدن کا اتنی دیر تک اور اتنی چاہت سے مطالعہ کیا کہ اب یہ روح کی نمائندگی کرنے کا طریقہ بھی سیکھ گیا تھا۔ نشاۃ ثانیہ کے آرٹ کو جسم اور روح' چہرہ اور احساس دونوں پیش کرنا تھے: اسے حساس' متاثر کن' ہر قسم کی پاکیزگی' شفقت' شوق' تکلیف' تشکیکیت' شہوانیت' غرور اور طاقت کا عکاس ہونا تھا۔ صرف کوئی جفاکش جینیئس ہی سنگ مرمر' کانسی یا مٹی میں یہ سب کچھ سرانجام دے سکتا تھا۔ جب گیبرٹی اور ڈوناٹیلو نے اس میدان کو آزمایا تو انہیں سنگ تراشی میں مصوری کے طریقے' تناظر اور برائیوں کو ساتھ لے کر چلنا پڑا؛ اور انہوں نے زریں عہد کی یونانی مجسمہ سازی کے لیے ضروری مثالی صورت گری اور سکون و طمانیت کو تیکھے اور واضح اظہار پر قربان کر دیا۔ لوگ اپنی آنکھ کو حیران کر دینے والے رنگوں' خوبصورت کہانیوں کے مناظر کی زبان زیادہ آسانی سے سمجھ لیتے تھے: کلیسیاء نے جانا کہ مصوری لوگوں کو زیادہ متاثر کرتی' ان کے دلوں کی گہرائی میں اتر جاتی ہے' جبکہ ٹھنڈے سنگ مرمر یا بے لطف کانسی میں یہ کشش موجود نہیں۔ جیسے جیسے نشاۃ ثانیہ کا دور آگے بڑھا اور آرٹ نے اپنا موضوع و مقصد وسیع تر کیا تو سنگ تراشی نے پسپائی اختیار کی' مصوری آگے بڑھی؛ اور جیسے سنگ تراشی یونانیوں کا اعلیٰ ترین فن اظہار تھا' اسی طرح مصوری اپنا میدان وسیع کرتے' صورتیں بدلتے اور مہارتیں بہتر بناتے ہوئے نشاۃ ثانیہ کا مطلق اور مخصوص فن' اس کا چہرہ اور روح بن گئی۔

اس عہد میں یہ ابھی تک ناپختہ اور ٹامک ٹوئیاں مار رہی تھی Paolo Uccello نے پس منظر پر اس قدر توجہ دی کہ اسے اور کسی چیز میں دلچسپی نہ رہ گئی۔ فرا آنجے لیکو (Fra Angelico) عہد وسطیٰ کے مثالی فن اور زندگی میں کمالیت رکھتا تھا۔ صرف ماساشیو نے ہی وہ نئی روح محسوس کی جس نے جلد ہی بوٹی چیلی' لیونارڈو اور رافیل میں فتح پائی۔

چھوٹے چھوٹے مخصوص ہنروں نے آرٹ کی تیکنیکیں اور روایات آگے بڑھائی تھیں۔ جوتتو نے Gaddo Gaddi کو سکھایا' اس نے Taddeo Gaddi کو' اس نے Agnolo Gaddi کو--- جس نے 1380ء میں بھی سانتا کروچے کو جوتتوئی انداز کی

استرکاریوں سے سجایا آگنولو (Agnalo) کے شاگرد Cennino Cennini نے خاکہ نگاری، پچی کاری، ساخت، رنگوں، وارنشوں اور دیگر مراحل میں اپنے عہد کا تمام علم ایک "*Libro dell'arte*" (1437ء) میں اکٹھا کر دیا۔ پہلے صفحے پر لکھا ہے، "آرٹ کی کتاب یہاں سے شروع ہوتی ہے، جو خدا اور کنواری مریم..... تمام مقدس بزرگوں..... اور جوتتو، تاڈیو اور آگنولوں کی عقیدت میں لکھی اور مرتب کی گئی۔"[45] آرٹ ایک مذہب بنتا جا رہا تھا۔ آگنولو کا عظیم ترین شاگرد لورینتسو موناکو ایک Camaldulese راہب تھا۔ الطار کی شاندار تصویر (altarpiece)--- کنواری کی تاجپوشی--- جو راہب لارنس نے اپنی "فرشتوں کی" خانقاہ کے لیے بنائی تھی، اس میں ایک نیا تخیل اور انداز جلوہ گر ہوا؛ چہرے جداگانہ اور رنگ تیز اور جاندار تھے۔ لیکن اس سہ لوحی تصویر میں کوئی پس منظر نہیں تھا؛ پیچھے والے پیکر آگے والوں سے لمبے تھے، جیسے سٹیج کے سامنے بیٹھے ہوئے سامعین نظر آتے ہیں۔ پس منظر دکھانے کا علم اطالوی مصوروں کو کس نے سکھایا؟

برونیلیسکو، گبرٹی، ڈوناٹیلو نے اس کی جانب پیش قدمی کی تھی Paolo Uccello نے اس مسئلے کو جیسے زندگی دی؛ وہ کئی کئی راتوں تک اس پر سوچتا رہا جس کی وجہ سے بیوی غضبناک ہوئی۔ اس نے بیوی سے کہا: "یہ پس منظر کیسی مسحور کن چیز ہے! کاش کہ میں تمہیں اس کی مسرتیں سمجھا سکتا!"[46] تصویر کے میدان میں متوازی خطوط کے پیچ و خم سے زیادہ خوبصورت بات پاؤلو کی نظر میں اور کوئی نہ تھی۔ اس نے ایک فلورنسی ماہر ریاضی انٹونیو مانیتی کے تعاون سے تناظر کے قواعد طے کرنے پر کمر باندھی؛ اس نے مشاہدہ کیا کہ چھت کی دور جاتی ہوئی محرابوں، آگے کی جانب آتی ہوئی چیزوں اور ستونوں کی گولائی کو درست طور پر کیسے پیش کیا جائے۔ آخرکار اسے محسوس ہوا کہ اس نے ان اسرار کو قواعد میں بند کر لیا ہے؛ ان قواعد کے ذریعہ ایک جہت تین جہتوں کا فریب نظر پیدا کر سکتی تھی؛ مصوری فاصلہ اور گہرائی پیش کر سکتی تھی؛ پاؤلو کی نظر میں یہ آرٹ کی تاریخ کا سب سے بڑا انقلاب تھا۔ اس نے اپنی تصاویر میں ان اصولوں کو واضح کیا اور سانتا ماریا نوویلا کے حجروں کو استرکاریوں سے رنگین بنایا جنہوں نے ہم عصروں کو حیران کر دیا لیکن امتداد زمانہ کی نذر ہو گئیں۔ کیتھیڈرل کی دیوار پر اس کا بنایا ہوا

سرجان ہاک وڈ کا پورٹریٹ ابھی تک موجود ہے (1436ء)۔

دریں اثناء ترقی کا ایک اور خط بھی اسی مقام سے شروع ہو کر اسی اختتام پر پہنچا۔ انٹونیو وینیزیانو (Antonio Veneziano) جوتتو کا پیروکار تھا؛ جیرارڈو سٹارنینا (Gherardo Starnina) وینیزیانو کا شاگرد تھا؛ سٹارنینا سے Masolino do Panicale اور اس سے ماساشیو نے ہنر سیکھا۔ ماسولینو اور ماساشیو نے پس منظر پر تحقیق کی؛ ماسولینو برہنہ تصویر بنانے والے اولین اطالوی مصوروں میں سے ایک تھا؛ ماساشیو نے سب سے پہلے پس منظر کے نئے اصول لاگو کیے جنھوں نے ہم عصروں کی آنکھیں کھول دیں' اور یوں تصویری آرٹ میں ایک نئے دور کی ابتداء ہوئی۔

اس کا اصل نام تو ماسو گائیڈی ڈی سان جووانی تھا؛ ماساشیو اس کا گھریلو نام تھا جس کا مطلب "بڑا تھامس" جبکہ ماسولینو کا مطلب "چھوٹا تھامس" ہے۔ اِٹلی اپنے بچوں کو ایسے نام دینے کا شوقین تھا۔ وہ کم سنی میں ہی برش پکڑ کر مصوری میں اس قدر گم ہو گیا کہ ہر چیز بھول بیٹھا۔۔۔ اسے کپڑے' شخصیت' روزگار' ذمہ داریاں کچھ بھی یاد نہ رہا۔ کچھ دیر اس نے گِبرٹی کے ساتھ کام کیا اور غالباً اسی کی اکیڈمی میں جسم کو درست انداز میں پیش کرنا سیکھا ہو گا۔ یہی اس کی ڈرائنگ کا امتیازی وصف ہے۔ اس نے سانتا ماریا ڈیل کارمین کے مقام پر Brancacci گرجا خانے میں ماسولینو کی بنائی ہوئی دیواری تصویروں کا مطالعہ کیا اور پس منظر اور پیش منظر کی باریکیوں کو غور سے دیکھا۔ Badia کے نام سے مشہور کلیساء کی خانقاہ کے ایک ستون پر اس نے بریٹانی کی سینٹ آئیوو کی تصویر اس انداز میں بنائی کہ جیسے اسے پاؤں کی طرف سے دیکھا جا رہا ہو۔ دیکھنے والوں نے یہ بات ماننے سے انکار کر دیا کہ اس بزرگ کے پاؤں اس قدر بڑے ہو سکتے تھے۔ سانتا ماریا نوویلا میں ("تثلیث" کی دیواری تعمیر کے ایک حصہ کے طور پر) اس نے ایک گول چھت کو اس قدر کامل انداز میں پیش کیا کہ دیکھنے والی آنکھ کو حقیقت کا گمان ہوتا تھا۔

ماساشیو نے Brancacci گرجا خانے میں سینٹ پیٹر کی زندگی پر ماسولینو کی بنائی ہوئی دیواری تصاویر کا سلسلہ جاری رکھا۔ اسی تصویر نے (1423ء) اسے تین پشتوں کا استاد

بنا دیا۔ نوجوان آرٹسٹ نے نذرانے کی دولت کا واقعہ ایک نئی قوت متخیلہ اور قطعی خط کے ساتھ پیش کیا: مسیح واضح انکساری کے ساتھ' پیٹر (پطرس) بارُعب غصے میں' ٹیکس وصول کرنے والے کسی رومن ایتھلیٹ جیسے لچکیلے پیکر کے ساتھ' ہر حواری اپنے چہرے' پوشاک اور انداز میں انفرادیت کا حامل۔ عمارتیں اور پس منظر کی پہاڑیاں تناظر کی ایک کم عمر سائنس کا مظاہرہ کرتی ہیں: اور توماسو خود بھی مجمعے میں ایک باریش حواری بن گیا۔ اس نے اپنا عکس شیشے میں دیکھ دیکھ کر اپنا پورٹریٹ بنایا تھا۔ جب وہ گرجا خانہ میں یہ تصاویر بنانے میں مصروف تھا تو اس دوران مختلف متبرک رسومات ادا کی جا رہی تھیں۔ ماساشیو نے ساری رسم کو باریک بینی سے دیکھا اور پھر مجرے کی ایک تصویر میں پیش کر دیا۔ برونیلیسکو' ڈوناٹیلو' ماسولینو' جووانی دی بیچی ڈی میڈیچی اور گرجا خانے کے تعاون کنندہ Antonio Brancacci نے رسم میں حصہ لیا تھا' اور اب انہوں نے خود کو تصویر میں پایا۔

1425ء میں نامعلوم وجوہ کی بناء پر ماساشیو اپنا کام ادھورا ہی چھوڑ کر روم چلا گیا۔ اس کے بعد ہمیں اس کا کچھ پتہ نہ چلا۔ ہم صرف یہی کہہ سکتے ہیں کہ کسی حادثے یا بیماری نے اس کی زندگی کو قبل از وقت ہی ختم کر دیا ہو گا۔ لیکن Brancacci میں موجود ان ادھوری دیواری تصویروں کو بھی فوراً مصوری میں ایک بہت بڑی پیش قدمی مانا گیا۔ ان بے باک برہنہ جسموں' خوشنما پردوں' خیرہ کن تناظروں' حقیقت پسندانہ پیش مناظر اور جسم کی تفصیلات میں' روشنی اور تاریکی کی ان لطیف درجہ بندیوں کے ذریعہ گہرائی کے تاثر میں ایک نیا انحراف موجود تھا' جسے وازاری نے "جدید" انداز کہا۔ فلورنس تک رسائی پا سکنے والا ہر پُرشوق مصور ان تصویروں کو دیکھنے آیا: فرا آنجے لیکو' فرالیپولیپی' آندریا دیل کاسٹانیو' ویروکیو' گیرلانڈایو' بوٹی چیلی' پیروجینو' پیئرو ڈیلا فرانسکا' لیونارڈو' فرا بارتولومیو' آندریا ڈیل سارتو' مائیکل اینجلو' رافیل: کبھی کسی شخص کے اتنے قابل شاگرد نہ رہے تھے' جوتتو کے بعد کسی آرٹسٹ نے اتنا زبردست اثر نہیں ڈالا تھا۔ لیونارڈو نے کہا' "ماساشیو نے اپنے کامل فن پاروں کے ذریعہ واضح کیا کہ جو لوگ اعلیٰ ترین محبوبہ یعنی فطرت کے علاوہ کسی اور چیز کو رہبر بناتے ہیں' وہ بنجر و بیکار محنت میں ہی کھو کر رہ جاتے ہیں۔" ؎

2۔ فرا آنجے لیکو

ان پُرجوش جدتوں کے درمیان فرا آنجے لیکو چپ چاپ اپنی عہد وسطیٰ والی راہ پر گامزن رہا۔ وہ ایک ٹسکنی گاؤں میں پیدا ہوا' اصل نام Guido di Pietro تھا' جوانی میں فلورنس آیا اور غالباً لورینتسو موناکو کے ساتھ مصوری کا مطالعہ کیا۔ اس کا فن بہت جلد پختہ ہو گیا۔ اسے دنیا میں اپنے لیے ایک آرام دہ جگہ بنانے کی ہر راہ دستیاب تھی' لیکن امن سے محبت اور نجات کی امید اسے ڈومینیکی سلسلے میں لے گئی (1407ء) مختلف شہروں میں طویل عرصہ تک کام سیکھنے کے بعد فراجووانی (اب اسے اسی نام سے پکارا جاتا تھا) فیاسولے (Fiesole) میں سان ڈومینیکو کی خانقاہ میں مقیم ہو گیا۔ وہاں پر مسرت گمنامی میں اس سے مخطوطات کو سنہرے رنگوں سے سجایا اور کلیساؤں و مذہبی برادریوں کے لیے تصاویر بنائیں۔ 1436ء میں سان ڈومینیکو کے درویش کوسیمو کے حکم اور خرچے پر مائیکلو تسو کی بنائی ہوئی نئی سان مارکو خانقاہ میں منتقل ہو گئے۔ اگلے دس برس کے دوران جووانی نے خانقاہ کے کلیساء اجلاس گھر' اقامتی ایوان' طعام گاہ' مسافر خانے' حجروں اور کوٹھڑیوں کی دیواروں پر تقریباً پچاس تصاویر بنائیں۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ اس قدر ایماندارانہ طریقے سے مذہب پر بھی عمل پیرا رہا کہ ساتھی درویش اسے "فرشتہ سیرت بھائی" یعنی فرا آنجے لیکو کہنے لگے۔ نہ تو کبھی کسی نے اسے غصے میں دیکھا اور نہ ہی کوئی اسے غصہ دلانے میں کامیاب ہو سکا۔ Thomas a Kempis کو اس میں "مسیح کی نقل" بھرپور انداز میں نظر آئی' ماسوائے ایک مرتبہ قہقہہ لگانے کے: "روز حشر" میں یہ فرشتہ سیرت ڈومینیکی چند فرانسکی درویشوں کو جہنم میں دکھائے بغیر نہ رہ سکا۔ ۴۸

فراجووانی کے لیے مصوری ایک جمالیاتی تکمیل اور مسرت کے ساتھ ساتھ مذہبی فریضہ بھی تھی؛ اس نے کافی حد تک اسی مزاج میں مصوری کی جس میں عبادت کرتا تھا اور عبادت کیے بغیر کبھی بھی کام شروع نہ کیا۔ اس نے زندگی کے کٹھن مقابلوں سے محفوظ ہو کر زندگی کو الوہی ہم آہنگی اور محبت کی حمد کے طور پر دیکھا۔ اس کے تمام موضوعات مذہبی ہیں--- مریم اور مسیح کی زندگی' آسمان پر رحمت پانے والے' اپنے

سلسلے کے بزرگوں اور رہبروں کی زندگیاں۔ لوگوں میں زہد و ریاضت کی تحریک پیدا کرنے کی خاطر خوبصورتی تخلیق کرنا اس کا بنیادی مقصد نہیں۔ اس نے درویشوں کے اجلاس گھر میں وہ تصویر بنائی جو پرائر کے خیال میں ہر وقت ان کے ذہنوں میں موجود رہنی چاہیے تھی--- یعنی "تصلیب"; اس پرزور اظہار میں آنجے لیکو نے برہنہ جسم پر اپنا مطالعہ اور اس کے ساتھ ساتھ اپنی عیسائیت کی صلح کل خصوصیت بھی دکھائی: صلیب کے پیروں میں سینٹ ڈومینیک کے ساتھ حریف سلسلوں کے بانی بھی موجود تھے--- آگسٹائن' بینیڈکٹ' برنارڈ' فرانسس' Vallombrosans کا جان گولبرٹو اور کارلیوں کا البرٹ۔ مسافر خانے کے دروازے کے اوپر ایک محرابی دیوار میں آنجے لیکو نے اس زائر کی کہانی بتائی جس نے خود کو مسیح ثابت کیا: ہر زائر کو اسی طرح الہام یافتہ تصور کیا جاتا۔ مسافر خانے کے اندر اس وقت آنجے لیکو کے مصور کردہ کچھ موضوعات موجود ہیں جو اس نے غوطہ خوروں کے کلیساؤں اور انجمنوں کے لیے بنائے: "کپڑا بننے والوں کی میڈونا" (Madonna of the Linaioli)' جس میں بھجن منڈلی کے فرشتے عورتوں جیسے لچک دار پیکر اور بھولے بھالے بچوں جیسے چہرے لیے ہوئے ہیں; "صلیب سے نزول" (Descent from the Cross) جو نشاۃ ثانیہ کے آرٹ میں پیش کردہ ایسے ہی ہزاروں مناظر جیسی خوبصورتی اور لطافت رکھتی ہے; اور ایک "روز حشر" (Last Judgment) جس میں مکروہ اور ہیجان خیز تخیلات کا ہجوم لگا ہے کہ جیسے معافی مانگنا انسانی اور نفرت کرنا الوہی ہو کوٹھڑیوں کو جانے والے زینے کے اوپر آنجے لیکو کا شاہکار ہے' "بشارت مسیح"--- ایک بے پناہ خوبصورت فرشتہ خدا کی آئندہ ماں کے آداب بجا لا رہا ہے' مریم جھکی ہوئی ہے اور اس نے اپنے ہاتھ سینے پہ رکھے ہوئے ہیں۔ شفیق درویش آنجے لیکو نے پچاس کوٹھڑیوں میں سے ہر ایک میں اپنے درویش شاگردوں کی مدد سے گوسپل کا کوئی نہ کوئی تحریک انگیز منظر پیش کیا--- تجلی عیسیٰ' حواریوں کی مشاورت' مگدلینی کا عیسیٰ کے پیروں پر مرہم لگانا۔ جس دو منزلہ کوٹھڑی میں کوسیمو راہب بن کر رہا' وہاں آنجے لیکو نے ایک "تصلیب" اور "بادشاہوں کی عقیدت" بنائیں۔ موخرالذکر میں ایسے مشرقی لباس دکھائے گئے جو شاید مصور نے فلورنس کی کونسل میں دیکھے تھے۔ اپنی کوٹھڑی میں اس نے "کنواری کی تاجپوشی" کا

منظر کھینچا۔ یہ اس کا پسندیدہ موضوع تھا جو اس نے بارہا بنایا؛ Uffizi گیلری میں اس کا ایک نمونہ موجود ہے' فلورنس کی اکادمی میں دوسرا جبکہ لوورے میں تیسرا؛ سب سے اعلیٰ نمونہ وہ ہے جو آنجے لیکو نے سان مارکو کے اقامتی ایوان کے لیے بنایا تھا جس میں مسیح اور مریم کے پیکر آرٹ کی ساری تاریخ میں سب سے زیادہ شاندار ہیں۔

ان مذہبی تخلیقات کی شہرت کام کروانے کے سینکڑوں خواہشمندوں کو جووانی کے پاس کھینچ لائی۔ ان سب کو اس نے جواب دیا کہ پہلے جا کر پرائر کی رائے لیں؛ پرائر کی اجازت مل جانے پر اس نے کسی کو مایوس نہ لوٹایا۔ جب نکولس V نے اسے روم آنے کو کہا تو وہ اپنا فلورنسی حجرہ چھوڑ کر پوپ کا گرجا خانہ سجانے چلا گیا اور سینٹ سٹیفن اور سینٹ لارنس کی زندگیوں کے واقعات منظر بند کیے؛ وہ آج بھی ویٹیکن کی قابل دید چیزوں میں شامل ہیں۔ نکولس اتنا خوش ہوا کہ اسے فلورنس کا آرچ بشپ بننے کی پیشکش کر دی؛ آنجے لیکو نے معذرت چاہی اور اپنے پیارے پرائر کا نام تجویز کیا؛ نکولس نے یہ رائے قبول کر لی اور فرا انٹونینو آرچ بشپ کا لبادہ پہن لینے کے بعد بھی درویش ہی رہا۔

El Greco کے علاوہ اور کسی مصور نے آنجے لیکو کی طرح اپنا منفرد انداز نہ بنایا؛ کوئی ناتجربہ کار شخص بھی اس کا کام بہ آسانی پہچان سکتا ہے۔ تصویری وضع قطع کی جوتو جیسی سادگی' رنگوں کا ملکوتی امتزاج--- سنہری' قرمزی' بنفشی' نیلا اور سبز--- جو ایک روشن روح اور مسرور اعتقاد منعکس کرتے ہیں؛ خوبصورت اور نفیس چہرے لیکن اتنے زرد کہ بے جان' راہب' فرشتے اور بزرگ سب ایک جیسے' بہشت میں پھولوں کی طرح پرشوق بھگتی کا ایک مثالی جذبہ ان چیزوں کی تلافی کر دیتا ہے۔ ظاہر ہونے والی سوچ عہد وسطیٰ کے اعلیٰ ترین لمحات کی یاد دلاتی ہے' اور نشاۃ ثانیہ میں اس کے بعد اور کہیں نہیں ملتی۔ یہ آرٹ میں عہد وسطیٰ کی آخری سانسیں تھیں۔

فرا جووانی نے ایک سال روم میں کام کیا اور کچھ دیر اورویاتو میں؛ فیازولے کی ڈومینیکی خانقاہ میں بطور پرائر تین برس خدمت کرتا رہا؛ واپس روم بلوایا گیا اور وہاں 68 برس کی عمر میں فوت ہوا۔ غالباً لورینتسو کے کلاسیک قلم نے اس کا کتبہ لکھا تھا:

"یہ میری بڑائی نہیں کہ میں ایک اور اپیلیز (Apelles) بنا تھا' بلکہ میری بڑائی یہ ہے کہ اے مسیح! میں نے اپنے سارے فائدے تیرے بچے

بھگت کو دے دیئے; کیونکہ کچھ کام زمین کے لیے ہیں' کچھ آسمان کے لیے۔
میں جو وانی' ٹسکنی شہر فلورنس کا ایک بچہ تھا۔"

3۔ فرا فیلیپو لیپی

نرم خُو آنجے لیکو سے لے کر پُرشکوہ ماساشیو اور اس کے بعد ایسے آدمی کا آرٹ آیا جس نے ابدیت پر زندگی کو ترجیح دی۔ توماسو لیپی قصاب کا بیٹا فیلیپو کارملیوں کی خانقاہ کے پیچھے فلورنس کی ایک مفلسانہ گلی میں پیدا ہوا۔ دو سال کی عمر میں یتیم ہو جانے پر ایک خالہ نے بادل نخواستہ پرورش کی' اور جب وہ آٹھ برس کا ہوا تو اپنی جان چھڑانے کے لیے کارملی سلسلے میں داخل کروا دیا۔ وہ خود کو دی گئی کتابوں کا مطالعہ کرنے کی بجائے ان کے خالی حاشیوں پر خاکے بناتا رہتا۔ پرائر نے خاکے دیکھ کر اسے کارملی کلیساء میں ماساشیو کی بنائی ہوئی دیواری تصویروں کی ڈرائنگ بنانے پر لگا دیا۔ جلد ہی وہ کمسن لڑکا اسی کلیساء میں اپنی تصویر بنا رہا تھا۔ اب وہ غائب ہو چکی ہیں' لیکن وازاری کے خیال میں وہ ماساشیو کی تصویروں جیسی ہی اعلیٰ تھیں۔ فیلیپو نے 26 برس کی عمر میں خانقاہ کو چھوڑا (1432ء); وہ خود کو بدستور فرا' بھائی' درویش کہلاتا لیکن "دنیا" میں زندگی گذارتا اور آرٹ سے روزی کماتا رہا۔ وازاری کی بتائی ہوئی کہانی کو روایت تو قبول کرتی ہے' لیکن ہم اس کی سچائی کو پرکھ نہیں سکتے:

> کہتے ہیں کہ فیلیپو اس قدر عشق باز تھا کہ جب بھی کسی عورت کو دیکھ کر اس کا دل خوش ہوتا تو اپنا سب کچھ اسے دے دیتا; اور اگر اس میں کامیابی نہ ہوتی تو اس کا پورٹریٹ بنا کر ہی اپنا شعلہ عشق ٹھنڈا کر لیتا تھا۔ یہ اشتہاء اس پر اتنی غالب آ گئی کہ سلسلہ محبت جاری رہنے تک اپنے کام پر بہت کم یا بالکل ہی توجہ نہیں دیتا تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ جب کوسیمو نے اسے کام پر لگایا تو اسے گھر کے اندر بند کر لیا تاکہ وہ باہر جا کر اپنا وقت نہ برباد کر سکے۔ فیلیپو نے دو دن تو اس حالت میں گذار لیے' لیکن آخر کار شوق اور خواہشات کے ہاتھوں مجبور و بے قرار ہو کر بستر کی چادر کو درمیان سے کاٹا اور کھڑکی کے راستے باہر نکل کر کئی روز تک دل لگیوں

میں کھویا رہا۔ کوسیمو نے جب اسے کمرے میں نہ پایا تو تلاش شروع کروا دی۔ آخر کار فلیپو اپنے کام پر لوٹ آیا۔ اس کے بعد کوسیمو نے اسے اپنی مرضی سے آنے جانے کی اجازت دے دی اور اپنے سابق رویئے پر پچھتایا' کیونکہ --- اس نے کہا کہ قابل لوگ آسمانی صورتیں ہوتے ہیں نہ کہ بوجھ اٹھانے والے جانور--- اس کے بعد اس نے ہمیشہ فلیپو کو محبت کے بندھنوں میں باندھنا چاہا اور یوں اس سے بڑی خدمات لیں۔ [۴۹]

1439ء میں پیئر وڈی میڈیچی کے نام ایک خط میں "فرالیپو" نے خود کو فلورنس کا غریب ترین درویش کہا' جو شادی کے لیے بے قرار چھ بھتیجیوں کے ساتھ رہتا اور بڑی مشکل سے ان کی کفالت کرتا تھا۔ [۵۰] اس کے کام کی مانگ تو تھی' لیکن ظاہر ہے کہ بھتیجیوں کی خواہش کے مطابق رقم نہیں ملتی تھی۔ اس کے اخلاقی اصول زیادہ خراب نہیں ہو سکتے' کیونکہ ہم اسے راہباؤں کی مختلف خانقاہوں میں تصویریں بناتے ہوئے پاتے ہیں۔ پراتو میں سانتا مارگریٹا کی خانقاہ میں (اگر وازاری اور روایت غلط نہیں تو) وہ ایک راہبہ یا راہباؤں کی منتظمہ Lucrezia Buti کی محبت میں گرفتار ہوا؛ پرائر پر زور دیا کہ وہ لوکریزیا کو کنواری مریم کی ماڈل کے طور پر کام کرنے کی اجازت دے؛ جلد ہی دونوں بھاگ گئے۔ لوکریزیا اپنے باپ کی التجاؤں اور ملامتوں کے باوجود آرٹسٹ کے ساتھ محبوبہ اور ماڈل بن کر رہی' "کنواریوں" کے بہت سے پوز دیئے' ایک بیٹے کی ماں بنی جو بعدازاں فلیپی پینولیپی کے نام سے مشہور ہوا۔ پراتو کے کیتھیڈرل کے ناظر فلیپو کے خلاف ان کہانیوں کو تسلیم نہیں کرتے تھے؛ 1456ء میں انہوں نے اسے سماع خانے کی دیواروں پر سینٹ جان دی بپتست اور سینٹ سٹیفن کی زندگیاں تصویروں میں پیش کرنے کو کہا۔ ان تصویروں کو اس وقت شاہکار مانا گیا تھا لیکن اب وقت زدہ ہیں: ساخت میں کامل' رنگ میں بھرپور' سرگرمی سے زندہ--- سماع خانے کی ایک طرف سالومی (ہیرودیس کی بیٹی) رقص کر رہی ہے اور دوسری جانب سٹیفن کو سنگسار کیا جا رہا ہے۔ فلیپو کو یہ کام اپنے گھومنے پھرنے کی راہ میں رکاوٹ لگا؛ دو مرتبہ وہ بھاگ بھی گیا۔ 1461ء میں کوسیمو نے پائیس II سے کہا کہ آرٹسٹ کو خانقاہی پابندیوں سے آزاد کر دے؛ لگتا ہے کہ فلیپو نے خود کو لوکریزیا کے بندھن سے بھی آزاد سمجھا جواب

"کنواری" نظر آنے کے قابل نہ رہی تھی۔ پراتو کے ناظروں نے اسے دیواری تصاویر مکمل کرنے پر بہت زور دیا لیکن ناکام رہے۔ آخر کار دس سال بعد اس نے کوسیمو کے ناجائز بیٹے کارلو ڈی میڈیچی کے کہنے پر انہیں مکمل کیا۔ سٹیفن کی تدفین کے منظر میں فیلیپو نے اپنی ساری صلاحیتیں استعمال کیں... التباسی تناظر' لاش کے اردگرد واضح طور پر الگ الگ پیکر' اور کوسیمو کا ناجائز بچہ جو مردے کے لیے دعائیں پڑھ رہا ہے۔

اپنی جنسی بے قاعدگیوں اور شاید عورت کی دلکشی محسوس کرنے کی حس رکھنے کے باعث فیلیپو کی وہ تصویریں بہترین ہیں جن میں کنواری کو پیش کیا گیا۔ ان میں آنجے لیکو کی میڈوناؤں والی ساوی روحانیت موجود نہیں' لیکن وہ مدھم جسمانی دلکشی اور بے پناہ ملائمیت کا گہرا احساس منتقل کرتی ہیں۔ فرالیپو کی شخصیت میں "مقدس خاندان" ایک اطالوی خاندان بن گیا' اور کنواری نے ایک شہوت انگیز خوبصورتی اختیار کی جو پاگان نشاۃ ثانیہ کی نقیب ہے۔ فیلیپو نے اپنی میڈوناؤں میں ان نسوانی دلکشیوں کے علاوہ ایک شگفتگی بھی پیدا کی جو اس کے شاگرد بوٹی چیلی (Botticelli) تک پہنچی۔

1466ء میں سپولیٹو شہر نے اسے دعوت دی کہ وہاں کے کیتھیڈرل کی محرابی چھت (apse) میں کنواری کی کہانی دوبارہ پیش کرے۔ اس نے بڑی دیانتداری سے محنت کی' کیونکہ عشق کا جوش ٹھنڈا پڑ چکا تھا۔ لیکن عشق کے ساتھ ساتھ صلاحیتیں بھی جواب دے گئیں اور وہ یہاں پراتو جیسی فضیلت نہ دکھا سکا۔ اسی جدوجہد کے دوران وہ مر گیا (1469ء)۔ وازاری کے خیال میں اسے ایک لڑکی کے رشتہ داروں نے زہر دیدیا تھا جسے اس نے بھرمایا تھا۔ کہانی کا درست ہونا ممکن نہیں' کیونکہ فیلیپو سپولیٹو کیتھیڈریل میں دفن ہوا تھا; اور چند سال بعد اس کے بیٹے نے وہاں لورینتسو ڈی میڈیچی کی ہدایت پر سنگ مرمر کا ایک عالیشان مقبرہ تعمیر کیا۔

خوبصورتی تخلیق کرنے والا ہر شخص یاد کیے جانے کا حقدار ہے' لیکن ہمیں شرمناک عجلت کے ساتھ ڈومینیکو وینیزیانو اور اس کے مبینہ قاتل آندریا ڈیل کاستانیو (Castagno) سے دامن بچا کر آگے گذر جانا پڑے گا۔ ڈومینیکو کو سانتا ماریا نووا میں دیواری تصویریں (میورلز) بنانے کے لیے پیروجیا سے بلوایا گیا (1439ء); بورگو سان سیپولکرو کا ایک ہونہار نوجوان پیئرو ڈیلا فرانسکا اس کا معاون تھا; اور ان زمانے کی

لہروں میں کھو چکے فن پاروں میں اس نے پینٹس اور آئل ملا کر استعمال کرنے کا اولین فلورنسی تجربہ کیا۔ وہ ہمارے لیے اپنا ایک شاہکار چھوڑ گیا۔۔ "ایک خاتون کا پورٹریٹ" (برلن)' جس کے بال اونچے' اداس آنکھیں' آگے کو بڑھی ہوئی ناک اور چھاتی کا جوبن پھٹا پڑتا ہے۔ وازاری کے مطابق ڈومینیکو نے آندریا ڈیل کاستانیو کو نئی تیکنیک سکھائی جو خود بھی سانتا ماریا نووا میں تصویریں بنا رہا تھا۔ جذبہ رقابت نے اس کی دوستی کو نقصان پہنچایا ہوگا' کیونکہ آندریا درشت اور عاشق مزاج آدمی تھا؛ وازاری ہمیں بتاتا ہے کہ اس نے ڈومینیکو کو کیسے قتل کیا؛ لیکن دیگر حوالے بتاتے ہیں کہ ڈومینیکو آندریا کی موت کے چار سال بعد بھی زندہ رہا۔ سانتا کروچے کے حجرے میں مسیح کو اذیت دیئے جانے کے متعلق بنائی ہوئی تصویر نے اسے شہرت دلائی۔۔ ساتھی فنکار اس تصویر کو دیکھ حیران رہ گئے۔۔ اس نے دانتے' پیترارک' بوکاشیو' Uberti کی خیالی پورٹریٹس' شیخی خورے Pippo Spano کی واضح تصویر بھی بنائی جو فلورنس میں سانت اپولونیا کی پرانی خانقاہ میں چھپی ہوئی ہیں۔ اس کے علاوہ "آخری ضیافت" (1450ء) بے احتیاطی سے بنائی گئی اور بے جان ہے' لیکن پھر بھی لیونارڈو نے اس سے ضرور کچھ نہ کچھ فائدہ اٹھایا ہوگا۔۔

VIII۔ متفرق

عہد کوسیمو کے فلورنس میں آرٹ کی زندگی کو وضاحت سے دیکھنے کے لیے ہمیں صرف بڑے ناموں پر ہی غور نہیں کرنا چاہیے۔۔ ہمیں آرٹ کی بغلی گلیوں اور پگڈنڈیوں پر چلنا اور ایک سو دوکانوں اور سٹوڈیوز کا دورہ کرنا ہوگا جہاں کمہار مٹی کو شکل اور رنگ دیتے' یا شیشہ گر نازک اشیاء بناتے' یا پھر سنار قیمتی دھاتوں یا پتھر کو موتیوں' تمغوں' مہروں اور سکوں کی شکل دیتے تھے۔۔ ہمیں لوہا' تانبا یا کانسی کوٹ یا کاٹ کر اسلحہ' برتن یا ہتھیار بنانے کی آوازوں پر کان دھرنا ہوگا۔ ہمارے لیے ضروری ہے کہ کاریگروں کو کندہ کاری' نقاشی کرتے یا لکڑی رندتے ہوئے دیکھیں۔۔ ہمیں خانقاہوں کے اندر داخل ہو کر پُرسکون راہبوں کو مخطوطات کے کناروں پر سنہری پھول بوٹے بناتے اور راہباؤں کو کہانیوں کے منظروں پر کشیدہ کاری کرتے ہوئے دیکھنا ہوگا۔ اس

سب کے علاوہ ہمیں ایک اس حد تک ترقی یافتہ آبادی کو ذہن میں لانا ہوگا جو خوبصورتی کی فہم رکھتی ہو' جو اتنی عقلمند ہے کہ اپنے معماروں کو عزت و وقار دے سکتی ہو۔

دھات پر کندہ کاری فلورنس کی ایجادات میں سے ایک تھی؛ اور اس کا موجد گوٹن برگ (Gutenberg) بھی اسی سال فوت ہوا جس سال کوسیمو۔ توماسو فینی گوئیرا (Tommaso Finiguerra) دھات یا لکڑی میں کھدائی کر کے سیاہ میناکاری کیا کرتا تھا۔ ایک کہانی کے مطابق اس نے ڈیزائن میں تازہ تازہ سیسہ اور چاندی بھر کر ابھی برتن ایک طرف رکھا ہی تھا کہ اوپر سے کوئی کپڑا آگر پڑا۔ کپڑا اٹھانے پر دیکھا تو اس پر بھی ڈیزائن نقش ہو چکا تھا۔ بعد ازاں اس کہانی میں بہت سی من گھڑت باتیں شامل ہو گئیں؛ بہرحال فینی گوئیرا اور دیگر کاریگروں نے اپنے کھودے ہوئے ڈیزائنوں کا تاثر دیکھنے کی غرض سے انہیں کاغذ پہ اتار کر دیکھا تھا۔ باشیو بالڈینی (C–1450) نامی فلورنسی سنار اس قسم کے نقوش حاصل کرنے والا پہلا شخص تھا تاکہ آرٹسٹوں کے بنائے ہوئے ڈیزائن بار بار استعمال میں لا سکے۔ بوٹی چیلی' مانٹینا اور دیگر نے اسے ڈیزائن مہیا کیے۔ ایک نسل بعد مارکینٹونیو ریمنڈی (Marcantonio Raimondi) نے نشاۃ ثانیہ کی پینٹنگز کے رنگوں کے سوا باقی تمام رنگ دنیا تک پھیلانے کے لیے کندہ کاری کی ایک نئی تیکنیک بنائی۔

آخر کار وہ آدمی آیا جس نے درجہ بندی کو مسترد کیا۔ اسے اپنے دور کی مجسم ترکیب (Synthesis) کے طور پر سمجھا جا سکتا ہے۔ لیون باتستا البرٹی نے اپنی صدی کے سیاسی پہلو کے سوا ہر پہلو کا تجربہ کیا۔ وہ فلورنسی جلاوطنی کے دوران وینس میں پیدا ہوا' کوسیمو کے تخت نشین ہونے پر واپس فلورنس آیا اور وہاں کے آرٹ' موسیقی' ادبی و فلسفیانہ حلقوں کی محبت میں گرفتار ہو گیا۔ جواب میں فلورنس نے اسے ایک انتہائی کامل آدمی کے طور پر خوش آمدید کہا۔ وہ خوبصورت اور طاقتور' تمام جسمانی ورزشوں میں ماہر تھا؛ وہ پاؤں باندھ کر کھڑے ہوئے آدمی کے اوپر سے کود جاتا؛ سکہ اتنا اونچا اچھالتا کہ کیتھیڈرل کے گھنٹے کو جا کر لگتا؛ جنگلی گھوڑوں کو سدھارنے اور کوہ پیمائی میں اپنا دل بہلاتا۔ وہ ایک اچھا گلوکار' ممتاز باجہ بجانے والا' گفتگو کا ماہر' بلیغ مقرر' ہوشیار لیکن متین ذہانت کا حامل' شائستہ اور منکسر' عورتوں کے علاوہ سب کے لیے فراخدل تھا۔ اس

نے ہمیشہ ناخوشگوار بے رُخی اور جعلی نخوت کے ذریعہ عورتوں کا مضحکہ اڑایا۔ دولت سے لاپرواہونے کے باعث اس نے اپنی جائیداد کی دیکھ بھال کا کام دوستوں کے سپرد کیا اور آمدنی میں انہیں بھی حصہ دیتا۔ اس نے کہا' "انسان اگر چاہیں تو سب کچھ کر سکتے ہیں:" اور درحقیقت اطالوی نشاۃ ثانیہ میں چند ایک بڑے آرٹسٹ ہی ایسے تھے جو متعدد فنون میں مہارت نہ رکھتے ہوں۔ نصف صدی بعد کے لیونارڈو کی طرح البرٹی بھی درجن بھر شعبوں میں ماہر تھا--- ریاضی' مشین کاری' (مکینکس)' فن تعمیر' سنگ تراشی' مصوری' موسیقی' شاعری' ڈرامہ' فلسفہ' شہری و کلیسیائی قانون۔ اس نے تقریباً ان سبھی موضوعات پر لکھا۔ اس کی تحریروں میں مصوری پر ایک مقالہ بھی شامل ہے جس نے پیئرو ڈیلا فرانسکا اور غالباً لیونارڈو کو بھی متاثر کیا۔ اس کے علاوہ عورتوں اور آرٹ سے محبت پر دو مکالمات اور "خاندان کی دیکھ بھال" پر ایک مشہور مضمون لکھا۔ وہ تصویر بنا کر بچوں کے سامنے رکھ دیتا اور پوچھتا کہ انہیں کیا سمجھ آتی ہے: بچوں کو تصویر سمجھ نہ آنے پر اسے ناکام خیال کرتا۔ [الھ] وہ تاریک عکس آلے (Camera obscura) کی ممکنات دریافت کرنے والے اولین چند افراد میں سے ایک تھا۔ زیادہ رجحان فن تعمیر کی جانب ہونے کی وجہ سے وہ رومن انداز کے عمارتی ماتھے یا گرجا خانے بنانے کے لیے شہر در شہر گیا۔ روم میں اُن عمارتوں کی منصوبہ سازی میں حصہ ڈالا جن کے ساتھ (وازاری کے الفاظ میں) نکولس V نے "دارالحکومت کو سر کے بل کھڑا کر رکھا تھا۔" ریمنی (Rimini) میں اس نے سان فرانسکو کے پرانے کلیساء کو بدل کر تقریباً پاگان معبد جیسا بنا دیا: فلورنس میں سانتا ماریا نوویلا کلیساء کے لیے سنگ مرمر کا ماتھا بنایا' اور Rucelli خاندان کے لیے سان پنکرازیو کے کلیساء میں ایک گرجا خانہ اور سادہ و پُرشکوہ ڈیزائن کے دو محلات تعمیر کیے۔ میتوآ میں کیتھیڈرل کو Incoronata گرجا گھر کے ساتھ سجایا' اور سینٹ آندریا کلیساء کے ماتھے پر رومن انداز کی محراب بنائی۔

اس نے ایک کامیڈی (فکاہیہ) "*Philodoxus*" اس قدر محاوراتی لاطینی زبان میں مرتب کی کہ جب اسے نو دریافت شدہ قدیم تحریر کے طور پر پیش کیا تو کسی نے بھی شک نہ کیا: اور ایک محقق آلڈس مینوشئیس نے اسے رومن کلاسیک سمجھ کر شائع کر

دیا۔ اس نے اپنے مقالے چٹ پٹی مکالمہ بازی کی صورت میں اور "سیدھی سادی" زبان میں لکھے تاکہ کوئی مصروف دکاندار بھی انہیں پڑھ سکے۔ اس کا مذہب مسیحی سے زیادہ رومن تھا' لیکن کیتھیڈرل میں سماع کی آواز سنتے وقت وہ ہمیشہ عیسائی ہی ہوتا۔ اس نے آگے بہت دور تک نگاہیں دوڑاتے ہوئے خدشہ ظاہر کیا کہ عیسائی عقیدے کا زوال دنیا کو طرز عمل و نظریات کی افراتفری میں دھکیل دے گا۔ اسے فلورنس کے آس پاس کے دیہاتی علاقے سے پیار تھا' موقع ملتے ہی وہاں جاتا اور اپنے مکالمے "Teogenio" کے مرکزی کردار سے کہلوایا:

> میں یہاں محترم مردے کی صحبت میں زیادہ لطف اٹھا سکتا ہوں؛ اور جب میں بزرگوں' ریاست کاروں یا عظیم شعراء سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں تو صرف اپنے کتاب خانے میں جانا پڑتا ہے' اور میری صحبت تمہارے محلات میں خوشامدیوں اور سائلوں کے ہجوم میں سے کسی کے ساتھ بھی صحبت سے بہتر ہے

کوسیمو اس سے متفق تھا' اور بڑھاپے کے دوران ان دیہی بنگلوں سے زیادہ راحت کہیں نہ پائی جہاں قریبی دوست' فن پارے اور کتب' موجود ہوتیں۔ وہ گٹھیا کے مرض کا شکار تھا' اور آخری عمر میں اُمور ریاست لوقاپٹی کو سونپ دیئے جس نے موقع سے غلط فائدہ اٹھا کر اپنی دولت میں اضافہ کیا۔ کوسیمو کی اپنی دولت سخاوتوں کے باعث کم نہیں ہوئی تھی: اس نے نرالے انداز میں شکایت کی کہ خدا اس کی مہربانیوں کو بمعہ سود لوٹانے میں ہمیشہ ایک قدم آگے رہتا ہے [۵۱] اس نے دیہاتی مسکنوں میں اپنے زیر سرپرستی عالم فیچنو سے افلاطون پڑھا۔ جب کوسیمو بستر مرگ پر آخری سانسیں لے رہا تھا تو فیچنو نے مسیح کی بجائے افلاطون کے ذریعہ اسے حیات بعد الموت کا یقین دلایا۔ اس کی موت پر دوستوں کے ساتھ ساتھ دشمنوں کو بھی حکومت میں افراتفری پھیلنے کا خوف دامن گیر تھا (1464ء)؛ اور تقریباً سارا شہر اسے سان لورینتسو کلیساء میں Desiderio da settignano کے بنائے ہوئے مقبرے تک چھوڑنے گیا۔

گوپچارڈینی جیسے وطن پرستوں نے اس کے جانشین میڈیچی کے طرز عمل سے خفا ہو کر وہی بات سوچی جو بروٹس نے سیزر کے متعلق سوچی تھی [۵۲]؛ مکیاولی نے اسے

سیزر جیسی ہی عزت دی۔ [۵۴] کوسیمو نے جمہوریہ کا اقتدار ختم کیا تھا لیکن امراء کو کھلی چھٹی دے دی کہ وہ گروہی ظلم و تشدد کے ساتھ ریاست پر حکومت کریں۔ اگرچہ اس نے کبھی کبھی ظلم پسندی کا مظاہرہ کر کے اپنا دور داغدار کیا' لیکن اس کا عہد حکومت ایک طرح سے فلورنس کی تاریخ میں سب سے زیادہ خوشگوار' پُرامن اور منظم تھا: اور دوسرا عہد اس کے پوتے کا ہوا جس نے سابقین سے تربیت حاصل کی تھی۔ شاید ہی کبھی کوئی بادشاہ اتنا دانا' سخی' یا نوع انسانی کی ترقی میں اس قدر حقیقی دلچسپی رکھتا ہوگا۔ فچینو نے کہا: "میں افلاطون کا احسان مند ہوں' لیکن کوسیمو کا بھی کچھ کم نہیں: اس نے میرے لیے ان نیکیوں کا نمونہ پیش کیا جن کا تصور مجھے افلاطون نے دیا تھا۔" [۵۵] اس کے دور میں انسانیت پسند تحریک پھلی پھولی: اس کے دور میں ڈوناٹیلو' فرا آنجے لیکو اور لیپو لیپی جیسے متنوع جوہر قابل رکھنے والوں نے فراخدلانہ حوصلہ افزائی پائی: اس کے دور میں (ارسطو کے سائے تلے چھپا ہوا ہی) افلاطون انسانیت کے عقلی دھارے میں واپس آیا۔ کوسیمو کو مرے ہوئے جب ایک سال بیت گیا' اور وقت کو اس کی عظمت کو گہنانے اور غلطیوں کو نمایاں کرنے کا موقع ملا تو فلورنس کی مجلس بلدیہ نے اس کے مقبرے پر اعلیٰ ترین خطاب کندہ کروانے کے لیے ووٹ ڈالے: "بابائے ملت" (Pater Patriae) ۔ اور وہ اس کا حقدار تھا۔ اس کے ساتھ نشاۃ ثانیہ نے اپنا سر اوپر اٹھایا: اس کے پوتے کے دور میں یہ اپنے نقطۂ کمال کو پہنچا: پڑپوتے کے دور میں اس نے روم کو مفتوح کیا۔ اس قسم کی سلطنت کی بہت سی خطائیں معاف کی جا سکتی ہیں۔

چوتھا باب

سنہری دور

(1464-92ء)

I۔ پیئر و اِل جوتوسو

پیئر و نے پچاس سال کی عمر میں اپنے باپ کوسیمو کی دولت' حاکمیت اور گٹھیا کا مرض حاصل کیا۔ خوشحال لوگوں کی یہ بیماری پیئر و کو لڑکپن میں ہی لگ گئی تھی' اس لیے ہم عصر اسے دیگر پیئر و نامی افراد سے ممتاز کرنے کے لیے "*Il Gottoso*" کہا کرتے تھے۔ وہ باصلاحیت اور خوش اخلاق آدمی تھا: اس نے اپنے باپ کی جانب سے خود کو سونپے گئے کچھ سفارتکاری مشنوں میں کافی اچھی کارکردگی دکھائی تھی: وہ اپنے دوستوں' ادب' مذہب اور آرٹ کے معاملے میں سخی اور فراخدل تھا۔ لیکن اس میں کوسیمو والی ذہانت' ہمدردی اور معاملہ فہمی کا فقدان تھا: کوسیمو نے اپنی سیاسی حمایت کو مستحکم بنانے کی خاطر بااثر شہریوں کو خطیر رقوم ادھار دی تھیں: اب پیئر و نے فوراً ہی یہ قرضے واپس طلب کر لیے۔ متعدد مقروضوں نے دیوالیہ ہونے کے خوف سے "آزادی کے نام پر" انقلاب کا اعلان کیا جو میکیاویلی کے مطابق "ان کی جانب سے اپنے مقصد کو ایک خوشنما رنگ دینے کا حیلہ تھا۔"[1] مختصر وقفے کے لیے انہوں نے حکومت پر قابو پائے رکھا' لیکن میڈیچی (Medicean) جماعت نے جلد ہی حکومت واپس چھین لی: اور پیئر و نے اپنی موت (1469ء) تک مشکل سے اقتدار برقرار رکھا۔

وہ اپنے پیچھے 20 اور 16 برس کے دو بیٹے لورینتسو اور گلیانو چھوڑ کر مرا۔ فلورنس یقین نہیں کر سکتا تھا کہ ایسے نوجوان کامیابی کے ساتھ اپنے خاندانی امور چلا سکتے ہیں--- ریاسی امور تو بڑی دور کی بات تھی۔ کچھ شہریوں نے جمہوریہ کی سابق صورتحال بحال کرنے کا مطالبہ کیا; اور بہت سوں کو افراتفری اور خانہ جنگی پیدا ہونے کا خوف تھا۔ لورینتسو نے انہیں حیران کر دیا۔

II۔ لورینتسو کی نشوونما

پیئرو کی خرابی صحت کو دیکھتے ہوئے کوسیمو نے فرائض اقتدار انجام دینے کے لیے لورینتسو کو تیار کرنے میں گہری دلچسپی لی۔ لڑکے نے Joannes Argyropoulos سے یونانی زبان، فیچنو سے فلسفہ سیکھا تھا، اور ریاست کاروں، شعراء، آرٹسٹوں اور انسانیت پسندوں کی گفتگو سن کر لاشعوری طور پر تعلیم حاصل کی تھی۔ اس نے جنگی فنون بھی سیکھے تھے، اور 19 برس کی عمر میں فلورنس کے سرکردہ خاندانوں کے بیٹوں کے مقابلہ میں اول انعام جیتا: "جانبداری کے ذریعہ نہیں، بلکہ اپنی شجاعت کے بل بوتے پر"[5] اس مقابلے میں اس کی زرہ بکتر پر ایک فرانسیسی نعرہ "*Le temps revient*" لکھا ہوا تھا جو نشاۃ ثانیہ کا عنوان قرار دیا جا سکتا ہے--- "سنہری دور کی واپسی۔" اس اثناء میں اس نے دانتے اور پیترارک کے انداز میں سانیٹ لکھنے شروع کیے اور رواج کے مطابق محبت کے متعلق لکھنے کے لیے طبقہ اشراف میں ہی کوئی ایسی خاتون ڈھونڈی جو شاعرانہ تقاضوں پر پوری اترتی ہو۔ اس نے لوکریزیا ڈوناٹی (Lucrezia Donati) کو چُنا، اور اس کی قابل افسوس پاکدامنی کے سوا اسے ہر حوالے سے سراہا; کیونکہ وہ محبت کو قلم کی حد سے آگے بڑھنے کی اجازت نہیں دیتی تھی۔ پیئرو نے شادی کو عشق کا یقینی علاج خیال کرتے ہوئے نوجوان کو Clarice Orsini سے شادی کرنے پر مائل کیا (1469ء)، اور یوں میڈیچی کو روم کے دو طاقتور ترین خاندانوں میں سے ایک کے ساتھ متحد کر دیا۔ اس موقعہ پر میڈیچی نے مسلسل تین روز تک سارے شہر کو ضیافت دی، اور پانچ ہزار پونڈ مٹھائی استعمال ہوئی۔

کوسیمو نے نوجوان کو امور عامہ سے نمٹنے کا کچھ موقع فراہم کیا تھا، اور برسر اقتدار

پیئر و نے مالیات اور حکومت میں اس کی ذمہ داریاں بڑھائیں۔ پیئر و کی موت پر لودینتسو نے خود کو فلورنس اور شاید اِٹلی کا امیر ترین آدمی پایا۔ اپنی دولت اور کاروبار کا انتظام کرنا اس کے نوجوان کندھوں پر کافی بھاری بوجھ ہوگا' اور اب جمہوریہ کو اپنی حاکیت دوبارہ منوانے کا موقع ہاتھ آ گیا تھا۔ لیکن میڈیچی خاندان کے نوکروں' مقروضوں' دوستوں اور عہدیداروں کی تعداد اتنی زیادہ تھی اور وہ میڈیچی اقتدار کو جاری رکھنے کے معاملے میں اس قدر پریشان تھے کہ پیئر و کی موت کے دو روز بعد سرکردہ شہریوں کا ایک نمائندہ وفد لودینتسو کے گھر پر گیا اور اسے ریاست کی سربراہی سنبھالنے کو کہا۔ میڈیچی فرم کے مالیاتی امور شہر کے مالیاتی امور میں اس قدر اُلجھے ہوئے تھے کہ اسے سیاسی اقتدار دشمنوں کے ہاتھوں میں چلے جانے پر اپنی بربادی کا خطرہ تھا۔ اس نے اپنی کم عمری پر اعتراض کرنے والوں کا منہ بند کرنے کی خاطر تمام اہم امور پر مشورہ لینے کی غرض سے تجربہ کار شہریوں کی ایک مجلس بنا دی۔ وہ اپنے سارے کیریئر کے دوران مجلس سے مشاورت کرتا رہا' لیکن جلد ہی اتنی قوت فیصلہ دکھائی کہ کسی نے پھر شاذ و نادر ہی اس کی قیادت پر سوال اٹھایا۔ اس نے اپنے چھوٹے بھائی کو بھی اقتدار میں فراخدلانہ حصہ دیا: لیکن گلیانو کو موسیقی اور شاعری' نیزہ بازی کے مقابلوں اور محبت کا شوق تھا: اس نے لودینتسو کا شکریہ ادا کیا اور حکومت کی پریشانیاں اور عزت افزائیاں بخوشی اسے دے دیں۔ لودینتسو نے بھی کوسیمو اور پیئر و کی طرح حکومت کی' (1490ء) ایک نجی شہری کی حیثیت برقرار رکھی' لیکن پالیسیاں ایک "*balia*" سے منظور کرواتا تھا جس میں اس کے حمایتوں کو محفوظ اکثریت حاصل تھی۔ آئین کے تحت *balia* کو قطعی لیکن عارضی اختیار حاصل تھا: لیکن میڈیچی کے تحت یہ مستقل طور پر "70 کی مجلس" بن گئی۔

شہری مطمئن ہو گئے' کیونکہ خوشحالی جاری رہی۔ جب مِیلان کا ڈیوک گلیازو ماریا سفورتسا (Galeazzo Maria Sforza) 1471ء میں فلورنس کے دورے پر آیا تو شہر میں دولت کے آثار دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اس آرٹ نے اُسے اور بھی زیادہ حیران کیا جو کوسیمو' پیئر و اور لودینتسو نے میڈیچی محل اور باغات میں جمع کیا تھا۔ یہاں مجسموں' صراحیوں' موتیوں' تصاویر' سنہری نقاشی والے مسودوں اور قدیم تعمیراتی

نمونوں پر مشتمل ایک میوزیم بن چکا تھا۔ گلیازو نے پورے وثوق سے کہا کہ اس نے صرف اس ایک جگہ پر پورے اٹلی سے بھی زیادہ اعلیٰ تصاویر دیکھی تھیں۔ نشاۃ ثانیہ کے اس مخصوص آرٹ میں فلورنس اس قدر آگے بڑھ چکا تھا۔ میڈیچی کے مقدر اس وقت اور بھی چمکے جب (1471ء) لورینتسو سکسٹس IV کو پوپ بننے پر مبارکباد کہنے کے لیے اہل فلورنس کا ایک وفد لے کر روم گیا۔ جواب میں سکسٹس نے پاپائی مالیات کے لیے میڈیچی انتظامیہ کی تجدید کر دی۔ پانچ سال قبل پیئرو نے چیویٹا ویکیا (Civitavecchia) کے قریب پاپائی کانوں کو کھودنے کا نفع بخش حق اپنے خاندان کو دلایا تھا۔ یہاں سے قیمتی پھٹکری (alum) نکلتی تھی جسے کپڑا رنگنے میں استعمال کیا جاتا۔

لورینتسو نے روم سے واپس آتے ہی پہلے بڑے بحران کا سامنا کیا' مگر کامیابی کے ساتھ نہیں۔ وولٹیرا (Volterra) کے علاقہ --- فلورنسی قلمرو کا ایک حصہ --- میں پھٹکری کی ایک کان نجی ٹھیکیداروں کو پٹے پر دی گئی تھی جن کا تعلق غالباً میڈیچی کے ساتھ تھا۔ جب کان بہت فائدہ مند ثابت ہوئی تو وولٹیرا کے شہریوں نے اپنی میونسپل آمدنی کے لیے منافع میں سے حصہ مانگ لیا۔ ٹھیکیداروں نے احتجاج کیا اور فلورنس کی مجلس بلدیہ سے مدد مانگی; مجلس نے یہ اعلان کر کے مسئلے کو دوگنا کر دیا کہ سارے منافعے ساری فلورنسی ریاست کے خزانہ میں جمع ہونے چاہئیں۔ وولٹیرا نے فرمان کو مسترد کردیا' اپنی خودمختاری کا اعلان کیا اور سقوط کی مخالفت کرنے والے متعدد شہریوں کو موت کے گھاٹ اتارا۔ فلورنس کی کونسل میں توماسو سوڈرینی (Tommaso Soderini) نے مصالحاتی اقدامات تجویز کیے; لورینتسو نے یہ تجاویز اس بنیاد پر مسترد کر دیں کہ یوں ہر کہیں حکم عدولی اور علیحدگی کے جذبات کو تقویت ملے گی۔ اس کے مشورے پر بغاوت کو بزور کچلا گیا اور فلورنسی بھاڑے کے سپاہیوں نے قابو سے باہر ہو کر باغی شہر کو لوٹ لیا۔ لورینتسو فوراً وولٹیرا آیا اور امن و امان بحال کرنے اور تلافیاں کرنے کی بہتیری کوشش کی لیکن یہ واقعہ ہمیشہ اس کے دامن کا داغ بنا رہا۔

اہل فلورنس نے فوراً وولٹیرا سے اپنے سخت رویہ کی معافی مانگی' اور 1472ء میں وہاں قحط دور کرنے کے لیے فوری طور پر غلے کی بڑی مقدار بھیج کر انہیں رضامند کر

لیا۔ جب لورینتسو نے شمالی اِٹلی کا امن مستحکم بنانے کی خاطر وینس اور مِیلان سے اتحاد کیا تو اہل فلورنس بھی بہت خوش ہوئے۔ پوپ سِکسٹس کو زیادہ خوشی نہ ہوئی: اگر ایک مضبوط اور متحد شمالی اِٹلی پاپائی ریاستوں کو ایک طرف سے گھیر لیتا اور نیپلز کی بادشاہت دوسری طرف خطرہ بن کر منڈلاتی رہتی تو کمزور دنیاوی قوت میں پاپائیت کو بھی چین نصیب نہیں ہو سکتا تھا۔ جب سِکسٹس کو معلوم ہوا کہ فلورنس بولونیا اور راوینا کے درمیان واقع ایمولا کا شہر اور علاقہ خریدنے کی کوشش کر رہا ہے تو اسے شبہ گذرا کہ لورینتسو نے فلورنسی علاقے کو ایڈریاٹک تک وسعت دینے کا منصوبہ بنایا ہے۔ سِکسٹس نے جلد ہی ایمولا کو قانونی طور پر--- حقیقتاً شاذ و نادر ہی--- پوپس کے مطیع شہروں کی لڑی میں شامل کر لیا۔ اس سودے میں اس نے Pazzi بنکنگ فرم کی خدمات اور فنڈز استعمال کیے جو میڈیچی کی سب سے طاقتور حریف بن چکی تھی: اس نے پاپائی محصولات کا انتظام کرنے کی فائدہ بخش سہولت لورینتسو سے لے کر Pazzi کو دے دی اور میڈیچی کے دو دشمنوں--- گیرولامو ریاریو اور فرانسکو سالویاتی--- کو بالترتیب ایمولا کا حاکم اور فلورنس کے مطیع پیسا کا آرچ بشپ تعینات کر دیا۔ اس نے جواب میں ایسے عجلتی اقدامات کیے کہ کوسیمو کبھی بھی ایسا نہ کرتا: اس نے Pazzi فرم کو تباہ کرنے کی خاطر اقدامات کیے اور پیسا کو حکم دیا کہ سالویاتی کو اپنے کلیسیائی نظام سے خارج کر دے۔ پوپ اس قدر غصے میں آیا کہ اس نے لورینتسو کو معزول کرنے کے لیے Pazzi' ریاریو اور سالویاتی کے منصوبے پر رضامندی ظاہر کر دی: اس نے نوجوانوں کو قتل کرنے کی اجازت نہ دی' لیکن سازشیوں کی نازک مزاجی کو اپنے راستے کی رکاوٹ نہ سمجھا۔ انہوں نے مذہبی معقولیت سے قطعی لاتعلق ہو کر لورینتسو اور گلیانو کو ایسٹر سنڈے (26 اپریل 1478ء) کے دن کیتھیڈرل میں اجتماعی دعا کے موقع پر عین اس وقت قتل کرنے کا منصوبہ بنایا جب پادری "میزبان" کو سب کے سامنے کھڑا کرتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی سالویاتی اور دیگر افراد نے پلازو ویکیو پر قبضہ جما کر مجلس بلدیہ کو باہر نکالنا تھا۔

مقررہ دن پر لورینتسو عادت کے مطابق ہتھیاروں اور محافظوں کے بغیر کیتھیڈرل میں داخل ہوا۔ گلیانو کو آنے میں ابھی دیر تھی' لیکن فرانسکو ڈی پازی اور

برنارڈو بانڈینی (جس نے اسے قتل کرنے کا بیڑہ اٹھایا تھا) اس کے گھر گئے' لطیفے سنا کر اسے محفوظ کیا اور کلیساء چلنے پر مائل کیا۔ کلیساء میں جونہی پادری نے میزبان کو پیش کیا تو بانڈینی نے گلیانو کے سینے میں خنجر گھونپ دیا۔ وہ زمین پر گرا اور فرانسسکو ڈی پازی نے اس کے اوپر سوار ہو کر اس قدر دیوانگی کے عالم میں پے در پے وار کیے کہ اپنی ٹانگ بھی زخمی کرلی۔ دریں اثناء انٹونیو دا وولٹیرا اور ایک پادری سٹیفانو نے خنجر لے کر لورینتسو پر حملہ کیا۔ اس نے اپنی بازوؤں سے بچاؤ کیا اور معمولی سا ہی زخمی ہوا... اِردگرد موجود دوستوں نے اسے گھیرے میں لے کر ایک سیکرسٹی میں پہنچا دیا' جبکہ حملہ آور غضبناک ہجوم کے پنجوں سے بچ نکلے۔ گلیانو کی لاش میڈیچی محل میں لے جائی گئی۔

ابھی کیتھیڈرل میں یہ تقریبات جاری تھیں کہ آرچ بشپ سالویاتی' Iacopo de Pazzi اور تقریباً 100 مسلح افراد پلازو ویکیو کی جانب بڑھے۔ انہوں نے "*Popolo! Liberta!*" کے نعرے لگا کر لوگوں کو بھڑکانے کی کوشش کی۔ لیکن اس بحران میں لوگ "گیند زندہ باد" کے نعرے لگاتے ہوئے میڈیچی کے وفادار رہے (گیند میڈیچی خاندان کی علامت تھی)۔ جب سالویاتی محل میں داخل ہوا تو علم بردار Cesare Petrucci نے اسے ضرب لگا کر ڈھیر کر دیا۔ ایک انسانیت پسند کے بیٹے Iacopo di Poggio کو محل کی کھڑکی سے لٹکا کر پھانسی دے دی گئی؛ اور سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آجانے والے متعدد سازشیوں کو وفادار محافظوں نے پکڑ کر کھڑکیوں سے نیچے پتھر کے فرش پر پھینک دیا۔ لورینتسو حفاظتی عملے کے ہمراہ نمودار ہوا تو لوگ کھل اُٹھے اور سازش میں شریک مشکوک افراد کے خلاف تشدد کرنے لگے۔ خون بہنے سے کمزور ہو چکے فرانسسکو ڈی پازی کو بستر سے اٹھا کر آرچ بشپ کے ساتھ پھانسی دے دی گئی جس نے موت کے کرب میں فرانسسکو کے کندھے پر دانت کاٹ لیا Iacopo de Pazzi' خاندان کے بوڑھے اور معزز سربراہ کا برہنہ بدن گلیوں میں گھسیٹا اور دریائے آرنو میں پھینک دیا گیا۔

سکسٹس IV نے ایک آرچ بشپ کی پھانسی پر بوکھلا کر لورینتسو' علم بردار اور فلورنس کے مجسٹریٹوں کو دین بدر کیا' اور سارے فلورنسی علاقوں میں مذہبی رسومات کی

ادائیگی معطل کر دی۔ کچھ پادریوں نے اس حکم امتناعی پر احتجاج کیا اور بلا سوچے اقدام پر پوپ کی مذمت میں ایک دستاویز جاری کی۔ سکٹس کی صلاح پر نیپلز کے بادشاہ فرڈی نینڈ اول فیرانتے نے ایک ایلچی فلورنس روانہ کر کے مجلس بلدیہ اور شہریوں پر زور دیا کہ لورینتسو کو پوپ کے حوالے کر دیں' یا کم از کم شہر بدر ہی کر دیں۔ لورینتسو نے مجلس بلدیہ کو تعمیل کرنے کا مشورہ دیا لیکن مجلس نے فرڈی نینڈ کو جواب بھیجا کہ فلورنس اپنے سربراہ کو دشمنوں کے ہاتھ میں دینے کی بجائے ہر مشکل کا سامنا کرے گا۔ سکٹس اور فیرانتے نے اب فلورنس پر جنگ مسلط کر دی(1479ء)۔ بادشاہ کے بیٹے الفونسو نے Poggibonsi کے قریب فلورنسی فوج کو شکست دی اور علاقے میں لوٹ مچائی۔

کچھ ہی دیر بعد فلورنس کے لوگ اس مہم کا خرچہ پورا کرنے کے لیے عائد کردہ محصولات کی شکایت کرنے لگے' اور لورینتسو نے محسوس کیا کہ کوئی برادری صرف ایک فرد کی خاطر زیادہ عرصہ تک قربانی نہیں دے گی۔ اس نے ایک انوکھا اور ناقابل پیشگوئی فیصلہ کیا۔ وہ پیسا سے روانہ ہو کر بذریعہ بحری جہاز نیپلز پہنچا اور بادشاہ کے پاس لے جائے جانے کا کہا۔ حال ہی میں *Condottiere* (کرائے کے فوجیوں کا کپتان) Francesco Piccinino شاہی مہمان کی حیثیت سے نیپلز بلوا کر قتل کیا گیا تھا۔ لورینتسو نے فلورنس کو درپیش مشکلات کا واضح الفاظ میں اعتراف کر لیا: لیکن یہ بھی کہا کہ نیپلز کے لیے یہ بات خطرے سے خالی نہیں کہ فلورنسی علاقوں کو منتشر کر کے پاپائیت کو مستحکم بنایا جائے کیونکہ یہ وہ نیپلز کو اپنی پاپائی اور محصولاتی جاگیر ہونے کا پرانا دعویٰ دوبارہ منوانے کے قابل ہو جائے گی۔ ترک خشکی اور سمندر کے راستے سے مغرب کی جانب بڑھتے چلے آ رہے تھے; وہ کسی بھی لمحے اِٹلی اور فیرانتے کے ایڈریاٹک علاقوں پر حملہ آور ہو سکتے تھے; اس بحران میں اِٹلی کو اندرونی نفرت اور جنگ کے ساتھ تقسیم نہیں کرنا چاہیے۔ فیرانتے نے اپنی طرف سے کوئی وعدہ نہ کیا' لیکن احکامات جاری کیے کہ لورینتسو کو ایک قیدی اور معزز مہمان بنا کر رکھا جائے۔

فلورنسی دستوں کے خلاف الفونسو کی مسلسل فتوحات نے لورینتسو کا مشن مزید مشکل بنا دیا۔ دوسری طرف سکٹس بھی بار بار درخواستیں کر رہا تھا کہ لورینتسو کو

پاپائی قیدی کی حیثیت سے روم بھیجا جائے۔ لورینتسو تین روز تک سوچ میں ڈوبا رہا۔ اس نے جان لیا تھا کہ ناکامی کا مطلب غالباً اس کی موت اور فلورنس کی خود مختاری کا خاتمہ ہو گا۔ اس دوران اس نے اپنی مہمان نوازی اور فراخدلی' خوش اخلاقی اور بزلہ سنجی کے ذریعہ دوست پیدا کر لیے۔ اس نے ریاست کے وزیر کاؤنٹ Caraffa کا دل جیت لیا اور اس کی حمایت حاصل کی۔ فیرانتے نے اپنے قیدی کی شائستگی اور کردار کو سراہا' وہ بدیہی طور پر بڑا ایماندار اور شستہ آدمی تھا؛ اس قسم کے آدمی کے ساتھ پُرامن سلوک نے نیپلز کے لیے فلورنس کی دوستی یقینی بنا دی۔ فیرانتے نے لورینتسو کے ساتھ ایک معاہدہ طے کیا' اسے ایک شاندار گھوڑا دیا اور نیپلز سے بحری جہاز پر روانہ ہونے کی اجازت دے دی۔ جب فلورنس کو پتہ چلا کہ لورینتسو معاہدۂ امن کر کے آیا ہے تو اس کا پُرجوش اور والہانہ استقبال کیا۔ سکسٹس غضبناک ہوا اور تنہا ہی جنگ جاری رکھنا چاہی۔ لیکن جب فاتح قسطنطنیہ محمد II نے Otranto کے مقام پر اپنی فوج اتاری (1480ء) اور دھمکی دی کہ وہ اٹلی پر دھاوا بول کر لاطینی عیسائیت کے قلعے پر قبضہ کر لے گا تو سکسٹس نے اہل فلورنس کو مذاکرات کی دعوت بھیجی۔ ان کے سفیروں نے پوپ کو بجا تعظیم دی' پوپ نے انہیں مناسب انداز میں ڈانٹا' معاف کیا اور ترکوں کے خلاف 15 جنگی جہاز تیار کر کے امن قائم کرنے کا کہا۔ اس ساعت کے بعد لورینتسو فلورنس کا بے مقابلہ مالک بن گیا۔

III۔ عالی شان لورینتسو

اب اس نے عہد جوانی کے مقابلہ میں نرمی کے ساتھ حکومت کی۔ وہ ابھی اپنی عمر کے چوتھے عشرے میں ہی داخل ہوا تھا' لیکن نشاۃ ثانیہ کی بھٹی میں آدمی بہت جلدی پک کر کندن بنے۔ وہ خوبصورت نہ تھا: اس کی بڑی سی چپٹی ناک بالائی ہونٹ کے اوپر سے اٹھی اور پھر ایک طرف کو مڑی ہوئی تھی؛ رنگت گہری تھی؛ تیکھے ابرو اور بھاری جبڑا اس کی ملنساری' نیک دلی' زیرکی' شاعرانہ حساسیت کو جھٹلاتا تھا۔ لمبے قد' چوڑے چکلے شانوں اور مضبوط جسم کے ساتھ وہ ریاست کار سے زیادہ ایتھلیٹ لگتا تھا؛ اور درحقیقت اس نے جسمانی کھیلوں میں کسی کو شاذ و نادر ہی سبقت حاصل کرنے دی تھی۔

وہ اپنے رتبے کی وجہ سے ناگزیر عظمت برقرار رکھتا' لیکن نجی دوستوں کی محفل میں اپنی طاقت اور دولت کو بھول جاتا۔ اپنے بیٹے لیو X کی طرح اس نے بھی لطیف ترین آرٹ اور سادہ ترین لطیفوں سے لطف اٹھایا۔ وہ Pulci کے سامنے ایک مزاحیہ شخص' پولیشان کے سامنے ایک باطنی' بوٹی چیلی کے سامنے حسن پرست' Squarcialupi کے سامنے موسیقار' اور جشن کے موقع پر سب سے زیادہ ہلہ گلا کرنے والا شخص تھا۔ فیچنو کے نام اس نے لکھا: "جب عوامی جھگڑے سلجھاتے سلجھاتے میرا ذہن پریشان ہو جاتا ہے اور شورش انگیز شہریوں کے ہتھیاروں کی آواز میرے کانوں کو بے حس کر دیتی ہے' تو میں سائنس میں سکون پائے بغیر اس جدوجہد کو جاری کیسے رکھ سکتا ہوں؟" سائنس سے اس کی مراد علم کی تمام صورتیں ہیں۔[۵۴]

اس کے اخلاقی اصول بھی اس کے ذہن جیسے مثالی نہ تھے۔ اپنے بہت سے معصروں کی طرح وہ بھی مذہبی عقیدے کو زندگی سے لطف اندوزی کی راہ میں رکاوٹ نہیں بننے دیتا تھا۔ اس نے بدیہی خلوص کے ساتھ حمدیہ نظمیں لکھیں' لیکن پھر کسی خلش کے بغیر شہوت پرستانہ محبت کے گیت لکھنے لگا۔ وہ مسرتوں کو گنوانے کے سوا شاذ و نادر ہی کسی چیز کے لیے پچھتاتا نظر آتا ہے۔ اس نے سیاسی وجوہ کی بناء پر تذبذب کے ساتھ بیوی کو قبول کیا' لیکن اسے محبت سے زیادہ احترام دیتا تھا اور رواج کے مطابق بدکاری سے لطف اندوز ہوتا رہتا۔ لیکن کسی ناجائز بچے کا باپ نہ بننا اس کی وجہ امتیاز قرار دیا جاتا ہے۔ اس کی کاروباری اخلاقیات پر بحث ابھی تک جاری ہے۔ کوئی بھی اس کی فیاضی اور فراخدلی پر سوال نہیں اٹھاتا۔ وہ ہر تحفے کے جواب میں زیادہ مہنگا تحفہ دیئے بغیر چین سے نہیں بیٹھتا تھا۔ اس نے درجن بھر مذہبی منصوبوں میں سرمایہ لگایا' بے شمار آرٹسٹوں' محققین اور شاعروں کی کفالت کی اور ریاست کو بہت بڑی بڑی رقوم ادھار دیں۔ Pazzi سازش کے بعد اس نے دیکھا کہ عوامی اور نجی ادائیگیوں کے باعث اس کی فرم اپنے فرائض پورے کرنے کے قابل نہیں رہی: تب ایک مہربان کونسل نے اس کے قرضے ریاستی خزانے سے ادا کرنے کے لیے ووٹ ڈالے (1480ء)۔ یہ بات واضح نہیں کہ یہ عوامی امور پر خرچ کیے گئے نجی فنڈز کی منصفانہ واپسی تھی[۵۵] یا سیدھی سادی مالی بدعنوانی[۵۶]: اس کی وجہ سے لورینتسو کی مقبولیت کم نہ ہونے کا امر دلالت کرتا ہے

کہ گڑبڑ زیادہ بڑی نہیں تھی۔ لوگ اس کی دولت' پُرتعیش گھر گرہستی' اور سخاوت کو دیکھ کر ہی اسے "عالیشان" (Il Magnifico) کہتے تھے۔

لورینتسو کی ثقافتی سرگرمیوں کے باعث اس کی فرم کا دور دراز علاقوں میں کاروبار متاثر ہوا۔ نمائندے اس کی مصروفیت کا فائدہ اٹھا کر فضول خرچی اور دھوکا بازی کرنے لگے۔ اس نے آہستہ آہستہ کاروبار میں سے سرمایہ نکال کر اور زمین و جائیداد خرید کر اپنے خاندان کا مقدر بچا لیا۔ وہ اپنے فارموں اور باغات کی نگرانی خود کرنے میں مسرت حاصل کرتا اور فلسفے کی طرح کھاد سے بھی واقفیت رکھتا تھا۔ Careggi اور پوجیو کے مقام پر اس کے دیہی بنگلوں کے آس پاس کی زمینوں کو سائنسی طریقے سے سیراب کیا اور زرخیز بنایا جاتا تھا; وہ زمینیں زرعی معیشت کا مثالی نمونہ بن گئیں۔

اس کے دور حکومت میں فلورنس کی اقتصادی زندگی پھلتی پھولتی رہی۔[۷] شرح سود گر کر 5 فیصد تک آ گئی۔ اور لورینتسو کے کیریئر کے آخری دنوں تک تجارتی سرگرمی ترقی کرتی رہی' مگر تب ٹیکسٹائل کی برآمدی تجارت میں انگلینڈ ایک باعث پریشانی مقابل بن کر ابھرا۔ اس کی امن پالیسی نے خوشحالی کو زیادہ فروغ دیا' اس کی حکومت کے دوسرے عشرے کے دوران قوت کے توازن نے اِٹلی میں امن قائم رکھا۔ ترکوں کو اِٹلی سے باہر نکالنے کے لیے فلورنس بھی دیگر اطالوی ریاستوں کے ساتھ مل گیا; یہ کام مکمل کر کے لورینتسو نے نیپلز کے فیرانتے اور میلان کے گلیازو سفورتسا کو فلورنس کے ساتھ مشترکہ دفاع کا سمجھوتہ کرنے پر مجبور کیا; جب پوپ انوسینٹ VIII اس لیگ میں شامل ہوا تو بیشتر چھوٹی چھوٹی ریاستوں نے بھی وابستگی اختیار کر لی; وینس الگ تھلگ رہا' لیکن وہ اتحادیوں کے خوف سے اچھا رویہ اپنانے پر مجبور تھا; اس طرح کچھ مختصر وقفوں کے ساتھ اِٹلی کا امن لورینتسو کی موت تک برقرار رہا۔ دریں اثناء اس نے کمزور ریاستوں کو طاقتور ریاستوں سے تحفظ دینے کے لیے اپنا تمام اثر و رسوخ استعمال کیا' ریاست کے اندرونی مفادات اور جھگڑوں میں مصالحت پیدا کی اور ہر برائی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا۔[۸] اس پُرمسرت عشرے (90–1480ء) میں فلورنس سیاست' ادب اور آرٹ میں اپنے نقطۂ کمال کو پہنچا۔

علاقائی لحاظ سے لورینتسو نے "70 کی کونسل" (Consiglio di Settanta) کے ذریعہ حکومت کی۔ 1480ء کے آئین کی رو سے اس 70 کی کونسل میں اُس سال کی مجلس بلدیہ کے منتخب کردہ 30 اور ان 30 کے منتخب کردہ دیگر 40 افراد شامل تھے۔ رکنیت تاحیات تھی' اور آسامیاں انتخاب شریک (Co-optation) کے ذریعہ پُر کی جاتی تھیں۔ اس انتظام کے تحت مجلس بلدیہ اور علم بردار کو صرف کونسل کے ایگزیکٹو ایجنٹس کے طور پر حاکمیت حاصل تھی۔ عوامی پارلیمنٹ اور انتخابات کو غیر ضروری سمجھ کر ترک کر دیا گیا۔ مخالفت مشکل تھی کیونکہ لورینتسو نے اس کا پتہ چلانے کے لیے سراغ رساں چھوڑ رکھے تھے' اور وہ اپنے مخالفین کو مالی طور پر تنگ کرنے کے وسائل بھی رکھتا تھا۔ پرانے گروہ خاموش بیٹھے رہے; جرم نے سر چھپا لیا: نظم و ضبط بڑھتا گیا جبکہ آزادی گھٹتی رہی۔ اس دور کے ایک آدمی نے لکھا: "ہمارے ہاں کوئی ڈکیتیاں' رات کے ہنگامے اور قتل و غارت نہیں ہوتی۔ دن یا رات کے وقت ہر شخص مکمل تحفظ کے ساتھ اپنے امور سرانجام دیتا ہے۔"[9] گوپچارڈینی نے کہا' "اگر فلورنس کو کبھی کسی آمر کی ضرورت پڑتی تو اسے اس سے زیادہ بہتر یا زیادہ مسرور کن آمر نہیں مل سکتا تھا۔"[10] تاجروں نے اقتصادی خوشحالی کو سیاسی آزادی پر ترجیح دی; پرولتاریہ عوامی تعمیراتی منصوبوں میں مصروف رہے' اور اس وقت تک ڈکٹیٹر شپ کو نظرانداز کر دیا جب تک لورینتسو انہیں روٹی اور تفریحات مہیا کرتا رہا۔ کھیلوں کے مقابلے امیر کو لبھاتے' گھڑ دوڑ بورژوازی کو جوش و خروش عطا کرتی اور میلے ٹھیلے عوام کا دل بہلاتے تھے۔

اہل فلورنس کا رواج تھا کہ وہ میلے کے دنوں میں مزاحیہ یا خوف ناک ماسک پہن کر گلیوں میں گھومتے' مزاحیہ یا شہوانی گیت گاتے اور *trionfi* کا اہتمام کرتے۔۔۔ trionfi کی رسم میں اساطیری یا تاریخی کرداروں اور واقعات کو سجے ہوئے اور رنگ برنگ فلوٹس پر پیش کیا جاتا تھا۔ لورینتسو کو یہ رسم بہت پسند تھی' لیکن بدنظمی کے رجحان کی وجہ سے اس پر بددلی کا اظہار کرنے لگا: اس نے سرکاری اجازت اور حکم کی قدغن لگا کر اسے بانظم کرنے کا ارادہ کیا۔ اس کی حکومت میں میلے ٹھیلے فلورنسی زندگی کا مقبول ترین عنصر بن گئے۔ وہ سرکردہ آرٹسٹوں کو رتھ' بینر اور لباس ڈیزائن کرنے پر

لگاتا: وہ اور اس کے دوست نغمے ترتیب دیتے: اور ان نغمات سے تہوار کی اخلاقی چھوٹ منعکس ہوتی تھی۔ لورینتسو کے میلوں میں سے مشہور ترین "باخوس کی فتح" تھا' جس میں ٹھاٹھوں (Floats) کے جلوس میں خوبصورت کنواری دوشیزائیں شامل ہوتیں اور بیش قیمت کپڑوں میں ملبوس نوجوان گھوڑوں پر سوار ہو کر چلتے۔ یہ جلوس Pont Vecchio سے کیتھیڈرل کے سامنے کشادہ احاطے میں آتا' مترنم آوازیں مل کر گیت گاتیں' لورینتسو نے جھانجھوں اور نفیریوں کی سنگت میں اپنی لکھی ہوئی ایک نظم بھی گائی جس نے کیتھیڈرل کا ماحول بدل کر رکھ دیا:

1۔ جوانی خوبصورت اور دکھ سے پاک ہے'
لیکن یہ پل بھر میں بیت جاتی ہے۔
جوانو اور دوشیزاؤ' آج کا لطف اٹھاؤ:
تم کل کے بارے میں نہیں جانتے۔

2۔ یہ ہے باخوس اور روشن
اری ایڈنی' سچے عاشق!
وقت گذرتے رہنے کے باوجود
وہ ایک دوسرے میں نئی مسرتیں ڈھونڈتے ہیں۔

3۔ ان کی یہ حسینائیں اور خدمت گار
ہر وقت چھٹی مناتے رہتے ہیں۔
جوانو اور دوشیزاؤ' آج کا لطف اٹھاؤ:
تم کل کے بارے میں نہیں جانتے۔

4۔ خواتین اور شوخ عاشق جوان ہیں!
باخوس زندہ باد' خواہش سلامت رہے!
ناچو اور کودو' گیت گاتے رہو:

اپنی چھاتیوں میں محبت کی آگ جلاؤ۔

5۔ کل کو نجانے کیا ہو گا۔
جوانو اور دوشیزاؤ' آج کا لطف اٹھاؤ؛
تم کل کے بارے میں نہیں جانتے۔[11]

اس قسم کی نظمیں اور رنگ رلیاں اس الزام کو کچھ حد تک حق بجانب ٹھہراتے ہیں کہ لورینتسو نے فلورنسی جوان کو خراب کیا۔ غالباً وہ لورینتسو کے بغیر بھی "خراب" ہو جاتا؛ وینس' فیرارا اور میلان کی اخلاقی حالت بھی فلورنس سے کچھ بہتر نہ تھی؛ میڈیچی بنک کاروں کے دور میں اخلاقیات بعدازاں میڈیچی پوپس کے روم کی نسبت بہتر تھی۔

لورینتسو کی جمالیاتی حسیں اخلاقیات کے مقابلہ میں کہیں زیادہ تیز تھیں۔ شاعری اس کا اولین شوق تھی' اور اس کی نظمیں اپنے عہد کی بہترین نظموں کے مقابلہ کرتی تھیں۔ اس سے برتر واحد شخص پولیشان (Politian) ابھی تک لاطینی اور اطالوی زبانوں کے درمیان مضطرب کھڑا تھا' لیکن لورینتسو کی نظموں نے مقامی لوگوں کی نظر میں ادب کی وہ اولین حیثیت بحال کی جو دانتے نے قائم اور انسانیت پسندوں نے ترک کر دی تھی۔ اس نے پیترارک کے سانیٹس کو لاطینی کلاسیکس کی عشقیہ شاعری پر فوقیت دی' حالانکہ وہ یہ کلاسیکس بڑی آسانی سے اصل زبان میں پڑھ سکتا تھا؛ اور ایک سے زیادہ مواقع پر اس نے خود بھی سانیٹ لکھے جو پیترارک کی "Canzoniere" میں شامل کیے جا سکتے تھے۔ لیکن اس نے شاعرانہ عشق کو سنجیدگی سے نہ لیا۔ اس نے دیہاتی ماحول کے بارے میں زیادہ دل لگا کر لکھا کیونکہ ان علاقوں میں اس کی ٹانگوں کو ورزش اور ذہن کو سکون لینے کا موقع نصیب ہوتا تھا۔ اس کی بہترین نظم میں دیہی علاقہ کے جنگلوں اور دریاؤں' درختوں اور پھولوں' ریوڑوں اور گڈریوں کا ذکر ملتا ہے۔ "terza rima" میں اس کے لکھے ہوئے کچھ ٹکڑوں نے کاشتکار طبقہ کی سادہ زبان کو شاندار نثر کی عظمت تک پہنچایا؛ کبھی کبھار اس نے مضحکہ خیز ناٹک لکھے؛ اور پھر اپنے

بچوں کے لیے ایک مذہبی کھیل اور کچھ حمدیہ گیت تحریر کیے۔ لیکن اس کی سب سے خاص نظم "جشن مسرت کے گیت" تھی جس سے مسرت کو جائز حیثیت دینے اور نیک چلنی کی ناپسندیدگی کے جذبات ظاہر ہوتے ہیں۔ کوئی بھی چیز اس ایک مرکزی کردار کی تصویر سے زیادہ بہتر طور پر اطالوی نشاۃ ثانیہ کی پیچیدگی اور تنوع' اخلاقیات اور آداب کی وضاحت نہیں کر سکتی۔۔ وہ ریاست کی حکومت چلاتا' کاروبار پر نظر رکھتا' ٹورنامنٹ میں حصہ لیتا' شاندار شاعری لکھتا' آرٹسٹوں اور اہل قلم کی بے مثال سرپرستی کرتا' محققین اور فلسفیوں' کاشتکاروں اور مسخروں میں گھل مل جاتا' میلے کے جلوسوں میں شریک ہوتا' فحش گیت گاتا' محبوباؤں سے دل لگی کرتا' حمدیہ نظمیں لکھتا اور ایک پوپ کا باپ بنتا ہوا نظر آتا ہے۔ اس نے اپنے دور کے عظیم ترین اور امیر ترین اطالوی کے طور پر سارے یورپ میں عزت حاصل کی۔

IV۔ ادب: پولیشان کا عہد

اب فلورنس کے اہل ادب نے لورینتسو کی مدد اور مثال سے حوصلہ پاکر زیادہ سے زیادہ اطالوی کتابیں تحریر کیں۔ آہستہ آہستہ انہوں نے وہ ٹسکنی ادب متشکل کیا جو سارے جزیرہ نما کا ماڈل اور معیار بن گیا۔۔۔ محب وطن Varchi لکھتا ہے' "یہ ادب اِٹلی کی زبانوں بلکہ دنیا بھر میں بولی جانے والی بولیوں میں سب سے بھرپور' مہذب اور خوبصورت ہے۔"[12]

لیکن لورینتسو نے اطالوی ادب کو نئی زندگی دیتے وقت اپنے دادا کی مہم پر بڑے جوش و خروش سے عمل کرتے ہوئے فلورنسی محققین کے لیے یونان و روم کے تمام کلاسیکس اکٹھے کرنا جاری رکھا۔ اس نے پولیشان اور جان لزارس (Lascaris) کو مسودے خریدنے کے لیے اِٹلی کے مختلف شہروں اور دیگر ملکوں میں بھی بھیجا۔ مونٹ ایتھوس کے مقام پر ایک خانقاہ سے لزارس 200 مسودے لایا جن میں 80 کے متعلق مغربی یورپ کو کچھ بھی علم نہ تھا۔ پولیشان کے مطابق لورینتسو کی خواہش تھی کہ کتابیں خریدنے کی خاطر اپنی ساری جائیداد بیچ ڈالے' حتیٰ کہ فرنیچر بھی رہن رکھ دے۔ اس نے ناقابل خرید کتب کی نقول تیار کرنے کے لیے محرروں کو معاوضہ دیا اور

بدلے میں دیگر محصول جمع کرنے والوں (مثلاً ہنگری کا بادشاہ Matthias Corvinus اور اُربینو کا ڈیوک فیڈر یگو) کو اجازت دی کہ وہ میڈیچی لائبریری میں موجود مسودوں کی نقل کرنے کے لیے اپنے محرر بھیجیں۔ لورینتسو کی موت کے بعد یہ تمام نقول کو سیمو کی کتب کے ساتھ ملاکر سان مارکو خانقاہ میں رکھی گئی تھیں؛ 1495ء میں وہاں مجموعی طور پر 1039 جلدیں تھیں' جن میں سے 460 یونانی زبان میں تھیں۔ بعدازاں' مائیکل اینجلو نے ان کتابوں کے لیے ایک پُرشکوہ گھر ڈیزائن کیا' اور آئندہ نسل نے اسے لورینتسو کے نام پر لارنتیئن لائبریری کا نام دیا۔ جب برنارڈو چینینی نے فلورنس میں ایک پرنٹنگ پریس قائم کیا (1471ء) تو لورینتسو نے اپنے دوست پولیشان یا اُربینو کے فیڈریگو کی طرح اس نئے آرٹ پر توجہ نہ دی؛ لگتا ہے اس نے قابل منتقلی ٹائپ کی انقلابی ممکنات فوراً جان لی تھیں; اور اس نے محققین کو مختلف کتابیں جمع کرنے کے کام پر لگایا تاکہ کلاسیکس کو ہر ممکن درستگی کے ساتھ شائع کیا جاسکے۔ حوصلہ افزائی پاکر بارتو لومیوڈی لبری (Bartolommeo di Libri) نے دمیتریئس چالکونڈائل کی محتاط نگرانی کے تحت ہومر کی "*editio Princeps*" شائع کی۔ جان لزارس نے یوری پیڈیز کی "*editiones Principes*" (1494ء)' "Greek Anthology" (1494ء) اور لوسیان (1496ء) جاری کی; اور کرسٹوفرولانڈینو نے ہوریس (1482ء)' ورجل' پلائنی دی ایلڈر اور دانتے کو ایڈٹ کیا جس کی زبان اور تلمیحات پہلے ہی تفسیر کی متقاضی تھیں۔ ہم روحِ عصر سے اس وقت آگاہ ہوتے ہیں جب ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ کرسٹوفرو کی محققانہ محنتوں کا انعام ایک شاندار گھر کی صورت میں دیا گیا۔

محققین میڈیچی اور دیگر فلورنسیوں کی فراخدلانہ سرپرستی حاصل کرنے کے لالچ میں فلورنس کی جانب کھنچے چلے آئے اور اسے ادبی تعلیم کا مرکز بنا دیا۔ Vespasiano da Bisticci نے فلورنس' اُربینو اور روم میں کتب فروشی اور لائبریری سنبھالنے کا کام کرنے کے بعد "Lives of Illustrious Men" کا فصیح و بلیغ اور عادلانہ سلسلہ مرتب کیا جس میں اپنے عہد کے لکھاریوں اور سرپرستوں کے بارے میں یادداشت لکھی۔ لورینتسو نے نسل کا عقلی ورثہ بڑھانے اور آگے منتقل کرنے کی غرض سے پیسا کی قدیم یونیورسٹی اور فلورنس کی افلاطونی اکیڈمی کو بحال اور وسیع کیا۔

اکیڈمی محض ایک رسمی کالج نہیں بلکہ افلاطون میں دلچسپی رکھنے والے آدمیوں کی انجمن بھی تھی; وہ افراد مخصوص عرصے بعد لورینتسو کے شہری محل یا کریگی کے مقام پر Ficino کے دیہی بنگلے میں ملاقات کرتے' اکٹھے رات کا کھانا کھاتے' افلاطون کے مکالمات مکمل یا جزوی طور پر بہ آواز بلند پڑھتے اور اس کے فلسفے پر بحث مباحثہ کرتے تھے۔ اکیڈمی افلاطون کی مفروضاتی تاریخ پیدائش و وفات' 7 نومبر' تقریباً مذہبی تقدس کے ساتھ مناتی۔ افلاطون کے ایک مجسمہ پر پھول لدے رہتے اور اس کے سامنے ایک چراغ جلتا رہتا' جیسے وہ کوئی دیوتا ہو۔ کرسٹوفرو لانڈینو نے انہی اجلاسوں کو استعمال کرتے ہوئے تخیلاتی بحثوں کی بنیاد پر "*Disputationes Camaldulenses*" لکھی (1468ء)۔ اس نے بتایا کہ کس طرح وہ اور اس کا بھائی Camaldulese راہبوں کی ایک خانقاہ کا دورہ کرتے ہوئے نوجوان لورینتسو اور گلیانو ڈی میڈیچی سے ملے' کیسے وہ ایک رواں چشمے کے قریب گھاس پر بیٹھ گئے' شہری ہلچل اور دیہی علاقے کی پُرسکون زندگی کا موازنہ کیا' اور سرگرم و متفکرانہ کیریئر پر بحث کی' اور کیسے البرٹی دیہی علاقے میں غور و فکر والی زندگی کو سراہتا رہا جبکہ لورینتسو کا خیال تھا کہ پختہ و بالغ ذہن ریاست کی خدمت اور دنیا کے لین دین میں ہی بھرپور کارکردگی دکھا سکتا اور تسکین پا سکتا ہے۔ [۱۳]

افلاطون اکیڈمی کے مباحث میں حصہ لینے والوں میں پولیشان' پیکوڈیلا میرانڈولا (Pico della Mirandola)' مائیکل اینجلو اور مارسیلیو فیچینو بھی شامل تھے۔ مارسیلیو کوسیمو کے دیئے ہوئے کام سے اس حد تک وفادار تھا کہ اپنی ساری زندگی افلاطون کو لاطینی میں ترجمہ کرنے اور افلاطونیت کے بارے میں تحقیق کرنے' پڑھانے اور لکھنے کے لیے وقف کر دی۔ جوانی میں وہ اس قدر دلکش تھا کہ فلورنس کی کنواریاں اُسے دیکھتی رہ جاتیں لیکن وہ ان پر اپنی کتابوں سے کم توجہ دیتا تھا۔ ایک موقع پر تو وہ اپنے مذہبی عقیدے سے بھی ہاتھ دھو بیٹھا; افلاطونیت اُسے برتر اور اعلیٰ لگتی تھی; وہ اپنے طلبہ کو "مسیح کے پیارو" کی بجائے "افلاطون کے پیارو" کہہ کر مخاطب کرتا تھا۔ [۱۴] وہ افلاطون کے مجسمے کے سامنے شمعیں روشن کرتا اور اسے ولی کے طور پر تعظیم دیتا۔ [۱۵] اس ذہنی کیفیت میں اُسے عیسائیت بھی اُن دیگر مذاہب میں سے ایک نظر آئی جنہوں نے

سچائی کے عناصر کو اپنے استعاراتی عقائد اور ظاہری رُسومات کے پردے میں چھپا دیا تھا۔ سینٹ آگسٹائن کی تحریروں نے اس کا عیسائی عقیدہ واپس لوٹایا۔ وہ چالیس سال کی عمر میں وہ پادری بن گیا' لیکن بدستور مشتاق افلاطونی رہا۔ اس نے دلیل دی کہ سقراط اور افلاطون نے بھی پیغمبروں جیسا ہی اعلیٰ نظریۂ وحدانیت پیش کیا تھا: انہیں بھی اپنے انداز میں کشف ہوا تھا: لہٰذا منطق کے مطابق چلنے والے تمام آدمیوں پر مکاشفہ ہوتا ہے۔ اس کے نقش قدم پر چلتے ہوئے لورینتسو اور بیشتر انسانیت پسندوں نے عیسائیت کی بجائے کوئی اور عقیدہ ڈھونڈنے کی کوشش نہ کی' بلکہ ایسے انداز میں اس کی تعبیر نو کی کہ فلسفی بھی اسے قبول کر سکے۔ کلیسیاء ایک یا دو پشتوں تک (1447–1534ء) اس مہم جوئی پر مسکراتا رہا۔ ساوونارولا (Savonarola) نے اسے مکاری قرار دے کر مسترد کر دیا۔

خود لورینتسو کے بعد کاؤنٹ جووانی پیکو ڈیلا میرانڈولا افلاطونی اکیڈمی کی سب سے مسحور کن شخصیت تھا۔ اس کے شہر پیدائش موڈینا نے اسی کے نام سے شہرت پائی۔ اس نے بولونیا اور پیرس میں مطالعہ کیا اور یورپ کے تقریباً ہر دربار میں قدر و منزلت پائی۔ آخر کار لورینتسو نے اسے فلورنس میں رہنے پر مائل کر لیا۔ اس کے مشتاق ذہن نے ایک کے بعد دوسری چیز کا مطالعہ کیا--- شاعری' فلسفہ' فن تعمیر' موسیقی--- اور ہر ایک میں غیر معمولی کمال پایا۔ پولیشان نے اُسے ایسا مجموعہ کمالات کہا جس میں فطرت نے اپنے تمام انعامات اکٹھے کر دیئے تھے: "دراز قد اور خوبصورت انداز میں ڈھلا ہوا۔ اس کے چہرے پر اُلوہیت جیسی کوئی چیز فروزاں تھی:" وہ چیزوں کے اندر تک جھانکنے والا' کرشماتی حافظے اور عالمگیر علم و فضل کا مالک' متعدد زبانوں میں ماہر' عورتوں اور فلسفیوں کا من پسند اور اتنا ہی نیک سیرت تھا جتنا کہ نیک صورت۔ اس کے ذہن کا دروازہ ہر فلسفے اور ہر عقیدے کے لیے کھلا ہوا تھا: اس نے کسی نظام یا کسی انسان کو مسترد نہ کیا: زندگی کے آخری سالوں میں علم و نجوم کو حقارت سے ٹھکرا دیا' مگر باطنیت اور سحر کو بھی اسی آمادگی سے قبول کیا جیسے افلاطون اور مسیح کو کیا تھا۔ متکلم (Scholastic) فلسفوں کے بارے میں اس کی رائے اچھی تھی' جنہیں بیشتر دیگر انسانیت پسندوں نے برا بھلا کہا تھا۔ اسے عربی اور یہودی فکر میں بھی قابل

تعریف چیزیں مل گئیں' اور اس کے استادوں اور باعزت دوستوں میں کئی یہودی بھی شامل تھے۔ [16] اس نے عبرانی کبالا (تصوف کا باطنی نظام) کا مطالعہ کیا' معصومیت کے ساتھ اس کی مبینہ قدامت قبول کی اور اعلان کیا کہ اسے اس میں مسیح کی الوہیت کے مکمل ثبوت مل گئے ہیں۔ اس کے جاگیردارانہ خطابات میں سے ایک Count of Concordia بھی تھا' لہٰذا اس نے مغرب کے تمام بڑے مذاہب--- یہودیت' عیسائیت' اسلام--- میں ہم آہنگی و اتحاد پیدا کرنے کا فریضہ سنبھالا' پھر ان مذاہب کو افلاطون' اور افلاطون کو ارسطو کے ساتھ جوڑا۔ سب کی جانب سے عزت افزائی کے باوجود اس نے اپنی مختصر زندگی کے آخر تک مسحور کن اِنکساری برقرار رکھی جس میں صرف ایک ہی نقص تھا--- اپنے علم کی کاملیت اور انسانی استدلال کی قوت پر تیز فہم اعتماد کا نقص۔

وہ 24 سال کی عمر میں روم پہنچا (1486ء)' اور منطق' مابعدالطبیعیات' دینیات' اخلاقیات' ریاضی' طبیعات' جادو' اور کبالا (تصوف) پر محیط نو سو قضیوں کی فہرست شائع کر کے پادریوں اور پنڈتوں کو حیران کر دیا--- اس کے علاوہ یہ فراخدلانہ گستاخی بھی کی کہ فانی گناہ محدود ہونے کی وجہ سے ابدی سزا نہیں پا سکتا۔ پیکو نے کسی بھی شخص کے خلاف عوامی بحث میں ان سب یا کسی ایک قضیئے کا دفاع کرنے کا دعویٰ کیا اور ہر چیلنجر کے سفری اخراجات اپنی جیب سے ادا کرنے کی پیشکش بھی کی۔ اُس نے فلسفہ کے اس مجوزہ مقابلے کے ابتدائیہ کے طور پر ایک مشہور تقریر "عظمت انسان" بھی تیار کی جس میں جوش جوانی کے ساتھ یہ اعلیٰ رائے پیش کی کہ عہدِ وُسطیٰ کے بیشتر نظریات کی مخالفت کرنے والے انسانیت پسند نوع انسانی سے برتر ہیں۔ پیکو رقمطراز ہے: "مدرسوں میں یہ بات عام ہے کہ انسان ایک چھوٹی دنیا ہے جس میں زمینی عناصر کے ساتھ مدغم جسم ایک افلاکی روح' پودوں کی نباتاتی روح' پست درجہ جانوروں کی حسیات' منطق' فرشتوں کے دماغ اور خدا سے مشابہت کا ادراک کرتے ہیں۔" [17] اور پھر پیکو نے خدا کے منہ سے آدم کو یہ کہلوا کر انسان کی لامحدود قوتوں کی الوہی شہادت دی: "میں نے تمہیں افلاکی اور نہ ہی زمینی بنایا..... تاکہ تم اپنے آپ کو شکل دینے اور خود پر قابو پانے کے لیے آزاد رہو۔ تم پستی میں گر کر درندے بن سکتے ہو یا پھر الوہی مشابہت میں نئے

سرے سے جنم لوگے۔" پُرشباب نشاۃ ثانیہ کے اعلیٰ جذبات میں پیکو نے مزید کہا:

یہ خدا کا رفیع الشان تحفہ ہے' یہ انسان کا مطلق اور زبردست سکھ ہے.... کہ وہ جو بن چاہتا ہے بن سکے۔ جانور اپنے مقدر ماؤں کے جسم سے لے کر ہی پیدا ہوتے ہیں; اعلیٰ ترین روحوں (فرشتوں) کا مقدر بھی پہلے سے طے شدہ ہوتا ہے۔ لیکن باپ خدا نے پیدائش کے وقت ہی انسان میں ہر امکان اور ہر زندگی کا بیج بو دیا۔[48]

پیکو کا رنگ برنگ چیلنج قبول کرنے کی حاجت کسی کو بھی نہ ہوئی' بلکہ پوپ انوسینٹ VIII نے تین قضیوں کو کافرانہ قرار دے دیا۔ چونکہ ان کافرانہ قضیوں کی تعداد بہت کم تھی اس لیے پیکو نے رحم کی اُمید قائم رکھی' اور انوسینٹ نے بھی معاملے کو زیادہ نہ اُچھالا۔ لیکن پیکو نے ایک محتاط دستبرداری نامہ جاری کیا اور پیرس چلا گیا جہاں یونیورسٹی نے اسے تحفظ پیش کیا۔ 1496ء میں الیگزینڈر VI نے اپنی روایتی خوش خلقی کے ساتھ پیکو کو بخش دیا۔ پیکو واپس فلورنس آ کر ساوونارولا کا معتقد بن گیا' معرفتِ کل کی جستجو چھوڑی' اپنی عشقیہ شاعری کی پانچ جلدیں نذرِ آتش کیں اور نیم خانقاہی زندگی اختیار کر لی۔ اس نے ڈومینیکی سلسلے میں شامل ہونے کا سوچا لیکن ایسا کرنے سے پہلے ہی 31 سال کی جوان عمر میں مر گیا۔ اس کا اثر جاری رہا' اور اُسی سے متاثر ہو کر جرمنی میں Reuchlin نے وہ عبرانی مطالعات جاری رکھے جو پیکو کی زندگی کے چند مقاصد میں سے ایک تھے۔

پیکو کا زبردست معترف اور معذرتوں کے ساتھ اس کی شاعری کی تصحیح کرنے والا پولیشان کم درخشاں لیکن زیادہ گہرے غور و فکر اور زیادہ بڑے کارناموں والا آدمی تھا۔ لوگ اسے Angelo Ambrogin کے نام سے پکارتے تھے جبکہ وہ خود کو Angelus Bassus کہتا تھا جس کی نسبت فلورنسی دیہاتی علاقے میں Monte Poliziano سے تھی۔ فلورنس آ کر اس نے کرسٹوفرو لانڈینو سے لاطینی' سالونیکا کے اینڈرونیکس سے یونانی' فیچینو سے افلاطونیت اور Argyropoulos سے ارسطوئی فلسفہ پڑھا۔ اس نے 16 برس کی عمر میں ہومر کو اس قدر خوبصورت اور محاوراتی لاطینی زبان میں ترجمہ کرنا شروع کیا کہ یہ رومن شاعری کے نقرئی عہد کی تخلیق

لگتی تھی۔ اس نے دو کتابیں مکمل کر کے لورینتسو کو بھجوا دیں: ادبی سرپرستوں کے اس سردار نے اس کا حوصلہ بڑھایا' اسے گھر پر اپنے بیٹے کا معلم بنا کر لے گیا اور اس کی تمام ضروریات پوری کیں۔ پولیشان نے تفکرات سے آزاد ہو کر قدیم کتابیں ایڈٹ کیں--- جن میں جسٹینین کی "Pandects" بھی شامل تھی--- اس کی کاوش وسیع پیمانے پر سراہی گئی۔ جب لانڈینو نے ہوریس کا ایک ایڈیشن شائع کیا تو پولیشان نے دیباچہ لکھا۔ اس کی لاطینیت' فقرہ سازی اور اسلوب ہوریس کی نظموں جیسا ہی تھا۔ کلاسیک ادب پر اس کے لیکچروں میں میڈیچی' پیکو اور غیر ملکی طلبہ نے شرکت کی--- Reuchlin' Grocyn' Linacre اور دیگر--- جنھوں نے آلپس کے پار اس تین زبانوں کے محقق' شاعر اور خطیب کی شہرت سنی تھی۔ وہ اکثر اپنے لیکچر کا آغاز اپنی نئی لکھی ہوئی لاطینی نظم کے ساتھ کرتا۔ مسدس کی بحر میں ایسا ہی ایک ٹکڑا ہومر سے بوکاشیو تک شاعری کی تاریخ سے کچھ کم نہ تھا۔ پولیشان نے اس کے علاوہ دیگر نظمیں بھی "Sylvae" کے عنوان سے شائع کیں تو ایک اس قدر نفیس' پُر تخیل اور رواں لاطینی انداز منکشف ہوا کہ انسانیت پسندوں نے اس کی کم عمری کے باوجود اسے اپنا استاد تسلیم کیا۔ وہ اس بات پر بہت خوش تھے کہ جس اعلیٰ زبان کو وہ بحال کرنا چاہتے تھے' وہ اب زندہ ہو گئی ہے۔

پولیشان نے خود کو تقریباً ایک لاطینی کلاسیک بناتے ہوئے اوپر تلے کئی خوبصورت اطالوی نظمیں لکھیں جو پیترارک سے آری اوستو تک بے مثال رہیں۔ جب لورینتسو کے بھائی گِلیانو نے 1475ء میں نیزہ بازی کا مقابلہ (Joust) جیتا تو پولیشان نے شاندار آہنگ والے *Ottava rima* میں La giostra بیان کیا: اور "*La bella Simonetta*" میں گِلیانو کی محبوبہ کا ارسطوئی حسن کچھ ایسی فصاحت و خوبی سے بیان کیا کہ اطالوی عشقیہ شاعری کو ایک نیا لہجہ اور احساس ملا۔ گلیانو ہمیں بتاتا ہے کہ کس طرح شکار کے دوران اس نے Simonetta اور دیگر دوشیزاؤں کو ایک کھیت میں رقص کرتے دیکھا۔

میری روح میں جوش بھرنے والی حسین پری
میں نے اسے پر سکون' پاکیزہ اور مغرورانہ کیفیت میں دیکھا'

دلربا انداز میں'
محبت سے بھرپور اور شائستہ' مقدس' ذہین' شفیق۔
اس کا ملکوتی چہرہ اس قدر پیارا' اس قدر نفیس'
اس قدر فرحت بخش تھا کہ ان افلاکی آنکھوں میں
کامل جنت کی جھلک ملتی تھی'
ہاں' وہ تمام نیکی جس کی تمنا ہم بیچارے فانی کرتے ہیں.....
اس کے شاہانہ سر اور تیکھی بھنوؤں کے اوپر سے
سنہری کاکلیں آزادانہ جھولتی رہتی ہیں'
وہ موسیقی کے سُروں سے آشنا قدموں کے ساتھ
جھومتی لہراتی جاتی ہے۔
اس کی نظریں زمین سے بمشکل ہی اوپر اٹھتی تھیں'
لیکن مجھے چوری چھپے الوہی حسن کی ایک شعاع دے گئیں
نور کے دھارے کی طرح انہوں نے اسے مجھ سے چھپا لیا۔
وہ بہشت میں پیدا ہوئی اور وہیں پرورش پائی
وہ یہ غلطی دیکھتے ہی پیچھے ہٹ گئی---
پھر اس کی نگاہوں سے ایک روح آتش خیز'
اس قدر خوبصورت روح محبت نے میری روح پر ایسا اثر ڈالا
کہ میں عنقا ہوتے ہوتے رہ گیا
میں بالکل ہی راکھ ہونے سے کیسے بچ گیا۔[13]

پولیشان نے اپنی محبوبہ Ippolita Leoncina کے لیے بھی نہایت خوبصورت اور محبت بھرے عشقیہ گیت لکھے: اور سُروں سے لبریز ہو کر اپنے دوستوں کو بھی تعویذ کے طور پر ایسے ہی بول لکھ کر دیئے۔ اس نے کاشتکاروں کے لوک گیت سیکھے اور انہیں شائستہ ادبی انداز میں نئی شکل دی: وہ گیت نئے ہو کر واپس عوام میں گئے اور ٹسکنی میں ان کی بازگشت آج بھی سنائی دیتی ہے۔ "*La brunettina mia*" میں اس نے

ایک حسینہ کا سراپا بیان کیا جو چشمے پر اپنا چہرہ اور چھاتی دھونے اور بالوں میں پھول گوندھنے میں مصروف ہے: "اس کی چھاتیاں جیسے مئی کے گلاب' اس کے لب جیسے سٹرابیریز:" یہ ایک فرسودہ موضوع ہے جو کبھی پھیکا نہیں پڑتا۔ پولیشان نے یونانیوں کے ڈائیونیسیائی تھیٹر میں قائم ہونے والے ڈرامہ' شاعری' موسیقی اور گیت کے اتحاد کو دوبارہ قائم کرنے کی کوشش میں--- دو دن میں--- 434 سطروں کا ایک چھوٹا سا غنائی ڈرامہ لکھا' جو میتوآ میں کارڈینل فرانسکو گونزاگا کے لیے گایا گیا تھا(1472ء)۔ اسے "La favola di orfeo" یعنی "اورفیئس کا قصہ" نام دیا گیا--- یہ ہمیں اورفیئس کی بیوی یوری ڈائیس کے متعلق بتاتا ہے جو ایک عاشق گڈریئے کے ساتھ فرار ہوتے ہوئے سانپ کے ڈس لینے سے مرگئی تھی; غمزدہ اورفیئس نیچے پاتال میں گیا اور پلوٹو کو اپنے بربط (lyre) سے اس قدر مسحور کیا کہ پاتال کے آقا نے اسے یوری ڈائیس اس شرط پر واپس کر دی کہ وہ اوپر زمین پر پہنچنے سے پہلے اس کو نہیں دیکھے گا۔ ابھی وہ اسے لے کر چند قدم ہی چلا تھا کہ محبت کی بے خودی میں اس پر نظر ڈال لی; جس پر یوری ڈائیس کو چھین کر واپس پاتال میں بند اور اورفیئس کو آگے بڑھنے سے روک دیا گیا۔ مخبوط الحواس اورفیئس زن بیزار بن گیا' اور اس نے تجویز پیش کی کہ مرد عورتوں کو نظرانداز کر کے لڑکوں سے تسکین حاصل کریں جیسے زیئس نے گینی مید (Ganymede) سے تسکین پائی تھی۔ عورتوں سے اس کی نفرت پر غضبناک ہو کر مے پرست عورتوں نے اسے پیٹ پیٹ کر جان سے مار ڈالا' کھال کھینچی' ٹانگیں چیر دیں اور اپنے انتقام پر خوشی منانے لگیں۔ ان سطروں کے ساتھ بجایا گیا میوزک زمانے کی ہواؤں میں تحلیل ہو کر کھو گیا; لیکن ہم "*Orfeo*" کو اطالوی اوپیرا کے نقیبوں میں شمار کر سکتے ہیں۔

پولیشان کسی شاعر والی عظمت تک نہ پہنچ سکا کیونکہ اس نے عشق کی کھائیوں سے دامن بچایا اور زندگی یا محبت کی گہرائیوں میں کبھی نہ گرا; وہ ہمیشہ مسحور کن ہے اور گہرا ہرگز نہیں۔ لورینتسو سے محبت اس کا واحد مضبوط ترین احساس تھا۔ جب کیتھیڈرل میں گلیانو قتل ہوا تو وہ اپنے سرپرست کے پہلو میں تھا; اس نے سیکرسٹی کے دروازے بند کر کے لورینتسو کو سازشیوں سے بچایا۔ لورینتسو نیپلز کے پُرخطر سفر سے واپس آیا تو پولیشان نے اس کے استقبال میں رُسوا کن حد تک پر محبت نظمیں

لکھیں۔ لورینتسو گذر گیا تو پولیشان دل گیر اور مغموم رہنے لگا' اور پھر آہستہ آہستہ مرجھاتا گیا۔ وہ بھی پیکو کی طرح دو سال بعد 1494ء میں دنیا سے روانہ ہوا۔ اِسی سال فرانسیسیوں نے اِٹلی کو دریافت کیا تھا۔

اگر لورینتسو نے فلسفے کے ساتھ کچھ دل لگی' ایمان کے ساتھ کچھ شک اور اپنی محبتوں کے ساتھ کچھ جائز تعلق کا لطف نہ اٹھایا ہوتا تو وہ اس قدر بھرپور آدمی نہ ہوتا۔ جس طرح اس کے بیٹے نے پاپائی دربار میں مسخروں کو خوش آمدید کہا اسی طرح فلورنس کے بنک کار بادشاہ نے Luigi Pulci کو اپنی دوستی کا ہاتھ دیا' اور "*Morgante maggiore*" کے ناشائستہ مزاح سے مزہ اٹھایا۔ بائرن سے داد پانے والی یہ مشہور نظم لورینتسو اور اس کے گھریلو مہمانوں کو لفظ بہ لفظ بآواز بلند پڑھ کر سنائی گئی۔ Luigi بڑا حاضر جواب اور منہ پھٹ آدمی تھا۔ اس نے بورژوازی کی زبان' محاوروں' ضرب الامثال اور خیالات کو عشقیہ تعلقات پر لاگو کر کے ایک محل اور ایک قوم کو لوٹ پوٹ کر دیا۔ فرانس' سپین اور فلسطین میں شارلیمان کی مہم جوئیوں کے قصے بارھویں صدی میں یا اس سے پہلے اِٹلی پہنچے' اور گویوں اور قصہ سنانے والوں نے انہیں سارے جزیرہ نما میں پھیلا دیا تھا۔ لیکن عام مرد میں ہمیشہ سے ایک خالی خولی' مضبوط اور خود تحقیری حقیقت پسندی موجود تھی جو عورتوں اور جوانوں کی جانب سے ادب اور آرٹ کو دی گئی رومانی ترنگ کی راہ میں رکاوٹ بنتی۔ Pulci نے ان سب خصوصیات کو ملا دیا۔ اس نے عوامی قصے کہانیوں' لارنیشن لائبریری میں موجود مخطوطات اور لورینتسو کی میز پر ہونے والی گفتگو کی بنیاد پر ایک رزمیہ نظم جوڑی جو دیووں' شیطانوں اور جنگجوئی قصوں کی جنگوں کا مذاق اڑاتی' اور کبھی سنجیدہ تو کبھی تمسخرانہ انداز میں عیسائی نائٹ اورلینڈو اور ساراسین دیو کی لڑائیوں کا حال دوہراتی ہے۔

اورلینڈو کے حملے پر Morgante فوراً عیسائیت قبول کرنے کا اعلان کر کے خود کو بچاتا ہے۔ اورلینڈو اسے علم دین سکھاتا ہے; وہ اسے بتاتا ہے کہ کچھ ہی دیر پہلے مرنے والے اس کے دو بھائی اس وقت جہنم میں ہیں; وہ اس سے وعدہ کرتا ہے کہ اگر وہ اچھا عیسائی بن جائے تو اسے آسمان پر پہنچا دے گا; لیکن خبردار کر دیا کہ آسمان پر اسے کسی

ہمدردی کے بغیر اپنے جلتے ہوئے رشتہ داروں کو دیکھتے رہنا ہوگا۔ عیسائی ناٹ کہتا ہے:

"اہل کلیسیاء اس بات پر متفق ہیں کہ اگر آسمان پر رفعت پانے والے لوگ اپنے جہنم کی آگ میں جلتے ہوئے عزیزوں پر ترس کھائیں گے تو ان کی روحانی مسرت کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔" Morgante گھبراتا نہیں اور اورلینڈو کو یقین دلاتا ہے' "تم دیکھو گے کہ اگر میں نے اپنی برادری کے لیے دکھ محسوس کیا اور خدا کی مرضی کے سامنے سر جھکا کر فرشتوں جیسا رویہ نہ اپنایا..... تو میں اپنے بھائیوں کے ہاتھ کاٹ کر ان مقدس راہبوں کے پاس لے جاؤں گا' تاکہ انہیں اپنے دشمنوں کے مرجانے کا یقین آجائے۔"

اٹھارہویں حصے میں Pulci ایک اور دیو Margute کو پیش کرتا ہے جو رنگین مزاج چور اور چھوٹے موٹے قتل کرنے والا ہے۔ Margute دوست سے بے وفائی کے علاوہ ہر برا کام کرنے کا اقرار کرتا ہے۔ Morgante نے جب اس سے سوال کیا کہ وہ کون سے پیغمبر کو مانتا ہے' تو Margute جواب دیتا ہے:

میں موٹے تازے مرغے پر یقین رکھتا ہوں
چاہے وہ کالا ہو یا نیلا' ابلا ہوا تلا ہوا;
اور کبھی کبھی میں مکھن' بیئر اور شیرۂ انگور پر بھی یقین رکھتا ہوں.....
لیکن زیادہ تر میرا ایمان پرانی وائن میں ہے'
اور اس پر بھروسہ کرنے والے کو بچاتا ہوں.....
خارش کی طرح ایمان بھی متعدی مرض ہے.....
ایمان وہی ہے جو آدمی کو مل جائے--- یہ' وہ' یا کوئی اور
تو دیکھو میں کس قسم کے مسلک کی پیروی کرنے پر مجبور ہوں:
تمہیں پتہ ہی ہوگا کہ میری ماں ایک یونانی راہبہ تھی'
بروسا کے ترکوں میں سے ایک ملا میرا باپ تھا۔[21]

نظم کے دو حصوں کے دوران Margute ہنستے ہنستے مرجاتا ہے; Pulci اس کی موت پر کوئی آنسو ضائع نہیں کرتا' لیکن اپنے جادوئی تخیل کی مدد سے ایک اول درجہ کے شیطان Astarotte کو جہنم سے باہر نکالا جس نے لوسیفر کے خلاف سرکشی کی تھی۔ رینالڈو کو مصر سے Roncesralles پہنچانے کے لیے Malagigi کو بلوایا گیا جس نے فوراً

یہ کام سرانجام دے دیا اور رینالڈو کی اس قدر محبت حاصل کی کہ عیسائی نائٹ Astarotte کی رہائی کے لیے خدا سے درخواست کرتا ہے۔ لیکن خوش اخلاق شیطان ایک زبردست عالم دین ہے' وہ نکتہ اٹھاتا ہے کہ لامحدود جسٹس کے خلاف سرکشی ایک لامحدود جرم ہے' جس کی سزا بھی ابدی ہونی چاہیے۔ Malagigi سوچتا ہے کہ لوسیفر کی حکم عدولی اور ابدی لعنت سمیت ہر چیز کا پہلے سے علم رکھنے والے خدا نے اسے تخلیق ہی کیوں کیا; Astarotte اعتراف کرتا ہے کہ کوئی دانا شیطان بھی یہ پہیلی نہیں بوجھ سکتا۔[۲۹]

وہ واقعی ایک عقل مند شیطان تھا' کیونکہ (1483ء میں) Pulci نے اس کے منہ سے کولمبس کی حیرت انگیز پیشگوئی کروائی۔ جبل الطارق (ہرکولیس کے ستون) کے مقام پر ایک قدیم تنبیہہ --- "آگے مت جاؤ" --- کا حوالہ دیتے ہوئے Astarotte رینالڈو سے کہتا ہے:

جان لو کہ یہ نظریہ غلط ہے;
جرا تمند جہاز راں کو بہت آگے تک جانا چاہیے
مغربی لہر' ایک ہموار اور نرم میدان
اگرچہ زمین ایک پہیے جیسی بنائی گئی.....
اور ہرکولیس یہ جان کر شرمندہ ہو گا کہ
وہ حدود سے کتنی دور تک گیا
ناکارہ ترین سمندری کشتی اس کی راہ صاف کرے گی
انسان ایک اور نصف کرہ دریافت کریں گے۔
چونکہ تمام چیزیں ایک ہی مشترکہ مرکز کی جانب مائل ہیں'
اس لیے' الوہی باطنیت کے ذریعہ متوازن زمین
ستاروں بھرے کروں کے درمیان معلق ہے۔
ہمارے قطب مقابل پر شہر' ریاستیں اور سلطنتیں ہیں
جن کا خدا تمہارے والا خدا نہیں۔
لیکن دیکھو' سورج اپنے مغربی راستے پر تیزی سے چلا جا رہا ہے

اقوام کو متوقع روشنی سے خوش کرنے کے لیے۔ ؎۵۵

یہ تھا ہر حصہ شروع کرنے کے لیے Pulci کے طریقہ--- مگر مزاحیہ فقروں سے بھرپور' خدا اور بزرگوں سے ایک پاکیزہ استدعا کے ساتھ۔ معاملہ جتنا زیادہ کافرانہ ہے' ابتدائیہ بھی اتنا ہی زیادہ مذہبی لکھا گیا۔ نظم کا اختتام تمام مذاہب کی اچھائی میں یقین کے ایک اعلان پر ہوتا ہے--- ایسا قضیہ جو ہر باایمان کو ناراض کر دے گا Pulci گاہے بگاہے بزدلانہ سی الحاد پرستی دکھاتا ہے' مثلاً جب وہ صحیفے کا اقتباس پیش کر کے کہتا ہے کہ مسیح کی پیش بینی باپ خدا کی پیش بصیرت کے برابر نہیں' یا جب وہ اس اُمید کا اظہار کرتا ہے کہ لوسیفر سمیت تمام روحیں انجام کار نجات پائیں گی۔ لیکن ایک اچھے فلورنسی اور لورینتسو کے حلقہ کے دیگر اراکین کی طرح وہ بھی ظاہری طور پر اطالوی زندگی میں رچ بس چکے کلیسیاء کا وفادار رہا۔ اہل کلیسیاء نے اس کی فرمانبرداری سے دھوکہ نہ کھایا۔ جب وہ فوت ہوا تو (1484ء) اسے قبرستان میں دفنانے کی اجازت نہ دی گئی۔

اگر صرف ایک پُشت میں لورینتسو کا گروپ اس قدر رنگا رنگ ادب پیدا کر سکا تو ہم موزوں طور پر تصور کر سکتے ہیں--- اور آگے چل کر دیکھیں گے--- کہ میلان' فیرارا' نیپلز اور روم وغیرہ میں بھی ایسی ہی بیداری پیدا ہو رہی تھی۔ کوسیمو کی پیدائش اور لورینتسو کی موت کے درمیان سو سال میں اِٹلی نے نشاۃ ثانیہ کی راہ پر پہلا مرحلہ طے کر کے آگے کی تیاریاں شروع کر دی تھیں۔ اِٹلی نے قدیم یونان اور روم کو دوبارہ دریافت کیا' کلاسیکل تحقیق کے بنیادی اصول قائم کیے اور لاطینی کو پھر سے طاقتور اور خوبصورت زبان بنایا۔ لیکن اس کے علاوہ بھی بہت کچھ ہوا: کوسیمو کی موت سے لورینتسو کی موت تک کی درمیانی پشت میں اِٹلی نے اپنی زبان اور روح دوبارہ دریافت کی' اسلوب اور انداز کے نئے معیار لاگو کیے اور کلاسیکل جذبے کے ساتھ شاعری مرتب کی' لیکن اس کی زبان اور فکر دیسی اور "جدید" جڑیں روزمرہ اُمور اور مسائل میں پیوست تھیں' یا پھر ان نظموں کو دیہاتی مناظر اور افراد میں پیش کیا گیا تھا۔ Pulci کے ذریعہ اِٹلی نے ایک ہی پشت میں مزاحیہ عشق کو ادب کے درجے تک سرفراز کیا' بویارڈو (Boiardo) اور آری اوستو کے لیے راہ ہموار کی' حتیٰ کہ جنگجوئی لفاظی اور تصنع پر Cervantes کے قہقہوں کی پیش بینی کی۔ محققین کا دور پیچھے رہ گیا' نقل کی

جگہ تخلیق نے لے لی: پیترارک نے اپنی رزمیہ نظم کے لیے لاطینی کو منتخب کر کے اطالوی ادب کو کمزور کیا تھا۔ اب یہ ادب دوبارہ پیدا ہوا۔ عالمانہ دنیا کی قیادت کرتے ہوئے اور اسے آرٹ سے بھر دینے والی ایک اطالوی ثقافت کے وفور نے قدیم دور کی بحالی کو جلد ہی فراموش کر دیا۔

V۔ فنِ تعمیر اور سنگ تراشی: ویروکیو کا عہد

لورینتسو نے آرٹ کی سرپرستی کرنے کی میڈیچیائی روایت بڑے ذوق و شوق سے جاری رکھی۔ ایک معاصر ویلوری (Valori) لکھتا ہے: "وہ قدیم دور کی باقیات کا ایسا مداح تھا کہ اسے اور کوئی چیز اتنی زیادہ مسرت نہ دیتی تھی۔ اس پر مہربانی کرنے کے خواہشمند لوگ اُسے دنیا کے ہر کونے سے یونان و روم کے تمغے، سکے..... مجسمے، نیم مجسمے اور ہر مہرزدہ چیز لا کر دیا کرتے تھے۔" [۲۴] اس نے کوسیمو، پیئرو اور اپنے جمع کردہ نوادرات کو میڈیچی محل اور سان مارکو خانقاہ کے درمیانی باغ میں رکھا اور تمام ذمہ دار محققین اور مہمانوں کو وہاں جانے کی اجازت دی۔ اس نے عزم اور شوق دکھانے والے طلبہ --- جن میں نوجوان مائیکل اینجلو بھی شامل تھا--- کو نوادرات کی دیکھ بھال کے لیے ایک وظیفہ اور خصوصی قابلیت پر انعامات سے نوازا۔ وازاری کہتا ہے: "یہ بات بہت قابل ذکر ہے کہ میڈیچی کے باغات میں مطالعہ کرنے والے اور لورینتسو کے منظور نظر افراد زبردست آرٹسٹ بن گئے۔ اس بات کو عظیم سرپرست کی نگاہِ فن شناس سے ہی منسوب کیا جا سکتا ہے، جو نہ صرف قابل افراد کو شناخت کر سکتا تھا بلکہ انہیں انعام دینے کی آرزو اور استطاعت بھی رکھتا تھا۔" [۲۵]

لورینتسو کے دور کے فن کی تاریخ میں اہم ترین واقعہ وترووئیس کے پندرہ سو برس پرانے رسالے *De architectura* کی اشاعت تھا(1486ء) جسے پوجیو نے ستر برس قبل سینٹ گال کی خانقاہ سے دریافت کیا تھا۔ لورینتسو نے اس کلاسیک کے سامنے مکمل طور پر ہار مان لی، اور شاہانہ روم کا انداز پھیلانے کے لیے اپنا اثر و رسوخ استعمال کیا۔ شاید اس معاملے میں اس نے جتنا بھلا کیا اتنا ہی برا بھی کیا، کیونکہ اس نے فن تعمیر میں اسی چیز کی حوصلہ شکنی کی جسے ادب میں فروغ دے رہا تھا--- دیسی صورتوں

(forms) کی ترقی۔ لیکن اس کی روح فیاض تھی۔ اس کی جانب سے حوصلہ افزائی اور بہت سے معاملات میں مالی امداد کے ذریعہ اب فلورنس شاندار شہری عمارتوں اور نجی رہائش گاہوں سے سج چکا تھا۔ اس نے سان لورینتسو کا کلیساء اور فیاسولے کے مقام پر خانقاہ کی تعمیر مکمل کروائی' اور گلیانو دا سنگالو سے کہا کہ ایک دروازے کے باہر خانقاہ ڈیزائن کرے۔ بعد میں اسی کی نسبت سے دروازے کا نام Sangallo پڑ گیا۔ گلیانو نے Poggio a Caiano کے مقام پر اس کے لیے ایک پر شکوہ بنگلہ تعمیر کیا۔ لورینتسو اتنا متاثر ہوا کہ جب نیپلز کے بادشاہ فرڈی نینڈ نے کوئی ماہر تعمیر مانگا تو اس نے گلیانو کا نام پیش کیا۔ گلیانو کی فراخدلی سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس قسم کے آرٹسٹ لورینتسو سے کتنی محبت کرتے تھے۔ گلیانو نے شہنشاہ Hadrian کا نیم مجسمہ' ایک "خوابیدہ کیوپڈ" اور دیگر قدیم مجسّمے لورینتسو کو پیش کر دیئے جو اسے فیرانتے نے دیئے تھے۔ لورینتسو نے انہیں بھی اپنے مجموعہ نوادرات میں شامل کر لیا' جو بعد ازاں Uffizi گیلری میں مجسمہ سازی کا نیوکلیئس بنا۔

اپنی رہائش گاہوں کی شان و شوکت میں دیگر امیر آدمیوں نے اس کا مقابلہ کیا۔۔۔ کچھ سبقت بھی لے گئے۔ 1489ء کے قریب Benedetto da Maiano نے فیلیپو سٹروزی (ایلڈر) کے لیے اس "ٹسکن" انداز تعمیر کی کامل ترین صورت تعمیر کی جسے برونیلیسکو نے پِٹی محل میں ترقی دی تھی۔۔۔ "زنگ آلود" یا ان گھڑ پتھر کی سِلوں سے بنے وسیع و عریض ماتھے کے پیچھے اندرونی خوبصورتی اور آسائش۔ اس کا آغاز ستاروں کے محتاط شگونوں' متعدد کلیساؤں میں مذہبی عبادتوں اور خیرات کی تقسیم کے ساتھ ہوا تھا۔ بینیڈیٹو کی موت (1497ء) کے بعد Simone Pollaiualo نے عمارت کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا اور روم میں دیکھے ہوئے ایک ماڈل کی بنیاد پر ایک کارنس کا خوبصورت اضافہ بھی کیا۔ دیکھنے میں جیلوں جیسی نظر آنے والی ان عمارتوں کی انگیٹھیوں سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ان کا اندرونی ماحول کیسا شاندار ہو گا۔ اس دوران مجلس بلدیہ نے اپنا بے مثال اور خوبصورت گھر بہتر بنانا جاری رکھا جس کا نام پلازو ویکیو تھا۔

زیادہ تر ماہر تعمیرات مجسمہ ساز' بھی تھے' کیونکہ تعمیراتی سجاوٹ' کارنس اور سانچے تراشنے' ستون' دروازوں کے کواڑ وغیرہ بنانے میں سنگتراشی بنیادی کردار ادا کرتی

تھی۔ Giuliano da Maiano نے کیتھیڈرل کی سیکرٹی اور فیاسولے کی خانقاہ میں نشتیں تراشیں۔ اس کے بھائی بینیڈیٹو نے انٹارسیا (چوبی منبت کاری) کا فن آگے بڑھایا اور اتنی شہرت پائی کہ ہنگری کے بادشاہ Matthias Corvinus نے اسے مرصع لکڑی کے دو صندوق بنانے کا آرڈر دیا اور اپنے دربار میں بطور مہمان بلوایا۔ بینیڈیٹو گیا اور صندوق پیچھے سے بھجوانے کو کہہ گیا۔ جب یہ تحفے بوڈاپسٹ پہنچے اور بادشاہ کے سامنے کھولے جا رہے تھے تو مرصع شدہ ٹکڑے نیچے گر پڑے کیونکہ نم سمندری ہوا نے گوند کو ڈھیلا کر دیا تھا۔ بینیڈیٹو وہ ٹکڑے دوبارہ لگانے میں کامیاب تو ہو گیا مگر کندہ کاری کو ناپسند کرنے لگا اور اس کے بعد سنگ تراشی میں کھو گیا۔ اس کی "تخت نشین میڈونا" جتنی خوبصورت کنواری شاید ہی کوئی ہو' اس کے بے لوث اور مکاشفانہ نیم مجسمے پر چند ایک کو ہی سبقت حاصل ہوئی ہو گی۔ سانتا ماریا نوویلا میں اس کے بنائے ہوئے Filippo Strozzi Strozzi سے زیادہ خوبصورت مقبرے شاید ہی موجود ہوں' کوئی منبر اتنا خوبصورت نہیں تراشا گیا جتنا کہ اس نے سانتا کروچے میں تراشا تھا' اور شاید کچھ ایک ہی عشائے ربانی کی میزیں اتنی کامل ہوں گی جو بینیڈیٹو نے سان گمیانو کے کالیجیٹ کلیساء میں سانتا فینا کی بنائی تھی۔

سنگ تراشی اور فن تعمیر خاندانوں میں نسل در نسل چلنے کا رجحان تھا--- della Robbias' Sangalli' Rossellini' Pollaiuoli۔ سیمونا کے چچا Antonio Pollaiuoli نے اپنے باپ اِیاکوپو (Iacopo) کے سٹوڈیو میں زرگر کے طور پر ڈیزائن کی نفاست اور درستگی سیکھی تھی۔ انٹونیو کی کانسی' چاندی اور سونے کی مصنوعات نے اسے اپنے عہد کا چیلینی اور لورینتسو' کلیساؤں' مجلس بلدیہ اور تجارتی انجمنوں کا منظور نظر بنا دیا۔ اس نے دیکھا کہ یہ چھوٹی چھوٹی چیزیں اپنے صناع کا نام شاذ و نادر ہی زیادہ عرصہ تک قائم رکھتی ہیں' لہٰذا سنگتراشی کا کام اپنا لیا اور ہرکولیس کے دو شاندار پیکر کانسی میں ڈھالے؛ مائیکل اینجلو کے "قیدی" (Captives) کی فنی طاقت اور "Laocoon" کے تکلیف دہ جذبہ محبت کی مسابقت کی۔ اس نے مصوری سے رجوع کرتے ہوئے میڈیچی محل کے لیے تیار کردہ تین دیواری تصویروں میں ہرکولیس کی کہانی بتائی' "اپالو اور ڈیفنے" بنا کر بوٹی چیلی کو للکارا اور یہ دکھانے میں تقریباً ایک سو

آرٹسٹوں کی لغویت (absurdity) کی ہمسری کی کہ سینٹ سباشین نے کیسے سکون کے ساتھ اپنے بے عیب جسم پر تیر کھائے۔ انٹونیو عمر کے آخری برسوں میں سنگ تراشی کی جانب لوٹ آیا اور روم میں سینٹ پیٹرز کے قدیم کلیساء کے لیے سکسٹس IV اور انو سینٹ VIII کے شاندار مقبرے تراشے۔ اس کی چھینی کی طاقت اور اناٹومی کی درستگی اور کاملیت ایک مرتبہ پھر مائیکل اینجلو کی پیش بینی کر رہی تھی۔

مینو دا فیاسولے (Mino da Fiesole) اتنا ہر فن مولا تھا اور نہ ہی اس قدر طوفانی؛ وہ Desiderio da Settignano سے فن سنگ تراشی سیکھنے پر ہی قانع رہا' اور اپنے استاد کی موت کے بعد اس کی نرم و نازک نفاست والی روایت آگے بڑھائی۔ اگر ہم وازاری کی بات کا یقین کر لیں تو مینو اپنے استاد کی قبل از وقت موت پر اتنا دکھی ہوا کہ فلورنس میں اسے کوئی خوشی نہ ملی اور روم میں نئے مناظر ڈھونڈنے نکلا۔ وہاں اس نے تین شاہکاروں کے ذریعہ نام کمایا: Francesco Torna buoni اور پوپ پال II کے مقبرے' اور کارڈینل ڈشاؤٹ وائل کے لیے تبرکات کا صندوق۔ اس کا اعتماد اور ساکھ بحال ہوئی' واپس فلورنس آیا اور سانت امبروجو اور سانتا کروچے کے کلیساؤں اور بپتسری کو الٹرز سے زینت بخشی۔ اپنے آبائی علاقے فیاسولے کے کیتھیڈرل میں بشپ Salutati کے لیے ایک کلاسیکل انداز کا مزئین مقبرہ قائم کیا' اور خانقاہ کے لیے بھی ایک ایسی ہی لیکن زیادہ مزئین و آراستہ یادگار بنائی (خانقاہ کے بانی کاؤنٹ Ugo کی یاد میں)۔ پراتو کے کیتھیڈرل نے اس سے ایک منبر وصول کیا' اور درجن بھر عجائب گھروں میں ایک یا زائد نیم مجسمے نظر آتے ہیں جن کے ذریعہ مینو کے سرپرست محترم سے زیادہ محفوظ بنے: نکولو سٹروزی کا چہرہ' جیسے اسے کن پیڑے نکلے ہوں؛ گھیا کے مارے پیئرو کے کمزور خدوخال؛ Dietisalvi Neroni کا خوبصورت سر' جوان مارکوس آریلیئس کی ایک دلکش مثبت کاری؛ کمسن سینٹ جان دی بپتست کا شاندار نیم مجسمہ اور "کنواری اور بچہ" کی متعدد خوبصورت مثبت کاریاں۔ تقریباً ان سبھی فن پاروں میں ایک نسوانی نفاست جھلکتی ہے جو مینو نے اپنے استاد Desiderio سے سیکھی تھی؛ وہ دل خوش کرنے والے تو ہیں لیکن جاذب توجہ یا گہرے نہیں۔ وہ انٹونیو Pollaiuolo یا انٹونیو روزیلینو کے بنائے ہوئے مجسموں کی طرح ہماری دلچسپی حاصل نہیں کرتے۔ مینو کو

Desiderio سے بہت زیادہ محبت تھی; وہ اپنے استاد کی قائم کردہ مثالوں سے منہ موڑ کر فطرت کی بے رحم جانبداری میں زندگی کی اہم حقیقتیں تلاش نہ کر سکا۔

ویروکیو۔۔۔ "سچی آنکھ"۔۔۔ یہ کام کرنے کی ہمت و جرات رکھتا تھا۔ اس نے اپنے زمانے کے عظیم ترین مجسموں میں سے دو تخلیق کیے۔ اس کا اصل نام Andrea di Michele Cione تھا۔ وہ ایک زرگر' سنگ تراش' گھنٹیاں ڈھالنے والا' مصور' ماہر جیومیٹری اور موسیقار تھا۔ مصور کے طور پر اس نے لیونارڈو' لورینتسو ڈی کریڈی اور پیروجینو کو سکھایا اور متاثر کیا; اس کی اپنی تصویریں زیادہ تر بے جان اور بے کیف ہیں۔ نشاۃ ثانیہ کی چند ایک تصاویر ہی مشہور "عیسیٰ کا بپتسمہ" سے زیادہ ناخوشگوار ہیں; بپتست ایک غمگین پیوریطانی ہے' تقریباً 30 سالہ عیسیٰ بوڑھے آدمی جیسا دکھائی پڑتا ہے اور بائیں طرف دو فرشتے مونث نما اور بے لطف ہیں (روایت کے مطابق ایک فرشتہ لیونارڈو نے بنایا تھا)۔ لیکن "توبیئس اور تین فرشتے" دل کش ہے; درمیان والا فرشتہ بوٹی چیلی کی نفاست اور مزاج کی جھلک دکھاتا ہے' اور نوجوان توبیئس اتنا خوبصورت ہے کہ ہم اسے یا تو لیونارڈو سے منسوب یا پھر یہ اعتراف کر سکتے ہیں کہ داونچی نے تصویریں بنانے کے انداز میں ویروکیو سے اس سے زیادہ لیا جتنا کہ ہم سمجھتے ہیں کرائسٹ چرچ آکسفورڈ میں ایک عورت کے سر کی ڈرائنگ بھی لیونارڈو کی عورتوں والی مبہم اور اداس ملکوتی خاصیت کی جانب اشارہ کرتی ہے; اور ویروکیو کے تاریک لینڈ سکیپ لیونارڈو کے خواب آلود شاہکاروں کی افسردہ چٹانوں اور باطنی دریاؤں کی تصویر پیش کر چکے تھے۔

وازاری کا بیان کردہ یہ قصہ زیادہ تر من گھڑت فسانہ ہی ہے کہ ویروکیو نے "عیسیٰ کا بپتسمہ" میں لیونارڈو کا بنایا ہوا فرشتہ دیکھ کر "عزم کر لیا کہ آئندہ کبھی برش کو چھوئے گا بھی نہیں' کیونکہ لیونارڈو کم عمر ہونے کے باوجود اسے بہت پیچھے چھوڑ گیا تھا۔"[٢٦] لیکن ویروکیو نے "بپتسمہ" کے بعد بھی مصوری جاری رکھی' البتہ یہ درست ہے کہ اپنی پختہ عمر کے زیادہ تر سال سنگ تراشی کی نذر کیے۔ اس نے کچھ عرصہ ڈوناٹیلو اور انٹونیو Pallaiuolo کے ساتھ کام کیا' دونوں سے کچھ نہ کچھ سیکھا' پھر کٹر اور زاویہ دار حقیقت پسندی والا اپنا انداز قائم کیا۔ اس نے ٹیراکوٹا میں لورینتسو کا ایک غیر مودب نیم مجسمہ

ڈھال کر اپنے کیریئر کی باگ دوڑ سنبھالی--- ناک ' ماتھے پر پڑے ہوئے بال اور پریشان ابرو- بہرحال Magnifico II سکندر اور دارا کی کانسی سے بنائی گئی دو منبت کاریوں سے کافی خوش ہوا ' اس نے یہ فن پارے ہنگری کے Matthias Corvinus کو بھیجے اور سنگ تراش کو سان لورینتسو کے کلیساء میں اپنے باپ پیئر و اور چچا جووانی کے لیے مقبرہ ڈیزائن کرنے کے کام پر لگایا (1472ء)- ویروکیو نے قبر کی سلیں سنگ سماق سے تراشیں اور انہیں خوبصورت پھولوں والی کانسی کی پتیوں سے سہارا دیا- چار برس بعد اس نے "ڈیوڈ" کے لڑکپن کا مجسمہ ڈھالا جو گولیاتھ کے سخت گیر سر کے اوپر پرسکون طمانیت میں کھڑا ہے; مجلس کو یہ اتنا پسند آیا کہ اسے پلازو ویکیو میں مرکزی سیڑھیوں کے سامنے رکھ دیا- اِسی برس عمارت میں اس کا کانسی سے بنایا ہوا "Boy Holding a Dolphin" مجسمہ بھی محل کے صحن میں فوارے کی نالی کے اوپر نصب کیا گیا- ویروکیو نے اپنی بھرپور قوتیں استعمال کرتے ہوئے اور سان مائیکل کے باہر والی طرف ایک طاق کے لیے "مسیح اور متشکک تھامس" کا گروپ ڈیزائن کیا اور ڈھالا (1483ء)- عیسیٰ الوہی عظمت کا پیکر ہے' ٹامس کو فہیم ہمدردی میں دکھایا گیا' ہاتھوں کی کاملیت مجسمہ سازی میں بے مثال ہے' عبائیں فن مجسمہ سازی کی فتح ہیں; سارا گروپ ایک جاندار اور متحرک حقیقت رکھتا ہے-

کانسی کے کام میں ویروکیو نے اس قدر کمال حاصل کر لیا تھا کہ وینسی سینیٹ نے اسے وینس آنے اور بارتولومیو کولیونی کا مجسمہ ڈھالنے کی دعوت دی (1479ء)- آندریا وہاں گیا' گھوڑے کے لیے ماڈل بنایا اور ابھی اسے کانسی میں ڈھالنے کی تیاری کر رہا تھا کہ اسے پتہ چلا کہ سینیٹ اس کے کام کو صرف گھوڑا بنانے تک ہی محدود رکھنے اور آدمی بنانے کی ذمہ داری پیڈوآ کے ویلانو کو سونپنے کی تجویز پر غور کر رہا ہے- وازاری کے مطابق آندریا نے اپنے ماڈل کی گردن اور ٹانگیں توڑیں اور غصہ کے عالم میں فلورنس لوٹ آیا- سینیٹ نے اسے خبردار کیا کہ اگر اس نے آئندہ کبھی وینسی سر زمین پر قدم رکھا تو اس کا سر قلم کر دیا جائے گا; جواب میں اس نے کہا کہ وہ کبھی بھی وہاں نہیں جائے گا کیونکہ سینیٹرز ٹوٹے ہوئے سر بدلنے میں مجسمہ سازوں جیسی مہارت نہیں رکھتے- سینیٹ نے معاملے پر بہتر انداز میں غور کیا اور سارا کام ویروکیو کے ہی

ذمے لگانے کا وعدہ کر کے اسے دوگنی فیس پر واپس آنے کو کہا۔ ویروکیو نے گھوڑے کا ماڈل مرمت کیا' اسے کامیابی کے ساتھ ڈھالا: لیکن اس دوران ٹھنڈ کا شکار ہوا اور چند دن کے اندر ہی 65 برس کی عمر میں مر گیا (1488ء)۔ آخری وقت میں اس کے سامنے ایک ان گھڑی تصلیب رکھی گئی۔۔ اس نے نوکروں سے درخواست کی کہ اسے ہٹا دیں اور ڈوناٹیلو کی بنائی ہوئی تصلیب لا کر رکھیں تاکہ وہ خوبصورت چیزوں کی موجودگی میں مر سکے' جیسا کہ زندہ بھی رہا تھا۔

وینس کے مجسمہ ساز ایلیساندرو لیوپارڈی نے قوی الجثہ مجسمہ اس قدر ماہرانہ اور شاندار انداز میں مکمل کیا کہ بارتولومیو کو ویروکیو کی موت سے کوئی نقصان نہ ہوا۔ اسے Campo di San Zanipalo --- سینٹ جان اور سینٹ پال کا احاطہ --- میں نصب کیا گیا (1496ء): اور آج بھی وہاں قائم ہے۔ یہ نشاۃ ثانیہ کا مغرور ترین اور نفیس ترین شہسوار مجسمہ ہے۔

VI۔ مصوری

1۔ گیرلانڈایو

ویروکیو کا زندگی سے بھرپور سٹوڈیو نشاۃ ثانیہ کے فلورنس کی خوبی تھا۔۔۔ اس نے تمام فنون کو ایک ہی ورکشاپ میں اور کبھی کبھی تو فرد واحد میں اکٹھا کر دیا۔ یہاں ایک آرٹسٹ کوئی کلیساء یا محل ڈیزائن کر رہا ہوتا تو دوسرا ایک مجسمہ تراشنے یا ڈھالنے میں مصروف ہوتا' کوئی اور مصوری یا خاکہ بناتا' موتی جڑتا یا تراشتا' ہاتھی دانت کی مرصع کاری کرتا' دھات کو کوٹتا یا تہوار کے جلوس کے لیے فلوٹس تیار کرتا۔ ویروکیو' لیونارڈو یا مائیکل اینجلو جیسے افراد ان میں سے کوئی بھی کام کر سکتے تھے۔ فلورنس میں ایسے بہت سے سٹوڈیو تھے' اور آرٹ کے طلبہ گلیوں میں گھومتے پھرتے یا کرائے کے مکانوں میں بوہیمیائی زندگی گذارتے' یا پھر انمول الہام یافتہ روحوں کے طور پر پوپس اور بادشاہوں سے عزت و احترام حاصل کر کے امیر آدمی بن جاتے۔۔۔ جیسے چیلینی۔ ایتھنز کے علاوہ فلورنس نے آرٹ اور آرٹسٹوں کو کسی بھی دوسرے شہر کی نسبت زیادہ اہمیت دی' ان

کی خاطر گفتگو اور لڑائی کی اور ان کے متعلق کہانیاں سنائیں جیسے آج ہم اداکاروں اور اداکاراؤں کے حوالے سے کرتے ہیں۔ ۸ ءمیں نشاۃ ثانیہ کے فلورنس نے ہی جینیئس کا رومانوی تصور تشکیل دیا--- یعنی الوہی روح (لاطینی میں genius) سے الہام یافتہ شخص۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ ویروکیو کے سٹوڈیو نے کوئی ایسا سنگ تراش (ماسوائے لیونارڈو) پیدا نہیں کیا جو استاد کی فنی مہارت کو آگے بڑھاتا۔ اس کی بجائے یہاں اعلیٰ درجہ کے دو مصور پیدا ہوئے--- لیونارڈو اور پیروجینو' اور ایک کمتر لیکن باصلاحیت لورینتسو ڈی کریڈی۔ مصوری پسندیدہ ترین آرٹ کی حیثیت میں آہستہ آہستہ سنگ تراشی کی جگہ لے رہی تھی۔ غالباً یہ بات فائدہ مند ثابت ہوئی کہ قدیم دور کی گمشدہ دیواری تصویروں نے مصوروں کی راہ میں روڑے نہیں اٹکائے۔ وہ جانتے تھے کہ Apelles اور پروٹوجینز جیسے آدمی ہو گزرے ہیں' لیکن ان میں سے چند ایک نے ہی قدیم مصوری کی سکندریائی یا پومپیائی باقیات دیکھی تھیں۔ اس آرٹ میں عہد قدیم کا کوئی احیاء موجود نہ تھا اور نشاۃ ثانیہ میں وسطی ادوار کا تسلسل نظر نہیں آتا تھا۔ بازنطینیوں سے Duccio سے جوتتو سے فرا آنجے لیکو سے لیونارڈو سے رافیل سے ٹیشین تک کی لکیر پیچدار لیکن واضح تھی۔ چنانچہ سنگ تراشوں کے برعکس مصوروں کو اپنی ٹیکنالوجی اور انداز کو آزمائش میں ڈالنے کے ذریعہ اپنی راہ بنانا پڑی۔ انہوں نے انسانی' حیوانی اور نباتاتی اناٹومی کی تفصیلات پر محنت کی؛ انہوں نے ساخت کی چکری' مثلثی اور دیگر سکیمیں آزمائیں؛ انہوں نے اپنے پس منظروں کو گہرائی اور خاکوں کو جسم دینے کی خاطر مختلف حربے آزمائے؛ انہوں نے "حواریوں" اور "کنواریوں" کے لیے گلیوں کی خاک چھانی اور ماڈل تلاش کر کے انہیں ملبوس یا برہنہ پیش کیا۔ وہ دیواری تصویر (Fresco) سے ٹمپرا تک گئے اور واپس فریسکو کی طرف آئے' اور آئل پینٹنگ کی ان نئی تیکنیکوں پر غور کیا جنہیں Rogier Van der Weyden اور انٹونیو دا میسینا نے شمالی اٹلی میں متعارف کردایا۔ جیسے جیسے ان کی مہارت اور ہمت بڑھی اور انکے عام سرپرستوں کی تعداد میں اضافہ ہوا' ویسے ویسے انہوں نے مذہبی موضوعات میں کلاسیک اساطیر کی کہانیاں اور بدن کی ملحدانہ رفعتیں بھی شامل کیں۔ وہ "فطرت" کو سٹوڈیو میں

لے گئے یا خود کو فطرت کے سپرد کر دیا؛ ان کے نقطۂ نظر میں کوئی انسانی یا فطری چیز آرٹ سے الگ نہ تھی' آرٹ کسی بدصورت چہرے کی شاندار اہمیت بھی اجاگر کر سکتا تھا۔ انہوں نے دنیا کو ریکارڈ کیا؛ اور جب جنگ اور سیاست نے اِٹلی کو ایک جیل اور آثار قدیمہ بنا دیا تھا تو مصور لوگ نشاۃ ثانیہ کا خط اور رنگ' زندگی اور شوق پیچھے چھوڑ گئے۔

اس قسم کی تحقیقات کے ذریعہ منتقل ہونے اور طریقوں' میٹریلز اور خیالات کی بھرپور روایت ورثہ میں پانے والے باصلاحیت آدمیوں نے ایک صدی پہلے کے جینئس افراد سے زیادہ بہتر طور پر مصوری کی۔ وازاری نے کسی نامہربان لمحے میں کہا: "Benozzo Gozzali عظیم صلاحیت کا حامل نہیں تھا..... تاہم وہ اپنی ثابت قدمی میں تمام ہم عصروں کو پیچھے چھوڑ گیا؛ کیونکہ اس کے بے شمار فن پاروں میں سے چند ایک ہی اچھے ہیں۔" ۹۵ اس نے فرا آنجے لیکو کے شاگرد کی حیثیت سے کام شروع کیا اور معاون بن کر اس کے ساتھ روم اور اورویاتو گیا۔ گھیازدہ پیرَو نے اسے فلورنس بلوایا اور دعوت دی کہ میڈیچی محل کے گرجاخانے کی دیواروں پر میگی (Magi) کے مشرق سے بیت الحم تک سفر کی تصویر کشی کرے۔ یہ دیواری تصاویر Benozzo کے شاہکار ہیں: بڑی بڑی عباؤں میں ملبوس بادشاہوں اور جنگجوؤں' خواص' نوابوں' فرشتوں' شکاریوں محققین' غلاموں' گھوڑوں' چیتوں' کتوں اور کوئی نصف درجن میڈیچیوں کا ٹھاٹھ دار مگر جاندار جلوس--- اور ان سب کے پیچھے کا منظر قابل دید اور شاندار ہے۔ فتح کے نشے میں چور بینوزو سان گمیانو گیا اور سانت آگوستینو کے سماع خانہ میں بانی بزرگ کی زندگی سے 17 مناظر تصویر بند کیے۔ اس نے پیسا کے مقام پر کامپو سانتو میں 16 سال کی جانفشاں محنت کر کے وسیع و عریض دیواروں پر آدم سے لے کر ملکہ سبا تک عہد نامہ عتیق کے 21 مناظر بنائے۔ ان میں سے کچھ مثلاً "مینار بابل" نشاۃ ثانیہ کی اہم ترین دیواری تصاویر میں شامل ہیں۔ بینوزو نے بے قراری کے ذریعہ اپنے فنی کمال کو ہلکا کر دیا؛ اس نے بے احتیاطی سے خاکے بنائے' بہت سے پیکر ایک ہی جیسے بنا ڈالے اور اپنی تصویروں کو لوگوں اور تفصیلات کے بے ہنگم ہجوم سے بھر دیا؛ لیکن وہ اپنے اندر زندگی کا خون اور مسرت رکھتا تھا' اسے پُرنور نظارہ اور رفعت بہت پسند تھی؛ اور اس کے خطوط کا غیر کامل پن کچھ حد تک شاندار رنگوں اور ذوق و شوق میں کھو گیا۔

فرا آنجے لیکو کا مہربان اثر ایلیسو بالڈووی نیٹی اور کوسیمو روزیلی تک پہنچا' اور ایلیسو کے ذریعہ اس زمانے کے ایک اہم ترین مصور ڈومینیکو گیرلانڈایو تک۔ ڈومینیکو کا باپ زرگر تھا' جس کا نام گیرلانڈایو اس لیے پڑ گیا کیونکہ وہ فلورنس کے خوبصورت سروں کے لیے سونے اور چاندی کے ہار بنایا کرتا تھا۔ ڈومینیکو نے باپ اور بالڈووی نیٹی کی نگرانی میں جوش و خروش کے ساتھ مطالعہ کیا: کارمین (Carmine) میں ماساشیو کی دیواری تصویروں کے سامنے کئی گھنٹے گذارے؛ بے تکان مشق کے ذریعہ منظر' سمتاؤ' سانچہ گری اور ترکیب کے فنون سیکھے۔ وازاری کہتا ہے: "اس نے دکان کے پاس سے گذرنے والے ہر شخص کا خاکہ بناڈالا اور غیر معمولی یکسانیت کا مظاہرہ کیا۔" جب اسے سان گمیانو کے کیتھیڈرل کے گرجاخانے میں سانتافینا کی کہانی مصور کرنے کے لیے کہا گیا تو اس کی عمر 21 برس تھی۔ 31 برس کی عمر میں (1480ء) اس نے فلورنس میں اوگنی سانتی کے کلیساء اور طعام گاہ میں چار دیواری تصاویر بنا کر استاد کا خطاب حاصل کیا۔۔۔ ایک سینٹ جیروم' ایک صلیب سے نزول' ایک میڈونا ڈیلامسری کورڈیا اور ایک آخری ضیافت جس نے لیونارڈو کو کچھ اشارے فراہم کیے۔

سکٹس IV نے اسے روم بلوایا' جہاں اس نے سٹائن گرجاخانہ میں "پطرس اور اینڈریو کو پکارتا ہوا مسیح" پینٹ کی جس کے پس منظر میں پہاڑ' سمندر اور آسمان بالخصوص خوبصورت ہیں۔۔ اس نے روم میں قیام کے دوران اس نے قدیم شہر کی محرابوں' غسل خانوں' ستونوں' نالیوں اور ایمفی تھیٹروں کا مشاہدہ کیا اور خاکے بنائے۔۔ وہ اپنی مشق میں اتنا پختہ ہو چکا تھا کہ کسی پرکار وغیرہ کی مدد کے بغیر تمام تناسب بالکل درست رکھے۔ روم میں فلورنس کے ایک تاجر فرانسکو تورنابونی نے اپنی بیوی کی موت پر غمزدہ ہو کر گیرلانڈایو سے کہا کہ سانتا ماریا سوپرا منروا میں اس کے یادگاری مقبرے کے لیے دیواری تصویریں بنا دے۔۔ ڈومینیکو نے اس کام میں اتنی کامیابی دکھائی کہ تورنابونی نے اسے فلورنز سے لاد کر واپس فلورنس بھیج دیا اور توثیق ہنر کا ایک رقعہ بھی دیا۔ جلد ہی مجلس بلدیہ نے اسے اپنے محل میں Sala del Orologio کی تزئین و آرائش کا کام سونپا۔۔ اگلے چار برس کے دوران (5۔ 1481ء) اس نے سانتا ٹرینیٹا کے ساسیتی گرجاخانہ میں سینٹ فرانسس کی زندگی پر مبنی تین مناظر پیش کیے۔۔ آئل استعمال

کرنے کے سوا فن مصوری کی تمام ترقی ان دیواری تصاویر میں مجسم تھی: ہم آہنگ بناوٹ' درست خطوط' روشنی کے درجے' منظر پیش کرنے میں ایمانداری' لورینتسو' پولیشان' Pulci' پالاسٹروزی' فرانسکو ساسیتی کے حقیقت پسندانہ پیکر اور اس کے ساتھ ساتھ تصوریت اور تقدس کی ملکوتی روایت۔ الٹر کے اوپر رکھی گئی تصویر--- گڈریوں کی تعظیم--- کی نیم کاملیت سے لے کر لیونارڈو داونچی اور رافیل تک زیادہ گہرے تخیل اور لطیف نزاکت کا بس ایک قدم ہی اور اٹھایا گیا۔

1485ء میں روم میں میڈیچی بنک کے سربراہ جووانی تورنابونی نے گیرلانڈایو کو سانتا ماریا نوویلا میں گرجا گھر کی آرائش کے لیے 300 ڈیوکٹ (30,000 ڈالر) کی پیشکش کی اور کام تسلی بخش ہونے پر مزید 200 ڈیوکٹ دینے کا وعدہ بھی کیا۔ گیرلانڈایو نے مائیکل اینجلو سمیت کئی شاگردوں کی معاونت سے اپنی زندگی کے باقی پانچ برس کا زیادہ تر حصہ اسی شاہکار میں صرف کیا۔ چھت پر اس نے متی' مرقس' لوقا اور یوحنا (Evangelists) کی تصویریں بنائیں' دیواروں پر سینٹ فرانسس' پطرس شہید' جان بپتست اور مریم و مسیح کی زندگی سے مناظر' ایک "روز بشارت" سے لے کر "کنواری کی تاجپوشی" تک کے مناظر بھی بنائے۔ یہاں بھی وہ ہم عصر پورٹریٹس پر ہی خوش رہا: پروقار لوڈوویکا تورنابونی' جنزوا ڈی بنچی' محقق فچینو' پولیشان اور لانڈینو' مصور بالڈوو ی نیٹی' مینارڈی اور خود گیرلانڈایو۔ 1490ء میں جب گرجا خانے کا افتتاح ہوا تو فلورنس کے تمام ذی حشم اور اہل ادب تصاویر دیکھنے آئے: حقیقت پسندانہ پورٹریٹس کی باتیں زبان زد عام تھیں: اور تورنابونی نے مکمل اطمینان کا اظہار کیا۔ مالی مسائل کے باعث اس نے ڈومینیکو سے درخواست کی کہ فالتو 200 ڈیوکٹ معاف کر دے: آرٹسٹ نے جواب دیا کہ اس کا دلی اطمینان سونے چاندے سے کہیں بہتر ہے۔

وہ ایک قابل محبت کردار تھا۔ اس کے بھائی اسے بہت چاہتے تھے۔ ایک دفعہ جب صدر راہب ڈومینیکو اور اس کے معاونین کے لیے پرانی روٹی لے کر آیا تو ایک بھائی ڈیوڈ نے یہ کہہ کر واپس بھجوا دی کہ ایسی روٹی میرے بھائی کے قابل نہیں۔ گیرلانڈایو نے اپنے سٹوڈیو کے دروازے تمام دلچسپی رکھنے والے لوگوں پر کھول رکھے تھے' اور یوں اسے ایک سکول کی حیثیت دے دی۔ اس نے چھوٹے بڑے تمام

منصوبے قبول کیے' کیونکہ اس کے خیال میں کسی کو بھی انکار نہیں ہونا چاہیے تھا؛ اس نے اپنے گھر اور مالی امور کی دیکھ بھال کا کام ڈیوڈ پر چھوڑ دیا اور کہا کہ وہ فلورنس کی دیواروں کا سارا حلقہ پینٹ کر لینے تک مطمئن نہیں ہو گا۔ اس نے بہت سی عامیانہ تصاویر بنائیں' لیکن کچھ شاہکار نہایت شاندار بھی تھے' جیسے لوورے میں بلب نما ناک والا "دادا" اور نیویارک کی مارگن کولیکشن میں "ایک عورت کا پورٹریٹ۔" ان تصویروں پر وقت نے وہ سب کچھ ثبت کیا ہے جو انسانی چہرے پر بھی کرتا ہے۔ ناقابل سوال علم کے حامل عظیم نقادوں نے اسے کمتر رُتبہ ہی دیا؛ [44] اور یہ بات ہے بھی درست کہ اس نے خط سے زیادہ رنگ میں کمال حاصل کیا' بہت تیزی سے تصاویر بنائیں اور غیر متعلقہ تفصیلات بھی پیش کیں' اور آکل کے ساتھ بالڈووی نیٹی کے تجربات کے بعد بھی ٹمپرا کو ترجیح دے کر شاید ایک قدم پیچھے ہٹا۔ پھر بھی اس نے اپنے ملک اور اپنی صدی میں اپنے آرٹ کی جمع شدہ ٹیکنالوجی کو اعلیٰ ترین نقطے تک پہنچایا۔ وہ فلورنس اور دنیا کے لیے ایسے خزانے چھوڑ کر گیا کہ تنقید شکریہ میں اپنا سر ہلاتی رہتی ہے۔

2۔ بوٹی چیلی

اس پشت میں صرف ایک فلورنسی نے اس پر سبقت حاصل کی۔ ساندرو بوٹی چیلی (Sandro Botticelli) اور گیرلانڈایو میں وہی فرق تھا جو ملکوتی تخیل اور جسمانی حقیقت میں۔ ایلیساندرو کا باپ ماریانو فلی پیپی اسے یہ سمجھانے میں ناکام رہا کہ پڑھنے' لکھنے اور ریاضی کے بغیر زندگی گذارنا ناممکن ہو گا' اور اسے ایک زرگر بوٹی چیلی کا شاگرد بنا دیا۔ بوٹی چیلی اور ساندرو کا نام شاید ان دونوں کی محبت یا تاریخ کی ستم ظریفی کے باعث مستقل طور پر منسلک ہو گیا۔ ساندرو سولہ برس کی عمر میں بوٹی چیلی کے سٹوڈیو میں چلا گیا۔ بعد ازاں فیلیپو کے فلی پینو نے ساندرو کو دھنسی ہوئی آنکھوں' نمایاں ناک' شہوت خیز منہ' لمبی لٹوں' جامنی ٹوپی' سرخ چوغے اور سبز پاجامے والے بدمزاج شخص کے طور پر پیش کیا؛ [45] میوزیم کے لیے بوٹی چیلی کی چھوڑی ہوئی نفیس تخیل کاریوں میں اس قسم کے آدمی کی کار فرمائی کا اندازہ کون کر سکتا ہے؟ شاید آرٹسٹ کو تصوراتی طور پر

پینٹ کرنے سے پہلے شہوت پرست ہونا لازمی ہے: اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ جسم کو جمالیاتی حس کا مطلق منبع اور معیار سمجھ کر جانے اور چاہے۔ وازاری نے ساندرو کو ایک "کھلنڈرے" کے طور پر بیان کیا جو ساتھی آرٹسٹوں اور کند ذہن شہریوں کے ساتھ اٹکھیلیاں کرتا تھا بلاشبہ، ہم سب کی طرح اس کے بھی بہت سے چہرے تھے۔ وہ ضرورت کے مطابق کوئی ایک چہرہ سامنے لاتا اور حقیقی ذات کو خوف کے مارے دنیا سے چھپائے رکھتا۔

تقریباً 1465ء میں بوٹی چیلی نے اپنا سٹوڈیو قائم کیا' اور جلد ہی اسے میڈیچی نے کام دے دیا۔ بدیہی طور پر لورینتسو کی ماں لوکریزیا تورنابونی کے لیے ہی اس نے "جودت" پینٹ کی اور اس کے شوہر پیئرو جوتوسو کے لیے "Madonna of the Magnificat" اور "Magi کی پرستش" بنائی--- میڈیچی کی تین پشتوں کی رنگین مناجات۔ "میڈونا" میں بوٹی چیلی نے لورینتسو اور گلیانو کو سترہ اور بارہ سال کے لڑکے دکھایا۔ انہوں نے ہاتھ میں ایک کتاب پکڑ رکھی ہے جس پر کنواری اپنی خوبصورت حمد لکھ رہی ہے: Adoration یعنی "عقیدت" میں کوسیمو مریم کے پیروں میں اور اس کے نیچے پیئرو جھکا ہوا ہے' جبکہ سترہ سال لورینتسو ہاتھ میں تلوار لیے ہمیں بتا رہا ہے کہ وہ اب قانونی قتل و غارت کی عمر کو پہنچ چکا ہے۔

پیئرو بوٹی چیلی کا سرپرست تھا۔ لورینتسو اور گلیانو نے باپ کی یہ روایت آگے بڑھائی۔ بوٹی چیلی کے عمدہ ترین پورٹریٹس گلیانو اور گلیانو کی محبوبہ سیمونیتا وسپوچی کے ہیں۔ وہ ابھی تک مذہبی تصاویر بنا رہا تھا' مثلاً اوگنی سانتی کے کلیساء میں "سینٹ آگسٹائن"; لیکن اس دور میں' شاید لورینتسو کے حلقہ کے اثر کی وجہ سے وہ پاگان موضوعات کی جانب زیادہ سے زیادہ مائل ہونے لگا اور عموماً کلاسیکل اسطوریات اور برہنہ جسم میں دلچسپی لی۔ وازاری ہمیں بتاتا ہے کہ "بوٹی چیلی نے متعدد گھروں میں بہت سی برہنہ عورتیں پینٹ کیں" اور "اپنی روزی روٹی میں سنگین خرابیوں" کا بہانہ پیش کیا: ؎ انسانیت پسندوں اور حیوانی جذبات نے کچھ دیر کے لیے ساندرو کو اسی قوری فلسفہ میں پھنسا لیا۔ لورینتسو اور گلیانو کے لیے ہی اس نے "وینس کی پیدائش" پینٹ کی تھی (1480ء)۔ ایک مصنوعی شرم والی برہنہ عورت سمندر میں سنہری سیپ سے

نکلنے کے لیے اپنی لمبی سنہری زلفوں کو استعمال کر رہی ہے: اس کے دائیں طرف پر دار باد نسیم اسے ساحل کی جانب اڑائے لیے جا رہی ہے: بائیں طرف ایک حسینہ پری (سیمونیتا؟) جس نے پھولوں والا سفید گاؤن پہن رکھا ہے' دیوی کی دلکشی بڑھانے کے لیے اسے ایک بے آستین چوغہ پیش کر رہی ہے۔ یہ پینٹنگ احساس لطافت کا شاہکار ہے جس میں ڈیزائن اور ترکیب ہی سب کچھ ہیں' رنگ کی حیثیت ثانوی ہے' حقیقت پسندی نظرانداز کر دی گئی اور ہر چیز کا مقصد خطوط کے رواں بہاؤ کے ذریعہ آسمانی تصور کو بیدار کرنا ہے۔ بوٹی چیلی نے اس کا بنیادی خیال پولیشان کی "*La giostra*" کے ایک اقتباس سے لیا۔ اسی نظم میں نیزہ بازی کے مقابلوں اور محبت میں گلیانو کی فتوحات کے بیان سے آرٹسٹ نے اپنی دوسری ملحدانہ تصویر "مارس اور وینس" اخذ کی: یہاں وینس نے کپڑے پہن رکھے ہیں اور شاید دوبارہ سیمونیتا بن گئی ہے: مارس تھکا اور سویا ہوا ہے' وہ کوئی اکھڑ جنگجو نہیں بلکہ بے عیب جسم والا نوجوان ہے جسے غلطی سے ایک اور ایفرودتی بھی سمجھا جا سکتا ہے۔ بوٹی چیلی نے اپنی "بہار" میں باخوس کے لیے لورینتسو کی حمد کا مزاج بیان کیا ("جو خوش رہتا ہے' اسے خوش رہنے دو!")۔ "پیدائش" کی معاون خاتون اپنے ہوا میں لہراتے ہوئے چوغے اور خوبصورت پیروں کے ساتھ دوبارہ ظاہر ہوتی ہے: بائیں طرف گلیانو (؟) ایک درخت سے سیب توڑ رہا ہے تاکہ اپنے پہلو میں کھڑی ہوئی تین نیم برہنہ حسیناؤں میں سے ایک کو دے سکے۔ دائیں طرف ایک پُرجلال مرد ہلکی سی دھند میں ملبوس دوشیزہ کو لیے کھڑا ہے: سیمونیتا اس منظر کے اوپر موجود ہے: اور اس کے اوپر کی فضاء میں کیوپڈ اپنے قطعی غیرضروری تیر چھوڑ رہا ہے۔ یہ تین تصاویر متعدد چیزوں کی علامت ہیں' کیونکہ بوٹی چیلی کو تشبیہات سے محبت تھی: لیکن شاید یہ آرٹ میں انسانیت پسندوں کی فتح کی نمائندہ بھی تھیں۔ اب کلیسیاء کو تصویری موضوعات پر اپنا اثر دوبارہ حاصل کرنے کے لیے نصف صدی (1480–1534ء) تک جدوجہد کرنا تھی۔

اس معاملے سے دوٹوک انداز میں نمٹنے کے لیے سکسٹس IV نے بوٹی چیلی کو روم بلوایا (1481ء) اور اسے سِستائن گرجا خانے میں تین دیواری تصاویر پینٹ کرنے کا کام دیا۔ یہ تصویریں اس کے شاہکاروں میں شامل نہیں: وہ پاکیزگی پیش کرنے کے موڈ میں

نہیں تھا۔ لیکن جب واپس فلورنس آیا (1485ء) تو شہر کو ساوونا رولا کے خطبات سے پُرجوش پایا اور اسے سننے گیا۔ اس پر بڑا گہرا اثر ہوا۔ اس نے ہمیشہ زہد و ریاضت سے دامن بچانے کی کوشش کی تھی; اور لورینتسو' Pulci اور پولیشان سے حاصل کردہ تمام تشکیکیت اس کے پُرشباب ایمان کے خفیہ کنوئیں میں کھو گئی۔ سان مارکو کے مقام پر اس زبردست مبلغ نے اب بوٹی چیلی اور فلورنس پر زور دیا کہ وہ اس عقیدے کی پُرجلال ہدایات پر عمل کریں: خدا نے نوع انسانی کو آدم و حوا کے گناہ سے چھٹکارا دلانے کی خاطر تحقیر' انتقام اور مصلوب ہونے کی تکلیف اٹھائی; نیک یا مخلصانہ پچھتاوے کی زندگی ہی خدا کی اس قربانی سے کچھ نوازش حاصل کر کے ابدی جہنم سے بچ سکتی ہے۔ تقریباً اسی دور میں بوٹی چیلی نے دانتے کی "ڈیوائن کامیڈی" کو تصویری رنگ دیا۔ اس نے اپنے فن کو دوبارہ مذہب کی خدمت میں لگا دیا اور ایک مرتبہ پھر مریم اور عیسیٰ کی پُرجلال کہانی بتائی۔ اس نے سینٹ بارناباس کے کلیساء کے لیے تخت نشین کنواری کا دیگر بزرگوں کے ساتھ ایک گروپ پینٹ کیا; وہ اب بھی گداز اور پیاری دوشیزہ تھی جسے اس نے فرالیپو کے سٹوڈیو میں بنایا تھا۔ کچھ ہی دن بعد اس نے "انار کی میڈونا" پینٹ کی--- "کنواری" نغمہ زن فرشتوں کے حلقے میں ہے' "بچے" نے اپنے ہاتھ میں ایک پھل پکڑ رکھا ہے جس کے لاتعداد بیج عیسائی عقیدے کے پھیلاؤ کی علامت ہیں۔ 1490ء میں اس نے "مقدس ماں" کی داستان دو تصویروں میں دوبارہ پیش کی: "بشارت" اور "تاجپوشی۔" لیکن اب وہ بوڑھا ہو رہا تھا اور اپنے فن کی تازگی اور نفاست کھو چکا تھا۔

1498ء میں ساوونا رولا کو پھانسی دے کر جلا دیا گیا۔ نشاۃ ثانیہ کے اس نہایت سنگین قتل نے بوٹی چیلی کو خوفزدہ کر دیا۔ شاید اس المناک واقعہ کے کچھ عرصہ بعد ہی اس نے اپنی پیچیدہ تشبیہت پینٹ کی "تہمت۔" کلاسیک محرابدار رستوں اور سمندر والے پس منظر کے ساتھ تین عورتیں--- مکاری' دھوکہ بازی اور تہمت--- ایک چیتھڑوں میں ملبوس مرد (حسد) کے پیچھے پیچھے چلتی ہوئی ایک ملزم کو بالوں سے پکڑ کر ٹریبونل کی جانب گھسیٹ رہی ہیں جہاں گدھے جیسے لمبے کانوں والا جج "شبہ" اور "جہالت" کی نمائندہ عورتوں کے مشورہ سے ہجوم کے قہر اور خون آشامی کے سامنے سر

جھکانے اور زمین پر گرے آدمی کو سزا سنانے کی تیاری کر رہا ہے; جبکہ بائیں طرف کالے لباس میں "پچھتاوا" برہنہ "سچ" کے لیے دکھی لگتا ہے۔ یہ سچ ایک مرتبہ پھر لہریئے دار بالوں میں ملبوس بوٹی چیلی کی وینس ہے۔ کیا ملزم اصل میں ساوونارولا کی نمائندگی کرتا ہے؟ شاید' البتہ برہنہ عورتوں نے راہب کو حیران کر دیا ہو گا۔

نیشنل گیلری لندن میں "میلاد مسیح" بوٹی چیلی کا آخری شاہکار ہے' گڈمڈ لیکن رنگین اور آرٹسٹ کی پر آہنگ نفاست کا آخری نمونہ۔ یہاں سب کچھ ایک ملکوتی مسرت میں سانس لیتا لگتا ہے; "بہار" کی خواتین پر دار فرشتے بن کر لوٹ آئی ہیں اور فضا میں معلق کمان پر غیر محفوظ انداز سے ناچ رہی ہیں۔ لیکن بوٹی چیلی نے تصویر پر یونانی زبان میں کچھ الفاظ لکھے جو نشاۃ ثانیہ کے عہد عروج میں وسطی ادوار کی یاد دلاتے ہیں:

> میں' اسلیے ساندرو نے یہ تصویر 1500ء کے آخر میں بنائی جب اٹلی مشکلات کا شکار ہے..... میں نے سینٹ جان کے گیارھویں (باب) پر عمل کرتے ہوئے "مکاشفہ" کی دوسری قسم نبھائی اور ساڑھے تین برس تک شیطان کو دور رکھا۔ بعد میں وہ پابہ زنجیر کیا جائے گا' سینٹ جان کے بارھویں باب کے مطابق' اور ہم اسے اسی طرح پیروں تلے روندا جاتا دیکھیں گے جیسے وہ اس تصویر میں نظر آ رہا ہے۔

1500ء کے بعد ہمیں اس کی بنائی ہوئی کوئی تصویر نہیں ملتی۔ اس کی عمر ابھی صرف 56 برس تھی اور ابھی اس کے پاس کچھ آرٹ باقی پڑا ہو گا; لیکن اس نے لیونارڈو اور مائیکل اینجلو کے لیے جگہ خالی کی اور پژمردہ غربت میں ڈوب گیا۔ میڈیچی نے اسے خیرات دی' لیکن وہ خود بھی زوال پذیر تھے۔ وہ تنہائی اور کمزوری کی حالت میں 66 سال کا ہو کر مر گیا' جبکہ لاپروا دنیا تیزی سے آگے بڑھ گئی۔

اس کے استاد کا بیٹا فیلی پینو لیپی اس کے شاگردوں میں شامل تھا۔ اس "محبت کی پیداوار" کو جاننے والے سبھی لوگ پسند کرتے تھے; ایک نرم خو' خوش اخلاق' منکسر المزاج' مہربان آدمی۔ Crowe اور Cavalcaselle نے فیلی پینو کی پیدائش "حلال" بنانے کی بہت کوشش کی' لیکن ان کی دلیل محض ایک نیک خواہش ہی ہے۔[۲۳]

وازاری کہتا ہے کہ فلپی پینو کے "فنی کمال نے اس کے جنم کا داغ دھو دیا..... اگر کوئی داغ تھا تو۔" اپنے باپ اور ساندرو کی نگرانی میں اس نے اتنی تیزی سے فن مصوری سیکھا کہ 23 سال کی عمر کو پہنچنے تک وہ "سینٹ برنارڈ کا نظارہ" میں ایک ایسا پورٹریٹ بنا چکا تھا کہ وازاری کے مطابق اس میں صرف "قوت گویائی کی کمی تھی۔" جب کارملی راہبوں نے 60 سال قبل Brancacci گرجا خانہ میں شروع کی گئی دیواری تصاویر مکمل کرنے کا فیصلہ کیا تو یہ کام 27 سالہ فلپی پینو کو سونپ دیا۔ وہ ماساشیو کے برابر تو نہ پہنچ سکا' لیکن "جیل میں سینٹ پال کا سینٹ پیٹر سے کلام" میں سادہ وقار اور قطعی طاقت کی حامل ایک یادگار تصویر بنائی۔

1489ء میں لودینتسو کی تجویز پر کارڈینل کرافا نے اسے روم بلوایا تاکہ سانتا ماریا سوپرا منروا میں گرجا خانے کو سینٹ ٹامس آکوینس کی زندگی پر مبنی مناظر سے رونق بخشی جا سکے۔ مرکزی تصویر میں آرٹسٹ نے شاید ایک سو سال پہلے Andrea da Firenze کی بنائی ہوئی ایک ایسی ہی تصویر ذہن نشین رکھ کر فلسفی کو فتح کے انداز میں پیش کیا' جبکہ آریئس' ابن رشد اور دیگر بدعتی اس کے قدموں پر گرے ہوئے ہیں۔ دریں اثناء بولونیا اور پیڈوآ کی یونیورسٹیوں میں ابن رشد کے خیالات راسخ الاعتقادی پر فتح پا رہے تھے۔ واپس فلورنس آکر فلپی پینو نے سانتا ماریا نوویلا میں Filippo Strozzi کے گرجا خانہ میں فلپ اور جان حواریوں کی زندگی کو اس قدر حقیقت پسندانہ دیواری تصاویر میں محفوظ کیا کہ (کہانی کے مطابق) کسی بچے نے تصویر میں بنائے گئے ایک سوراخ کے اندر کوئی چیز چھپانے کی کوشش کی تھی۔ اس سلسلے میں کچھ دیر وقفہ ڈال کر اور کاہل لیونارڈو کو تبدیل کر کے اس نے Scopeto کے راہبوں کے لیے ایک altarpiece پینٹ کیا۔ اس کا موضوع وہی پرانا تھا: میگی بچے کو پیار کرتے ہوئے' لیکن اسے مُوروں' ہندوستانیوں اور متعدد میڈیچی کے ساتھ جاندار بنا دیا۔ ایک میڈیچی نشاۃ ثانیہ کے سب سے زیادہ انسانی اور مزاحیہ پورٹریٹس میں شامل ہے۔ آخر کار (1498ء) میں' اگر یوں کہا جائے کہ اس کے باپ کے گناہ معاف ہو گئے تو' فلپی پینو کو پراتو میں ایک "میڈونا" بنانے کی دعوت دی گئی؛ وازاری نے اسے سراہا دوسری عالمی جنگ نے اسے تباہ کر ڈالا اس نے چالیس برس کی عمر میں شادی کی اور

چند برس تک باپ بننے کی مسرتیں اور مصیبتیں دیکھتا رہا۔ 47 برس کی عمر میں وہ گلا سوجنے جیسے معمولی مرض کا شکار ہو کر مر گیا (1505ء)۔

VII۔ لورینتسو کی موت

لورینتسو چند افراد میں سے ایک نہیں تھا جنہوں نے ان صدیوں میں ضعیف العمری دیکھی۔ اپنے باپ کی طرح وہ بھی جوڑوں کے درد اور گٹھیا کا مریض تھا' اس کے علاوہ پیٹ کی خرابی بھی اسے اکثر شدید درد میں مبتلا رکھتی۔ اس نے درجنوں نسخے آزمائے مگر کوئی بہتری نہ ہوئی' صرف گرم پانی کے غسل ہی عارضی راحت فراہم کرتے تھے۔ اس نے اپنی موت سے کچھ عرصہ پہلے جان لیا تھا کہ وہ جس نے مسرت کا پرچار کیا تھا' زیادہ عرصہ زندہ نہیں رہے گا۔

اس کی بیوی 1488ء میں مری; وہ ساری عمر بے وفائی سہتی رہی لیکن اس کی موت نے لورینتسو کو بہت دکھی کیا اور وہ ایک مددگار سے محروم ہو گیا۔ بیوی نے اسے بہت سے وارث فراہم کیے جن میں سے سات زندہ رہے۔ اس نے بچوں کی تعلیم پر بہت محنت کی; اور آخری سالوں میں ان کی شادیاں کرتا رہا جنہوں نے فلورنس کی خوشیوں کو دوبالا کیا۔ روم میں دوست بنانے کی خاطر سب سے بڑے بیٹے پیئرو نے ایک اورسینی (Orsini) سے بیاہ کیا۔ سب سے چھوٹے بیٹے گلیانو نے سیوائے (Savoy) کے ایک ڈیوک کی بہن کو بیوی بنایا' فرانس اول سے Nemours کے ڈیوک کا خطاب پایا اور یوں فلورنس اور فرانس کے درمیان پل بنانے میں مدد دی۔ دوسرے بیٹے جووانی نے اپنی تربیت کے مطابق کلیسیائی کیریئر اپنایا; اس نے اپنی نیک فطرت' نیک آداب اور اچھی لاطینی سے ہر ایک کو خوش کیا۔ لورینتسو نے انوسینٹ VIII پر زور دیا کہ وہ اسے 14 سال کی عمر میں ہی کارڈینل بنا کر تمام سابق مثالیں پیچھے چھوڑ دے; پوپ عین اسی وجہ سے رضامند ہوا جو زیادہ تر شاہی شادیوں میں کارفرما تھی --- یعنی ایک حکومت کو دوسری حکومت کے ساتھ خون کے رشتے میں باندھنے کے لیے

لورینتسو نے فلورنس کی حکومت میں سرگرمی سے حصہ لینا چھوڑ دیا' آہستہ آہستہ اپنا عوامی اور نجی کاروبار بیٹے پیئرو کو سونپنے لگا اور دیہی علاقے کے پُرامن ماحول

اور دوستوں سے بات چیت میں راحت ڈھونڈی۔ ایک خصوصی خط میں اس نے خود کو بری الذمہ قرار دیا:

> کوئی با نظم ذہن باعزت راحت کا مزہ اٹھانے سے زیادہ اور کیا پسند کر سکتا ہے؟ سب اچھے آدمی یہی حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں' لیکن صرف عظیم آدمی اس میں کامیابی حاصل کر پاتے ہیں۔ عوامی امور کے بکھیڑے میں پھنس کر یقیناً ہم ایک آرام کے دن کی امید رکھتے ہیں' لیکن کوئی بھی آرام ہمیں ملک کی پریشانیوں سے الگ تھلگ نہیں رکھتا۔ میں اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ میری قسمت میں جس راہ پر چلنا لکھا تھا وہ بہت محنت طلب' خطرات سے بھرپور اور دغابازی کے حلقے میں تھی؛ لیکن میں نے اپنے ملک کی فلاح میں حصہ ڈال کر اپنی ڈھارس بندھائی۔ اب میرے ملک کی خوشحالی کسی بھی دوسرے ملک کا مقابلہ کرتی ہے۔ میں نے کبھی اپنے گھرانے کے مفادات اور بہتری کو پس پشت نہیں ڈالا' ہمیشہ اپنے دادا کوسیمو کو مثال بنا کر قدم بڑھایا جو اپنے عوامی اور نجی امور پر ایک ہی جیسی تیز نظر رکھتے تھے۔ اپنی توجہات کا مقصد حاصل کر لینے کے بعد مجھے تن آسانی کی مسرتوں سے لطف اندوز ہونے' ساتھی شہریوں کی شہرت میں حصہ ڈالنے اور اپنے آبائی مقام کی رفعت پر اترانے کی اجازت ہونی چاہیے۔

لیکن اس غیرمانوس امن کا لطف اٹھانے کے لیے اس کے پاس وقت بہت کم رہ گیا تھا۔ ابھی وہ کریگی کے مقام پر اپنے دیہی گھر میں منتقل ہی ہوا تھا (21 مارچ 1492ء) کہ پیٹ کی درد خوفناک شدت اختیار کر گئی۔ ماہر طبیب بلائے گئے جنہوں نے اسے جڑی بوٹیوں کا ایک محلول پلایا۔ اس کی حالت تیزی سے بگڑتی چلی گئی اور موت سے سمجھوتہ طے پا گیا۔ اس نے پیکو اور پولیشان کو اپنا یہ دکھ بتایا کہ اب وہ اتنی دیر زندہ نہیں رہ سکے گا کہ ان کی سہولت اور طلبہ کے استعمال کے لیے مخطوطات کا انتخاب مکمل کر سکے۔ انجام نزدیک آنے پر اس نے پادری کو بلوا بھیجا اور بچی کھچی قوت جمع کر کے اصرار کیا کہ بستر سے اٹھ کر گھٹنوں کے بل تبرک وصول کرنا چاہتا ہے۔ اب اس نے سمجھوتہ نہ

کرنے والے مبلغ کے بارے میں سوچا جس نے اسے آزادی کا دشمن اور نوجوانوں کو گمراہ کرنے والا قرار دیا تھا اور خواہش کی کہ وہ آدمی اسے موت آنے سے پہلے معاف کر دے۔ اس نے ایک دوست کو بھیجا کہ وہ ساوونارولا سے یہاں آکر اعتراف جرم سننے اور زیادہ قیمتی برات دینے کی درخواست کرے۔ پولیشان کے مطابق وہ آیا اور برات کی تین شرائط رکھیں:

(1) لورینتسو خدا کی رحمت پر پختہ یقین رکھے گا' (2) تندرست ہونے کی صورت میں اپنی زندگی کی اصلاح کرنے کا وعدہ کرے' اور (3) موت کو احسان مندی کے ساتھ گلے لگائے گا: لورینتسو مان گیا اور برات پائی۔ ساوونارولا کے ایک سب سے پہلے سوانح نگار جی۔ ایف پیکو (جو انسانیت پسند نہیں تھا) کے مطابق تیسری شرط یہ تھی کہ لورینتسو "فلورنس کو آزادی دینے کا وعدہ کرے:" لورینتسو نے اس شرط کا کوئی جواب نہ دیا اور راہب اُسے بری کیے بغیر واپس چلا گیا۔ [۵۳] 9 اپریل 1492ء کو لورینتسو 43 برس کی عمر میں فوت ہوا۔

اس کی قبل از وقت موت کی خبر فلورنس پہنچی تو تقریباً سارے شہر نے سوگ منایا اور سیاسی مخالفین بھی سوچنے لگے کہ اب فلورنس میں معاشرتی امن یا اٹلی میں امن کیسے برقرار رکھا جا سکتا ہے۔ [۵۴] یورپ نے ریاست کار کے طور پر اس کا رتبہ تسلیم کیا اور اس میں اپنے دور کی اہم خصوصیات محسوس کیں۔۔ وہ تشدد پسندی کی بجائے ہر اعتبار سے "نشاۃ ثانیہ کا آدمی" تھا۔ حکمت عملی میں اس کی ہوشیاری' بحث میں سادہ مگر قائل کر لینے والی وضاحت' مستحکم اور باہمت اقدام نے چند ایک آدمیوں کے علاوہ تقریباً تمام فلورنسیوں کو آزادی کی بربادی بھلا دی۔ اس بربادی کو نہ بھلانے والے متعدد لوگ بھی یاد کرتے رہے کہ کل آبادی کے تیسویں حصے پر مشتمل "جمہوریت" نے امیر طبقات کی آزادی کو کیسے برقرار رکھا تھا۔ لورینتسو نے اپنی طاقت اعتدال کے ساتھ اور ریاست کے مفاد میں استعمال کی تھی' حتیٰ کہ اپنی نجی جائیداد سے بھی لاپروائی برتی۔ وہ جنسی گمراہی کا مجرم بنا' اور فلورنسی جوانوں کے سامنے ایک بری مثال قائم کی۔ اس نے ادب میں ایک اچھی مثال پیش کی' اطالوی زبان کو ادبی رتبہ واپس دلایا اور شاعری میں اپنے زیر کفالت شعراء سے مقابلہ کیا۔ اس نے ممتاز ذوق کے ساتھ

آرٹس کو سہارا دیا اور یہی ذوق یورپ کے لیے معیار بن گیا۔ وہ تمام "آمروں" میں سب سے زیادہ رحمدل اور بہترین تھا۔ نیپلز کے بادشاہ فرڈی نینڈ نے کہا: "یہ آدمی اپنی رفعت کے لیے کافی عرصہ تک زندہ رہا لیکن اِٹلی کے لیے بہت کم۔"[۱۶] اس کے بعد فلورنس زوال کا شکار ہوا اور اِٹلی امن سے بے بہرہ ہو گیا۔

پانچواں باب

ساوونارولا اور جمہوریہ

(1492ء۔1534ء)

I۔ پیغمبر

وراثتی اصول کا ایک فائدہ تسلسل قائم رہنا ہے: اوسط اقدار اس کی مکافات عمل ہے۔ پیئر وڈی لورینتسو کسی مشکل کے بغیر اپنے باپ کی جگہ حکمران بن گیا' لیکن اس کے کردار اور غلط فیصلوں نے وہ مقبولیت ختم کر دی جس پر میڈیچی حکومت کی بنیاد تھی۔ اسے ایک جارحانہ مزاج' اوسط درجے کا ذہن' غیر مستقل ارادہ اور قابل تعریف مقاصد عطا ہوئے تھے۔ اس نے آرٹسٹوں اور اہل علم و فضل پر سخاوت کی لورینتسو والی روایت جاری رکھی' لیکن بلاامتیاز اور بد سلیقہ انداز میں۔ وہ جسمانی طور پر مضبوط' کھیلوں میں ممتاز تھا اور اتھلیٹک مقابلوں میں زیادہ اور نمایاں طور پر حصہ لیتا۔ اس کی کئی بدقسمتیوں میں سے ایک یہ بھی تھی کہ لورینتسو کے منصوبوں اور فضول خرچی نے شہر کا خزانہ خالی کر دیا تھا: برطانوی کپڑوں کا مقابلہ فلورنس میں مالی مسائل پیدا کر رہا تھا: پیئر وکے اورسینی نے اہل فلورنس کو دکانداروں کی قوم سمجھتے ہوئے ان پر اپنا رومن ناک چڑھایا: کوسیمو کے بھائی لورینتسو "اکبر" (Elder) سے ماخوذ میڈیچی خاندان کی متوازی شاخ اب کوسیمو کی اولادوں کو چیلنج کرنے لگی اور آزادی نام پر ایک مخالفانہ جماعت قائم کی۔ فرانس کے چارلس VIII کا ہم عصر ہونا پیئر وکے لیے باعث تکلیف تھا'

جس نے اِٹلی پر حملہ کیا۔ اور ساوونارولا نے میڈیچی کو عیسیٰ کی جگہ دینے کی تجویز دی۔ پیئر واس قسم کے مسائل کا سامنا کرنے کو تیار نہ تھا۔

ساوونارولا خاندان 1440ء کے قریب پیڈوآ سے فیرارا آیا جب Niccolo III d'Este نے میشیل ساوونارولا کو اپنا شاہی طبیب بننے کی دعوت دی تھی میشیل جیسا زاہد آدمی حکمت کے میدان میں شاذونادر ہی گذرا ہے: وہ محبتوں کو مذہب پر ترجیح دینے والے اہل فیرارا پر تنقید کرتا رہتا تھا[1]۔ اس کا بیٹا نکولو خود تو اوسط درجے کا طبیب تھا مگر اس کی بیوی ایلینا بوناکوسی طاقتور کردار اور بلند خیالات والی عورت تھی۔ ان کے سات بچوں میں سے تیسرے کا نام گیرولاموتھا۔ انہوں نے اسے طب کی تعلیم دی، لیکن اس نے اناٹومی کی نسبت ٹامس ایکوینس کو زیادہ قابل توجہ سمجھا، اور نوجوانی کی کھیلوں کی بجائے کتابوں کے ساتھ تنہائی اسے زیادہ خوشگوار لگی۔ وہ بولونیا کی یونیورسٹی میں یہ دیکھ کر بہت خوفزدہ ہوا کہ طالب علم اتنا غریب نہیں کہ نیکی کو احترام دے۔ وہ لکھتا ہے: "یہاں انسان کہلوانے کے لیے لازمی ہے کہ آپ نہایت غلیظ ظالمانہ اور زبردست گستاخیوں سے اپنا منہ گندا کریں..... اگر آپ فلسفہ اور اچھے فنون کا مطالعہ کریں تو شیخ چلی قرار پائیں گے: اگر آپ پاکیزہ اور متعدل زندگی گذاریں تو بے وقوف ہیں: اگر آپ پرہیزگار ہیں تو منافق کہلائیں گے: اگر آپ خدا پر یقین رکھتے ہیں تو آپ کو ضعیف العقل کہا جائے گا۔"[2] وہ یونیورسٹی چھوڑ کر اپنی ماں اور تنہائی کے پاس لوٹ آیا۔ وہ خود آگاہ ہوا، دوزخ اور انسانوں کی گنہگاری کے خیال پر مضطرب ہوا: اس کی معلوم اولین تحریر ایک نظم ہے جس میں پوپس سمیت سارے اِٹلی کی برائیوں کو مسترد اور اپنے ملک و کلیسیاء کی اصلاح کا عزم کیا گیا۔ اس نے عبادت میں طویل وقت گذارا اور اس قدر شدت سے روزے رکھے کہ والدین اس کے لاغرپن پر افسوس کرنے لگے۔ 1474ء میں اس نے فرامیشیل کے Lenten خطبے سے تحریک پاکر اور بھی کٹھن ریاضت کی، اور یہ دیکھ کر بہت خوش ہوا کہ متعدد اہل فیرارا ماسک، نقلی بال، تاش، عجیب و غریب تصاویر اور دیگر دنیاوی ساز و سامان لاکر بازار میں جلتے ہوئے الاؤ میں پھینک رہے ہیں۔ وہ ایک سال بعد 23 برس کی عمر میں چوری چھپے گھر سے نکل بھاگا اور بولونیا میں ایک ڈومینیکی خانقاہ میں چلا گیا۔

اس نے اپنے والدین کے نام ایک پر خلوص خط میں معافی مانگی کہ وہ ان کی امنگیں اور توقعات پوری نہ کر سکا۔ جب والدین نے اسے واپس آنے پر زور دیا تو وہ غصہ میں آ گیا: "آپ اندھے ہیں! آپ ابھی تک آہ و زاری کر رہے ہیں؟ آپ میری راہ میں رکاوٹ بن رہے ہیں، حالانکہ آپ کو خوش ہونا چاہیے..... اگر آپ ابھی تک دکھ زدہ ہیں تو میں اس کے علاوہ اور کیا کہہ سکتا ہوں کہ آپ میرے جانی دشمن اور نیکی کے بیری ہیں؟ اگر ایسا ہے تو میں کہوں گا: برا کام کرنے والے سب لوگ میرے پیچھے پیچھے چلے آئیں!" [5] وہ بولونیا کی خانقاہ میں 6 برس ٹھہرا۔ اس نے بڑے فخر سے کہا کہ اسے نہایت معمولی کام دیئے جائیں، لیکن اس میں خطابت کی صلاحیت دریافت کر کے تبلیغ کے کام پر لگا دیا گیا۔ 1481ء میں اس کا تبادلہ فلورنس میں سان مارکو میں ہوا، اور سان لورینتسو کے کلیساء میں تبلیغ کا کام سونپا گیا۔ وہاں اس کے خطبات غیر مقبول رہے؛ وہ ایک ایسے شہر کے لیے بہت زیادہ دینی اور ناصحانہ تھے جو انسانیت پسندوں کی فصاحت و بلاغت اور علم و فضل سے آشنا تھا؛ ہفتہ بہ ہفتہ اس کے اجتماعات کمزور پڑتے گئے پرائر نے اسے ناآزمودہ کار پادریوں کی تربیت پر لگا دیا

غالباً آئندہ پانچ برس کے دوران اس کا حتمی کردار صورت پذیر ہوا۔ جوں جوں اس کے احساسات اور مقاصد کی شدت میں اضافہ ہوا ویسے ویسے پیشانی پر سوالیہ لکیریں نمودار ہونے لگیں، ہونٹ پکے ارادے کے ساتھ بھینچے گئے، بڑی سی ناک آگے کو اُڈ کر جیسے ساری دنیا کا گھیراؤ کرنے لگی؛ چھوٹا سا چوکھٹا مناظر، پریشان کن سوچوں اور اندرونی طوفانوں سے بھر گیا۔ اس نے اپنے والدین کو لکھا، "میں اب بھی آپ کی طرح جسم ہی ہوں، حسیات منطق سے باغی ہیں، شیطان کو اپنی پشت پر سوار ہونے سے روکنے کے لیے مجھے زبردست جدوجہد کرنا ہوگی "[6] اس نے انسانی فطرت میں خلقی لگنے والی بے ایمانی کو قابو میں لانے کی خاطر روزے رکھے اور خود کو اذیتیں دیں۔ اگر اس نے جسم اور غرور کی ترغیبات کو شیطانی آوازوں کے طور پر مجسم بنایا تو اپنے بہتر نفس کی رہنمائیوں کو بھی مجسم کر سکتا تھا۔ اس نے اپنی تن تنہاء کوٹھڑی میں خود کو اچھی اور بُری روحوں کا میدان جنگ خیال کر کے اپنی تنہائی کو رفعت بخشی۔ آخر کار اسے لگا کہ فرشتے، اعلیٰ ترین فرشتے اس سے ہم کلام ہیں؛ اس نے ان کے الفاظ کو الوہی مکاشفات

سمجھ کر قبول کیا; اور اچانک دنیا کو ایک پیغمبر کی حیثیت میں مخاطب کیا۔ وہ پیغمبر جان کی جانب سے عطا کردہ الہامی نظاروں میں جذب ہوگیا اور فلورا کے صوفی یوآکم کی معادیات (Eschatology) کا وارث بنا۔ یوآکم کی طرح اس نے بھی اعلان کیا کہ "دجال" (Antichrist) کا دور اقتدار آچکا ہے' شیطان دنیا پر قابض ہے' جلد ہی مسیح اپنی زمینی حکومت کا آغاز کرنے کے لیے نمودار ہوگا اور الوہی انتقام کی آگ ان جابروں' بدکاروں اور ملحدوں پر برسے گی جو اِٹلی پر غالب نظر آتے ہیں۔

جب اس کے پرائر نے اسے لمبارڈی میں تبلیغ کرنے بھیجا (1486ء) تو ساوونارولا نے اپنا جوانی والا معلّمانہ انداز ترک کردیا' اور غیراخلاقی رویوں کی تردید' قیامت کی پیش گوئیوں اور پچھتاوے کی نصیحتوں کو اپنے خطبات کا موضوع بنایا۔ پہلے دھیان نہ دینے والے ہزاروں لوگوں نے تعظیم کے ساتھ اس کی بات سنی۔ یہ نیا پُرجوش اور فصیح البیان آدمی اب حاکمانہ انداز میں بات کرتا نظر آتا تھا۔ پیکو ڈیلا میرانڈولا نے راہب کی کامیابی کے متعلق سنا; اس نے لورینتسو سے کہا کہ وہ ساوونارولا کو واپس فلورنس لانے کے لیے پرائر سے بات کرے۔ ساوونارولا واپس آگیا (1489ء); دو سال بعد وہ سان مارکو کا پرائر منتخب ہوا; اور لورینتسو کو اس میں اپنا سب سے بڑا دشمن نظر آیا۔

فلورنس یہ جان کر حیران رہ گیا کہ ایک عشرہ قبل اپنے دلائل سے بیزار کردینے والا سیاہ فام مبلغ اب انہیں مکاشفانہ تخیلات سے حیرت زدہ کرسکتا ہے' انہیں ملحدیت کی واضح تفصیلات بتاکر مشتعل کرسکتا ہے; اور اس کے ساتھ ساتھ اس میں یہ صلاحیت بھی ہے کہ ان کی روحوں کو رفعت دے کر عقیدے کا کٹر پیروکار بنادے۔ نوجوان نسل اس بات سے خوفزدہ ہوگئی۔

> اپنے زیورات' بالوں اور ہاتھوں میں شان و شوکت پانے والی عورتو! میں تمہیں بتاتا ہوں کہ تم بدصورت ہو... کیا تم نے حقیقی حسن دیکھا ہے؟ پاکیزہ مرد یا عورت کو دیکھو جس کی روح جسم پر غالب ہے; اسے دیکھو جب وہ عبادت کرتا ہے' جب وہ عبادت ختم کرتا ہے تو الوہی حسن کی ایک شعاع اسے پُرنور کردیتی ہے; تم اس کے چہرے پر خدا کا نور چمکتے دیکھو گے۔ وہ چہرہ تمہیں کسی فرشتے کے چہرے جیسا لگے گا۔[۵۵]

لوگوں نے اس کی جرأت کو سراہا' کیونکہ اس نے عوام سے زیادہ کلیسیائی عہدیداروں اور پاپائیت کو تنقید کا نشانہ بنایا تھا۔ اس کی نظر میں عام لوگوں کی نسبت بادشاہ زیادہ قابل مذمت تھے۔ اور سیاسی انقلاب پسندی کے نعرے نے غریبوں کے دلوں کو حرارت بخشی:

ان دنوں روح مقدس کی کوئی رحمت' کوئی نعمت ایسی نہیں جو بیچی اور خریدی نہ جا رہی ہو۔ دوسری طرف غرباء دکھوں کے بوجھ تلے دبے ہیں؛ اور جب انہیں اپنی استعداد سے زیادہ رقوم ادا کرنے کو کہا جاتا ہے تو امیر لوگ ان پر چلاتے ہیں: "باقی مجھے دے دو۔" کچھ 50 فلورنز سالانہ کمانے والے 100 فلورنز ٹیکس ادا کرتے ہیں؛ جبکہ امیر بہت کم ٹیکس دیتے ہیں کیونکہ ٹیکس ان کی اپنی خوشی سے عائد ہوتے ہیں۔ اے امیرو' اچھی طرح سوچ لو! کیونکہ تم پر عذاب نازل ہوگا۔ اب یہ شہر فلورنس کی بجائے چوروں' رزالت اور قتل و غارت کی کھوہ کہلائے گا۔ تب تم سب غربت زدہ ہو گے... اور اے پادریو! تب تمہارے نام دہشت میں بدل جائیں گے۔[6]

پادریوں کے بعد بنک کاروں کی باری آئی:

تم نے پیسے کمانے کے بہت سے طریقے ڈھونڈ لیے ہیں اور تم بہت سے لین دین کو قانونی کہتے ہو لیکن وہ ہیں قطعی غیر منصفانہ؛ اور تم نے شہر کے دفاتر اور ناظموں کو بے ایمان بنا دیا ہے۔ کوئی بھی تمہیں یہ بات نہیں منوا سکتا کہ سود لینا گناہ ہے؛ تم اپنی روح کی گہرائیوں سے اس کا دفاع کرتے ہو۔ سود خوری پر کسی کو بھی پشیمانی نہیں ہوتی..... تمہاری بھنویں رنڈی جیسی ہیں' اور تمہیں شرم نہیں آئے گی۔ تم کہتے ہو کہ منافع کمانے میں ہی اچھی اور پر مسرت زندگی مضمر ہے؛ اور مسیح کہتا ہے' مبارک ہیں وہ لوگ جو غریب ہیں' کیونکہ انہیں آسمان کی بادشاہت نصیب ہوگی۔[7]

اور کچھ نصیحت لودینتسو کے لیے:

جابر حاکم ناقابل اصلاح ہیں کیونکہ وہ مغرور ہیں' کیونکہ انہیں خوشامد

پسند ہے' اور وہ اپنے ناجائز منافع نہیں چھوڑتے..... وہ غریب کی بات سنتے ہیں اور نہ ہی امیر کو برا کہتے ہیں..... وہ ووٹروں کو گمراہ کرتے ہیں اور لوگوں پر ٹیکسوں کا بوجھ لاد دیتے ہیں۔[۸] ..... آمر لوگوں کو میلوں اور تہواروں میں مصروف رکھتا ہے تاکہ وہ اس کی چالوں پر غور نہ کریں..... اور حکومت کی باگ دوڑ اس کے پاس چھوڑ دیں۔[۹]

ادب اور آرٹ پر رقم خرچ کرنے کو بھی ڈکٹیٹر شپ کا جواز نہ بنایا گیا۔ ساوونارولا کہتا ہے کہ ادب اور آرٹ ملحدانہ ہیں؛ انسانیت پسند محض عیسائی ہونے کا دکھاوا کرتے ہیں؛ وہ جن قدیم مصنفوں پر تحقیق اور ان کی تعریف کرتے ہیں وہ عیسیٰ اور عیسائی فضائل سے باہر ہیں اور ان کا آرٹ بت پرستی ہے یا برہنہ عورتوں اور مردوں کی بے شرم نمائش۔

لورینتسو پریشان ہو گیا اس کے دادا نے سان مارکو خانقاہ کی بنیاد رکھی اور اسے سنوارا سجایا تھا؛ وہ خود بھی اس پر کافی خرچ کر چکا تھا؛ اسے یہ بات نامناسب لگی کہ حکومت کی مشکلات کے بارے میں بہت کم جاننے والا ایک راہب آج میڈیچی درگاہ میں ہی بیٹھ کر اس عوامی حمایت کی جڑیں کھوکھلی کر جس کی بنیاد پر اس کے سارے خاندان کی حاکمیت کی عمارت تعمیر ہوئی تھی۔ اس نے راہب کا غصہ ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی؛ سان مارکو میں عبادت کرنے گیا اور خانقاہ کے لیے بیش بہاء تحائف بھیجے۔ ساوونارولا نے ان کی تحقیر کی اور بعد کے ایک خطبے میں کہا کہ وفادار کتا ہڈی مل جانے کی وجہ سے اپنے مالک کے دفاع میں بھونکنا بند نہیں کرتا۔ جب اسے خیراتی ڈبے میں طلائی رقم کی غیر معمولی مقدار ملی تو اس کو شک ہوا کہ یہ لورینتسو نے ہی دی ہے' لہٰذا ساری رقم کسی اور خانقاہ کو دے دی اور کہا کہ اس کی برداری کی ضرورتیں پوری کرنے کے لیے چاندی کافی ہے۔ لورینتسو نے پانچ سرکردہ شہریوں کے ذریعہ اسے کہلا بھیجا کہ اشتعال انگیز خطبات لاحاصل تشدد کا باعث بنیں گے اور ان کی وجہ سے فلورنس کا امن وامان بگڑ رہا ہے؛ ساوونارولا نے جواب میں انہیں کہا کہ لورینتسو کو اپنے گناہوں کا کفارہ ادا کرنے کو کہیں۔ فصیح البیانی کے لیے مشہور ایک فرانسکی راہب کو مقبول عام خطبات دینے پر مائل کیا گیا تاکہ ڈومینیکی سامعین کی توجہ مبذول کرائی

جاسکے، لیکن وہ ناکام رہا۔ سان مارکو میں آدمیوں کی ریل پیل ہونے لگی اور آخرکار کلیسیاء کی ہمت جواب دے گئی۔ ساوونارولا نے 1491ء کے Lenten خطبات کے لیے کیتھیڈرل کا منبر سنبھال لیا تھا۔ اگرچہ یہ عمارت پورے شہر کی آبادی کو سمیٹنے کے لیے بنائی گئی تھی، لیکن جب بھی راہب نے خطاب کرنا ہوتا تو یہاں ہجوم لگ جاتا۔ بیماری کی تکلیف میں مبتلا لورینتسو نے اس کی تبلیغ میں مداخلت کرنے کی مزید کوئی کوشش نہ کی۔

لورینتسو کی موت کے بعد اس کے بیٹے پیئرو کی کمزوری نے ساوونارولا کو فلورنس کی سب سے بڑی طاقت بنا دیا۔ اس نے نئے پوپ الیگزینڈر VI کی متذبذب منظوری کے ساتھ اس کی خانقاہ کو لومبارڈ جمعیت سے الگ کیا اور عملی طور پر خود ہی خانقاہ کا خود مختار سربراہ بن گیا۔ اس نے خانقاہ کے قواعد ضوابط کو دوبارہ ترتیب دیا اور اپنے ماتحت راہبوں کا اخلاقی وذہنی معیار بلند کیا۔ اس کے ریوڑ میں نئے لوگ شامل ہوئے اور 250 میں سے زیادہ تر اراکین کے دل میں اس کے لیے محبت اور وفاداری کا جذبہ پیدا ہوگیا جس نے اس آخری آزمائش کے علاوہ باقی تمام موقعوں پر مدد دی۔ وہ عام اور کلیسیائی افراد کی غیر اخلاقی روش پر تنقید میں زیادہ دیر بن گیا۔ تاہم، غیر شعوری طور پر اس نے Waldensian اور Patarine ملحدوں کے کلیسائیت مخالف نظریات (جو شمالی اِٹلی اور وسطی یورپ میں ابھی تک اِدھر اُدھر موجود تھے) اپناتے ہوئے پادریوں کی دنیاوی دولت پر تنقید کی اور کلیسائی تقریب کی شان وشوکت پر بھی انگلی اٹھائی جس میں "عظیم اُسقف اپنے سروں پر سونے اور قیمتی پتھر کے شاندار تاج..... بدن پر عمدہ عبائیں اور بروکیڈ کے پٹکے پہن کر چلتے تھے:" دوسری طرف اس نے قدیم کلیسیاء کے پادریوں والی سادگی اختیار کی۔ "ان کے پاس سونے کے چند ایک تاج اور معدودے چند جام تھے، کیونکہ ان کے پاس صرف وہی کچھ تھا جو غریبوں کی ضروریات پوری کرنے کے بعد بچ رہتا۔ جبکہ ہمارے اُسقف جام حاصل کرنے کی خاطر غریبوں کا آخری سہارا بھی لوٹ لیتے ہیں۔"[10] ان مذمتوں کے ساتھ ساتھ اس نے قیامت کی پیش گوئیاں بھی کیں۔ اس نے پیشگوئی کی تھی کہ لورینتسو اور انوسینٹ VIII 1492ء میں مرجائیں گے: ایسا ہی ہوا۔ پھر اس نے پیشگوئی کی کہ اِٹلی کو اپنے

نمائندوں اور مذہبی طبقہ کے گناہوں کا خمیازہ ایک شدید تباہی کی صورت میں بھگتنا پڑے گا؛ اور اس کے بعد مسیح قوم کی اصلاح کرے گا؛ اور وہ خود یعنی ساوونارولا بے رحمانہ موت مرے گا۔ 1494ء کے اوائل میں اس نے پیش بینی کردی کہ چارلس VIII اٹلی پر حملہ کرے گا اور اس نے حملے کو خدا کا تزکیہ کرنے والا ہاتھ قرار دے کر خوش آمدید کہا۔ ایک ہم عصر کے مطابق اس موقع پر اس کے خطبات "دہشتوں اور خطرات' التجاؤں اور فریادوں سے اس قدر بھرپور تھے کہ ہر شخص شہر میں یوں پریشانی اور خاموشی سے پھرتا تھا جیسے آدھا مرچکا ہو۔"[11]

1494ء کے ماہ ستمبر میں چارلس VIII ایپے نیز (Apennines) پار کرکے اٹلی میں داخل ہوا' نیپلز کی سلطنت کو بھی فرانسیسی تاج کے ماتحت لانے کا عزم کیا۔ اکتوبر میں وہ فلورنسی علاقہ میں داخل ہوا اور Sarzana قلعے کا محاصرہ کرلیا۔ پیئرو نے سوچا کہ وہ بھی فلورنس کو فرانس سے اسی طرح بچا سکتا جس طرح اس کے باپ نے اسے نیپلز سے بچایا تھا--- یعنی بذات خود دشمن کے پاس جاکر۔ وہ سارزانا کے مقام پر چارلس سے ملا اور تمام مطالبات مان گیا: پیسا' لیگ ہورن (Leghorn) اور مغرب میں فلورنس کا ہر قلعہ جنگ کے دوران فرانس کے حوالے کردیا جائے گا؛ اور چارلس کی مہم کے لیے فلورنس 2,00,000 فلورنز (50 لاکھ ڈالر) دے گا۔[12] ان رعایتوں کی خبر جب فلورنس میں پہنچی تو مجلس بلدیہ اور کونسل حیران رہ گئیں: سابقہ بادشاہوں کے برخلاف لورینتسو نے ان سے مشورہ تک نہیں کیا تھا میڈیچی مخالفین کی قیادت میں مجلس بلدیہ نے اسے معزول کرکے پرانی جمہوریہ بحال کرنے کا فیصلہ کیا۔ سارزانا سے لوٹنے پر لورینتسو کو پلازو ویکیو کے دروازے اپنے لیے بند ملے۔ جب وہ اپنے گھر کی طرف جارہا تھا تو لوگوں نے اس پر آوازے کسے اور شریر بچوں نے پتھر پھینکے۔ وہ اپنی زندگی کو خطرے میں دیکھ کر اپنے خاندان اور بھائیوں کے ہمراہ شہر سے بھاگ گیا۔ لوگوں نے میڈیچی محل اور باغات اور پیئرو کے مالیاتی نمائندوں کے گھروں کو لوٹا؛ میڈیچی کی چار پشتوں کی جمع کردہ نوادرات برباد کی گئیں اور باقیات کو حکومت نے نیلام کردیا۔ مجلس بلدیہ نے پیئرو اور کارڈینل جووانی ڈی میڈیچی کو زندہ گرفتار کرانے پر 5 ہزار فلورنز کا اعلان کیا اور مردہ حالت میں پیش کرنے پر دو ہزار کا۔ اس نے ساوونارولا سمیت پانچ آدمیوں کو چارلس

کے پاس پیسا روانہ کیا تاکہ بہتر شرائط کی بات کی جاسکے: چارلس ان کے ساتھ بداخلاقی سے پیش آیا۔ جب وفد روانہ ہوا تو اہل پیسا نے اپنی عمارتوں سے فلورنس کے شیر اور سوسن کے پھول نوچ پھینکے اور اپنی خودمختاری کا اعلان کردیا۔ چارلس فلورنس میں داخل ہوا' اپنے مطالبات میں کچھ ترمیم کرنے پر رضامندی ظاہر کی اور نیپلز پہنچنے کی بے قراری میں اپنی فوج کو جنوب کی جانب لے چلا۔ اب فلورنس نے انسانی تاریخ میں جمہوریت کا نہایت شاندار تجربہ کیا۔

II۔ ریاست کار

2 دسمبر 1494ء کو شہریوں کو پارلیمنٹ میں بلانے کی خاطر پلازو ویکیو برج کا بڑا گھنٹہ بجایا گیا۔ مجلس بلدیہ نے 20 افراد کی نامزدگی کا اختیار مانگا (اور حاصل کیا) جو ایک سال کے لیے نئی مجلس بلدیہ اور نئے ناظموں کا انتخاب کریں۔ یہ مدت پوری ہونے کے بعد تقریباً 3 ہزار ووٹروں کے رجسٹر سے تمام عہدے پُر کیے جاتا تھے۔ "بیس" نے ان کونسلوں اور ایجنسیوں کو معطل کردیا جو میڈیچی عہد میں عوامی اُمور نمٹایا کرتی تھیں اور مختلف فرائض اپنے درمیان بانٹ لیے۔ انہیں ان کاموں کا تجربہ نہ تھا اور خاندانی دھڑے بندیوں میں تقسیم ہوگئے; نئی حکومتی مشینری ناکارہ ہوگئی اور بدنظمی کا خطرہ سر پر منڈلانے لگا; صنعت و تجارت مسائل کا شکار ہوئی' آدمیوں کو ملازمت سے فارغ کردیا گیا اور مشتعل عوام گلیوں میں جمع ہونے لگے۔ پیئر و کاپونی (Piero Capponi) نے "بیس" پر زور دیا کہ ساوونارولا کو ان کونسلوں میں دعوت دے کر امن قائم رکھا جاسکتا ہے۔

راہب نے انہیں اپنی خانقاہ میں بلوایا اور ایک ولولہ انگیز سیاسی' معاشی اور اخلاقی قانون سازی کا پروگرام پیش کیا۔ ساوونارولا اور پیاترو سوڈرینی (Pietro Soderini) کی قیادت میں "بیس" نے ایک نیا آئین تشکیل دیا' جس کی بنیاد جزوی طور پر وینس میں کامیابی کے ساتھ نافذالعمل آئین پر تھی۔ "بڑی مجلس" (Great Counsil) میں ایسے افراد کو شامل کیا جاتا تھا جو---- یا سابق تین پشتوں میں ان کے آباؤ اجداد--- ریاست میں کسی بڑے عہدے پر فائز رہ چکے تھے; اور ان ابتدائی اراکین کو ہر سال میں

28 فاضل کونسلر منتخب کرتا تھے۔ حکومت کے انتظامی اداروں کو بنیادی طور پر میڈیچی دور حکومت جیسا ہی رہنا تھا: آٹھ پرائرز اور ایک علم بردار کی مجلس بلدیہ (جسے کونسل نے دو ماہ کے لیے منتخب کرنا تھا) اور مختلف کمیٹیاں--- "بارہ"" "سولہ"" "دس"" "آٹھ"--- تاکہ انتظامیہ' ٹیکس کاری اور جنگ کا نظام چلایا جا سکے۔ مکمل جمہوریت کو فی الحال ناقابل عمل سمجھا گیا کیونکہ معاشرہ ابھی زیادہ تر ان پڑھ اور جذباتی تھا۔ لیکن تقریباً تین ہزار ارکان پر مشتمل "بڑی مجلس" کو ایک نمائندہ ادارہ خیال کیا گیا چونکہ پلازو ویکیو میں اتنے بڑے اجلاس کی جگہ نہ تھی اس لیے Simone Pallaiualo (Il Cronaca) کو اس کا اندرونی حصہ دوبارہ ڈیزائن کر کے "پانچ سو کا ہال" بنانے کے کام پر لگایا گیا۔ آٹھ برس بعد یہاں لیونارڈو داونچی اور مائیکل اینجلو نے ایک دوسرے کا مقابلہ کرتے ہوئے آمنے سامنے کی دیواریں پینٹ کی تھیں۔ ساوونارولا کے اثر و رسوخ اور فصاحت کے ذریعہ مجوزہ آئین کو عوامی منظوری حاصل ہوئی اور 10 جون 1495ء کو ایک نئی جمہوریہ معرض عمل میں آئی۔

اس کا آغاز معزول میڈیچی حکومت کے تمام حامیوں کو معافی دینے سے ہوا۔ اس نے عزت نفس والی فیاضی کے ساتھ حقیقی جائیداد کی آمدنی پر لاگو دس فیصد محصول کے علاوہ تمام ٹیکس ختم کر دیئے: یوں کونسل پر حاوی تاجروں نے تجارت کو ٹیکس سے مستثنیٰ کیا اور سارا بوجھ زمیندار اشرافیہ اور زمین استعمال کرنے والے غریب پر ڈال دیا ساوونارولا کے اصرار پر حکومت نے "قرضہ کاریاستی دفتر" قائم کیا جس نے پانچ تا سات فیصد پر رقم ادھار دی اور غریب آدمی کو نجی ساہوکاروں کی محتاجی سے آزاد کر دیا راہب کی پُرزور تجویز پر ہی کونسل نے قوانین کے ساتھ اخلاقیات کی اصلاح کرنے کی کوشش کی: گھڑ دوڑ' اجتماعی کارنوال گیتوں' تحقیر دین اور جواء بازی سے منع کر دیا گیا: ملازمین کو حوصلہ دیا گیا کہ وہ اپنے جواری مالکوں کے خلاف اطلاع دیں' اور ملزموں کو اذیت ناک سزائیں دی گئیں: الحاد پرستوں کی زبان کھینچ لی گئی اور ہم جنس پرستوں کو بے رحم سزائیں دے کر ذلیل کیا گیا۔ ان اصلاحات کے نفاذ میں معاونت کی خاطر ساوونارولا نے اپنی برادری کے لڑکوں پر مشتمل ایک اخلاقی پولیس منظم کی۔ انہوں نے باقاعدگی سے چرچ جانے' دوڑوں' مظاہروں' کرتبوں' غیر اخلاقی صحبت' فحش ادب'

رقص اور موسیقی کے مدرسوں سے دور رہنے اور چھوٹے بال رکھنے کا عہد کیا۔ یہ "امید کے دستے" گلیوں میں گھوم کر کلیسیاء کے لیے خیرات جمع کرتے؛ وہ جواء بازی کے لیے اکٹھے ہونے والے لوگوں کو منتشر کر دیتے اور عورتوں کے جسم پر غیر مہذب لباس دیکھ کر اُسے تار تار کر ڈالتے۔

شہر نے کچھ دیر کے لیے یہ اصلاحات قبول کر لیں: متعدد عورتوں نے ان کی پُرجوش حمایت کی' معتدل طرز عمل اپنایا' سادہ لباس پہنا اور زیور کو ایک طرف رکھ دیا۔ ایک اخلاقی انقلاب نے اہل میڈیچی کے خوش باش فلورنس کو تبدیل کر دیا۔ لوگ گلیوں بازاروں میں مناجات گاتے' نہ کہ باخوسی گیت۔ کلیساء پُرہجوم ہو گئے اور غیر متوقع خیرات جمع ہوتی۔ کچھ بنک کاروں اور تاجروں نے غیر قانونی منافعے واپس کر دیئے۔ [13] ساوونارولا نے غریب اور امیر آبادی پر زور دیا کہ آوارہ گردی اور سہل پسندی چھوڑ دیں' تن دہی سے کام کریں اور اپنی زندگیوں کو اچھی مثال بنائیں۔ اس نے کہا' "تمہاری اصلاح کا آغاز روحانی چیزوں سے ہونا چاہیے..... تمہاری دنیاوی نیکی تمہاری اخلاقی اور مذہبی بہبود کے لیے مددگار ہونی چاہیے جس پر تمہارا دارومدار ہے۔ اور اگر تم کسی کو یہ کہتے سنو کہ نمازوں کے ذریعہ ریاستوں پر حکومت نہیں ہوا کرتی تو یاد رکھو کہ یہ آمروں کا اصول ہے..... شہر کو آزاد کرنے کی بجائے دبانے کے لیے ایک اصول اگر تم اچھی حکومت کے خواہشمند ہو تو تمہیں خدا سے رجوع کرنا ہوگا" [14] اس نے تجویز دی کہ فلورنس ایک ناقابل دید بادشاہ--- خود عیسیٰ--- کو اپنی حکومت کا سربراہ سمجھے؛ اور اس دینی حکومت کے تحت اس نے یوٹوپیا کی پیش گوئی کی: "اے فلورنس! تب تو روحانی اور دنیوی دولت سے مالا مال ہوگا؛ تو روم' اٹلی اور تمام ممالک میں مذہبی انقلاب (اجتہاد) حاصل کرے گا؛ تیری عظمت کے پنکھ ساری دنیا پر پھیل جائیں گے۔" [15] اور واقعی فلورنس نے شاید ہی پہلے کبھی ایسی شادمانی دیکھی تھی۔ یہ راستبازی کی پُرجوش تاریخ میں ایک روشن لمحہ تھا۔

لیکن انسانی فطرت بدستور موجود تھی۔ انسان فطری طور پر نیک نہیں' اور سماجی نظم و ضبط اناؤں' خاندانوں' طبقات' نسلوں اور عقیدوں کے کھلے یا خفیہ تضاد کے درمیان خود کو قائم رکھتا ہے۔ فلورنسی آبادی میں ایک طاقتور عنصر تفریح یا فائدوں کی

خاطر شراب خانوں' چکلوں اور جوا بازی کے اڈوں کی خواہش میں مرا جا رہا تھا۔ Capponi 'Nerli 'Pazzi' میڈیچی کی نوجوان نسل اور پیرَو کی معزولی میں حصہ لینے والے دیگر معززین حکومت کو ایک راہب کے ہاتھوں میں دیکھ کر کڑھ رہے تھے۔ پیرَو کی پارٹی کی باقیات موجود تھیں اور اپنی املاک اور حیثیت کی بحالی کا موقع تلاش کر رہی تھیں۔ فرانسسکی راہبوں نے مذہبی جوش و خروش کے ساتھ ڈومینیکی ساوونارولا کے خلاف کام کیا' اور شک پرستوں کا ایک چھوٹا سا دھڑا ان دونوں کی بربادی کا آرزومند تھا۔ نئے ضابطے کے ان مختلف دشمنوں نے متفقہ طور پر اس کے حامیوں کو طنزاً *Piagnoni* یعنی "رونے والے" (کیونکہ ساوونارولا کے خطبات سن کر متعدد لوگ روتے تھے)' *Callitorti* یعنی "ٹیڑھی گردن والے"' *Stropiccioni* یعنی "منافق"' *Masticapaternostri* یعنی "دعائیں بڑبڑانے والے" جیسے نام دیئے; اور یہ خطابات پانے والوں نے اپنے دشمنوں کی زہریلی عداوت کی وجہ سے انہیں *Arrabiati* یعنی "پاگل کتے" قرار دیا۔ 1496ء کی ابتداء میں یہ پاگل کتے اپنے امیدوار Filippo Corbizzi کو علم بردار کے عہدے پر منتخب کروانے میں کامیاب ہوگئے۔ اس نے پلازو ویکیو میں اہل کلیسیاء کی ایک مجلس جمع کر کے ساوونارولا کو بلوایا اور اس پر ایسی سیاسی سرگرمیوں میں ملوث ہونے کا الزام لگایا جو ایک راہب کے شایان شان نہ تھیں; اور ڈومینیکی سلسلے کے ایک کلیسیائی آدمی سمیت متعدد اہل کلیسیاء آدمی اس الزام کے حمایتی بن گئے۔ ساوونارولا نے جواب دیا: "خدا کے الفاظ آج سچے ثابت ہوگئے ہیں: میری ماں کے بیٹے میرے خلاف لڑے ہیں..... معاملات دنیا میں شامل ہونا کسی راہب کے لیے اس وقت تک جرم نہیں جب تک وہ کسی اعلیٰ تر مقصد پیش نظر رکھتا ہو اور مذہب کو فروغ دینے کی کوششوں میں مصروف ہو۔"[16] انہوں نے اس سے پوچھا کہ کیا اس کے خطبات خدا کی جانب سے تحریک یافتہ ہوتے ہیں' لیکن ساوونارولا نے جواب دینے سے انکار کردیا۔ وہ غمگین آدمی بن کر واپس اپنی کوٹھڑی میں چلا گیا۔

اگر امور خارجہ اس کے حق میں بہتر رہے ہوتے تو وہ اپنے دشمنوں پر غلبہ پا لیتا۔ آزادی کے مدح سرا فلورنسی پیسا کے خلاف برہم تھے کہ اس نے آزادی کا مطالبہ کیا

اور حاصل کرلی۔ حتیٰ کہ ساوونارولا نے بھی سرکش شہر کا دفاع کرنے کی جرات نہ کی؛ اور اہل پیسا کے آزادی کے حق کو جائز قرار دینے والے کلیسیائی عہدیدار کو "رونے والوں" کی مجلس بلدیہ نے سخت سزا دی۔ ساوونارولا نے فلورنس کو واپس دلانے کا وعدہ کیا اور نہایت سختی سے دعویٰ کیا کہ پیسا اس کی مٹھی میں ہے۔ لیکن وہ کمیاویلی کے تحقیر آمیز الفاظ میں' ایک تلوار کے بغیر پیغمبر تھا۔ جب چارلس VIII اِٹلی سے پیچھے ہٹا تو پیسا نے مِیلان اور وینس کے ساتھ اتحاد کر کے اپنی آزادی کو مستحکم کرلیا؛ اور اہل فلورنس نے افسوس کیا کہ ساوونارولا نے انہیں چارلس کے ٹوٹے ستارے کے ساتھ باندھ دیا اور فرانسیسیوں کو اِٹلی سے باہر نکالنے میں صرف انہی کا ہاتھ نہیں تھا۔ علاوہ سارزانا اور پیاترا سانتا کے سابق فلورنسی قلعوں کا قبضہ چھوڑنے سے پہلے ان کے فرانسیسی قلعہ داروں نے ایک قلعہ جینوا اور دوسرا لوقا (Lucca) کو فروخت کردیا۔ Montepulciano' اریتسو' وولیٹرا اور دیگر فلورنسی علاقے آزادی کی تحریکوں سے مشتعل ہوگئے؛ کبھی پرغرور اور طاقتور شہر اب اپنی تمام بیرونی مقبوضات سے محروم ہوا ہی چاہتا تھا' اور آرنو' ایڈریاٹک کے تجارتی بحری راستے اور مِیلان اور روم جانے والی سڑکیں بھی ہاتھ سے نکلی جارہی تھیں۔ تجارت پر منفی اثر پڑا' محصولات کم ہوگئے۔ کونسل نے امیر شہریوں سے جبراً قرضے لے کر پیسا کے خلاف جنگ کے اخراجات پورے کرنے کی کوشش کی' قرض دینے والوں کو سرکاری بانڈز جاری کیے؛ لیکن دیوالیہ پن نزدیک آنے کے ساتھ ان کی قیمت گر کر اصل قیمت سے 80' 50 اور پھر 10 فیصد ہوگئی۔ 1496ء میں خزانہ خالی ہوگیا اور حکومت نے لورینتسو کی پیروی میں غریب دلہنوں کو جہیز دینے کے لیے مختص سرکاری فنڈ سے رقم ادھار لی۔ "پاگل کتوں" یا "رونے والوں" دونوں کے دور میں سرکاری فنڈز کی انتظامیہ میں بدعنوانی اور نااہلی کو فروغ حاصل ہوا۔ کونسل میں "رونے والی" اکثریت کے ذریعہ بننے والے علم بردار (جنوری' 1497ء) فرانسسکو ویلوری نے "پاگل کتوں" کو مجسٹریٹ کے تمام عہدوں سے فارغ کر کے واقعی پاگل کردیا۔۔۔ ٹیکسوں کی عدم ادائیگی کی صورت میں انہیں کونسل کی رکنیت دینے سے انکار کیا' "رونے والوں" کے سوا کسی کو کونسل سے خطاب کرنے کی اجازت نہ دی اور ساوونارولا کے خلاف تبلیغ کرنے والے ہر فرانسسکی

راہب کو فلورنس سے باہر نکال دیا۔ 1496ء میں گیارہ ماہ تک تقریباً ہر روز بارش ہوئی جس نے تنگ دیہی علاقہ کی فصلیں تباہ کر ڈالیں؛ 1497ء میں لوگ بھوک کے ہاتھوں گلیوں میں مرے۔ حکومت نے غریبوں کو اناج فراہم کرنے کے لیے امدادی مراکز قائم کیے؛ امداد کے خواہشمند ہجوم نے عورتوں کو پیروں تلے روند ڈالا۔ میڈیچی کی جماعت نے پیئر دکو بحال کرنے کا منصوبہ بنایا؛ پانچ سرکردہ افراد کو اس سازش کے جرم میں موت کی سزا سنائی گئی (1497ء)؛ آئین میں موجود اپیل کا حق انہیں نہ دیا گیا؛ اور متعدد اہل فلورنس نے جمہوریہ کی دھڑے بازی، تشدد اور کٹرپت کو عہد لورینتسو کے نظم و ضبط اور امن سے فرق کرنے میں اپنا حصہ ڈالا۔ مشتعل ہجوم نے بار بار ساوونارولا کی خانقاہ کے سامنے مظاہرہ کیا؛ "رونے والوں" اور "پاگل کتوں" نے گلیوں میں ایک دوسرے پر سنگ باری کی۔ 1497ء کے "یوم معراج عیسیٰ" کے موقع پر جب ساوونارولا خطبہ دے رہا تھا تو بلوہ شروع ہو گیا؛ دشمنوں نے اسے پکڑنا چاہا لیکن دوستوں نے بچا لیا۔ ایک علم بردار نے مجلس بلدیہ کو تجویز دی کہ شہر کو مطمئن کرنے کے لیے اسے جلاوطن کر دیا جائے، اور صرف ایک ووٹ کی کمی سے تجویز پر عملدرآمد نہ ہو سکا۔ اپنے خواب کے اس خوفناک انہدام کے درمیان ساوونارولا نے اٹلی کی مضبوط ترین طاقت کا سامنا کیا اور اُسے للکارا۔

III۔ شہید

مذہبی طبقے یا روم کی اخلاقیات پر ساوونارولا کی تنقید سے پوپ الیگزینڈر VI زیادہ پریشان نہ ہوا تھا۔ وہ ایسی باتیں پہلے بھی سن چکا تھا گذشتہ صدیوں کے دوران بھی سینکڑوں اہل کلیسیاء نے شکایت کی تھی کہ متعدد پادری غیر اخلاقی زندگی گذار رہے تھے اور پوپس عیسیٰ کے نمائندے بننے کی نسبت دولت اور طاقت کو زیادہ چاہتے تھے۔ [۱۸] الیگزینڈر خوش اخلاق آدمی تھا۔ اس نے کلیسیائی عہدے پر خود کو محفوظ کرتے رہنے تک تھوڑی بہت تنقید کا برا نہ مانا۔ اسے تو ساوونارولا کی سیاست کی وجہ سے پریشانی لاحق تھی۔ الیگزینڈر کو نئے آئین کی نیم جمہوری نوعیت اور میڈیچی میں کوئی خاص دلچسپی نہ تھی؛ اور شاید وہ فلورنس میں ایک کمزور جمہوریہ کو طاقتور ڈکٹیٹر شپ پر فوقیت

دیتا تھا۔ اسے ایک اور فرانسیسی حملے کا خطرہ تھا۔ اس نے چارلس VIII کو باہر نکالنے اور دوسرے فرانسیسی حملے کی حوصلہ شکنی کرنے کی خاطر اطالوی ریاستوں کی ایک لیگ بنانے میں مدد دی تھی؛ اس نے فرانس کے ساتھ فلورنس کے گٹھ جوڑ پر ناراضگی کا اظہار کیا' اس پالیسی کے پیچھے ساوونارولا کا ہاتھ سمجھا اور اس پر فرانسیسی حکومت کے ساتھ خفیہ خط و کتابت کرنے کا شک کیا۔ ساوونارولا نے تقریباً اسی دوران چارلس VIII کو تین خطوط لکھ کر کارڈینل Giuliano della Rovere کی اس تجویز کی منظوری دی کہ بادشاہ اصلاح کلیسیاء اور "دھوکہ باز اور ملحد" الیگزینڈر کی معزولی کے لیے اہل کلیسیاء اور ریاست کاروں کا اجلاس عام بلایا جائے۔ [۱۹] کارڈینل Ascanio Sforza نے پاپائی عدالت میں میلان کی نمائندگی کرتے ہوئے پوپ پر زور دیا کہ ساوونارولا کی تبلیغ اور اثر و رسوخ کا خاتمہ کیا جائے۔

21 جولائی 1495ء کو الیگزینڈر نے ساوونارولا کے نام ایک مختصر رقعہ بھیجا:

> ہمارے پیارے بیٹے کے نام' آداب اور پاپائی برکت۔ ہم نے سنا ہے کہ خدا کے انگورستان کے تمام مزدوروں میں تم سب سے زیادہ پرجوش ہو' جس پر ہم بہت خوش ہیں اور خداوند کا شکر ادا کرتے ہیں۔ ساتھ ساتھ ہم نے یہ بھی سنا ہے کہ تم یہ دعویٰ کرتے ہو کہ تم اپنی طرف سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے پیشگوئیاں کرتے ہو (جھوٹے نبیوں سے نمٹنے کے لیے کلیسیاء نے اس قسم کے دعوؤں کو بے دینی قرار دے رکھا تھا' مصنف) چنانچہ' اپنے گذریئے والے عہدے کے تقاضے پورے کرتے ہوئے ہم ان چیزوں کے بارے میں تم سے بات کرنا چاہتے ہیں؛ لہٰذا' خدا کی مرضی سے بہتر طور پر مطلع ہونے کی وجہ سے ہم اسے زیادہ بہتر انداز میں پورا کر سکتے ہیں اس لیے اب اپنے مقدس اطاعت کے حلف کے مطابق ہم تمہیں ہدایت کرتے ہیں کہ بلا تاخیر ہمارے پاس آؤ۔ ہم محبت کے ساتھ تمہارا استقبال کریں گے۔ [۲۰]

یہ خط ساوونارولا کے دشمنوں کے لیے ایک فتح تھا' کیونکہ اس کی وجہ سے وہ ایسی صورتحال سے دوچار ہو گیا تھا کہ اسے یا تو مصلح کے طور پر اپنا کیریئر ختم کرنا یا پھر پوپ کی

حکم عدولی کرنی پڑتی۔ ساوونارولا کو خوف تھا کہ ایک مرتبہ پاپائی اختیار میں چلے جانے کے بعد اسے فلورنس واپس آنے کی اجازت ہرگز نہ ملے گی؛ وہ اپنے دن سانت اینجلو کے عقوبت خانے میں ہی پورے کرے گا؛ اور اگر وہ واپس نہ آیا تو اس کے حامی تباہ و برباد ہو جائیں گے۔ ان کے مشورے پر اس نے الیگزینڈر کو جواب دیا کہ وہ بیمار ہے اور روم تک کا سفر نہیں کر سکتا۔ پوپ کے سیاسی عزائم کا راز اس وقت کھلا جب اس نے 8 ستمبر کو مجلس بلدیہ کے نام خط میں فرانس کے ساتھ فلورنس کے مسلسل اتحاد کے خلاف احتجاج کیا اور اہل فلورنس کو مشورہ دیا کہ وہ اِٹلی کے دشمنوں کے ساتھ اتحاد کرنے والے واحد اطالوی ہونے کی ذلت برداشت نہ کریں۔ اس نے ساوونارولا کو بھی حکم دیا کہ تبلیغ سے باز رہے' لمبارڈی میں ڈومینیکی نمائندہ کے حکم پر عمل کرے' اور وہ جہاں بھی بھیجے چلا جائے۔ جواب میں ساوونارولا نے کہا (29 ستمبر) کہ اس کی جماعت خود کو نمائندہ اعظم (Vicar -general) کی مطیع بنانے پر تیار نہیں' لیکن اس دوران وہ تبلیغ سے احتراز کرے گا۔ ایک مصالحانہ جواب میں (16 اکتوبر) الیگزینڈر نے تبلیغ پر پابندی کو دوہرایا اور اُمید ظاہر کی کہ ساوونارولا اپنی صحت بہتر ہونے پر روم آئے گا اور اسے "پُر مسرت اور پدری جذبے کے ساتھ خوش آمدید کہا جائے گا۔" [۲۱]

الیگزینڈر نے سال بھر کے لیے معاملہ یہیں چھوڑ دیا۔

اس دوران پر اٹر کی جماعت نے کونسل اور مجلس بلدیہ پر اختیار حاصل کر لیا تھا۔ روم میں فلورنسی حکومت کے ایلچیوں نے پوپ سے گذارش کی کہ راہب کی تبلیغ پر پابندی کا حکم واپس لے' اور یہ کہ روزوں (Lent) میں فلورنس کو اس (راہب) کی اخلاقی تحریک درکار تھی۔ لگتا ہے کہ الیگزینڈر نے زبانی منظوری دی ہوگی' اور 17 فروری 1496ء کو ساوونارولا نے کیتھیڈرل میں دوبارہ تبلیغ شروع کر دی۔ تقریباً اسی موقع پر الیگزینڈر نے ایک پڑھے لکھے ڈومینیکی بشپ سے کہا کہ وہ ساوونارولا کے شائع شدہ خطبات میں کفر تلاش کرے۔ بشپ نے رپورٹ دی: "مقدس ترین باپ' یہ راہب کوئی ایسی بات نہیں کہتا جو غیر عقلی یا غیر ایماندارانہ ہو؛ کلیسائی عہدوں کی خرید و فروخت اور پادریت کی بد چلنی کے خلاف بولتا ہے' جو واقعی بہت زیادہ ہے؛ وہ کلیسیاء کے عقائد اور حاکمیت کا احترام کرتا ہے؛ اس لیے میں تو اسے اپنا دوست بنانا چاہوں

گا---اور اگر ضرورت پڑی تو کارڈینل کا عہدہ بھی پیش کر دوں گا۔"[22] الیگزینڈر نے بادل نخواستہ ایک ڈومینیکی کو فلورنس بھیجا تاکہ وہ ساوونارولا کو ایک سرخ ہیٹ نذر کرے۔ راہب مشکور و ممنون ہونے کی بجائے حیران ہوا؛ اس کی نظر میں یہ بھی ایک قسم کی رشوت تھی۔ اس نے الیگزینڈر کے ایلچی کو جواب دیا: "میرے اگلے خطبے میں تشریف لائیں، اور آپ کو روم کے لیے میرا جواب مل جائے گا۔"[23]

اس سال ساوونارولا کے پہلے خطبے نے پوپ کے ساتھ لڑائی کا محاذ دوبارہ کھول دیا۔ یہ فلورنس کی تاریخ میں ایک اہم موقعہ تھا۔ آدھا پرجوش شہر اس کی بات سننا چاہتا تھا اور وسیع و عریض کیتھیڈرل بھی تمام خواہشمندوں کو اپنے اندر جگہ نہ دے پایا، ہجوم اس قدر زیادہ تھا کہ معمولی سی حرکت کرنے کی بھی جگہ نہ تھی۔ مسلح دوستوں کا ایک گروپ پرائر کو حفاظت سے کیتھیڈرل تک لایا۔ اس نے منبر سے اپنی لمبی غیر حاضری کی وجوہ بتانے سے آغاز کیا اور کلیسیاء کی تعلیمات پر اپنے یقین کا اظہار کیا۔ لیکن پھر اس نے پوپ کو ایک بے باک چیلنج دے ڈالا:

> پوپ کو نہیں چاہیے کہ مجھے میرے سلسلے کے اصول کے خلاف حکم دے؛ مجھے یقین ہے کہ پوپ ایسا کبھی نہیں کرنا چاہیں گے؛ لیکن جب انہوں نے ایسا کرنا چاہا تو میں ان سے کہوں گا "اب تم گڈریئے نہیں رہے، تم روم کا کلیسیاء نہیں ہو، تم غلطی پر ہو۔"..... اعلیٰ عہدیداروں کے احکامات جب بھی فرامین خداوندی کے برخلاف نظر آئے، اور بالخصوص جب یہ خیرات کے احکامات کے برعکس ہوئے تو ایسی صورت میں کوئی بھی اطاعت کا پابند نہیں..... اگر میں نے یہ دیکھا کہ شہر سے میرا چلے جانا عوام کی روحانی اور دنیاوی تباہی کا باعث ہوگا تو میں یہاں سے جانے کے لیے کسی ذی نفس کا حکم نہیں مانوں گا..... کیونکہ اس کی اطاعت کر کے میں خدا کی حکم عدولی کروں گا۔[24]

روزوں میں دوسرے اتوار کے خطبے میں اس نے سخت الفاظ میں عیسائی دنیا کے مرکز کی اخلاقیات کو مسترد کیا: "ایک ہزار، دس ہزار، چودہ ہزار رنڈیاں بھی روم کے لیے کم ہیں کیونکہ وہاں مرد اور عورتیں دونوں ہی زانی بن گئے ہیں۔"[25] نئی ایجاد یعنی

پرنٹنگ پریس کے ذریعہ یہ خطبات یورپ بھر میں پھیلے اور ہر کہیں پڑھے گئے حتیٰ کہ ترکی کے سلطان نے بھی انہیں پڑھا۔ انہوں نے فلورنس کے اندر اور باہر پمفلٹوں کی ایک جنگ چھیڑ دی۔ کچھ پمفلٹوں میں راہب کو لادینی اور حکم عدولی کا الزام دیا گیا' تو کچھ میں نبی اور بزرگ کے طور پر اس کا دفاع کیا گیا۔

الیگزینڈر نے کھلی جنگ سے ایک بالواسطہ فرار ڈھونڈا۔ نومبر 1496ء میں اس نے تمام ٹسکنی ڈومینیکی خانقاہوں کو نئی "ٹسکنی۔ رومن یونین" میں متحد ہونے کا حکم دیا جسے براہ راست Padre Giacomo do Sicilia کی حاکمیت کے تحت ہونا تھا Padre Giacomo ساوونارولا کے حق میں تھا' لیکن اس نے راہب کو کسی اور جگہ منتقل کرنے کی پاپائی تجویز کو قبول کر لیا ہو گا۔ ساوونارولا نے یونین کا حکم ماننے سے انکار کر دیا' اور پوپ کو نظرانداز کر کے اپنا مقدمہ ایک پمفلٹ "سان مارکو برادری کی معذرت" میں عوام کے سامنے پیش کیا۔ اس نے کہا' "یہ یونین ناممکن' غیرموزوں اور نقصان دہ ہے۔ سان مارکو برادری بھی اسے قبول کرنے پر مجبور نہیں' کیونکہ اعلیٰ عہدیداروں کو سلسلے کے قوانین یا لوگوں کی فلاح کے خلاف احکامات جاری نہیں کرنے چاہئیں۔ [44] تیکنیکی اعتبار سے تمام خانقاہی جماعتیں پوپ کے ماتحت تھیں: پوپ انہیں ان کی مرضی کے خلاف بھی آپس میں ضم کر سکتا تھا: 1493ء میں خود ساوونارولا نے بھی پیسا کے سینٹ کیتھرین کے ڈومینیکی اجتماع کو اپنے سینٹ مارک کے اجتماع سے متحد کرنے کے لیے الیگزینڈر کا حکم مانا تھا۔ [45] تاہم' الیگزینڈر نے کوئی فوری اقدام نہ کیا۔ ساوونارولا نے تبلیغ جاری رکھی اور پوپ کی حکم عدولی کا جواز پیش کرنے کے لیے عوام کے نام خطوط کا ایک سلسلہ جاری کیا۔

جب 1497ء کے روزوں کا موسم آیا تو "پاگل کتوں" نے میڈیچی دور جیسے جلوسوں' ضیافتوں اور گیتوں سے جشن منانے کی تیاری کی۔ ان منصوبوں کو ناکام بنانے کی خاطر ساوونارولا کے بے لوث معاون فرا ڈومینیکو نے اپنی جماعت کے بچوں کو ہدایت دی کہ ایک قطعی مختلف تقریب کا انتظام کریں۔ روزوں سے پہلے ہفتہ جشن (کارنوال) کے دوران یہ لڑکے اور لڑکیاں ٹولیوں کی صورت میں شہر میں نکلے' دروازوں پر دستک دی اور لوگوں سے کہا کہ وہ مردود چیزیں ان کے حوالے کر دیں۔۔۔

غیر اخلاقی تصاویر' عشقیہ گیت' ماسک اور خصوصی لباس' نقلی بال' دیدہ زیب کپڑے' تاش کے پتے' پانسے' آلات موسیقی' سامان آرائش و زیبائش' بری کتابیں مثلاً "ڈی کمیرون" یا *Morgante maggiore* --- کچھ موقعوں پر تو انہوں نے صرف کہنے پر اکتفا کرنے کی بجائے مطالبہ کیا۔ جشن کے آخری دن 7 فروری کو ساوونارولا کے زیادہ مشتاق حامیوں نے مناجات گاتے ہوئے جلوس نکالا جس میں فرشتے جیسے بھیس میں چار بچوں نے ڈوناٹیلو کی تراشی ہوئی "نومولود عیسیٰ" کی تصویر اٹھا رکھی تھی۔ یہ جلوس Piazza della Signoria تک گیا۔ وہاں آتش گیر مادے کا ایک بہت بڑا ہرم بنایا گیا جو 60 فٹ اونچا اور گھیر میں 240 فٹ تھا۔ ہرم کی سات منزلوں پر ہفتے کے دوران جمع کردہ "آرائشی چیزیں" یا اب قربانی کے لیے لائی گئی چیزیں رکھی یا پھینکی گئیں۔ ان میں قیمتی مخطوطات اور فن پارے بھی شامل تھے۔ ڈھیر میں چار جگہوں پر آگ لگائی گئی۔ پلازو ویکیو کے گھنٹے بجا کر "بیہودہ چیزوں کو آگ میں ڈالنے" کی پہلی ساوونارولائی رسم کا اعلان کیا گیا۔ (سامان زیبائش کو جلانے کی یہ رسم راہبوں میں بہت پرانی تھی)۔

راہب کے روزوں کے خطبات نے جنگ کو روم تک پہنچا دیا اس نے کلیسیاء کو دنیوی طاقت کے کچھ *terra firma* یعنی ٹھوس حقوق کے حامل ہونے کا عقیدہ قبول کرتے ہوئے دلیل دی کہ کلیسیاء کی دولت نے ہی اسے تباہ کیا تھا اس کی لعن طعن اب تمام حدود پار کر گئی۔

> زمین خونریزی سے بھری پڑی ہے' مگر پادری کوئی توجہ نہیں دیتے: بلکہ وہ اپنی بری مثال کے ذریعے سب کی روحانی موت کا باعث بن رہے ہیں انہوں نے خدا سے منہ موڑ لیا ہے' اور رنڈیوں کے ساتھ راتیں گذارنا ان کی ریاضت ہے..... وہ کہتے ہیں کہ خدا دنیا سے بے نیاز ہے' اور سب کچھ اتفاقاً واقع ہوتا ہے: وہ یہ بھی یقین نہیں رکھتے کہ مقدس عشائے ربانی (Sacrament) میں عیسیٰ موجود ہوتے ہیں.... اے گستاخ کلیسیاء' ادھر آ! خدا کہتا ہے: میں نے تمہیں خوبصورت پوشاکیں دیں لیکن تم نے انہیں معبود بنا لیا تم نے مقدس ظروف کو کھوکھلی نمائش اور متبرکات کو رشوت خوری سے منسوب کر دیا اپنی شہوت پرستیوں میں تم

بے حیاء فاحشہ بن گئے ہو؛ تم کسی حیوان سے بھی پست ہو؛ تم حقارت کی بلا ہو۔ کبھی مقدس پادری اپنے بیٹوں کو اپنے بھتیجے کہا کرتے تھے' لیکن اب وہ اپنے بیٹوں کی ہی بات کرتے ہیں (اپنے بچوں کے بارے میں الیگزینڈر VI کی راست گوئی کے حوالے سے' مصنف)..... اے فاحشہ کلیسیا' یوں تم نے ساری دنیا کے سامنے اپنی غلاظت ظاہر کر دی ہے اور آسمان پر کیچڑ اچھالا ہے۔ [۲۸]

ساوونارولا کو شبہ تھا کہ اس قسم کی دھواں دھار تقریریں اسے دین بدر کروا دیں گی۔ اس نے دین بدری کو خوش آمدید کہا۔

تم میں سے متعدد کہتے ہیں کہ دین بدری کا فرمان جاری ہو جائے گا--- اے خداوند! میری درخواست ہے کہ ایسا جلدی جلدی ہو جائے۔ اس دین بدری کو نیزے پہ چڑھا کر بلند کرو' اس کے لیے دروازے کھول دو! میں اس کا جواب دوں گا؛ اور اگر میں نے انہیں حیران نہ کر دیا تو تم جو چاہے کہنا..... اے خداوند' میں صرف تیری صلیب چاہتا ہوں! میرے خلاف کارروائی ہونے دے؛ میں تجھ سے رحمت کا طلبگار ہوں۔ مجھے اپنے بستر پہ نہ مرنے دینا' بلکہ مجھے بھی اپنے لیے ویسے ہی خون بہانے دینا جیسے تم نے میرے لیے بہایا تھا۔ [۲۹]

ان اشتعال انگیز خطبات نے اٹلی بھر میں ہلچل پیدا کر دی۔ لوگ دور دراز شہروں سے انہیں سننے آتے؛ فیرارا کا ڈیوک بھیس بدل کر آیا۔ کیتھیڈرل میں نہ سما سکنے والا ہجوم باہر احاطے میں پھیل جاتا' اور اندر والے لوگ ہر اہم فقرہ باہر والوں تک منتقل کر دیتے۔ روم میں تقریباً سبھی لوگ متفقہ طور پر راہب کے خلاف ہو گئے اور اسے سزا دینے کا مطالبہ کیا۔ [۳۰] اپریل 1497ء میں "پاگل کتوں" نے کونسل پر قبضہ کر لیا اور طاعون کے خدشے کو بہانہ بنا کر 5 مئی کے بعد تمام کلیساؤں میں تبلیغ سے منع کر دیا "پاگل کتوں" کے رومن نمائندوں کے اصرار پر الیگزینڈر نے راہب کی دین بدری کے پروانے پر دستخط کر دیئے (13 مئی)؛ لیکن اس نے واضح کر دیا کہ اگر ساوونارولا حکم مان کر روم آ گیا تو یہ فیصلہ منسوخ کر دیا جائے گا۔ پر ائر قید ہونے کے خوف سے بدستور

انکار کرتا رہا' لیکن چھ ماہ تک پر امن رہا۔ تب کرسمس کے دن اس نے سان مارکو میں High Mass گایا' اپنے راہبوں کو عشائے ربانی (روٹی اور شراب پر مشتمل متبرک اجزاء' مترجم) دی اور انہیں جلوس کی صورت میں احاطے کے گرد چکر لگوایا۔ دین بدر ہو چکے شخص کی اس عبادت کو بہت سوں نے رُسوا کیا' لیکن الیگزینڈر نے کوئی احتجاج نہ کیا; بلکہ اس نے تو وعدہ کیا کہ اگر فلورنس فرانس کی جانب سے دوسرا حملہ روکنے کے لیے لیگ میں شامل ہو جائے تو وہ دین بدری کا حکم واپس لے لے گا۔ [13] فرانس کی کامیابی پر جواء لگانے والی مجلس بلدیہ نے تجویز مسترد کر دی۔ 11 فروری 1498ء کو ساوونارولا نے سان مارکو میں وعظ دے کر اپنی بغاوت مکمل کی۔ اس نے دین بدری کو غیر منصفانہ اور ناجائز قرار دے کر مسترد کیا' اور اسے درست کہنے والے ہر شخص پر تکفیر کا الزام لگایا۔ آخر کار اس نے خود بھی ایک دین بدری کا حکم جاری کیا:

> جو بھی خیرات کے خلاف حکم دیتا ہے اس پر لعنت ہو۔ اگر کسی فرشتے یا کنواری مریم اور تمام بزرگوں نے بھی اس قسم کا حکم دیا ہوتا (جو کہ ناممکن ہے) تو ان پر بھی لعنت..... اور اگر کسی پوپ نے کبھی اس کے برخلاف کچھ کہا ہو تو وہ دین بدر ہوا۔ [14]

روزوں سے ایک دن پہلے ساوونارولا نے سان مارکو کے سامنے کھلے احاطے میں Mass پڑھی' انبوہ کثیر کو عشائے ربانی کی رسم ادا کی' اور عوامی دعا کروائی: "اے خدا' اگر میرے اعمال بے لوث نہیں' اگر میرے الفاظ تیری جانب سے الہام یافتہ نہیں تو اسی لمحے مجھے موت دے دے۔" اس دوپہر کو اس کے پیروکاروں نے سامان آرائش جلانے کی دوسری رسم ادا کی۔

الیگزینڈر نے مجلس بلدیہ کو مطلع کیا کہ جب تک وہ ساوونارولا کو مزید تبلیغ سے نہیں روکے گی تب تک وہ شہر کی تحریم (Interdiction) برقرار رکھے گا۔ مجلس بلدیہ نے پرائر کی جانی دشمن ہونے کے باوجود اسے خاموش کروانے سے انکار کر دیا اور اس قسم کی پابندی کی بدنامی کمانا پوپ پر ہی چھوڑ دیا; اس کے علاوہ فصیح البیان راہب ایسے پوپ کا مقابلہ کرنے میں مفید ثابت ہو سکتا تھا جو پاپائی ریاستوں کو متحد کر کے اپنے پڑوسیوں کو پریشان کر رہا تھا۔ فلورنسی سفارتکار نے اطلاع دی کہ روم میں راہب کے

خلاف جذبات اس قدر شدید تھے کہ وہاں کوئی بھی فلورنسی محفوظ نہ تھا؛ اور اسے خوف ہوا کہ اگر پوپ نے امتناع کی دھمکی پر عمل کر دیا تو روم میں موجود تمام فلورنسی تاجروں کو قید کر لیا جائے گا۔ مجلس بلدیہ نے رضامندی ظاہر کر دی، اور ساوونارولا کو تبلیغ روکنے کا حکم دیا (17 مارچ)۔ راہب مان تو گیا لیکن فلورنس پر آفتیں نازل ہونے کی پیش گوئی کی۔ فرا ڈومینیکو نے اس کی جگہ منبر سنبھالا اور اپنے پرائر کی ہدایات پر عمل کرنے لگا۔ دریں اثناء ساوونارولا نے فرانس، سپین، جرمنی اور ہنگری کے بادشاہوں کو خطوط لکھ کر التجا کی کہ اصلاح کلیسیاء کے لیے ایک اجلاس عام بلائیں:

> انتقام کا لمحہ آن پہنچا ہے۔ خداوند نے مجھے حکم دیا کہ نئے راز ظاہر کروں، اور دنیا پر وہ خطرات منکشف کر دوں جو آپ کی طویل لاپروائی کے باعث سر پہ منڈلا رہے ہیں۔ کلیسیاء اب بھی سر سے لے کر ایڑیوں تک نفرتوں سے بھرا پڑا ہے۔ مگر آپ کوئی علاج کرنے سے گریز کرنے کے ساتھ ساتھ کلیسیاء کو گندا کرنے والے دشمنوں کو بھی مدد دے رہے ہیں۔ جس پر خداوند بے حد ناراض ہے، اور طویل عرصہ سے کلیسیاء کو گڈریئے سے محروم کر رکھا ہے..... میں شہادت دیتا ہوں کہ..... یہ الیگزینڈر ہرگز پوپ نہیں، اور نہ ہی اسے قرار دیا جا سکتا ہے۔ اس نے کلیسائی عہدوں کی خرید و فروخت کا اخلاقی جرم کیا اور پاپائی عہدہ خریدا، اور کلیسیاء کی جاگیریں روزانہ نیلام کرتا ہے۔ ان کے علاوہ اس کی دیگر برائیوں کو بھی ایک طرف رکھ کر میں اعلان کرتا ہوں کہ وہ عیسائی ہی نہیں اور کسی خدا پر یقین نہیں رکھتا۔ ۳۳

اس نے یہ بھی کہا کہ اگر بادشاہ اجلاس بلائیں تو وہ سب کے سامنے آ کر ان الزامات کا ثبوت پیش کر دے گا۔ میلانی نمائندے نے ان میں سے ایک خط پکڑ کر الیگزینڈر کو بھجوا دیا۔

25 مارچ 1498ء کو سانتا کروچے کے کلیساء میں تبلیغ کرنے والے ایک فرانسکی راہب نے ساوونارولا کو آگ کی آزمائش میں سے گذرنے کا چیلنج دے کر سب کی توجہ اپنی طرف مبذول کروالی۔ اس نے ڈومینیکو کو کافر اور جھوٹا نبی قرار دیا اور ساوونارولا

کے ساتھ آگ میں سے گذرنے کی پیشکش کی۔ اس کے مطابق اسے توقع تھی کہ وہ دونوں ہی جل جائیں گے، لیکن اس قربانی کے ذریعہ فلورنس کو ان بدنظمیوں سے نجات دلا دے گا جن کی باعث ایک مغرور ڈومینیکی پوپ کی نافرمانی کا مرتکب ہوا۔ ساوونارولا نے چیلنج مسترد کر دیا؛ ڈومینیکو نے قبول کر لیا۔ بیری مجلس بلدیہ نے ایک ایسے پرائر کو بدنام کرنے کا موقع غنیمت سمجھا جو اس کی نظر میں ایک تکلیف دہ عوامی رہنما بن گیا تھا۔ اس نے قرون وسطیٰ والے حربے استعمال کرنے کی منظوری دی اور انتظام کیا کہ 7 اپریل کو فرانسسکیوں کا فراگلیانو رونڈی نیلی اور فرا ڈومینیکو دا پیشیا (Pescia) پیازا ڈیلا سگنوریا میں آگ میں داخل ہوں۔

مقررہ دن پر وسیع احاطہ ہجوم سے بھر گیا جو کرشمہ یا پھر انسانی تکلیف دیکھنے کو بے قرار تھا۔ اردگرد کی ہر کھڑکی اور چھت تماشائیوں سے پُر تھی۔ احاطے کے عین درمیان میں دو فٹ کے فاصلے پر دو چتائیں کھڑی کی گئی تھیں جن میں تارکول، تیل، لاکھ اور بارو ملایا گیا تھا تاکہ تیز آگ کو یقینی بنایا جا سکے۔ فرانسسکی راہب Loggia dei Lanzi میں کھڑے ہو گئے؛ ڈومینیکی مخالف سمت سے چلتے ہوئے آئے۔ فرا ڈومینیکو نے عشائے ربانی کی پاکیزہ روٹی (Host) پکڑ رکھی تھی، جبکہ ساوونارولا نے ایک تصلیب۔ فرانسسکیوں نے شکایت کی کہ فراڈومینیکو کی سرخ قبا پرائر نے کہیں آگ کے خلاف منتر کے طور پر نہ دی ہو؛ انہوں نے قبا اتارنے پر اصرار کیا؛ ڈومینیکو مذبذب ہوا؛ ہجوم نے اسے یہ بات ماننے پر زور دیا؛ وہ مان گیا۔ فرانسسکیوں نے اسے دیگر ملبوسات بھی اتارنے کو کہا جو ان کے خیال میں منتر ہو سکتے تھے؛ ڈومینیکو یہ بات بھی مان کر مجلس بلدیہ کے محل میں گیا اور ایک راہب کے ساتھ لباس تبدیل کر لیا۔ فرانسسکیوں نے اصرار کیا کہ اسے ساوونارولا کے قریب نہ آنے دیا جائے، کہ کہیں اس پر دوبارہ جادو نہ ہو جائے۔ ڈومینیکو نے فرانسسکیوں کے حلقے میں ہی رہنے پر رضامندی دکھائی۔ انہوں نے اعتراض کیا کہ وہ ایک تصلیب یا عشائے ربانی کی مقدس روٹی آگ میں لے کر جا رہا ہے، اور ساوونارولا اور فرانسسکیوں کے درمیان اس بارے میں طویل دینیاتی بحث ہوئی کہ آیا مسیح کو روٹی سمیت جلایا گیا تھا یا نہیں۔ اس دوران فرانسسکی چیمپئن محل کے اندر ہی رہا، اور مجلس بلدیہ سے درخواست کی کہ اسے کسی حیلے بہانے

سے بچایا جائے۔ پرائرز نے یہ بحث شام ڈھلے تک جاری رکھنے کی اجازت دے دی' اور پھر اعلان کیا کہ آزمائش نہیں ہو سکتی۔ فریب خوردہ ہجوم نے محل پر دھاوا بولا لیکن انہیں واپس دھکیل دیا گیا: کسی "پاگل کتے" نے ساوونارولا کو پکڑنے کی کوشش کی لیکن محافظ نے اسے بچا لیا۔ ڈومینیکی واپس سان مارکو آئے' لوگوں نے ان پر آوازے کسے' حالانکہ تاخیر کا بنیادی سبب فرانسکی تھے۔ متعدد نے شکایت کی کہ ساوونارولا نے خدا کی جانب سے کشف اور تحفظ حاصل ہونے کا دعویٰ کرنے کے بعد بھی خود آزمائش میں سے گذرنے کی بجائے ڈومینیکو کو پیش کرنے کی اجازت دے دی تھی یہ خیالات شہر بھر میں پھیل گئے اور راتوں رات ہی پرائر کے حمایتی بکھر گئے۔

اگلی صبح' تاڑی اتوار (Palm Sunday) والے دن "پاگل کتوں" اور دیگر افراد کا مجمع سان مارکو خانقاہ پر حملہ کرنے کو بڑھا۔ راستے میں انہوں نے فرانسکو ویلوری سمیت کچھ "رونے والوں" کو قتل کیا: ویلوری کی چیخیں سن کر کھڑکی میں آنے والی اس کی بیوی کو تیر کا نشانہ بنایا گیا: اس کا گھر لوٹا اور جلا دیا گیا: اس کا ایک پوتا بھی جل مرا "رونے والوں" کو بلانے کے لیے سان مارکو کا گھنٹہ سر پیٹتا رہا' مگر کوئی مدد کو نہ آیا راہبوں نے تلواروں اور ڈنڈوں کے ساتھ اپنا دفاع کرنے کی تیاری کی: ساوونارولا نے انہیں ہتھیار رکھ دینے کو کہا مگر بے سود وہ آلٹر (Altar) کے سامنے تنہاء کھڑا ہو کر موت کا انتظار کرنے لگا۔ راہب بڑی بے جگری سے لڑے: فرا ایزیکو نے غیر مذہبی مسرت کے ساتھ تلوار چلائی' اور ہر وار کے ساتھ پر کیف نعرہ لگاتا: "خداوند! اپنے بندوں کی حفاظت کر۔" لیکن ہجوم راہبوں کے مقابلہ میں بہت زیادہ تھا: آخر کار ساوونارولا نے انہیں ہتھیار پھینک دینے پر مائل کیا: پھر مجلس بلدیہ کی جانب سے ساوونارولا اور ڈومینیکو کی گرفتاری کا حکم ملا' دونوں نے خود کو پیش کر دیا۔ انہیں ایک مجمع کے درمیان سے گذار کر پلازو ویکیو تک لے جایا گیا۔ راستے میں لوگوں نے ان پر فقرے کسے' گھونسے اور لاتیں ماریں اور منہ پر تھوکا۔ اگلے دن فرا سلویسٹرو بھی قیدیوں میں شامل ہو گیا۔

مجلس بلدیہ نے آزمائش اور گرفتاری کا حال پوپ الیگزینڈر کو لکھ بھیجا اور ایک کلیسیائی آدمی پر تشدد کرنے کے حوالے سے مغفرت کی درخواست کی۔ اس کے علاوہ

قیدیوں پر مقدمہ چلانے اور ضرورت پڑنے پر تشدد کرنے کی اجازت مانگی۔ پوپ نے زور دیا کہ تینوں راہبوں کو کلیسیائی عدالت میں پیش ہونے کے لیے روم بھیجا جائے؛ مجلس بلدیہ نے انکار کر دیا۔ پوپ کو بس اسی پر قناعت کرنا پڑی کہ ملزموں کی تفتیش میں حصہ لینے کے لیے اپنے دو مندوبین بھیج دے۔ [۴۳] مجلس بلدیہ نے عزم کر لیا کہ ساوونارولا کا مرنا ضروری ہے۔ جب تک وہ زندہ ہے اس کی جماعت بھی زندہ رہے گی؛ ان کے خیال میں صرف اس کی موت ہی وہ دھڑے بندی اور محاذ آرائی ختم کر سکتی تھی جس نے شہر کو تقسیم کر رکھا تھا اور کسی بھی بیرونی طاقت کے خیال میں فلورنس کے ساتھ اتحاد بے وقعت ہو چکا تھا۔ فلورنس اندرونی سازش یا بیرونی حملے کی زد پر تھا۔

محکمہ احتساب (Inquisition) کی قائم کردہ روایت پر عمل کرتے ہوئے تفتیش کاروں نے تینوں راہبوں کو 9 اپریل اور 22 مئی کے دوران مختلف موقعوں پر تشدد کا نشانہ بنایا۔ سلویسٹرو فوراً ہمت ہار گیا اور تفتیش کاروں کی خواہش کے مطابق اتنی جلدی جلدی جواب دیتا گیا کہ اس کا اعتراف قابل اعتناء ہی نہ رہا۔ ڈومینیکو نے آخری لمحے تک مدافعت کی؛ تشدد کے باعث موت کے دہانے پر جا پہنچا، مگر مسلسل یہی کہتا رہا کہ ساوونارولا بے عیب اور بے گناہ ولی ہے۔ زخموں سے چور ساوونارولا نے اذیت کے آگے جلد ہی ہار مان لی، اور پوچھے گئے سوالات کے جواب دیتا گیا۔ حالت سنبھلنے پر وہ اپنے اعترافی بیان سے پھر گیا؛ دوبارہ تشدد ہونے پر دوبارہ سر تسلیم خم کر دیا۔ تین صبر آزما آزمائشوں کے بعد اس کی ہمت جواب دے گئی اور ایک گڈ مڈ سے اعتراف نامے پر دستخط کر دیئے کہ وہ الوہی فیض کا حامل نہیں، کہ وہ غرور اور مہم جوئی کے گناہ کا مرتکب ہوا، کہ اس نے بیرونی اور سیکولر قوتوں کو کلیسیاء کا اجلاس عام بلانے کو کہا، اور یہ کہ اس نے پوپ کو معزول کرنے کی سازش تیار کی۔ پھوٹ ڈالنے اور الحاد پرستی، ظاہری بصیرتوں اور پیشگوئیوں کو مکاشفہ قرار دینے، ریاست میں دھڑے بازی اور بد نظمی کا باعث بننے کے الزامات لگا کر ریاست اور کلیسیاء نے تینوں راہبوں کو موت کی سزا سنا دی۔ الیگزینڈر نے بڑی خوشی سے انہیں بری الذمہ قرار دے دیا۔

23 مئی 1498ء کو اقرباء کش جمہوریہ نے اپنے بانی اور اس کے ساتھیوں کو سزا دی۔ انہیں ننگے دھڑ اور برہنہ پا پیازا ڈیلا سگنوریا تک لے جایا گیا جہاں انہوں نے دو

مرتبہ "سامان آرائش" نذر آتش کیا تھا۔ ایک مرتبہ پھر بے پناہ ہجوم نظارہ دیکھنے آیا: لیکن اس مرتبہ حکومت نے انہیں کھانا اور مشروب دیا۔ ایک پادری نے ساوونارولا سے کہا، "تم یہ شہادت کس جذبے کے تحت بھگت رہے ہو؟" اس نے جواب دیا: "خدا نے مجھ سے کہیں زیادہ دکھ جھیلا تھا۔" اس نے اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی تصلیب کو بوسہ دیا، اور پھر کچھ نہ بولا۔ راہب بڑی بہادری کے ساتھ چلتے ہوئے اپنے مقام انجام تک گئے، ڈومینیکو ایک طرح کی مسرت کے عالم میں اپنی شہادت کے لیے شکریہ میں "Te Deum" گاتا رہا۔ تینوں کو سولی پر لٹکا دیا گیا، اور لڑکوں کو اجازت تھی کہ ان کے پھڑپھڑاتے ہوئے جسموں پر پتھر پھینکیں۔ ان کے نیچے آگ بھڑکا کر انہیں بھسم کر دیا گیا۔ راکھ دریائے آرنو میں پھینک دی گئی، مبادا لوگ انہیں متبرک باقیات کے طور پر پوجنے لگ جائیں۔ کچھ "رونے والے" جراتمندی کا مظاہرہ کر کے احاطے میں گھٹنوں کے بل جھکے اور آہ و فریاد کی۔ 1703ء تک 23 مئی کے بعد صبح کو اس جگہ پر پھول پھینکے جاتے رہے جہاں راہبوں کا ابلتا ہوا خون ٹپکا تھا۔ آج اینٹوں کے فرش میں گڑی ہوئی ایک تختی فلورنسی تاریخ کے معروف ترین واقعہ کی نشاندہی کرتی ہے۔

ساوونارولا نشاۃ ثانیہ میں عہد وسطیٰ کی باقیات تھا، اور نشاۃ ثانیہ نے اسے تباہ کر ڈالا۔ اس نے دولت اور انحطاط پذیر عقیدے کے ماتحت اِٹلی کی اخلاقی گراوٹ دیکھی، اور اپنے زمانے کی شہوت پرست اور متشکک روح کے سامنے بہادری، کٹرپن کے ساتھ اور لاحاصل ڈٹا رہا۔ وہ عہد وسطیٰ کے اولیاء کی ذہنی سادگی اور اخلاقی جوش و خروش کا وارث تھا، اور ایسی دنیا میں بے موقع و بے محل نظر آتا ہے جو نو دریافت شدہ بادگان یونان کی مدح سرائی کر رہی تھی۔ وہ اپنی عقلی بندشوں اور قابل معافی مگر اشتعال انگیز انا پرستی کے باعث ناکام رہا: اس نے اپنی بصیرت اور صلاحیت کے بارے میں دروغ گوئی سے کام لیا اور بیک وقت پاپائیت کی قوت اور انسانی جبلتوں کی مخالفت کرنے کو آسان کام سمجھ بیٹھا تھا۔ الیگزینڈر کی اخلاقیات پر اس کی حیرت تو سمجھ میں آتی ہے، لیکن وہ اپنی ملامتوں میں غیر محتاط اور اپنی پالیسی میں ہٹ دھرم تھا۔ وہ صرف اصلاح کلیسیاء کا مطالبہ کرنے کے حوالے سے لوتھر سے پہلے کا پروٹسٹنٹ تھا: وہ لوتھر کی دینیاتی

مخالفتوں میں حصہ دار نہ تھا۔ لیکن اس کی یاد پروٹسٹنٹ ذہن میں ایک نقش بن گئی: لوتھر نے اسے ولی قرار دیا۔ ادب پر اس کا اثر بہت کم پڑا' کیونکہ یہ میکیاویلی اور گوئیچارڈینی جیسے متشککوں اور حقیقت پسندوں کے ہاتھ میں تھا۔ فرا بارتولومیو نے راہب کا پورٹریٹ بنا کر اپنے دستخط کیے: "خدا کے ارسال کردہ پیغمبر' فیرارا کے گیرولامو کا پورٹریٹ۔" ساوونورولا کی تبلیغ سے متاثر ہو کر بوٹی چیلی پاگان اِزم سے زہد و ریاضت کی جانب لوٹ آیا۔ مائیکل اینجلو نے راہب کے متعدد خطبات سنے اور بڑے شوق سے پڑھے: ساوونارولا کی روح نے ہی سِسٹائن گرجا خانہ کی چھت پر برش کو حرکت دی اور الٹر کے پیچھے کربناک ''روز حشر'' کے نقوش فراہم کیے۔

ساوونارولا کی عظمت ایک اخلاقی انقلاب لانے' انسانوں کو ایماندار' نیک اور انصاف پسند بنانے کی کوشش میں مضمر ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ یہ انقلاب تمام انقلابات سے زیادہ مشکل ہے' اور ہم اس بات پر اظہار حیرت نہیں کر سکتے کہ ساوونارولا ناکام رہا جبکہ مسیح نے مٹھی بھر آدمیوں کے ساتھ کامیابی پائی۔ لیکن ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ اس قسم کا انقلاب وہ واحد انقلاب ہے جو انسانی امور میں حقیقی ترقی کا نشان ہے: اور اس کے علاوہ تاریخ میں ہر خونی الٹ پلٹ وقتی اور غیر موثر تماشا ہے جو انسان کے سوا سب کچھ تبدیل کر ڈالتی ہے۔

IV۔ جمہوریہ اور میڈیچی (1534ء۔1498ء)

ساوونارولا کی تخت نشینی کے آخری برسوں میں حکومت کو تقریباً کالعدم کر دینے والی بدنظمی اس کی موت سے دور نہیں ہوئی تھی۔ ہر مجلس بلدیہ اور علم بردار کو دی گئی دو ماہ کی مختصر مدت نے انتظامی شعبے میں شدید تعطل پیدا کیا اور پرائرز کو غیر ذمہ داری اور بدعنوانی پر مائل کیا۔ فتح مند امیر آدمیوں کے زیر تسلط کونسل نے 1502ء میں تاحیات علم بردار منتخب کرنے کے ذریعہ اس مشکل کے ایک حصہ پر قابو پانا چاہا' تاکہ وہ مجلس بلدیہ اور کونسل کے مطیع رہتے ہوئے مساوی مدت عہدہ کی بنیادوں پر اِٹلی کے پوپس اور سیکولر حکمرانوں کا سامنا کر سکے۔ یہ اعزاز وصول کرنے والا پہلا آدمی پیاترو سوڈرینی تھا: لکھ پتی عوام دوست' اور بے لوث محب وطن جس کے ذہن اور ارادے

کی قوتیں اتنی اعلیٰ نہ تھیں کہ وہ ڈکٹیٹرشپ کے ساتھ فلورنس کے لیے خطرہ بنتا۔ اس نے اپنے مشیروں میں مکیاویلی کو بھی شامل کیا' مصلحت اندیشی اور کفایت کے ساتھ حکومت کی اور اپنی ذاتی دولت سے آرٹ کی دوبارہ سرپرستی شروع کی (جو ساوونارولا کے دور میں منقطع ہو گئی تھی)۔ اس کی مدد سے مکیاویلی کرائے کے فوجیوں کی جگہ فلورنس کے رضاکار شہریوں (ملیشیا) کو لایا' جس نے آخرکار (1508ء) پیسا کو دوبارہ ایک فلورنسی "نائب السلطنت" (پروٹیکٹوریٹ) کے سامنے سرِتسلیم خم کرنے پر مجبور کیا۔

لیکن 1512ء میں جمہوریہ کی خارجہ پالیسی وہ تباہی لائی جس کی پیشگوئی الیگزینڈر VI کر چکا تھا۔ اِٹلی کو اس کے فرانسیسی حملہ آوروں سے نجات دلانے کی خاطر وینس' مِیلان' نیپلز اور روم کی "مقدس انجمن" (Holy League) کے ذریعہ فلورنس کی تمام کوششیں فرانس کے ساتھ اتحاد میں بھی جاری رہیں۔ جب فتح نے انجمن کو سربلند کیا تو اس نے انتقامی جذبے کے ساتھ فلورنس کی طرف رُخ کیا اور جمہوریہ کی امراء شاہی کی جگہ پر میڈیچی ڈکٹیٹرشپ قائم کرنے کے لیے اپنی فوج روانہ کی۔ فلورنس نے مدافعت کی' اور مکیاویلی نے دفاع منظم کرنے کے لیے سخت محنت کی۔ اس کی بیرونی چوکی پراتو چھین لی اور تباہ کی گئی' مکیاویلی کی رضاکار فوج پلٹی اور انجمن کے ترتیب یافتہ کرائے کے فوجیوں سے بھاگ نکلی۔ سوڈرینی نے مزید خونریزی سے گریز کی خاطر ہتھیار پھینک دیئے۔ لورینتسو کا بیٹا گلیانو ڈی میڈیچی انجمن کے خزانہ میں 10,000 ڈیوکٹ (اڑھائی لاکھ ڈالر) جمع کروانے کے بعد ہسپانوی' جرمن اور اطالوی افواج کی حفاظت میں فلورنس میں داخل ہوا; جلد ہی اس کا بھائی کارڈینل جووانی بھی آگیا; ساوونارولا کا آئین کالعدم قرار دے کر میڈیچی حکومت بحال کر دی گئی (1512ء)۔

گلیانو اور جووانی نے معتدل رویہ اپنایا' اور جوش سے بھرپور عوام نے تبدیلی کو فوراً گلے لگا لیا۔ جب جووانی لیو X بنا (1513ء) تو حکومت کرنے میں بہت نرم ثابت ہونے والے گلیانو نے فلورنس کی حکومت اپنے بھتیجے لورینتسو کے حوالے کر دی۔ یہ باعزم نوجوان چھ سالہ بے دھڑک حکومت کے بعد فوت ہوا۔ اب کارڈینل گلیوڈی میڈیچی (پازی سازش میں قتل ہونے والے گلیانو کا بیٹا) نے فلورنس کو ایک زبردست انتظامیہ دی; اور اس کے بعد کلیمنٹ VII آیا (1521ء)' اس نے پاپائی کرسی پہ بیٹھ کر شہر

پر حکومت کی۔ فلورنس نے اس کی بد بختی کا فائدہ اٹھا کر اس کے نمائندوں کو باہر نکالا (1527ء) اور دوبارہ چار سال تک آزادی کی آزمائشوں کا لطف اُٹھایا۔ لیکن کلیمنٹ نے سفارت کاری کے ساتھ شکست کے اثرات دور کیے اور اپنے بے دخل کیے گئے رشتہ داروں کا بدلہ لینے کے لیے چارلس V کی فوجیں استعمال کیں: ہسپانوی اور جرمن دستوں کی ایک فوج فلورنس کی جانب بڑھی (1529ء) اور 1512ء والی کہانی دوہرائی: مدافعت بہادرانہ لیکن لاحاصل تھی: اور ایلیساندرو ڈی میڈیچی نے اپنے خاندان کی تاریخ میں فقید المثال ظلم و جبر' بربریت اور شہوت پرستی کا دور حکومت شروع کیا (1531ء)۔ فلورنس کو دوبارہ آزادی سے آشنا ہونے میں تین صدیاں لگیں۔

V۔ دورِ انقلاب میں آرٹ

سیاسی جوش و خروش کا دور عموماً ادب کو تحریک دیتا ہے: اس دور سے تعلق رکھنے والے دو اول درجہ کے لکھاریوں--- کیاویلی اور گوئیچارڈینی--- پر ہم آگے چل کر بات کریں گے۔ لیکن دیوالیہ پن کے دہانے پہ کھڑی اور متواتر انقلاب میں مشغول ریاست آرٹ کی حمایت نہیں کرتی--- اور فن تعمیر پر اس سے بھی کم توجہ دیتی ہے۔ سیلاب میں کشتی رانی کے ماہر کچھ امیر آدمی محل بنا کر اب بھی اثاثوں کی کفالت کر رہے تھے: چنانچہ رافیل کے بنائے ہوئے منصوبوں پر کام کرنے والے جووانی فرانسکو اور ارسٹوئیل دا سانگالو نے Pandolfini خاندان کے لیے ایک عالیشان محل کھڑا کیا۔ 4-1520ء میں مائیکل اینجلو نے گلیوڈی میڈیچی کے لیے ایک ''نئی سیکرسٹی'' سان لورینتسو کے کلیساء کے لیے ایک ہشت پہلو اور معتدل سا گنبد (جسے دنیا مائیکل اینجلو کے عمدہ ترین سنگتراشی کے گھر کے طور پر جانتی ہے) اور میڈیچی کے مقبرے ڈیزائن کیے۔ ٹیشین کے حریفوں میں سنگتراش پیاترو Torrigiano بھی تھا جس نے اس کے لورینتسو کے مورتی باغ میں کام کیا اور ایک دلیل منوانے میں اپنی ناک تڑوا بیٹھا۔ اس تشدد پر لورینتسو اتنا غصے میں آیا کہ Torrigiano نے روم میں پناہ لے لی-- وہ سیزر بورجیا کی خدمت میں ایک فوجی بن گیا' بہادری سے کئی جنگیں لڑا' انگلینڈ جانے کی راہ نکالی اور وہاں انگلش آرٹ کا ایک شاہکار یعنی ویسٹ منسٹر خانقاہ میں ہنری VII کا

مقبرہ ڈیزائن کیا(1519ء)۔ بے قراری کے عالم میں سپین کی طرف آوارہ گردی کے دوران اس نے آرکوس (Arcos) کے ڈیوک کے لیے دلکش "میڈونا اور بچہ" تراشی۔ لیکن ڈیوک نے اسے کم ادائیگی کی؛ اس نے مجسمے کو ریزہ ریزہ کر دیا؛ انتقام کی آگ میں جلتے ہوئے ڈیوک نے اسے عدالت احتساب میں ملحد و لادین قرار دیا؛ Torrigiano کو کڑی سزا سنائی گئی' لیکن وہ فاقہ کشی کی موت مر کر اپنے دشمنوں کو فریب دے گیا۔

فلورنس میں فنکاروں کی اتنی بڑی تعداد کبھی بیک وقت موجود نہ رہی تھی جتنی کہ 1492ء میں نظر آتی ہے: لیکن متعدد آرٹسٹ وہاں کی شورش انگیزی سے نکل بھاگے اور خود کو دیگر جگہوں کی نسبت سے مشہور کیا۔ لیونارڈو میلان گیا' مائیکل اینجلو بولونیا' آندریا سانسوینو لِسبون' (Lisbon)۔ سانسوینو کا عرف مونٹ سان ساوینو کے حوالے سے ہے' جسے اتنی شہرت ملی کہ دنیا اس کا اصل نام آندریا ڈی ڈومینیکو بھول گئی۔ وہ ایک غریب محنت کش کے گھر پیدا ہوا' ڈرائنگ اور مٹی سے ماڈل بنانے کا شوق چرایا۔ ایک مہربان فلورنسی نے اسے انٹونیو ڈیل پولیولو (Antonio del Pallaiualo) کے سٹوڈیو میں بھجوا دیا۔ اس نے بہت جلد پختگی حاصل کر کے سانتو سپیریتو کلیساء کے لیے ایک گرجا خانہ بنایا جس میں مجسمے اور منبت کاریاں (بقول وازاری) "اس قدر جاندار تھیں کہ ان میں کوئی خامی دکھائی نہ دیتی تھی۔" اور اس کے سامنے کانسی کی ایک اتنی خوبصورت جالی لگائی کہ دیکھنے والا دم بخود رہ جاتا۔ پرتگال کے بادشاہ جان II نے لورینتسو سے درخواست کی کہ نوجوان آرٹسٹ اس کے پاس بھیجا جائے: آندریا گیا اور وہاں نو سال تک سنگتراشی اور فن تعمیر میں محنت کرتا رہا۔ اِٹلی کی یاد نے ستایا تو وہ واپس فلورنس آ گیا (1500ء)' لیکن جلد ہی جینوآ اور پھر روم کو روانہ ہو گیا۔ اس نے سانتا ماریا del Popolo میں سفورتسا اور Basso della Rovere کارڈینلوں کے دو مقبرے بنائے جنھوں نے کمال یافتہ آرٹسٹوں کے شہر میں (7-1505ء) ہلچل پیدا کر دی۔ لیو X نے اسے لوریتو بھیجا اور وہاں (8-1523ء) آندریا نے سانتا ماریا کے کلیساء کا گرجا خانہ کنواری کی زندگی پر مبنی منبت کاریوں سے مزئین کیا۔ یہ فن پارے اس قدر خوبصورت تھے کہ "بشارت مسیح" میں بنائے گئے فرشتے وازاری کو "سنگ مرمری نہیں

بلکہ ملکوتی" معلوم ہوئے۔ اس کے بعد وہ جلد ہی اپنے آبائی مونٹ سان ساوینو کے قریب واقع فارم میں چلا گیا' کسان بن کر توانا زندگی گذاری اور 1529ء میں 68 سال کا ہو کر مرا۔

اسی اثناء میں ڈیلا روبیا خاندان نے بڑے خلوص اور مہارت کے ساتھ glazed clay میں لوقا کا کام جاری رکھا ہوا تھا۔ آندریا ڈیلا روبیا درازی عمر میں اپنے 85 سالہ چچا کو بھی پیچھے چھوڑ گیا: اپنے تین بیٹوں جووانی' لوقا اور گیرولامو کو آرٹ کی تربیت دی۔ آندریا کے ٹیراکوٹا رنگوں کی عمدگی اور جذبات کی لطافت رکھتے ہیں جو آج بھی میوزیم میں آنے والے کی نظر کو قید کر لیتی ہے۔ بارجیلو میں ایک کمرہ اس کے فن سے بھرا پڑا ہے' اور انوسینٹس کا "ہاسپٹل" اس نے "بشارت مسیح" کے محرابی روشندان سے رفیع الشان بنایا۔ جووانی ڈیلا روبیا نے اپنے باپ آندریا کی فضیلت کا مقابلہ کیا' جیسا کہ ہمیں بارجیلو اور لوورے میں نظر آتا ہے۔ ڈیلا روبیا خاندان کے ان آرٹسٹوں نے تین پشتوں تک خود کو مذہبی موضوعات تک ہی محدود رکھا: وہ ساوونارولا کے پرجوش ترین حمایتیوں میں شامل تھے: اور آندریا کے بیٹوں میں سے دو نے راہب کے ساتھ مکتی پانے کی خاطر سان مارکو برادری میں شمولیت اختیار کی۔

مصوروں نے ساوونارولا کا اثر بہت گہرا محسوس کیا۔ لورینتسو ڈی کریڈی نے اپنا آرٹ ویروکیو سے سیکھا' اپنے ساتھی شاگرد لیونارڈو کے انداز میں طبع آزمائی کی' اور اپنی مذہبی تصویروں کی رحم دلی ساوونارولا کی فصاحت و بلاغت اور انجام سے اخذ کی۔ اس نے آدھی زندگی میڈونائیں پینٹ کرتے گذاری: ہم انہیں تقریباً ہر جگہ پاتے ہیں--- روم' فلورنس' تورین (Turin)' آوی نیون' کلیولینڈ میں: چہرے غریب' لباس شاندار ہیں: Uffizi میں "بشارت مسیح" غالباً سب سے بہترین ہے۔ لورینتسو 72 برس کی عمر میں ریاضت و پاکیزگی کا ذائقہ چکھنے کی خاطر سانتا ماریا نووا کے راہبوں کے پاس رہنے کو گیا: اور چھ برس بعد وہیں فوت ہوا۔

پیئرو ڈی کوسیمو کے عرف کی نسبت اپنے استاد کوسیمو روزیلی سے تھی' کیونکہ "صلاحیت کو اظہار کی راہ دکھانے اور بہبود کو فروغ دینے والا بھی باپ جیسا ہی مخلص ہوتا ہے..." کوسیمو اس نتیجے پر پہنچا کہ شاگرد اس پر سبقت لے گئے ہیں: سکسٹس IV

کے کہنے پر وہ سٹائن گرجا خانہ میں آرائشی کام کرنے کے لیے جاتے وقت پیئرو کو بھی ساتھ لے گیا، اور پیئرو نے وہاں "بحیرۂ احمر میں فرعونی فوجوں کی تباہی" پینٹ کی جس میں پانی، چٹانیں اور بادلوں بھرا آسمان غمزدہ منظر پیش کرتے ہیں۔ اس نے ہمارے لیے دو زبردست پورٹریٹ چھوڑے، جو Hague میں پڑے ہیں: ایک گلیانو دا سنگالو اور دوسرا فرانسسکو دا سنگالو کا۔ پیئرو سر سے پاؤں تک آرٹسٹ تھا۔ وہ صحبت یا دوستی پر بہت کم توجہ دیتا، فطرت اور تنہائی سے محبت کرتا اور اپنے پینٹ کیے ہوئے مناظر اور تصاویر میں کھویا رہتا تھا۔ وہ پادری کے سامنے اعتراف کیے بغیر تنہائی میں مرا، اور اپنا فن دو شاگردوں فرا بارتولومیو اور آندریا ڈیل سارتو کو منتقل کر گیا۔ ان دونوں نے استاد کی مثال پر عمل کرتے ہوئے اسے بھی پیچھے چھوڑ دیا۔

باشیو ڈیلا پورٹو (Baccio della Porto) کے نام کا آخری حصہ سان پیئرو کے اس دروازے کی نسبت سے ہے جہاں وہ رہا کرتا تھا؛ راہب بننے پر اسے فرا بارتولومیو کا نام ملا--- یعنی بھائی بارتھولومیو۔ اس نے کوسیمو روزیلی اور پیئرو کو سیمو کے ساتھ پڑھنے کے بعد ماریوتو البرٹی نیلی (Mariotto Albertinelli) کے ساتھ مل کر سٹوڈیو کھولا، اس کی معاونت سے کئی تصاویر بنائیں اور موت آنے تک اس کا اچھا دوست رہا۔ وہ تربیت کا ذوق و شوق رکھنے اور ہر اثر قبول کر لینے والا منکسرالمزاج نوجوان تھا۔ کچھ وقت تک اس نے لیونارڈو کی شیڈنگ سیکھنے کی کوشش کی؛ جب رافیل فلورنس آیا تو باشیو نے اس کے ساتھ مل کر تناظر کا مطالعہ کیا اور رنگوں میں زیادہ بہتر امتزاج دیا؛ بعدازاں وہ روم میں رافیل سے ملنے گیا، اور دونوں نے شاندار "سینٹ پیٹر کا سر" پینٹ کیا۔ آخرکار وہ مائیکل اینجلو کے پرشکوہ انداز کی محبت میں گرفتار ہو گیا؛ لیکن اس میں اس غصیلے دیو جیسی شدت کا فقدان تھا؛ اور جب بارتولومیو نے مقبرے بنانا چاہے تو اپنی صلاحیتوں کا حسن اپنے سادہ تصورات کی تکبیر (انلارجمنٹ) میں کھو بیٹھا--- اس کے رنگوں کی بھرپور گہرائی اور مدھم شیڈنگ، ترکیب کا پُرجلال تناسب، موضوعات کی پاکیزگی اور جوش اپنی پہلی سی آب و تاب نہ دکھا سکے۔

ساوونارولا کے خطبات نے اسے بے قرار و پُرجوش بنا دیا۔ وہ اپنی بنائی ہوئی تمام برہنہ تصاویر آگ میں ڈالنے کے لیے لے گیا۔ راہب کے دشمنوں نے سان مارکو خانقاہ

میں جب اس پر حملہ کیا (1498ء) تو بارتولومیو نے بھی اسے دفاع مہیا کیا؛ فساد کے دوران اس نے قسم کھائی کہ اگر زندہ بچ گیا تو راہب بن جائے گا۔ وہ اپنے عہد پر قائم رہا' اور 1500ء میں پراتو کے مقام پر ڈومینیکی خانقاہ میں داخل ہو گیا۔ وہ پانچ سال تک پینٹ کرنے سے انکار کرتا رہا' اور خود کو مذہبی وظائف میں منہمک کر لیا۔ سان مارکو منتقل ہونے پر اس نے فرا آنجے لیکو کی بنائی ہوئی گلابی دیواری تصاویر میں اپنے نیلے' سرخ اور کالے رنگ کے شاہکاروں کا اضافہ کیا۔ اس نے وہاں طعام گاہ میں "میڈونا اور بچہ" اور "روز حشر" بنائی؛ خانقاہ کے برآمدوں میں "سینٹ سیباسٹین" اور ساوونارولا کی کوٹھڑی میں سینٹ پیٹر شہید کے لباس میں اس کا پورٹریٹ بنایا۔ راہب بننے کے بعد صرف ایک ہی برہنہ تصویر "سینٹ سیباسٹین" بنائی تھی۔ اسے سان مارکو کے کلیساء میں لگایا گیا تھا لیکن یہ اس قدر خوبصورت تھی کہ کچھ عورتوں نے اس کی وجہ سے اپنے اندر سرکش خیالات پیدا ہونے کا اعتراف کیا اور پرائر نے اسے فروخت کر دیا۔ یہ تصویر ایک فلورنسی نے خرید کر شاہ فرانس کو بھجوا دی۔ فرا بارتولومیو نے مصوری 1517ء تک جاری رکھی' بیماری نے اس کے ہاتھوں کو اس قدر مفلوج کر دیا تھا کہ اب وہ برش اٹھانے کے قابل نہ رہ گیا۔ وہ اسی برس 45 سال کی عمر میں راہی ملک عدم ہوا۔

اس دور کے اطالوی مصوروں میں سے پیئر و ڈی کوسیمو ہی کا ایک شاگرد اس کا حریف تھا۔ آندریا ڈومینیکو ڈی آگنولو ڈی فرانسسکو کو ہم آندریا ڈیل سارتو کے نام سے جانتے ہیں کیونکہ اس کا باپ درزی تھا۔ نشاۃ ثانیہ کے بیشتر آرٹسٹوں کی طرح اس نے بھی سات سال کی عمر سے تربیت حاصل کرنا شروع کی' اور بڑی تیزی سے ترقی پائی۔ ڈیزائن میں لڑکے کی مہارت نے پیئرو کو حیران کر دیا' اور اس نے پُرجوش تعریف کے ساتھ بتایا کہ کیسے آندریا نے چھٹی کا سارا دن بھی لیونارڈو اور مائیکل انجلو کے بنائے ہوئے مشہور کارٹونز (پلازو ویکیو میں "پانچ سو" کے ہال کے لیے) کی ڈرائنگ میں شبیہیں بناتے ہوئے گذارا۔ پیئرو بڑھاپے میں بہت زیادہ سنک مزاج ہو گیا تو آندریا اور اس کے ساتھی طالب علم Franciabigio نے اپنا سٹوڈیو بنا لیا اور کچھ دیر اکٹھے کام کرتے رہے۔ لگتا ہے کہ آندریا نے اپنے خود مختار کیریئر کا آغاز مصوری سے کیا۔ اس

نے Annunziata کلیساء کے احاطے میں سان فیلیپو بینیزی کی زندگی کے پانچ مناظر بنائے۔ سان فیلیپو ایک فلورنسی امیر تھا جس نے مریم کی خصوصی عبادت کے لیے Servites سلسلے کی بنیاد رکھی۔ یہ دیواری تصاویر زمانے اور موسموں کی سختیاں جھیلنے کے بعد بھی ڈرافٹسمین شپ' ترکیب' تیکھے پن اور ہم آہنگ رنگوں میں اس قدر بے مثال ہیں کہ ایوان فلورنس میں آنے والے آرٹ کے شیدائی انہیں خصوصاً دیکھنے آتے ہیں۔ ایک نسوانی پیکر کے لیے آندریا نے جس عورت Lucrezia del Fede کو بطور ماڈل استعمال کیا وہ اس مصوری کے دوران ہی اس کی بیوی بن گئی--- ایک شہوت انگیز' خوبصورت اور چڑچڑی عورت جس کی گہری رنگت اور سیاہ زلفوں نے آرٹسٹ کو ساری زندگی مسحور کیے رکھا' ماسوائے آخری ایام کے۔

1515ء میں آندریا اور Francia bigio نے Scalzo برادری کی خانقاہوں میں دیواری تصویریں بنانے کا کام شروع کیا۔ انہوں نے سینٹ جان بپتست کی زندگی کو موضوع چنا؛ لیکن متعدد تصویروں میں عورت کی کامل چھاتیاں بنانے میں یقیناً آندریا کا ہی ہاتھ ہے۔- 1518ء میں اس نے فرانسس اول کی جانب سے فرانس آنے کی دعوت قبول کر لی اور وہاں "فیاضی" کا پیکر پینٹ کیا جو لوورے میں موجود ہے۔ لیکن پیچھے فلورنس میں ہی رہ گئی بیوی نے اسے واپس آنے کی درخواست کی؛ آندریا کی التجاء پر بادشاہ نے اسے جانے دیا اور خاصی بڑی رقم بھی دی تاکہ وہ اِٹلی میں اس کے لیے فن پارے خرید سکے۔ فلورنس میں آکر آندریا نے شاہی دولت اپنا گھر بنانے میں صرف کر دی اور کبھی فرانس واپس نہ گیا۔ بہرحال قلاش ہو جانے پر اس نے دوبارہ مصوری شروع کی اور Annunziata کے حجروں کے لیے ایک شاہکار بنایا جو وازاری کے مطابق "ڈیزائن' خوبصورتی' رنگوں کی خوبی' شگفتگی اور اتار چڑھاؤ میں اسے اپنے تمام پیشروؤں سے افضل ثابت کرتی ہے"--- ان پیشروؤں میں لیونارڈو اور رافیل بھی شامل ہیں[۳۶]۔ یہ "*Madonna del Sacco*"--- کیونکہ مریم اور جوزف کو ایک گٹھڑی سے ٹیک لگائے دکھایا گیا ہے--- اب نقصان رسیدہ اور بدرنگ ہو چکی ہے؛ لیکن کامل بناوٹ' مدھم انداز اور ایک خاندان کی خاموش تصویر کشی نے اسے نشاۃ ثانیہ کی عظیم تصویروں میں سے ایک بنا دیا۔

آندریا نے Salvi خانقاہ کی طعام گاہ میں "آخری ضیافت" بنا کر لیونارڈو کو للکارا (1526ء)۔ اس کا موقع اور موضوع بھی لیونارڈو والا ہی ہے--- "تم میں سے ایک مجھے دھوکہ دے گا۔" آندریا نے لیونارڈو سے زیادہ بہادری دکھاتے ہوئے اپنے مسیح کا چہرہ شکست خوردہ بنایا؛ حتیٰ کہ اس میں وہ روحانی گہرائی اور نرمی دکھائی نہیں دیتی جو آج ہم عیسیٰ سے منسوب کرتے ہیں۔ لیکن حیرت انگیز طور پر حواری ایک جیسے نہیں' حرکت واضح ہے' رنگ بھرپور' راحت بخش اور مکمل ہیں؛ اور طعام گاہ کے دروازے سے اندر آنے پر یہ تصویر ایک زندہ منظر ہونے کا دھوکا دیتی ہے۔

نشاۃ ثانیہ کے اِٹلی کے بیشتر مصوروں کی طرح آندریا کا پسندیدہ موضوع بھی کنواری ماں تھی۔ اس نے "مقدس خاندان" کی تصاویر میں اسے بار بار بنایا' جیسا کہ روم کی بورغیس گیلری یا نیویارک کے میٹروپولیٹن میوزیم میں نظر آتا ہے۔ اس نے کنواری ماں کو "زن مرغوں کی میڈونا" میں بھی دکھایا؛ یہ لوکریزیا کنواریوں میں سب سے زیادہ خوبصورت ہے' بچہ اطالوی آرٹ میں سب سے زیادہ نفیس۔ آرنو دریا کے پار' پٹی گیلری میں "عید استقبال مریم" میں حواریوں اور مقدس عورتوں کو حیرت اور عقیدت کے ساتھ اوپر دیکھتے ہوئے دکھایا گیا جبکہ فرشتے مشغول عبادت میڈونا--- یہاں بھی لوکریزیا--- کو آسمان کی جانب لے جا رہے ہیں۔ یوں کنواری کی دل گداز داستان آندریا کی رنگین بصیرت میں مکمل ہوئی۔

آندریا ڈیل سارتو کے ہاں جلال و جمال شاذ و نادر ہی موجود ہے' اور مائیکل اینجلو کا شِکوہ' یا لیونارڈو کے رنگوں کا بے اندازہ تاؤ بھاؤ یا رافیل کی کاملیت' یا عظیم اہل وینس والا تنوع نہیں ملتا۔ تاہم فلورنس والوں میں سے صرف آندریا رنگ میں وینس والوں اور نفاست میں مَیلا والوں (Correggio) کا مقابلہ کرتا ہے؛ اور رنگوں کے آہنگ میں اس کی مہارت--- گہرائی' زیر و بم اور شفافیت کے حوالہ سے--- کو ٹیشین' ٹنٹوریٹو اور اہل ویرونا کے رنگوں کی فضول خرچی پر ترجیح دی جا سکتی ہے۔ آندریا کے ہاں ہمیں تنوع نہیں ملتا؛ اس کی تصاویر موضوع اور خیالات کے بہت چھوٹے سے دائرے میں ہی گھومتی رہتی ہیں؛ اس کی ایک سو میڈونائیں ہمیشہ ایک ہی جیسی جوان اطالوی ماں ہیں--- منکسر' دلکش اور فربہ۔ لیکن ساخت کے میدان میں وہ سب سے آگے ہیں اور

اناٹومی' ماڈلنگ اور ڈیزائن میں چند ایک ہی اسے پیچھے چھوڑ سکے۔ مائیکل اینجلو نے رافیل سے کہا: "فلورنس میں ایک چھوٹا سا شخص ہے' جو اگر کبھی اپنے عظیم فن پاروں میں مصروف ہو تو تمہاری پیشانی پر پسینہ آجائے گا۔" ✦

آندریا پختہ عمر کو پہنچنے تک زندہ نہ رہا۔ 1530ء میں فلورنس پر قبضہ کر لینے والے فتح مند جرمنوں نے شہر میں طاعون پھیلا دیا' اور آندریا بھی اس کا شکار ہوا۔ بیوی نے اس کے دل کو وہ تمام درد دیئے جو کوئی حسین عورت بیوی بننے کے بعد شوہر کو دیا کرتی ہے۔ اس نے ہمارے بیمار آرٹسٹ کو آخری دنوں میں اکیلا چھوڑ دیا: اور بیوی کو تقریباً ایک لافانی زندگی عطا کرنے والا آندریا 44 سال کی عمر میں جب اگلے جہان روانہ ہوا تو اس کے پاس کوئی بھی موجود نہ تھا۔ 1570ء کے قریب Iacopa da Empoli ڈیل سارتو کی "میلاد مسیح" کی نقل تیار کرنے Annunziata کے احاطے میں گیا۔ دعا میں شرکت کے لیے آنے والی ایک بوڑھی عورت اس کے پاس آ کر ٹھہر گئی اور ایک تصویر کی جانب اشارہ کر کے بولی: "یہ میں ہوں۔" لوکریزیا اپنی زندگی کو چالیس برس پیچھے لے گئی تھی۔

یہاں جن چند آرٹسٹوں کی یاد منائی گئی ہے انہیں ریکارڈ کی بجائے اس عہد کے جوہر کامل کے نمائندوں کی حیثیت میں دیکھنا ہو گا۔ اس دور میں اور بھی سنگ تراش اور مصور موجود تھے جو عجائب گھروں میں اب بھی بھوت نما وجود قائم رکھے ہوئے ہیں--- Benedetto da Rovezzano' Franciabigio' Ridolf Ghirlandio' اور سینکڑوں دوسرے۔ نیم گوشہ نشین' خانقاہی اور سیکولر آرٹسٹ موجود تھے' جنہوں نے مخطوطات کے حاشیئے سجانے کا باریک کام کیا' جیسے Fra Eustachio اور Antonio di Girolamo; ایسے خطاط بھی تھے جن کی خوش خطی نے اُربینو کے فیڈریگو کو چھاپے خانے کی ایجاد پر پچھتانے کا جواز فراہم کیا ہو گا: ایسے پچی کاری کے ماہر موجود تھے جنہوں نے مصوری کو عارضی فخر سمجھ کر حقیر جانا: وہاں باشیوڈی آگنولو جیسے لکڑی تراشنے والے تھے جن کی تراشی ہوئی کرسیاں' میزیں' الماریاں اور پلنگ فلورنسی گھروں کی شان تھے: اور ان کے علاوہ چھوٹے موٹے فنون کے بے شمار بے نام کاریگر۔

آرٹ کے معاملے میں فلورنس اتنا امیر تھا کہ وہ چارلس VIII سے لے کر ہمارے عہد

تک آتے آتے حملہ آوروں' پاپائی عہدیداروں اور امراء کی غارت گری برداشت کر سکا۔ وہاں آج بھی نفیس آرٹ اتنا زیادہ ہے کہ صرف اس ایک شہر میں نشاۃ ثانیہ کی دو صدیوں کے دوران جمع ہونے والے خزانوں کا احاطہ کبھی کوئی آدمی نہیں کر پایا۔ بلکہ صرف ایک صدی کہنا چاہیے: کیونکہ فلورنس میں آرٹ کا عظیم دور 1434ء میں کوسیمو کی جلاوطنی کے خاتمہ کے ساتھ شروع ہوا اور 1530ء میں آندریا ڈیل سارتو کی سانسوں کے ساتھ ختم ہو گیا۔ سماجی انتشار' ساوونارولا کے مذہب پرست دور' محاصرے' شکست اور طاعون نے زمانہ لورینتسو کی پر مسرت روح کو تباہ کر ڈالا' اور آرٹ کا نازک ساز توڑ دیا تھا۔

عظیم راگ چھیڑے جا چکے تھے' اور ان کا آہنگ سارے جزیرہ نما میں گونجا۔ فلورنسی آرٹسٹوں کو دیگر اطالوی شہروں' حتیٰ کہ فرانس' سپین' ہنگری' جرمنی اور ترکی سے آرڈر ملے۔ ہزاروں آرٹسٹ فلورنس کے لطائف سیکھنے اور اپنے انداز منتقل کرنے وہاں آئے--- پیئرو ڈیلا فرانسکا' پیروجینو' رافیل--- ایک سو آرٹسٹوں نے فلورنس سے آرٹ کی تعلیمات حاصل کر کے ایک سو اطالوی شہروں اور غیر ممالک تک پہنچائیں۔ ان پچاس بھر شہروں میں اس دور کے جذبے اور ذوق' دولت کی فیاضی اور تکنیک کے ورثے نے فلورنسی محرک کے ساتھ مل کر کام کیا۔ اس دور میں آلپس سے لے کر کالیبریا (Calabria) تک سارا اِٹلی مصوری' سنگتراشی' تعمیرات' تالیف' گیتوں میں مشغول نظر آتا ہے۔ اس دور کی تیزی اور جوش و خروش اس آگہی کا غماز لگتا ہے کہ دولت جلد ہی جنگ کی نذر ہو جائے گی اور اِٹلی کا فخر ایک بیگانی آمریت کے سامنے سر تسلیم خم کرنے پر مجبور ہو گا' اور نشاۃ ثانیہ کے آدمی کے زبردست باصلاحیت ذہن پر راسخ عقیدے کی جیل کے دروازے دوبارہ بند ہو جائیں گے۔

تیسری

کتاب

اطالوی شان و شوکت

(1378ء—1534ء)

چھٹا باب

مِیلان

I۔ پس منظر

اپنے مطالعہ کو فلورنس' وینس اور روم پر مرکوز کر دینا نشاۃ ثانیہ کے ساتھ ناانصافی ہے۔ لوڈوویکو (Lodovico) اور لیونارڈو کے تحت مِیلان میں نشاۃ ثانیہ ایک عشرہ تک فلورنس سے زیادہ شاندار رہی؛ یہاں عورت کی آزادی اور رفعت نے اپنی بہترین تجسیم مینتوآ کی اِزابیلاڈی ایستے (Isabella d'Esta) میں پائی۔ اس نے پارماکو کوراجیو (Corregio)' پیروجیاکو پیروجینو' اور ویاتوکو سِگنوریلی کے ساتھ عظمت بخشی۔ فیرارا میں آری اوستو کے ساتھ اس کا ادب نقطۂ عروج پر پہنچا اور آداب کی تہذیب نے کاستیلیونے (Castiglione) کے دور میں اُربینو میں کمال پایا۔ فاین تسا میں ایک سرامک آرٹ اور ویچن تسا میں فن تعمیر کا پالاڈین (Palladian) انداز اس کے نام سے منسوب ہوئے۔ اس نے سیناکو پنتو ریکیو (Pinturicchio) اور ساسیتا (Sassetta) اور سوڈوما (Sodoma) کی مدد سے نئی زندگی دی' اور نیپلز کو پر لطف زندگی اور نثری شاعری کا گھر اور علامت بنا دیا۔ ہمیں اس ناقابل موازنہ جزیرہ نما میں پیڈمونٹ (Piedmont) سے سسلی تک جانا اور شہروں کی مختلف آوازوں کو نشاۃ ثانیہ کے یک سُر کورس میں ضم کرنا ہو گا۔

پندرھویں صدی میں اطالوی ریاستوں کی اقتصادی زندگی بھی ان کی آب و ہوا'

بولیوں اور ملبوسات جیسی ہی متنوع تھی۔ شمال۔۔ یعنی فلورنس سے اوپر۔۔۔ میں شدید جاڑے تھے' کبھی کبھی تو دریائے پو ایک سرے سے دوسرے سرے تک برف بن جاتا؛ تاہم' جینوآ کے اردگرد Ligurian آلپس سے محفوظ ساحلی علاقے میں تقریباً سارا سال موسم کم شدید رہتا۔ وینس کے محلات' مینار اور مائع گلیاں بادلوں اور دھند کی لپیٹ میں آ سکتی تھیں؛ روم دھوپ والا لیکن متعفن تھا؛ نیپلز آب و ہوائی بہشت تھا۔ ہر کہیں کسی نہ کسی وقت میں شہروں اور ان کے دیہی گردو نواح نے وہ زلزلے' سیلاب' قحط' آندھیاں' خشک سالیاں' طاعون اور جنگیں دیکھیں جنہیں مالتھس نے انسانی نوع کی تولیدی مسرتوں کی تلافی قرار دیا تھا۔ قصبوں میں قدیم دستکاریاں غریبوں کی روزی روٹی اور امیروں کو فاضل چیزیں مہیا کر رہی تھیں۔ صرف ٹیکسٹائل صنعت فیکٹری اور سرمایہ کاری کی سطح تک پہنچی تھی؛ بولونیا کی ایک ریشم کی مِل نے شہری حکام کے ساتھ معاہدہ کیا کہ وہ "کتائی کا کام کرنے والی 4000 عورتوں جتنا کام کرے گی۔"[11] چھوٹے تاجروں' درآمدی اور برآمدی بیوپاریوں' اساتذہ' وکلاء' طبیبوں' منتظمین اور سیاستدانوں نے مل کر ایک پیچیدہ متوسط طبقہ بنایا؛ دولتمند اور دُنیوی مذہبی طبقہ نے احاطوں اور گلیوں کو زیبائش و زینت بخشی؛ اور متقی یا نشاط پرست راہب اور درویش خیرات یا محبت کی تلاش میں گھومتے پھرتے تھے۔ زمینداروں اور ساہوکاروں کی اشرافیہ زیادہ تر اندرون شہر رہتی تھی' اور کبھی کبھی دیہاتی بنگلوں میں بھی۔ سب سے اوپر بنکر' پیشہ ور سپاہی' مارکوئیس' ڈیوک' صدر مجسٹریٹ (*doge*)' یا بادشاہ' اپنی بیوی یا محبوبہ کے ساتھ' تعیشات اور آرٹ سے لبریز دربار کی صدارت کرتا۔ دیہی علاقوں میں کسان اپنی تھوڑی بہت زمین یا اپنے زمیندار کی زمین پر ہل چلاتا اور اس قدر روایتی غربت میں زندگی گذارتا تھا کہ اسے اس بارے میں خیال تک نہ آتا۔

غلامی چھوٹے پیمانے پر موجود تھی۔ زیادہ تر غلام امیر لوگوں کا گھریلو کام ہی کرتے تھے؛ کبھی کبھی انہیں بڑی جاگیروں کے مزدوروں کی مدد پر بھی لگایا جاتا' بالخصوص سسلی میں؛ لیکن ادھر ادھر اور حتیٰ کہ شمالی اِٹلی میں بھی غلام موجود رہے۔[12] چودھویں صدی کے بعد غلاموں کی تجارت کو فروغ ملا؛ وینس اور جینوآ کے تاجر انہیں بلقان' جنوبی روس اور اسلامی دنیا سے درآمد کرتے؛ مُوری (Moorish) غلام یا کنیز کو اطالوی

درباروں کی پر شکوہ آرائش خیال کیا جاتا تھا۔[۴] 1488ء میں پوپ انوسینٹ VIII نے فرڈی نینڈ دی کیتھولک کی جانب سے ایک سو مُوری غلاموں کا تحفہ وصول کیا' اور انہیں اپنے کارڈینلوں اور دیگر دوستوں میں بانٹ دیا۔[۵] 1501ء میں کیپوآ (Capua) پر تسلط جمانے کے بعد وہاں کی بہت سی عورتوں کو بطور کنیز روم میں فروخت کر دیا گیا۔[۵] لیکن یہ اِکا دُکا حقائق نشاۃ ثانیہ کی معیشت کی بجائے اخلاقیات کی تصویر کشی کرتے ہیں: اشیاء کی پیداوار یا نقل و حمل میں غلامی نے شاید ہی کبھی کوئی اہم کردار ادا کیا۔

زیادہ تر سامان کی نقل و حمل خچروں' چھکڑوں' دریا' نہر یا سمندر کے ذریعہ ہوتی۔ کھاتے پیتے لوگ گھوڑوں پر یا بگھیوں میں سفر کرتے۔ رفتار معتدل مگر پُر جوش تھی: پیروجیا سے اُربینو تک 64 میل کا فاصلہ طے کرنے میں دو دن اور سوار کی مضبوط کمر درکار تھی: ایک کشتی بارسلونا سے جینوآ جانے میں چودہ دن لے سکتی تھی۔ مسافر سرائیں متعدد' پُر شور' گندی اور غیر آرام دہ تھیں۔ پیڈوآ کی سرائے میں 200 مہمانوں کی گنجائش اور 200 گھوڑوں کے لیے ایک اصطبل بھی تھا۔ سڑکیں ناہموار اور ٹوٹی پھوٹی تھیں۔۔ شہروں کی گلیوں میں سلیں لگائی گئی تھیں' لیکن وہاں صرف رات کے وقت ہی غیر معمولی روشنی ہوتی۔ صاف اور اچھا پانی پہاڑوں سے لا کر عموماً خوشنما عوامی فواروں میں استعمال ہوتا اور شاذ و نادر ہی گھروں میں جاتا تھا۔ سادہ عورتیں اور مرد فواروں کے ٹھنڈے بہاؤ کے پاس جمع ہوتے اور تازہ خبروں کا تبادلہ کرتے۔

جزیرہ نما کو تقسیم کرنے والی کچھ شہری ریاستوں۔۔۔ فلورنس' سینا' وینس۔۔۔ پر چند امراء کی حکومت تھی: زیادہ تر ریاستوں میں مختلف درجوں کے "آمر" تعینات تھے جنہوں نے طبقاتی استحصال اور سیاسی جارحیت کے باعث تہ و بالا ہو چکے جمہوریائی یا فرقہ وارانہ اداروں کا اثر قبول کر لیا تھا۔ طاقتور آدمیوں کے مقابلے میں کوئی ایک ابھرتا۔۔۔ تقریباً ہمیشہ کمتر نسب و نام کا حامل۔۔۔ اور باقی سب کو تباہ یا باجگزار بنا دیتا' مطلق حکمران بن بیٹھتا' اور کبھی کبھی اپنی طاقت ورثاء کو بھی منتقل کر جاتا تھا۔ چنانچہ مِیلان میں وسکونٹی یا سفورتسا' ویرونا میں سکالیجری (Scaligeri)' پیڈوآ میں Carraresi' میتوآ میں Gonzagas اور فیرارا میں Estensi تھے۔ یہ آدمی ایک مشتبہ شہرت کے حامل تھے کیونکہ انہوں نے دھڑے بازی اور پھوٹ کو روکا' اور اپنی ترنگ اور شہرپناہ کے اندر

زندگی اور جائیداد کو تحفظ دیا۔ پست طبقات نے انہیں ducats کی آمریت سے پناہ کے طور پر قبول کر لیا؛ ارد گرد کے کاشتکاوں نے خود کو ان کے مطابق بنایا کیونکہ کمیون نے انہیں تحفظ' انصاف یا آزادی کچھ بھی نہ دیا تھا۔

آمر عدم تحفظ کی وجہ سے کٹھور دل تھے۔ اپنی کفالت کے لیے ترکہ کی کوئی روایت نہ ہونے اور کسی بھی وقت قتل و غارت یا بغاوت کے خدشے کے پیش نظر وہ محافظوں کے گھیرے میں رہتے' کچھ کھاتے یا پیتے وقت ڈرتے رہتے کہ کہیں زہر نہ ملا ہو' اور دل میں فطری موت کی آس لگائے رکھتے۔ اپنے ابتدائی عشروں میں انہوں نے چالبازی' بے ایمانی اور خاموش قتل کے ذریعہ حکومت کی اور میکیاویلی کی پیدائش سے قبل ہی اس کے تمام فنون کو عملی صورت دی۔ 1450ء کے بعد وہ وقت کی منظوری کے باعث خود کو زیادہ محفوظ محسوس کرنے لگے' اور مقامی حکومت میں دل بہلانے کے ذرائع سے حظ اٹھاتے۔ انہوں نے تنقید اور اختلاف رائے کو دبایا اور جاسوسوں کا ایک پورا لشکر ساتھ رکھا۔ انہوں نے پُرتعیش زندگی گذاری اور زبردست نمود و نمائش کی۔ پھر انہیں فیرارا اور اُربینو میں بھی اپنی رعیت کی جانب سے عزت اور وفاداری ملی کیونکہ ان کی انتظامیہ اچھی تھی۔ وہ اپنے مفادات ملوث نہ ہونے کی صورت میں غیر جانبدارانہ انصاف کرتے' قحط اور دیگر ہنگامی حالات میں لوگوں کو مدد دیتے' بیروزگاری کو عوامی منصوبوں کے ذریعہ گھٹاتے اور دانشوروں' شاعروں و فنکاروں کی کفالت کرتے تھے۔ انہی محققین اور آرٹسٹوں نے ان کی سفارتکاری کو بہتر بنایا' ان کے ہالہ نور کو روشن کیا اور نام کو دوام بخشا۔

انہوں نے گاہے بگاہے لیکن چھوٹی موٹی جنگیں لڑیں' اپنی سرحدوں کو وسعت دینے میں تحفظ ڈھونڈنا چاہا اور قابل محصول علاقے کا لالچ کرنے لگے۔ وہ اپنے لوگوں کو جنگ پر نہیں بھیجتے تھے' کیونکہ ایسی صورت میں انہیں مسلح کرنا پڑتا۔۔۔ اور یہ بات خودکشی کی مترادف ہو سکتی تھی۔ اس کی بجائے وہ بھاڑے کے سپاہی لیتے اور انہیں مفتوح علاقوں کی دولت سے ادائیگی کرتے۔۔ آلپس کے اوپر سے زبردست مہم جو آئے جن کے ساتھ عموماً بھوکے سپاہیوں کے دستے ہوتے۔ وہ کرائے کے سپاہی کے طور پر اپنی خدمات سب سے بڑے بولی دہندہ کو فراہم کرتے اور معاوضہ بڑھنے یا گھٹنے پر ایک

فریق کو چھوڑ کر مخالف کے پاس بھی چلے جاتے۔ انگلینڈ میں سر جان ہاک ووڈ اور اِٹلی میں ایکیوٹو (Acuto) کے نام سے معروف ایسیکس (Essex) کا ایک درزی فلورنس کی طرف سے نہایت مہارت' عیاری اور چالبازی کے ساتھ لڑا' ایک لاکھ فلورنز جمع کیے' 1394ء میں جنٹلمین فارمر کی حیثیت سے مرا اور سانتا ماریا ڈیل فیورے (Fiore) میں اعزازات اور آرٹ کے ساتھ دفن ہوا۔

آمروں نے جنگ کے ساتھ ساتھ تعلیم پر بھی سرمایہ صرف کیا' سکول اور لائبریریاں تعمیر کیں' اکیڈمیوں اور یونیورسٹیوں کو سہارا دیا۔ اِٹلی کے ہر قصبے میں ایک سکول تھا' جو عموماً کلیسیاء کے ماتحت ہوتا; انسانیت پسندوں کی تعلیمات کے تحت یونیورسٹیوں اور عدالتوں' عوامی ذوق اور انداز و اطوار نے بہتری حاصل کی' ہر دوسرا اطالوی باشندہ آرٹ شناس بن گیا' ہر اہم مرکز کے اپنے آرٹسٹ اور اپنے تعمیراتی ڈھنگ تھے۔ زندگی کی شادمانی پڑھے لکھے طبقات کے ذریعہ اِٹلی کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک پھیل گئی; آداب نسبتاً شائستہ تھے اور اس کے باوجود جبلتوں کی راہ میں کوئی رکاوٹ حائل نہ تھی۔ آگسٹس کے زمانہ کے بعد سے جینئس کو کبھی ایسے سامعین' ایسی پرجوش مقابلہ بازی اور ایسی آزادی میسر نہ آئی تھی۔

II۔ پیڈمونٹ اور لگیوریا

جنوب مغربی اِٹلی اور آج کے جنوب مشرقی فرانس میں سیوائی پیڈمونٹ کا ملک واقع تھا' جس کا مقتدر گھرانہ 1945ء تک یورپ کا قدیم ترین حکمران خاندان تھا۔ کاؤنٹ ہمبرٹ اول نے اسے مقدس سلطنت روما کی ماتحت ریاست کے طور پر قائم کیا تھا۔ اس چھوٹی سی پر غرور ریاست نے "گرین کاؤنٹ" امیڈوئس VI (83-1343ء) کے دور میں وسعت پائی' جس نے جنیوا' لوزین (Lausanne)' آواسٹا (Aosta) اور تورین کو یکجا کر کے موخر الذکر کو اپنا دارالخلافہ بنایا۔ اس دور کا کوئی بھی دوسرا حکمران دانش' انصاف اور فیاضی کے لیے اس جیسی اچھی شہرت نہیں رکھتا تھا۔ شہنشاہ Sigismund نے کاؤنٹس کو ترقی دے کر ڈیوکس بنایا (1416ء)' لیکن پہلا ڈیوک امیڈوئس VIII جب بطور اینٹی پوپ فیلکس V نامزد ہوا تو اپنے حواس کھو بیٹھا (1439ء)۔

ایک صدی بعد فرانسس اول نے سیوائی کو فرانس کے لیے فتح کر لیا (1536ء)۔ سیوائی اور پیڈ مونٹ فرانس اور اِٹلی کے درمیان میدان جنگ بن گئے؛ اپالو نے انہیں مارس کے حوالے کر دیا؛ وہ اطالوی لہر کے نیچے دبے رہے اور نشاۃ ثانیہ کا مکمل بہاؤ محسوس نہ کیا۔ بھرپور تورین گیلری اور اس کے مقامی ورسیلی میں ہمیں Defendente Ferrari کی خوشنما مگر اوسط درجہ کی تصویریں ملتی ہیں۔

پیڈ مونٹ کے جنوب میں لگوریا (Liguria) نے اطالوی ریویارا کی سج دھج کو اپنایا: مشرق کی طرف Riviera di Levante یا "طلوع (آفتاب) کا ساحل"؛ مغرب کی طرف Riviera di Ponente یا "غروب کا ساحل"؛ اور ان کے مقام اِتصال پر جینوآ جو پہاڑیوں کی چوٹی پر اور پھیلے ہوئے سمندر میں نیپلز جیسا ہی شاندار تھا۔ پیٹرارک کی نظر میں یہ "بادشاہوں کا شہر' خوشحالی کا معبد' مسرت کا دروازہ تھا"؛[6] لیکن یہ Chioggia کے مقام پر جینوآ کی بھگدڑ (1378ء) سے پہلے کی بات تھی۔ تجارت اور ملی حیثیت بحال کرنے میں تمام طبقات کے منظم اور بے لوث تعاون کے ذریعہ وینس نے بڑی جلدی حالت سنبھالی' جبکہ جینوآ میں اشراف اور اشراف' اشراف اور عوام کے درمیان سماجی نفاق کی روایت جاری رہی۔ امراء شاہی کے جبر نے ایک چھوٹے سے انقلاب کو تحریک دی (1383ء)' چھریوں سے لیس قصاب ایک ہجوم کی قیادت کرتے ہوئے صدر مجسٹریٹ کے محل میں آئے' انہوں نے ٹیکسوں میں کمی اور حکومت سے امراء کو نکالنے کا مطالبہ کیا۔ جینوآ میں پانچ برس کے دوران (4-1390ء) دس انقلابات آئے' دس صدر مجسٹریٹ بنے اور معزول ہوئے؛ آخرکار امن آزادی سے زیادہ قیمتی نظر آیا' اور بدحواس جمہوریہ نے مِیلان میں انضمام کے خوف میں خود کو اپنے Rivieras سمیت فرانس کے حوالے کر دیا (1394ء)۔ دو برس بعد ایک پُرجوش بغاوت نے فرانسیسیوں کو نکال باہر کیا: گلیوں میں پانچ خونیں جنگیں لڑی گئیں؛ بیس محل نذرِ آتش ہوئے' سرکاری عمارات لوٹ لی اور مسمار کر دی گئیں؛ 10 لاکھ فلورنز تک کی ہر جائیداد تباہ کر دی گئی۔ جینوآ نے آزادی کی بدنظمیوں کو پھر ناقابل برداشت پایا اور خود کو مِیلان کے حوالے کر دیا (1421ء)۔ پھر مِیلانی حکومت ناقابل برداشت ہوئی' انقلاب نے جمہوریہ بحال کی (1435ء) اور فرقہ وارانہ پھوٹ دوبارہ رنگ دکھانے

گئی۔

ان اتار چڑھاؤ کے درمیان میں صرف بنک آف سینٹ جارج مستحکم تھا۔ وینس سے جنگ کے دوران حکومت نے اپنے شہریوں سے اُدھار لیا تھا اور انہیں عہد نامے (پرامیسری نوٹ) دیئے۔ جنگ کے بعد یہ قرضے چکانا ممکن نہ تھا' لیکن حکومت نے بندرگاہ کے کسٹمز واجبات قرض خواہوں کے نام کر دیئے۔ قرض خواہوں نے خود کو "ہاؤس آف سینٹ جارج" میں منظم کیا' آٹھ گورنروں کی نظامت (ڈائریکٹوریٹ) منتخب کی اور اپنے استعمال کے لیے حکومت سے ایک محل وصول کیا۔ "ہاؤس" یا "کمپنی" کا انتظام بہت اچھے طریقہ سے ہوا' یہاں جمہوریہ کے تمام اداروں سے کم کرپشن تھی۔ ٹیکسوں کی وصولی کا کام اس کو سونپا گیا: اس نے اپنا کچھ سرمایہ حکومت کو ادھار دیا اور بدلے میں لگیوریا' کورسیکا' مشرقی میڈی ٹرینیئن (ابیض المتوسط) اور بحیرۂ اسود میں کافی بڑی املاک حاصل کیں۔ یہ ریاستی خزانہ اور ایک نجی بنک دونوں بن گیا' یہ ڈیپازٹس قبول کرتا' نوٹس پر ڈسکاؤنٹ دیتا اور صنعت و تجارت کو قرضے جاری کرتا تھا۔ تمام دھڑے مالی طور پر اس کے ساتھ بندھے ہوئے تھے' سبھی اس کی عزت کرتے تھے اور انقلاب یا جنگ کے دوران اسے کوئی نقصان نہ پہنچاتے۔ اس کا پُر شکوہ نشاۃ ثانیہ کا محل اب بھی Piazza Caricamento میں کھڑا ہے۔

قسطنطنیہ کا زوال جینوآ پر ایک مہلک وار ثابت ہوا۔ قسطنطنیہ کے نزدیک پیرا (Pera) میں امیر جینوآئی آبادی ترکوں نے ہتھیالی۔ افلاس زدہ جمہوریہ نے جب ایک مرتبہ پھر فرانس کے سامنے سر جھکایا (1458ء) تو فرانسکو سفورتسا نے ایک انقلاب پر پیسہ خرچ کر کے فرانسیسیوں کو باہر نکالا اور جینوآ کو دوبارہ میلان کے ماتحت بنا دیا (1464ء)۔ گلیازو ماریا سفورتسا کے قتل (1476ء) کے بعد میلان کو کمزور کر دینے والی افراتفری نے اہل جینوآ کو آزادی کا مختصر وقفہ فراہم کیا: لیکن جب لوئی XII نے میلان پر تسلط جمایا (1499ء) تو جینوآ نے بھی اس کی طاقت کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے۔ فرانسس اول اور چارلس V کے مابین طویل جھگڑے میں آخر کار ایک جینوآئی امیرالبحر آندریا ڈوریا نے اپنے جہازوں کا رخ فرانسیسیوں کی جانب موڑا' انہیں جینوآ سے باہر نکالا اور ایک نیا جمہوریائی آئین بنایا (1528ء)۔ فلورنس اور وینس کی حکومتوں کی طرح

یہ بھی تجارتی امراء شاہی (چند سری حکومت) تھی؛ صرف انہی خاندانوں کو حق رائے دیا گیا جن کے نام "سنہری کتاب" (*il libro d'oro*) میں درج تھے۔ سینیٹ کے 400' کونسل کے دو سو ارکان' اور دو سال کے لیے منتخب ہونے والے صدر مجسٹریٹ پر مشتمل نئی حکومت نے مخالف گروہوں میں امن قائم کیا اور نپولین کے آنے تک (1797ء) جینوآ کی خود مختاری برقرار رکھی۔

اس پرجوش بدنظمی میں شہر نے اطالوی علم و فضل' سائنس اور آرٹ میں اپنے جائز حصے سے بہت کم حصہ ڈالا۔ اس کے کپتانوں نے سمندروں کو چھانا' لیکن جب کولمبس نمایاں ہوا تو جینوآ کے پاس اتنے پیسے نہ تھے کہ اس کے خوابوں کی تکمیل پر خرچ کر سکے۔ اشراف سیاست میں' جبکہ تاجر منافع کمانے میں مصروف تھے؛ ذہنی مہم جوئیوں کی فرصت کسی طبقے کو نہ تھی۔ سان لورینتسو کے قدیم کیتھیڈرل کو پُرشکوہ اندرون کے ساتھ گوتھک انداز میں دوبارہ بنایا گیا (1307ء)؛ اس کے اندر بنے ہوئے سان جووانی Battista گرجا خانہ کو Matteo Civitali نے ایک خوبصورت الٹر اور منڈپ (Canopy) سے سجایا' اس کے علاوہ اِیاکوپو سانسووینو نے جان دی بپتسمہ کا ایک مجسمہ بنایا۔ آندریا ڈوریا نے جینوآئی آرٹ میں بھی ویسا انقلاب بپا کیا جیسا حکومت میں بپا کیا تھا۔ وہ پلازو ڈوریا کو دوبارہ وضع کرنے کے لیے فلورنس سے فرا جووانی دا مونٹ اورسولی کو لایا' اور روم سے پیرینو ڈیل واگا (Perino del Vaga) کو بلوا کر اسے دیواری تصویروں اور منبت کاریوں' نصف انسان اور نصف جانور کی تصویروں اور عربی گلکاریوں سے زینت بخشی؛ نتیجتاً یہ عمارت اِٹلی میں خوبصورت ترین بن گئی۔ چیلینی کا حریف اور دشمن لیونے لیونی (Leone Leoni) امیر البحر کا نفیس تمغہ ڈھالنے کی خاطر روم سے آیا اور مونٹ اورسولی نے اس کا مقبرہ ڈیزائن کیا۔ جینوآ میں نشاۃ ثانیہ ڈوریا سے زیادہ پہلے نہ آیا اور اس کی موت تک باقی نہ رہا۔

III۔ پاویا

جینوآ اور مِیلان کے درمیان پاویا کا قدیم شہر خاموشی سے بیٹھا ہوا تھا۔ دریائے تِی چینو (Ticino) کے کنارے واقع یہ شہر کبھی لمبارڈ بادشاہوں کی مسند ہوا کرتا تھا' اور

وسکونٹی اور سفورتساؤں (Sforzas) نے اسے ثانی دارالحکومت کے طور پر استعمال کیا۔ وہاں پُرشکوہ کاستیلو (Castello) گلیازو II نے شروع کیا(1360ء) اور جیان (یعنی جووانی' جان) گلیازو وسکونٹی نے پایۂ تکمیل کو پہنچایا۔ یہ ڈیوکس کی رہائش گاہ اور بعدازاں مِیلانی ڈیوکس کے لیے عیش پرستی کے محل کے طور پر کام آیا۔ پیٹرارک نے اسے "جدید آرٹ کی اعلیٰ ترین تخلیق" قرار دیا اور متعدد معاصرین نے اسے یورپ کی بہترین اقامت گاہوں میں پہلے درجے پر رکھا۔ لائبریری میں یورپ کی نہایت نایاب کتب جمع تھیں' جن میں سے 951 مخطوطات کے حاشیوں پر سجاوٹ کی گئی تھی۔ لوئی XII 1499ء میں مِیلان پر قبضہ کرنے کے بعد یہ لائبریری بھی اپنے ساتھ بطور مال غنیمت لے گیا' اور ایک فرانسیسی فوج نے قلعے کا اندرون تباہ کردیا(1527ء)۔ دیواروں کے سوا کچھ بھی باقی نہ رہا۔

قلعہ برباد ہونے کے باوجود وسکونٹی اور سفورتسا کے اعلیٰ ترین جوہر محفوظ رہا۔۔۔ یعنی قرطاجنی (Carthusian) خانقاہ' جو پاویا اور مِیلان کے درمیان والی شاہراہ سے دکھائی نہ دیتی تھی۔۔ یہاں ایک بنجر میدان میں گیان گلیازو وسکونٹی نے اپنی بیوی سے کیا ہوا عہد نبھانے کے لیے کوٹھڑیاں' حجرے اور ایک کلیساء تعمیر کرنے کا منصوبہ شروع کیا۔ پھر 1499ء تک مِیلان کے ڈیوکس نے اس عمارت کو اپنی پاکیزگی اور آرٹ کی بہترین تجسیم کے طور پر سجانے سنوارنے کا کام جاری رکھا۔ اِٹلی میں اس سے زیادہ شاندار چیز اور کوئی نہیں۔ سفید کیرارا سنگ مرمر کا لمبارڈ رومنی ماتھا Cristoforo Mantegazza اور پاویا کے انٹونیو اور امیڈیو نے ڈیزائن کیا' تراشا اور بنایا' جبکہ سرمایہ گلیازو ماریا سفورتسا اور لوڈوویکو اِل مورو نے فراہم کیا۔ یہ بہت زیادہ مرصع اور اتنی زیادہ محرابوں' مجسّموں' منبت کاریوں' تمغوں' ستونوں' عربی گلکاریوں' تراشے ہوئے فرشتوں' اولیاء' جل پریوں' بادشاہوں' پھلوں اور پھولوں سے بھرا پڑا ہے کہ ایک اتحاد و یگانگت کا احساس ہوتا ہے۔ ہر حصہ کل سے علیحدگی میں بھی باعث دلچسپی ہے۔ لیکن ہر حصہ لگن اور ہنر کی پیداوار ہے: امیڈیو کی بنائی ہوئی چار کھڑکیاں اسے نوع انسانی کے حافظے میں محفوظ کرتی ہیں۔۔ کچھ اطالوی کلیساؤں میں ماتھا بہت بڑا یا پھر غیرنمایاں بیرونی حصہ ہے: لیکن Certosa di Pavia میں ہر بیرونی خدوخال اور پہلو

دل موہ لینے کی حد تک خوبصورت ہے: شاندار انداز میں جوڑے ہوئے پشتے' اونچے مینار' محرابی چھتیں' شمالی عرضی بازو (Transept) کی اہرام نما چھتیں اور جھروکے' دلکش ستونوں اور حجروں کی محرابیں۔ احاطے کے اندر ان اسطوانوں (Slender) سے اوپر محرابی چھتوں کے تین مراحل اور پھر گنبد کے ستونوں کا سلسلہ دکھائی دیتا ہے: یہ ہم آہنگ منصوبہ بندی اور قابل تعریف عملی کارکردگی کا نشان ہے۔ کلیساء کے اندر ہر چیز کمال کی ہے: اوپر جاتے ہوئے کئی بلیوں والے مرکزی ستون (Clustered Columns) اور قوسی چھتوں تک جاتی ہوئی گوتھک محرابیں: شاندار انداز میں بنائے گئے کانسی اور لوہے کے جنگلے: دیدہ زیب و مرصع دروازے اور راہداریاں' جڑاؤ سنگ مرمر کی قربان گاہیں: پیروجینو' Borgognone اور Luini کی مصور کردہ تصاویر: گیت منڈلیوں کے نفیس مرصع کٹہرے: روشن رنگ دار شیشے: ستونوں' محراب شانوں (Spandrels)' اندرون محراب (Archivolts) اور کنگنیوں (Cornices) پر محتاط سنگ تراشی: گیان گلیازو وسکونٹی کا شاہانہ مقبرہ جو کرسٹوفرو رومانو اور Benedetto Briosco نے بنایا: اور دل و سوز رومانس کی آخری یادگار کے طور پر لوڈوویکو اِل مورو اور بیٹرائس ڈی ایستے کا مقبرہ اور تراشیدہ پیکر۔۔۔ موت کے زمان و مکان میں دس سال اور 500 میل کا فاصلہ ہونے کے باوجود یہ دونوں یہاں سنگ مرمر میں متحد ہیں۔ مختلف مزاجوں کے ایک ایسے ہی اتحاد میں یہاں لمبارڈ گوتھک اور نشاۃ ثانیہ کے انداز مل کر نشاۃ ثانیہ کی کامل ترین تعمیراتی تخلیق پیش کرتے ہیں۔ لوڈوویکو مور (Lodovico the Moor) کے دور میں میلان نے حسین عورتوں کو جمع کر کے لاثانی حرم بنایا اور برامانتے' لیونارڈو اور Caradosso جیسے اعلیٰ آرٹسٹوں کے ذریعہ ایک عشرے تک اٹلی کی قیادت فلورنس' وینس اور روم سے چھین کر اپنے پاس رکھی۔

IV۔ وسکونٹی: 1447ء۔1378ء

گلیازو II 1378ء میں فوت ہوا' اور میلانی قلمرو میں اپنا حصہ اپنے بیٹے گیان گلیازو وسکونٹی کے لیے ترکہ میں چھوڑ گیا جس نے پاویا کو دارالحکومت کے طور پر استعمال کرنا جاری رکھا۔ یہی وہ آدمی موجود تھا جس نے کمیاویلی کا دل گرمایا۔ اپنے محل کی

عظیم لائبریری میں کھویا' عمدہ قوانین پر توجہ دیتا ہوا' معتدل محصولات کے ذریعہ اپنے عوام کا دل جیت لینے والا' متاثر کن پاکیزگی کے ساتھ کلیساء میں عبادت کرنے اور اپنے دربار کو پادریوں اور راہبوں سے بھر دینے والا گیان گلیازو اِٹلی میں وہ آخری بادشاہ تھا جس کے سفار تکاروں پر شک کیا گیا کہ وہ سارے جزیرہ نما کو متحد کر کے اس کے زیر اقتدار لانے کی منصوبہ بندی کر رہے تھے۔ یہ اعلیٰ منصوبہ اس کے ذہن میں کھولتا رہا؛ اس نے آخری سانس تک اسے جاری رکھا اور تقریباً مکمل کر ہی لیا تھا۔ اس سلسلہ میں اس نے مکاری' دھوکہ بازی اور قتل کے ہتھکنڈے استعمال کیے۔ یوں لگتا ہے جیسے اس نے ابھی تک غیر تحریر شدہ "بادشاہ" کا مطالعہ بڑے احترام سے کر لیا تھا اور عیسیٰ کی تعلیمات سے نابلد تھا۔

اس کا چچا برنابو وسکونٹی کے دوسرے نصف پر مِیلان سے حکومت کر رہا تھا۔ برنابو ایک راست باز غنڈا تھا؛ اس نے اپنے محکومین پر ہر ممکن حد تک ٹیکس لگائے' کاشتکاروں کو مجبور کیا کہ وہ تعاقب میں استعمال ہونے والے پانچ ہزار شکاری کتے کو پالیں۔ برنابو نے یہ اعلان کر کے احتجاج کرنے والوں کے ذہن منجمد کر دیئے کہ مجرموں کو چالیس روز تک اذیت دی جائے گی۔ اس نے گیان گلیازو کی زہد و عبادت کی مذاق اڑایا اور اسے معزول کر کے خود ہی ساری وسکونٹی قلمرو کا مالک بننے کی سازش سوچی۔ ہر باصلاحیت حکومت کے لیے لازمی جاسوسوں کے ذریعہ گیان کو ان منصوبوں کا علم ہو گیا۔ اس نے برنابو کے ساتھ ایک ملاقات کا اہتمام کیا' وہ بڑے آرام سے اپنے دو بیٹوں کے ہمراہ آ گیا۔ گیان کے خفیہ محافظوں نے تینوں کو گرفتار کر لیا۔ برنابو کو یقیناً زہر دے دیا گیا(1385ء)۔ اب گیان مِیلان' نووارا' پاویا' پیاچن تسا' پارما' کریمونا اور بریشیا کا حاکم تھا۔ اس نے 1387ء میں ویرونا' 1389ء میں پیڈو آ لے لیا' 1399ء میں 2 لاکھ فلورنز کے عوض پیسا خرید کر فلورنس کو دھچکا پہنچایا' 1400ء میں پیروجیا' اسیسی اور سینا' 1401ء میں لوقا اور بولونیا نے اس کے سپہ سالاروں کے سامنے سرخم کر دیا۔ گیان نووارا سے لے کر ایڈریاٹک تک تقریباً سارے شمالی اِٹلی کا مالک بن گیا تھا۔ پاپائی ریاستیں فرقہ بندی کی وجہ سے (1417 – 1378ء) کمزور پڑ چکی تھیں جس کے بعد پاپائیت آوی نیون سے واپس لوٹ آئی تھی۔ گیان نے پوپ کے حریف کا کردار ادا کیا اور

کلیسیاء کی ساری زمینیں ہتھیانے کا خواب دیکھا۔ پھر اس نے اپنی افواج نیپلز کے خلاف روانہ کیں: پیسا اور دیگر بیرونی راستوں پر اس کے قبضے نے فلورنس کو ہتھیار پھینکنے پر مجبور کیا۔ بس ایک اِٹلی ہی بے بندھن رہا' لیکن وہ ایک متحد اِٹلی کے سامنے بے بس تھا۔ تاہم 1402ء میں 51 سالہ گیان گلیازو کو موت لینے آ گئی۔

اس تمام عرصہ میں وہ پاویا یا مِیلان سے بمشکل ہی باہر گیا۔ اسے جنگ سے زیادہ سازش پسند تھی۔ اس نے اپنے سپہ سالاروں کی فتوحات سے زیادہ اپنی چالبازیوں کے ذریعہ کامیابی حاصل کی۔ یہ سیاسی منصوبہ بندیاں بھی اس کے ذہن کی زرخیزی ختم نہ کر سکیں۔ اس نے ایک ضابطہ قانون جاری کیا جس میں صحت عامہ اور چھوت کی بیماری میں مبتلا مریض کو الگ تھلگ رکھنے کے قوانین بھی موجود تھے۔ [7] اس نے پاویا کا کاستیلو تعمیر کیا اور Cerosta di Pavia اور مِیلان کے کیتھیڈرل کی تعمیر شروع کی۔ اس نے یونیورسٹی آف مِیلان میں یونانی زبان پڑھانے کے لیے Manuel Chrysoloras کو بلوایا' پاویا کی یونیورسٹی کو ترقی دی' شاعروں' آرٹسٹوں' محققین اور فلسفیوں کی کفالت اور ان کی صحبت سے مسرت حاصل کی۔ اس نے "بڑی نہر" کو مِیلان سے پاویا تک بڑھایا اور اس کے آگے اِٹلی کے عرض میں ایک ارضی آبی گزرگاہ کھولی' جو آلپس سے شروع ہو کر مِیلان اور پو سے ہوتی ہوئی ایڈریاٹک سمندر تک جاتی تھی۔ اس کا پانی ہزاروں ایکڑ زمینوں کو سیراب کرتا۔ اس طرح فروغ پانے والی تجارت نے صنعت کا حوصلہ بڑھایا: مِیلان اُونی اشیاء کے معاملہ میں فلورنس کا حریف بن گیا: اس کے لوہاروں نے مغربی یورپ بھر کے جنگجوؤں کے لیے ہتھیار اور زرہیں تیار کیں: ایک بحران کے موقع پر دو ماہر زرہ سازوں نے صرف چند دن میں چھ ہزار سپاہیوں کے لیے زرہیں ڈھالیں۔ [8] 1314ء میں لوقا کے ریشم بُننے والے سینکڑوں افراد فرقہ بازی اور جنگ کے باعث مفلس ہو کر مِیلان آ گئے: 1400ء تک وہاں کی ریشم کی صنعت کافی ترقی پا چکی تھی' اور اخلاقیات پسندوں نے شکایت کی کہ ملبوسات شرمناک حد تک نفیس ہو گئے تھے۔ گیان گلیازو نے اس پھلتی پھولتی معیشت کو عقلمندانہ انتظامیہ' مساوی انصاف اور قابل بھروسہ کرنسی کے ساتھ تحفظ دیا۔ عام لوگوں کے ساتھ ساتھ مذہبی اور امیر طبقے کے افراد پر بھی قابل برداشت محصول لاگو کیا

گیا۔ اس کے دور میں ڈاک کا نظام وسیع ہوا؛ 1425ء میں ایک سو سے زائد گھوڑے ڈاک پہنچانے کے لیے متعین تھے؛ ڈاک خانے نجی ڈاک وصول کرتے اور سارا دن سفر کر کے پہنچاتے۔۔۔ ہنگامی صورتحال میں رات کو بھی سفر کیا جاتا۔ 1423ء میں فلورنس کی سالانہ ریاستی آمدنی 40 لاکھ فلورنز (10 کروڑ ڈالر)' وینس کی ایک کروڑ دس لاکھ اور میلان کی ایک کروڑ بیس لاکھ تھی۔[۹] بادشاہ اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کو وسکونٹی خاندان میں بیاہ کر بہت خوش ہوتے۔ شہنشاہ Wenceslas نے گیان کے ڈیوک کے خطاب کو شاہی منظوری اور قانونی حیثیت دے کر محض حقیقت کو ٹھوس روپ ہی دیا اور اسے اور اس کے ورثا کو میلان کی ڈچی "تا ابد" سونپ دی۔

اس ابد کا کنارہ 52 برس بعد ہی آ گیا۔ گیان کے سب سے بڑے بیٹے گیان ماریا وسکونٹی کی عمر ابھی تیرہ برس ہی تھی کہ باپ مر گیا (1402ء)۔ اس کی فاتح افواج کے سپہ سالار اقتدار کی خاطر آپس میں مقابلہ کرنے لگے۔۔۔ وہ میلان کیلئے بر سرپیکار تھے جبکہ اٹلی نے اپنے ٹکڑوں کو سمیٹنا شروع کر دیا: فلورنس نے دوبارہ پیسا پر تسلط جمایا؛ وینس نے ویرونا' ویچن تسا اور پیڈوا لے لیا: سینا پیروجیا اور بولونیا نے انفرادی ایلچیوں کے سامنے شکست تسلیم کر لی۔ اٹلی پہلے جیسا ہی اور بدتر تھا کیونکہ گیان ماریا نے حکومت جابر حاکموں کے رحم و کرم پر چھوڑ کر خود کو کتوں کیلئے وقف کر دیا۔ اس نے اپنے کتوں کو انسان کا گوشت کھانے کی تربیت دی اور انہیں سیاسی یا سماجی مجرموں کو زندہ کھاتے دیکھ کر بہت خوش ہوتا۔[۱۰] 1414ء میں تین شرفاء نے اسے خنجر سے ہلاک کر دیا۔

گیان ماریا کا بھائی فیلیپو ماریا وسکونٹی اپنے باپ جیسی لطیف ذہانت' صبر و استقامت اور دور اندیش پالیسیوں کا حامل نظر آتا ہے۔ لیکن جو چیز گیان گلیازو میں مستحکم ہمت کا باعث تھی وہی فیلیپو میں مستحکم بزدلی بن گئی۔۔۔ قتل کا متواتر خوف' ہمہ گیر انسانی غداری پر یقین کا بھوت۔ اس نے خود کو میلان کے پورٹا جوویا قلعے میں بند کر لیا' کھا کھا کر موٹا ہو گیا' توہمات اور نجومیوں کو فروغ دیتا رہا اور پھر بھی خالصتاً عیاری کے ذریعہ اپنی حکومت کے آخری دن تک اپنے ملک کا مطلق فرمانروا رہا۔ سپہ سالار اور حتیٰ کہ خاندان والے بھی سب اس کے مطیع تھے۔ اس نے دولت کی خاطر بیٹرائس ٹینڈا (Beatrice Tenda) سے بیاہ رچایا اور اسے بے وفائی کے الزام میں قتل کروا دیا۔ پھر

سیوائی کی ماریا سے شادی کی' اسے سب سے الگ تھلگ رکھا۔ بیٹے سے محرومی پر پریشان ہو کر ایک محبوبہ رکھی۔ وہ اس تعلق کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی خوبصورت بیٹی بیانکا کیلئے اپنی شفقت میں کچھ حد تک انسان بنا۔ اس نے باپ کی طرح علم کی سرپرستی جاری رکھی' مشہور محققین کو پاویا یونیورسٹی میں بلوایا' برونیلیسکو اور بے مثال تمغہ ساز پیسانیلو (Pisanello) کے ذمے منصوبے لگائے۔ اس نے باصلاحیت مطلق العنانی' فرقہ بندی کے خاتمہ' قیام امن' کسانوں کو جاگیردارانہ محصولات سے تحفظ دینے اور تاجروں کو قزاقی سے بچانے کے ذریعہ میلان پر حکومت کی۔ تیز فہم سفارتکاری اور اپنی فوجوں کے ماہرانہ استعمال کے ذریعہ اس نے میلان کو دوبارہ پارما اور پیاچن تسا' سارے لمبارڈی سے بریشیا تک' آلپس اور میلان کے درمیان تمام سرزمینوں کا حلیف بنا دیا: 1421ء میں اہل جینوآ کو یہ ماننے پر زور دیا کہ اس کی ڈکٹیٹر شپ ان کی اندرونی لڑائیوں سے بہتر ہے۔ اس نے دشمن خاندانوں کے درمیان شادیاں کروا کر جھگڑوں کا خاتمہ کیا۔ ایک سو چھوٹی چھوٹی جابر حکومتوں کی جگہ واحد جابر حکومت قائم کی۔ اندرونی نفاق سے آزاد آبادی نے بے اطمینانی ظاہر کی' پھلی پھولی اور بڑھ گئی۔

وہ قابل سپہ سالار ڈھونڈنے کی خداداد صلاحیت کا مالک تھا: انہیں اپنی معزولی کا خواہشمند سمجھتا: انہیں ایک دوسرے کے خلاف بھڑکاتا: اور اپنے باپ کی جیتی اور بھائی کی ہاری ہوئی املاک دوبارہ حاصل کرنے کی امید میں جنگ کی آگ روشن کیے رہتا۔ وینس اور فلورنس کے ساتھ اس کی جنگوں میں "کرائے کے سپاہیوں" کی ایک طاقتور نسل ابھر کر سامنے آئی: Gattamelata' کولیونی' کارمیگنولا' براشیو' فورٹے براشیو' مونٹونے' پیچی نینو' میوزیو آینڈولو..... میلان سے ہی تعلق رکھنے والا نوجوان میوزیو جنگجو مردوں اور عورتوں کے بہت بڑے خاندان کا رکن تھا: اُس نے اپنے جسم اور ارادے کی طاقت کے ساتھ نیپلز کی ملکہ یوآنا II کے لیے خدمت سرانجام دی اور سفورتسا (Sforza) کا لقب حاصل کیا: ملکہ کی نظر عنایت بدلنے پر اسے جیل میں ڈال دیا گیا: بکتربند بہن نے اسے آزاد کرنے کے لیے جیلروں پر دباؤ ڈالا: اسے ایک میلانی فوج کی سپہ سالاری دی گئی' لیکن یہ فوج جلد ہی ایک دریا عبور کرتے ہوئے ڈوب گئی (1424ء)۔ تب اس کے 22 سالہ ناجائز بیٹے نے باپ کی جگہ سنبھالی اور لڑتے لڑتے

تخت تک پہنچا۔

V۔ سفورتسا سلطنت (1450ء۔1500ء)

فرانسسکو سفورتسا نشاۃ ثانیہ کا مثالی سپاہی تھا: اونچا لمبا' وجیہہ' دلکش' چاک و چوبند' بہادر: اپنی فوج میں سب سے تیز بھاگنے' اونچی چھلانگ لگانے اور کشتی لڑنے والا: وہ بہت کم سوتا' گرمیوں اور سردیوں میں ننگے سر پھرتا' اپنے آدمیوں کی مشکلات اور ضروریات میں مدد دے کر ان کی محبت حاصل کرتا تھا۔ اس نے زیادہ سپاہیوں کی بجائے حکمت عملی اور داؤ پیچ کے ذریعہ زبردست فتوحات حاصل کیں۔ وہ اپنی جنگی صلاحیتوں کی وجہ سے اس قدر مشہور ہوا کہ ایک سے زائد مواقع پر دشمن افواج نے اسے دیکھ کر ہی ہتھیار پھینک دیئے اور اسے اپنے دور کے عظیم ترین سپہ سالار کی حیثیت میں خوش آمدید کہا۔ وہ ایک اپنی ریاست بنانے کا ارادہ رکھتا تھا' اس لیے اپنی پالیسی کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہ چھوڑی: وہ باری باری میلان' فلورنس اور وینس کے لیے لڑا' حتیٰ کہ فیلیپو نے اپنی بیٹی بیانکا کو اس کے ساتھ بیاہ کر اسے اپنا وفادار بنالیا' اور کریمونا اور Pontremoli بطور جہیز دیئے (1441ء)۔ چھ برس بعد جب فیلیپو کوئی وارث چھوڑے بغیر مرا اور وسکونٹی سلطنت اختتام پذیر ہوئی نے فرانسسکو نے سوچا کہ جہیز میں میلان بھی شامل کرلینا چاہیے۔

اہل میلان کی سوچ مختلف تھی: انہوں نے ایک کامل بشپ کی نسبت سے "امبروزین" نامی جمہوریہ بنانے کا دعویٰ کیا۔ اس بشپ نے ایک ہزار قبل تھیوڈوسیس کی اصلاح کی اور آگسٹائن کو عیسائی کیا تھا۔ شہر کے متحارب دھڑے رضامند نہ ہوئے: میلان کے باجگزار علاقوں نے موقع غنیمت جان کر آزادی کا اعلان کر دیا: کچھ ایک وینس کی بانہوں میں سما گئے: وینس یا فلورنس کی جانب سے حملے کا خطرہ سر پہ منڈلانے لگا۔ جبکہ اورلینز کے ڈیوک' شہنشاہ فریڈرک III اور آراگون کے بادشاہ الفونسو نے بھی میلان پر حق ملکیت جتانا شروع کر دیا۔ اس بحران میں ایک وفد نے سفورتسا کو ڈھونڈا' اسے بریشیا دیا اور میلان کو بچانے کی درخواست کی۔ وہ خوش تدبیر توانائی کے ساتھ اپنے دشمنوں سے لڑا: لیکن جب نئی حکومت نے اس سے مشورہ لیے

بغیر وینس کے ساتھ صلح کر لی تو اس نے اپنی فوجوں کا رُخ جمہوریہ کے خلاف موڑ دیا' مِیلان کا محاصرہ کر کے اسے فاقوں کی حد تک پہنچایا' پھر بھوکی آبادی کے نعروں کی آواز میں شہر کے اندر داخل ہوا اور روٹی تقسیم کر کے آزادی کی بھوک مٹائی۔ ہر گھر سے ایک ایک آدمی پر مشتمل اجلاس عام بلایا گیا؛ شرکاء نے اسے ڈیوکی (ducal) حاکمیت دی۔ یوں سفورتسا سلطنت کے مختصر مگر شاندار دور کا آغاز ہوا (1450ء)۔

بلند رتبے نے اس کے کردار کو تبدیل نہ کیا۔ وہ بدستور سادہ اور محنت کش زندگی گزارتا رہا۔ وہ گاہے بگاہے ظالم یا سازشی بنا' ریاستی فلاح کے بہانے سے کارروائیاں کیں۔ بالعموم وہ انصاف اور انسانیت پسند آدمی تھا۔ عورتوں کے حسن پر غیر قانونی فریفتگی نے اسے تکلیف پہنچائی۔ باضابطہ بیوی نے اس کی محبوبہ کو قتل کیا' اور پھر اسے معاف کر دیا۔ وہ اس کے آٹھ بچوں کی ماں بنی' سیاست میں اسے دانا مشورے دیتی رہی' ضرورت مندوں کی حاجت روائی اور مظلوموں کی سرپرستی کر کے لوگوں کو اس کی حکومت کا وفادار بنایا۔ وہ فوجوں کی قیادت کی طرح ریاست کے انتظامی امور میں بھی باصلاحیت تھا۔ اس کے نافذ کردہ سماجی نظم نے شہر کو ایسی خوشحالی دوبارہ فراہم کی جس نے معاشرے کی تکالیف اور بے ربط آزادی کی یاد دھندلا دی۔ اس نے کسی بغاوت یا محاصرے کا مقابلہ کرنے کے لیے وسیع و عریض قلعہ Castello Sforzesco بنانا شروع کیا۔ اس نے نئی نہریں کھودیں' امور عامہ کو منظم کیا اور "عظیم ہسپتال" بنوایا۔ وہ انسانیت پسند Filefo کو مِیلان لایا اور تعلیم' تحقیق و فن کو فروغ بخشا؛ اس نے مصوری کا ایک سکول بنانے کے لیے بریشیا سے Vincenzo Foppa کو بلوایا۔ اس نے وینس' نیپلز اور فرانس کی اندرونی سازشوں کے ڈر سے کوسیمو ڈی میڈیچی کی قطعی حمایت اور دوستی حاصل کر کے ان سب کو آنکھیں دکھائیں۔ اس نے اپنی بیٹی Ippolita کو فرڈی نینڈ کے بیٹے الفونسو سے بیاہ کر نیپلز کا غصہ ٹھنڈا کیا؛ فرانس کے لوئی XI کے ساتھ معاہدے پر دستخط کر کے اورلینز کے ڈیوک کو شاہ مات دی۔ کچھ امراء اس کی موت اور اقتدار کے خواہشمند رہے' لیکن اس کی حکومت کی کامیابی نے ان کے منصوبے ناکام بنا دیئے۔ اس نے طبعی زندگی گزاری اور سپہ سالاروں کی روایتی پُرسکون موت مرا (1466ء)۔

عیش و عشرت میں پلنے والے اس کے بیٹے گلیازو ماریا سفورتسا نے غربت اور جدوجہد نہ دیکھی تھی۔ وہ لطف اندوزی اور تعیش میں کھو گیا' اپنے دوستوں کی بیویوں کو ورغلایا اور مخالفین کو سخت سزائیں دیں۔ لگتا ہے اس نے یہ ظالمانہ طبیعت باطنی طور پر مہربان بیانکا کے ذریعہ وسکونٹی خون سے حاصل کی تھی۔ مطلق حاکمیت کے عادی میلانی عوام نے اس کی آمریت پر احتجاج نہ کیا' لیکن نجی انتقام نے اسے سزا دی۔ گیرولامو اولگیاتی (Girolamo Olgiati) کو دکھ تھا کہ ڈیوک نے اس کی بہن کو ورغلانے کے بعد چھوڑ دیا۔ Giovanni Lampugnani کا خیال تھا کہ ڈیوک نے اسے جائیداد سے محروم کیا۔ ان دونوں اور کارلو وسکونٹی کو نکولو موٹینو نے رومن تاریخ اور تصورات کی تربیت دی جن میں بروٹس تا بروٹس جابر کشی بھی شامل تھی۔ یہ تینوں بزرگوں سے مدد کی دعا کرنے کے بعد سینٹ سٹیفن کلیساء میں داخل ہوئے اور عبادت میں مصروف گلیازو کو قتل کر دیا (1476ء)۔ Lampugnani اور وسکونٹی موقع پر ہی مارے گئے۔ اولگیاتی پر تشدد کر کے اس کے جسم کی ایک ایک ہڈی توڑ دی گئی؛ اس کے بعد کھال کھینچی گئی' لیکن اس نے آخری سانس تک معافی نہ مانگی' پاگان سورماؤں اور عیسائی بزرگوں سے مدد چاہی۔ جب وہ مرا تو اس کے ہونٹوں پر نشاۃ ثانیہ کا یہ مشہور فقرہ تھا: "موت تلخ ہے' لیکن شہرت لافانی ہے۔"[11]

گلیازو اپنا تاج و تخت سات سالہ بیٹے گیان گلیازو سفورتسا کے لیے چھوڑ گیا۔ تخت پر قبضہ کرنے کے خاطر گلف اور گیبلن فرقے تین سال تک طاقت اور دھوکہ بازی میں برسرپیکار رہے۔ فاتح شخص نشاۃ ثانیہ کی پُرہجوم گیلری کی تمام رنگین اور نمایاں شخصیات پر فوقیت رکھتا تھا۔ لوڈوویکو سفورتسا فرانسسکو سفورتسا کا چوتھا بیٹا تھا۔ باپ نے اسے Mauro کا لقب دیا؛ ہمعصر لوگ اسے مذاق سے "Moor" (il Moro) کہنے لگے کیونکہ اس کے بال اور آنکھیں سیاہ تھیں۔ اس نے خوش خلقی کے ساتھ یہ نام قبول کر لیا اور موری نشانات اور لباس اس کے دربار میں مقبول ہو گئے۔ کچھ اور لوگوں کے خیال میں اس نام کی وجہ تسمیہ شہتوت (اطالوی *Moro*) کا درخت تھا؛ یہ بھی اس کی علامت بن گیا' لہٰذا میلان میں شہتوت رنگ (گہرا سرخ) نے رواج پایا۔ لیونارڈو نے "کاستیلو" کے کمروں میں سجاوٹی کام کرتے وقت بھی اسے موضوع بنایا۔ محقق فیلیفو

لوڈوویکو کا مہا استاد تھا جس نے کلاسیکس سے بہت کچھ سیکھا تھا۔ لیکن اس کی ماں بیانکا نے انسانیت پسند کو خبردار کیا کہ "ہمیں بادشاہوں کو پڑھانا ہے۔ نہ کہ صرف دانشوروں کو۔" بیانکا نے اپنے بیٹوں کو حکومت اور جنگ کے فنون سکھانے پر بھی توجہ دی۔ لوڈوویکو نے جسمانی شجاعت کا مظاہرہ شاذ ہی کیا؛ لیکن اس میں وسکونٹی کی ذہانت نے خود کو ظلم پسندی سے آزاد کیا۔ وہ اپنی تمام غلطیوں اور گناہوں سمیت تاریخ میں مہذب ترین آدمی بن گیا۔

وہ خوبرو نہیں تھا؛ بیشتر عظیم آدمیوں کی طرح وہ خوبصورتی کے پھندوں میں نہ الجھا۔ اس کا چہرہ بھرا بھرا' ناک لمبا اور خمدار' ٹھوڑی کافی موٹی' ہونٹ بھینچے ہوئے تھے: تاہم Lyons اور لوورے میں موجود اس کے نیم مجسمے طاقتور نقوش' ایک حساس ذہانت اور نفاست کا اظہار کرتے ہیں۔ اس نے اپنے دور کے عیار ترین سفار تکار کے طور پر شہرت پائی۔ وہ کہیں کہیں مذبذب' اکثر کائیاں اور کبھی کبھی ناقابل اعتماد تھا۔ نشاۃ ثانیہ کی سفارتکاری میں یہ نقائص عموماً نظر آتے ہیں۔ بایں ہمہ' شاید یہ تمام سفارتکاری کے لازمی تقاضے ہوں۔ نشاۃ ثانیہ کے کچھ بادشاہوں نے رحمدلی اور فراخدلی میں اس کا مقابلہ کیا۔ ظلم و جبر اس کی سرشت کے خلاف تھا اور بے شمار مردوں عورتوں نے اس کی فیاضی سے فائدہ اٹھایا۔ نرم خو اور خوش خلق' ہر خوبصورتی اور ہر آرٹ کا شیدائی' پُر تخیل اور جذباتی' مگر اپنا مزاج قائم رکھنے والا' متشکک اور توہم پرست' لاکھوں لوگوں کا آقا اور اپنے نجومیوں کا غلام لوڈوویکو متضاد میلانات کا غیر مستحکم پر شکوہ وارث تھا۔

اس نے میلان پر تیرہ برس (94-1481ء) حکومت کی اور تاج و تخت اپنے بھتیجے کے لیے چھوڑ گیا۔ گیان گلیازو سفورتسا بزدل اور کم ہمت اور سنجیدہ امور نمٹانے کے قابل نہ تھا۔ وہ لطف اندوزی یا آوارہ گردی میں کھویا رہتا اور ریاستی انتظام اپنے چچا کے ہاتھ میں چھوڑ دیا۔ وہ چچا کی تعریف اور اس پر اعتماد کرتا تھا لیکن اس پر رشک اور شک بھی کرتا۔ لوڈوویکو نے اسے ڈیوک کی خطاب اور عہدے والا تمام جلال اور شان و شوکت مرحمت کی؛ گیان ہی تخت پر بیٹھتا' نذرانے وصول کرتا اور شاہی عیاشی کی زندگی گزارتا تھا۔ لیکن اس کی بیوی' آراگون کی اِزابیلا کو اقتدار پر لوڈوویکو کے تسلط کا دکھ

تھا۔ اس نے گیان پر زور دیا کہ حکومت کی باگ دوڑ اپنے ہاتھ میں لے؛ اس کے علاوہ اپنے باپ یعنی تخت نیپلز کے وارث الفونسو سے درخواست کی کہ اپنی فوج لے کر آئے اور اسے (اِزابیلا) ایک حقیقی حکمران والے اختیارات دے۔

لوڈوویکو نے بڑی مستعدی کے ساتھ حکومت کی۔ اس نے Vigevano میں اپنی موسم گرما کی رہائش گاہ کے اردگرد ایک وسیع تجرباتی فارم اور مویشیوں کی چراگاہ بنائی؛ وہاں چاول' انگور اور شہتوت کاشت کرنے کے تجربات کیے گئے؛ ڈیریز میں اتنا شاندار مکھن اور پنیر تیار ہوتا کہ اِٹلی نے پہلے کبھی اس کا ذائقہ نہ چکھا تھا۔ کھیتوں اور پہاڑوں پر 28,000 بیل' گائیں' بھینسیں' بھیڑیں اور بکریاں چرتیں؛ کشادہ اصطبلوں میں یورپ کے بہترین گھوڑوں کو جنم دینے والے نسل کشی کے گھوڑے اور گھوڑیاں موجود تھیں۔ دریں اثناء' مِیلان میں ریشم کی صنعت نے 20 ہزار مزدوروں کو ملازمت دی اور بہت سی غیر ملکی منڈیاں فلورنس سے چھین لیں۔ آہن گروں' زرگروں' لکڑی تراشنے والوں' روغن سازوں' کوزہ گروں' ماہرین پچی کاری' شیشہ مصوروں' عطاروں' کڑھائی کرنے اور غالیچے بُننے والوں اور آلات موسیقی بنانے والوں نے مِیلانی صنعت کی مصروف زندگی میں اپنا حصہ ڈالا' محلات اور شخصیات کو زیبائشی سامان سے زینت بخشی اور اتنی مقدار میں اشیاء برآمد بھی کیں کہ مشرق سے سامان عیش خریدا جاسکے۔ لوڈوویکو نے انسانوں اور اشیاء کی آمدورفت آسان بنانے اور لوگوں کو "مزید ہوا اور روشنی دینے کی خاطر"[12] مرکزی گلیوں کو چوڑا کیا؛ کاستیلو کو جانے والی گذرگاہوں کے دونوں طرف طبقہ امراء کے لیے محلات اور باغات کی قطار تھی؛ اور تکمیل یافتہ کیتھیڈرل شہر کی پرشور زندگی کا دوسرا بڑا مرکز توجہ بن گیا۔ 1492ء میں مِیلان کی آبادی تقریباً 1,28,000 نفوس تھی[13] اس نے لوڈوویکو کے دور میں گیان گلیازو وسکونٹی کے دور سے بھی زیادہ خوشحالی پائی' لیکن شکایات سننے میں آئیں کہ اس پھلتی پھولتی معیشت کے منافعے آبادی کی بے انتہاء غربت میں کمی کرنے کی بجائے صرف دربار اور بادشاہ کو مستحکم کر رہے ہیں۔ گھردار لوگ بھاری ٹیکسوں پر غرائے اور احتجاجی ہنگاموں نے کریمونا اور لوڈی (Lodi) میں گڑبڑ پیدا کی۔ لوڈوویکو نے جواب دیا کہ اسے غریبوں کے ہسپتال بنانے' پادیا و مِیلان یونیورسٹیوں کی مدد کرنے' زراعت میں تجربات

پر اخراجات کرنے، جانوروں کی نسل کشی اور طاقتور امیر ریاستوں کے نمائندوں کو اپنے دربار کی شان و شوکت سے متاثر کرنے کے لیے دولت درکار تھی۔

مِیلان قائل نہ ہوا، لیکن لگتا ہے کہ اس وقت شہر بھی لوڈوویکو کی خوشی میں شرکت تھا جب وہ فیرارا کی سب سے پیاری اور نازک اندام شہزادی کو دلہن بنا کر لایا (1491ء)۔ اس نے بیٹرائس ڈی ایستے کی دوشیزگی کا جوڑی دار بن سکنے کا کوئی دکھاوا نہ کیا; وہ 39 برس کا ہو چکا تھا اور متعدد محبوبائیں اس کی مسرتوں میں حصہ لے چکی تھیں، جنہوں نے اسے دو بیٹے اور ایک بیٹی بھی دی--- نرم خو بیانکا لوڈوویکو کو بہت عزیز تھی اور اس کا نام اپنی پر شوق خاتون کے نام پر رکھا۔ یک زوجی کے لیے نشاۃ ثانیہ کے مرد کی ان معمول کی تیاریوں کے سلسلہ میں بیٹرائیس نے کوئی رکاوٹ نہ ڈالی; لیکن مِیلان پہنچنے پر یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ شوہر کی تازہ ترین رکھیل خوبصورت Cecilia Gallerani ابھی تک کاستیلو کے بنگلے میں مقیم ہے۔ مستزاد یہ کہ لوڈوویکو شادی کے دو ماہ بعد تک سِیلیا سے ملنے جاتا رہا; اس نے فیراری سفیر کو وضاحت دی کہ وہ اپنے جسم و روح پر کرم نوازی کرنے والی مہذب شاعرہ کو خود سے جدا کرنے کا حوصلہ نہیں رکھتا۔ بیٹرائس نے واپس فیرارا جانے کی دھمکی دی; لوڈوویکو نے ہار مان لی اور کاؤنٹ برگامنی کو سِیلیا سے شادی کرنے پر آمادہ کیا۔

بیٹرائس 14 برس کی عمر میں لوڈوویکو کے پاس آئی تھی۔ اس کے حسن میں کوئی غیر معمولی بات نہ تھی۔ اس کا سحر اس معصومانہ خوش دلی میں مضمر تھا جس کے ساتھ اس نے زندگی بسر کی۔ وہ نیپلز میں پلی بڑھی اور وہاں کے کیف انگیز انداز حیات سیکھے; وہ اپنا بھولپن کھونے سے پہلے ہی وہاں سے چلی آئی، لیکن غیر محتاط فضول خرچی کی عادت ساتھ لائی۔ وہ لوڈوویکو کی دولت کی گود میں بیٹھ کر اپنی اس عادت میں اتنا کھو گئی کہ مِیلان اسے "عیش و عشرت کی دیوانی" کہنے لگا۔ [14] ہر کسی نے اسے معاف کر دیا کیونکہ اس نے معصومانہ خوشدلی ہر طرف پھیلا دی۔۔ ایک ہمعصر تاریخ نگار ہمیں بتاتا ہے [15]: "وہ اپنے شب و روز گانے، ناچنے اور ہر طرح کی لذت کوشیوں میں گذارتی۔" اس فضا نے سارے دربار کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور مسرت بے حدود ہو گئی۔ شادی کے کچھ ماہ بعد لوڈوویکو اس کی محبت میں گرفتار ہو گیا اور ایک موقع پر

اعتراف کیا کہ اس نئے ذریعہ مسرت (بیٹرائس) کے سامنے تمام قوت اور دانش ہیچ تھی۔ لوڈوویکو کے سائے تلے بیٹرائس نے اپنی ذہنی صلاحیتوں میں اضافہ کیا تاکہ اپنے جوان جذبے کو استعمال میں لا سکے: اس نے لاطینی زبان میں تقریریں کرنا سیکھا' امور ریاست میں سر کھپایا اور کبھی کبھی اپنے آقا کے لیے ناقابل مدافعت سفیر کا کام بھی سرانجام دیا۔ اپنی زیادہ معروف بہن اِزابیلا ڈی ایستے کے نام اس کے خطوط نشاۃ ثانیہ کی پھوٹ کے میکاویلیائی جنگل میں مہکتے ہوئے پھولوں جیسے ہیں۔[16]

شوخ و چنچل بیٹرائس رقص کی محفلوں میں سرکردہ تھی' اور محنتی لوڈوویکو بلوں کی ادائیگی میں مصروف رہتا۔۔۔ یوں مِیلان کا دربار صرف اِٹلی نہیں بلکہ پورے یورپ میں سب سے زیادہ پر جلال بن گیا۔ شاہانہ مرکزی مینار' پر آسائش کمروں کی غیر مختتم بھول بھلیوں' منقش فرشوں' رنگ دار شیشوں والی کھڑکیوں' کشیدہ کاری سے مزیّن تکیوں' ایرانی قالینوں اور نمدوں سے بھرا ہوا کاستیلو Sforzesco ٹرائے و روم کی یادیں تازہ کر رہا تھا: ایک چھت پر لیونارڈو نے مصوری کی ہے' تو کسی جگہ پر کرسٹوفرو سولاری یا کرسٹوفرو رومانو کا بنایا ہوا مجسمہ رکھا ہے' اور تقریباً ہر کونے میں ہی یونانی یا رومن یا اطالوی آرٹ کی کوئی نہ کوئی پرکشش یادگار رکھی ہے۔ اس شاندار گردوپیش میں محققین جنگجوؤں سے' شعراء فلسفیوں سے' آرٹسٹ سپہ سالاروں سے اور یہ سب لوگ عورتوں سے ملتے جلتے جن کے حسن کو ہر قسم کی صناعی' نفیس زیورات و ملبوسات نے چار چاند لگا دیئے تھے۔ مرد' اور حتیٰ کہ سپاہی بھی بڑی محنت سے بال بناتے اور شاندار کپڑے زیب تن کرتے۔ ساز فضا میں موسیقی بکھیرتے اور وسیع کمروں میں گیت بکھرنے لگتے۔ جب فلورنس ساوونارولا کے سامنے لرزہ براندم تھا اور آرائشی سامان آگ میں جھونک رہا تھا تو لوڈوویکو کے دارالحکومت میں موسیقی اور ڈھیلی ڈھالی اخلاقیات کا مروج تھیں۔ شوہروں نے اپنی تفریحات کے بدلے میں اپنی بیویوں کی عشق بازیوں سے چشم پوشی اختیار کی۔[17] نقلی چہرے پہن کر رقص کرنے کی محفلیں عام تھیں اور ہزاروں رنگ برنگ ملبوسات نے گناہوں کے انبوہ کثیر کو چھپا دیا۔ مرد اور عورت یوں ناچتے گاتے رہتے کہ جیسے غربت شہر کی دیواروں پر دستک نہ دے رہی ہو' کہ جیسے فرانس اِٹلی پر حملہ کرنے کی منصوبہ بندی نہ کر رہا ہو' کہ جیسے نیپلز میلان کو برباد

کرنے کی سازش میں مصروف نہ ہو۔

برنارڈینو کوریو (Bernardino Corio) اپنے آبائی علاقے کومو سے اس دربار میں آیا تھا۔ وہ اپنی "تاریخ مِیلان" میں یہاں کی رنگینیوں کا ذکر کرتا ہے (1500ء):

ہمارے بادشاہوں کا دربار بے پناہ خوبصورت' نئے نئے فیشنوں' ملبوسات اور مسرتوں سے بھرپور تھا۔ پھر بھی اس دور میں ہر طرف نیکی کو اس قدر سراہا جاتا تھا کہ منروانے وینس کے ساتھ رقابت قائم کرلی تھی اور دونوں ہی اپنے اپنے مکتبہ فکر کو ذہین ترین بنانے کے خواہشمند تھے۔ اس کیوپڈ کے پاس نہایت دلکش جوانیاں آتیں۔ باپ بیٹیوں کو' شوہر بیویوں کو' بھائی بہنوں کو نہ روکتے اور یوں وہ سب اس عاشقانہ ہال میں ریوڑ کی طرح کھنچے چلے آتے۔ صرف سمجھدار لوگ ہی اسے بیوقوفانہ فعل گردانتے تھے۔ منروانے بھی اپنی باوقار اکیڈمی کو محترم بنانے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ نہایت پُرجلال اور پُرشکوہ بادشاہ لوڈوویکو سفورتسا نے یورپ کے دورافتادہ علاقوں سے اہل علم و فن کو وہاں بلوایا۔ یہیں یونانی زبان سیکھی گئی' لاطینی نثر اور نظم نے زبردست فروغ پایا' لطائف کی دیویاں (Muses) بھی یہیں موجود تھیں; فن سنگتراشی کے مہا استاد اور مصوری میں کمال رکھنے والے آرٹسٹ دور دراز علاقوں سے یہاں جمع ہوئے' اور یہاں ہر قسم کے گیت' سریلی آوازیں اور ایسے خوش آہنگ نغمات سنے گئے کہ وہ آسمان سے اس شاندار دربار پر نازل ہوتے لگتے تھے۔ [a] ملاحظہ

شاید بیٹرائس نے ہی اپنی مامتا کے جوش میں لوڈوویکو اور اِٹلی کو تباہی سے دوچار کر دیا تھا۔ 1493ء میں[*] اس نے بیٹے کو جنم دیا جس کا نام اس کے دینی باپ کے نام پر ماکسی ملیان (Maximilian) رکھا گیا۔ وہ شاہی تخت کا بدیہی وارث تھا۔ اس نے سوچا کہ اگر لوڈوویکو مر گیا تو اس کا اور اس کے بیٹے کا مستقبل کیا ہوگا; اس کا سرتاج مِیلان پر حکومت کرنے کا کوئی قانونی حق نہیں رکھتا تھا; گیان گلیازو سفورتسا اہل نیپلز کی مدد سے اسے کسی بھی وقت معزول' جلاوطن یا قتل کر سکتا تھا; اور گیان کے ہاں بیٹا پیدا ہوگیا تو ڈچی اسی کو ملے گی' چاہے لوڈوویکو کا مقدر کچھ بھی ہو۔ ان پریشانیوں میں شریک ہو کر

لوڈوویکو نے بادشاہ ماکسی ملیان کی پاس ایک خفیہ سفارتی وفد بھیجا' اسے اپنی بھانجی بیانکا ماریا سفورتسا کا رشتہ اور 4 لاکھ ڈیوکٹ (50 لاکھ ڈالر؟) کا جہیز اس شرط پر پیش کیا کہ وہ شہنشاہ بننے پر لوڈوویکو کو مِیلان کے ڈیوک کا خطاب اور اختیارات تفویض کر دے گا۔ ماکسی ملیان مان گیا۔ ہمیں یہاں یہ بھی کہنا پڑے گا کہ جن شہنشاہوں نے مقتدر وسکونٹی کو ڈیوک کا خطاب دیا انہوں نے سفورتسا خاندان کو یہ خطاب دینے سے انکار کر دیا تھا۔ قانونی طور پر مِیلان ابھی تک سامراجی حاکمیت کے ماتحت تھا۔

گیان گلیازو اپنے کتوں میں مگن رہا اور یہ کام اپنے بھائی پر چھوڑ دیا' لیکن تنک مزاج اِزابیلا نے معاملہ بھانپ لیا اور اپنے باپ سے دوبارہ درخواستیں کرنے لگی۔ جنوری 1494ء میں الفونسو نیپلز کا بادشاہ بنا اور شاہ مِیلان کے خلاف واضح دشمنی پر مبنی پالیسی اختیار کی۔ پوپ الیگزینڈر صرف نیپلز کا حلیف ہی نہ تھا' بلکہ وہ فورلی (Forli) قصبے۔۔۔ سفورتسا کے زیر نگیں۔۔۔ کو بھی ساتھ ملانے کے لیے بے قرار تھا۔ لوڈوویکو کے ساتھ دوستی کا رشتہ رکھنے والا لورینتسو ڈی میڈیچی 1492ء میں فوت ہو گیا تھا۔ خود کو بچانے کے پریشان اقدامات کرنے کے دوران لوڈوویکو نے مِیلان کو فرانس کا حلیف بنا دیا اور چارلس VIII اور فرانسیسی فوج کو شمال مغربی اِٹلی سے بلا رکاوٹ گذرنے کی اجازت دے دی تاکہ چارلس بادشاہ نیپلز کے تخت پر اپنے حقوق جتا سکے۔

چنانچہ فرانسیسی آ گئے۔ لوڈوویکو نے چارلس کو خوش آمدید کہا اور نیپلز کے خلاف فوجی مہم کی کامیابی کی دعا دی۔ فرانسیسی ابھی راستے میں ہی تھے کہ گیان گلیازو سفورتسا بیماریوں کا شکار ہو کر چل بسا۔ لوڈوویکو پر اسے زہر دینے کا غلط الزام عائد کیا گیا' لیکن ڈیوک کے خطاب کے لیے اس کی سرتوڑ کوششوں نے اس افواہ کو کچھ معتبر بنا دیا (1495ء)۔ دریں اثناء' اورلینز کے ڈیوک لوئی نے دوسری فرانسیسی فوج کے ساتھ اِٹلی پر دھاوا بولا' اور اعلان کر دیا کہ وہ مِیلان کا مالک اور جائز حقدار گیان گلیاز وسکونٹی کو بنوائے گا۔ اب لوڈوویکو نے دیکھا کہ چارلس کا استقبال کرنا ایک سنگین غلطی تھی۔ اس نے فوراً اپنی پالیسی میں تبدیلی لا کر وینس' سپین' الیگزینڈر VI اور ماکسی ملیان کے ساتھ مل کر ایک "مقدس انجمن" بنانا چاہی تاکہ فرانسیسیوں کو جزیرہ نما سے باہر نکال دے۔ چارلس انہی قدموں پر واپس لوٹا' فورنووو (Fornovo) کے مقام پر غیر

فیصلہ کن شکست کھائی (1495ء) اور اپنی گھڑ سوار فوج واپس فرانس لانے میں کامیاب ہو گیا۔ اورلینز کے لوئی نے بہتر موقعہ کا انتظار کرنے کا فیصلہ کیا۔

لوڈوویکو اپنی اذیت دہ پالیسی کی ظاہری کامیابی پر فخر سے پھولے نہیں سماتا تھا: اس نے الفونسو کو سبق سکھایا تھا' اورلینز کی تلوار کند کر دی تھی' اور انجمن کو کامیابی سے ہمکنار کیا تھا۔ اب اس کی حیثیت محفوظ لگتی تھی: اس نے اپنی سفارتکاری پر توجہ دینا کم کر دیا اور دوبارہ دربار کی مسرتوں اور عہد شباب والی مستیوں سے لطف اندوز ہونے لگا۔ بیٹر ائس دوسری مرتبہ حاملہ ہوئی تو لوڈوویکو نے اسے ازواجی فرائض سے آزاد کر کے اور لوکریزیا کریویلی کے ساتھ عشقیہ تعلق استوار کر لیا (1496ء)۔ بیٹر ائس اس کی بے وفائی پر بہت بے قرار اور دکھی ہوئی: اب وہ نغمات اور خوشی نہیں بکھیرتی تھی' بلکہ اپنے دو بیٹوں میں مگن ہو گئی۔ لوڈوویکو اپنی بیوی اور محبوبہ کے درمیان لڑکھڑاتا اور دونوں کو اپنی محبت کا یقین دلاتا رہا۔ 1497ء میں بیٹر ائس تیسری مرتبہ زچگی کے لیے گوشہ نشین ہوئی۔۔ اس نے ایک مردہ بیٹے کو جنم دیا: اور ڈیڑھ گھنٹے کی اذیت ناک دردیں سہنے کے بعد 22 برس کی عمر میں مر گئی۔

اس واقعہ کے بعد شہر اور ڈیوک کی ہر بات بدل گئی۔ ایک ہمعصر رقمطراز ہے کہ لوگوں نے "اس قدر رنج و غم ظاہر کیا کہ مِیلان کے ماضی میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی تھی۔" دربار میں سوگ کی فضاء طاری ہوئی: لوکریزیا کریویلی بے نامی کی دُھند میں چُھپ گئی: احساس ندامت اور دکھ تلے دبے ہوئے لوڈوویکو نے اپنے دن تنہائی اور عبادت میں گذارے: اور مذہب کا خیال تک بھی دل میں نہ لانے والا یہ طاقتور آدمی اب صرف ایک عنایت چاہتا تھا۔۔۔ کہ وہ مر جائے' بیٹر ائس سے دوبارہ ملے' اس سے معافی مانگے اور اس کی محبت دوبارہ حاصل کر لے۔۔ وہ دو ہفتے تک اپنے حکام' ایلچیوں یا بچوں سے نہ ملا: ہر روز تین دعاؤں میں شامل ہوتا اور روزانہ سانتا ماریا ڈیلے گریزی کے کلیساء میں اپنی بیوی کی قبر پر جاتا۔ اس نے کرسٹوفرو سے کہا کہ بیٹر ائس کا نیم دراز مجسمہ تراشے: اور خواہش کی کہ اپنی موت کے بعد بیوی کی قبر میں ہی دفن ہو۔ اس نے ہدایت دی کہ اس کا اپنا مجسمہ بھی بیٹر ائس کے مجسمے کے ساتھ رکھا جائے۔ ایسا ہی ہوا: اور کرٹوساڈی پاویا میں یہ سادہ سا مقبرہ آج بھی ہمیں یاد دلاتا ہے کہ لوڈوویکو اور

مِیلان کے ساتھ ساتھ بیٹرائس اور لیونارڈو کے لیے بھی مختصر روشن دن اب اختتام پذیر ہو گیا تھا۔

المناک انجام نے تیزی سے قدم اٹھانے شروع کیے۔ 1498ء میں اورلینز کا ڈیوک فرانس کا لوئی XII بنا' اور اس نے فوراً اپنی توجہ مِیلان حاصل کرنے پر لگا دی۔ لوڈوویکو نے حلیف بنانا چاہے مگر کوئی نہ ملا; وینس نے ترش الفاظ میں اسے چارلس VIII کو دعوت دینے کا واقعہ یاد دلایا۔ اس نے اپنی فوج کی کمان گلیازو ڈی سان سیورینو کو سونپی جو اتنا خوبصورت تھا کہ سپہ سالار بننے کی قابلیت نہیں رکھتا تھا۔ گلیازو دشمن کو دیکھ کر بھاگ کھڑا ہوا' اور فرانسیسی بلا روک ٹوک مِیلان پر چڑھ آئے۔ لوڈوویکو نے اپنے بااعتماد دوست برنارڈینو دا کورٹے کو مضبوط و محفوظ کاسٹیلو کی حفاظت کرنے پر متعین کیا' اور ماکسی ملیان سے مدد حاصل کر لینے تک مزاحمت جاری رکھنے کا کہا۔ تب لوڈوویکو بھیس بدل کر سینکڑوں خطرات میں سے گذرتا ہوا Innsbruck اور ماکسی ملیان کی جانب روانہ ہوا (2 ستمبر' 1499ء)۔ لوڈوویکو سے خائف ایک مِیلانی سپہ سالار گیان Trivulzio جب فرانسیسیوں کو لے کر مِیلان میں آیا تو برنارڈینو نے قلعہ اور خزانے بلامزاحمت پیش کر دیئے اور ڈیڑھ لاکھ ڈیوکٹ (18 لاکھ 75 ہزار ڈالر) رشوت لی۔ لوڈوویکو نے دکھ کے ساتھ کہا: "یہودا اسکاریئس کے بعد یہ سب سے بڑی غداری تھی"[46] اور سارے اِٹلی نے لوڈوویکو سے اتفاق کیا

لوئی نے Trivulzio کو مفتوحین سے خراج وصول کرنے کی اجازت دی; سپہ سالار نے بھاری ٹیکس عائد کیے' فرانسیسی فوجیوں نے نہایت غیرمہذب طرز عمل اپنایا; لوگ لوڈوویکو کی واپسی کی دعائیں مانگنے لگے۔ وہ سوئس' جرمن اور اطالوی کرائے کے سپاہیوں کی چھوٹی سی فوج لے کر آیا; فرانسیسی فوج کاسٹیلو میں چلی گئی' اور لوڈوویکو فتح کا جھنڈا لہراتا ہوا مِیلان میں داخل ہوا (5 فروری 1500ء)۔ اس مختصر قیام کے دوران اس کے سامنے ایک ممتاز فرانسیسی قیدی Chevalier Bayard لایا گیا جو اپنی شجاعت اور رحمدلی کے لیے مشہور تھا; لوڈوویکو نے اسے اس کی تلوار اور گھوڑا دے کر آزاد کر دیا; اور حفاظتی دستے کے ساتھ فرانسیسی مورچوں میں بھیج دیا۔ فرانسیسیوں نے جواب میں خوش اخلاقی نہ دکھائی; کاسٹیلو میں موجود توپ خانے نے مِیلان کی گلیوں پر بمباری

کی، حتیٰ کہ لوڈوویکو نے شہریوں کو بچانے یا حوصلہ دینے کی خاطر اپنا ہیڈ کوارٹر پاویا میں منتقل کر دیا۔ اس کی دولت ختم ہونے لگی اور فوجیوں کو معاوضہ نہ دے سکا۔ انہوں نے اطالوی قصبوں کو لوٹ کر معاوضہ حاصل کرنے کی تجویز دی اور لوڈوویکو کے منع کرنے پر بیخ پا ہوئے۔ لوڈوویکو نے بیٹرائس کی بہن اِزابیلا کے شوہر گیان فرانسکو گونزاگا کو اپنی مختصر سی فوج کی قیادت دی: فرانسکو مان گیا، مگر فرانسیسیوں کے ساتھ ساز باز کر لی۔ [۹] جب فرانسیسی نووارا کے مقام پر سامنے آئے تو لوڈوویکو نے اپنی رنگ برنگی فوج لے کر جنگ کرنے کی تیاری کی: وہ پہلے ہی حملے پر واپس پلٹی اور بھاگ نکلی: سرکردہ سپاہیوں نے فرانسیسیوں کے ساتھ شرائط طے کر لیں: اور جب لوڈوویکو نے بھیس بدل کر فرار ہونے کی کوشش کی تو سوئس کرائے کے سپاہیوں نے اسے دھوکے سے دشمن کے حوالے کر دیا (10 اپریل 1500ء)۔ اس نے تقدیر کا لکھا خاموشی سے تسلیم کر لیا، اور بس اتنا ہی کہا کہ اسے پاویا کی لائبریری میں رکھی ہوئی "دی ڈیوائن کامیڈی" کی نقل فراہم کر دی جائے۔ سفید بالوں والے مگر پر غرور لوڈوویکو کو Lyons کی گلیوں میں منہ چڑاتے ہوئے ہجوم میں سے گذار کر Berry کے مقام پر Lys-Saint-Georges قلعہ میں بند کر دیا گیا۔ لوئی XII نے اسے ملنے سے انکار کر دیا، اور شکستہ قیدی کو آزاد کرنے کے لیے شہنشاہ ماکسی ملیان کی درخواستوں پر کان نہ دھرا۔ لوڈوویکو شدید بیمار ہوا تو لوئی نے اس کے پاس ذاتی طبیب Maitre Salomon بھیجا اور اس کا دل بہلانے کو مِیلان سے دو بونے بھی بلوائے۔ 1504ء میں اس نے لوڈوویکو کو Loches کی حویلی میں منتقل کر دیا اور پہلے سے کہیں زیادہ آزادی دے دی۔ 1508ء میں لوڈوویکو نے فرار ہونے کی کوشش کی: وہ بھوسے کی گاڑی میں بیٹھ کر قلعے کی حدود سے باہر نکلا اور جنگلوں میں راہ بھول بیٹھا، شکاری کتوں نے اس کا سراغ لگا لیا۔ اس کے بعد اس نے زیادہ کڑی قید کی صعوبت جھیلی۔ اسے کتابوں اور لکھنے کی چیزوں سے محروم کر کے زیرِ زمین کھوہ میں بند کر دیا گیا۔ وہاں 17 مارچ 1508ء کو، اپنے خوش و خرم دارالحکومت کی روشن زندگی سے دور، تاریک تنہائی میں لوڈوویکو نے آخری سانس لی۔ اس کی عمر 57 برس تک پہنچ سکی۔ [۱۰]

اس نے مرد، عورت اور اِٹلی کے خلاف گناہ کیا تھا، لیکن خوبصورتی سے محبت کی

اور میلان میں آرٹ و موسیقی' شاعری و علم لانے والوں کو عزت بھی دی۔ اِٹلی کا ایک عظیم تاریخ نگار گیرولاموئیرابوشی ایک صدی قبل رقمطراز ہے:

> اگر ہم اِٹلی کے تمام علاقوں سے' عظیم اعزاز اور انعامات لینے کے یقین کے ساتھ اس کے دربار میں آنے والے صاحب علم افراد کی بے پناہ تعداد پر غور کریں؛ اگر ہم یاد کریں کہ اس نے کتنے بہت سے مشہور معماروں اور مصوروں کو میلان آنے کی دعوت دی اور کتنی بہت سی پر شکوہ عمارات تعمیر کروائیں؛ اگر ہم دیکھیں کہ اس نے پاویا کی زبردست یونیورسٹی کو کیسے تعمیر کیا اور تعظیم دی' اور میلان میں ہر قسم کی سائنس کے مکاتب کھولے؛ ان سب چیزوں سے قطع نظر اگر ہم اس کی جانب سے ہر قوم کے محققین کے نام تحریر کردہ زبردست قصائد اور مکتوبات پڑھیں تو ہم اسے آج تک کا بہترین بادشاہ قرار دینے کی خواہش محسوس کرتے ہیں۔[12]

VI۔ علم و فضل

لوڈوویکو اور بیٹرائس نے اپنے اردگرد بہت سے شاعر جمع کیے' لیکن اس دربار میں ماحول اس قدر خوشگوار تھا کہ کسی شاعر میں وہ کٹھن اور مستحکم جذبہ نہ بیدار ہو سکا جو شاہکار تخلیق کیا کرتا ہے۔ آکویلا (Aquila) کا سیرافینو پستہ قد اور بدصورت تھا' مگر اس کے اپنے ہی بانسری پر گائے ہوئے نغمات بیٹرائس اور دوستوں کو بہت پسند تھے۔ بیٹرائس کے مرنے پر وہ میلان سے چلا گیا' کیونکہ کبھی اس کے قہقہوں سے گونجنے والے اور سبک قدموں سے آشنا کمرے اب کھانے کو دوڑتے تھے۔ لوڈوویکو نے ٹسکنی شعراء کامیلی اور Bellicione کو اس امید میں اپنے دربار میں بلایا کہ وہ لمبارڈی کے ان گھڑ لہجے کو تہذیب دیں گے۔ نتیجتاً ٹسکنی اور لمبارڈی شاعروں میں جنگ چھڑ گئی جس میں زہریلے سانیٹوں نے ایماندارانہ شاعری کا گلا گھونٹ دیا۔ Bellicione اس قدر جھگڑالو تھا کہ اس کے مرنے پر ایک رقیب نے اس کی قبر کے لیے ایک عبارت میں راہ گیروں کو خبردار کیا کہ وہ احتیاط سے گذریں مبادا لاش اٹھ کر انہیں دانت نہ کاٹ لے۔ چنانچہ لوڈوویکو نے ایک لمبارڈی Gasparo وسکونٹی کو درباری شاعر کا رتبہ دے

دیا۔ 1496ء میں وسکونٹی نے بیٹر ائس کو 143 سانیٹوں اور دیگر نظموں کا تحفہ دیا جنہیں باریک چمڑے پر سونے اور چاندی کے الفاظ سے لکھا گیا تھا' حاشیوں پر نفیس تصاویر بنی تھیں' اور یہ سب سانیٹ ملمع شدہ ڈبوں میں بند تھے۔ وہ ایک حقیقی شاعر تھا' لیکن زمانے نے اسے مرجھادیا۔ اسے پیترارک بہت پسند تھا' اور براماننتے کے ساتھ گرماگرم مگر دوستانہ بحث (شعروں میں) کرنے لگا کہ پیترارک اور دانتے کی نسبتی خوبیاں کیا تھیں۔ عظیم ماہر تعمیر براماننتے خود کو شاعر سمجھنا بھی پسند کرتا تھا۔ اس قسم کے شاعرانہ مقابلے نشاۃ ثانیہ کے درباروں کی رونق تھے: تقریباً ہر کوئی ان میں حصہ لیتا' اور حتیٰ کہ جرنیل بھی سانیٹ کہنے لگے۔ سفورتسا سلاطین کے دور میں بہترین نظمیں ایک باکمال درباری نکولو دا کوراجیو (Niccolo da Correggio) نے لکھیں: لوڈوویکو کی محبوبہ Cecilia Gallerani بھی شاعرہ تھی اور شاعروں' محققین' ریاست کاروں اور فلسفیوں کے ایک ممتاز دیوان خانے کی صدارت کرتی۔ اٹھارہویں صدی کے فرانس کو نمایاں بنانے والی زندگی کی تمام لطافتیں اور ثقافت لوڈوویکو کے میلان میں پھلی پھولی۔

لوڈوویکو دانشوری میں لورینتسو کی ہمسری نہیں کرتا' نہ ہی علم کی سرپرستی کرنے میں اس سے آگے ہے: وہ سینکڑوں دانشوروں کو اپنے شہر میں لایا' لیکن ان کے عالمانہ میل جول نے کوئی غیر معمولی مقامی عالم پیدا نہ کیا۔ فرانسکو فیلیفو نے سارے اٹلی میں اپنی دشنام طرازی اور علم و فضل کی گونج پیدا کی تھی۔ وہ Tolentino میں پیدا ہوا' پیڈوآ میں پڑھا' اٹھارہ سال کی عمر میں وہاں پروفیسر بنا' کچھ عرصہ وینس میں پڑھایا اور وینسی قونصلیٹ کے سیکریٹری کی حیثیت سے قسطنطنیہ جانے کا موقع ملنے پر بہت خوش ہوا (1419ء)۔ وہاں اس نے جان Chrysoloras سے یونانی زبان پڑھی' استاد کی بیٹی سے شادی کی اور بازنطینی دربار میں معمولی سے عہدے پر کئی سال تک کام کرتا رہا۔ وہ ایک ماہر ہیلی نیائی (Hellenist) بن کر وینس واپس آیا: اس نے بڑھ چڑھ کر دعویٰ کیا (جس میں کچھ صداقت بھی تھی) کہ کوئی اور اطالوی شخص کلاسیک علم و فضل اور زبانوں میں اس کی ہمسری نہیں کر سکتا: اس نے یونانی اور لاطینی زبان میں شعر لکھے' تقریریں کیں: اور وینس نے اسے یہ زبانیں اور ان کا ادب پڑھانے پر غیر معمولی معاوضہ دیا: تقریباً 12,500 ڈالر سالانہ۔ اس سے بھی زیادہ معاوضے نے اسے فلورنس

کی جانب کھینچا (1429ء) جہاں وہ ایک زبردست متکلم بن گیا۔ اس نے ایک دوست سے کہا: "سارا شہر مڑ مڑ کر مجھے دیکھتا ہے..... ہر اک زبان پر میرا ہی نام ہے۔ نہ صرف شہری رہنما بلکہ اعلیٰ نسب و نام کی حامل عورتیں بھی میرے لیے راستہ چھوڑ دیتی ہیں۔ وہ سب مجھے اتنی عزت دیتے ہیں کہ میں ان کی اس عقیدت پر شرمسار ہوتا ہوں۔ ہر روز مجھے 400 افراد سنتے ہیں' زیادہ تر بوڑھے اور بلند رتبہ سینیٹر بھی۔ ۲۲ھ" یہ سب کچھ جلد ہی ختم ہوگیا' کیونکہ فیلیفو بہت جھگڑالو تھا اور انہی آدمیوں--- نکولوڈی نکولی' Ambrogio Traversari' اور دیگر--- سے لڑ بیٹھا جنھوں نے اسے فلورنس آنے کی دعوت دی تھی۔ جب کوسیموڈی میڈیچی کو پلازو ویکیو میں قید کیا گیا تو فیلیفو نے حکومت کو اسے قتل کرنے کا کہا; کوسیمو کی فتح پر فیلیفو بھاگ گیا۔ چھ سال تک اس نے سینا اور بولونیا میں پڑھایا; آخرکار (1440ء) فیلیپو ماریا وِسکونٹی نے اسے 750 فلورنز سالانہ معاوضہ پر میلان بلایا۔ فیلیفو نے اپنی باقی زندگی وہیں گذاری۔

وہ زبردست توانائی کا مالک تھا۔ وہ کلاسیکس یا دانتے یا پیٹرارک کے بارے میں یونانی' لاطینی یا اطالوی زبان میں روزانہ چار گھنٹے لیکچر دیتا; اس نے سرکاری تقاریب یا نجی محفلوں میں خطبے دیئے; اس نے فرانسسکو سفورتسا پر ایک لاطینی رزمیہ' مزاحیہ شاعری کے دس "*Decades*"' غنائی نظموں کی دس "*books*" اور یونانی شاعری کی 2400 سطور۔ اس نے دس ہزار سطریں "*De seriis et iocis*" (1465ء) مرتب کیں جو کبھی شائع نہیں ہوئیں اور اکثر ناقابل اشاعت ہیں۔ اس نے دو بیویوں کو دفن کیا' تیسری سے شادی کی اور اپنی بیوفائیوں کی ناجائز پیداواروں کے علاوہ 24 بچوں کا باپ بنا۔ ان مصروفیات کے دوران اس نے شعراء سیاستدانوں اور انسانیت پسندوں کے ساتھ زبردستی ادبی جنگیں کرنے کی فرصت نکالی۔ وہ اپنی خاصی تنخواہ اور گاہے بگاہے ملتے رہنے والے اضافی معاوضوں کے باوجود کسمپرسی کا شکار رہا' اور کلاسیکی شعروں میں اپنے سرپرستوں سے رقم' کھانا' کپڑے' گھوڑے اور دیگر اشیاء مانگیں۔ اس نے دیگر افراد کے ساتھ ساتھ پوجیو کو بھی اپنا ہدف بنانے کی غلطی کی اور اس کی بدزبانی کا نشانہ بنا۔

بہرحال اس کے علم و فضل نے اسے اپنے دور کا سب سے زیادہ مطلوب دانشور بنا

دیا۔ 1453ء میں پوپ نکولس V نے ویٹیکن میں اسے خوش آمدید کہتے وقت 500 ڈیوکٹ (12,500 ڈالر) کا پرس دیا؛ نیپلز میں الفونسو اول نے اسے ملک الشعراء اور نائٹ کا خطاب دیا؛ فیرارا میں ڈیوک بورسو' میتوآ میں Marchese Lodovico Gonzaga اور رمینی میں ڈکٹیٹر Sigismondo Malatesta اس کا میزبان تھا۔ فرانسکو سفورتسا کی موت اور پھر سماجی انتشار نے میلان میں اس کی حیثیت غیر محفوظ بنا دی تو وہ کسی مشکل کے بغیر روم کی یونیورسٹی میں عہدہ سنبھالنے چلا گیا۔ لیکن پاپائی خزانچی نے معاوضہ ادا کرنے میں تاخیر کی اور فیلیفو واپس میلان چلا آیا۔ بایں ہمہ' وہ اپنے آخری دن لورینتسو ڈی میڈیچی کی قربت میں گذارنا چاہتا تھا' تاکہ اسی شخص کے پوتے کے اردگرد موجود لوگوں میں شریک ہو سکے جسے حکومت کا مستحق قرار دے چکا تھا۔ لورینتسو نے اسے معاف کر دیا' اور فلورنس میں یونانی ادب پڑھانے کا عہدہ پیش کیا۔ فیلیفو اتنا غریب تھا کہ حکومت میلان نے اسے سفر کے لیے پیسے ادھار دیئے۔ وہ فلورنس تک پہنچ تو گیا مگر دو ہفتے بعد ہی پیچش کے مرض میں مبتلا ہو کر مر گیا۔ اس کی عمر 83 برس تھی۔ اس کا کیریئر بھی ان سو بھر دیگر افراد کی طرح تھا جنہوں نے اطالوی نشاۃ ثانیہ کا یہ بے مثال وصف ہم پر واضح کیا کہ تحقیق و دانشوری ایک شوق اور ادب ایک جنگ بن سکتا ہے۔

VII۔ آرٹ

نظریۂ آمریت اطالوی آرٹ کا تحفہ تھا۔ ماہرین تعمیر' مجسمہ سازوں اور مصوروں کو ڈھونڈ کر اپنے اپنے دارالحکومت کو زینت بخشنے اور یادگار بنانے کے لیے درجن بھر حکمرانوں میں آپس میں مقابلہ کیا؛ اور اس مقابلہ بازی میں اتنی بڑی رقوم خرچ کیں جو جمہوریت شاذ و نادر ہی خرچ کرتی ہے۔ نتیجتاً نشاۃ ثانیہ کے اٹلی میں شاہی وقار اور اشراقی ذوق کا حامل آرٹ پیدا ہوا' مگر اس کی وضع اور موضوع میں غیرمذہبی حکمرانوں یا کلیسیائی قوتوں کی ضروریات کے مطابق تبدیلیاں پیدا ہوتی رہیں۔ اعلیٰ ترین آرٹ وہ ہے جس نے بے شمار لوگوں کی محنت اور شراکت کے نتیجہ میں ان کے لیے ایک مشترکہ تحفہ اور شان تخلیق کی؛ یہ آرٹ کلاسیکی یونان اور روم کے گوتھک کیتھیڈرل اور

معبد تھے۔

ہر نقاد نے میلان کے کیتھیڈرل (*duomo*) کو گڈمڈ عمارتی خدوخال والی بے پناہ تزئین و آرائش کا ڈھیر قرار دے کر مسترد کیا؛ لیکن میلان کے لوگ پانچ سو سال سے یہاں جمع ہوتے تھے' اور حتیٰ کہ اس متشکک دور میں بھی اسے اپنی مشترکہ نخوت اور کارنامہ سمجھ کر عزت دیتے تھے۔ گیان گلیازو وسکونٹی نے 1386ء میں اس کا آغاز کیا' اور اسے اپنے خوابوں میں موجود متحدہ اٹلی کے دارالحکومت کے لیے موزوں رقبے پر پھیلایا۔ 40,000 افراد کو وہاں جمع ہو کر خدا کی عبادت اور گیان کی تعریف کرنا تھی۔ روایت کے مطابق ان دنوں میلان کی عورتیں وضع حمل کے دوران پراسرار بیماری کا شکار ہو جاتی تھیں' اور متعدد بچے شیرخواری میں ہی مر جاتے؛ گیان خود بھی اپنے تین نومولود بیٹوں کی تکلیف دہ پیدائش اور فوری موت پر افسردہ تھا؛ اور اس نے عظیم عبادت گاہ کو "مریم زچگی کی حالت میں" (*Mariae nascenti*) سے منسوب کیا۔ گیان نے دعا کی کہ اس کے گھر ایک بیٹا جنم لے اور میلان کی مائیں بہت سے وارثوں کو جنم دیں۔ اس نے اٹلی کے علاوہ فرانس اور جرمنی سے بھی ماہرین تعمیرات کو بلوایا؛ شمال والوں نے گوتھک طرز تعمیر پر زور دیا' اور اطالویوں نے زبردست تزئین اور آرائش پر؛ مشاورتی اجلاسوں کے جھگڑوں اور دو صدیوں کی تاخیر کے دوران انداز (سٹائل) اور صورت (فارم) کی ہم آہنگی ماند پڑ گئی؛ اس عمل میں دنیا کا مزاج اور ذوق بدل گیا؛ اور ڈھانچے کی تعمیر مکمل کرنے والے اس کا آغاز کرنے والوں جیسے احساس سے عاری تھے۔ جب گیان گلیازو فوت ہوا (1402ء تو صرف دیواریں تعمیر ہوئی تھیں؛ تب سرمائے کی کمی نے مزید کوئی کام نہ ہونے دیا۔ لوڈوویکو نے گنبد بنوانے کے لیے برا مانتے' لیونارڈو اور دیگر کو بلوایا تاکہ میناروں کی بے رونقی کو شاندار اتحاد دیا جا سکے؛ ان کے خیالات مسترد ہوئے؛ آخر کار (1490ء) جووانی انٹونیو اماڈیو کو کرتوساڈی پاویا کی مشقتوں سے نکال کر کیتھیڈرل کا مکمل منصوبہ سونپ دیا گیا۔ وہ اور اس کے تمام معاونین ماہرین تعمیرات کی بجائے سنگ تراش تھے؛ وہ کسی بھی سطح کو غیر منقش یا تزئین و آرائش سے محروم دیکھنا برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ انٹونیو نے اپنی زندگی کے آخری تیس برس اسی منصوبے میں صرف کیے (1522ء-1490ء)؛ تاہم گنبد کہیں 1759ء میں

آ کر مکمل ہوا: اور 1616ء میں شروع ہونے والا ماتھا اس وقت تک مکمل نہ ہوا تھا جب نپولین نے اسے سامراجی حکم کے تحت انجام تک پہنچایا (1809ء)۔

لوڈوویکو کے دور میں یہ دنیا کا دوسرا سب سے بڑا کلیساء تھا۔ اس کا تعمیری رقبہ ایک لاکھ بیس ہزار مربع فٹ تھا۔ آج یہ سائز کے معقول وقار میں سینٹ پیٹرز کے کلیساء اور Seville کے کیتھیڈرل سے پیچھے ہے: لیکن پھر بھی یہ اپنی لمبائی اور چوڑائی (486 اور 289 فٹ)' اپنے فرش سے لے کر گنبد کی چوٹی پر "کنواری" کے سر تک 354 فٹ کی بلندی' اپنی شان و شوکت میں کمی کرنے والے 135 میناروں اور ستونوں' دیواروں اور چھت پر ہجوم کی صورت میں موجود 2300 شبیہوں پر فخرمند ہے یہ سارا کا سارا--- حتیٰ کہ چھت بھی--- درجنوں کشتیوں پر اٹلی تک لائے گئے سنگ مرمر سے بنایا گیا۔ ماتھا اپنی چوڑائی کی مناسبت سے بہت نیچا ہے' مگر پھر بھی شاندار گنبد کو چھپا دیتا ہے۔ زمین سے اوپر اٹھتے ہوئے ان کلسوں کی بھول بھلیاں دیکھنے کے لیے آپ کو فضا میں معلق ہونا پڑے گا: یا پھر آپ حجم کا شکوہ محسوس کرنے کی خاطر بڑے بڑے مقبروں کے گرد' پشتوں کے درمیان میں بار بار گھومتے رہیں گے: ایک اور صورت یہ ہے کہ شہر کی تنگ اور پرہجوم گلیوں بازاروں میں سے ہو کر آئیں اور ایک دم *Piazza de duomo* کے وسیع کھلے احاطے میں پہنچ کر ماتھے اور اہرام نما مینار کی بھرپور شان ملاحظہ کریں۔ یہ بھی ممکن ہیں کہ آپ کسی چھٹی کے دن ہجوم کے ساتھ دروازوں میں سے گذریں' اور ان ستونوں راسوں' محرابوں' گنبدوں' مجسموں' قربان گاہوں اور رنگ دار چوکھٹوں کے بے لفظ پیغام سنیں--- عقیدے' امید اور تعظیم کی پراسراریت کا پیغام۔

جس طرح کیتھیڈرل گیان گلیازو وسکونٹی کی یادگار اور کرتوساڈی پاویا لوڈوویکو اور بیٹرائس کا مقبرہ ہے' اسی طرح "عظیم ہسپتال" *(Ospedale Maggiore)* فرانسکو سفورتسا کی سادہ اور شاہانہ یادگار ہے۔ سفورتسا نے اسے "عظیم اور باوقار شہر کی ڈیوکی قلمرو کے شایان شان انداز" میں ڈیزائن کرنے کی خاطر فلورنس سے Antonio Averulino (1456ء) المشہور Filarete کو بلوایا۔ جس نے لمبارڈی ردمنی انداز منتخب کیا۔ اندرونی احاطے کے ممکنہ معمار براماننتے نے اس کے سامنے گول

محرابوں کی دوہری قطار بنائی' ہر قطار کے گرد ایک خوبصورت کارنس (Cornice) تھا۔ دوسری عالمی جنگ میں کھنڈر بن جانے سے پہلے تک یہ "عظیم ہسپتال" میلان کی مرکزی رفعتوں میں سے ایک تھا۔

لوڈوویکو اور اس کے دربار کی نظر میں میلان کا بہترین آرٹسٹ لیونارڈو نہیں بلکہ براماننے تھا' کیونکہ اس کے عہد تک لیونارڈو نے اپنی بہت کم صلاحیتوں کا اظہار کیا تھا۔ اُربینو کے نزدیک قلعہ Durante کے مقام پر پیدا ہونے والے ڈوناٹوڈی آگنولو نے اپنا کیریئر بطور مصور شروع کیا اور براماننے کے نام سے مشہور ہو گیا جس کا مطلب ہے "ناقابل تسکین خواہشات میں مصروف۔" وہ مانتینیا کے ساتھ مطالعہ کرنے میتوآ گیا؛ اوسط درجہ کی دیواری تصاویر بنانے کا ہنر سیکھا اور ریاضی دان Luca Pacioli کا شاندار پورٹریٹ بنایا۔ شاید میتوآ میں ہی اس کی ملاقات لیون باتستا البرٹی سے ہوئی جو سانت آندریا کلیساء ڈیزائن کر رہا تھا؛ بہرصورت منظر Perspective میں بار بار تجربات کرکے وہ مصوری سے فن تعمیر تک آیا۔ 1472ء میں وہ میلان میں تھا۔ وہاں اس نے کیتھیڈرل میں پرعزم آدمی جیسی تندہی کے ساتھ مطالعہ کیا۔ 1476ء میں اسے چھوٹے سے سان Satiro کا سانتا ماریا کلیساء ڈیزائن کرنے کے ذریعہ خود کو منوانے کا موقع ملا۔ اس اوسط درجے کے شاہکار میں اس نے اپنا مخصوص طرز تعمیر ظاہر کیا---- نیم قوسی جھروکے اور سیکرسٹیز' ہشت پہلو گمٹ (Cupola) اور گول گنبد' جن سب کے اوپر خوبصورت کارنسوں کی کلغی تھی۔ ایک جھروکے کی جگہ کم پڑنے پر براماننے نے الٹر کے پیچھے والی دیوار پر جھروکے کی تصویر بنا دی جسے دیکھ کر اصلی جھروکے کا گمان ہوتا ہے۔ اس نے سانتا ماریا ڈیلے گریزی کے کلیساء میں ایک جھروکے' ایک گمٹ اور غلام گردشوں کا اضافہ کیا---- یہ سب بھی دوسری عالمی جنگ کی نذر ہو گئے۔ لوڈوویکو کی معزولی کے بعد براماننے جنوب کی طرف گیا' اور روم کو ادھیڑ کر دوبارہ بنانے کی تیاری کی۔

لوڈوویکو کے دربار میں موجود سنگتراش ڈوناٹیلو اور مائیکل اینجلو جیسے دیوتو نہیں تھے لیکن انہوں نے کرٹوسا کیتھیڈرل اور محلات کے لیے تقریباً ایک سو خوبصورت پیکر تراشے۔ جب تک لوڈوویکو اور بیٹرائس کا مقبرہ باقی ہے اتنی دیر تک کبڑے کرسٹو فرو

سولاری کی یاد باقی رہے گی۔ گیان کرسٹوفرو رومانو نے اپنے شائستہ انداز اور خوبصورت گیتوں کے ذریعہ سب کا دل جیت لیا؛ وہ کرٹوسا کا ایک نمایاں سنگتراش تھا' لیکن بیٹرائس کی موت کے میتو آ چلا گیا جو اسے ایک سال سے بلا رہا تھا۔ وہاں اس نے اِزابیلا کی مطالعہ گاہ Paradiso کے لیے ایک خوبصورت دروازہ تراشا' اور نشاۃ ثانیہ کے ایک بہترین تمغہ پر اس کی شبیہہ نقش کی۔ تب وہ ڈچس ایلزبیتا گونزاگا کے لیے کام کرنے اُربینو گیا' اور کاستیلونے کے "Courtier" میں ایک سرکردہ شخصیت بنا۔ مِیلان کا عظیم ترین تمغہ تراش کرسٹوفرو فوپا (المشہور کاراڈوسو) نے بیٹرائس کے پہننے کے لیے چمکدار نگینے تراشے اور چیلینی کی رقابت کا نشانہ بنا۔

لیونارڈو کی آمد سے پہلے مِیلان میں اچھے مصور موجود تھے۔ Vincenzo Foppa بریشیا میں پیدا ہوا' پیڈوآ میں نکھرا اور زیادہ تر مِیلان میں کام کرتا رہا؛ سانت Eustorgio میں اس کی دیواری تصاویر اپنے عہد میں مشہور تھیں اور اس کی بنائی ہوئی "سینٹ سباسٹیئن کی شہادت" آج بھی کاستیلو کی دیوار کو زینت بخش رہی ہے۔ اس کی پیروکار آمبروجو بولونیون نے ہمارے لیے زیادہ خوشگوار ترکہ چھوڑا؛ مِیلان تورین اور برلن کی بریرا اور امبروسیانا گیلریوں میں میڈونائیں پرجوش تقدس کی پاکیزہ روایت پیش کرتی ہیں؛ کمسن گیان گلیازو سفورتسا کا فرحت بخش پورٹریٹ (لندن میں)؛ اور Lodi کے مقام پر Incoronata کلیساء میں ایک "بشارت مسیح" جو اس مشکل موضوع کو نہایت کامیابی سے پیش کرتی ہے۔ جب لیونارڈو آیا تو آمبروجو ڈی پریدیس لوڈوویکو کا درباری مصور تھا۔ لگتا ہے کہ لیونارڈو کی "پہاڑوں کی کنواری" میں اس نے بھی کچھ حصہ ڈالا؛ لندن نیشنل گیلری میں موجود سحرانگیز موسیقار فرشتے اسی نے مصور کیے ہوں گے؛ لیکن اس کی عمدہ ترین باقیات اس وقت امبروسیانا میں موجود ہیں: ایک نامعلوم جوان اور نہایت سنجیدہ آدمی کا پورٹریٹ' اور دوسرا ایک جوان عورت کا۔ موخرالذکر پورٹریٹ کو عموماً لوڈوویکو کی ناجائز بیٹی بیانکا سے منسوب کیا جاتا ہے۔ کسی لڑکی کی معصومانہ ظاہرداری اور اپنے سادہ حسن سے پرغرور آگاہی کی متضاد خوبصورتیوں کو شاذ ونادر ہی کوئی آرٹسٹ اس قدر عمدگی سے پیش کرسکا ہے۔

مِیلان کے ماتحت شہروں نے اپنے قابل لوگوں کی دارالحکومت کی جانب رغبت

سے نقصان اٹھایا' لیکن ان میں سے متعدد آرٹ کی تاریخ میں جگہ بنانے کے قابل ہو گئے۔ کومو شہر اپنی وجہ شہرت بننے والی جھیل کا میلانی دروازہ ہونے پر ہی مطمئن نہ تھا: اسے اپنے *Torre del Comune*' اپنے Broletto اور سب سے بڑھ کر اپنے پر شکوہ مرمریں کیتھیڈرل پر بھی فخر تھا۔ شاندار گوتھک ماتھا سفورتسا عہد (87–1457ء) میں بنا: براماننے نے جنوب کی طرف ایک خوبصورت غلام گردش ڈیزائن کی اور مشرق کی طرف کرسٹوفرو سولاری نے اپنے مخصوص انداز میں دلکش جھروکا تعمیر کیا۔ مرکزی پھاٹک سے ملحق مجسموں کا ایک جوڑا اور بھی زیادہ دلچسپی کا حامل ہے: بائیں طرف بزرگ پلائنی اور دائیں طرف نوجوان پلائنی--- کومو کے قدیم شہری۔ ان مہذب پاگان پسندوں نے لوڈوویکو مُور کے نرم مزاج دنوں میں عیسائی کیتھیڈرل کے سامنے اپنی جگہ ڈھونڈی۔

برگامو کے تاج کا موتی *Cappella Calleoni* تھا۔ یہ کرائے کا دلنسی سپاہی یہاں پیدا ہوا' اپنی ہڈیاں دفنانے کے لیے گرجا خانہ بنانے اور اپنی فتوحات کو یادگار بنانے کی خاطر تراشیدہ کتبہ قبر بنانے کی خواہش کی۔ جووانی انٹونیو امادیو نے ذوق و شوق کے ساتھ گرجا خانہ اور مقبرہ ڈیزائن کیا: اور نیورمبرگ کے Sixtus Siry نے تربت کے اوپر لکڑی کا ایک شہسوار مجسمہ بنایا۔ اگر ویروکیو اس عظیم جنگجو کو کانسی میں زیادہ پرغرور نہ بناتا تو اسے اتنی وسیع شہرت نہ ملتی۔ برگامو میلان کے اتنا زیادہ قریب تھا کہ اس کے مصور بڑی آسانی سے وہاں آ گئے: البتہ ایک مصور آندریا پریویتالی وینس میں جووانی بیلینی کے ساتھ مطالعہ کرنے کے بعد برگامو لوٹ آیا (1513ء) اور یہاں کچھ زبردست تصاویر بنائیں۔

کبھی وینس اور کبھی میلان کا ماتحت بننے والے بریشیا نے ان دونوں اثرات کے درمیان توازن قائم رکھا اور آرٹ میں ایک اپنا مکتبہ بنایا۔ Vincenzo Foppo درجن بھر شہروں میں اپنی صلاحیت کے جوہر دکھانے کے بعد آخری سالوں میں اپنے وطن بریشیا لوٹ آیا۔ بریشیائی مکتبہ تشکیل دینے میں اس کا شاگرد Vincenzo Foppa بھی فلوریانو فیرامولو کے وقار میں شریک تھا۔ گیرولامو رومانی' جسے رومانینو بھی کہتے تھے' نے فیرامولو کے ساتھ اور بعد ازاں پیڈوآ وینس میں مطالعہ کیا: پھر بریشیا کو اپنا مرکز بنا کر وہاں تصاویر

بنائیں' اور شمالی اِٹلی کے دیگر شہروں میں دیواری تصاویر' altarpieces اور پورٹریٹس کا طویل سلسلہ تخلیق کیا۔ ہم یہاں صرف سان فرانسسکو کے کلیساء میں موجود "میڈونا اور بچہ" کا ہی ذکر کرتے ہیں جس کا عمدہ اور نفیس چوکھٹا ستیفانولا امبرتی نے بنایا۔ رومانینو کے شاگرد ایلیساندرو بون وچینو (المشہور Moretto da Brescia) نے اہل وینس کی شہوت خیز عمدگی کو پرجوش مذہبی جذبات میں ملا کر اس سلطنت کو بام عروج پر پہنچادیا۔ St.Nazaro e Celso کے کلیساء میں' جہاں ٹیشین نے ایک "بشارت مسیح" رکھی تھی' Moretto نے ایک مساوی خوبصورتی کی حامل "کنواری کی تاجپوشی" بنائی۔ اس کے فرشتے اپنے خدوخال کی نفاست میں کوراجیو کی بہترین تصویروں کا مقابلہ کرتے ہیں۔ ٹیشین کی طرح اس نے بھی جب چاہا اشتہاء انگیز وینس بنا ڈالی؛ اور اس کی "Salome" نشاۃ ثانیہ کے فن کی بھیڑ میں موجود خوبصورت ترین چہرے دکھاتی ہے۔

کریمونا نے اپنی زندگی کو ایک بارھویں صدی کے کیتھیڈرل اور اس سے ملحق Torrazo گھنٹہ گھر پر مرکوز کیا۔ کیتھیڈرل کے اندر جووانی ڈی ساچی نے اپنا شاہکار "مسیح اپنی صلیب اٹھائے ہوئے" پینٹ کیا۔ کریمونا کی تصاویر بنانے کی صلاحیت تین قابل ذکر خاندانوں کی پشتوں نے فراہم کی: *Bembi* (بونی فازیو' بینیڈیٹو' گیان فرانسکو)' بوکاچینی اور کامپی۔ بوکاشیو بوکاچینی وینس میں مطالعہ کرنے اور روم میں مائیکل اینجلو کے ساتھ مقابلے میں اپنی انگلیاں جلا لینے کے بعد واپس کریمونا آیا اور کیتھیڈرل کی دیواروں پر کنواری کی تصاویر بنا کر شہرت پائی؛ اس کے بیٹے کامیلو نے اس کمال فن کو جاری رکھا۔ اسی طرح گلیازو کامپی کا کام اس کے بیٹوں جِلیو اور انٹونیو نے اور جِلیو کا کام اس کے شاگرد برنارڈینو کامپی نے آگے بڑھایا۔ گلیازو نے کریمونا میں سانتامارگریٹا کا کلیساء ڈیزائن کیا' اور پھر اس میں پُرجلال "معبد میں نذر" بنائی۔ یوں نشاۃ ثانیہ کے اِٹلی میں تمام فنون ایک ہی ذہن میں اکٹھا ہونے پر مائل تھے۔ ان فنون نے ایسی ہرفن مولا شخصیات کے زیر سایہ نشوونما پائی کہ پیریکلیائی یونان میں بھی اس کی مثال نہیں ملتی۔

ساتواں باب

لیونارڈو دا ونچی

(1452ء ـ 1519ء)

I۔ نشوونما: (1452ـ83ء)

نشاۃ ثانیہ کی سب سے زیادہ مسحور کن شخصیت نے 15 اپریل 1452ء کو فلورنس سے تقریباً ساٹھ میل دور ونچی نامی گاؤں کے نزدیک جنم لیا۔ اس کی کسان ماں کیٹرینا نے ماں بننے کے لیے شادی کرنے کی زحمت گوارا نہ کی۔ اس کا عاشق پیئرو ڈی انٹونیو فلورنسی اٹارنی تھا۔ لیونارڈو کی پیدائش کے سال میں ہی پیئرو نے ایک ہم رتبہ عورت سے شادی کر لی۔ کیٹرینا کو ایک کاشتکار شوہر پر ہی اکتفاء کرنا پڑا؛ اس نے اپنا خوبصورت بچہ پیئرو اور اس کی بیوی کو دے دیا۔ یوں لیونارڈو نے ماں کی محبت سے عاری نیم اشرافی ماحول میں پرورش پائی۔ شاید بچپن کے اسی ماحول میں اسے اچھے ملبوسات کا شوق اور عورتوں سے گریز کا رجحان ملا۔

وہ پڑوس کے ایک سکول میں گیا' بڑے ذوق و شوق سے ریاضی' موسیقی اور ڈرائنگ پر توجہ دی' اور وہ بانسری پہ گیت چھیڑ کر اپنے باپ کو خوش کیا کرتا تھا۔ بہتر سے بہتر خاکہ بنانے کی خاطر اس نے تجسّس' تحمل اور غور کے ساتھ تمام فطرت کا مطالعہ کیا؛ اس کے ذہن میں شاندار طریقے سے متحد سائنس اور آرٹ کا ماخذ ایک ہی تھا۔۔۔ باریک بین مشاہدہ۔ تقریباً پندرہ برس کی عمر میں باپ اسے فلورنس میں ویروکیو کے

سٹوڈیو میں لے گیا اور بہ اصرار شاگرد بنوایا۔ ساری پڑھی لکھی دنیا وازاری کی بتائی ہوئی یہ کہانی جانتی ہے کہ کیسے لیونارڈو نے ویروکیو کی "عیسیٰ کا بپتسمہ" کے بائیں طرف ایک فرشتہ پینٹ کیا' اور کس طرح استاد نے اس خوبصورت تصویر کو دیکھ کر مصوری چھوڑ دی اور سنگ تراشی کا کام شروع کیا۔ یہ غالباً بعد میں تراشا گیا قصہ ہے؛ ویروکیو نے "بپتسمہ" کے بعد بھی بہت سی تصاویر بنائیں۔ شاید انہی ابتدائی ایام میں لیونارڈو نے لوورے والی "بشارت مسیح" بنائی جس کا فرشتہ بے ڈھنگا اور خادمہ گھبرائی ہوئی ہے۔ وہ ویروکیو سے نفاست بمشکل ہی سیکھ سکا ہوگا۔

اس دوران پیئرو نے ترقی پائی' بہت سی جائیدادیں خریدیں' اپنے خاندان کو فلورنس منتقل کیا (1469ء) اور یکے بعد دیگرے چار عورتوں سے شادی کی۔ دوسری بیوی لیونارڈو سے صرف 10 سال بڑی تھی۔ جب تیسری بیوی نے پیئرو کو بچے کا تحفہ دیا تو لیونارڈو اپنی گھٹن دور کرنے کے لیے ویروکیو کے پاس رہنے چلا گیا (1472ء)۔ اسی برس اسے سینٹ Luke کی کمپنی میں رکنیت ملی۔ زیادہ تر عطاروں' طبیبوں اور آرٹسٹوں پر مشتمل اس انجمن کا ہیڈکوارٹر سانتا ماریا نووا ہسپتال میں تھا۔ لیونارڈو کو وہیں پر اندرونی اور بیرونی اناٹومی کا مطالعہ کرنے کے کچھ مواقع ملے ہوں گے۔ شاید انہی برسوں میں اس نے---- یقین سے نہیں کہا جا سکتا---- سینٹ جیروم کا دبلا پتلا جسم پینٹ کیا جو ویٹیکن گیلری میں رکھا ہے۔ اور غالباً یہ لیونارڈو ہی تھا جس نے تقریباً 1474ء میں کی رنگین اور ناپختہ "بشارت مسیح" (Uffizi) بنائی۔

لیونارڈو کی 24 ویں سالگرہ میں ابھی ایک ہفتہ باقی تھا کہ اسے اور تین دیگر نوجوانوں کو فلورنس کی مجلس بلدیہ کے سامنے پیش ہونے کو کہا گیا۔ ان پر ہم جنس پرستی کا الزام تھا۔ اس پیشی کے نتائج معلوم نہیں۔ 7 جون 1456ء کو فرد جرم دوبارہ عائد ہوئی؛ کمیٹی نے لیونارڈو کو مختصر قید کی سزا دی' رہا کیا اور الزام کو غیر ثابت شدہ قرار دے کر کیس خارج کر دیا۔[12] بلاشبہ وہ ہم جنس پرست تھا۔ جونہی وہ ذاتی سٹوڈیو بنانے کے قابل ہوا تو اپنے اردگرد خوبرو نوجوانوں کو جمع کر لیا؛ وہ اپنی شہر در شہر سیاحتوں کے دوران کچھ ایک کو ساتھ لے جاتا؛ اس نے اپنے مخطوطات میں کسی نہ کسی لڑکے کا ذکر "محبوب ترین" "سب سے پیارا" کہہ کر کیا۔[13] ہم نہیں جانتے کہ نوجوانوں کے ساتھ

اس کے قریبی تعلق کی نوعیت کیا تھا۔ اس کی کچھ تحریروں میں کسی بھی قسم کی جنسی ملاقات سے بیزاری کا اظہار کیا گیا۔۔ (''اور وہ سب سے دلکش چیزیں تلاش کرنے' اور اپنے غلیظ ترین اعضاء کو استعمال میں لانے کی خاطر دیوانے ہو جائیں گے.....۔[56] تولید کا عمل اور اس میں استعمال ہونے والے اعضاء اتنے ناگوار ہیں کہ اگر چہروں کی خوبصورتی' اداکاروں کی ستائش..... کا معاملہ نہ ہوتا تو فطرت نوع انسانی سے محروم ہو جاتی۔''[57]) لیونارڈو نے جائز طور پر شک کیا ہوگا کہ صرف اسے اور چند دیگر نوجوانوں کو ہی کمیٹی کے سامنے کیوں بلایا گیا جبکہ اس دور کے اٹلی میں ہم جنس پرستی کھل عام ہو رہی تھی۔ اس نے اپنی گرفتاری اور بے توقیری کے لیے فلورنس کو کبھی معاف نہ کیا۔

ظاہر ہے کہ اس نے باقی شہر کے مقابلہ میں معاملہ کو سنجیدگی سے لیا تھا۔ الزام لگنے کے ایک برس بعد اسے میڈیچی باغات میں ایک سٹوڈیو سنبھالنے کی دعوت دی گئی جو اس نے قبول کر لی؛ اور 1478ء میں خود مجلس بلدیہ نے اسے پلازو ویکیو کے سینٹ برنارڈ گرجا خانہ کے لیے ایک الٹرپیس پینٹ کرنے کو کہا۔ کسی وجہ سے اس نے یہ کام نہ کیا؛ گیرلانڈایو نے لے لیا؛ فیلیپو نے اسے پایۂ تکمیل کو پہنچایا۔ بہرحال مجلس بلدیہ نے اسے--- اور بوٹی چیلی کو--- ایک اور کام سونپا: لورینتسو اور گلیانوڈی میڈیچی کے خلاف پازی (Pazzi) سازش کے دو مجرموں کو پھانسی دینے کا منظر نقش کرنے کا کام۔ انسانی بدبختی اور تکلیف میں نیم مریضانہ دلچسپی کے حامل لیونارڈو نے اس ہولناک منظر میں کچھ کشش محسوس کی ہوگی۔

لیکن وہ تو ہر چیز میں دلچسپی رکھتا تھا۔ انسانی جسم کے تمام انداز و افعال' بوڑھے اور جوان چہرے کے تمام تاثرات' تمام اعضاء اور کھیت میں لہلہاتی گندم سے لے کر ہوا میں اڑتے پرندوں تک پودوں اور جانوروں کی تمام حرکات' تمام گھٹتے بڑھتے پہاڑ' پانی اور ہوا کے تمام بہاؤ اور جھونکے' موسم کے مزاج' فضاء میں سایوں کے نشیب و فراز اور آسمان کی وُسعتیں--- اس کے ہاں یہ سب چیزیں بے حد حیرت انگیز لگتی ہیں۔ تکرار نے اس کے تخیل کو کند نہ کیا۔ اس نے ان چیزوں کے متعلق مشاہدات سے ہزاروں صفحات بھرے اور ان کی ان گنت صورتوں کے خاکے بنائے۔ جب سان سکوپیتو کے راہبوں نے اسے اپنے گرجا خانہ میں ایک تصویر بنانے کو کہا (1481ء) تو وہ

اتنی تفصیلات میں چلا گیا کہ اصل کام بھول گیا' اور "تین داناؤں کی پرستش" ادھوری ہی رہی۔ (Magi ان تین داناؤں کو کہتے ہیں جو شیر خوار مسیح کی زیارت اور ان سے اظہار عقیدت کے لیے یروشلم آئے تھے' مترجم)۔

پھر بھی یہ اس کی بنائی ہوئی عظیم تصاویر میں سے ایک ہے جس پلان سے اس نے یہ اخذ کی وہ تناظر کے جیومیٹریکل اصولوں پر بنایا گیا تھا' یعنی ساری جگہ کو چھوٹے ہوتے ہوئے مربعوں میں تقسیم کیا گیا۔ لیونارڈو میں موجود ماہر ریاضی نے ہمیشہ آرٹسٹ سے مقابلہ --- عموماً تعاون --- کیا۔ لیکن آرٹسٹ نشوونما پا چکا تھا: کنواری ایسے انداز اور خط و خال کے حامل تھی کہ لیونارڈو کے کام میں اول تا آخر موجود رہی: "تین داناؤں" کو نہایت سمجھ بوجھ کے ساتھ بنایا گیا: اور بائیں طرف موجود "فلسفی" صحیح معنوں میں نیم متشکک تفکر کا اظہار ہے' کہ جیسے مصور جلد ہی عیسائی داستان سے عقیدت رکھتے ہوئے بھی اسے مردہ دلی کے ساتھ مسترد کرنے کو تھا۔ اور ان تصویروں کے گرد تقریباً 50 مزید تصویروں کا جمگھٹ لگا ہے' کہ جیسے ہر قسم کے مرد اور عورتیں اس ناند (کھرلی) کے پاس جلدی جلدی پہنچ کر بڑی بے قراری کے ساتھ زندگی کا مفہوم اور کچھ "نور دنیا" تلاش کر رہے تھے اور انہیں پیدائشوں کے سلسلے میں جواب مل رہا تھا۔

وقت کے تھپیڑے سہ سہ کر تقریباً مندمل ہو چکا یہ غیر مکمل شاہکار فلورنس کے مقام پر Uffizi میں ٹنگا ہے' لیکن Scopetini برادری کی قبول کردہ تصویر فیلیپو لیپی نے بنائی تھی آغاز کرنا' بھرپور انداز میں تفہیم رکھنا' خود کو باریک تفصیلات میں منہمک کر دینا: اپنے موضوع سے پرے بھی انسان' جانور' پودے اور تعمیراتی صورتوں' چٹانوں اور پہاڑوں' دریاؤں' بادلوں اور درختوں کے لامحدود تناظر کو ایک باطنی کیاروسکورو (دھوپ چھاؤں) روشنی میں دیکھنا: تصویر کی تیکنیکی تکمیل کی بجائے اس کے فلسفے کی گہرائیوں میں کھو جانا: تصاویر میں رنگ بھرنے کا کام دوسرے پر چھوڑ دینا: ذہن اور جسم کی طویل محنت کے بعد' خواب کو مجسم کرنے والے ہاتھ اور میٹریلز (سامان) کے عدم کمال سے مایوس ہو جانا: چند ایک مستثنیات کے ساتھ آخر تک لیونارڈو کا کردار اور مقدر یہی تھا۔

II۔ مِیلان میں: (99-1482ء)

1482ء میں تیس سالہ لیونارڈو کی جانب سے مِیلان کے فرمانروا لوڈوویکو کو بھیجے گئے خط میں کوئی تذبذب' وقت کی بے رحم کم مائیگی پر کوئی جھنجلاہٹ موجود نہیں' بلکہ نمو پذیر قوتوں کے مہیا کردہ لامحدود بلند عزائم ہی نظر آتے ہیں۔ وہ فلورنس کا کافی تجربہ کر چکا تھا: نئے مقامات اور چہرے دیکھنے کی خواہش اس کے خون میں مچلنے لگی۔ اس نے سن رکھا تھا کہ لوڈوویکو کو ایک عسکری انجینئر' ایک ماہر تعمیر' سنگ تراش اور ایک مصور کی ضرورت ہے: چنانچہ اس نے خود کو ان سب کی جگہ پر پیش کر دیا۔ وہ اپنے مشہور خط میں لکھتا ہے:

> عالی مرتبت آقا' خود کو آلات جنگ کا ماہر اور موجد سمجھنے والوں کے تمام ثبوت مناسب طور پر جانچ اور سمجھ لینے کے بعد' اور یہ جان کر کہ ان آلات کی ایجاد اور استعمال عام آلات سے کسی بھی طرح مختلف نہیں' میں نے کسی کے خلاف تعصب دل میں لائے بغیر عزت ماب کے ساتھ رابطہ کرنے کی جرات کی' تاکہ آپ کو اپنے خفیہ جواہر سے آگاہ کروں' اور اس کے بعد خود کو مندرجہ ذیل امور میں خدمات سرانجام دینے کے لیے آپ کے رحم و کرم پر چھوڑ دوں۔
>
> 1۔ میرے پاس بہت ہلکے' مضبوط اور آسان انداز میں پل تعمیر کرنے کے منصوبے ہیں.....
>
> 2۔ مجھے معلوم ہے کہ جب کسی جگہ کا محاصرہ کیا گیا ہو تو خندقوں کا پانی کس طرح منقطع کرنا ہے' اور سیڑھیاں و دیگر آلات..... لامحدود تعداد میں کیسے تیار کرنے ہیں.....
>
> 4۔ میرے پاس نہایت مفید اور آسانی سے منتقل کی جانے والی توپ بنانے کے منصوبے ہیں' جس کے ذریعہ چھوٹے چھوٹے پتھر اولوں کی طرح برسائے جا سکتے ہیں.....
>
> 5۔ اور اگر معاملہ سمندر کا ہو تو' میرے پاس حملے اور دفاع کے لیے

موزوں ترین متعدد انجن اور ایسے بحری جہاز بنانے کی تراکیب موجود ہیں جو بھاری سے بھاری توپوں' بارود اور دھوئیں سے بچ سکیں۔

6۔ میرے پاس کچھ ایسے طریقے بھی ہیں جن کی مدد سے کسی مخصوص جگہ پر کھوہوں اور خفیہ پیچ دار رستوں سے پہنچا جا سکتا ہے' اور زیرزمین سرنگوں یا دریا کی تہہ کے نیچے سے گذرتے ہوئے کوئی شور بھی نہ ہوگا۔

7۔ میں ایسی محفوظ اور ناقابل حملہ گاڑیاں بھی بنا سکتا ہوں جو اسلحہ لے کر دشمن کی صفوں میں داخل ہو جائیں اور مسلح سپاہیوں کے بڑے سے بڑے محاذ میں تہلکہ مچا دیں۔ اور ان کے پیچھے پیچھے مسلح فوج بڑے آرام سے آگے بڑھنے کے قابل ہوگی۔

8۔ ضرورت پڑنے پر میں نہایت خوبصورت اور مفید شکلوں کی توپ' اونچے گولے پھینکنے والا آلہ (مارٹر) اور ہلکے گولے بھی بنا سکتا ہوں جو عام استعمال ہونے والی اقسام سے قطعی مختلف ہوں گے۔

9۔ جہاں توپ کا استعمال ممکن نہ ہو' وہاں میں منجنیقیں (mangonels)' پھندے اور حیرت انگیز کارکردگی دکھانے والے دیگر غیرمعمولی طریقے مہیا کر سکتا ہوں۔ الختصر' میں صورت حالات کی نوعیت کے مطابق حملے اور دفاع کے مختلف مختلف طریقے بنا سکتا ہوں۔

10۔ امن کے دور میں' میں فن تعمیر میں' عوامی اور نجی عمارات تعمیر کر کے آپ کو کسی بھی شخص سے زیادہ مکمل حد تک مطمئن کر سکتا اور ایک جگہ سے دوسری جگہ پانی پہنچا سکتا ہوں۔

میں سنگ مرمر' کانسی یا مٹی کے مجسمے بنانے کے علاوہ مصوری بھی کر سکتا ہوں جن میں میرا کام کسی بھی شخص کے کام کا مقابلہ کر سکتا ہے۔

مزید برآں' میں کانسی کا گھوڑا بنانے کا کام بھی کر سکتا ہوں' جو

آپ کے والد اور پُر جلال سفورتسا خاندان کی نیک شگون یاد کو لافانی
رفعت اور ابدی وقار دے گا۔
اور اوپر بیان کردہ چیزوں میں سے کوئی بھی چیز کسی بھی شخص کی
نظر میں ناممکن یا ناقابل عمل ہو تو میں عزت ماب کے باغ یا جہاں
آپ چاہیں ان کی آزمائش پیش کرنے کو تیار ہوں.....

ہمیں لوڈوویکو کا جواب تو معلوم نہیں' لیکن یہ ضرور جانتے ہیں کہ لیونارڈو 1482ء یا 1483ء میں مِیلان پہنچا اور جلد ہی "the Moor" کے دل میں جگہ بنا لی۔ ایک کہانی بتاتی ہے کہ لورینتسو نے ایک سفارتکارانہ لطافت کے طور پر اسے لوڈوویکو کے پاس جاکر بانسری کی دھن سنانے کو کہا تھا؛ ایک اور کہانی کے مطابق لیونارڈو نے وہاں موسیقی کا ایک مقابلہ جیتا اور اپنی آواز کے آہنگ' سحر انگیز گفتگو اور اپنے ہی ہاتھوں سے بنائے ہوئے گھوڑے کے سر جیسے بربط[5] کی میٹھی لے کی بنیاد پر ہی اسے وہاں رکھ لیا گیا (نہ کہ اوپر بیان کردہ خدمات کی بنیاد پر)۔ لگتا ہے لوڈوویکو نے اسے اس کی بیان کردہ صلاحیتوں کی بجائے ایک ذہین نوجوان کے طور پر قبول کیا جو--- برامانتے سے کمتر ماہر تعمیر اور عسکری حکمت عملی کا ذمہ دار بنائے جانے کے لحاظ سے بہت ناتجربہ کار ہونے کے باعث--- دربار کے رقص و سرود اور شہر کے ٹھاٹ باٹ کی منصوبہ بندی' بیوی یا محبوبہ یا بیٹی کے ملبوسات سجانے' پورٹریٹس اور دیواری تصاویر پینٹ کرنے اور غالباً لمبارڈ میدان کا نظام آبپاشی بہتر بنانے کی خاطر نہریں تعمیر کرنے کے کام بھی کر سکتا تھا۔ یہ جان کر ہمیں غصہ آتا ہے کہ بے پناہ ذہنی صلاحیتوں کے مالک انسان کو لوڈوویکو کی حسین دلہن بیٹر اکس ڈی ایستے کے لیے خوبصورت کمر بند بننے' میلوں اور تہواروں کے لیے ملبوسات کے ڈیزائن سوچنے' محفلیں سجانے یا اصطبلوں کی آرائش کرنے میں ناقابل تلافی وقت صرف کرنا پڑا تھا۔ لیکن نشاۃ ثانیہ کے آرٹسٹ سے میڈونائیں بنانے کے علاوہ ان سب چیزوں کی توقع بھی کی جاتی تھی؛ براماننے کو بھی یہ شاہی خدمت سرانجام دینا پڑی تھی؛ اور ملبوسات و زیورات ڈیزائن کرنے میں حاصل ہونے والی خوشی لیونارڈو میں موجود عورت کے سوا کسے معلوم ہوگی' اور کون جانتا ہے کہ اس میں موجود باکمال شہسوار نے اصطبل کی دیواروں پر تیز رفتار گھوڑے بنانے

میں کتنا لطف اٹھایا؟ اس نے بیٹرائس کی شادی کے سلسلہ میں کاستیلو کا کمرۂ رقص سجایا' بیٹرائس کے لیے ایک خصوصی غسل خانہ بنایا' اسے موسم گرما میں راحت فراہم کرنے کی خاطر باغ میں ایک خوبصورت سا بنگلہ بنایا اور شاہی تقریبات کے لیے دیگر کمروں میں مصوری کی۔ اس نے لوڈوویکو' بیٹرائس' بچوں' لوڈوویکو کی محبوباؤں سیلیا اور لوکریزیا کے پورٹریٹس بنائے: یہ فن پارے کھو چکے ہیں' بس لوورے کی La Belle Ferronie re لوکریزیا ہے۔ وازاری اس خاندان کے پورٹریٹس کو "زبردست" بیان کرتا ہے' اور لوکریزیا کی تصویر نے ایک شاعر کو اتنا متاثر کیا کہ اس نے خاتون کے حسن اور آرٹسٹ کی ہنرمندی پر پرشوق قصیدہ لکھا۔[۵۶]

شاید سیلیا لیونارڈو کی "پہاڑوں کی کنواری" کے لیے ماڈل تھی۔ یہ پینٹنگ سان فرانسکو کلیساء کے لیے ایک الٹرپیس کے مرکزی حصے کے طور پر "Confraternity of the Conception" نے بنوائی تھی (1483ء)۔ اصل تصویر بعدازاں فرانس اول نے خرید لی اور لوورے میں پڑی ہے۔ اس کے سامنے کھڑے ہو کر ہم ایک شفیق مادرانہ چہرہ دیکھتے ہیں جو لیونارڈو نے بعد کے فن پاروں میں بھی درجن بھر مرتبہ استعمال کیا: ایک فرشتہ ویروکیو کی "عیسیٰ کا بپتسمہ" والے فرشتے کی یاد دلاتا ہے; دو شیرخوار بچے خوشنما انداز میں بنائے گئے ہیں; اور پس منظر میں نوکدار' بلند چٹانیں ہیں..... مریم کے لیے ایسا مسکن لیونارڈو ہی تصور کر سکتا ہے۔ وقت نے رنگوں کو تاریک کر دیا' لیکن ممکن ہے کہ آرٹسٹ نے خود بھی اندھیرے کا تاثر دینا چاہا اور اپنی تصاویر کو ایک دھند آلود فضا میں لپیٹ دیا جسے اِٹلی "دھواں زدہ" (Sfumato) کہتا ہے۔ یہ لیونارڈو کی عظیم ترین تصاویر میں سے ایک ہے اور "آخری ضیافت" "مونالیزا" اور "کنواری' بچہ اور سینٹ اینے" کو ہی اس پر سبقت حاصل ہے۔

"آخری ضیافت" اور "مونالیزا" دنیا کی مشہور ترین تصاویر ہیں۔ ساعت بہ ساعت' دن بدن' سال برسال زائرین اس کمرۂ طعام میں داخل ہوتے ہیں جہاں لیونارڈو کا یہ اعلیٰ ترین فن پارہ پڑا ہے۔ لوڈوویکو کے پسندیدہ کلیساء سانتا ماریا ڈیلے گریزی سے منسوب ڈومینیکی راہب اس سادہ سی مستطیل عمارت میں کھانا کھایا کرتے تھے۔ لیونارڈو کی میلان آمد کے فوراً بعد ہی لوڈوویکو نے اسے کمرۂ طعام کی سب سے

دور والی دیوار پر آخری ضیافت کا منظر بنانے کو کہا تھا۔ لیونارڈو تین سال تک (8-1495ء) وقفوں وقفوں سے کام کرتا رہا' جبکہ ڈیوک اور راہب بے حساب تاخیر پر اسے کوستے رہے۔ (اگر ہم وازاری پر یقین کر لیں تو) پرائر نے لوڈوویکو سے لیونارڈو کی کاہلی کے متعلق شکایت کی۔ اسے حیرت تھی کہ لیونارڈو کئی کئی گھنٹے دیوار کے سامنے بیٹھا رہتا ہے اور برش کا ایک سٹروک بھی نہیں لگاتا۔ لیونارڈو کو ڈیوک کے آگے یہ وضاحت پیش کرنے میں کوئی مشکل نہ ہوئی کہ ایک آرٹسٹ کا سب سے اہم کام عمل درآمد کی بجائے تصور میں مضمر ہے' اور (جیسا کہ وازاری نے بتایا) "جینیس لوگ جب بہت کم کام کریں تو بہت زیادہ کام کرتے ہیں۔" لیونارڈو نے لوڈوویکو سے کہا کہ اس معاملے میں دو اہم مشکلات تھیں---- خدا کے بیٹے کے شایان شان خدوخال کا ادراک اور Judas جیسے بے حس آدمی کی تصویر کشی کرنا؛ غالباً اس نے عیارانہ انداز میں تجویز دی کہ وہ عیسیٰ سے دغا کرنے والے اسکاریوت کے لیے پرائر کا دیکھا بھالا چہرہ بطور ماڈل استعمال کرے۔ (یہ کہانی من گھڑت ہونا ممکن ہے۔ ہمارے پاس اس بارے میں صرف وازاری کی شہادت موجود ہے۔ اس کے علاوہ صرف ایک اور روایت ہی اس کی گواہ ہے جو "آخری ضیافت" میں زندہ آدمیوں کی شباہتیں موجود ہونے کے متعلق بتاتی ہے۔) [۵۷] لیونارڈو نے سارے میلان میں ایسے چہرے تلاش کیے جو حواریوں کی تصویر کشی میں کام آ سکیں؛ تقریباً ایک سو چہروں کو اچھی طرح جانچ کر اس نے وہ خدوخال منتخب کیے جو اس کے فن میں موجود جدا جدا شکلوں کی صورت گری میں کام آئے۔ کبھی کبھی وہ بھاگم بھاگ کمرۂ طعام میں آتا اور تصویر میں ایک دو سٹروکس کا اضافہ کر کے واپس چلا جاتا۔ [۵۸]

موضوع بہت شاندار تھا' لیکن مصور کے نقطۂ نظر سے اس میں بہت سی مشکلات درپیش تھیں۔ منظر کو مردانہ جسموں اور سادہ سے کمرے میں عام سی میز تک ہی محدود رکھنا تھا؛ بس ایک مدھم ترین زمینی منظر یا دور کا نظارہ ہی پیش کیا جا سکتا تھا؛ عورتوں کی خوبصورتی کے ذریعہ مردوں کی طاقت کو زینت بخشنے کی سہولت میسر نہ تھی؛ پیکروں کو حرکت دینے اور زندگی کا احساس منتقل کرنے کے لیے کوئی تیز سرگرمی دکھانا ممکن نہ تھا۔ لیونارڈو نے عیسیٰ کے عقب میں موجود تین کھڑکیوں میں زمینی منظر کی ایک جھلک

دکھائی۔ حرکت کے متبادل کے طور پر اجتماع کی تصویر کشی اس موقع پر کی جب مسیح نے پیشگوئی کی تھی کہ ایک حواری اسے دغا دے گا' اور ہر حواری خوف یا دہشت یا تحیر کے عالم میں پوچھ رہا ہے: "کیا وہ میں ہوں؟" عشائے ربانی کی رسم کا انتخاب کیا جا سکتا تھا' لیکن ایسا کرنے سے تمام تیرہ چہرے بے حرکت اور یکساں ہو جاتے۔ اس کے برعکس یہاں تیز جسمانی حرکت سے زیادہ کچھ موجود ہے: اس میں روح کی تلاش اور انکشاف پایا جاتا ہے: دوبارہ کبھی کسی آرٹسٹ نے صرف ایک تصویر میں اتنی زیادہ روحیں (Souls) پیش نہیں کیں۔ لیونارڈو نے حواریوں کے بے شمار ابتدائی خاکے بنائے: ان میں سے کچھ ایک---- جیمز اکبر' فلپ یوداس---- اس قدر نفیس اور پر اثر ہیں کہ صرف ریمبرانٹ (Rembrandt) اور مائیکل اینجلو ہی ان کا مقابلہ کر پائے۔ مسیح کے خدوخال تصور کرنے کی کوشش میں لیونارڈو کو معلوم ہوا کہ حواریوں نے اس کا جوش ختم کر دیا تھا۔ لوماتسو (Lomazzo) نے 1557ء میں لکھا کہ لیونارڈو کے پرانے دوست Zenale نے اسے مشورہ دیا کہ عیسیٰ کا چہرہ نامکمل ہی چھوڑ دے اور کہا: "سچی بات تو یہ ہے کہ James Greater یا James the Less کے چہروں سے زیادہ خوبصورت اور شفیق چہرے تصور کرنا ناممکن ہے۔ اپنی بدقسمتی کو تسلیم کر کے عیسیٰ کو نامکمل ہی چھوڑ دو: ورنہ وہ حواریوں کے مقابلہ میں ان کا نجات دہندہ یا آقا نہیں لگے گا۔"[9] لیونارڈو نے مشورہ مان لیا۔ اس نے یا ایک شاگرد نے عیسیٰ کے چہرے کا ایک مشہور خاکہ (جو اس وقت بریرا گیلری میں ہے) بنایا' لیکن اس میں گیتسمانی (Gathsemane) کے مقام پر پُرسکون انداز میں حلول کر جانے والے ہیروئی عزم کی بجائے ایک زنانہ افسردگی اور اطاعت دکھائی گئی ہے۔ شاید لیونارڈو میں اس پُرتعظیم تقدس کا فقدان تھا جو اس کی حساسیت' فکر کی گہرائی اور ہنرمندی کے ساتھ مل کر تصویر کو کمالیت کے بہت قریب لا سکتا تھا۔

لیونارڈو ایک آرٹسٹ ہونے کے ساتھ ساتھ مفکر بھی تھا' لہٰذا اس نے دیواری مصوری کو سوچ کا دشمن سمجھ کر چھوڑ دیا: گیلے اور تازے لیپے گئے پلستر پر یہ مصوری سطح خشک ہونے سے پہلے پہلے فوراً کرنا ہوتی تھی۔ لیونارڈو نے خشک دیوار پر ٹمپرا کے ساتھ مصوری کو ترجیح دی---- اس طریقے میں رنگوں کو انڈے کی زردی یا

تیل اور انڈے کو ملا دیتے ہیں--- یوں اسے سوچنے اور تجربہ کرنے کا کافی وقت مل جاتا۔ لیکن یہ رنگ سطح پر مضبوطی سے چپکے نہیں رہتے تھے۔ حتیٰ کہ لیونارڈو کی اپنی زندگی میں ہی---- کمرۂ طعام کی سیلن اور گاہے بگاہے ہونے والی تیز بارشوں کی وجہ سے--- پینٹ اترنا اور جھڑنا شروع ہو گیا؛ جب وازاری نے تصویر کو دیکھا (1536ء) تو اس کے نقوش مندمل ہو چکے تھے؛ جب لیونارڈو نے اسے مکمل کرنے کے 60 برس بعد دیکھا تو یہ بالکل تباہ ہو چکی تھی۔ بعد ازاں راہبوں نے حواریوں کی ٹانگوں کے درمیان سے باورچی خانے میں جانے والا دروازہ نکال کر تباہی کو مکمل کر دیا۔ آج دنیا بھر میں چھاپی گئی تصویر تباہ شدہ اصل تصویر کی بجائے لیونارڈو کے ایک شاگرد Marco d'Oggiono کی بنائی ہوئی ناقص نقل سے لی گئی۔ آج ہم صرف ترکیب اور عمومی خطوط کا مطالعہ ہی کر سکتے ہیں نہ کہ پیچیدگیوں اور لطافتوں کا۔ جب لیونارڈو نے اسے چھوڑا تو چاہے اس میں کیسے ہی نقائص موجود ہوں، لیکن کچھ لوگوں نے فوراً تسلیم کر لیا کہ یہ اس وقت تک نشاۃ ثانیہ کی عظیم ترین تصویر تھی۔

اسی دوران (1483ء) لیونارڈو نے ایک قطعی مختلف اور کہیں زیادہ مشکل کام اپنے ذمہ لے لیا تھا۔ لوڈوویکو کو بڑے عرصے سے خواہش تھی کہ اپنے باپ فرانسسکو سفورتسا کی یاد میں گھڑ سوار مجسمہ بنوائے جو پیڈوآ میں ڈوناٹیلو کے "*Gattamelata*" اور وینس میں ویروکیو کے "*Colleoni*" کا ہم پلہ ہو۔ لیونارڈو کا جوش و جذبہ جوان تھا۔ وہ گھوڑے کی اناٹومی، حرکت اور فطرت کا مطالعہ کرنے میں جت گیا اور اس کے تقریباً ایک سو خاکے کھینچے۔ جلد ہی وہ پلاسٹر ماڈل بنانے میں مصروف تھا۔ جب پیاچن تسا کے کچھ شہریوں نے اسے کہا کہ ان کے کیتھیڈرل کے لیے کانسی کے دروازے ڈیزائن کرنے اور ڈھالنے کی خاطر کسی آرٹسٹ کی منظوری دے تو اس نے جواب میں لکھا: "فلورنس کے لیونارڈو کے سوا کوئی بھی شخص ایسا موجود نہیں جو ڈیوک فرانسسکو کا کانسی کا گھوڑا ڈھالنے کا اہل ہو، اور تمہیں اس سے رجوع کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اس کے پاس زندگی بھر کا کام موجود ہے؛ اور مجھے ڈر ہے کہ وہ اس قدر بڑے کام کو کہیں ادھورا ہی نہ چھوڑ جائے۔"[51] کچھ موقعوں پر لوڈوویکو نے بھی یہی سوچ کر لیونارڈو سے کہا کہ وہ دیگر آرٹسٹوں کو بھی بلوائے اور کام

مکمل کرے (1489ء)۔ لیونارڈو کی طرح لوڈوویکو کو بھی کوئی بہتر آرٹسٹ نہ ملا۔

آخر کار (1493ء) پلاسٹر ماڈل مکمل ہوا؛ بس اسے کانسی میں ڈھالنے کا کام باقی رہ گیا۔ ماہ نومبر میں لوڈوویکو کی بھتیجی بیانکا ماریا کی شادی کے جلوس کو زینت بخشنے کی خاطر ماڈل کو ایک محراب کے نیچے بر سر عام رکھا گیا۔ لوگ اس کا سائز اور جلال دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئے؛ گھوڑا اور شہسوار 26 فٹ بلند تھے؛ شاعروں نے اس کی مدح میں نظمیں لکھیں؛ اور کسی کو بھی شبہ نہ تھا کہ ڈھالے جانے کے بعد یہ قوت اور جانداری میں ڈوناٹیلو اور ویروکیو کے شاہکاروں پر سبقت لے جائے گا۔ لیکن اسے ڈھالا نہ جا سکا۔ بدیہی طور پر لوڈوویکو اس کی خاطر 50 ٹن کانسی خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتا تھا۔ ماڈل باہر ہی پڑا رہا جبکہ لیونارڈو آرٹ اور لونڈوں، سائنس اور تجربات، میکانیات اور مخطوطات میں مصروف ہوگیا۔ جب فرانسیسیوں نے میلان پر تسلط جمایا (1499ء) تو ان کے تیر اندازوں نے پلاسٹر *Cavallo* کو نشانہ بنایا اور اس کے ٹکڑے کر ڈالے۔ 1501ء میں لوئی XII نے اسے ٹرافی کے طور پر فرانس لے جانے کی خواہش ظاہر کی۔ پھر ہمیں اس کا کہیں کوئی ذکر نہیں ملتا۔

اس ذلت آمیز ناکامی نے کچھ وقت کے لیے لیونارڈو کو بدحواس اور بے ہمت کر دیا، اور ڈیوک کے ساتھ اس کے تعلقات بھی خراب ہوئے ہوں گے۔ عام طور پر لوڈوویکو اپنے "*Apelles*" کو اچھا معاوضہ دیتا تھا؛ ایک کارڈینل یہ جان کر بہت حیران ہوا کہ لیونارڈو نے ایک سال میں بہت سے تحائف اور مراعات کے علاوہ 2000 ڈیوکٹ (25 ہزار ڈالر؟) بھی وصول کیے تھے۔ ہمارا آرٹسٹ ارستقراطی جیسی زندگی گزارتا تھا: اس کے پاس بہت سے نوآموز، ملازمین، لونڈے، گھوڑے تھے؛ وہ موسیقاروں کو کام دیتا: ریشم اور سمور، کشیدہ کاری والے دستانے اور دیدہ زیب چمڑے کے بوٹ پہنتا تھا۔ اگرچہ اس نے بے مول فن پارے تخلیق کیے، لیکن اپنے کاموں میں غفلت برتتا رہا، یا پھر درمیان میں سائنس فلسفہ اور آرٹ میں اپنی ذاتی تحقیقات و تالیفات کرنے لگتا۔ 1497ء میں لوڈوویکو نے ان تاخیرات سے تنگ آکر پیروجینو کو دعوت دی کہ وہ آکر کاستیلو میں کمرے سجانے کا کام کرے۔ پیروجینو نہ آسکا، اور لیونارڈو نے اس کام کا بیڑا اٹھایا، لیکن دونوں طرف جذبات مجروح ہو چکے تھے۔ اس

دور میں لوڈوویکو سفارتکاری اور عسکری اخراجات کے نتیجہ میں ہونے والی تنگ دستی کے باعث لیونارڈو کی تنخواہ نہ دے پایا۔ لیونارڈو تقریباً دو سال تک اپنی جیب سے اخراجات کرتا رہا' اور پھر ڈیوک کو عاجزانہ یاد دہانی کرائی (1498ء)۔ لوڈوویکو نے معذرت چاہی' اور ایک برس بعد لیونارڈو کو ذریعہ آمدنی کے طور پر ایک انگوروں کا باغ دے دیا۔ اس وقت لوڈوویکو کی سیاسی حیثیت ڈگمگانے لگی تھی: فرانسیسیوں نے مِیلان پر قبضہ کیا' لوڈوویکو بھاگ نکلا اور لیونارڈو نے خود کو غیر آرام دہ آزادی سے دوچار پایا۔

وہ میتنو آ چلا گیا (دسمبر' 1499ء) اور وہاں اِزابیلا ڈی استے کا شاندار خاکہ بنایا۔ اِزابیلا نے یہ خاکہ اپنے لوورے کی جانب سفر کے پہلے مرحلے کے طور پر شوہر کو دے دیا: اور لیونارڈو اس قسم کی فیاضی سے ناخوش ہو کر وینس چلا گیا۔ وہ وہاں کے پُرغرور حسن پر حیران ہوا' لیکن اس کے بھرپور رنگوں اور گوتھک بازنطینی تزئین و آرائش کو اپنے فلورنسی ذوق کے حساب سے بہت شوخ پایا۔ اس نے واپس اپنے جوانی کے شہر کی جانب قدم اٹھایا۔

III۔ فلورنس میں: (1500ء-1' 1503ء-6)

اڑتالیس برس کی عمر میں لیونارڈو نے زندگی کے وہ سُر دوبارہ گنگنانے کی کوشش کی جو اس نے تقریباً سترہ برس قبل چھیڑے تھے۔ وہ بدل گیا تھا' اور فلورنس بھی--- مگر منتشر انداز میں۔ لیونارڈو کی عدم موجودگی میں فلورنس نیم جمہوری' نیم پیوریطانی جمہوریہ بن گیا تھا: لیونارڈو ڈیوکی حکومت اور ارستقراطی آسائشات اور طریقوں کا عادی تھا۔ ہمیشہ سے معترض فلورنسیوں نے اس کے ریشمی ملبوسات اور مخملوں کو ترچھی نگاہ سے دیکھا' اس کے فیاض رویئے اور گھنگھریالے بالوں والے لونڈوں پر انگلی اٹھائی۔ اس سے بائیس سال چھوٹے مائیکل اینجلو نے اس کی اچھی شکل وصورت کا برا منایا (اس کی اپنی ناک ٹوٹی ہوئی تھی) اور سوچا کہ لیونارڈو اس قدر امیرانہ زندگی گذارنے کے لیے رقوم کہاں سے لیتا ہے۔ لیونارڈو نے مِیلان میں قیام کے دوران 600 ڈیوکٹ بچا رکھے تھے: اب اس نے بہت سے کام' حتیٰ کہ میتنو آ کا Marchesa بھی

لینے سے انکار کر دیا؛ اور اپنی پسندیدہ تن آسانی حاصل ہونے پر ہی کام شروع کیا۔

Servite راہبوں نے فلیپینو لیپی کو اپنے Annunziata کلیساء کے لیے ایک altarpiece پینٹ کرنے کے کام پر لگایا تھا؛ لیونارڈو نے بھی یونہی ایسا ہی کام کرنے کی خواہش ظاہر کی؛ فلیپینو نے اس وقت یورپ میں عظیم ترین خیال کیے جانے والے مصور کے حق میں دستبرداری اختیار کر لی۔ Servites راہبوں نے لیونارڈو اور اس کے "گھربار" کو خانقاہ میں رہنے کی جگہ دی' اور لگتا ہے کہ کافی عرصہ تک ان کے اخراجات ادا کرتے رہے۔ پھر 1501ء میں ایک دن اپنی مجوزہ تصویر "کنواری اور بچہ سینٹ اینے اور کمسن سینٹ جان کے ہمراہ" کا بنیادی خاکہ پیش کیا۔ وازاری کہتا ہے۔ "اس نے نہ صرف ہر آرٹسٹ کو حیران کر دیا بلکہ مرد اور عورتیں جتھوں کی صورت میں دو دن تک اسے دیکھنے آتے رہے' کہ جیسے کوئی میلہ لگا ہو۔ اور انہوں نے بے حد تعریف کی۔" ہمیں نہیں معلوم کہ یہ وہی پورے سائز کی ڈرائنگ تھی جو اس وقت برلنگٹن ہاؤس لندن کی رائل اکیڈمی آف آرٹس کے خزانوں میں شامل ہے۔ تاہم فرانسیسی حکام کے خیال میں یہ لوورے والی قطعی مختلف تصویر کی پہلی صورت تھی۔ خاکے میں کنواری کے چہرے کو شفیق اور پرنور تاثر دینے والی مسکراہٹ لیونارڈو کے کرشموں میں سے ایک ہے؛ اس کے سامنے مونالیزا کی مسکراہٹ دنیاوی اور رواقی (Cynical) ہے۔ بہرحال یہ نشاۃ ثانیہ کی عظیم ترین ڈرائنگوں میں شمار ہونے کے باوجود ناکامیاب ہے؛ کنواری کو اپنی ماں کی کھلی ہوئی ٹانگوں کے سامنے یونہی بٹھانے میں بھونڈاپن اور بدذوقی موجود ہے۔ لیونارڈو نے اس خاکے کو Servites کے لیے تصویر میں تبدیل کرنے پر توجہ نہ دی؛ انہیں اپنے الٹرپیس کی خاطر دوبارہ لیپی اور پھر پیروجینو سے رجوع کرنا پڑا۔ لیکن پھر جلد ہی لیونارڈو نے شاید برلنگٹن والے خاکے میں کچھ تبدیلی لا کر لوورے کی "کنواری' سینٹ اینے اور کمسن یسوع مسیح" بنائی۔ اینے کے تاج والے سر سے لے کر مریم کے پیروں تک یہ ایک تیکنیکی فتح ہے--- شرمناک طور پر برہنہ مگر مقدس نفاست کے ساتھ۔ خاکے میں ناکام ثابت ہونے والی مثلثی بناوٹ یہاں کامیاب رہی: اینے' مریم' بچے اور میمنے کے چار سر ایک بھرپور قطار (Line) بناتے ہیں؛ بچہ اور اس کی دادی مریم کی طرف متوجہ ہیں اور خواتین کے بے مثال کپڑوں سے بے

ترتیب جگہ کو بھر رکھا ہے۔ لیونارڈو کے برش کے مخصوص "Sfumato" یعنی دھندلے پن نے تمام بیرونی خطوط کو مدھم کر کے جاندار بنا دیا ہے۔ خاکے میں مریم لیکن تصویر میں اپنے کے چہرے پر لیونارڈوئی مسکراہٹ نے اس کے پیروکاروں کو نصف صدی تک مغلوب رکھا۔

لیونارڈو ان لطیف تمثیلات کے باطنی وجدان سے آگے گذرا اور سیزر بورجیا (Borgia) کا عسکری انجینئر بن کر خدمات سرانجام دینے لگا (جون '1502ء)۔ بورجیا رومانیہ میں اپنی تیسری فوجی مہم کی تیاریاں کر رہا تھا؛ اسے کسی ایسے آدمی کی ضرورت تھی جو نقشے بنائے، قلعے بنائے اور مسلح کرے، دریاؤں کا رخ موڑے یا ان پر پل باندھے اور حملے و دفاع کے ہتھیار ایجاد کرے۔ غالباً اس نے نئے آلات جنگ کے متعلق لیونارڈو کی تجاویز سن رکھی تھیں۔ مثلاً اس کا بنایا ہوا ایک بکتر گاڑی کا خاکہ موجود تھا جس کے پہیوں کو فوجیوں نے حرکت دینا تھی۔ لیونارڈو نے لکھا تھا: "یہ کاریں ہاتھیوں کا متبادل ہیں..... آپ انہیں آگے پیچھے چلا سکتے ہیں؛ آپ دشمن کے گھوڑوں کو بدکانے کے لیے ان سے آواز پیدا کر سکتے ہیں؛ آپ کوئی دفاع توڑنے کے لیے ان میں قرابینچی والے سپاہی بٹھا سکتے ہیں۔" [13] یا آپ رتھ کے دائیں بائیں خوفناک درانتیاں، اور سامنے ایک گھومنے والی ہلاکت خیز درانتی لگا سکتے ہیں؛ یہ درانتیاں دشمنوں کو فصل کی طرح کاٹ پھینکیں گی۔ [14] یا پھر آپ رتھ کے پہیوں پر ڈنڈے لگا سکتے ہیں۔ [15] آپ اپنے سپاہیوں کو حفاظتی چھت تلے چھپا کر کسی قلعے پر حملہ کر سکتے ہیں۔ [16] اور محاصرہ کرنے والوں پر زہریلی گیس کی بوتلیں پھینک کر انہیں منتشر کر سکتے ہیں۔ [17] لیونارڈو نے ایک کتابچہ تیار کیا کہ "تیز پانی چھوڑ کر دشمن کی صفیں کیسے درہم برہم کی جائیں" اور "وادیوں میں بہنے والے پانیوں کے اخراجی مقامات بند کر کے دشمنوں کو کیسے ڈبویا جائے۔" [18] اس نے ایک گھومتے ہوئے پلیٹ فارم سے تیروں کی بوچھاڑ کرنے، توپ کو چھکڑے سے اوپر اٹھانے، دیواروں پر سیڑھیاں لگا کر چڑھنے کی کوشش کرنے والوں کو نشانہ بنانے کے لیے تیکنیکی آلات ڈیزائن کیے۔ [19] بورجیا نے ان سب طریقوں کو ناقابل عمل قرار دے کر مسترد کر دیا؛ اس نے 1503ء میں Ceri کے محاصرہ کے دوران ان میں سے ایک یا دو طریقے استعمال کیے۔ بہرحال اس نے مندرجہ ذیل سند اعتبار

جاری کی تھی۔ (اگست' 1502ء):

اپنے تمام نائب کپتانوں' قلعہ داروں' کپتانوں' کرائے کے سپاہیوں' حکام' فوجیوں اور رعایا کے نام۔ ہم حکم دیتے ہیں کہ حامل رقعہ ہذا' جو ہمارا زبردست اور محبوب خادم' معمار اور انجینئر انچیف ہے' لیونارڈو ونچی کو کسی راہداری یا ٹیکس کی وصولی کے بغیر دوستانہ طور پر خوش آمدید کہا جائے' ہم نے اسے اپنی سلطنت کی قلعوں کی جانچ پڑتال کرنے کا کام سونپا ہے۔ اسے اپنی مرضی کے مطابق جائزہ لینے' جانچنے اور پیمائشیں لینے کی مکمل آزادی دی جائے؛ اور اس سلسلہ میں اسے جتنے آدمیوں کی ضرورت ہو فراہم کر دیئے جائیں' اور تمام ممکن مدد اور اعانت کی جائے۔ ہماری خواہش ہے کہ ہماری سلطنت میں کسی بھی منصوبے پر کام کرنے والا ہر انجینئر اس کی نصیحت اور مشورے پر عمل کرنے کا پابند ہو۔ [۱۷]

لیونارڈو نے کافی کچھ لکھا لیکن اپنے بارے میں بہت کم۔ ہمارے پاس اس کے متعلق بورجیا کی رائے موجود ہونی چاہیے تھی' اور شاید وہ اس خصوصی ایلچی نکولو میکیاویلی کی رائے سے قابل موازنہ ہوتی جسے فلورنس نے سیزر کے پاس بھیجا تھا۔ لیکن ہم تو بس اتنا جانتے ہیں کہ لیونارڈو اِیمولا (Imola)' فاین تسا' راوینا' فورلی' رِمِنی' پیزارو' اُربینو' پیروجیا' سِینا اور دیگر شہروں میں گیا؛ کہ اس نے سیزر کو اِٹلی کے چھ وسیع و عریض نقشے پیش کیے؛ جن میں دریاؤں کا رخ' علاقے کی نوعیت و ساخت' دریاؤں' پہاڑوں' قلعوں اور شہروں کا درمیانی فاصلہ دکھایا گیا تھا؛ کہ جب سیزر نے سینیگالیا کے چار غدار کپتانوں کو دھوکے سے ہلاک کیا تو وہ بھی وہاں موجود تھا۔ پھر اچانک اسے پتہ چلا کہ سیزر روم میں تقریباً مرچکا تھا' سیزریائی سلطنت رُوبہ انحطاط تھی اور بورجیوں کا ایک دشمن پاپائی تخت پر جلوہ افروز ہونے کو تھا۔ اپنی نئی دنیا کے رنگ پھیکے پڑنے پر لیونارڈو ایک مرتبہ پھر فلورنس کی جانب واپس پلٹا (اپریل' 1503ء)۔

اسی سال کے ماہ اکتوبر میں فلورنسی حکومت کے سربراہ پیئر و سوڈرینی نے لیونارڈو اور مائیکل اینجلو کو تجویز دی کہ وہ پلازو ویکیو میں "پانچ سو" کے نئے ہال میں ایک ایک

دیواری تصویر بنائیں۔ دونوں مان گئے' سخت شرائط والے معاہدے طے پائے اور فنکار اپنے اپنے بنیادی خاکے تیار کرنے کیلئے علیحدہ علیحدہ سٹوڈیوز میں چلے گئے۔ دونوں کو فلورنسی فوجوں کی کوئی فتح پیش کرنا تھی: اینجلو نے پیسا کے ساتھ جنگ کا منظر جبکہ لیونارڈو نے Anghiari کے مقام پر میلان پر فلورنس کی فتح پیش کی۔ باشعور شہری انہیں شمشیربازوں کی طرح پر کام کرتے ہوئے دیکھتے رہے؛ دونوں کے انداز اور خوبیوں پر زبردست بحث ہوئی اور کچھ تجزیہ سازوں نے خیال ظاہر کیا کہ ایک پر دوسرے آرٹسٹ کی برتری کا فیصلہ اس بات سے ہوگا کہ آئندہ مصور لیونارڈو والا لطیف احساسات پیش کرنے کا انداز اپناتے ہیں یا مائیکل اینجلو کا طاقتور پٹھے اور اور شیطانی قوت پیش کرنے کا۔

شاید یہی وہ دور تھا (ہمیں درست سن معلوم نہیں) کہ جب مائیکل اینجلو نے لیونارڈو کے لیے اپنی ناپسندیدگی کو تحقیر آمیز صورت دی۔ ایک دن Piazza Santa Trinita میں کچھ فلورنسی 'فراد "دی ڈیوائن کامیڈی" کے کسی اقتباس پر بحث کر رہے تھے۔ انہوں نے لیونارڈو کو قریب سے گذرتے دیکھ کر اسے روکا اور تفسیر کرنے کو کہا۔ اس موقع پر مائیکل اینجلو بھی ادھر آ نکلا جو دانتے پر تحقیق کے لیے شہرت رکھتا تھا۔ لیونارڈو نے کہا "لو مائیکل اینجلو آ گیا ہے' وہ ان مصرعوں کی شرح کر دے گا۔" مائیکل اینجلو سمجھا کہ لیونارڈو نے اس کا مذاق اڑایا ہے' اور غصے کے عالم میں طعنہ زن ہوا: "انہیں خود ہی وضاحت کرو! تم وہی ہو نا جس نے کانسی کا گھوڑا ڈالنے کے لیے سانچہ بنایا تھا مگر یہ کام ادھورا ہی چھوڑ گئے' کتنے شرم کی بات ہے! اور تم وہ میلانی مرغے بھی تو نہ بنا سکے تھے نا!" ہمیں بتایا گیا ہے کہ لیونارڈو بہت شرمندہ ہوا مگر جواب میں کچھ نہ بولا؛ مائیکل اینجلو دھواں چھوڑتا ہوا چلا گیا۔[۱۲۸]

لیونارڈو نے اپنا خاکہ بڑی احتیاط سے تیار کیا۔ اس نے Anghiari میں مقام جنگ کو دیکھا' اس کے متعلق رپورٹیں پڑھیں۔ جنگ میں پر خروش یا موت کی تکلیف میں مبتلا آدمیوں اور گھوڑوں کے لاتعداد خاکے بنائے۔ اب اسے اپنے آرٹ میں حرکت پیش کرنے کا نادر موقع مل گیا۔ اس نے اس موقع سے بھرپور فائدہ اٹھایا' اور اس ہلاکت خیز لڑائی کی ایسی دہشت پیش کی کہ فلورنس اسے دیکھ کر تھرتھرا اٹھا۔ یہ بات کسی

کے تصور میں بھی نہ تھی کہ فلورنس کا بہترین آرٹسٹ' حب الوطن انسان کسی کا ایسا تصور یا تصویر کشی کر سکتا ہے۔ لیونارڈو نے یہاں غالباً سیزر کی فوجی مہم کے دوران حاصل ہونے والا تجربہ استعمال کیا تھا؛ وہاں دیکھے ہوئے دہشت ناک مناظر اس کے ذہن پر مسلط رہے ہوں گے۔ فروری 1505ء میں اس نے اپنے خاکے مکمل کر لیے اور اس کی مرکزی تصویر--- "معیار کی جنگ"--- "*Sala dei Cinquesanto*" میں شروع کر دی۔

لیکن فزکس و کیمیا کا مطالعہ کرنے اور ابھی تک اپنی "آخری ضیافت" کے انجام سے ناواقف آرٹسٹ نے یہاں بھی سنگین غلطی کی۔ اس نے کاشی کاری کی تکنیکوں کا تجربہ کرتے ہوئے رنگوں کو زمین پہ رکھے آتش دان کے ذریعہ دیوار کے مسالے میں جمانے کا سوچا۔ کمرہ سیلن زدہ تھا' موسم سردیوں کا تھا' حرارت زیادہ اوپر تک نہ گئی اور مسالے میں رنگ اچھی طرح جذب نہ ہو سکا' اوپری حصے کے رنگ اڑنے لگے اور کوئی پرجوش کوشش تباہی روکنے میں کامیاب نہ ہوئی۔ دریں اثناء مالیاتی مشکلات نے سر اٹھایا۔ مجلس بلدیہ لیونارڈو کو 15 فلورنز (188 ڈالر؟) ماہانہ دے رہی تھی' جبکہ میلان میں لوڈوویکو اسے تقریباً 160 فلورنز ماہانہ ادا کیا کرتا تھا۔ جب ایک پھوہڑ افسر نے اسے تنخواہ تانبے کی صورت میں ادا کی تو لیونارڈو نے وصول کرنے سے انکار کر دیا۔ اس نے شرمندگی اور مایوسی کے ساتھ یہ منصوبہ چھوڑ دیا۔ صرف اس امر نے اس کی ڈھارس بندھائی کہ مائیکل اینجلو نے بھی اپنے خاکے کو مصوری کا روپ نہیں دیا تھا بلکہ پوپ جولیئس II کی دعوت پر روم میں کام کرنے چلا گیا تھا۔ یہ عظیم مقابلہ ایک افسوسناک بکھیڑا تھا جس نے فلورنس کو اپنی تاریخ کے دو عظیم ترین آرٹسٹوں سے محروم کر دیا۔

6-1503ء کے دوران لیونارڈو نے گاہے بگاہے مونالیزا کا پورٹریٹ پینٹ کیا۔ مونالیزا فرانسسکو ڈیل جوکونڈو کی تیسری بیوی Madonna Elisabetta تھی جو 1512ء میں مجلس بلدیہ کی رکن بننے کو تھی۔ 1499ء میں فوت ہونے والا فرانسسکو کا ایک بچہ غالباً ایلزبیتا کا ہی تھا اور اسی دکھ نے لاجوکونڈا کی مسکراہٹ کے پیچھے سنجیدہ مسکراہٹ منقش کرنے میں مدد دی ہو گی۔ لیونارڈو نے تین برس کے دوران اسے متعدد مرتبہ اپنے سٹوڈیو میں بلوایا؛ اس کے پورٹریٹ پر اپنے فن کے تمام رموز اور کیفیات کو نچھاور

کر دیا--- اسے روشنی اور سائے کے لطیف امتزاج میں پیش کیا' اسے درختوں اور پانیوں' پہاڑوں اور آسمان کی تخیلاتی وسعت منظر والا چوکھٹا دیا--- چہرے کو متشکل کرنے اور حرکت دینے والے پٹھوں کا مطالعہ پرشوق توجہ کے ساتھ کیا--- اسے مخمل اور ساٹن کے کپڑے پہنائے جن کی ہر شکن شاہکار ہے; وہ اس کے چہرے پر دکھی مامتا کے لطیف جذبات جگانے کے لیے موسیقاروں کی خدمت حاصل کرتا; یہ سب باتیں ایسی روح کا اشارہ دیتی ہیں جس میں مصور نے مصوری اور فلسفہ کا ایک ملغوبہ پایا-- ہزاروں وقفوں' سینکڑوں دیگر دلچسپیوں' انگیاری (Anghiari) ڈیزائن میں مصروفیت نے بھی اس کے تخیل اور جوش و خروش میں خلل نہ ڈالا۔

تو یہ ہے وہ چہرہ جس نے سیاہی کے سمندر پر ایک ہزار رم ڈالے۔ چہرہ غیر معمولی طور پر حسین نہیں; ناک تھوڑا چھوٹا ہوتا تو مزید رم بھی استعمال میں آ سکتے تھے; اور آئل یا ماربل میں بنائی گئی متعدد عورتوں کے مقابلہ میں--- مثلاً کوراجیو والی--- لیزا محض درمیانی سی خوبصورت ہے۔ اس کی مسکراہٹ نے ہی اسے صدیوں تک خوش قسمت بنائے رکھا--- آنکھوں میں ایک نوزائیدہ چمک' ہونٹوں کے اوپر کو مڑے ہوئے کنارے۔ وہ کس پر خندہ زن ہے؟ خود کو بہلانے والے سازندوں کی کوششوں پر؟ آرٹسٹ کی سہل پسندانہ مہارت پر جو ایک ہزار دن تک اسے پینٹ کرتا رہا اور کبھی انجام کو نہ پہنچا؟ یا کیا یہ صرف مونالیزا نہیں بلکہ تمام عورتیں مسکراتے ہوئے تمام مردوں سے کہہ رہی ہیں: "بے چارے جذباتی عاشقو! ایک فطرت متواتر تمہارے اعصاب کو ہمارے جسم کی مجرد بھوک سے مشتعل رکھتی ہے' تمہارے ذہنوں کو ہماری دلکشیوں کی قطعی غیرموزوں تصوریت سے لطیف بناتی ہے' تم میں نغمات بیدار کرتی ہے--- اور تمہیں باپ بنا کر تلچھٹ بنا دیتی ہے! کیا کوئی بات اس سے بھی زیادہ مضحکہ خیز ہو سکتی ہے؟ لیکن ہم بھی جال میں پھنسی ہوئی ہیں; ہم عورتیں تمہاری دیوانگی شوق کی قیمت تم سے بھی زیادہ ادا کرتی ہیں۔ پیارے احمقو! اس سب کے باوجود چاہے جانا ایک خوشگوار احساس ہے' اور جب ہم سے محبت کی جائے تو زندگی کا ازالہ ہو جاتا ہے۔" یا کیا لیزا کے چہرے پر سجی مسکراہٹ خود لیونارڈو کی ہی تھی--- یعنی ایک ایسے ہم جنس پرست کی مسکراہٹ جو کسی عورت کے نرم و گداز لمس سے بمشکل ہی آشنا تھا' اور جو

محبت یا جینئیس کے مقدر میں نخش انحلال (Decomposition) سے زیادہ کچھ بھی تصور نہ کر سکتا تھا؟

کام اختتام پذیر ہونے پر لیونارڈو نے یہ کہہ کر تصویر کو اپنے پاس ہی رکھا کہ یہ ابھی نامکمل تھی۔ شاید لیزا کے شوہر کو یہ بات پسند نہ تھی کہ اس کی بیوی ہر وقت دیواروں پر اُسے اور اس کے مہمانوں کو ہونٹ بھینچ کر دیکھتی رہے۔ کئی برس بعد فرانسس اول نے اسے 4,000 کراؤنز (50 ہزار ڈالر) میں خرید لیا [۱۱] اور Fontaine bleau کے مقام پر اپنے محل میں لگایا۔ وقت اور بحالیوں نے اس کی لطافتوں کو کند کر دیا ہے۔ آج یہ لوورے کے پُرشکوہ Salon Carre میں ٹنگی ہے اور روزانہ ہزاروں پجاریوں کا دل لبھاتی ہے۔ اور اس انتظار میں ہے کہ وقت کب مونالیزا کی مسکراہٹ کو معدوم اور مصدق کرتا ہے۔

IV۔ مِیلان اور روم میں: (16۔1506ء)

اِس قسم کی تصویر پر غور کرتے اور برش کی حرکت پر صرف ہونے والے گھنٹوں کو شمار کرتے ہوئے ہمیں پھر لیونارڈو بظاہر کاہل نظر آتا ہے' اور ہمیں یہ ادراک بھی ہوتا ہے کہ اس کے کام میں غور و فکر کے بے شمار بے کار دن شامل تھے: جیسے کوئی مصنف شام کو اِدھر اُدھر گھومتا' یا رات کو بے خواب آنکھیں لیے بستر پہ لیٹا رہتا ہے اور اگلے دن کے باب' صفحے یا شعر کو ڈھالتا ہے یا پھر کوئی خوبصورت فقرہ تشکیل دیتا رہتا ہے۔ فلورنس میں قیام کے پانچ برس کے دوران جہاں اس نے "کنواری' بچہ اور سینٹ اینے" اور "مونالیزا" اور "جنگ" بنائی وہاں اسے دیگر تصاویر پینٹ کرنے کا وقت بھی مل گیا۔۔۔ جیسے Ginerva de' Benci کا خوبصورت پورٹریٹ (اس وقت ویانا میں) اور گمشدہ "جوان مسیح" جو اس نے 1504ء میں میتوآ کی ضدی مارشس (Marchioness) کو بھجوائی تھی۔ لیکن مارِشس کے نمائندے نے اسے یہ واضح نوٹ لکھ بھیجا: "لیونارڈو مصوری سے اکتا گیا ہے اور اپنا زیادہ تر وقت جیومیٹری میں گذارتا ہے۔" [۱۲] شاید انہی فرصت کے لمحات میں لیونارڈو نے مصور کو سائنس دان اور Apelles کو فاؤسٹ میں دفن کیا تھا۔

تاہم، سائنس کا معاوضہ نہیں ملتا تھا: اور اگرچہ اب وہ سادہ زندگی بسر کر رہا تھا، لیکن لازماً ان گذرے دنوں کا ماتم کرتا ہوگا جب وہ میلان کا مصور بادشاہ تھا۔ لوئی XII کے تحت میلان میں وائسرائے Charles d' Amboise نے جب لیونارڈو کو واپس آنے کی دعوت دی تو اس نے سوڈرینی سے پوچھا کہ کیا اسے فلورنس میں اپنے زیرِ تکمیل منصوبوں سے کچھ ماہ کی رخصت مل سکتی ہے۔ سوڈرینی نے شکایت کی کہ لیونارڈو نے ابھی "انگیاری کی جنگ" کے لیے وصول کردہ معاوضہ کے برابر کام بھی نہیں کیا تھا۔ لیونارڈو رقم اکٹھی کر کے سوڈرینی کے پاس لایا مگر اس نے قبول نہ کی۔ آخرکار فرانسیسی بادشاہ کی ساکھ برقرار رکھنے کے شوقین سوڈرینی نے لیونارڈو کو اس شرط پر جانے کی اجازت دے دی کہ وہ تین ماہ بعد واپس فلورنس آجائے گا، یا پھر 150 ڈیوکٹ (1875 ڈالر؟) جرمانہ ادا کرے گا (1507ء)۔ لیونارڈو چلا گیا۔ وہ 1507ء، 1509ء، اور 1511ء میں فلورنس آیا تو سہی لیکن 1513ء تک Amboise اور لوئی کا کام کرتا رہا۔ سوڈرینی نے احتجاج کیا لیکن لوئی نے پُراعتماد طاقت کی مہربانی کے ساتھ یہ احتجاج نظرانداز کر دیا۔ معاملات کو قطعی واضح صورت دینے کے لیے لوئی نے 1507ء میں لیونارڈو کو شاہ فرانس کا مصور اور انجینئر تعینات کیا۔

یہ عہدہ ذمہ داریوں سے عاری نہ تھا: لیونارڈو نے اپنی تنخواہ کمائی۔ وہ دوبارہ ہمیں محلوں کی تزئین و آرائش کرتا، نہریں ڈیزائن کرتا یا بناتا، سامانِ عیش تیار کرتا، تصویریں بناتا، مارشل Trivulzio کا گھڑسوار بت بنانے کی منصوبہ بندی کرتا نظر آتا ہے: اس کے علاوہ اس نے Marcantonio dell Torre کے ساتھ مل کر اناٹومی کا مطالعہ بھی کیا۔ غالباً میلان میں اس دوسرے قیام کے دوران ہی اس نے دو تصاویر بنائیں جو کمتر قابلیت کی عکاس ہیں۔ لوورے کے "سینٹ جان" میں خدوخال عورتوں جیسے تو سی ہیں، اور گھنگریالے بال اور نازک نقوش تو کسی میگدلینی پر ہی سجتے۔ "لیڈا اور ہنس" کا چہرہ اور چربیلا گداز پن سابق "سینٹ جان" اور "باخوس" کی یاد دلاتے ہیں: لیکن ممکنہ طور پر یہ لیونارڈ کے کسی گمشدہ خاکے یا پینٹنگ کی نقل ہوگی۔ اگر یہ تصاویر بھی کھو چکی ہوتیں تو اس کی شہرت میں مزید اضافہ ہوتا۔

1512ء میں فرانسیسیوں کو میلان سے بھگا دیا گیا اور لوڈوویکو کے بیٹے ماکسی ملیان

(Maximilian) نے اپنا مختصر دورِ حکومت شروع کیا۔ لیونارڈو کچھ دیر وہیں ٹھہرا اور سائنس و آرٹ پر بدخط مضامین لکھتا رہا جبکہ میلان سوستانیوں (Swiss) کی لگائی ہوئی آگ میں جلتا رہا۔ لیکن 1513ء میں لیو X کے پوپ منتخب ہونے کا سن کر اس نے سوچا کہ میڈیچی کے ماتحت روم میں ایک 61 سالہ آرٹسٹ کے لیے بھی جگہ ہوگی; اور وہ اپنے چار شاگردوں کے ہمراہ نکل کھڑا ہوا۔ فلورنس میں لیو کے بھائی گلیانو ڈی میڈیچی نے لیونارڈو کو بھی اپنے احباب میں شامل کر لیا اور 33 ڈیوکٹ (412 ڈالر؟) وظیفہ مقرر کیا۔ لیونارڈو روم پہنچا تو آرٹ کے شیدائی پوپ نے اسے خوش آمدید کہا اور بیلویدیرے (Belvedere) محل میں کمرے دیئے۔ غالباً لیونارڈو رافیل اور سوڈوما سے ملا--- اور یقیناً ان پر اثر بھی ڈالا۔ لیو نے اسے ایک تصویر بنانے کا کام دیا ہوگا کیونکہ وازاری ہمیں بتاتا ہے کہ مصوری کرنے سے قبل لیونارڈو کو وارنش کا محلول تیار کرتے دیکھ کر پوپ کتنا حیران ہوا۔ لیو نے کہا تھا: "یہ آدمی کبھی کچھ نہیں کرے گا کیونکہ وہ آخری مرحلے کے متعلق سب سے پہلے سوچنے بیٹھ جاتا ہے۔" سچی بات تو یہ کہ لیونارڈو اب مصور نہیں رہا تھا; سائنس اس کے ذہن پر غالب آتی گئی; اس نے ہسپتال میں اناٹومی کا مطالعہ کیا' روشنی کے پیچیدہ قوانین پر کام کیا اور جیومیٹری پر بہت سے صفحات لکھے۔ اس نے داڑھی' سینگوں اور پروں والی ایک چھپکلی بنا کر فراغت سے حظ اٹھایا جو پارہ داخل کرنے پر حرکت کرتی تھی۔ لیو کو اس میں دلچسپی نہ رہی' لیکن اس دوران آرٹ کا شیدائی فرانسس اول لوئی XII کی جگہ تخت نشین ہوا۔ اکتوبر 1515ء میں اس نے میلان پر دوبارہ قبضہ کیا۔ بدیہی طور پر اس نے لیونارڈو کو بھی اپنے پاس آنے کی دعوت دی۔ 1516ء کے اوائل میں لیونارڈو نے اٹلی کو خیرباد کہا اور فرانسس کے ہمراہ فرانس چلا گیا۔

V۔ لیونارڈو بحیثیت انسان

آرٹ کا یہ بادشاہ کس قسم کا انسان تھا؟ متعدد پورٹریٹس اس سے منسوب کی جاتی ہیں لیکن کسی ایک میں بھی اس کی عمر 50 برس سے کم نہیں۔ اس کے "شستہ تعریف جسمانی حسن" اور زبردست شخصیت کو وازاری نے غیر معمولی جوش کے ساتھ بیان کیا

"جو انتہائی دلکش تھی اور ہر دکھی روح کو پرسکون کر دیتی تھی"؛ لیکن وازاری یہاں بالواسطہ بات کر رہا ہے اور ہمارے پاس اس دیوتائی مرحلے کی کوئی شبیہہ موجود نہیں۔ لیونارڈو نے درمیانی عمر میں بھی لمبی داڑھی رکھی ہوئی تھی جس میں وہ عطر لگاتا اور لہریئے بناتا تھا۔ لیونارڈو کا اپنا بنایا ہوا پورٹریٹ ونڈسر کی رائل لائبریری میں رکھا ہے' جس میں اُڑتے ہوئے بالوں اور ایک وسیع سفید داڑھی والا چوڑا اور مشفق چہرہ نظر آتا ہے۔ Uffizi گیلری میں کسی نامعلوم آرٹسٹ کی بنائی ہوئی شاندار تصویر میں اسے مضبوط چہرے' متلاشی آنکھوں' سفید بالوں اور داڑھی اور کالے ہیٹ کے ساتھ دکھایا گیا ہے۔ رافیل کی "ایتھنز کا سکول" (1509ء) میں افلاطون کا عالیشان پیکر روایت کے مطابق لیونارڈو کا ہے' کچھ محققین نے بھی یہی کہا۔[a] تورین گیلری میں چاک سے بنا ہوا ایک سیلف پورٹریٹ اسے بیچ سے گنجے سر والا' جھریوں زدہ پیشانی' رخساروں اور ناک اور تقریباً بے ریش پیش کرتا ہے۔ وہ وقت سے پہلے ہی عمر رسیدہ لگتا ہے' حالانکہ اسے سبزیاں کھانے کی عادت تھی۔ جبکہ مائیکل اینجلو کو تحفظ صحت سے نفرت تھی اور وہ یکے بعد دیگر کئی بیماریوں کا شکار بھی رہا' مگر 89 برس کی عمر کو پہنچا۔ لیونارڈو خوبصورت لباس پہنتا جبکہ مائیکل اینجلو چیتھڑوں میں رہتا۔ تاہم' لیونارڈو عہد شباب میں اپنی طاقت کے لیے مشہور تھا اور ہاتھوں سے گھوڑے کا نعل موڑ دیتا تھا؛ وہ ایک ماہر تلوار باز تھا؛ اور گھوڑ سواری اور گھوڑے رکھنے میں بھی تاک تھا۔ گھوڑا اس کی نظر میں اعلیٰ ترین اور سب سے خوبصورت جانور تھا۔ بدیہی طور پر وہ اپنے بائیں ہاتھ سے خاکے بناتا' مصوری کرتا اور لکھتا تھا؛ ناقابل خواندہ تحریر لکھنے کی خواہش کی بجائے اسی وجہ سے وہ دائیں سے بائیں کو لکھتا تھا۔

ہم نے کہا ہے کہ اس کی ہم جنس پرستی خلقی نہیں تھی بلکہ ایک گرانبار سوتیلی ماں اور حرامی سوتیلے بیٹے کے ناخوشگوار تعلق کے نتیجے میں پیدا ہوئی۔ محبت دینے اور لینے کے لیے اس کی خواہش نے بعدازاں اردگرد موجود لڑکوں میں تسکین پائی۔ اس نے مردوں کے مقابلہ میں عورتوں کی تصاویر کہیں کم بنائیں؛ وہ ان کی خوبصورتی کو تسلیم کرتا تھا' لیکن لڑکوں کو ترجیح دینے میں سقراط کا ہم نظر لگتا ہے۔ اس کے مخطوطات کے تمام جنگل میں عورتوں کے لیے محبت یا شفقت کا ایک لفظ بھی نہیں۔ تاہم وہ عورت کی

فطرت کے متعدد مراحل کو اچھی طرح سمجھتا تھا: کنواری نازک اندامی' ماتا کی تشویش یا نسوانی لطافت پیش کرنے میں کوئی بھی اس پر سبقت نہ حاصل کر سکا۔ ہو سکتا ہے یہ اس کی حساسیت' خفیہ الفاظ اور کوڈز' رات کے وقت سٹوڈیو کو دو تالے لگانے کی عادت کا ماخذ ملحد قرار دیئے جانے کے خوف کے ساتھ ساتھ ابنارمل ہونے سے آگاہی میں بھی تھا۔ وہ بہت سے لوگوں کو اپنی تحریر پڑھوانے کے لیے بے قرار نہ تھا۔ اس نے لکھا: "چیزوں کی صداقت لطیف ذہنوں کی اعلیٰ ترین غذا ہے' لیکن آوارہ ذہنوں کی نہیں۔" [۲۵]

لیونارڈو کی جنسی کجروی نے اس کے کردار کے دیگر عناصر پر بھی اثر ڈالا۔ وہ اپنے دوستوں سے ہمدردی کرتا تھا۔ اس نے جانوروں کو مارنے کے خلاف احتجاج کیا' "وہ کسی کو کوئی جاندار شئے مارنے کی اجازت نہیں دیتا تھا۔" [۲۶] وہ پنجروں میں بند پنچھی خرید کر انہیں اڑا دیتا۔ [۲۷] دیگر پہلوؤں سے وہ اخلاقی طور پر حساس لگتا ہے۔ وہ آلات جنگ ڈیزائن کرنے کا شوقین نظر آتا ہے۔ لوڈوویکو نے سولہ برس تک میلان میں اس کی کفالت کی لیکن جب فرانسیسیوں نے اسے کوٹھڑی میں بند کیا تو لیونارڈو نے کوئی زوردار ناراضگی کا اظہار نہ کیا۔ وہ کسی ظاہری خلش کے بغیر بورجیا کی خدمت کرنے چلا گیا جسے فلورنس اپنی آزادی کے لیے خطرہ سمجھتا تھا۔ ہر آرٹسٹ' ہر لکھاری اور ہر ہم جنس پرست کی طرح وہ بھی غیر معمولی حد تک خود آگاہ' حساس اور مغرور تھا۔ اس نے لکھا: "اگر آپ اکیلے ہیں تو اپنے لیے مکمل ہیں: ساتھی کی موجودگی میں آپ آدھے رہ جاتے ہیں: چنانچہ آپ اپنے ساتھی کی مرضی کے مطابق خود کر خرچ کرتے ہیں۔" [۲۸] محفل اس میں چھپے ہوئے موسیقار یا ماہر گفتگو کو جلا بخشتی' لیکن اس نے خود کو اپنے کاموں پر بے خود غور و فکر میں قید رکھنا پسند کیا۔ اس نے کہا "آزادی فطرت کا سب سے بڑا تحفہ ہے۔" (جس سے وہ کبھی محروم نہیں رہا تھا۔) [۲۹]

اس کے فضائل اس کی غلطیوں کا بہتر پہلو تھے۔ جنسی کج روی نے اسے اپنے کام پر توانائی صرف کرنے کی آزادی دی ہوگی۔ تکلیف دہ حساسیت نے اس پر حقیقت کے ہزاروں ایسے رخ منکشف کیے جنہیں عام آنکھ نہیں دیکھ پاتی۔ وہ بے شمار گلیوں میں یا سارا سارا دن کسی غیر معمولی چہرے کا تعاقب کرتا اور پھر اسے اپنے سٹوڈیو یا تخیل میں

لا کر تصویر بناتا۔ انوکھے خد و خال' افعال اور خیالات اس کے ذہن میں ہلچل مچا دیتے۔ وہ لکھتا ہے: "دریائے نیل سمندر میں اس سے کہیں زیادہ پانی گراتا ہے جتنا اس وقت کرۂ ارض کے تمام دریاؤں میں موجود ہے۔" نتیجتاً "سارا سمندر اور دریا لاتعداد مرتبہ دریائے نیل کے دہانے میں سے ہو کر گذرے ہیں۔"[۱۲۰] وہ اپنی پسندیدہ عادت کے تحت عیارانہ دل لگیوں میں مشغول ہو گیا؛ ایک دن اس نے ایک کمرے میں دنبے کی صاف کی ہوئی کھال چھپا دی اور جب اس کے دوست وہاں جمع ہوئے تو ملحقہ کمرے میں رکھی دھونکنیوں کے ذریعہ کھال کو حرارت پہنچائی' حتیٰ کہ تمام مہمان دیواروں کے ساتھ جا لگے۔ اس نے اپنی نوٹ بکس میں گھٹیا درجے کے مختلف لطائف اور قصے لکھے ہیں۔

اس کا تجسّس' جنسی کج روی' حساسیت' کمال کا شوق--- سب چیزیں مہلک ترین خرابی میں داخل ہو گئیں--- یعنی اپنے شروع کیے ہوئے کام کو مکمل کرنے کی عدم قابلیت یا بے دلی میں۔ شاید اس نے ہر فن پارے پر کام کا آغاز ترکیب' رنگ یا ڈیزائن میں کوئی تیکنیکی مسئلہ حل کرنے کی خاطر کیا' اور حل مل جانے پر کام میں دلچسپی کھو بیٹھا۔ اس کا کہنا تھا کہ آرٹ تصور اور ڈیزائن کرنے میں مضمر ہے نہ کہ حقیقی انجام دہی میں؛ یہ کمتر ذہنوں کا دردِ سر تھا۔ یا وہ کوئی ایسی پیچیدگی' اہمیت یا کاملیت دیکھ لیتا جو اس کا باصبر' اور آخر کار بے صبر' ہاتھ محسوس نہ کر سکتا اور وہ مایوسی کے عالم میں کوشش ترک کر دیتا--- جیسا کہ مسیح کے چہرے کے معاملے میں ہوا تھا۔[۱۲۱] وہ ایک کام یا موضوع وہیں چھوڑ کر اچانک کوئی دوسرا پکڑ لیتا: اسے بہت سی چیزوں میں دلچسپی تھی؛ اس میں ایک ہم آہنگ مقصد' ایک غالب خیال کا فقدان تھا؛ یہ "ہمہ گیر آدمی" شاندار صلاحیتوں کا ملغوبہ تھا؛ وہ اتنی زیادہ قابلیتوں کا مالک تھا کہ انہیں کسی واحد مقصد کی جانب متعین نہ کر سکا۔ آخر کار اس نے افسوس کیا: "میں نے اپنا وقت برباد کر دیا۔"[۱۲۲]

اس نے پانچ ہزار صفحات لکھے مگر ایک کتاب بھی مکمل نہ کی۔ مقداری حوالے سے وہ ایک آرٹسٹ سے زیادہ ایک مصنف تھا۔ وہ 120 مخطوطات مرتب کرنے کا ذکر کرتا ہے' جن میں سے پچاس محفوظ بچ سکے۔ انہیں دائیں سے بائیں نیم مشرقی رسم الخط میں لکھا گیا ہے جو اس کہانی میں کچھ رنگ بھرتا ہے کہ ایک موقع پر اس نے مشرق

قریب کا سفر کیا' مصری سلطان کی خدمت کی اور اسلام کو گلے لگایا۔ [33] اس کی گرائمر ناقص ہے اور الفاظ الگ الگ۔ اس نے مختلف قسم کی اور بے ترتیبی کے ساتھ کتابیں پڑھیں۔ اپنی چھوٹی سی لائبریری میں اس کے پاس 37 کتابیں موجود تھیں: بائبل' ایسوپ' ڈائیو جینز لیرٹیس' فی چینو' فیلیفو' Pulci' "Mandeville" کے سفر' ریاضی' احوال عالم' اناٹومی' طب' زراعت' دست شناسی اور فن جنگ کے موضوع پر رسائل۔ اس نے کہا کہ "گذرے وقتوں اور جغرافیہ کا مطالعہ ذہن کو رفعت اور ترقی دیتا ہے۔ [34] لیکن زمانی ترتیب میں اس کی غلطیاں تاریخ سے محض واجبی شناسائی کا اظہار ہی کرتی ہیں۔ اس میں ایک اچھا لکھاری بننے کی تحریک موجود تھی: فصیح البیانی کی کئی کوششیں بھی کیں' جیسا کہ ایک سیلاب کے بار بار کیے گئے تذکرے میں: [35] اور ایک فساد اور جنگ کے بارے میں بھی وضاحت سے لکھا۔ [36] صاف ظاہر ہے کہ وہ اپنی کچھ تحریریں شائع کروانا چاہتا تھا' اور اس مقصد کے تحت کئی مرتبہ اپنے نوٹس کو ترتیب دینا بھی شروع کیا۔ جہاں تک ہمیں معلوم ہے' اپنے دور حیات میں اس نے کچھ بھی شائع نہ کیا' لیکن کچھ خاص دوستوں کو مسودے دیکھنے کی اجازت ضرور دی ہوگی کیونکہ Flavio Biondo' جیروم کارڈن اور چیلینی نے اپنی کتابوں میں اس کی تحریروں کے حوالے دیئے۔

لیونارڈو نے سائنس اور آرٹ پر بھی کافی بہتر لکھا اور انہیں تقریباً ایک جتنا ہی وقت دیا۔ اس کے مسودوں میں سے "مصوری پر رسالہ" سب سے زیادہ اہم ہے جو 1651ء میں شائع ہوا۔ مخلصانہ جدید ایڈیٹنگ کے باوجود یہ شذروں کا ایک ڈھیلا ڈھالا' ناقص الترتیب اور عموماً تکرار زدہ مجموعہ ہے۔ لیونارڈو نے ان لوگوں کے متعلق بات کی جن کے مطابق مصوری کرنے سے ہی مصوری سیکھی جا سکتی ہے: اس کے خیال میں تھیوری کا علم مددگار ثابت ہوتا ہے: اور وہ اپنے نقادوں پر ہنسا جو "ان نقادوں جیسے تھے جن کے متعلق دیمیترئیس نے اعلان کیا تھا کہ وہ ان کے منہ سے خارج ہونے والی ہوا پر اس ہوا سے زیادہ توجہ نہیں دیتا جو وہ اپنے نچلے اعضاء سے خارج کرتے ہیں۔" [37] اس کا بنیادی مقولہ یہ ہے کہ آرٹ کے طالب علم کو دیگر آرٹسٹوں کے فن پاروں کی نقل کرنے کی بجائے فطرت کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ "اے مصور! یاد رکھو' جب تم کھیتوں

میں جاؤ تو مختلف چیزوں پر توجہ دو' پہلے ایک اور پھر دوسری چیز پر باری باری غور کر کے کمتر اہمیت کی چیزوں میں سے منتخب چیزوں کی گٹھڑی تیار کرو۔" [۸] یقیناً آرٹسٹ کو اناٹومی' تناظر' روشنی اور سایوں کا مطالعہ لازماً کرنا چاہیے؛ واضح اور قطعی خطوط تصویر کو بے جان بنا دیتے ہیں۔ "ہمیشہ تصویر اس طرح بناؤ کہ چھاتی ہرگز اس رخ کو نہ ہو جس طرف چہرہ ہے۔" [۹] لیونارڈ کی اپنی بنائی ہوئی تصویروں کی خوبصورتی کا ایک راز یہی ہے۔ سب سے آخر میں وہ زور دیتا ہے: "پیکر اس قدر متحرک انداز میں بناؤ کہ وہ تمہارے ذہن میں موجود پیکر کو دکھانے کے لیے کافی ہوں۔" [۱۰] کیا وہ مونالیزا کے ہونٹ بناتے وقت یہ بات بھول گیا تھا' یا کیا وہ آنکھوں اور لبوں میں موجود روح کو شناخت کرنے کی ہماری صلاحیت میں مبالغہ آرائی کر رہا تھا؟

لیونارڈو اپنی تصاویر یا تحریروں کی بجائے اپنی ڈرائینگز میں زیادہ واضح اور متنوع طور پر بحیثیت انسان دکھائی دیتا ہے۔ ڈرائینگز کی تعداد بہت زیادہ ہے صرف ایک مسودے ---میلان کے Codice Atlantico--- میں ہی 1700 خاکے ہیں۔ بہت سے خاکے عجلت میں بنائے گئے؛ متعدد ایسے شاہکار ہیں کہ ہمیں لیونارڈو کو نشاۃ ثانیہ کا قابل ترین' لطیف ترین اور عمیق ترین ڈرافٹس مین (خاکہ نویس) شمار کرنا پڑتا ہے؛ مائیکل اینجلو یا ریمبرانٹ کی ڈرائینگز میں سے کوئی بھی مسحور کن "کنواری' عیسیٰ اور سینٹ اینے" (برلنگٹن ہاؤس) کی ہمسری نہیں کرتی۔ لیونارڈو نے جسمانی زندگی کے ہر ایک اور روحانی زندگی کے متعدد مراحل کی تصویر کشی کے لیے سلور پوائنٹ' چارکول' سرخ چاک یا قلم اور روشنائی استعمال کی۔ اس کے بنائے ہوئے خاکوں میں سینکڑوں Putti یا Bambini اپنی فربہ اور ڈمپل والی ٹانگیں پھیلائے بیٹھی ہیں؛ ایک سو شباب' چہرے مہرے میں نیم یونانی' جذبات میں نیم نسوانی؛ ایک سو حسین کنواریاں' شرمیلی اور خوش اندام' لہراتی ہوئی زلفوں والی؛ اپنے پٹھوں پر مغرور ایتھلیٹ' اور جنگ میں مشغول یا چمکدار ہتھیاروں اور زرہوں سے لیس جنگجو؛ سیباستیان کی نرم دلکشی سے لے کر جیروم کی خراب جلد تک کی خصوصیات رکھنے والے اولیاء؛ اپنے شیر خوار بچوں میں دنیا کی تجسیم دیکھتی ہوئی ماڈونائیں؛ لاتعداد میڈونائیں، موہنگ لیلوں (Masquerades) کے لیے ملبوسات کی پیچیدہ ڈرائینگز؛ اور سر یا گردن میں لپٹی' بازو پر سمٹی یا پھر شانے

یا گھٹنے پر سے تہہ در تہہ صورت میں نیچے کو گرتی ہوئی سکارفوں' شالوں' لیسوں یا قباؤں کی تفصیلات جو نظر کو کھینچ لیتی' چھونے کی دعوت دیتی اور ہمارے جسموں کے لباس سے زیادہ حقیقی لگتی ہیں۔ یہ تمام صورتیں زندگی کے جوش و خروش اور شان و شوکت پر نغمہ زن ہیں; لیکن ان کے درمیان خوفناک مخلوقات اور مزاحیہ خاکے بھی بکھرے پڑے ہیں--- بدہیئت سر' شہوت پرست احمق' حیوانی چہرے' جھریوں زدہ بدن' غصے سے بگڑی ہوئی بد مزاج عورتیں' بالوں کی جگہ سانپوں کی حامل ڈائن' ضعف عمر کے باعث سوکھے ہوئے اور جھریوں زدہ آدمی; اور لیونارڈو کی غیر جانبدار کائناتی نظر نے اسے دیکھا' جانچا اور مصمم ارادے کے ساتھ اپنے کاغذوں پر اتارا' کہ جیسے بدصورت شیطان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالنا مقصود ہو۔ اس نے ان دہشتوں کو اپنی تصاویر سے باہر رکھا جو حسن کے لیے وقف تھیں۔ لیکن اسے ان کو اپنے فلسفہ میں جگہ دینا پڑی۔

شاید اسے فطرت نے انسانوں سے زیادہ خوشی دی' کیونکہ فطرت غیر جانبدار تھی اور اس کی برائی کو بغض و عناد کا الزام نہیں دیا جا سکتا تھا; ایک غیر متعصب نظر کے لیے فطرت کی ہر شئے قابل درگذر ہے۔ چنانچہ لیونارڈو نے بہت سے زمینی مناظر بنائے اور انہیں نظرانداز کرنے والے بوٹی چیلی کو برابھلا کہا; اس نے پوری لگن کے ساتھ اپنی قلم کے ذریعہ پھولوں کے بے برگ ریشوں (Tendrils) کو پیش کیا; شاید ہی کوئی ایسی تصویر ہوگی جو اس نے درختوں' ندیوں' پہاڑوں' چٹانوں' بادلوں اور سمندر کے پس منظر کا مزید جادوئی تاثر دیئے بغیر بنائی ہو۔ اس نے تعمیراتی صورتوں کو اپنے فن سے تقریباً خارج کر دیا تاکہ مصور کردہ فرد یا گروہ کو چیزوں کی ہم آہنگ کلیت میں' فطرت میں زیادہ جگہ دے سکے۔

لیونارڈو نے کہیں کہیں تعمیراتی نمونوں پر بھی اپنا ہنر آزمایا' لیکن ناکامیاب رہا۔ اس کی ڈرائینگز میں قدیم الوضع اور نیم شامی تعمیراتی تخیلات موجود ہیں۔ اسے گنبد پسند تھے' اور میلان میں لوڈوویکو کے بنائے ہوئے سینٹ صوفیہ کی قسم کے گنبدوں کے لیے خوبصورت خاکے بنائے۔ لوڈوویکو نے اسے پادیا بھیجا کہ وہ وہاں جاکر کیتھیڈرل کو دوبارہ ڈیزائن کرے' لیکن لیونارڈو کو کیتھیڈرل کی نسبت پادیا کے ریاضی دان اور ماہرین اناٹومی زیادہ بھائے۔ اس نے اطالوی شہروں کے شور و غل' گندگی اور بھیڑ بھاڑ

پر اظہار دکھ کیا' شہری منصوبہ بندی کا مطالعہ کیا اور لوڈوویکو کو دو سطوحات کے شہروں کا خاکہ بنا کر پیش کیا۔ نچلی سطح پر تمام تجارتی آمد و رفت "اور عوام کی خدمت و سہولت کا تمام سامان" تھا؛ بالائی سطح پر ایک 20 بریشیا (تقریباً 40 فٹ) چوڑی گزرگاہ تھی جس کو گول ستونوں نے اوپر اٹھا رکھا تھا' اور یہ "گاڑیوں کے استعمال کے لیے نہیں بلکہ صرف اور صرف شائستہ لوگوں کی سہولت کے لیے تھی"؛ گاہے بگاہے چکردار زینے دونوں سطحوں کو آپس میں ملاتے تھے' اور ادھر ادھر بنائے گئے فوارے ہوا کو ٹھنڈا اور صاف بناتے تھے۔ [63] اس قسم کی بلندی کے لیے لوڈوویکو کے پاس سرمایہ نہ تھا' اور میلانی اشرافیہ زمین پر ہی رہی۔

VI۔ موجد

یہ تسلیم کرنا مشکل ہے کہ لیونارڈو سیزر بورجیا کی طرح لوڈوویکو کی نظر میں بھی بنیادی طور پر ایک انجینئر تھا۔ اس نے میلان کے ڈیوک کے لیے جو ناٹکی نمائشوں کا منصوبہ بنایا تھا ان میں ذہین و فطین خودکار مشینیں بھی شامل تھیں۔ وازاری ہمیں بتاتا ہے: "وہ پہاڑوں کو بہ آسانی ہٹانے اور ان میں سے درے نکالنے کے لیے وہ ہر روز ماڈل اور ڈیزائن بناتا؛ اور لیوروں' کرینوں اور حمالوں (Winches) کے ذریعہ بھاری چیزیں اٹھانے اور گھسیٹنے کے طریقے سوچتا؛ اس نے گودیاں صاف کرنے اور گہرائیوں سے پانی اوپر لانے کے طریقہ کار بنائے۔" [64] اس نے پیچوں کی چوڑیاں بنانے کی مشین بنائی۔ اس نے ایک آبی پہیہ (Water Wheel) بنانے کے لیے بالکل درست خطوط پر کام کیا؛ گاڑیاں روکنے کے لیے زبردست بریکیں اختراع کیں۔ [65] اسی نے اولین مشین گن ڈیزائن کی' اور دور تک گولے پھینکنے والی توپیں بھی؛ ایک multiple-belt ڈرائیو؛ تھری سپیڈ ٹرانسمیشن گیئرز؛ ایک ایڈجسٹ ایبل مانکی رنچ؛ دھات کو گولائی میں موڑنے والی ایک مشین؛ پرنٹنگ پریس کے لیے ایک نقل پذیر بیڈ؛ سیڑھی اوپر اٹھانے کے لیے ایک سیلف لاکنگ Worm gear۔ [66] اس نے زیر آب بحرپیمائی کا ایک منصوبہ سوچا تھا' لیکن اس کی وضاحت کرنے سے انکار کر دیا۔ [67] اس نے ایک دخانی انجن کے لیے سکندریہ کے ہیرو والا تصور دوبارہ پیش کیا اور دکھایا کہ

بندوق میں بھاپ کا دباؤ ایک آہنی ٹکڑے کو کیسے 12 گز دور پھینک سکتا تھا۔ اس نے دھاگے کو کسی تکلے پر مساوی انداز میں لپیٹنے کا ایک آلہ ایجاد کیا[46]، اور ایسی قینچی جو ہاتھ کی ایک حرکت سے کھلتی اور بند ہوتی تھی۔ اکثر وہ اپنے تخیل سے محظوظ ہوتا رہا، مثلاً پانی پر چلنے کے لیے پھولی ہوئی لمبی پتریاں (Ski) یا ایک پن چکی جو بیک وقت متعدد آلات موسیقی بجاتی ہو۔[47] اس نے پیراشوٹ کا خیال پیش کیا: "اگر کوئی آدمی لِنن سے بنا ہوا خیمہ لے، جس کے تمام سوراخ بند کیے جا چکے ہوں اور اس کی چوڑائی 12 کیوبٹ اور گہرائی بھی 12 کیوبٹ ہو تو وہ انتہائی بلندی سے چھلانگ لگا کر بھی بحفاظت زمین پر اتر جائے گا۔[48]

وہ اپنی زندگی کے آدھے عرصے میں انسانی پرواز پر غور و فکر کرتا رہا۔ ٹالسٹائے کی طرح اس نے بھی پرندوں پر رشک کیا جو متعدد اعتبار سے انسان سے برتر تھے۔ اس نے پرندوں کے پروں اور دُموں کے انداز عمل، ان کے ہوا میں اوپر اٹھنے، تیرنے مڑنے اور نیچے اترنے کا بغور مطالعہ کیا۔ اس کی تیز نظر نے پرجوش تجسّس کے ساتھ ان حرکات کو دیکھا، اور اس کی تیز رفتار پنسل نے خاکے بنا کر انہیں ریکارڈ کر لیا۔ اس نے مشاہدہ کیا کہ پرندے ہوا کے جھونکوں اور دباؤ سے کیسے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اس نے ہوائی تسخیر کا منصوبہ بنایا:

> آپ ایک پرندے کے پروں کی اناٹومی بنائیں گے جس میں ان پروں کو حرکت دینے والے پٹھے بھی شامل ہوں گے۔ اور آپ ایک انسان کے لیے بھی ایسا ہی کریں گے تاکہ اسے ان پروں کے ذریعہ ہوا میں ہی ٹھہرنے کے قابل ہونے کی ممکنہ صورت پیش کر سکیں[49] ..... پرندوں کا اپنے پر ہلائے بغیر اوپر کو اٹھنا ہوا کے جھونکوں کے درمیان ان کی گولائی میں حرکت کے سوا اور کسی وجہ سے نہیں[50] ..... چمگادڑ پرندے کا بہترین ماڈل ہے، کیونکہ اس کی جھلی ..... پروں کے انداز عمل کو باہم باندھنے کے ذریعہ کے طور پر کام کرتی ہے[51] ..... کوئی بھی پرندہ مکینیکل قواعد کے مطابق کام کرنے والا ایک آلہ ہے۔ یہ آلہ اس کی تمام حرکات سمیت بنانا انسان کے اختیار میں ہے، لیکن وہ اس جیسی مضبوطی پیدا نہیں کر سکتا۔[52]

اس نے سکریو میکنزم کی متعدد ڈرائینگز بنائیں جن کے ذریعہ کوئی انسان اپنے پاؤں ہلا کر تیزی سے پر پھڑپھڑاتے ہوئے ہوا میں بلند ہو سکتا ہے۔ [۵۳] اس نے اپنے ایک مختصر مضمون "پرواز" (*Sul Volo*) میں اپنی تیار کردہ اُڑنے والی مشین بیان کی جو مضبوط اکڑے ہوئے لِنن' چمڑے کے جوڑوں اور خام ریشم کے تسموں پر مشتمل تھی۔ اس نے اسے "پرندہ" کہا اور اسے اُڑانے کیلئے تفصیلی ہدایات تحریر کیں [۵۴]:

> اگر پیچ دار میخ والے (Screw) اس آلے کو..... تیزی سے موڑا جائے تو مذکورہ پیچ اسے ہوا میں چکر کی صورت میں گھمائے گا' اور یہ اوپر کو اٹھ جائے گا [۵۵]..... مشین کا آزمائشی تجربہ پانی کے اوپر کریں تاکہ گرنے کی صورت میں آپ کو چوٹ نہ آئے [۵۶]..... عظیم پرندے کی پہلی پرواز ساری دنیا کو حیرت سے بھر دے گی اور تمام روزنامچے اسے شہرت دیں گے; اور یہ اس گھونسلے کو ابدی رفعت دے گی جہاں اس نے جنم لیا۔ [۵۷]

کیا اس نے واقعی اڑنے کی کوشش کی تھی؟ *Codice Atlantico* میں ایک جگہ کہا گیا: "کل صبح جنوری 1496ء کی دوسری تاریخ کو میں آزمائشی تجربہ کروں گا"; ہمیں اس بارے میں مزید معلومات میسر نہیں۔ ماہر طبیعات جیروم کارڈن کے باپ Fazio Cardano نے اپنے بیٹے کو بتایا کہ لیونارڈو نے خود بھی پرواز کی تھی۔ [۵۹] کچھ کے خیال میں لیونارڈو کا ایک معاون انٹونیو جب 1510ء میں اپنی ٹانگ تڑوا بیٹھا تو اس کی وجہ لیونارڈو کی ایک مشین کے ذریعہ اُڑنے کی کوشش ہی تھی۔ ہم حتمی طور پر کچھ نہیں جانتے۔

لیونارڈو کی سوچ غلط تھی۔ انسان نے (ماسوائے گلائیڈنگ کے) پرندوں کی نقل کر کے نہیں بلکہ ایک پروپیلر کے ساتھ اندرونی احتراقی انجن لگا کر پرواز کی جو ہوا کو نیچے کی بجائے پیچھے کی طرف پھینک سکتا ہے; آگے کی جانب رفتار نے اوپر کی جانب پرواز ممکن بنائی۔ لیکن اس انسان کا اعلیٰ ترین اعزاز اس کی علم سے محبت ہے۔ ہمیں نوع انسانی کی جنگوں اور جرائم سے دکھ زدہ' قابلیت کی خود غرضی اور دائمی غربت سے بددل' اقوام

اور نسلوں کی زندگی کے اختصار اور توہین کا باعث بننے والی توہمات اور خوش اعتقادی سے دلبرداشتہ اپنی نسل اس وقت کچھ حد تک نجات یافتہ محسوس ہوتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ یہ ایک بے چین خواب کو تین ہزار برس تک اپنے ذہن میں سنبھال کر رکھ سکتی ہے---- Daedalus اور Icarus کی کہانی سے لے کر لیونارڈو اور ہزاروں دیگر افراد کی ٹامک ٹوئیوں سے ہوتے ہوئے ہمارے عہد کی رفیع الشان اور المناک کامیابی تک۔

VII۔ بحیثیت سائنس دان

لیونارڈو نے اپنی ڈرائینگز کے پہلو بہ پہلو' کبھی کبھی ایک ہی صفحے پر' کبھی کبھی کسی مرد یا عورت' منظر یا مشین کے خاکے کے اردگرد' کچھ نوٹس بھی لکھے جن میں یہ ناقابل تسکین ذہن فطرت کے قوانین اور طریقہ ہائے کار پر پریشان نظر آتا ہے۔ شاید یہ سائنس دان آرٹسٹ میں سے ہی ابھرا تھا: لیونارڈو کی مصوری نے اسے اناٹومی' قوانین تناسب و تناظر' روشنی کے امتزاج اور انعکاس' رنگوں اور تیلوں کی کیمیاء پر غور کرنے پر مجبور کیا: ان تحقیقات سے اس کی توجہ پودوں اور جانوروں میں ساخت اور وظائف کی باریک تفصیلات کی جانب مبذول ہوئی: اور ان تحقیقات سے وہ ہمہ گیر اور ناقابل تغیر قانون فطرت کے فلسفیانہ تصور تک گیا۔ آرٹسٹ نے عموماً سائنس دان سے شکست کھائی: سائنسی ڈرائنگ بذات خود ایک خوبصورت چیز ہو سکتی' یا خوبصورت گلکاری کی صورت اختیار کر سکتی ہے۔

اپنے عہد کے بیشتر سائنس دانوں کی طرح لیونارڈو کا رجحان بھی سائنسی طریقہ کار کو پرکھ کی بجائے تجربے کے ساتھ شناخت کرنے کی طرف تھا۔ [60] وہ خود کو مشورہ دیتا ہے: "یاد رہے' پانی کے متعلق لیکچر دیتے وقت پہلے تجربہ بیان کرنا ہے اور بعد میں منطق۔" [61] چونکہ کسی بھی انسان کا تجربہ حقیقت کے خوردبینی ٹکڑے سے زیادہ نہیں ہو سکتا' اس لیے لیونارڈو نے کتب بینی کے ذریعہ اپنے تجربہ میں اضافہ کیا جو ایک قائم مقام تجربہ ہے۔ اس نے ساکسونی کے البرٹ کی تحریروں کا بغور مگر تنقیدی مطالعہ کیا' [62] راجر بیکن' البرٹس میگنس اور Cusa کے نکولس کے خیالات سے جزوی واقفیت حاصل کی اور Marcantonio della Torre 'Luca Pacioli اور پادیا یونیورسٹی کے دیگر

پروفیسروں کی صحبت میں کافی کچھ سیکھا۔ لیکن اس نے ہر چیز کو اپنے تجربہ کی کسوٹی پر پرکھا۔ "جو بھی شخص متضاد خیالات میں مستندات کا حوالہ دیتا ہے وہ اپنی منطق کی بجائے حافظے سے کام لیتا ہے۔" [63] وہ اپنے عہد کے مفکرین میں چھپا ہوا تھا۔ اس نے الکیمیا اور علم نجوم کو مسترد کر کے ایک ایسے دور کی امید باندھی جب "تمام نجومیوں کا سر قلم کر دیا جائے گا۔" [64]

اس نے تقریباً ہر سائنس میں ہاتھ ڈالا۔ اس نے استدلال کی خالص ترین صورت کے طور پر ریاضی کو بڑے جوش و خروش کے ساتھ اپنایا؛ اس نے جیومیٹریکل اشکال میں خاص خوبصورتی محسوس کی اور "آخری ضیافت" کے لیے مطالعہ کے دوران کچھ اشکال ایک ہی صفحے پر بنائیں۔ [65] اس نے سائنس کا ایک بنیادی اصول پرجوش انداز میں بیان کیا: "وہاں کوئی قطعیت موجود نہیں جہاں آپ کوئی ریاضیاتی یا اس پر منحصر سائنس لاگو نہیں کر سکتے۔" [66] اور اس نے بڑے فخریہ انداز میں افلاطون کی بازگشت پیش کی: "کسی بھی ایسے شخص کو میری تحریریں پڑھنے کی اجازت نہ دی جائے جو ریاضی دان نہیں ہے۔" [67]

وہ فلکیات کے سحر میں گرفتار تھا۔ اس نے "چاند کو بڑا کر کے دیکھنے کے لیے عدسے بنانے" کی تجویز دی [68]، لیکن بدیہی طور پر بنائے نہیں۔ وہ لکھتا ہے: "سورج حرکت نہیں کرتا..... زمین سورج کے دائرے کے مرکز میں نہیں ہے اور نہ ہی کائنات کے مرکز میں۔" [69] "چاند پر ہر ماہ ایک موسم سرما اور ایک موسم گرما آتا ہے۔" [70] لیونارڈو نے چاند کے داغوں کی وجوہ پر تفصیل سے بات کی، اور اس معاملے میں Saxony کے البرٹ کے نظریات کا مقابلہ کیا۔ [71] اسی البرٹ پر سبقت حاصل کرتے ہوئے وہ دلیل دیتا ہے کہ "ہر بھاری مادہ نیچے کی جانب گرتا ہے اور مستقل طور پر اوپر کی طرف قائم نہیں رہ سکتا، اس لیے ساری زمین کروی بن جائے گی" اور انجام کار ساری زمین پر پانی چھا جائے گا۔ [72]

اس نے بلند پہاڑوں کی مٹی میں سمندری جانوروں کے خول دیکھے اور نتیجہ اخذ کیا کہ کبھی پانی ان بلندیوں تک پہنچا تھا۔ [73] (بوکاشیو نے اپنی *Filocopo* [74] میں یہ بات تقریباً 1338ء میں ہی کہہ دی تھی)۔ اس نے عالمگیر سیلاب کا نظریہ رد کیا [75]، اور

زمین کو اتنا قدیم بیان کیا کہ اس کے ہم عصر راسخ العقیدہ لوگوں کو دھچکا لگا ہو گا۔ اس نے Po کے لگائے ہوئے اندازوں کو 2 لاکھ برس کی مدت سے منسوب کیا۔ اس نے اِٹلی کا ایک نقشہ بنایا جیسا کہ وہ اس کے خیال میں ابتدائی زمانے میں تھا۔ اس کے خیال میں صحارا صحرا کبھی کھارے پانی کے نیچے ہوا کرتا تھا۔[76] پہاڑ بارش کے پانی سے کٹ کر بنے تھے۔[77] سمندر میں پانی مسلسل گرنے سے اس کی سطح بلند ہو رہی ہے۔ "زیرِ زمین بہت بڑے دریا بہتے ہیں؛"[78] اور زمین کے جسم میں حیات بخش پانی کا بہاؤ انسان کے جسم میں خون کے بہاؤ سے مطابقت رکھتا ہے۔[79] سدوم اور گوموراہ شہر انسانی گنہگاری کے باعث نہیں بلکہ ست رو جغرافیائی عمل کے نتیجہ میں تباہ ہوئے؛ ان کی مٹی غالباً بحیرۂ مردار میں جا بیٹھی۔[80]

لیونارڈو نے واضح طور پر طبیعات کے میدان میں ان تحقیقات کو رہنما بنایا جو چودھویں صدی میں ساکسونی کے البرٹ اور Jean Buridan نے کی تھیں۔ اس نے حرکت اور وزن کے موضوع پر تقریباً سو صفحات لکھے' اور مزید ایک سو صفحات گرمی' صوتیات' بصریات' رنگ' ہائیڈرالک اور مقناطیسیت کے موضوعات پر۔ "میکینکس ریاضیاتی سائنسوں کی بہشت ہے' کیونکہ "اسی کے ذریعہ آپ ریاضی کے پھل تک پہنچتے ہیں"[81]۔ اس نے پُلیوں' کریوں اور لیوروں میں مسرت اٹھائی اور ان کے ذریعہ کچھ اٹھا سکنے یا حرکت دینے کا اسے کوئی انت نظر نہ آیا؛ لیکن وہ دائمی حرکت کی کھوج کرنے والوں پر ہنسا۔ "مادی حرکت کے ساتھ قوت' اور ضرب کے ساتھ وزن' یہ ہیں وہ چار حادثاتی طاقتیں جن میں تمام فانیوں کے کام اپنی ہستی اور نیستی پاتے ہیں۔"[82] ان سطور کے باوجود وہ مادیت پسند نہیں تھا۔ اس کے برعکس اس نے قوت کو ایک "روحانی صلاحیت۔۔۔" خیال کیا۔ "اس لیے روحانی کیونکہ اس میں موجود زندگی نظروں سے اوجھل اور بے جسم ہے۔۔۔۔ اس لیے ناقابلِ ادراک کیونکہ اسے پیدا کرنے والا جسم نہ حجم میں بڑھتا ہے اور نہ وزن میں۔"[83]

اس نے آواز کی مواصلات کا مطالعہ کیا' اور لہروں کی بجائے ہوا کو اس کا ذریعہ سفر بتایا۔ "جب بربط کا ایک تار چھیڑنے پر آواز پیدا ہوتی ہے..... تو یہ کسی دوسرے بربط کے تار پر بھی عین وہی سُر چھیڑتی ہے۔ آپ دو بربطوں کے تار پر کوئی تنکا رکھ کر کسی کو

قائل کرسکتے ہیں۔" ۸۴؎ ٹیلی فون کے بارے میں اس کا ایک اپنا نظریہ تھا۔ "اگر آپ اپنا جہاز روک دیں اور ایک لمبی نالی کا منہ پانی میں رکھیں اور دوسرا سرا اپنے کان سے لگالیں تو آپ بہت دور کے جہازوں کی آواز بھی سن لیں گے۔ آپ نالی کا سرا زمین سے لگا کر بھی دور سے گذرنے والے کسی شخص کی آہٹ سن لیں گے۔" ۸۵؎

لیکن اسے آواز سے زیادہ بصارت اور روشنی میں دلچسپی تھی۔ وہ آنکھ کی کارکردگی پر بہت حیران ہوا: "کون یقین کرے گا کہ اتنی چھوٹی سی جگہ میں ساری کائنات کے مناظر سما سکتے ہیں؟" ۸۶؎ --- اور اس نے ماضی میں کافی عرصہ پہلے کے کسی منظر کو یاد کرنے میں ذہن کی قوت پر اور بھی زیادہ حیرت کا اظہار کیا۔ اس نے چشموں کے ذریعہ آنکھوں کے پٹھوں کی کمزوری کا ازالہ کرنے کی تفصیلات شاندار انداز میں بیان کیں۔ ۸۷؎ اس نے Camera Obscura اصول کے تحت آنکھ کے آپریشن کی وضاحت کی: کیمرہ اور آنکھ میں تصویر اندر کی جانب بنتی ہے کیونکہ کسی چیز سے ٹکرا کر کیمرہ یا آنکھ میں آنے والی روشنی کی شعاعیں اہرامی صورت میں ایک دوسرے کو قطع کرتی ہیں۔ ۸۸؎ اس نے قوس قزح میں سورج کے روشنی کے انعطاف کا تجزیہ کیا۔ یوں باتستا البرٹی کی طرح وہ بھی Michel Chevreul کی حتمی تحقیق سے چار سو سال قبل ضمنی رنگوں کے ایک خاصے معقول نظریئے کا حامل تھا۔ ۸۹؎

اس نے پانی کے موضوع پر ایک رسالہ لکھنے کا سوچا' لکھنا شروع کیا اور بے شمار نوٹس چھوڑ کر مرا۔ پانی کی حرکات نے اس کی آنکھ اور ذہن کو محصور کرلیا: اس نے پرسکون اور سرکش ندیوں' چشموں اور آبشاروں' بلبلوں اور جھاگ' پہاڑی نالوں اور موسلادھار بارش' اور ہوا اور بارش کی بیک وقت غضب ناکی کا مطالعہ کیا۔ تھیلس کے الفاظ کو 2,100 برس بعد دوہراتے ہوئے اس نے لکھا: "پانی کے بغیر ہمارے درمیان کچھ بھی موجود نہیں رہ سکتا۔" ۹۰؎ اس نے پاسکل کے علم مائعات کے بنیادی اصول پر غور و فکر شروع کیا--- کہ کسی مائع پر ڈالا گیا دباؤ اس کے ذریعہ سے آگے منتقل ہوتا ہے۔ ۹۱؎ اس نے نکتہ پیش کیا کہ آپس میں ملے ہوئے برتنوں میں پانی کی سطح ایک جیسی رہتی ہے۔ ۹۲؎ ہائیڈرالک انجینئرنگ کی میلانی روایات کا وارث ہونے کی وجہ سے اس نے نہریں ڈیزائن اور تعمیر کیں' کشتی رانی کے قابل نہریں بنانے کے طریقے بتائے اور

تجویز دی کہ فلورنس سے سمندر تک دریائے آرنو سے نہر نکال کر پیسا کو بطور بندرگاہ استعمال کرنے کی حاجت سے آزادی حاصل کی جائے۔[۹۲] لیونارڈو کوئی یوٹوپیائی شیخ چلی نہیں تھا، لیکن اس نے اپنی تحقیقات اور کاموں کے منصوبے یوں بنائے جیسے اس کے پاس گذارنے کو درجنوں زندگیاں ہوں۔

اس نے نباتات کے موضوع پر تھیوفراسٹس کی عظیم کتاب سے لیس ہو کر اپنے بیدار ذہن کو "فطری تاریخ" کی جانب موڑا۔ اس نے ٹہنیوں پر پتوں کے اگنے کی ترتیب کا معائنہ کیا اور اس کے قوانین تشکیل دیئے۔ اس نے مشاہدہ کیا کہ درخت کے کٹے ہوئے تنے میں موجود دائرے اس کی عمر کے سالوں کا ریکارڈ ہیں اور ان کی چوڑائی اس سال کی نمی کا۔[۹۳] وہ اس بارے میں اپنے زمانے کی بہت سے توہمات میں شریک لگتا ہے کہ مخصوص جانوروں کی موجودگی یا ان کو چھونے سے کچھ انسانی امراض کا علاج کیا جا سکتا ہے۔[۹۴] اس نے ریکارڈ شدہ تاریخ میں بے مثال گہرائی اور لگن کے ساتھ گھوڑے کی اناٹوی پر تحقیق کر کے اپنی توہم پرستی کی تلافی کی۔ اُس نے اِس موضوع پر ایک خصوصی رسالہ تیار کیا، لیکن وہ میلان پر فرانسیسی تسلط کے دوران گم گیا۔ اس نے انسانوں اور جانوروں کی ٹانگوں کو ایک ساتھ رکھ کر مطالعہ کرتے ہوئے ایک طرح سے جدید تقابلی اناٹومی کا آغاز کیا۔ اس نے گیلن کی فرسودہ استناد کو ایک طرف رکھ کر اصل جسموں پر کام کیا۔ اس نے انسان کی اناٹومی نہ صرف الفاظ بلکہ ڈرائینگز میں بھی بیان کی جو اس میدان میں کیے ہوئے کسی بھی کام سے بلند پایہ تھیں۔ اُس نے اِس موضوع پر ایک کتاب لکھنے کا سوچا، اور اس کے لیے سینکڑوں اشکال اور نوٹس چھوڑ گیا۔ اس نے "30 سے زائد انسانی نعشوں کی چیرپھاڑ" کرنے کا دعویٰ کیا[۹۶]، اور جنین، دل، پھیپھڑوں، ڈھانچے، پٹھوں، آنتوں، آنکھ، کھوپڑی اور دماغ کی لاتعداد ڈرائینگز اس دعوے کی حمایت کرتی ہیں۔۔ وہ پہلا شخص تھا جس نے۔۔۔ شاندار ڈرائینگز اور نوٹس میں۔۔۔ بچہ دانی کی سائنسی تصویر کشی کی، اور جنین کے اردگرد تین جھلیوں کے متعلق بالکل درست طور پر بتایا۔ وہ پہلا شخص تھا جس نے رخسار کی ہڈی کے جوف کا خاکہ بنایا; آج اسے ہائی مور کا Atrum کہتے ہیں۔ اس نے ایک مردہ بیل کے دل کے والوز میں پگھلی ہوئی موم انڈھیلی تاکہ اس کے خانوں کی تصویر حاصل کر سکے۔ دائیں ونٹریکل

Catena کے (moderator band) کی خاصیت سب سے پہلے اُسی نے بیان کی۔ ۹۷
وہ خون کی نالیوں کے نظام سے سحرزدہ تھا: اس نے خون کی گردش کو مقدس جانا' لیکن اس کا میکنزم درست طور پر سمجھ نہ پایا۔ وہ لکھتا ہے: "دل دوسرے پٹھوں کی نسبت کہیں زیادہ طاقتور ہے..... دل کے کھلنے پر واپس آنے والا خون وہی نہیں ہوتا جو اس کے سکڑنے پر ہوتا ہے۔" ۹۸ اس نے کافی درستگی کے ساتھ خون کی نالیوں' نسوں اور جسم کے پٹھوں کو جانچا۔ ورزش کی کمی سے پیدا ہونے والی شریانوں کی سختی کو بڑھاپے کی وجہ قرار دیا۔ ۹۹ اس نے آرٹسٹوں کی مدد کے لیے انسانی پیکر کے موزوں تناسب کے موضوع پر ایک جلد ("De figura Umana") لکھنا شروع کی' اور اس کے کچھ خیالات ایک دوست Paciolli نے اپنے رسالے "De divina Proportione" میں شامل کیے۔ اس نے پیدائش سے لے کر ضعیفی تک انسان کی زمینی زندگی کا تجزیہ کیا۔ اور پھر ذہنی زندگی کے سروے کا منصوبہ بنایا۔ "آہ! خدا نے اپنی خوشی سے مجھے انسان کی عادات کی نفسیات پر بھی اس انداز میں سوچ بچار کی اجازت دی جس انداز میں' میں اس کے جسم کو بیان کرتا ہوں!" ۱۰۰

کیا لیونارڈو ایک عظیم سائنس دان تھا؟ الیگزینڈر وان ہمبولٹ نے اسے "پندرھویں صدی کا عظیم ترین طبعیات دان" خیال کیا' ۱۰۱ ولیم ہنٹر نے اسے "اپنے دور کا عظیم ترین ماہر اناٹومی" شمار کیا۔ ۱۰۲ وہ اتنا اچھوتا نہیں تھا جتنا کہ ہمبولٹ نے تصور کیا: طبعیات کے میدان میں اس کے زیادہ تر خیالات ژاں بوریدان' ساکسونی کے البرٹ اور دیگر پیشروؤں سے مستعار لیے ہوئے تھے۔ وہ واضح غلطیاں کرنے کا اہل تھا' مثلاً وہ لکھتا ہے کہ "کرۂ ارض پر پانی کی کوئی بھی بالائی سطح سمندر سے نیچی نہیں;" ۱۰۳ لیکن زمین یا آسمان کے درمیان موجود تقریباً ہر چیز کے متعلق نوٹس کی اس قدر وسیع پیداوار میں اس قسم کی خطائیں معدودے چند ہیں۔ اس کی نظری میکینکس کسی نہایت ذہین تجربہ کار جیسی تھیں: اس کے پاس آلات' تربیت اور وقت کی کمی تھی۔ ان تمام معذوریوں اور آرٹ میں محنت کے باوجود اس نے سائنس میں جو سب کچھ حاصل کیا وہ ایک کرشماتی عہد کے کرشموں میں سے ایک ہے۔

لیونارڈو نے اتنے زیادہ شعبوں میں تحقیقات کے دوران کبھی کبھی فلسفے پر بھی توجہ

دی۔ "اے زبردست احتیاج! تو مطلق منطق کے ساتھ تمام معلولات کو ان کی علتوں کا براہ راست نتیجہ بنائے رکھتی ہے' اور ایک مطلق و ناقابل تنسیخ قانون کے تحت ہر فطری فعل مختصر ترین ممکنہ عمل کے ذریعہ تیرا مطیع ہے۔" [4] اس میں انیسویں صدی کی سائنس والا تمام فخر موجود ہے' اور یہ دینیات سے دلچسپی پر بھی دلالت کرتا ہے۔
آرٹسٹ کی زندگی پر اپنی پہلی اشاعت میں وازاری نے لکھا کہ وہ "اپنی ذہنی تشکیل میں اس قدر بدعتی تھا کہ کسی بھی مذہب سے مطابقت قائم نہ کر سکا' اور شاید ایک عیسائی کی بجائے فلسفی ہونے کو بہتر خیال کیا۔" [5] ... لیکن وازاری نے بعد کی اشاعتوں میں سے یہ اقتباس نکال دیا۔ اپنے عہد کے متعدد عیسائیوں کی طرح لیونارڈو نے بھی گاہے بگاہے مذہبی طبقے پر آوازے کسے: اس نے انہیں "فریسی" (منافق) کہا' ان پر الزام لگایا کہ وہ مصنوعی کرشموں کے ذریعہ سادہ لوح عوام کو دھوکہ دیتے ہیں' اور آسمانی وعدوں کے "کھوٹے سکے" پر مسکرایا جو وہ دنیاوی سکوں کے بدلے میں دیئے جاتے تھے۔ [6] ایک گڈ فرائیڈے کے موقع پر اس نے لکھا: "آج ساری دنیا اس لیے دکھ زدہ ہے کہ مشرق میں ایک آدمی مر گیا تھا۔" [7] وہ اس سوچ کا حامل نظر آتا ہے کہ مردہ اولیاء دعائیں سننے کے قابل نہیں تھے۔ [8] "کاش میرے پاس ایسی قوت والی زبان ہوتی کہ جو مجھے سورج سے اوپر کے لوگوں کی عبادت کرنے والوں کی مذمت کے قابل بناتی..... انسانوں کو بطور دیوتا پوجنے کے خواہشمندوں نے ایک سنگین غلطی کی ہے۔" [9] اس نے عیسائی پیکر نگاری میں نشاۃ ثانیہ کے کسی بھی دوسرے آرٹسٹ کے مقابلہ میں زیادہ آزادیاں حاصل کیں: اس نے ہالہ نور بنانے سے گریز کیا' کنواری کو اپنی ماں کے گھٹنے پر پڑے ہوئے دکھایا اور کم سن مسیح کو علامتی میمنے پر چڑھنے کی کوشش میں پیش کیا۔ اس نے مادے میں شعور دیکھا اور روحانی ذات پر اعتقاد باندھا' لیکن اس کے خیال میں روح صرف مادے کے توسط سے اور غیر متغیر قوانین کی مطابقت میں ہی عمل کر سکتی تھی۔ [10] اس نے لکھا کہ "جسم کی ناپاکی ہرگز روح کو ناپاک نہیں کر سکتی" [11]' لیکن مزید کہا کہ "موت زندگی کے ساتھ ساتھ حافظے کو بھی تباہ کر ڈالتی ہے" [12] اور "روح کے بغیر جسم عمل کر سکتا ہے اور نہ ہی محسوس کرنے کے قابل رہتا ہے۔" [13] اس نے کچھ جگہوں پر معبود کو جوش و عقیدت کے ساتھ مخاطب کیا: [14] لیکن دیگر جگہوں پر خدا

کو فطرت، فطری قانون اور "احتیاج" سے مشابہت دی۔[65] زندگی کے آخری برسوں تک وحدت الوجود اس کا مذہب تھا۔

VIII- فرانس میں: (1516-19ء)

چونسٹھ سالہ اور بیمار لیونارڈو فرانس پہنچ کر اپنے 24 سالہ باوفا ساتھی فرانسکو Melzi کے ساتھ Loire پر Amboise کے شہر اور حویلی کے درمیان Cloux کے مقام پر ایک خوبصورت گھر میں رہنے لگا، جہاں بادشاہ اکثر رہنے آیا کرتا تھا۔ فرانس اول کے ساتھ معاہدے میں اس کی حیثیت سات سو کراؤنز (8,750 ڈالر) سالانہ تنخواہ پانے والے "مصور، انجینئر اور شاہی معمار، اور سرکاری ماہر مشین" کی تھی۔ فرانس فراخدل تھا، اور حتیٰ کہ اپنے دور انحطاط میں بھی جینیئس کی حوصلہ افزائی کرتا رہا۔ اس نے لیونارڈو کے ساتھ گفتگو سے لطف اٹھایا اور چیلینی کے الفاظ میں "توثیق کی کہ آج تک دنیا میں کسی بھی شخص کو لیونارڈو جتنی معلومات حاصل نہ تھیں، اور وہ سنگ تراشی، مصوری اور تعمیرات کے میدان میں ماہر ہونے کے علاوہ ایک عظیم فلسفی بھی تھا۔"[66] فرانسیسی دربار میں موجود ماہرین طبیعات لیونارڈو کی اناٹومیکل ڈرائینگز دیکھ کر حیران رہ گئے۔

لیونارڈو نے ایک دور میں اپنی تنخواہ کمانے کے لیے سخت محنت بھی کی۔ اس نے شاہی نمائشوں کے لیے ماسک اور سامان آرائش کا بندوبست کیا؛ Loire اور Saone کو باہم باندھنے اور Sologne کی دلدلیں صاف کرنے کے منصوبوں پر بھی کام کیا[67]، اور غالباً Loire حویلی کے کچھ حصے ڈیزائن کرنے میں حصہ لیا؛ Chambord کی چمکدار دلکشی سے بھی اس کا نام جوڑا جاتا ہے۔[68] غالباً اس نے سن 1517ء کے بعد بہت کم مصوری کی، کیونکہ وہ فالج کے حملے کا شکار ہوا جس نے اس کا دایاں پہلو مفلوج کر دیا؛ اس نے بائیں ہاتھ سے مصوری کی، لیکن باریک کام کے لیے اسے دونوں ہاتھوں کی ضرورت تھی۔ اب وہ جھریوں زدہ کمزور شخص تھا جس کے جسم اور چہرے کی خوبصورتی کی شہرت نصف صدی بعد وازاری تک پہنچی۔ اس کی سابق پُرغرور خود اعتمادی کا رنگ پھیکا پڑ گیا، روح کی طمانیت نے زوال عمر کے دکھوں کے سامنے سر تسلیم خم کیا، زندگی سے محبت نے

مذہبی امید و بیم کو جگہ دی۔ اس نے سیدھا سادہ عزم اپنایا' لیکن اپنے جنازے پر کلیساء کی دعائیہ رسومات ادا کرنے کو کہا۔ ایک مرتبہ اس نے لکھا تھا: "جس طرح اچھے گزارے ہوئے دن کے بعد میٹھی نیند آتی ہے' اسی طرح زندگی کو اچھی طرح استعمال کرنے سے موت اچھی آتی ہے۔"[119]

وازاری نے لیونارڈو کے مرنے کی کہانی بڑے اندوہ ناک انداز میں بیان کی۔ وہ 2 مئی 1510ء کو بادشاہ کی بانہوں میں مرا۔ لیکن بدیہی طور پر اس وقت فرانس کہیں اور تھا۔[120] اس کا جسد خاکی Amboise میں سینٹ فلورنٹین کے کالجیٹ کلیساء کی خانقاہ میں دفن ہوا۔ Melzi نے لیونارڈو کے بھائیوں کو اس واقعہ کی تحریری اطلاع بھیجی' اور یہ بھی لکھا: "میرے لیے یہ بیان کرنا ممکن نہیں کہ میں اس موت پر کس قدر کرب کا شکار ہوں; اور تاحیات متواتر رنجیدہ رہوں گا..... اس قسم کے آدمی کی موت پر سبھی سوگ مناتے ہیں کیونکہ اس جیسا دوسرا تخلیق کرنا فطرت کے اختیار میں نہیں۔ خدائے قادر مطلق اس کی روح کو ابدی سکون عطا کرے!"[121]

ہم اس کے رتبے کا تعین کس طرح کریں؟---اور ہم میں سے کون شخص علم اور مہارتوں کا اتنا تنوع رکھتا ہے جو لیونارڈو جیسے کثیر پہلو آدمی کے متعلق رائے قائم کرنے کے لیے درکار ہیں؟ اس کے ہرفن مولا ذہن کا سحر ہمیں اس کی اصل کامیابی کی متعلق مبالغہ آرائی کرنے پر مائل کر دیتا ہے; کیونکہ وہ عمل سے زیادہ تصور میں زرخیز تھا۔ وہ اپنے عہد کا عظیم ترین سائنس دان یا انجینئر یا مصور یا سنگ تراش یا مفکر نہیں تھا; وہ محض ایک ایسا شخص تھا جس نے ان تمام شعبوں میں بہترین کا مقابلہ کیا۔ لازماً طبی مدارس میں ایسے افراد موجود ہوں گے جنہیں اناٹومی کے بارے میں اس سے زیادہ کچھ معلوم ہوگا; میلان کے علاقہ میں انجینئرنگ کے نہایت قابل ذکر کام لیونارڈو کی آمد سے قبل ہی پایۂ تکمیل کو پہنچ چکے تھے; رافیل اور ٹیشین کی تصویروں نے لیونارڈو کی آج موجود تصویروں کے مقابلہ میں زیادہ گہرا تاثر چھوڑا; مائیکل انجلو یک زیادہ عظیم سنگ تراش تھا; میکیاویلی اور گوئیچارڈینی عمیق تر ذہن رکھتے تھے۔ پھر بھی لیونارڈو کی گھوڑے پر تحقیق اس دور کی اناٹومی کے میدان میں بہترین کام تھا; لوڈوویکو اور میزر

بورجیا نے سارے اٹلی میں سے اسے اپنا انجینئر منتخب کیا: رافیل یا ٹیشین یا مائیکل انجلو کی تصاویر میں سے کوئی بھی "آخری ضیافت" کی ہم پلہ نہیں: رنگوں کے لطیف تاؤ بھاؤ' یا سوچ و جذبات کی نفیس منظر کشی اور دل گیر نزاکت کے حوالے سے کوئی بھی مصور لیونارڈو کی ہمسری نہیں کرتا: اس دور کے کسی بھی مجسمے کو لیونارڈو کے پلاسٹر سے بنائے ہوئے "سفورتسا" جیسا بلند پایہ نہیں شمار کیا گیا: آج تک کوئی ڈرائنگ "کنواری' بچہ اور سینٹ اینے" پر سبقت نہیں حاصل کر پائی: اور نشاۃ ثانیہ کے فلسفہ میں کوئی بھی چیز لیونارڈو کے نظریۂ فطری قانون سے بلند تر نہیں۔

وہ "نشاۃ ثانیہ کا آدمی" نہیں تھا' کیونکہ وہ بہت نرم مزاج' اپنے اندر بند اور اس قدر شائستہ تھا کہ قول و فعل میں اتنے جارحانہ اور طاقتور دور کی علامت نہیں بن سکتا تھا۔ وہ قطعی طور پر "ہمہ گیر آدمی" نہیں تھا کیونکہ ریاست کار یا منتظم کی خصوصیات کو اس کی متنوع صلاحیتوں میں کوئی جگہ نہ ملی۔ لیکن وہ اپنی تمام حد بندیوں اور ادھورے پن سمیت نشاۃ ثانیہ کا "بھرپور ترین آدمی" تھا' شاید سارے عہد کا بھی۔ اس کی کارکردگی پر غور و خوض کرتے ہوئے ہم دُور سے ہی اس پر حیران ہوتے ہیں' اور نوع انسان کی ممکنات پر اپنے یقین کو نیا کرتے ہیں۔

IX- لیونارڈو کا مکتبہ

وہ اپنے پیچھے میلان میں نوجوان آرٹسٹوں کی ایک منڈلی چھوڑ گیا جو اس کے اچھوتے پن کے مداح تھے۔ ان میں سے چار--- جووانی انٹونیو بولٹرافیو' آندریا سالینو' سیزر دا ایستو اور مارکو ڈی اوگیونو--- کے پیکر میلان میں Piazza della Scala میں لیونارڈو کے خاندانی مجسمہ کی بنیاد میں سنگ بستہ موجود ہیں۔ کچھ دیگر بھی تھے--- آندریا سولاری' گوڈ-نزیو فیراری' برنارڈینو ڈی کونتی' فرانسکو Melzi--- سب نے لیونارڈو کے سٹوڈیو میں کام کیا تھا' اور خاکے میں اس کی لطافت کی نقل کرنا سیکھی مگر اس جیسی لطافت یا گہرائی نہ پیدا کر سکے۔ دو اور مصوروں نے اسے اپنا استاد تسلیم کیا' تاہم اس بات کا یقین نہیں کہ وہ اسے ذاتی طور پر جانتے تھے یا نہیں۔ جووانی انٹونیو باتسی نے تاریخ میں اپنا نام سوڈوما (Sodomo) مشہور کیا: وہ میلان یا روم میں اس سے ملا ہوگا۔

برنارڈینو لیوئینی نے جذبات کو رفعت دی، لیکن اس کا دلفریب سیدھا سادا پن تحقیر کا سحر ختم کر دیتا ہے۔ اس نے میڈونا اور اس کے بچے کو بار بار اپنا موضوع بنایا؛ شاید اس نے اس فرسودہ ترین تصویری موضوع میں درست طور پر پیدائشوں کی صورت میں زندگی، موت پر سبقت کی صورت میں محبت اور صرف ماتما میں پختگی پانے والے نسوانی حسن کی اعلیٰ ترین تجسیم دیکھی۔ لیونارڈو کے شاگردوں میں سے اس نے ہی لیونارڈوئی مسکراہٹ کی زن صفت لطافت اور دلکشی--- پراسراری نہیں--- تک رسائی حاصل کی؛ مِیلان کے مقام پر امبروزیانا میں "مقدس خاندان" استاد کی "کنواری، بچہ اور سینٹ اینے سے ایک خوشگوار انحراف ہے؛ اور سارونو کے مقام پر "Sposalizio" کوراجو (Corrggio) والی تمام دلکشی رکھتی ہے۔ وہ کہیں بھی لیونارڈو کی طرح دیوتا کو جنم دینے والی کسان لڑکی کی اثر انگیز کہانی پر شک زدہ نہیں لگتا؛ اس نے ایک ایسی سادہ پاکیزگی کے ساتھ اپنی تصاویر کے خطوط اور رنگوں کو نرمی بخشی کہ لیونارڈو بمشکل ہی اسے محسوس یا پیش کر سکتا تھا؛ اور آج بھی ایک خوبصورت و اثر انگیز داستان کے لیے جذبہ احترام کا حامل بے دل متشکک لوورے میں لیونارڈو کی "سینٹ جان" کی نسبت لیوئینی کی "بچے کی نیند" اور "میگی کی تعظیم" کے سامنے زیادہ دیر تک رکے گا، اور ان میں ایک عمیق تر تسکین و صداقت پائے گا۔

ان نفیس نقالوں کے ساتھ ہی مِیلان کا عظیم دور ختم ہو گیا۔ لوڈوویکو کے دربار کو شان و شوکت دینے والے مِعمار، مصور، سنگ تراش اور شاعر شاذ و نادر ہی شہر کے باشندے تھے، اور کریم النفس حاکم کے معزول ہونے پر ان میں سے متعدد نے دوسرے مقامات کا رخ کیا۔ بعد میں رونما ہونے والی افراتفری میں کوئی غیر معمولی مہارت سامنے نہ آئی اور خدمت گاری نے ان کی جگہ لے لی؛ اور ایک پشت کے بعد صرف قلعہ اور کیتھیڈرل ہی اس بات کی یاددہانی کراتے تھے کہ مِیلان شاندار دس سال--- پندرھویں صدی کا آخری عشرہ--- تک اِٹلی کے ٹھاٹ کا رہنما رہ چکا تھا۔

آٹھواں باب

ٹسکنی اور امبریا

I- پیئر وڈیلا فرانسکا

اب اگر ہم واپس ٹسکنی کی طرف مڑیں تو دیکھتے ہیں کہ کسی پیرس ثانی جیسے فلورنس نے اپنی عملداریوں کے جواہر اپنے اندر جذب کر لیے اور یہاں وہاں بس اِکا دُکا شخصیات رہنے دیں جنہیں ہم اپنے سفر کے دوران لمحہ بھر رک کر دیکھتے ہیں۔ لوقا نے شہنشاہ چارلس IV سے خود مختاری کا ایک پروانہ خریدا (1369ء) اور نپولین کے آنے تک ایک آزاد شہر رہنے میں کامیاب ہو گیا۔ لوقا کے شہری اپنے گیارھویں صدی کے کیتھیڈرل پر بجا فخر مند تھے: انہوں نے مسلسل مرمتوں کے ذریعہ اسے درست حالت میں رکھا اور آرٹ کا ایک حقیقی عجائب خانہ بنا دیا۔ وہاں سماع خانے کے خوبصورت کٹہرے (1452ء) اور رنگ دار شیشے (1485ء) سے اب بھی نظر اور روح لطف اندوز ہوتی تھی: اس کے علاوہ Iacopo della Quercia کے بنائے ہوئے عالیشان مقبرے میں: فرابار تولومیو کی ایک تصویر میں--- "میڈونا سینٹ سٹیفن اور سینٹ جان بپتسمت کے ہمراہ"; اور لوقا کے اپنے بیٹے Matteo Civitali کے ایک کے بعد ایک دلکش کام میں۔

پسٹوئیا (Pistoia) نے آزادی پر فلورنس کو ترجیح دی۔ "گوروں" اور "کالوں"

کے جھگڑے نے شہر میں اس قدر افراتفری پھیلائی کہ حکومت نے فلورنسی مجلس بلدیہ کو انتظام سنبھالنے کی درخواست کر دی (1306ء)۔ تب کے بعد پسٹوئیا کو اپنے قوانین کے ساتھ ساتھ آرٹ بھی فلورنس سے ملا۔ Ospedale del Ceppo کے لیے۔۔۔ اس کا نام ایک کھوکھلے ٹُنڈ کی نسبت سے تھا جس میں لوگ ہسپتال کے لیے چندہ ڈالا کرتے تھے۔۔۔ جووانی ڈیلا روبیا اور کچھ معاونین نے چمکدار سرخ مٹی سے بنی ہوئی منبت کاریوں والے ستون ڈیزائن کیے جن میں "دردمندی کے سات کام" دکھائے گئے تھے: ننگوں کو ڈھانپنا' بھوکوں کو کھانا کھلانا' بیماروں کی تیمارداری' جیلوں کا دورہ' اجنبی مہمانوں کا استقبال' مردے کو دفنانا اور محروم کی داد رسی۔ یہاں مذہب اپنی بہترین صورت میں تھا۔

پیسا کبھی اتنا امیر تھا کہ وہ سنگ مرمر کے پہاڑوں کو ایک کیتھیڈرل' بپتسمہ گاہ اور خمیدہ مینار میں ڈھال سکتا تھا۔ اس کی دولت دریائے آرنو کے دہانے پر اس کی اہم حیثیت کا نتیجہ تھی۔ اسی لیے فلورنس نے اسے روند کر مطیع بنا لیا (1405ء)۔ پیسا نے اپنی ماتحت حیثیت پر کبھی سمجھوتہ نہ کیا; اس نے بار بار بغاوت کی۔ 1431ء میں فلورنسی مجلس بلدیہ نے ہتھیار اٹھانے کے قابل تمام مردوں کو پیسا سے باہر نکال دیا' اور ان کی عورتوں و بچوں کو ان کے بہتر رویئے کی ضمانت کے لیے یرغمال بنا لیا۔[1] پیسا نے اپنی خود مختاری دوبارہ جتانے کے لیے فرانسیسی حملے (1495ء) کا فائدہ اٹھایا; اس نے چودہ برس تک فلورنس کے کرائے کے سپاہیوں سے جنگ لڑی; آخر کار ایک متشدد ہیروئی مدافعت کے بعد ہتھیار پھینک دیئے۔ متعدد سرکردہ خاندان غلامی کی بجائے جلاوطنی کو قبول کر کے فرانس یا سوئٹزرلینڈ کی جانب ہجرت کر گئے۔۔۔ انہی میں ایک تاریخ دان Sismondi کے آباء واجداد بھی تھے جس نے 1838ء میں اپنی "اطالوی جمہوریاؤں کی تاریخ" میں ان واقعات کو فصاحت سے لکھا۔ فلورنس نے پیسا یونیورسٹی کی مالیات اپنے ذمہ لے کر اس کی سرکشی کو مدھم کرنا چاہا اور اس کے آرٹسٹوں کو کیتھیڈرل اور کامپو سانتو کی تزئین و آرائش کرنے بھیجا; لیکن مردوں کے مقدس میدان (کامپو سانتو) میں Benozzo Gozzoli کی مشہور دیواری تصاویر بھی ایک جغرافیائی طور پر زوال آمادہ شہر کو راحت نہیں دلا سکتی تھیں۔ کیونکہ دریائے آرنو کے گناؤ نے درجہ بدرجہ

اور بیرحمی کے ساتھ آگے بڑھتے ہوئے چھ میل دور لیورنو---Leghorn---- کے مقام پر ایک نئی بندرگاہ بنادی تھی؛ اور پیسا اس تجارتی حیثیت سے محروم ہو گیا جس نے اس کی خوش قسمتی اور بدبختی کو متشکل کیا۔

سان گیمیانو (San Gimignano) کو اپنا یہ نام St.Geminian سے ملا جس نے تقریباً 450ء میں یہاں موجود گاؤں کو Attila کے لشکر سے بچایا تھا۔ چودھویں صدی میں یہ کچھ خوشحال ہو گیا؛ لیکن اس کے امیر خاندان قاتلانہ دھڑوں میں بٹ گئے اور 56 مینار تعمیر کیے (جو اب تیرہ رہ گئے ہیں) جنہوں نے اسے *San Gimignano delle Belle Tori* کے نام سے شہرت دی۔ 1353ء میں پھوٹ اس قدر بڑھ گئی کہ شہر نے پرسکون اطاعت کے ساتھ فلورنسی قلمرو میں شامل ہونا تسلیم کر لیا۔ اس کے بعد جیسے یہ بے جان ہو کر رہ گیا۔ ڈومینیکو گیرلانڈایو نے *Collegiata* کے سانتا فینا گرجاخانہ کو اپنی اعلیٰ ترین دیواری تصویروں سے شہرت دی' Benozz Gozzoli نے سانت آگوستینو کے کلیساء میں سینٹ آگسٹائن کی زندگی کے مناظر مصور کر کے میڈیچی گرجا خانے کے ستونوں کا مقابلہ کیا اور Benedetto da Maiano نے ان مقابر کے لیے شاندار altars تراشیں۔ لیکن تجارت نے دیگر راستے ڈھونڈ لیے' صنعت فاقہ زدہ ہوئی' کام کرنے کا محرک مر گیا۔ سان گیمیانو اپنی تنگ گلیوں اور غیر متحد میناروں میں بدستور پرسکون رہا؛ اور 1928ء میں اٹلی نے اس شہر کو ایک قومی یادگار قرار دے کر عہد وسطیٰ کی زندگی کی نیم جان تصویر کے طور پر محفوظ کر لیا۔

دریائے آرنو میں فلورنس سے چالیس میل اوپر ار-تسو فلورنسی دفاع و تجارت میں ایک اہم مقام تھا۔ مجلس بلدیہ اسے کنٹرول کرنے کے لیے بے قراری سے منصوبے بناتی رہی؛ 1384ء میں فلورنس نے شہر کو آنجو (Anjou) کے ڈیوک سے خرید لیا؛ ار-تسو کبھی اس بے توقیری کو نہ بھولا۔ اس نے پیترارک' اریتینو اور وازاری کو جنم دیا لیکن انہیں اپنے پاس رکھنے میں ناکام ہو گیا کیونکہ اس کی روح کا تعلق ہنوز عہد وسطیٰ سے تھا۔ Luca Spinello (جسے اریتینو بھی کہتے تھے) ار-تسو سے پیسا کے کامپو سانتو میں جنگی مناظر کی دیواری تصاویر بنانے گیا (2-1390ء) لیکن پُرجوش اور پراثر تقدس

کے ساتھ مسیح، مریم اور بزرگوں کی بھی تصویر کشی کی۔ اگر ہم وازاری پر یقین کرنا چاہیں تو اریٹینو نے شیطان کی اس قدر مکروہ تصویر کشی کی کہ وہ اس کے خواب میں آیا اور اس پر اتنا برسا کہ اریٹینو (92 سال کی عمر میں) خوف سے مر گیا۔[12]

ارتسو کے انتہائے شمال میں بالائی دریائے ٹائبر پر Borgo San Sepolcro کا قصبہ اتنا چھوٹا ہے کہ کسی بلند پایہ آرٹسٹ کو اپنے ساتھ باندھے نہیں رکھ سکتا۔ پیئرو ڈی بینیڈیٹو اپنی ماں کی وجہ سے ڈیلا فرانسکا کہلاتا تھا؛ کیونکہ باپ کی وفات کے بعد ماں نے ہی اسے بڑی محبت کے ساتھ پالا تھا اور ریاضی و آرٹ کی تعلیم بھی دلوائی۔ اگرچہ ہم جانتے ہیں کہ وہ "مقدس قبر کے قصبے" میں پیدا ہوا تھا، لیکن اس کے متعلق سب سے پہلا تبصرہ اسے 1439ء میں فلورنس میں بتاتا ہے۔ یہی وہ سال تھا جب کوسیمو فیرارا کی مجلس کو فلورنس لایا؛ قیاس ہے کہ پیئرو نے بازنطینی اُسقفوں اور بادشاہوں کے شاندار لباس دیکھے ہوں گے جو یونانی کلیسیاء کے رومن کلیسیاء کے ساتھ دوبارہ اتحاد پر بات چیت کرنے آئے تھے۔ ہم مزید یقین کے ساتھ یہ بھی فرض کر سکتے ہیں کہ اس نے Brancacci گرجا خانے میں ماساشیو کی دیواری تصاویر کا مطالعہ کیا؛ یہ فلورنس میں آرٹ کے ہر طالب علم کا معمول تھا۔ ماساشیو کی شان و شوکت، جلال اور واضح تناظر پیئرو کے آرٹ میں دلکش وسعت اور مشرقی حکمرانوں کی بارعب داڑھیوں کے ساتھ رچ بس گیا۔

36 سال کی عمر میں پیئرو جب واپس Borgo آیا تو اسے بلدیاتی کونسل میں منتخب کر لیا گیا (1442ء)۔ تین سال بعد اسے پہلا کام تفویض ہوا: سان فرانسسکو کے کلیساء کے لیے "*Madonna della Misericordia*" پینٹ کرنا۔ یہ اب بھی پلازو کمیونال میں محفوظ ہے: افسردہ بزرگوں کا ایک عجیب و غریب مجمع، ایک نیم چینی کنواری جس کی قبائے رحم میں ملفوف آٹھ افراد دعاگو ہیں، ایک متکبر فرشتہ جبرائیل مریم کو ماں بننے کی باقاعدہ اطلاع دے رہا ہے، ایک کسان نما مسیح حقیقت پسندانہ تصلیب میں اور Mater Dolorosa اور حواری یوحنا کی مفصل تصاویر۔ یہ ایک نیم قدیمی لیکن زبردست پینٹنگ ہے: خوبصورت جذبات، تزئین و آرائش، المیہ کہانی کی تصوراتی خوبصورتی سے عاری۔ لیکن جسم خاک زدہ اور جہدِ حیات میں تھکے ماندے ہونے کے

باوجود اپنی تکلیف' دعاؤں اور معافی کی خاموشی میں عبادت کر رہے ہیں۔

اب پیئرو کی شہرت اِٹلی بھر میں پھیلی اور اس کی طلب بڑھ گئی۔ فیرارا میں (1449ء؟) اس نے ڈیوک کی محل میں میورلز پینٹ کیں۔ اس وقت Rogier Van der Weyden وہاں شاہی مصور تھا؛ غالباً پیئرو نے اسی سے رنگوں کو آئل میں ملاکر مصوری کرنے کی ایک نئی تیکنیک سیکھی۔ رِمنی میں (1451ء) اس نے جابر' قاتل اور آرٹ کے سرپرست Sigismondo Malatesta کی تصویر بنائی جس میں وہ دعا کر رہا ہے اور دو خوبصورت کتوں کی موجودگی اس کی نجات ظاہر کرتی ہے۔

اریتسو میں 1452ء اور 1464ء کے درمیانی وقفوں میں پیئرو نے سان فرانسسکو کلیساء کے لیے دیواری تصاویر کا ایک سلسلہ بنایا جو اس کے فن کی معراج ہیں۔ ان میں مرکزی طور پر "حقیقی صلیب" کی کہانی بتائی گئی؛ خسرو II کے ہاتھوں قید ہونا اور شہنشاہ ہیرا کلیٹس کا اسے واپس یروشلم لانا کہانی کا نکتہ عروج ہے۔ لیکن ان میں کچھ دیگر کہانیوں کو بھی جگہ ملی' مثلاً آدم کی وفات' ملکہ سبا اور سلیمان کی ملاقات' اور مِلویان پُل پر کانسٹنٹائن (قسطنطین) کی Maxentius کے خلاف فتح۔ موت گرفتہ آدم کا لاغر جسم' حوا کا تھکن زدہ چہرہ اور ڈھلکی ہوئی چھاتیاں' ان کے بیٹوں اور بیٹیوں کے ایک جیسے طاقتور اور مضبوط بدن' ملکہ سبا کے پیراہن کا لہردار جلال' سلیمان کا فکرمند اور نااُمید چہرہ' "کانسٹنٹائن کا خواب" میں آنکھیں چندھیا دینے والا سیلِ نور' "ہیراکلیٹس کی فتح" میں آدمیوں اور گھوڑوں کا مسحور کن ہنگامہ --- یہ نشاۃ ثانیہ کی انتہائی متاثر کن دیواری تصاویر میں شامل ہیں۔

غالباً اسی بڑے کام کے درمیانی وقفوں میں پیئرو نے پیروجیا میں ایک الٹرپیس اور ویٹیکن میں کچھ میورلز پینٹ کیں --- بعد میں ان پر سفیدی کرکے رافیل کے فاتحانہ برش کو کھلی جگہ فراہم کی گئی۔ 1469ء میں اُربینو کے مقام پر اس نے اپنی مشہور ترین تصویر بنائی --- ڈیوک Federigo da Montefeltro کی جاذبِ نظر یک رخی تصویر۔ ایک ٹورنامنٹ میں فیڈریگو کی ناک ٹوٹ گئی تھی اور ایک گال پر زخم آئے۔ پیئرو نے بایاں رخ دکھایا' بے زخم مگر مہاسوں سے پُر؛ اور بے خوف حقیقت پسندی کے ساتھ مُڑی ہوئی ناک بنائی۔ اس نے مضبوط ہونٹ' نیم وا آنکھیں اور متین چہرہ بنا کر اُس منتظم' غیر

جذباتی آدمی کو منکشف کیا جس نے دولت اور طاقت کے سطحی پن کو جانچا تھا: ان خدوخال میں ہم وہ اعلیٰ ذوق نہیں پاتے جس نے فیڈریگو کو اپنے دربار میں موسیقی ترتیب دینے اور اپنی مشہور لائبریری کے لیے کلاسیکی اور منقش مخطوطات جمع کرنے کی راہ دکھائی۔ Uffizi گیلری میں اس پورٹریٹ کے ساتھ ہی فیڈریگو کی بیوی کی یک رخی تصویر ہے---- باتستا سفورتسا کا تقریباً ڈچ چہرہ--- پس منظر میں کھیت' پہاڑ' آسمان اور قلعہ کی فصیل۔ فیڈریگو نے پورٹریٹس کے سامنے والی طرف دو "فتوحات" بنائیں--- ایک رتھ فیڈریگو اور دوسرا باتستا چلا رہی ہے: دونوں ہی خوبصورت انداز میں لغو ہیں۔

تقریباً 1480ء میں 64 سالہ پیرَو کی آنکھ میں تکلیف شروع ہو گئی۔ وازاری سمجھا کہ وہ اندھا ہو گیا ہے' لیکن وہ اب بھی کافی بہتر حد تک خاکے کھینچ سکتا تھا۔ ان آخری برسوں میں اس نے تناظر پر ایک عملی کتاب اور ایک مقالہ "*De quinque corporibus regolaribus*" لکھا جس میں مصوری کے حوالے سے جیومیٹریکل نسبتوں اور تناسبات کا تجزیہ کیا۔ اس کے شاگرد Luca Pacioli نے اپنی کتاب "*De divina Proportione*" میں استاد کے خیالات اپنائے: اور شاید پیرَو کے انہی ریاضیاتی تصورات کو لیونارڈو تک پہنچانے کا وسیلہ بن کر آرٹ کی جیومیٹری میں اس کے مطالعہ پر اثر ڈالا۔

دنیا نے پیرَو کی کتابوں کو فراموش کر دیا اور اس کی تصاویر کو دوبارہ دریافت کیا۔ جب ہم اسے زمانے کے پس منظر میں رکھتے اور دیکھتے ہیں کہ اس کا کام مکمل جبکہ لیونارڈو کا محض ابتدائی سا تھا' تو اسے پندرھویں صدی کے سرکردہ اطالوی مصوروں میں شمار کرنا پڑتا ہے۔ اس کی بنائی ہوئی اشکال ان گھڑ' ان کے چہرے کرخت ہیں: متعدد دلنڈیزی خدوخال کی حامل لگتی ہیں۔ ان کا خاموش وقار' سنجیدہ چہرہ اور بارعب چال' ان کے انداز کی نپی تلی مگر ڈرامائی قوت ہی انہیں اعلیٰ مقام دیتی ہے۔ ڈیزائن کا ہم آہنگ بہاؤ اور سب سے بڑھ کر پیرَو کی لگن' تصوریت اور جذباتیت ان کی دلکشی کا سبب ہے۔

وہ نشاۃ ثانیہ کے پر جوش مراکز سے اس قدر دور تھا کہ اپنے آرٹ کی باطنی

کاملیت حاصل یا بھرپور اثرات مرتب نہیں کر سکا۔ پھر بھی اس کے شاگردوں میں سگنوریلی بھی شامل تھا' اور اس نے لوقا کے انداز کی تشکیل میں حصہ ڈالا۔ رافیل کے باپ نے پیئرو کو اُربینو آنے کی دعوت دی تھی؛ اور اگرچہ یہ رافیل کی پیدائش سے 14 برس پہلے کی بات ہے' لیکن اس بچے نے وہاں اور پیروجیا میں پیئرو کی چھوڑی ہوئی تصویروں کو دیکھا اور ان کا مطالعہ کیا ہوگا۔ Melozzo da Forli نے پیئرو سے ڈیزائن کی کچھ دلکشی سیکھی؛ اور ویٹی کن میں Melozzo کے مغنی فرشتے ان کی یاد دلاتے ہیں جو پیئرو نے اپنے ایک اختتامی کام میں بنائے تھے۔۔۔ لندن نیشنل گیلری کی "میلاد مسیح" کی یاد دلاتے ہیں۔ چنانچہ آدمیوں نے اپنا ورثہ آگے منتقل کیا۔۔۔ یعنی اپنی حکمت' ضابطہ اخلاق اور ہنر۔ یہی منتقلی ثقافت کی نصف تیکنیک بنی۔

II۔ سِگنوریلی

جب پیئرو ڈیلا فرانسکا اریتسو میں اپنے شاہکار پینٹ کر رہا تھا تو تاریخ دان وازاری کے پرداد الزارو وازاری نے آرٹ کے ایک نوجوان طالب علم لوقا سِگنوریلی کو اپنے پاس آکر رہنے اور پیئرو کے ساتھ مل کر مطالعہ کرنے کی دعوت دی۔ لوقا نے پہلی روشنی اریتسو سے تقریباً چودہ میل جنوب مشرق میں کورتونا کے مقام پر دیکھی تھی (1441ء)۔ جب پیئرو آیا تو وہ صرف گیارہ برس کا تھا' لیکن پیئرو کے اختتام پر 24 سال کا ہو چکا تھا۔ نوجوان نے درمیانی وقفے میں مصور کے آرٹ کا شوق اپناتے ہوئے اس سے بے رحم کھرے پن کے ساتھ برہنہ جسم بنانا سیکھا۔۔۔ اس کے انداز میں اپنے استاد والی زبردست قوت اور مائیکل اینجلو سے آگے کی طرف اشارہ کرنے والی زبردست قوت موجود تھی۔ اس نے سٹوڈیو اور ہسپتالوں میں' صلیب کے نیچے اور مقبروں میں انسانی جسم کو ہر ممکن برہنہ حالت میں پیش کیا؛ اور وہ ان میں خوبصورتی کی بجائے طاقت دکھانا چاہتا تھا۔ لگتا ہے کہ اسے اور کسی چیز میں دلچسپی نہ تھی؛ اگر اس نے کوئی اور چیز پینٹ بھی کی تو بہت بے قرار منظوری کے ساتھ؛ اور پھر ضمنی دلکشی کے لیے کہیں کہیں برہنہ پیکر بھی استعمال کیے۔ مائیکل اینجلو کی طرح وہ بھی (اگر ہم غیر محتاط انداز میں بات کریں) برہنہ عورتوں کو پیش کرنے کی طرف مائل نہ تھا؛ اس نے انہیں

شاذ ہی کامیابی کے ساتھ بنایا؛ اور لیونارڈو اور سوڈوما کی طرح اسے بھی جوان اور خوبصورت مرد پینٹ کرنا پسند نہ تھا' بلکہ اس نے پختہ پٹھوں اور مردانگی کے حامل اوسط عمر کے آدمی بنائے۔

سِگنوریلی اپنا یہی شوق ساتھ لیے وسطی اِٹلی کے شہروں میں گھوم پھر کر برہنہ پیکر بناتا رہا۔ اریتسو اور سان Sepolcro میں کچھ ابتدائی کاموں کے بعد وہ فلورنس چلا گیا' اور وہاں "The School of Pan" بنا کر لورینتسو کو پیش کی--- برہنہ پاگان لڑکیوں سے پر ہجوم ایک کینوس۔ غالباً "کنواری اور بچہ" اس نے لورینتسو ہی کے لیے پینٹ کی جواب Uffizi میں پڑی ہے: لمبی چوڑی مگر حسین کنواری' پس منظر میں زیادہ تر برہنہ مرد؛ مائیکل اینجلو کو اپنی "Doni Holy Family" بنانے کا اشارہ یہیں سے ملا۔

پھر بھی یہ جسم پرست ملحد پاکیزگی کے ساتھ پینٹ کر سکتا تھا۔ اس کی Uffizi والی "مقدس خاندان" کی کنواری نشاۃ ثانیہ کے آرٹ میں حسین ترین پیکروں میں سے ایک ہے۔ وہ پوپ سِکسٹس IV کی فرمائش پر لوریتو گیا' اور سانتا ماریا کی خانقاہ کو متی' مرقس' لوقا' یوحنا اور دیگر بزرگوں کی شاندار دیواری تصاویر سے زینت بخشی۔ تین سال بعد (1482ء) وہ ہمیں روم میں سِسٹائن گرجا خانہ میں موسیٰ کی زندگی کا ایک واقعہ پیش کرتے ہوئے ملتا ہے--- مردانہ پیکروں کے حوالے سے قابل تعریف' عورتوں کے لحاظ سے بھونڈا۔ اس نے پیروجیا بلائے جانے پر (1484ء) کیتھیڈرل میں کچھ چھوٹی موٹی تصاویر بنائیں۔ لگتا ہے اس کے بعد اس نے کورتونا کو اپنا گھر بنا لیا' وہیں تصاویر بنا کر اِدھر اُدھر بھیجیں' اور سِینا' اور رویاتو اور روم میں کچھ بڑے کاموں کے لیے ہی یہاں سے باہر گیا۔ اس نے سِینا کے نزدیک Chiusuri کے مقام پر Monte Oliveto خانقاہ کے برآمدے میں سینٹ بینیڈکٹ کی زندگی کے مناظر پیش کیے۔ سِینا میں سانت اگوستینو کلیساء کے لیے ایک الٹرپیس مکمل کیا جسے اس کے بہترین فن پاروں میں شمار کیا گیا؛ صرف اطراف باقی بچی ہیں۔ سِینائی آمر Pandolfo Petrucci کے محل کے لیے کلاسیک تاریخ یا داستان سے کچھ جھلکیاں پینٹ کیں۔ پھر وہ اپنی رفیع الشان تخلیق کرنے کو اور رویاتو چلا گیا۔

وہاں کی کیتھیڈرل کونسل نے San Brizio گرجا خانہ کی آرائش کروانے کے

لیے پیروجینو کا بیکار انتظار کیا تھا۔ پنتوریکیو (Pinturicchio) پر بھی غور ہوا مگر اسے مسترد کر دیا گیا۔ اب اس نے (1499ء) سگنوریلی کو بلوایا اور تقریباً نصف صدی قبل گرجا خانے میں فرا آنجے لیکو کا شروع کیا ہوا کام مکمل کرنے کو کہا۔ یہ عظیم کیتھیڈرل میں پسندیدہ ترین قربان گاہ تھی کیونکہ اس کے اوپر میڈونا دی سان بریتسو کی پرانی تصویر ٹنگی تھی جو (لوگوں کو یقین تھا) زچگی کی دردوں میں کمی کر سکتی تھی، عاشقوں اور شوہروں کو باوفا رکھنے، ملیریائی بخار سے بچانے اور طوفان کو تھمانے کی اہل بھی تھی۔ چھت کی استرکاریوں کے نیچے جہاں فرا آنجے لیکو نے قرون وسطیٰ کی توقعات و خدشات کی بھرپور عکاسی کرتے ہوئے "روز حشر" کی تصویر کھینچی تھی، وہاں سگنوریلی نے بھی انہی موضوعات کو پینٹ کیا--- "دجال" "دنیا کا خاتمہ" "مُردوں کا جی اٹھنا" "بہشت" اور "ملعونوں کا جہنم میں اترنا۔" لیکن یہ موضوعات اس کے لیے محض ایک چوکھٹا تھے جس میں اس نے برہنہ مردوں اور عورتوں کو تقریباً سو مختلف پہلوؤں سے دکھایا اور خوشی و تکلیف کی سینکڑوں اقسام پیش کیں۔ مائیکل اینجلو کی "روز حشر" تک نشاۃ ثانیہ نے انسانی جسم کی ایسی نشاط پرستی دوبارہ نہ دیکھی۔ خوبصورت یا بدہیئت جسم، حیوان خصلت یا ملکوتی چہرے، شیطانوں کی نفرت انگیز شکلیں، آگ کی پھواروں میں گناہگاروں کا کرب، ایک گناہگار پر دانت اور ٹانگ توڑنے کی تکلیف کا عذاب--- کیا سِگنوریلی کو ان مناظر میں خوشی ملتی تھی، یا کیا اسے پاکیزگی کی حوصلہ افزائی کی خاطر انہیں بنانے کو کہا گیا؟ بہرصورت اس نے ("دجال" کے ایک کونے میں) خود کو نجات یافتہ طمانیت کے ساتھ سارے ہنگامے کو نفرت سے دیکھتے ہوئے دکھایا۔

سِگنوریلی ان تصاویر پر تین سال صرف کرنے کے بعد واپس کورٹونا آیا اور سانتا ماریا مارگریٹا کلیساء کے لیے "مردہ مسیح" پینٹ کی۔ تقریباً اسی دور میں اپنے عزیز ترین بیٹے کی بے رحم موت کا غم اس پر چھا گیا۔ وازاری کہتا ہے کہ جب لاش اس کے پاس لائی گئی تو اس نے "اسے برہنہ کیا اور غیر معمولی صبر کے ساتھ، ایک بھی آنسو بہائے بغیر جسم کی ڈرائنگ تیار کی تاکہ وہ اپنے ہاتھوں کے اس کام کو ہمیشہ دیکھتا رہے جو فطرت نے اسے دیا تھا اور ظالم تقدیر نے چھین لیا۔"[13]

1508ء میں ایک ذرا مختلف بدقسمتی نازل ہوئی۔ جولیس II نے پیروجینو پنتوریکیو

اور سوڈوما کے ساتھ اسے بھی ویٹی کن میں پاپائی حجرے سجانے کو کہا۔ ابھی ان کی محنت رنگ لا ہی رہی تھی کہ رافیل آن پہنچا' اور اپنی ابتدائی استرکاریوں سے پوپ کو اس قدر خوش کیا کہ جولیئس نے اپنے تمام کمرے اس کے ذمے لگا کر باقی آرٹسٹوں کو فارغ کر دیا۔ تب سِنگوریلی کی عمر 67 سال تھی اور شاید اس کے ہاتھ میں طاقت یا ہنرمندی نہ رہی تھی۔ پھر بھی گیارہ برس بعد اس نے ار۔ تسو کے مقام پر کمپنی آف سان گیرولامو کے کہنے پر ایک الٹرپیس پینٹ کیا; جب یہ مکمل ہوئی تو کمپنی کے برادران کورتونا سے آئے اور اس "میڈونا اور اولیاء" کو اپنے کندھوں پہ اٹھا کر ار۔تسو تک گئے۔ سِگنوریلی بھی ان کے ہمراہ گیا اور دوبارہ وازاری کے گھر میں رہنے لگا۔ وہاں آٹھ سالہ جارجو وازاری نے اسے دیکھا اور آرٹ کی تحقیق میں حوصلہ افزائی کرنے والی باتیں سنیں۔ پرجوش محبت کرنے والا جوان سِنگوریلی اب تقریباً اسی سال کا شفیق بوڑھا بن چکا تھا جو اپنے آبائی قصبے میں اوسط درجے کی زندگی گذار رہا تھا اور سب اس کی عزت کرتے تھے۔ 83 سال کی عمر میں وہ آخری مرتبہ کورتونا کی مجلس عاملہ میں منتخب ہوا۔ اسی سال وہ مر گیا (1524ء)۔

اعلیٰ محققین کے خیال میں سِنگوریلی کی شہرت اس کی صلاحیتوں کے مقابلہ میں ناکافی ہے; لیکن شاید اسے زیادہ شہرت مل گئی تھی۔ وہ ایک ہنرمند ڈرافٹس مین تھا جو ہمیں اناٹومی' انداز' تناظر کی باریک بینی کے ساتھ حیران کرتا اور انسانی پیکروں کی ساخت اور خوبصورتی سے محظوظ کرتا ہے۔ کبھی کبھی وہ اپنی میڈوناؤں میں دلکشی کی بلندی تک پہنچا' اور لوریتو میں مغنی فرشتے باریک نظر افراد کو مسحور کر دیتے ہیں۔ لیکن باقی تمام فن پاروں میں وہ محض اناٹومی کا مبلغ ہے; اس نے جسم کو کوئی شہوانی خوبصورتی' نشاط انگیز جلال' رنگوں کی شان' روشنی اور تاریکی کا سحر نہ دیا; اس نے شاذ و نادر ہی محسوس کیا کہ جسم خارجی اظہار اور ایک لطیف اور غیر مرئی روح یا کردار کا آئینہ ہونا چاہیے' اور یہ کہ آرٹ کا اصل کام اس روح کو جسم کے پردے سے نکال کر منکشف کرنا ہے۔ اناٹومی کی یہ پرستش سِگنوریلی سے مائیکل اینجلو نے لی اور سِستائن گرجا خانے کی "روز حشر" میں اور دیاتو والی استرکاریوں کا عضویاتی ہیجان بڑے پیمانے پر دوہرایا۔ لیکن اسی گرجا خانے کی چھت پر اور اپنی سنگ تراشی میں جسم کو روح کی آواز

کے طور پر پیش کیا۔ سِنگوریلی کے ہاں مصوری نے قرون وسطیٰ کے آرٹ کی دہشتوں اور دلکشی سے آگے بڑھ کر بروق (غیر معین شکل کا' بے ڈھنگا Baroque) کی زور دار اور بے روح مبالغہ آرائیوں میں قدم رکھا۔

III۔ سِینا اور سوڈوما

چودھویں صدی میں سِینا نے تجارت' حکومت اور آرٹ میں فلورنس کا بھرپور مقابلہ کیا۔ پندرھویں صدی میں اس نے اس قدر متعصب گروہی تشدد میں خود کو کنگال کر دیا کہ یورپ کا کوئی شہر اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ پانچ جماعتوں--- سِینائی انہیں *monti* یعنی پہاڑیاں کہتے تھے--- نے باری باری شہر پر حکومت کی: ہر ایک کی حکومت ایک انقلاب کے نتیجہ میں ختم ہوئی' اور اس کے زیادہ بااثر ارکان کو جلاوطن کیا گیا: کبھی کبھی تو ان کی تعداد ہزاروں میں تھی۔ اس فساد کی شدت کا اندازہ ہم اس حلف سے کر سکتے ہیں جو دو گروہوں نے اس کے خاتمے کے لیے اٹھایا تھا(1494ء)۔ ایک عینی شاہد بیان کرتا ہے کہ وہ رات کے سکوت میں اپنے وسیع اور نیم روشن کیتھیڈرل کے بنچوں پر اکٹھے ہوئے۔

> آٹھ صفحات پر مشتمل امن کی شرائط اور ایک خوفناک قسم کا حلف نامہ بھی پڑھ کر سنایا گیا جو بددعاؤں' لعنتوں' دین بدریوں' اشیاء کی ضبطگی اور اتنے زیادہ وعدوں سے پُر تھا کہ اسے سن کر خوف آتا تھا: موت کے وقت بھی مقدس رسومات کی ادائیگی ان شرائط کو توڑ نہیں سکتی تھی' بلکہ اس سے لعنت میں اضافہ ہونا لازمی تھا..... میں نے آج تک ایسا خوفناک حلف اٹھایا یا سنا نہیں۔ پھر قربان گاہ کے پرلی طرف موجود تصدیق کنندگان نے تمام شہریوں کے نام لکھے جنہوں نے اپنے اپنے پاس موجود صلیب کی قسم کھائی: اور دونوں گروہوں کے جوڑوں نے ایک دوسرے کا بوسہ لیا' کلیساء کا گھنٹا بجا اور *Te Deum laudamus* باجوں اور کورس کے ساتھ گایا گیا۔[۵]

اس افراتفری میں سے ایک غالب خاندان پیٹرو کی (Petrucci) اُبھر کر سامنے

آیا۔ 1497ء میں پانڈولفو پیاترو کی نے ڈکٹیٹر شپ قائم کی' *il Magnifico* کا لقب اپنایا اور سینا کو نظم و ضبط' امن اور مہذب بادشاہی دینے کی تجویز دی جو میڈیچی خاندان کے دور میں فلورنس کا مقدر رہ چکی تھی۔ پانڈولفو چالاک تھا' اور ہر بحران کے بعد اپنے قدموں پر کھڑا رہا' حتیٰ کہ سیزر بورجیا کو بھی چکمہ دے گیا; اس نے آرٹ کی سرپرستی کرنے میں کچھ تعصب برتا; لیکن اس نے خفیہ قتل کا اتنا زیادہ سہارا لیا کہ اس کی موت (1512ء) پر ہر طرف خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ 1525ء میں اس بے آس شہر نے تحفظ حاصل کرنے کے لیے شہنشاہ چارلس V کو 15,000 ڈیوکٹ ادا کیے۔

امن کے درخشاں وقفوں میں سینائی آرٹ نے آخری ہلہ بولا۔ انٹونیو باریلے نے لکڑی پر خوبصورت کندہ کاری کی قرون وسطیٰ والی روایت جاری رکھی۔ لورینتسو دی ماریانو نے Fontegiusta کے کلیساء میں کلاسیک حسن کی حامل ایک اونچی الٹر تعمیر کی۔ ایاکوپو ڈیلا Quercia کا لقب سینا کے دیہاتی علاقے میں واقع ایک گاؤں کی نسبت سے تھا۔ اس کے ابتدائی مجسموں کے لیے اورلانڈو مالے ولٹی نے رقم فراہم کی۔ سیاست میں شکست سے دوچار ہونے پر جب اورلانڈو کو جلاوطن کیا گیا تو ایاکوپو سینا کو چھوڑ کر لوقا چلا گیا (1390ء) اور وہاں Ilaria del Carretto کے لیے ایک پُرشکوہ مقبرہ ڈیزائن کیا۔ وہ فلورنس میں ڈوناٹیلو اور برونے لیسکو کے ساتھ مقابلہ بازی میں ناکام ہونے کے بعد بولونیا گیا اور سان پیٹرونیو کی گذرگاہ کے اوپر اور ساتھ ساتھ مرمریں مجسمے اور منبت کاریاں تراشیں جو نشاۃ ثانیہ کے اعلیٰ ترین سنگتراشی کے نمونوں میں شامل ہیں (8-1425ء)۔ مائیکل اینجلو نے 70 برس بعد انہیں وہاں دیکھا' برہنہ اور طاقتور پیکروں کی قوت حیات کو سراہا اور ان سے کچھ تحریک اور سبق حاصل کی۔

ایاکوپو نے واپس سینا آ کر آئندہ دس سال میں زیادہ تر وقت اپنے شاہکار *Fonte Gaia* پر صرف کیا۔ اس Gay Fountain یعنی "شوخ فوارہ" کے پیروں میں اس نے کنواری کو شہر کی سرکاری سرپرست کے طور پر سنگ مرمر میں تراشا; کنواری کے اردگرد "سات کارڈینل فضائل" پیش کیے; عہد نامہ عتیق کے کچھ مناظر کا اضافہ کیا' اور باقی کونوں کھدروں کو بچوں اور جانوروں کی تصاویر سے بھرا۔۔۔ سب میں تخیل اور تکمیل کی ایک قوت موجود ہے جس نے مائیکل اینجلو کی پیش گوئی کی۔ اس

کام کی وجہ سے سینا نے اسے Iacopo delle Fonte کا نیا نام دیا اور 2200 کراؤنز (55,000 ڈالر؟) ادا کیے۔ وہ 64 سال کی عمر میں فوت ہوا۔

چودھویں اور پندرھویں صدیوں کے زیادہ تر عرصے میں سینا نے اپنے کیتھیڈرل کو اِٹلی کا تعمیراتی نگینہ بنانے کے لیے ہر جگہ سے تعلق رکھنے والے تقریباً ایک سو آرٹسٹوں کی خدمات لیں۔ چوبی منبت کاری (Intarsia) کے ماہر ڈومینیکو ڈیل کورہ نے 1413ء سے 1423ء تک کیتھیڈرل کے کام کی نگرانی کی' اس نے' ماتیو ڈی جووانی' ڈومینیکو بیکافومی' پنٹوریکو اور بہت سے دیگر نے وسیع و عریض مقبرے کے فرش میں سنگ مرمر سے مرصع سازی کر کے صحیفے کے کچھ مناظر بنائے اور اس کو دنیا میں کسی بھی کلیساء کی راہداری سے زیادہ شاندار بنا دیا۔ انٹونیو فیدریگی نے کیتھیڈرل کے لیے بپتسمہ دینے کے دو خوبصورت برتن تراشے' اور لورینتسو ویکیاتا نے اس کے لیے کانسی کا ایک شاندار خانہ عشائے ربانی ڈھالا۔ سانو ڈی ماتیو نے کامپو میں *Loggia della Mercanzia* تعمیر کیا (38-1417ء)' ویکیاتا اور فیدریگی نے اس کے ستونوں پر نقش گری کی۔ 14ویں صدی نے درجن بھر مشہور محلات کو صورت پذیر ہوتے دیکھا--- Salimbeni' Saracini' اور Grattanelli وغیرہ--- اور تقریباً 1470ء میں برنارڈو روزیلینو نے پیکولومینی گھرانے کے فلورنسی انداز کے محل کے لیے منصوبہ فراہم کیا۔ آندریا بریانو (Andrea Bergno) نے کیتھیڈرل میں پیکولومائنی کے لیے ایک الٹر ڈیزائن کی (1481ء)؛ اور کارڈینل فرانسسکو پیکولومینی نے کیتھیڈرل سے ملحق ایک لائبریری بنائی (1495ء) تاکہ اپنے چچا پائیس II سے ترکے میں ملنے والی کتابیں اور مخطوطات سنبھال سکے۔ لورینتسو ڈی ماریانو نے لائبریری کو اِٹلی کا ایک خوبصورت ترین دروازہ عطا کیا؛ اور پینٹوریکیو اور اس کے معاونین نے (8-1503ء) دیواروں پر نہایت خوبصورت چوکھٹوں میں دلکش تصاویر بنائیں جو دانشور پوپ کی زندگی کے مناظر پر مبنی تھیں۔

پندرھویں صدی کا سینا ثانوی مہارت کے حامل مصوروں سے بھرپور تھا۔ تاڈیو بارتولی' ڈومینیکو ڈی بارتولو' لورینتسو ڈی پیاترو (المشہور ویکیاتا)' سٹیفانو ڈی جووانی (ساسیتا)' سانی ڈی پیاترو' ماتیو ڈی جووانی' فرانسسکو ڈی جارجو--- سب نے سینائی آرٹ

کی طاقتور مذہبی روایت جاری رکھتے ہوئے دینی موضوعات اور اداس زاہدوں کی تصویر کشی کی' کہ جیسے انہوں نے قرون وسطیٰ کو ہمیشہ کے لیے جاری رکھنے کا عہد کر رکھا ہو۔ ساسیتا کو حال ہی میں تنقیدی رائے کے ذریعہ دوبارہ شہرت ملی؛ اس نے سادہ خطوط اور رنگ میں تین کاہنوں (Magi) اور خدمتگاروں کا جلوس پیش کیا جو پُرسکون انداز میں پہاڑوں میں سے گذر کر عیسیٰ کے باڑے میں جا رہے ہیں؛ اس نے شاندار سہ لوحی تصویر میں کنواری کی پیدائش بیان کی؛ سینٹ فرانسس کی غربت کے ساتھ شادی کا منظر کھینچا؛ اور 1450ء میں مرگیا' "جنوب مغربی ہوا نے اسے آہستہ آہستہ مار ڈلا۔"

صدی کے اختتام پر ہی کہیں آکر سینا نے ایک آرٹسٹ پیدا کیا جس کا نام اچھے یا برے حوالے سے سارے اٹلی میں گونجا۔ اس کا اصل نام جووانی انٹونیو باتسی تھا' لیکن گنوار ہم عصروں نے اسے دوبارہ سوڈوما کا نام دیا کیونکہ وہ بہت بے تکلف لونڈا تھا (سدوم قوم لوطؑ کا شہر تھا جس پر خدا نے عذاب نازل کیا' مترجم)۔ اس نے بڑی خوش طبعی کے ساتھ یہ لقب قبول کر لیا جس کے حقدار تو متعدد تھے لیکن اسے حاصل کرنے میں ناکام رہے۔ وہ ورسیلی میں پیدا ہوا (1477ء) اور میلان چلا گیا۔ ممکن ہے اس نے لیونارڈو سے مصوری اور لواطت سیکھی ہو۔ اس نے اپنی بریرا "میڈونا" کو لیونارڈو والی مسکراہٹ دی' اور لیونارڈو کی "لیڈا" اس قدر اچھے انداز میں نقل کی کہ صدیوں تک اس کی نقل کو ہی اصل سمجھا جاتا رہا۔ اس نے لوڈوویکو کی تنزلی کے بعد سینا کو ہجرت کے ایک اپنا سا انداز پیدا کیا' ملحدانہ مسرت کے ساتھ عیسائی موضوعات کو انسانی صورت میں بنایا۔ باتسی نے غالباً سینا میں اپنے پہلے قیام کے دوران ہی ایک زبردست "Christ at the Column" بنائی۔ اس نے مونتے اولیویتو میجورا (Monte Oliveto Maggiore) کے سادھوؤں کے لیے سینٹ بینیڈکٹ کی کہانی سلسلہ وار استرکاریوں میں بیان کی' کچھ پر بے توجہی برتی' اور کچھ اس قدر شہوت انگیز حد تک خوبصورت ہیں کہ اسقف نے سوڈوما کو معاوضہ دینے سے پہلے اصرار کیا کہ خانقاہ میں ذہنی سکون قائم رکھنے کی خاطر برہنہ پیکروں کو کپڑے پہنا دے۔[56]

جب اگوستینو چیگی نامی بنک کار اپنے آبائی علاقے سینا میں آیا تو (1507ء) سوڈوما کے کام سے متاثر ہو کر اسے روم آنے کی دعوت دے دی۔ پوپ جولیئس II نے اسے

ویٹیکن میں نکولس کے ایک کمرے میں مصوری کرنے کے کام پر لگایا: لیکن سوڈوما نے اپنے نام کے مطابق عمل کرنے میں اتنا زیادہ وقت صرف کیا کہ بوڑھے پوپ نے جلد ہی اسے واپس کر دیا۔ اس کی جگہ پر رافیل آیا اور سوڈوما نے ایک موقع پر نوجوان استاد کے انداز کا مطالعہ کیا۔ اگوستینو نے سوڈوما کو Villa Chigi میں سکندر اور Roxana کی کہانی پینٹ کرنے کا کام دے کر بچالیا' اور جلد ہی جولیئس کے جانشین لیو X نے سوڈوما کو پاپائی منظوری واپس کر دی۔ جووانی نے خوشدل پوپ کے لیے خودکشی کرتی ہوئی برہنہ لوکریٹیا پینٹ کی: لیو نے اسے خاطر خواہ انعام دیا اور "مسیح کے فرقے" کا کیولیئر بنایا (Cavalier' جوانمرد' بہادر' نائٹ)۔

ان اعزازات کے ساتھ واپس سینا آنے پر سوڈوما کو مذہبی اور غیرمذہبی لوگوں سے متعدد منصوبے ملے۔ بدیہی طور پر مشکک ہونے کے باوجود اس نے تقریباً اتنی ہی خوبصورت "میڈونائیں" بنائی جتنی کہ رافیل کی تھیں۔ سینٹ سیباسٹین کی شہادت کا موضوع اسے بالخصوص پسند تھا: پٹی محل میں اس موضوع پر اس کا کام بے مثال ہے۔ اس نے سینا میں سان ڈومینیکو کے کلیساء میں سینٹ کیتھرین کو اس قدر حقیقت پسندانہ انداز میں بیہوش ہوتے ہوئے دکھایا کہ بالداسارے پیروتسی (Baldassarre Peruzzi) نے اسے اپنی قسم کی ناقابل موازنہ مصوری قرار دیا۔ ان مذہبی موضوعات میں سرگرمی کے دوران سوڈوما نے سینا کو' دازاری کے الفاظ میں' اپنے "حیوانی مشغلوں" کے ساتھ بدنام کیا۔

> اس کا انداز حیات شہوت پرستانہ اور بے توقیر تھا' اور چونکہ اس کے پاس ہر وقت لڑکے اور بے ریش نوجوان ہوتے تھے (جنہیں وہ بے حد چاہتا تھا) اس لیے سوڈوما نے بہت بدنامی کمائی۔ اس نے اِس پر شرمسار ہونے کی بجائے فخر کیا' اس بارے میں نظمیں لکھیں اور بربط پر گاتا پھرتا تھا۔ اسے اپنے گھر میں سب قسم کے عجیب و غریب جانور جمع کرنے کا شوق تھا: بِجو' گلہریاں' بن مانس' پہاڑی بلیاں' ٹھگنے گدھے' شمالی افریقہ کے ریس والے گھوڑے' ایلبا کے ٹٹو' کاگ' ڈینٹم' قمریاں اور ان جیسے دیگر..... اس کے پاس ایک پہاڑی کوا بھی تھا جسے اس نے اتنا اچھا بولنا سکھایا

تھا کہ گھر کے باہر دستک دینے والے لوگ اس کی اور سوڈوما کی آواز میں فرق نہ کر پاتے۔ دیگر جانور بھی اس قدر سدھائے ہوئے تھے کہ ہر وقت اس کے آس پاس پھرتے رہتے..... اس کا گھر حقیقی کشتی نوع سے مشابہہ تھا۔ ؎

سوڈوما نے ایک اچھے خاندان کی عورت سے شادی کی؛ لیکن وہ ایک بچہ پیدا کرنے کے بعد اسے چھوڑ کر چلی گئی۔ سوڈوما سینا میں اپنی پذیرائی اور کمائی خرچ کرنے کے بعد وولٹیرا' پیسا اور لوقا گیا (2-1541ء) اور نئے سرپرست تلاش کئے۔ جب یہ سہارے بھی نہ رہے تو سوڈوما واپس سینا آیا' غربت کے سات سال جانوروں کے ساتھ گذارے اور 72 سال کی عمر میں فوت ہوا۔ اس نے آرٹ کے میدان میں وہ سب کچھ کر دکھایا تھا جو کوئی ماہرانہ ہاتھ گہری روحانی رہنمائی کے بغیر کر سکتا ہے۔

سِینا میں اس پر سبقت حاصل کرنے والا شخص ڈومینیکو بیکافومی تھا۔ جب 1508ء میں پیرو جینو وہاں آیا تو ڈومینیکو نے اس کے انداز کا مطالعہ کیا۔ اس کے واپس جانے پر ڈومینیکو نے روم میں مزید سیکھا' کلاسیک آرٹ کی باقیات سے واقفیت پیدا کی اور رافیل اور مائیکل اینجلو کے راز پانے کی جستجو کی۔ دوبارہ سِینا میں آکر اس نے سوڈوما کی نقل بنائی اور پھر اس کا ہم پلہ ہو گیا۔ مجلس بلدیہ نے اسے Sala del consistorio کی آرائش کرنے کو کہا؛ اس نے اِس کی دیواروں پر چھ سال محنت کر کے (35-1529ء) رومن تاریخ پر مبنی تصاویر بنائیں؛ نتیجہ تیکنیکی حوالے سے زبردست اور روحانی حوالے سے بے جان تھا۔

جب بیکافومی کی وفات ہوئی (1551ء) تو سِینائی نشاۃ ثانیہ انجام پذیر ہو گئی۔ بالدا سارے پیروتسی سِینا کا تھا' لیکن اُسے چھوڑ کر روم چلا گیا۔ سِینا دوبارہ کنواری کی بانہوں میں جا گرا اور اصلاح مخالف رجحان سے ساز باز کر لی۔ یہ آج بھی بنیاد پرست ہونے پر مطمئن اور جدیدیت سے بچا ہوا ہے۔

IV۔ اَمبریا اور بیجلیونی

مغرب میں ٹسکنی' جنوب میں لاشیئم (Latium)' اور شمال و مشرق میں مارچیز

(Marches) میں گھرا ہوا کوہستانی اُمبریا یہاں وہاں تیرنی' سپولیٹو' اسیسی' فولیجنو' پیروجیا' گُوبو (Gubbio) کے شہروں کو بلندی پر لیے ہوئے ہے۔ ہم یہاں انہیں --- سرحد پار مارچیز میں --- فابریانو کے ساتھ زیر بحث لائیں گے' کیونکہ جینٹیلے دا فابریانو (Gentile da Fabriano) امبریئن مکتبہ کی تمہید تھا۔

جینٹیلے ایک مبہم مگر غالب شخصیت ہے: ابتدائی سینائی مصوروں کے مبہم اثرات کے ساتھ گُوبو' پیروجیا اور مارچیز میں قرون وسطیٰ جیسی تصاویر بناتے ہوئے' اور آہستہ آہستہ اس قدر ممتاز پختگی تک پہنچتے ہوئے کہ ایک قابل ذکر روایت کے مطابق پانڈولفو مالاتیستا نے اسے بریشیا کے Broletto گرجا خانے کی دیواری تصویر بنانے پر 14,000 ڈیوکٹ ادا کیے (اندازاً 1410ء)۔[8] کوئی دس برس بعد وینس سینیٹ نے اسے بڑی مجلس کے ہال میں ایک جنگی منظر پینٹ کرنے کا کام دیا: لگتا ہے کہ اس وقت جینٹیلے بیلائنی بھی اس کے شاگردوں میں شامل تھا۔ پھر ہم اسے فلورنس میں سانتا Trinita کلیساء کے لیے ایک "Adoration of the Magi" پینٹ کرتے ہوئے پاتے ہیں (1423ء) جسے مغرور اہل فلورنس نے بھی شاہکار تسلیم کیا۔ یہ Uffizi میں آج بھی محفوظ ہے: بادشاہوں اور خدمتگاروں' شاہانہ گھوڑوں' خوبصورت مویشیوں' بندروں' ہوشیار کتوں' دلنشین کنواری کا ایک روشن اور دلکش جمگھٹ --- سب کی توجہ ایک سحر انگیز بچے پر مرکوز ہے جو گھٹنوں کے بل جھکے بادشاہ کے گنجے سر پہ ہاتھ رکھے ہوئے ہے: یہ تصویر بھڑکیلے رنگوں اور رواں خطوط والی ہے' لیکن تناظر اور پس منظر کی خرابیاں قدیمی نوعیت کی ہیں۔ پوپ مارٹن V نے جینٹیلے کو روم بلایا جہاں اس نے سان جووانی لیٹرانو میں دیواری تصاویر بنائیں: اب وہ غائب ہو چکی ہیں' لیکن ہم Rogier Van der Weyden کے جوش و خروش سے ان کے معیار کا اندازہ کر سکتے ہیں جس نے انہیں دیکھنے پر جینٹیلے کو اٹلی کا سب سے بڑا مصور قرار دیا تھا۔[9] جینٹیلے نے سانتا ماریا نووا کے کلیساء میں دیگر گمشدہ تصاویر بنائیں جن میں سے ایک کو دیکھ کر مائیکل اینجلو نے وازاری سے کہا تھا: "اس کا ہاتھ بھی اس کے نام جیسا تھا۔"[10] جینٹیلے 1427ء میں روم میں مرا تو اس کی شہرت بام عروج پر تھی۔

اس کا کیریئر شاہد ہے کہ ثقافتی لحاظ سے اس کی مادر وطن' اُمبریا آرٹ میں اپنے

جینیئس اور انداز پیدا کر رہا تھا۔ تاہم' اَمبریائی مصوروں نے ہر پہلو سے سینا سے رہنمائی حاصل کی' اور Duccio سے پیروجو اور ابتدائی رافیل تک کسی وقفے کے بغیر مذہبی مزاج جاری رکھا۔ ایسی اَمبریائی آرٹ کا روحانی ماخذ تھا۔ کلیساؤں اور سینٹ فرانسس کی حکایات نے پڑوسی علاقوں میں ایک عقیدے کی تبلیغ کی جس نے فن تعمیر کے ساتھ ساتھ مصوری پر بھی تسلط جمایا' اور سیکولر یا غیرمذہبی موضوعات کو پرے رکھا جو ہر طرف سے اطالوی آرٹ پر حملہ آور تھے۔ اَمبریائی مصوروں کو پورٹریٹس بنانے کے لیے شاذ و نادر ہی کہا گیا' لیکن نجی افراد نے عموماً اپنی جمع پونجی کو استعمال میں لاتے ہوئے اپنے پسندیدہ گرجا خانے میں ایک میڈونا یا مقدس خاندان پینٹ کرنے کے لیے کسی آرٹسٹ کی خدمات حاصل کیں: اور بمشکل ہی کوئی کلیساء اتنا غریب ہو گا کہ باامید پاکیزگی اور برادرانہ تفاخر کی علامت بننے کی خاطر فنڈز نہ جمع کر سکتا ہو۔ چنانچہ گُوبو کے پاس اوتاویانو نیلی' Foligno کے پاس نکولوڈی لبریٹورے' پیروجیا کے پاس بون فیلی' پیروجینو اور پنٹوریکو تھے۔

اَمبریائی قصبات میں سے پیروجیا قدیم ترین' وسیع ترین' امیرترین اور نہایت پرجوش قصبہ تھا۔ ایک طرح سے ناقابل رسائی چوٹی کے اوپر تقریباً 1600 فٹ اونچائی پر واقع پیروجیا کے اردگرد ایک وسیع و عریض نظارہ موجود تھا: یہ جگہ دفاع کے لیے اس قدر موزوں تھی کہ اہل ایٹروریا نے روم کی بناء ڈالنے سے پہلے وہاں ایک شہر بسایا یا ترکے میں حاصل کیا۔ پوپس ایک طویل عرصے تک دعویٰ کرتے رہے کہ یہ پاپائی ریاستوں میں سے ایک ہے۔ پیروجیا نے 1375ء میں اپنی خودمختاری کا اعلان کیا' اور ایک صدی سے زائد عرصہ تک پرجوش فرقہ پرستی کا شکار رہا۔-- اس میدان میں صرف سینا اسے پیچھے چھوڑ سکا۔ دو اہل ثروت خاندان شہر پر اختیار حاصل کرنے کے لیے برسرپیکار ہوئے۔-- یعنی اس کی حکومت' جاگیروں اور 40 ہزار نفوس پر قبضہ جمانے کے لیے۔ Oddi اور بیجلیونی نے ایک دوسرے کو گھات لگا کر یا للکار کر قتل کیا: ان کے جھگڑوں نے پیروجیا کے میناروں کے نیچے مسکراتے ہوئے میدان کو خون سے سینچا۔ بیجلیونی اپنے دلکش چہروں اور ڈیل ڈول' اپنی عالی ہمت اور غضبناکی کے لیے مشہور تھے۔ اَمبریا کے عین دل میں بیٹھ کر انھوں نے کلیسیاء پر کیچڑ اچھالا اور اپنے بچوں کو

باگان نام دیئے --- Ercole' Troilo' Ascanio' Annibale' Atlanta' Penelope' Lavinia' Zenobia ۔ 1445ء میں بیجلیونی نے پیروجیا پر قبضہ جمانے کے لیے اوڈی کی کوشش ناکام بنائی؛ تب کے بعد انہوں نے شہر پر اپنی جابرانہ حکومت قائم کرلی' مگر اسے ایک پاپائی جاگیر بھی تسلیم کرتے تھے۔ آیئے پیروجیا ہی کے ایک مورخ فرانسسکو میتاراتسو (Matarazzo) کے الفاظ میں بیجلیونی حکومت کا حال پڑھتے ہیں:

جس روز اوڈی کو بے دخل کیا گیا' اسی روز سے ہمارا شہر بد سے بد تر ہوتا گیا۔ تمام نوجوان اسلحے کی خرید و فروخت کرنے لگے۔ ان کی زندگیاں بد نظمی کا شکار تھیں---- اور شہر اپنی تمام دانش اور انصاف کھو چکا تھا۔ ہر آدمی اپنی مرضی چلاتا---- پوپ نے متعدد نمائندے یہاں بھیجے تاکہ شہر کو نظم و ضبط میں لیا جاسکے۔ لیکن آنے والے سب نمائندے اپنے ٹکڑے ٹکڑے ہو جانے کے خوف سے بھاگ گئے؛ کچھ ایک کو بیجلیونی نے محل کی کھڑکی سے نیچے پھینکنے کی دھمکی دی۔ یہاں تک کہ کوئی بھی کارڈینل یا پاپائی نمائندہ اتنی دیر تک پیروجیا کی جانب قدم بڑھانے کی کوشش نہ کرتا جب تک کہ یہاں اس کے دوست نہ ہوتے۔ اور شہر اس قدر مصیبت سے دوچار ہوا کہ سب سے زیادہ لاقانون آدمی سب سے زیادہ معزز تھا؛ اور دو یا تین آدمیوں کے قاتل اپنی مرضی سے محل میں گھومتے پھرتے رہتے' اور تلوار یا نیزہ ساتھ لے کر پوڈیسٹا اور دیگر مجسٹریٹوں سے بات کرنے جاتے تھے۔ اشراف کے حمایت یافتہ قاتل ہر قابل قدر آدمی کو اپنے پیروں تلے روند رہے تھے' اور کوئی شہری اپنی جائیداد کو اپنا نہیں کہہ سکتا تھا۔ اشراف پہلے ایک اور پھر دوسرے کی چیزیں اور زمین لوٹ لیتے۔ تمام دفاتر بیچنے یا پھر مجبور کر دیئے گئے؛ محصولات اور استحصال اس قدر خوفناک تھا کہ ہر کوئی چلا اٹھا۔[۱۱]

ایک کارڈینل نے پوپ الیگزینڈر VI سے پوچھا کہ "ان شیطانوں کا کیا کیا جاسکتا ہے جنہیں مقدس پانی کا بھی کوئی خوف نہیں؟"[۱۲]

اوڈی کو بے دخل کر دینے کے بعد بیجلیونی خود بھی دھڑے بندی کا شکار ہوگئے اور

نشاۃ ثانیہ کے انتہائی خونیں فسادات میں سے ایک فساد میں مبتلا ہوئے۔ اٹلانٹا بیجلیونی اپنے شوہر کے قتل کے بعد بیوہ ہوگئی اور اس نے اپنے بیٹے گریفونیتو کی دلکشی میں راحت ڈھونڈی جسے میتاراتسو نے گینی مید جیسا بیان کیا (گینی مید یونانی اسطور میں وہ لڑکا تھا جسے ایک عقاب زیئس کے پاس لایا تھا کہ وہ دیوتاؤں کا ساقی بن سکے۔ کسی بھی خوبرو لڑکے کو گینی مید سے تشبیہ دی جاتی ہے' مترجم)۔ بیٹے نے جب زنوبیا سفورتسا سے شادی کی تو ماں کی مسرت پوری طرح بحال ہوگئی۔ زنوبیا بھی خود اٹلانٹا جیسی حسین و جمیل تھی۔ لیکن بیجلیونی خاندان کی ایک چھوٹی شاخ نے حکمران شاخ --- ایستورے' گائیدو' سیمونیتو اور جیان پاؤلو --- کا تخت الٹنے کی سازش تیار کی۔ سازشیوں نے گریفونیتو کی شجاعت کو اہمیت دیتے ہوئے اسے یہ کہہ کر اپنے ساتھ ملا لیا کہ جیان پاؤلو نے اس کی جوان بیوی پر ڈورے ڈالے تھے۔ سن 1500ء کی ایک رات کو جب مقتدر بیجلیونی گھرانے ایستورے اور لاوینیا کی شادی کے لیے اپنے قلعوں میں سے نکل کر پیروجا میں جمع ہوئے تو سازشیوں نے حملہ کر کے ایک کے سوا سب کو ہلاک کر ڈالا۔ جیان پاؤلو بچ نکلا: اس نے چھتیں پھلانگیں' ایک خوفزدہ یونیورسٹی طالب علم کے ساتھ رات کے اندھیرے میں چھپنا پڑا' دانشوروں والی عبا پہن کر بھیس بدلا اور یوں صبح سویرے شہر کے دروازوں سے باہر چلا گیا۔ اٹلانٹا کو یہ جان کر بہت دہشت ہوئی کہ اس کا بیٹا بھی اس قتل و غارت میں حصہ دار تھا: اس نے بیٹے کو لعنت ملامت کر کے چلے جانے کو کہا۔ قاتل گریفونیتو کو شہر میں بے گھر اور تنہا چھوڑ کر اِدھر اُدھر کھسک گئے۔ اگلے روز جیان پاؤلو ایک محافظ دستے کے ساتھ دوبارہ پیروجیا میں داخل ہوا اور احاطہ عام میں گریفونیتو سے دُوبدو ہوا۔ اس نے نوجوان سے درگذر کرنا چاہا لیکن اس کے روکنے سے پہلے ہی سپاہیوں نے گریفونیتو کو مہلک زخموں سے چُور کر دیا۔ اٹلانٹا اور زنوبیا اپنی پناہ گاہوں سے باہر آئیں تو بیٹے اور شوہر کو گلی میں مردہ پڑے پایا۔ اٹلانٹا اس کے پاس آ کر جھکی' اپنی بددعائیں واپس لیں' اس پر رحمت کے لیے دعا کی اور اس سے کہا کہ اپنے قاتلوں کو معاف کر دے۔ میتاراتسو کہتا ہے: "تب اس جوان نے اپنا دایاں ہاتھ جوان ماں کی طرف بڑھایا' اس کے سفید مرمریں ہاتھ کو ہلکا سے دبایا اور اپنے خوبصورت جسم سے روح کو الوداع کہا۔" [13] اس وقت پیِروجینو اور رافیل پیروجیا میں

مصوری کر رہے تھے۔

جیان پاؤلو نے سازش کے شبہ میں تقریباً ایک سو افراد کو گلیوں یا کیتھیڈرل میں قتل کیا: اس نے پلازو کمیونیل کو کٹے ہوئے سروں سے سجایا اور ساتھ ہی ان کے اُلٹے پورٹریٹ بھی لٹکا دیئے: یہاں پیروجیائی آرٹ کے لیے کافی جگہ تھی۔ اس کے بعد وہ شہر پر بلامقابلہ حکومت کرتا رہا' بالآخر جولیئس II (1506ء) کے سامنے سرتسلیم خم کیا' اور پوپ کا نمائندہ بن کر حکومت کرنا تسلیم کر لیا۔ لیکن اسے قتل و غارت کے سوا حکومت کرنے کا کوئی اور طریقہ معلوم نہ تھا۔ 1520ء میں لیو X نے اس کے جرائم سے عاجز آ کر اُسے روم آنے پر مائل کیا اور سانت اینجلو قلعے میں سر قلم کرا دیا: یہ نشاۃ ثانیہ میں سفارت کاری کا ایک طریقہ تھا۔ بیجلیونی کے دیگر افراد نے کچھ عرصہ تک حکومت قائم رکھی: لیکن مالاتیستا بیجلیونی کے ہاتھوں ایک پاپائی نمائندے کے قتل کے بعد پوپ پال III نے شہر کو کلیساء کا مطیع بنانے کے لیے فوجیں روانہ کیں (1534ء)۔

V۔ پیروجینو

بغل میں چھری دبا کر رام رام کرنے والی اس حکومت کے تحت ادب اور آرٹ نے حیرت انگیز ترقی کی: کنواری کی پرستش کرنے والے پرجوش مزاج نے ہی کارڈینلوں کا تمسخر اڑایا' اور مقتول عزیز تخلیقی تحریر کا جوش محسوس کر سکا یا آرٹ کی طرف متوجہ ہوا۔ میتاراتسو کی "Cranaca delle Citta di Perugia" (جس میں بیجلیونی کا عالم عروج بیان کیا گیا) نشاۃ ثانیہ کی نہایت شاندار ادبی تحریروں میں سے ایک ہے۔ بیجلیونی کے اقتدار میں آنے سے قبل تجارت نے اتنی دولت تو جمع کر دی تھی کہ قوی الجثہ گوتھک پلازو کمیونیل تعمیر ہو جاتا (1280ء تا 1333ء) اور اسے اور ملحقہ کولیجو ڈیل کامبو --- ایوان تجارت --- کو اٹلی کے بہترین آرٹ سے سجایا جاتا (6-1452ء)۔ کولیجو میں ایک کرسئ انصاف اور ایک منی ھنجرز کا بنچ اتنا شاندار انداز میں تراشا ہوا تھا کہ کوئی بھی شخص پیروجیا کے کاروباری افراد کو غریبی ذوق کا الزام نہیں دے سکتا۔ سان ڈومینیکو کے کلیساء میں اتنے ہی پُرشکوہ سماع خانے (1476ء) اور Rosary کا ایک مشہور گرجا خانہ تھا جنہیں اگوستینو ڈی ڈیوکو نے ڈیزائن کیا۔ اگوستینو سنگ تراشی اور

فن تعمیر کے مابین متذبذب رہا؛ اس نے عموماً ان دونوں کو ملا دیا' مثلاً سان برنارڈینو (1461ء) کے دعائیہ گرجا خانے (Oratorio) میں تقریباً سارے ماتھے کو مجسموں' منبت کاری والی سِلوں' عربی گلکاری اور دیگر پھول بوٹوں سے بھر دیا۔ کسی بھی خالی سطح نے ہمیشہ اطالوی آرٹسٹ میں تحریک پیدا کی۔

پیروجیا میں کم از کم پندرہ مصور اس قسم کے چیلنجوں میں مصروف تھے۔ پیروجینو کے عہد جوانی میں ان کا رہنما بینیڈیٹو بون فیلی تھا۔ بینیڈیٹو نے لازماً ڈومینیکو وینیزیانو یا پیئر و ڈیلا فرانسکا کے ساتھ تعلق' یا Montefalco کے مقام پر Benozzo Gozzali کی بنائی ہوئی استرکاریوں کا مطالعہ کر کے ہی کچھ نئی تیکنیکیں سیکھیں جنہیں ماسولینو' ماساشیو' Uccello اور دیگر نے فلورنس میں ترقی دی تھی۔ اس نے پلازو کمیونیل کے لیے پینٹ کی ہوئی دیواری تصاویر میں (اُمبریائی آرٹسٹوں کے لیے نئے) تناظر سے واقفیت ظاہر کی' تاہم اس کے بنائے ہوئے چہرے ایک جیسے اور بے وضع کپڑوں میں لپٹے ہوئے تھے۔ رنگوں کے مدھم پن میں بینیڈیٹو کے ہم پلہ ایک نوجوان مدمقابل فیارینتسو لورینتسو نے جذبات کی لطافت اور ضمنی خوبصورتی میں اس پر سبقت حاصل کی۔ پیروجیائی روایت میں بون فیلی اور فیارینتسو نے دو استادوں کو پڑھایا جنھوں نے اُمبریائی مصوری کو اوجِ کمال تک پہنچایا۔

برنارڈینو بیٹی' المشہور پنتوریکیو نے فیارینتسو سے ٹمپرا (Tempera) اور استرکاری کے فنون سیکھے' لیکن آئل تیکنیک ہرگز استعمال نہ کی جو پیروجینو سے فلورنسیوں کو ملی۔ 27 برس کی عمر میں (1481ء) وہ پیروجینو کے ہمراہ روم گیا اور سِسٹائن گرجا خانے میں ایک دروازے کو بے جان "عیسیٰ کا بپتسمہ" سے پُر کیا۔ لیکن اس نے بہتری حاصل کی؛ اور جب انوسینٹ VIII نے اسے بیلویدیرے محل میں گیلری سجانے کو کہا تو اس نے جینوآ' میلان' فلورنس' وینس' نیپلز اور روم کے مصوری کے نظریات کو استعمال کرتے ہوئے ایک نئی راہ کھولی۔ اس کی ڈرائنگ غیر کامل تھی' لیکن مصوری میں ایک خوشگوار کھلاپن تھا جس نے الیگزینڈر VI کو متوجہ کیا۔ اس خوش مزاج بورجیا نے ویٹیکن میں اپنے کمرے سجانے کی خواہش میں پنتوریکیو اور کچھ معاونین سے کہا کہ دیواروں اور چھتوں پر پیغمبروں' کاہن عورتوں' مغنیوں' سائنس دانوں' بزرگوں'

میڈوناؤں اور شاید ایک محبوبہ کی تصاویر پینٹ کریں۔ پوپ ایک مرتبہ پھر اتنا خوش ہوا کہ سانت اینجلو قلعے میں اپنے لیے ایک اپارٹمنٹ ڈیزائن ہونے پر آرٹسٹ سے کہا کہ وہاں پوپ کے ساتھ چارلس VIII کی لڑائی کے کچھ مناظر بھی پیش کرے (1495ء)۔ اس وقت تک پیروجیا نے پنتوریکیوری کی شہرت سُن لی تھی: اس نے اسے گھر بلایا: اور سانتا ماریا دے فوسی کلیساء نے اسے ایک عشائے ربانی کی میز بنانے کو کہا۔ اس نے "کنواری، بچہ اور سینٹ جان" بنا کر ماہرین کے سوا سب کو مطمئن کر دیا۔ جیسا کہ ہم نے دیکھا، اس نے سِینا میں پیکولومینی لائبریری کو پائیس II کی زندگی اور کہانی کی منظر نگاری سے درخشاں بنایا: اور متعدد تیکنیکی غلطیوں کے باوجود اس تصویری بیان نے اس کمرے کو نشاۃ ثانیہ کے آرٹ کی دلکش ترین باقیات میں سے ایک بنا دیا۔ پنتوریکیو اس کام پر پانچ سال صرف کرنے کے بعد روم گیا اور وہاں رافیل کی کامیابی کی تضحیک میں حصہ ڈالا۔ اس کے بعد وہ آرٹ کے منظر سے ہٹ گیا، جس کی وجہ شاید بیماری تھی یا پھر پیروجینو اور رافیل کی واضح برتری۔ ایک غیر معتبر کہانی سے پتہ چلتا ہے کہ وہ 59 سال کی عمر میں سِینا میں بھوکا مر گیا (1513ء)۔ [۴۱]

پیاترو پیروجینو کا یہ نام اس لیے پڑ گیا کیونکہ اس نے پیروجیا کو اپنا گھر بنایا۔ پیروجیا والے ہمیشہ اسے گھریلو نام وانوچی سے پکارتے تھے۔ وہ قریبی Citta della Pieve میں پیدا ہوا (1446ء)۔ نو برس کی عمر میں اسے پیروجیا بھجوایا گیا اور وہاں اس نے ایک گمنام آرٹسٹ کے پاس ابتدائی تربیت حاصل کی۔ وازاری کے مطابق اس کے استاد نے فلورنس کے مصوروں کو اِٹلی بھر میں بہترین قرار دیا اور نوجوان کو وہاں جا کر پڑھنے کو کہا۔ پیاترو وہاں گیا، بڑی باریک بینی سے ماساشیو کی دیواری تصاویر کی نقل کی اور ویروکیو کے پاس بطور نوآموز یا معاون بھرتی ہو گیا۔ لیونارڈو تقریباً 1468ء میں ویروکیو کے سٹوڈیو میں آیا: پیروجینو سے اس کی ملاقات عین ممکن ہے، اور چھ سال عمر میں بڑا ہونے کے باوجود اس نے پیروجینو سے کچھ نئی تیکنیکیں سیکھنے میں کوئی عار نہ محسوس کی۔ یہ مہارتیں پیروجینو کی "سینٹ سیباسٹین" (لوورے) میں آشکار ہو چکی تھیں۔ پیروجینو ویروکیو سے رخصت لینے کے بعد غمگین اور شفیق میڈوناؤں کے اَمبریائی انداز کی جانب واپس آیا: اور اس کے ہاں فلورنسی مصوروں کی درشت اور زیادہ حقیقت پسندانہ

روایات نرم ہو کر فرا بارتولومیو اور آندریا ڈیل سارتو کی زیادہ متحرک حقیقت پسندی میں تبدیل ہو گئیں۔

وہ 35 سال کی عمر کو پہنچنے تک (1481ء) اتنی شہرت حاصل کر چکا تھا کہ سکسٹس IV نے اسے روم آنے کی دعوت دی۔ اس نے سِسٹائن گرجا خانے میں متعدد دیواری تصاویر بنائیں جن میں سے بہترین "مسیح پطرس کو چابیاں دیتے ہوئے" باقی بچی ہے۔ یہ اپنی یکساں بناوٹ میں بہت زیادہ روایتی ہے؛ لیکن یہاں ہوا' مصوری کی تاریخ میں پہلی مرتبہ (روشنی کی لطیف درجہ بندیوں کے ساتھ) تصویر کا ایک ممتاز اور تقریباً مرئی عنصر بنی؛ لباس کی بون فیلی والی بے جان کیفیت یہاں چنٹوں اور سلوٹوں میں جاندار ہے؛ اور چند ایک چہرے واضح انفرادیت لیے ہوئے ہیں--- یسوع' پطرس' سنگوریلی اور خود پیروجینو۔

پیروجینو 1486ء میں دوبارہ فلورنس گیا؛ شہر کے روزنامچوں میں اسے بطور مجرم گرفتار کیے جانے کی رپورٹ موجود ہے۔ وہ اور اس کا ایک دوست بھیس بدل کر دسمبر کی ایک رات میں برچھیاں لیے کسی دشمن کی گھات لگائے بیٹھے تھے۔ انہیں اپنے منصوبہ پر عمل کرنے سے پہلے ہی پکڑ لیا گیا۔ پیروجینو کو دس فلورنز جرمانہ اور دوست کو جلاوطنی کی سزا ملی۔ [2] روم سے غیر حاضری کے ایک اور وقفے کے بعد اس نے فلورنس میں "*bogetta*" قائم کی (1492ء)' ماتحت رکھے اور دور و نزدیک کے گاہکوں کے لیے بے احتیاطی سے تصاویر بنانا شروع کیں۔ اس نے Gesuati برادری کے لیے ایک "*Pieta*" بنائی' جس کی افسردہ کنواری اور فکر مند مگدلینی کو اس نے اور اس کے شاگردوں نے سینکڑوں تبدیلیوں کے ساتھ کسی خوشحال ادارے یا فرد کے لیے بار بار بنایا۔ ایک "میڈونا اور اولیاء" ویانا پہنچ گئی' دوسری کریمونا' تیسری فانو' چوتھی "میڈونا کا جلال" پیروجیا میں' پانچویں ویٹیکن تو چھٹی Uffizi گیلری میں۔ مخالفین نے الزام لگایا کہ اس نے اپنے سٹوڈیو کو فیکٹری بنا دیا تھا؛ وہ اس کے امیر اور موٹے ہونے کو بری بات سمجھتے تھے۔ وہ مسکراتا اور اپنی قیمت بڑھاتا گیا۔ جب وینس نے اسے ڈیوکی محل میں دو پینل پینٹ کرانے کے لیے بلوایا اور 400 ڈیوکٹ پیش کیے تو اس نے 800 کا مطالبہ کیا؛ اور مطالبہ پورا نہ ہونے پر فلورنس میں ہی رہا۔ اس نے نقد سمیٹا اور ادھار کو

جانے دیا۔ اس نے دولت کو برا سمجھنے کا دکھاوا نہ کیا؛ وہ اپنا برش کپکپانے پر فاقوں نہیں مرنا چاہتا تھا؛ اس نے فلورنس اور پیروجیا میں جائیداد خریدی۔ پیروجیا کے کامبو (Cambio) میں اس کا سیلف پورٹریٹ ایماندارانہ اعتراف کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ ایک فربہ چہرہ، لمبی ناک، تنگ سی سرخ ٹوپی کے نیچے سے لٹکتے ہوئے بے ترتیب بال، خاموش مگر پر فکر آنکھیں، تھوڑے سے مضحکہ خیز ہونٹ، موٹی گردن اور مضبوط ڈیل ڈول: یہ تھا دھوکہ بازی کا شکار نہ ہونے والا، لڑنے پر تیار، اپنے آپ پر پُریقین اور نوع انسانی کے متعلق کوئی اعلیٰ خیالات نہ رکھنے والا آدمی پیروجینو۔ وازاری کہتا ہے: "وہ مذہبی آدمی نہیں تھا، اور روح کی لافانیت پر ہرگز یقین نہیں رکھتا تھا۔"[۱۶]

اپنی تشکیکیت اور تاجرانہ ذہنیت نے اسے کبھی کبھار فراخدلی دکھانے[۱۷] یا نشاۃ ثانیہ کی کچھ خوبصورت ترین دینی تصاویر بنانے سے نہ روکا۔ اس نے کرٹوساڈی پاویا کے لیے ایک دلکش "میڈونا" بنائی (جواب لندن میں ہے)؛ اور اس سے منسوب کی جانے والی لوورے کی "میگدلینی" اس قدر حسین گناہگار ہے کہ اسے بخشنے کے لیے آپ کو رحمت خداوندی کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اس نے فلورنس میں سانتاکلارا کی راہباؤں کے لیے ایک "*Entombment*" پینٹ کی جس میں عورتیں کمیاب حسن کی مالک ہیں اور بوڑھے آدمیوں کے چہرے ان کی زندگیوں کا خلاصہ ہیں، درمیان میں مسیح کی بے خون لاش پڑی ہے، زمینی منظر میں پہاڑی ڈھلانوں پر ستواں درخت کھڑے ہیں، پرسکون پھیلاؤ میں ایک دورافتادہ قصبہ ہے---- یہ سب چیزیں موت اور دکھ کے منظر پر طمانیت کی فضاء قائم کرتی ہیں۔ آدمی بیچنے کے ساتھ ساتھ پینٹ بھی کر سکتا تھا۔

فلورنس میں اس کی کامیابی نے اہل پیروجیا کو اس کی قیمت تسلیم کرنے پر قائل کر لیا۔ جب کامبو کے تاجروں نے کولیجو کو سجانے کا فیصلہ کیا تو اپنی جیبیں خالی کر کے پیاترو وانوکی کو کام کرنے کی پیشکش کی۔ انہوں نے زمانے کے مزاج اور ایک مقامی دانشور کی تجاویز پر عمل کرتے ہوئے فرمائش کی کہ سامعین کا ہال عیسائی اور پاگان موضوعات کے ملغوبے سے سجنا چاہیے: چھت پر سات سیاروں اور بارہ بُرجوں کی علامات؛ ایک دیوار پر "میلاد مسیح" اور ایک "تجلی عیسیٰ"؛ دوسری دیوار پر "لافانی باپ" پیغمبر، اور چھ پاگان کاہن عورتیں؛ ایک اور دیوار پر چار کلاسیکل فضائل اخلاق پاگان ہیروؤں کی صورت

میں دکھائے گئے: دانائی--- نُوما' سقراط' اور فے ییٹس; انصاف--- پٹاکس' فیوریلیس اور ٹراجن; استقلال--- لوسیئس' لیونیڈاس اور ہوراشیس کوکلیز; پرہیزگاری--- پیریکلیز' Cincimatus اور سیپیو (Scipio)۔ لگتا ہے کہ پیروجینو اور اس کے ماتحتوں--- بشمول رافیل--- نے یہ سارا کام ایک سال میں مکمل کر لیا۔ 1500ء میں ہی بیجلیونی کی لڑائیوں نے پیروجیا کی گلیوں کو خون سے رنگا۔ جب خون کے دھبے دُھلے تو شہری کامبو کا نیا حسن دیکھنے کے لیے کھنچے چلے آئے۔ غالباً انہوں نے پاگان ہیروؤں کو کچھ بے جان پایا' اور خواہش کی کہ پیروجینو نے انہیں بیٹھنے کی حالت کی بجائے کسی سرگرمی میں مشغول دکھایا ہوتا جس سے ان میں جان پڑ جاتی۔ لیکن "ڈیوڈ" پُرجلال تھی' "Erythrean Sibyl" رافیل کی "میڈونا" جیسی ہی رحیم' "لافانی باپ" ایک ملحد کے لحاظ سے کافی بہتر تخیل کی حامل۔ پیروجینو نے اپنے 60ویں برس میں ان دیواروں پر اپنی قوتوں تک بھرپور رسائی حاصل کی۔ مشکور شہر نے 1501ء میں اسے پرائر بنا دیا۔

اِس اوجِ ثریا سے اس کا تنزل بہت سرعت سے شروع ہوا۔ 1502ء میں اس نے "کنواری کی شادی" مصور کی' جسے دو برس بعد رافیل نے "Spozalizio" میں نقل کیا۔ تقریباً 1503ء میں وہ واپس فلورنس آیا۔ وہ مائیکل اینجلو کی "داؤد" (ڈیوڈ) کے متعلق شہر میں اختلاف رائے دیکھ کر خوش نہ ہوا; وہ بھی ان آرٹسٹوں میں شامل تھا جنہیں اس لیے بلایا گیا تھا کہ وہ اس پیکر کو رکھنے کی جگہ تجویز کریں۔ خود مجسمہ ساز نے ہی اس کی تجویز مسترد کر دی۔ دونوں نے کچھ عرصہ بعد ملاقات ہونے پر ایک دوسرے کی توہین کی; 29 سالہ نوجوان مائیکل اینجلو نے پیروجینو کو ژہ مغز کہا اور اسے مطلع کیا کہ اس کا آرٹ "دقیانوسی اور بے ہودہ" ہے۔ [۱۵] پیروجینو نے اس پر ہتکِ عزت کا دعویٰ کیا' مگر تضحیک کے سوا کچھ بھی حاصل نہ کر سکا۔ 1505ء میں وہ Annunziata کے لیے ایک "حلفیہ شہادت" (Deposition) کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے پر رضامند ہو گیا جو مرحوم فلی پینو لیپی نے شروع کی تھی' اور اس میں "استقبال مریم" کا اضافہ بھی کیا۔ اس نے فلی پینو کا کام بڑی مہارت سے مکمل کیا; لیکن "استقبال مریم" میں اتنی زیادہ تصاویر دوہرائیں کہ فلورنس کے آرٹسٹوں نے (اس کے بھاری معاوضوں سے جل کر) اسے بے ایمانی اور تن آسانی کا الزام دیا۔ اس نے غصہ کے عالم میں شہر کو چھوڑا اور

پیروجیا میں رہائش اختیار کر لی۔

نوجوان کے ہاتھوں زمانے کو اس وقت دوبارہ شکست ہوئی جب اس نے ویٹیکن میں ایک کمرہ سجانے کے لیے جولیئس II کی دعوت قبول کر لی (1507ء)۔ ابھی اس نے تھوڑا سا کام ہی کیا تھا کہ سابق شاگرد رافیل نمودار ہوا اور اس کے سامنے سے سب کچھ بہا کر لے گیا۔ پیروجینو نے بوجھل دل کے ساتھ روم کو چھوڑا۔ واپس پیروجیا آ کر نئے کام ڈھونڈے اور آخری سانس تک کام کرتا رہا۔ اس نے سانت اگوستینو کلیساء کے لیے ایک پیچیدہ الٹرپیس چھ برس میں مکمل کی (1520ء) جس میں عیسیٰ کی کہانی نئے سرے سے بتائی۔ اس نے تریوی کے مقام پر Maddona delle Lagrime کلیساء کے لیے "میجی کی بھگتی" پینٹ کی جو کچھ خراب ڈرائنگ کے باوجود 75 سالہ شخص کی حیرت انگیز تخلیق ہے۔ 1523ء میں وہ پڑوسی Fontignano میں مصوری کر رہا تھا کہ وبائی بیماری کا شکار ہو گیا' یا شاید بڑھاپے اور تھکن کے باعث لقمہ اجل بنا۔ روایت کے مطابق اس نے آخری رسومات کی ادائیگی سے انکار کر دیا' اور کہا کہ وہ ایک ناپشیمان روح پر یہ دیکھنے کو بہتر خیال کرتا ہے کہ اگلی دنیا میں کیا واقع ہوتا ہے۔[19] اسے ناپاک زمین میں دفن کیا گیا۔[20]

پیروجینو کی مصوری کے نقائص سے ہر کوئی واقف ہے--- جذبات میں مبالغہ آرائی' رنجیدہ اور مصنوعی پاکیزگی' ایک جیسے بیضوی چہرے اور پٹے دار بال' انکساری کے عالم میں آگے کو جھکے ہوئے سر۔ یورپ اور امریکہ اس طرح کی تکرار والے سینکڑوں پیروجینو پیش کر سکتے ہیں; استاد جدت طراز کم اور زرخیز زیادہ تھا۔ اس کی تصاویر حرکت اور جانداری کی متقاضی تھیں; وہ زندگی کی حقیقتوں اور اہمیت کی بجائے اُمبریائی بھگتی کی ضرورتوں کی عکاسی کرتی ہیں۔ تاہم' ان میں کافی کچھ ایسا موجود ہے جو ایک پختہ روح کو مسرور کر سکتا ہے: روشنی کی جاندار کیفیت' عورتوں کی معتدل دلکشی' بوڑھے مردوں کا باریش جلال' مدھم اور غیر بھڑکدار رنگ' تمام المناکیوں کو امن کی چادر میں لپیٹے ہوئے خوشگوار زمینی مناظر۔

پیروجینو فلورنس میں طویل عرصوں تک مقیم رہنے کے بعد جب 1499ء میں واپس پیروجیا آیا تو اُمبریائی مصوری میں اہل فلورنس والی تیکنیکی مہارت بھی لایا۔ وہ آنکھیں

بند ہونے سے پہلے یہ مہارتیں اپنے معاونین اور شاگردوں کو منتقل کر چکا تھا۔۔۔ پنتوریکیو' فرانسکو ابرٹینو ("Il Bachiacca") ' جووانی ڈی پیاترو ("Lo Spagna")اور رانیل۔ استاد نے اپنا کام پورا کردیا:اس نے اپنی وراثت کو بھرپور بنایا اور آگے منتقل کیا' اور ایک ایسے شاگرد کی تربیت کی جو اس پر سبقت لے گیا۔ رانیل پیروجینو کا بے نقص' کمال یافتہ اور مکمل رُوپ ہے۔

نواں باب

مینتو آ

(1378ء۔1540ء)

I۔ وٹوریتو دا فیلترے

مینتو آ خوش قسمت تھا: سارے نشاۃ ثانیہ کے دوران یہاں ایک ہی خاندان مقتدر رہا، اور انقلابات کی افراتفری، درباری قتل و غارت اور فوجی سازشیں نہ ہوئیں۔ جب Luigi گونزاگا *Capitano de Popolo* بنا (1328ء) تو اس کے ایوان کا غلبہ اس قدر مستحکم ہو چکا تھا کہ وہ اکثر دارالحکومت سے نکل کر دوسرے شہروں میں بطور جرنیل جاتا... اس کے جانشینوں نے یہ روایت کئی پشتوں تک جاری رکھی۔ اس کے پوتے کے پوتے جیان فرانسسکو اول کو ان کے نظری شہنشاہ سِجس منڈ (Sigismund) نے مارکوئیس کا رتبہ دیا (1432ء)، اور اس کا خطاب گونزاگا خاندان میں موروثی بن گیا... آخر کار 1530ء میں ڈیوک کے زیادہ پرشکوہ خطاب نے اس کی جگہ لے لی۔ جیان ایک اچھا حکمران تھا۔ اس نے دلدلوں کو صاف کیا، زراعت و صنعت کو فروغ دیا، آرٹ کی کفالت کی اور اپنے بچوں کو پڑھانے کے لیے تعلیم کے میدان میں ایک اعلیٰ ترین تاریخی شخصیت کو مینتو آ لایا۔

وٹوریتو کے نام کا آخری حصہ اِٹلی کے شمال مشرق میں اس کے آبائی قصبے فیلترے (Feltre) کی نسبت سے ہے۔ وہ پندرھویں صدی کے اِٹلی میں وبا کی طرح پھیل جانے

والے کلاسیکی علم و فضل کی چاٹ لگنے پر پیڈو آ گیا اور وہاں لاطینی' یونانی' ریاضی اور علم بیان پڑھا: اس نے ایک استاد کا معاوضہ دینے کے لیے اس کے ہاں ملازمت کر لی۔ اس نے یونیورسٹی سے گریجوایشن کے بعد بچوں کے لیے ایک سکول کھولا: اور طالب علموں کا انتخاب حسب نسب یا دولت کی بجائے ذہنی صلاحیت اور ذوق و شوق کی بنیاد پر کیا: وہ امیر طلباء سے ان کی دولت کے مطابق فیس لیتا اور غریبوں سے کچھ بھی وصول نہ کرتا۔ وہ آوارہ گردوں کو برداشت نہ کرتا' سخت کام لیتا اور نظم و ضبط کی کڑی پابندی کرواتا تھا۔ چونکہ یہ سب کچھ ایک یونیورسٹی قصبے کی پر شور فضاء میں مشکل ثابت ہوا' اس لیے وٹورینی نے اپنے سکول کو وینس منتقل کر دیا (1423ء)۔ اس نے 1425ء میں جیان فرانسسکو کی طرف سے مینتو آ آنے اور لڑکوں لڑکیوں کے ایک منتخب گروپ کو پڑھانے کی دعوت قبول کر لی۔ ان میں مارکوئیس کے چار بیٹے اور ایک بیٹی' فرانسسکو سفورتسا کی ایک بیٹی اور اطالوی حکمران خاندانوں کے کچھ دیگر عزیز و اقارب بھی شامل تھے۔

مارکوئیس نے سکول کے لیے "*Casa Zojosa*" (خوشی کا گھر) نامی مضافاتی حویلی مہیا کی۔ وٹورینی نے اسے ایک نیم خانقاہی ادارے میں بدل دیا' جہاں وہ اور اس کے شاگرد سادگی سے رہتے' سمجھداری سے کھاتے اور ایک تندرست بدن میں تندرست ذہن کے کلاسیکی مثالی تصور پر عمل کرتے تھے۔ وٹورینی خود بھی ایک دانشور ہونے کے ساتھ ساتھ ایک ایتھلیٹ' ماہر شمشیر باز اور گھوڑ سوار تھا: گرمی ہو یا سردی وہ ایک ہی قسم کے کپڑے پہنے رکھتا' اور شدید ترین سردی میں بھی صرف سینڈل پہن کر چلتا تھا۔ شہوانیت اور غصے کی جانب رغبت ہونے پر وہ ہر روز ورزش کر کے اور مخصوص مدت بعد بھوکا رہ کر اپنے جسم کو قابو میں لاتا: ہم عصروں کو یقین تھا کہ وہ ساری زندگی کنوارہ ہی رہا۔

اس نے اپنے شاگردوں میں پاکیزہ جبلتیں اور محفوظ کردار پیدا کرنے کی خاطر باقاعدگی سے مذہبی عبادتوں کو ضروری قرار دیا' اور ان میں ایک طاقتور مذہبی احساس جاگزیں کیا۔ اس نے ہر قسم کی گندگی' فحاشی' یا بیہودہ گفتگو کی سختی سے تادیب کی' غضب ناک لڑائی کرنے والوں کو سزا دی اور جھوٹ بولنے کو ایک طرح سے سنگین ترین جرم بنا دیا۔ تاہم' اسے یہ بتانے کی ضرورت نہیں تھی --- جیسا کہ لورینتسو کی بیوی نے

پولیشان کو خبردار کیا تھا--- کہ وہ شہزادوں کی تربیت کر رہا ہے جنہیں ایک روز امور حکومت یا جنگ کا سامنا کرنا ہوگا۔ اس نے شاگردوں کے دماغوں کو صحت مند اور طاقتور بنانے کی خاطر انہیں کئی قسم کی جمناسٹکس، دوڑ، سواری، چھلانگ، کشتی، شمشیربازی اور عسکری مشقوں کی تربیت دی؛ انہیں کسی چوٹ یا شکایت کے بغیر مشکلات کا سامنا کرنے کا عادی بنایا؛ اپنی اخلاقیات میں قرون وسطیٰ کا وارث ہونے کے باوجود اس نے جسم کی تضحیک کا رویہ مسترد کیا اور انسان کی کمالیت میں جسمانی صحت کا کردار تسلیم کر کے یونانیوں سے اتفاق کیا۔ جس طرح اس نے اپنے شاگردوں کے جسموں کو اتھلیٹکس اور محنت سے اور ان کے کردار کو مذہب اور نظم و ضبط کے سانچے میں ڈھالا، اسی طرح ان میں مصوری و موسیقی کا ذوق اور ذہنوں میں ریاضی، لاطینی، یونانی اور قدیم کلاسیکس کا شوق پیدا کیا: اس نے اپنے شاگردوں میں عیسائی طرز عمل کے فضائل اخلاق، پاگان اِدراک کا تیکھا پن اور نشاۃ ثانیہ کے آدمی کی حس جمالیات کو یکجا کرنے کی امید باندھی۔ نشاۃ ثانیہ کا تصور کامل انسان (l'uomo Universale)--- جسمانی صحت، مضبوط کردار، ذہنی دولت--- نے وٹورینی کے ہاں اپنی اولین صورت اختیار کی۔

اس کے طریقوں کی شہرت سارے اِٹلی میں اور باہر تک پہنچی۔ متعدد سیاح پیڈوآ کے مارکوئیس کی بجائے معلم سے ملنے آئے۔ والدین نے جیان فرانسسکو سے درخواستیں کیں کہ ان کے بچوں کو اس "بادشاہوں کے سکول" میں داخلہ لینے کی مراعات فراہم کی جائے۔ وہ مان گیا، اور یوں اُربینو کے فیڈریگو، فرانسسکو داکاستیلیونے اور ٹاڈیو منفریدی جیسے مستقبل کے مشہور افراد وٹورینی کے زیرِ سایہ آگئے۔ ذہین ترین طلباء نے استاد کی ذاتی توجہ حاصل کی؛ وہ اس کے ساتھ ایک ہی چھت تلے رہتے، اور راست بازی و ذہانت کے ساتھ روزمرہ رابطے میں انمول تعلیم حاصل کرتے۔ وٹورینی نے اصرار کیا کہ غریب لیکن باصلاحیت درخواست دہندگان کو بھی داخلہ ملنا چاہیے؛ اس نے مارکوئیس کو مجبور کیا کہ وہ ایک وقت میں 60 غریب محققین کی تعلیم اور روزمرہ اخراجات کے لیے فنڈز، سہولیات اور معاون اساتذہ فراہم کرے: اور جب یہ فنڈز کافی نہ ہوئے تو وٹورینی نے اپنے معتدل وسائل سے کمی پوری کی۔ جب وہ مرا (1446ء) تو

انکشاف ہوا کہ اس کی چھوڑی ہوئی رقم تدفین کے اخراجات پورے کرنے کے لیے بھی کافی نہیں۔

جیان فرانسکو کے بعد میتو آ میں مارکوئیس بننے (1444ء) والا لوڈوویکو اپنے استاد کی آبرو تھا۔ جب وٹورینی نے لوڈوویکو کو اپنی سرپرستی میں لیا تو وہ ایک گیارہ برس کا موٹا اور کاہل لڑکا تھا۔ وٹورینی نے اسے بھوک پر قابو پانا اور تمام حکومتی امور کے لیے موزوں بننا سکھایا۔ لوڈوویکو نے یہ کام خوش اسلوبی سے سرانجام دیئے اور موت کے وقت اپنی ریاست کو پھلتے پھولتے ہوئے چھوڑ گیا۔ اس نے نشاۃ ثانیہ کے حقیقی بادشاہ کی طرح اپنی دولت کا ایک حصہ ادب اور آرٹ کے فروغ پر استعمال کیا۔ اس نے ایک زبردست لائبریری جمع کی جس میں زیادہ تر کتابیں لاطینی زبان کی تھیں۔ اس نے منی ایچر کے ماہرین کو "Aeneid" اور "دی ڈیوائن کامیڈی" کی مرصع کاری پر مامور کیا۔ اس نے میتو آ میں اولین پرنٹنگ پریس لگایا۔ پولیشان' پیکوڈیلا مِرانڈولا' فیلیفو' گوارینو دا ویرونا اور پلاٹینا ان انسانیت پسندوں میں شامل تھے جنھوں نے ایک یا پھر دوسرے موقع پر اس کی کرم نوازی قبول کی اور اس کے دربار میں آ کر رہے۔[1] اس کی دعوت پر لیوں باتستا البرٹی فلورنس سے آیا اور کیتھیڈرل میں Incoronata گرجاخانہ' اور سانت آندریا و سان سیباستینو کے کلیساء ڈیزائن کیے۔ ڈوناٹیلو بھی آیا اور لوڈوویکو کا نصف مجسمہ کانسی سے تیار کیا۔ اور 1460ء میں مارکوئس نشاۃ ثانیہ کے عظیم ترین آرٹسٹوں میں سے ایک کو اس کی خدمت میں لایا۔

II۔ آندریا مانتینیا (1506ء۔1431ء)

وہ بوٹی چیلی سے تیرہ سال قبل پیڈوآ کے قریب Isola di Cartura کے مقام پر پیدا ہوا: اگر ہمیں مانتینیا کے کام پر بات کرنا ہے تو وقت میں اپنے نقشِ پا پر واپس کھوج کرنی ہوگی۔ دس برس کی عمر میں ہی اس کا نام پیڈوآ میں مصوروں کی انجمن میں شامل تھا۔ تب فرانسکو سکوارسیونے (Squarcione) نہ صرف پیڈوآ بلکہ سارے اِٹلی میں مصوری کا مشہور ترین استاد تھا۔ آندریا اس کے سکول میں داخل ہوا' اور اتنی تیزی سے ترقی کی کہ سکوارسیونے اسے منہ بولا بیٹا بنا کر اپنے ساتھ گھر لے گیا۔

انسانیت پسندوں سے متاثر سکوار سیونے نے اپنے سٹوڈیو میں کلاسیک سنگ تراشی اور فن تعمیر کی وہ تمام اہم باقیات جمع کیں جنہیں خرید کر وہاں لانا ممکن تھا' اور اپنے شاگردوں سے کہا کہ ان خوبصورت ڈیزائنوں کو ماڈل بنا کر بار بار نقل کریں۔ مانتینیا نے بڑے ذوق و شوق سے تعمیل کی؛ وہ رومن آثار قدیمہ کی محبت میں مبتلا ہو گیا' اس کے ہیروؤں کو تصور میں بسایا' اور رومن آرٹ کا اتنا دلدادہ ہوا کہ اس کی آدھی تصویریں رومن تعمیراتی پس منظر کی حامل ہیں اور آدھی تصویریں ایک رومن چہرہ مہرہ اور لباس رکھتی ہیں۔ اس نوجوانی کی وارفتگی نے اس کے آرٹ کو فائدہ اور نقصان پہنچایا: اس نے اِن مثالوں سے ڈیزائن کی پُر جلال عظمت اور کٹر پاکیزگی سیکھی' لیکن کبھی بھی اپنی مصوری کو مجسماتی پیکروں کی جامد پتھر کاری سے مکمل طور پر آزاد نہ کر سکا۔ جب ڈوناٹیلو پیڈوآ میں آیا تو بارہ سالہ مانتینیا نے ایک مرتبہ پھر سنگ تراشی کا اثر اور اس کے ساتھ ساتھ حقیقت پسندی کی جانب زوردار رجحان محسوس کیا۔ دوسری طرف وہ تناظر کی نئی سائنس سے بھی سحر زدہ تھا جسے حال ہی میں ماسولینو' Uccello اور ماساشیو نے فلورنس میں ترقی دی تھی۔ آندریا نے اس کے تمام اصول و ضوابط کا مطالعہ کیا اور دوری و نزدیکی کا تاثر نمایاں کر کے اپنے معاصرین کو حیرت زدہ کر دیا۔

1448ء میں سکوار سیونے کو پیڈوآ میں ایری مِتانی راہبوں کے کلیساء میں دیواری تصاویر بنانے کا کام ملا۔ اس نے یہ کام اپنے دو پیارے شاگردوں کو سونپا: نِکولو پیزولو اور مانتینیا۔ نکولو نے ایک چوکھٹا شاندار انداز میں مکمل کیا اور ایک فساد میں اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ اب سترہ سالہ آندریا نے اپنا کام جاری رکھا اور اگلے سات برس میں اس کے پینٹ کیے ہوئے آٹھ چوکھٹوں نے اس کا نام اِٹلی کے ایک کونے سے لے کر دوسرے کونے تک مشہور کر دیا۔ موضوعات قرون وسطیٰ والے تھے' اور اسلوب انقلابی: کلاسیکی فن تعمیر کے پس منظر باریک تفصیلات کے حامل تھے' رومن سپاہیوں کا طاقتور جسم اور لشکدار ہتھیار عیسائی بزرگوں کے افسردہ خدوخال میں ملے ہوئے تھے۔ پاگان ازم اور عیسائیت انسانیت پسندوں کے تمام صفحات کی نسبت یہاں زیادہ تیکھے انداز میں یکجا تھے۔ یہاں ڈرائنگ نے ایک نیا کمال اور دلکشی حاصل کی: تناظر نہایت محنت طلب کمالیت میں ظاہر ہوا۔ فن مصوری نے رومن منصف کے

ساتھ بزرگ کے محافظ فوجی جیسی پرشکوہ شبیہہ شاذونادر ہی دیکھی تھی؛ اور نہ ہی کوئی اس قدر حقیقت پسندانہ شبیہہ جس میں جلاد شہید کا دماغ کچلنے کے لیے اپنی لاٹھی بلند کر رہا ہو۔ اس پیڈوآئی نوجوان کی تیکنیک کا مطالعہ کرنے کے لیے آرٹسٹ دور دراز شہروں سے آئے--- دو کے سوا سب تصاویر دوسری عالمی جنگ میں نیست و نابود ہوگئیں۔

ایاکوپو بیلینی خود بھی مشہور مصور تھا اور 1454ء میں اپنی شہرت کو گرہن لگانے والے مصوروں کا باپ بن چکا تھا۔ اس نے ان چوکھٹوں کو بنتے ہوئے دیکھا' آندریا سے متاثر ہوا اور اسے اپنی بیٹی کا ہاتھ پیش کر دیا۔ مانتینیا نے رشتہ قبول کر لیا۔ سکوارسیونے نے اس رشتے کی مخالفت کی' اور مانتینیا کو گھر سے فرار کی سزا دینے کے لیے اس کی ایری مِتانی والی تصاویر کو بے جان اور سنگ مرمر کے قدیم بتوں کی بھونڈی نقول قرار دیا۔ اس سے بھی حیرت انگیز بات یہ کہ بیلینی آندریا کو یہ اشارہ دینے میں کامیاب رہا کہ اس الزام میں کچھ صداقت موجود تھی۔[۱۵] اور حیرت انگیز ترین بات یہ کہ گرم مزاج آرٹسٹ نے یہ تنقید قبول کر لی اور اس سے فائدہ اٹھا کر اپنی توجہ سنگتراشی کی بجائے حقیقی زندگی کے مشاہدہ کی جانب مبذول کی۔ اس نے ایری مِتانی سلسلہ تصاویر کی آخری دو تصویروں میں معاصرین کے دس پورٹریٹ بھی شامل کیے؛ جن میں سے ایک پست قامت اور موٹا سکوارسیونے تھا۔

مانتینیا اپنے استاد کے ساتھ معاہدہ منسوخ کرنے کے بعد اب بے شمار دعوتوں میں سے کچھ ایک قبول کرنے کو آزاد تھا۔ لوڈوویکو گونزاگا نے اسے میتوآ میں کام کرنے کی پیشکش کی (1456ء)؛ آندریا اسے چار سال تک ٹرخاتا رہا' اور اس دوران ویرونا میں سان ژینو کے کلیساء کے لیے ایک کثیر چوکھٹا تصویر پینٹ کی جس کی وجہ سے یہ شاندار حویلی آج بھی اہم زیارت گاہ ہے۔ مرکزی چوکھٹے میں' رومن ستونوں' کارنس اور سہ گوشے (Pediment) کے عین بیچ میں کنواری اپنے بچے کو لیے کھڑی ہے' جبکہ مغنی فرشتے اور ہم نوا انہیں گھیرے ہوئے ہیں؛ اس کے نیچے ایک زبردست تصلیب میں رومن سپاہیوں کو عیسیٰ کے لباس کے لیے پانسہ پھینکتے دکھایا گیا ہے؛ اور بائیں طرح "زیتون کا باغ" ایک ناہموار زمینی نظر پیش کرتا ہے جس کا مطالعہ لیونارڈو نے اپنی

"پہاڑوں کی کنواری" کے لیے کیا ہوگا۔ یہ کثیر چوکھٹا تصویر نشاۃ ثانیہ کی عظیم تصاویر میں سے ایک ہے۔ (1797ء میں زیریں چوکھٹے فرانسیسی فاتحین نے اتار لیے: "زیتون کا باغ" اور "روز حشر" Tours میں جبکہ "تصلیب" لوورے میں ہے؛ ویرونا والی کثیر چوکھٹا تصویر میں ان اصل تصاویر کی جگہ پر کافی اچھی نقول لگائی گئیں۔)

مانتینیا ویرونا میں تین سال گذارنے کے بعد آخر کار میتو آ جانے پر رضامند ہو گیا (1460ء)؛ اور موت تک وہیں رہا۔۔۔ بس فلورنس اور بولونیا میں کچھ عرصہ جبکہ روم میں دو برس گذارے۔ لوڈوویکو نے اسے گھر' ایندھن' اناج اور 15 ڈیوکٹ (375 ڈالر) ماہانہ دیئے۔ آندریا نے یکے بعد دیگرے تین مارکوئسوں کے محلات' گرجاخانوں اور حویلیوں کو سجایا۔ میتو آ میں اس کی عرق ریزیوں میں سے صرف ڈیوکی محل والی مشہور دیواری تصویریں بچی ہیں۔۔۔ بالخصوص *Saladegli Sposi* والی۔ یہ موخرالذکر "سگائی کا ہال" لوڈوویکو کے بیٹے فیڈریگو کی باواریا کی مارگریٹ سے شادی کے لیے سجایا گیا تھا۔ موضوع حکمران خاندان ہی تھا۔۔۔ مارکوئس' اس کی بیوی' بچے' کچھ درباری' اور لوڈوویکو اپنے نوجوان بیٹے کارڈینل فرانسکو گونزاگا کو روم سے واپسی پر خوش آمدید کہتے ہوئے۔ یہاں شاندار حقیقت پسندانہ پورٹریٹس کی ایک گیلری تھی؛ خود مانتینیا کا پورٹریٹ بھی ہے جس میں وہ 43 سال کی عمر سے زیادہ بوڑھا نظر آ رہا ہے۔

لوڈوویکو بھی تیزی سے بوڑھا ہو رہا تھا' اور اس کے آخری برس تکالیف سے پُر تھے۔ اس کی بیٹیوں میں سے دو بدہیئت ہوگئیں؛ جنگوں نے اس کی آمدنی ہڑپ کر لی؛ 1478ء میں وباء نے میتو آ میں اس قدر تباہی پھیلائی کہ اقتصادی زندگی تقریباً رک کر رہ گئی' ریاستی آمدنی کم ہوئی اور ایک موقعہ پر تو مانتینیا کی تنخواہ بھی ادا نہ ہو سکی۔ آرٹسٹ نے لوڈوویکو کو مذمتی خط لکھا؛ مارکوئس نے جواب میں تحمل کی التجا کی۔ وباء گذر گئی؛ اور جاتے جاتے لوڈوویکو کی زندگی بھی ساتھ لے گئی۔ مانتینیا نے اپنا بہترین فن پارہ "سیزر کی فتح" لوڈوویکو کے بیٹے فیڈریگو (84-1478ء) کے دور میں شروع کیا اور فیڈریگو کے بیٹے جیان فرانسکو (1519-1484ء) کے دور میں پایۂ تکمیل کو پہنچایا۔ کینوس پر ٹمپرا سے بنی ہوئی یہ تصویریں ڈیوکی محل کے Corte Vecchia کے

لیے ڈیزائن کی گئی تھیں; میتو آ کے ایک ضرورتمند ڈیوک نے انہیں انگلینڈ کے چارلس اول کے ہاتھ فروخت کر دیا' اور اِس وقت ہیمپٹن کورٹ میں ہیں۔ 80 فٹ طویل' آرائشی کام سے مزئین دیو ہیکل ستون سپاہیوں' پادریوں' قیدیوں' غلاموں' مغنیوں' بھکاریوں' ہاتھیوں' بیلوں' پرچموں' ٹرافیوں کا ایک جلوس پیش کرتا ہے--- رتھ پر سوار سیزر ان سب کے درمیان چل رہا ہے اور اس کے سر پر فتح کی دیوی کا تاج ہے۔ یہاں مانتینیا اپنی پہلی محبت یعنی کلاسیک روم کی جانب پلٹا; اس نے دوبارہ ایک سنگتراش والے تخیل کے ساتھ مصوری کی; پھر بھی اس کی تصاویر زندگی اور سرگرمی سے بھرپور ہیں; ساخت' ڈرائنگ' تناظر اور باریک بینی میں مصور کی تمام تر مہارت یہاں جلوہ گر ہے اور اِسے استاد کا شاہکار بناتی ہے۔

"سیزر کی فتح" کے آغاز کے سات درمیانی برسوں میں مانتینیا نے انوسینٹ VIII کی دعوت قبول کی' اور متعدد دیواری تصاویر پینٹ کیں (9–1488ء) جو روم کی موخر گردشوں میں غائب ہو گئیں۔ پوپ کو مانتینیا کی غیر متحمل مزاجی پر اعتراض تھا' جبکہ مانتینیا پوپ کی کنجوسی کی شکایت کر کے واپس میتو آ آ گیا' اور اپنے زرخیر کیریئر کو مذہبی موضوعات پر سینکڑوں تصاویر کے ساتھ مکمل کیا; وہ سیزر کو بھول کر عیسیٰ کی جانب لوٹ رہا تھا۔ ان تصویروں میں سے مشہور ترین اور ناگوار ترین "Coristo morto" (بریرا) ہے: مردہ عیسیٰ اپنے پیر ناظر کی طرف کر کے کمر کے بل لیٹا ہوا ہے' اور ایک تھکے ہوئے دیوتا کی نسبت ایک محو خواب Condottiere یعنی پیشہ ور سپاہی جیسا زیادہ لگتا ہے۔

ایک آخری لامذہب تصویر مانتینیا کے بڑھاپے کی ہے۔ اس نے لوورے کی "Parnassus" میں خوبصورتی دکھانے کی بجائے حقیقت پیش کرنے کا عزم ایک طرف رکھ دیا; لمحہ بھر کے لیے اس نے ایک غیر اخلاقی اسطوریات کے سامنے ہتھیار پھینک دیئے اور پارناسس پر تخت نشین ایک برہنہ وینس کو اپنے فوجی عاشق مارس کے پہلو میں بیٹھا دکھایا' جبکہ پہاڑ کے دامن میں اپولو اور لطافت کی دیویاں (Muses) رقص و نغمہ میں اپنی دلکشی کا جشن منا رہی ہے۔ ایک دیوی غالباً مارکوئس جیان فرانسسکو کی بے نظیر بیوی اِزابیلا ڈی ایستے تھی' جو اب ملک کی اول خاتون ہے۔

یہ مانتینیا کی آخری عظیم تصویر تھی۔ اس کے آخری سال خراب صحت' بدمزاجی اور قرضوں کے بوجھ کی وجہ سے غمناک تھے۔ اسے اِزابیلا کے اس مطالبے پر غصہ آیا کہ تصویروں کی درست تفصیلات بیان کرے; وہ غصے کے عالم میں گوشہ گیر ہو گیا' اپنے زیادہ تر نوادرات فن بیچ ڈالے' اور آخرکار اپنا گھر بھی فروخت کر دیا۔ 1505ء میں اِزابیلا نے اس کے بارے میں کہا کہ وہ "دردناک' غصیلا اور اس قدر کھوکھلے چہرے والا ہے کہ مجھے زندہ سے زیادہ مردہ معلوم ہوتا ہے۔"[53] ایک سال بعد وہ 75 سال کی عمر میں مر گیا۔ سانت آندریا میں اس کے مقبرے پر کانسی کا ایک نیم دھڑ مجسمہ --- جو شاید اس نے خود ہی بنایا تھا--- غضبناک حقیقت پسندی کے ساتھ ایک ایسے جوہر کامل کی درشت مزاجی اور کسل مندی پیش کرتا ہے جس نے پچاس سال آرٹ کی محنت میں صرف کیے۔ "لافانیت" کے متمنیوں کو اس شوق کی قیمت اپنی زندگیوں کی صورت میں ادا کرنا پڑتی ہے۔

III۔ دُنیا کی پہلی خاتونِ اول

شاعر نکولو دا کوراجیو نے اِزابیلا ڈی استے کو *La prima donna del mondo* یعنی "دنیا کی پہلی خاتونِ اول" کہا۔[54] ناول نگار بانڈیلو کے خیال میں وہ "عورتوں میں اعلیٰ ترین" ہے[55]; اور آری اوستو کو سمجھ ہی نہ آئی کہ "آزاد رو اور عالی ظرف اِزابیلا" میں کس بات کو سب سے زیادہ اہمیت دے--- اس کے رحیم حسن' انکساری' دانش یا پھر علم و فن سے لگاؤ کو۔ وہ ایسی بیشتر خصوصیات اور سحرانگیزیوں کی حامل تھی جنھوں نے نشاۃ ثانیہ کی تعلیم یافتہ عورت کو تاریخ میں ایک قسم کا شاہکار بنا دیا۔ وہ "دانشور" بنے یا اپنی نسوانی کشش کھوئے بغیر ایک وسیع اور متنوع ذوق رکھتی تھی۔ وہ غیر معمولی حد تک خوبصورت نہ تھی; مردوں کی نظر میں اس کی قابل تعریف بات اس کا جوش حیات' اعلیٰ جذبات' قدردانی کا شوق' ذوق کی کاملیت تھی۔ وہ دن بھر گھوڑ سواری کرنے کے بعد رات بھر رقص کر سکتی تھی' اور ہر لمحے ایک ملکہ بھی رہتی۔ وہ اپنے شوہر کے برعکس تدبیر اور اچھی فہم کے ساتھ مینتوآ پر حکومت کر سکتی تھی; اور اس نے شوہر کے آخری ناتواں برسوں کے

دوران ریاست کو اُس کی فاش غلطیوں' آوارہ گردیوں اور آتشک کے باوجود قائم رکھا۔ اس نے اپنے عہد کی ممتاز ترین شخصیات کے ساتھ برابری کی سطح پر خط و کتابت کی۔ پوپس اور ڈیوکس نے اس سے دوستی کی خواہش کی' اور حکمران اس کے دربار میں ملاقات کرنے آئے۔ اس نے تقریباً ہر آرٹسٹ کو اپنے لیے کام کرنے کا کہا اور شاعروں میں اپنے لیے نغمے کہنے کی اُمنگ پیدا کی: بیمبو' آری اوستو اور برنارڈو ٹاسو نے اپنی کتابیں اس کے نام کیں' حالانکہ انہیں اس کے کم جیب خرچ کا علم تھا۔ اِزابیلا نے ایک محقق جیسی قدردانی کے ساتھ کتب اور آرٹ کے نمونے جمع کیے۔ وہ جہاں بھی گئی بدستور اِٹلی کا ثقافتی مرکز اور ملبوسات کا مثالی نمونہ رہی۔

وہ Estensi خاندان میں سے ایک تھی جس نے فیرارا کو ڈیوک' کلیسیاء کو کارڈینل اور مِیلان کو ڈچس دی۔ اِزابیلا 1474ء میں پیدا ہوئی اور اپنی بہن بیٹر ائس سے ایک سال بڑی تھی۔ ان کا باپ فیرارا کا اریکولے اول تھا' اور ماں آراگون کی ایلیانور نیپلز کے بادشاہ فیرانتے کی بیٹی تھی۔ ان کی نسل خاصے بہتر انداز میں لیس تھی۔ جب بیٹر ائس کو اپنے دادا کے دربار میں زندہ دلی سیکھنے کے لیے نیپلز بھیجا گیا تو اِزابیلا محققین شاعروں' ڈرامہ نگاروں' مغنیوں اور آرٹسٹوں کے درمیان پرورش پا رہی تھی جنہوں نے ایک دور میں فیرارا کو اِٹلی کے نہایت پُرجلال صدر مقامات میں سے ایک بنا دیا تھا۔ وہ چھ برس کی عمر میں اتنی حیرت انگیز حد تک ذہین تھی کہ سفار تکاروں کے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے: بیلترامینو کیوساترو نے 1480ء میں میتوآ کے مارکوئس فیڈریگو کے نام لکھا: "اگرچہ میں نے اس کی بے مثال ذہانت کے متعلق کافی کچھ سن رکھا تھا' لیکن ایسا واقعی ممکن ہونا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔"[16] فیڈریگو نے سوچا کہ اِزابیلا اس کے بیٹے فرانسکو کے لیے اچھی رہے گی' لہٰذا اس کے باپ سے رشتہ مانگ لیا۔ اریکولے کو وینس کے خلاف میتوآ کی حمایت کی ضرورت تھی' اس لیے مان گیا۔ اور چھ سالہ اِزابیلا نے خود کو ایک 14 سالہ لڑکے کے ساتھ رشتہ ازواج میں بندھے ہوئے پایا۔ وہ مزید دس برس تک فیرارا میں رہی: سینا پرونا اور گانا' اطالوی شاعری اور لاطینی نثر لکھنا' پیانو اور بربط بجانا' جھرنوں جیسی خوبصورتی کے ساتھ رقص کرنا سیکھا۔ اس کا رنگ صاف اور گورا' چمکدار کالی آنکھیں' سونے جیسے بال تھے۔ چنانچہ' اس نے سولہ

برس کی عمر میں اپنے خوشگوار بچپن کے مشاغل چھوڑے اور بڑے فخر و سنجیدگی کے ساتھ مینتو آ کی مارشس (مارکوئس کی بیوی) بن گئی۔

جیان فرانسکو سیاہ فام، گھنگھریالے بالوں والا، شکار کا شوقین، اور جنگ و محبت میں عجلت باز تھا۔ ان ابتدائی برسوں میں اس نے حکومت پر بڑے جوش و خروش سے توجہ دی، اور مانتینیا اور دیگر محققین کو اپنے دربار کا وفادار بنائے رکھا۔ وہ فورنوو میں عقل سے زیادہ ہمت کے ساتھ لڑا، اور بہادری یا غرور کا مظاہرہ کرتے ہوئے مفرور بادشاہ کے خیمے سے حاصل کردہ تمام مال غنیمت چارلس VIII کو بھیج دیا۔ اس نے آزادانہ جنسی ملاپ کی سپاہیانہ مراعت استعمال کی، اور اپنی بیوی کو چار دیواری میں بند کر کے بے وفائیاں شروع کر دیں۔ وہ شادی کے سات سال بعد اپنی محبوبہ ٹیوڈورا کو تقریباً شاہی لباس پہنا کر بریشیا کے ایک ٹورنامنٹ میں لایا۔ اِزابیلا کو بھی کچھ حد تک مُوردِ اِلزام ٹھہرایا جا سکتا ہے: وہ تھوڑی سی فربہ ہو گئی، اور فیرارا، اُربینو اور میلان کے طویل دوروں پر جاتی تھی؛ لیکن بلاشبہ مارکوئس کثیر الازواجی کے حق میں ہرگز نہ تھا۔ اِزابیلا نے بڑے تحمل سے شوہر کی مہم جوئیوں کو سہا، سب کے سامنے کسی خفگی کا اظہار نہ کیا، بدستور اچھی بیوی بنی رہی، شوہر کو سیاست میں زبردست مشورے دیئے اور اپنی معاملہ فہمی اور دلکشی کے ذریعہ اس کی دلچسپیوں کو فروغ دیا۔ لیکن 1506ء میں جب جیان فرانسکو پاپائی دستوں کی قیادت کر رہا تھا تو اِزابیلا نے ایک خط میں دل کے زخم کھول کر دکھائے: "مجھے یہ بتانے کے لیے کسی ترجمان کی ضرورت نہیں کہ عالم پناہ نے گزشتہ کچھ عرصے سے مجھے بہت کم محبت کی ہے۔ تاہم، یہ ناخوشگوار موضوع ہے، اس لیے میں..... مزید کچھ نہ کہوں گی۔"[لحہ] آرٹ، علم و ادب اور دوستی میں اس کی لگن جزوی طور پر اپنی ازدواجی زندگی کے تلخ خالی پن کو بھولنے کی کوشش تھی۔

نشاۃ ثانیہ کی تمام تر متنوع رنگا رنگی میں ان خوبصورت تعلقات سے زیادہ خوشگوار چیز اور کوئی نہیں جنھوں نے اِزابیلا، بیٹر ائس اور اِزابیلا کی بھابھی ایلزبیتا گونزاگا کو باہم باندھ رکھا تھا۔ اور نشاۃ ثانیہ کے ادب میں چند ایک صفحات ہی ان کے باہمی خطوط سے زیادہ پُر شوق ہوں گے۔ ایلزبیتا چڑچڑی اور کمزور تھی، اور اکثر بیمار رہتی؛ اِزابیلا خوش و خرم، بزلہ سنج، ذہین اور ادب میں ایلزبیتا یا بیٹر ائس سے زیادہ دلچسپی

لیتی تھی; لیکن کردار کے یہ اختلافات ذیلی حیثیت اختیار کر گئے۔ ایلزبیتا کو میتو آنے کا شوق تھا' اور اِزابیلا اپنی صحت سے زیادہ اپنی بھابھی کی صحت کے بارے میں متفکر رہتی تھی اور اسے اچھا کرنے کی خاطر ہر اقدام کیا۔ لیکن اِزابیلا میں ایک خودغرضی موجود تھی جو ایلزبتھ میں نظر نہیں آتی۔ اِزابیلا سیزر بورجیا سے مائیکل اینجلو کا "کیوپڈ" مانگ سکتی تھی جو بورجیا نے ایلزبیتا کے اُربینو پر قبضہ جمانے کے بعد چرایا تھا۔ اپنے اوپر ہر آسائش نچھاور کرنے والے دیور لوڈوویکو اِل مورو کی تنزلی کے بعد وہ مِیلان گئی اور وہاں لوڈوویکو کے فاتح لوئی XII کی طرف سے دی گئی محفل میں رقص کیا; شاید یہ میتو آ کو لوئی کے قہر سے بچانے کے لیے اس کا ایک نسوانی حربہ ہو۔ اس کی معاملہ فہمی نے اس دور اور ہمارے دور کی بین الملکی اخلاقی بے نیازی کو قبول کیا۔ ورنہ وہ ایک اچھی عورت تھی' اِٹلی میں شاید ہی کوئی ایسا آدمی ہو گا جو اس کی خدمت کر کے خوش نہ ہوا ہو۔ بیمبو نے اسے لکھا کہ وہ "اس کی یوں خدمت کرنا چاہتا ہے جیسے پوپ کی کی جاتی ہے۔"[۵۸]

وہ اپنے دور کی کسی بھی عورت سے زیادہ اچھی لاطینی بولتی تھی' لیکن زبان پر کبھی عبور نہ حاصل کر پائی۔ جب آلڈس مینوشیئس نے اپنی پسند کے کلاسیکس شائع کرنے شروع کیے تو اِزابیلا بھی اس کے پُرشوق گاہکوں میں سے ایک تھی۔ اس نے محققین کو پلوٹارک اور فیلوسٹراس کا ترجمہ کرنے پر لگایا' اور ایک یہودی عالم سے کہا کہ عبرانی زبان سے زبور کا ترجمہ کرے تاکہ وہ خود کو ان کی اصل عظمت کا یقین دلا سکے۔ اس نے عیسائی کلاسیکس بھی جمع کیے اور فادرز کو ہمت کے ساتھ پڑھا۔ غالباً اسے ایک قاری یا طالب علم کی بجائے کتابوں کی خزانچی بننا زیادہ پسند تھا; وہ افلاطون کو محترم جانتی تھی' لیکن فی الحقیقت جنگجوئی عشقیہ قصوں کو ترجیح دی جو اس کی پشت کے آری اوستو اور آئندہ پشت کے تاسو جیسوں کے لیے باعث تفریح تھے۔ اسے کتابوں اور آرٹ سے زیادہ زیور اور بناؤ سنگھار پسند تھا; حتیٰ کہ اس کی آخری عمر میں اِٹلی و فرانس کی عورتیں اسے فیشن کا آئینہ اور ملکہ ذوق سمجھتی تھیں۔ سفارتکاروں اور کارڈینلوں کو اپنی شخصیت' لباس' آداب اور ذہن کے ملے جلے جادو سے متاثر کرنا اس کی ڈپلومیسی کا حصہ تھا; وہ اس کے حسن' لباس یا دلکشی سے لطف اٹھاتے وقت یوں خیال کرتے کہ جیسے اس

کے علم و فضل یا دانش کی ستائش کر رہے ہوں۔ وہ ریاست کاری کے سوا شاید ہی کسی اور چیز میں عمیق النظر تھی۔ اپنے تمام معاصرین کی طرح وہ بھی ماہرین نجوم کی بات غور سے سنتی اور ستاروں کے حساب سے ہی اپنے کام سرانجام دیتی۔ اس نے بونوں سے حظ اٹھایا' سفر کے دوران انہیں اپنے ساتھ رکھتی اور کاستیلو میں ان کے قد کی مناسبت سے چھ کمرے اور ایک گرجا خانہ بنوایا۔ ایک عینی شاہد کے مطابق ان میں سے ایک بونا اتنا چھوٹا تھا کہ اگر بارش ایک انچ بھی زیادہ ہوتی تو وہ ڈوب جاتا۔ اِزابیلا کتوں اور بلیوں کی بھی شوقین تھی' انہیں بڑی مہارت کے ساتھ منتخب کرتی اور مرنے کے بعد باقاعدہ آخری رسومات ادا کر کے دفناتی؛ ان رسوم میں باقی پالتو جانوروں کے علاوہ دربار کی خواتین اور معززین بھی شامل ہوتے تھے۔

اس کے زیرِ اختیار کاستیلو --- یا Reggia' یا Palazzo Ducale --- مختلف عمر اور ساخت کی عمارتوں کا مجموعہ تھا' لیکن سبھی کا سٹائل بیرونی قلعے یا اندرونی محل جیسا تھا؛ فیرارا' پاویا اور میلان میں بھی اس انداز کی عمارات تعمیر ہوئی تھیں۔ کچھ ایک' مثلاً پلازو ڈیل کاپیٹانو کا تعلق تیرھویں صدی کے Buonacolsi حکمرانوں سے تھا؛ کاستیلو سان جارجو چودھویں صدی کی تخلیق تھا؛ Camera degli sposi پندرھویں صدی میں لوڈوویکو گونزاکا اور مانتینیا نے بنایا؛ سترھویں اور اٹھارھویں صدی میں متعدد کمرے دوبارہ تعمیر ہوئے؛ "آئینوں کا ہال" (Sala degli specchi) جیسی کچھ عمارتیں نپولین کے عہد میں دوبارہ سجائی گئیں۔ تمام عمارتوں کی تراش خراش ہوئی؛ اور رہائشی کمروں' استقبالیہ ہالوں اور انتظامی دفاتر کا وسیع مجموعہ دالانوں' یا باغات' یا ورجل کے پُرپیچ دریائے منچیو (Mincio) یا میتوآ کے کنارے کنارے موجود جھیلوں کے اوپر سے جھانکتا ہے۔ اِزابیلا نے ان بُھول بھلیوں میں مختلف اوقات پر مشہور مسکن بنائے۔ اپنے آخری برسوں میں اسے چار کمروں کا ایک چھوٹا سا اپارٹمنٹ Camerini المشہور il paradiso نہایت پسند تھا؛ یہاں اور ایک اور کمرے il Grotto میں اس نے کتابیں' آرٹ کے نمونے اور آلات موسیقی جمع کیے۔

اس نے میتوآ کی خودمختاری اور خوشحالی کو تحفظ دینے کے بعد اور کبھی کبھی دوستیوں سے بھی زیادہ دلچسپی مخطوطات' مجسمے' پینٹنگز' میجولیکا (منقش ظروف)' قدیم

سنگ مرمراور زرگری کے ننھے مُنے فن پارے اکٹھے کرنے میں لی- وہ میلان سے لے کر رووز تک کے شہروں میں "چیزیں" ڈھونڈنے اور ان کی سودے بازی کرنے کے لیے اپنے دوستوں اور خصوصی نمائندوں کو استعمال کرتی- وہ سودے بازی میں بہت تکرار کرتی کیونکہ اس کی ریاست کا خزانہ اس کے نظریات کی نسبت بہت مختصر تھا- اس کا مجموعہ اشیاء چھوٹا سہی لیکن ہر ایک چیز اپنی اپنی نوعیت میں بہترین تھی- اس کے پاس مائیکل اینجلو کی سنگتراشی مانتینیا' پیروجینو اور فرانسیا کی بنائی ہوئی تصاویر موجود تھیں؛ مطمئن نہ ہونے پر اس نے لیونارڈو داونچی اور جووانی بیلائنی کو ایک تصویر بنانے کی درخواست کی لیکن انہوں نے یہ کہہ کر درخواست مسترد کر دی کہ وہ نقد سے زیادہ داد و تحسین کی صورت میں ادائیگی کرتی تھی' اور یہ بھی کہ ہر تصویر میں پیش کی گئی بات بھی خود ہی بتاتی تھی- کچھ مواقع پر اس نے کسی شاہکار کا شوق پورا کرنے کے لیے بھاری رقوم ادھار لیں- مثلاً Jan Van Eyck کی "بحیرۂ احمر کا راستہ" کے لیے 115 ڈیوکٹ (2,875 ڈالر) ادا کیے-- وہ مانتینیا پر دل کھول کر خرچ نہیں کرتی تھی لیکن اس جینئس کے مرنے پر اپنے شوہر پر زور دیا کہ لورینتسو کوسٹا کو خاصی معقول تنخواہ پر میتنو آ بلائے- کوسٹا نے جیان فرانسکو گونزاگا کی پسندیدہ پناہ گاہ' سینٹ سیباسٹین کا محل سجایا' اہل خانہ کے پورٹریٹ بنائے اور سانت آندریا کلیساء کے لیے ایک اوسط درجہ کی میڈونا بنائی-

1524ء میں رافیل کے ایک عظیم ترین شاگرد Giulio Pippi المشہور رومانو نے میتنو آ میں رہائش اختیار کی اور تعمیرات و مصوری میں اپنی مہارت سے دربار کو حیران کر دیا- تقریباً سارا ڈیوکی محل اس کے ڈیزائنوں کے مطابق دوبارہ سجایا گیا' اس نے خود اور شاگردوں--- فرانسکو' پریماٹیشیو' نکولو ڈیل اباتے اور مائیکل اینجلو انسلمی--- کے بُرشوں نے بھی جوہر دکھائے- اب اِزابیلا کا بیٹا فیڈریگو حکمران تھا; اور چونکہ رومانو کی طرح اس نے بھی روم سے سیکولر موضوعات اور آرائشی برہنگی کا ذوق چرایا تھا' اس لیے کاستیلو میں کئی کمروں کی دیواروں اور چھتوں پر آرورا' اپولو' پیرس کی قیامت' ہیلن کی عصمت دری اور کلاسیک داستان کے دیگر مناظر پینٹ کروائے- 1525ء میں Giulio نے شہر کے بیرونی کناروں پر اپنے مشہور ترین کام *Palazzo del Te* (اس

نام کا یقینی ماخذ معلوم نہیں) کی تعمیر کا آغاز کیا۔ یک منزلہ تعمیراتی ڈھانچوں کی ایک وسیع و عریض مستطیل' سادہ ڈیزائن اور نشاۃ ثانیہ والی کھڑکیوں کے ساتھ 'اُس جگہ کو گھیرے ہوئے ہے جو کبھی ایک خوشگوار باغ ہوا کرتا تھا لیکن آج جنگ کی تباہ کاریوں کے بعد ایک نظرانداز شدہ کھنڈر ہے۔ اندرونی طرف یکے بعد دیگرے کئی عجائب ہیں: دیواری ستونوں تراشے ہوئے کارنسوں' مصور کردہ تکونی محرابوں اور شہتیروں والے گنبدوں کے ساتھ باذوق انداز میں سجائے گئے کمرے؛ دیواروں' چھتوں اور ہلال نما خاکوں میں ٹیٹانوں اور اولمپینوں' کیوپڈ اور سائیکی' وینس اور ایڈونیس اور مارس' زیئس اور اولمپیا کی کہانیوں کی تصویر کشی--- جو سب کی سب پُرجلال برہنگی کی مستی' موخر نشاۃ ثانیہ کے عاشقانہ اور بے دھڑک ذوق کی عکاس ہیں۔ پریماٹیشیو نے جنسی اِذن اور وسیع اختلاف رائے کے حامل ان شاہکاروں کو سجانے کے لیے دیوار کے مسالے میں مانتینیا کی ''سیزر کی فتح'' کے انداز میں رومن سپاہیوں کا ایک جلوس کندہ کیا۔ جب پریماٹیشیو اور ڈیل اباتے کو فرانسس اول نے فونٹین بلو (Fontainbleau) بُلوایا تو وہ یہ اندازِ آرائش فرانسیسی محلات میں لے کر آئے--- برہنہ گلابی جسموں سمیت اِسے Giulio روم میں رافیل کے ساتھ کام کر کے میتو آ میں لایا تھا۔ عیسائیت کے گڑھ میں سے سیکولر آرٹ عیسائی دنیا پر نچھاور ہوا۔

عمر کے آخری برسوں نے اِزابیلا کے جام میں تلخ و شیریں کو ملا دیا۔ اس نے اپنے معذور شوہر کو میتو آ پر حکومت کرنے میں مدد دی۔ اس کی ڈپلومیسی نے میتو آ کو سیزر بورجیا پھر لوئی XII' پھر فرانسس اور اس کے بعد چارلس V کا شکار ہونے سے بچایا؛ اس نے ایک کے بعد دوسرے کا مضحکہ اڑایا' بیوقوف بنایا' مسحور کیا' جبکہ جیان فرانسکو یا فیڈریگو سیاسی تباہی کے کنارے پر لڑکھڑاتے لگتے تھے۔ 1519ء میں اپنے باپ کی جگہ حکومت سنبھالنے والا فیڈریگو ایک قابل جرنیل اور حکمران تھا' لیکن اس نے اپنی محبوبہ کو پوری آزادی دی کہ وہ اس کی ماں کو معزول کر کے میتو آ کی دربار سنبھال لے شاید اِزابیلا اپنی اس بے توقیری کی وجہ سے پسپائی اختیار کر کے اپنے بیٹے ایرکولے کے لیے تاج کی جستجو میں روم چلی گئی۔ کلیمنٹ VII وعدے کا پابند نہیں تھا' لیکن

کارڈینلوں نے اسے خوش آمدید کہا' کولونا محل کے ایک دیوان خانے میں ٹھہرایا اور اس وقت تک وہیں رکھا جب تک کہ وہ روم کی شکست کے دوران محل میں قید نہ ہوگئی (1527ء)۔ وہ اپنی چالاکی سے نکل بھاگی' اریکولے کے لیے کارڈینل کا عہدہ حاصل کیا اور فتح پا کر میتتو آ واپس آ گئی۔

1529ء میں پچپن سالہ مگر پُرکشش اِزابیلا بولونیا کی کانگریس میں گئی' شہنشاہ اور پوپ کے پاس حاضری دی' اُربینو اور فیرارا کے مالکان کو اپنی جاگیریں پاپائی ریاستوں میں ضم ہونے سے بچانے میں مدد دی اور چارلس V پر فیڈریگو کو ڈیوک بنوانے کے لیے زور دیا۔ اِسی برس ٹِیشین میتتو آ آیا اور اِزابیلا کی ایک مشہور پورٹریٹ بنائی؛ اس تصویر کا مقدر غیر یقینی ہے لیکن رُوبنز کی تیار کردہ نقل میں ایک زندگی کی قوت اور محبت سے سرشار عورت نظر آتی ہے۔ آٹھ برس بعد اس سے ملاقات کرنے والا بیمبو اس کی زندہ دلی' ذہن کی ہوشیاری اور دلچسپیوں کی رنگارنگی دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اس نے اسے "عقلمند ترین اور خوش قسمت ترین عورت" کہا[9]' لیکن وہ اتنی عقلمند نہ نکلی کہ بڑھاپے کو خوشی سے قبول کر لے۔ وہ 1539ء میں 67 سال عمر پا کر فوت ہوئی' میتتو آ کے بعد کے حکمرانوں نے اُسے سان فرانسکو کلیساء کے Capella dei Signori میں دفنایا۔ اِزابیلا کے بیٹے نے ماں کی یاد میں ایک خوبصورت مقبرہ بنانے کا حکم دیا اور ایک سال بعد خود بھی اس کے پاس جا دفن ہوا۔ جب فرانسیسیوں نے 1797ء میں میتتو آ کو لُوٹا تو میتتو آ کی بادشاہوں اور ملکاؤں کے مقبرے مسمار کر دیئے گئے' اور ان کے اندر پڑی راکھ اُڑتی ہوئی دھول میں مل گئی۔

دسواں باب

فیرارا

(1378ء — 1534ء)

I۔ استے گھرانہ

سولھویں صدی کے پہلے پچیس سال میں فیرارا' وینس اور روم نشاۃ ثانیہ کے سرگرم ترین مراکز تھے۔ آج فیرارا میں گھومتے ہوئے طالب علم کو بمشکل ہی یقین آسکے گا--- جب تک کہ وہ دیو ہیکل کاستیلو میں داخل نہ ہو--- کہ یہ اُونگھتا ہوا شہر بھی ایک طاقتور سلطنت کا گھر تھا' جس کا دربار یورپ بھر میں نہایت پُر جلال تھا' اور جس کے وظیفہ خواروں میں اس دور کا عظیم ترین شاعر بھی شامل تھا۔

شہر کا وجود جزوا بولونیا اور وینس کے مابین تجارتی رستے پر اس کی حیثیت اور جزوا اجناس کی منڈی ہونے کا مرہون منت تھا۔ یہ پیپن III (756ء) اور شارلیمان (773ء) کی طرف سے پاپائیت کو دیئے گئے علاقے میں شامل تھا' اور ٹسکنی کی کاؤنٹس مایلڈا نے اسے دوبارہ کلیسیاء کے ماتحت دیا (1107ء)۔ جبکہ اس نے باقاعدہ طور پر خود کو پاپائی جاگیر تسلیم کرتے ہوئے ایک خودمختار کمیون کے طور پر اپنی حکومت قائم کی جس میں رقیب تاجر خاندان غالب تھے۔ اس نے ان لڑائی جھگڑوں کی افراتفری سے تنگ آکر استے (Este) کے کاؤنٹ آزو (Azzo) VI کو اپنا پوڈیسٹا یعنی ناظم اعلیٰ مان لیا (1208ء) اور اس عہدے کو موروثی بنا دیا۔ استے ایک چھوٹی سے مطلق العنان جاگیر تھی۔ فیرارا

سے 40 میل شمال میں یہ مقام شہنشاہ Otho I نے کینوسا کے کاؤنٹ آزو اول کو دیا تھا (961ء)؛ 1056ء میں یہ اس خاندان کی مسند بن گیا اور جلد ہی اپنے نام سے منسوب کیا۔ بعد ازاں برونزوک اور ہانوور کے شاہی خاندان اسی تاریخی گھر سے آئے۔

1208ء سے 1597ء تک ایستیوں نے تیکنیکی طور پر شہنشاہیت اور پاپائیت کے اطاعت گذار ہونے کی حیثیت میں فیرارا پر حکومت کی؛ لیکن عملی لحاظ سے وہ مارکوئس یا (1470ء کے بعد) ڈیوک کے خطاب کے حامل خود مختار مالک تھے۔ ان کی حکومت کے تحت لوگوں نے کافی ترقی کی اور ایک دربار کی ضروریات اور تعیشات کا سامان مہیا کیا۔ یہ دربار شہنشاہوں اور پوپس کو تفریح مہیا کرتا اور دانشوروں' آرٹسٹوں' شاعروں اور پادریوں کے پورے قبیلے کی کفالت کرتا تھا۔ لاقانون مظالم اور گاہے بگاہے جنگوں کے باوجود ایستیوں کو چار سو برس تک اپنے محکومین کی وفاداری حاصل رہی۔ جب پوپ کلیمنٹ V کے ایک نمائندے نے ایستیوں کو باہر نکال کر فیرارا کو ایک پاپائی ریاست قرار دیا (1311ء)' تو لوگوں کو کلیسیائی حکومت سیکولر استحصال کی نسبت زیادہ تکلیف دہ لگی؛ انہوں نے کلیسیائی نمائندے کو نکال باہر کیا اور ایستیوں کو حکومت واپس دلائی (1317ء)۔ پوپ جان XXII نے شہر میں مذہبی رسوم کی ادائیگی کی ممانعت کر دی؛ مقدس رسوم سے محروم کردہ لوگ جلد ہی بڑبڑانے لگے۔ ایستیوں نے کلیسیاء کے ساتھ صلح کی' اور بڑی سخت شرائط پر راضی کر لیا: انہوں نے فیرارا کو پاپائی جاگیر تسلیم کیا' اور یہاں پوپس کے نمائندے بن کر حکومت کرنے لگے؛ اور انہوں نے اپنی اور اپنے جانشینوں کی طرف سے وعدہ کیا کہ ریاستی آمدنی میں سے 10,000 ڈیوکٹ (اڑھائی لاکھ ڈالر) سالانہ خراج پاپائیت کو ادا کیا جائے گا۔[1]

نکولو III کے طویل عہد حکومت میں ایستے گھرانہ اپنی طاقت کی انتہاؤں تک پہنچا' اور نہ صرف فیرارا بلکہ رووِیگو' موڈینا' ریجیو (Reggio)' پارما اور حتیٰ کہ کچھ عرصہ میلان پر مقتدر رہا۔ نکولو کی شادیوں کا دائرہ بھی اس کی حکومت جتنا ہی وسیع تھا' یعنی بیویوں اور محبوباؤں کے وسیع سلسلہ پر مشتمل۔ ایک خصوصی طور پر پیاری اور مشہور بیوی پاری سینا مالاتیستا نے اپنے سوتیلے بیٹے Ugo کے ساتھ بدکاری کی؛ نکولو نے ان دونوں کا سر قلم کروا دیا (1425ء)' اور حکم جاری کیا کہ بدکاری کی مرتکب تمام فیراری

عورتوں کو قتل کر دیا جائے۔ جب واضح ہو گیا کہ اس حکم سے فیرارا کے غیر آباد ہونے کا خدشہ ہے تو اس پر عملدرآمد روک دیا گیا۔ دیگر اعتبار سے نکولو نے بہتر انداز میں حکومت کی۔ اس نے ٹیکس گھٹائے، صنعت و تجارت کو فروغ دیا، تھیوڈورس غزا کو یونیورسٹی میں یونانی زبان پڑھانے کے لیے بلوایا اور گوارینو داویرونا کو فیرارا میں ایک ایسا مدرسہ قائم کرنے کے کام میں لگایا جو میتوآ میں وٹورینو دا فیلترے کے مدرسے کا مقابلہ کرتا ہو۔

نکولو کا بیٹا لیونیلو (50—1441ء) نادر شخصیت تھا۔۔۔ بیک وقت نرم مزاج اور طاقتور، شائستہ اور باصلاحیت، دانشور اور عملی حکمران۔ تمام عسکری فنون میں تربیت یافتہ لیونیلو نے امن کو فروغ دیا اور اٹلی بھر میں اپنے ساتھی حکمرانوں کے درمیان پسندیدہ امن ساز بن گیا۔ وہ گوارینو سے علم و ادب سیکھ کر لورینتسو ڈی میڈیچی سے ایک پشت قبل اپنے عہد کے مہذب ترین مردوں میں شمار ہوا؛ عالم فاضل فیلیفو لاطینی و یونانی، علم بیان و شاعری، فلسفہ و قانون پر لیونیلو کا عبور دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اس مارکوئس نے ہی سب سے پہلے رائے ظاہر کی کہ سینیکا کو سینٹ پال کی جانب سے لکھے گئے خیال کیے جانے والے خطوط نقلی تھے۔[۱۵] اس نے ایک عوامی لائبریری قائم کی، فیرارا یونیورسٹی کے لیے تازہ رقوم اور تحریک فراہم کی، اس کے لیے ہر ممکن حد تک بہترین محققین ڈھونڈ کر لایا اور ان کے مباحث میں سرگرمی کے ساتھ حصہ لیا۔ اس کا دور حکومت کسی سکینڈل یا خونریزی یا المناکی سے داغدار نہیں، ماسوائے افسوسناک اختصار کے۔ جب وہ چالیس برس کی عمر میں مرا تو سارے اٹلی نے سوگ منایا۔

یکے بعد دیگرے قابل حکمرانوں نے لیونیلو کا آغاز کردہ زریں عہد جاری رکھا۔ اس کا بھائی بورسو (71—1450ء) ذرا درشت قسم کا تھا، لیکن اس نے امن کی پالیسی قائم رکھی اور دیگر ریاستیں فیرارا کی خوشحالی پر رشک کرنے لگیں۔ اسے ادب یا فن میں دلچسپی نہ تھی، مگر اس نے ان کے لیے کافی رقم مہیا کی۔ اس نے اپنی قلمرو کا انتظام مہارت اور تقابلی انصاف کے ساتھ کیا؛ لیکن لوگوں پر بھاری ٹیکس لگائے اور زیادہ تر رقوم دربار کی تفریحات اور نمائشوں پر خرچ کیں۔ اسے عہدے اور رتبے سے محبت تھی، اور میلان کے وسکونٹی کی طرح ڈیوک بننے کا متمنی رہا؛ اس نے مہنگے تحائف کے

ذریعہ شہنشاہ فریڈرک III کو مائل کیا کہ وہ اسے موڈینا اور ریجیو کے ڈیوک کا رُتبہ دے (1452ء) اور کامیابی پر بڑا مصرفانہ جشن منایا۔ اس نے 19 برس بعد اپنے دوسرے جاگیردار آقا پوپ پال II سے فیرارا کے ڈیوک کا عہدہ حاصل کر لیا۔ اس کی شہرت ساری ابیض المتوسط دنیا میں پھیل گئی؛ بابیلونیا اور تیونس کے مسلمان سلاطین نے اسے اِٹلی میں عظیم ترین حکمران فرض کر کے تحائف بھیجے۔

بورسو اپنے بھائیوں میں خوش قسمت تھا: اس کے لیے بہترین مثالیں قائم کرنے والا لیونیلو: اور اریکولے' جس نے اس کے خلاف ایک سازش قبول نہ کی تھی' آخر تک اس کا مخلص معاون رہا اور اب اس کی جگہ حکمران بنا۔ اریکولے نے چھ برس تک امن' آرائش و زیبائش' شاعری' آرٹ اور ٹیکس کاری کا دور حکومت جاری رکھا۔ اس نے بادشاہ فیرانتے کی بیٹی' آراگون کی ایلیانورا سے شادی کر کے نیپلز کے ساتھ دوستی مضبوط کی' اور اسے فیرارا کی تاریخ کی بے مثال تقریبات منعقد کر کے خوش آمدید کہا (1473ء)۔ لیکن 1478ء میں جب سِکسٹس IV نے پازی سازشیوں کو سزا دینے کے لیے فلورنس پر جنگ مسلط کر دی تو اریکولے نیپلز اور پاپائیت کے خلاف فلورنس اور مِیلان سے مل گیا۔ جنگ ختم ہونے پر سِکسٹس نے وینس کو اپنے ساتھ مل پر فیرارا پر حملہ کرنے کے لیے راضی کیا (1482ء)۔ ابھی اریکولے اپنے بستر میں بیمار پڑا ہوا تھا کہ وینسی افواج شہر میں چار میل تک گھس آئیں؛ بے دخل کیے گئے کاشتکار دروازوں کے اندر چلے آئے اور عام فاقہ کشی میں شامل ہوئے۔ تب تنک مزاج پوپ نے پاپائیت یا اپنے بھتیجے سے نہیں بلکہ فیرارا پر وینس کا قبضہ ہو جانے کے خوف سے اریکولے کے ساتھ امن کر لیا: اور وینسی رووِیجو پر قبضہ برقرار رکھ کر اپنے ساحلی دریا میں واپس پلٹ گئے۔

کھیت دوبارہ بوئے گئے' خوراک شہر میں آئی' تجارت کا سلسلہ دوبارہ قائم ہوا اور ٹیکس وصول کیے جا سکے۔ اریکولے نے شکایت کی کہ تحقیر دین کے لیے عائد کردہ جرمانے 6,000 کراؤنز (ڈیڑھ لاکھ ڈالر؟) سالانہ سے کم ہو رہے تھے: اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ تحقیر دین میں پہلے سے کچھ کمی ہو گئی تھی: اس نے قانون کے کڑے نفاذ کا مطالبہ کیا۔ [53] ایک ایک پیسے کی ضرورت تھی' کیونکہ اریکولے نے لوگوں کی آبادی گھروں

سے زیادہ ہو جانے کے پیش نظر پرانے شہر جتنے ہی رقبے پر مزید گھر تعمیر کیے۔ اس نے Addizione Erculea کے ڈیزائن میں اتنی چوڑی سیدھی گلیاں رکھیں کہ رومن ایام کے بعد کسی بھی اطالوی شہر میں ان کی مثال نہیں ملتی: نیا فیرارا "یورپ کا اولین حقیقی جدید شہر" تھا۔[45] آبادی کے اضافے ایک عشرے کے اندر اندر ہی اس اضافی جگہ کو پُر کر دیا۔ اریکولے نے کلیساء' محلات' خانقاہیں بنوائیں پرہیزگار عورتوں کو فیرارا میں بسنے پر مائل کیا۔

بارھویں صدی کا گرجا گھر عوامی زندگی کا مرکز تھا۔ اشراف دیو قامت کاستیلو کو ترجیح دیتے جو نکولو دوم نے اپنی حکومت کو بیرونی حملوں یا اندرونی بغاوت سے محفوظ رکھنے کی خاطر بنوایا (1385ء) تھا۔ سات پشتوں کے ہاتھوں مرمتوں اور شکل میں تبدیلیوں کے ساتھ اس کے قوی الجثہ مینار اب بھی شہر کے مرکزی احاطہ پر سایہ فگن ہیں۔ نیچے زمین دوز تہہ خانے ہیں جن میں پاری سِینا اور بہت سے دوسروں نے دم توڑا؛ ان کے اوپر ڈوسوڈوسی (Dosso Dossi) اور اس کے معاونین کی مہارتوں سے سجے ہوئے کشادہ ہال ہیں جہاں ڈیوک اور ڈچس اپنا دربار لگاتے' مغنی ساز چھیڑتے اور نغمات گاتے' بونے اچھلتے کودتے' شاعر اپنی نظمیں پڑھتے' مسخرے کرتب دکھاتے' مرد عورتوں کی جستجو کرتے' خواتین اور بدرقہ رات بھر محوِ رقص رہتے' اور پُرسکون ایام کے دوران خاموش کمروں میں مُعلم عورتیں اور لونڈیاں بہادری کے عشقیہ قصے پڑھتیں۔ اریکولے اور ایلیانورا کے ہاں 1474ء اور 1475ء میں جنم لینے والی اِزابیلا اور بیٹرائس ڈی ایستے نے مسرت و تعیش' جنگ اور نغمہ و فن کے ماحول میں پریوں کی طرح پرورش پائی۔ لیکن ایک مشتاق دادا نے بیٹرائس کو نیپلز اور منگیتر نے مِیلان بلایا: 1490ء میں ہی اِزابیلا مینتوآ کے لیے روانہ ہوگئی۔ ان کی روانگی نے فیرارا میں بہت سے دلوں کو اداس کیا' لیکن ان کی شادیوں نے سفورتساؤں اور گونزاگوں کے ساتھ ایستیوں کا اِتحاد مضبوط کر دیا۔ متعدد بیٹوں میں سے ایک اِپولیتو (Ippolito) گیارہ برس کی عمر میں آرچ بشپ' چودہ برس کی عمر میں کارڈینل بنا اور اپنے عہد کے مہذب ترین اور انتہائی عیاش اُسقفوں میں سے ایک بن گیا۔

ہمیں ایمانداری کے ساتھ دوبارہ کہنا پڑے گا کہ موزونیت اور عمر سے قطع نظر

اس قسم کی کلیسیائی تعیناتیاں اس دور کے سفارتی اتحادوں کا حصہ تھیں۔ 1492ء میں پوپ بننے والا الیگزینڈر VI ایرکولے کو خوش کرنے کا خواہشمند تھا' کیونکہ وہ اپنی بیٹی لوکریزیا بورجیا کو فیرارا کی ڈچس بنانا چاہتا تھا۔ جب اس نے ایرکولے کو تجویز پیش کی کہ اس کے بیٹے اور ڈیوک کے وارث الفونسو کو لوکریزیا سے شادی کر لینی چاہیے تو ایرکولے نے سرد مہری دکھائی کیونکہ تب لوکریزیا کو آج جیسی شہرت حاصل نہ تھی۔ آخر کار وہ مان گیا' لیکن مشتاق باپ سے کچھ ایسی رعایتیں حاصل کیں کہ الیگزینڈر نے اسے سودے بازی کرنے والا دکاندار قرار دیا۔ پوپ نے لوکریزیا کو جہیز میں 1,00,000 ڈیوکٹ (12 لاکھ 50 ہزار ڈالر؟) دینا تھے: فیرارا کی جانب سے پاپائیت کو سالانہ خراج چار ہزار فلورنز سے کم ہو کر ایک سو (1250 ڈالر؟) ہونا تھا: اور پوپ نے فیرارا کی ڈچی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے الفونسو اور اس کی آئندہ نسل کے نام کرنا تھی۔ اس سب کے باوجود الفونسو متذبذب تھا' لیکن دلہن کو دیکھنے کے بعد یہ تذبذب دور ہو گیا۔ ہم آگے چل کر بیان کریں گے کہ اس نے لوکریزیا کا استقبال کیسے کیا۔

1505ء میں وہ ڈیوک بنا۔ وہ ایستیوں میں ذرا الگ قسم کا تھا۔ اس نے سارے فرانس' زیریں زمینوں اور انگلینڈ میں سفر کے صنعتی اور تجارتی طریقوں کا مطالعہ کیا۔ اس نے آرٹس اور علم و فضل کی سرپرستی لوکریزیا کے ذمہ لگا کر خود کو حکومت' مشینری اور کوزہ گری (Pottery) میں منہمک کر لیا۔ اس نے اپنے ہاتھوں سے ایک خوبصورت میجولیکا پینٹ کی' اور اپنے عہد کے بہترین قانون کی بنیاد رکھی۔ اس نے حصاربندی کے فن کا مطالعہ کیا' حتیٰ کہ یورپ میں اس موضوع پر مستند بن گیا۔ وہ معمول میں ایک منصف آدمی تھا: اس نے لوکریزیا کی مکتوباتی عشق بازیوں کے باوجود اس کے ساتھ مشفقانہ سلوک کیا: لیکن بیرونی دشمنوں یا اندرونی بغاوت کے معاملے میں جذبات کو کوئی جگہ نہ دی۔

لوکریزیا کی نوکرانیوں میں سے ایک اینجلا نے الفونسو کے دو بھائیوں اپولیتو اور گلیو کو لبھا لیا۔ ایک بے احتیاط نخوت کے لمحہ میں اینجلا نے اپولیتو کو طنز کرتے ہوئے کہا کہ اس کی پوری شخصیت کی قدر و قیمت اس کے بھائی (گلیو) کی آنکھوں سے بھی کم ہے۔ کارڈینل اپولیتو جنگجوؤں کی ایک ٹولی کے ہمراہ گلیو کی گھات لگا کر بیٹھ گیا اور

نیزوں کے ساتھ اپنے بھائی کی آنکھیں نکلوا دیں (1506ء)۔ اِگلیو نے الفونسو کو بدلہ لینے کا کہا؛ ڈیوک نے کارڈینل کو جلاوطن کر دیا' لیکن جلد ہی واپس آنے کی اجازت دے دی۔ الفونسو کی بدیہی لاتعلقی سے خفا اِگلیو نے ایک اور بھائی فیرانتے کے ساتھ مل کر ڈیوک اور کارڈینل دونوں کو مارنے کی سازش تیار کی۔ مگر بھید کھل گیا اور اِگلیو اور فیرانتے کو کاستیلو کے عقوبت خانوں میں ڈال دیا گیا۔ فیرانتے وہاں 1540ء میں مرا؛ اِگلیو کو الفونسو II نے 1558ء میں 50 سالہ امیرانہ نظربندی کے بعد رہا کر دیا۔ وہ سفید بالوں اور داڑھی والے بوڑھے آدمی کے روپ میں نصف صدی پرانے فیشن والے کپڑے پہنے باہر آیا اور جلد ہی مر گیا۔

اپنی حکومت کے لیے ضروری صلاحیتیں الفونسو میں موجود تھیں' کیونکہ وینس رومانیا میں وسعت پا کر فیرارا کو اپنے اندر جذب کرنے کا منصوبہ بنا رہا تھا؛ جبکہ نیا پوپ جولیس II لوکریزیا کی شادی کے سلسلہ میں ایستیوں کو دی گئی رعایتوں پر افسوس کرتے ہوئے فرمانروائی کی حیثیت گھٹا کر اُسے ایک مطیع اور منافع بخش کلیسیائی جاگیر بنانے کا عزم لیے ہوئے تھا۔ 1508ء میں جولیس نے الفونسو پر زور دیا کہ وینس کا اٹھتا ہوا سر دبانے میں فرانس' سپین اور اس کے ساتھ مل جائے؛ الفونسو مان گیا کیونکہ وہ رووِیجو کو واپس لینے کا متمنی تھا۔ اہل وینس نے اپنے حملے کا مرکزی ہدف فیرارا کو بنایا۔ ان کا دریائے پو میں اوپر کو جاتا ہوا بحری بیڑہ الفونسو کی چھپی ہوئی فوج نے تباہ کر ڈالا؛ اور کارڈینل اِپولیتو کی زیر قیادت فیراری دستوں نے ان کے سپاہیوں کو منتشر کر دیا۔ وینس شکست سے دوچار نظر آتا تھا کہ جولیس نے اس کے ساتھ معاہدۂ امن کر کے الفونسو کو بھی ایسا ہی کرنے کو کہا کیونکہ وہ ترکوں کے خلاف مضبوط ترین اطالوی قلعے کو کمزور نہیں کرنا چاہتا تھا۔ الفونسو نے انکار کر دیا اور خود کو اپنے دشمن اور سابق حلیف دونوں سے جنگ آزما پایا۔ ایڈجو اور موڈینا پاپائی افواج کے سامنے جھک گئے اور الفونسو شکست زدہ لگتا تھا۔ وہ مایوسی کے عالم میں روم گیا اور پوپ سے شرائط پوچھیں؛ جولیس نے ایستیوں کی مکمل دستبرداری اور فیرارا کو پاپائی ریاستوں میں جذب کرنے کا مطالبہ کیا۔ جب الفونسو نے ان مطالبات کو مسترد کیا تو جولیس نے اسے گرفتار کرنا چاہا؛ الفونسو بچ نکلا اور تین ماہ تک بھیس بدل کر دربدریوں اور مصیبتوں کے بعد اپنے دارالحکومت

میں پہنچا۔ جولیس کو موت آگئی (1513ء)؛ الفونسو نے ریجیو اور موڈینا کو واپس لے لیا۔ لیو X نے فیرارا کے لیے پاپائیت کی جنگ دوبارہ شروع کی؛ ہردم اپنے توپ خانے کو بہتر بنانے اور ڈپلومیسی میں تبدیلیاں لانے میں مصروف الفونسو نے 1521ء میں لیو کے بھی مرجانے تک ہمت نہ ہاری۔ پوپ آڈریئن VI نے ناقابل مغلوب ڈیوک کے ساتھ ایک باعزت معاہدہ کیا' اور الفونسو کو کچھ وقت کے لیے اپنی صلاحیتیں فنون امن کی جانب موڑنے کا موقعہ ملا۔

II۔ فیرارا کے فنون

فیراری ثقافت خالصتاً اشرافی تھی' اور اس کے فنون چند ایک افراد کی ہی خدمت کرتے تھے۔ اکثر پاپائیت کے ساتھ برسرپیکار رہنے والا ڈیوکی گھرانہ لوگوں کے لیے ایک اچھی مثال قائم کرنے سے زیادہ طاقتور کوئی جذبہ نہیں رکھتا تھا۔ کچھ نئے کلیساء تعمیر ہوئے لیکن کسی ناقابل فراموش خصوصیت کے بغیر۔ پندرھویں صدی میں کیتھیڈرل کا ایک گھنٹہ گھر بنا' نشاۃ ثانیہ کے انداز کا ایک سماع خانہ اور سامنے والی طرف ایک خوبصورت گوتھک گیلری اور کنواری۔ اس دور کے ماہرین تعمیرات اور ان کے سرپرستوں نے محلات کو ترجیح دی۔ تقریباً 1495ء میں بیاجو روسیتی (Biagio Rossetti) نے خوبصورت ترین پلازو ڈی لوڈوویکو اِل مورو ڈیزائن کیا؛ ایک مشکوک روایت کے مطابق لوڈویکو نے اس کا کام یہ سوچ کر شروع کرایا تھا کہ کسی روز اسے میلان سے باہر نکالا جا سکتا ہے؛ جب اُسے فرانس لے جایا گیا تو یہ ادھورا پڑا رہ گیا؛ اس کا سادہ مگر نفیس محرابی چھتوں والا *Cortile* نشاۃ ثانیہ کے کمتر خزانوں میں شامل ہوتا ہے۔ Strozzi کے لیے تعمیر کردہ (1499ء) شاہی محل کا دربار اور بھی خوبصورت تھا' اور ایک بعد کے قابض نے اسے *Bevilacqua* (یعنی پینے کا پانی) کا نام دیا۔ ڈیوک ایرکولے کے بھائی سِجس مونڈو کے لیے روسیتی کا ڈیزائن کردہ Palazzo de Diamanti متاثر کن ہے؛ اس کی دیواروں پر 12,000 منقش مرمریں لوحیں لگی ہیں جن کی ہیرے جیسی شکل نے عمارت کو یہ نام (*Diamanti*) دیا۔

تقریباتی محلات کا رواج تھا' اور ان کے نام بڑے دلکش تھے: Belfiore'

Belvedere ،La Rotonda ،Belriguardo، اور سب سے بڑھ کر ایستیوں کا موسم گرما والا محل Palazzo di Schifanoia --- "خفگی سے پاک۔" اسے 1391ء میں بنانا شروع کیا گیا اور تقریباً 1469ء میں بورسو نے پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ اس نے دربار کے لیے ایک گھر اور ڈیوکی گھرانہ کے کمتر اراکین کی رہائش گاہ کا کام دیا۔ جب فیرارا انحطاط پذیر ہوا تو محل کو تمباکو فیکٹری میں بدل دیا گیا اور مرکزی ہال میں Tura ،Cossa اور دیگر کی مصور کردہ تصاویر سفیدی تلے چھپ گئیں۔ 1840ء میں فیکٹری ختم کر کے بارہ میں سے سات چوکھٹے بچا لیے گئے۔ یہ تصاویر مل کر بورسو عہد کے ملبوسات، صنعتوں، تقریبات اور کھیلوں کا زبردست ریکارڈ تشکیل دیتی ہیں اور حیرت انگیز طور پر ان چیزوں میں باگان اسطوریات کا عنصر ملا جلا نظر آتا ہے۔ یہ دیواری تصاویر اس مکتبہ مصوری کی خوشگوار ترین پیداوار ہیں جس نے فیرارا کو نصف صدی تک اطالوی آرٹ کا مصروف مرکز بنائے رکھا۔

فیراری مصور جو توئی رویت پر چلتے رہے: آخر کار نکولو VIII نے بیرونی مصوروں کو ان کے مقابلے پہ لاکر سکوت زدہ پانیوں میں تھرتھراہٹ پیدا کی۔ وہ وینس سے اِیاکوپو بیلینی، پیڈوآ سے مانتینیا اور ویرونا سے پیسانیلو کو لایا۔ لیونیلو نے Rogier Van der Weyden کو خوش آمدید کہہ کر (1449ء) اس ہیجان میں اضافہ کیا: Weyden نے اطالوی مصوروں کو آئل استعمال پر توجہ دینے میں مدد دی۔ اسی برس پیرَو ڈیلا فرانسکا ڈیوکی محل میں میورلز بنانے کے لیے Borgo San Sepolcro سے آیا جو اب کھو چکی ہیں۔ فیرارا کے مکتبہ کو حتمی شکل دینے کے لیے کوسیموتورا نے پیڈوآ میں مانتینیا کی دیواری تصاویر اور وہاں فرانسکو سکوارسیونے کی سکھائی ہوئی تیکنیکوں کا مطالعہ کیا۔

تورا بورسو کا درباری مصور بنا (1458ء)، ڈیوکی گھرانے کے پورٹریٹ بنائے، "خفگی سے پاک" محل کی تزئین میں حصہ لیا اور اتنی شہرت پائی کہ رافیل کے باپ نے اسے اِٹلی کے سرکردہ مصوروں میں شمار کیا۔ جووانی سانتی نے بدیہی طور پر کوسیمو کی پُروقار اور افسردہ شبیہوں، اس کی آرائشی بیک گراؤنڈز، زمینی مناظر کو پسند کیا: لیکن رافیلو سانتی کو ان تصویروں میں دلکشی یا نفاست کا کوئی عنصر دکھائی نہ دیا ہو گا۔ یہ عناصر

ہمیں تورا کے شاگرد ایرکولے ڈی رابرٹی کے کام میں ملتے ہیں جو 1495ء میں اپنے استاد کی جگہ پر درباری مصور بنا: لیکن اس ہرکولیس کے پاس جانداری کے تاثر کا فقدان تھا (بشرطیکہ ہم لندن گیلری میں پڑی ہوئی Frans-Halsian کی "Concert" کو مستثنیٰ نہ کردیں جو رابرٹی کے نام سے منسوب کی جاتی ہے)۔ تورا کے شاگردوں میں سے عظیم ترین فرانسسکو کوسا نے "خفگی سے پاک" محل میں قوت حیات اور دلکشی سے بھرپور دو شاہکار مصور کیے: "وینس کی فتح" اور "تسلیں" فیراری دربار میں زندگی کی خوبصورتی اور مسرت آشکار کرتی ہیں۔ جب بورسو نے اسے سرکاری نرخ--- پینٹ کردہ رقبہ کے ایک فٹ کے لیے دس *Bolognini* --- کے تحت معاوضہ دیا تو کوسا نے احتجاج کیا: اور جب بورسو یہ نکتہ سمجھنے میں ناکام رہا تو فرانسسکو اپنی صلاحیتوں سمیت بولونیا چلا گیا (1470ء)۔ تیرہ برس بعد لورینتسو کوشا نے بھی ایسا ہی کیا' اور فیرارا کے مکتبہ نے اپنے دو بہترین آدمی کھودیئے۔

ڈوسوڈوسی نے جورجونے (Giorgione) کے عہد عروج میں وینس میں مطالعہ کر کے اس میں نئی جان ڈالی (1510ء-- 1477ء)۔ فیرارا واپس آکر وہ ڈیوک الفونسو اول کا پسندیدہ مصور بن گیا۔ اس کے دوست آری اوستو نے اسے اور ایک بھلائے جاچکے بھائی کو لافانی شخصیات میں شمار کیا۔[۵۵]

ہم سمجھ سکتے ہیں کہ آری اوستو نے ڈوسو کو پسند کیوں کیا: وہ اس کی تصویروں میں ایک بیرون خانہ خصوصیت لایا تھا اور انہیں بھڑکیلے رنگوں سے معمور کیا جو اس نے پرتکلف وینسیوں سے ادھار لیے تھے۔ ڈوسو اور اس کے شاگردوں نے ہی کاستیلو میں Sala di Consiglio کو قدیمی انداز کے اتھلیٹک مقابلوں کے جاندار مناظر سے سجایا' کیونکہ الفونسو کو شاعری سے زیادہ اتھلیٹکس کا شوق تھا۔ بعد کے برسوں میں ڈوسو نے غیرہموار ہاتھ کے ساتھ Sala dell Aurora کی چھت پر علامتی اور اسطوریاتی مناظر پینٹ کیے۔ اٹلی میں غالب پاگان جذبات نے یہاں جسمانی حسن اور شہوانی زندگی کے جشن میں فتح پائی۔ شاید اب فیراری آرٹ میں شروع ہونے والا انحطاط--- جس کی بڑی وجہ الفونسو کی جنگوں کے اخراجات تھے--- روح پر جسم کی اس فتح میں بھی ایک ماخذ رکھتا تھا: پرانے مذہبی موضوعات کا جلال اور شوق بیشتر لامذہب آرٹ میں سے گھٹنا

گیا اور اسے محض آرائش کے درجے تک چھوڑ گیا۔

اس دورِ انحطاط کی سب سے زیادہ شاندار شخصیت Benvenuto Tisi تھا جس کا نام اس کے آبائی قصبے کی نسبت سے گیروفالو (Garofalo) پڑا۔ وہ دو مرتبہ روم گیا اور رافیل سے دو سال سینئر ہونے کے باوجود اس کے آرٹ پر اس قدر فریفتہ ہوا کہ اپنا نام اس کے معاون کے طور پر درج کروا دیا۔ جب اسے خاندانی امور کے باعث فیرارا جانا پڑا تو رافیل سے واپس آنے کا وعدہ کر گیا' لیکن الفونسو اور طبقہ اشراف نے اسے اتنے زیادہ کام دیئے کہ وہ خود کو ان سے الگ نہ کر پایا۔ اس نے بے شمار تصاویر بنانے میں اپنی توانائی صرف اور اپنی صلاحیت تقسیم کی؛ اب تقریباً 70 تصاویر باقی بچی ہیں۔ ان میں جانداری اور کاملیت کا فقدان ہے; تاہم ' ویٹیکن میں موجود "مقدس خاندان" دکھاتی ہے کہ نشاۃ ثانیہ کے چھوٹے موٹے آرٹسٹ بھی کبھی کبھی عظمت کو چھو سکتے تھے۔

مصور اور ماہرین تعمیرات ان آرٹسٹوں کا محض ایک جُز تھے جنہوں نے فیرارا کے اہل ِثروت افراد کو خوش کرنے کی خاطر عرق ریزی کی۔ اس پُرشوق عہد میں مِنی ایچر بنانے والوں نے نفیس کام کیے جن پر نظر بہت سی مشہور تصاویر سے زیادہ دیر تک ٹھہری رہتی ہے; "خفگی سے پاک" محل نے طلاکاری اور خطاطی کے ان جواہرات کو محفوظ رکھا ہے۔ نکولو III فلینڈرز سے گلکاری کرنے والوں کو لایا; فیراری آرٹسٹوں نے ڈیزائن مہیا کیے; لیونیلو اور بورسو کے عہد میں باصبر آرٹ پھلا پھولا; نتیجتاً بننے والی گلکاریوں نے محل کی دیواروں کو زینت بخشی اور بادشاہوں و اشراف کی خصوصی تقریبات کو سجایا۔ زرکاروں کو کلیسیائی برتن اور ذاتی زیور بنانے میں مصروف رکھا جاتا۔ مینتوآ کے Sperandio اور ویرونا کے پیسانیلو نے یہاں نشاۃ ثانیہ کے چند بہترین تمغے (medallions) بنائے۔

آخر میں اور سب سے کم سنگ تراشی تھی۔ کرسٹوفرو دا فیرتسے نے نکولو III کے ایک کانسی کے مجسمے کے لیے سوار اور بارن چیلی (Baroncelli) نے گھوڑا ڈھالا; اسے 1451ء میں ' ڈوناٹیلو کے "Gattamelata" کی ایستادگی سے دو سال قبل ' نصب کیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی 1470ء میں ڈیوک بورسو کا ایک پرسکون انداز میں بیٹھا ہوا مجسمہ رکھا گیا۔ 1796ء میں ان دونوں یادگاروں کو انقلابیوں نے استبداد کی علامت قرار

دے کر تباہ کیا اور پگھلا کر توپ بنالی تاکہ تمام جبر اور جنگوں کا خاتمہ کر سکیں۔ الفونسو لمبارڈی نے کاستیلو کے "مرمریں حجروں" کو پُر جلال مجسموں سے زینت بخشی؛ پھر بہت سے فیراری آرٹسٹوں کی طرح بولونیا چلا گیا' جہاں وہ بام عروج پر نظر آتا ہے۔ فیرارا کا دربار اپنے خیالات' جمالیاتی احساسات اور معاوضوں کے معاملہ میں بہت چھوٹا تھا؛ وہاں فناپذیر دولت لافانی آرٹ کا روپ نہ دھار پائی۔

II۔ علم و فضل

فیرارا کی عقلی زندگی کی دو جڑیں تھیں: یونیورسٹی' اور گوارینو دا ویرونا۔ 1391ء میں قائم ہونے والی یونیورسٹی کچھ ہی عرصہ بعد فنڈز کی قِلت کے باعث بند ہو گئی؛ نکولو III نے اسے دوبارہ کھولا؛ تب یہ نیم جان انداز میں چلتی رہی' حتیٰ کہ لیونیلو نے (1442ء) نے ایک فرمان کے ساتھ اسے دوبارہ منظم اور فنانس کیا؛ فرمان کا ابتدائیہ یاد رکھنے کے قابل ہے:

> یہ ایک قدیم خیال ہے کہ نہ صرف عیسائی بلکہ غیر عیسائی بھی' افلاک' سمندر اور زمین ایک روز نیست و نابود ہو جائے گی؛ اسی طرح آج ہم متعدد شاندار شہروں کی مسمار شدہ باقیات کے سوا کچھ بھی نہیں دیکھ سکتے' اور فاتح روم خود بھی خاک نشین اور لخت لخت ہو چکا ہے؛ جبکہ الوہی اور انسانی چیزوں کی تفہیم ہی' جسے ہم دانش کہتے ہیں' امتدادِ زمانہ کا شکار نہیں ہوئی بلکہ قائم و دائم رہی۔[6]

1474ء میں یونیورسٹی کے پاس معقول تنخواہ پانے والے 45 پروفیسر تھے؛ اور یہاں علم فلکیات' ریاضی اور طب کے شعبوں کا مقابلہ اِٹلی بھر میں صرف بولونیا اور پیڈوا ہی کرتے تھے۔

گوارینو 1370ء میں ویرونا کے مقام پر پیدا ہوا' قسطنطنیہ گیا' وہاں پانچ برس رہا' یونانی زبان پر عبور حاصل کیا اور یونانی مخطوطات کی پوری گاڑی بھر کر واپس وینس کو لوٹ گیا۔ ایک قصے کے مطابق ان مخطوطات کا ایک ڈبہ طوفان میں ضائع ہو گیا تو ایک ہی رات میں اس کے بال سفید ہو گئے۔ اس نے ویرونا میں یونانی زبان پڑھائی' جہاں اس

کے شاگردوں میں وٹورینو دافیلترے بھی شامل تھا؛ اور اس کے بعد ویرونا' پیڈوآ' بولونیا اور فلورنس میں پڑھا کر باری باری ان شہروں کی کلاسیکی دانش کو اپنے اندر سمویا۔ فیرارا آنے کی دعوت قبول کرنے کے وقت اس کی عمر 59 برس ہو چکی تھی۔ وہاں اس نے لیونیلو' بورسو اور ایرکولے کے معلم کی حیثیت سے نشاۃ ثانیہ کی تاریخ کے تین نہایت روشن خیال حکمرانوں کو تربیت دی۔ یونیورسٹی میں یونانی زبان اور علم بیان کے پروفیسر کے طور پر اس کی کامیابی اِٹلی میں زبان زد عام تھی۔ اس کے لیکچروں کی شہرت اتنی پھیل چکی تھی کہ طلبہ شدید جاڑوں کی پروا کیے بغیر مخصوص کمرے کے باہر وقت سے پہلے ہی پہنچ جاتے تھے۔ وہ صرف اطالوی شہروں سے ہی نہیں بلکہ ہنگری' جرمنی' انگلینڈ اور فرانس سے بھی آتے؛ اور ان میں سے متعدد نے تعلیم' قانون اور ریاست کاری کے میدان میں اعلیٰ عہدے حاصل کیے۔ وٹورینو کی طرح اس نے بھی اپنی جیب سے غریب طلبہ کی امداد کی؛ وہ غریبانہ سے مکان میں رہتا' دن میں صرف ایک مرتبہ روٹی کھاتا اور اپنے دوستوں کو ضیافتوں پر نہیں بلکہ "*Fave a favale*" یعنی "دال اور گفتگو" پر بلایا کرتا تھا۔ [ے] وہ اپنے کمالات میں وٹورینو کا ہم پلہ نہیں تھا؛ وہ کسی بھی انسانیت پسند مصنف کی طرح زہریلے طنز لکھ سکتا تھا' شاید ایک ادبی کھیل سمجھ کر؛ لیکن اس کے تیرہ بچے ایک ہی بیوی سے پیدا ہوئے' وہ مطالعہ کے سوا ہر چیز میں اعتدال پسند تھا؛ اس نے اپنی عمر کے 90 ویں برس تک صحت' جانداری اور ذہنی چمک دمک قائم رکھی۔ [۸] مرکزی طور پر اس کی وجہ سے فیرارا کے ڈیوکس نے تعلیم' تحقیق اور شاعری پر خرچ کیا اور اپنے دارالحکومت کو یورپ میں مشہور ترین ثقافتی مراکز میں سے ایک بنایا۔

قدمیت کی بازیافت اپنے ساتھ کلاسیکی ڈرامہ کی ایک تازہ واقفیت بھی لائی۔ عوام کا بیٹا پلوٹس اور اشرافیہ کا آزاد کردہ محبوب ٹیرنس (Terence' رومن ڈرامہ نگار) پندرہ صدیوں کے بعد دوبارہ زندہ ہوئے' اور ان کے ڈرامے فلورنس' روم اور سب سے بڑھ کر فیرارا میں عارضی سٹیجوں پر کھیلے گئے۔ ایرکولے اول کو قدیم طربیہ کھیل بہت پسند تھے اور وہ ان پر کوئی محصولات عائد نہ کرتا؛ "*Menaechmi*" کو ایک مرتبہ پیش کرنے پر اس کے ایک ہزار ڈیوکٹ خرچ ہوئے۔ جب میلان کے

لوڈوویکو نے فیرارا میں اس کھیل کو دیکھا تو ایرکولے سے درخواست کی کہ فنکاروں کو پاویا میں دوبارہ یہ کھیل پیش کرنے کے لیے بھیجا گیا؛ ایرکولے نے نہ صرف فنکاروں کو بھیجا بلکہ خود بھی ان کے ہمراہ گیا (1493ء)۔ لوکریزیا بورجیا کی فیرارا آمد پر ایرکولے نے اس کی شادی کا جشن منانے کے لیے 110 فنکاروں کے ذریعہ پلوٹس کے پانچ طربیہ کھیل پیش کیے جن میں موسیقی اور رقص بھی شامل تھا۔ گواریو' آری اوستو اور خود ایرکولے نے بھی لاطینی کھیلوں کا اطالوی زبان میں ترجمہ کیا اور اداکاری مقامی زبان میں کی گئی۔ ان کلاسیکی طربیوں کی نقالی کے ذریعہ ہی اطالوی ڈرامے نے اپنی صورت اختیار کی۔ بویارڈو (Boiardo)' آری اوستو اور دیگر نے ڈیوک کمپنی کے لیے کھیل لکھے۔ آری اوستو نے منصوبے کا بنیادی خاکہ تیار کر کے اور ڈوسوڈوسی نے متعین منظر بنا کر فیرارا اور جدید یورپ کے اولین مستقل تھیٹر کی بنیاد رکھی (1532ء)۔

موسیقی اور شاعری نے بھی شاہی سرپرستی حاصل کی۔ ٹیٹوسپازیانو Strozzi کو اپنی شاعری کے لیے ڈیوک کی رعایتوں کی ضرورت نہ تھی کیونکہ وہ ایک امیر فلورنسی گھرانے کا وارث تھا۔ اس نے بورسو کی مدح میں ایک نظم کی دس لاطینی "کتابیں" مرتب کیں؛ وفات کے وقت انہیں ادھورا ہی چھوڑ گیا؛ اس کے بیٹے نے انہیں مکمل کیا۔ ایرکولے اس کام کے لیے عین موزوں تھا؛ اس نے لاطینی اور اطالوی میں زبردست گیت لکھے اور ایک طویل نظم *La Caccia* ("شکار") لوکریزیا بورجیا کے نام منسوب کی۔ اس نے 1508ء میں ایک شاعرہ باربرا توریلی سے شادی کی؛ تیرہ دن بعد ہی وہ اپنے گھر کے نزدیک مردہ پڑا پایا گیا' اس کے بدن پر بائیس گہرے زخم تھے۔ یہ بھید آج چار سو سال بعد بھی نہیں کھل سکا۔ کچھ کے خیال میں الفونسو نے باربرا پر ڈورے ڈالے مگر ناکام رہا' اور اپنے کامیاب رقیب کو کرائے کے قاتلوں کے ذریعہ مروا کر انتقام کی آگ ٹھنڈی کی۔ یہ بات بعید از قیاس ہے' کیونکہ الفونسو نے لوکریزیا کی زندگی میں بیوفائی کی کوئی علامت ظاہر نہ کی۔ غمزدہ جوان بیوہ نے ایک مرثیہ لکھا جس میں بیان کردہ وابستگی اور خلوص عموماً فیراری دربار کے مصنوعی ادب میں کمیاب ہے۔ وہ مقتول شاعر سے پوچھتی ہے: "میں بھی تمہارے ساتھ ہی کیوں نہ قبر میں گئی؟"

میری آگ اس منجمد برف کو گرما دے'

اور گرد کو آنسوؤں کے ساتھ جاندار جسم میں تبدیل کر دے'
اور تمہیں ایک تازہ مسرت حیات دے!
تب میں بہادری اور شوق کے ساتھ اس آدمی کا مقابلہ کروں گی
جس نے ہمارا عزیز ترین بندھن توڑ دیا' اور میں چلاؤں گی'
"اے ظالم عفریت! دیکھ محبت کیا کچھ کر سکتی ہے!"

تعیشات اور دلکش خواتین سے بھرے ہوئے اس درباری معاشرے میں فرانسیسی بہادرانہ عشق روزمرہ کی بات تھے۔ فیرارا میں پراونس بولنے والے عشقیہ شاعر دانتے کے عہد میں اپنے گیت گا چکے تھے' اور انہوں نے ایک مشکل طلب نہیں بلکہ تخیلاتی بہادری کا مزاج چھوڑا۔ یہاں اور سارے شمالی اِٹلی میں شارلیمان' اس کے جنگجوؤں اور مسلمان غداروں کے ساتھ اس کی جنگوں کے قصے اتنے ہی غیر مقبول ہو چکے تھے جتنے کہ فرانس میں۔ فرانسیسی بیانیہ شاعروں (Trouveres) نے ان قصوں کو جنگی کارناموں کی رزمیہ نظموں کے طور پر پھیلایا تھا؛ اور ان کی رُودادیں' قسط در قسط' انسانوں کے ڈھیر میں پڑی ہوئیں کسی ہومر کو پکار رہی تھیں کہ جو انہیں ایک لڑی میں پرو دے۔
سر تھامس میلوری نے ایک انگریز جنگجو کی حیثیت میں کچھ ہی عرصہ قبل آرتھر اور گول میز کی حکایات کے ساتھ یہ کام سرانجام دیا تھا' اسی طرح اب ایک اطالوی امیرزادے نے شارلیمان کو ترتیب دینے کا بیڑہ اٹھایا۔ سیکنڈیانو کا کاؤنٹ ماتیو ماریا بویارڈو فیراری دربار کے ممتاز ترین ارکان میں سے ایک تھا۔ اس نے اہم مِشنوں میں بطور سفیر استیوں کے لیے کام کیا' اور ان کی سب سے بڑی حاکمیت موڈینا اور ریجیو کا انتظام کرنے کی ذمہ داری حاصل کی۔ وہ حکمرانی میں بُرا لیکن گانے میں اچھا تھا۔ اس نے انتونیا کیپرارا کے نام مشتاق شعروں میں اس کی دلکشیوں کی تشہیر یا پھر گناہ میں اس کی کم وفاداری پر لعنت ملامت کی۔ ٹاڈیا گونزاگا سے شادی ہونے پر اس نے اپنے خیالات کے گھوڑے زیادہ محفوظ میدانوں میں چھوڑے اور ایک رزمیہ--- *Orlando innamorato* --- شروع کی (1486ء) جس میں ساحرہ آنجے لیکا کے لیے اورلانڈو (یعنی رولینڈ) کی تکلیف زدہ محبت بیان کی اور اس رومانس میں نیزہ بازی

اور گھڑ سواری کے مقابلوں اور جنگ کے سینکڑوں مناظر شامل کر دیئے۔ ایک مزاحیہ حکایت بتاتی ہے کہ بویارڈو نے اپنی کہانی میں شیخی باز سارا سین کے لیے مناسب بلند آہنگ نام ڈھونڈنے کی خاطر دور دراز کا سفر کیا' اور جب ایک دم اس کے ذہن میں Rodomonte آیا تو کاؤنٹ کی حویلی سیکنڈیانو کی گھنٹیاں بج اٹھیں' کہ جیسے انہیں یہ معلوم ہو گیا ہو کہ ان کا مالک انجانے طور پر درجن بھر زبانوں کو ایک لفظ دے رہا تھا۔

اپنے پر جوش ادوار میں' حالتِ سکون میں بھی جارحانہ الفاظ کے مقابلوں کے ساتھ مشتعل عہد میں ہمارے لیے اورلانڈو' رینالڈو' ایسٹولفو' روجیرو' ایگرا مانتے' مارفیسا' فیوردے لیسا' سیکریپانتے' ایکری کین کی تخیلاتی جنگوں اور محبتوں میں دلچسپی لینا مشکل ہے; اور ہمیں اپنے حسن سے دم بخود کر سکنے والی آنجے لیکا اپنے مافوق الفطرت منتروں کے ساتھ ہمیں بد حواس کر دیتی ہے; اب ہم ساحراؤں پر فریفتہ نہیں ہوتے۔ یہ کہانیاں کسی محل کے خلوت کدے یا باغ میں بیٹھے نجیلے سامعین کے لیے ہی موزوں لگتی ہیں; اور ہمیں بتایا گیا ہے کہ کاؤنٹ نے یہ کینٹو (Cantos) فیراری دربار میں پڑھے[9]... بلاشبہ ایک نشست میں صرف ایک یا دو کینٹو; بویارڈو اور آری اوستو کو ایک وقت میں ایک رزمیہ نظم خیال کرنا ان سے ناانصافی ہو گی۔ انہوں نے ایک عیش طلب نسل اور طبقہ کے لیے لکھا' اور بویارڈو کے سامعین نے تو ابھی اِٹلی پر چارلس VIII کا حملہ بھی نہیں دیکھا تھا۔ جب یہ مایوس کن ذلت سامنے آئی اور اِٹلی نے اپنی تمام شاعری اور آرٹ کے ساتھ خود کو شمال کی ظالم قوتوں کے خلاف بے یار و مددگار پایا تو بویارڈو نے دل چھوڑ دیا' اور ساٹھ ہزار بند لکھنے کے بعد ایک مایوسی بھرے اختتام پر قلم رکھ دی:

اے نجات دینے والے خدا' میں گیت گاتے ہوئے بھی
سارے اِٹلی کو شعلوں اور آگ میں گھرا دیکھتا ہوں
بلند حوصلہ گال اپنی رتھوں پہ سوار ہو کر چلے آتے ہیں
تاکہ ہر طرف صحرا بنا دیں....

اس نے یہیں اختتام کر کے اچھا کیا' اور حملے کے پوری قوت تک پہنچنے سے پہلے ہی 1494ء میں مر کر عقلمندی دکھائی۔ اس کی شاعری میں بد سلیقہ اظہار پانے والے جذبہ بہادری نے بعد کی تکلیف زدہ نسل میں چند ایک افراد کو ہی متاثر کیا۔ اگرچہ اس نے

جدید رومانوی رزمیہ کی صورت گری کر کے تاریخ میں اپنا مقام بنایا' مگر اس کی آواز جلد ہی الفونسو عہد حکومت کی جنگوں اور افراتفری میں' اِٹلی کی عصمت دری میں اور آری اوستو کی خوبصورت شاعری میں بھلا دی گئی۔

III۔ آری اوستو

اطالوی نشاۃ ثانیہ کے اعلیٰ ترین شاعر کے متعلق بات کرتے وقت ہمارے لیے یہ یاددہانی لازمی ہے کہ شاعری ایک ناقابل ترجمہ موسیقی ہے' اور ہم میں سے جن لوگوں کی مادری زبان اطالوی نہیں ان سے یہ توقع نہیں کرنی چاہیے کہ وہ یہ بات سمجھ سکیں کہ اِٹلی نے لوڈوویکو آری اوستو کو دانتے کے بعد دوسرا درجہ کیوں دیا۔ اور "Orlando furioso" کو اس سے بھی زیادہ محبت کے ساتھ کیوں پڑھا جاتا ہے جتنی محبت سے انگریز شیکپیئر کے ڈراموں کو پڑھتے ہیں۔ ہم الفاظ تو سن لیں گے لیکن ترنم سے محروم رہیں گے۔

وہ 14 ستمبر 1474ء کو ریجیو امیلیا کے مقام پر پیدا ہوا جہاں اس کا باپ حاکم تھا۔ 1481ء میں اس کا خاندان رووِیجو چلا گیا' لیکن بدیہی طور پر لوڈوویکو نے اپنی تعلیم فیرارا میں حاصل کی۔ پیترارک کی طرح وہ بھی قانون پڑھنے کے لیے تیار تھا' لیکن شاعری کرنے کو ترجیح دی۔ وہ 1494ء میں فرانسیسی حملے سے زیادہ پریشان نہ ہوا: اور جب چارلس VIII نے اِٹلی پر دوسری چڑھائی کی تیاریاں کیں (1496ء) تو آری اوستو نے ہوریس کے انداز میں ایک غنائی نظم (Ode) لکھ کر اس معاملے کو اپنے خیال کے مطابق درست پس منظر میں رکھا:

> چارلس اور اس کے لشکر کی آمد میرے لیے کس بات کا اشارہ ہے؟
> میں تو سائے میں آرام سے بیٹھ کر پانیوں کی سرگوشیاں سنوں گا' کاشت کاروں کو کام کرتے دیکھوں گا: اور تم' اے میری Phyllis' اپنا مرمریں ہاتھ رنگین پھولوں میں بڑھاؤ گی اور میرے لیے اپنی آواز کی موسیقی کے ہار بناؤ گی۔[8]

1500ء میں اس کا باپ دس بچوں کو چھوڑ کر مر گیا: اس کا ترکہ ایک یا دو بچوں کی

کفالت کے لیے ہی کافی تھا۔ سب سے بڑا بیٹا لوڈوویکو گھر کا باپ بن گیا اور معاشی عدم تحفظ کے ساتھ ایک طویل جدوجہد شروع کی۔ پریشانیوں نے اسے بزدلی اور ناراض خدمت گزاری والے کردار کا حامل بنا دیا۔ 1503ء میں وہ کارڈینل اِپولیتو ڈی ایستے کی خدمت میں آیا۔ اِپولیتو کو شاعری کا ذوق بہت کم تھا' اس نے آری اوستو کو کمتر سفارتی معاملات اور پیغامات پہنچانے میں مصروف رکھا' جس کے عوض شاعر بے قاعدگی سے 240 لیرا (3,000 ڈالر؟) سالانہ تنخواہ پاتا۔ اس نے کارڈینل کی پاکدامنی اور ہمت کے قصیدے لکھ کر گلیو کی آنکھیں پھوڑنے کا دفاع کر کے اپنی حیثیت بہتر بنانا چاہی۔ اِپولیتو نے اس شرط پر اس کی تنخواہ بڑھانے کی پیشکش کی کہ وہ مقدس سلسلوں میں شامل ہو کر مخصوص دستیاب کلیسیائی جاگیروں کا مستحق بن جائے؛ لیکن آری اوستو کو مذہبی عہدے ناپسند تھے' اور اس نے جلنے کی بجائے دکھاوے بازی کو ترجیح دی۔

اِپولیتو کی نوکری کے دوران ہی اس نے اپنے زیادہ تر کھیل لکھے۔ اس نے بطور اداکار آغاز کیا تھا' اور اس کمپنی کے ساتھ بھی گیا جو ایرکولے نے پاویا بھیجی تھی۔ اس کے اپنے اختراع کردہ ڈراموں پر ٹیرنس یا پلوٹس کی چھاپ تھی' یا انہیں صاف طور پر نقالی کی صورت میں پیش کیا گیا۔[12] اس کا "Cassaria" 1508ء میں فیرارا میں کھیلا گیا' اور "Suppositi" 1519ء میں معترف لیو X کے سامنے روم میں۔ وہ اپنی زندگی کے آخری برس تک کھیل لکھتا رہا' اور بہترین کھیل "Scolastica" کو نامکمل ہی چھوڑ کر مرگیا تھا۔ تقریباً سبھی میں یہ کلاسیک موضوع ہے کہ ایک یا دو نوجوان کس طرح' عموماً اپنے ملازمین کی دانشمندی کے ذریعہ' ایک یا دو جوان عورتوں کو شادی یا بہلانے پھسلانے کے ذریعہ اپنا بناتے ہیں۔ آری اوستو کے کھیل اطالوی طربیہ میں اعلیٰ اور ڈرامہ کی تاریخ میں کمتر درجہ رکھتے ہیں۔

دوبارہ اِپولیتو کی خدمت کے دوران ہی شاعر نے اپنی طویل رزمیہ نظم "Orlando furioso" کا زیادہ تر حصہ لکھا؛ بدیہی طور پر کارڈینل بہت زیادہ سخت کام نہیں لیتا تھا۔ جب آری اوستو نے مسودہ اِپولیتو کو دکھایا تو (ایک روایت کے مطابق) حقیقت پسند کارڈینل نے اس سے پوچھا: "لوڈوویکو صاحب' آپ کو اتنی فضولیات کہاں سے مل گئیں؟"[13] لیکن خوشامدانہ انتساب زیادہ قابل فہم لگا' اور

کارڈینل نے نظم شائع کرانے کی لاگت ادا کی (1515ء) اور اس کے حقوق اور منافع آری اوستو کے نام کر دیئے۔ اِٹلی نے نظم کو فضول نہ جانا' یا پھر اسے خوشگوار فضولیات خیال کیا: 1524ء سے 1527ء کے درمیان نو ایڈیشن بِک گئے۔ جلد ہی سارے جزیرہ نما میں منتخب ٹکڑے پڑھے یا گائے جانے لگے۔ خود آری اوستو نے بھی اس کا کافی سارا حصہ مینتوآ میں اِزابیلا ڈی ایستے کی بیماری کے دوران اسے پڑھ کر سنایا' اور بعد کی طباعتوں میں ایک قصیدہ بھی شامل کر کے اس کے صبر کا انعام دیا۔ اس نے "*Furioso*" لکھنے میں دس برس (15-1505ء)' اور اس کی تراش خراش میں مزید سولہ برس لگائے: وہ گاہے بگاہے ایک دو کینٹو کا اضافہ کرتا رہا' حتیٰ کہ کل سطریں 39,000 تک جا پہنچیں--- مجموعی طور پر "ایلیڈ" اور "اوڈیسے" کے برابر۔

شروع میں اس نے محض بویارڈو کی "*Orlando innamorato*" کو ہی جاری رکھنے اور وسعت دینے کا سوچا تھا۔ اس نے اپنے پیشروؤں سے جنگجوئی ماحول اور موضوع' شارلیمان کے سورماؤں کی محبتیں اور جنگیں' مرکزی کردار' ڈھیلی ڈھالی قسط وار ترتیب' کہانی کو اچانک نیا موڑ دینے والے جادوئی واقعات وغیرہ مستعار لیے۔ پھر بھی وہ سینکڑوں دیگر افراد کی تعریف کرنے کے باوجود بویارڈو کا ذکر تک نہیں کرتا۔ شاید آری اوستو نے محسوس کیا کہ موضوع اور کردار خود داستانوں کے ہی چکر سے تعلق رکھتے تھے نہ کہ بویارڈو سے۔

کاؤنٹ کی طرح' اور داستانوں کے برعکس' اس نے محبت کے کردار پر جنگ سے زیادہ زور دیا' اور ابتدائی سطروں میں کہا: "میں عورتوں' جنگجوؤں' ہتھیاروں' محبتوں' بہادرانہ کارناموں اور جراتمند مہم جوئی کا مداح ہوں۔" کہانی اس پروگرام پر پوری طرح عمل پیرا ہے: اس میں لڑائیوں' کچھ ایک اسلام کے خلاف عیسائیت اور زیادہ تر عورتوں کی خاطر مقابلوں کا ایک سلسلہ ہے۔ درجن بھر کاؤنٹ اور بادشاہ آنجے لیکا کے لیے لڑتے ہیں: وہ ان سبھی سے عشوہ بازی کرتی' انہیں ایک دوسرے کے خلاف بھڑکاتی اور آخر کار ایک اینٹی کلائمیکس (ضد عروج) میں ایک خوبرو عام مرد کی محبت میں گرفتار ہوتی اور اس کی آمدنی کی جانچ پڑتال کرنے سے پہلے ہی اس سے شادی کر لیتی ہے۔ آٹھ کینٹوس کے بعد کہانی میں وارد ہونے والا اورلانڈو تین براعظموں میں اس کا

تعاقب کرتا ہے' اور اس دوران جب سارا سینی پیرس پر حملہ کرتے ہیں تو اپنے حاکم شارلیمان کی مدد کو نہیں جاتا۔ وہ اس کے کھو جانے کا علم ہونے پر دیوانہ ہو جاتا ہے (کینٹو 23)' اور سولہ کینٹوس کے بعد تب ہوش میں آتا ہے جب Jules Verne کے قمری بحر پیماؤں کا ایک پیشرو چاند پر اس کی عقل و ہوش ڈھونڈ کر اسے واپس دلاتا ہے۔ یہ مرکزی موضوع درمیان میں کئی جگہوں پر درجن بھر دیگر جنگجوؤں کی مہمات کے ساتھ خلط ملط ہے؛ یہ جنگجو شہوت خیز شاعری کے 46 کینٹوس میں اپنی اپنی عورتیں حاصل کرتے ہیں۔ عورتیں اپنے تعاقب کیے جانے کا حظ اٹھاتی ہیں؛ شاید اِزابیلا مستثنیٰ ہے جو روڈو مونتے پر زور دیتی ہے کہ وہ اس کا ازالہ بکارت کرنے کی بجائے سر کاٹ دے۔ سینٹ جارج کی پرانی کہانی بھی شامل کی گئی: حسین آنجے لیکا کو ہر سال ایک کنواری کے بھوکے دیو کی بھینٹ چڑھانے کے لیے سمندر سے قریب کے پہاڑوں پر زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے؛ اور اسے بچانے کے لیے Ruggiero کے آنے سے پہلے شاعر نے اسے خوب سراہا۔ اس حصے کا موسیقی سے عاری ترجمہ یوں ہو گا:

غضبناک' غیر مہمان نواز' درشت لوگوں نے
ایک حسین ترین اور برہنہ عورت کو
ساحل پر وحشی دیو کے لیے باندھ دیا'
عورت اپنی تخلیق کے اولین لمحات جیسی پیاری تھی۔
کوئی چھوٹے سے چھوٹا کپڑا بھی اس کے بدن کے
سفید سوسنوں اور سرخ گلابوں پر نہیں تھا
اس کے بدن نے گرمیاں اور سختیاں جھیلیں'
اور اس کی شاندار رانیں چمک اٹھیں۔

شاید وہ اسے سفید مرمر یا پھر کسی
سنگ تراش کا تراشا ہوا مجسمہ لگی ہو'
اس نے کبھی گلابوں اور سفید پھولوں جیسی گالوں پر
اتنا چمکدار آنسو نہیں دیکھا تھا'

سیب جیسی شبنم آلود چھاتیاں اور
اس کے سنہری بالوں سے معطر ہوائیں۔ [۱۳]

آری اوستو اس سب کو زیادہ سنجیدگی سے نہیں لیتا؛ وہ حظ اٹھانے کی خاطر لکھتا ہے؛ وہ دانستہ ہمیں اپنی شاعری کے منتر کے ذریعہ ایک غیر حقیقی دنیا میں لے جاتا اور اپنی کہانی کو پریوں، جادوئی ہتھیاروں اور سحر انگیزیوں، بادلوں میں خراماں پردار گھوڑوں، درخت بن جانے والے آدمیوں وغیرہ کے ساتھ پراسرار بناتا ہے۔ اور رلانڈو چھ ڈچ آدمیوں کو ایک ہی نیزے میں پرو دیتا ہے؛ الفونسو ہوا میں پتے پھینک کر ایک بحری بیڑہ بناتا اور ہوا کو ایک گیند میں بند کرتا ہے۔ آری اوستو اس سب پر ہمارے ساتھ مل کر ہنستا اور جنگجوئی مقابلوں پر رواداری سے مسکراتا ہے نہ کہ تمسخرانہ انداز میں۔ وہ ایک نمکین طنز آمیز حس مزاح کا حامل ہے؛ چنانچہ اس نے زمین سے چاند پر جانے والے کوڑا کرکٹ میں منافقوں کی دعائیں، شاعروں کی خوشامدیں، درباریوں کی خدمات اور کانسٹنٹائن کا عطیہ بھی شامل کیا۔ آری اوستو نے ادھر ادھر چند ایک اخلاقی مقولوں میں فلسفے کا تصنع کیا۔ وہ اس حد تک مکمل طور پر شاعر تھا کہ اپنا آپ خوبصورت شاعری ڈھالنے میں ہی صرف کر دیا؛ اس کے پاس اتنی توانائی بھی باقی نہ بچی کہ اسے ایک اعلیٰ مقصد یا فلسفہ حیات کا رنگ دے سکے۔ [۱۳a]

اطالویوں کو "*Furioso*" بہت پسند ہے کیونکہ یہ دلکش عورتوں سے بھری ہوئی پرجوش کہانیوں کا خزانہ ہے۔ اطالوی طویل انحرافات اور تفصیلات، بے شمار اور کبھی کبھی جبری مسکراہٹوں کو معاف کر دیتے ہیں کیونکہ یہ بھی شاندار شاعری میں ملبوس ہیں... جب شاعر کوئی زبردست جملہ پھینکتا ہے تو وہ آہستہ سے "واہ" کہہ کر داد دیتے ہیں، مثلاً وہ Zerbino کے متعلق کہتا ہے: "فطرت نے اسے ڈھالا اور پھر سانچا توڑ ڈالا۔" [۱۴] وہ آری اوستو کی جانب سے ایستیوں کی خوشامد، اِپولیتو کی مناجات اور لوکریزیا کی پاک دامنی کی مداح سے پریشان نہیں ہوتے۔ یہ تعظیمات اس دور کا رواج تھیں؛ کمیاویلی ایک رعایت حاصل کرنے کی خاطر نیچے تک جھک گیا؛ اور شاعر کو زندگی بھی گذارنا ہوتی ہے۔

لیکن یہ اس وقت مشکل ہو گیا جب کارڈینل نے ہنگری میں مہم لے جانے کا فیصلہ اور آری اوستو کو بھی اپنے ہمراہ رکھنے کی خواہش کی۔ آری اوستو نے پس و پیش دکھائی' اور اِپولیتو نے اسے مزید خدمت اور معاوضہ سے آزاد کر دیا (1517ء)۔ الفونسو نے شاعر کو تنگدستی سے بچانے کی خاطر 84 کراؤنز (1050 ڈالر؟) سالانہ کا وظیفہ جاری کیا' اس کے علاوہ تین خادم اور دو گھوڑے بھی دیئے' جبکہ ان سہولیات کے عوض کچھ بھی نہ مانگا۔ آری اوستو نے 47 سال کے کٹر لیکن بشکل مجرد کنوارے پن کے بعد اب Alessandra Benucci سے شادی کر لی جسے وہ تب سے پیار کرتا تھا جب وہ ٹیٹو وسپا سیانو سٹروزی کی بیوی تھی۔ اس میں سے کوئی بچہ پیدا نہ ہوا' لیکن شادی سے پہلے کی کوششوں کا انعام دو بیٹوں کی صورت میں ملا۔

وہ تین برس (5-1522ء تک ناخوشی کے ساتھ ایک پہاڑی خطے گارفانیانا (Garfagnana) کے گورنر کے طور پر کام کرتا رہا۔ لیکن وہ اقدام یا قیادت کرنے کے لیے غیر موزوں تھا' اور اپنی زندگی کے بقیہ آٹھ برس گذارنے کے لیے خوشی خوشی فیرارا چلا گیا۔ 1528ء میں اس نے شہر کے بیرونی علاقے میں زمین کا ایک قطعہ خرید کر پیارا سا گھر بنایا جو اب بھی موجود ہے۔ گھر کے ماتھے پر ہوریس کی کچھ سطور کندہ ہیں: "چھوٹا مگر میرے لیے موزوں' کسی کو دکھ نہ دینے والا' میری اپنی کمائی سے حاصل کردہ گھر۔" وہاں وہ خاموشی سے رہنے لگا' کبھی کبھار اپنے باغ میں کام کرتا اور ہر روز "*Furioso*" پر نظرثانی یا اضافہ کرتا۔

دریں اثناء ہوریس کی مزید نقل کرتے ہوئے اس نے مختلف دوستوں کو سات مراسلے لکھے جو ہم تک ہجویوں (Satires) کے نام سے پہنچے ہیں۔ وہ اس کے مثالی نمونے جیسے تیکھے اور جامع نہیں' اور نہ ہی Juvenal کے خطوط جیسے تلخ اور خطرناک؛ وہ ایک محبت کرنے اور کبھی پرسکون نہ ہونے والے ذہن کی پیداوار ہیں۔ وہ مذہبی طبقہ کی غلطیوں' روم میں کلیسیائی عہدوں کی بے روک ٹوک خرید و فروخت اور دنیادار پوپس کی اقرباء پروری کا بیان ہے (ہجویہ I)۔ وہ اِپولیتو کی اس بات پر شدید مذمت کرتا ہے کہ وہ اپنے خدمت گاروں کو شاعر سے زیادہ معاوضہ دیتے ہیں (II)۔ وہ عورتوں کے بے وفا کردار کے رواقی تصور پر غور کرتے اور بیوی کے منتخب کرنے اور سدھانے پر

ماہرانہ رائے دیتے ہیں(III)۔ وہ درباری آدمی کی زندگی کی ذلتوں پر ماتم زاری کرتے اور لیو X سے ایک ناکام ملاقات کا حال بیان کرتے ہیں (IV):

میں نے اس کے پاؤں چومے' وہ اپنی مقدس نشست سے آگے کو جھکا' میرا ہاتھ تھاما اور میرے دونوں گال تھپتھپائے۔ اس کے علاوہ' اس نے میرے ذمہ واجب الادا نصف واجبات معاف کر دیئے۔ پھر امید بھرے دل' لیکن بارش میں بھیگے اور کیچڑ میں لتھڑے ہوئے جسم کے ساتھ میں Ram میں رات کا کھانا کھانے گیا۔

دو ہجویہ مراسلے گارفانیا میں اس کی بیکار زندگی' "دھمکیوں' سزا دینے' منانے یا بریت پانے میں گذارے ہوئے" ایام' جرائم' قانونی مقدمات اور جھگڑوں کے باعث خوفزدہ اور مفلوج حسِ لطافت' اور محبوبہ سے بہت دور ہونے کا سوگ مناتے ہیں(V'VI)۔ آخری مراسلہ بیمبو سے کہتا ہے کہ آری اوستو کے بیٹے ورجینیو کے لیے یونانی معلم کی منظوری دے:

یونانی زبان سیکھنا لازمی ہے لیکن ٹھوس اصولوں کے تحت' کیونکہ اخلاقیات سے عاری علم و فضل بے وقعت ہونے سے بدتر ہے۔ افسوس! آج کل اس قسم کا استاد ملنا مشکل ہے۔ چند ایک انسانیت پسند ہی بدنام ترین برائیوں سے پاک ہیں' اور عقلی تکبر نے ان میں سے زیادہ تر کو تشکیکیت پسند بنا دیا ہے۔ تحصیل علم و بے دینی میں چولی دامن کا ساتھ کیوں ہے؟[15]

آری اوستو نے خود بھی زندگی بھر مذہب کو سنجیدگی سے نہ لیا؛ لیکن نشاۃ ثانیہ کے تقریباً تمام اہل فکر کی طرح آخری دنوں میں اس کے ذریعہ سکون پایا۔ بچپن سے ہی اسے سانس کی نالی میں ورم کی شکایت تھی؛ کارڈینل کے قاصد کی حیثیت سے سفر کرنے کے دوران غالباً تکلیف بڑھ گئی ہوگی۔ 1532ء میں مرض زیادہ بگڑ کر تپ دق کی صورت اختیار کر گیا۔ اس نے مرض کے خلاف جدوجہد کی' کہ جیسے محض شہرت کی لافانیت پر ہی مطمئن نہ ہو۔ موت کے وقت اس کی عمر صرف 58 برس تھی (1533ء)۔

وہ اپنی موت سے کافی پہلے ہی کلاسیک بن گیا تھا۔ تیئس برس قبل رافیل نے

ویٹی کن والی دیواری تصویر "Parnassus" میں اسے ہومر اور ورجل' ہوریس اور اووڈ' دانتے اور پیترارک' نوع انسان کی ناقابل فراموش آوازوں کے درمیان پیش کیا۔ اِٹلی اسے اپنا ہومر' اور "Furioso" کو اپنی "ایلیڈ" کہتا ہے: لیکن اِٹلی کے ایک پاگان کو بھی یہ بات منصفانہ سے زیادہ فراخدلانہ لگتی ہے۔ آری اوستو کی زندگی' ٹرائے کے ظالمانہ محاصرے کے سوا' آسان اور شاندار لگتی ہے: اس کے ناقابل امتیاز کردار اور ہتھیاروں والے جنگجو آگامیمنن کے جلال' ایکلیز کے جوش محبت نیسٹر (Nestor) کی دانش' ہیکٹر کی شرافت' پریام کی بدنصیبی تک بمشکل ہی پہنچتے ہیں: اور کون ہے جو پیاری اور دیوانی آنجے لیکا کو dia gynaikon' یعنی عورتوں میں دیوی ہیلن کے ساتھ جوڑے؟ پھر بھی آخر میں وہی پہلے والی بات کہنا پڑے گی: آری اوستو کا موازنہ صرف وہی لوگ کر سکتے ہیں جنہیں اس کی زبان اچھی طرح معلوم ہے' جو اس کی شگفتگی اور جذبات کی خرابیوں کو پکڑ سکتے ہیں' جو اس کے سُریلے خوابوں کی موسیقی کو داد دے سکتے ہیں۔

V۔ حاصلِ کلام

تیکھی حس ِمزاح والے اطالویوں نے ہی دو اور لانڈوز کی رومانویت کا تریاق مہیا کیا: آری اوستو کی وفات سے چھ برس قبل گیرولا موفولنجو نے ایک "اورلانڈینو" شائع کی جس میں رزمیہ نظموں کی بے ہودگیاں خوش دل دروغ گوئیوں کے ساتھ پیش کی گئیں۔ گیرولامو نے بولونیا میں پومپو ناتسی (Pomponazzi) کے ملحدانہ وعظ سنے' محبتوں' سازشوں' کے بازیوں' ڈونگز پر مشتمل نصاب اپنایا اور یونیورسٹی سے نکالا گیا۔ باپ نے اسے عاق کر دیا' اور وہ شاید زندہ رہنے کی خاطر بینیڈکٹی راہب بن گیا (1507ء)۔ چھ برس بعد وہ گیرولاما ڈیڈا کی محبت میں گرفتار ہوا اور اسے لے کر بھاگ گیا۔ 1519ء میں اس نے "Maccaronea" کے عنوان سے ایک مزاحیہ خاکوں کی کتاب شائع کی' جس نے بعد ازاں ملی جلی اطالوی اور لاطینی شاعری میں پھوہڑ قسم کی ہجوگوئی کو اپنا نام دیا۔ "اورلانڈینو" ان گھڑ اور عام زبان میں ایک تمسخرانہ رزمیہ نظم تھی۔ باروچی خانے کی چیزوں سے لیس جنگجو لنگڑاتے ہوئے ٹٹوؤں کی قطاروں پر ٹوٹ

پڑتے ہیں۔ کہانی کا سرکردہ کلیسیائی آدمی گریفاروستو--- Grab-the-Roast Abbot--- راہب ہے جس کی لائبریری سالن اور وائن سے لتھڑی ہوئی کک بکس پر مشتمل ہے' اور "اسے معلوم تمام زبانیں بیل اور سور والی تھیں: [۱۶] اس کے ذریعہ سے فولنجو اِٹلی کے مذہبی طبقہ کی ہجوگوئی کرتا ہے۔ یہ کتاب زوردار قہقہوں کے ساتھ پڑھی گئی' لیکن مصنف بدستور فاقے کرتا رہا۔ آخرکار وہ واپس خانقاہ میں چلا گیا' پاکیزہ شاعری کی اور 53 سال کی عمر میں فوت ہوا (1544ء)۔ رابلس نے اسے پسند کیا۔ [۱۷] اور شاید آری اوستو اپنے آخری برسوں میں اس خوشی میں آن شامل ہوا۔

الفونسو اول نے اپنی چھوٹی سی ریاست کو پاپائیت کے تمام حملوں سے محفوظ بنایا' اور آخرکار جرمن ہسپانوی فوج (جس نے روم کا محاصرہ کیا' اس پر قبضہ جمایا اور وہاں لوٹ مار کی) کو بلہ شیری دے کر سنگدلانہ انتقام لیا (1527ء)۔ [۱۸] چارلس V نے اسے فیرارا کی قدیم جاگیریں موڈینا اور ریجیو واپس کر کے دادرسی کی' لہٰذا الفونسو نے اپنی ڈچی کسی کمی کی بغیر اپنی اولاد کو منتقل کی۔ اس نے 1528ء میں اپنے بیٹے اری کولے کو فرانس کے شاہی خاندان سے سفارتی دلہن رینی یا ریناتا لانے کے لیے بھیجا۔ الفونسو نے لوکریزیا کی موت کے بعد ایک محبوبہ لارا دیانتی کے ساتھ دل بہلایا' اور شاید مرنے سے پہلے اسے اپنی بیوی بھی بنا لیا (1534ء)۔ اس نے وقت کے سوا ہر دشمن کو ناکام بنا دیا تھا۔

گیارہواں باب

وِینس اور اُس کی قلمرو

(1378ء — 1534ء)

I — پیڈو آ

کیرارا خاندان کی مطلق العنانیت کے دور میں پیڈو آ ایک اہم اطالوی طاقت تھا' جو وینس کی مدمقابل اور اس کے لیے خطرہ بھی تھی۔ 1378ء میں پیڈو آ جمہوریائی جزیرے کو مطیع بنانے کی کوشش میں جینو آ کے ساتھ مل گیا۔ 1380ء میں جینو آ کے ساتھ جنگ میں بدحال ہو چکے وینس نے اپنے شمال میں فوجی لحاظ سے اہم شہر تریویزو (Treviso) آسٹریا کے ڈیوک کو سونپ دیا۔ 1383ء میں فرانسکو اول داکیرارا نے تریویزو آسٹریا خرید لیا: کچھ عرصہ بعد ہی اس نے وِیچن تسا' اُوڈینا (Udine)' فِریُولی (Friuli) لینے کی کوشش کی: اگر وہ کامیاب ہو جاتا تو وینس سے لے کر آگورڈو میں اپنی لوہے کی کانوں تک سڑکوں اور جرمنی کے ساتھ وینتسی تجارتی راستوں کا مالک بن جاتا: یعنی وینتسی صنعت و تجارت کے جاندار وسائل پر پیڈو آ کا قبضہ ہو جاتا۔ وینس کو اس کے سفارتکاروں کی زیرکی نے بچا لیا۔ انہوں جیان گلیازو وسکونٹی کو پیڈو آ کے خلاف جنگ میں شامل ہونے پر مائل کیا: وینس کے بارے میں بداعتماد جیان نے وینتسی ہمت افزائی کی مدد سے مشرق کی جانب اپنی سرحد وسیع کرنے کا موقع غنیمت جانا۔ فرانسکو اول داکیرارا کو شکست ہوئی اور یرغمال بنا لیا گیا (1389ء): اور اس کے نام نہاد بیٹے اور

جانشین نے 1338ء کے ایک معاہدے کی تجدید کی (1399ء) جس میں پیڈو آ کو وینس کی رعیت تسلیم کیا گیا تھا۔ جب فرانسسکو ااداکیرارا نے جدوجہد دوبارہ شروع کی اور ویرونا اور وچن تسا پر حملہ کیا تو وینس نے جنگ کر کے اسے اور اس کے بیٹوں کو قیدی بنا کر قتل کر دیا' اور پیڈو آ کو وینسی سینیٹ کا براہ راست مطیع بنا لیا (1405ء)۔ تھکے ماندے شہر نے ایک مقامی فرمانروا کے سامنے ہتھیار پھینک دیئے' ایک بیگانی مگر قابل انتظامیہ کے تحت نشوونما پائی اور وینسی قلمرو کا تعلیمی مرکز بن گیا۔ لاطینی عیسائی دنیا کے تمام گوشوں سے طلبہ اس کی مشہور یونیورسٹی میں آئے۔۔۔ پیکو ڈیلا میرانڈولا' آری اوستو' بیمبو' گوپچارڈینی' تاسو' گلیلیو' گستاوس واسا جو سویڈن کا بادشاہ بنا' اور جان سوبائیسکی جو پولینڈ کا بادشاہ بنا۔۔۔ یونانی زبان پڑھانے کی نشست 1463ء میں قائم ہوئی۔ دمتریئس کالکونڈائلز (Chalcondyles)' فلورنس جانے سے سولہ برس قبل یہاں تعینات ہوا۔ ایک سو سال بعد بھی شیکسپیئر "خوبصورت پیڈو آ' فن کی درسگاہ" کے متعلق بات کر سکتا تھا۔

ایک پیڈو آئی بذات خود مشہور تعلیمی ادارہ تھا۔ بطور درزی تربیت یافتہ فرانسسکو سکوارسیونے نے اپنے اندر کلاسیک آرٹ کا ذوق و شوق پیدا کیا' اٹلی اور یونان کے طول و عرض میں گھوما پھرا' یونانی و رومن فن سنگتراشی و فن تعمیرات کی نقول یا خاکے بنائے' قدیم تمغے' سکے اور مجسمے جمع کیے' اور اپنے زمانے کی بہترین کلاسیکی نوادرات لے کر پیڈو آ لوٹا۔ اس نے آرٹ کا ایک مکتب کھولا' اپنی جمع کردہ اشیاء وہاں رکھیں اور اپنے شاگردوں کو دو مرکزی ہدایات دیں: قدیم آرٹ اور تناظر کی سائنس کا مطالعہ کرنا۔ اس کے ہاتھوں صورت گری پانے والے 137 آرٹسٹوں میں سے چند ایک ہی پیڈو آ میں رہے' جبکہ بیشتر باہر سے آئے تھے۔ لیکن جواب میں فلورنس سے جوتو ارینا کی دیواری تصاویر بنانے آیا; ویرونا سے Altichiero نے آکر (1376ء) سینٹ انتھونی کے گرجاخانہ کو زینت بخشی; اور ڈوناٹیلو کیتھیڈرل اور اس کے احاطہ میں اپنے جوہر کامل کی یادگاریں چھوڑ کر گیا۔ ڈوناٹیلو کے ایک شاگرد بارتولو میو بیلانو نے اسی کلیساء کے Gattamelata گرجا خانے کے لیے دو خوبصورت نسوانی مجسمے نصب کیے; وینس کے پیاترو لومبارڈو نے "پیشہ ور سپاہی" کے بیٹے کی ایک عمدہ شبیہہ اور انتونیو روچیلی

کے لیے ایک شاندار مقبرے کا اضافہ کیا۔ آندریا (Briosco)--- "ریکیو"--- اور انٹونیو و ٹولیو لومبارڈو نے Gattamelata گرجا خانے کیلئے کچھ زبردست سلیں تراشیں؛ اور ریکیو نے کلیساء کے سماع خانے میں اٹلی بھر کی شاندار ترین قندیلیں نصب کیں۔ اس نے سانتا گسٹینا (Giustina–1502ء) کے نامکمل کلیساء کی ڈیزائننگ میں وینس کے ایلیساندرو لیوپارڈی اور برگامو کے آندریا مورانے کا ہاتھ بٹایا؛ یہ کلیساء نشاۃ ثانیہ کے انداز تعمیر کی شاندار مثال ہے۔

پیڈوآ اور ویرونا سے ہی ایاکوپو بیلائنی اور انٹونیو پیسانیلو اس وینلسی مکتبہ مصوری کے بیج وینس میں لائے جس کے ذریعہ وینس کی چکاچوند نے دنیا کی آنکھیں چُندھیا دیں۔

II۔ وینلسی معیشت اور حکمت عملی

1378ء میں وینس پستی کی انتہاؤں سے دوچار تھا؛ ایڈریاٹک تجارت فاتح جینوآئی بحرے بیڑے کے ذریعہ عروج پر تھی' مرکزی خطے کے ساتھ اس کی مواصلات میں جینوآئی اور پیڈوآئی فوجیں حائل تھیں' اس کے لوگ فاقہ زدہ تھے' حکومت ہار ماننے کا سوچ رہی تھی۔ تقریباً نصف صدی بعد اس نے پیڈوآ' ویچن تسا' ویرونا' بریشیا' برگامو' تریویزو' بیلونو' فیلترے' فریولی' اِستریا' ڈیلماشیئن ساحل' پاترس اور کورنتھ پر حکومت کی۔ خندقوں میں گھرے ہوئے قلعے والا وینس اطالوی براعظم کے تمام سیاسی نشیب و فراز سے مُبرا لگتا تھا؛ اٹلی کے مرکز میں ملکہ کی طرح اس کی شہ نشینی قائم رہنے تک دولت اور طاقت بڑھتی رہی۔ فیلیپ ڈی کومائنس 1495ء میں فرانسیسی سفیر بن کر آیا؛ اس نے وینس کو "اپنے آج تک دیکھے ہوئے شہروں میں سب سے زیادہ فتح مند" کے طور پر بیان کیا۔[1] پیاترو کیسولا تقریباً اسی دور میں دشمن میلان سے آیا اور 117 جزیروں' 150 نہروں اور 400 پلوں کے اس بے مثال مجموعے "وینس کی خوبصورتی' شان و شوکت اور دولت کو بیان کرنا ناممکن" پایا۔[2] یہ تمام پانی "عظیم نہر" میں جا کر گرتے تھے جسے کومائنس نے "دنیا کی خوبصورت ترین گذرگاہ" قرار دیا۔

اس شان و شوکت کی کفالت کے لیے دولت کہاں سے آئی؟ کچھ تو سینکڑوں

صنعتوں سے--- جہاز سازی' لوہا سازی' شیشہ سازی' جواہر کی تراش خراش' ٹیکسٹائلز..... سب کی سب مغرور تجارتی انجمنوں "Scuale" میں منظم جنہوں نے مالک اور انسان کو بندھن میں باندھا۔ لیکن شاید وینس کی زیادہ امارت کا ذریعہ تجارتی جہاز رانی تھی---- بحیرے وینس اور براعظم پر اس کی ماتحت جاگیروں' اور جرمن اور آلپس کے دیگر علاقوں کی مصنوعات لے کر مصر' یونان' بازنطین اور ایشیاء جاتے' اور ریشم' مصالحے' قالین' ادویات اور غلام مشرق سے لاتے تھے۔ اوسطاً سالانہ برآمدات ایک کروڑ ڈیوکٹ (25 کروڑ ڈالر؟) تھیں؛[33] یورپ کا کوئی اور شہر اس تجارت میں ہم پلہ نہ تھا۔ وینسی جہاز تقریباً ایک سو بندرگاہوں پر دیکھے جا سکتے تھے--- بحیرۂ اسود میں تربی زوند سے لے کر Cadiz' لِسبون' لندن' بروجیس (Bruges) اور حتیٰ کہ آئس لینڈ تک۔[34] وینس کے تجارتی مرکز ریالٹو میں نصف دنیا کے تاجر دکھائی دیتے تھے۔ اس آمد و رفت کو بحری انشورنس دی جاتی اور درآمدات و برآمدات پر لاگو کردہ ٹیکس ریاست کا بنیادی سہارا تھے۔ 1455ء میں وینسی حکومت کو آٹھ لاکھ ڈیوکٹ (2 کروڑ ڈالر؟) آمدنی ہوئی؛ اسی برس فلورنس کی آمدنی تقریباً دو لاکھ' نیپلز کی تین لاکھ دس ہزار' پاپائی ریاستوں کی چار لاکھ' مِیلان کی پانچ لاکھ اور عیسائی سپین کی آٹھ لاکھ ڈیوکٹ تھی۔[35]

جمہوریہ وینس کی پالیسیاں صنعت و تجارت کے حوالے سے ہی بنتی تھیں۔ اس نے ایک تجارتی امراء شاہی کو مضبوط کیا جس نے اقتدار کو موروثی بنا کر ریاست کے تمام شعبوں پر کنٹرول حاصل کر لیا۔ اس نے 1,90,000 نفوس کی آبادی کو (1422ء میں) منافع بخش طور پر روزگار فراہم کیا لیکن انہیں بیرونی منڈیوں' اشیاء اور خوراک کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا۔ اپنی بھول بھلیوں میں محبوس وینس خوراک درآمد کر کے ہی اپنے لوگوں کو غذا فراہم کر سکتا تھا؛ وہ شہتیر' دھاتیں' معدنیات' چمڑا' کپڑا باہر سے منگوا کر کے ہی اپنی صنعتوں کو خام مال مہیا کر سکتا تھا؛ اور ان درآمدات کی ادائیگی کا واحد ذریعہ اپنی مصنوعات اور تجارت کے لیے منڈیاں تلاش کرنا تھا۔ خوراک' نکاسیوں اور خام مال کے لیے براعظم کے محتاج وینس نے شمال مشرقی اٹلی پر اختیار حاصل کرنے کی خاطر یکے بعد دیگرے کئی جنگیں لڑیں؛ اسی طرح غیر اطالوی علاقوں پر منحصر ہونے کی وجہ

سے وینس اپنی ضروریات پوری کرنے' اپنی اشیاء خریدنے اور تجارتی گذرگاہوں پر قبضہ پانے کے لیے بے قرار تھا۔ وہ "واضح خوش قسمتی" کے ذریعہ ایک سامراجی قوت بن گیا۔

چنانچہ' وینس کی سیاسی تاریخ نے اس کی اقتصادی ضرورتوں کا رخ اختیار کیا۔ جب ویرونا میں سکیلیجر' یا پیڈوآ میں کیرارا' یا میلان میں وسکونٹی خاندان نے شمال مشرقی اٹلی پر قبضہ کرنے کی کوشش کی تو وینس نے خطرہ محسوس کرتے ہوئے ہتھیار اٹھا لیے۔ اس نے دریائے پو کے دہانے پر فیرارا کا قبضہ ہونے سے ڈر کر وہاں اپنی مرضی کے مارکوئس بنوانے کی راہ یا پالیسی اپنائی' اور فیرارا پر پاپائیت کے دعوؤں پر ناراضگی ظاہر کی۔ وینس کی مغرب کی جانب توسیع نے میلان کو غصہ دلایا جو خود بھی توسیعی خیالات رکھتا تھا۔ جب فیلیپو ماریا وسکونٹی نے فلورنس پر حملہ کیا (1423ء) تو ٹسکن جمہوریہ نے وینس سے مدد کی درخواست کی' اور نشاندہی کی کہ ٹسکنی پر میلان کا اقتدار جلد ہی پاپائی ریاستوں کے شمال والے سارے اٹلی کو ہڑپ کر لے گا۔ تاریخ میں بارہا دہرائی گئی ایک بحث میں Doge Tommaso Mocenigo نے مرتے وقت وینسی سینیٹ میں امن کے لیے آواز اٹھائی; فرانسسکو فوسکاری نے دفاعی جنگ لڑنے کے حق میں دلائل دیئے; فوسکاری جیت گیا اور وینس نے میلان کے ساتھ جنگوں کا سلسلہ شروع کیا جو کچھ وقفوں کے ساتھ 1425ء سے 1454ء تک جاری رہا۔ فیلیپو ماریا کی موت (1447ء)' میلان میں امبروزی جمہوریہ کی افراتفری اور قسطنطنیہ پر ترکوں کے قبضے نے متحارب ریاستوں کو مائل کیا کہ وہ لوڈی (Lodi) میں ایک معاہدے پر دستخط کریں جس نے جزیرے کی جمہوریہ کو تھکا ماندا لیکن فتح مند بنایا۔

ایڈریاٹک میں وینس کی توسیع کا آغاز ایک جائز بہانے سے ہوا۔ ابیض المتوسط کی انتہائی شمالی بندرگاہ ہونا وینس کی خوش قسمتی تھی لیکن ایڈریاٹک پر قبضہ جمائے بغیر اس کا کوئی فائدہ نہ تھا۔ مشرقی ساحل کے چھوٹے چھوٹے جزیروں اور کھاڑیوں میں قزاقی بحری جہازوں کے لیے بڑی اچھی چھپنے کی جگہیں تھیں; ان کے حملوں کی وجہ سے وینسی جہازرانی کو مسلسل نقصان ہوتا رہتا۔ جب وینس نے زارا (Zara) پر قبضے میں مدد دینے پر صلیبیوں کو 1202ء میں رشوت دی تو ایک ایسی چوکی حاصل کی جہاں سے سال بہ سال

ان قزاقی پناہ گاہوں کا خاتمہ شروع کیا' حتیٰ کہ سارے ڈلماشی (Dalmatian) ساحل نے اس کی حاکمیت قبول کر لی۔ انہی ملیبیوں نے جب قسطنطنیہ کی عصمت دری کی (1204ء) تو وینس نے مال غنیمت میں اپنے حصہ کے طور پر کریٹ' سیلونائیکا' میکلاڈیز' سپوراڈیز حاصل کیے جو تجارتی طلائی زنجیر کی انمول کڑیاں تھے۔ اس نے شاہانہ خودسری کے ساتھ ڈوراتسو (Durazzo)' البانوی ساحل' آیونیائی جزائر (92-1386ء)' فریولی' اِسٹریا (20-1418ء)' راوینا (1441ء) حاصل کیے؛ اب وہ ایڈریاٹک کا بلا شرکت غیرے مالک تھا' اور اس سمندر سے گذرنے والے تمام غیر وینسی جہازوں سے راہداری کا محصول لینے لگا۔[4] عثمانی ترکوں کی قسطنطنیہ کی جانب پیش قدمی نے اس دارالحکومت کے لیے بازنطین کی بیرونی املاک کا دفاع مشکل بنا دیا تھا' اس لیے متعدد یونانی جزائر اور شہروں نے وینس کے سایہ میں پناہ لی' کیونکہ صرف یہی طاقت ان کی حفاظت کر سکتی تھی۔ قبرص میں ایک پُرجلال ملکہ کیٹرینا کورنارو یہ ماننے پر مجبور ہو گئی کہ وہ اپنے جزیرے کو ترکوں سے نہیں بچا سکی؛ وہ ایک وینسی گورنر (1489ء) اور 8,000 ڈیوکٹ سالانہ کے وظیفہ کے حق میں دستبردار ہو گئی؛ وہ تریویزو کے نزدیک آسولو کے مقام پر ایک جاگیر میں رہنے لگی' ایک غیر منظور شدہ دربار قائم کیا' ادب و فن کی سرپرستی کی' اور نظموں اور اوپیرا کا موضوع یا منسوب الیہ بنی' اور بیلینی' ٹیشین اور ویرونائی تصاویر میں پیش کی گئی۔

سفارتکاری یا ہتھیاروں کی ان تمام محنت طلب فتوحات' ان منڈیوں' محافظوں اور وینسی تجارت کے باجگزاروں نے اپنی اپنی باری آنے پر عثمانیوں کے بڑھتے ہوئے سیلاب کا سامنا کیا۔ گیلی پولی کے مقام پر (1416ء) ایک ترک فوج نے وینسی بحری بیڑے پر دھاوا بولا: اہل وینس اپنی روایتی ہمت کے ساتھ لڑے اور فیصلہ کن فتح پائی؛ متحارب قوتیں ایک پشت تک التوائے جنگ اور تجارتی افہام و تفہیم میں زندگی بسر کرتی رہیں جس نے وینس کو اپنی خاطر ترکوں سے لڑانے کے خواہشمند یورپ کو حیران کر دیا۔ قسطنطنیہ کی شکست نے بھی اس دوستانہ اتحاد میں کوئی رخنہ پیدا نہ کیا؛ لیکن اب بحیرۂ اسود کی بندرگاہوں کی منافع بخش تجارت تک وینس کی رسائی ترک اجازت پر منحصر تھی' اور جلد ہی اس پر اشتعال انگیز پابندیاں لگنے لگیں۔ جب پائیس II نے ایک عیسائی

کے جذبات اور یورپ کے تجارتی مفادات کے لیے آواز اٹھاتے ہوئے ترکوں کے خلاف صلیبی جنگ کا اعلان کیا تو وینس نے 1204ء والی حکمت عملی دہرانے کی اُمید میں لبیک کہا۔ لیکن طاقتیں اپنے وعدوں سے پھر گئیں اور وینس نے خود کو ترکوں سے تنہا جنگ آزما پایا (1463ء)۔ اس نے سولہ برس تک جدوجہد جاری رکھی۔ اسے شکست ہوئی اور لوٹ لیا گیا: اس نے 1479ء میں کیے ہوئے معاہدے کے تحت یوبیا (Euboea)' سکوتیری (Scutari)' اور موریہ (پیلوپونیسس) ترکوں کے نام کیے' 1,00,000 ڈیوکٹ بطور تاوان ادا کیے اور ترک بندرگاہوں میں تجارت کی سہولت حاصل کرنے کے لیے 10,000 ڈیوکٹ سالانہ ادا کرنے کا وعدہ کیا۔ یورپ نے اسے مسیحیت کا غدار قرار دے کر برا بھلا کہا۔ جب ایک اور پوپ نے ترکوں کے خلاف ایک اور صلیبی جنگ کی تجویز دی تو وینس نے سنی ان سنی کر دی۔ اس نے اس بارے میں یورپ سے اتفاق کیا کہ تجارت عیسائیت سے زیادہ اہم تھی۔

III۔ وینس کی حکومت

دشمن بھی وینسی حکومت کے مداح تھے' اور وہ اس کے ڈھانچے اور طریقہ کار کا مطالعہ کرنے کے لیے اپنے نمائندے وہاں بھیجتے۔ وینس کے عسکری ادارے سارے اِٹلی میں مستعد ترین بحریہ اور فوج تھے۔ 1423ء میں وینس کے پاس اپنے تجارتی بحری بیڑوں سے علاوہ (جنہیں ضرورت کے وقت مردان جنگ میں تبدیل کیا جا سکتا تھا) 43 گیلیوں (galleys) اور 300 امدادی جہازوں پر مشتمل بحریہ تھی۔[57] انہیں اِٹلی میں بری قوتوں کے خلاف جنگوں میں بھی استعمال کیا گیا: 1439ء میں انہیں بیلنوں پر پہاڑوں اور وادیوں میں سے گذار کر جھیل لاگو ڈی گارڈا میں ڈالا گیا جہاں انہوں نے مِیلان کی مقبوضات پر بمباری کی۔[58] ابھی دیگر اطالوی ریاستیں کرائے کے فوجیوں کے ساتھ ہی اپنی جنگیں لڑتی تھیں' جبکہ وینس نے اپنی محب وطن آبادی کو تربیت دے کر فوج بنائی اور اسے جدید ترین اسلحہ سے لیس کیا۔ تاہم' ان بھاڑے کے فوجیوں کو ہی جرنیل بنایا جنھوں نے نشاۃ ثانیہ کے مخصوص انداز جنگ کی تربیت حاصل کر رکھی تھی۔ وینس نے مِیلان کے ساتھ اپنی جنگوں میں تین مشہور کرائے کے فوجیوں کی

صلاحیتوں کو نکھارا: فرانسکو کارمینولا' ایراسمودا "Gattamelata" نارنی' اور بارتولومیو کولیونی; آخری دو کو تاریخی مجسموں نے ممتاز کیا اور پہلا دینس Piazzetta میں دشمن کے ساتھ سازباز کرنے کے الزام میں سر کٹوا کر مشہور ہوا۔

اہل فلورنس نے بھی اس حکومت پر رشک کیا; یہ اس قدر طویل عرصہ سے تجارت کے ذریعہ امیر بن چکے خاندانوں کی امراء شاہی تھی کہ کوئی آشنا ہی ان کی شان و شوکت اور نجابت میں دولت کی خوشبو سونگھ سکتا تھا۔ ان خاندانوں نے "بڑی مجلس" میں رکنیت کو صرف ان لوگوں کی اولادوں تک محدود کر دیا تھا جو 1297ء سے قبل اس مجلس میں شامل تھے۔ 1315ء میں ان افراد کے نام ایک "سونے کی کتاب" (Libro d' Oro) میں لکھے گئے۔ مجلس نے اپنے 480 ارکان میں سے 60 کو--- بعدازاں 120 کو--- "مدعو کردہ افراد" (Pregadi) نامزد کیا تاکہ وہ سالانہ بنیادوں پر بطور قانون ساز سینیٹ کام کریں; اس نے متعدد سرکاری شعبوں کے سربراہ تعینات کیے جنہوں نے باہم مل کر ایک انتظامی "انجمن" (Collegio) تشکیل دی; اور اس نے ایک انتظامی سربراہ منتخب کیا--- ہمیشہ مجلس کا ماتحت--- جو اس کی اور سینیٹ کی صدارت کرتا اور اس وقت تک تاحیات اپنے عہدے پر قائم رہتا جب تک کہ مجلس اسے معزول نہ کر دیتی۔ چھ ذاتی مشیر اس منتظم اعلیٰ کی معاونت کرتے اور اس کے ساتھ مل کر مجلس بلدیہ تشکیل دیتے۔ یہ مجلس اور سینیٹ عملاً وینس کی حقیقی حکومت تھے; بڑی مجلس کوئی موثر اقدام کرنے کے لیے بہت بُری ثابت ہوئی اور تعیناتی و نگرانی کے اختیارات کے حامل رائے دہندگان کی تنظیم بن گئی۔ یہ ایک مستعد ترکیب تھی جو بالعموم لوگوں کو مناسب حد تک خوشحال رکھتی; اور یہ طویل المدت اور جانی بوجھی پالیسیوں کی اہل تھی جو عوامی جذبات یا احساسات کی مطیع کسی حکومت میں ناممکن ہوتا۔ لوگوں کی وسیع اکثریت نے حکومت سے خارج ہوتے ہوئے بھی حکمران اقلیت کے خلاف کوئی سرگرم ناراضگی ظاہر نہ کی۔ 1310ء میں خارج کردہ شرفاء کے ایک گروہ نے Bajamante Tiepolo کی سرکردگی میں سرکشی کی; اور 1355ء میں شہری منتظم Marino Faliero نے ڈکٹیٹر بننے کی سازش کی دونوں کوششیں بہ آسانی دبا دی گئیں۔

بڑی مجلس داخلی یا خارجی سازشوں سے محفوظ رہنے کی خاطر ہر سال اپنے اراکین میں سے ایک "دس افراد کی مجلس" بطور کمیٹی برائے تحفظ عامہ منتخب کرتی۔ اپنے خفیہ اجلاسوں اور مقدمات' جاسوسوں اور فوری طریقہ کار کے ذریعہ "دس افراد کی مجلس" ایک وقت میں حکومت کا طاقتور ترین ادارہ بن گئی۔ سفیر اکثر خفیہ طور پر اسے معلومات فراہم کرتے اور اس کی ہدایات پر سینیٹ سے زیادہ عمل کرتے؛ اور دس میں سے کسی ایک کا حکم نامہ بھی مکمل قانون تھا۔ اس کے دو یا تین ارکان عوام اور سرکاری عہدیداروں میں سازش یا بدعنوانی کا کھوج لگانے کے لیے ہر ماہ ایک "Inquisitori di Sato" بناتے۔ اس دس افراد کی مجلس کے متعلق بہت سے قصے تراشے گئے جن میں عموماً اس کی رازداری اور سختی کو بڑھا چڑھا کر بیان کیا گیا۔ یہ اپنے فیصلے اور سزائیں بڑی مجلس کو پیش کرتی؛ اس نے خود کو فرد جرم عائد کرنے کی اجازت ہونے کے باوجود دو شہادتوں کے بغیر کسی بھی الزام پر غور کرنے سے انکار کیا[9] حتیٰ کہ الزام کو ایجنڈا پر لانے سے پہلے چوتھی پانچویں رائے بھی درکار تھی۔[10] گرفتار کیے گئے کسی بھی شخص کو "دس" کے سامنے اپنے دفاع کے لیے دو مشیر چننے کا حق حاصل تھا۔[11] سزا دینے کے لیے یکے بعد دیگرے پانچ رائے شماریوں میں اکثریتی رائے حاصل کرنے ضروری تھی۔ "دس" کی جانب سے جیل بھیجے گئے افراد کی تعداد "بہت کم" تھی۔[12] تاہم' یہ بیرونی ریاستوں میں وینس کے دشمنوں اور جاسوسوں کو قتل کرنے سے مبرا نہ تھی۔[13] 1582ء میں سینیٹ نے یہ محسوس کرتے ہوئے اس کے اختیارات گھٹا دیئے کہ مجلس نے اپنا مقصد پورا کر لیا ہے اور اکثر اپنی قوتوں سے تجاوز بھی کر چکی تھی؛ اس دن کے بعد دس کی مجلس برائے نام ہی رہ گئی۔

بڑی مجلس کی جانب سے تعینات کردہ 40 ججوں نے ایک مستعد اور کٹر عدلیہ فراہم کی۔ قوانین دو ٹوک تھے اور شرفاء اور عام لوگوں کے خلاف ایک ہی طرح سے نافذ العمل تھے۔ تعزیرات اس دور کی ظلم پسندی کی عکاس تھیں۔ قید عموماً کسی تنگ سی کوٹھڑی میں دی جاتی جس میں نہایت کم روشنی اور ہوا آتی۔ قانونی سزاؤں میں کوڑے مارنا' گرم لوہے سے داغنا' مثلہ کرنا' آنکھیں پھوڑنا' زبان کاٹنا' ٹانگیں توڑنا اور کچھ دیگر طریقے شامل تھے۔ موت کی سزا پانے والے افراد کو جیل میں دم گھونٹ کر

مارا' یا چوری چھپے پانی میں ڈبویا' یا محل کی کھڑکی سے لٹکایا' یا زندہ جلایا جا سکتا تھا۔ مذہبی امور میں گستاخی یا گھناؤنے جرائم کے مرتکب افراد کو سرخ گرم سلاخوں سے جلایا' گلیوں میں گھسیٹا' اور پھر سر قلم کر کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جاتا تھا۔[44] وینس نے جیسے اس سفاکی کی تلافی کرنے کے لیے ہی اپنے دروازے سیاسی و دانشورانہ پناہ گزینوں پر کھول دیئے' اور ایلزبیتا گونزاگا اور اس کے Guidobaldo کو خوفناک بورجیا کے خلاف اس وقت پناہ دینے کی ہمت دکھائی جب اس اس کی بھابھی اِزابیلا کو ڈرا کر آبائی وطن مینتو آچھوڑنا پڑا تھا۔

وینس کی انتظامیہ پندرھویں صدی کے یورپ میں غالباً بہترین تھی' البتہ ہر حکومت کی طرح یہاں بھی رشوت ستانی نے اپنی راہیں بنائیں۔ 1385ء میں نکاسی آب کا محکمہ قائم کیا گیا: صاف پانی کی فراہمی اور دلدلیں بننے سے روکنے کے لیے اقدامات کیے گئے۔ ایک اور محکمہ نے خوراک کی زیادہ سے زیادہ قابل وصول قیمتیں مقرر کیں۔ ڈاک کا نظام نہ صرف حکومتی بلکہ نجی خط و کتابت کے لیے بھی قائم کیا گیا۔[45] ریٹائرڈ ملازمین کو پنشن ملتی اور ان کی بیواؤں و یتیموں کے لیے امداد مہیا کی جاتی۔[46] اطالوی براعظم پر منحصر علاقوں کی انتظامیہ مقابلتاً" اتنی منصفانہ اور باصلاحیت تھی کہ وہاں وینسی دور میں کسی بھی سابق دور کی نسبت زیادہ خوشحالی آئی' اور یہ علاقے اتفاقی جنگوں میں وینس سے علیحدگی کے بعد فوراً ہی اس کے ساتھ مل جاتے۔[47] سمندر پار کے علاقوں میں وینسی انتظامیہ اتنی زیادہ قابل تعریف نہ تھی: ان علاقوں کو جنگ کی انعامی جاگیروں کے طور پر استعمال کیا جاتا' زیادہ تر زمین وینسی شرفاء اور جرنیلوں کو انعاماً دی گئی' اور مقامی آبادی شاذ و نادر ہی اعلیٰ عہدوں تک پہنچ پائی۔ وینس دیگر ریاستوں کے ساتھ اپنے تعلقات میں سفیروں پر خصوصاً انحصار کرتا تھا۔ چند ایک حکومتوں کے پاس ہی برنارڈو Giustiniani جیسے باریک بین اور ذہین گفت و شنید کرنے والے تھے۔ وینس نے اپنے سفیر کی مصدقہ رپورٹوں' اپنی بیوروکریسی کے محتاط شماریاتی ریکارڈوں اور اپنے سینیٹروں کی تیز فہم ریاست کاری کی رہنمائی میں بار بار جنگی نقصانات کا ازالہ سفارتکاری میں کیا۔[48]

اخلاقی اعتبار سے وینسی حکومت اپنے دور کی دوسری حکومتوں سے بہتر نہ تھی'

اور تعزیری قانون سازی میں بدتر۔ اس نے مفادات کے پیش نظر اتحاد کیے اور توڑے' حکمت عملی کی راہ میں ایمانداری کا کوئی جذبہ حائل نہ ہونے دیا: نشاۃ ثانیہ کی طاقتوں کا ضابطہ اخلاق یہی تھا۔ شہریوں نے اس ضابطے کو فوراً قبول کرلیا: انہوں نے وینس کی ہر فتح کو منظور کیا' چاہے وہ کیسے ہی حاصل کی گئی ہو: وہ اپنی ریاست کی طاقت اور استحکام میں مسرور ہوئے' اور ضرورت کے وقت بھرپور وطن پرستی دکھائی جس کی مثال ان کے ہمعصروں میں کہیں نہیں ملتی۔ شہر کا ناظم اعلیٰ خدا کے بعد قابل تعظیم تھا۔

ناظم اعلیٰ عموماً مجلس اور سینیٹ کا نمائندہ' اور غیر معمولی صورت میں مالک تھا: اس کی شان و شوکت اختیارات سے کہیں زیادہ تھی۔ وہ نگینوں جڑا شاندار لباس پہنتا: صرف سرکاری سرپوش میں ہی 1,94,000 ڈیوکٹ (48 لاکھ 50 ہزار ڈالر؟) کے جواہرات لگے تھے۔ [91] وینسی مصوروں نے اس کے لباس سے ہی بھڑکدار رنگ مستعار لے کر اپنی تصاویر میں پیش کیے ہوں گے: اور ان کی بنائی ہوئی چند بہترین پورٹریٹس سرکاری عباؤں میں ملبوس ناظموں کی ہیں۔ وینس نمود و نمائش میں یقین رکھتا تھا تاکہ اپنی عوام پر دھاک بٹھا سکے' سفیروں اور مہمانوں کو متاثر کرسکے۔ ناظم اعلیٰ غیر ملکی شخصیات کا استقبال اور تمام اہم ریاستی دستاویزات پر دستخط کرتا: اس کا غالب اثر و رسوخ تاحیات مدت عہدہ کے دوران جاری رہتا: نظری اعتبار سے وہ محض حکومت کا خادم اور ترجمان تھا۔

وینس کی تاریخ میں ناظموں کا ایک طویل اور رنگا رنگ سلسلہ دکھائی دیتا ہے' لیکن چند ایک نے ہی ریاست کے کردار یا مقدر پر اپنی شخصیات کا اثر ڈالا۔ توماسو Mocenigo کی آخری نصیحت کے باوجود بڑی مجلس نے توسیع پسند فرانسکو فوسکاری کا اس کو جانشین منتخب کیا۔ نئے ناظم نے 55 برس کی عمر میں عہدہ سنبھالا اور 34 سالہ (1423–57ء) دور حکومت میں وینس کو قتل و غارت گری سے نکال کر طاقت کی بلندیوں تک لے گیا۔ میلان کو شکست دی گئی' برگامو' بریشیا' کریمونا اور کریما جیتے گئے۔ لیکن فتح مند ناظم کی بڑھتی ہوئی مطلق العنانی نے "دس" کے دل میں جذبہ حسد بیدار کردیا۔ انہوں نے اس پر انتخابات میں رشوت ستانی کا الزام لگایا: اور ثبوت پیش کرنے میں ناکامی پر اس کے بیٹے اِیاکوپو کو میلان کے ساتھ سازشی خط و کتابت کرنے کا

مورد الزام ٹھہرایا (1445ء)۔ اذیت ملنے پر ایا کوپو نے اعتراف جرم کر لیا یا پھر محض جھوٹ موٹ اپنے مجرم ہونے کا دکھاوا کیا۔ اسے رومانیا میں جلاوطن کیا گیا، مگر جلد ہی تریویزو کے قریب رہنے کی اجازت دے دی گئی۔ 1450ء میں "دس" میں سے ایک محتسب قتل ہوگیا؛ یہ جرم بھی ایاکوپو کے سر تھوپ دیا گیا؛ وہ شدید اذیت ملنے پر بھی نہ مانا؛ اسے کریٹ میں جلاوطن کیا گیا جہاں وہ اکیلے پن اور دکھ کے باعث پاگل ہوگیا۔ 1456ء میں اسے واپس وینس لا کر دوبارہ میلانی حکومت کے ساتھ خفیہ خط و کتابت کا سزاوار گردانا گیا؛ اس نے اعتراف جرم کیا، موت کی حد تک تشدد سہا اور واپس کریٹ آکر کچھ ہی عرصہ بعد مر گیا۔ رواقی استقلال کے ساتھ طویل اور غیر مقبول جنگ کی مشکلات اور ذمہ داریاں برداشت کرنے والا بوڑھا ناظم شہریہ آزمائشیں دیکھ نہ پاتا تھا، اور نہ ہی اس کا جلال ان کی راہ میں رکاوٹ بن سکتا تھا۔ 86 برس کی عمر میں وہ اپنے عہدے کی ذمہ داریوں کا بوجھ اٹھانے کے قابل نہ رہا؛ بڑی مجلس نے اسے معزول کر کے تاحیات 2,000 ڈیوکٹ سالانہ کا وظیفہ دیا۔ وہ اپنے گھر چلا گیا، اور چند دن بعد نئے ناظم اعلیٰ کی تخت نشینی کے اعلان کے لیے گرجا گھر کا گھنٹہ بج رہا تھا تو وہ خون کی شریان پھٹنے سے مر گیا۔

فوسکاری کی فتوحات نے وینس کو تمام اطالوی ریاستوں کے لیے قابل نفرت بنایا؛ اب کوئی بھی خود کو اس کی قربت میں محفوظ محسوس نہیں کرتا تھا۔ اس کے خلاف درجن بھر اتحاد بنے؛ آخر کار 1508ء میں فیرارا، میتتوآ، جولیئس II، سپین کے فرڈی نینڈ، فرانس کے لوئی XII اور شہنشاہ ماکسی ملیان نے مل کر اسے تباہ کرنے کے لیے (Cambrai) کیمبرائی کی انجمن بنائی۔ اس بحران کے موقع پر لیونارڈو لوریڈانو ناظم اعلیٰ تھا؛ اس نے زبردست یکجہتی کے ساتھ لوگوں کو اس مشکل وقت سے نکالا۔ ایک صدی کی جبری توسیع کے دوران براعظم پر وینس کی تمام فتوحات جاتی رہیں؛ وینس خود ہی گھیرے میں آگیا۔ لوریڈانو نے اپنے نام کی تختی ڈھالی؛ اشرافیہ دفاع کے لیے سرمایہ فراہم کرنے کی خاطر اپنی مخفی دولت نکال کر لائی؛ زرہ سازوں نے ایک لاکھ زرہیں تیار کیں؛ اور ہر آدمی بظاہر ایک بے امید مقصد کے تحت جزیرہ در جزیرہ لڑنے کی خاطر مسلح ہوگیا۔ معجزانہ طور پر وینس نے خود کو محفوظ رکھا اور براعظم پر اپنی قلمرو کا حصہ واگذار

کرالیا۔ لیکن اس جدوجہد نے اس کا خزانہ اور جذبہ خالی کر دیا؛ اور جب لوریڈانو فوت ہوا تو وینس نے جان لیا کہ دولت و حشمت میں اس کا دورِ عروج قصہ پارینہ بن چکا تھا--- تاہم ابھی ٹیشین کے 57 برس اور ٹنٹوریٹو اور ویرونیسے کی زندگی کا زیادہ تر حصہ ابھی پڑا تھا۔

IV۔ وینس کی زندگی

پندرھویں صدی کے آخری اور سولھویں صدی کے ابتدائی عشرے وینسی زندگی میں عظیم ترین شان و شوکت کا دور تھے۔ ترکوں کے ساتھ امن کا باعث بننے والی عالمی تجارت کے منافعے جزائر میں آئے' وہاں کے کلیساؤں کو زینت بخشی' محلات میں نہریں بہائیں' محلات کو نادر دھاتوں اور مہنگے فرنیچر سے بھرا' خواتین کو زیور اور جواہرات سے سجایا' مصوروں کی روشن کہکشاؤں کی کفالت کی' اور شاندار تہواروں' میلوں اور جشنوں میں بہہ نکلے۔

زیریں طبقات کی زندگی محنت مشقت سی عبارت تھی' اطالوی سہل پسندی اور فضول گوئی نے اس میں تھوڑی آسانی پیدا کی۔ ہر قوسی شکل کا پل اور "عظیم نہر" آدمیوں سے بھری رہتی جو آدھی دنیا کی چیزیں لاتے لے جاتے تھے۔ یہاں غلاموں کی تعداد کسی بھی یورپی شہر سے زیادہ تھی؛ غلاموں کو--- زیادہ تر مسلمان--- مزدوروں کی بجائے گھریلو خدمت گاروں' نجی محافظوں' دائیوں' داشتاؤں کی صورت میں درآمد کیا جاتا۔ ناظم اعلیٰ پیا ترو Mocenigo نے ستر برس کی عمر میں اپنی جنسی تفریح کے لیے دو ترک باندیاں رکھی ہوئی تھیں۔ [20] ایک وینسی ریکارڈ ایک پادری کے متعلق بتاتا ہے جس نے ایک باندی کسی دوسرے پادری کے ہاتھ فروخت کر دی تھی لیکن اگلے ہی دن معاہدہ کالعدم ہو گیا کیونکہ باندی ایک بچے کی ماں نکلی تھی۔ [21]

بالائی طبقات خوشحال ہونے کے باوجود آوارہ گرد نہیں تھے۔ زیادہ تر امیر لوگ پختہ عمر میں پہنچنے پر تجارت' مالیات' سفارتکاری' حکومت یا جنگ میں سرگرمِ عمل تھے۔ ہم تک پہنچنے والے پورٹریٹس میں وہ باشعور شخصیت کے مالک' اپنی حیثیت پر مغرور لیکن ایک احساس ذمہ داری کے ساتھ سنجیدہ بھی نظر آتے ہیں۔ ان کی ایک اقلیت

ریشم اور سمور میں ملبوس رہتی' شاید مصوروں کو خوش کرنے کی خاطر؛ اور گرم جوش جوانوں کا ایک جتھہ--- طویل موزوں والی محفل La Compagnia della Scalza--- چُست صدریاں' ریشمی زربفت اور سونے یا چاندی کی کڑھائی والی یا نگینے جڑی دھاری دار جرابیں پہن کر نمود و نمائش کرتا۔ لیکن ہر رئیس "بڑی مجلس" کا رُکن بننے پر اپنے لباس کو شائستہ بنا لیتا؛ پھر اس کے لیے ایک چوغہ پہننا ضروری تھا کیونکہ قبا ہر مرد کو وقار اور عورت کو پراسراریت عطا کرتی ہے۔ شرفاء کبھی کبھار اپنے عظیم الشان محلات یا مورانو (Murano) اور دیگر مقامات پر دیہی بنگلوں میں کسی مہمان کی خاطر تواضع یا اپنے شہر یا خاندان کی تاریخ میں کسی اہم واقعہ کا جشن منانے کے لیے اپنی خفیہ دولت بھی استعمال کرتے۔ جب شرفاء اور کلیسیاء میں بیک وقت سرفراز کارڈینل گریمانی نے Ranuccio Farnese کو ایک استقبالیہ دیا (1542ء) تو تین ہزار مہمانوں کو دعوت دی؛ زیادہ تر مہمان مخملیں گنڈولوں (بجروں) میں بیٹھ کر آئے؛ اور اس نے انہیں موسیقی' بازی گری' رقص اور ڈنر سے محظوظ کیا۔ تاہم' معمول میں وینسی اشرافیہ اس دور میں معتدل طریقے سے رہتی' کھاتی اور لباس پہنتی' اور کچھ کمائی بھی کرتی تھی۔

شاید متوسط طبقات سب سے زیادہ مسرور تھے' اور بڑے ہلکے دل کے ساتھ نجی اور عوامی خوشیوں میں شریک ہوتے۔ انہوں نے کلیسیاء کے کمتر عہدیدار' نوکر شاہی' طبیب' وکیل' اساتذہ' صنعتوں اور تجارتی انجمنوں کی انتظامیہ مہیا کی اور بیرونی تجارت کا حساب کتاب رکھا؛ مقامی تجارت بھی ان کے ہاتھ میں تھی؛ نہ تو وہ اپنی املاک بچانے کی خاطر امیروں کی طرح پریشان تھے نہ ہی غریبوں کی طرح اپنے بچوں کو کھلانے اور کپڑے پہنانے کے لیے فکرمند۔ وہ دیگر طبقات کی طرح پتے کھیلتے' پانسہ پھینکتے اور گھنٹوں شطرنج میں مصروف رہتے' لیکن شاذ و نادر ہی جوئے میں خود کو تباہ و برباد کیا۔ انہیں ساز بجانا' گانا اور رقص کرنا پسند تھا۔ اپنے گھر یا مکان چھوٹے ہونے کی وجہ سے وہ گلیوں میں چہل قدمی کرتے؛ گلیوں بازاروں میں گھوڑے اور گاڑیاں نہیں تھیں' کیونکہ آمد و رفت کے لیے نہروں کو ترجیح دی جاتی۔ لہٰذا کم بے سکون طبقات کا کسی شام کو یا کسی جشن کے دن عوامی احاطوں میں رقص و سرود کی محفلیں سجانا عام تھا۔ ہر

گھرانے کے پاس اپنے آلات موسیقی اور کچھ اچھے گانے والے موجود تھے۔ اور Adrian Willaert نے جب سینٹ مارک کے سماع خانے میں فن کا مظاہرہ کیا تو ہزاروں افراد اسے سننے گئے اور ایک لمحہ کے لیے خود کو عیسائی پہلے اور وینسی بعد میں سمجھنے لگے۔

بے مثال کلیساؤں' محلات اور سمندر کی بے مثال ترتیب میں وینس کے تہوار یورپ بھر میں سب سے زیادہ ٹھاٹ دار تھے۔ نمود و نمائش اور دھوم دھڑکے کا ہر حیلہ کیا جاتا: کسی ناظم اعلیٰ کا افتتاح' کوئی مقدس مذہبی دن یا کوئی قومی دن' کسی غیر ملکی اعلیٰ شخصیت کی آمد' سازگار امن کا قیام' یوم نسواں' سینٹ مارک یا کسی تجارتی انجمن کے سرپرست بزرگ کا یوم پیدائش۔ چودھویں صدی میں بھی نیزہ بازی کا مقابلہ کسی تہوار کا اہم ترین جزو تھا؛ درحقیقت 1491ء میں جب وینس نے قبرص کی ملکہ کا شاندار استقبال کیا تو کریٹ کے کچھ دستوں نے منجمد عظیم نہر پر نیزہ بازی کا مقابلہ منعقد کیا۔ لیکن نیزہ بازی کسی بحری قوت کے لیے غیر موزوں لگتی تھی' اسی لیے آبی جشن نے آہستہ آہستہ اس کی جگہ لے لی۔۔۔ مثلاً کشتی دوڑ نے۔ سال کا سب سے بڑا میلہ تھا "Sposalizio de Mare" --- یعنی ایڈریاٹک کے ساتھ وینس کے بیاہ کی مقدس اور رنگا رنگ رسم۔ 1493ء میں جب بیٹرائس ڈی ایستے میلان کے لوڈوویکو کی ایلچی بن کر وینس آئی تو کرسمس کے موقع پر ساری عظیم نہر کسی شاندار ایوان کی طرح سجائی گئی؛ وینسی ریاست کی علامت اور بنفشی و طلائی رنگ سے مزین "Bucentaur" نامی بحری جہاز اسے سمندر میں خوش آمدید کہنے گیا؛ اس کے اردگرد پھولوں سے سجی ہوئی ایک ہزار کشتیاں تھیں؛ ایک پُرجوش روزنامچہ نگار کے مطابق سمندر میں کشتیوں کی تعداد اتنی زیادہ تھی کہ ایک میل دور تک پانی دکھائی نہ دیتا تھا۔

اس موقع پر وینس سے لکھے گئے ایک خط میں بیٹرائس نے ناظم اعلیٰ کے محل میں اپنے اعزاز میں دیئے گئے *Momaria* کو بیان کیا۔ یہ نقاب پوش اداکاروں "*momari*" کا پیش کردہ ایک ڈرامائی تماشہ تھا۔ اہل وینس اس قسم کی کارکردگی کے شوقین تھے۔ انہوں نے 1462ء تک قرون وسطیٰ والی "پہیلیاں" قائم رکھیں؛ لیکن عوام کے مطالبہ کے پیش نظر ان مذہبی کھیلوں میں وقفے وقفے سے اتنے مزاحیہ خاکے بھی

شامل ہو گئے کہ ان پر اسی سال پابندی لگا دی گئی۔ دریں اثناء انسانیت پسند تحریک نے کلاسیکی مزاج کے ساتھ دوبارہ آشنائی قائم کی؛ Compagnia della Scalza اور دیگر گروپوں نے پلوٹس اور ٹیرنس پیش کیے؛ اور 1506ء میں راہب اداکار مغنی فراجووانی آرمویو نے پہلا جدید مزاحیہ کھیل "*Stephanium*" پیش کیا۔ وینسی مزاح ان ابتدائی منزلوں سے آگے گولڈونی (Goldoni) کی جانب بڑھا' حتیٰ کہ کلیساء اور ریاست اور وینسی سٹیج میں مسلسل لڑائی رہنے لگی۔

ایک دُنیوی اخلاق باختگی اور لادینی وینسی یا اطالوی کردار میں کٹر عقیدے اور روزمرہ پاکیزگی کے پہلو بہ پہلو چلنے لگی۔ عوام اتواروں یا مقدس دنوں کے موقع پر سینٹ مارک کے کلیساء میں جوق در جوق آتے اور پچی کاریوں یا سنگتراشی یا منبت کاری میں دکھائے گئے خوف و امید کے مذہب کی ہومیوپیتھک خوراکیں پیتے۔ ستون دار خانقاہ کی دانستہ تاریکی نے مجسموں اور وعظوں کا اثر دوبالا کر دیا؛ حتیٰ کہ فاحشائیں بھی' اپنے لیے ریاست کی جانب سے بطور نشان قرار دیئے گئے پیلے رومال کو چھپا کر یہاں گناہوں کی معافی مانگنے آتیں۔ وینسی سینیٹ اس عام پاکیزگی کا حمایتی تھا' اور ناظم اعلیٰ و ریاست کو پُرشکوہ مذہبی رسوم کے نرغے میں لیے رہتا۔ اس نے قسطنطنیہ کے زوال کے بعد بھاری رقم خرچ کر کے مشرقی بزرگوں کی متبرک اشیاء درآمد کیں اور عیسیٰ کے بن سیئے چوغے کے لیے دس ہزار ڈیوکٹ ادا کیے۔

پھر بھی اسی سینیٹ نے' جسے پیترارک نے دیوتاؤں کے ایوان سے تشبیہ دی [۲۲]' بار بار کلیساء کی حاکمیت کا مذاق اڑایا' دین بدری اور ممانعت کے خوفناک ترین پاپائی احکامات کو نظرانداز کیا' ذہین تشکیکیت پسندوں کو پناہ دی (1527ء تک) [۲۳]' یہودیوں پر حملہ کرنے والے ایک راہب کو ملامت کی (1512ء) اور وینس میں کلیساء کو ریاست کی ایک جاگیر بنانا چاہا۔ وینس کے کلیسائی عہدوں کے لیے شپس سینیٹ منتخب کرتی اور توثیق کے لیے ان کے نام روم بھیجتی تھی؛ متعدد صورتوں میں اس قسم کی تعیناتیاں پاپائی تردید کے باوجود عمل میں آئیں؛ 1488ء کے بعد وینسی شخص ہی وینسی اسقف کے عہدے پر تعینات ہو سکتا تھا؛ اور وینسی قلمرو میں کوئی بھی ایسا پادری محصولات جمع نہیں کر سکتا تھا جسے حکومت کی جانب سے منظوری نہ مل چکی ہو۔ کلیساء اور خانقاہیں ریاست

کی زیر نگرانی تھے' لیکن کوئی بھی کلیسیائی آدمی عوامی عہدہ نہیں رکھ سکتا تھا۔ [44] خانقاہی اداروں کی تمام جائیداد پر ریاست کو ٹیکس ادا کیا جاتا تھا۔ کلیسائی عدالتوں پر نظر رکھی جاتی کہ وہ کلیسیائی آدمیوں کو بھی عام مجرموں جیسی سزائیں دیتی ہیں یا نہیں۔ جمہوریہ طویل عرصے تک عدالت احتساب کے احیاء کی مخالفت کرتی رہی: جب اس نے رضامندی ظاہر کی تو وینسی محتسبوں کے تمام فیصلوں کو سینیٹوریل کمیشن میں جانچنا اور منظور کرنا ضروری قرار دیا: اور وینس میں محکمہ احتساب کی ساری تاریخ کے دوران موت کی صرف چھ سزائیں دی گئیں۔ [45] جمہوریہ نے بڑے عزم کے ساتھ موقف اپنایا کہ دنیوی معاملات میں وہ اسے "الوہی بادشاہت کے سوا کسی بات میں برتر تسلیم نہیں کرتی۔" [46] اس نے کھل عام قبول کیا کہ کلیسیاء کے بشپس کی ایک عمومی مجلس پوپ سے برتر ہے' اور پوپ آئندہ مجلس میں اپیل کر سکتا ہے۔ جب سکسٹس IV نے شہر پر ممانعت (interdict) عائد کی (1483ء) تو "دس کی مجلس" نے سارے مذہبی طبقے کو معمول کے مطابق کام جاری رکھنے کا حکم دیا۔ پھر جب جولیس II نے وینس کے خلاف لڑائی کے دوران اس ممانعت کو دوبارہ نافذ کیا تو "دس" نے وینسی علاقے میں اس حکم کی اشاعت سے منع کر دیا (1509ء)۔ [47] جولیس یہ جنگ جیت گیا اور وینس کو اپنی مطلق روحانی حاکمیت قبول کرنے پر مجبور کیا۔

بہرحال وینسی زندگی اپنی روح سے زیادہ ترکیب میں پُرکشش تھی۔ حکومت باصلاحیت تھی اور اُفتاد میں بھی بلند ہمتی دکھائی: لیکن یہ کبھی کبھی ظالمانہ اور ہمیشہ خودغرض رہی: اس نے کبھی وینس کو اِٹلی کا حصہ نہ سمجھا اور اس تقسیم شدہ سرزمین کے کسی المیے پر زیادہ توجہ نہ دی۔ اس نے طاقتور شخصیات پیدا کیں... خود انحصار' زیرک' علم کی شوقین' نڈر' پرغرور: ہم ان میں سے تقریباً ایک سو کو ان کے پورٹریٹس کے حوالے سے جانتے ہیں۔ یہ ایک ایسی تہذیب تھی جس میں فلورنسی تہذیب کے مقابلہ میں لطافت اور گہرائی کا فقدان تھا: لوڈوویکو کے دور کی میلانی تہذیب شان و شوکت اور نفاست میں اس سے برتر تھی۔ لیکن یہ آج تک کی تاریخ میں سب سے زیادہ رنگا رنگ' پُرتکلف اور شہوانی اعتبار سے دلفریب تہذیب تھی

۷۔ وینس کا آرٹ

1۔ فن تعمیر اور سنگتراشی

بھڑکدار رنگ وینسی آرٹ، حتیٰ کہ انداز تعمیر کا بھی جوہر ہے۔ بہت سے وینسی کلیساء اور مکان، کچھ کاروباری عمارات کے ماتھوں پر پچی کاری یا دیواری تصاویر بنی تھیں۔ سینٹ مارک کلیساء کا سامنے والا حصہ ملمع سازی اور بے ترتیب آرائش سے معمور ہے؛ ہر عشرہ نئے انداز لے کر آیا، حتیٰ کہ اس وسیع و عریض کلیساء کا ملغوبہ فن تعمیر، سنگتراشی اور پچی کاری کا اوٹ پٹانگ ملغوبہ بن گیا جس میں آرائش نے ساخت کو غرق کر دیا، اور جزئیات نے مجموعے کو بھلا دیا۔ ماتھے کی قدر پیائی کے لیے آپ کو 576 فٹ دور، Piazza San Marco کے پرلے کونے پر کھڑا ہونا پڑے گا؛ اس منظر میں رومن پھاٹکوں، گوتھک شٹوں (Ogees)، نشاۃ ثانیہ والے جنگلے اور بازنطینی گنبدوں کا شاندار مخلوط مجموعہ الٰہ دین کے جادوئی خواب جیسا دکھائی دیتا ہے۔

پیازا (احاطہ، Piazza) پہلے آج جیسا کشادہ اور پُرشکوہ نہیں تھا۔ پندرھویں صدی میں اس کا فرش اُکھاڑا گیا؛ اس کے ایک حصے پر انگور کی بیلیں اور درخت، ایک سنگ تراش احاطہ اور ایک لیٹرین تھی۔ 1495ء میں اینٹوں سے فرش بنایا گیا؛ 1500ء میں الیلے ساندرولیوپارڈی نے تین علم چوبوں (Flagstaffs) کے لیے ایسے زبردست پائے ڈھالے کہ کبھی ان پر سبقت نہ حاصل کی جا سکی: 1512ء میں بارتولولیو Buon the Younger نے پرشکوہ گھنٹہ مینار بنایا۔ (1902ء میں یہ گر گیا، لیکن اسی ڈیزائن کے مطابق دوبارہ تعمیر کیا گیا)۔ سینٹ مارک کے متولیوں کے دفاتر زیادہ خوش کن نہیں--- Procuratie Vecchie اور Nuove 1517ء سے 1640ء کے درمیان تعمیر ہوئے اور اپنے کشادہ اور ایک جیسے ماتھوں کے ساتھ پیازا کے شمال اور جنوب کو گھیر لیا۔

سینٹ مارک کلیساء اور عظیم نہر کے درمیان میں مہذب وینس کی شان، ناظمین اعلیٰ کا محل کھڑا ہے۔ اس دور میں یہ اتنی زیادہ تجدیدوں سے گذرا کہ سابق صورت

بہت کم باقی بچی ہے۔ پیاترو باسیجو (Pietro Baseggio) نے نہر کے سامنے والا جنوبی حصہ دوبارہ تعمیر کیا (40۔1309ء)؛ جووانی بون (Buon) اور اس کے بیٹے بارتولومیو بون اکبر نے مغربی طرف ایک نیا حصہ بنایا (38۔1424ء) اور گوتھک شمال مغربی کونے میں (43۔1438ء) پورٹا ڈیلا کارٹا ایستادہ کیا (*Porta della Carta* کا یہ نام اس لیے پڑ گیا کیونکہ اس کے نزدیک ہی ایک خبروں والے تختے پر مجلس بلدیہ اپنے حکم نامے لگایا کرتی تھی۔ اس کا لفظی مطلب "کاغذ کا دروازہ" ہے)۔ یہ جنوبی اور مغربی ماتھے اپنی پرشکوہ گوتھک محرابوں اور بالکنیوں سمیت نشاۃ ثانیہ کی خوشگوار ترین پیداواروں میں شامل ہیں۔ ان پر کی گئی سنگتراشی زیادہ تر چودھویں اور پندرھویں صدیوں کی ہے' اور ستونوں کے بالائی حصوں پر بنائے گئے نقوش بھی اسی دور سے تعلق رکھتے ہیں۔ آدم و حوا کی شبیہوں کے نیچے ان بالائی حصوں میں سے ایک کو رسکن نے یورپ بھر میں عمدہ ترین خیال کیا۔ آنگن کے اندر بارتولومیو بون اصغر اور انٹونیو رتسو (Antonio Rizzo) نے ایک مزئین محراب بنائی اور تین انداز ہائے تعمیر کو انوکھے انداز میں ملا دیا: نشاۃ ثانیہ والے ستون اور لنٹل (Lintels --- دروازے یا کھڑکی کے اوپر والی محراب' سردل' داسا۔ مترجم)' رومن محرابیں' گوتھک مینار۔ رتسو نے محراب کے طاقوں میں دو انوکھے مجسمے رکھے: آدم اپنی معصومیت پر احتجاج کرتے ہوئے' اور حوا علم کی سزاؤں پر محو سوچ۔ نشاۃ ثانیہ کے کارنسوں اور بالکنیوں کے ساتھ گول اور نوکدار محرابوں کے دلکش امتزاج کے حامل مشرقی ماتھے کا منصوبہ رتسو نے بنایا اور پیاترو لمبارڈو نے پایۂ تکمیل کو پہنچایا۔ رتسو نے ہی *Scala de' Giganti* یعنی آنگن سے لے کر پہلی منزل تک "دیو کا زینہ" ڈیزائن کیا --- ایک سادہ' بارعب ساخت کا حامل ڈھانچہ جسے یہ نام مارس اور نیپچون کے دیو قامت مجسموں کی وجہ سے ملا۔ زینے کے آغاز پر یہ مجسمے ایاکوپو سانسووینو نے نصب کیے تاکہ بحروبر پر وینسی حاکمیت کو علامتی رنگ دے سکے۔ اندر کی طرف عقوبت خانے' انتظامی دفاتر' استقبالیہ کمرے' بڑی مجلس' سینیٹ اور دس کی مجلس کے لیے ہال ہیں۔ ان میں سے متعدد کمرے جلد ہی آرٹ کی تاریخ میں اعلیٰ ترین میورلز سے رفیع الشان بننا تھے۔

جمہوریہ نے خود کو اس تعمیراتی نگینے سے پروقار بنایا' جبکہ زیادہ امیر شرفاء---- Vendramini' Foscari' Lorendani' Barbari' Gritti' Giustiniani' Contarini اور Grimani وغیرہ--- نے عظیم نہر کو اپنے محلات سے گھیر لیا۔ ضروری ہے کہ ہم انہیں موجود مسخ شدہ حالت کی بجائے سابقہ' پندرھویں اور سولھویں صدی میں عروج والی حالت میں دیکھیں: سنگ مرمر کے ماتھے' آتشدان یا دھبے دار چٹان; گوتھک کھڑکیاں اور نشاۃ ثانیہ والے برآمدے پانی پر کھلنے والے تراشیدہ دروازے; مجسموں' فواروں باغات' دیواری تصاویر سے سجے ہوئے صحن; ٹائل یا ماربل لگے فرش' بڑے بڑے آتشدان' کندہ کاری والا فرنیچر' Murano شیشہ' ریشمیں سائبان' طلائی یا سیمیں کپڑے کی سجاوٹیں' کانسی کے فانوس' روغن شدہ یا کھدی ہوئی چھتیں اور عالمگیر شہرت پانے والے آدمیوں کی بنائی ہوئی میورلز۔ مثلاً پلازو فوسکاری کو جیان بیلینی' ٹیشین' ٹنٹوریٹو' پیرس باردو نے' ویرونیسے کی بنائی ہوئی تصاویر سے اسی طرح سجا۔ شاید یہ کمرے آرام دہ کم اور پرشکوہ زیادہ تھے' سیدھی ٹیک والی کرسیاں' ہوادار کھڑکیاں اور اندرون کو گرم رکھنے کے کسی انتظام سے عاری۔ کچھ وینسی محلات پر 2 لاکھ ڈیوکٹ لاگت آئی; 1476ء کے ایک قانون نے اخراجات کی حد 150 ڈیوکٹ فی کمرہ مقرر کرنے کی کوشش کی' لیکن ہم ان کمروں کے متعلق سنتے ہیں جن کی چیزوں پر 2000 لاگت آئی۔ غالباً سب سے زیادہ مزئین محل *Ca d'Oro* تھا' جس کا یہ نام "سونے کا گھر" اس لیے پڑا کیونکہ اس کے مالک ماریو کونٹاریئی نے مرمریں ماتھے کے ایک ایک انچ پر ملمع کاری کا حکم دیا تھا۔ اس کی گوتھک بالکونیاں اور پتھر کے کٹاؤ کا آرائشی کام اب بھی اسے نہر کے کنارے خوبصورت ترین پیشانی بناتا ہے۔

ان لکھ پتیوں نے اپنی رہائش گاہوں کو ممتاز بنانے کے علاوہ اپنے اتفاقی دُنیوی کے قلعوں کے لیے بھی کچھ مختص کیا۔ عجیب بات ہے کہ سینٹ مارک 1807ء تک وینس کا کیتھیڈرل نہیں تھا; معمول میں یہ ناظم اعلیٰ کا گرجا خانہ اور شہر کے سرپرست بزرگ کی درگاہ ہوا کرتا تھا; یوں کہہ لیں کہ یہ ریاست کے مذہب سے تعلق رکھتا تھا۔ کلیسیائی اُسقف شہر کے شمال مشرقی کونے میں سان پیاترو ڈی کاسٹیلو کے چھوٹے کلیساء سے منسلک تھا۔ اسی دور افتادہ حصے میں ڈومینیکی راہبوں کا سان جووانی ای پاؤلو کا صدر

مقام تھا; جینٹیلے اور جووانی بیلینی کی آخری آرام گاہ یہیں بنی۔ فرانسسکیوں کا کلیساء سانتا ماریا گلوریوسا ڈی فراری (1443ء-1330ء) تاریخ میں زیادہ اہمیت کا حامل ہے جسے عرف عام میں "Friars" یعنی راہب کہتے ہیں۔ اس کی بیرونی طرف زیادہ نمائشی نہیں لیکن اندرون آہستہ آہستہ اہل وینس کے مشہور مقبرے کے طور پر اہمیت و شہرت حاصل کر گیا۔۔۔ یہاں فرانسسکو فوسکاری، ٹیشین، کینووا دفن ہیں۔ یہ ایک آرٹ گیلری بھی ہے۔ یہاں انٹونیو رِتسو نے ناظم اعلیٰ نکولو ٹران کے لیے ایک رفیع الشان مقبرہ ڈیزائن کیا; جیان بیلینی نے "راہب میڈونا" نصب کیا اور ٹیشین نے "پیزارو گھرانے کی میڈونا"; سب سے بڑھ کر ٹیشین کی "عید استقبال مریم" الٹر کے پیچھے شاندار نظارہ پیش کرتی ہے۔ نسبتاً کمتر شاہکاروں نے کمتر کلیساؤں کو زینت بخشی: سان زکریا کو جووانی بیلینی اور پالما ویکیو نے القائی میڈوناؤں کا مجموعہ بھینٹ کیا; سانتا ماریا ڈیل اورٹو میں ٹنٹوریٹو کی "کنواری کی بخشش" اور ہڈیاں ہیں; سان سیباستیانو کو ویرونیسے کی باقیات اور کچھ بہترین تصاویر ملیں; اور سان Salvatore کے لیے ٹیشین نے 91 برس کی عمر میں "عید استقبال مریم" مصور کی۔

وینس کے کلیساؤں اور محلات کی تعمیر اور تزئین و آرائش میں ماہرین تعمیرات اور سنگتراشوں کے ایک اعلیٰ گھرانے نے مستقل کردار ادا کیا۔ لومبارڈی شمال مغربی اِٹلی سے وینس آیا، اسی لیے اس کا یہ نام پڑ گیا، جبکہ اصل نام سولاری (Solari) تھا۔ ان میں کرسٹوفرو سولاری شامل تھا جس نے لوڈوویکو اور بیٹرائس اور اپنے مصور بھائی آندریا کی شبیہیں تراشیں; دونوں نے میلان کے ساتھ ساتھ وینس میں بھی کام کیا۔ پیاترو لومبارڈو نے وینس میں بہت سی عمارات پر اپنا نقش چھوڑا۔ اس نے اور اس کے بیٹوں انٹونیو اور ٹولیو نے سان Giobbe اور سانتا ماریا ڈی میراکولی کے کلیساء ڈیزائن کیے۔۔۔ جو ذوق کے موجودہ معیار پر بمشکل ہی پورا اترتے ہیں; سانتی جووانی ای پاؤلو میں پیاترو Mocenigo اور نکولو مارسیلو، تریویزو کیتھیڈرل میں بشپ Zanetti اور راوینا میں دانتے کے مقبرے; اور پلازو Vendramin-Calergi جہاں Wagner کی موت واقع ہوئی; اور ان زیادہ تر منصوبوں میں انہوں نے تعمیراتی اور سنگتراشی کا کام کیا۔ ٹولیو اور انٹونیو نے اکیلے ساندرو لیوپارڈی کی معاونت سے سانتی جووانی ای پاؤلو میں آندریا

ویندرامن کا مقبرہ بنایا--- کلیساء کے سامنے احاطے میں وریوکیو اور لیوپارڈی کی "Colleoni" کو چھوڑ کر وینس میں سنگتراشی کا بہترین شاہکار- لومبارڈو نے ملحقہ "سینٹ مارک کی برادری" کے لیے ایک زبردست دروازہ اور انوکھا ماتھا ڈیزائن کیا- آخر میں ایک سانتے لومبارڈو نے "سینٹ راکو کی برادری" نامی عمارت بنانے میں حصہ لیا جو ٹنٹوریٹو کی بنائی ہوئی 56 تصاویر کے لیے مشہور ہے- زیادہ تر اسی گھرانے کے ذریعہ ستونوں' مرغولوں (architrave) اور سہ گوشوں (Pediments) کا نشاۃ ثانیہ والا انداز وجود میں آیا- تاہم' وینس میں نشاۃ ثانیہ کا انداز تعمیر ہنوز مشرقی اثر میں ہونے کے باعث کہیں زیادہ آرائشی تھا' اور اسی آرائش نے اس کے خطوط دھندلا دیئے- نئے انداز کو قطعی اور ہم آہنگ صورت دینے کے لیے روم کے ماحول اور کلاسیکی روایات کی ضرورت تھی-

2- بیلینی

سینٹ مارک کلیساء اور ڈیوک محل کے بعد مصوری وینسی آرٹ کی شان امتیاز ہے- بہت سی قوتوں نے باہم مل کر مصوروں کو وینس کی سرپرستی میں آنے پر مائل کیا- دوسری جگہوں کی طرح یہاں بھی کلیساء عوام کو عیسائیت کی کہانی بتانا چاہتا تھا کیونکہ چند ایک ہی اسے پڑھ سکتے تھے; اسے پائیدار ابلاغ کے لیے تصاویر اور سنگتراشی کی ضرورت تھی; چنانچہ ہر پشت اور متعدد کلیساؤں و خانقاہوں کو عید بشارت' عید میلاد مسیح' یوم ضیافت' نذر و عطا' پارساؤں کا قتل' مصر کی جانب نقل مکانی' تجلی عیسیٰ' آخری ضیافت' تصلیب' تدفین' روزحشر' معراج عیسیٰ' عید استقبال مریم' شہادت بنوانی پڑیں- جب یہ تصاویر مدھم پڑگئیں تو انہیں نوادرات کے شوقینوں یا عجائب گھروں کے ہاتھ فروخت کر دیا جاتا; انہیں مخصوص عرصہ بعد صاف اور گاہے بگاہے دوبارہ مصور کیا جاتا; ان کے خالق اگر آج دوبارہ زندہ ہو جائیں تو انہیں پہچان بھی نہ سکیں گے- تاہم' دیواری تصاویر کے متعلق ایسا نہیں- کبھی کبھی اس صورتحال سے نمٹنے کی خاطر تصویر کینوس پر پینٹ کر کے دیوار پر لگا دی گئی' مثلاً بڑی مجلس کے ہال میں- وینس میں ریاست نے دیواری تصاویر کے لیے بھوک میں کلیساء کا مقابلہ کیا' کیونکہ ان کے ذریعہ

سے حکومت کی شان و شوکت اور جنگ یا تجارت کی فتوحات کو رفعت دے کر حب الوطنی اور فخر کو فروغ دیا جا سکتا تھا۔ برادری (Scoule) بھی اپنے سرپرست بزرگوں یا ان کے سالانہ جشن کی یاد منانے کے لیے دیواری تصاویر یا مصور کردہ پھریروں کا آرڈر دیتی تھی۔ امیر آدمی اپنے محلات کی دیواروں پر گھر سے باہر کے حسن یا اندرون خانہ محبت کی منظر کشی چاہتے تھے؛ اور وہ شہرت کے سنگدلانہ اختصار سے دامن بچانے کی خاطر پورٹریٹ بنواتے۔ مجلس بلدیہ باری باری ہر ناظم اعلیٰ کی پورٹریٹ کا آرڈر دیتی؛ حتیٰ کہ سینٹ مارک کے متولیوں نے بھی ایک لاپروا آئندہ نسل کے لیے اپنے خد و خال محفوظ کیے۔ پورٹریٹ نے وینس میں ہی زیادہ مقبولیت حاصل کی۔

پندرھویں صدی کے نصف تک وینس میں مصوری نے بہت آہستہ آہستہ ترقی کی؛ پھر یہ کسی گل آفتاب دیدہ کی طرح ایک دم کھل اٹھی' کیونکہ اہل وینس نے اس میں رنگ اور زندگی سے محبت کا طریقہ دریافت کر لیا تھا۔ رنگ کا یہ وینسی ذوق تھوڑا بہت مشرق سے آیا: تاجروں نے مشرقی اشیاء کے ساتھ ساتھ خیالات اور ذوق بھی درآمد کیے؛ وہ صقیل شدہ ٹائلوں اور ملمع شدہ گنبدوں کی یادیں لے کر واپس آئے اور وینسی منڈیوں' کلیساؤں یا گھروں میں مشرقی ریشم' کمخواب' مخمل' اطلس' اور زربفت کی نمائش کی۔ درحقیقت وینس کبھی یہ فیصلہ نہ کر پایا کہ آیا وہ ایک مغربی ریاست ہے یا مشرقی۔ ریالٹو میں مشرق و مغرب ملے تھے؛ او تھیلو اور ڈیسڈیمونڈا میاں بیوی بن سکے۔ اگر وینس اور اس کے مصور مشرق سے رنگ کرنے کا فن نہ سیکھ پاتے تو پھر وینسی آکاش میں روشنی اور دُھند کے بے پناہ تنوع اور گرجا گھروں اور محلات کے اوپر یا سمندر میں جھلملانے والے غروب آفتاب کے مناظر کا مشاہدہ کر کے سیکھ لیتے۔

دریں اثناء وینسی فوجوں اور بحری بیڑوں کی فتوحات اور ممکنہ تباہی کے خطرے سے بازیافت نے سرپرستوں اور مصوروں کے تفاخر اور تخیل کو مہمیز دی اور آرٹ میں خود کو یادگار بنایا۔ دولت کو پتہ چلا کہ وہ اتنی دیر تک بے کار ہے جب تک خود کو نیکی' حسن یا صداقت میں نہ بدل لے۔

وینسی مکتبہ مصوری کی ترقی میں ایک خارجی مسیح نے بھی حصہ ڈالا۔ 1409ء میں جینٹیلے دا فیریانو کو وینس بلوایا گیا تاکہ بڑی مجلس کا ہال سجایا جا سکے' اور انٹونیو پیسانو

عرف پیسانیلو اس کی مدد کرنے ویرونا سے آیا۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ انہوں نے کس حد تک بہتر کام کیا' لیکن امکان غالب ہے کہ انہوں نے وینسی مصوروں کو مدھم خد و خال اور بھرپور رنگ استعمال کرنے کی تحریک دی۔ شاید تھوڑا بہت اثر آلپس پار سے جووانی ڈی آلامانیا کے ہمراہ بھی آیا (1450ء وفات)؛ لیکن لگتا ہے کہ جووانی اکبر نے مورانو اور وینس میں پرورش پائی اور وہیں اپنا آرٹ سیکھا۔ اس نے اپنے سالے انتونیو Vivarini کے ساتھ مل کر سان زکریا کلیساء کے لیے ایک الٹرپیس پینٹ کی جس کی شبیہوں نے خوبصورتی اور لطافت کا آغاز کیا؛ اسی خوبصورتی اور لطافت نے بیلینی کے کام کو مجسم وینس بنا دیا۔

سب سے زیادہ اثر سسلی یا فلینڈرز نے مرتب کیا۔ انتونیلو دا میسینا کی پرورش بطور کاروباری شخص ہوئی' اور غالباً عہد جوانی میں اس نے کبھی سوچا بھی نہ ہوگا کہ اس کا نام صدیوں تک آرٹ کی تاریخ میں قائم و دائم رہے گا۔ (اگر ہم وازاری کا غالباً رومانوی بیان مان لیں تو) اس نے نیپلز میں قیام کے دوران ایک آئل پینٹنگ دیکھی جو بروجز کے کچھ فلورنسی تاجروں نے بادشاہ الفونسو کو بھیجی تھی۔ لکڑی یا کینوس پر اطالوی مصوری نے چیمابوئے (1302ء۔1240ء) سے انتونیلو (79۔1430ء) تک ٹمپرا۔۔۔ رنگوں کو تیل کی بجائے انڈے کی زردی یا تیل اور انڈے کو ملا کر بنایا ہوا محلول۔۔۔۔ پر انحصار کیا۔ اس قسم کے رنگوں سے تصویر کی سطح کھردری ہوتی' نفیس سائے اور روشنی کے مدارج درست طریقے سے پیش نہ ہوتے اور آرٹسٹ کی زندگی میں ہی رنگ کے کھرنڈ اترنے لگتے۔ انتونیلو نے رنگوں اور تیل کو ملانے میں بہتری دیکھی: فوری گھلنے والا مرکب' استعمال اور صاف کرنے میں آسان' پائیدار' خوشنما۔ وہ بروجز گیا اور وہاں فلینڈرز کے مصوروں کی آئل تیکنیک کا مطالعہ کیا' پھر برگنڈی کے دورِ عروج سے لطف اندوز ہوا۔ وینس جانے کا موقعہ ملنے پر وہ اس شہر پر اتنا فریفتہ ہوا۔۔۔ کیونکہ "وہ عورتوں اور لذت کا رسیا تھا۔۔۔" ۲۸؎ کہ اپنی باقی زندگی وہیں گذار دی۔ اس نے کاروبار چھوڑا اور ساری محنت مصوری کے لیے وقف کر دی۔ اس نے سان کاسیانو کلیساء کے لیے آئل میں ایک الٹرپیس بنائی جو اسی جیسی سینکڑوں تصاویر کے لیے مثالی نمونہ بن گئی: میڈونا چار بزرگوں کے درمیان تخت نشین ہے' مغنی فرشتے اس کے پیروں

میں بیٹھے ہیں اور لباس کے کمخواب اور اطلس پر بھرپور وینسی رنگ ہیں۔ انتونیلو نے نئے طریقہ کار کے متعلق اپنے علم میں دیگر آرٹسٹوں کو بھی شریک کیا' اور وینسی مصوری کا عظیم عہد شروع ہوا۔ متعدد شرفاء نے بیٹھ کر اپنے پورٹریٹ بنوائے' اور ان میں سے متعدد تصاویر سلامت بچ گئی ہیں: اَن گھڑ اور زبردست "شاعر" پادیا میں' "Condottiere" لوورے میں' "پورٹریٹ آف اے مین" فلاڈلفیا (جانسن کولیکشن) میں' "پورٹریٹ آف اے ینگ مین" نیویارک میں اور "سیلف پورٹریٹ" لندن میں۔ انتونیلو اپنی انتہائی شہرت کے دور میں بیمار پڑ گیا' ذات الجنب (پلوریسی۔ سینے کی جھلی میں سوزش کا مرض' مترجم) کا شکار ہوا اور 49 برس کی عمر میں مرگیا۔ وینس کے آرٹسٹوں نے اس کے جنازے میں بھرپور شرکت کی اور ایک فراخدلانہ لوح مزار میں اس کا احسان تسلیم کیا:

> اس زمین میں مصور انتونیئس دفن ہے جو میسینا اور سارے سسلی کا اعلیٰ ترین نگینہ تھا: وہ اپنی ماہرانہ اور خوبصورت تصاویر کے علاوہ رنگوں اور تیل کو ملانے کی زبردست تکنیک کی وجہ سے بھی مشہور تھا' وہی سب سے پہلے اطالوی مصوری میں شان و شوکت اور پائیداری لایا۔ [۲۹]

وینس میں جینٹیلے دا فیریانو کے شاگردوں میں ایاکوپو بیلینی بھی تھا: نشاۃ ثانیہ کے آرٹ میں مختصر مگر بڑی سلطنت کا بانی۔ اس اتالیقی کے بعد ایاکوپو نے ویرونا' فیرارا اور پیڈوآ میں مصوری کی۔۔ وہاں اس کی بیٹی نے آندریا مانتینیا سے شادی کی: اور اسی کے ذریعہ ایاکوپو سکوارسیونے کے زیر اثر آیا۔ وینس واپس آنے پر وہ (اگر ہم تشبیہوں کو باہم ملالیں) اپنے ساتھ مٹانے کی پیڈوآئی تکنیک اور فلورنس کی ایک بازگشت بھی لے کر آیا۔ یہ سب' وینسی ورثہ' اور بعدازاں تیل کے ساتھ انتونیلو کی مہارتیں ایاکوپو کے بیٹوں جینٹیلے اور جووانی بیلینی تک پہنچیں۔

جب یہ گھرانہ پیڈوآ گیا (1452ء) تو جینٹیلے 23 برس کا تھا۔ اس نے اپنے بہنوئی مانتینیا کا بہت گہرا اثر محسوس کیا: پیڈوآ کیتھیڈرل میں آرگن کی جھلملیاں پینٹ کرتے وقت ایرے میتانی کی دیواری تصاویر کو مثال بنایا۔ لیکن وینس میں اس کی بنائی ہوئی سان لورینتسو جسٹینیانی کی پورٹریٹ میں ایک نئی کشادگی ظاہر ہوئی۔ 1474ء میں

مجلس بلدیہ نے اسے اور اس کے نصف بھائی جووانی کو بڑی مجلس کے ہال میں چودہ چوکھٹے پینٹ یا دوبارہ پینٹ کرنے کا کام دیا۔ یہ کینوس آئل سے بنی ہوئی اولین وینسی تصاویر میں شامل تھے۔ [56] 1577ء میں یہ آگ سے تباہ ہوگئے' لیکن باقی بچ جانے والے خاکے دکھاتے ہیں کہ جینتیلے نے تصویروں میں اپنا مخصوص بیانیہ انداز استعمال کیا--- درمیان میں کوئی بڑا واقعہ اور اردگرد درجن بھر جھلکیاں۔ وازاری نے یہ تصاویر دیکھیں اور ان کی حقیقت پسندی' تنوع اور پیچیدگی پر حیران ہوا۔ [57]

جب سلطان محمد II نے مجلس بلدیہ سے کوئی اچھا پورٹریٹ بنانے والے بھجوانے کی درخواست کی تو جینتیلے کا انتخاب ہوا۔ اس نے قسطنطنیہ میں (1474ء) سلطان کے حجروں اور جذبوں کو شہوت خیز تصاویر سے جاندار بنا دیا' اور اس کا ایک پورٹریٹ اور ایک تمغہ بنایا۔ سلطان محمد 1481ء میں فوت ہوا؛ اس کے زیادہ راسخ العقیدہ جانشین نے انسانی پیکروں کی مصوری پر اسلامی پابندی پر عمل کرتے ہوئے قسطنطنیہ میں جینتیلے کے' ماسوائے دو سب شاہکار نیست و نابود کر دیئے۔ خوش قسمتی سے جینتیلے 1480ء میں واپس وینس آ گیا تھا؛ وہ بوڑھے سلطان کے دیئے ہوئے انعامات سے لدا ہوا تھا۔ وہ ڈیوکی محل میں دوبارہ جووانی کے ساتھ مل گیا اور مجلس بلدیہ سے کیا ہوا معاہدہ مکمل کیا۔ مجلس نے اسے دو سو ڈیوکٹ سالانہ کا وظیفہ دیا۔

عہد ضعیفی میں اس نے اپنی عظیم ترین تصاویر بنائیں۔ سینٹ جان دی ایونجلسٹ کی انجمن کے پاس حقیقی صلیب کا معجزاتی تبرک تھا۔ انجمن نے جینتیلے سے کہا کہ وہ تین تصویروں میں اس تبرک کے ذریعہ ایک اپاہج کی شفایابی بیان کرے۔ پہلا چوکھٹا اِمتدادِ زمانہ کا شکار ہو گیا۔ دوسرا' جو جینتیلے نے 70 برس کی عمر میں بنایا' پیازا سان مارکو کے گرد چلتے ہوئے بلند مرتبہ افراد' ہمنواؤں اور شمع برداروں کا شاندار منظر ہے' جبکہ پس منظر میں سینٹ مارک کا کلیساء کافی حد تک آج جیسا دکھائی دے رہا ہے۔ تیسری تصویر میں' جو اس نے 74 برس کی عمر میں بنائی' متبرک صلیب کا ٹکڑا سان لورین تسو نہر میں گر پڑا ہے؛ لوگ پریشانی کے عالم میں اسے ڈھونڈتے پھر رہے ہیں اور بہت سے گھٹنوں کے بل جھک کر دعاگو ہیں؛ لیکن آندریا ویندرامن پانی میں کودتا' تبرک نکال کر لاتا اور پھر وقار کے ساتھ کنارے کی جانب بڑھتا ہے۔ ان پر ہجوم کینوس میں ہر تصویر

بے مثال حقیقت پسندی سے بنائی گئی۔ یہاں بھی آرٹسٹ نے درمیان میں بڑا واقعہ اور اردگرد متعلقہ جھلکیاں پیش کیں: ایک کشتی پانی میں روانہ ہو رہی ہے جبکہ علم بردار تبرک کو بازیاب ہوتے دیکھ رہا ہے; ایک برہنہ کالا مُور پانی میں کودتے کودتے ٹھہر گیا ہے۔

جینٹیلے نے آخری عظیم تصویر 76 برس کی عمر میں اپنی "سینٹ مارک کی برادری" کے لیے بنائی' اور سینٹ مارک کو سکندریہ میں تبلیغ کرتے ہوئے دکھایا۔ حسب معمول یہ بھی پر ہجوم ہے; جینٹیلے نے انسانیت کو وسیع پیمانے پر پیش کرنا بہتر سمجھا۔ وہ 78 برس کا ہو کر مرا (1507ء) اور تصویر کو مکمل کرنے کا کام اپنے بھائی جیان کے لیے چھوڑ گیا۔

جووانی بیلینی (جیان بیلینی' جیان بیلینو) جینٹیلے سے صرف دو برس چھوٹا تھا' لیکن اس سے 9 سال زیادہ زندہ رہا۔ اس نے 86 سالہ زندگی کے دوران آرٹ میں بہت سے انداز اپنائے اور وینسی مصوری کو پہلی بلندی تک پہنچایا۔ اس نے پیڈوآ میں مانتینیا کے تحت اور مجسماتی انداز کی نقل کیے بغیر اس کی تیکنیکی تعلیم حاصل کی; اور وینس میں زبردست کامیابی کے ساتھ رنگوں اور تیل کو ملانے کا نیا طریقہ اپنایا۔ وہ رنگ کا جلال عیاں کرنے والا پہلا وینسی تھا; اس کے ساتھ ساتھ خط کی درستگی' جذبات کی لطافت اور تعبیر کی گہرائی نے اسے اپنے بھائی کی زندگی میں ہی وینس کا عظیم ترین اور پسندیدہ ترین مصور بنا دیا۔

لگتا ہے کہ کلیساء' نجی سرپرست اور تجارتی انجمنیں کبھی اس کی میڈوناؤں سے نہ اکتائیں۔ صرف وینسی اکیڈمی میں ہی ان کا پورا گروہ موجود تھا: "میڈونا خوابیدہ بچے کے ساتھ"' "میڈونا دو مقدس عورتوں کے ساتھ" "میڈونا سینٹ پال اور سینٹ جارج کے ساتھ" میڈونا کی تخت نشینی" اور سب سے بڑھ کر "حضرت ایوب کی میڈونا": ہمیں بتایا گیا کہ یہ آئلز میں جووانی کی پہلی تصویر ہے' اور وینس بھر میں شاندار ترین رنگوں والی تصویروں میں سے بھی ایک ہے۔۔۔ یعنی دنیا بھر میں منفرد۔۔ Piazza سان مارکو کے مغربی کونے میں Musco Correr میں ایک اور جیان بیلینو میڈونا ہے; سان زکریا کلیساء میں "ایوب کی میڈونا" کی ایک بدلی ہوئی صورت ہے; فراری کے

کلیساء میں "تخت نشین میڈونا" بنی ہے۔ مشتاق سیاح کو ویرونا' برگامو' میلان' روم' پیرس' لندن' نیویارک اور واشنگٹن میں جیان کی اور بھی بہت سی "کنواریاں" ملیں گی۔ "ہماری خاتون" کے متعلق' رنگوں میں ان سب تصاویر کے بعد بھلا اور کیا کہا جا سکتا تھا؟ پیرو جینو اور رافیل اس تعداد کا مقابلہ کرتے ہیں' اور فراری کے کلیساء میں ہی ٹیشین کو کہنے کے لیے کچھ مزید مل گیا۔

جووانی نے "بیٹے" کے ساتھ کوئی زیادہ بہتر سلوک نہ کیا۔ لوورے میں "مسیح کی رحمت" اوسط درجے کی' لیکن اس کے قریب ہی "الوہی گفتگو" نہایت خوبصورت ہے۔ میلان کے مقام پر بریرا میں مشہور "Pieta" کو بہت سراہا گیا' لیکن یہ مردہ مسیح کو اٹھائے ہوئے دو غیر دلکش چہرے پیش کرتی ہے: تدفین کی یہ غیر مورخہ خام تصویر بیلینی کی جوانی کے مانتینیائی انداز سے تعلق رکھتی ہے۔ میلان کی "سانتا جسٹینا" کتنی زیادہ خوشگوار ہے!۔۔۔ نفیس خدوخال' نیم وا آنکھیں' شاندار لباس۔ یہ جیان کی کامیاب ترین کوششوں میں سے ایک ہے۔ یہ بدیہی طور پر ایک پورٹریٹ تھی' اور جیان اب جاندار چہرہ اور روح بنانے میں اتنا ماہر ہو چکا تھا کہ بیسیوں سرپرستوں نے اس کے برش کے ذریعہ لافانیت حاصل کرنا چاہی۔ "ناظم اعلیٰ لوریڈانو" کو ایک مرتبہ پھر دیکھیں: بیلینی نے کس قدر گہری تفہیم' پرشوق نگاہ اور سبک دستی کے ساتھ اس آدمی کی پرسکون طاقت کو پیش کیا ہے جو اپنے عوام کو اٹلی کی تمام بڑی ریاستوں کے خلاف جنگ میں فتح سے ہمکنار کر سکتا تھا۔ پھر جووانی نے (مہارت اور شہرت میں اوپر بڑھتے ہوئے لیونارڈو کی رقابت میں) چٹانوں' پہاڑوں' قلعوں' بھیڑوں' پانی' درختوں اور بادلوں والے آسمان پر مشتمل زمینی مناظر پر برش آزمایا۔

بڑھاپے میں وہ روایتی مقدس موضوعات دہرا دہرا کر تھک گیا اور تشبیہ اور کلاسیکی اساطیر کے ساتھ تجربہ کیا۔ اس نے علم' مسرت' صداقت' تہمت' برزخ' کلیساء کو انسانی شخصیات یا کہانیوں میں تبدیل کیا اور دلکش زمینی مناظر کے ساتھ ان میں زندگی پیدا کرنا چاہی۔ پاگان موضوعات پر اس کی دو تصاویر واشنگٹن نیشنل گیلری میں لگی ہیں: "اورفیئس حیوانوں کو مسحور کرتے ہوئے" اور "دیوتاؤں کی ضیافت"۔۔۔ ننگی چھاتی والی عورتوں' اور نیم برہنہ و نیم مدہوش مردوں کی پکنک۔ تصویر پر 1514ء کا سن

درج ہے۔ یہ مصور نے 84 برس کی عمر میں فیرارا کے ڈیوک الفونسو کے لیے بنائی تھی۔ ہمیں Alfieri کی یہ شیخی یاد آ جاتی ہے--- کہ اِٹلی میں انسانی پودے کی نشو ونما زمین پر کسی بھی جگہ کے مقابلہ میں زیادہ زبردست تھی۔

جووانی جوانی کے اس شہادت نامے پر دستخط کرنے کے بعد صرف ایک برس زندہ رہا۔ اس کی زندگی بھرپور اور مناسب حد تک خوشگوار تھی: شاہکاروں کا ایک حیرت انگیز سلسلہ' نرم لباسوں پر بھڑکیلے رنگوں کی ایک سیریز' خوبصورتی اور بناوٹ میں زبردست بہتری' ایک قوت اِدراک اور انفرادیت جو جینٹیلے کے بے جان پیکروں اور ایک جیسے چہروں میں کہیں نظر نہیں آتی' انداز کے حوالے سے' صرف رومنوں سے واقف مانتینیا اور فلورا سے چارلس V تک ہر ایک کی تصویر کشی کرنے والے ٹیشین کے درمیان ایک ثمر آور واسطہ۔ جووانی کے شاگردوں میں سے ایک جورجونے (Giorgione) بھی تھا جس نے اپنے استاد کے جنگل و دریا کے مناظر کو ترقی دی; ٹیشین نے جورجونے کے ساتھ کام کیا اور یہ عظیم روایت وصول کی۔ وینس آرٹ پشت در پشت اپنا علم اکٹھا' اپنے تجربات میں تبدیلیاں اور عروج کی تیاریاں کر رہا تھا۔

3۔ بیلینی سے جورجونے تک

بیلینی کی کامیابی نے وینس میں مصوری کو مقبول بنایا' جہاں پچی کاریوں (موزیکس) کو کافی عرصہ سے غلبہ حاصل تھا۔ سٹوڈیوز کی تعداد بڑھی' سرپرستوں نے اپنی جیبیں کھولیں اور آرٹسٹوں نے ترقی پائی۔ Vincenzo Catena نے اس قدر بہتر پینٹ کیا کہ اس کی بہت سے تصاویر جیان بیلینی یا جورجونے کے نام سے منسوب کر دی گئیں۔ انٹونیو ویویرائنی کے چھوٹے بھائی بارتولومیو کو قرون وسطیٰ والے موضوعات پر سکوارسیونے کی تکنیک اور بھرپور رنگ استعمال کرنے سے رجعت پسندانہ مانگ حاصل ہوئی۔ بارتولومیو کے بھتیجے اور شاگرد الویسے ویویرائنی نے دلکش میڈونائیں بنا کر ایک موقع پر تو جیان بیلینی کے لیے خطرہ پیدا کر لیا اور ایک یادگار قربان گاہ کی تصویر--- "میڈونا چھ پیغامبروں کے ساتھ"--- بنائی جو اِٹلی سے قیصر فریڈرک میوزیم (برلن) میں گئی۔ الویسے ایک اچھا استاد تھا' کیونکہ اس کے تین شاگردوں نے درمیانے

درجے کی شہرت حاصل کی۔ بارتولومیو مونتانیا کو ہم وچن تسا میں چھوڑ آئے۔ جووانی باتستا چیما دا کونیلیانو نے میڈونا مارکیٹ کے لیے کام کیا: ایک پارما والی میں رئیس الملائکہ میکائیل خوبصورت شبیہہ ہے' جبکہ کلیولینڈ میں ایک اور نے شوخ رنگوں سے دامن بچایا۔ مارکو باسیتی نے ایک عمدہ "Calling of the Sons of Zebedee" (وینس) اور ایک پرمسرت پورٹریٹ "ایک شباب" پینٹ کی جو لندن نیشنل گیلری میں رکھی ہے۔

کارلو کریویلی بھی ویوارائنی کا شاگرد رہا ہوگا: تاہم' اسے سترھویں سال میں قدم رکھنے کے کچھ ہی عرصہ بعد وینس سے کھسک لینا تھا (1457ء): ایک ملاح کی بیوی کو اغواء کرنے پر اسے جرمانہ اور قید کی سزا ہوئی: رہائی ملنے پر اس نے پیڈوآ میں تحفظ ڈھونڈا اور وہیں سکوارسیونے کے سکول میں مطالعہ کیا۔ 1468ء میں وہ آسکولی (Ascoli) گیا اور اپنی زندگی کے باقی 25 برس وہاں کے کلیساؤں اور گردوپیش میں تصاویر بناتے ہوئے گذارے۔ شاید بہت جلد وینس چھوڑ جانے کی وجہ سے ہی کریویلی نے وینسی مصوری کی ترقی پسندانہ تحریک میں بمشکل ہی حصہ ڈالا: اس نے آئل پر ٹمپرا کو ترجیح دی' روایتی موضوعات کو ہی اپنائے رکھا اور پیش کاری کو آرائش کے ماتحت رکھنے کی بازنطینی حکمت عملی اختیار کی۔ اس نے اپنی تصاویر کو چمکدار سطح دی۔ اگرچہ اس کی میڈونائیں ٹھنڈی لگتی ہیں' لیکن ان کی ڈرائنگ ایک نفاست رکھتی اور جورجونے کی پیش بینی کرتی ہے۔

وتیورکارپاچیو (Vettor/Vittore Carpaccio) ان چھوٹوں میں ایک بڑا تھا۔ مانتینیا کے انداز میں تناظر اور ڈیزائن کے مشاہدے سے آغاز کر کے اس نے جینٹیلے بیلینی کا بیانیہ انداز اپنایا' اس میں ہم عصر واقعات کی بجائے خیالی مناظر کی پرشباب ترجیح کا اضافہ کیا اور اپنے رومانوی موضوعات پر ایک مکمل ترقی یافتہ تکنیک لاگو کی۔ نیویارک میں اس کی ایک ابتدائی تصویر--- Meditation on the Passion (محبت پر غوروفکر)--- حضرات جیروم اور اونفورلئس کا بھیانک مشاہدہ ہے: ان کے تخیل میں مسیح سامنے مردہ پڑا ہے' ان کے پیروں میں کھوپڑی اور ہڈیاں پڑی ہیں جبکہ پس منظر میں بادل بہت نیچے اترے ہوئے ہیں۔ 33 برس کی عمر میں (1488ء) کارپاچیو کو

ایک اہم کام ملا: سینٹ اُرسلا کے سکول کے لیے اس کی تاریخ پر مبنی تصاویر کا سلسلہ بنانے کا کام۔ اس نے نو قابل دید چوکھٹوں میں بتایا کہ کس طرح انگلینڈ کا شہزادہ Conon اپنے بادشاہ کی بیٹی اُرسلا سے شادی کرنے پریشانی آیا: کس طرح اُرسلا نے اس سے التجا کی کہ شادی کو اس وقت تک موخر کر دے جب تک وہ گیارہ ہزار دوشیزاؤں کا جلوس لے کر روم کی زیارت نہ کر لے: کیسے Conon محبت کے ساتھ اس کے ہمراہ گیا اور سب نے پاپائی رحمت حاصل کی: اور پھر کس طرح ایک فرشتے نے اُرسلا کے پاس آ کر اعلان کیا کہ اسے اور اس کی دوشیزاؤں کو کولون جانا اور شہید ہونا پڑے گا: کس طرح وہ غم گرفتہ Conon کو چھوڑ کر پر سکون وقار کے ساتھ اپنی دوشیزاؤں سمیت کولون گئی: کیسے وہاں کے کمزور پاگان بادشاہ نے اسے شادی کی تجویز دی اور اس کے انکار پر سب 11,001 کو تہہ تیغ کیا۔ یہ کہانی کارپاچیو کے تخیل کو راس آئی: وہ دوشیزاؤں اور کنیزوں کے ہجوم کی تصویر کشی کر کے خوش ہوا اور ان میں سے تقریباً ہر ایک کو اشراف نما' پیارا اور رنگین لباس والا بنایا: اور وہ مختلف مناظر میں نہ صرف اپنا تصویری علم بلکہ حقیقی چیزوں کا ادراک بھی لایا۔۔ تعمیراتی اشکال'' خلیج میں جہاز رانی' بادلوں کا غیر مضطرب جلوس۔

اُرسلا پر نو سالہ محنت کے دوران کارپاچیو نے مکتبہ سینٹ جان ایوینجلسٹ کے لیے "The Healing of the Demoniac" بنائی۔ Vittore نے جینٹیلے بیلینی کے ساتھ موازنہ کی جرات کرتے ہوئے لوگوں 'گونڈولوں اور محلات سے پر ہجوم ایک وینسی نہر کے کنارے کا منظر بیان کیا۔ یہاں جینٹیلے کی تمامتر حقیقت پسندی اور تفصیل اپنی چمک دمک کے ساتھ موجود تھی۔ کارپاچیو کی کامیابی سے تحریک پا کر سلاوینیوں کے مدرسہ سینٹ جارج نے اسے کہا کہ ان کی وینسی عبادت گاہ کی دیواروں پر سینٹ جارج کو یادگار بنائے۔ اس نے پھر نو سال خرچ کر کے 9 مناظر مصور کیے۔ وہ اُرسلا والے تصویری سلسلے کے ہم پلہ نہیں' لیکن 50 سالہ کارپاچیو میں خوبصورت پیکر تخلیق کرنے کا شعلہ ابھی ٹھنڈا نہیں پڑا تھا۔ سینٹ جارج بڑے جوش کے ساتھ اژدھے پر حملہ کر رہا ہے: اس کے مقابلہ میں سینٹ جیروم کو ایک پر سکون محقق کے طور پر دکھایا گیا جو اپنے حیرت انگیز حد تک خوبصورت کمرے میں مطالعہ کر رہا ہے اور اس کے پاس ایک شیر بیٹھا

ہے۔ کمرے کی ایک ایک تفصیل بڑی لگن سے پیش کی گئی' حتیٰ کہ زمین پر گرے ایک طومار پر لکھی موسیقی کی زبان بھی پڑھی جا سکتی ہے۔

1508ء میں کارپاچیو اور دو غیر معلوم آرٹسٹوں کو ایک انوکھی پچی کاری (میورل) کی قیمت کا اندازہ لگانے پر تعینات کیا گیا جو ایک ابھرتے ہوئے آرٹسٹ نے ریالٹوپل کے نزدیک Teuton بیوپاریوں کے مال گھر کی بیرونی دیوار پر پینٹ کی تھی۔ کارپاچیو نے اس کی قیمت 150 ڈیوکٹ (1875 ڈالر؟) لگائی۔ اگرچہ کارپاچیو کے پاس ابھی اپنی زندگی کے 18 برس باقی پڑے تھے' مگر اس نے صرف ایک اور تصویر بنائی --- سان جوبے کلیساء میں Sanudo گھرانے کے گرجا خانہ کے لیے ایک "معبد میں بخشش" (1510ء)-- وہاں اس تصویر کو جیان بیلینی کی "سینٹ ایوب کی میڈونا" سے مقابلہ کرنا پڑا؛ اور اگرچہ کنواری اور اس کی خادمائیں خوبرو ہیں' لیکن اس خاموش مقابلے کا فاتح Vittore کی بجائے جووانی ہے۔ ایک سو سال بعد کارپاچیو اپنے دور کا استاد ہو سکتا تھا؛ جووانی بیلینی اور جورجونے کے درمیان میں آجانا اُس کی بدقسمتی تھی۔

4۔ جورجونے

ہو سکتا ہے کہ ایک مال گھر کی دیوار پینٹ کرنے کے لیے لمبے چوڑے معاوضوں پر آرٹسٹوں کی خدمات حاصل کرنا عجیب لگے۔ لیکن 1507ء میں اہل وینس نے محسوس کیا کہ رنگوں سے عاری زندگی پھیکی ہے؛ اور وہاں موجود جرمن تاجر (کچھ ایک عظیم ڈیورر کے نیورنبرگ سے) آرٹ میں ایک اپنا سا بھڑکیلا ذوق رکھتے تھے۔ چنانچہ' انہوں نے اپنے منافع کا ایک حصہ دو میورلز پر لگایا اور انہیں اس کام کے لیے لافانی مصور بخوشی مل گئے۔ تصاویر جلد ہی کلر اور سورج کی نذر ہو گئیں' اور صرف دھندلے دھبڑ (Blotches) ہی باقی ہیں' لیکن یہ بھی جورجونے دا کاسیتل فرانکو کی ابتدائی شہرت کے غماز ہیں-- تب اس کی عمر 29 برس تھی۔ ہم اس کا نام نہیں جانتے؛ ایک پرانی کہانی اُسے ایک رئیس باربارلی اور ایک عام عورت کی محبت کا نتیجہ بتاتی ہے؛ لیکن یہ بعد میں گھڑی گئی ہوگی۔ ۳۴ تیرہ یا چودہ برس کی عمر میں اسے کاسیتل فرانکو (Castelfranco) سے وینس بھیجا گیا تاکہ وہاں جیان بیلینی کے پاس کام سیکھے۔ اس

نے بہت تیزی سے ترقی کی' کافی اہم کام حاصل کیے' ایک گھر خریدا' گھر کے ماتھے پر ایک دیواری تصویر بنائی اور اپنے گھر کو موسیقی اور ہلہ گلہ سے بھر دیا: وہ بربط (lute) بہت اچھا بجاتا تھا' اور بھرپور بدن والی عورتوں کی شبیہہ کینوس پر اتارنے کو ترجیح دیتا۔ یہ بتانا مشکل ہے کہ اس کے افسردہ انداز کی تشکیل میں کن اثرات کا ہاتھ ہے' کیونکہ وہ اپنے دیگر ہم عصر مصوروں کے برخلاف تھا۔ فیصلہ کن اثر غالباً آرٹ کی بجائے ادب نے ڈالا۔ جب جورجونے 27 یا 28 برس کا تھا تو اطالوی ادب دیہاتی موڑ مڑ رہا تھا: Sannazaro نے اپنی "*Arcadia*" 1504ء میں شائع کی: شاید جورجونے نے یہ نظمیں پڑھی تھیں اور ان کے خوشگوار تخیلات میں کچھ تصوراتی مناظر اور محبتوں کی تجاویز پائیں۔ اس نے 1500ء میں وینس سے ہو کر گذرنے والے لیونارڈو سے باطن کے اظہار کا ذوق' نفاست اور اعلیٰ انداز لیا ہوگا جس نے اسے نہایت مختصر وقت کے لیے وینسی آرٹ کا ستارۂ عروج بنا دیا۔

اس سے منسوب کردہ ابتدائی ترین فن پاروں میں سے دو لکڑی کے پینل کمسن پیرس کے منظر عام پر آنے اور بچائے جانے کی تفصیل بتاتے ہیں: یہ کہانی پُرسکون گڈریئے اور دیہی مناظر پینٹ کرنے کا بہانہ ہے۔ عام رائے میں جورجونے کی اپنی پہلی تصویر--- "خانہ بدوش اور سپاہی"--- میں ہمیں اس کا مخصوص تخیل ملتا ہے: ایک عام برہنہ عورت کندھوں پر ایک اوڑھنی لیے تُند رو دریا کے گھاس والے کنارے پر اپنا اتارا ہوا لباس بچھا کر بیٹھی ہے اور ایک بچے کا دل بہلاتے ہوئے بے قراری کے ساتھ اردگرد دیکھ رہی ہے: اس کے پیچھے منظر میں رومن محرابیں' ایک دریا اور پُل' مینار اور ایک معبد' مبہم درخت' سفید روشنی اور سبز طوفان خیز گھٹائیں ہیں: اس کے نزدیک ہی ایک خوبصورت نوجوان گڈریئے والا عصا لیے کھڑا ہے--- لیکن اس کا لباس گڈریئے کے مقابلہ میں بہت بہتر ہے!--- اور وہ اس منظر کی مسرت میں آتے ہوئے طوفان کو بھی بھولا ہوا ہے۔ کہانی غیر واضح ہے: تصویر سے صرف یہ مفہوم ملتا ہے کہ جورجونے کو خوبرو جوان' گداز بدن عورتیں اور فطرت (حتیٰ کہ غضب ناک صورت میں بھی) پسند تھی۔

1504ء میں اس نے اپنے آبائی قصبے کے ایک دکھی خاندان کے لیے "کاسٹیل

فرانکو کی میڈونا" پینٹ کی۔ یہ لغو اور دلکش ہے۔ پیش منظر میں سینٹ لبرالے (Librale)، قرون وسطیٰ کے جنگجو جیسے لباس میں، کنواری کے لیے ایک نیزہ پکڑے کھڑا ہے اور سینٹ فرانسس وعظ دے رہا ہے۔ مریمؑ اپنے بچے کے ساتھ ایک اونچی جگہ پر بیٹھی ہے اور بچہ آگے کو اُمڈ کر دیکھ رہا ہے۔ لیکن مریم کے پیروں میں سبز اور بنفشی کمخواب رنگ اور ڈیزائن میں حیرت انگیز ہے؛ مریم کی عبا پر خوبصورت چنٹیں پڑی ہیں، چہرے پر ایسی شادابی اور نرمی ہے جیسے شاعر کے خوابوں کی محبوبہ کے چہرے پر ہوتی ہے؛ اور زمینی منظر لیونارڈو کی پر اسراریت کے ساتھ پیچھے ہٹتے ہوئے سمندر اور پھر افق میں رچ جاتا ہے۔

جب جورجونے اور اس کے دوست Tiziano Vecelli کو Fondaco dei Tedeschi پینٹ کرنے کا کام ملا تو جورجونے نے عظیم نہر کے رُخ والی دیوار منتخب کی اور ٹیشین نے ریالٹو کے رخ والی دیوار لے لی۔ نصف صدی بعد جورجونے کی دیواری تصویر کا ذکر کرتے ہوئے وازاری کو کوئی سر پیر نہ ملا، جبکہ ایک اور تماشائی نے اسے یوں بیان کیا تھا، "ٹرافیاں، برہنہ بدن، دھوپ چھاؤں..... کرۂ ارض کی پیمائش کرتے ہوئے ماہرین علم الاشکال، ستونوں کے تناظر اور ان کے درمیان گھڑ سوار مرد اور دیگر تمثیلات۔" تاہم، اسی لکھاری نے مزید کہا: "یہ دیکھا جاسکتا ہے کہ جورجونے دیواری تصویر میں رنگ استعمال کرنے میں کس قدر کامیاب رہا۔"[۳۴]

لیکن اس کا جوہر کامل رنگ کی بجائے تخیل میں مضمر تھا۔ جب اس نے انمول "خوابیدہ وینس" (ڈریسڈن گیلری) بنائی تو اسے خالصتاً شہوانی پہلوؤں سے سوچا ہوگا بلاشبہ یہ تصویر رینئسی آرٹ کی عیسائی موضوعات و احساسات سے پاگان موضوعات کی جانب منتقلی کی علامت ہے۔ وہ آزاد اور غیر محفوظ فضا میں ایک سرخ تکیے اور سفید ریشمیں عبا پر سوئی پڑی ہے، دایاں بازو سر تلے ہے۔ بایاں ہاتھ شرمگاہ پر انجیر کے پتے کا کام دے رہا ہے، ایک ٹانگ اوپر کو اٹھی ہوئی ہے؛ آرٹ شاذ و نادر ہی نسوانی سطوحات کا مخملیں احساس یا ایک فطری انداز کی دلکشی کا اظہار کر پایا ہے۔ لیکن اس کے چہرے پر اتنی معصومیت اور سکون کا تاثر ہے جو عموماً برہنہ جسم والے چہروں پر نہیں ہوا کرتا

یہاں جورجونے نے خود کو نیکی اور بدی سے ماوراء کرلیا ہے اور حس جمالیات کو عارضی طور پر خواہش پر غالب کر دیا۔ لوورے میں پڑے ایک اور فن پارے--- "Pastoral Symphony"--- میں مسرت عیاں طور پر شہوانی ہے' مگر یہاں بھی اس میں فطری معصومیت موجود ہے۔ دو برہنہ عورتیں اور دو ملبوس مرد دیہی علاقے میں چھٹی کا دن منا رہے ہیں: بھڑکدار سرخ ریشم کی صدری میں ملبوس جوان امیرزادہ ایک بربط کے تار چھیڑ رہا ہے؛ اس کے پہلو میں ایک آشفتہ حال گڈریا ایک سادہ اور پڑھے لکھے ذہن کے درمیان خلیج پاٹنے کی شدید کوشش کر رہا ہے؛ امیرزادی ایک پر جلال حرکت میں شیشے کی صراحی ایک کنوئیں میں انڈیل رہی ہے؛ گڈریئے کی محبوبہ بے قراری کے عالم میں اس کی منتظر ہے۔ ان کے ذہن میں گناہ کا کوئی خیال نہیں؛ بربط اور بانسری حِس کو شکوہ عطا کر رہے ہیں۔ شبیہوں کے پیچھے اطالوی آرٹ کے بھرپور ترین زمینی مناظر میں سے ایک محیط ہے۔

آخر میں پٹی محل کی "The Concert" میں خواہش فراموش کردہ لگتی ہے' اور موسیقی ہی دوستی کا لطیف بندھن بن گئی ہے۔ انیسویں صدی تک یہ نہایت "جورجونوئی انداز کی" ۵۵ تصویر جورجونے سے منسوب کی جاتی رہی؛ متعدد نقاد آج اسے ٹیشین کے نام سے منسوب کرتے ہیں؛ یہ معاملہ ہنوز مشکوک ہونے کے پیش نظر آیئے ہم اسے جورجونے کی ہی مان لیتے ہیں' کیونکہ اسے عورتوں کے بعد موسیقی سب سے زیادہ پسند تھی' اور کیونکہ ٹیشین اتنا زیادہ معمور ہے کہ وہ اپنا ایک شاہکار اپنے دوست کے نام کر سکتا ہے۔ بائیں طرف ایک سجا ہوا نوجوان کھڑا ہے' تھوڑا سا بے جان اور سلبی (negative)؛ ایک راہب پیانو کے سامنے بیٹھا ہے' اس کے خوبصورت ہاتھ Keys پر پڑے ہیں' چہرہ دائیں طرف کھڑے گنجے منشی کی جانب مڑا ہوا ہے؛ منشی کا ایک ہاتھ راہب کے کندھے پر ہے اور دوسرا زمین پہ پڑے وائلن سیلو (Cello) پر۔ کیا موسیقی ختم ہو چکی ہے' یا ابھی شروع ہی نہیں ہوئی؟ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا؛ ہمارے لیے متاثر کن بات راہب کے چہرے مہرے میں احساس کی خاموش گہرائی ہے؛ وہ آلات کے چپ ہو جانے کے بعد بھی موسیقی میں کھویا ہوا ہے۔ باریک بینی سے ادراک کردہ چہرہ نشاۃ ثانیہ کی مصوری میں ایک کرشمہ ہے۔

جورجونے نے مختصر اور بدیہی طور پر خوشگوار زندگی گذاری۔ لگتا ہے کہ اسے متعدد عورتوں کی قربت ملی' اور اس نے ہر ٹوٹے ہوئے عشقیہ تعلق کا مداوا نئے عشق سے کیا۔ وازاری بتاتا ہے کہ جورجونے کو ایک محبت کے نتیجہ میں طاعون (آتشک) کی بیاری لگ گئی؛ ہمیں صرف اتنا معلوم ہے کہ وہ 34 برس کی عمر میں 1511ء کی وباء میں مر گیا۔ اس کا اثر کافی وسعت اختیار کر چکا تھا۔ جورجونے کا انداز اپنانے والے درجن بھر کمتر آرٹسٹوں نے دیہی مناظر' محفل موسیقی اور ماسک والے ملبوسات پینٹ کر کے اس کی ہمسری کرنا چاہی۔ وہ اپنے دو شاگرد چھوڑ گیا جنہوں نے دنیا کو جھنجھوڑنا تھا: سیباستیانو ڈیل پیامبو جو روم چلا گیا' اور Tiziano Vecelli جو وینس کے لوگوں میں عظیم ترین تھا۔

5۔ ٹیشین: تشکیلی سال: 1533ء — 1477ء

ٹیشین ڈولومائیٹ کے Cadoric سلسلہ کوہ میں Pieve قصبہ میں پیدا ہوا' اور اس نے اپنے زمینی مناظر میں ان بے ڈھب پہاڑوں کو کافی بہتر انداز میں یاد رکھا۔ جب وہ نو یا دس برس کا تھا تو اسے وینس لایا گیا اور باری باری سیباستیانو Zuccato' جینٹیلے بیلینی اور جووانی بیلینی کے پاس کام سیکھنے کے لیے بھیجا گیا۔ جووانی کے سٹوڈیو میں اس نے جورجونے کے پہلو بہ پہلو کام کیا جو اس سے صرف ایک سال سینئر تھا۔ جب مصوری کے اس رکیٹس نے اپنا سٹوڈیو بنایا تو غالباً ٹیشین بھی بطور معاون اس کے ساتھ گیا۔ اس پر جورجونے کا اثر اتنا گہرا تھا کہ اس کی کچھ ابتدائی تصاویر جورجونے کے نام منسوب کر دی گئیں' اور جورجونے کی کچھ آخری عمر کی تصاویر ٹیشین سے منسوب ہو گئیں: ناقابل نقل "Concert" غالباً اسی دور کی ہے۔ ان دونوں نے مل کر Fondaco کی دیواریں پینٹ کیں۔

جورجونے کی زندگی کا خاتمہ کرنے والی وباء --- یا کیمبرائی انجمن کی جنگ کی باعث وینسی آرٹ پر پڑنے والے بوجھ --- کی وجہ سے ٹیشین پیڈوآ بھاگ گیا (1511ء) وہاں اس نے Scoula del Santo کے لیے تین دیواری تصاویر میں سینٹ انتھونی کے معجزات پیش کیے؛ اگر ہم ان کا خام پن دیکھ کر اندازہ لگا سکیں تو 35 سالہ ٹیشین کو

جورجونے کے بہترین شاہکار کی ہمسری کرنے کی خاطر ابھی بہت لمبا سفر طے کرنا تھا۔ تاہم گوئٹھے کو ان میں "عظیم کاموں کا عزم" نظر آیا۔[26] ٹیشین نے وینس واپس آکر "دس کی مجلس" کے نام ایک خط لکھا (31 مئی 1513ء) جو ایک پشت قبل لوڈوویکو سے لیونارڈو کی درخواست کی یاد دلاتا ہے:

بادشاہ معظم! اعلیٰ اور طاقتور آقا! میں Cadore کا ٹیشین بچپن سے لے کر اب تک فن مصوری کا مطالعہ کرتا آیا ہوں اور منافع کے بجائے تھوڑی سے شہرت کا متمنی ہوں..... اور اگرچہ ماضی میں' اور حال میں بھی' تقدس ماب پوپ اور دیگر اعلیٰ ہستیوں نے بھی مجھے ملازمت کی پیشکش کی' لیکن میں ان قابل تعظیم ہستیوں کا خادم' اس مشہور شہر میں اپنے پیچھے ایک یادگار چھوڑ جانا چاہتا ہوں۔ چنانچہ' اگر آپ بہتر سمجھیں تو میں بڑی مجلس کے ہال میں مصوری کرنے کا خواہشمند ہوں..... اور میں Piazzetta کے ایک کونے میں جنگ کے ایک کینوس سے آغاز کروں گا' جو اس قدر مشکل ہے کہ آج تک کوئی اس کی ہمت نہیں کر سکا۔ میری محنت کا جو بھی انعام آپ بہتر سمجھیں گے' مجھے منظور ہوگا۔ لہٰذا' صرف آپ اعلیٰ شخصیات کی خوشی اور تعظیم کا شائق ہونے کی وجہ سے میں..... اتنی تیزی سے کام کرنے کا وعدہ کرتا ہوں کہ مجلس بلدیہ کو اطمینان ہو جائے گا۔[27]

ٹیشین نے اپنے خط میں "بروکرز پیٹنٹ" کا ذکر کیا جو وینسی اور بیرونی تاجروں کے درمیان ثالث کا کام کیا کرتا تھا۔ بدیہی طور پر کونسل نے ٹیشین کی تجویز منظور کرلی؛ بہرحال اس نے ڈیوکی محل میں "Cadore کی جنگ" پینٹ کرنا شروع کی۔ لیکن مخالفین نے مجلس پر زور دیا کہ پیٹنٹ روک کر اس کے معاونین کی تنخواہ معطل کردے (1514ء)۔ باعث آزار مذاکرات کے بعد اس نے خطاب کے بغیر پیٹنٹ کا عہدہ اور تنخواہ وصول کی (1516ء)۔ جواب میں اس نے لیت و لعل سے کام لیا اور بڑی مجلس کے ہال میں شروع کیے ہوئے دو کینوس 1537ء تک بھی مکمل نہ کیے تھے۔ 1577ء وہ آگ سے تباہ ہو گئے۔

ٹیشین نے بڑے آرام سے ایک صدی کی زندگی گذاری۔ لیکن اس نے 1508ء

میں ہی روحانی گہرائی اور تیکنیکی قوت ظاہر کر دی تھی جس نے اسے تمام حریفوں سے ممتاز کر دیا۔ ایک بے عنوان پورٹریٹ جورجونے کے انداز کی یادگار ہے... ایک شاعرانہ چہرہ' تھوڑی سی کینہ پرور آنکھیں' اور ایک شاندار پوشاک جس نے بعد کے سینکڑوں کاموں کے لیے بطور ماڈل کام دیا۔ اور اس عرصہ میں (16-1506ء) پختگی حاصل کرتا ہوا آرٹسٹ جان چکا تھا کہ کافی دلکش عورتوں کو کیسے پینٹ کرنا ہے۔ کنواری سے وینس تک کا سفر ٹیشین کے ہاں بھی موجود ہے' حتیٰ کہ پرشکوہ مذہبی تصاویر میں بھی۔ "خانہ بدوش میڈونا" اور "گڈریوں کی پرستش" میں جذبہ تقدیس جگانے والا ہاتھ ہی "سنگھار میں مصروف عورت" اور شہوت خیز معصومیت کی حامل "فلورا" کی جانب بھی رجوع کر سکتا تھا۔ یہ نرم چہرہ اور فراخ چھاتی غالباً دوبارہ "ہیرودیاس کی بیٹی" میں بھی استعمال ہوئی؛ سیلومے مکمل طور پر وینسی جبکہ کٹا ہوا سر عبرانی ہے۔

1515ء یا تقریباً اسی دور میں ٹیشین نے اپنی دو مشہور ترین تصویریں بنائیں۔ "انسان کے تین دور" ایک درخت تلے سوئے ہوئے تین برہنہ بچے دکھاتی ہے؛ ایک کیوپڈ قبل از وقت ہی انہیں خبط سے متصف کر رہا ہے؛ ایک باریش 80 سالہ آدمی کھوپڑی پر غور کر رہا ہے؛ اور ایک نوجوان جوڑا محبت کی بہار میں شاداں ہے' تاہم' وہ دونوں اداسی کے عالم میں ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہیں' جیسے وقت کی ناپائیداری سے آگاہ ہو چکے ہوں... "مقدس اور ناپاک محبت" کا عنوان جدید ہے جسے آج اگر ٹیشین دیکھ لے تو حیران رہ جائے۔ اس تصویر کا پہلی مرتبہ ذکر "آرائشی اور غیر آرائشی حسن" کے طور پر 1615ء میں ملتا ہے۔ [۳۸] غالباً اس کا مقصد کسی اخلاقی اصول کی نشاندہی کی بجائے ایک کہانی بتانا تھا۔ "ناپاک" برہنہ شبیہہ ٹیشین کے خزانہ فن میں کامل ترین ہے' نشاۃ ثانیہ کی عین "*Venus de milo*" لیکن پاک یا "مقدس" خاتون سیکولر بھی ہے؛ اس کی کمر کی نگینے جڑی پیٹی نگاہ کو اپنی جانب مائل کرتی ہے؛ وہ غالباً وہی پرشباب و دلگداز حسینہ ہے جس نے "فلورا" اور "سنگھار میں مصروف عورت" کے لیے پوز کیا۔ کافی دیر تک غور سے دیکھتے رہنے پر تماشائی کو پیکروں کے پیچھے ایک پیچیدہ منظر دکھائی دے گا: پودے' پھول' درختوں کا ایک جھنڈ' ریوڑ کو ہنکاتا ہوا گڈریا' دو پیار کرنے والے' شکاری اور کتے ایک خرگوش کے تعاقب میں' ایک شہر اور اس کے مینار'

ایک کلیساء اور اس کا گھنٹہ گھر' جورجونے کے انداز میں سبز سمندر' گھٹا زدہ آسمان۔ اس بات سے کیا فرق پڑتا ہے کہ ہم تصویر کا اصل "مفہوم" نہیں جان سکتے؟ یہ "پل بھر کے لیے ٹھہرایا ہوا" حسن ہے: اور کیا یہ فاؤسٹ کی سوچ ہوئی روح کا ہم پلہ نہیں؟

ٹیشین کو یہ معلوم ہو گیا کہ مزئین یا فطری نسوانی حسن کے گاہک ہمیشہ موجود ہوتے ہیں' لہٰذا وہ بخوشی اس موضوع کی جستجو میں لگ گیا۔ 1516ء کے اوائل میں اس نے فیرارا کے کاستیلو میں کچھ پینل پینٹ کرنے کے لیے الفونسو اول کی دعوت قبول کی۔ آرٹسٹ دو معاونین کے ہمراہ پانچ ہفتے وہاں ٹھہرا' اور بعد میں بھی اکثر وینس سے وہاں آتا رہا ہو گا۔ ٹیشین نے الاباسٹر ہال کے لیے تین تصاویر بنائیں جو جورجونے کے پاگان ذوق کا تسلسل تھیں۔ "مے پرست" (The Bacchanal) میں مرد اور عورتیں (کچھ ایک برہنہ) رقص و مے اور لمحات وصل میں غرق ہیں' پس منظر میں نسواری درخت' نیلی جھیل اور سیمیں بادل ہیں: زمین پر گرے پڑے ایک طومار پر فرانسیسی مقولہ درج ہے: "جو پیتا ہے اور دوبارہ نہیں پیتا' وہ نہیں جانتا کہ پینا کیا ہے۔" کچھ فاصلے پر بوڑھا برہنہ نوح نشے میں مدہوش پڑا ہے: قریب ہی ایک عاشق اور معشوق محو رقص ہیں' ان کے لباس ہوا میں لہرا رہے ہیں: پیش منظر میں ستواں چھاتیوں والی عورت برہنگی اور نیند میں اپنے شباب کی نمائش کر رہی ہے: اور اس کے پاس ایک متجسس بچہ اپنا لباس اٹھا کر پیشاب کرتے ہوئے باخوسی چکر مکمل کر رہا ہے۔ "باخوس اور آری ایڈنے" (Bacchus and Ariadne) میں ایک' ہجرزدہ عورت جنگل میں سے گزرتے ہوئے باخوسی جلوس کو دیکھ کر پریشان ہے---- بدمست ستور (Satyr--- نصف آدمی اور نصف بکرا)' برہنہ مرد جس کے جسم پر سانپ لپٹے ہوئے ہیں' وائن کا برہنہ دیوتا بھاگتی ہوئی شہزادی کو پکڑنے کے لیے اپنے رتھ سے چھلانگ لگا رہا ہے۔ ان تصاویر' اور "وینس کی پوجا" میں پاگان نشاۃ ثانیہ اپنے جوبن پر ہے۔

دریں اثناء ٹیشین نے اپنے نئے کفیل ڈیوک الفونسو کی ایک متاثر کن پورٹریٹ بنائی: ایک دلکش ذہین چہرہ ریاست کی عباؤں کے وقار میں ملبوس فربہ جسم' ایک خوبصورت ہاتھ (جو بمشکل ہی کسی کوزہ گر یا توپچی کا لگتا ہے) ایک توپ پر دھرا ہے: یہی وہ تصویر ہے جس نے مائیکل اینجلو کو بھی تعریف کرنے پر مجبور کر دیا آری اوستو نے

ایک پورٹریٹ بنوانے کے لیے پوز کیا' اور "Furioso" کے اگلے ایڈیشن میں ایک تعریفی سطر کا اضافہ کیا۔ لوکریزیا بورجیا نے بھی پورٹریٹ بنوایا لیکن اس فن پارے کا کوئی نشان باقی نہیں؛ اور الفونسو کی محبوبہ Laura Dianti نے بھی ایک تصویر بنوائی ہوگی جو اب موڈینا میں صرف ایک نقل کی صورت میں ہی باقی بچی ہے۔ ٹیشین نے غالباً الفونسو ہی کے لیے اپنی بہترین تصاویر میں سے ایک بنائی "مال غنیمت": فلفی جیسے سروالا فریسی دل کی گہرائی سے سوال پوچھ رہا ہے' اور مسیح کسی خفگی کے بغیر نہایت دانشمندانہ جواب دے رہا ہے۔

یہ اس دور کی خاصیت تھی کہ ٹیشین باخوس سے عیسیٰ' وینس سے مریم تک اور پھر واپس جا سکا' اور اس رجوع میں ذہنی سکون بھی نہ کھویا۔ 1518ء میں اس نے فراری کے کلیساء کے لیے اپنا عظیم ترین فن پارہ تخلیق کیا۔۔ "کنواری کی پرستش۔" جب اسے الٹر کے پیچھے ایک شاندار ماربل کے چوکھٹے میں رکھا گیا تو وینسی روزنامچہ نگار Sanudo نے اسے قابل ذکر واقعہ خیال کیا: 20 مئی 1518ء: کل اقلیتوں کے لیے..... ٹیشین کا پینٹ کردہ پینل نصب کیا گیا۔" ۹ سے فراری کی "پرستش" کا نظارہ کرنا آج بھی ہر حساس شخص کی زندگی کا اہم واقعہ ہے۔ وسیع و عریض پینل کے تقریباً درمیان میں کنواری کی شبیہہ ہے۔۔۔ بھرپور اور بارُعب' سرخ عبا اور نیلے فرغل میں ملبوس' حیرت اور امید میں بے قرار' پردار کروبی فرشتے کے منقلب شدہ ہالہ نور کے ذریعہ بادلوں میں بلند ہوتی ہوئی۔ کنواری کے اوپر خدا کی تصویر کشی کرنے کی بیکار کوشش دکھائی دیتی ہے۔۔۔ مکمل ملبوس اور باریش' جنت کی ہواؤں کے باعث دو حصوں میں منقسم بال؛ اس کے پاس مریم کے لیے ایک تاج لے کر آنے والا فرشتہ زیادہ خوبصورت ہے۔ نیچے مختلف پرجلال شبیہوں کے حامل پیغامبر (حواری) ہیں' کچھ حیرت کے عالم میں دیکھتے ہوئے' کچھ تعظیم میں جھکے ہوئے' کچھ جیسے مریم کے ہمراہ بہشت میں جانے کی خاطر اوپر کو بڑھتے ہوئے۔ اس زبردست احضار روح کے ساتھ کھڑا ہوا متشکک اپنے شکوک پر افسوس کرتا' اور داستان کی خوبصورتی اور تحریک انگیزی کو تسلیم کرتا ہے۔

سائپرس میں Paphos کے بشپ ایاکوپو پیزارو نے 1519ء میں ایک ترک سکواڈرن پر وینسی بحری بیڑے کی فتح کا شکرانہ ادا کرنے کے لیے ٹیشین کو فراری کے

لیے ایک اور الٹر پیس پینٹ کرنے کے کام میں لگا یا (اپنے خاندان کے نام سے منسوب گرجا خانہ میں)۔ ٹیشین کو علم تھا کہ وہ اس "پیزارو خاندان کی میڈونا" اور اپنے شاہکار کے درمیان مقابلہ آرائی کا خطرہ مول لے رہا ہے۔ وہ نئی تصویر پر اپنے سٹوڈیو میں سات برس تک کام کرتا رہا۔ اس نے تخت نشین کنواری پیش کرنے کا سوچا؛ لیکن اسے دائیں طرف رکھا' جبکہ بائیں طرف عطیہ دہندہ' اور ان کے درمیان سینٹ فرانسس کنواری کے پیروں میں۔ اگر ماں اور بچے پر نور کی شعاعیں نہ پڑ رہی ہوتیں تو تصویر کا توازن بگڑ جاتا۔ اس قسم کی تصویروں کے مخروطی یا روایتی مرکوز ڈھانچے سے اکتائے ہوئے متعدد آرٹسٹوں نے اس تجربہ کا استقبال اور نقل کی۔

تقریباً 1523ء میں مارکوئیس فیڈریگو گونزاگا نے ٹیشین کو میتو آ آنے کی دعوت دی۔ آرٹسٹ زیادہ عرصہ نہ ٹھہرا' کیونکہ اسے وینس اور فیرارا میں کام مکمل کرنا تھے؛ لیکن اس نے رومن شہنشاہوں کی گیارہ تصاویر کا سلسلہ شروع کیا جو اب موجود نہیں۔ اپنے ایک دورے کے دوران اس نے جوان بارلیش مارکوئیس کا جاذب نظر پورٹریٹ بنایا۔ فیڈریگو کی پرشکوہ ماں اِزابیلا ابھی زندہ تھی' اور تصویر بنوانے بیٹھ گئی اس نے اپنی تصویر کو حقیقت پسندانہ نہ پاکر اسے بھی دیگر نوادرات کے درمیان رکھ چھوڑا' اور ٹیشین سے اپنے ایک پورٹریٹ کی نقل کرنے کو کہا جو فرانسیا نے 40 سال قبل بنایا تھا۔ اسی سے ٹیشین نے (1534ء) ہیٹ' کڑھائی والی بازوؤں' سمور اور دلکش چہرے والی مشہور تصویر بنائی۔ اِزابیلا نے احتجاج کیا کہ وہ اتنی خوبصورت نہیں رہی' لیکن یہ پورٹریٹ اپنی آئندہ نسلوں تک پہنچانے کا انتظام کیا۔

یہاں ہم کچھ دیر کے لیے Tiziano Vecelli پر گفتگو کو موخر کرتے ہیں۔ اس کا کیریئر سمجھنے کے لیے لازمی ہے کہ ہم ان سیاسی واقعات کے پس منظر میں رنگ بھر لیں جن میں اس کا کفیل چارلس V 1533ء کے بعد بہت گہرا پھنسا رہا۔ 1533ء میں ٹیشین کی عمر 56 برس تھی۔ کون یہ تصور کر سکتا ہے کہ ابھی اسے 43 برس مزید زندہ رہنا ہے' اور زندگی کی دوسری نصف صدی میں بھی پہلے نصف جتنے ہی شاہکار پینٹ کرنے ہیں؟

6۔ کمتر آرٹسٹ اور آرٹس

اب ہمیں دوبارہ پیچھے پلٹ کر دو مصوروں کا مختصر ذکر کرنا ہوگا جو ٹیشین کے بعد پیدا ہوئے مگر اس کی موت سے کافی پہلے مر گئے۔ گذرتے گذرتے ہم Girolamo Savoldo کو بھی سلام کرتے چلتے ہیں جو بریشیا اور فلورنس سے وینس آیا اور اعلیٰ پایہ تصاویر پینٹ کیں: "میڈونا اور پیغامبر" (بریرا گیلری)' اور "سینٹ میتھیو" (میٹروپولیٹن میوزیم آف آرٹ) اور برلن میں "میگدلینی" ٹیشین کی بنائی ہوئی ٹھوس جسم خاتون کے مقابلہ میں کہیں زیادہ اشتہاء انگیز ہے۔

جیاکومو نگریتی کو اپنی جائے پیدائش سیرینا (Serina) کے نزدیک پہاڑوں کی نسبت سے پالما کا نام ملا: جب اس کے بھائی کے پوتے پالما جووانے کو شہرت ملی تو وہ پالما ویکیو ہوگیا۔ ہم عصر کچھ عرصے تک تو اسے ٹیشین کا ہم پلہ خیال کرتے رہے۔ شاید وہ حسد کرنے لگے تھے جس کی آگ جیاکومو کی محبوبہ پر ٹیشین کے قبضے سے ٹھنڈی نہ ہوئی۔ جیاکومو نے اسے بطور "Violante" پینٹ کیا؛ اور ٹیشین نے "فلورا" کے لیے اس سے پوز کروایا۔ ٹیشین کی طرح پالما نے پاک اور ناپاک موضوعات پیش کرنے میں اگر مساوی جوش نہیں تو مہارت ضرور دکھائی؛ وہ الوہی گفتگو یا الوہی گھرانوں میں تخصیص کار رکھتا تھا' لیکن اس کی شہرت کا باعث غالباً وینسی حسیناؤں کے پورٹریٹ تھے۔۔۔ جوبن سے بھرپور سینوں والی عورتیں جو اپنے بالوں کو سرخی مائل بھورا رنگ دیتی تھیں۔ بایں ہمہ اس کی بہترین تصاویر مذہبی نوعیت کی ہیں: سانتا ماریا فارموسا کلیساء میں وینسی لمبارڈیوں کی سرپرست بزرگ "سانتا باربرا" اور ڈریسڈن گیلری میں "یعقوب اور راکیل"۔۔۔ ایک خوبرو گذریا پُرشباب معشوقہ کا بوسہ لے رہا ہے۔ پالما کے پورٹریٹس کو اس دور اور شہر کے بہترین فن پاروں میں شمار کیا جاتا بشرطیکہ ٹیشین نے 50 کے قریب زیادہ خوبصورت فن پارے نہ تخلیق کیے ہوتے۔

اپنی جائے پیدائش کی نسبت سے ویرونیسے کہلانے والے اس کے شاگرد Bonifazio de' Pitati نے جورجونے کی "*Fe'te Champetre*" اور ٹیشین کی "ڈیانا" کا انداز اپنا کر وینسی دیواروں اور فرنیچر کو خوبصورت مناظر اور برہنہ جسموں

سے زینت بخشی; اور اس کی "Diana and Actaeon" تو اِن استادوں کے شایان شان تھی۔

اس دور میں Bonifazio کے مقابلہ میں کم مقبول لورینتسو لوتتو (Lorenzo Lotto) نے سال گذرنے کے ساتھ ساتھ شہرت حاصل کی۔ وہ شرمیلا' پاکباز' جنونی روح تھا; وینس میں اس کا دل نہیں لگتا تھا جہاں کلیساء کی گھنٹیاں اور سماع خانوں کے نغمے بند ہوتے ہی لادینی نے دوبارہ غلبہ پالیا تھا۔ اس نے 20 سال کی عمر میں (1500ء) نشاۃ ثانیہ کی نہایت اچھوتی تصاویر میں سے ایک' "سینٹ جیروم" (لوورے) پینٹ کی: لاغر راہب کی کوئی فرسودہ شبیہہ نہیں' بلکہ تاریک کھوہوں اور چٹانوں کا تقریباً چینی انداز کا مطالعہ جس کے درمیان میں بوڑھا دانشور کمتر عنصر ہے اور پہلی نظر میں بمشکل ہی دکھائی دیتا ہے; یہ اولین یورپی پینٹنگ ہے جس نے فطرت کو اس کے تخیلاتی پس منظر کی بجائے جنگلی ماحول میں دوبارہ تخلیق کیا۔ [۲۸] تریویزو جاکر لورین تسو نے سانتا کرسٹینا کلیساء کے لیے "تخت نشین میڈونا" کے پچھلی طرف ایک یادگاری الٹرپینٹ کی' جس نے اسے سارے شمالی اِٹلی میں مشہور کر دیا۔ Recanati کے مقام پر سان ڈومینیکو کلیساء میں ایک اور کامیاب میڈونا نے اسے روم کی طرف بھیجا۔ وہاں جولیئس II نے اسے ویٹیکن میں کچھ کمرے پینٹ کرنے کا کام دیا; لیکن جب رافیل آیا تو اس کی شروع کی ہوئی تصاویر مٹا دی گئیں۔ شاید اسی تحقیر نے لورین تسو کو غمگین مزاج بنا دیا۔ ویٹیکن آرٹ کے رنگوں کو مدھم کرنے میں اس کی مخصوص صلاحیت کو برگامو نے زیادہ سراہا; اس نے وہاں بارہ برس محنت کی' لیکن وینس میں چوتھے نمبر کی بجائے برگامو میں اول نمبر پر ہونے کو اطمینان بخش خیال کیا۔ اس نے سان بارتولومیو کلیساء کے لیے ایک پُرہجوم مگر خوبصورت الٹرپیس پینٹ کی۔۔۔ "پرجلال میڈونا۔" بریشیا میں "گذریوں کی تعظیم" زیادہ دلکش ہے; رنگ بھرپور اور غالب ہونے کے باوجود عظیم وینس کے بھڑکیلے تاثرات کی نسبت آنکھ اور روح کو زیادہ آرام دہ لگتے ہیں۔

لوتتو جیسی حساس روح کبھی کبھی ہی ذات کی گہرائیوں میں ٹیشین سے زیادہ گہرائی تک اتر سکتی تھی۔ چند ایک آرٹسٹوں نے ہی صحت مند شباب کی تمتماہٹ اتنی تفصیل سے پیش کی جتنی کی لوتتو نے مِیلان کی کاستیلو کی "لڑکے کا پورٹریٹ" میں۔ "سیلف

پورٹریٹ" لورین تسو کو بدیہی طور پر تندرست اور طاقتور دکھاتی ہے' لیکن بورخیس گیلری کی "بیمار آدمی" میں اس قدر ہمدردی کے ساتھ بیماری پیش کرنے کے لیے وہ لازماً کافی بیمار اور دکھ زدہ بھی رہا ہوگا۔ ایک زیادہ مشہور پورٹریٹ "Laura de Pola" قطعی حسین مگر زندگی سے پریشان عورت دکھاتی ہے جسے مذہبی عقیدے کے سوا کسی چیز میں جواب نہیں مل پایا۔

لوتتو بھی اسی تشفی تک پہنچا۔ وہ بے سکون' تنہا اور غیر شادی شدہ حالت میں آخر عمر (6-1552ء) تک دربدر' شاید فلسفہ بہ فلسفہ گھومتا رہا اور آخر "مقدس گھر" کے نزدیک لوریتو کے مقام پر سانتا کاسا خانقاہ میں اقامت پذیر ہو گیا جہاں زائرین کے خیال میں خدا کی ماں نے ایک مرتبہ پناہ لی تھی۔ 1554ء میں اس نے اپنی تمام جائیداد خانقاہ کے نام کر دی اور خیراتی کاموں کے لیے وقف ہو گیا۔ ٹیشین نے اسے "نیکی جتنا نیک اور اچھائی جتنا اچھا" کہا۔ [۲۸] لوتتو پاگان نشاۃ ثانیہ سے زیادہ عرصہ تک زندہ رہا' اور (یوں کہہ لیں کہ) ٹرینٹ مجلس کی بانہوں میں آرام کرنے کے لیے لیٹ گیا۔

اس شعلہ خیز صدی--- 1550ء - 1450ء--- میں جب وینسی تجارت نے بہت سی شکستوں کا سامنا کیا اور وینسی مصوری نے متعدد فتوحات حاصل کیں تو کمتر فنون نے ثقافتی وفور میں حصہ لیا۔ یہ ان کے لیے نشاۃ ثانیہ نہیں تھی کیونکہ یہ پیترارک کے وقت سے ہی اٹلی میں پختگی حاصل کر چکے تھے اور انہوں نے اپنی قرون وسطیٰ والی شان قائم رکھی۔ شاید پچی کاری کے ماہرین اپنی کچھ مہارت یا تحمل کھو چکے تھے؛ پھر بھی سینٹ مارک پر ان کا کام ان کے دور کے ساتھ ہم قدم تھا۔ کوزہ گر اب چینی مٹی (پورسلین) کے برتن بنانا سیکھ رہے تھے؛ مارکوپولو چین سے کچھ برتن لے کر آیا تھا؛ ایک سلطان نے ان کے کچھ عمدہ نمونے ایک ناظم شہر کو بھیجے (1461ء)؛ 1470ء تک اہل وینس انہیں خود بنانے لگے۔ میورانو (Murano) میں شیشہ گر اس دور میں فن کی معراج تک پہنچے اور نہایت شفاف اور خوشنما ڈیزائن والا "Cristallo" بنایا۔ سرکردہ شیشہ گروں کے نام یورپ بھر میں مشہور تھے' اور ہر شاہی گھرانے نے اس میدان میں ایک دوسرے کا مقابلہ کیا۔ زیادہ تر کوئی سانچہ یا ماڈل استعمال کرتے؛ کچھ نے سانچے کو ایک طرف رکھا' مائع شیشے میں ہوا کا ایک بلبلہ داخل کیا اور اسے اپنی مرضی سے کپوں' صراحیوں'

ساغروں اور سینکڑوں رنگوں اور ہزاروں صورتوں میں ڈھالا۔ کبھی کبھی وہ مسلمانوں سے سیکھی ہوئی ترکیب کے مطابق سطح پر روغن یا سونے سے نقاشی بھی کرتے۔ شیشے کے کاریگروں نے اس کرشماتی حسن کو پیدا کرنے کا راز حاسدانہ طور پر اپنے ہی گھرانوں تک محدود رکھا اور وینسی حکومت نے ان مخفی لطافتوں کو دوسروں تک پہنچنے سے روکنے کے لیے کڑے قوانین منظور کیے۔ 1454ء میں دس کی مجلس نے فرمان جاری کیا کہ

> اگر کسی کاریگر نے کوئی آرٹ یا ہنر کسی اور علاقہ میں لے جا کر جمہوریہ کو نقصان پہنچایا تو اسے بھی واپس آنے کا حکم دیا جائے گا؛ حکم عدولی کی صورت میں اس کے قریب ترین رشتہ داروں کو قید کر دیا جائے گا تاکہ خاندانی بندھن اسے واپس آنے پر مائل کر دے۔ اگر وہ بدستور نافرمان رہا تو اسے کسی بھی جگہ پر تلاش کر کے قتل کرنے کے خفیہ اقدامات کیے جائیں گے۔ [6]

اس قسم کے قتل کا واحد معلوم کیس اٹھارہویں صدی میں ویانا کا ہے۔ اس قانون کے باوجود وینسی آرٹسٹوں اور کاریگروں نے سولہویں صدی میں آلپس پار جانے کی راہ ڈھونڈی اور فرانس و جرمنی میں اپنی تحقیق سے فاتحین اٹلی کی جانب سے تحائف کے طور پر لائے۔

وینس کے نصف کاریگر آرٹسٹ تھے۔ جستی برتن بنانے والوں نے رکابیوں' تھالیوں' تسلوں اور کپوں کو خوبصورت حاشیوں اور پھولدار ڈیزائنوں سے سجایا۔ زرہ ساز مرصع زرہ بکتروں' ہیلمٹوں' ڈھالوں' تلواروں اور نیزوں اور خوشنما آرائشی پھول بوٹوں کی حامل نیاموں کے لیے مشہور تھے؛ اور دیگر ماہر کاریگر چھوٹے ہتھیاروں کے لیے ہاتھی دانت کے موتی جڑے دستے بنا سکتے تھے۔ 1410ء کے قریب وینس میں ایک فلورنسی Baldassare degli Embriachi نے ہڈی میں ایک 39 حصوں پر مشتمل عظیم الٹرپیس تراشی جواب نیویارک کے میٹروپولیٹن میوزیم میں ہے۔ لکڑی پر نقاشی کرنے والوں نے صرف عمدہ مجسماتی پیکر اور منبت کاریوں (مثلاً لوورے میں "ختنہ") یا بارتو لومیو مونیتینا کی پینٹ کردہ الماری ہی نہیں بنائی تھیں؛ انہوں نے وینسی اشرافیہ کے درو

دیوار، چھتیں اور فرنیچر کندہ کاریوں، ابھرواں نقشوں اور چوبی منبت کاریوں سے سجائے اور فراری اور سان زکریا جیسے کلیساؤں میں سماع خانوں کے کٹہروں پر نقش و نگار کھودے۔ وینسی زرگروں کی اندرون ملک کے ساتھ ساتھ بیرون ملک بھی کافی مانگ تھی، لیکن انہوں نے کمیت سے کیفیت تک جانے میں وقت لیا۔ مشرقی کی بجائے جرمن اثرات کے تحت سناروں نے کیتھیڈرلوں سے لے کر جوتوں تک ہر چیز کے لیے سامان آرائش تیار کیا۔ مخطوطات کی طلاکاری اور خطاطی جاری رہی اور آہستہ آہستہ چھاپے کو جگہ دینے لگی۔ فرانس کی ملکہ نے وینس کو ہی رنگ دار کمخواب کے 300 سوٹوں کا آرڈر دیا تھا (1532ء)؛ اور یہ وینسی دکانوں میں بنائے گئے ملائم اور نرم کپڑے اور انہیں وینسی رنگسازوں کے دیئے ہوئے رنگ ہی تھے جنہیں وینس کے عظیم مصوروں نے پر جلال اور تابدار عباؤں کے لیے بطور مثال اپنایا؛ یہ عبائیں ان کے آرٹ کی نصف شان ہیں۔ وینس نے ایک طرح سے رسکن کے مثالی نظریہ معیشت کو تعبیر دی جس میں ہر صنعت ایک آرٹ ہے، اور ہر بنائی گئی شے فخر کے ساتھ دستکار کی شخصیت اور ہنرمندی کا اظہار کرتی ہے

VI۔ وینسی علم و فضل

1۔ آلڈس مینوشیئس

اس دور میں وینس اتنا مصروف تھا کہ کتابوں پر زیادہ توجہ نہیں دے سکتا تھا؛ پھر بھی محققین، لائبریریوں، شاعروں اور ناشروں نے اسے اچھا نام دلانے میں حصہ لیا۔ انسانیت پسند تحریک میں اس کا کوئی نمایاں حصہ نہیں؛ بایں ہمہ انسانیت پسندی کی ایک اعلیٰ ترین مثال موجود تھی---Ermolao Barbaro، جس نے چودہ سال کی عمر میں ایک شہنشاہ سے ملک الشعراء کا اعزاز پایا، یونانی زبان پڑھا، ارسطو کا ترجمہ کیا اور اپنے ساتھیوں کی بطور طبیب، ملک کی بطور سفارتکار اور کلیساء کی بطور کارڈینل خدمت کی؛ وہ 39 برس کی عمر میں طاعون کا شکار ہوا۔ وینسی عورتوں نے تعلیم کو بہت کم اہمیت دی؛ وہ جسمانی لحاظ سے اشتہا انگیز، یا مادی طور پر زرخیز، یا آخرکار قابل تعظیم ہونے پر ہی

قانع تھیں; لیکن 1530ء میں Spilimbergo کی آئرین نے صاحب علم و فضل آدمیوں کے لیے ایک دیوان خانہ کھولا' ٹیشین کی نگرانی میں مطالعہ کیا' کافی بہتر وائلن' ہارپسکارڈ اور بربط بجایا اور قدیم و جدید ادب کے متعلق فاضلانہ گفتگو کی۔ وینس نے مشرق سے ترک اور مغرب سے آنے والے عیسائی دانشور پناہ گزینوں کو پناہ دی۔ یہاں آرے تینو (Aretino) بے خوفی کے ساتھ پوپس اور بادشاہوں پر ہنسا' جبکہ صدیوں بعد بائرن یہاں ان کے انحطاط کی خوشی منا رہا تھا۔ اشراف اور اسقفوں نے موسیقی اور علم کی تہذیب کے لیے کلب یا اکیڈمیاں تشکیل دیں اور اپنے گھروں اور لائبریریوں کو پر عزم' پر مذاق اور متبحر لوگوں کے لیے کھول دیا۔ خانقاہوں' کلیساؤں اور نجی گھرانوں نے کتب اکٹھی کیں; کارڈینل ڈومینیکو گریمانی کے پاس آٹھ ہزار کتب تھیں جو اس نے وینس کو دے دیں; کارڈینل بیساریون نے اپنے مخطوطات کے بیش بہاء پلندوں کے ساتھ بھی یہی کیا۔ ان اور پیترارک کی چھوڑی ہوئی کتب کو رکھنے کے لیے حکومت نے دو مرتبہ عوامی کتب خانے کی تعمیر کا حکم دیا; جنگ اور دیگر مصروفیات اس منصوبے کی راہ میں رکاوٹ بنیں; آخرکار (1536ء) سینیٹ نے اِیاکوپو سانسووینو کو *Libreria Vecchia* بنانے کا کام سونپا جو یورپ میں خوبصورت ترین لائبریری تھی۔

دریں اثناء وینسی مصور اپنے عہد' اور شاید اس وقت تک کی نفیس ترین کتابیں پیدا کر رہے تھے۔ وہ اِٹلی میں اولین کتابیں نہیں تھیں۔ Sweynheim اور Pannartz' جو کبھی ماننس / Mainz میں جوہان فسٹ کے معاون تھے' نے Appennines میں Subiaco کے مقام پر بینیڈکٹی خانقاہ میں پہلا اطالوی چھاپہ خانہ قائم کیا (1464ء); 1467ء میں انہوں نے اپنا سامان اور آلات روم منتقل کر دیئے اور اگلے تین برس میں 23 کتب شائع کیں۔ 1469ء میں یا اس سے پہلے وینس اور میلان میں چھپائی شروع ہو گئی۔ 1471ء میں برنارڈو Cennini نے فلورنس میں ایک اشاعتی ادارہ قائم کر کے پولیشان کو ناامیدی میں یہ کہنے پر مجبور کیا کہ "اب نہایت احمقانہ خیالات پل بھر میں ہزاروں جلدوں میں منتقل ہو کر دور دراز تک پھیل سکتے ہیں۔" [۳۳] بیروزگار ہونے والے نقل نگاروں نے نئی ایجاد کو بیکار میں حقارت سے دیکھا۔ پندرھویں صدی

کے اختتام تک اِٹلی میں 4987 کتب چھپ چکی تھیں: 300 فلورنس' 629 مِیلان' 925 روم اور 2835 وینس میں۔ [۱۲۲]

اس حوالے سے وینس کی برتری کی وجہ تیوبالڈو منوچی تھا' جس نے اپنا نام بدل کر آلڈو مانیوزیو رکھ لیا اور بعد میں یہی نام لاطینی صورت اختیار کر کے آلڈس مینوشیئس ہوگیا۔ وہ رومانیا میں باسیانو کے مقام پر پیدا ہوا (1450ء)' روم میں لاطینی اور فیرارا میں یونانی زبان گوارینو داویرونا سے سیکھی; اور پھر خود بھی فیرارا میں کلاسیکس پر لیکچر دیا۔ *اس کے ایک شاگرد پیکوڈیلا مرانڈولا نے اسے دعوت دی کہ Carpi آکر اس کے دو* بھتیجوں لیونیلو اور البرٹو پیو کو پڑھائے۔ استاد اور شاگردوں میں پائیدار اُنس پیدا ہوگیا; آلڈس نے اپنے نام میں Pio (پیو) کا اضافہ کیا' اور البرٹو اور اس کی ماں' کارپی کی کاؤنٹس نے اشاعت کے میدان میں وسیع پیمانہ پر مہم جوئی کے لیے سرمایہ مہیا کرنے پر رضامندی دکھائی۔ آلڈس کا منصوبہ تھا کہ دستِ بُرد زمانہ سے بچ گیا تمام اہم یونانی ادب معمولی قیمت پر اکٹھا' ایڈٹ' پرنٹ اور عام کرے۔ یہ ایک درجن وجوہ کی بناء پر جلدباز کام تھا: مخطوطات حاصل کرنا مشکل تھا; ایک ہی کلاسیک کے مختلف مخطوطات کی عبارت دل توڑنے کی حد تک مختلف تھی; تقریباً سبھی مخطوطات غلطیوں سے بھرپور تھے; ایڈیٹر ڈھونڈ کر انہیں مسودوں پر نظرثانی کے لیے ادائیگی کرنا ضروری تھا; پھر لاطینی اور یونانی حروف ڈیزائن کرنے اور ڈھالنے تھے; بھاری مقدار میں کاغذ درآمد کرنا پڑا; چھاپہ خانے کے لیے کارکن رکھ کر انہیں تربیت دینا تھی; ڈسٹری بیوشن کی مشینری درآمد کرنا تھی; کتابوں کے خریداروں سے رابطہ رکھنا ضروری تھا; اور اس سب کے لیے کاپی رائٹ قوانین کی عدم موجودگی میں سرمایہ فراہم کرنا تھا۔

آلڈس نے وینس کو اپنا ہیڈکوارٹر منتخب کیا کیونکہ اس کے تجارتی روابط نے اسے تقسیم کاری کے لیے زبردست مرکز بنا دیا تھا; کیونکہ یہ اِٹلی کا امیر ترین شہر تھا اور یہاں بہت سے ایسے لوگ موجود تھے جو اپنے کمروں کو ان نئی کتابوں سے سجانا چاہتے تھے; اور کیونکہ یہاں بہت سے بھگوڑے یونانی محقق پناہ لیتے تھے جنہیں ایڈیٹر یا پروف ریڈرز کی نوکری حاصل کر کے خوشی ہوتی۔ Speyer کا جان وینس میں پہلا چھاپہ خانہ قائم کر چکا تھا (1469ء); گوٹنبرگ کے ماتحتوں سے یہ نیا فن سیکھنے والے فرانس کے نکولس جینسن نے

اگلے سال ہی ایک اور قائم کر دیا۔ 1479ء میں جینسن نے اپنا پریس آندریا توریسانو کے ہاتھ بیچ دیا۔ 1490ء میں آلڈس مینوشیئس وینس میں اقامت پذیر ہوا اور توریسانو کی بیٹی سے شادی کر لی۔

آلڈس نے سانت اگوستینو کلیساء کے نزدیک اپنے گھر میں یونانی محققین کو جمع کیا' انہیں کھانا اور رہائش دی' اور کلاسیکی کتابوں کی ایڈیٹنگ کے کام پر لگایا۔ اس نے ان کے ساتھ یونانی میں بات کی اور اپنے انتساب اور دیباچے بھی یونانی میں لکھے۔ اس کے گھر میں نیا ٹائپ ڈیزائن کیا اور ڈھالا گیا' سیاہی بنائی گئی' کتابیں چھاپی اور جلد بند کی گئیں۔ اس کی پہلی اشاعت (1495ء) کانسٹنٹائن لزارس کی لکھی ہوئی لاطینی اور یونانی گرامر تھی' اور اسی سال اس نے ارسطو کی اصل تحریریں شائع کرنا شروع کیں۔ 1496ء میں اس نے تھیوڈورس غزہ کی یونانی گرامر چھاپی' اور 1497ء میں اپنی تالیف کردہ یونانی لاطینی لغت۔ وہ اشاعتی مصروفیات اور مشکلات کے درمیان میں بھی بدستور ایک محقق رہا۔ چنانچہ کئی سال مطالعہ کے بعد 1502ء میں اس نے اپنی کتاب "*Rudimenta grammaticae linguae Latinae*" شائع کی' جس کے ابتدائیہ میں عبرانی کا تعارف شامل تھا۔

اس تیکنیکی شروعات کے ساتھ وہ ایک کے بعد دوسری یونانی کلاسیک شائع کرتا رہا (1495ء سے آگے): میوسئیس' (Hero and Leander)' ہیسیاڈ' تھیوکریٹس' تھیوجنس' ارسٹوفینز' ہیروڈوٹس' تھوسی ڈائیڈز' سوفوکلیز' یوری پیڈیز' ڈیموستھینز' ایسکائینس' لائیسیس' افلاطون' پندار' پلوٹارک کی "*Moralia*"..... انہی برسوں میں اس نے متعدد لاطینی داطالوی تصنیفات کو متعارف کروایا۔۔۔ کوئنٹیلین (Quintilian) سے لے کے بیمبو تک' اور ایراسمس کی "*Adagia*"; ایراسمس آلڈو کی کوشش کی اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے کچھ وقت اس کے پاس گذارنے آیا' اور نہ صرف اپنی "*Adagia*" (اقوال کی لغت) بلکہ ٹیرنس' پلوٹس اور سینیکا کی لغات بھی ایڈٹ کیں۔ لاطینی کتب کے لیے آلڈس کے پاس ایک خوبصورت نیم خطی ٹائپ تھا' جسے (روایت کے برعکس) پیترارک کی لکھائی سے نہیں ڈیزائن کیا گیا تھا' بلکہ اس کا موجد ایک ماہر خطاط فرانسکو دا بولونیا تھا: اس ٹائپ کو آج ہم اِٹالک (*Italic*) کہتے ہیں۔ یونانی کتابوں کے

لیے اس نے اپنے سرکردہ یونانی محقق کریٹ کے مارکس میوسورس کے ہاتھ کی لکھائی کو بنیاد بنا کر مختلف فونٹ بنایا۔ اس نے اپنی تمام اشاعتوں پر ایک نصب العین تحریر کیا: "Festina lente" یعنی دھیرے دھیرے تیزی سے بڑھو' اور اس کے ساتھ ایک ڈالفن مچھلی اور ایک لنگر بنایا جو تیزی اور استحکام کی علامت تھے: اس علامت کے ساتھ ایک مینار دکھایا گیا جس نے ناشر یا پرنٹر کے نشان (ترقیمہ۔ Colophon) کی روایت قائم کی۔ آپ اس کتاب پر ناشر کے نام کے ساتھ بھی علامت دیکھ سکتے ہیں۔

آلڈس نے اپنے منصوبے پر حقیقتاً دن رات کام کیا۔ ارسطو کی "Organon" کے دیباچے میں اس نے لکھا: "علم سیکھنے والوں کو اس مقصد کے لیے ضروری کتب فراہم کرنا چاہئیں: اور یہ فراہمی ہو جانے تک میں آرام نہیں کروں گا۔" اپنے کمرۂ مطالعہ کے دروازے پر اس نے ایک تنبیہی جملہ لکھا: "آپ جو کوئی بھی ہیں' آلڈس آپ سے پرزور درخواست کرتا ہے کہ اپنی آمد کا مقصد مختصراً بیان کریں اور جلد از جلد واپس چلے جائیں..... کیونکہ یہ کام کرنے کی جگہ ہے۔"[۴۵] وہ اپنی اشاعتی مہم میں اس قدر منہمک تھا کہ اپنے گھرانے اور دوستوں کو نظرانداز کر دیا اور صحت تباہ کر بیٹھا۔ سینکڑوں پریشانیوں نے اس کی توانائی نچوڑ دی: ہڑتال نے اس کے شیڈول میں گڑبڑ کی' کیمبرئی اتحاد کے خلاف وینس کی جدوجہد کے دوران جنگ نے کام کو ایک سال تک معطل رکھا: اِٹلی' فرانس اور جرمنی میں مقابل ناشروں نے اس کی شائع کردہ کتب بلااجازت شائع کر دیں جن کے مسودے اس نے کافی مہنگے خریدے تھے اور جن کی تصحیح کے لیے اس نے محققین کو ادائیگی کی تھی۔ لیکن اس کی واضح طور پر چھپی اور نفاست سے جلد کی ہوئی کتابیں معتدل قیمت پر (آج کی کرنسی میں تقریباً دو ڈالر) دور دراز کے لوگوں تک پہنچیں: اس کا دل خوشی سے جھوم اٹھا اور اسے اپنی محنت کا معاوضہ مل گیا اب اس نے خود کو بتایا کہ یونان کا نور ہر اس شخص پر چمکے گا جو اس کا متمنی ہوگا۔[۴۶]

وینسی محققین نے آلڈس کی دل لگی سے تحریک پا کر "Neacademia" یا نئی اکیڈمی کی بنیاد رکھنے میں اس کا ہاتھ بٹایا (1500ء)' جس کا مقصد یونانی ادب اکٹھا' ایڈٹ اور شائع کرنا تھا۔ اکیڈمی کے ارکان اپنے اجلاسوں میں صرف یونانی بولتے: انہوں نے اپنے ناموں کو یونانی انداز دیا: انہوں نے ایڈیٹنگ کے کاموں میں شراکت داری کی۔

ممتاز افراد نے اس اکیڈمی میں محنت کی--- بمبو' البرٹو پیو' ہالینڈ کا ایراسمس' انگلینڈ کا لِناکر (Linacre)۔ آلڈس نے انہیں اپنی مہم کی کامیابی کا کافی صلہ دیا' لیکن اس کے اپنے حوصلے اور شوق نے ہی اسے پایۂ تکمیل کو پہنچایا۔ وہ تھکن اور غربت میں مرا (1515ء)' لیکن تسکین پا کر۔ اس کے بیٹوں نے کام جاری رکھا; لیکن جب اس کا بیٹا آلڈو دوم فوت ہوا (1597ء) تو ادارہ ختم ہوگیا۔ اس نے اپنا مقصد پورا کر دیا تھا۔ اس نے یونانی ادب کو امیر جمع کاروں کے نیم پوشیدہ شیلفوں سے نکالا اور اس قدر وسیع پیمانے پر پھیلا دیا کہ سولھویں صدی کے تیسرے عشرے میں اِٹلی کی تباہی اور تیس سالہ جنگ کے باعث شمالی یورپ کی بربادی بھی اس ورثے کو ویسے ہی کھو سکی جیسے قدیم روم کے آخری دنوں نے کھویا تھا۔

2۔ بمبو

نئی اکیڈمی کے ارکان نے یونان کا ادب بازیاب کرنے کے علاوہ اپنے عہد کے ادب میں بھی جوش و خروش سے حصہ لیا۔ انٹونیو کوچیو (Antonio Coccio) المشہور سابیلی کس نے اپنی "*Decades*" میں وینسی تاریخ کے واقعات ترتیب وار درج کیے۔ آندریا ناواگیرو نے اس قدر مکمل صورت میں لاطینی گیت لکھے کہ فخرمند ہم وطنوں نے اسے فلورنس سے وینس تک کی ادبی سرگرمیوں کا قائد قرار دیا۔ مارینو سینوڈو ادب' سیاست' آرٹ' آداب اور اخلاقیات کے حوالے سے اس عہد کے اہم واقعات کی ڈائری لکھتا رہا; ان "*Diarii*" کی 58 جلدیں وینس کی زندگی کی تصویر اِٹلی کے کسی بھی شہر کی کسی بھی تاریخ سے زیادہ بھرپور اور واضح طور پر پیش کرتی ہیں۔

سینوڈو نے روزمرہ کی عام فہم زبان استعمال کی; اس کے دوست بمبو (Bembo) نے اپنی آدھی زندگی لاطینی اور اطالوی میں اس مصنوعی انداز کو کامل صورت دینے کے لیے وقف کر دی۔ پیاترو نے اپنی ذات میں ثقافت کو سمویا' کیونکہ وہ امیر اور پڑھے لکھے وینسیوں کا بیٹا تھا۔ مزید برآں' وہ جیسے اپنی ادبی پاکیزگی کی تصدیق کے لیے فلورنس میں پیدا ہوا جو ٹسکنی لہجے کی جائے پیدائش تھا۔ اس نے سسلی میں کانسٹنٹائن لزارس سے یونانی زبان اور پیڈوآ میں پومپوناتسی سے فلسفہ پڑھا۔ اس کے رویئے سے اندازہ

ہو؟ وینس نے اس کی کتاب سے مثالیں اور مناظر لیے--- فیرارا کی ڈچس کو اس کے ساتھ اپنا نام منسوب ہونے کی عزت ملی--- کلیسیائی عہدیدار بھی اس سے خوش تھے--- ارجینو مصنف کی جائے قیام ہونے پر فخر مند تھا--- سارے اٹلی نے بیمبو کو لطیف جذبات اور کامل انداز کا حامل استاد تسلیم کیا۔ جب کاستیلیو نے ارجینو کے ڈیو کی محل میں سنی یا تصور کی ہوئی بحثیں "The Courtier" میں تمثیلاً پیش کیں تو اس مکالمے میں بیمبو کو ممتاز ترین کردار دیا' اور افلاطونی محبت پر مشہور اختتامی کلمات اسی کے منہ سے ادا کروائے۔

1512ء میں بیمبو گلیانو ڈی میڈیچی کے ہمراہ روم گیا۔ ایک سال بعد گلیانو کا بھائی لیو X بنا۔ بیمبو جلد ہی ویٹیکن میں پوپ کا سیکرٹری بن کر رہنے لگا۔ لیو کو اس کی تیز فہمی' سسروئی لاطینی' متحمل انداز پسند تھا۔ بیمبو سات برس تک پاپائی دربار کی شان' معاشرے کا دیوتا' رافیل کا دانشور باپ' لکھ پتی اور فراخدل عورتوں کا منظور نظر بنا رہا۔ اس نے روم میں یہ رائے عامہ قبول کرلی کہ کلیسیاء کے ساتھ اس کا یہ آزمائشی بندھن تھوڑی بہت مہربانہ دل لگی سے منع نہیں کرتا۔ پاکیزہ ترین ویٹوریا کولونا اس پر مرمٹی۔

اس دوران وینس' فیرارا' ارجینو اور روم میں اس نے ایسی لاطینی شاعری کی جو کاٹولس یا ٹائبولس نے ہی کی ہوگی--- درد بھرے گیت' گوال کے گیت' غنائی نظمیں' مزاروں کی عبارتیں: متعدد واضح طور پر پاگان اور کچھ نشاۃ ثانیہ کی عیاشی میں بہہ کر' مثلاً "پریاپس۔" بیمبو اور پولیشان کی لاطینی محاوراتی اعتبار سے کامل تھی' لیکن یہ غلط موقع پر نمودار ہوئی: اگر وہ چودہ سو سال قبل جنم لیتے تو جدید یورپ کے سکولوں میں مسلمہ آداب کے خالق (de rigueur) ہوتے: پندرھویں اور سولھویں صدی میں وہ اپنے ملک' اپنے عہد اور حتیٰ کہ اپنے طبقے کی آواز نہیں بن سکتے تھے۔ بیمبو نے یہ بات محسوس کرلی اور اپنے ایک مضمون "Della Volgar lingua" میں ادبی مقاصد کے لیے اطالوی کے استعمال کا دفاع کیا۔ اس نے "Canzoni" پیترارک کے انداز میں لکھ کر راہ دکھائی: لیکن یہاں نمائشی چمک کے شوق نے اس کی نثر کو بے جان کردیا' اور اس کی عشق بازیوں کو شاعرانہ خیال آرائیوں میں بدل دیا۔ پھر بھی ان میں سے

ہو؟ وینس نے اس کی کتاب سے مثالیں اور مناظر لیے--- فیرارا کی ڈچس کو اس کے ساتھ اپنا نام منسوب ہونے کی عزت ملی--- کلیسیائی عہدیدار بھی اس سے خوش تھے--- اربینو مصنف کی جائے قیام ہونے پر فخرمند تھا--- سارے اِٹلی نے بیمبو کو لطیف جذبات اور کامل انداز کا حامل استاد تسلیم کیا۔ جب کاستیلیو نے اربینو کے ڈیوک محل میں سنی یا تصور کی ہوئی بحثیں "The Courtier" میں تمثیلاً پیش کیں تو اس مکالمے میں بیمبو کو ممتاز ترین کردار دیا' اور افلاطونی محبت پر مشہور اختتامی کلمات اسی کے منہ سے ادا کروائے۔

1512ء میں بیمبو گلیانو ڈی میڈیچی کے ہمراہ روم گیا۔ ایک سال بعد گلیانو کا بھائی لیو X بنا۔ بیمبو جلد ہی ویٹیکن میں پوپ کا سیکرٹری بن کر رہنے لگا۔ لیو کو اس کی تیز فہمی' سِسروئی لاطینی' متحمل انداز پسند تھا۔ بیمبو سات برس تک پاپائی دربار کی شان' معاشرے کا دیوتا' رافیل کا دانشور باپ' لکھ پتی اور فراخدل عورتوں کا منظور نظر بنا رہا۔ اس نے روم میں یہ رائے عامہ قبول کرلی کہ کلیسیاء کے ساتھ اس کا یہ آزمائشی بندھن تھوڑی بہت مہربانہ دل لگی سے منع نہیں کرتا۔ پاکیزہ ترین ویٹوریا کولونا اس پر مرمٹی۔

اس دوران وینس' فیرارا' اربینو اور روم میں اس نے ایسی لاطینی شاعری کی جو کاٹولس یا ٹابولس نے ہی کی ہوگی--- درد بھرے گیت 'گوال کے گیت' غنائی نظمیں' مزاروں کی عبارتیں: متعدد واضح طور پر پاگان اور کچھ نشاۃ ثانیہ کی عیاشی میں بہہ کر' مثلاً "پریاپس۔" بیمبو اور پولیشان کی لاطینی محاوراتی اعتبار سے کامل تھی' لیکن یہ غلط موقع پر نمودار ہوئی: اگر وہ چودہ سو سال قبل جنم لیتے تو جدید یورپ کے سکولوں میں مسلمہ آداب کے خالق (de rigueur) ہوتے: پندرھویں اور سولھویں صدی میں وہ اپنے ملک' اپنے عہد اور حتیٰ کہ اپنے طبقے کی آواز نہیں بن سکتے تھے۔ بیمبو نے یہ بات محسوس کرلی اور اپنے ایک مضمون "Della Volgar lingua" میں ادبی مقاصد کے لیے اطالوی کے استعمال کا دفاع کیا۔ اس نے "Canzoni" پیترارک کے انداز میں لکھ کر راہ دکھائی: لیکن یہاں نمائشی چمک کے شوق نے اس کی نثر کو بے جان کردیا' اور اس کی عشق بازیوں کو شاعرانہ خیال آرائیوں میں بدل دیا۔ پھر بھی ان میں سے

متعدد نظمیں عاشقانہ راگ بنیں' اور کچھ تو عظیم پیلیسٹرینا (Palestrina) نے خود گائیں۔

حساس بمبو نے اپنے دوستوں بیبانا (Bibbiena)' چیگی (Chiggi) اور رافیل کی موت کے بعد روم کو آسیب زدہ شہر پایا۔ وہ اپنے پاپائی عہدے سے ریٹائر ہوا (1520ء)' اور پیڈوآ کے قریب پیترارک کے ایک دیہی گھر میں صحت و سکون تلاش کیا۔ اب 50 برس کی عمر میں وہ شدید افلاطونی محبت میں گرفتار ہوگیا۔ آئندہ 22 برس تک وہ ڈونا موروسینا کے ساتھ آزادانہ بندھن میں رہتا رہا جس نے اسے تین بچوں کے ساتھ ساتھ ایسا سکون اور تسلیاں' ایسی خلوت اور توجہ دی کہ جو اسے اپنی شہرت کے دور میں کبھی حاصل نہیں ہوئی تھی؛ اب وہ اپنے آخری برسوں میں دوگنا مسرور رہنے لگا۔ اسے اب بھی متعدد کلیسائی جاگیروں کی آمدنی ملتی تھی۔ اس نے اپنی دولت زیادہ تر عمدہ تصویریں اور سنگتراشی کے نمونے جمع کرنے پر استعمال کی' اور ان میں مریم اور مسیح کے علاوہ وینس اور جوپیٹر کو ایک معظم مقام حاصل تھا۔ ۴۸ اس کا گھر ادبی زیارت گاہ' آرٹسٹوں اور اہل دانش کا دیوان خانہ بن گیا۔ اور اسی تخت پہ بیٹھ کر اس نے اِٹلی کیلئے انداز سخن کے اصول و ضوابط وضع کیے۔ پاپائی سیکرٹری کی حیثیت سے کام کرتے ہوئے بھی اس نے سیڈولیٹو کو سینٹ پال کے مکتوب پڑھنے سے منع کیا' کہ کہیں ان کا غیر کامل انداز سخن اس کا ذوق نہ خراب کردے؛ بمبو نے اسے کہا: "ان فضولیات کو ایک طرف رکھ دو' کیونکہ اس فضول چیزوں سے آدمی عظیم نہیں بنتا۔" ۴۹ اس نے اِٹلی کو بتایا کہ تمام لاطینی زبان کو سسروئی سانچے میں اور ساری اطالوی کو پیترارک اور بوکاشیو کے سانچے میں ڈھلنا چاہیے۔ بڑھاپے میں اس نے خود بھی فلورنس اور وینس کی تواریخ لکھیں؛ وہ خوبصورت اور بے جان ہیں۔ لیکن موروسینا کی موت پر یہ عظیم سخن فہم اپنے اصول و قوانین' افلاطون اور لوکریزیا اور کاستیلیونے کو بھول گیا اور اپنے ایک دوست کے نام خط میں جو کچھ لکھا وہ یاد رکھنے کے قابل ہے:

> میں دنیا میں عزیز ترین دل سے محروم ہوگیا' ایسا دل جو محبت کے ساتھ میری زندگی کا نگران رہا..... جس نے اس زندگی سے محبت کی اور اس کی لاپروائیوں کے باوجود اسے قائم رکھا؛ ایک اس قدر خود اختیار دل'

آرائشی اور سجاوٹی چیزوں' ریشم اور سونے' زیور اور بیش بہاء خزانوں سے نفرت کرنے والا دل' کہ یہ محبت کی واحد اور مطلق مسرت پر قانع تھا (جیسا کہ اس نے مجھے بتایا)۔ مزید برآں یہ دل لباس پہننے کیلئے ملائم ترین اور خوبصورت ترین ٹانگیں رکھتا تھا؛ اس میں وہ تمام خوشگوار اور نہایت دلکش خصوصیات موجود تھیں جو میں نے اس زمین پر آج تک دیکھی ہیں۔

وہ ڈونا کے آخری الفاظ کبھی نہ بھلا پایا:

"میں اپنے بچے تمہارے سپرد کرتی ہوں' اور تم سے ان کی دیکھ بھال کرنے کی درخواست کرتی ہوں..... اپنی اور تمہاری دونوں کی خاطر۔ یقین رکھو کہ وہ تمہارے ہی ہیں' کیونکہ میں نے تمہیں کبھی دھوکہ نہیں دیا؛ اسی لیے میں اب ایک پرسکون روح کے ساتھ ہمارے آقا کے جسم میں سما سکتی ہوں۔" پھر' ایک طویل وقفے کے بعد اس نے مزید کہا' "خدا کے ساتھ آرام کرنے"' اور چند منٹ بعد ہمیشہ کے لیے آنکھیں موند لیں' وہی آنکھیں جو زندگی بھر میری کٹھن مسافتوں میں چمکدار راہ نما ستارے بنی رہی تھیں۔ ۵۰

چار سال بعد بھی وہ ڈونا کا سوگ منا رہا تھا۔ زندگی کے ساتھ بندھن ٹوٹ جانے پر بالآخر وہ ایک پاکباز بن گیا؛ اور 1539ء میں پال III اسے ایک پادری اور کارڈینل بنا سکا۔ اپنی زندگی کے باقی 8 سال کے دوران وہ کلیسیاء کا ستون اور مثالی نمونہ بنا رہا۔

VII۔ ویرونا

اگر اس ناپسندیدہ آرے تینو کو کسی اگلے باب تک موخر کر کے اب ہم وینس سے باہر اس کے شمالی اور مغربی ماتحت علاقوں کی جانب بڑھیں تو ہمیں وہاں بھی "زریں عہد" کی کچھ روشنی ملے گی۔ تریویزو یہ شیخی بگھار سکتا تھا کہ اس نے لورینتسو' لوتو اور پیرس بورڈونے کو جنم دیا ہے؛ اور اس کے کیتھیڈرل میں ٹیشین کی بنائی ہوئی ایک "بشارت مسیح" اور لاتعداد لمبارڈی کا ڈیزائن کردہ خوبصورت سماع خانہ موجود ہے۔ Pordenone کے چھوٹے سے قصبے نے جووانی انتونیو ڈی ساچی کو اپنا نام دیا اور

اس کا گرجا گھر اب بھی اپنے شاہکار "میڈونا بزرگوں اور خیراتی کے ساتھ -" جوانی زندہ دل توانائی اور خود اعتمادی کا مالک تھا- وہ اپنی تیز فہمی اور تلوار کے ساتھ ہمہ وقت تیار اور کہیں بھی کچھ بھی کام شروع کرنے پر آمادہ رہتا- وہ ہمیں اُوڈینے (Udine)' سپلمبرگ' تریویزو' وچین تسا' فیرارا' مینتوآ' کریمونا' پیاچن تسا' جینوآ' وینس میں مصوری کرتا ہوا ملتا ہے: اس دوران اس نے جورجونے کے مناظر' ٹیشین کے آرکیٹکچرل پیش منظر اور مائیکل انجلو کے پٹھوں کی بنیاد پر ایک اپنا سا انداز تشکیل دیا- اس نے ٹیشین کے خلاف بُرش آزمائی کرنے کی بے قراری میں وینس آنے کی دعوت بخوشی قبول کرلی (1527ء): اس کی سان راکو کلیساء کے لیے پینٹ کردہ "سینٹ مارٹن اور سینٹ کرسٹوفر" میں روشنی اور سائے کی ماڈلنگ کی ذریعہ تقریباً مجسماتی تاثر حاصل کیا گیا: وینس نے اسے ٹیشین کے مدمقابل کے طور پر سراہا- پورڈینونے نے اپنے سفر کا سلسلہ دوبارہ شروع کیا' تین مرتبہ شادی کی' اپنے بھائی کے قتل میں شبہ کی زد میں آیا' ہنری کے شاہ جان کی جانب سے نائٹ کا خطاب پایا (جان نے اس کی کوئی بھی تصویر نہیں دیکھی تھی) اور ٹیشین کے ساتھ مقابلہ جاری رکھنے کے لیے واپس وینس آگیا (1533ء)- مجلس بلدیہ ڈیوکی محل میں جنگ کا منظر جلدی مکمل کرنے کی خاطر ٹیشین کو کچوکے دینا چاہتی تھی؛ لہٰذا اس نے پورڈینونے کو سامنے والی دیوار پر ایک پینل پینٹ کرنے کا کام سونپ دیا- لیونارڈو اور مائیکل انجلو کے مابین مقابلہ یہاں دوہرایا گیا (1538ء)' مگر ذرا ڈرامائی انداز میں: پورڈی نونے اپنی کمر سے ایک تلوار بھی لٹکائے رکھتا تھا- اس کا شاندار رنگوں والا اور پرجوش حرکت سے بھرپور کینوس دوسرے نمبر کا بہترین قرار دیا گیا: اور پورڈی نونے ایرکولے اا کے لیے کچھ منقش کپڑے بنانے کی خاطر فیرارا چلا گیا- وہاں پہنچنے کے دو ہفتے بعد ہی اسے موت نے آلیا- دوستوں نے کہا کہ اسے زہر دیا گیا ہے: جبکہ دشمنوں کے خیال میں اس کا وقت پورا ہو گیا تھا-

وچین تسا میں بھی ہیروز موجود تھے- بارتولومیو مانتینیا نے میڈوناؤں کو مرکز بنا کر مصوری کرنے والے مکتبہ کی بنیاد رکھی- مانتینیا کا بہترین کام "تخت نشین میڈونا" بریرا میں ہے: اس کے دونوں طرف انتونیلو کا بنایا ہوا دو دو پیغامبروں کا ماڈل ہے' اور فرشتے کنواری کے قدموں میں بیٹھ کر موسیقی پیدا کر رہے ہیں: لیکن یہ نام اپنے

نام کے حقدار ہیں' اور مطمئن نقوش اور شاندار عبا والی کنواری نشاۃ ثانیہ کی "میڈونا" کی پر ہجوم گیلری میں عمدہ ترین شبیہوں میں سے ایک ہے۔ تاہم' ویچن تسا کا یوم عروج پالاڈیو (Palladio) کا منتظر تھا۔

ویرونا پندرہ سو سال کی پر وقار تاریخ کے بعد 1404ء میں دوبارہ وینسی ماتحتی میں آیا اور 1796ء تک رہا۔ تاہم اس کے پاس ایک اپنی بھرپور ثقافتی زندگی تھی۔ اس کے مصور وینس کے مصوروں سے پیچھے رہے' لیکن ماہرین تعمیر' سنگتراش اور لکڑی کا کام کرنے والے ہنرمند بے مثال تھے اور انہیں نیچا نہ دکھایا جا سکا۔ سکیلا ئیجرز کے چودھویں صدی کے مقبرے بہت زیادہ مزئین ہونے کے باوجود سنگ تراشوں کی کمی پر دلالت نہیں کرتے؛ اور کین گرانڈے ڈیلا سکالا کا گھڑ سوار مجسمہ صرف ڈوناٹیلو اور ویروکیو کے شاہکاروں سے ہی کمتر ہے۔ اٹلی میں سب سے زیادہ پسندیدہ لکڑی تراش فرا جووانی دا ویرونا تھا۔ اس نے متعدد شہروں میں کام کیا' لیکن اپنی زندگی کا بڑا حصہ آبائی شہر میں اور گانو کے سانتا ماریا کلیساء میں سماع خانے کے کٹہروں پر کندہ کاری اور مرصع کاری میں لگایا۔

ویرونائی فن تعمیر عظیم نام فرا جوکونڈو (Giocondo) تھا جسے وازی نے "کمیاب اور ہمہ گیر جوہر کامل" کہا۔ یہ ڈومینیکی راہب ہیلینیائی' ماہر نباتات' عتیقی (antiquarian)' فلسفی اور ماہر دینیات اور اپنے دور کے سرکردہ معماروں اور انجینئروں میں سے بھی ایک تھا۔ اس نے مشہور محقق جولیس سیزر سکیلا ئیجر کو لاطینی اور یونانی پڑھائی جس نے فرانس جانے سے قبل ویرونا میں طب کا پیشہ اپنایا۔ فرا جوکونڈو نے روم میں کلاسیکی آثار پر کھدی ہوئی تحریریں نقل کر کے اس موضوع پر ایک کتاب لورینتسو ڈی میڈیچی کو پیش کی۔ اس کی تحقیقات کے نتیجہ میں پلائنی کے خطوط کا بڑا حصہ پیرس میں ایک پرانے انتخاب میں سے دریافت ہوا۔ شہر میں ہی قیام کے دوران اس نے سین (Siene) پر دو پل تعمیر کیے۔ جب دریائے برینتا کے کٹاؤ کی وجہ سے وینس کو ممکن بنانے والی جھیلیں بھر جانے کا خطرہ لاحق ہوا تو فرا جوکونڈو نے مجلس بلدیہ کو قائل کیا کہ بے پناہ لاگت سے دریا کا رخ تبدیل کر کے جنوب بعید کی جانب کیا جائے؛ لیکن اس کارروائی کی وجہ سے آج وینس آبی گلیوں کا کرشمہ نہ ہوتا؛ چنانچہ Luigi Cornaro نے جوکونڈو کو شہر

کا دوسرا بانی کہا۔ ویرونا میں اس کا شاہکار پلازو ڈیل کونسیلو ہے۔۔۔ ایک سادہ رومن انداز کی گیلری جس کی بلندی پر ایک پرشکوہ کارنس ہے اور ویرونا کے تمام قدیم مردوں کارنیلیئس نیپوس' کاتولس' وتروویئس' پلائنی اصغر اور امیلیئس ماکر کے مجسمے ایستادہ ہیں۔ روم میں جوکونڈو کو رافیل اور گلیانو دا سانگالو کے ساتھ سینٹ پیٹرز کا آرکیٹیکٹ بنایا گیا' لیکن وہ اِسی سال (1514ء) 81 برس کی عمر میں مر گیا۔ اس کی زندگی بڑی بھرپور تھی۔

روم کی باقیات پر جوکونڈو کے کام نے ایک اور ویرونائی معمار جووان ماریا فالکونیتو کو ولولہ عطا کیا۔ اس نے اپنے علاقے سے تمام نادر قدیم اشیاء جمع کرنے کے بعد روم کی جانب کوچ کیا اور گاہے بگاہے بارہ برس تک کام کرتا رہا۔ اس نے ویرونا لوٹ کر سیاست میں حصہ لیا' شکست کھائی اور پیڈوآ جانے پر مجبور ہوا۔ وہاں بیمبو اور کورنارو (Cornaro) نے اسے حوصلہ دلایا کہ آرکیٹکچر میں کلاسیکی ڈیزائن لاگو کرے؛ اور فیاض سوسالہ بیمبو نے جووان ماریا کو اس کی زندگی کے 76 برس کے اختتام تک رہائش دی' کھانا کھلایا' رقم دیتا اور پیار کرتا رہا۔ فالکونیتو نے پیڈوآ میں کورنارو کے محل کا چھتا' شہر کے دو دروازے اور سانتا ماریا ڈیلے گریزی کا کلیساء ڈیزائن کیا۔ جوکونڈو' فالکونیتو اور Sanmichedi نے آرکیٹکٹس کا ایک تین رکنی گروہ تشکیل دیا جس کی ہمسری صرف روم میں موجود تھی۔

میشلے سان میشیلی (Michele Sanmicheli) نے زیادہ توجہ فصیلیں اور قلعے بنانے پر دی۔ وہ ویرونائی معماروں کا بھتیجا تھا' وہ سولہ برس کی عمر میں روم گیا اور قدیم عمارتوں کی محتاط پیائش کی۔ کلیساؤں اور محلات کی ڈیزائننگ میں اپنا نام بنانے کے بعد وہ کلیمنٹ VII کے کہنے پر پارما اور پیاچن تسا کے لیے دفاعی فصیلیں بنانے گیا۔ اس عسکری فن تعمیر کی امتیازی خصوصیت مخمس بُرج تھا' جس کی بلند بالکنی سے پانچ سمتوں میں توپ چلائی جا سکتی تھی۔ جب اس نے وینس کی حصار بندیوں کا معائنہ کیا تو اسے جاسوس سمجھ کر گرفتار کر لیا گیا؛ لیکن پوچھ گچھ کرنے والے افراد اس کے علم سے اتنے متاثر ہوئے کہ مجلس بلدیہ نے اسے ویرونا' بریشیا' زارا' کورفیو (Corfu)' سائپرس اور کریٹ میں قلعے تعمیر کرنے کا کام سونپ دیا۔ وینس واپس آ کر اس نے Lido پر ایک

طاقتور قلعہ بنایا۔ بنیادیں تیار کرتے وقت جلد ہی پانی آ گیا۔ اس نے فرا جوکونڈو کی مثال پر عمل کرتے ہوئے مربوط کھمبوں کا کوردون (Cordon) پانی میں ڈالا' دو دائروں کے درمیان سے پانی پمپ کیا اور خشک دائرے میں بنیاد رکھ دی۔ یہ بہت مشکل منصوبہ تھا جس کی کامیابی آخری لمحے تک مشکوک تھی۔ نقادوں نے پیش گوئی کی کہ جب بھاری توپ خانہ اس قلعے سے فائر کرے گا تو بنیادیں ہلنے کی وجہ سے ساری عمارت زمین پہ آن گرے گی۔ مجلس بلدیہ نے اس میں وینس کی طاقتور ترین توپ رکھی اور ان سب کو بیک وقت فائر کرنے کا حکم دیا۔ حاملہ عورتیں قبل از وقت زچگی سے بچنے کی خاطر پڑوس کے علاقوں میں چلی گئیں۔ توپ خانے نے فائر کیا' قلعہ مضبوطی سے جما رہا' مائیں لوٹ آئیں اور سان میشیلی وینس کا ہیرو بن گیا۔

ویرونا میں اس نے شہر کے دو پرشکوہ دروازے ڈیزائن کیے' انہیں ڈورک ستونوں اور کارنسوں سے سجایا؛ وازای نے تعمیراتی حوالے سے ان تعمیرات کو رومن تھیٹر اور ایمفی تھیٹر کے ساتھ شمار کیا جو ویرونا میں رومن دور سے ہی موجود تھے۔ اس نے وہاں پلازو Bevilacqua' گریمانی اور Mocenigo کے محلات تعمیر کیے؛ کیتھیڈرل کے لیے ایک گھنٹہ مینار اور سان جورجو میجورے کے لیے گنبد کی تعمیر کے کام کی نگرانی کی۔ اس کا دوست وازاری ہمیں بتاتا ہے کہ میشیلے اپنی جوانی میں اگرچہ تھوڑی بہت بدکاری میں پڑا' لیکن بعد کی زندگی میں مثالی عیسائی بن گیا' وہ مادی مفادات کا خیال ذہن میں نہ لاتا اور سب آدمیوں کے ساتھ محبت و خلوص سے پیش آتا۔ اس نے اپنی مہارتیں ایوکوپو سانسووینو اور ایک بھتیجے (جس سے وہ بہت پیار کرتا تھا) کے لیے ترکہ میں چھوڑیں۔ جب اسے خبر ملی کہ یہ بھتیجا ترکوں کے خلاف وینس کی طرف سے لڑتا ہوا سائپرس میں مارا گیا ہے تو سان میشیلی کو بخار چڑھ گیا اور 73 برس کی عمر میں چند دن بعد ہی اسے موت نے آ لیا (1559ء)۔

نشاۃ ثانیہ کا نفیس ترین تمغہ ساز (medalist) ویرونا سے تعلق رکھتا تھا' شاید وہ تمام ادوار میں نفیس ترین تھا۔ [۵۹] انٹونیو پیسانو کو تاریخ پیسانیلو کے نام سے جانتی ہے' اس نے دستخط میں ہمیشہ اپنا نام Pictor لکھا' اور خود کو مصور خیال کرتا تھا۔ اس کی تقریباً نصف درجن تصاویر ہم تک پہنچی ہیں جن کا معیار اعلیٰ ہے؛ لیکن اس کا نام ان

تصویروں کی وجہ سے صدیوں تک زندہ نہیں رہا۔ پیسانیلو نے یونانی اور رومن سِکوں کے ڈیزائنوں کی جامع حقیقت پسندی پر دوبارہ اختیار حاصل کرتے ہوئے چھوٹی چھوٹی گول منبت کاریاں تیار کیں جن کا قطر شاذو نادر ہی دو انچ سے زیادہ تھا؛ ان میں مہارت کا کمال اور اس قدر حقیقت پسندی یکجا تھی کہ یہ تمغے آج ہمارے لیے کئی مشاہیر نشاۃ ثانیہ کی شبیہیں پیش کرتے ہیں۔ یہ فن پارے زیادہ عمیق نہیں؛ ان میں کوئی فلسفیانہ رنگ موجود نہیں، لیکن وہ ہمت آزما کاریگری اور تاریخی مظاہر کے خزانے ہیں۔

مصوری میں پیسانیلو اور کاروتوس (Carotos) کو چھوڑ کر ویرونا بدستور قرون وسطیٰ جیسا رہا۔ سکیلائیجرز کے زوال کے بعد اس نے خاموشی سے ثانوی کردار اختیار کرلیا۔ یہ وینس کی طرح ایک ریالٹو نہیں تھا جہاں تاجر درجن بھر زمینوں کے خیالات لے کر آتے اور آپس میں تبادلہ کرتے ہوں۔ یہ لوڈویکو کے مِیلان کی طرح سیاسی قوت، نہ ہی فلورنس کی طرح سرمایہ کاری کا مرکز، نہ ہی روم کی طرح بین الاقوامی مکان تھا۔ یہ مشرق سے بہت زیادہ نزدیک، انسانیت پسندی سے مغلوب بھی نہیں تھا کہ اپنی عیسائیت کو پاگان اِزم کا رنگ دے سکتا؛ یہ عہد وسطیٰ والے موضوعات پر ہی قانع تھا، اور شاذ و نادر ہی اپنے آرٹ میں اس شہوت خیز جوش کا اظہار کیا جس نے جورجونے اور ٹِیشین، کوراجیو اور رافیل کے برہنہ پیکروں کو تحریک دی تھی۔ بعد کے دور میں اس کے ایک بیٹے نے پاگان ذوق میں قدم رکھا؛ لیکن پاؤلو ویرونیسے ایک ویرونائی کی بجائے وینسی کے طور پر زندگی میں آیا۔ ویرونا پرسکون ہو گیا۔

چودھویں صدی میں اس کے مصور ہنوز اپنے وقت کے ساتھ ہم قدم تھے؛ ان میں سے ایک---Altichiero da Zevio---کو پیڈوآ نے سان جورجو گرجاخانہ کی آرائش کے لیے بلوایا۔ اس صدی کے اواخر میں سٹیفانو دا زیویو فلورنس گیا اور آگنولو گِڈی سے جوتوئی روایت سیکھی؛ اس نے ویرونا واپس آکر دیواری تصاویر بنائیں جنہیں ڈوناٹیلو نے اس علاقے میں بہترین کام قرار دیا۔ اس کے شاگرد ڈومینیکو مورانے نے پیسانیلو اور بیلینی کے فن پاروں کا مطالعہ کر کے اس پر سبقت حاصل کی؛ میتوآ کے کاسٹیلو میں "*Buonacolsi* کی شکست" جینٹیلے کی بہ کثرت بلندیوں کا مقابلہ کرتی ہیں۔ ڈومینیکو کے بیٹے فرانسکو نے اپنی پچی کاریوں کے ذریعہ فراجووانی کے لکڑی کے

کام کو اورگانو میں سانتا ماریا کی سیکرسٹی بنانے میں مدد دی جو اِٹلی کے خزانے سے لبریز کمروں میں سے ایک ہے۔ ڈومینیکو کے شاگرد Girolamo dai Libri نے سولہ برس کی عمر میں (1490ء) اسی پسندیدہ کلیساء میں ایک الٹرپیس پینٹ کی۔۔۔ "صلیب سے نزول۔" وازاری کے مطابق جب اس کی نقاب کشائی ہوئی تو اتنا جوش پھیلا کہ سارا شہر آرٹسٹ کے باپ کو مبارکباد کہنے کو دوڑا؛" ۵۱ اس کا زمینی منظر پندرھویں صدی کے آرٹ میں بہترین مناظر میں سے ایک تھا۔ گیرولامو کی ایک اور تصویر میں (نیویارک) ایک درخت اس قدر حقیقت پسندانہ انداز میں پیش کیا گیا کہ۔۔۔۔ مقدس ڈومینیکی کے کہنے پر۔۔۔ پرندوں نے اس کی شاخوں پر بسیرا ڈالنا چاہا؛ اور متفکر وازاری خود بھی وثوق سے کہتا ہے کہ آپ اورگانو میں سانتا ماریا کے لیے گیرولامو کی مصور کردہ "میلاد مسیح" میں خرگوش کے بال تک گن سکتے ہیں۔ ۵۲ گیرولامو کے باپ کو مخطوطات کی طلاء کاری میں مہارت کی وجہ سے *dai Libri* کا نام ملا تھا: بیٹے نے اس آرٹ کو جاری رکھا اور اس میں اِٹلی کے تمام دیگر منی ایچر ماہرین جیسا کمال حاصل کیا۔

تقریباً 1462ء میں ایاکوپو بیلینی نے ویرونا میں مصوری کی۔ اس کی نوکری کرنے والے لڑکوں میں ایک Liberale بھی تھا جسے بعدازاں اپنے شہر والا نام ہی مل گیا؛ اس لبرالے دا ویرونا کے ذریعہ وینسی رنگ اور جانداری کا عنصر ویرونائی مصوری میں داخل ہوا۔ گیرولامو کی طرح لبرالے نے بھی یہی جانا کہ وہ مخطوطات کی طلاء کاری کے ذریعہ بہترین ترقی کر سکتا ہے؛ اس نے سینا میں اپنی منی ایچرز سے 800 کراؤنز (20 ہزار ڈالر؟) کمائے۔ اس نے عمر ضعیفی میں اپنی شادی شدہ بیٹی کی لاپروائی اور غلط سلوک کی وجہ سے اپنی جائیداد ایک شاگرد فرانسکو Torbido کے نام کی' اس کے پاس رہنے چلا گیا اور 85 سال کی مناسب عمر میں فوت ہوا (1536ء)۔ ٹوربیڈو نے جورجونے کے ساتھ بھی مطالعہ کیا اور لبرالے پر برتری حاصل کی جس نے اسے معاف کر دیا۔ لبرالے کا ایک اور شاگرد جوان فرانسکو کاروتو سان زینو میں مانتینیا کی کثیر چوکھٹا شاہکار تصویر سے بہت زیادہ متاثر ہوا۔ وہ اپنے بوڑھے استاد کے ساتھ پڑھنے میتو آگیا' اور اتنی ترقی کی کہ مانتینیا نے کاروتو کے کام کو اپنے نام سے بھیج دیا۔ جوان فرانسکو نے گائیڈو بالڈو اور الیزبیتا (اُربینو کا ڈیوک اور ڈچس) کے شاندار پورٹریٹ بنائے۔ وہ امیر ہو کر

واپس ویرونا آیا' اب وہ کبھی کبھی اپنے خیالات بیان کرنے کی استطاعت رکھتا تھا۔ جب ایک پادری نے اسے شہوت انگیز جسم بنانے پر الزام دیا تو اس نے کہا' "اگر مصور کردہ پیکر آپ میں ہلچل پیدا کر دیتے ہیں تو آپ کو جسم اور خون کی ذمہ داری کیسے تفویض کی جا سکتی ہے؟" [۵۴] وہ ان چند ویرونائی مصوروں میں سے ایک تھا جو مذہبی موضوعات سے بھٹک گئے۔

اگر ان آدمیوں میں ہم فرانسسکو بونسگنوری' پاؤلو مورانڈو (المشہور Cavazzolo)' ڈومینیکو بروساسورکی اور جووانی کاروتو (جووان فرانسسکو کا چھوٹا بھائی) کا اضافہ کرلیں تو نشاۃ ثانیہ میں ویرونائی مصوروں کی فہرست نسبتاً زیادہ مکمل ہو جاتی ہے۔ وہ تقریباً سبھی اچھے آدمی تھے: وازاری ان میں سے تقریباً ہر ایک کو اخلاقی تھپکی دیتا ہے: ان کی زندگیاں آرٹسٹوں جیسی با نظم تھیں' اور ان کے کام میں ایک مطمئن اور اخلاقی حسن تھا جو ان کی فطرتوں اور ماحول میں منعکس ہوتا ہے۔ ویرونا نے نشاۃ ثانیہ کے گیت میں ایک دھیما سا پاکیزہ اور راحت بخش سُر چھیڑا۔

بارھواں باب

امیلیا اور مارچز

(1378ء-1534ء)

I- کوراجیو

ویرونا سے 50 میل جنوب میں آپ براستہ امیلیا (Via Emilia) یا امیلیائی راہ تک پہنچتے ہیں' جو پارما' ریجیو' موڈینا' بولونیا' اِیمولا' فورلی اور چیزینا سے ہو کر پیاچن تسا سے 175 میل دور رمینی تک جاتی ہے (یہ سب جگہیں فیرارا اور راوینا کے ساتھ مل کر آج امیلیا کا Compartimento تشکیل دیئے ہوئے ہیں- رمینی کے جنوب مشرق میں مارچز یا سرحدی صوبے پیزارو اور اُربینو' اینگ کونا (Acona)' Macerata اور آسکولی پیچینو ہیں-) ہم پیاچن تسا اور کچھ دیر کے لیے پارما سے گذرتے ہوئے ریجیو سے آٹھ میل دور شمال مشرق میں ایک چھوٹی سی پنچایت دیکھتے ہیں جس کا نام بھی ریجیو ہے- کوراجیو اِٹلی کے ان متعدد قصبات میں سے ایک ہے جنہیں اپنے نام کے حامل کسی جینئس کی وجہ سے یاد رکھا گیا ہے- اس کے حکمران خاندان کا نام بھی کوراجیو تھا: ایک رکن نکولو دا کوراجیو نے بیٹرائس اور اِزابیلا ڈی ایستے کے لیے خوبصورت نظمیں لکھیں- یہ ایسی جگہ ہے جہاں آپ کسی جینئس کی پیدائش اور وفات کی توقع تو کر سکتے ہیں لیکن یہاں رہنے کی نہیں کیونکہ اس کے پاس کوئی نمایاں آرٹ' یا واضح روایت نہ تھی- لیکن سولھویں صدی کے ابتدائی عشروں میں کاؤنٹ گلبرٹ X کوراجیو گھرانے کا

سربراہ اور اس کی بیوی ویرونیکا گامبار انشاۃ ثانیہ کی عظیم خواتین میں سے ایک تھی۔ وہ لاطینی بول سکتی تھی' اسے فلسفہ علم الکلام معلوم تھا' اس نے پادریانہ الہیات کے متعلق ایک تفسیر لکھی' پیٹرارک کے انداز میں خوبصورت شاعری کی اور "دسویں روح شاعری" کہلائی۔ اس نے اپنے چھوٹے سے صحن کو آرٹسٹوں اور شاعروں کے لیے دیوان خانہ بنایا اور عورت کی اس رومانی پرستش کو فروغ دیا جس کی جگہ اب (اِٹلی کے اعلیٰ طبقات میں) مریم کی عہد وسطیٰ والی پرستش لے رہی تھی اور اطالوی آرٹ کو نسوانی حسن پیش کرنے کی جانب مائل کر رہی تھی۔ 3 ستمبر 1528ء کو اس نے اِزابیلا ڈی ایستے کو لکھا کہ "ہمارے انٹونیو آلیجری صاحب نے حال ہی میں ایک شاہکار مکمل کیا ہے جس میں میگدلین کو صحرا میں دکھایا گیا ہے۔ وہ لطیف آرٹ کے بھرپور اظہار میں عظیم ماہر ہیں۔"[۱۱]

اسی انٹونیو آلیجری نے نادانستہ طور پر قصبے کا نام اپنایا اور اسے مشہور کیا' حالانکہ اس کا خاندانی نام اس کے آرٹ کی خوش کن نوعیت کا کافی بہتر طور پر اظہار کر سکتا ہو گا۔ انٹونیو کا باپ چھوٹا سا زمیندار تھا' وہ زیادہ تو نہیں لیکن اتنا خوشحال ضرور تھا کہ اپنے بیٹے کے لیے 257 ڈیوکٹ (6425 ڈالر؟) جہیز والی دلہن حاصل کر سکتا۔ جب انٹونیو نے ڈرائنگ اور مصوری سے لگاؤ ظاہر کیا تو اسے اپنے چچا لورینتسو آلیجری کی زیر تربیت دے دیا گیا۔ ہم نہیں جانتے کہ اسے مزید کس نے پڑھایا؛ کچھ کہتے ہیں کہ وہ فرانسکو ڈی بیانکی فیراری کے پاس پڑھنے فیرارا' پھر بولونیا میں فرانسیا اور کوسٹا کے سٹوڈیوز میں' پھر کوسٹا کے پاس میتتو آ گیا جہاں مانتینیا کی دیو قامت دیواری تصاویر کا گہرا اثر قبول کیا۔ بہرصورت اس نے اپنی زیادہ تر زندگی کوراجیو کی گمنامی میں گذاری' اور غالباً وہ اس قصبے کا واحد شخص تھا جسے اپنا نام "لافانیوں میں" شمار کیے جانے کا گمان تھا۔ لگتا ہے کہ اس نے مارک انٹونیو ریمونڈی کی کندہ کاریوں اور لیونارڈو کے اہم فن پاروں کا مطالعہ کیا تھا۔ ان تمام اثرات نے مل کر اس کا قطعی انفرادی انداز تشکیل دیا۔

اس کے موضوعات کا سلسلہ سولہویں صدی کے پہلے ربعہ میں اِٹلی کے پڑھے لکھے طبقات کے درمیان مذہب کے زوال اور غیرمذہبی سرپرستی اور موضوعات کی آمد سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کے ابتدائی فن پاروں نے عیسائیت کی کہانی ہی دوبارہ بیان کی:

"Magi" کی بھگتی میں کنواری کا چہرہ دلکش اور لڑکیوں جیسا ہے جسے بعدازاں کوراجیو نے غیر اہم کرداروں کے لیے مختص کر دیا: "مقدس خاندان"؛ "سینٹ فرانسس کی میڈونا" اپنے تمام خدوخال میں ہنوز روایتی تھی: "مصر سے واپسی پر استراحت" اپنی ترکیب' رنگ اور کردار نگاری میں اچھوتی ہے؛ "La Zingarella" میں کوراجیو کے انداز کی تمام خوبصورتی جلوہ گر ہے جس میں کنواری محبت کے ساتھ اپنے بچے کے اوپر اُنڈی ہوئی ہے؛ اور "بچے کو پیار کرتی ہوئی میڈونا" میں منظر کی تمام روشنی کا منبع بچہ ہے۔

اس کے فن میں پاگان رحجان ایک بے ڈھنگ کام کے ذریعہ آیا۔ 1518ء میں' پارما میں سان پاؤلو خانقاہ کی صدر راہبہ جووانا داپیاچن تسا نے اسے اپنا کمرہ سجانے کے کام پر لگایا۔ وہ پاکیزگی سے زیادہ حسب نسب کو اہمیت دینے والی خاتون تھی؛ اس نے دیواری تصاویر کے موضوعات کے لیے شکار کی دیوی ڈیانا کو بطور موضوع منتخب کیا۔ کوراجیو نے آتشدان کے اوپر ڈیانا کو پر شکوہ رتھ میں دکھایا' اس سے اوپر گنبد کے 16 ٹکڑوں میں کلاسیکی داستانوں کے مناظر پیش کیے۔ اب انسانی جسم' بیشتر برہنہ' کوراجیو کے لیے تصویری آرائش کا مرکزی عنصر بن گیا اور اس کے عیسائی موضوعات میں بھی پاگان جذبات در آئے۔ صدر راہبہ نے اسے عیسائی بنا لیا تھا۔

اس کی کامیابی نے پارما میں ہلچل پیدا کی اور اسے نفع بخش کام دلائے۔ اس نے تقریباً 1519ء میں "سینٹ کیتھرین کی باطنی شادی" (نیپلز) پینٹ کی؛ یہاں کنواری اور پیغامبر ناقابل بیان حد تک خوبصورت تھے؛ تاہم' چار سال بعد کوراجیو نے اسی موضوع پر (لوورے کے خزانے میں موجود) ایک تصویر بنا کر اپنے اوپر ہی سبقت حاصل کی۔۔۔ خوبصورت چہرے اور دلفریب منظر' لہریئے دار لباس اور بالوں پر سائے اور روشنی کا جادو۔۔

1520ء میں کوراجیو نے پارما کی جانب سے ایک مشقت طلب کام اپنے ذمہ لیا۔۔۔ ایک نئے بینیڈکٹی کلیساء سان جووانی ایوانجیلسٹا کے گنبد میں' شہ نشین کے اوپر اور چھوٹے گرجا خانوں میں مصوری کرنے کا کام۔ اس نے چار سال تک اس منصوبے پر محنت کی اور 1523ء میں بیوی بچوں سمیت پارما منتقل ہو گیا۔۔ گنبد میں اس نے حواریوں

کو گولائی میں نرم بادلوں پر آرام سے بیٹھے اور مسیح پر نظریں جمائے ہوئے دکھایا: مسیح کو نیچے کھڑا ہو کر دیکھا جائے تو وہ بہت فاصلے پر نظر آتا ہے۔ اس گنبد کی شان و شوکت حواریوں کی زبردست شبیہوں میں ہے' کچھ ایک اپنی قطعی برہنگی میں فیدیاس کے دیوتاؤں کا مقابلہ اور شاید اپنے عضلاتی شکوہ میں مائیکل اینجلو کی بارہ سال قبل سسٹائن گرجاخانے میں مصور کردہ شبیہوں کی بازگشت پیش کرتی ہیں۔ دو محرابوں کے درمیان ایک تکونی جگہ میں سینٹ امبروز کسی پارتھی نون نوجوان جیسے دلکش حواری جان (یوحنا) کے ساتھ دینیات پر بحث کر رہا ہے۔ پرکشش شبیہیں' نظری طور پر فرشتے اپنے ملکوتی چہروں' چوتڑوں' ٹانگوں اور رانوں کے ساتھ درمیان کی خالی جگہوں کو بھرے ہوئے ہیں۔ یونانی بازیافت انسانیت پسندی اور مینوشیئس میں پرانی ہو چکی تھی' لیکن یہاں عیسائی آرٹ میں پورے جوبن پر ہے۔

1522ء میں پارما کے عظیم کیتھیڈرل کے دروازے نوجوان آرٹسٹ کے لیے کھولے گئے' اور اس کے ساتھ گرجاخانوں' محرابی طاق (apse)' سماع خانہ اور گنبد پینٹ کرنے کے عوض ایک ہزار ڈیوکٹ (12,500 ڈالر) ادا کرنے کا معاہدہ ہوا۔ اس منصوبے پر وہ وقفوں کے ساتھ 1526ء سے اپنی موت تک' 8 سال کام کرتا رہا۔ اس نے گنبد کے لیے "عید استقبال مریم" کا موضوع منتخب کیا اور اس تصویر کو انسانی جسم کا لوچدار منظر بنا کر کیتھیڈرل کے متعدد عہدیداروں کو شدید دھچکا پہنچایا۔ درمیان میں ہوا پر تیرتی ہوئی کنواری بانہیں پھیلائے اپنے بیٹے سے ملنے آسمان پر جا رہی ہے: اس کے اردگرد اور نیچے حواریوں' پیروکاروں اور پیغامبروں کا ملکوتی لشکر اسے اپنی بھگتی کی پھونکوں سے اوپر کی جانب بھیجتا ہوا لگتا ہے: اور فرشتوں کا ایک گروہ کنواری کو سہارا دے رہا ہے' یہ فرشتے شاندار انداز میں صحت مند اور برہنہ شباب کے حامل لڑکوں لڑکیوں جیسے دکھائی دیتے ہیں: یہ اطالوی آرٹ میں خوبصورت ترین لڑکے لڑکیاں ہیں۔ ایک کلیسیائی عہدیدار نے بہت سی بازوؤں اور ٹانگوں سے بوکھلا کر اس تصویر کو "مینڈکوں کا گوشت" قرار دیا: ظاہر ہے دیگر ارکان بھی انسانی جسم کے اس گھمسان پر شبہات کا شکار تھے: اور کیتھیڈرل پر کوراجیو کا کام شاید کچھ دیر کے لیے روک دیا گیا اب وہ درمیانی عمر کو پہنچ چکا تھا (1530ء)' اور اسے ایک پرسکون زندگی کی

خواہش تھی۔ اس نے کوراجیو کے باہر چند ایکڑ زمین خریدی اور اپنے باپ کی طرح زمیندار بن کر خاندان اور فارم کی کفالت برش کے ذریعہ کرنے لگا۔ اپنے بڑے منصوبوں کے دوران اس نے مذہبی تصاویر کا ایک سلسلہ بنایا' تقریباً ہر ایک تصویر شاہکار ہے: "میگدلینی کی قرات"; "سینٹ سیباسٹین کی کنواری"--- کوراجیو کی بنائی ہوئی دلکش ترین کنواری; "The Madonna dell Scodella"; "سان گیرولامو کی میڈونا:" جسے کبھی کبھی "دن" کہا گیا۔ آخری تصویر میں سینٹ جیروم مائیکل اینجلو سے منسوب کیے جانے کا حقدار ہے' اور فرشتہ ایک لڑکیوں جیسے حسین بچے کے سامنے کتاب لیے کھڑا ہے' اور میگدلینی اپنا رخسار بچے کی ران پر رکھے ہوئے ہیں۔ سرخ اور پیلے رنگوں کا شوخ پن کینوس کو ٹیشین کے شایان شان بناتا ہے۔ "گڈریوں کی پرستش" "رات" (La Notte) کے نام سے مشہور ہے۔ ان تصاویر میں کوراجیو کی دلچسپی مذہبی جذبات کی بجائے جمالیاتی اقدار میں تھی--- جوان ماں کی پر خلوص بھگتی' بیضوی چہرہ' چمکدار بال' جھکی ہوئی آنکھیں' ستواں ناک' پتلے سے ہونٹ' بھرپور چھاتی; یا توانا حواریوں کے مردانہ پٹھے; یا میگدلینی کی باحیاء دلکشی; یا بچے کا گلاب جیسا جسم۔ کوراجیو کیتھیڈرل کی مچانوں سے نیچے آکر حسیناؤں کے نظارے سے محفوظ ہوا کرتا تھا۔

تقریباً 1523ء میں فیڈریگو II گونزاگا کی جانب سے دیئے گئے سلسلہ وار کاموں نے اس کے آرٹ میں پاگان عنصر کے بھرپور اظہار کو دعوت دی۔ مارکوئیس نے چارلس V کی نظر کرم حاصل کرنے کی خاطر یکے بعد دیگرے تصاویر بنوا کر اسے بطور تحفہ بھجوائیں اور مطلوبہ انعام یعنی ڈیوک کا خطاب پایا۔ روم کے پاگان اِزم کے مکتب میں پڑھے ہوئے کوراجیو نے اساطیری موضوعات پینٹ کر کے محبت اور خواہش کی اولمپیائی فتوحات کو یادگار بنایا۔ "ایروس کی تربیت" میں وینس نے کیوپڈ کی آنکھوں پر پٹی باندھ رکھی ہے (کہ کہیں نسل انسانی مر نہ جائے); "جیوپیٹر اور Antiope" میں دیوتا کسی ساحر کے روپ میں گھاس پر برہنہ لیٹی ہوئی خاتون کی جانب بڑھ رہا ہے; "Danae" میں قاصد فرشتہ حسین خادمہ کو بے لباس کر کے مشتری (جوپیٹر) کے استقبال کی تیاری کر رہا ہے' جبکہ خادمہ کے پلنگ کی ایک طرف دو Putti دیوتاؤں کی اخلاقیات سے لاپرواہو کر کھیل رہے ہیں; "Io" میں جوپیٹر ایک خفیہ بادل میں بیٹھ کر نیچے اترا ہے اور اپنے

قادر مطلق ہاتھ کے ساتھ گداز بدن عورت کو جکڑتا ہے' جو بڑی ادا سے ہچکچاتی اور آخرکار اپنا آپ خواہش کی تکمیل کو سونپ دیتی ہے۔ "The Rape of Ganymede" میں ایک شاہین منافق ترین دیوتا کی ضروریات پوری کرنے کے لیے ایک پیارے سے لڑکے کو لے کر اڑا جا رہا ہے۔ "لیڈا اور ہنس" میں عاشق ایک ہنس ہے' لیکن مقصد وہی پہلے والا۔ حتیٰ کہ "کنواری اور سینٹ جارج" میں دو برہنہ کیوپڈ کنواری کے سامنے اچھل کود کر رہے ہیں' اور چمکدار زرہ بکتر والا سینٹ جارج نشاۃ ثانیہ کے جوان کا جسمانی آئیڈیل ہے۔

ہمیں ہرگز یہ نتیجہ اخذ نہیں کرنا چاہیے کہ کوراجیو محض جسم کو پینٹ کرنے کا شوقین شہوت پسند تھا۔ اسے شاید غیر معتدل حد تک حسن سے محبت تھی' اور ان اساطیر میں اس نے اس پر بہت زیادہ زور دیا؛ لیکن "میڈوناؤں" میں زیادہ عمیق حسن کے ساتھ انصاف کیا۔ جب اس کا برش اولمپس کے ساتھ اٹھکیلیاں کر رہا تھا تو وہ خود مکمل گھریلو زندگی گذار رہا تھا اور کام کے سوا شاذ و نادر ہی باہر نکلتا تھا۔ وازاری ہمیں بتاتا ہے کہ "وہ تھوڑی بہت دولت پر ہی قانع تھا اور اس نے ایک اچھے عیسائی کی طرح زندگی گذاری۔" اس کو بزدل اور خبطی سا بتایا گیا؛ ایسا کون ہے جو روزانہ خوبصورتی کے سہانے خواب سے نکل کر ہدہیئت لوگوں کی دنیا میں آنے پر خبطی نہ ہو جائے گا؟

شاید کیتھیڈرل میں کام کے معاوضہ کے متعلق کچھ جھگڑا کھڑا ہو گیا۔ جب ٹیشین پارما آیا تو اس نے جھگڑے کی باتیں سنیں اور رائے دی کہ اگر گنبد کو الٹا کر کے ڈیوکٹس سے بھر دیا جائے تو اتنا معاوضہ کافی ہو گا۔ بہرحال' کوراجیو کے معاوضے کا مسئلہ اس کی قبل از وقت موت کے ساتھ کچھ نہ کچھ تعلق ضرور رکھتا ہے۔ 1534ء میں اسے تانبے کے 60 کراؤنز (750 ڈالر؟) کی قسط ملی۔ وہ دھات کا یہ بوجھ اٹھا کر پیدل ہی پارما سے نکل کھڑا ہوا؛ اسے بہت زیادہ دھوپ لگی' بہت زیادہ پانی پیا' بخار کا شکار ہوا اور 5 مارچ 1534ء کو اپنی عمر کے چالیسویں (کچھ کے خیال میں پینتالیسویں) سال میں اپنے فارم پر مر گیا۔

اتنی مختصری زندگی میں اس کے کارنامے حیرت انگیز تھے' مجموعی طور پر لیونارڈو' یا ٹیشین' مائیکل اینجلو یا کسی بھی اور کے پہلے 40 سال سے کہیں زیادہ' صرف رافیل

مستثنیٰ ہے۔ کوراجیو خطوط کی عمدگی، خط و خال کی درستگی انسانی بدن کے جاندار لمس کو پیش کرنے میں ان سب کی ہمسری کرتا ہے۔ اس کے انعکاسات اور شفافیت سے بھرپور رنگوں میں ایک سیال اور تابدار خاصیت ہے--- بنفشی، نارنجی، گلابی، نیلا اور چاندی رنگ--- بعد کے کسی بھی وینتسی میں ایسی آب و تاب موجود نہیں۔ وہ دھوپ چھاؤں (کیاروسکورو) کو لاتعداد امتزاجات میں پیش کرنے کا ماہر تھا؛ اس کی کچھ ایک میڈوناؤں میں مادہ محض روشنی کی صورت اور وظیفہ بن کر رہ جاتا ہے۔ اس نے مختلف قسم کی ساخت پر جراتمندی سے تجربات کیے--- ہرمی، وتری، گول؛ لیکن گنبد والی تصاویر میں پیغامبروں اور فرشتوں کی ٹانگوں کی کثرت میں یکجہتی کا دامن ہاتھ سے جانے دیا۔ اس نے میکینکس پر بہت کم توجہ دی، اس لیے اس کے بہت سے کردار مثلاً Micawber میں سہارے کے ذرائع نظر نہیں آتے۔ اس نے کچھ مذہبی موضوعات زبردست محبت کے ساتھ پیش کیے لیکن اس کی دلچسپی جسم میں تھی-- جسم کی خوبصورتی، حرکات، رویے، مسرتیں؛ اور اس کی موخر تصاویر سولہویں صدی کے اطالوی آرٹ میں کنواری پروینس کی فتح کی علامت ہیں۔

اٹلی اور فرانس میں مائیکل اینجلو اس کا مدمقابل تھا۔ موخر سولہویں صدی میں بولونیائی مکتبہ مصوری نے (Carracci کی قیادت میں) اسے اپنا ماڈل بنالیا؛ اور ان کے پیروکاروں Guido Reni، اور ڈومنی چینو نے کوراجیو کے آرٹ پر ایک جسمانی شان و شوکت اور شہوانی جذب کے آرٹ کی بنیاد رکھی۔ چارلس لی براؤن اور Pierre Minaud پاگان شبیہوں، برچھی بردار کیوپڈز اور کروبی فرشتوں کے ذریعہ آرائش کا ایک خوشنما شہوت انگیز انداز فرانس میں لائے اور ورسیلز میں پھیلایا۔ رافیل کی بجائے کوراجیو نے فرانس فتح کیا اور اس کے آرٹ پر ایک ایسا نقش ثبت کر گیا جو Watteau کے دور تک باقی رہا۔

خود پارما میں بھی کوراجیو کا کام فرانسسکو ماتسولی (Mazzouli) نے جاری رکھا اور پھر اس کی شکل بدلی۔ اطالویوں نے فرانسسکو کو "*il Parmigianino*" یعنی پارمی کہا۔ وہ یتیم پیدا ہوا (1504ء)، دو مصور چچاؤں کے ہاتھوں میں پلا بڑھا، لہٰذا اس کی صلاحیتیں

تیزی سے ترقی پذیر ہوئیں۔ سترہ برس کی عمر میں اسے سان جووانی ایوانجلسٹا کلیساء کے گرجا خانے کی آرائش کرنے کا کہا گیا جہاں کوراجیو گنبد کی اندرونی طرف مصوری کر رہا تھا: ان دیواری تصاویر میں اس کا انداز کوراجیوئی دلکشی کے مقام تک پہنچا۔ تقریباً اسی دور میں اس نے خود کو آئینے میں دیکھ کر ایک زبردست پورٹریٹ بنایا: یہ آرٹ کی دنیا میں شاندار ترین سیلف پورٹریٹ ہے جس میں ایک تہذیب یافتہ' حساس اور پُرغرور لڑکا دکھائی دیتا ہے۔ جب پاپائی افواج نے پارما کو گھیرے میں لیا تو اس کے دو چچاؤں نے دیگر تصاویر کے ساتھ یہ پورٹریٹ بھی پیک کیا اور انہیں فرانسسکو کے ہمراہ روم بھجوا دیا (1523ء) تاکہ وہ وہاں پر رافیل اور مائیکل اینجلو کے فن پاروں کا مشاہدہ اور پوپ کلیمنٹ VII کی حمایت حاصل کرے۔ وہ کامیابی کی راہ پر گامزن تھا کہ روم کی شکست و ریخت نے اسے بولونیا میں فرار ہونے پر مجبور کر دیا (1527ء)۔ وہاں ایک ساتھی آرٹسٹ نے اس کے تمام ڈیزائن اور کندہ کاری کے نمونے چرا لیے۔ غالباً اس وقت تک اس کے محافظ چچا فوت ہو چکے تھے۔ اس نے پیاترو آرمتینو کے لیے شاہانہ "میڈونا ڈیلا روزا" اور کچھ راہباؤں کے لیے "سانتا مارگریتا" پینٹ کر کے روزی روٹی کمائی۔۔۔ اول الذکر پہلے ڈریسڈن میں ہوا کرتی تھی اور موخرالذکر بولونیا میں موجود ہے۔ جب چارلس V تباہ شدہ اٹلی کو نئے سرے سے بحال کرنے وہاں آیا تو فرانسسکو نے آئل پینٹ سے اس کا ایک پورٹریٹ بنایا: شہنشاہ نے اسے پسند کیا اور شاید وہ آرٹسٹ کی قسمت سنوار دیتا' لیکن پارمی پورٹریٹ کو چند آخری "ٹچ" دینے کی غرض سے اپنے سٹوڈیو میں لے گیا اور پھر کبھی شہنشاہ سے نہ ملا۔۔۔

وہ واپس پارما آیا (1531ء) اور Madonna della Steccata کلیساء میں گنبد پینٹ کرنے کا کام حاصل کیا اب اس کا فن عروج پر تھا' اور اس کی اتفاقی تخلیقات بھی اعلیٰ پایہ کی تھیں: ایک "ترک غلام" جو شہزادے جیسا زیادہ لگتا ہے: ایک "سینٹ کیتھرین کی شادی" جو اس موضوع پر کوراجیو کی گرفت کی برابری کرتی ہے: اور ایک اس کی مبینہ محبوبہ Antea کا پورٹریٹ جسے اس دور کی مشہور ترین طوائف بتایا جاتا ہے' لیکن یہاں وہ ملکوتی حسن اور پرشکوہ لباس کے ساتھ کسی ملکہ سے کم نہیں نظر آتی لیکن پارمی' شاید اپنی بدقسمتیوں اور غربت سے مجبور ہو کر الکیمیا میں پرشوق

دلچسپی لینے لگا' اور مصوری کو پس پشت ڈال کر سونا بنانے کی خاطر بھٹیاں لگانے میں مصروف ہوگیا۔ سان جووانی کے کلیسیائی عہدیداروں نے اسے کام پر واپس لانے میں ناکام ہو کر معاہدہ شکنی کی بناء پر اس کی گرفتاری کا حکم دے دیا۔ ہمارا مصور بھاگ کر Casalmaggiore چلا گیا' انبیق (تقطیری آلہ) اور کٹھالیوں میں کھو گیا' داڑھی بڑھالی' اپنی ذات اور صحت کو نظرانداز کر دیا' کھانسی اور بخار کا شکار ہوا اور کوراجیو ہی کی طرح اچانک مرگیا (1540ء)۔

II۔ بولونیا

اگر ہم ریجیو اور موڈینا سے جلدی جلدی گذر جاتے ہیں تو اس کی وجہ یہ نہیں کہ وہاں تلوار یا بُرش یا قلم کے دھنی موجود نہیں تھے۔ ریجیو میں ایک آگسٹائنی راہب امبروجو کالے پینو نے لاطینی اور اطالوی کی لغت مرتب کی جو بعد کے ایڈیشنوں میں بڑھتے بڑھتے گیارہ زبانوں کی کثیر اللسان فرہنگ بن گئی (1590ء)۔ چھوٹے کارپی نے بالداسارے پیروتسی سے ایک خوبصورت کیتھیڈرل ڈیزائن کروایا (1514ء)۔ موڈینا میں ایک سنگتراش Guido Mazzoni تھا جس نے ایک ٹیراکوٹا "*Cristo morto*" کی حقیقت پسندی کے ذریعہ اہل شہر کو حیران کر دیا؛ اور گیارھویں صدی کے کیتھیڈرل میں سماع خانے کے پندرھویں صدی والے کٹہرے گھنٹہ گھر اور ماتھے کی خوبصورتی کے ہم پلہ تھے۔ پیلے گرینو دا موڈینا نے روم میں رافیل کے ساتھ کام کیا اور پھر اپنے آبائی شہر لوٹ آیا؛ اگر وہ بدمعاشوں کے ہاتھوں قتل نہ ہو جاتا تو اچھا مصور بن سکتا تھا۔

اِٹلی کے تجارتی راستوں کے چوراہے پر کھڑا ہوا بولونیا پھلتا پھولتا رہا' تاہم اس کی عقلی قیادت فلورنس میں منتقل ہو رہی تھی کیونکہ انسانیت پسندی نے علم الکلام کو معزول کر دیا تھا۔ بولونیا کی یونیورسٹی اب اِٹلی کی دیگر یونیورسٹیوں میں سے ہی ایک تھی' اور اب وہ کلیسیائی نمائندوں اور شہنشاہوں کو قانون پڑھ کر نہیں سنا سکتی تھی: لیکن یہاں کا مکتبہ طب ہنوز طاقتور تھا۔ پوپس نے بولونیا کو پاپائی ریاستوں میں سے ایک قرار دیا اور کارڈینل البورنوز نے جاتے جاتے یہ دعویٰ نافذ کر دیا (1360ء)؛ لیکن

مخالف پوپس کے درمیان کلیسیاء کی اس پھوٹ (1417ء–1378ء) نے پاپائی اختیار و رسوخ گھٹا دیا۔ ایک امیر خاندان Bentivogli سیاسی منظر پر غالب آیا اور ساری پندرھویں صدی کے دوران ایک ہلکی پھلکی استبدادیت قائم رکھی؛ اس خاندان نے ری پبلکن ضوابط کو اپنایا اور پوپس کی بالادستی کو تسلیم تو کیا مگر نظرانداز کر دیا۔ جووانی بینٹی ووگلو نے سینیٹ کے سربراہ یا *Capo* کی حیثیت سے بولونیا پر 37 برس (1506ء–1469ء) تک حکومت کی اور اپنی عقلمندی اور انصاف کے ذریعہ شہزادوں سے داد اور عوام سے محبت حاصل کی۔ اس نے گلیاں بنوائیں' سڑکوں کی مرمت کروائی اور نہریں بنوائیں؛ اس نے تحائف دے کر غریبوں کی امداد کی اور بیروزگاری پر قابو پانے کے لیے عوامی تعمیراتی منصوبے شروع کروائے؛ اس نے آرٹس کی کفالت میں سرگرمی سے حصہ لیا۔ وہی لورینتسو کوسٹا کو بولونیا لایا؛ فرانسیا نے اس کے اور اس کی اولاد کے لیے مصوری کی؛ فیلیفو' گوارینو' Aurispa اور دیگر انسانیت پسندوں کو اس کے دربار میں خوش آمدید کہا گیا۔ اپنی حکومت کے موخر برسوں میں اس نے اپنے خلاف ہونے والی سازش پر غصہ میں آکر اقتدار قائم رکھنے کے سخت گیر طریقے استعمال کیے اور لوگوں کا اچھا مستقبل ضبط کر لیا۔ 1506ء میں پوپ جولیئس II پاپائی فوج لے کر بولونیا کی طرف بڑھا اور اپنی دستبرداری کا مطالبہ کیا۔ اس نے پُرامن طریقے سے ہار مان لی' صحیح سالم واپس جانے کی اجازت لی اور دو سال بعد میلان میں مر گیا۔ جولیئس رضامند ہو گیا کہ اب کے بعد بولونیا پر سینیٹ کی حکومت ہو' اور سینیٹ کو ایک پاپائی نمائندے کی طرف سے ایسی قانون سازی کے خلاف ویٹو کا حق حاصل ہو جس کی کلیسیاء مخالفت کرے۔ پوپس کی حکومت بینٹی ووگلی کی حکومت سے زیادہ منظم اور آزادانہ ثابت ہوئی: مقامی بلدیہ کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہ ڈالی گئی؛ اور یونیورسٹی نے زبردست نظری آزادی حاصل کی تھی۔ بولونیا نپولین کے آنے (1796ء) تک بدستور ایک پاپائی ریاست رہا۔

نشاۃ ثانیہ کا بولونیا اپنے فن تعمیر پر مغرور تھا۔ تاجروں کی انجمن نے ایک پرشکوہ ایوان تجارت یا "*Mercanzia*" تعمیر کیا (1382ء کے لگ بھگ)' اور وکلاء نے اپنا پرجلال پلازو ڈی نوٹری دوبارہ سے بنایا (1384ء)۔ شرفاء نے خوبصورت محلات بنائے'

مثلاً Bevilacqua جہاں ٹرینٹ کی کونسل 1547ء میں بیٹھا کرتی تھی' اور پلازو Pallavicini جسے ایک ہم عصر نے "بادشاہوں کے شایان شان"[43] قرار دیا۔ حکومت کی مسند پلازو ڈیل پوڈیسٹا کا نیا ماتھا بنا (1492ء) اور براماننتے نے پلازو کمیونیل کے لیے ایک شاندار چکر دار زینہ ڈیزائن کیا۔ بہت سی عمارتوں کے ماتھوں پر گلی کی سطح کے برابر آرکیڈ (چھتے) تھے تاکہ لوگ دھوپ یا بارش کی زد میں آئے بغیر (ماسوائے چوراہوں کے) شہر کے اندر میل ہا میل پیدل چل سکیں)۔

جب یونیورسٹی میں تشکیکیت پسند مثلاً پومپوناتسی' روح کی لافانیت پر سوال اٹھا رہے تھے تو لوگ اور ان کے حکمران نئے کلیساء بنانے' پرانوں کی آرائش یا مرمت کرنے اور کرشماتی درگاہوں پر امیدافزاء بھینٹیں لا رہے تھے۔ فرانسکی راہبوں نے اپنے سان فرانسکو کے خوش منظر کلیساء میں اٹلی کے ایک خوبصورت ترین گھنٹہ مینار کا اضافہ کیا۔ ڈومینیکوں نے اپنے ڈومینیکو کلیساء کو سلع خانے کے تراشیدہ اور مرصع شدہ کٹہروں سے سجایا؛ اور انہوں نے مائیکل اینجلو کو اپنے بانی کی متبرک ہڈیوں والے صندوق (*arca*) کے لیے چار شبیہیں تراشنے کے کام پر لگایا۔ بولونیائی آرٹ کا عظیم فخر اور المیہ سان پیٹرونیو کا کیتھیڈرل تھا۔ پانچویں صدی میں اس پیٹرونیس نے بشپ کے طور پر شہر کی خدمات سرانجام دی تھیں اور اپنی ہمدردی کی وجہ سے بہت عزیز جانا گیا۔ 1307ء میں متعدد پجاریوں نے دعویٰ کیا کہ اس کے مقبرے کے نیچے والے کنوئیں سے پانی لے کر بیمار حصوں کو دھونے سے اندھاپن' بہرہ پن اور دیگر معذوریاں دور کی جا سکتی تھیں۔ شہر کو جلد ہی شفاء کے متمنی سینکڑوں زائرین کے لیے رہائش کی سہولیات فراہم کرنا پڑیں۔ 1388ء میں پنچایت (کمیونل کونسل) نے فرمان جاری کیا کہ سان پیٹرونیو کے لیے ایک نیا کلیساء تعمیر کیا جائے' اور اس قدر وسیع پیمانے پر کہ اہل فلورنس اور ان کا *Duomo* سرنگوں ہو جائے؛ اسے 700 ضرب 460 فٹ اور زمین سے 500 فٹ بلند گنبد پر مشتمل ہونا تھا۔ دولت فخر کے مقابلہ میں کم نکلی؛ عرضی بازو (Transept) کا صرف وسطی حصہ اور بغلی راستے (Nave اور aisles) اور تھے کا صرف نچلا حصہ ہی مکمل ہو سکا۔ لیکن یہ نچلا حصہ ایک شاہکار ہے جو نشاۃ ثانیہ کے اعلیٰ ذوق اور امنگوں کی توثیق کرتا ہے۔ کواڑ اور سہ گوشوں پر منبت کاری کی گئی

(38-1425ء) جو اپنے موضوعات اور اثر انگیزی میں فلورنسی پتستری میں گبرٹی کے بنائے ہوئے پھاٹکوں کا مقابلہ کرتے ہیں; اور سہ گوشے (Pediment) میں پیٹرونیس اور امبروز کی غیر دلچسپ شبیہیں' ایک "میڈونا اور بچہ" مائیکل اینجلو کی "*Pieta*" کے مقابلہ پر رکھنے کے قابل ہے۔ سینا کے ایاکوپو ڈیلا کورشیا کے یہ فن پارے مائیکل اینجلو کے لیے باعث تحریک تھے' اور اگر اس نے ڈیلا کورشیا کے ڈیزائنوں میں کلاسیک پاکیزگی کو زیادہ دخل انداز نہ ہونے دیا ہوتا تو اپنے مجسمانہ انداز میں پٹھوں کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنے کی غلطی سے دامن بچا جاتا۔

بولونیا میں سنگ تراشی اور فن تعمیر میں رقابت تھی۔ Properzia de' Rossi نے سان پیٹرینو کے ماتھے کے لیے ایک ابھری ہوئی منبت کاری (bas relief) تراشی; اس نے اتنی داد و تحسین حاصل کی کہ جب کلیمنٹ VII بولونیا آیا تو اس سے ملنے کی خواہش کی; لیکن وہ اسی دوران مر گئی تھی۔ الفونسو لمبارڈی کی سنگ تراشی نے مائیکل اینجلو کے منہ سے تعریف سنی; اس نے ٹیشین کی راہوں پر چل کر آسانی سے تاریخ میں قدم رکھا۔ بولونیا میں ایک کانفرنس کے دوران (1530ء) جب اسے پتہ چلا کہ چارلس V بیٹھ کر ٹیشین سے پورٹریٹ بنوائے گا تو اس نے مصور سے درخواست کی کہ اسے بھی بطور ملازم ساتھ لے جائے; ٹیشین مصوری کرتا رہا' جبکہ الفونسو نے اس کے پیچھے بیٹھ کر کھریا مٹی (Stucco) سے اس کا ماڈل بنا ڈالا۔ چارلس کو پتہ چل گیا اور اس کا کام دیکھنے کی خواہش کی; اسے کام پسند آیا' اور الفونسو سے کہا کہ ماربل میں اس کی نقل تیار کرے۔ چارلس نے ٹیشین کو ایک ہزار کراؤنز ادا کرتے وقت ہدایت کی کہ آدھی رقم الفونسو کو دے دے۔ الفونسو ماربل کا مجسمہ مکمل کر کے چارلس کے پاس جینو آ لے گیا اور مزید 300 کراؤنز حاصل کیے۔ وہ اب مشہور ہو چکا تھا' کارڈینل ایپولیتو ڈی میڈیچی اسے روم لے گیا اور لیو X و کلیمنٹ VII کے لیے مقبرے تراشنے کا کام دیا۔ لیکن کارڈینل 1535ء میں مر گیا' اور الفونسو بھی اپنے معاوضے اور سرپرست کو کھونے کے ایک سال بعد ہی قبر میں جا سویا

چودھویں صدی کے بولونیا میں مصوری زیادہ تر طلاکاری پر مشتمل تھی; اور دیواری تصویروں کے درجے تک پہنچنے پر اس نے بے جان بازنطینی انداز اپنا لیا۔ فیرارا

سے تعلق رکھنے والے دو آرٹسٹوں نے بولونیائی مصوروں کو بازنطینیت کے "rigor mortis" (موت کے بعد جسم کی سختی) سے نکالا۔ جب فرانسکو کوسٹا بولونیا پہنچا (1483ء) تو اس کی عمر تیئیس برس تھی' اور وہاں 26 برس گزارے۔ اس نے فرانسیا والے مکان میں ہی سٹوڈیو بنایا؛ دونوں بڑے اچھے دوست بن گئے اور ایک دوسرے پر اثر انداز ہو کر باہمی فائدہ پہنچایا؛ کبھی کبھی انہوں نے مل کر ایک تصویر بھی بنائی۔ کوسٹا نے سان پیٹرونیو میں "تخت نشین میڈونا" پینٹ کر کے جووانی بینٹی وو گلیو سے داد اور ڈیوکٹ حاصل کیے۔ غضبناک جولیئس کی آمد پر (1506ء) جووانی بھاگ نکلا تو کوسٹا نے میتنو آمیں مانتینیا کی جگہ لینے کی دعوت قبول کرلی۔

دریں اثناء فرانسکو فرانسیا خود کو بولونیائی سکول کا سرو تاج بنا رہا تھا۔ اس کا باپ مارکو ریبو لینی تھا' لیکن اِٹلی میں خاندانی نام کے سلسلے میں زیادہ سختی نہیں ہوتی اس لیے فرانسکو اس سنار کے نام سے جانا گیا جس کے پاس وہ کام سیکھتا تھا۔ اس نے کئی برس تک سونے' چاندی کا کام اور سیاہ مینا کاری' روغن کرنا اور کندہ کاری سیکھی۔ اسے ٹکسال کا نگران بنایا گیا اور اس نے بینٹی وو گلیو اور پوپس کے لیے سکے کندہ کیے۔ اس کے سکے اپنی خوبصورتی میں اس قدر نمایاں تھے کہ نوادرات کے شوقین انہیں جمع کرنے لگے اور ان کی وفات کے بعد ان کی قیمت کافی بڑھ گئی۔ وازاری اسے قابل محبت آدمی بیان کرتا ہے "اتنی خوشگوار گفتگو کرنے والا کہ اس نے نہایت خبطی افراد کی بھی توجہ حاصل کرلی اور اپنے سے شناسا بادشاہوں اور آقاؤں کی محبت جیتی۔"[۴]

ہم یہ بتانے سے معذور ہیں کہ کس بات نے فرانسیا کو مصوری کی جانب مائل کیا۔ بینٹی وو گلیو نے اس کی صلاحیت کو دریافت کیا اور 49 برس کی عمر میں اسے سان جیا کومو میجورے میں ایک گرجا خانے کی الٹرپیس پینٹ کرنے کے کام پر لگایا (1499ء)۔ فرمانروا خوش ہوا اور فرانسیا کو اپنے محل میں دیواری تصاویر (murals) بنانے پر مامور کیا۔ 1507ء میں جب عوام نے محل کو لوٹا تو یہ تصاویر بھی تباہ ہو گئیں' لیکن ان اور دیگر کے بارے میں ہمارے پاس وازاری کا بیان موجود ہے: "انہوں نے فرانسیا کو اتنی عزت دلائی کہ شہر میں اسے دیوتا تسلیم کیا جانے لگا۔"[۵] اس پر معاوضوں کی بارش ہوئی' اور شاید اس نے اتنے زیادہ کام قبول کر لیے کہ اس کی بہترین صلاحیتیں پختگی حاصل نہ کر

سکیں۔ اس نے مینتوآ' ریجیو' پارما' لوقا اور اُربینو کو پینٹنز بنا کر دیئے؛ Pinacoteca بولونیائی کے پاس ان پینٹنز کا کمرہ بھرا ہوا ہے؛ ویرونا میں ایک "مقدس خاندان"' تورین میں "تدفین"' لوورے میں "تصلیب"' لندن میں "مردہ مسیح" اور بار تولومیو بیانکائنی کا زبردست پورٹریٹ' مارگن لائبریری میں ایک "کنواری اور بچہ" میٹروپولیٹن میوزیم آف آرٹ میں جوان فیڈریگو گونزاگا کا دلکش پورٹریٹ۔ ان میں سے کوئی ایک بھی اعلیٰ پایہ کا نہیں' لیکن ہر ایک کا خاکہ خوبصورتی سے کھینچا گیا' مدھم رنگ استعمال کیے گئے اور نرمی و پاکیزگی کا تاثر دیا جو انہیں رافیل کا نقیب بناتا ہے۔

رافیل کے ساتھ فرانسیا کی قلبی دوستی نشاۃ ثانیہ کی خوشگوار ترین جھلکیوں میں سے ایک ہے۔ بولونیا میں فرانسیا کے شاگردوں میں سے ایک Timoteo Viti تھا جو اُربینو میں رافیل کے ابتدائی اساتذہ میں سے ایک بنا (5-1490ء)۔ ممکن طور پر فرانسیا کی کچھ صلاحیتیں نوجوان آرٹسٹ میں منتقل ہو گئیں۔[56] جب رافیل کو روم میں شہرت حاصل ہو گئی تو اس نے فرانسیا کو آنے کی دعوت دی۔ فرانسیا نے بڑھاپے کی وجہ سے معذور ظاہر کی' لیکن رافیل کی شان میں ایک سانیٹ لکھا۔ رافیل نے اسے نشاۃ ثانیہ کی بردباری سے بھرپور ایک خط لکھا (مورخہ 5 ستمبر' 1508ء):

جناب فرانسکو' آداب!

مجھے ابھی ابھی آپ کا پورٹریٹ ملا ہے جو مجھ تک اچھی حالت میں پہنچا..... میں آپ کا مشکور ہوں۔ یہ نہایت خوبصورت اور اس قدر جاندار ہے کہ میں غلطی سے کبھی کبھی خود کو آپ کے پاس اور آپ کی باتیں سنتا ہوا محسوس کرنے لگتا ہوں۔ گزارش ہے کہ آپ میرے اپنے پورٹریٹ کی تاخیر اور التواء معاف فرمائیں' میں اہم اور مسلسل کام کی وجہ سے وعدے کے مطابق اسے اپنے ہاتھ سے مکمل کر کے بھجوانے کے قابل نہیں ہو سکا..... تاہم' اس دوران میں آپ کو "میلاد مسیح" کی ایک اور ڈرائنگ بھیج رہا ہوں جسے بہت سی دیگر مصروفیات کے درمیان وقت نکال کر بنایا اور اب شرمندہ ہو رہا ہوں؛ میں نے یہ کسی اور مقصد کی بجائے صرف اظہار اطاعت و محبت کے لیے بنائی ہے۔ اس کے بدلے میں اگر مجھے آپ

کی بنائی ہوئی جودت کی کہانی (کی ڈرائنگ) مل جائے تو میں اسے اپنی عزیز ترین اور نہایت قیمتی چیزوں میں رکھوں گا۔

Monsignor il Datario بڑی بے قراری سے آپ کی چھوٹی "میڈونا" جبکہ کارڈینل ریاریو بڑی "میڈونا" کے منتظر ہیں..... میں انہیں اس مسرت اور تسکین کے ساتھ دیکھنا چاہتا ہوں جس کے ساتھ آپ کے تمام فن پاروں کو دیکھتا اور سراہتا ہوں.....

آپ ہمت کریں' اپنا خیال رکھیں اور پر یقین رہیں کہ میں آپ کی پریشانیوں کو اپنا سمجھتا ہوں۔ مجھے اسی طرح چاہتے رہیں جیسے میں آپ کو دل و جان سے چاہتا ہوں۔

ہمیشہ آپ کی خدمت کو تیار
آپ کا رافیلی سانکیو ۔[57]

ہم یہاں کچھ مہذبانہ ستائش کا عمل دخل قرار دے سکتے ہیں' لیکن اس باہمی محبت کے حقیقی ہونے کا اظہار ایک اور خط سے ہوتا ہے جس میں رافیل نے اپنی مشہور سینٹ سِسلیا فرانسیا کو بھیجی تاکہ اسے بولونیا کے گرجا خانے میں رکھا جاسکے' اور اس سے کہا "بحیثیت دوست' اگر کوئی غلطی نظر آئے تو درست کر دیں۔[58] وازاری بتاتا ہے کہ فرانسیا نے تصویر دیکھی تو اس کی خوبصورتی سے اتنا متاثر ہوا اور اس قدر دکھ کے ساتھ اپنی کمتری کو تسلیم کیا کہ مصوری کرنے کی خواہش ہی کھو بیٹھا' بیمار ہوا اور 67 برس کی عمر میں فوت ہوگیا (1517ء)۔ یہ وازاری کی بیان کردہ متعدد مبہم اموات میں سے ایک ہے؛ لیکن وہ نہایت مہربانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مزید بتاتا ہے کہ اس بارے میں دیگر قیاسات بھی موجود ہیں۔

شاید فرانسیا نے اپنی موت سے پہلے ہی روم میں اپنے شاگرد مارک انٹونیو ریمونڈی کی رافیل کی ڈرائنگز سے بنائی ہوئی کچھ کندہ کاریاں دیکھی تھیں۔ مارک نے وینس کا دورہ کرتے ہوئے تانبے یا لکڑی پر البریخت ڈیورر (Albrecht Durer) کا کام ملاحظہ کیا۔ اس نے اپنے سفر کے لیے رکھی ہوئی تقریباً تمام رقم لکڑی کی 36 کندہ کاریاں خریدنے پر خرچ کر دی جو نیورمبرگ استاد نے "مسیح کی محبت" کے موضوع پر

بنائی تھیں؛ اس نے انہیں تانبے پر نقل کیا؛ نقول سے چھاپے تیار کیے اور انہیں ڈیورر کے فن پاروں کے طور پر فروخت کیا۔ روم جانے پر اس نے تانبے پر رافیل کی ایک ڈرائنگ کو اس قدر بہتر انداز میں کندہ کیا کہ مصور نے اپنی بہت سی ڈرائنگز کی نقل بنانے اور ان کے چھاپے تیار کر کے فروخت کرنے کی اجازت دے دی۔ ریمونڈی نے رافیل اور دیگر مصوروں کی تصویریں بھی نقل کیں' انہیں تانبے پر منتقل کیا اور چھاپے بنا کر بیچے۔ وہ اس انوکھے انداز میں اپنی روزی روٹی کما رہا تھا' جبکہ یورپ کے آرٹسٹ اِٹلی آئے بغیر اب نشاۃ ثانیہ کے ماہر مصوروں کی مشہور تصاویر کا ڈیزائن جان سکتے تھے۔ فنی گوئیرا (Finiguerra)' ریمونڈی اور ان کے پیروکاروں نے آرٹ کے لیے وہی کچھ کیا جو گوٹن برگ اور آلڈس مینوشیئس اور دیگر نے تحقیق اور ادب کے میدان میں کیا تھا؛ انہوں نے مواصلات اور ابلاغ کی نئی راہیں تخلیق کیں' اور نوجوانوں کو کم از کم اس کے ورثے کا خاکہ پیش کر دیا۔

III۔ ایمیلیا کی راہ پر

بولونیا کی مشرق کی سمت میں چھوٹے چھوٹے قصبات کا ایک سلسلہ ہے جنہوں نے نشاۃ ثانیہ کی مجموعی درخشانی میں اپنی چمک دمک کا حصہ ڈالا۔ ننھے ایمولا (Imola) کا اپنا Innocenzo da Imola تھا جس نے فرانسیا کے ساتھ مطالعہ کیا اور ایک "مقدس خاندان" دے گیا جو رافیل کے شایان شان تھی۔ فاین تسا نے اپنا نام اور صناعی عمدہ چینی مٹی کے برتنوں "*faience*" کو دی؛ جوبیو (Gubbioo)' پیزارو' کاسل ڈیورانتے اور اُربینو کی طرح یہاں بھی پندرھویں اور سولھویں صدی میں اطالوی کوزہ گروں نے مٹی کے برتنوں پر شفاف روغن کرنے کے فن میں کمال حاصل کیا اور ان پر دھاتی آکسائیڈز سے ایسے ڈیزائن بنائے جو بھٹی میں رکھنے پر شوخ بنفشی' سبز اور نیلے ہو جاتے۔ فورلی (قدیم نام Forum Livii) دو مصوروں اور ایک زبردست ہیروئن کی وجہ سے مشہور ہوا۔ Melozzo da Forli کا ذکر ہم روم کے ضمن میں کریں گے جو آپریشنز کے لیے اس کا پسندیدہ ترین تھیٹر تھا۔ اس کے شاگرد مارکو پالمے تسانو نے تقریباً سو کلیساؤں یا سرپرستوں کے لیے پرانے عیسائی موضوعات پینٹ کیے اور ہمارے لیے کیٹرینا

سفورتسا کا دلفریب حد تک خوبصورت پورٹریٹ چھوڑ گیا۔

میلان کے ڈیوک گلیازو سفورتسا کی بیٹی کیٹرینا نے فورلی کے آمر گیرولامو ریارد سے شادی کی۔ 1488ء میں اس کے ماتحتوں نے بغاوت کی' اسے قتل کیا اور کیٹرینا اور اس کے بچوں کو قید کر لیا: لیکن وفادار فوجوں نے قلعہ پر قبضہ قائم رکھا۔ اس نے اپنے صیادوں سے وعدہ کیا کہ اگر اسے رہا کر دیا جائے تو وہ جا کر اپنے فوجیوں کو ہتھیار ڈالنے پر مائل کرے گی; وہ مان گئے' لیکن بچوں کو بطور یرغمال اپنے پاس رکھ لیا۔ اس نے قلعے میں پہنچ کر دروازے بند کروائے اور توپ خانے کو مدافعت کرنے کی ہدایت کی۔ جب باغیوں نے اس کے بچوں کو مارنے کی دھمکی دی تو کیٹرینا نے انہیں للکارا اور فصیل پر آ کے بتایا کہ اس کی کوکھ میں ایک اور بچہ موجود ہے اور وہ آسانی سے مزید بچوں کو بھی جنم دے سکتی ہے۔ میلان کے لوڈوویکو نے فوج بھیج کر اسے بچایا; بغاوت بے رحمی سے کچل دی گئی; اور کیٹرینا کا بیٹا اوٹاویانو اپنی ماں کی کڑی نگرانی میں فورلی کا آقا بنا۔ ہم اس کا ذکر آگے چل کر دوبارہ کریں گے۔

امیلیائی راہ کے شمال اور جنوب میں دو قدیم دارالحکومت بچے ہوئے تھے: راوینا جو کبھی رومن شہنشاہوں کی جائے پناہ ہوا کرتا تھا' اور سان مارینو کی ناقابل اختتام جمہوریہ۔ تقریباً نویں صدی میں سینٹ مارینس کی خانقاہ میں ایک چھوٹی سی آبادی تشکیل پائی جو اپنے سابق قابل دفاع پہاڑی مورچے کی وجہ سے نشاۃ ثانیہ کے تمام "کرائے کے قاتلوں" سے بچی رہی۔ اس کی خودانحصاریت کو باقاعدہ طور پر پوپ اربن VIII نے 1631ء میں تسلیم کیا اور اس نے اطالوی حکومت کی مہربانی سے اپنی حیثیت برقرار رکھی کیونکہ اطالویوں کو یہاں سے بہت کم ٹیکس ملتا تھا۔ 1441ء میں اہل وینس کے قبضے کے بعد راوینا میں دوبارہ خوشحالی کا مختصر دور آیا; جولیس II نے 1509ء میں اس پر دوبارہ پاپائیت کا حق جتایا; اور تین برس بعد قریب ہی ایک مشہور جنگ جیتنے والی فرانسیسی فوج نے شہر کو اس قدر بے دردی سے لوٹا کہ یہ دوسری عالمی جنگ تک اپنے حواس بحال نہ کر سکا' مگر جنگ نے اسے پھر ویران کر دیا۔ وہاں پیاترو لمبارڈو نے شاعر کارڈینل کے باپ برنارڈو کے کہنے پر ایک مقبرہ ڈیزائن کیا (1483ء) جس میں آج دانتے کی ہڈیاں پڑی ہیں۔

اطالیائی راہ Rubicon کے جنوب میں اپنی ایڈریاٹک حد ریمنی تک پہنچتی ہے۔ ریمنی اپنے حکمران خاندان Malatestas یعنی "شیطانی دماغ" کے ذریعہ نشاۃ ثانیہ کی تاریخ میں جارحانہ طریقے سے داخل ہوا۔ وہ پہلی مرتبہ دسویں صدی کے اختتام پر مقدس رومن سلطنت کے فوجی افسروں کے طور پر نمودار ہوئے جو Otho III کے لیے اینگ کونا کی مارچز پر حکمران تھے۔ گلف کو گیبلن کے خلاف بھڑکا کر اور کبھی شہنشاہ تو کبھی پوپ کی اطاعت قبول کر کے انہوں نے اینگ کونا' ریمنی' چیزینا پر حاکمیت قائم کر لی اور ان پر اخلاقیات سے عاری آمروں کے طور پر حکومت کی؛ ان کی اخلاقیات صرف سازش' چالبازی اور شمشیر تھی۔ میکیاویلی کی "پرنس" ان کی حقیقت کی ایک کمزور سی بازگشت تھی--- خون اور لوہا اسی طرح سیاہی میں بدل گیا جیسے مارک نقشے میں۔ ایک مالاتیستا جووانی نے ہی اپنی بیوی فرانسکا دا ریمنی اور اس کے بھائی پاؤلو کو قتل کیا تھا (1285ء)۔ کارلو مالاتیستا نے علم و ادب کی سرپرستی کرنے میں اپنے خاندان کی ساکھ بنائی۔ سجس مونڈو مالاتیستا نے اس سلطنت کو طاقت' ثقافت اور قتل و غارت گری کی اوج پر پہنچایا۔ اس کی متعدد محبوباؤں نے اسے کئی بچے' اور کبھی کبھی تو بیک وقت کئی بچے پیدا ہوئے۔[9] اس نے تین مرتبہ شادی کی اور دو بیویوں کو بدکاری کے شبہ میں مار دیا۔[10] اس پر الزام تھا کہ اس نے اپنی بیٹی کو حاملہ بنایا' اپنے بیٹے سے لواطت کی کوشش کی جس نے تلوار کھینچ کر اس کا ارادہ ناکام بنایا[11]---- اور ایک جرمن خاتون کی لاش سے اپنی ہوس کی آگ ٹھنڈی کی جس نے موت کو اس کے لمس پر ترجیح دی تھی۔[12] تاہم' اس حوالے سے ہمیں صرف اس کے دشمنوں کی باتیں ہی معلوم ہیں اس نے اپنی آخری محبوبہ Isotta degli Atti سے پوری وفا نبھائی اور پھر شادی کی؛ اس کی موت کے بعد اس نے سان فرانسسکو کلیساء میں ایک یادگار "الوہی ایسوتا کے تبرکات" بنوائی۔ وہ خدا اور لافانیت کا منکر لگتا ہے؛ اس نے کلیساء کے مقدس پانی کے برتن کو روشنائی سے بھرنا اور کلیساء میں داخل ہونے والے پجاریوں پر دھبے پڑتے دیکھنا شرارت خیال کیا۔[13]

جرم میں اتنی رنگا رنگی نہ تھی کہ اس کی توانائی کو ختم کر سکتا۔ وہ ظالمانہ جراتمندی کے لیے مشہور ایک قابل اور عسکری زندگی کی تمام مشکلات استقامت سے

برداشت کرنے والا سپہ سالار تھا۔ اس نے شاعری کی' لاطینی اور یونانی کا مطالعہ کیا' محققین اور آرٹسٹوں کی سرپرستی کی اور ان کی صحبت کا لطف اٹھایا۔ وہ داونچی سے پہلے کے لیونارڈو یعنی لیون باتستا البرٹی کا دالدادہ تھا اور اسے سان فرانسسکو کیتھیڈرل کو رومن معبد میں تبدیل کرنے کا کام سونپا۔ البرٹی نے تیرھویں صدی کے گوتھک کلیساء کو جوں کا توں چھوڑ کر اس کے سامنے رمینی میں آگسٹس کی محراب (27ق-م) کی طرز پر ایک کلاسیک ماتھے کا اضافہ کیا۔ اس نے سماع خانے کو ایک گنبد سے ڈھانپنے کا منصوبہ بنایا لیکن اسے تعمیر نہ کر سکا: نتیجتاً ایک ناخوشگوار نامکمل ڈھانچہ باقی رہ گیا جسے معاصرین نے *Tempio Malatestiano* کہا۔ جس آرٹ کی مدد سے بجس مونڈو نے اندرونی طرف کو دوبارہ عمدہ صورت دی تھی وہ پاگان ازم کی فتح تھا۔ پیرّو ڈیلا فرانسکا کی بنائی ہوئی بجس مونڈو کی ایک تصویر میں اسے اپنے سرپرست بزرگ کے سامنے جھکا ہوا دکھایا گیا: لیکن یہ اس کلیساء میں باقی بچنے والا واحد عیسائی نشان ہے۔ ایک گرجا خانے میں ایسوتا دفن تھی: اور اس کی موت سے بیس برس پہلے قبر پر یہ عبارت کندہ کی گئی تھی: حسن اور نیلی میں اٹلی کی رفعت' رمینی کی ایسوتا۔" ایک اور گرجا خانے میں مارس' مرکری' سیٹرن' ڈیانا اور وینس کی شبیہیں رکھی تھیں۔ کلیساء کی دیواریں اعلیٰ پایہ کی سنگ مرمر منبت کاریوں سے مزیّن تھیں (زیادہ تر اگوستینو ڈی ڈیوشیو کی) جن میں ساحروں' ملائکہ' نغمہ زن لڑکوں اور علوم و فنون کو انسانی صورتوں میں پیش کیا گیا تھا' اور ان پر بجس مونڈو اور ایسوتا کے دستخط نقش تھے۔ کلاسکس کے شوقین پوپ پائیس II نے نئی عمارت کو "*nobile templum*" کے طور پر بیان کیا..... "پاگان علامتوں سے اس قدر بھرپور کہ یہ عیسائیوں کی درگاہ نہیں بلکہ مٹی کے بتوں کی پوجا کرنے والے کافروں کی عبادت گاہ لگتی تھی۔"[14]

مینتوآ میں امن ہونے پر (1459ء) پائیس نے بجس مونڈو پر زور دیا کہ اپنی ماتحت جاگیر کلیسیاء کو لوٹا دے۔ نڈر اسقف نے جب ان پر دوبارہ قبضہ حاصل کیا تو پائیس نے اسے دین بدر کر دیا اور اس پر تکفیر دین' والدین کشی' محرمات سے جنسی تعلقات' بدکاری' زناکاری' حلف کی خلاف ورزی' سازش اور متبرکات کی بے حرمتی کے الزامات عائد کیے۔[15] بجس مونڈو اس فرمان پر ہنسا اور کہا کہ یہ کھانے اور وائن سے

اس کی لطف اندوزی میں کوئی کمی نہیں کرے گا۔ [11] لیکن دانشور پوپ کا تحمل، اسلحہ اور حکمت عملی اس کے لیے کافی زیادہ ثابت ہوئی؛ 1463ء میں وہ ایک پاپائی نمائندے کے سامنے تائب ہوا، اپنی قلمرو کلیسیاء کے حوالے کی اور مغفرت حاصل کی۔ ہنوز توانائی سے بھرپور ہونے کے باعث اس نے وینسی فوج کی قیادت سنبھالی، ترکوں کے خلاف کئی فتوحات حاصل کیں اور فلسفی Gemistus Pletho کی راکھ رمینی کو واپس کر دی؛ یونانی فلاطونیت پسند Gemistus نے نوفلاطونی پاگان عقیدے کی جگہ پر عیسائیت کو لانے کی تجویز دی تھی۔ رجس مونڈو نے اپنا خزانہ اپنے *Tempio* کے ایک طرف شاندار مقبرے میں دفن کر دیا۔ تین برس بعد (1468ء) وہ مر گیا۔ ہمیں نشاۃ ثانیہ کا مجموعی تصور کرتے ہوئے اسے بھولنا نہیں چاہیے۔

اگر رجس مونڈو اس چھوٹی مگر بااثر اقلیت کا نمائندہ تھا جس نے کم و بیش کھلے طور پر عہد وسطیٰ والے عیسائی مسلک کو مسترد کرنا شروع کر دیا تھا تو ہمیں اطالوی دلوں میں ہنوز گرم پرانے مذہب کی کوئی زندہ علامت ڈھونڈنے کی خاطر رمینی سے نیچے مارچز میں لوریتو تک جانا پڑے گا۔ ہمارے دور کی طرح نشاۃ ثانیہ کے ہر برس کے دوران بھی ہزاروں مشتاق زائرین سفر کر کے لوریتو کے "*Casa Santa*" یا "مقدس گھر" میں آئے جہاں (جیسا کہ انہیں بتایا گیا تھا) مریم اور یوسف اور عیسیٰ نیزارتھ (Nazareth) میں رہتے تھے اور جسے (زبردست قصے کے مطابق) فرشتوں نے کرشماتی طور پر پہلے Dalmatia (1291ء) اور پھر (1294ء) ایڈریاٹک کے اس پار Recanato کے نزدیک ایک کھوہ میں پہنچا دیا تھا۔ چھوٹے سے پتھر کے گھر کے اردگرد براماننتے کے ڈیزائنوں سے ایک سنگ مرمر کی چلمن بنائی گئی اور آندریا سانسوینو نے سنگتراشی کے آرائشی نمونوں کا اضافہ کیا؛ اور "گھر" کے اوپر گلیانو دا میانو اور گلیانو دا ساناگالو نے "*Santuario*" نامی کلیساء تعمیر کیا (1468ء)۔ مقدس گھر کے اندر ایک چھوٹی سی قربان گاہ پر سرخ دیوار میں مریم اور اس کے بچے کی ایک شبیہہ تھی، جسے روایت لوقا ایوانجلسٹ سے منسوب کرتی ہے۔ 1921ء میں آگ کا شکار ہونے پر اس گروپ کی جگہ پر نئی نقول رکھی گئیں، انہیں زیور اور قیمتی پتھروں سے سجایا گیا؛ اس کے سامنے دن

رات چاندی کے چراغ جلتے رہتے ہیں۔ یہ بھی نشاۃ ثانیہ کا حصہ تھا۔

IV۔ اُربینو اور کاستیلیونے

ایڈریاٹک سے 20 میل اندر خشکی پر' لوریتو اور رمینی کی بیچ راہ میں' کوہ اپنائنز کی ایک نظروں سے اوجھل مینڈھ پر چھوٹی سی قلمرو اُربینو --- 40 مربع میل--- پندرھویں صدی میں کرۂ ارض پر مہذب ترین مراکز میں سے ایک تھی۔ یہ خوش قسمت علاقہ 200 برس قبل ایک خاندان Montefeltri کے قبضے میں آیا تھا جنہوں نے کرائے کے فوجیوں کے طور پر شہرت پائی اور اپنی کالی دولت کالے کاموں پر ہی خرچ کی۔ 38 برس کے شاندار دور حکومت (82-1444ء) میں فیڈریگو دامونتے فیلترو نے عالیشان لورینتسو سے بھی زیادہ مہارت اور انصاف کے ساتھ اُربینو پر حکومت کی۔ اس نے وٹورینو دافیلترے کے شاگرد کی حیثیت میں آغاز کیا' اور اس کی زندگی کسی بھی اعلیٰ استاد کی زندگی سے زیادہ قابل تعریف ٹھہری۔ اُربینو پر حکمرانی کرنے کے دوران ہی اس نے کرائے پر نیپلز' میلان' فلورنس اور کلیسیاء کے لیے بطور جرنیل خدمات سرانجام دیں۔ وہ کبھی کوئی جنگ نہ ہارا اور نہ ہی کبھی اپنی سرزمین پر جنگ کی۔ اس نے جعلی خط لکھ کر ایک شہر پر قبضہ کیا اور وولٹیرا کو مکمل طور پر لوٹا؛ تاہم وہ اپنے زمانے کا نہایت رحمدل سپہ سالار ہونے کی شہرت رکھتا تھا۔ عام زندگی میں وہ اعلیٰ وقار والا اور ایماندار آدمی تھی۔ اس نے "کرائے کا فوجی" بن کر اتنا کچھ کما لیا کہ لوگوں پر بھاری ٹیکس عائد کیے بغیر اپنی ریاست کا انتظام چلا سکا۔ وہ اسلحہ یا محافظ ساتھ لیے بغیر لوگوں میں گھومتا پھرتا کیونکہ اسے ان کی پُرمحبت وفاداری کا یقین تھا۔ وہ ہر صبح چاروں طرف سے کھلے ہوئے باغ میں بیٹھ کر عوام کی شکایات سنتا اور ہر کسی کو کچھ بھی کہنے کی اجازت ہوتی؛ دوپہر کے وقت وہ لاطینی زبان میں فیصلے صادر کرتا۔ وہ مفلسوں کی دادرسی کرتا' یتیم لڑکیوں کو جہیز دیتا' بہتات کے دور میں اناج کے گودام بھرتا' کمیابی کے دور میں سستی قیمت پر غلہ فروخت کرتا اور کنگال ہو چکے خریداروں کے قرضے معاف کر دیتا۔ وہ ایک اچھا شوہر' اچھا باپ اور فراخدل دوست تھا۔

1468ء میں اس نے اپنے لیے ایک دربار اور 500 اراکین حکومت کے لیے

ایک محل بنایا جو دفاعی قلعے کی بجائے انتظامیہ کا مرکز اور علوم و فنون کا گڑھ تھا۔ یہ ایک ڈلمیشین لوسیانو لورانا نے اتنے بہتر طور پر ڈیزائن کیا کہ لورینتسو ڈی میڈیچی نے اس کی ڈرائینگز بنوانے کے لیے Baccio Pontelli کو بھیجا۔ ایک چار منزلہ ماتھا جس کے درمیان میں چار محرابیں اور دونوں طرف ایک ایک پیسے کا مینار تھا؛ خوبصورت محرابوں کا اندرونی چھتا؛ کمرے زیادہ تر سادہ تھے مگر پھر بھی اپنی کندہ کاریوں اور شاندار آتشدانوں کے ذریعہ اس دور کا ذوق اور تعیش منکشف کرتے ہیں؛ یہ دربار کا مرکز تھا جہاں کاستیلیونے نے اپنی "Courtier" ڈھالی۔ فیڈریگو کو سب سے زیادہ خوش کرنے والے کمرے وہ تھے جن میں اس نے اپنی لائبریری بنائی اور دوست آرٹسٹوں' محققین اور شاعروں سے خطاب کیا۔ وہ خود بھی ریاست میں نہایت وسیع طور پر مشہور افراد میں سے ایک تھے۔ اس نے افلاطون پر ارسطو کو ترجیح دی' اور "اخلاقیات" "سیاسیات" اور "طبیعات" کو گہرائی میں جانا۔ اس نے تاریخ کو فلسفہ پر اولیت دی؛ یقیناً وہ محسوس کرتا تھا کہ انسانی تھیوری کے جال کا کھوج لگانے کی بجائے انسانی رویے کے ریکارڈ کا مطالعہ کر کے زندگی کے متعلق زیادہ کچھ جانا جا سکتا ہے۔ اس نے عیسائیت کا دامن چھوڑے بغیر کلاسیکس سے محبت کی؛ وہ روزانہ فادرز اور متکلمین کو پڑھتا اور عشائے ربانی کی دعائیں سنتا؛ وہ امن کے ساتھ ساتھ جنگ میں بھی رجس مونڈ مالا تیستا کا معترف تھا۔ اس کی لائبریری میں کلاسیک کتب کی طرح مسیحی اور قرون وسطیٰ کا ادب بھی موجود تھا۔ اس نے یونانی اور لاطینی مخطوطات کی نقل کے لیے چودہ برس تک 30 محرر ملازم رکھے' حتیٰ کہ اس کی لائبریری ویٹیکن سے باہر کے اِٹلی میں جامع ترین ہو گئی۔ اس نے اپنے لائبریرین ویسپاسیانو داشی سے اتفاق کیا کہ مجموعہ انتخاب میں کوئی چھپی ہوئی کتاب شامل نہیں کرنی چاہیے؛ کیونکہ ان کے خیال میں کوئی کتاب ترسیل خیالات کا وسیلہ ہونے کے ساتھ ساتھ جلد' الفاظ اور طلاء کاری میں بھی نمونہ فن تھی؛ اور محل میں موجود تقریباً ہر کتاب محتاط انداز میں لکھی' عرق ریزی سے سجائی اور قرمزی چمڑے کی جلد میں باندھی گئی۔

منی ایچر مصوری اُربینو میں پسندیدہ ترین آرٹ تھا۔ فیڈریگو کا مجموعہ انتخاب خریدنے والی ویٹیکن لائبریری بالخصوص "اُربینو بائبل" کی دو جلدوں کے باعث مشہور

ہے جسے سجانے کیلئے ڈیوک نے و۔سپاسیانو اور دیگر کو کام پر لگایا۔ و۔سپاسیانو ہمیں بتاتا ہے کہ ہمارا کام انہیں "ہر ممکن حد تک تمام کتابوں سے زیادہ شاندار بنانا تھا۔"[17] محل کی دیواروں کی تزئین کے لیے فیڈریگو فلینڈرز سے Justus Van Ghent' سپین سے Pedro Berruguete' فلورنس سے Paolo Uccello' Borgo San sepolcro سے پیئر وڈیلا فرانسکا' اور میلوتسو دا فورلی نامی گلکاری کے ماہرین اور مصوروں کو لایا؛یہاں میلوتسو نے اپنی دو عمدہ ترین تصاویر پینٹ کر کے (ایک اب لندن اور دوسری برلن میں ہے) اُربینو کے دربار میں "علوم" یعنی ادب اور فلسفہ کی نشوونما پیش کی۔ ان مصوروں اور فرانسیا و پیروجینو سے وہ محرک پھوٹا جس نے رافیل کے باپ کی زیر قیادت اُربینو کا ایک اپنا مکتبہ تشکیل دیا۔ جب سیزر بورجیا نے 1502ء میں محل کے خزانہ فن کا تخمینہ لگایا تو ان کی قیمت 1,50,000 ڈیوکٹ (18 لاکھ 75 ہزار ڈالر ؟) بنی۔[18]

فیڈریگو کے چند دشمن اور بہت سے دوست تھے۔ پوپ سکسٹس IV نے اسے ڈیوک (1474ء) اور انگلینڈ کے ہنری VII نے گارٹر کا نائٹ بنایا۔ اپنی وفات پر وہ ایک ترقی یافتہ قلمرو اور امن و انصاف کی تحریک انگیز روایت ترکہ میں چھوڑ گیا(1482ء)۔ اس کے بیٹے گویڈو بالڈو (Guidobaldo) نے اس کی راہ پر چلنے کی بھرپور کوشش کی' لیکن بیماری آڑے آئی اور زندگی کے زیادہ تر عرصہ میں مفلوج پڑا رہا۔ 1488ء میں اس نے میتو آ کی مارکوئیس اِزابیلا کی نند ایلزبیتا گونزاگا سے شادی کی۔ ایلزبیتا بھی بہت کمزور تھی۔ شاید اس نے اپنے شوہر کو نامرد پاکر سکھ کی سانس لی ہو۔[19] اس نے کہا کہ وہ شوہر کے ساتھ ایک بہن کی طرح رہنے پر ہی مطمئن ہے؛[20] اسی بنیاد پر ان میں میاں بیوی والے جھگڑے نہ ہوتے۔ وہ اس کی بہن کی بجائے ماں بن گئی' بڑی محبت سے اس کا خیال رکھا اور مشکل حالات میں کبھی اکیلا نہ چھوڑا۔ اِزابیلا کے نام اس کے خطوط اور بھی زیادہ قیمتی ہیں کیونکہ وہ احساس کی لطافت' خاندانی لگاؤ کی گرمائش کا انکشاف کرتے ہیں--- نشاۃ ثانیہ کی اخلاقیات میں ان چیزوں کو اکثر نظرانداز کیا گیا۔ 1494ء میں اُربینو میں پندرہ روز قیام کے بعد جب زندہ دل اِزابیلا واپس میتو آ گئی تو ایلزبیتا نے اسے یہ دلگداز تحریر بھیجی:

تمہاری روانگی نے مجھے نہ صرف ایک پیاری بہن کے کھو جانے بلکہ اپنے اندر سے زندگی نکل جانے کا احساس بھی دیا ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ ہر وقت تمہیں خط لکھنے اور دل کی تمام باتیں بتانے کے سوا اپنے دکھ کا کیا مداوا کروں۔ اگر میں اپنے دکھ کا احساس بیان کر سکوں تو مجھے یقین ہے کہ تم میری محبت میں واپس کھنچی چلی آؤ گی۔ اگر مجھے تمہاری پریشانی کا ڈر نہ ہو تو تمہارے پیچھے پیچھے چلی آؤں۔ لیکن چونکہ یہ دونوں ہی باتیں ناممکن ہیں' اس لیے میں تم سے صرف یہی درخواست کر سکتی ہوں کہ کبھی کبھی مجھے یاد کر لیا کرو' اور یہ جان لو کہ تم ہر وقت میرے دل میں رہتی ہو۔[21]

گویڈو بالڈو اور ایلزبیتا کے دربار میں زیر بحث لائے گئے سوالات میں سے ایک یہ تھا کہ "استقامت کے بعد محبت کا بہترین ثبوت کیا ہے؟" جواب یہ دیا گیا: "ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں شریک ہونا۔"[22] جوان جوڑے نے کافی ثبوت فراہم بھی کیا۔ نومبر 1502ء میں سیزر بورجیا نے اچانک اپنی فوج کو اُربینو جانے والی راہ پر ڈالا اور دعویٰ کیا کہ یہ قلمرو کلیسیاء کی جاگیر ہے۔ اُربینو کی خواتین اپنے ہیرے اور موتی' گلوبند' کنگن اور انگوٹھیاں ڈیوک کے پاس لائیں تاکہ دفاع کا انتظام کیا جا سکے۔ لیکن بورجیا کی چالاکی نے انہیں موثر دفاع کا وقت نہ دیا: اب جمع کیے جا سکنے والے تمام دستے بڑھتی ہوئی تربیت یافتہ اور بے رحم فوج کا تر نوالا بن جاتے: خونریزی بیکار تھی۔ ڈیوک اور ڈچس اپنا اقتدار اور دولت چھوڑ کر Citta del Castello اور پھر وہاں سے میتو آ کو بھاگ گئے' جہاں ازابیلا نے بڑی محبت اور دردمندی کے ساتھ ان کا استقبال کیا بورجیا کو خوف تھا کہ گویڈو بالڈو وہاں ایک فوج اکٹھی کر لے گا' لہٰذا اس نے ازابیلا اور اس کے مارکوئس کو حکم دیا کہ بھگوڑوں کو پناہ نہ دے: اور میتو آ کو محفوظ رکھنے کی خاطر گویڈو بالڈو اور ایلزبیتا وینس چلے گئے جس کے بے خوف سینیٹ نے انہیں تحفظ اور زندہ رہنے کے وسائل فراہم کیے۔ چند ماہ بعد بورجیا اور اس کا باپ الیگزینڈر VI روم میں ملیریا بخار کی شدید وباء کا شکار ہو گئے: پوپ مر گیا: سیزر صحت یاب ہوا مگر اپنی مالیات

کو تباہی سے نہ بچا سکا۔ اُربینو کے لوگ اس کی فوج کے خلاف اٹھے' اسے شہر سے باہر نکالا اور بڑی خوشی کے ساتھ گویڈو بالڈو اور ایلزبیتا کی واپسی کا جشن منایا (1503ء)۔ ڈیوک نے اپنے بھتیجے فرانسسکو ماریا ڈیلا رووبرے کو بیٹا بنا کر تخت کا وارث بنا دیا: لیکن یہ فرانسسکو پوپ جولیس II کا بھی بھتیجا تھا' اس لیے یہ قلمرو تقریباً ایک عشرے تک محفوظ رہی۔ اگلے پانچ برس میں (8-1504ء) اُربینو کا دربار اِٹلی کا ثقافتی ماڈل اور مجموعہ کمالات بن گیا۔ کلاسیکس کا دلدادہ ہونے کے باوجود گویڈو بالڈو نے اطالوی کے ادبی استعمال کو فروغ دیا: اور اسی کے دربار میں اولین اطالوی مزاحیہ کھیل--- بیبانا کا "Calandra" کھیلا گیا (تقریباً 1508ء)۔ سنگ تراشوں اور مصوروں نے اس موقع کو اپنے فن میں اجاگر کیا: تماشائی قالین پر بیٹھے: سٹیج کے پیچھے بیٹھا ہوا سازینہ موسیقی فراہم کرتا: بچے ابتدائیہ گاتے: ایکٹس کے دوران بیلے ڈانس کیا جاتا: آخر میں ایک کیوپڈ کچھ سطریں پڑھ کر سناتا' الفاظ کے بغیر ساز پر نغمہ بجایا جاتا' اور چار افراد کی منڈلی محبت کا گیت گاتی۔ اگرچہ اُربینو کا دربار سارے اِٹلی میں سب سے زیادہ اخلاقی تھا' مگر یہ اس تحریک کا مرکز بھی تھا جس نے عورت کا مقام بلند اور افلاطونی یا غیر فلسفیانہ محبت کی گفتگو کو پسند کیا۔ دربار کی ثقافتی زندگی میں دو شخصیات نمایاں تھیں--- ایک ایلزبتیا جس کے پاس افلاطونی محبت کا کوئی اور قابل عمل متبادل موجود نہ تھا' اور دوسری امیلیا پیو (Pio) جو اپنی زندگی کے آخر تک گویڈو بالڈو کے بھائی کی پاک دامن اور دکھی بیوہ رہی۔ شاعر بمبو اور ڈرامہ نگار بیبانا نے اس حلقے میں ایک جاندار عنصر کا اضافہ کیا: مشہور گلوکار برنارڈینو آکولٹی (عرف Unico Aretino) جمالیاتی لہر تھا' اور سنگ تراش کرسٹو فرو رومانو سے ہم نے مِیلان میں ملاقات کی۔ لورینتسو کے بیٹے گلیانو ڈی میڈیچی نے اعلیٰ خون کا مرچ مسالا فراہم کیا: اوٹاویانو فریگوسو جلد ہی جینوآ کا حاکم بنا: اس کے بھائی فیڈریگو کی قسمت میں ایک کارڈینل بننا لکھا تھا۔ کینوسا کالوئی فرانس کے لیے پاپائی سفیر مقرر ہوا۔ اس گروپ میں گاہے بگاہے دیگر افراد بھی شامل ہوئے: اعلیٰ کلیسیائی عہدیدار' جرنیل' بیوروکریٹس' شعراء' محققین' آرٹسٹ' فلسفی' موسیقار' ممتاز مہمان شخصیات۔ یہ رنگا رنگ محفل شام کے وقت ڈچس کے دیوان خانے میں جمتی' اس دوران گپ لگتی' رقص ہوتا' گیت گائے جاتے' گفتگو ہوتی' کھیلیں کھیلی جاتیں۔ نشاۃ

ثانیہ کی گفتگو کا فن وہیں پر اپنی اعلیٰ ترین بلندی پر پہنچا۔

کاستیلیونے نے اپنی نشاۃ ثانیہ کی مشہور ترین کتاب "The Courtier" (درباری) میں اسی مہذب محفل کو بیان اور تصور کیا' درباری سے اس کی مراد شائستہ آدمی تھی۔ وہ خود بھی مثالی شائستہ آدمی تھا: ایک اچھا بیٹا اور شوہر' روم کے منتشر معاشرے میں بھی پروقار اور نفیس آدمی' دوستوں اور دشمنوں دونوں کی نظر میں قابل احترام سفارت کار' ایک مخلص دوست جس نے کبھی کسی کو ایک بھی برا لفظ نہ کہا۔ رافیل نے لوورے میں لٹکی ہوئی زبردست تصویر میں اس کا داخلی کردار حیرت انگیز حد تک بہتر انداز میں پیش کیا: مغموم' پر فکر چہرہ' کالے بال اور ہلکی نیلی آنکھیں: اس قدر بے ریا کہ اپنی ایمانداری کے سحر کے سوا اور کوئی چیز اسے سفارتکاری میں کامیاب نہیں کر سکتی تھی: واضح طور پر عورت اور آرٹ' انداز و اطوار میں حسن کو پسند کرنے والا آدمی جو شاعرانہ حساسیت اور فلسفیانہ تفہیم کا مالک تھا۔

وہ کاؤنٹ کرسٹوفرو کاستیلیونے کا بیٹا تھا جو مینتوآ میں ایک جاگیر کا مالک اور مارکوئیس فرانسسکو کی ایک گونزاگا رشتہ دار کا شوہر تھا۔ چودہ برس کی عمر میں (1496ء) وہ میلان میں لوڈوویکو کے دربار میں گیا اور وہاں ہر ایک کو اپنی نیک فطرت' اچھے انداز و اطوار اور اتھلیٹکس' علم و فضل' موسیقی و آرٹ میں اپنے کمال سے مسرور کیا۔ باپ کے مرنے پر ماں نے اسے شادی کرنے اور اپنی راہ پر چلتے رہنے پر زور دیا: لیکن بالداسارے محبت کے بارے میں کافی خوبصورت لکھ سکنے کے باوجود اتنا افلاطونی تھا کہ شادی نہیں کر سکتا تھا: اور اس نے ماں کے مشورے کو ماننے کے لیے اسے سترہ برس انتظار کروایا۔ اس نے گویڈوبالڈو کی فوج میں شمولیت اختیار کی' ٹخنا تڑوانے کے سوا کچھ بھی حاصل نہ کیا' اُربینو کے ڈیوک کی محل میں صحت یاب ہوا اور پہاڑی فضاء' درباری محفل' صاف اور کھلی گفتگو اور الیزبیتا کی محبت میں مبتلا ہو کر گیارہ برس تک وہیں رہا۔ الیزبیتا زیادہ خوبصورت نہ تھی۔ وہ عمر میں اس سے چھ سال بڑی اور کافی موٹی بھی تھی' لیکن اس کی لطیف روح نے اسے گھیر لیا: وہ اپنے کمرے میں آئینے کے پیچھے اس کی تصویر رکھتا اور اس کی تعریف میں چوری چھپے گیت لکھتا۔ [۲۳] گویڈوبالڈو نے اسے انگلینڈ کے مشن پر بھیج کر صورتحال کو کچھ آسان بنایا (1506ء): لیکن

بالداسارے نے بہانہ بنا کر واپس آنے کی جلدی کی۔ ڈیوک کو اس میں کوئی خطرہ دکھائی نہ دیا اور بڑی فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کے اور ایلزبیتا کے ساتھ تین رکنی افلاطونی تعلق تشکیل دینے پر رضامندی ظاہر کر دی۔ کاستیلیو نے ڈیوک کی موت (1508ء) تک وہیں رہا' بیوہ سے پاک باز وابستگی جاری رکھی' اور اتنی دیر تک اُربینو میں ہی مقیم رہا جب تک لیو X نے گویڈوبالڈو کے بھتیجے کو معزول کر کے اپنے بھتیجے کو ڈیوک کے عہدے پر فائز نہ کر دیا (1517ء)۔

وہ مینتوآ کے نزدیک اپنی چھوٹی سی متروکہ جائیداد پر واپس چلا گیا' اور اپنے سے 23 برس چھوٹی اِپولیتا توریلی کے ساتھ بددلی سے شادی کر لی۔ پھر وہ اس کی محبت میں مبتلا ہونے لگا۔۔۔ پہلے بطور بچہ اور پھر بطور ماں: اسے اِدراک ہوا کہ وہ پہلے حقیقی معنوں میں عورت یا اپنے آپ کو جانتا ہی نہیں تھا' اور نئے تجربے نے اسے ایک گہری اور غیر متوقع خوشی دی۔ لیکن اِزابیلا نے اسے روم میں بطور مینتوآئی سفیر کام کرنے پر مائل کیا: وہ ہچکچاتے ہوئے گیا اور اپنی بیوی کو پیچھے اپنی ماں کی نگرانی میں چھوڑ گیا۔ ایپنائنز پار کرنے کے بعد جلد ہی ایک محبت بھرا خط آیا:

> میں نے ایک چھوٹی سی لڑکی کو جنم دیا ہے۔ میرے خیال میں تمہیں مایوسی نہیں ہوگی۔ مجھے بخار کے تین بہت خراب دورے پڑے: اب بہتر ہوں' اور امید ہے کہ دوبارہ بخار نہیں ہوگا۔ میں مزید نہیں لکھوں گی کیونکہ ابھی پوری طرح ٹھیک نہیں اور اپنے آپ کو سارے دل سمیت تمہیں سونپتی ہوں..... تمہاری بیوی کی طرف سے جو درد سے کچھ نڈھال ہے' تمہاری اِپولیتا۔ [۳۳]

اِپولیتا یہ خط لکھنے کے کچھ ہی دن بعد مر گئی' اور اس کے ساتھ کاستیلیو نے کی زندگی سے محبت بھی۔ وہ روم میں اِزابیلا اور مارکوئیس فیڈریگو کی ملازمت کرتا رہا: لیکن لیو X کے خوشگوار دربار میں بھی اسے نہ صرف مینتوآئی گھر کا سکون بلکہ وہ ایمانداری' ہمدردی اور خوبصورتی بھی ستاتی رہی جس نے اُربینو حلقے کو تقریباً اس کے خیالات کی تجسیم بنا دیا تھا۔

اس نے خود کو آئندہ نسلوں تک پہنچانے والی کتاب اُربینو میں شروع (1508ء)

تحریک نہ پالے۔"[۲۵] یہ مہذب کار اثر مرتب کرنے کیلئے عورتوں کو ہر ممکن حد تک نسوانی ہونا اور سامان اُٹھانے' انداز و اطوار' بول چال یا لباس میں مردوں کی نقل کرنے سے بچنا چاہیے۔ عورت کیلئے لازمی ہے کہ اپنے جسم کو خوش اندامی' گفتار کو ہمدردی اور روح کو لطافت کی تربیت دے؛ چنانچہ' اسے موسیقی' رقص' ادب اور تفریحی فنون سیکھنے چاہئیں۔ اس طریقے سے وہ ایسی اندرونی خوبصورتی حاصل کر سکتی ہے جو حقیقی محبت کا ہیجان خیز معروض اور ابتداء ہے۔ "حسن سے تابدار بدن وہ سرچشمہ نہیں جہاں سے حسن پھوٹتا ہے..... کیونکہ حسن بے جسم ہے۔"[۲۶] "محبت حسن سے لطف اندوز ہونے کی مخصوص خواہش کے سوا کچھ نہیں۔"[۲۷] لیکن "جو شخص جسم کا مالک بن کر حسن سے لطف اندوز ہونے کا سوچتا ہے وہ فریب خوردہ ہے۔"[۲۸] کتاب کا اختتام قرونِ وسطیٰ کی شہوت ناک جنگجوئی کو اس زرد رو افلاطونی محبت میں تبدیل کرنے پر ہوتا ہے جو ایک آخری مایوسی ہے کہ جسے عورت معاف کردے گی۔

نفیس ثقافت اور باہمی ادراک کی مثالی دنیا کا جو خاکہ کاستیلیونے نے سوچا تھا وہ روم کی بے رحمانہ لوٹ مار میں مندمل ہوگیا (1527ء)۔ کتاب کے آخری صفحات میں ایک جگہ وہ کہتا ہے' "دولت کی فراوانی کئی بار زبردست تباہی کا سبب بنی ہے (جیسا کہ بیچارے اِٹلی میں جو غیر اقوام کا شکار بنا اور اب بھی ہے) اس کے ساتھ ساتھ امراء کی زیادتی کی وجہ سے خراب حکومتیں بھی آئیں۔"[۲۹] وہ کچھ اعتبار سے خود کو بھی اس تباہی کے لیے برا بھلا کہہ سکتا تھا۔ کلیمنٹ VII نے اسے پاپائی سفیر بنا کر میڈرڈ بھیجا تھا (1524ء) تاکہ چارلس V اور پاپائیت میں مفاہمت پیدا کرے؛ کلیمنٹ کے اپنے رویے نے اس مشن کو مشکل بنا دیا اور ناکامی ہوئی۔ جب شہنشاہ کی فوجوں کے روم پر حملے' پوپ کو قید کرنے اور وہاں جولیئس' لیو اور ہزاروں دیگر آرٹسٹوں کی تخلیق کردہ ثروت و خوبصورتی کو برباد کرنے کی خبر سپین پہنچی تو بالداسارے کاستیلیونے کے جسم سے یوں زندگی نکلی جیسے کٹی ہوئی رگ میں سے خون نکلتا ہے؛ اور 1529ء میں ٹولیڈو کے مقام پہ نشاۃ ثانیہ کا یہ 51 سالہ شائستہ ترین شائستہ آدمی دنیا سے رُخصت ہوا۔

اس کا جسم اِٹلی لے جایا گیا اور اس کی ماں ("جس نے بیٹے کو اپنی خواہش کے برخلاف زندہ رکھا تھا") نے مینتوآ سے باہر سانتا ماریا ڈیلے گریزیا کلیساء میں اس کی یاد

میں ایک مقبرہ تعمیر کروایا۔ گلیو رومانو نے یادگار ڈیزائن کی اور بیمبو نے اس کے لیے ایک خوبصورت کتبہ تحریر کیا؛ لیکن پتھر پر کندہ کردہ اعلیٰ ترین الفاظ کاستیلیونے کے اپنے تحریر کردہ شعر ہیں جو اس نے اپنی بیوی کی قبر کے لیے لکھے تھے؛ اس کی خواہش پر عمل کرتے ہوئے بیوی کی باقیات بھی اس کے پہلو میں دفن کر دی گئیں:

"میری پیاری بیوی! اب میں زندہ ہوں' کیونکہ قسمت نے تمہارے بدن سے میری زندگی نکال لی ہے؛ لیکن جب میں تمہارے ساتھ قبر میں لیٹوں گا اور میری ہڈیاں تمہاری ہڈیوں سے مل جائیں گی تو میں زندہ رہوں گا۔" ۳۰۰؎

تیرھواں باب

نیپلز کی سلطنت

(1378ء – 1534ء)

I۔ بلند نظر الفونسو

مارچز اور پاپائی ریاستوں کے جنوب مشرق میں تمام براعظم (Mainland) اِٹلی نیپلز کی سلطنت کو تشکیل دیتا ہے۔ ایڈریاٹک سمت میں اس کے اندر پیسکارا' باری' برنڈیزی اور اوٹرانٹو کی بندرگاہیں شامل ہیں; زمین میں تھوڑا سا اندر کر کے فوجیا کا شہر ہے جو کبھی عالیشان فریڈرک II کا حیات سے معمور دارالخلافہ تھا; "سینہ پا۔" (پاؤں کے پنجے اور ایڑی کا درمیانی حصہ) پر ٹارانٹو کی قدیم بندرگاہ ہے; "پنجے" پر ایک اور ریجیو; اور جنوب مغربی ساحل ایک سے بڑھ کر ایک پُرشکوہ نظارے سالرنو' امالفی' سورنتو اور کیپری کی رفعت تک ابھرتا اور مصروف' پُرشور' باتونی' پُرشوق' مسرور نیپلز کی منتہائے عروج تک پہنچتا ہے۔ اس قلمرو میں یہ واحد عظیم شہر تھا۔ اس کے اور علاقے کی بندرگاہوں سے باہر سب کچھ زرعی' قرون وسطیٰ جیسا اور جاگیردارانہ تھا: مزارعے یا غلام یا پھر کسان زمین میں ہل چلاتے جو بھوکا مرنے یا روٹی کپڑے کے لیے محنت کرنے کو "آزاد" تھے; وہ بارنز یعنی نوابوں کے مطیع تھے جن کی اپنی عظیم جاگیروں پر حاکیت تخت کی حاکیت کو خاطر میں نہ لاتی تھی۔ بادشاہ کو ان زمینوں سے بہت کم لگان حاصل ہوتا' لیکن اسے اپنی جاگیردارانہ اقالیم سے حاصل کردہ محصولات یا پھر تجارت پر شاہی

محصولات لاگو کر کے اپنی حکومت اور دربار کا خرچ چلانا پڑتا تھا۔

ہاؤس آف آنجو ملکہ یوآنا اول کے فرار کی وجہ سے بسرعت روبہ زوال تھا' جو اس وقت ختم ہوا جب Durazzo کے چارلس نے ملکہ کو ریشمی ڈوری سے بندھوا دیا (1382ء)۔ 40 برس کی عمر میں تخت پر بیٹھنے والی یوآنا II بھی یوآنا جتنی ہی باعث اشتعال تھی (1414ء)۔ اس نے تین مرتبہ شادی کی' اپنے دوسرے شوہر کو جلاوطن کیا اور تیسرے کو قتل کروا دیا۔ بغاوت کا سامنا ہونے پر اس نے اَراگون اور سسلی کے بادشاہ الفونسو سے مدد مانگی اور اسے اپنا بیٹا اور ولی عہد بنا لیا (1420ء)۔ اپنی معزولی کے لیے اس کی منصوبہ بندی کا بروقت پتہ چلنے پر اس نے بیٹے کو عاق کر دیا (1423ء)' اور موت آنے پر اپنی ریاست آنجو کے رینے کو سونپ گئی (1435ء)۔ حصول تخت کی ایک طویل جنگ شروع ہوئی جس میں الفونسو کامیاب رہا۔ اس نے گائیٹا محاصرہ کیا ہوا تھا کہ اہل جینوآ نے اسے قید کر کے مِیلان میں فلیپو ماریا وسکونٹی کے حضور پیش کیا۔ اس نے زبردست منطق (جو یقیناً کسی مدرسے میں نہیں سیکھی تھی) کے ذریعہ ڈیوک کو مائل کیا کہ نیپلز میں نو قائم شدہ فرانسیسی طاقت اس فرانسیسی طاقت میں اضافہ کرے گی جو شمال سے مِیلان اور جنوب سے جینوآ پر اُمڈی چلی آ رہی ہے؛ اور فرانسیسی آدھے اِٹلی پر قابض ہو جائیں گے جس کا پہلا اثر وسکونٹی پر ہی پڑے گا۔ فلیپو سمجھ گیا' اپنے قیدی کو رہا کیا اور اسے بخیروخوبی نیپلز پہنچنے کی دعا دی۔ بہت سی سازشوں کے بعد الفونسو جیت گیا؛ ہاؤس آف آنجو کی حکومت نیپلز میں ختم ہوئی (1442ء۔1268ء) اور ہاؤس اور اراگون کی شروع (1503ء۔1442ء)۔ اس دست درازی نے 1494ء میں اِٹلی پر فرانسیسی حملے کو قانونی جواز فراہم کیا جو اِٹلی کی المناکی میں پہلا ایکٹ تھا۔

الفونسو اپنے نئے شاہی عہدے سے اس قدر خوش ہوا کہ اراگون اور سسلی کی حکومت اپنے بھائی جان II پر چھوڑ دی۔ وہ کوئی نرم حاکم نہ تھا؛ اس نے سختی سے ٹیکس لاگو کیے؛ سرمایہ داروں کو لوگوں کو نچوڑنے اور پھر ان کے ہاتھوں نچڑنے کی اجازت دی؛ اور یہودیوں کو عیسائی بنانے کی دھمکی دے کر اُن سے دولت اینٹھی۔ لیکن اس کی زیادہ تر ٹیکس کاری کا بوجھ تاجر طبقے پر پڑا؛ الفونسو نے غریب پر لاگو کردہ ٹیکس میں کمی اور بے سہاراکی مدد کی۔ اہل نیپلز نے اسے ایک اچھا بادشاہ خیال کیا؛ وہ غیر مسلح ہو کر

اور کسی محافظ کے بغیر بلاخوف ان کے درمیان چلتا پھرتا۔ اپنی بیوی سے کوئی بچہ پیدا نہ ہونے پر اس نے دربار کی کچھ خواتین کو اپنے بچے کی ماں بنایا؛ اس کی بیوی نے اپنی ایک رقیب کو قتل کر دیا' اور اس کے بعد الفونسو نے کبھی ملکہ کو اپنے پاس نہ آنے دیا۔ وہ بڑے جوش و خروش سے کلیساء جاتا اور اعتقاد کے ساتھ وعظ سنتا تھا۔

بہرحال اسے انسانیت پسندی کا بخار لگ گیا اور اس نے کلاسیکی محققین کی کفالت اتنے فراخدلانہ انداز میں کی کہ وہ اسے "بلند نظر" (*il Magnanimo*) کہنے لگے۔ اس نے ویلا' فیلیفو' مانیتی اور دیگر انسانیت پسندوں کو اپنی میز اور خزانے پر دعوت دی۔ اس نے ژینوفون کی "*Cyropaedia*" کا لاطینی ترجمہ کرنے پر پوجیو کو 500 کراؤنز (12,500 ڈالر ؟) معاوضہ دیا؛ بارتولومیو فاتیسو کو "*Historia Alfonsi*" تحریر کرنے پر 500 ڈیوکٹ سالانہ ادا کیے اور مکمل ہونے پر مزید 1500 سے نوازا؛ 1458ء کے ایک سال میں اس نے اہل ادب میں 20,000 ڈیوکٹ (5 لاکھ ڈالر) تقسیم کیے۔ وہ کچھ کلاسیکی کتب ہمیشہ اپنے ساتھ ساتھ رکھتا؛ وہ گھر میں اور مہمات کے دوران ہر کھانے سے پہلے ایک کلاسیکی کتاب سنتا؛ اور اسے سننے کے خواہشمند طلبہ کو پاس بیٹھنے کی اجازت ہوتی۔ جب پیڈوآ میں لائیوائی (Livy) کی ممکنہ باقیات دریافت ہوئیں تو اس نے ایک ہڈی خریدنے کے لیے بیکاڈیلی (Beccadelli) کو وینس روانہ کیا۔ جب مانیتی نے اسے لاطینی زبان پڑھ کر سنائی تو وہ اس فلورنسی محقق کے بامحاورہ انداز سے اس قدر متاثر ہوا کہ تقریر ختم ہونے تک ایک گستاخ مکھی کو اپنی شاہی ناک پر بیٹھے رہنے کی اجازت دے دی۔[1] اس نے اپنے انسانیت پسندوں کو کچھ بھی کہنے' حتیٰ کہ تکفیر دین اور فحش نگاری کی پوری آزادی دی اور انہیں محکمہ احتساب سے بچایا۔

الفونسو کے دربار میں سب سے زیادہ قابل ذکر عالم لورینتسو ویلا تھا۔ وہ روم میں پیدا ہوا (1407ء)' لیونارڈو برونی کے ساتھ کلاسیکی کتب پڑھیں اور ایک پرجوش اور حتیٰ کہ متعصب لاطینی پسند بن گیا؛ اس کی بہت سی مہمات میں اطالوی زبان کی ادبی حیثیت تباہ کرنا اور لاطینی میں دوبارہ جان ڈالنا بھی شامل تھا۔ پاویا میں لاطینی اور علم بیان پڑھانے کے دوران اس نے مشہور مقنن (جیورسٹ) بارتولس کے خلاف اشتعال انگیز تنقید لکھی' اس کی اطالوی پسندی کا مذاق اڑایا اور کہا کہ لاطینی زبان اور رومن تاریخ

اور کسی محافظ کے بغیر بلاخوف ان کے درمیان چلتا پھرتا۔ اپنی بیوی سے کوئی بچہ پیدا نہ ہونے پر اس نے دربار کی کچھ خواتین کو اپنے بچے کی ماں بنایا؛ اس کی بیوی نے اپنی ایک رقیب کو قتل کر دیا' اور اس کے بعد الفونسو نے کبھی ملکہ کو اپنے پاس نہ آنے دیا۔ وہ بڑے جوش و خروش سے کلیساء جاتا اور اعتقاد کے ساتھ وعظ سنتا تھا۔

بہرحال اسے انسانیت پسندی کا بخار لگ گیا اور اس نے کلاسیکی محققین کی کفالت اتنے فراخدلانہ انداز میں کی کہ وہ اسے "بلند نظر" (*il Magnanimo*) کہنے لگے۔ اس نے ویلا' فیلیفو' مانیتی اور دیگر انسانیت پسندوں کو اپنی میز اور خزانے پر دعوت دی۔ اس نے ژینوفون کی "*Cyropaedia*" کا لاطینی ترجمہ کرنے پر پوجیو کو 500 کراؤنز (12,500 ڈالر؟) معاوضہ دیا؛ بارتولومیو فاتسیو کو "*Historia Alfonsi*" تحریر کرنے پر 500 ڈیوکٹ سالانہ ادا کیے اور مکمل ہونے پر مزید 1500 سے نوازا؛ 1458ء کے ایک سال میں اس نے اہل ادب میں 20,000 ڈیوکٹ (5 لاکھ ڈالر) تقسیم کیے۔ وہ کچھ کلاسیکی کتب ہمیشہ اپنے ساتھ ساتھ رکھتا؛ وہ گھر میں اور مہمات کے دوران ہر کھانے سے پہلے ایک کلاسیکی کتاب سنتا؛ اور اسے سننے کے خواہشمند طلبہ کو پاس بیٹھنے کی اجازت ہوتی۔ جب پیڈوآ میں لائیوائی (Livy) کی ممکنہ باقیات دریافت ہوئیں تو اس نے ایک ہڈی خریدنے کے لیے بیکاڈیلی (Beccadelli) کو وینس روانہ کیا۔ جب مانیتی نے اسے لاطینی زبان پڑھ کر سنائی تو وہ اس فلورنسی محقق کے بامحاورہ انداز سے اس قدر متاثر ہوا کہ تقریر ختم ہونے تک ایک گستاخ مکھی کو اپنی شاہی ناک پر بیٹھے رہنے کی اجازت دے دی۔[1] اس نے اپنے انسانیت پسندوں کو کچھ بھی کہنے' حتیٰ کہ تکفیر دین اور فحش نگاری کی پوری آزادی دی اور انہیں محکمہ احتساب سے بچایا۔

الفونسو کے دربار میں سب سے زیادہ قابل ذکر عالم لورینتسو ویلا تھا۔ وہ روم میں پیدا ہوا (1407ء)' لیونارڈو برونی کے ساتھ کلاسیکی کتب پڑھیں اور ایک پرجوش اور حتیٰ کہ متعصب لاطینی پسند بن گیا؛ اس کی بہت سی مہمات میں اطالوی زبان کی ادبی حیثیت تباہ کرنا اور لاطینی میں دوبارہ جان ڈالنا بھی شامل تھا۔ پادیا میں لاطینی اور علم بیان پڑھانے کے دوران اس نے مشہور مقنن (جیورسٹ) بارتولس کے خلاف اشتعال انگیز تنقید لکھی' اس کی اطالوی پسندی کا مذاق اڑایا اور کہا کہ لاطینی زبان اور رومن تاریخ

میں کوئی ماہر شخص ہی رومن لا سمجھ سکتا تھا۔ یونیورسٹی میں قانون کے طالب علموں نے بارتولس کا دفاع کیا اور آرٹ کے طالب علم ویلا کے گرد جمع ہو گئے; بحث نے جھگڑے سے فساد کی صورت اختیار کی اور ویلا کو وہاں سے نکل جانے کو کہا گیا۔ بعد ازاں اس نے "عہد نامہ جدید پر نوٹس" میں اپنی لسانی مہارت اور غضب کو جیروم کے بائبل کے لاطینی ترجمے پر آزمایا اور اس ہیروئی کام میں بہت سی غلطیاں نکالیں; بعد میں ایراسمس نے ویلا کی تنقید نگاری کو سراہا' خلاصہ کیا اور استعمال میں لایا۔ ویلا نے ایک اور رسالے ("*Elegantiae linguae Latinae*") میں لاطینی کی خوبصورتی اور پاکیزگی کے اپنے اصول پیش کیے' قرون وسطیٰ کی لاطینی کا مضحکہ اڑایا اور بڑی مسرت کے ساتھ متعدد انسانیت پسندوں کی گھٹیا لاطینی سے پردہ اٹھایا۔ اس نے سِسرو کے مداح عہد میں کوئنٹلین کو ترجیح دی۔ دنیا میں اس کا ایک بھی دوست نہ رہا۔

اس نے ایک مکالمہ "مسرت اور حقیقی اچھائی" شائع کر کے (1431ء) اپنی لاتعلقی کو یقینی بنایا; اس مکالمے میں اس نے حیرت انگیز بیباکی کے ساتھ انسانیت پسندوں کے غیر اخلاقی پن پر بات کی۔ اس نے تین ہنوز زندہ آدمیوں کے منہ سے مکالمے ادا کروائے: لیونارڈو برونی رواقیت (Stoicism) کا وکیل' انٹونیو بیکاڈیلی اپیمی قوریت کا مدعی اور نکولوڈی نکولی عیسائیت اور فلسفہ میں مفاہمت کا حامی۔ بیکاڈیلی کے مکالمات اس قدر زوردار انداز میں کہلوائے گئے کہ سننے والوں نے انہیں بجا طور پر ویلا کے اپنے خیالات تصور کیا۔ بیکاڈیلی نے دلیل دی کہ ہمیں انسانی فطرت کو نیک سمجھنا چاہیے کیونکہ اسے خدا نے تخلیق کیا; درحقیقت فطرت اور خدا ایک ہیں۔ نتیجتاً ہماری جبلتیں اچھی ہیں' اور مسرت و خوشی کے لیے ہماری فطری خواہش بذات خود انہیں انسانی زندگی کا موزوں مقصد بناتی ہے۔ تمام مسرتیں' چاہے حواس کی ہوں یا عقل کی' اتنی دیر تک جائز سمجھنی چاہئیں جب تک کہ وہ نقصان دہ نہ ثابت ہو جائیں۔ اب ہمارے اندر جماع کی ایک ناگزیر جبلت موجود ہے اور یقیناً تاحیات پاک بازی کے لیے کوئی جبلت نہیں۔ چنانچہ اس قسم کی پرہیز غیر فطری ہوئی; یہ ایک ناقابل برداشت عذاب ہے اور اس کا پرچار بطور نیکی نہیں کرنا چاہیے۔ بیکاڈیلی سے یہ نتیجہ اخذ کروایا گیا کہ بکارت ایک غلطی اور فضول چیز ہے; اور ایک بیسوا نوع انسانی کے لیے کسی راہبہ سے زیادہ

قابل قدر ہے۔[51]

جب تک وسائل نے اجازت دی ویلا اسی فلسفہ کے مطابق زندگی گذارتا رہا۔ وہ ایک بلاامتیاز عاشق، گرم مزاج اور تیز گو تھا۔ وہ ادبی روزگار کی تلاش میں شہر در شہر پھرا۔ اس نے پاپائی سیکرٹریٹ میں جگہ مانگی اور نفی میں جواب پایا۔ جب الفونسو نے اسے اپنے پاس رکھا (1435ء) تو اراگون اور سسلی کا بادشاہ نیپلز کے تخت کے لیے لڑ رہا تھا اور پوپ یوجینئس IV (47—1431ء) کو اپنے دشمنوں میں شمار کرتا تھا جس نے نیپلز کے پاپائی جاگیر ہونے کا دعویٰ کیا۔ تاریخ کے عالم، بحث کے ماہر اور کچھ کھونے کے خوف سے آزاد ویلا جیسا نڈر دانشور پوپ کے خلاف بڑا کارآمد ہتھیار تھا۔ ویلا نے الفونسو کے سائے میں بیٹھ کر اپنا مشہور ترین مقالہ "کانسٹنٹائن کا غلط فہم اور جھوٹا عطیہ" لکھا (1440ء)۔ اس نے تضحیک آمیز جعلسازی کے ساتھ کانسٹنٹائن پر حملہ کیا جس کے ذریعہ پہلے عیسائی شہنشاہ نے پوپ سلویسٹر اول (35—314ء) کو سارے مغربی یورپ پر مکمل سیکولر اقتدار منتقل کیا تھا۔ کچھ ہی عرصہ قبل کیوسا (Cusa) کے نکولس نے (1433ء) باسل (Basel) کی مجلس کے لیے لکھے ہوئے اپنے مقالے "*De Concordantia Catholica*" میں عطیہ کا جھوٹا پن عیاں کیا تھا، مجلس بھی یوجینئس IV کی بیری تھی؛ لیکن اس دستاویز پر ویلا کی تاریخی اور لسانی تنقید اس قدر تباہ کن تھی (حالانکہ اس نے خود بھی غلطیاں کیں) کہ یہ مسئلہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حل ہو گیا۔

ویلا اور الفونسو دانشوری پر ہی قانع نہیں تھے: انہوں نے جنگ چھیڑ دی۔ "میں نے مردوں پر ہی نہیں بلکہ زندوں پر بھی حملہ کیا" ویلا نے کہا: اور اس نے مقابلتاً شائستہ یوجینئس کو فصیح و بلیغ دشنام طرازی کا نشانہ بنایا۔ "اگر عطیہ کی توثیق ہو جائے تب بھی یہ کالعدم ہے، کیونکہ کانسٹنٹائن اس کا مختار نہیں تھا، اور بہرحال پاپائیت کے جرائم اسے کالعدم کر چکے ہیں۔"[52] ویلا نے نتیجہ نکالا کہ اگر عطیہ ایک جعلسازی تھی تو تب پوپس کی دنیوی طاقت ایک ہزار سال طویل دست درازی تھی (وہ پاپائیت کو پپن اور شارلیمان کے علاقائی عطیات نظرانداز کر گیا)۔ اسی دُنیوی طاقت نے کلیساء کی بدعنوانی، اِٹلی کی جنگوں اور "ناقابل برداشت، ظالمانہ پاپائی اقتدار" کو جنم دیا۔ ویلا نے

روم کے لوگوں سے اپیل کی کہ وہ اُٹھیں اور اپنے شہر کی پاپائی حکومت کا خاتمہ کر دیں' اور یورپ کے بادشاہوں کو دعوت دی کہ پوپس کو تمام علاقائی ملکیتوں سے محروم کر دیں۔ ؎ یہ صدا لُوتھر جیسی تھی' لیکن یہ الفونسو تھا جس نے قلم کو تحریک عطا کی: انسانیت پسندی ایک آلہ جنگ بن گئی تھی۔

یوجینئس نے محکمہ احتساب کو دوبارہ مقام دلوایا۔ نیپلز میں اس کے نمائندوں نے اسے سمن جاری کیے: ویلا نے اپنی مکمل راسخ الاعتقادی پر زور دیا اور مزید کچھ کہنے سے گریز کیا۔ الفونسو نے محتسبوں کو حکم دیا کہ اسے تنہا چھوڑ دیں' اور انہوں نے حکم عدولی کی جرات نہ کی۔ ویلا نے کلیسیاء پر حملے جاری رکھے: اس نے دکھایا کہ ڈائیونیس سے (Dionysian the Areopagite) منسوب کردہ کتب غیر معتبر تھیں: کہ Abgarus کا مسیح کے نام خط (جسے Eusebius نے شائع کیا) جعلسازی تھا: اور یہ کہ حواریوں کا مسلک مرتب کرنے میں "حواریوں" کا کوئی ہاتھ نہ تھا۔ تاہم' جب اس نے دیکھا کہ الفونسو پاپائیت کے ساتھ مصالحت پر مائل ہے تو فیصلہ کیا کہ اسے بھی صلح کر لینی چاہیے۔ اس نے یوجینئس سے مغفرت کی درخواست کی اور اپنے گناہوں کی تلافی چاہی۔ پوپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ لیکن جب نکولس V نے پاپائی تخت سنبھالا اور دانشوروں کو بلوایا تو ویلا کو کیوریا کا نائب (سیکریٹری) بنا دیا گیا (1448ء) اور اس کے علاوہ اسے یونانی کتب کے لاطینی تراجم کا کام بھی سونپا گیا۔ اس نے سینٹ جان لیٹرن کے قانون دان کی حیثیت میں زندگی کو مکمل کیا اور مقدس قبرستان میں دفن ہوا (1457ء)۔

اس کے دوستانہ حریف انٹونیو بیکاڈیلی نے ایک فحش کتاب لکھ کر اور اِٹلی کے سرکردہ آدمیوں کی جانب سے اس پر داد وصول کر کے اپنے عہد کے اخلاقی اصولوں کی تصویر کشی کی۔ وہ پالرمو میں پیدا ہوا تھا (1394ء) اور اسی لیے *il Panormita* کا عرف پایا' اس نے اپنی اعلیٰ تعلیم اور شاید اپنے مبہم اخلاقی اصولوں کو بھی سینا میں اپنی شخصیت کا حصہ بنایا۔ تقریباً 1425ء میں اس نے "*Hermaphroditus*" کے زیر عنوان لاطینی میں المیہ اور طربیہ گیتوں کا ایک سلسلہ مرتب کر کے لاطینیت اور فحش نگاری میں جنگجوئی کا مقابلہ کیا۔ کوسیمو ڈی میڈیچی نے اپنے نام انتساب قبول کیا' غالباً کتاب کو پڑھے بغیر: نیک طینت گوارینو داویرونا نے اس کی فصیح اللسانی کو سراہا: تقریباً

سو دوسروں نے قصیدوں کا اضافہ کیا: آخرکار شہنشاہ سجس منڈ (Sigismund) نے بیکاڈیلی کے سر پر افضل الشعراء کا تاج رکھا (1433ء)۔ پادریوں نے کتاب کی مذمت کی' یوجینئس نے اسے پڑھنے والے تمام لوگوں کی دین بدری کا حکم دیا' راہبوں نے اسے فیرارا بولونیا اور میلان میں سرعام نذر آتش کیا۔ بایں ہمہ بیکاڈیلی نے بولونیا اور پاڈیا کی یونیورسٹیوں میں "*Summa Cum laude*" پر لیکچر دیا' ڈسکونٹی سے 800 طلائی سکوں (*Scudo*) کا وظیفہ وصول کیا اور شاہی تاریخ نگار کے طور پر نیپلز میں دعوت حاصل کی۔ اس کی "بادشاہ الفونسو کے یادگار اقوال اور اعمال" کی تاریخ ایسی بامحاورہ لاطینی میں لکھی گئی تھی کہ پوپ پائیس II ---Aeneas Sylvius Piccolomini---- نے اسے لاطینی انداز سخن کا مثالی نمونہ خیال کیا۔ بیکاڈیلی نے 77 برس عمر پائی اور اعزازات و اکرامات سے معمور ہو کر فوت ہوا۔

II۔ فیرانتے

الفونسو اپنی بادشاہت منہ بولے بیٹے فرڈی نینڈ کے لیے چھوڑ گیا (1458-94ء)۔ عوام اسے فیرانتے کہتے تھے' اس کا حسب نسب مشکوک تھا۔ اس کی ماں ہجار (Hijar) کی مارگریٹ تھی اور بادشاہ کے علاوہ اس کے اور بھی عاشق تھے: فیرانتے کے سیکریٹری پونتانو نے تصدیق کی کہ اس کا باپ ویلنشیائی میرانو تھا--- یعنی ایسا ہسپانوی یہودی جس نے عدالت احتساب کے خوف سے عیسائیت قبول کر لی ہو۔ ویلا اس کا اتالیق تھا۔ فیرانتے جنسی اسراف کے لیے مشہور نہیں تھا' لیکن اس میں وہ زیادہ تر برائیاں موجود تھیں جو کسی ٹھوس اخلاقی ضابطے سے مبرا اور بدیہی طور پر غیر موزوں اشتعال انگیزی سے تحریک پانے والی عاشقانہ طبیعت کا نتیجہ ہوتی ہیں۔ پوپ Calixtus III نے اس کی پیدائش کو تو جائز قرار دیا لیکن اسے بادشاہ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا: اس نے اعلان کیا کہ نیپلز میں اراگونی نسل نابود ہو چکی ہے' اور سلطنت کے کلیسیائی جاگیر ہونے کا دعویٰ کیا۔ آنجو کے رینے نے یوآنا II کی طرف سے اپنے لیے ترکہ میں چھوڑا ہوا تخت دوبارہ حاصل کرنے کی ایک اور کوشش کی۔ جب وہ نیپلز کے ساحل پر اپنی فوجیں اتار رہا تھا تو جاگیرداروں نے اراگون گھرانے کے خلاف بغاوت کر

دی اور بادشاہ کے غیر ملکی دشمنوں کے حلیف بن گئے۔ فیرانتے نے غصے بھری ہمت کے ساتھ ان اہم وقوع چیلنجوں کا مقابلہ کیا' ان پر قابو پایا اور گھمبیر غضبناکی کے ساتھ انتقام لیا۔ اس نے صلح کے بہانے سے اپنے دشمنوں کو باری باری ورغلایا' انہیں زبردست ضیافتیں دیں' ان میں سے کچھ کو قتل کر دیا' کچھ کو قید کیا اور متعدد کو اپنی عقوبت گاہوں میں بھوکا مرنے کے لیے چھوڑ دیا' چند ایک پنجروں میں رکھا اور گاہے بگاہے نکال کر مارا' اور جب وہ مر گئے تو انہیں حنوط کروایا' ان کے پسندیدہ ملبوسات پہنائے اور اپنے میوزیم میں ممیوں کے طور پر محفوظ کر لیا۵ھ؛ تاہم' ممکن ہے کہ یہ کہانیاں مخالف دھڑے کے تاریخ دانوں کی تراشی ہوئی "جنگی نابکاریاں" ہوں۔ اسی بادشاہ نے 1479ء میں لورینتسو ڈی میڈیچی کے ساتھ نہایت پر خلوص رویہ اپنایا تھا۔ 1485ء میں انقلاب نے اسے کافی پریشان کیا' لیکن اس نے اپنی بنیادیں دوبارہ مضبوط کیں' 36 سال طویل دور حکومت مکمل کیا اور مسرور عوام چھوڑ کر فوت ہوا۔ نیپلز کی باقی داستان کا تعلق اِٹلی کی تباہی سے ہے۔

فیرانتے نے دانشوروں کی سرپرستی کرنے میں الفونسو کی روایت کو جاری نہ رکھا' لیکن ایک آدمی کو اپنا وزیراعظم بنایا جو بیک وقت ایک شاعر' فلسفی اور خوش تدبیر سفارتکار بھی تھا۔ بیکاڈیلی نے ایک Neopolitan اکیڈمی کی بنیاد رکھی تھی' پونتانو نے اسے ترقی دی۔ اس کے ارکان صاحبِ علم و فضل تھے جو مخصوص عرصہ بعد مل بیٹھ کر شعروں اور خیالات کا تبادلہ کرتے۔ انہوں نے لاطینی نام اپنائے (پونتانو جوویانس پونتانس بن گیا)' اور اس خیال سے محبت کرتے تھے کہ وہ ایک طویل اور ظالمانہ وقفے کے بعد شہنشاہی روم کی پر جلال ثقافت کو آگے بڑھا رہے تھے۔ ان میں سے متعدد نے سیمیں عہد کے پایہ کی لاطینی لکھی۔ پونتانس نے اخلاقیات پر اپنے لاطینی مقالوں میں فیرانتے کی مبینہ طور پر نظرانداز کی ہوئی نیکیوں کو سراہا' اور ایک فصیح و بلیغ مضمون "De Principe" میں حکمران کے لیے وہ ہر دلعزیز خصوصیات منظور کیں جنہیں بیس برس بعد میکیاویلی کی "پرنس" نے مسترد کیا۔ جووانی نے یہ مثالی کتابچہ اپنے شاگرد' فیرانتے کے بیٹے اور وارث الفونسو II (5-1494ء) کے نام انتساب کیا جس نے میکیاویلی کی تمام تعلیمات پر عمل کر کے دکھایا۔ پونتانو نے نثر کے ساتھ ساتھ شاعری بھی

پڑھی' اور لاطینی مسدس میں علم نجوم کے اسرار اور مالٹوں کی کاشت کے موزوں طریقے پر غور و خوض کیا۔ اس نے سلسلہ وار خوبصورت نظموں میں نارمل محبت کی ہر قسم کا جشن منایا: صحتمند جوانی کی باہمی اضطرابی کیفیت' نئے شادی شدہ جوڑوں کا محبت بھرا لگاؤ' ازدواجی بندھن کی باہم دگر تشفیاں' والدین کی محبت کی خوشیاں اور غم' سالہا سال کے دوران شوہر اور بیوی کا یک جان دو قالب بن جانا۔ اس نے دیکھنے میں ورجل جیسی برجستگی کے حامل اشعار میں اور لاطینی لغت پر حیرت انگیز عبور کے ساتھ اہل نیپلز کی چھٹیوں کے دنوں کی زندگی کو بیان کیا: گھاس پر لیٹے ہوئے مزدور' کھیلوں میں مصروف اتھلیٹ' چھکڑوں پہ بیٹھ کر پکنک منانے کے لیے جاتے ہوئے لوگ' طنبوروں کی تھاپ پر رقصاں شہوت انگیز لڑکیاں' باہم عشق بازی کرتے ہوئے عاشق اور محبوبائیں' عاشقوں کے لمحات وصل' Baiae میں غسل کرتے ہوئے شہزادے اور شہزادیاں کہ جیسے اووڈ کی سرمستیوں اور مایوسیوں کو پندرہ صدیاں نہ گذر چکی ہوں۔ اگر پونتانو نے اسی خوبصورتی اور فصاحت کے ساتھ اطالوی زبان میں لکھا ہوتا (جس کے ساتھ لاطینی نظم مرتب کی) تو ہم اسے ذواللسان پیترارک اور پولیشان کے ساتھ شمار کرتے جنہیں ماضی میں گھومنے کے ساتھ ساتھ حال میں بھی چلنے کا خاصا اچھا ذوق تھا۔

پونتانو کے بعد اکیڈمی کا ممتاز ترین رکن ایاکوپو سانازارو تھا۔ بیمبو کی طرح وہ بھی اطالوی کا خالص ترین ٹسکنی لہجہ لکھ سکتا تھا--- نیپلی بول چال سے کہیں مختلف; پولیشان اور پونتانو کی طرح وہ بھی لاطینی المیہ اور طربیہ نغمے تشکیل دے سکتا تھا کہ جن پر Tibullus یا مارشل کو شرمندگی نہ ہوتی۔ ایک مزاحیہ تعریفی نظم کے لیے وینس نے اسے 600 ڈیوکٹ بھیجے؛ الیگزینڈر کے ساتھ برسرپیکار الفونسو II روم میں شاعرانہ تیر برسانے کے لیے Sannazaro کو اپنے ساتھ مہمات پر لے گیا۔ جب عالیشان پوپ نے اس کی مبینہ محبوبہ Giulia Farnese کو لیا تو سانا تسارو نے اسے دو شعروں سے چھلنی کیا: الفونسو کے سپاہیوں کو لاطینی سے اپنی ناواقفی پر ضرور افسوس ہوا ہوگا:

ایک مرتبہ جب یوربا قرمزی سانڈ پر بیٹھ جائے
تو کسے شک ہے؟ ایک ہسپانوی سانڈ پر جولیا بیٹھی ہے

اور جب سیزر بورجیا نے نیپلز کے خلاف میدان مار لیا تو اس نے ایک نامہ بر بھیجا:

بورجیا کو سیزر یا کچھ بھی نہیں کہا جاتا
لیکن دونوں ہی کیوں نہیں، کیونکہ وہ بیک وقت دونوں ہے؟

اس قسم کے اشعار اِٹلی میں زبان زد خاص و عام ہوئے اور انہوں نے بورجیاؤں کی داستان تشکیل دینے میں حصہ ڈالا۔

سانا تسارو نے ذرا دھیمے انداز میں ایک لاطینی رزمیہ نظم "کنوارے جنم پر" لکھی۔ یہ ایک بے مثل فن پارہ تھا: اس میں پاگان دیوتاؤں کی کلاسیکی مشینری استعمال کی گئی، لیکن انہیں گوسپل کے بیان سے جوڑ کر پیش کیا گیا؛ اور یہ نظم کے نفس مضمون میں مشہور Fourth Eclogue شامل کر کے ورجل کے ساتھ مقابلے کی جرات کرتا ہے۔ اس کی زبردست لاطینی نے کلیمنٹ VII کو خوش کیا، لیکن آج کوئی پوپ اس پر توجہ نہیں دے گا۔

سانا تسارو کا شاہکار "آرکیڈیا" (1504ء) عوام کی زندہ زبان میں ملی جلی نثر اور شاعری میں لکھا گیا تھا۔ قدیم سکندریہ کے تھیوکریٹس کی طرح ہمارا شاعر بھی شہروں سے اکتا گیا تھا اور اس نے دیہی مہک اور سکون سے محبت کرنا سیکھ لیا۔ کوئی 20 برس قبل لورینتسو اور پولیشان نے شہری جذبات کا اظہار کیا تھا۔ اس دور کی مصوری کے زمینی مناظر میں دیہی علاقے کی ایک بڑھتی ہوئی اہمیت نمایاں ہے؛ دنیادار آدمی جنگلوں اور کھیتوں، شفاف چشموں اور عشقیہ گیت گاتے ہوئے طاقتور گڈریوں کی باتیں کرنے لگے۔ سانا تسارو کی کتاب نے ان تخیلات کی روانی کو اپنے اندر سمویا اور اس قدر شہرت و مقبولیت دلائی کہ اطالوی نشاۃ ثانیہ کی اور کوئی کتاب یہ کام نہ کر سکی۔ وہ اپنے قارئین کو طاقتور مردوں اور دلکش عورتوں کی خیالی دنیا میں لے گیا--- ان میں سے کوئی بھی بوڑھا نہیں اور زیادہ تر برہنہ ہیں؛ اس نے ان کی اور فطری مناظر کی شان و شوکت ایک شاعرانہ نثر میں بیان کی جس نے اِٹلی میں ایک انداز کی بنیاد رکھی اور اس کے بعد فرانس اور انگلینڈ میں؛ اور اس نے اپنی نثر میں کہیں کہیں شعروں کو بھی جگہ دی۔ اس کتاب میں جدید چرواہے نے جنم لیا، شاید وہ قدیم چرواہے کی نسبت کم دلکش اور زیادہ لمبا اور باتونی تھا؛ لیکن اس نے ادب اور آرٹ پر متواتر اپنا اثر ڈالا۔ جورجونے، ٹیشین اور بعد کے بیسیوں دیگر آرٹسٹوں نے یہیں سے اپنے رنگوں کے

موضوعات لیے; یہیں سے ایڈمنڈ سپنسر اور سر فلپ سڈنی کو اپنی پری وش ملکاؤں اور انگلش "آرکیڈیا" کے تاثرات ملے۔ ساناتسارو نے کولمبس کی دریافت کردہ نئی دنیا سے زیادہ مسحور کن براعظم دوبارہ دریافت کیا تھا' ایک خوش و خرم خیالی دنیا جس میں کوئی بھی شخص صرف خواندگی کی بنیاد پر داخل ہو سکتا اور اپنی مرضی و ذوق کے مطابق' صفحے سے انگلی اٹھائے بغیر' اپنا قلعہ تعمیر کر سکتا تھا۔

"*Regno*" کا آرٹ اس کی شاعری سے زیادہ جاندار تھا' حالانکہ نرم اطالوی لمس نے وہاں بھی اپنا ہاتھ دکھایا۔ ڈوناٹیلو اور مائیکلوتسو فلورنس سے آئے اور سان آنجیلو آنیلو کلیساء میں کارڈینل رینالڈو برانکاچی کے لیے ایک شاندار مقبرہ بنایا۔ آنجو کے چارلس اول کے شروع کردہ (1283ء) نوو و قلعے کے لیے بلند نظر الفونسو نے ایک نئے پھاٹک کا آرڈر دیا جسے فرانسسکو لوراتا نے ڈیزائن کیا اور جس کے لیے پیاترو ڈی مارٹینو اور غالباً گلیانو دا میانو نے جنگ و امن میں بادشاہ کی کامیابیوں کو پتھر کی سِلوں پر نقش کیا۔ دانشمند رابرٹ کے لیے بنوائے ہوئے (1310ء) کلیساء سانتا کیارا میں وہ خوبصورت گوتھک یادگار ہنوز موجود تھی جسے 1343ء میں بادشاہ کی موت کے فوراً بعد دو بھائیوں جووانی اور پیس دا فیرنسے (Pace da Firenze) نے بنوایا تھا۔ پندرھویں صدی میں سان جینارو کیتھیڈرل کو دوبارہ گوتھک اندرون ملا۔ وہاں منگنے Cappella de Tesoro میں نیپلز کے سرپرست ولی سینٹ Januarius کا خون سال میں تین مرتبہ بہتا اور تجارت سے تھکے اور صدیوں کے بوجھ تلے دبے ہوئے (لیکن ایمان و محبت سے تشفی یافتہ) شہر کی خوشحالی کو یقینی بناتا تھا۔

سِسلی نشاۃ ثانیہ سے الگ تھلگ رہا۔ اس نے Aurispa جیسے چند دانشور' انتونیلو دا مسینا جیسے چند ایک مصور پیدا کیے لیکن وہ جلد ہی براعظم کے دوسرے علاقوں میں وسیع تر مواقع تلاش کرنے چلے گئے۔ پالرمو' مونریال (Monreale)' Cefalu عظیم آرٹ رکھتے تھے' لیکن محض بازنطینی' اسلامی یا نارمن ایام کی باقیات کے طور پر۔ زمین کے مالک جاگیردار گیارھویں صدی کو پندرھویں صدی پر فوقیت دیتے اور جنگجوئی غرور یا علم و ادب سے لاعلمی کی زندگی گذارتے تھے۔ ان کے ہاتھوں استحصال کا شکار ہونے

والے لوگ اس قدر غریب تھے کہ ان کے پاس رنگین لباس ' اپنے مذہب کی چمکدار پچی کاریوں اور افسردہ امید ' اپنے گیتوں اور محبت و ظلم کی سادہ شاعری کے سوا اور کوئی ثقافتی اظہار نہ تھا۔ خوبصورت جزیرے نے 1295ء سے 1409ء تک اپنے اراگونی بادشاہوں اور ملکاؤں سے لطف اٹھایا؛ اس کے بعد تین سو سال تک یہ سپین کے تاج میں ایک نگینہ بنا رہا۔

اگرچہ ' غیر رومن اِٹلی کا یہ مختصر جائزہ کافی طویل لگتا ہے ' مگر اس میں پرجوش جزیرہ نما کی بھرپور اور متنوع زندگی سے بمشکل ہی انصاف ہو سکا۔ جب ہم نے نشاۃ ثانیہ کے پوپس پر کچھ باب خرچ کیے تو اخلاقی اصولوں اور آداب ' سائنس اور فلسفہ موقوف ہوگئے ہوں گے؛ لیکن جن شہروں کا ذکر ہم نے کیا ان میں بھی زندگی اور آرٹ کی کتنی ہی بغلی راہیں ہماری نظر سے بچ گئیں! ہم نے اطالوی ادب کی ایک پوری شاخ کے متعلق بات نہیں کی کیونکہ عظیم ترین "*Novelle*" کا تعلق بعد کے دور سے تھا۔ ہم نے اطالوی جسموں ' ذہنوں اور گھروں کو سجانے میں بڑا کردار ادا کرنے والے چھوٹے موٹے فنون کا جائزہ ناکافی طور پر لیا۔ ٹیکسٹائل آرٹس نے کتنے بدہیئت یا خراب نمونوں کو بدل کر رکھ دیا! وینسی مصوری میں رفعت پانے والے کچھ امراء اور عظیم عورتیں اگر اپنی مخملوں ' کمخوابوں ' ریشموں اور اطلسوں کے بغیر ہوتیں تو کیا ہوتا؟ انہوں نے اپنی برہنگی اور ننگے پن کو بطور گناہ ڈھانپ کر اچھا کیا۔ اپنی گرمیوں کو باغات میں ٹھنڈا کرنا بھی ان کی عقلمندی تھی ' چاہے رسمی ہی سہی؛ انہوں نے اپنے گھروں کو بہت سی چیزوں سے زینت بخشی: فرش اور چھت پر رنگین ٹائلیں ' عربی گلکاری ' ملائم و چمکدار پیتل کے برتن ' نفیس مردوں اور عورتوں کی یاد دلانے کے لیے کانسی یا ہاتھی دانت کے مجسمے ' ایک ہزار سال تک پائیداری کا حامل لکڑی کا کام اور مینا کاری ' شاندار برتن ' چمکتی ہوئی میز اور الماری اور آتشدان ' وقت کو نازک دعوت مبازرت دینے کے لیے وینسی شیشے پر کرشماتی گلکاری ' مسرور اہل قلم کی مرصع کاری سے بھرپور کلاسیکی کتابوں کی رنگین چمڑے سے بنی ہوئی جلدیں۔ بہت سے مصوروں مثلاً Sano di Pietro نے اپنی بینائی اپنے لطیف اور خفیہ خواب ہائے حسن کو بھدے انداز میں پینلز اور

دیواروں پر تھوپنے کی بجائے منی ایچرز کی ڈرائنگ میں صرف کرنے کی راہ منتخب کی۔ اور کبھی کبھی آپ گیلریوں میں چلتے چلتے بڑی خوشی سے بیٹھ کر گھنٹوں ان مخطوطات کی مرصع کاری اور خطاطی دیکھ سکتے ہیں جو آج بھی فیرارا کے Schifanoia محل' یا نیویارک کی مارگن لائبریری یا میلان کی امبروسیانا لائبریری میں چھپے ہوئے ہیں۔

بڑے فنون کی طرح یہ سب' اور محنت و محبت' چالبازی اور ریاست کاری' بھگتی اور جنگ' ایمان اور فلسفہ' سائنس اور وہم پرستی' شاعری اور موسیقی' نفرتیں اور مزاح ان قابل محبت اور پرجوش لوگوں سے تعلق رکھتا تھا جنہوں نے مل کر اطالوی نشاۃ ثانیہ کو بپا کیا اور میڈیچائی روم میں معموری اور تباہی لائے۔

چوتھی

کتاب

رومن نشاۃ ثانیہ

(1378ء—1521ء)

چودھواں باب

کلیسیاء میں بحران

(1378ء — 1447ء)

I — پاپائیت میں پھوٹ: 1378ء — 1417ء

گریگوری XI پاپائیت کو واپس روم لایا تھا: لیکن یہ وہاں ٹھہرتی؟ اس کے جانشین کی نامزدگی کرنے کے لیے بیٹھنے والی مجلس 16 کارڈینلوں پر مشتمل تھی جن میں سے صرف چار اطالوی تھے۔ بلدیاتی اداروں نے انہیں ایک رومن' یا کم از کم ایک اطالوی کو منتخب کرنے کی درخواست کی: اور رومنوں کا ایک مجمع اس خیال کی حمایت کرنے کے لیے ویٹیکن کے باہر جمع ہوا' رومن پوپ نہ بننے کی صورت میں تمام غیر اطالوی کارڈینلوں کو مار ڈالنے کی دھمکی دی۔ خوفزدہ مجلس نے باری کے آرچ بشپ بارتولومیو پریانو کو ایک کے مقابلہ میں پندرہ ووٹوں کی اکثریت سے منتخب کرلیا (1378ء) جس نے اربن VI کا نام اختیار کیا: پھر وہ اپنی زندگیوں کے خوف میں بھاگ گئے۔ لیکن روم نے یہ سمجھوتہ قبول کرلیا۔

اربن VI نے سرگرم اور آمرانہ توانائی کے ساتھ شہر اور کلیسیاء پر حکومت کی۔ اس نے سینیٹروں اور بلدیاتی حاکموں کو تعینات کیا اور شورش انگیز دارالحکومت میں امن وامان پیدا کیا۔ اس نے یہ اعلان کر کے کارڈینلوں کو حیران کردیا کہ وہ کلیسیاء کی اصلاح کرنا چاہتا ہے اور یہ کام اوپر سے شروع کرے گا۔ دو ہفتے بعد اس نے

کارڈینلوں کی موجودگی میں عوام سے خطاب کرتے ہوئے کارڈینلوں اور اعلیٰ مذہبی طبقہ کی اخلاقیات پر شدید تنقید کی۔ اس نے انہیں وظیفے لینے سے منع کیا اور حکم دیا کہ کیوریا کے پاس لایا جانے والا تمام کاروبار کسی بھی قسم کے نذرانوں یا تحائف کے بغیر بھجوایا جائے۔ جب کارڈینل بڑبڑائے تو اس نے انہیں "اپنی احمقانہ گفتگو بند کرنے" کا حکم دیا; کارڈینل اورسینی کے احتجاج پر پوپ نے اسے "کوڑھ مغز" کہا; Limoges کے کارڈینل کی جانب سے اعتراض ہونے پر اربن اسے مارنے کو دوڑا۔ یہ سب سن کر سینٹ کیتھرین نے غضبناک پوپ کو ایک تنبیہہ بھیجی: "وہی کرو جو اعتدال کے ساتھ کر سکتے ہو..... نیک ارادے اور پر سکون دل کے ساتھ' کیونکہ زیادتی تعمیر کی بجائے تخریب کرتی ہے۔ مصلوب خدا کے نام پر اپنی ان جلدباز حرکات کو قابو میں رکھو۔"[12] بے فکر اربن نے اپنے اس ارادے کا اعلان کیا کہ وہ اتنے اطالوی کارڈینل تعینات کرنا چاہتا ہے کہ کالج میں اِٹلی کو اکثریت حاصل ہو جائے۔

فرانسیسی کارڈینلوں نے Anagni میں جمع ہو کر بغاوت کی سازش تیار کی۔ 9 اگست 1378ء کو انہوں نے ایک منشور میں اربن کے انتخاب کو کالعدم قرار دیا کیونکہ یہ رومن ہجوم کے خوف میں کیا گیا تھا۔ تمام اطالوی کارڈینل بھی ان کے ساتھ مل گئے اور 20 ستمبر کو Fondi کے مقام پر سارے کالج نے جنیوا کے رابرٹ کے حقیقی پوپ ہونے کا اعلان کر دیا۔ رابرٹ نے بطور کلیمنٹ VII' آوی نیون میں رہائش اختیار کی' جبکہ اربن روم میں ہی اپنے اسقفی عہدے سے چمٹا رہا۔ اس طرح متعارف ہونے والی پاپائی پھوٹ کے نتیجہ میں ایک قومی ریاست بھی ابھری; یہ انگلینڈ کے ساتھ جنگ اور مستقبل میں جرمنی یا اِٹلی کے ساتھ کسی بھی متوقع تنازع میں پاپائی امداد اپنے پاس رکھنے کے لیے فرانس کی کوشش تھی۔ نیپلز' سپین اور سکاٹ لینڈ فرانس کی زیرِ قیادت آ گئے; لیکن انگلینڈ' فلینڈرز' جرمنی' پولینڈ' بوہیمیا' ہنگری اور پرتگال نے اربن کو قبول کیا اور کلیسیاء حریف دھڑوں کا سیاسی کھلونا بن کر رہ گیا۔ یہ انتشار اس حد تک پہنچا کہ وسعت پذیر اسلام کا تحقیر آمیز قہقہہ سنائی دیا۔ آدھی عیسائی دنیا باقی آدھی دنیا کو بے دین' کافر اور ملحد کہتی تھی۔ سینٹ کیتھرین نے کلیمنٹ VII کو Judas کے طور پر مسترد کیا (یہودا اسقریوطی' وہ حواری جس نے حضرت مسیح کا راز فاش کر دیا تھا۔ غدار' مکار'

آستین کا سانپ ۔ مترجم)؛ سینٹ ونسنٹ فیرر نے یہی اصطلاح اربن VI پر لاگو کی ۔[49] ہر دھڑے کا دعویٰ تھا کہ مخالف دھڑے کے پادریوں کی ادا کردہ مقدس رسومات کالعدم ہیں' اور یوں بپتسمہ حاصل کرنے والے بچے اور نہلائے گئے مردے گناہ کی حالت میں رہتے ہیں اور ان کے مقدر میں جہنم لکھا جاتا ہے۔ باہمی منافرت اتنی شدت اختیار کر گئی کہ خوفناک ترین جنگیں ہی اس میدان میں اس کا مقابلہ کر سکتی تھیں۔ جب اربن کے نو تعینات شدہ کارڈینلوں میں سے زیادہ تر نے اسے نظربند کرنے کی سازش تیار کی تو اس نے ان میں سے سات کو گرفتار کروایا۔ انہیں اذیت دی اور جان سے مار دیا (1385ء)۔

اس کی اپنی موت (1389ء) بھی کوئی مصالحت نہ پیدا کر سکی؛ اس کے کیمپ میں بچ جانے والے چودہ کارڈینلز نے پیئر وتوماچیلی کو پوپ بونیفاس IX بنایا' اور منقسم اقوام نے منقسم پاپائیت کو طول دیا۔ جب کلیمنٹ VII مرا (1394ء) تو آوی نیون کے مقام پر کارڈینلوں نے پیڈرو ڈی لونا (Pedro de Luna) کو بینیڈکٹ XIII نامزد کیا۔ فرانس کے چارلس VI نے تجویز پیش کی کہ دونوں ہی پوپس کو مستعفی ہو جانا چاہیے؛ بینیڈکٹ نے انکار کر دیا۔ 1399ء میں بونیفاس IX نے اگلے برس جوبلی منانے کا اعلان کیا۔ اس نے یہ محسوس کر لیا کہ اس دور کی افراتفری اور عدم تحفظ کے باعث بہت سے زائرین گھر میں ہی بیٹھے رہیں گے؛ لہٰذا اس نے اپنے نمائندوں کو اختیار دیا کہ وہ ہر اس عیسائی کو جوبلی میں بھرپور مراعات دیں جو اعتراف گناہ اور ضروری مراقبہ کرنے کے بعد رومن کلیسیاء کو روم تک کے سفر کا خرچ ادا کر دے۔ رقم جمع کرنے والے نمائندے محتاط ماہرین دینیات نہیں تھے؛ بہت سوں نے ایسے لوگوں کو بھی جوبلی میں شریک کر لیا جنہوں نے اعتراف نہیں کیا تھا؛ بونیفاس نے انہیں ڈانٹا' لیکن یہ بھی محسوس کیا کہ اس طرح حاصل شدہ رقم کو وہ خود کسی بھی دوسرے شخص کی نسبت زیادہ بہتر طور پر استعمال کر سکتا ہے؛ پتھری کی شدید دردوں میں بھی (اس کے سیکرٹری کے الفاظ میں) "بونیفاس نے سونے کی ہوس نہ چھوڑی۔"[50] جب کچھ وصول کاروں نے اسے دھوکہ دینے کی کوشش کی تو انہیں اذیت دے کر سب کچھ اگلوا لیا۔ دیگر وصول کاروں کو رومن ہجوم نے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا کیونکہ انہوں نے روم میں رقم خرچنے کے لیے آئے بغیر

عیسائیوں کو جوبلی میں شریک کر لیا تھا۔[5] جوبلی کی تقاریب اور مقدس رسوم عروج پر تھیں کہ کولونا خاندان نے لوگوں کو جمہوریائی حکومت کی بحالی کا مطالبہ کرنے پر اُبھارا۔ بونیفاس کے انکار پر کولونا 8 ہزار فوج لے کر اس پر چڑھ دوڑے؛ عمر رسیدہ پوپ نے سانت انجلو میں بڑی استقامت سے محاصرہ برداشت کیا؛ لوگ کولونا کے ہی خلاف ہو گئے' باغی فوج منتشر ہو گئی اور بغاوت کے 31 قائدین کو جیل میں ڈال دیا گیا۔ ان میں سے ایک کی جان بخشی اس دعوے پر کی گئی کہ وہ باقیوں کے سر قلم کرنے کا کام کرے گا: وہ مان گیا' اور اپنے باپ و بھائی سمیت 39 آدمیوں کو سزائے موت دی۔[6]

بونیفاس کی موت اور انوسینٹ VII کے انتخاب پر (1494ء) بغاوت دوبارہ پھوٹ پڑی اور انوسینٹ Viterbo کی طرف نکل بھاگا۔ رومن ہجوم نے جووانی کولونا کی قیادت میں ویٹیکن کو لوٹا' انوسینٹ کی امتیازی علامات کو کیچڑ سے لت پت کیا اور پاپائی رجسٹر اور تاریخی فرمان گلیوں میں بکھیر دیئے۔(1405ء)[7] تب لوگوں کو خیال آیا کہ پوپس کے بغیر روم تباہ ہو جائے گا: انہوں نے انوسینٹ کے ساتھ امن قائم کر لیا' وہ فاتحانہ انداز میں واپس آیا اور چند روز بعد ہی مر گیا (1406ء)۔

اس کے جانشین گریگوری XII نے بینیڈکٹ XIII کو ایک کانفرنس پر بلایا۔ بینیڈکٹ نے پیشکش کی کہ اگر گریگوری استعفیٰ دینے کو تیار ہو تو وہ بھی دے دے گا: گریگوری کے رشتہ داروں نے اسے ایسا کرنے سے باز رکھا۔ اس کے کچھ کارڈینل پیسا میں پسپائی اختیار کر گئے اور ساری عیسائی دنیا کے لیے قابل قبول پوپ کے انتخاب کی خاطر ایک عمومی اجلاس بلانے کا کہا۔ فرانس کے بادشاہ نے بینیڈکٹ پر دوبارہ مستعفی ہونے کے لیے دباؤ ڈالا: بینیڈکٹ کے دوبارہ اصرار پر فرانس نے اس کی حمایت سے ہاتھ کھینچ لیا اور غیر جانبدارانہ رویہ اختیار کیا۔ کارڈینلوں کا مسترد کردہ بینیڈکٹ سپین کو بھاگ گیا۔ اس کے کارڈینل بھی ان کارڈینلوں کے ساتھ مل گئے جنہوں نے گریگوری کو چھوڑ دیا تھا' اور انہوں نے مل کر 25 مارچ 1409ء کو پیسا میں مجلس بلالی۔

II۔ مجالس اور پوپ (18-1409ء)

تقریباً ایک سو سال قبل باغی فلسفیوں نے "کلیسیائی مجالس کی تحریک" کی بنیادیں

رکھ دی تھیں۔ Occam کے ولیم نے کلیسیاء اور مذہبی طبقے کو ایک ہی سمجھنے پر احتجاج کیا: اس نے کہا کہ کلیسیاء تمام اہل ایمان کا اجتماع ہے: کہ کل کو جُز پر اعلیٰ حاکمیت حاصل ہے: یہ اپنی حاکیت ایک عموی مجلس کو سونپ سکتا ہے جس کے پاس پوپ کو منتخب، مسترد کرنے، سزا دینے یا موردالزام ٹھہرانے کا اختیار ہو۔[58] پیڈو آ کے مارسیلیئس نے کہا کہ ایک عموی مجلس عیسائی دنیا کی مجتمع ذہانت ہے: کوئی فرد واحد اپنی ذہانت کو اس پر فوقیت دینے کی جرات کیسے کر سکتا ہے؟ ایسی مجلس نہ صرف مذہبی عہدیداروں بلکہ لوگوں کے منتخب کردہ عام افراد پر بھی مشتمل ہونی چاہیے: اور اس کے اقدامات پر پوپ کا اثرورسوخ نہیں ہونا چاہیے۔[59] پیرس یونیورسٹی میں ایک جرمن ماہر دینیات Heinrich Von Langenstein نے ایک دعا *Concilium Pacis* (1381ء) میں ان نظریات کو پاپائی پھوٹ پر لاگو کیا۔ (بائنرخ نے کہا) پوپس کے پاس اپنی مطلق، خداداد حاکمیت کے حق میں چاہے کچھ بھی دلائل ہوں، لیکن ایک ایسا بحران سامنے ہے جس سے فرار کی کوئی منطقی راہ منطق میں موجود نہیں: پوپس سے علیحدہ اور کارڈینلوں سے بالاتر طاقت ہی کلیسیاء کو موجودہ غارت گر بے نظمی وانتشار سے بچا سکتی ہے: اور یہ معتبر طاقت صرف عموی مجلس ہی ہو سکتی ہے۔ پیرس یونیورسٹی کے چانسلر Jean Gerson نے خود بینیڈکٹ کے سامنے Tarascon کے مقام پر دیئے ہوئے ایک خطبے میں دلیل دی تھی کہ عموی مجلس بلانے کے لیے پوپ کا خصوصی اختیار پھوٹ کا خاتمہ کرنے میں ناکام ہو گیا تھا، اس لیے اس حکومت کو ہنگامی بنیادوں پر منسوخ کرنا لازمی ہے، اور بصورت دیگر ایک عموی مجلس بلا کر بحران ختم کرنے کی حاکمیت اختیار کرنی چاہیے۔[60]

پیسا کی مجلس مقررہ تاریخ پر بیٹھی۔ پُرجلال کیتھیڈرل میں 26 کارڈینل، 4 برادریوں کے سربراہ، 12 آرچ بشپ، 8 بشپ، 27 اسقف (ایبٹ)، تمام بڑے خانقاہی سلسلوں کے قائدین، تمام یونیورسٹیوں سے مندوب، کلیسیائی قانون کے 300 ماہرین اور ہنگری، نیپلز، سپین، سکینڈے نیویا اور سکاٹ لینڈ کے سوا سارے یورپ کی حکومتوں کے سفیر جمع ہوئے۔ مجلس نے خود کو کلیسیائی قانون کے مطابق اور ساری عیسائی دنیا کی نمائندہ قرار دیا۔۔۔ اس دعوے نے یونانی اور روسی آرتھوڈوکس کلیسیاء کو نظرانداز کر

دیا۔ اس نے بینیڈکٹ اور گریگوری کو اپنے سامنے پیش ہونے کے سمن جاری کیے؛ ان کے نہ آنے پر انہیں معزول قرار دیا اور میلان کے کارڈینل کو بطور پوپ الیگزینڈر V نامزد کیا (1409ء)۔ اس نے نئے پوپ کو ہدایت کی کہ مئی 1412ء سے پہلے ایک اور عمومی مجلس بلائے۔

مجلس کو انتشار ختم ہونے کی امید تھی، لیکن اس کی معتبریت کو تسلیم کرنے سے بینیڈکٹ اور گریگوری کے انکار کی وجہ سے اب دو کی بجائے تین پوپ بن گئے تھے۔ الیگزینڈر V نے دنیا سے کوچ کر کے معاملات کو سلجھانے میں کوئی مدد نہ دی (1410ء)؛ کارڈینلوں نے جان XXIII کو اس کا جانشین منتخب کیا جو اپنے ہم نام پیشرو کے بعد سے پاپائی تخت پر قبضہ جمانے والا نہایت بے لگام آدمی تھا۔ Baldassare Cossa کو بونیفاس IX نے بولونیا میں پاپائی سفیر بنایا تھا؛ اس نے "کرائے کے سپاہی" کی طرح قطعی اور غیر محتاط انداز میں شہر پر حکومت کی؛ سیکرٹری کے مطابق اس نے 200 کنواریوں، گھریلو عورتوں، بیواؤں اور راہباؤں کو ورغلایا۔[11] لیکن وہ سیاست اور جنگ میں نادر قابلیت والا آدمی تھا؛ اس نے بہت سی دولت جمع کر رکھی تھی، اور ذاتی طور پر اپنے وفادار فوجیوں کے دستے کی سالاری کرتا تھا؛ شاید وہ گریگوری سے پاپائی ریاستیں چھین کر کے اسے مطیع بنا سکتا تھا۔

جان XXIII نے پیسا میں معین کردہ مجلس بلانے میں ہر ممکن حد تک تاخیر کی۔ لیکن 1411ء میں سِجس منڈ (Sigismund) رومنوں کا بادشاہ اور مقدس رومن سلطنت کا بے تاج مگر عمومی سطح پر تسلیم شدہ سربراہ بنا۔ اس نے مجلس بلانے کے لیے جان پر زور دیا، اور کانسٹینس اس کی مسند کے لیے منتخب کیا۔ سِجس منڈ نے کانسٹنٹائن ثانی کی طرح کلیسیاء سے ابتداء کرتے ہوئے تمام پاپائی نمائندوں، شہزادوں، امراء اور عیسائی دنیا کے تمام قانون دانوں کو شرکت کی دعوت دی۔ تین پوپس اور ان کے مصاحبین کے سوا یورپ بھر میں ہر ایک نے دعوت قبول کی۔ ممتاز شخصیات اتنی بڑی تعداد میں آئیں کہ نصف سال انہیں اکٹھا کرنے میں لگ گیا۔ آخر کار جب جان XXIII نے 5 نومبر 1414ء کو مجلس کا افتتاح کرنے پر رضامندی ظاہر کی تو تین برادریوں کا صرف ایک چھوٹا سا حصہ ہی پہنچا تھا، 14 یونیورسٹی ڈپٹیز، 26 شہزادوں، 140 شرفاء اور 4,000 پادریوں نے مل کر

عیسائی تاریخ کی سب سے بڑی مجلس کو مکمل کیا: نکایا (Nicaea) کی مجلس میں (325ء) کلیسیاء کا مسلک قائم ہونے کے بعد یہ اہم ترین مجلس تھی۔ کانسٹینس عام طور پر جہاں 6,000 باشندوں کو رکھتا تھا' اس جگہ پر اب نہ صرف مجلس کے 5,000 مندوبین کو رہائش اور کھانا ملا بلکہ ان کی ضروریات پوری کرنے کے لیے نوکروں' سیکرٹریوں' قاصدوں' طبیبوں' حکیموں' مسخروں اور 1500 کسبیوں کا پورا لشکر بھی موجود تھا۔[12]

مجلس نے ابھی بمشکل اپنا طریقہ کار ہی طے کیا تھا کہ اس کے منتظم پوپ نے ڈرامائی طور پر علیحدگی اختیار کر لی۔ جان XXIII یہ جان کر حیران رہ گیا کہ اس کے مخالفین اجلاس میں اس کی زندگی' جرائم اور عیاشی کا ریکارڈ پیش کرنے کی تیاری کر رہے ہیں۔ ایک کمیٹی نے اسے مشورہ دیا کہ اگر وہ گریگوری اور بینیڈکٹ کے ساتھ شامل ہونے پر رضامند ہو جائے تو اس ذلت و رسوائی کو ٹالا جا سکتا ہے۔[13] وہ مان گیا' لیکن اچانک ایک دولہے کے بھیس میں کانسٹینس سے بھاگ نکلا (20 مارچ 1415ء) اور Schaffhausen کے ایک قلعے میں آسٹریا کے آرچ ڈیوک اور بجس منڈ کے بیری فریڈرک کے پاس پناہ لی۔ 29 مارچ کو اس نے اعلان کیا کہ کانسٹینس میں اس نے تمام معاہدے اور وعدے تشدد کے خوف میں کیے تھے اور وہ ان کا پابند نہیں ہو سکتا۔ 6 اپریل کو مجلس نے ایک فرمان--- *Sacrosancta* --- جاری کیا جسے ایک مورخ نے "تاریخ عالم میں سب سے زیادہ انقلابی سرکاری دستاویز" کہا[14]:

> کانسٹینس کی یہ مجلس کلیسیاء (سِناد)' ایک عمومی مجلس اور خدا کی تعریف میں موجودہ انتشار ختم کرنے کیلئے مقدس روح میں قانونی طور پر مجتمع' اور خدا کے کلیسیاء کی اصلاح اور یکجہتی کیلئے منعقدہ مجلس..... مندرجہ ذیل اعلان' فرمان اور فیصلے جاری کرتی ہے: اول' یہ اعلان کرتی ہے کہ یہ سِناد..... کلیسیائی عسکریت (Church Militant) کی نمائندہ اور مسیح سے براہ راست سند اعتبار رکھی ہے: اور پوپ سمیت کسی بھی عہدے یا رتبے کا حامل جو بھی شخص انتشار کے خاتمے اور کلیسیاء کے سربراہ و ارکان کی عمومی اصلاح کے سلسلہ میں اس مقدس مجلس یا موزوں طور پر جمع ہونے والی کسی بھی اور مقدس مجلس کے احکامات' ضوابط' قواعد یا

> فرامین کو ماننے سے انکار کرے گا تو اسے قرار واقعی سزا ملے گی.... اور اگر ضرورت پڑی تو انصاف کے دوسرے طریقوں سے بھی رجوع کیا جائے گا۔[15]

بہت سے کارڈینلوں نے اس خوف میں فرمان کے خلاف احتجاج کیا کہ یہ پوپ کو منتخب کرنے کے لیے کارڈینلوں کی مجلس کا اختیار ختم کر دے گا: مجلس نے ان کی مخالفت کو مسترد کر دیا' اور اس کے بعد انہوں نے مجلس کی سرگرمیوں میں برائے نام حصہ لیا۔

مجلس نے اب جان XXIII کے پاس ایک کمیٹی یہ پوچھنے کے لیے بھیجی کہ وہ دست بردار ہو گا یا نہیں۔ کوئی قطعی جواب نہ پا کر اس نے جان پر بُت پرست ظالم' جھوٹا' سازشی' عیاش' کلیسیائی عہدوں کی خرید و فروخت کرنے والا' اور چور ہونے کے حوالے سے عائد کردہ 54 الزامات قبول کر لیے (25 مئی)؛[16] سولہ دیگر الزامات بہت زیادہ سنگین ہونے کی وجہ سے دبا دیئے گئے۔[17] 29 مئی کو مجلس نے جان XXIII کو معزول کیا؛ اور اس نے بالآخر شکست کھا کر فرمان تسلیم کر لیا۔ سجس منڈ نے حکم دیا کہ مجلس کے جاری رہنے تک اسے ہائیڈل برگ کے قلعہ میں بند کر دیا جائے۔ وہ 1418ء میں آزاد ہوا اور بڑھاپے میں کوسیموڈی میڈیچی کے پاس پناہ اور سہارا حاصل کیا۔

مجلس نے کانسٹینس میں عوامی جلوس نکال کر اپنی فتح کا جشن منایا۔ واپسی پر اس نے خود کو گومگو کی حالت میں پایا۔ اگر وہ کوئی اور پوپ منتخب کرتی تو یہ عیسائی دنیا کی تہری تقسیم بحال کرنے والی بات تھی کیونکہ بہت سے علاقے اب بھی بینیڈکٹ یا گریگوری کے حکم بردار تھے۔ گریگوری ایک پیچیدہ مگر عالی ہمت اقدام کے ذریعہ مجلس سے بچ نکلا: اس نے مستعفی ہونے پر رضامندی ظاہر کی' لیکن صرف اس شرط پر کہ اسے اپنی ہی پاپائی حاکمیت کے ذریعہ مجلس کو دوبارہ بلانے اور اسے قانونی حیثیت دینے کی اجازت دی جائے۔ 4 جولائی 1415ء کو دوبارہ بلائی گئی مجلس نے گریگوری کا استعفیٰ قبول کیا' اس کی کی ہوئی تعیناتیوں کو قانونی قرار دیا اور اسے اینگ کونا کا اسقفی حاکم نامزد کیا جہاں اس نے خاموشی سے اپنی زندگی کے باقی دو برس گذارے۔

بینیڈکٹ نے مزاحمت جاری رکھی' لیکن اس کے کارڈینل ساتھ چھوڑ گئے اور مجلس کے ساتھ صلح کر لی۔ 26 جولائی 1417ء کو مجلس نے اسے معزول کیا۔ وہ ویلنشیا

کے نزدیک اپنے خاندانی گڑھ میں چلا گیا اور وہاں بدستور خود کو پوپ شمار کرتے ہوئے 90 برس کی عمر میں وفات پائی۔ اکتوبر میں مجلس نے ایک فرمان --- *Frequens* --- جاری کیا جس میں اگلے پانچ سال میں ایک اور عمومی مجلس بلانے کو ضروری قرار دیا۔ 17 نومبر کو مجلس کی ایک انتخابی کمیٹی نے ایک کارڈینل اوڈونے کولونا (Oddone Colonna) کو بطور پوپ مارٹن V منتخب کیا۔ ساری عیسائی دنیا نے اسے تسلیم کر لیا' اور یہ وسیع انتشار 39 سال بعد اختتام پذیر ہوا۔

مجلس نے اب اپنا پہلا مقصد حاصل کر لیا تھا۔ لیکن اس حوالے سے اس کی فتح نے اسے ایک اور حوالے سے شکست دے دی--- اصلاح کلیسیاء کے حوالے سے۔ مارٹن V نے پوپ بننے کے بعد پاپائیت کے تمام اختیارات اور قطعی حقوق اختیار کر لیے۔ اس نے بجس منڈ کو مجلس کی صدارت سے علیحدہ کیا اور شائستہ و پیچیدہ خطاب کے ذریعہ مجلس میں ہر قومی گروپ کے ساتھ کلیسیائی اصلاح کا ایک الگ الگ معاہدہ کیا۔ اس نے ہر دھڑے کو دوسرے دھڑے کے خلاف استعمال کر کے ان میں سے ہر ایک کو کم سے کم اصلاح قبول کرنے پر مائل کر لیا: اس نے ہر ایک کے ساتھ ایسی مبہم زبان میں بات کی کہ بھانڈا پھوٹنے پر آسانی سے بچ نکلے۔ مجلس نے اس کی بات مان لی کیونکہ وہ تھک چکی تھی۔ مجلس کے ارکان نے تیس سال تک محنت کی تھی' وہ گھر جانے کے خواہش مند اور یہ محسوس کر رہے تھے کہ کچھ عرصہ بعد کی سناد اصلاح کے مسئلہ پر زیادہ تفصیل سے بات کر سکتی ہے۔ 22 اپریل 1418ء کو مجلس نے اپنے خاتمے کا اعلان کر دیا۔

III ۔ پاپائیت کی فتح (1418-47ء)

مارٹن V رومن ہونے کے باوجود فوراً روم نہ جا سکا: سڑکوں پر کرائے کے قاتل Braccio da Montone کا قبضہ تھا: مارٹن نے پہلے جنیوا' پھر میتتو آ اور پھر فلورنس میں رہنا محفوظ خیال کیا۔ آخر کار جب وہ روم پہنچا تو (1420ء) شہر کی صورتحال' عمارتوں اور لوگوں کی خستگی دیکھ کر حیران رہ گیا۔ عیسائی دنیا کا دارالحکومت اب یورپ کا سب سے کم تہذیب یافتہ شہر تھا۔

اگر مارٹن نے دولت و اختیارات والے عہدوں پر اپنے کولونا رشتہ داروں کو تعینات کرنے کا غلط کام کیا تو اس کی وجہ غالباً یہ ہو گی کہ اسے ویٹیکن میں کچھ جسمانی تحفظ حاصل کرنے کے لیے اپنے خاندان کو مستحکم کرنا تھا۔ اس کے پاس کوئی فوج نہ تھی، لیکن پاپائی ریاستوں پر ہر طرف سے نیپلز، فلورنس، وینس اور میلان کی مسلح افواج دباؤ ڈال رہی تھیں۔ پاپائی ریاستوں کا زیادہ تر حصہ دوبارہ چھوٹے چھوٹے ڈکٹیٹروں کے قبضہ میں چلا گیا تھا جنھوں نے خود کو پوپ کے نمائندے کہنے کے باوجود پاپائی انتشار کے دوران عملی طور پر خود مختار طاقتوں کی حیثیت اختیار کر لی تھی۔ لمبارڈی میں پادری طبقہ صدیوں سے روم کے بشپس کا دشمن چلا آ رہا تھا۔ آلپس سے پرے ایک بے نظم عیسائی سلطنت موجود تھی جو پاپائیت کا زیادہ تر احترام کھو چکی تھی اور اس کی مالی معاونت سے نفرت کرتی تھی۔

مارٹن نے ان مشکلات کا سامنا بڑی ہمت اور کامیابی سے کیا۔ اسے ایک خالی خزانہ ورثے میں ملا تھا، مگر اس نے اپنے دارالحکومت کی جزوی تعمیر نو کے لیے فنڈز مختص کیے۔ اس کے زبردست اقدامات نے رہزنوں اور ڈاکوؤں کو سڑکوں اور روم سے باہر دھکیل دیا؛ اس نے Montelipo میں ڈاکوؤں کا ایک ٹھکانہ تباہ کیا اور اس کے سربراہوں کے سر قلم کروا دیئے۔[۱۸] اس نے روم میں امن بحال کیا اور بنچایتی قانون کو باضابطہ صورت دی۔ اس نے ابتدائی انسانیت پسند Piggio Bracciolini کو پاپائی سیکریٹری بنایا؛ جینٹیلے دا فیریانو، انٹونیو پیسانیلو اور ماساشیو کو لیٹرن میں سانتا ماریا میجورے اور سینٹ جان کلیساء میں دیواری تصاویر بنانے کے کام پر لگایا؛ گلیانو سیزارینی، لوئی ایلیے مینڈ، ڈومینیکو کیپرانیکا اور پروسپیرو کولونا جیسا صاحب علم و کردار افراد کو کارڈینلوں کے مدرسوں میں نامزد کیا۔ اس نے پاپائی عدالت (Curia) کو دوبار منظم کر کے فعال بنایا، لیکن اسے فنڈز فراہم کرنے کے لیے عہدے اور ملازمتیں فروخت کرنے کے سوا اور کوئی راہ نہ ڈھونڈ پایا۔ چونکہ کلیسیاء اصلاح کے بغیر تو گزشتہ ایک سو سال سے قائم تھا، لیکن دولت کے بغیر ایک ہفتہ بھی قائم نہیں رہ سکتا تھا، اس لیے مارٹن نے دیکھا کہ دولت اصلاح سے زیادہ ہنگامی بنیادوں پر درکار ہے۔ اس نے کانسٹینس کے فرمان *Frequens* پر عمل کرتے ہوئے 1424ء میں پادیا کے مقام پر مجلس بلائی۔ اس

میں خال خال نمائندے ہی شریک ہوئے' اور طاعون نے اسے سینا منتقل کرنے پر مجبور کر دیا; جب اس نے قطعی حاکمیت اختیار کرنے کی تجویز پیش کی تو مارٹن نے اس کے خاتمے کا حکم دے دیا; اور بشپس نے اپنے اختیارات چھننے کے ڈر سے تعمیل کی۔ مارٹن نے جذبہ اِصلاح کی تشفی کے لیے پاپائی عدالت کے طریقہ کار اور فنانسنگ میں کچھ قابل تعریف تبدیلیوں کی تفصیلات پر مشتمل ایک فرمان جاری کیا (1425ء); لیکن سینکڑوں مشکلات اور اعتراضات کا سامنا ہوا اور تجاویز فوراً دستبرد زمانہ کا شکار ہو گئیں۔ 1430ء میں روم میں ایک جرمن سفیر نے اپنے بادشاہ کو خط لکھا جو کافی حد تک "اصلاح" کی نوید سناتا ہے:

> رومن دربار میں حرص کی حکومت ہے اور یہ روز روز نت نئے طریقے تلاش کرتی ہے..... تاکہ کلیسیائی فیسوں کے نام پر جرمنی سے دولت بٹوری جا سکے۔ البتہ بہت سا شور و شر..... اور دل گداز باتیں موجود ہیں..... پاپائیت کے حوالے سے متعدد سوالات بھی ابھریں گے' یا پھر اطاعت بالکل ہی ختم ہو کر رہ جائے گی' تاکہ اطالویوں کی ظالمانہ ٹیکس کاریوں سے بچا جا سکے; اور میرے خیال میں بہت سے ممالک کو موخر الذکر صورت ہی زیادہ قابل قبول ہے۔[19]

مارٹن کے جانشین کو ایک کٹر فرانسکی راہب والے پس منظر اور ریاست کاری کے لیے تربیت یافتہ نہ ہونے کے باعث پاپائیت کے بہت بڑے مسائل کا سامنا ہوا۔ پاپائیت ایک مذہب سے زیادہ حکومت تھی; پوپس کے لیے ریاست کار' کبھی کبھی جنگجو ہونا ضروری تھا' اور وہ بمشکل ہی اولیاء ہو سکتے تھے۔ یوجینس IV ایک جز وقتی ولی تھا۔ یہ درست سہی کہ وہ کٹر اور درشت تھا اور ہاتھوں میں مسلسل درد کا باعث بنی رہنے والی گٹھیا نے اسے مشکلات کے سمندر میں گھری ہوئی حالت میں غیر متحمل اور غیر اخلاقی بنا دیا تھا۔ لیکن وہ مرتاضوں کی طرح زندگی گذارتا' بہت کم کھاتا' پانی کے سوا کچھ نہ پیتا' بہت کم سوتا' سخت محنت کرتا' مذہبی فرائض تندہی سے سرانجام دیتا' دشمنوں کے خلاف کینہ نہ رکھتا' فوراً معاف کر دیتا' فراخدلی دکھاتا' اپنے لیے بچا کر نہ رکھتا' اور اتنا منکسر تھا

کہ عوام کے سامنے آنے پر شاذ و نادر ہی اپنی نظر زمین سے اوپر اٹھاتا۔ [10] تاہم چند ایک پوپس نے بہت سے دشمن بنائے۔

سب سے پہلے دشمن اسے منتخب کرنے والے کارڈینلز تھے۔ انہوں نے اپنے ووٹ کے معاوضے کے طور پر اور خود کو مارٹن والی یک سری حکومت سے محفوظ رکھنے کے لیے اسے ایک "Capitula" (لفظی مطلب عنوانات) پر دستخط کرنے پر مائل کیا جس میں وعدہ کیا گیا تھا انہیں آزادی تقریر' عہدوں کی ضمانت' آدھی آمدنی پر اختیار اور تمام اہم امور میں مشاورت کا حق ہو گا؛ اس "مشروط اطاعت" نے ایک مثالی نمونہ قائم کیا اور ساری نشاۃ ثانیہ کے دوران پاپائی انتخابات میں اس پر باقاعدہ عمل ہوتا رہا۔ مزید برآں' یوجینئس نے کولونا خاندان میں طاقتور دشمن بنا لیے۔ اسے یقین تھا کہ مارٹن نے بہت سی کلیسیائی جائیداد اس خاندان کے نام کر دی تھی؛ اس نے بہت سا حصہ واپس لینے کا حکم دیا' اور مارٹن کے سابق سیکریٹری سے اس معاملے کے متعلق تفصیلات پوچھنے کے لیے اسے مار مار کر ادھ موا کر دیا۔ کولونا نے پوپ سے جنگ چھیڑ دی؛ اس نے انہیں فلورنس اور وینس کی جانب سے بھیجی ہوئی فوج کے ساتھ شکست دی' لیکن اس عمل میں روم کو اپنا بیری بنا لیا۔ دریں اثناء مارٹن کی بلائی ہوئی بیسل کی مجلس نئے پوپ کی تعیناتی کے پہلے سال (1431ء) میں بیٹھی اور دوبارہ پوپس پر مجلسوں کی بالادستی ماننے کی تجویز دی۔ یوجینئس نے مجلس ختم کرنے کا حکم دیا؛ مجلس نے حکم نہ مانا' یوجینئس کو اپنے سامنے پیش ہونے کا حکم دیا اور میلانی دستوں کو روم میں اس پر حملہ کرنے بھیجا۔ کولونا کو انتقام لینے کا موقع ہاتھ آ گیا؛ انہوں نے شہر میں ایک انقلاب بپا کیا اور جمہوریہ کی حکومت قائم کر دی (1434ء)۔ یوجینئس ایک چھوٹی سی کشتی میں الصور (Tiber) فرار ہو گیا جسے عوام نے تیروں' نیزوں اور پتھروں سے چھلنی کیا ہوا تھا۔ [11] اسے پہلے فلورنس اور پھر بولونیا میں پناہ ملی؛ وہ اور کیوریا نو برس تک روم بدر رہے۔

بیسل کی مجلس میں آنے والے مندوبین کی اکثریت فرانسیسی تھی۔ Tours کے بشپ کے واضح الفاظ میں اس کا مقصد "اطالویوں سے پاپائی مسند چھین لینا یا اس قدر کمزور کر دینا تھا کہ اس کا کہیں بھی ہونا بے معنی ہو جائے۔" تب مجلس نے یکے بعد دیگرے پاپائیت کی مراعات اختیار کیں: اس نے مغفرت نامے جاری کیے' رعائتیں

دیں، کلیسیائی جاگیروں کے عہدیدار تعینات کیے اور تقاضا کیا کہ سالانہ خراج پوپس کی بجائے اسے ادا کیے جائیں - یوجینئس نے دوبارہ اس کی تنسیخ کا حکم دیا؛ جواب میں مجلس نے اسے معزول کر کے (1439ء) سیوائے کے امیڈیوس VIII کو بطور اینٹی پوپ فیلکس V نامزد کر دیا؛ پھوٹ نئے سرے سے زندہ ہو گئی- یوجینئس کی ظاہری شکست کو مکمل کرنے کے لیے فرانس کے چارلس VII نے بورجیس (Bourges) کے مقام پر 1438ء میں فرانسیسی پادریوں، شہزادوں اور وکلاء کا ایک اجلاس بلایا جس نے پوپس پر مجلسوں کی بالادستی کا اعلان کیا اور بورجیس کی "عملیتی منظوری" (Pragmatic Sanction) جاری کی: اس کے بعد کلیسیائی عہدے مقامی مجلس یا مذہبی طبقہ کے ووٹوں کے ذریعہ پُر کیے جائیں گے، لیکن بادشاہ "سفارشات" کر سکتا ہے؛ فرانس میں تمام عدالتی ممکنات کو آزمائے بغیر پاپائی عدالت میں اپیل کرنا منع ہوگا؛ پوپ سالانہ خراج وصول نہیں کر سکتا۔ [۲۲] اس "منظوری" نے ایک خود مختار گالیکن کلیسیاء قائم کیا اور بادشاہ کو اس کا مالک بنا دیا- ایک سال بعد مائنز (Mainz) کے مقام پر ایک انتظامی مجلس (diet) نے جرمنی میں بھی ایک ایسے ہی قومی کلیسیاء کے لیے اقدامات کیے- بوہیمیائی کلیسیاء نے Hussite بغاوت میں خود کو پاپائیت سے الگ کر لیا تھا؛ پراگ کے آرچ بشپ نے پوپ کو کتاب "کشف یوحنا کا وحشی" کہا- [۲۳] رومن کلیسیاء کی ساری عمارت ناقابل مرمت حد تک خستہ نظر آتی تھی؛ قوم پرستانہ اصلاح لوتھر سے ایک صدی پہلے ہی وقوع پذیر ہوتی نظر آنے لگی تھی-

یوجینئس کو ترکوں نے بچا لیا- جب عثمانی قسطنطنیہ کے بہت زیادہ قریب آ گئے تو بازنطینوں نے فیصلہ کیا کہ قسطنطنیہ ایک رومن عشائے ربانی (Mass) کا حقدار تھا، اور یہ کہ رومن عیسائیت کے ساتھ یونانیوں کا اتحاد تو مغرب سے فوجی امداد حاصل کرنے کا ناگزیر نتیجہ تھا- شہنشاہ جان VIII نے دونوں کلیسیاؤں کی ایک مجلس کی تجویز پیش کرنے کے لیے مارٹن V کے پاس سفارتی مشن بھیجا (1431ء)- بیسل کی مجلس نے جان کی طرف ایلچی بھیج کر وضاحت کی کہ مجلس اپنے اختیار میں پوپ سے برتر، شہنشاہ جس منڈ کے تحفظ میں ہے اور اگر یونانی کلیسیاء نے پوپ کی بجائے مجلس کے ساتھ معاہدہ کیا تو اسے قسطنطنیہ کے لیے دولت اور فوج ملے گی- یوجینئس نے اپنا سفیر بھیجا اور اس شرط پر مدد

پیش کی کہ اتحاد کی تجویز اس کی جانب سے فیرارا میں بنائی جانے والی نئی مجلس کے ساتھ رکھی جائے۔ جان نے یوجینئس کے حق میں فیصلہ کیا۔ پوپ نے طبقہ امراء میں سے ان افراد کو فیرارا بلایا جو ہنوز اس کے ساتھ مخلص تھے: بیزارینی اور کیوسا کے نکولس سمیت متعدد سرکردہ پادری اس احساس کے ساتھ بسل سے فیرارا روانہ ہوئے کہ یونانیوں کے ساتھ گفت و شنید کا مسئلہ بنیادی نوعیت کا حامل تھا۔ بسل کی مجلس موخر ہوتی رہی' اس کی برہمی میں اضافہ جبکہ وقار میں کمی ہوتی گئی۔

1054ء سے یونانی اور رومن کلیسیاء کے درمیان منقسم عیسائی سلطنت کے متوقع اتحاد کی خبر نے سارے یورپ کو ہلا کر رکھ دیا۔ 8 فروری 1438ء کو بازنطینی شہنشاہ' قسطنطنیہ کے پیتریارک جوزف' سترہ یونانی بلدیاؤں اور یونانی بشپس' راہبوں' محققین کی ایک بڑی تعداد وینس پہنچی جو اب بھی جزوی طور پر بازنطینی شہر تھا۔ فیرارا میں یوجینئس نے بڑی دھوم دھام کے ساتھ ان کا استقبال کیا جو یونانیوں کے لیے لازماً کافی کم اہمیت رکھتا ہوگا۔ مجلس کے افتتاح کے بعد پوپ کی برتری کے متعلق دونوں کلیساؤں کے مابین پائے جانے والے اختلافات دور کرنے کے لیے مختلف کمیشن تعینات کیے گئے: دیگر اختلافی معاملات میں غیرمتروکہ روٹی کا استعمال' برزخ میں تکالیف کی نوعیت اور باپ یا بیٹے سے روح القدس کا جلوس شامل تھے۔ پنڈت آٹھ ماہ تک ان نکات پر بحث کرتے رہے' لیکن اتفاق رائے کو نہ پہنچ سکے۔ دریں اثناء فیرارا میں طاعون کی وباء پھوٹ پڑی: کوسیموڈی میڈیچی نے مجلس کو فیرارا منتقل ہونے اور اپنے خرچ پر وہاں رہنے کی دعوت دی: ایسا ہی ہوا: کچھ لوگ اطالوی نشاۃ ثانیہ کی ابتداء کی تاریخ عالم یونانیوں کے فلورنس میں وردو (1439ء) سے متعین کرتے ہیں۔ وہاں یہ طے پایا کہ یونانیوں کے لیے قابل قبول فارمولا۔۔۔ کہ "روح القدس بیٹے کے ذریعہ باپ میں سے آگے بڑھی"۔۔۔۔ بھی رومن فارمولے والا ہی مفہوم رکھتا ہے۔۔۔ کہ "روح القدس باپ اور بیٹے میں سے آگے بڑھی:" اور 1439ء کے ماہ جون تک عالم برزخ کی تکالیف کے مسئلہ پر اتفاق رائے ہوگیا۔ پوپ کی اولیت نے گرما گرم بحثوں کو ہوا دی اور یونانی شہنشاہ نے مجلس توڑنے کی دھمکی دی۔ نکایا کے مصالحتی آرچ بشپ بیساریون (Bessarion) نے ایک سمجھوتہ اختراع کیا جس نے پوپ کی ہمہ گیر حاکمیت کو تسلیم کیا مگر

مشرقی کلیسیاؤں کے تمام موجودہ حقوق و مراعات محفوظ کر لیں۔ فارمولا قبول پایا؛ اور 6 جنوری 1439ء کو اسی کیتھیڈرل میں بیساریون نے یونانی اور سیزارینی نے لاطینی زبان میں دونوں کلیسیاؤں کو متحد کرنے کا فرمان پڑھا جہاں صرف تین برس قبل برونیلیسکو نے شاندار گنبد بنایا تھا؛ دونوں اسقفوں نے ایک دوسرے کو بوسہ دیا' مجلس کے تمام ارکان یونانی شہنشاہ کی قیادت میں اسی یوجینیئس کے سامنے گھٹنوں کے بل جھکے جو کچھ ہی عرصہ پہلے لوگوں کی نفرت و تردید کا شکار تھا۔

عیسائی سلطنت کی خوشی عارضی تھی۔ جب یونانی شہنشاہ اور اس کے خادموں کا دستہ قسطنطنیہ واپس لوٹا تو انہیں بے عزتی اور دشنام طرازی کا سامنا کرنا پڑا؛ شہر کا مذہبی طبقہ اور آبادی روم کی اطاعت سے منکر تھے۔ یوجینیئس نے اپنی طرف سے معاہدہ پورا کیا؛ کارڈینل سیزارینی کو ایک دستے کا سربراہ بنا کر ہنگری بھیجا گیا تاکہ وہ Ladislas اور Hunyadi کی افواج میں شمولیت اختیار کرے؛ وہ Nish میں فتح مند ہو کر 1443ء میں کرسمس کی شام کو فاتحانہ طور پر صوفیا (Sofia) میں داخل ہوئے۔ قسطنطنیہ میں اتحاد مخالف پارٹی نے بالادستی حاصل کی اور اتحاد کی حمایت کرنے والا پیٹریارک گریگوری اٹلی بھاگ گیا۔ گریگوری لڑتا ہوا واپس سینٹ صوفیا آیا اور وہاں 1452ء میں اتحاد کا حکم نامہ پڑھا؛ لیکن اس وقت تک لوگ عظیم کلیسیاء کو ٹھکرا چکے تھے۔ اتحاد مخالف مذہبی افراد نے اتحاد کے تمام داعیوں کو مردود قرار دیا' حکم نامہ سننے والے تمام افراد کی برات مسترد کی اور بیماروں کو کسی "Uniate" پادری سے آخری مقدس رسومات ادا کروانے کی بجائے یونہی رسومات کے بغیر مرنے کے لیے چھوڑ دیا۔ [24] (Uniate۔ یونانی یا مشرقی عیسائیوں کے بہت سے گروہوں میں سے ایک سے متعلق یا ایسے گروہوں میں سے کسی ایک کا رکن جو پاپائے روم کے اختیار یا اقتدار کو تسلیم تو کرتا ہے لیکن اپنی عشائے ربانی کی رسم اور اپنے قواعد برقرار رکھتا ہے۔ مترجم) سکندریہ' Antioch اور یروشلم کے لاٹھ پادریوں نے فلورنس کی "ڈاکوسناد" کو مسترد کیا۔ [25] محمد II نے قسطنطنیہ کو ترک دارالحکومت بنا کر صورتحال کو آسان بنایا (1453ء)۔ اس نے عیسائیوں کو عبادت کی مکمل آزادی دی اور Gennadius کو بطور لاٹھ پادری تعینات کیا جو اتحاد کا جانی دشمن تھا۔

یوجینئس 1443ء میں روم واپس آیا' اس کا اُسقفی جرنیل کارڈینل Vitelleschi نہایت غضبناکی کے ساتھ انتشار زدہ جمہوریہ اور شورش انگیز کولونا خاندان کو کچل چکا تھا۔ فلورنس میں پوپ کے قیام نے اسے کوسیموڈی میڈیچی کے دور میں انسانیت پسندی اور آرٹ کی نشوونما سے آشنا کیا' اور اس کے علاوہ فیرارا اور فلورنس کی مجلسوں میں شرکت کرنے والے یونانی دانشوروں سے بھی شناسائی ہوئی جنھوں نے اس میں کلاسیکی مخطوطات محفوظ کرنے کا جوش پیدا کیا جو قسطنطنیہ کی واضح تنزلی کے دوران ضبط یا تباہ ہو سکتے تھے۔ اس نے اپنے سیکریٹریٹ میں پوجیو' فلاویو' بیونڈو' لیونارڈو برونی اور دیگر انسانیت پسندوں کا اضافہ کیا جو یونانیوں کے ساتھ یونانی زبان میں بات چیت کر سکتے تھے۔ وہ فرا آنجے لیکو کو روم لایا' اور ویٹیکن کے Sacrament گرجا خانے میں دیواری تصاویر پینٹ کروائیں۔ یوجینئس نے فلورنس بپتستری کے لیے گبرٹی کے ڈھالے ہوئے کانسی کے دروازوں کو سراہتے ہوئے Filarete کو پرانے سینٹ پیٹرز کلیساء کے لیے بھی ایسے ہی دروازے بنانے کا کہا (1433ء)۔ یہ بات باعث اہمیت ہے کہ لاطینی عیسائی سلطنت کے ایک مرکزی کلیساء میں پھاٹک پر نہ صرف عیسیٰ' مریم اور پیغمبروں بلکہ مارس اور روما' ہیرو اور لینڈر' جوپیٹر اور گینی میڈ حتیٰ کہ لیڈا اور ہنس کے مجسمے بھی رکھے ہوئے تھے... تاہم' انہوں نے کوئی بحث وغیرہ شروع نہ کی۔ یوجینئس بیسل کی مجلس پر اپنی فتح کے وقت ہی پاگان نشاۃ ثانیہ کو روم میں لایا۔

پندرھواں باب

روم پر نشاۃ ثانیہ کا غلبہ

(1447–92ء)

1۔ دنیا کا صدر مقام

جب پوپ نکولس V دنیا کے سب سے پرانے تخت پر بیٹھا تو اس وقت کا روم آرلیان (5–270ء) کے عہد میں دیواروں کے اندر گھرے ہوئے روم کے مقابلہ میں دس گنا چھوٹا تھا اور اس کی آبادی (80,000) اور رقبہ فلورنس' وینس یا مِیلان سے کم تھا۔[1] (یہ روایت درست نہیں کہ جاپانی شہنشاہیت کی بنیاد 660 قبل مسیح میں رکھی گئی۔) بربری حملوں کے باعث مرکزی نالے برباد ہو جانے سے سات پہاڑیوں میں قابل بھروسہ آب رسانی کا کوئی ذریعہ موجود نہ تھا; کچھ چھوٹی موٹی نالیاں' چند ایک چشمے اور بہت سے تالاب و کنوئیں باقی تھے; لیکن مکینوں کا کافی بڑا حصہ ٹائبر سے پانی لے کر پیتا تھا۔[2] زیادہ تر لوگ غیر صحت بخش میدانوں میں رہتے تھے جو دریا کی طغیانی اور پڑوسی دلدلوں سے ملیریائی وبا کی زد میں رہتا تھا۔ کیپٹولائن پہاڑی کو اب اس کی ڈھلانوں پر پائی جانے والی بکریوں (Capri) کی نسبت سے مونٹ کیپرینو کہتے تھے۔ پیلیٹائن پہاڑی ایک تقریباً غیر آباد دیہی پناہ گاہ تھی; اس کو اپنا نام دینے والی قدیم جگہیں ریتلی کانیں تھیں۔ ویٹیکن قصبہ (Borgo Vaticano) مرکزی شہر کے سامنے دریا کے اس پار ایک چھوٹی سی آبادی تھا' اور سینٹ پیٹرز کی انحطاط زدہ خانقاہ کے گرد مجتمع تھا۔ کچھ کلیساء'

مثلاً سانتا ماریا میجورے یا سانتا سیلیا' اندر سے خوبصورت مگر باہر سے سادہ تھے: اور روم کا کوئی بھی کلیساء فلورنس یا میلان کے کیتھیڈرل (duomo) کا ہم پلہ نہیں تھا' کوئی خانقاہ کرتوساؤی پاویا کے جوڑ کی نہ تھی' کسی بھی ٹاؤن ہال کو پلازو ویکیو' یا کاستیلو Sforzesco' یا شہری ناظموں کے محل یا حتیٰ کہ سینا کے پلازو پبلکو جیسی رفعت حاصل نہ ہوئی۔ تقریباً سبھی گلیاں کیچڑ زدہ یا گرد آلود گلیارے تھیں: کچھ ایک میں سنگ صاف لگا تھا: چند ایک میں ہی رات کے وقت روشنی کی جاتی: ان میں جوبلی جیسے غیر معمولی مواقع پر ہی ہجوم ہوتا' یا پھر کسی نہایت اہم شخصیت کی رسمی آمد کے موقع پر۔

شہر کی معاشی کفالت جزواً چراگاہوں اور اون کی پیداوار اور آس پاس کی کھیتوں میں چرنے والے مویشیوں سے ہوتی لیکن زیادہ بڑے حصے کا انحصار کلیساء کی وصولیات پر تھا۔ بہت کم زراعت اور تجارت نہ ہونے کے برابر تھی: صنعت اور کاروبار لٹیروں کے حملوں کی وجہ سے ختم ہو کر رہ گیا تھا۔ درمیانہ طبقہ ایک طرح سے موجود ہی نہ تھا۔۔۔ صرف شرفاء' اہل کلیساء اور عوام۔ کلیساء کے تسلط سے آزاد تقریباً ساری زمین کے مالک شرفاء نے اپنے مزارعین کو کسی مسیحی رکاوٹ کے بغیر استحصال کا نشانہ بنایا۔ انہوں نے لڑائی جھگڑوں میں تربیت یافتہ غنڈوں (*brazi*) کی مدد سے بغاوت کچلی اور اپنے جھگڑے چکائے۔ کولونا اور اورسینی سے علاوہ بڑے خاندانوں نے مقبروں' غسل گھروں' تھیٹروں اور روم یا روم کے آس پاس کے علاقوں میں دیگر عمارتوں پر قبضہ جما کر انہیں نجی قلعوں میں تبدیل کر دیا: اور ان کے دیہی قلعے جنگ کے لیے ڈیزائن کیے گئے تھے۔ شرفاء عموماً پوپس کے بیری تھے یا انہیں نامزد کرنے یا نیچا دکھانے کی کوشش میں لگے رہتے۔ انہوں نے وقتاً فوقتاً ایسی بدنظمی پیدا کی کہ پوپ بھاگ نکلے۔ پائیس II نے دعا کی کہ کوئی بھی دوسرا شہر اس کا دارالحکومت بن جائے۔[۳۵]
جب سکسٹس IV اور الیگزینڈر VI نے ان آدمیوں کے خلاف جنگ چھیڑی تو یہ پاپائی اُسقف کے لیے کچھ تحفظ حاصل کرنے کی قابل معافی کوشش تھی۔

عام طور پر اہل کلیساء روم پر حکمران رہے' کیونکہ ان کے پاس کلیساء کی آمدنی موجود تھی۔ مقامی باشندوں کا دارومدار درجن بھر ممالک سے آنے والے سونے' اہل کلیساء کی جانب سے مہیا کردہ ملازمتوں اور پوپس کی خیرات پر تھا۔ روم کے لوگ

کلیسیاء کی کسی بھی ایسی اصلاح کے متعلق پُرجوش نہیں ہو سکتے تھے جو اس سونے کے بھاؤ میں کمی پیدا کر دے۔ بغاوت سے محرومی میں انہوں نے اس کی جگہ تیکھے طنز کا متبادل اپنا لیا جو یورپ میں بے مثال تھا۔ Piazza Navona میں ایک مجسمے' غالباً ہیلینیائی ہرکولیس' کو شاید ایک قریبی درزی کی نسبت سے دوبارہ *Pasquino* کا نام دیا گیا اور یہ تازہ ترین طنز و ہجو کا تختہ اطلاع بن گیا؛ یہ جملے عموماً لاطینی یا اطالوی ہجویہ نظموں کی صورت میں اور اکثر برسراقتدار پوپ کے خلاف ہوتے۔ اہل روم مذہبی تھے' کم از کم ایک موقع پر؛ وہ پاپائی رحمت وصول کرنے جمع ہوتے اور پاپائی پاؤں چومنے کے ذریعہ سفیروں کی نقل کرنے پر فخر مند تھے؛ لیکن جب سکسٹس IV گٹھیا کی بیماری کے باعث طے شدہ دن پر دعائے خیر کے لیے نہ آسکا تو انہوں نے اسے زہریلی بددعائیں دیں۔۔ مزید برآں' چونکہ یوجینئس IV نے جمہوریہ روم کو کالعدم قرار دیا تھا' اس لیے پوپس روم کے سیکولر حکمران تھے اور انہوں نے وہی حقارت سہی جو عموماً حکومتوں کے حصہ میں آتی ہے۔ اٹلی کی نہایت لاقانون آبادی کے درمیان میں مسند نشین ہونا پاپائیت کی بدقسمتی تھی۔

پوپس نے دنیاوی طاقت کی منظوری اور علاقے کا دعویٰ کرنے میں خود کو حق بجانب محسوس کیا۔۔ ایک بین الاقوامی تنظیم کے سربراہوں کی حیثیت میں وہ کسی ایک ریاست تک محدود نہیں رہ سکتے تھے' جیساکہ آوی نیون میں رہ چکے تھے؛ یوں پابند ہو کر وہ بمشکل ہی غیر جانبداری کے ساتھ تمام لوگوں کی خدمت کر سکتے تھے' اور ان کا ہر حکومت کے روحانی رہبر ہونے کا اعلیٰ ترین خواب بھی پورا نہ ہوتا۔ اگرچہ "کانسٹنٹائن کا عطیہ" ایک واضح جعلسازی تھا (جیساکہ نکولس نے ویلا کو خرید کر تسلیم کیا)' جبکہ پیپن کی جانب سے (755ء) پاپائیت کو وسطی اٹلی کا عطیہ (773ء میں شارلیمان کا توثیق شدہ) ایک تاریخی حقیقت تھا۔ پوپس نے 782ء میں ہی اپنے سکے ڈھال لیے تھے[8]' اور صدیوں تک کسی نے بھی ان کے استحقاق پر اعتراض نہ کیا۔ مقامی جاگیردارانہ یا عسکری طاقتوں کا اتحاد یورپ کی باقی اقوام کی طرح پاپائی ریاستوں میں بھی وقوع پذیر ہو رہا تھا۔ اگر نکولس V سے لے کر کلیمنٹ VII تک پوپس نے مطلق آقاؤں کی حیثیت میں اپنی ریاستوں پر حکومت کی تو ان کا یہ عمل اپنے دور کے رواج کے مطابق تھا؛ اور جب

پیرس یونیورسٹی کے چانسلر Gerson جیسی مصلحین نے کلیسیاء میں جمہوریت کی تجویز دی لیکن ریاست میں اسے مسترد کیا تو ان کی شکایت جائز تھی۔ ایسے دور میں ریاست اور نہ ہی کلیسیاء جمہوریت کیلئے تیار تھا جب چھاپے خانے کا آغاز یا ترویج نہیں ہوئی تھی۔ نکولس V اس وقت پوپ بنا جب گوٹنبرگ کی بائبل شائع ہونے میں سات برس، چھاپہ خانہ روم تک پہنچنے میں 30 برس اور آلڈس مینوشیئس کی پہلی کتاب شائع ہونے میں 48 برس باقی تھے۔ جمہوریت اشاعت شدہ ذہانت، تحفظ اور امن کی آسائش ہے۔

پوپس کی سیکولر حکومت براہ راست طور پر وہاں نافذ ہوئی جسے اہل قدیم نے لیشیئم Latium (موجودہ Lazio) کہا تھا--- ٹسکنی، اَمبریا، نیپلز کی سلطنت اور بحیرۂ ٹائرینین کے درمیان واقع ایک چھوٹا سا علاقہ۔ اس سے پرے وہ اَمبریا، مارچز اور رومانیہ کے بھی دعویدار تھے۔ یہ چار خطے مل کر وسطی اِٹلی میں سمندر سے سمندر تک ایک چوڑی پٹی بناتے تھے: ان میں 26 شہر شامل تھے جن پر پوپس نے جب ممکن ہوا اپنے نمائندوں کے ذریعہ حکومت کی یا پھر علاقائی حاکموں میں بانٹ دیا۔ مزید بر آں، ایک معاہدے کی بنیاد پر سِسلی اور ساری سلطنت نیپلز کے پاپائی جاگیر ہونے کا دعویٰ کیا گیا جو پوپ انوسینٹ III اور فریڈرک II کے درمیان طے پایا تھا: اور ان ریاستوں کی جانب سے پاپائیت کو ایک سالانہ جاگیرداری فیس کی ادائیگی *Regno* اور پوپس کے درمیان جھگڑوں کی بڑی وجہ بن گئی۔ آخرکار، کاؤنٹس Matilda فلورنس، لوکا، پسٹویا، پیسا، سینا اور ارِتسو سمیت عملاً سارا ٹسکنی پوپس کے لیے ترکہ میں چھوڑ گئی (1107ء)؛ پوپس نے ان سبھی پر جاگیردارانہ حاکمیت کا دعویٰ کیا لیکن شاذ و نادر ہی اسے عملی جامہ پہنا سکے۔

داخلی رشوت ستانی، عسکری و مالی نااہلی، یورپی کے ساتھ اطالوی سیاست اور کلیسیائی کے ساتھ سیکولر معاملات کی گڈمڈاہٹ کے باعث پریشان پاپائیت اپنے روایتی علاقوں کو کرائے کے فوجیوں کی جانب سے اندرونی دست درازی اور دیگر اطالوی ریاستوں کی جانب سے بیرونی تجاوزات سے محفوظ رکھنے کے لیے صدیوں تک جدوجہد کرتی رہی: چنانچہ مِیلان نے بولونیا پر قبضہ کرنے کی بارہا کوشش کی، وینس نے راوینا کو ہتھیایا اور فیرارا کو غصب کرنے کا خواہشمند رہا، جبکہ نیپلز نے لیشیئم میں انگلیاں بڑھائیں۔ پوپس نے ان حملوں کا مقابلہ کرنے کے لیے کرائے کے فوجیوں کی اپنی چھوٹی

سی فوج پر شاذ و نادر ہی بھروسہ کیا' لیکن توازن طاقت کی حکمت عملی کے تحت لالچی ریاستوں کو ایک دوسرے کے خلاف استعمال کیا تاکہ ان میں سے کوئی بھی اتنی مضبوط نہ ہو سکے کہ پاپائی خطے کو ہڑپ کر جائے۔ کیاویلی اور گوپچارڈینی نے بجا طور پر اٹلی کے عدم اتحاد کو پوپس کی اس پالیسی کا حصہ قرار دیا؛ اور پوپس اس پالیسی کو اپنی دنیوی طاقت کے ذریعہ سیاسی و روحانی آزادی قائم رکھنے کے واحد ذرائع کے طور پر اپنانے میں حق بجانب تھے۔

پوپس نے سیاسی حکمرانوں کی حیثیت میں خود کو سیکولر حکمرانوں والے ہی طریقے اپنانے پر مجبور محسوس کیا۔ انہوں نے عہدے یا کلیسائی جاگیریں بااثر یا حق کہ چھوٹے لوگوں میں تقسیم کیں--- کبھی کبھی بیچیں--- تاکہ سیاسی قرضے اتار سکیں' یا سیاسی مقاصد آگے بڑھا سکیں' یا علماء یا آرٹسٹوں کو انعام یا وظیفہ دے سکیں۔ انہوں نے اپنے رشتہ داروں کی شادیاں سیاسی لحاظ سے طاقتور خاندانوں میں کیں۔ انہوں نے جولیس II کی طرح فوجیں استعمال کیں' یا لیو X کی طرح سفارتی دھوکہ بازی کی۔[۹۵] انہوں نے ایسی بیوروکریٹک زرپرستی پر اکتفا کیا--- اور کبھی کبھار اس سے فائدہ اٹھایا--- جو اس دور کی زیادہ تر حکومتوں میں موجود زرپرستی سے زیادہ نہ تھی۔ پاپائی ریاستوں کے قوانین بھی دیگر ریاستوں جیسے ہی سخت تھے: پاپائی نمائندوں نے حکومت کی کم و بیش شدید ضرورت کے طور پر چوروں اور جعلسازوں کو پھانسی دی۔ بیشتر پوپس اتنی ہی سادگی سے زندگی بسر کرتے تھے جتنی کی اجازت سرکاری ظاہرپرستی و تکلف مزاجی میں ملتی تھی؛ ان کے متعلق ہمیں پڑھنے کو ملنے والی بدترین کہانیاں بیرونی جیسے ہجو نگاروں' یا آریتنو جیسے آوارہ گردوں' یا پاپائیت کے ساتھ جنگی یا سفارتی جھگڑوں میں مبتلا رومن نمائندوں--- مثلاً انفیسورا--- نے پھیلائیں۔ جہاں تک کلیسائی اور سیاسی معاملات چلانے والے کارڈینلوں کا تعلق ہے تو وہ خود کو ایک دولتمند ریاست کے سینیٹر سمجھتے اور اسی مطابق زندگی بسر کرتے تھے: ان میں سے متعدد نے محلات بنوائے' متعدد نے علوم یا فنون کی سرپرستی کی' کچھ محبوباؤں میں کھو گئے: انہوں نے خوش خلقی کے ساتھ اپنے بے رحم دور کے آسان ضابطہ اخلاق کو قبول کر لیا۔

نشاۃ ثانیہ کے پوپس نے ایک روحانی قوت کی حیثیت میں انسانیت پرستی کا عیسائیت

کے ساتھ سمجھوتہ کرانے کے مسئلے کا سامنا کیا۔ نظریہ انسانیت نیم پاگان تھا' اور ایک دور میں کلیسیاء پاگان ازم کا قلع قمع کرنے کا بیڑہ اٹھا چکا تھا۔ اس نے بت پرستوں کے معبدوں اور مجسموں کی مسماری کی حوصلہ افزائی یا حمایت کی: مثلاً اورویاتو کا کیتھیڈرل ابھی جزواً کیرارا اور جزواً رومن باقیات سے لیے گئے سنگ مرمر کے ساتھ حال ہی میں تعمیر ہوا تھا; ایک پاپائی سفیر نے کولوسیم (Collosseum) کے کچھ سنگ مرمر کے بلاکس بیچ دیئے تھے تاکہ انہیں جلا کر لائم بنایا جا سکے۔[۵۶] کہیں 1461ء میں آ کر فلاوئین ایمفی تھیٹر کی مزید لوٹ کھسوٹ کے ساتھ پلازو Venezia شروع کیا گیا۔ خود نکولس نے اپنے تعمیراتی جوش و شوق میں کولوسیم' Circus Maximus اور دیگر قدیم باقیات سے سنگ مرمر اور کلسی تُف (travertine) کے 25 چھکڑے بھر کر روم کے کلیساؤں اور محلات کی تعمیر نو کی۔[۵۷] اس رویے کے برعکس' روم و یونان کے باقی ماندہ آرٹ اور کلاسیکس کو جمع اور محفوظ کرنے کے لیے کلیسیائی سوچ میں ایک انقلاب کی ضرورت تھی۔ انسانیت پسندی کا وقار اتنا بلند ہو چکا تھا' نوپاگان تحریک کا زور اتنا بڑھ چکا تھا' کلیسیاء کے اپنے رہنما اس کے رنگ میں اس قدر رنگے جا چکے تھے کہ کلیسیاء کو عیسائی زندگی میں ان کے لیے جگہ تلاش کرنا پڑی: بصورت دیگر اسے اِٹلی' شاید بعد ازاں یورپ' کے دانشور طبقات سے محروم ہونے کا خدشہ تھا۔ کلیسیاء نے نکولس V کے دور میں انسانیت پسندی کے لیے اپنی بانہیں واکیں' خود کو جراتمندی اور فراخدلی کے ساتھ نئے ادب اور آرٹ کا علمبردار بنایا۔ اور اس نے ایک مسرت بخش صدی کے دوران (1534-1447ء) اِٹلی کے ذہن کو اتنی کافی آزادی دی--- فیلیفو کے الفاظ میں "بے مثال آزادی"[۵۸]---- اور اِٹلی کے آرٹ کو ایسی غیر امتیازی سرپرستی' موقع اور تحرک دیا کہ روم نشاۃ ثانیہ کا مرکز بن گیا' اور اس نے نوع انسانی کی تاریخ کے ایک شاندار ترین عہد سے لطف اٹھایا

II- نکولس V: 55-1447ء

سارزانا (Sarzana) کے مقام پر غربت میں پرورش پانے والے توماسو پیرنتو چیلی (Tommaso Parentucelli) کو کسی نہ کسی طرح چھ سال تک بولونیا یونیورسٹی میں

تعلیم حاصل کرنے کے لیے ذرائع دستیاب ہو گئے۔ فنڈز ختم ہونے پر وہ فلورنس چلا گیا اور وہاں رینالڈو degli Albizzi اور Palla de' Strozzi کے گھروں میں بطور معلم خدمات سرانجام دیتا رہا۔ جیب بھرنے پر وہ واپس بولونیا آیا' تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا اور بائیس برس کی عمر میں ڈاکٹریٹ اِن تھیالوجی (دینیات) حاصل کی۔ بولونیا کے آرچ بشپ Niccolo degli Albergati نے اسے اُسقفی (Archiepiscopal) گرہستی کا ناظم بنایا اور پوپ یوجینئس IV سے ملنے کے لیے اپنے ساتھ فلورنس لے گیا جہاں پوپ طویل عرصہ سے جلاوطن تھا۔ فلورنس میں گذارے ہوئے ان برسوں کے دوران پادری بدستور عیسائی رہتے ہوئے ایک انسانیت پسند بن گیا۔ اس نے برونی' 'Marsuppini مانیتی' آر۔سپا (Aurispa) اور پوجیو کے ساتھ پُرجوش دوستانہ تعلق پیدا کیا اور ان کی ادبی محفلوں میں شریک ہوا؛ جلد ہی' سارزانا کا تھامس (انسانیت پسندوں کے بقول) کلاسیکی قدیم اشیاء کے لیے ان جیسی آتش شوق میں جل اٹھا۔ اس نے اپنی تقریباً ساری آمدنی کتابوں پر خرچ کی' مہنگے مخطوطات خریدنے کے لیے ادھار لیے اور امید ظاہر کی کہ ایک روز اس کے پاس اتنی دولت ہو گی کہ وہ ایک لائبریری میں دنیا کی تمام عظیم کتابیں جمع کر لے گا؛ ویٹیکن لائبریری کا ماخذ اسی اعلیٰ خواہش میں ہے۔[۹] کوسیمو نے اسے Marcian لائبریری کی کیٹلاگ تیار کرنے پر لگایا' اور توماسو خود کو مخطوطات کے درمیان پا کر خوش ہوا۔ وہ بمشکل ہی یہ جان سکتا تھا کہ وہ خود کو نشاۃ ثانیہ کا پہلا پوپ بننے کے لیے تیار کر رہا ہے۔

اس نے فلورنس اور بولونیا میں بیس سال تک Albergati کی خدمت کی۔ جب آرچ بشپ فوت ہوا (1443ء) تو یوجینئس نے اس کی جگہ پیرنتوچیلی کو تعینات کر دیا؛ اور تین سال بعد پوپ نے اس کے علم اور انتظامی قابلیت سے متاثر ہو کر اسے ایک کارڈینل بنا دیا۔ ایک اور سال گذر گیا؛ یوجینئس فوت ہو گیا؛ اور کارڈینلوں نے اورسینی اور کولونا دھڑوں کے درمیان پھنس کر پیرنتوچیلی کو پاپائیت کے عہدے پر ترقی دے دی۔ اس نے ویسپاسیانو دا بشچی سے کہا "کون سوچ سکتا تھا کہ ایک پادری کا غریب گھنٹی بجانے والا پوپ بن جائے گا' اور اہل تکبر کے لیے پریشانی کا باعث بنے گا؟"[۱۰] اِٹلی کے انسانیت پسند بہت خوش ہوئے' اور ان میں سے ایک فرانسسکو باربارو نے

افلاطون کے نقطۂ نظر کے سچ ہو جانے کا اعلان کیا: ایک فلسفی بادشاہ بن گیا تھا۔

پیرنتو چیلی اب خود کو نکولس V کہلاتا تھا' اس کے پیش نظر تین مقاصد تھے: اچھا پوپ بننا' روم کی از سرنو تعمیر کرنا اور کلاسیکی ادب اور علم و فن کو زندہ کرنا۔ اس نے بڑے اعتدال اور مہارت کے ساتھ اپنے اعلیٰ عہدے کی ذمہ داریاں نبھائیں' سامعین کو تقریباً اپنا ہر لمحہ دیا اور جرمنی و فرانس دونوں کے ساتھ صلح و آشتی سے رہنے کا انتظام کیا۔ اینٹی پوپ فیلکس V نے محسوس کر لیا کہ نکولس جلد ہی لاطینی عیسائی سلطنت کو جیتنے والا ہے' لہٰذا اس نے دستبرداری ظاہر کی اور رحمدلانہ معافی پائی: بسل کی باغیانہ مگر غیر منتشر مجلس Lausanne منتقل ہوئی اور ختم ہو گئی (1449ء); مجلسی تحریک کا اختتام ہوا اور پاپائی پھوٹ کے زخم بھرنے لگے۔ آلپس کے اس پار سے اصلاح کلیسیاء کی صدائیں ابھی تک سنائی دے رہی تھیں: نکولس نے ان تمام عہدیداروں کے سامنے اس اصلاح کو کامیاب ہوتے محسوس نہ کیا' کیونکہ اس کی وجہ سے ان کے عہدے جا سکتے تھے; اس کی بجائے نکولس کو امید تھی کہ کلیسیاء علم و فضل کی بحالی کے رہنما کی حیثیت میں وہ وقار دوبارہ حاصل کر سکتا ہے جو آوی نیون اور پاپائی پھوٹ کے دوران کھو گیا تھا۔ اس کی جانب سے دانش و تحقیق کی حمایت کے محرکات سیاسی نہ تھے: یہ ایک مخلصانہ اور پرشوق جذبہ تھا۔ اس نے مخطوطات ڈھونڈنے کے شوق میں آلپس پار سفر کیے: اسی نے بسل کے مقام پر ترتولیان کی تصنیفات نکالی تھیں۔

اب پاپائی آمدنی کا جہیز حاصل کر کے اس نے اپنے نمائندے ایتھنز' قسطنطنیہ اور جرمنی و انگلینڈ کے گم گشتہ شہروں کو بھیجے تاکہ وہ یونانی یا لاطینی (پاگان یا عیسوی) مخطوطات ڈھونڈ کر خریدیں یا نقل کریں۔ اس نے ویٹیکن میں محرروں اور مدیروں کی پوری فوج رکھی; اور اٹلی کے تقریباً ہر ممتاز انسانیت پسند کو روم بلوایا۔ ویسپا سیانو پُرجوش مبالغہ آرائی کے ساتھ لکھتا ہے "نکولس پوپ کے عہد میں دنیا بھر کے دانشور روم آئے--- کچھ تو اپنی مرضی سے اور کچھ اس کی درخواست پر۔ "[11] اس نے موسیقی یا شاعری کے ساتھ پُرہیجان کسی خلیفہ جیسی فراخدلی سے ان کے کام کا صلہ دیا۔ مطیع بنائے گئے لورینتسو ویلا کو تھیوسی ڈائیڈز کو لاطینی روپ دینے کے لیے 500 ڈیوکٹ (12,500 ڈالر؟) ملے; گوارینو دا ویرونا نے سٹرابو کا ترجمہ کرنے پر 1500 ڈیوکٹ حاصل

کیے؛ نکولو پیرونتی کو پولی بیئس کے لیے 500؛ یوجیو کو ڈیوڈورس سکولس کا ترجمہ کرنے پر لگایا؛ تھیوڈورس غزا کو فیراری نے ارسطو کا نیا ترجمہ کرنے پر مائل کیا؛ فیلیفو کو "ایلیڈ" اور "اوڈیسے" کا لاطینی ترجمہ کرنے کی خاطر روم میں گھر' دیہی علاقہ میں جاگیر اور 10,000 ڈیوکٹ معاوضہ پیش کیا گیا؛ تاہم' پوپ کی موت نے اس ہومری مہم کو مکمل نہ ہونے دیا۔ یہ انعامات اتنے بڑے تھے کہ کچھ دانشوروں کو انہیں قبول کرنے میں ہچکچاہٹ ہوئی؛ پوپ نے خوشگوار انداز میں انتباہ کرتے ہوئے ان کے شکوک و شبہات دور کیے: "انکار مت کرو؛ تمہیں دوسرا نکولس نہیں ملے گا۔" [۱۲] جب ایک وباء کے باعث اسے روم سے فیبریانو جانا پڑا تو اپنے مترجمین اور محرروں کو بھی ساتھ لے گیا' کہ کہیں ان میں سے کوئی ایک بھی طاعون کا شکار نہ ہو جائے۔ [۱۳] دریں اثناء اس نے عیسائی کلاسیکس کہلا سکنے والی چیزوں کو بھی نظرانداز نہ کیا۔ اس نے ایسے شخص کے لیے 5 ہزار ڈیوکٹ انعام کا اعلان کیا جو سینٹ میتھیو کی گوسپل اصل زبان میں اس کے پاس لائے گا۔ اس نے سیرل' بیسل' گریگوری Nazianzen' گریگوری اور Nyssa اور دیگر Patrological ادب کا ترجمہ کروانے کی غرض سے جیانو تسو مانیتی اور تربیی زوند کے جورجے کو رکھا؛ مانیتی اور اس کے معاونین کو اصل عبرانی اور یونانی مخطوطات سے بائبل کا نیا متن بنانے کے کام پر لگایا؛ یہ بھی اس کی موت کی وجہ سے ادھورا رہ گیا۔ یہ لاطینی تراجم عاجلانہ اور غیر کامل تھے' لیکن انہوں نے یونانی نہ پڑھ سکنے والے طلبہ پر پہلی مرتبہ ہیروڈوٹس' تھیوسی ڈائیڈز' زینوفون' پولی بیئس' ڈیوڈورس' Appian' فیلو' تھیو فراسٹس کے دروازے کھولے۔ ان تراجم کا ذکر کرتے ہوئے فیلیفو نے لکھا: "یونان معدوم نہیں ہوا' بلکہ اٹلی میں ہجرت کر آیا ہے--- جو سابق ادوار میں عظیم تر یونان کہلاتا تھا۔" [۱۴] مانیتی نے کاملیت سے زیادہ مہربانی کے ساتھ اندازہ لگایا کہ نکولس کے 8 سالہ عہد پاپائیت میں ترجمہ ہونے والے یونانی مصنفین کی تعداد پچھلی پانچ صدیوں کے مقابلہ میں زیادہ تھی۔ [۱۵]

نکولس کو کتابوں کے مشمولات کے ساتھ ساتھ ظاہری شکل و صورت سے بھی محبت تھی؛ وہ خود بھی ایک خطاط تھا' اور اس نے ماہر منشیوں کے ذریعہ کپڑے پر اپنے تراجم بڑی احتیاط سے لکھوائے تھے؛ صفحات قرمزی مخمل میں لپیٹ کر چاندی کی ڈوریوں

اور فیتوں سے باندھے جاتے۔ اس کی کتابوں کی تعداد بڑھتے بڑھتے 824 لاطینی اور 352 یونانی مخطوطات تک پہنچ گئی' سابق پاپائی انتخاب اس کے علاوہ تھے; لہٰذا 5 ہزار جلدوں پر مشتمل عیسائی سلطنت کے اس سب سے بڑے خزانہ کتب کو اس طریقے سے سنبھالنے کا مسئلہ کھڑا ہوا کہ ان کا آئندہ نسلوں تک پہنچنا یقینی ہو جائے۔ ویٹیکن لائبریری کی تعمیر نکولس کے عزیز ترین خوابوں میں سے ایک تھی۔

وہ ایک محقق کے ساتھ ساتھ معمار بھی تھا' اور پاپائیت کی ابتداء سے ہی اس نے روم کو دنیا کی رہنمائی کے قابل بنانے کا مصمم ارادہ کر رکھا تھا۔ 1450ء میں جوبلی کا سال آنے والا تھا; لاکھوں سیاحوں کی آمد متوقع تھی; انہیں روم بدنما تباہی کی حالت میں دکھائی نہیں دینا چاہیے تھا; کلیساء اور پاپائیت کے وقار کا تقاضا تھا کہ عیسائیت کا یہ گڑھ "ذوق' خوبصورتی اور خوشنما تناسب کی حامل عالیشان عمارتوں" کے ساتھ زائرین کا سامنا کرے جس سے "سینٹ پیٹرز کی مسند کی رفعت میں زبردست اضافہ ہو گا"; سو نکولس نے بستر مرگ پر بڑی معذرت کے ساتھ اپنے مقصد کی وضاحت کی۔ اس نے شہر کے دروازے اور فصیل بحال کروائی' Acqua Vergine نالہ مرمت کروایا اور ایک آرٹسٹ کو اس کے دہانے پر آرائشی فوارہ تعمیر کرنے کو کہا۔ اس نے لیون باتستا البرٹی کو کہا کہ بارش اور دھوپ سے محفوظ چھتوں والے محلات' عوامی احاطے اور کشادہ گذرگاہیں بنائے۔ اس نے بہت سی گلیاں پکی کروائیں' متعدد پل بحال کیے' اور سانت اینجلو قلعے کی مرمت کروائی۔ اس نے روم کی خوبصورتی بننے والے محلات تعمیر کرنے کی خاطر ممتاز شہریوں کو امدادی رقم ادھار دی۔ اسی کے کہنے پر برنارڈو روسیلینو نے "دیواروں سے باہر" (*Fuori le Mura*) سانتا ماریا میجورے' سان جووانی لیٹرانو' سان پاؤلو اور سان لورینتسو اور ان چالیس کلیساؤں کو نیا کیا جنہیں گریگوری اول نے صلیب کے مقامات تنصیب کے طور پر نامزد کیا تھا۔[11] اس نے ایک نئے ویٹیکن محل کے لیے شاہانہ منصوبے بنائے جو باغات سمیت ساری ویٹیکن پہاڑی کو ڈھک لیں اور وہاں پوپ اور اس کا عملہ کارڈینلوں اور کیوریا کے انتظامی دفاتر سما جائیں; اس کی زندگی میں اس کے اپنے حجرے (جہاں بعد ازاں الیگزینڈر VI نے قبضہ کیا اور اسے *Appartamento Borgia* کہا) لائبریری (موجودہ

(Pinacoteca Vaticana) ہی مکمل ہوئے' اور کمرے یا Stanze بعدازاں رافیل نے سجائے۔ وہ ویٹیکن کی دیواروں پر تصاویر پینٹ کروانے کے لیے پیروجیا سے پینٹڈیوبون فیلی اور فلورنس سے آندریا ڈیل کاستانیو کو لایا' یہ تصاویر اب کھو چکی ہیں؛ اور اس نے ضعیف فرا آنجے لیکو کو روم واپس آنے اور پوپ کے اپنے گرجا خانے میں سینٹ سٹیفن و سینٹ لورینس کی کہانیاں تصویروں میں پیش کرنے پر مائل کیا۔ اس نے سینٹ پیٹرز کی پرانی اور گرتی ہوئی بالسلیقی (قدیم مستطیل رومی عمارت 'basilica' مترجم) گرانے اور ولی کے مقبرے کے اوپر دنیا کا شاندار ترین کلیساء بنانے کا منصوبہ بنایا؛ اس بے باک مقصد پر عملدرآمد کرنا جولیئس II کے بھاگ میں لکھا تھا۔

اسے اُمید تھی کہ یہ تمام اخراجات جوبلی کی رسومات سے پورے کیے جا سکتے ہیں۔ نکولس نے یہ تہوار کلیسیاء کے اتحاد اور امن کی بحالی کے جشن کے طور پر منانے کا اعلان کیا' اور یورپ کے لوگوں نے اس جذبے کو خوش آمدید کہا۔ لاطینی عیسائی سلطنت کے ہر کونے سے زائرین کی آمد غیر متوقع حد تک پہنچ گئی؛ عینی شاہدوں نے اسے چونٹیوں کی بے پناہ تعداد جیسا قرار دیا۔ روم اس قدر پر ہجوم ہو گیا کہ پوپ نے کسی بھی مہمان کی زیادہ از زیادہ مدت قیام پانچ' پھر تین اور پھر دو دن تک محدود کر دی۔ ایک موقع پر بھگدڑ مچنے سے 200 افراد مارے گئے' بہت سے دریائے ٹائبر میں جا گرے؛ اس کے بعد نکولس نے سینٹ پیٹرز کو جانے والی راہیں کشادہ کرانے کی غرض سے مکان مسمار کروا دیئے۔ چونکہ زائرین نے بیش بہاء چڑھاوے چڑھائے تھے اس لیے جوبلی سے ہونے والی آمدنی پوپ کی امیدوں سے بھی تجاوز کر گئی' اور اس کی نئی عمارتوں اور محققین و مخطوطات کے لیے منصوبے کے اخراجات پورے ہو گئے۔ [17] اٹلی کے دیگر شہر فنڈز کی قلت کا شکار تھے کیونکہ --- ایک پیروجیائی نے شکایت کی--- "سب کچھ بہہ کر روم میں جا پہنچا"؛ لیکن روم میں سرائے داروں' منی چینجرز اور تاجروں نے زبردست منافع کمایا' اور نکولس صرف میڈیچی کے بنک میں 1,00,000 فلورنز (25 لاکھ ڈالر؟) جمع کروانے کے قابل ہو گیا۔ [18] آلپس پار کے ممالک اٹلی میں سونے کی ریل پیل پر بہت کسمسائے۔

حتیٰ کہ روم میں بھی کچھ عدم اطمینان نے نئی خوشحالی کے لیے مشکل پیدا کی۔ شہر

میں نکولس کی حکومت پُرامید اور اس کے نکتہ نظر سے منصفانہ تھی' اور اس نے تمام میونسپل حکام کی تقرری اور شہر پر لاگو تمام ٹیکس کنٹرول کرنے والے چار شہری نامزد کر کے جمہوریہ کی توقعات کو ایک رعایت دی تھی۔ لیکن آوی نیون پاپائیت اور پھوٹ کے دوران روم پر حکمرانی کرنے والے سینیٹروں اور شرفاء کو پاپائی حکومت کے دور میں پریشانی ہوئی' اور عوام وٹیکن کی ایک ایسے محل نما قلعے میں تبدیلی پر خفا تھے جو یوجینس کو روم سے باہر نکالنے جیسی کارروائیوں سے محفوظ تھا۔ بریشیا کے آرنلڈ اور کولاڈی ریٔنتسو کے پرچار کردہ جمہوریائی خیالات اب بھی بہت سے ذہنوں میں اشتعال پیدا کر رہے تھے۔ نکولس کی تخت نشینی کے سال میں ایک سرکردہ شہری سٹیفانو پوروکارو نے خودکار حکومت کی بحالی کے مطالبہ میں ایک شعلہ انگیز تقریر کی۔ نکولس نے Anagni کے پوڈسٹا کی حیثیت میں اسے آسان جلاوطنی پر بھیج دیا' لیکن پوروکارو دارالحکومت واپس پہنچ گیا اور ایک مشتعل کارنوال ہجوم کے سامنے آزادی کی صدا بلند کی۔ نکولس نے اسے بولونیا میں جلاوطن کیا' اور ہر روز پاپائی نمائندے کے پاس لازماً پیش ہونے کے سوا پوری آزادی دی۔ بایں ہمہ' ہمت نہ ہارنے والا پوروکارو بولونیا میں ہی بیٹھ کر روم میں اپنے 300 پیروکاروں کے درمیان ایک پیچیدہ بغاوت منظم کرنے میں کامیاب ہوگیا۔ ظہور عیسیٰ کے تہوار کی ضیافت میں جب پوپ اور کارڈینل سینٹ پیٹرز کلیساء میں دعا کر رہے تھے تو وٹیکن پر ایک حملہ ہوا' اس کا خزانہ ایک جمہوریہ قائم کرنے کی خاطر قبضہ میں لے لیا گیا' اور خود نکولس کو بھی قیدی بنا لیا گیا۔[19] پوروکارو خفیہ طور پر بولونیا سے نکلا (6 دسمبر 1452ء)' اور منصوبے کے مطابق حملے کی شام کو باغیوں سے جا ملا۔ لیکن بولونیا سے اس کی غیر حاضری کا پتہ چل گیا' اور ایک قاصد نے وٹیکن کو خبردار کر دیا۔ سٹیفانو کو پکڑ کر جیل میں ڈالا گیا اور 9 جنوری کو سانت انجلو میں اس کی گردن ماری گئی۔ جمہوریہ کے حامیوں نے اس سزا کو قتل قرار دے کر مسترد کیا' انسانیت پسندوں نے سازش کو ایک فیاض پوپ سے خوفناک غداری قرار دیا۔

نکولس یہ جان کر دھچکے کا شکار اور تبدیل ہوا کہ شہریوں کا ایک بڑا حصہ اسے اتنا فیاض ہونے کے باوجود جابر سمجھ کر تعظیم دیتا تھا۔ وہ وسوسوں کے جال میں پھنس کر' خفگی سے ترش مزاج ہو کر اور گٹھیا کی تکلیف کے باعث بہت تیزی سے بوڑھا ہوا۔

جب اسے خبر ملی کہ ترک 50,000 عیسائیوں کی لاشوں کو روند کر قسطنطنیہ میں داخل ہوگئے ہیں' اور انہوں نے سینٹ صوفیہ کو مسجد میں بدل دیا ہے (1453ء) تو اسے اپنے عہدے کی تمام شان و شوکت فضول اور بیکار لگی۔ اس نے یورپی طاقتوں سے اپیل کی کہ مشرقی عیسائیت کا شکست خوردہ قلعہ واپس لینے کے لیے ایک صلیبی جنگ میں شریک ہوں؛ اس نے اس کام میں مغربی یورپ کے تمام محصولات کا دسواں حصہ دینے کو کہا اور پاپائی' کیوریا کے اور دیگر کلیسیائی محاصل کا دسواں حصہ دے ڈالا؛ اور عیسائی اقوام کے مابین تمام لڑائی دین بدری کی دھمکی کے ذریعہ روک دینے کا مطالبہ کیا۔ یورپ نے بمشکل ہی اس کی باتوں پر کان دھرا۔ لوگوں نے اعتراض کیا کہ صلیبی جنگوں کے لیے سابق پوپس کی جمع کردہ رقم دوسرے کاموں پر خرچ کردی گئی تھی؛ وینس نے ترکوں کے ساتھ ایک تجارتی اتحاد کو ترجیح دی؛ میلان نے بریشیا واپس لینے کے ذریعہ وینسی مشکلات سے فائدہ اٹھایا؛ فلورنس نے مشرقی تجارت وینس کے ہاتھوں سے نکل جانے پر اطمینان کی سانس لی۔ نکولس نے حقیقت کے آگے سر تسلیم خم کیا اور زندگی کی تڑپ اس کی رگوں میں ٹھنڈی پڑ گئی۔ وہ لاحاصل سفارتکاری سے تھک کر' اور اپنے پیشروؤں کے گناہوں کی سزا پاکر 55 برس کی عمر میں مرگیا۔ (1455ء)

اس نے کلیسیاء کا اندرونی امن بحال کر دیا تھا' اس نے روم کا نظم و ضبط اور شان و شوکت لوٹا دی تھی' اس نے عظیم ترین لائبریری قائم کی تھی' اس نے کلیسیاء اور نشاۃ ثانیہ کے درمیان مفاہمت پیدا کی تھی۔ اس نے جنگ میں ہاتھ نہ ڈالا' اقرباء پروری سے گریز کیا' اٹلی کو خود سوز پھوٹ کی راہ سے ہٹانے کی کوشش کی۔ اس نے غیرمتوقع کمائیوں کے درمیان رہ کر بھی سادہ زندگی گزاری' کلیسیاء اور اپنی کتابوں سے پیار کیا اور صرف اپنے انعامات میں اسراف پسندی سے کام لیا۔ ایک دکھ زدہ روزنامچہ نگار نے اس وقت اٹلی کے جذبات کا اظہار کیا جب اس نے دانشور پوپ کو "عقلمند' انصاف پسند' مہربان' فراخدل' پرامن' شفیق' مخیر' منکسر..... ہر نیکی سے فیضیاب" بیان کیا۔[15] یہ محبت کا فیصلہ تھا' اور پورکارو نے احتجاج کیا ہوگا؛ لیکن ہم اسے یونہی رہنے دیتے ہیں۔

III- کالِکسٹس III: 1455-8ء

اِٹلی کے عدم اتحاد نے پاپائی انتخاب کا تعین کیا: اطالوی پوپ پر رضامند نہ ہونے والے دھڑوں نے ایک ہسپانوی کارڈینل الفونسو بورجیا کو چُنا جس نے کالِکسٹس III کا نام اپنایا۔ وہ 77 برس کا ہو چکا تھا۔ وہ جلد ہی مرنے اور کارڈینلوں کو کوئی دوسرا اور شاید زیادہ مفید انتخاب کرنے کا موقع دے سکتا تھا۔ کلیسیائی قانون اور سفارتکاری کا ماہر کالِکسٹس ایک قانونی ذہن رکھتا تھا' اور اس نے کلاسیکی دانشوری پر بہت کم توجہ دی جس کے شوق میں نکولس مبتلا تھا۔ روم میں کوئی دیسی جڑیں نہ رکھنے والے انسانیت پسند اب نئی صورت میں سامنے آئے' بس صرف ویلا ابھی تک پاپائی سیکریٹری تھا۔

کالِکسٹس ایک اچھا انسان تھا' جسے اپنے رشتہ داروں سے محبت تھی۔ مسند نشینی کے دس ماہ بعد اس نے اپنے دو بھتیجوں--- لوئی یوآن ڈی مِیلا اور روڈریگو بورجیا--- اور پرتگال کے Don Jayme کو کارڈینلوں کے عہدوں پر ترقی دی' جن کی عمریں بالترتیب پچیس' چوبیس اور تیئس برس تھیں۔ مستقبل کے الیگزینڈر VI روڈریگو میں اپنی محبوبہ سے غیر محتاط عشق بازی کی اضافی خامی موجود تھی: تاہم کالِکسٹس نے اسے پاپائی دربار میں سب سے زیادہ کمائی والا عہدہ دیا---- وائس چانسلر کا (1457ء)؛ اسی سال اس نے اسے پاپائی فوجوں کا سپہ سالار بھی بنایا۔ یوں اقرباء پروری کا آغاز یا اضافہ ہوا جس کے تحت ایک کے بعد دوسرے پوپ نے کلیسیائی عہدے اپنے بیٹوں' بھتیجوں یا دیگر رشتہ داروں کو دیئے۔ کالِکسٹس نے اپنے گرد ہم وطنوں کو اکٹھا کر کے بھی اطالویوں کو ناراض کیا: روم پر اب قیطلونی (Catalans) کی حکومت تھی۔ پوپ کے پاس وجوہ موجود تھیں: وہ روم میں ایک بدیسی تھا: شرفاء اور جمہوریہ کے حمایتی اس کے خلاف سازش کر رہے تھے: وہ اپنے جاننے والے لوگوں کو اردگرد رکھنا چاہتا تھا جو اسے اپنی سب سے بڑی دلچسپی میں مصروف ہونے کے دوران کسی سازش سے محفوظ رکھیں--- اس کی سب سے بڑی دلچسپی صلیبی جنگ تھی۔ مزید برآں' پوپ نے کارڈینلوں کے مدرسہ میں ایسے دوست بنانے کا تہیہ کر رکھا تھا جو پاپائیت کو ایک انتخابی سلطنت کے ساتھ ساتھ آئینی سلطنت بنانے کی جدوجہد بھی کرتے

رہیں' اور یہ سلطنت اپنے تمام فیصلوں میں کارڈینلوں کے سینیٹ کی ماتحت ہو۔ پوپس نے اس تحریک کو بالکل اسی طرح روکا جیسے بادشاہوں نے شرفاء کے خلاف جنگ کی اور انہیں شکست دی تھی۔ ہر دو صورتوں میں مطلق بادشاہت حاصل ہوئی: لیکن شاید قومی کی جگہ پر ایک مقامی معیشت کی تبدیلی' اور بین الاقوامی تعلقات کی بڑھوتری کے لیے فی الوقت قیادت و حاکمیت کی مرکوزیت درکار تھی۔

کالکسٹس نے یورپ کو ترکوں کی مزاحمت پر بھڑکانے کی ایک بیکار کوشش میں اپنی آخری توانائیاں بھی خرچ کر ڈالیں۔ اس کی موت پر روم نے "بربریوں" کی حکومت ختم ہونے کا جشن منایا۔ جب کارڈینل پیکولومنی (Piccolomini) اس کا جانشین نامزد ہوا تو روم نے یوں خوشی منائی جیسے پچھلے دو سو سال کے دوران کسی پوپ کے لیے نہ منائی تھی۔

IV۔ پائیس II: 64-1458ء

اینیا سلویو ڈی پیکولومنی نے اپنے کیریئر کا آغاز 1405ء میں سینا کے نزدیک Corsignano قصبے سے کیا: اس کے غریب والدین اعلیٰ حسب و نسب کے مالک تھے۔ سینا یونیورسٹی نے اسے قانون پڑھایا: یہ اس کے ذوق کے مطابق نہیں تھا' کیونکہ اسے ادب سے لگاؤ تھا' لیکن قانون نے اس کے ذہن کو باریک بینی اور تنظیم سے نوازا اور اسے انتظامی و سفارتی امور کے لیے تیار کیا۔ فلورنس میں اس نے فیلیفو سے بشریات پڑھی اور تب سے ہی انسانیت پسند بن گیا۔ 27 برس کی عمر میں کارڈینل کیپرانیکا نے اسے اپنا سیکرٹری رکھا اور اسی کے ساتھ بسل کی مجلس میں گیا۔ وہاں وہ ایک یوجینئس IV مخالف گروپ میں شامل ہوا: پھر کئی برس تک پاپائی طاقت کے خلاف مجلس کی تحریک کی مخالفت کرتا رہا: وہ کچھ عرصہ اینٹی پوپ فیلکس V کا سیکرٹری بھی بنا۔ اسے ادراک ہو گیا کہ وہ غلط سمت میں جا رہا ہے' اس نے ایک بشپ کی خوشامد کی کہ اسے شہنشاہ فریڈرک III سے متعارف کروائے۔ جلد ہی اسے شاہی چانسری میں ایک عہدہ مل گیا' اور 1442ء میں وہ فریڈرک کے ساتھ آسٹریا گیا۔ کچھ عرصہ وہ وہیں ٹکا رہا۔

ان تشکیلی برسوں میں وہ بالکل بے شکل لگتا ہے... محض ایک چالاک کوہ پیما

جس کے پاس کامیابی کے سوا اور کوئی سخت اصول' کوئی مقصد نہیں ہوتا۔ وہ اپنا دل کھوئے بغیر بے ثباتی کے ساتھ ایک مقصد سے دوسرے مقصد اور ایک عورت سے دوسری عورت تک گیا؛ اس کے بہت سے معاصرین کی نظر میں بھی یہ رویہ والدین کے فرائض نبھانے کیلئے موزوں تربیت تھا۔ اس نے اپنے دوست کو ایک بے پروا لڑکی کا دل موم کرنے کیلئے محبت نامہ لکھ کر دیا جو حرام کاری پر شادی کو ترجیح دیتی تھی۔ [42] اس نے اپنے کئی ناجائز بچوں میں سے ایک کو اپنے باپ کے پاس پرورش کیلئے بھیج دیا اور اعتراف کیا کہ وہ "داؤد سے زیادہ پاک اور نہ ہی سلیمان سے زیادہ عقلمند تھا؛" [43] نوجوان شیطان اپنا کام نکالنے کی خاطر صحیفے کا حوالہ بھی دے سکتا تھا۔ اس نے بوکاشیو کے انداز میں ایک ناول لکھا؛ اس کا ترجمہ یورپ کی تقریباً ہر زبان میں ہوا' اور یہ اس کے ایام تقدس میں مصیبت بن گیا۔ اگرچہ اس کی مزید پیشقدمی مقدس سلسلے اپنانے کی متقاضی لگتی تھی' مگر وہ ایسا کرنے سے باز رہا کیونکہ آگسٹائن کی طرح اسے بھی اپنی پرہیزگاری کی قابلیت پر شبہ تھا۔ [44] اس نے مذہبی طبقہ کے تجرد کے خلاف لکھا۔ [45]

ان بیوفائیوں کے درمیان وہ ادب سے وفا نبھاتا رہا۔ اس کی اخلاقیات کو بگاڑنے والی حس لطافت نے ہی اسے فطرت کا شوقین بنایا' سفر کرنے میں لطف دیا اور اس کا انداز سخن تشکیل دیا؛ حتیٰ کہ وہ پندرھویں صدی کے بہترین لکھاریوں اور فصیح البیان مقررین میں سے ایک بن گیا۔ اس نے (تقریباً ہمیشہ لاطینی زبان میں) انداز سخن کی تقریباً ہر قسم آزمائی--- افسانہ' شاعری' نوحہ' مکالمہ' مضامین' تواریخ' سفرنامہ' جغرافیہ' شرح' یادداشت' فکاہیہ؛ وہ اپنے انداز کی خوبیوں میں پیترارک کی جاندار ترین نثر کا مقابلہ کرتا تھا۔ وہ ایک ریاستی دستاویز لکھ' ایک خطاب تیار یا اختراع کر سکتا تھا؛ یہ اس دور کی خاصیت تھی کہ اینیاس سلویئس صفر سے آغاز کر کے اپنے قلم کے بل بوتے پر پاپائیت تک سرفراز ہوا۔ اس کے اشعار میں کوئی زیادہ گہرائی یا قدر و قیمت نہیں' لیکن یہ اتنے رواں تھے کہ اُسے کانل فریڈرک کے ہاتھ سے ملک الشعراء بنوا دیا (1442ء)۔ اس کے مضامین میں ایک خوشگوار سحر تھا جو اس کی بے اصولی کو چمکاتا دمکاتا رہا۔ وہ ایک وعظ "درباری زندگی کی تکالیف" (برائیاں دربار کی طرف ایسے بہتی ہیں جیسے دریا سمندر کی طرف" [46]) سے گذر کر ایک مقالے "فطرت اور گھوڑوں کی دیکھ بھال"

تک گیا۔ یہ اس دور کی ایک اور علامت تھی کہ تعلیم کے موضوع پر اس کا طویل خط--- بوہیمیا کے بادشاہ Ladislas کو مخاطب کر کے مگر اشاعت کی غرض سے لکھا ہوا--- ایک استثنیٰ کے ساتھ' صرف پاگان لکھاریوں اور مثالوں سے بھرا پڑا ہے' اس میں بادشاہ پر زور دیا گیا کہ وہ اپنے بیٹوں کو جنگ کی سختیاں اور ذمہ داریاں سہنے کے قابل بنائے: "سنجیدہ معاملات ہتھیاروں سے طے ہوتے ہیں نہ کہ قوانین سے۔" [۷۶] اس کے سیاحی تاثرات اپنی نوعیت کے نشاۃ ثانیہ کے ادب میں بہترین ہیں۔ اس نے واضح دلچسپی کے ساتھ نہ صرف شہروں اور دیہی علاقوں کو بلکہ صنعتوں' مصنوعات' سیاسی حالات' آئین' انداز و اطوار' اخلاقی اصولوں کو بھی بیان کیا: پیترارک کے بعد کسی بھی اطالوی نے دیہی علاقے کے متعلق اس قدر ذوق و شوق سے نہیں لکھا تھا۔ وہ صدہا سال میں جرمنی سے محبت کرنے والا واحد اطالوی تھا: اس کے پاس اُجڈ باشندوں کے متعلق کہنے کے لیے اچھے الفاظ تھے جو گلیوں بازاروں میں ایک دوسرے کو قتل کرنے کی بجائے فضاء کو گیت اور اپنے آپ کو بیئر سے مخمور کر دیتے تھے۔ اس نے خود کو مختلف قسم کی اشیاء دیکھنے کا شوقین کہا: [۷۸] اور اس کے کثیر الاستعمال اقوال میں سے ایک یہ تھا: "ایک کنجوس کبھی اپنی دولت سے اور دانا آدمی اپنے علم سے مطمئن نہیں ہوتا۔" [۷۹] اس نے اپنی ہنرمندی کو تاریخ کی جانب موڑ کر ممتاز معاصرین کی مختصر سوانحات' فریڈرک III کی ایک آپ بیتی' بسی جنگوں کا ایک بیان اور عالمگیر تاریخ کا خاکہ مرتب کیا۔ اس نے ایک زیادہ بڑی "عالمگیر تاریخ اور جغرافیہ" لکھنے کا سوچا' اپنے اعلیٰ عہدے کے دوران اس پر کام جاری رکھا اور ایشیاء کے بارے میں حصہ مکمل کیا جسے کولمبس نے بڑی دلچسپی سے پڑھا۔ [۸۰] پوپ کی حیثیت میں اس نے روزوار یادداشتیں مرتب کر کے اپنے دور حکومت اور آخری بیماری کی تاریخ مہیا کی۔ اس کا ہمعصر پلاٹینا کہتا ہے' "وہ بستر میں لیٹے لیٹے آدھی رات تک پڑھتا اور لکھواتا رہتا' اور پانچ یا چھ گھنٹے سے زیادہ نہ سوتا۔" [۸۱] اس نے پاپائیت کا وقت ادبی تالیف میں خرچ کرنے پر معذرت کی: "ہمارا وقت ہمارے فرائض سے نہیں لیا گیا: ہم نے نیند کا وقت تصنیف کو دیا: ہم نے بڑھاپے سے اس کا آرام چھین لیا تاکہ آنے والی نسلوں کو وہ سب کچھ منتقل کر سکیں جو ہمارے علم میں یاد رکھنے کے قابل ہے۔" [۸۲]

1445ء میں شہنشاہ نے اینیاس سلویئس کو پوپ کا ایلچی بنا کر بھیجا۔ وہ جس نے یوجینئس کے خلاف سینکڑوں مرتبہ لکھا تھا' اب اس قدر خوش بیانی کے ساتھ معذرت خواہ ہوا کہ نرم دل پوپ نے اسے فوراً معاف کر دیا: اور اسی دن سے اینیاس کی روح یوجینئس سے منسلک ہو گئی۔ وہ پادری بنا (1446ء) اور 41 برس کی عمر میں زہد و پاکیزگی کی زندگی اختیار کر لی: اس کے بعد اس نے ایک مثالی زندگی بسر کی۔ اس نے فریڈرک کو پاپائیت کا وفادار رکھا' اور ماہرانہ --- کبھی کبھی عیارانہ ---- سفارتکاری کے ذریعہ پوپ کو دوبارہ جرمن انتخاب کنندگان اور پادریوں کی حمایت دلوائی۔ روم اور سینا میں اس کے دوروں نے اٹلی کے لیے اس کی محبت دوبارہ بیدار کر دی: آہستہ آہستہ اس نے فریڈرک کے ساتھ اپنے بندھن ڈھیلے کیے اور خود کو پاپائی دربار کے ساتھ منسلک کر لیا (1455ء)۔ وہ ہمیشہ اپنے آبائی وطن کے جوش و خروش اور سیاست میں واپس آنے کا خواہشمند رہا تھا: روم میں وہ چیزوں کے عین مرکز میں رہا: لیکن یہ کون کہہ سکتا تھا کہ واقعات کا غیر متوقع بہاؤ اسے پوپ بنا دے گا؟ 1449ء میں وہ سینا کا بشپ بنا: 1456ء میں کارڈینل پیکولومینی بن گیا۔

کالکسٹس کا جانشین منتخب کرنے کا موقع آیا تو جلسہ انتخاب پوپ (Conclave) میں موجود اطالویوں نے فرانسیسی کارڈینل d'Estaouteville کو منتخب ہونے سے روکنے کی خاطر پیکولومینی کو ووٹ دے دیئے۔ اطالوی کارڈینلز پاپائیت اور مقدس کالج کو اطالوی ہی رکھنے کا ارادہ کیے ہوئے تھے: اس کی وجہ صرف ذاتی نوعیت کی نہیں بلکہ یہ خوف بھی تھا کہ کوئی غیر اطالوی پوپ اپنے ہی علاقے کی حمایت کر کے یا پاپائیت کو اٹلی سے دوبارہ چھین کر عیسائی سلطنت کو پھر سے منتشر کر دے گا۔ کسی نے بھی اینیاس کے جوانی میں سرزد کردہ گناہوں کو سامنے نہ رکھا: مسرور کارڈینل روڈریگو بورجیا نے اس کے لیے فیصلہ کن ووٹ ڈالا: اکثریت نے محسوس کیا کہ کارڈینل پیکولومینی (جو کچھ ہی عرصہ قبل سرخ ٹوپی پہنے پھرتا تھا) ایک وسیع تجربے کا حامل آدمی' شورش انگیز جرمنی میں سفارتی فرائض بخوبی سرانجام دینے والا سفارتکار اور ایسا دانشور تھا جس کے علم نے سکاٹ لینڈ کی آب و تاب میں اضافہ کیا (1435ء): اس نے خوفناک حد تک غصیلے سمندروں کا سامنا کیا تھا --- Sluys سے Dunbar تک بارہ دن کا سفر --- اور قسم کھائی

تھی کہ اگر بچ گیا تو ننگے پاؤں چل کر کنواری کی قریب ترین زیارت گاہ تک جائے گا۔ وہ ساحل پر اترا تو وہاں سے 10 میل کے فاصلے پر Whitekirk میں زیارت گاہ تھی۔ اس نے قسم پوری کی' برف پر سارا راستہ ننگے پاؤں طے کیا' گٹھیا کے مرض کا شکار ہوا اور باقی ساری زندگی اس مرض کے باعث تکلیف میں مبتلا رہا۔ 1458ء میں اس کے گردوں میں پتھری کا پتہ چلا اور شدید کھانسی بھی لگ گئی۔ اس کی آنکھیں اندر دھنسی ہوئی اور چہرہ زرد تھا: پلاٹینا کہتا ہے "کبھی کبھی تو کوئی یہ بھی نہ بتا سکتا کہ اس میں آواز کے علاوہ بھی زندگی کی کوئی علامت ہے یا نہیں۔" [۳۳] بطور پوپ اس نے کفایت شعاری سے زندگی گذاری; ویٹیکن میں اس کے گھریلو اخراجات ریکارڈ کے مطابق سب سے کم تھے۔ ذرا فرصت ملنے پر وہ کسی قریبی گاؤں میں چلا جاتا اور وہاں "خود کو پوپ کی بجائے ایک ایماندار مسکین دیہاتی کی طرح محظوظ کرتا:" [۳۴] کبھی کبھی وہ سایہ دار درختوں تلے' یا زیتون کی کنج میں' یا کسی ٹھنڈے ندی نالے کے کنارے پادریوں کا اجلاس (Consistory) منعقد کرتا۔ اس نے خود کو جنگلوں کا شوقین کہا۔

اس نے ورجل کی مقبول عام ترکیب *Pius Aeneas* سے ہی اپنا نام اخذ کیا اگر ہم رواج کے مطابق معتدل طور پر اس صفت کا غلط ترجمہ کریں تو وہ اس پر پورا اترا تھا: وہ پاکیزہ' اپنے فرائض سے وفادار' فیاض اور کریم النفس' معتدل مزاج اور نرم گفتار تھا' اور اس نے روم سے بدگمان افراد کو بھی گرویدہ کر لیا۔ وہ اپنے عہد جوانی کی شہوانیت سے نکل آیا' اور اخلاقی اعتبار سے مثالی پوپ تھا۔ اس نے اپنے ابتدائی عشق یا پاپائیت کے خلاف سابق پراپیگنڈہ چھپانے کی کوئی کوشش نہ کی' بلکہ دست برداری کا ایک اعلان نامہ جاری کر کے خدا اور کلیسیاء سے اپنی خطاؤں اور گناہوں کی معافی مانگی (1463ء)۔ ایک انسانیت پسند پوپ سے زبردست مالی سرپرستی کی توقعات لگا کر بیٹھے ہوئے انسانیت پسند یہ جان کر سخت ناامید ہوئے کہ وہ پاپائی فنڈز کو ترکوں کے خلاف صلیبی جنگ کے لیے بچا بچا کر رکھ رہا ہے۔ وہ فرصت کے لمحات میں انسانیت پسند ہی دکھائی دیتا: اس نے آثار قدیمہ کا بغور مطالعہ کیا اور انہیں مزید مسمار کرنے سے منع کر دیا: اس نے Arpino کے لوگوں کے لیے برات کا اعلان کیا' کیونکہ وہاں سسرو نے جنم لیا تھا: اس نے ہومر کے ایک نئے ترجمے پر کام شروع کروایا' اور پلاٹینا اور بیانڈو کو اپنے

سیکرٹریٹ میں ملازم رکھا۔ وہ روم کے کلیساؤں میں سنگ تراشی اور مصوری کے لیے مینو دا فیاسولے اور فیلی پینولیپی کو لایا۔ اس نے برنارڈو روزیلینو کے کچھ ڈیزائنوں کی بنیاد پر اپنے آبائی Corsignana میں ایک کیتھیڈرل اور پیکولومینی محل تعمیر کروایا اور پھر خود ہی Corsignano کا نام بدل کر Pienza رکھ دیا۔ وہ اپنے آباء و اجداد پر فخر کرتا تھا' اور اپنے دوستوں رشتہ داروں سے اس قدر مخلص تھا کہ کلیسیاء کی بہتری کو پس پشت ڈال دیا: ویٹیکن ایک پیکولومینی چھتہ بن گیا۔

دو قابل تعریف دانشوروں نے اس کی مدت عہد کو شان و شوکت عطا کی۔ نکولس V کے دور سے پاپائی سیکریٹری کے عہدے پر فائز فلاویو بیانڈو (Flavio Biondo) عیسائی نشاۃ ثانیہ کی علامت تھا: اسے ماضی قدیم سے پیار تھا اور اس نے اپنی آدھی زندگی تاریخ اور متبرکات کو بیان کرنے میں گذاری لیکن ہمیشہ ایک سچا' کٹر اور رسومات پر عمل کرنے والا عیسائی رہا۔ پائیس نے اسے بطور رہنما اور دوست قدر دی' اور رومن آثار قدیمہ کے دوروں کے دوران اس کی صحبت سے فائدہ اٹھایا: کیونکہ بیانڈو نے تین حصوں پر مشتمل ایک انسائیکلوپیڈیا لکھی تھی جس میں قدیم اٹلی کا جغرافیہ' تاریخ' روایات' قوانین' مذہب' انداز و اطوار اور فنون ریکارڈ کیے۔ اس کی "سلطنت روما کا انحطاط اور زوال (476ء تا 1250ء)" اس سے بھی زیادہ طویل اور قرون وسطیٰ کی پہلی تنقیدی تاریخ تھی۔ بیانڈو کوئی سخن ساز تو نہیں البتہ ممتاز تاریخ دان ضرور تھا: اس کی تصنیفات کے ذریعے اطالوی داستانوں کا محو ہو چکا ٹروجن یا اسی جیسا ماخذ دوبارہ زندہ ہوا۔ یہ کام بیانڈو کی 75 سالہ زندگی کے لیے بھی بہت بڑا تھا: یہ اس کی موت پر ادھورا ہی تھا (1463ء): لیکن اس نے بعد کے مورخین کے لیے بااصول تحقیق کی ایک مثال قائم کر دی۔

جان کارڈینل بیساریون (Bessarion) یونانی ثقافت کا وہ زندہ عنصر تھا جو اٹلی میں داخل ہو رہا تھا۔ وہ ٹریبی زوند میں پیدا ہوا' قسطنطنیہ میں یونانی شاعری' فن خطابت اور فلسفہ میں باقاعدہ تعلیم حاصل کی: اس نے مشہور افلاطون پسند Gemistus Pletho کے پاس Mistra میں تحصیل علم کا سلسلہ جاری رکھا۔ نکایا کے آرچ بشپ کی حیثیت میں فلورنس کی مجلس میں آنے پر اس نے یونانی اور لاطینی عیسائیت کے اتحاد نو میں سرکردہ

کردار ادا کیا۔ قسطنطنیہ واپس آکر اسے اور دیگر "Uniates" کو زیریں مذہبی طبقہ اور عوام کی جانب سے تحقیر کا سامنا کرنا پڑا۔ پوپ یوجینئس نے اسے کارڈینل بنایا(1439ء)' بیساریون اِٹلی منتقل ہو گیا اور اپنے ہمراہ یونانی مخطوطات کا ایک بھرپور مجموعہ انتخاب بھی لایا۔ روم میں اس کا گھر انسانیت پسندوں کا دیوان خانہ بن گیا؛ پوجیو' ویلا اور پلاٹینا اس کے قریب ترین دوستوں میں شامل تھے؛ ویلا نے اسے لاطینیوں میں سب سے زیادہ صاحب علم ہیلنی اور اہل یونان میں سب سے زیادہ کامیاب لاطینی پسند کہا۔ ۲۵ اس نے اپنی تقریباً ساری آمدنی مخطوطات خریدنے یا انہیں نقل کروانے پر خرچ کر دی۔ اس نے خود بھی ارسطو کی "مابعد الطبیعیات" کا نیا ترجمہ کیا؛ لیکن Gemistus کا شاگرد ہونے کے ناطے افلاطون کا حمایتی رہا اور افلاطونیت پسندوں اور ارسطو پسندوں کے درمیان جاری محاذ آرائی میں افلاطونی دھڑے کی قیادت کی۔ افلاطون نے جنگ جیت لی' اور مغربی فلسفہ پر ارسطو کی طویل حکمرانی اختتام پذیر ہوئی۔ جب نکولس V نے بیساریون کو بولونیا میں پاپائی نمائندہ تعینات کیا' تاکہ رومانیا اور مارچز پر حکمرانی کی جا سکے' تو بیساریون نے اتنی اچھی کارکردگی دکھائی کہ نکولس نے اسے "امن کا فرشتہ" قرار دیا۔ پائیس II کے دور میں وہ جرمنی میں مشکل سفارتی مشن لے کر گیا۔ زندگی کے آخری دنوں میں اس نے اپنی لائبریری وینس کے نام کر دی جہاں وہ آج Biblioteca Marciana کا ایک نادر حصہ تشکیل دیئے ہوئے ہے۔ وہ 1471ء میں پوپ منتخب ہوتے ہوتے رہ گیا۔ اگلے ہی برس اسے موت نے آلیا' جبکہ ساری دنیا اس کی علمیت کی معترف تھی۔

جرمنی میں اس کے مِشن ناکام رہے' کچھ تو اس وجہ سے کہ اصلاح کلیسیاء کیلئے پائیس II کی کوششیں مایوس کن تھیں' اور کچھ اس لیے کہ ایک صلیبی جنگ کی خاطر عائد کردہ عشر نے آلپس پار علاقے کو روم کا غیر ہمدرد بنا دیا تھا۔ پائیس نے پوپ بننے کے بعد اصلاح کا ایک پروگرام تشکیل دینے کی خاطر اعلیٰ پاپائی نمائندوں کی ایک کمیٹی بنائی۔ اس نے کیوسا کے نکولس کی جانب سے پیش کردہ ایک منصوبہ قبول کیا اور اسے پاپائی فرمان میں مجسم کر دیا۔ لیکن اسے پتہ چلا کہ روم میں کوئی بھی شخص اصلاح کا خواہشمند نہیں؛ وہاں موجود تقریباً ہر دوسری اعلیٰ شخصیت نے کسی نہ کسی قدیم بدعنوانی سے فائدہ

اٹھایا; بے حسی اور مجہول مدافعت نے پائیس کو شکست دی; دریں اثناء جرمنی' بوہیمیا اور فرانس کے ساتھ درپیش مشکلات نے اس کی توانائی صرف کر ڈالی' اور اس کی سوچی ہوئی صلیبی جنگ لگن اور فنڈز کی قلت کا شکار ہوگئی۔ اسے کارڈینلوں کی عیاش زندگیوں پر لعنت ملامت کرنے اور خانقاہی نظم و ضبط میں گاہ بگاہ بہتریاں لانے پر ہی اکتفا کرنا پڑا۔ 1463ء میں اس نے کارڈینلوں کے نام آخری اپیل کی:

> لوگ کہتے ہیں کہ ہماری زندگیوں کا مقصد حصول مسرت و دولت' نخوت پسندی' خچروں اور ٹٹوؤں پر سواری کرنا' اپنی عباؤں کے لمبے کنارے لٹکا کر چلنا' سرخ ہیٹ اور سفید کلاہ کے نیچے گول فربہ چہرے دکھانا' شکاری کتے پالنا' اداکاروں اور طفیلیوں پر بے پناہ خرچ کرنا اور عقیدے کے دفاع میں کوئی اقدام نہ اٹھانا ہے۔ اور ان باتوں میں کچھ صداقت بھی ہے: ہمارے دربار کے بہت سے کارڈینل اور دیگر حکام اسی قسم کی زندگی گذار رہے ہیں۔ اگر سچائی تسلیم کی جائے تو ہمارے دربار میں تعیش اور رنگ رلیاں بہت زیادہ ہیں۔ اسی لیے لوگ ہم سے اتنی نفرت کرتے ہیں کہ ہماری درست اور جائز بات بھی نہیں سنتے۔ ان شرمناک صورت حالات میں آپ کیا کرنے کا مشورہ دیتے ہیں؟.... ہمیں تحقیق کرنا ہوگی کہ ہمارے پیشروؤں نے کن ذرائع سے کلیسیاء کے لیے حاکمیت اور وقعت حاصل کی تھی..... ہمیں یہ حاکمیت اسی طریقے سے برقرار رکھنا ہوگی۔ پرہیزگاری' پاکیزگی' معصومیت' عقیدے کے لیے جوش و خروش..... زمین سے حقارت' شہادت کی خواہش نے رومن کلیسیاء کو عظمت دی اور اسے محبوبہ عالم بنایا۔ [۳۶]

بطور اینیاس سلویئس زبردست سفارتی کامیابیاں حاصل کرنے والے پوپ کو یورپی طاقتوں کے ساتھ سودے بازی میں ایک کے بعد دوسرا دھچکا برداشت کرنا پڑا۔ لوئی XI نے "Pragmatic Sanction of Bourges" کو منسوخ کر کے اسے عارضی فتح دلائی' لیکن جب پائیس نے ہاؤس آف آنجو کے نیپلز پر دوبارہ قبضے کے منصوبوں کی اعانت کرنے سے انکار کر دیا تو لوئی نے تنسیخ کو کالعدم قرار دے دیا۔ بوہیمیا میں جان

ہس کی شروع کردہ بغاوت جاری رہی؛ وہاں لوتھر سے ایک صدی پہلے اصلاح کا آغاز ہو گیا تھا' اور نئے بادشاہ George Podebrad نے اسے اپنی طاقتور حمایت فراہم کی۔ جرمن طبقہ امراء نے جرمن شہزادوں کے ساتھ مل کر عشر کی ادائیگی کے خلاف مدافعت جاری رکھی' اور یہ آواز دوبارہ اٹھائی کہ اصلاح کلیسیاء اور پوپ کی نگرانی کے لیے ایک عمومی مجلس بلائی جائے۔ جواب میں پائیس نے فرمان "*Execrabilis*" جاری کیا (1460ء) جس میں پاپائی اِذن اور مشورے کے بغیر عمومی مجلس بلانے کی کسی بھی کوشش کو مجرمانہ اور ممنوع قرار دیا؛ اس نے دلیل پیش کی کہ اگر پاپائی پالیسی کے مخالفین نے کسی بھی وقت اس قسم کی مجلس بلائی تو پاپائی حدود حکومت مستقل خطرے سے میں پڑ جائیں گی' اور کلیسیائی نظام مفلوج ہو کر رہ جائے گا۔

ان جھگڑوں نے یورپ کو ترکوں کے خلاف متحد کرنے کے لیے پوپ کی کوششوں کی راہ میں رکاوٹ ڈالی۔ اس نے اپنی تاجپوشی کے دن ہی ڈینیوب سے ویانا کی طرف اور بلکان سے بوسنیا میں مسلم پیش قدمی کا خوف ظاہر کیا تھا۔ یونان' ایپی رس' مقدونیہ' سربیا' بوسنیا عیسائیت دشمنوں کے سامنے جھک گئے؛ کون کہہ سکتا تھا کہ وہ کب ایڈریاٹک پھلانگ کر اِٹلی میں آن دھمکیں گے؟ پائیس نے اپنی تاجپوشی کے ایک ماہ بعد تمام عیسائی بادشاہوں کو دعوت دی کہ وہ میتوآ کے مقام پر عظیم کانگریس میں شریک ہوں اور مشرقی عیسائی سلطنت کو عثمانی طوفان سے بچانے کی منصوبہ بندی کریں۔

وہ خود وہاں 27 مئی 1459ء کو پہنچا۔ وہ اپنے عہدے کے پرشکوہ ترین لباس میں سج کر ایک ڈولی پر شہر سے گزرا جسے کلیساء کے شرفاء اور غلاموں نے اٹھا رکھا تھا۔ اس نے اپنے کیریئر کی ایک نہایت اثر انگیز تقریر میں بہت بڑے ہجوم سے خطاب کیا۔ لیکن آلپس کے اُس طرف سے کوئی بادشاہ یا شہزادہ نہ آیا' اور نہ ہی کسی نے اپنے نمائندے کو جنگ کی حامی بھرنے کے اختیارات دے کر بھیجا۔ اصلاح کا کام قوم پرستی کے ذریعہ سے ہونا تھا لیکن یہ اتنی مضبوط ہو چکی تھی کہ بادشاہی تختوں کے سامنے پاپائیت ایک غیر موثر ملتجی بن کر رہ گئی۔ کارڈینلوں نے پوپ کو روم واپس آنے پر راضی کیا؛ انہوں نے اپنی آمدنی کا دسواں حصہ کسی صلیبی جنگ کے لیے بطور ٹیکس دینے کا سوچا بھی نہیں تھا؛ کچھ اپنی مسرتوں میں کھو گئے؛ کچھ نے پوپ کو منہ پر کہہ دیا کہ کیا وہ انہیں میتوآ کی

گرمیوں میں بخار سے مارنا چاہتا ہے؟ پوپ نے بڑی تحمل مزاجی سے شہنشاہ کا انتظار کیا' لیکن فریڈرک III نے اپنے اس سابق خادم کی مدد کو آنے کی بجائے ہنگری کے خلاف جنگ شروع کر دی تاکہ اس قوم کو بھی اپنی قلمرو میں شامل کر سکے جو بڑی مستعدی کے ساتھ ترکوں کی مدافعت کی تیاریاں کر رہی تھی۔ فرانس نے پھر اپنے تعاون کو نیپلز کے خلاف فرانسیسی مہم کے لیے پاپائی حمایت سے مشروط کر دیا۔ وینس اس خوف میں پیچھے ہٹ گیا کہ عثمانیوں کے خلاف عیسائی یورپ کی جنگ میں سب سے پہلے ایجیئن میں اس کی باقیماندہ اِملاک ضائع ہو جائیں گی۔ آخر کار اگست میں ڈیوک فلپ دی گڈ آف برگنڈی کی جانب سے ایک سفارتی مشن آیا: ستمبر میں فرانسسکو سفورزا نمودار ہوا: دیگر اطالوی شہزادے اس کے پیچھے پیچھے ہو لیے' اور 26 ستمبر کو کانگریس کی پہلی نشست ہوئی جبکہ پوپ کو پہنچے ہوئے چار ماہ ہو چکے تھے۔ دلیل بازی میں چار ماہ مزید گزر گئے: بالآخر پائیس نے یورپ میں ترک اور سابق بازنطینی علاقے فاتح طاقتوں کے درمیان تقسیم کرنے پر مفاہمت پیدا کر کے اپنے مقدس جنگ کے منصوبے کے لیے برگنڈی اور اِٹلی کو حاصل کر لیا۔ تمام عیسائی عوام کو اس مقصد کے لیے اپنی آمدنیوں کا تیسواں' تمام یہودیوں کو بیسواں اور سارے مذہبی طبقہ کو دسواں حصہ دینا تھا۔ پوپ تقریباً تھک ہار کر واپس روم آیا: لیکن اس نے پاپائی بحری بیڑا تیار کرنے کے احکامات جاری کیے اور گٹھیا' کھانسی اور گردے کی پتھری کے باوجود صلیبی جنگ کی قیادت خود کرنے کا بیڑا اٹھایا۔

پھر بھی اس کی فطرت جنگ سے گریزاں تھی' اور اس نے ایک پر امن فتح کا خواب دیکھا۔ شاید عیسائی ماں کی اولاد محمد II کے عیسائیت کی جانب خفیہ رجحانات کی افواہیں سن کر ہی پائیس نے سلطان کے نام عیسائیت قبول کرنے کی پر زور دعوت بھیجی (1461ء)۔ اس نے کبھی اتنی خوش بیانی نہ دکھائی تھی'

> اگر آپ حلقہ بگوش عیسائیت ہو جائیں تو اس کرۂ ارض پر کوئی اور بادشاہ بلند اقبالی یا طاقت میں آپ کی ہمسری نہیں کر سکے گا۔ ہم آپ کو یونانیوں اور مشرق کا شہنشاہ تسلیم کریں گے: اور اس وقت جو کچھ آپ نے بزور اور غیر منصفانہ طور پر غصب کر رکھا ہے' تب قانونی طور پر آپ کا ہو جائے گا..... آہ' کیسا بھرپور امن ہو گا! آگسٹس کا عہد زریں' جس کے

قصیدے شاعروں نے گائے' واپس لوٹ آئے گا۔ اگر آپ ہمارے ساتھ مل جائیں تو سارا مشرق جلد ہی عیسائی ہو جائے گا۔ ایک شخص ساری دنیا کو امن دے سکتا ہے' اور وہ صرف آپ ہیں! [۳۷]

محمد نے کوئی جواب نہ دیا: اس کے دینی نظریات چاہے کچھ بھی ہوں لیکن وہ یہ ضرور جانتا تھا کہ مغربی فوجوں کے خلاف اس کی آخری پناہ گاہ پوپ کے وعدوں میں نہیں بلکہ اپنے لوگوں کے مذہبی جوش و خروش میں مضمر ہے۔ پائیس نے مذہبی طبقے سے عشر لینے کا زیادہ حقیقت پسندانہ اقدام کیا۔ 1462ء میں اس کی قسمت تب جاگ اٹھی جب مغربی لیشیئم کے علاقہ Tolfa میں پاپائی زمین سے پھٹکڑی کی بھاری مقدار نکل آئی: رنگ سازوں کے لیے اس نہایت قیمتی مواد کی کانکنی کے کام پر کئی ہزار آدمی لگائے گئے: جلد ہی ان کانوں سے پوپ کو ایک لاکھ فلورنز سالانہ آمدنی ہونے لگی۔ پائیس نے اس ذخیرے کی دریافت کو ایک معجزہ' ترک جنگ کے لیے خدائی امداد قرار دیا۔ [۳۸] اب پاپائی ریاستیں اٹلی میں امیر ترین حکومت تھی' جبکہ وینس دوسرے' نیپلز تیسرے نمبر پر تھے۔ اس کے بعد میلان' فلورنس' موڈینا' سینا اور مینتوآ کا نمبر تھا۔ [۳۹]

وینس نے پوپ کا مصمم شوق دیکھ کر اپنی تیاریاں تیز تر کر دیں۔ دیگر طاقتیں پیچھے ہٹ گئیں' یا پھر محض واجبی مدد کو آئیں: صلیبی جنگ کے لیے ٹیکس جمع کرنے کے خلاف تقریباً ہر کہیں احتجاج ہوا۔ فرانسسکو سفورتسا نے یہ وعدہ کر کے تنقید کو ٹھنڈا کیا کہ وینس کو اپنی کھوئی ہوئی املاک اور تجارت دوبارہ ملنے سے استحکام ملے گا۔ آٹھ سہ طبقہ بحری جہاز (triremes) دینے والے جینوآ نے ان پر قبضہ کر رکھا تھا۔ ڈیوک آف برگنڈی نے پوپ پر زور دیا کہ مناسب دن کا انتظار کر لیا جائے۔ لیکن پائیس نے اعلان کیا کہ وہ اینکونا جائے گا' وہاں نئے پاپائی اور وینسی بحری بیڑوں کا اتحاد متوقع ہے' انہیں ساتھ لے کر Ragusa جائے گا' بوسنیا کے سکندر بیگ اور ہنگری کے Matthias Corvinus کے ساتھ شامل ہوگا اور ذاتی طور پر ترکوں کے خلاف پیش قدمی کرے گا۔ تقریباً سبھی کارڈینلوں نے احتجاج کیا: انہیں بلقان میں فوج کشی کا کوئی لالچ نہ تھا: انہوں نے پوپ کو خبردار کیا کہ بوسنیا کافروں اور طاعون سے بھرا پڑا تھا۔ بہرحال علیل پوپ نے ایک

صلیبی جنگجو کی صلیب پکڑی' دوبارہ واپس آنے کی امید کے بغیر روم کو الوداع کہا اور اپنے بیڑے کے ہمراہ اینکونا روانہ ہو گیا (18 جون 1464ء)۔

جن فوجی دستوں کو آکر اس کے ساتھ شامل ہونا تھا' وہ جیسے مشرقی جادو سے اڑنچھو ہو گئے: میلان نے وعدے کے مطابق اپنے دستے نہ بھیجے: فلورنس کے بھیجے ہوئے فوجی اس قدر ناکافی اسلحہ کے ساتھ آئے کہ ان کا کوئی فائدہ نہ ہوا: اینکونا پہنچنے پر (19 جولائی) پائیس کو پتہ چلا کہ وہاں جمع ہونے والے زیادہ تر صلیبی سپاہی واپس جا چکے تھے' خوراک کی فکر اور انتظار کی تھکن نے انہیں بددل کر دیا تھا۔ وینسی بیڑا جب جہازوں سے اترا تو سپاہیوں میں طاعون کی وباء پھوٹ پڑی' اور اسی وجہ سے بارہ روز کی تاخیر ہو گئی۔ اپنی فوجوں کے غائب ہونے' وینسی دستوں کی آمد کا امکان نظر نہ آنے کے باعث شکستہ دل پائیس اینکونا میں بیمار پڑ گیا اور بستر سے جا لگا۔ آخر کار بیڑے کی جھلک نظر آئی: پوپ نے اپنے گیلی ان کی جانب روانہ کیے اور خود ایک کھڑکی تک گیا تاکہ گودی کو دیکھ سکے۔ مشترکہ بحری افواج پر نظر پڑتے ہی وہ مر گیا (14 اگست 1464ء)۔

وینس نے اپنے جہاز واپس بلا لیے' بچے کھچے فوجی منتشر ہو گئے' صلیبی جنگ کا منصوبہ ناکام رہا۔ ایک کے بعد دوسری کامیابی کا متمنی' ذہین اور ہر فن مولا کوہ پیما اعلیٰ ترین تخت تک پہنچا' اسے مہذب دانشوری اور عیسائی فیاضی کے ساتھ پرشکوہ بنایا' اور ناکامی' تضحیک اور شکست کی تلچھٹ کے گھونٹ بھرے: لیکن اس نے پیری میں ایمانداری اور بھگتی کے ذریعہ جوانی کی خطاؤں کا ازالہ کیا' اور موت کے ذریعہ اپنے ہم رتبہ افراد کو شرمسار کیا۔

V ۔ پال II: (71-1464ء)

عظیم افراد کی زندگیاں عموماً ہمیں یاد دہانی کراتی ہیں کہ کسی آدمی کا کردار اس کی موت کے بعد ہی تشکیل پا سکتا ہے۔ اگر کسی حکمران نے تواریخ نگاروں کی نازبرداری کی تو انہوں نے اسے بعد از موت تقدس دے دیا: اگر اس نے انہیں ناراض کیا تو انہوں نے اس کی لاش کو گلیوں میں گھسیٹا یا روشنائی دان کی تاریک ترین گمنامیوں میں دھکیل دیا۔ پال دوم نے پلاٹینا کے ساتھ جھگڑا کیا: پلاٹینا نے سوانح لکھی (جس کی بنیاد پر

ہی پال کے متعلق بیشتر اندازے قائم کیے جاتے ہیں) اور اسے تصنع' عیاشی اور حرص کی عفریت کے طور پر آئندہ نسلوں تک منتقل کیا۔

اس الزام میں کچھ حد تک صداقت بھی ہے' مگر بہت زیادہ ہرگز نہیں۔ سان مارکو کا کارڈینل پیاترو باربو اپنی دلکشی پر مغرور تھا' جیساکہ تمام مرد ہوتے ہیں۔ پوپ منتخب ہونے پر اس نے تجویز دی کہ (شاید مذاق میں) اسے فارموسس یعنی خوبصورت کہا جائے; اس نے قریبی دستوں سے مشورہ کر کے پال دوم کا خطاب اختیار کر لیا۔ نجی زندگی میں سادگی پسند ہونے کے باوجود وہ عظمت و جلال کا مسحور کن اثر جانتا تھا; اس نے ایک تعیشانہ دربار بنایا اور دوستوں و مہمانوں کی خاطرمدارت پر بہت خرچ کیا۔ خود کو منتخب کرنے والی مجلس میں داخل ہونے پر دوسرے کارڈینلوں کی طرح اس نے بھی حلف لیا تھا کہ پوپ منتخب ہونے کی صورت میں وہ ترکوں کے خلاف جنگ لڑے گا' ایک عمومی مجلس بلائے گا' کارڈینلوں کی تعداد چوبیس اور ان میں پاپائی رشتہ داروں کی تعداد گھٹا کر صرف ایک تک محدود کرے گا' تیس برس سے کم عمر کے کسی آدمی کو کارڈینل نہیں بنائے گا اور تمام ضروری کاموں کے سلسلہ میں کارڈینلوں سے صلاح مشورہ کرے گا۔ پال اپنے انتخاب کے بعد ان وعدوں سے مکر گیا۔ اس نے کارڈینلوں کو مطمئن کرنے کی خاطر ان کا سالانہ محصول بڑھا کر کم از کم چار ہزار فلورنز (ایک لاکھ ڈالر؟) کر دیا۔ اپنا تعلق بھی تجارتی خاندان سے ہونے کے ناطے اس نے فلورنز' ڈیوکٹس' سکوڈی اور موتیوں میں تحفظ تلاش کیے۔ وہ ایک تہرا تاج (tiara) پہنتا تھا جو اپنی قیمت میں ایک محل سے بھی زیادہ وزنی تھا۔ کارڈینل کے طور پر اس نے سناروں کو زیور' تمغے اور کیمیو بنانے میں لگائے رکھا; اس نے ان چیزوں اور کلاسیکی آرٹ کے مہنگے نمونوں کو پُر تکلف پلازو سان مارکو میں جمع کیا تھا جو اس نے کیپٹول کے پیروں میں اپنے لیے بنوایا تھا۔ (پائیس IV نے یہ وینس کو تحفہ میں دے دیا اسی لیے بعد میں اس کا نام پلازو وینیزیا ہو گیا۔ یہ فاشسٹ دور حکومت میں بینیٹو مسولینی کا سرکاری ہیڈکوارٹر تھا۔) اس تمام آسائش پسندی کے باوجود اس نے کلیسائی عہدوں کی خرید و فروخت روکی' رقم لے کر مغفرت دینا بند کیا' اور روم پر اگر رحمدلی کے ساتھ نہیں تو انصاف کے ساتھ حکومت کی۔

اسے رومن انسانیت پسندوں کے ساتھ اپنے جھگڑے کے حوالے سے بہت بُرے الفاظ میں یاد کیا جاتا ہے۔ ان میں سے کچھ انسانیت پسند پوپ کے سیکرٹری یا کارڈینل تھے؛ زیادہ تر چھوٹے چھوٹے عہدوں پر فائز تھے--- کیوریا کے لیے خلاصہ نگار یا ریکارڈ رکھنے والے۔ چاہے کفایت کی خاطر' یا پھر پائیس II کے تعینات کردہ 58 سینائیوں پر مشتمل Collegium Abbreviatorum سے جان چھڑانے کے لیے پال نے سارے گروپ کو برخاست کر کے دوسرے محکموں میں کام پر لگایا اور کوئی 70 انسانیت پسندوں کو بیروزگار یا کم تنخواہ والے عہدوں پر چھوڑ دیا۔ ان معطل شدہ انسانیت پسندوں میں سب سے زیادہ خوش بیان بارتولومیوڈی ساچی تھا جس نے کریمونا کے قریب اپنے آبائی قصبے پیاڈینا کی نسبت سے لاطینی نام پلاٹینا اختیار کیا۔ اس نے پوپ سے اپیل کی کہ معطل کردہ افراد کو دوبارہ ملازمت دے؛ پال کے انکار پر اسے ایک دھمکی آمیز خط بھیجا۔ پال نے اُسے گرفتار کروایا اور بھاری زنجیروں میں جکڑ کر چار ماہ کے لیے سانت اینجلو میں محبوس رکھا۔ کارڈینل گونزاگا نے پلاٹینا کو رہائی دلوائی۔

روم میں انسانیت پسندوں کا قائد ایولیو پومپونیو لیتو مبینہ طور پر سالرنو کے پرنس سانسیورینو کا ناجائز بیٹا تھا۔ وہ عہد شباب میں روم آیا' ویلا کا شاگرد بنا اور اس کی جگہ پر یونیورسٹی میں لاطینی کا پروفیسر بن گیا۔ وہ پاگان ادب پر اس قدر فریفتہ ہوا کہ ذہنی طور پر نکولس V یا پال II کی بجائے کیٹوس یا سیزروں کے دور میں رہنے لگا۔ وہ پہلا شخص تھا جس نے Varro اور Columella کے زراعتی کلاسکس کو ایڈیٹ کیا' اور اپنے انگوروں کے باغات میں ان کے بتائے ہوئے نسخوں پر بڑی محنت کے ساتھ عمل کیا۔ وہ باعلم غربت پر قانع رہا' اپنا آدھا وقت تاریخی آثار میں گذارا' ان کی تباہی اور زیاں پر رویا' اپنے نام کو لاطینی صورت (Pomponius Laetus) دی اور قدیم رومن لباس پہن کر کلاس روم میں آتا۔ ہر صبح اس کے لیکچر سننے کے لیے جمع ہونے والا ہجوم بمشکل ہی کسی ہال میں سما سکتا تھا؛ کچھ شاگرد تو آدھی رات کو ہی آ کر جگہ سنبھال لیتے۔ اس نے عیسائی مذہب کی تحقیر کی' اس کے مبلغین کو منافق کہہ کر مسترد کیا اور اپنے محققین کی تربیت عیسائی کی بجائے رواقی (Stoic) اخلاقیات کے مطابق کی۔ اس کا گھر رومن اشیائے قدیمہ کا عجائب خانہ اور رومن حکمت کے طلبہ اور اساتذہ کے لیے مقام ملاقات تھا۔

تقریباً 1460ء میں اس نے انہیں ایک رومن اکیڈمی میں منظم کیا جس کے ارکان نے پاگان نام اپنائے' بپتسمہ میں اپنے بچوں کے بھی ایسے ہی نام رکھے' عیسائی عقیدے کو روم کے "جوہر کامل" کی پرستش کے مذہب کے ساتھ تبدیل کیا اور روم کا سنگ بنیاد رکھنے کی سالانہ تقریب پاگان رسومات کے ساتھ منائی جس میں باضابطہ ارکان کو "*Sacerdotes*" (یعنی قدسی) اور Laetus کو *Pontifex maximus* کہا جاتا۔ کچھ پرجوش ارکان رومن جمہوریہ کی بحالی کا خواب دیکھنے لگے۔ [۶۶]

1468ء کے اوائل میں ایک شہری نے پاپائی پولیس کے سامنے ایک فرد جرم پیش کی کہ اکیڈمی نے پوپ کو معزول اور گرفتار کرنے کی سازش تیار کی ہے۔ کچھ کارڈینلوں نے الزام کی حمایت کی اور پوپ کو یقین دلایا کہ روم میں زیر گردش ایک افواہ کے مطابق وہ جلد ہی مرنے والا ہے۔ پال نے لائیٹس' پلاٹینا اور اکیڈمی کے دیگر رہنماؤں کی گرفتاری کا حکم دیا۔ پومپونیس نے عاجزانہ معافی نامے اور راسخ الاعتقادی کے اعلانیہ اعتراف لکھے؛ موزوں تسلی کے بعد اسے رہا کر دیا گیا' اس نے لیکچر دینے کا سلسلہ دوبارہ شروع کیا لیکن اس احتیاط کے ساتھ کہ اس کے جنازے (1498ء) میں چالیس بشپس نے شرکت کی۔ پلاٹینا پر تشدد کر کے سازش کا ثبوت اگلوانے کی کوشش کی گئی؛ اور کہیں بھی اس قسم کا ثبوت نہ ملا' لیکن پلاٹینا کو ایک سال تک جیل میں رکھا گیا حالانکہ اس نے معافی کی درجن بھر درخواستیں دی تھیں۔ پال نے اکیڈمی کو کفر کا گڑھ قرار دے کر اسے ختم کرنے کا فرمان جاری کیا اور روم کے سکولوں میں پاگان ادب پڑھانے پر پابندی لگا دی۔ اس کے جانشین نے اکیڈمی کو اصلاح کے بعد دوبارہ کھولنے کی اجازت دی اور نائب پلاٹینا کو ویٹیکن لائبریری کا انتظام سونپ دیا۔ وہاں پلاٹینا کو پوپس کی خوبصورت سوانحات لکھنے کا مواد مل گیا؛ اور پال II کی سوانح میں اس نے اپنا انتقام لے لیا۔ اس پر فرد جرم عائد کرنے کا زیادہ منصفانہ کام سکسٹس IV کیلئے باقی رہ گیا۔

VI۔ سکسٹس IV: (84-1471ء)

نیا پوپ منتخب کرنے کے لیے جمع ہونے والے 18 کارڈینلوں میں سے پندرہ

اطالوی' روڈریگو بورجیا ہسپانوی' d'Estouteville فرانسیسی' جبکہ بیساریون یونانی تھا۔ ایک کارڈینل نے بعد میں کارڈینل فرانسکو ڈیلا رووِیرے کے انتخاب کو "چالبازی اور رشوت ستانی" کا نتیجہ قرار دیا' [43] لیکن اس کا مطلب صرف یہی لگتا ہے کہ مختلف کارڈینلوں کو ووٹ کے بدلے میں مختلف عہدے دینے کا وعدہ کیا گیا تھا۔ نئے پوپ نے پاپائیت تک رسائی کے لیے (اطالویوں کے درمیان) قابل تعریف برابری کی مثال قائم کی۔ وہ Savona کے نزدیک Pecorile کے مقام پر ایک کسان گھرانے میں پیدا ہوا۔ بچپن میں بارہا بیمار ہونے کی وجہ سے ماں نے اس کی شفایابی کے لیے عبادت میں سینٹ فرانسس سے موسوم کر دیا۔ نو برس کی عمر میں اسے فرانسسکی خانقاہ میں بھیجا گیا' اور بعد ازاں Minorite سلسلے میں داخل ہوا۔ اس نے کچھ عرصہ ڈیلا رووِیرے خاندان میں اتالیق کے طور پر ملازمت کی اور اسی خاندان کا نام اپنا لیا۔ اس نے پادیا' بولونیا' اور پیڈوآ میں فلسفہ اور دینیات کا مطالعہ کیا اور ان کے علاوہ دوسری جگہوں پر بھی یہ علوم پڑھائے: اس کی کلاسیں اس قدر پرہجوم ہوتی تھیں کہ اگلی نسل کے تقریباً ہر باعلم اطالوی کو اس کا شاگرد بتایا جاتا ہے۔

پچپن برس کی عمر میں جب وہ سکسٹس IV بنا تو اسے ایک صاحب علم اور ایماندار دانشور کی شہرت حاصل تھی۔ تقریباً راتوں رات' پاپائی تاریخ میں ایک عجیب ترین تبدیلی کے ذریعہ' وہ ایک سیاست دان اور جنگجو بن گیا۔ ترکوں کے خلاف صلیبی جنگ لڑنے کے حوالے سے یورپ کو بہت زیادہ منقسم اور اس کی حکومتوں کو نہایت بدعنوان دیکھ کر اس نے اپنی سیکولر کوششوں کو اِٹلی تک ہی محدود رکھنے کا فیصلہ کیا۔ درحقیقت اسے وہاں بھی تقسیم در تقسیم کا سامنا ہوا۔۔۔ پاپائی ریاستوں میں مقامی حکمرانوں نے پوپ کی حاکیت کا مذاق اڑایا' لیشیئم میں اشرافیہ کی ظلم پر مبنی حکومت نے پاپائی طاقت کو نظرانداز کیا اور روم میں ایک ہجوم اس قدر بدنظمی کا شکار ہوا کہ اس نے پوپ کی تاجپوشی کی تقریب میں اس کی ڈولی پر پتھر برسائے۔ سکسٹس نے روم میں بحالی امن' پاپائی ریاستوں میں نمائندوں کے ذریعہ حکومت مضبوط بنانے اور اِٹلی کو پوپ کے زیر اختیار لانے کی تجویز پیش کی۔

افراتفری میں گھرے ہوئے' اجنبیوں سے بدگمان اور خاندانی محبت میں ڈوبے

سکسٹس نے اپنے بھتیجوں کو مالی اور اعلیٰ اختیاراتی عہدوں پر تعینات کیا۔ یہ اس کے دور کا المیہ تھا کہ انہی لوگوں نے اسے دھوکہ دیا جن سے اس نے محبت کی: انہوں نے اپنے عہدے کا اس قدر ناجائز فائدہ اٹھایا کہ سارا اِٹلی انہیں ملامت کرنے لگا۔ پسندیدہ ترین بھتیجا پیاترو (پیئر و) کچھ مسحور کن شخصیت کا مالک--- خوش باش' حاضر جواب' بااخلاق' فیاض--- لیکن عیش و عشرت اور شہوانی لذتوں کا اس قدر دلدادہ تھا کہ پوپ کی جانب سے اسے سونپی گئی امیر کلیسائی جاگیریں بھی سامان عیش کے اخراجات پورے کرنے میں ناکام ہوگئیں۔ پچیس برس کی عمر میں سکسٹس نے اسے کارڈینل بنایا (1471ء)' اور تریویزو' سینیگالیا' Spalato' فلورنس اور دیگر علاقوں کا انتظام سونپا جن کی مجموعی آمدنی 60,000 ڈیوکٹ (15 لاکھ ڈالر؟) سالانہ تھی۔ پیاترو نے سب کچھ سونے چاندی کے برتنوں' عمدہ لباس' گلکاریوں' پر تکلف مصاحبین' مہنگی عوامی کھیلوں اور مصوروں' شاعروں اور محققین کی سرپرستی پر لٹا دیا۔ پیاترو اور اس کے کزن گلیانو نے جن جشنوں کے ساتھ--- ایک چھ گھنٹے طویل دعوت سمیت--- روم میں فیرانتے کی بیٹی ایلیا نورا کا استقبال کیا وہ اپنی اسراف پسندی میں Lucullus یا نیرو کے بعد بے مثال ہیں۔ طاقت کے نشے میں بدمست پیاترو نے فلورنس' بولونیا' فیرارا' وینس اور میلان کا فیروزمندانہ دورہ کیا' ہر کہیں شاہی اعزاز حاصل کیے' اپنی محبوبہ کو بیش بہاء لباس میں پیش کیا اور اپنے چچا کی موت پر یا موت کے بعد پوپ بننے کا منصوبہ بنایا۔ لیکن روم کی جانب واپس آتے ہوئے (1474ء) وہ اپنی بے اعتدالیوں کے باعث 28 برس کی عمر میں مر گیا: اس نے دو برس میں دو لاکھ ڈیوکٹ خرچ کر ڈالے اور ساٹھ ہزار قرض بھی اٹھایا۔ [۳۳] اس کے بھائی گیرولامو کو پاپائی افواج کا سپہ سالار اور ایمولا و فورلی کا حاکم بنایا گیا: ہم اس کا ذکر کر چکے ہیں۔ ایک اور بھتیجا لیونارڈو ڈیلا روویرے روم کا پریفیکٹ بنا: اس کے مرنے پر اس کا بھائی جووانی اس عہدے پر تعینات ہوا۔ ان لاتعداد بھتیجوں میں سب سے زیادہ قابل گلیانو ڈیلا روویرے تھا' جس پر ہم آگے جولیئس II کے ضمن میں بات کریں گے۔ اس کی زندگی مناسب حد تک شائستہ تھی' اور وہ عقل اور کردار کی ہر طاقت کے ذریعے تمام مشکلات عبور کر کے پاپائیت تک پہنچا۔

پاپائی ریاستوں کو مستحکم کرنے کے لیے سکسٹس کے منصوبوں نے اِٹلی کی دیگر

حکومتوں کو پریشان کیا۔ لورینتسو ڈی میڈیچی (جیسا کہ ہم بیان کر آئے ہیں) نے ایمولا کو فلورنس کا مطیع بنانے کا منصوبہ سوچا; سکستس نے اسے مات دی' اور میڈیچی کی بجائے پازی (Pazzi) کو پاپائیت کا بنک کار بنا دیا; لورینتسو نے پازی کو تباہ کرنے اور پازی نے لورینتسو کو مارنے کی کوشش کی۔ سکستس نے سازش کو منظور تو کر لیا لیکن قتل و خونریزی پر نہ مانا; اس نے سازشیوں سے کہا' "جاؤ جو جی میں آتا ہے کرو' لیکن قتل و غارت نہ ہو۔" ؎ نتیجتاً ایک جنگ شروع ہوئی جو (80-1478ء) اِٹلی کے سر پر ترکوں کا خطرہ منڈلانے تک جاری رہی۔ یہ خطرہ گھٹنے پر سکستس پاپائی ریاستوں میں من مانیاں جاری رکھنے کے لیے آزاد ہو گیا۔ 1480ء کے اواخر میں فورلی میں آمروں کا Ordelaffi سلسلہ اختتام کو پہنچا اور لوگوں نے پوپ سے شہر سنبھالنے کو کہا; سکستس نے گیرولامو کو ایمولا اور فورلی دونوں پر حکومت کرنے کی اجازت دی۔ گیرولامو نے اگلا قدم فیرارا میں رکھنے کا مشورہ دیا' اور سکستس اور وینس پر زور دیا کہ وہ ڈیوک ایرکولے کے خلاف جنگ میں ہاتھ بٹائیں (1482ء)۔ نیپلز کے فیرانتے نے اپنے داماد کے دفاع میں دستے بھیجے; فلورنس اور مِیلان نے بھی فیرارا کی مدد کی; اور یورپی امن کے منصوبوں کے ساتھ اپنی حکومت شروع کرنے والے پوپ نے دیکھا کہ اس نے سارے اِٹلی کو جنگ کی آگ میں دھکیل دیا تھا۔ سکستس جنوب میں نیپلز' شمال میں فلورنس کے ہاتھوں زحمت اٹھا کر اور روم میں گڑبڑ کے باعث ایک سال کی افراتفری اور خونریزی کے بعد فیرارا کے ساتھ شرائط طے کرنے پر تیار ہو گیا۔ ایسا کرنے سے اہلِ وینس کے انکار پر پوپ نے انہیں دین بدر کر دیا' اور اپنے سابق حلیف کے خلاف جنگ میں فلورنس و مِیلان کے ساتھ مل گیا۔

ایک جنگ پسند پوپ کو مثال بنا کر' دارالحکومت کے امراء نے اپنی ٹھنڈے پڑ چکے جھگڑے تازہ کرنا جائز سمجھا۔ پوپ کے منتخب ہوتے ساتھ ہی کسی کارڈینل کا محل لوٹ لینا روم کی اعلیٰ روایات میں سے ایک روایت تھی۔ ایک کارڈینل ڈیلا روویرے کے محل کے ساتھ یہی سلوک کرتے ہوئے ایک جوان امیر فرانسکو ڈی سانتا کروچے della Valle خاندان کے ایک آدمی کے ہاتھوں زخمی ہو گیا; اور بدلہ لینے کے لیے اس کی ایڑی کاٹ دی; جواب میں della Valle کے رشتہ داروں نے فرانسکو کا سر پھاڑ دیا;

پروسپیرو ڈی سانتا کروچے نے پیئر و ماریانی کو قتل کر کے انتقام کی آگ ٹھنڈی کی۔ سارے شہر میں فساد پھیل گیا' اور سینی اور پاپائی قوتیں سانتا کروچے کی طرفدار تھیں' جبکہ کولونا Valle کے محافظ بن گئے۔ لورینتسو اوڈونے کولونا قید ہوا' ماخوذ ہوا' تشدد کے باعث اقبال جرم کیا اور سانت انجلو میں موت کے گھاٹ اتار اگیا' تاہم اس کے بھائی نے لورینتسو کو بچانے کی امید میں کولونا کے دو مورچے سکستس کے حوالے کر دیئے۔ پروسپیرو کولونا پوپ کے خلاف جنگ میں شامل ہوا' کامپانیا کو لوٹا ور روم پر دھاوا بولا۔ سکستس نے رمنی کے رابرٹو مالاتیستا کو پیسے دے کر کہا کہ وہ آئے اور پاپائی فوج کی قیادت سنبھالے; رابرٹو نے کامپو مورٹو کے مقام پر نیپلی اور کولونائی فوجوں کو شکست دی' فتح مند ہو کر روم لوٹا اور کامپانیا کی دلدلوں میں لگنے والے بخار کے باعث مر گیا۔ گیرولا موریارو نے اس کی جگہ سنبھالی' اور سکستس نے اس توپ خانے کو سرکاری سطح پر رحمت بخشی جو اس کا بھتیجا کولونا کے قلعوں کے مقابلے پر لے کر گیا تھا۔ اگرچہ پوپ کی روح ابھی جنگ کی متمنی تھی' مگر پے در پے بحرانوں کے باعث اس کا جسم جواب دے گیا۔ جون 1484ء میں وہ بھی بخار میں مبتلا ہوا۔ 11 اگست کو اسے خبر ملی کہ اس کے حلیفوں نے وینس کے ساتھ امن قائم کر لیا تھا; اس نے معاہدۂ امن کی توثیق سے انکار کر دیا۔ اگلے ہی دن اس نے اپنی آخری سانسیں لیں۔

سکستس متعدد حوالوں سے اسی طرح جولیئس II کا نقیب تھا جیسے گیرولا موریارو سیزر بورجیا کا۔ اس درشت مزاج شاہی پادری کو جنگ' آرٹ اور طاقت سے محبت تھی' سکستس نے کسی جھجک یا ظاہرداری کے بغیر اپنے مقاصد کے حصول کی کوشش جاری رکھی' لیکن وہ آخر تک زبردست توانائی اور غیر مضطرب ہمت کا مظاہرہ کرتا رہا۔ بعد کے جنگجو پوپس کی طرح اس نے بھی ایسے دشمن بنا لیے جنھوں نے اس کا نام بدنام کر کے اسے کمزور کرنے کی کوشش کی۔ پیاترو اور گیرولا موریارو کے لیے اس کی فراخدلانہ سرپرستی کے حوالے سے یہ سرگوشیاں سنائی دیتی ہیں کہ وہ اس کے بیٹے تھے; کچھ دیگر' مثلاً انفیسورا نے انہیں اس کے عاشق کہا' اور پوپ کو "لونڈے باز" قرار دینے سے بھی نہ ہچکچائے۔ (ستیفانو انفیسورا نے خاندانی ریکارڈز اور ذاتی مشاہدے کی بناء پر پندرھویں صدی کے روم کی تاریخ

"Diario dell citta di Roma" مرتب کی۔ وہ ایک پرجوش جمہوریہ پسند تھا جو پوپس کو جابر حاکموں کے طور پر دیکھتا تھا؛ وہ کولونا کا بھی حمایتی تھا؛ پوپس کی عیاری کے متعلق اس کی بتائی ہوئی کہانیوں پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا' [۱۵۶] کیونکہ کوئی اور حوالہ ان کی تصدیق نہیں کرتا' مصنف)۔ ان ناقابل یقین اور ناقابل توثیق الزامات کی عدم موجودگی میں تصویر بہت مبہم نظر آتی ہے۔ سکسٹس نے پال II کا چھوڑا ہوا بھرپور خزانہ اپنے بھتیجوں پر لٹانے کے بعد کلیسیائی عہدے سب سے اونچی بولی دینے والے کو فروخت کر کے جنگوں کے اخراجات پورے کیے۔ ایک بَیری وِینِسی سفارتکار نے اس کا یہ قول نقل کیا ہے' "کسی پوپ کو اپنی خواہش کردہ رقم حاصل کرنے کے لیے صرف پین اور روشنائی کی ضرورت ہے:" [۱۵۷] لیکن یہ بات بیشتر جدید حکومتوں پر بھی صادق آتی ہے جن کے سودی عہدنامے کافی حوالوں سے پوپس کے تنخواہ دار خطوط سے مطابقت رکھتے ہیں۔ تاہم' سکسٹس اسی حکمت پر قانع نہیں تھا۔ اس نے ساری پاپائی ریاستوں میں غلے کی فروخت پر اجارہ داری رکھی؛ وہ بہترین حصہ باہر اور بچا کچھا اپنے لوگوں کو بھاری منافع پر فروخت کرتا تھا۔ [۱۵۸] اس نے یہ ترکیب اپنے عہد کے حکمرانوں مثلاً نیپلز کے فیرانتے سے سیکھی تھی؛ غالباً وہ کسی نجی اجارہ دار سے زیادہ قیمت نہیں لیتا تھا' کیونکہ یہ معاشیات کا غیر تحریری قانون ہے کہ کسی شئے کی قیمت کا انحصار خریدار کی سادہ لوحی پر ہے؛ لیکن غریب اس خیال پر شکوہ کناں ہوئے کہ ان کی بھوک ریاریوز کی تعیشات کا سامان فراہم کرتی ہے۔ محصولات جمع کرنے کے لیے ان اور دیگر طریقوں کے باوجود سکسٹس کے قرضے ڈیڑھ لاکھ ڈیوکٹ (37 لاکھ 50 ہزار ڈالر؟) تک تھے۔

اس آمدنی کا کافی بڑا حصہ آرٹ اور امور عامہ پر خرچ ہوتا تھا۔ اس نے ناکامیاب طور پر کوشش کی کہ Foligno کے گرد و نواح میں وباء خیز دلدلیں صاف کروا دے۔ اس نے روم کی مرکزی گلیاں سیدھی' کشادہ' اور پختہ کروائیں: اس نے آب رسانی کا نظام بہتر بنایا؛ پل' دیواریں' دروازے اور مینار دوبارہ بنوائے؛ دریائے ٹائبر پر پونتے سِستو بنوایا؛ ایک نئی ویٹیکن لائبریری اور اس کے اوپر سِسٹائن گرجا خانہ تعمیر کروایا؛ سِسٹائن سماع خانہ کی بنیاد رکھی اور سانتو سپیریٹو کا تباہ شدہ ہسپتال نئے سرے سے بنوایا جس کے

365 فٹ طویل مین وارڈ میں ایک ہزار مریضوں کی گنجائش تھی۔ اس نے یونیورسٹی آف روم کو دوبارہ منظم کیا اور پال II کا قائم کردہ کیپٹولائن میوزیم عوام کے لیے کھولا: یہ یورپ کا پہلا پبلک میوزیم تھا۔ اس کے عہد اُسقفی میں' اور زیادہ تر باشیو پونٹیلی کی زیرنگرانی' سانتا ماریا ڈیلا پیس اور سانتا ماریا ڈیل پوپولو کے کلیساء تعمیر اور بہت سے دوسرے مرمت ہوئے۔ مینو دا فیاسولے اور آندریا برینیو (Bregno) نے سانتا ماریا ڈیل پوپولو میں کارڈینل کرسٹوفرو ڈیلا رووریرے کے لیے ایک شاندار مقبرہ تراشا (اندازاً 1477ء)؛ اور ایراکوئیلی پنتوریکیو نے سانتا ماریا میں سینا کے سان برنارڈینو کے کیریئر کی تصویر کشی کی' جو روم کی اعلیٰ ترین دیواری تصاویر میں شمار ہوتی ہیں (اندازاً 1484ء)۔

جووانیو دی ڈولچی سے سادگی کے ساتھ اور کسی نمود و نمائش کے بغیر' سِستائن گرجا خانہ پوپس اور اعلیٰ کلیسائی عہدیداروں کی نیم نجی عبادت کیلئے ڈیزائن کیا تھا۔ مینو دا فیاسولے نے اسے ایک ماربل قربان گاہ (Sanctuary)' جنوبی دیوار پر موسیٰؑ کی زندگی پر مشتمل وسیع و عریض تصاویر اور شمالی دیوار پر مسیحؑ کی زندگی کے مناظر بنائے۔ ان تصاویر کیلئے سکسٹس نے اس دور کے عظیم ترین مصوروں کو روم بلوایا: پیروجینو' سِگنوریلی' پنتوریکیو' ڈومینیکو اور بینیڈیٹو گیرلانڈایو' بوٹی چیلی' کوسیمو روسیلی اور پیَرو ڈی کوسیمو۔ سکسٹس نے وہاں ان افراد کی مصور کردہ پندرہ تصاویر میں سے بہترین کو ایک اضافی انعام دیا۔ روسیلی نے ڈیزائن میں اپنی کمتری کے باعث رنگوں میں ہی ساری مہارت استعمال کی: اس کے ساتھی آرٹسٹ لاجوردی اور سنہری رنگ کے مسرفانہ استعمال پر ہنسے: لیکن سکسٹس نے اسے انعام دے دیا۔

جنگجو پوپ دیگر مصوروں کو بھی روم لایا اور انہیں سینٹ لیوک کی زیر سرپرستی ایک انجمن میں منظم کیا۔ سکسٹس کے لیے ہی میلوتسو دا فورلی نے اپنا بہترین فن پارہ بنایا۔ وہ پیَرو ڈیلا فرانسکا کے پاس پڑھنے کے بعد تقریباً 1472ء میں روم آیا' سانتی اپوسٹولی کے کلیساء میں "رفع عیسیٰ" کی ایک دیواری تصویر بنائی جس نے وازاری کا شوق اُبھارا: جب کلیساء کی تعمیر نو ہوئی (1702ء کے بعد) تو اس تصویر کے چند ایک حصے ہی باقی بچ سکے۔ "فرشتہ" اور "بشارت مسیح کی کنواری" (Uffizi گیلری) پر جلال اور

خوبصورت ہیں; لیکن ویٹیکن میں "Angel musicanti" ان سے بھی زیادہ جاذب نظر ہے۔ ویٹیکن لائبریری میں دیواری تصویر میلو تسو کا شاہکار تھی جسے بعد ازاں کینوس پر منتقل کیا گیا۔ لائبریری کے مزئین ستونوں اور چھت کے برخلاف چھ شبیہیں بہت واضح طور پر بنائی گئی ہیں: سکسٹس نشست پر براجمان ہے' شاہانہ انداز میں; اس کے دائیں جانب دلکش پیا ترو ریاریو ہے; سامنے لمبا تڑنگا اور سانولا گلیانو ڈیلا روویرے کھڑا ہے; جبکہ اونچے ابروؤں والا پلاٹینا اس کے سامنے جھک کر لائبریرین کا عہدہ وصول کر رہا ہے; اور اس کے پیچھے جووانی ڈیلا روویرے اور کاؤنٹ گیرولا مو ہیں; یہ ایک واقعات سے بھرپور عہد اُسقفی کی جاندار تصویر ہے۔

1475ء میں ویٹیکن لائبریری لاطینی اور یونانی کی 2527 جلدوں پر مشتمل تھی; سکسٹس نے 1100 کا اضافہ کیا اور پہلی مرتبہ انہیں عوام کے لیے قابل رسائی بنایا۔ اس نے انسانیت پسندوں کی حمایت تو کی لیکن انہیں ادائیگی نہایت بے قاعدگی سے کی۔ اس نے فیلیفو کو روم بلوایا اور یہ قلم کا جنگجو بڑے جوش و جذبے سے پوپ کی تعریف و توصیف کرتا رہا حتیٰ کہ اس کی 600 فلورنز (15 ہزار ڈالر) کی سالانہ تنخواہ کی ادائیگی میں تاخیر ہوگئی۔ Joannes Argyropoulos کو فلورنس سے روم بلوایا گیا جہاں کارڈینلوں' بشپوں اور غیر ملکی طلبہ مثلاً Reuchlin نے اس کے لیکچر سنے۔ سکسٹس جرمن سائنس دان جوہان میولر--- Regiomontanus --- کو بھی روم لایا اور اسے جولیئن کیلنڈر کی تصحیح کا کام سونپا; لیکن ایک سال بعد ہی وہ مر گیا (1476ء) اور کیلنڈر کی اصلاح کے لیے مزید ایک سو سال تک (1582ء) انتظار کرنا پڑا۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ ایک فرانسکی راہب اور فلسفہ و دینیات کا پروفیسر نشاۃ ثانیہ کا وہ پہلا پوپ بن گیا جس کی سب سے بڑی دلچسپی پاپائیت کو اِٹلی میں ایک مضبوط سیاسی قوت کے طور پر قائم کرنا تھا۔ شاید فیرارا کا معاملہ چھوڑ کر (جس کے قابل حکمران ایمانداری سے اپنے جاگیردارانہ واجبات ادا کرتے تھے) سکسٹس نے بالکل جائز طور پر پاپائی ریاستوں کو پاپائی بنانے کی کوشش کی اور وہ روم اور گردونواح کو پوپس کے لیے محفوظ بنانے میں بھی حق بجانب تھا۔ ان مقاصد کی خاطر جنگ کو استعمال کرنے پر تاریخ اسے معاف کر سکتی ہے' جیسے جولیئس II کو کر دیا تھا; یہ تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ اس کی

سفارتکاری بھی دیگر ریاستوں والے ہی غیر اخلاقی اصولوں پر مبنی تھی; لیکن یہ ایک پوپ کو قاتلوں کے ساتھ سازباز کرتے ہوئے دیکھنے یا سارے زمانے کو ہلا کر رکھ دینے والی جنگ پر خوش نظر نہیں آتی; کامپو مورٹو میں ایک ہزار آدمیوں کی موت نشاۃ ثانیہ کے اِٹلی میں اب تک لڑی گئی کسی بھی جنگ میں ہونے والے جانی نقصان سے بڑا نقصان تھا۔ ظالمانہ اقرباء پروری اور کلیسیائی عہدوں کی بے شرم خرید و فروخت اور اس کے رشتہ داروں کی غیر مہذب اوباشیوں نے رومن دربار کی اخلاقیات کو مزید پستیوں سے دوچار کر دیا; ان اور دیگر طریقوں سے سکسٹس IV نے الیگزینڈر VI کے لیے راہ ہموار کی اور اِٹلی کے اخلاقی انتشار میں حصہ ڈالا۔ سکسٹس ہی نے Torquemada کو ہسپانوی عدالت احتساب کا سربراہ بنایا; رومن ہجوگوئی کے زہریلے پن اور بیباکی سے مشتعل ہو کر محتسبوں کو اختیار دیا کہ وہ روم میں کسی بھی ایسی کتاب کی اشاعت پر پابندی لگا دیں جو انہیں پسند نہیں۔ اپنی موت پر اس نے بہت سی ناکامیوں کا اعتراف کیا ہو گا--- لورینتسو ‘نیپلز اور فیرارا کے مقابلے میں--- اور ابھی کولونا مطیع نہیں ہوئے تھے۔ اس نے تین نمایاں کامیابیاں حاصل کیں: اس نے روم کو ایک دیدہ زیب اور صحت مند شہر بنایا‘ اسے روح پرور آرٹ کے جھونکے دیئے‘ اور یورپ کی طاقتور ترین بادشاہتوں کے درمیان پاپائیت کو اس کا کھویا ہوا مقام واپس دلایا۔

VII ۔ اِنوسینٹ VIII :92-1484ء

سکسٹس کی موت کے بعد روم پر چھا جانے والی بدنظمی اور انتشار نے اس کی ناکامی پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔ مشتعل ہجوم نے پاپائی اناج کوٹھیوں کو لوٹا‘ اہل جینوآ کے بنکوں میں نقب لگائی‘ گیرولامو ریارو کے محل پر ہلہ بولا۔ ویٹیکن کے ملازمین نے وہاں کا فرنیچر اٹھا لیا۔ اورسینی کے مخالف دھڑوں نے خود کو مسلح کیا; رکاوٹیں اٹھا کر گلیاں پھینک دی گئیں; گیرولامو کو کولونا کے خلاف مہم ختم کر کے اپنی فوجیں شہر میں واپس لانے پر مجبور کیا گیا; کولونا نے ان کے بہت سے قلعوں پر قبضہ کر لیا۔ ویٹیکن میں کارڈینلوں کا ہنگامی اجلاس ہوا‘ اور کارڈینل بورجیا اور کارڈینل گلیانو ڈیلا رووریے کے درمیان معاہدے اور رشوتوں وغیرہ نے جینوآ کے جووانی باتستا چیبو کا بطور پوپ

انتخاب یقینی بنایا جس نے انوسینٹ VIII کا نام اپنایا۔

وہ 52 برس کا تھا؛ دراز قامت اور دلکش' سستی کی حد تک نرم دل اور پرامن؛ معتدل ذہانت اور تجربے کا حامل؛ ایک ہمعصر نے اسے "مکمل طور پر جاہل نہیں" [۵۹] بیان کیا۔ اس کا کم از کم ایک بیٹا اور ایک بیٹی تھی' شاید اور اولاد بھی ہو؛[۶۰] اس نے بچوں سے محبت کی اور منصب اختیار کرنے کے بعد بدیہی طور پر مجرد زندگی اختیار کر لی۔ اگرچہ کچھ رومن شاعروں نے اس کے بچوں پر ہجویہ نظمیں لکھیں' لیکن چند ایک ہی نے پوپ کے خلاف یہ کہا کہ وہ اپنی جوانی میں بہت زرخیز ہوا کرتا تھا۔ لیکن جب اس نے اپنے بچوں اور پوتوں کی شادیاں ویٹیکن میں منائیں تو انہوں نے اپنے ابرو اٹھائے۔

درحقیقت انوسینٹ دادا اور نانا بنے' گھریلو محبت اور راحت سے لطف اٹھانے پر ہی قانع تھا۔ اس نے ہیروڈوٹس کا ایک ترجمہ اپنے نام انتساب کرنے پر پولیشان کو 200 ڈیوکٹ دیئے' لیکن باقی انسانیت پسندوں کے معاملے میں پریشان خیال رہا۔ اس نے روم کی مرمت اور تزئین کا کام جاری رکھا۔ اس نے انتونیو پولیولو(Polloiuolo) کو ویٹیکن باغات میں Villa Belvedere تعمیر کرنے اور ملحقہ گرجا خانے میں دیواری تصاویر بنانے کے کام پر لگایا؛ لیکن ادب و فن کی سرپرستی کا زیادہ تر کام امراء اور کارڈینلوں پر چھوڑ دیا۔ اس نے خارجہ پالیسی بنانے کا فریضہ پہلے کارڈینل ڈیلا روویرے اور پھر لورینتسو ڈی میڈیچی کے سپرد کیا۔ طاقتور بنک کار نے اپنی بیش قیمت جہیز والی بیٹی کا ہاتھ پوپ کے بیٹے Franceschetto Cibo کے لیے پیش کیا؛ انوسینٹ رضامند تھا اور فلورنس کے ساتھ ایک حلف نامے پر دستخط کر دیئے (1487ء)؛ اس کے بعد تجربہ کار اور امن پسند فلورنسی کو ہی پاپائی پالیسی بنانے کا کام سونپ دیا۔ اِٹلی پانچ سال تک پُرامن رہا۔

انوسینٹ کا دور تاریخ کے ایک انوکھے ترین طربیہ کھیل سے محظوظ ہوا۔ محمد II کی وفات کے بعد (1481ء) اس کے بیٹوں بایزید II اور Djem نے عثمانی تخت کے لیے خانہ جنگی چھیڑ دی۔ Djem نے بروسا میں شکست کھائی اور جان بچانے کی خاطر روڈز میں سینٹ جان کے جنگجوؤں کے آگے ہتھیار پھینک دیئے (1482ء)۔ ان کے استاد اعلیٰ

Pierre d'Aubusson نے اسے بایزید کے خلاف دھمکی کے طور پر اپنے قابو میں رکھا۔ سلطان نے بظاہر Djem کی دیکھ بھال کے لیے جنگجوؤں کو سالانہ 45,000 ڈیوکٹ ادا کرنے پر رضامندی ظاہر کردی' لیکن اصل میں یہ رقم انہیں اس بات پر مائل کرنے کی کوشش تھی کہ Djem کو ترک سلطنت کا مدعی اور صلیبی جنگ میں ایک مفید حلیف نہ بنائیں۔ d'Aubusson نے اس قسم کے منافع بخش قیدی کو بہتر حفاظتی انتظامات میں رکھنے کے لیے جنگجوؤں کی زیر حفاظت فرانس بھجوا دیا۔ مصر کے سلطان' سپین کے فرڈی نینڈ اور اِزابیلا' ہنگری کے Matthias Corvinus' نیپلز کے فیرانتے اور خود انوسینٹ نے Djem کو اپنے پاس رکھنے کے لیے d'Aubusson کو بڑی بڑی پیشکشیں کیں۔ پوپ کامیاب رہا کیونکہ اس نے گرینڈ ماسٹر کے لیے ڈیوکٹ کے علاوہ ایک سرخ کلاہ کا بھی وعدہ کیا تھا اور برٹانی کی اینے کا ہاتھ اور علاقہ حاصل کرنے میں فرانس کے چارلس VIII کی مدد کی تھی۔ چنانچہ 13 مارچ 1489ء کو "عظیم ترک" (Djem کا موجودہ لقب) شاہانہ لباس میں روم کی گلیوں سے گزرتا ہوا ویٹیکن آیا اور شاہانہ و تعیشانہ قید حاصل کی۔ بایزید نے پوپ کے قابل احترام ارادوں کا یقین کرنے کی خاطر اسے Djem کی دیکھ بھال کے لیے تین سال کی تنخواہ بھجوا دی؛ اور 1492ء میں انوسینٹ کو اس نیزے کی نوک بھیجی جس کے ساتھ (اسے یقین تھا) عیسیٰ کا پہلو چھید کر دیکھا گیا تھا۔ کچھ کارڈینل متشکک تھے' لیکن پوپ نے یہ متبرک شے اینگ کونا سے روم لانے کا انتظام کیا۔ جب یہ پورتا ڈیل پوپولو پہنچی تو ایک زبردست تقریب میں اسے وصول کیا گیا۔ کارڈینل بورجیا نے اسے لوگوں کے سامنے اونچا اٹھایا اور پھر اپنی محبوبہ کے پاس واپس چلا گیا۔

کلیسیاء کے لیے امداد میں سلطان کی شراکت کے باوجود انوسینٹ کو گذارہ کرنا مشکل نظر آیا۔ اس نے بھی سکسٹس IV اور یورپ کے بیشتر حکمرانوں کی طرح عہدیداروں کی تعیناتی کا معاوضہ وصول کر کے اپنی تجوریوں کو بھرا؛ اور یہ کام منافع بخش ثابت ہونے پر مزید عہدے پیدا کیے۔ پاپائی سیکریٹریوں کی تعداد بڑھا کر 26 کرنے سے اسے 62,400 ڈیوکٹ حاصل ہوئے؛ اس نے *Plumb atores* کی تعداد 52 کر دی اور ہر نامزد کردہ فرد سے 2,500 ڈیوکٹ لیے۔ اس قسم کی کارروائیاں اینیویٹی

انشورنس بیچنے سے زیادہ بری نہ ہوتیں' بشرطیکہ ادائیگی کرنے والے افراد اپنی رقم پوری کرنے کے ہتھکنڈے استعمال نہ کرتے۔ مثلاً دو پاپائی سیکرٹریوں نے اعتراف کیا کہ انہوں نے دو سال کے دوران 50 سے زائد جعلی پاپائی فرمان جاری کیے؛ غضبناک پوپ نے ان دونوں کو حدود سے تجاوز کرنے کے جرم میں پھانسی دی اور پھر آگ میں جلایا (1489ء)۔ [52] روم میں ہر چیز' عدالتی بخشش سے لے کر خود پاپائیت تک' قابل فروخت لگتی تھی۔ [53] غیر معتبر انفیسورا ایک آدمی کے متعلق بتاتا ہے جس نے اپنی دو بیٹیوں کے ساتھ زنا کرنے کے بعد انہیں قتل کر دیا' مگر 800 ڈیوکٹ ادا کر کے بری ہو گیا۔ [54] جب کارڈینل بورجیا نے انصاف نہ ہونے کی وجہ پوچھی تو مشہور ہے کہ اسے مندرجہ ذیل مشہور جواب ملا: "خدا کسی گنہگار کی موت کا خواہشمند نہیں' بلکہ چاہتا ہے کہ وہ ادائیگی کرے اور زندہ رہے۔" [55] پوپ کا بیٹا Franceschetto Cibo پرلے درجے کا بدمعاش تھا: اس نے "شیطانی مقاصد کی خاطر" لوگوں کے گھروں میں راہ ڈھونڈی؛ اس نے خیال کیا کہ روم کی کلیسیائی عدالتوں میں نافذ ہونے والے جرمانوں کا ایک بڑا حصہ اسے بھی ملنا چاہیے' اور اس نے اپنی دولت جوا بازی میں اُڑا دی۔ ایک رات وہ کارڈینل رافیلے کے آگے 14,000 ڈیوکٹ (3 لاکھ 50 ہزار ڈالر) ہارا؛ اس نے پوپ سے شکایت کی کہ اسے دھوکہ دیا گیا ہے' اور انوسینٹ نے رقم واپس نکلوانے کی کوشش کی؛ لیکن کارڈینل نے موقف اختیار کیا کہ وہ ساری رقم اپنے زیرِ تعمیر Palazzo della Concelleria پر خرچ کر چکا ہے۔ [56]

پاپائیت کو سیکولر بنانے کے عمل نے--- سیاست' جنگ اور مالیات میں مداخلت کے ذریعہ--- کارڈینلوں کے کالج (مدرسہ) کو ایسے افراد سے بھر دیا جو اپنی انتظامی قابلیت' سیاسی اثر و رسوخ یا عہدوں کے لیے ادائیگی کرنے کی استعداد کے باعث نمایاں تھے۔ انوسینٹ نے کالج کے ارکان کی تعداد 24 تک ہی رکھنے کے وعدہ کے باوجود آٹھ افراد کا اضافہ کر دیا جن میں سے زیادہ تر اس وقار کے لیے موزوں نہ تھے؛ اسی طرح لورینتسو کے ساتھ سودے میں تیرہ سالہ جووانی ڈی میڈیچی کو بھی کارڈینل بنانا شامل تھا۔ متعدد کارڈینل اعلیٰ تعلیم یافتہ' اور ادب' موسیقی' ڈرامہ' اور آرٹ کے فراخدل سرپرست تھے۔ چند ایک کی طبیعت راہبانہ تھی۔ کئی ایک نے صرف کمتر عہدے ہی

اختیار کیے اور ابھی تک پادری بھی نہیں بنے تھے۔ بہت سے صاف طور پر سیکولر تھے: ان کے سیاسی' سفارتی اور مالی فرائض متقاضی تھے کہ وہ دنیاداری کریں' علم اور لطافت کی سطح پر اطالوی یا آلپس پار حکومتوں کے اپنے ہی جیسے حکام سے بات کرنے کے قابل ہوں۔ کچھ ایک نے رومن شرفاء کی نقل کی: انہوں نے خود کو امراء' رومن ہجوم اور دیگر کارڈینلوں سے محفوظ رکھنے کے لیے اپنے محلات کو فصیل بند کیا اور مسلح افراد رکھے۔ [۵۷] (جون 1486ء کی مجلس مشاورت میں کارڈینل بورجیا نے کارڈینل بالیو کو نشے میں مدہوش کہہ کر ذلیل کیا: جواب میں بالیو نے مستقبل کے الیگزینڈر VI کو "فاحشہ کا بیٹا" کہا۔ [۵۷a]) عظیم کیتھولک مورخ پاستور نے ان کے سیکولر وظائف کے حوالے سے ان پر شاید زیادہ ہی سختی کی:

> انوسینٹ VIII کے دور میں کارڈینلوں کے کالج کے بارے میں لورینتسو ڈی میڈیچی کا رویہ بدقسمتی سے کافی با بنیاد تھا..... دنیادار کارڈینلوں میں سے اسکانیو سفورتسا' ریاریو' اورسینی' Sclafenatus' ژاں دی لابالیو' گلیانو ڈیلا رووریرے' ساویلی اور روڈریگو بورجیا سب سے زیادہ نمایاں تھے۔ یہ سبھی اس رشوت ستانی کا شکار تھے جو نشاۃ ثانیہ کے عہد میں اِٹلی کے بالائی طبقات میں غالب تھی۔ کسی اعلیٰ ترقی یافتہ تہذیب کی تمام تعیشات سے بھرپور شاندار محلات میں یہ کارڈینل سیکولر شہزادوں جیسی زندگی گزارتے تھے' اور یوں لگتا تھا جیسے وہ اپنے کلیسائی لباس کو محض شان امتیاز ہی خیال کرتے ہوں۔ وہ شکار کرتے' جوا کھیلتے' پر تکلف دعوتیں دیتے' کارنوال کی تمام مسرتوں میں شریک ہوتے اور اخلاقیات میں ہر ممکن حد تک چھوٹ لیتے۔ بالخصوص روڈریگو بورجیا کے معاملے میں ایسا ہی تھا۔ [۵۸]

اوپری سطح کی بدنظمی نے روم کے اخلاقی انتشار کو منعکس کیا اور بڑھایا۔ تشدد' چوری' زنا' رشوت خوری' بدعنوانی' انتقام روزمرہ کا معمول تھا۔ ہر صبح گلیوں کوچوں میں رات کو قتل ہونے والوں کے چہروں پر روشنی ڈالتی۔ زائرین اور سفیر عیسائی سلطنت کے دارالحکومت کی طرف آ رہے ہوتے تو ان کی راہ ماری جاتی اور کبھی کبھی

برہنہ کر کے چھوڑ دیا جاتا۔ ؁۵۹ گلیوں یا گھروں میں عورتوں پر حملے کیے جاتے۔ "حقیقی صلیب" کا چاندی کے ڈبے میں بند ایک ٹکڑا Trastevere میں سانتا ماریا کی سیکرسٹی سے چرا لیا گیا؛ بعد میں صرف لکڑی ایک باغ میں پڑی مل گئی۔ ؁۶۰ اس قسم کی مذہبی تشکیکیت عام تھی۔ 500 سے زائد رومن خاندانوں پر تکفیرِ دین کا الزام لگایا' لیکن انہیں جرمانہ لے کر چھوڑ دیا گیا؛ شاید روم کی کرائے کے سپاہیوں پر مشتمل پاپائی عدالت (Curia) سپین کو لوٹنے میں مصروف کرائے کے قاتلوں اور قاتلانہ محتسبوں سے قابلِ ترجیح تھی۔ پادریوں کو اپنے شبہات دامن گیر تھے؛ ایک پر الزام لگا کہ اس نے عشائے ربانی کی دعا میں اپنے الفاظ شامل کر دیئے تھے: "اے بیوقوف عیسائیو' جو خوراک اور مشروب کو خدا سمجھ کر ان کی پرستش کرتے ہو!" ؁۶۱ انوسینٹ کا دور اپنے اختتام کے قریب پہنچا تو نبی نمودار ہوئے جنھوں نے قیامت کا اعلان کیا؛ اور فلورنس میں ساوونارولا کی صدا اس عہد کو دجال بیان کر رہی تھی۔

ایک روزنامچہ نگار کہتا ہے' "20 ستمبر 1492ء کو شہر روم میں زبردست بلوہ ہوا' اور تاجروں نے اپنی دکانیں بند کر دیں۔ لوگ جلدی جلدی اپنے کھیتوں اور انگورستانوں سے گھر کی طرف بھاگے' کیونکہ پوپ انوسینٹ VIII کی موت کا اعلان ہو گیا تھا۔" ؁۶۲ اس کی موت کے وقت کے متعلق عجب و غریب کہانیاں سنائی گئیں: کارڈینلوں نے Djem کو خصوصی حفاظت میں رکھ دیا کہ کہیں Franceschetto Cibo اسے ماخوذ نہ کر لے؛ کارڈینل بورجیا اور کارڈینل ڈیلا رووریے بسترِ مرگ کے پاس ہی دست و گریباں ہو گئے؛ اور غیر مستند انفیسورا ہمارے پاس اس رپورٹ کی قدیم ترین سند ہے کہ موت گرفتہ پوپ کی زندگی بچانے کے لیے تین لڑکے خون دیتے ہوئے مر گئے۔ ؁۶۳ انوسینٹ نے اپنے رشتہ داروں کے لیے ترکہ میں 48,000 ڈیوکٹ (6 لاکھ ڈالر؟) چھوڑے اور گذر گیا۔ اسے سینٹ پیٹرز میں دفنایا گیا' اور انٹونیو پولیولو نے ایک شاندار مقبرے سے اس کے گناہوں کو ڈھانپا۔

سولھواں باب

بورجیا حکمران

(1492ء — 1503ء)

I- کارڈینل بورجیا

نشاۃ ثانیہ کا سب سے زیادہ باعث دلچسپی پوپ ژاتیوا (Xantiva)' سپین میں یکم جنوری 1431ء کو پیدا ہوا۔ اس کے والدین آپس میں کزن اور کچھ حد تک باوقار خاندان بورجیا سے تعلق رکھتے تھے۔ روڈریگو نے ژاتیوا' ویلنشیا اور بولونیا میں تعلیم پائی۔ جب اس کا چچا کارڈینل اور پھر پوپ کالکسٹس III بنا تو نوجوان روڈریگو کے لیے کلیسیائی کیریئر میں آگے بڑھنے کی سیدھی راہ کھل گئی۔ اِٹلی منتقل ہو کر اس نے اپنا نام بورجیا رکھ لیا' پچیس برس کی عمر میں کارڈینل بنا اور ایک سال بعد وائس چانسلر--- ساری کیوریا کا سربراہ--- کا فائدہ بخش عہدہ حاصل کیا۔ اس نے اپنے فرائض مستعدی سے نبھائے' بطور منتظم شہرت حاصل کی' پرہیزگار زندگی اختیار کی اور بہت سے مرد اور عورتیں دوست بنائیں۔ تاہم ابھی تک وہ پادری نہیں بنا تھا--- ابھی اسے دس سال مزید انتظار کرنا تھا۔

وہ اپنی جوانی میں اس قدر خوبصورت' اپنے انداز و اطوار کی نفاست' خوش مزاجی اور شہوانی کشش' خوش بیانی اور حاضر جوابی میں اس قدر پُرکشش تھا کہ عورتیں اسے دور نہ رکھ پاتیں۔ پندرھویں صدی کے اِٹلی کی سہولت پسند اخلاقیات میں پرورش پاکر

اور بہت سے مذہبی افراد' بہت سے پادریوں کو عورتوں سے لطف اندوز ہوتے دیکھ کر اس نوجوان لوتھاریو (Lothario)' نے ان تمام تحائف سے لطف اٹھانے کا فیصلہ کیا جو خدا نے انہیں نوازے تھے۔ "ایک ناشائستہ اور شہوت انگیز رقص" دیکھنے پر پائیس II نے اسے برا بھلا کہا (1460ء)' لیکن پوپ نے روڈریگو کی معافی قبول کر لی اور اسے بدستور وائس چانسلر اور معتبر معاون کے عہدے پر برقرار رکھا۔[1] اسی برس روڈریگو کا پہلا بیٹا پیڈرو لیوئس اور شاید بیٹی گیرولاما بھی پیدا ہوئی جس کا بیاہ 1482ء میں ہوا۔[2] ان کی ماؤں کا علم نہیں۔ پیڈرو 1488ء تک سپین میں زندہ رہا' اسی سال روم آیا اور جلد ہی مر گیا۔ 1464ء میں روڈریگو پائیس II کے ہمراہ اینکونا گیا اور کسی جنسی بیماری میں مبتلا ہو گیا' کیونکہ ڈاکٹر کے مطابق "وہ اکیلا نہیں سویا تھا۔"[3]

اس نے تقریباً 1466ء میں اپنے سے کوئی 24 سال بڑے Vanozza de'Catanei کے ساتھ ایک زیادہ پائیدار تعلق پیدا کر لیا۔ بدقسمتی سے اس کی شادی ڈومینیکو ڈی آری نیانو سے ہوگئی' لیکن ڈومینیکو نے اسے 1476ء میں چھوڑ دیا۔[4] روڈریگو نے (جو 1468ء میں پادری بن گیا تھا) وانوتسا میں سے چار بچے پیدا کیے: 1474ء میں جووانی' 1476ء میں سیزارے (جسے ہم سیزر ہی لکھیں گے)' 1480ء میں لوکریزیا اور 1481ء میں جوفرے (Giofre)۔ وانوتسا کے کتبہ قبر پر یہ چار نام کندہ تھے' اور روڈریگو نے کسی نہ کسی موقع پر انہیں اپنی اولاد تسلیم کیا۔[5] شاید کارڈینل بورجیا دیگر کلیسائی عہدیداروں کے مقابلے میں گھریلو طور پر زیادہ وفادار اور مستقل مزاج قرار دیا جا سکتا ہے۔ انصاف پسند Roscoe کہتا ہے: "وانوتسا کے ساتھ اس کا لگاؤ سچا اور مستحکم نظر آتا ہے: اور اس کے ساتھ تعلق قبول نہ کرنے کے بعد وہ اسے اپنی قانونی بیوی سمجھتا تھا۔"[6] وہ ایک نرم مزاج اور شفیق باپ تھا: یہ بات افسوسناک ہے کہ اپنے بچوں کی بہتری کے لیے اس کی کوششیں کلیسیاء کے لیے ہمیشہ ہی اقبال مندی کا سبب نہیں بنیں۔ جب روڈریگو نے اپنی نگاہ پاپائیت پر جمائی تو اسے وانوتسا کے لیے ایک متحمل شوہر مل گیا' اور اس نے اسے خوشحالی حاصل کرنے میں مدد دی۔ وانوتسا دو مرتبہ بیوہ ہوئی' دوبارہ شادی کی' درمیانے درجے کی الگ تھلگ زندگی گزاری' اپنے بچوں کو شہرت اور دولت حاصل کرتے دیکھنے میں خوش ہوئی' ان

سے اپنی علیحدگی پر آہ و زاری کی' رحمدلی کے لیے مشہور ہوئی' 76 برس کی عمر میں (1518ء) فوت ہوگئی اور اپنی کافی ساری جائیداد کلیسیاء کے نام کر گئی۔ لیو X نے اس کے پر ہجوم جنازے میں شرکت کے لیے اپنا کاردار (چیمبرلین) بھیجا۔

اگر ہم الیگزینڈر VI پر موجودہ دور--- یا اپنے عہد جوانی--- کے اخلاقی نکتہ نظر کے حوالے سے بات کریں تو یہ تاریخی سمجھ بوجھ میں کمی کا مظاہرہ ہوگا۔ اس کے ہمعصروں نے پوپ بننے سے پہلے اس کے جنسی گناہوں کو قانونی لحاظ سے مہلک قرار دیا' لیکن وہ اس دور کی اخلاقی فضاء میں قابل درگزر تھے۔[8] پائیس II اور روڈریگو کی پاپائیت تک سرفرازی پر لعنت ملامت کے درمیان والی پشت میں بھی جنسی بے راہ رویوں کے متعلق رائے عامہ کافی نرم ہوگئی تھی۔ خود پائیس II نے بھی تقدیس حاصل کرنے سے پہلے کی جوانی میں کچھ محبت کی اولادیں جنم دینے کے علاوہ ایک دفعہ پادریوں کی شادی پر بھی زور دیا تھا: سکسٹس IV کے متعدد بچے تھے: انوسینٹ VIII اپنے بچے کو ویٹیکن میں لایا۔ کچھ ایک نے روڈریگو کے اخلاقی اصولوں کو ملامت کی' لیکن اس وقت کوئی بھی نہ بولا جب انوسینٹ کا جانشین منتخب کرنے کے لیے کارڈینلوں کی مجلس بیٹھی۔ مناسب حد تک راست رو نکولس V سمیت پانچ پوپس نے ان تمام برسوں کے دوران اسے منافع بخش جاگیریں دی تھیں' اسے مشکل مشن اور ذمہ دارانہ عہدے سونپے اور بدیہی طور پر (ماسوائے پائیس II) اس کی بچہ خیزی پر توجہ نہ دی۔[9] 1492ء میں لوگوں کی نظر میں حیرت انگیز بات کسی شخص کا 35 برس تک وائس چانسلر رہنا تھی۔ یکے بعد دیگرے پانچ پوپس نے اسے اس عہدے پر تعینات کیا۔ اس نے اپنے فرائض بڑی محنت اور مستعدی سے نبھائے: اس کے محل کی بیرونی شان و شوکت نے نجی زندگی کی حیرت انگیز سادگی کو چھپا دیا تھا۔ 1486ء میں اِیاکوپوداوولٹیرا نے اسے یوں بیان کیا: "ہر کام میں طاق ذہن اور زبردست سمجھ بوجھ والا آدمی: وہ زود فہم ہے' اور امور نبھانے میں حیرت انگیز مہارت رکھتا ہے۔"[10] وہ اہل روم کو کھیلوں میں محظوظ کر کے ہر دلعزیز بن گیا: جب غرناطہ عیسائیوں کے ہاتھ میں آجانے کی خبر روم پہنچی تو اس نے ہسپانوی انداز میں بل فائٹ کے ساتھ روم میں جشن منایا۔

6 اگست 1492ء کو پوپ منتخب کرنے کے لیے اکٹھے ہونے والے کارڈینلوں کو

شاید اس کی دولت میں بھی دلچسپی تھی' وہ پانچ انتظامی جاگیروں میں امیر ترین کارڈینل تھا--- ماسوائے D'Estouteville - انہوں نے ووٹ کے بدلے میں بھاری انعامات کے وعدے پر اعتبار کر لیا' اور اس نے انہیں مایوس بھی نہ کیا۔ اس نے کارڈینل سفورتسا کو وائس چانسلر شپ' متعدد امیر جاگیریں اور روم میں بورجیا محل دینے کا وعدہ کیا؛ کارڈینل اورسینی کو کارتینیا کا کلیسیائی اختیار اور آمدنی' مونٹی چیلی اور سوریانو کے شہر اور مارچز کی گورنری دینے کا وعدہ ہوا؛ انفیسورا نے اس ساری کارروائی کو "غریبوں میں اشیاء کی مسیحی تقسیم" کے طور پر بیان کیا۔[1] یہ عمل غیر معمولی نہیں تھا؛ ماضی میں بھی ہر امیدوار انتخابی مجلس پر یہ حربے آزماتا آیا تھا' جیسا کہ آج امیدوار سیاست میں کرتے ہیں۔ اس بارے میں یقین سے نہیں کہا جا سکتا کہ آیا نقد رشوت بھی استعمال ہوئی یا نہیں۔[2] فیصلہ کن ووٹ 90 سالہ کارڈینل جیرارڈو نے ڈالا "جو بمشکل ہی ہوش و حواس میں تھا۔"[3] آخر کار تمام کارڈینل فاتح دھڑے کی طرف بھاگے اور روڈریگو نے بورجیا کے انتخاب کو متفقہ بنا دیا (10 اگست 1492ء)۔ جب اس سے پوچھا گیا کہ وہ بطور پوپ کس نام سے پکارے جانے کا خواہش مند ہے تو اس نے جواب دیا' "ناقابل تسخیر الیگزینڈر کے نام سے۔" یہ ایک پاگان اسقفی عہد کا پاگان آغاز تھا۔

II۔ الیگزینڈر VI

جلسہ انتخاب پوپ کا فیصلہ عوام کا فیصلہ بھی تھا۔ کبھی کوئی پاپائی انتخاب اس قدر باعث مسرت نہیں ہوا تھا' کبھی کوئی تاجپوشی اتنی شاندار نہیں تھی۔ سفید گھوڑوں' علامتی شبیہوں' پھلکاریوں اور تصاویر' نائٹس اور امراء' تیراندازوں اور ترک گھڑ سواروں کے دستوں' سات سو پادریوں اور 61 سالہ پوپ کا خوبصورت جلوس دیکھ کر لوگ خوشی سے جھوم اٹھے؛ الیگزینڈر شاہانہ انداز میں سیدھا اور دراز قامت' صحت اور توانائی اور وقار سے بھرپور تھا؛ ایک عینی شاہد کے مطابق "وہ پرسکون چہرے اور بے مثال عظمت کا حامل تھا"[4] اور ہجوم کو اشیرباد دیتے ہوئے بھی کسی شہنشاہ جیسا لگ رہا تھا۔ کچھ ایک متین ذہنوں' مثلاً گلیانو ڈیلا روویرے اور جووانی دی میڈیچی' نے ہی یہ خدشہ ظاہر کیا کہ عام اطلاعات کے مطابق شفیق باپ اور نیا پوپ کہیں اپنی طاقت کو

کلیسیاء کی صفائی اور مضبوطی کی بجائے اپنے خاندان کو امیر بنانے میں نہ استعمال کرنے لگے۔

اس نے شروعات اچھی کی۔ انوسینٹ کی وفات اور الیگزینڈر کی تاجپوشی کے درمیانی 36 یوم میں ریکارڈ کے مطابق روم میں 120 قتل ہوئے۔ نئے پوپ نے پکڑے جانے والے قاتلوں کو عبرت کی مثال بنایا: مجرم کو اور ساتھ ہی اس کے بھائی کو بھی پھانسی دی گئی اور ان کا گھر مسمار کر دیا گیا۔ شہر نے اس سخت رویے کو منظور کیا: جرم نے اپنے خونی پنجے سمیٹ لیے: روم میں امن و امان بحال ہوا اور سارا اِٹلی خوش تھا کہ کلیسیاء کی پتوار مضبوط ہاتھ میں تھی۔[16]

اس دور میں آرٹ اور ادب نمایاں تھے۔ الیگزینڈر نے روم کے اندر اور باہر بہت سی تعمیرات کروائیں: سانتا ماریا میجورے کے لیے فرڈی نینڈ اور اِزابیلا کی جانب سے ملنے والے امریکی سونے سے ایک نئی اندرونی چھت پر رقم خرچ کی: ہیدریان کے مقبرے کو سانت اینجلو کے نصیل بند قلعے کی صورت میں دوبارہ ڈھالا' اور اس کے اندرون کو دوبارہ سجایا تاکہ پاپائی قیدیوں کے لیے مزید کوٹھڑیاں فراہم ہوں اور خوفزدہ پوپس کو زیادہ آرام دہ جگہ ملے۔ اس نے قلعے اور ویٹیکن کے درمیان ایک طویل چھت دار برآمدہ بنایا جس نے اسے 1494ء میں چارلس VIII سے پناہ دی اور روم کی غارتگری میں کلیمنٹ VII کو ایک لوتھری سے بچایا۔ پنٹوریکیو ویٹیکن میں اپارٹمنٹو بورجیا کو سجانے کے کام میں مصروف تھا۔ ان چھ میں سے چار کمروں کو لیو XIII نے بحال کر کے عوام کے لیے کھولا۔ ان میں سے ایک کے محرابی روشندان (Lunette) میں الیگزینڈر کی ایک واضح تصویر شامل ہے۔۔۔ خوش چہرہ' صحت مند جسم' شاندار لباس۔ ایک اور کمرے میں بچے کو پڑھاتی ہوئی کنواری کو وازاری[*] نے Giulia Farnese کا پورٹریٹ بتایا جو مبینہ طور پر پوپ کی محبوبہ تھی۔ وازاری نے مزید کہا کہ تصویر میں "کنواری کے سامنے تعظیم میں جھکا ہوا الیگزینڈر کا سر" بھی شامل ہے' تاہم اب تصویر میں یہ تفصیل نظر نہیں آتی۔

اس نے روم کی یونیورسٹی کو نئے سرے سے تعمیر کیا' متعدد ممتاز اساتذہ کو یہاں بلایا اور انہیں بے مثال باقاعدگی کے ساتھ ادائیگی کی۔ اسے ڈرامہ پسند تھا' اور رومن

اکیڈمی کے طلبہ کو اپنے خاندانی جشنوں میں طربیہ اور نرت کاری کرتے دیکھ کر خوش ہوتا۔ اس نے بوجھل فلسفے پر ہلکی پھلکی موسیقی کو ترجیح دی۔ 1501ء میں اس نے اشاعتوں کی سنسرشپ دوبارہ شروع کرنے کا فرمان جاری کیا جس کے مطابق مقامی آرچ بشپ کی اجازت کے بغیر کوئی بھی کتاب شائع نہیں ہو سکتی تھی۔ لیکن اس نے ہجوگوئی اور بحث مباحثہ کے لیے وسیع آزادی فراہم کی۔ وہ لطیفوں پر قہقہے لگا' اور اس قسم کی بول چال کو منضبط کرنے کے لیے سیزر بورجیا کی تجویز مسترد کر دی۔ اس نے ایک فیراری سفیر سے کہا: "روم ایک آزاد شہر ہے جہاں ہر کوئی اپنی خوشی سے جو چاہے کہہ یا لکھ سکتا ہے۔ وہ میرے بارے میں بہت سی بری باتیں کہتے ہیں لیکن میں برا نہیں مانتا۔" [۵۷]

اس نے اپنی پاپائیت کے ابتدائی برسوں میں کلیسیائی معاملات کا نظم و نسق غیر معمولی مستعدی سے چلایا۔ انوسینٹ VIII خزانہ میں ایک قرضہ چھوڑ کر گیا تھا: "پاپائی مالی امور بحال کرنے کے لیے الیگزینڈر کی تمام تر مالیاتی قابلیت درکار تھی; بجٹ کو متوازن کرنے میں اسے دو برس لگے۔" [۵۸] ویٹیکن عملہ گھٹایا اور اخراجات کم کیے گئے لیکن ریکارڈ بڑی احتیاط سے رکھے گئے اور تنخواہیں بروقت ادا کی گئیں۔ [۵۹] الیگزینڈر نے بڑی ایمانداری کے ساتھ اپنے عہدے کی محنت طلب مذہبی رسم ادا کی' لیکن ایک مصروف آدمی والی بے قراری کے ساتھ۔ [۶۰] اس کا "*magister Ceremoniarum*" ایک جرمن جوہان برچارڈ (Burchard) تھا جس نے ایک "*Diarium*" میں اپنے لکھے ہوئے تمام واقعات درج کر کے اپنے آجر کی شہرت اور بدنامی کو جاری و ساری رکھنے میں مدد دی; اس ڈائریم میں کافی کچھ ایسا بھی شامل تھا جو الیگزینڈر کو ان دیکھا ہی رکھنے کا خواہشمند تھا۔ پوپ نے وعدے کے مطابق کارڈینلوں کے تمام مطالبات پورے کیے; اور وہ کارڈینل ڈی میڈیچی جیسوں پر زیادہ مہربان ہوا جنہوں نے سب سے زیادہ عرصہ تک اس کی مخالفت کی تھی۔ اپنی تاجپوشی کے ایک سال بعد اس نے بارہ نئے کارڈینل بنائے۔ متعدد واقعی کارڈینل بننے کے اہل تھے; کچھ کو سیاسی طاقتوں کی درخواست پر تعینات کیا گیا; دو بہت کم عمر تھے--- پندرہ سالہ اِپولیتو ڈی ایستے اور آٹھ سالہ سیزر بورجیا; ایک الیساندرو فارنیسے اپنی بہن Guilia Farnese

کی مہربانی سے کارڈینل بنا جو بہت سوں کے خیال میں پوپ کی محبوبہ تھی۔ چرب زبان رومنوں نے اسے زیر جامے والا کارڈینل کہا اور یہ پیش بینی نہ کر سکے کہ ایک روز انہیں ایلیسانڈرو کو بطور پال III تسلیم کرنا پڑے گا۔ بوڑھے کارڈینلوں میں سے مضبوط ترین گلیانو ڈیلا روویرے یہ جان کر بہت ناخوش ہوا کہ الیگزینڈر پر اس کا کوئی اثر و رسوخ نہیں جس نے کارڈینل سفورتسا کو اپنا پسندیدہ ترین مشیر بنا لیا تھا۔ اس نے غصے میں آ کر Ostia میں اپنے کلیسیائی عہدے سے استعفیٰ دے دیا اور مسلح افراد کا ایک دستہ تشکیل دیا۔ ایک سال بعد وہ بھاگ کر فرانس چلا گیا اور چارلس VIII کو اٹلی پر حملہ کرنے' ایک عمومی مجلس بلانے اور کلیسیائی منصبوں کی خرید و فروخت کرنے والے پوپ الیگزینڈر کو معزول کرنے کا مشورہ دیا۔

اس دوران الیگزینڈر شاطر اطالوی قوتوں کی چکی میں پھنسی ہوئی پاپائیت کے سیاسی مسائل سے دوچار تھا۔ پاپائی ریاستیں دوبارہ مقامی آمروں کے ہاتھ میں چلی گئی تھیں جنہوں نے کلیسیائی نمائندے ہونے کی آڑ میں انوسینٹ VIII کی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر وہ عملی خود مختاری دوبارہ قائم کی جو انہوں نے یا ان کے پیشرووں نے Albornoz یا سکسٹس IV کے دور میں کھوئی تھی۔ کچھ پاپائی شہر پڑوسی طاقتوں نے ہتھیا لیے تھے: 1467ء میں نیپلز نے Sora اور Aquila لیے اور 1488ء میں میلان نے فورلی پر ہاتھ صاف کیے۔ تب الیگزینڈر کا اولین مقصد ان ریاستوں کو مرتکز پاپائی حکومت اور ٹیکس کاری کے ماتحت لانا تھا' کیونکہ سپین' فرانس اور انگلینڈ کے بادشاہوں نے جاگیرداروں کو مطیع بنا لیا تھا۔ اس نے یہ مشن سیزر بورجیا کو سونپا: بورجیا نے اسے اس قدر تیزی اور بے رحمی سے مکمل کیا کہ میکیاویلی کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔

شرفاء کی شورش انگیز خود مختاری روم سے زیادہ نزدیک اور زیادہ براہ راست طور پر پریشان کن تھی: یہ شرفاء نظری اعتبار سے پوپس کے مطیع اور فی الحقیقت جارحانہ اور خطرناک تھے۔ بونیفاس VIII (وفات 1303ء) کے بعد سے پاپائیت کی دنیوی کمزوری نے نوابوں (بارنز) کو اجازت دی کہ وہ اپنی جاگیروں پر قرون وسطیٰ والی جاگیردارانہ حاکمیت قائم کریں' اپنے قوانین بنائیں' اپنی فوجیں منظم کریں' مرضی سے اپنی نجی اور بے رحم جنگیں لڑیں' لیشیئم میں امن و امان اور تجارت تباہ کریں۔ الیگزینڈر کی

تاجپوشی کے بعد جلد ہی Franceschetto Cibo نے اپنے باپ انوسینٹ VIII کی چھوڑی ہوئی جاگیریں 40 ہزار ڈیوکٹ (5 لاکھ ڈالر) کے عوض ورجینو اور سینی کے ہاتھ بیچ ڈالیں۔ لیکن یہ اورسینی نیپلی فوج میں ایک اعلیٰ افسر تھا: اس نے سودے کے لیے زیادہ تر رقم فیرانتے سے لی تھی:[41] نتیجتاً نیپلز کو پاپائی علاقے میں دو مضبوط دفاعی قلعے حاصل ہو گئے۔ [42] جواب میں الیگزینڈر نے وینس' میلان' فیرارا اور سینا کے ساتھ گٹھ جوڑ کر لیا اور سانت اینجلو اور ویٹیکن کی درمیانی دیوار کو فصیل بنا دیا۔ سپین کے فرڈی نینڈ کو خوف تھا کہ نیپلز پر ایک مشترکہ حملے سے اٹلی میں اراگون طاقت کا خاتمہ ہو جائے گا: اس نے الیگزینڈر اور فیرانتے کو بات چیت کرنے پر مائل کیا۔ اورسینی نے اپنی خریدی ہوئی جاگیروں پر حق برقرار رکھنے کے لیے پوپ کو 40 ہزار ڈیوکٹ ادا کیے: اور الیگزینڈر نے اپنے تیرہ سالہ بیٹے جیوفرے کی سگائی نیپلی بادشاہ کی حسین پوتی Sancia سے کر دی (1494ء)۔

الیگزینڈر نے فرڈی نینڈ کی خوشگوار ثالثی کے بدلے میں اسے دو امیرکا (امریکہ) دیئے۔ کولمبس نے الیگزینڈر کی تاج پوشی کے دو ماہ بعد دو جزائر (Indies) دریافت کر کے فرڈی نینڈ اور ازابیلا کو تحفہ میں دیئے تھے۔ پرتگال نے نئی دنیا کو کالکسنس III (1479ء) کے ایک فرمان کا پورا ہونا قرار دیا جس نے اٹلانٹک ساحلی پٹی کی تمام زمینوں پر اس کے دعوے کی توثیق کر دی تھی۔ سپین نے جواب میں کہا کہ فرمان مرکزی طور پر صرف مشرقی اٹلانٹک کے بارے میں تھا۔ ریاستیں جنگ کرنے ہی والی تھیں کہ جب الیگزینڈر نے دو فرمان (3 مئی اور 4 مئی 1493ء) جاری کر کے سپین کو مغرب اور پرتگال کو ساری مشرق والی دریافتیں الاٹ کر دیں' بشرطیکہ ان زمینوں پر پہلے سے عیسائی آباد نہ ہوں اور فاتحین نے اپنے نئے تابعین کو عیسائی مذہب قبول کروانے کی ہر ایک کوشش کی ہو۔ یقیناً پوپ کی "عنایت" نے صرف تلوار کی فتح کو مصدقہ بنایا' لیکن اس نے جزیرہ نما کی طاقتوں کے لیے امن یقینی بنا دیا۔ لگتا ہے کہ کسی کے ذہن میں بھی یہ سوچ نہ آئی کہ غیر عیسائیوں کو بھی ان زمینوں پر کوئی حقوق حاصل ہیں جن پر وہ آباد تھے۔

الیگزینڈر نے براعظم تو تقسیم کیے لیکن ویٹیکن کو قائم رکھنے میں مشکلات سے

دوچار ہوا۔ نیپلز کے فیرانتے کی موت پر (1494ء) چارلس VIII نے اِٹلی پر حملہ کرنے اور نیپلز کو دوبار فرانسیسی حکومت تلے لانے کا فیصلہ کیا۔ الیگزینڈر نے معزولی کے خوف میں ترکوں کے سلطان کی مدد لینے کا غیر معمولی قدم اُٹھایا۔ جولائی 1494ء میں اس نے پاپائی سیکرٹری جورجیو بوشیارڈو (Giorgio Bocciardo) کو بایزید II کو خبردار کرنے کے لیے بھیجا کہ چارلس III اِٹلی میں داخل ہونا' نیپلز لینے' پوپ کو معزول یا کنٹرول کرنا اور Djem کو قسطنطنیہ کے خلاف صلیبی جنگ میں عثمانی تخت کا مدعی بنا کر استعمال کرنا چاہتا ہے۔ الیگزینڈر نے تجویز دی کہ بایزید فرانسیسیوں کے خلاف پاپائیت' نیپلز اور شاید وینس کے مشترکہ مقصد کا حمایتی بن جائے۔ بایزید نے بوشیارڈو کا استقبال مشرقی مہمان نوازی کے ساتھ کیا اور اسے Djem کی دیکھ بھال کے لیے واجب الادا 40 ہزار ڈیوکٹ اور اپنے ایک ایلچی کے ہمراہ الیگزینڈر کے پاس واپس بھیجا۔ سینیگالیا میں بوشیارڈو بدل کارڈینل کے بھائی جووانی ڈیلا روویرے کے ہتھے چڑھ گیا؛ 40 ہزار ڈیوکٹ اور مبینہ طور پر سلطان کی جانب سے پوپ کو ارسال کردہ پانچ خطوط بھی ضبط کر لیے گئے۔ ایک خط میں تجویز تھی کہ الیگزینڈر Djem کو ہلاک کر کے لاش قسطنطنیہ بھجوا دے؛ لاش وصول ہونے پر سلطان پوپ کو تین لاکھ ڈیوکٹ (37 لاکھ 50 ہزار ڈالر؟) ادا کرے گا' "جن کی مدد سے عالیجاہ اپنے بچوں کے لیے کچھ علاقے خرید سکیں گے۔" [۲۳] کارڈینل ڈیلا روویرے نے خطوط کی نقول شاہ فرانس کو دے دیں۔ الیگزینڈر نے دعویٰ کیا کہ کارڈینل نے جعلی خطوط تیار کر کے ساری داستان خود ہی تراشی ہے۔ ثبوت نے بایزید کے نام الیگزینڈر کے پیغام کی معتبریت کی تو حمایت کر دی لیکن سلطان کے جواب کو ممکنہ طور پر جعلی نہ قرار دیا جا سکا۔ [۲۴] وینس اور نیپلز ترکوں کے ساتھ اسی نوعیت کی بات چیت شروع کر چکے تھے؛ بعد میں فرانسس اول نے بھی ایسا ہی کیا۔ حکمرانوں کی نظر میں ہر چیز کی طرح مذہب بھی طاقت کا ایک آلہ ہے۔

چارلس دوستانہ میلان اور خوفزدہ فلورنس سے گزر کر آیا اور روم پہنچا (دسمبر 1494ء)۔ کولونا نے دارالحکومت پر حملے کی تیاری کر کے اس کی مدد کی۔ ایک فرانسیسی بحری بیڑے نے ٹائبر کے دہانے پر روم کی ایک گودی اوسٹیا پر قبضہ کیا اور سسلی سے آنے والی رسد روکنے کی دھمکی دی۔ ایسکانیو سفورتسا سمیت متعدد کارڈینلوں نے

چارلس کی حمایت کا اعلان کیا؛ ورجینیو اورسینی نے اپنے قلعے بادشاہ کے لیے کھول دیئے؛ روم میں آدھے کارڈینلوں نے اس سے پوپ کی معزولی کا مطالبہ کیا۔ ۵۴ الیگزینڈر واپس سانت اینجلو قلعے میں چلا گیا اور فاتح بادشاہ سے بات چیت کے لیے اپنے ایلچی بھیجے؛ چارلس پوپ کو ہٹانے کی کوشش کر کے سپین کو ناراض نہیں کرنا چاہتا تھا؛ اس کی منزل مقصود نیپلز تھا جس کی دولت ہمیشہ اس کے افسروں کے ذہن پر چھائی رہی تھی۔ اس نے اس شرط پر الیگزینڈر سے صلح کر لی کہ وہ اس کی فوجوں کو لیشیم میں سے گزرنے کی بلا رکاوٹ راہ دے گا' فرانسیسیوں کے حامی کارڈینلوں کو پاپائی مغفرت دے گا اور Djem کو اس کے حوالے کر دے گا۔ الیگزینڈر مان گیا' واپس ویٹیکن آیا' اپنے سامنے چارلس کے تین مرتبہ جھکنے سے محظوظ ہوا' بڑی مہربانی سے اسے اپنے پاؤں چُومنے سے منع کیا اور بادشاہ سے فرانس کی رسمی "اطاعت" وصول کی--- یعنی الیگزینڈر کو معزول کرنے کے تمام منصوبے واپس لے لیے گئے۔ 25 جنوری 1495ء کو چارلس نیپلز کی طرف روانہ ہوا اور Djem کو اپنے ساتھ لے لیا۔ 25 فروری کو Djem برونکائٹس کے باعث مر گیا۔ افواہ تھی کہ الیگزینڈر نے اسے ہلکا سا زہر دے دیا تھا' لیکن اس کہانی پر کسی نے زیادہ عرصہ تک اعتبار نہ کیا۔ ۵۵

ایک مرتبہ فرانسیسی واپس چلے گئے تو الیگزینڈر کی ہمت بحال ہوئی۔ اب غالباً اس نے اپنا ذہن بنایا کہ مضبوط پاپائی ریاستیں' ایک اچھی فوج اور اچھا جرنیل پوپس کو سیکولر غلبے سے بچانے کے لیے لازمی تھے۔ ۵۶ اس نے وینس' جرمنی' سپین اور میلان کے ساتھ مل کر ایک "مقدس انجمن" بنائی (31 مارچ 1495ء)' بظاہر مشترکہ دفاع اور ترکوں کے خلاف جنگ کے لیے' لیکن اس کا خفیہ مقصد فرانسیسیوں کو اِٹلی سے باہر نکالنا تھا۔ چارلس نے بُو سونگھ لی' روم سے ہوتے ہوئے پیسا میں پسپائی اختیار کی؛ الیگزینڈر نے اس سے گریز کی خاطر اورویاتو اور پیروجیا میں کچھ دیر قیام کیا۔ اس نے فلورنس سے انجمن میں شمولیت کا تقاضا کیا اور فرانس کے دوست اور پوپ کے دشمن ساوونارولا کو خارج یا خاموش کر دیا۔ اس نے پاپائی فوج کو دوبارہ منظم کیا' اپنے سب سے بڑے بیٹے جووانی کو فوج کی کمان سونپی اور اسے پاپائیت کی خاطر باغی اورسینی قلعے فتح کرنے کو کہا (1496ء)۔ لیکن جووانی کوئی جرنیل نہ تھا؛ اسے سوریانو میں شکست ہوئی' بے توقیر

ہو کر روم لوٹا اور غیر محتاط عیش پرستیوں میں پڑ گیا جو غالباً اس کی موت کا باعث بنیں؛ بہرحال الیگزینڈر نے ورجینیو اور سینی کو فروخت کردہ قلعے دوبارہ حاصل کیے اور اوسٹیا فرانسیسیوں سے چھین لیا۔ بظاہر تمام مشکلات پر قابو پا کر اس نے پنٹوریکیو کو سانٹ اینجلو میں پاپائی حجرے کی دیواروں پر بادشاہ کے خلاف پوپ کی فتح کو تصویروں میں پیش کرنے کا کہا۔ نیم دائرے میں الیگزینڈر سب سے اوپر تھا۔

III۔ گنہگار

روم نے اس کی اندرونی انتظامیہ اور کامیاب مگر متذبذب سفارتکاری کے لیے اسے سراہا۔ اسے معاملات محبت کی وجہ سے نرمی سے اور کافی سارے بچوں کا باپ بننے کے باعث شدت سے برا بھلا کہا' اور روم میں ہسپانویوں کا جم غفیر تعینات کرنے پر اس کی شدید مذمت کی جن کے اجنبی رنگ ڈھنگ اور بولی نے اطالویوں کو دانت پیسنے پر مجبور کر دیا تھا۔ پوپ کے تقریباً سو رشتہ دار روم میں آن وارد ہوئے' ایک شاہد نے کہا: "ان کزنوں کے لیے دس پاپائیتیں بھی کافی نہ ہوتیں۔" [۲۷] اب تک الیگزینڈر خود بھی اپنی بول چال' حکمت عملی اور طور طریقوں میں مکمل اطالوی بن چکا تھا' مگر اسے اب بھی سپین سے محبت تھی' وہ سیزر اور لوکریزیا کے ساتھ بڑی روانی سے ہسپانوی بولتا' اس نے دس ہسپانویوں کو کارڈینل بنایا اور اپنے اردگرد کیٹیلان (قیطلونی) خادموں اور مددگاروں کو جمع کر لیا۔ آخر کار حاسد رومنوں نے کچھ طنزاً اور کچھ غصے میں اسے "میرانو پوپ" کا نام دیا' یعنی عیسائیت قبول کر لینے والا ہسپانوی یہودی۔ [۲۸] الیگزینڈر نے اس بنیاد پر خود کو بری الذمہ کیا کہ بہت سے اطالوی' بالخصوص کارڈینلوں کے کالج میں' بے وفا ثابت ہوئے تھے' اور اسے اپنے اردگرد ذاتی طور پر وفادار حمایتیوں کا جمگھٹ رکھنا ضروری تھا۔

اس نے اور نپولین تک یورپ کے تمام بادشاہوں نے اپنے رشتہ داروں کو اعتماد اور اختیار والے عہدے دینے کے لیے یہی دلیل پیش کی۔ [اصلاح کے دور میں پاپائیت کی تاریخ" میں M.Creighton لکھتا ہے: "اطالوی سیاست کی غیر یقینی صورت حال میں حلیفوں پر اتنی دیر تک اعتبار نہیں کیا جاتا تھا جب تک ان کی وفاداری کے پیچھے مضبوط

محرکات موجود نہ ہوں؛ چنانچہ الیگزینڈر VI نے ایک مضبوط سیاسی پارٹی حاصل کرنے کے لیے اپنے خاندانوں کے ازدواجی تعلقات کو استعمال کیا۔ اس کے پاس اپنے بچوں کے سوا اور کوئی قابل بھروسہ شخص نہ تھا؛ وہ بچوں کو اپنے منصوبوں کا آلہ کار خیال کرتا تھا۔" صفحہ 263 } کچھ وقت کے لیے اسے امید ہوئی کہ اس کا بیٹا جووانی پاپائی ریاستوں کو تحفظ دینے میں مدد فراہم کرے گا' لیکن جووانی کو ورثے میں اپنی باپ کی عشق بازی تو ملی تھی لیکن انسانوں پر حکومت کرنے کی صلاحیت نہیں۔ الیگزینڈر نے دیکھا کہ اس کے بیٹوں میں سے ایک سیزر ہی ایسا ہے جس میں اس جارحانہ دور کی اطالوی سیاست کی کھیل کھیلنے کی ہمت اور حوصلہ موجود ہے؛ الیگزینڈر نے جووانی کو کلیسائی جاگیروں کا گورکھ دھندا سونپ دیا جن کی آمدنی نے نوجوان کی ابھرتی ہوئی طاقت کے لیے دولت مہیا کی۔ حتیٰ کہ نرم خو لوکریزیا بھی حکمت عملی کا آلہ کار تھی' اور اس نے خود کو ایک شہر کی گورنری یا ایک قابل قدر ڈیوک کے بستر تک سرفراز پایا۔ لوکریزیا سے پوپ کا لگاؤ اسے اظہار محبت کی اس حد تک لے گیا کہ باپ بیٹی کے ممکنہ جنسی تعلق کے متعلق ظالمانہ سرگوشیاں ہونے لگیں؛ لوگ اسے اپنی بیٹی کی محبت کی خاطر بیٹوں کا رقیب بتانے لگے۔ [۲۹]
الیگزینڈر کو دو موقعوں پر جب روم سے غیر حاضر ہونا پڑا تو وہ لوکریزیا کو ویٹیکن میں اپنے کمروں کا انچارج بنا کر اپنی ڈاک کھولنے اور تمام معمول کے کام نمٹانے کا اختیار بھی دے گیا۔ عورت کو یوں اختیارات تفویض کرنا اِٹلی کے حکمران گھرانوں میں عام تھا۔۔۔ جیسا کہ فیرارا' اُربینو اور میتو آ میں۔۔۔ لیکن بھرے ہوئے پیٹ والا روم اس پر کافی حیران ہوا۔ جوفرے اور سانچیا اپنی شادی کے بعد نیپلز سے واپس آئے تو سیزر اور لوکریزیا ان سے ملاقات کرنے گئے؛ پھر چاروں فوراً ویٹیکن کی طرف بھاگے اور الیگزینڈر انہیں اپنے قریب پا کر خوش ہوا۔ گوپچارڈینی ہمیں بتاتا ہے: "دیگر پوپس نے اپنی بدنامی چھپانے کی خاطر انہیں اس کے بھتیجے بھتیجیاں کہا؛ لیکن الیگزینڈر ساری دنیا کو یہ بتا کر خوش ہوتا تھا کہ وہ اس کے اپنے بچے ہیں۔" [۳۰]

شہر نے پوپ کی کلاسیکی وانوتسا کو درگذر کر دیا تھا' لیکن اس کی حالیہ گیلیا (Giulia) پر حیران ہوا۔ گیلیا فارنیسے اپنے حسن اور سب سے بڑھ کر اپنے سنہری بالوں کے لیے مشہور تھی؛ وہ بال کھول کر جب پیروں تک لٹکاتی تو الیگزینڈر کی نسبت کم پتھر

دل افراد کا خون یہ منظر دیکھ کر منجمد ہو جاتا۔ گیلیا کی سیلیاں اسے "*La Bella*" (حسینہ) کہتی تھیں۔ سانیوڈو (Sanudo) اس کے بارے میں یوں بیان کرتا ہے: "پوپ کی پسندیدہ' نہایت حسین اور سمجھ دار جوان عورت' مہربان اور نازک اندام۔" [۱۸] 1493ء میں انفیسورا نے اسے ویٹیکن میں لوکریزیا کی شادی کی تقریب میں شریک بتایا' اور الیگزینڈر کی "داشتہ" کہا; پیروجیائی مورخ میتاراتسو (Matarazzo) نے گیلیا کے لیے یہی لفظ استعمال کیا' لیکن اس نے غالباً انفیسورا کی نقل کی تھی; اور 1494ء میں ایک فلورنسی طنز نگار نے اسے "مسیح کی دلہن" کہا' یہ جملہ کلیسیاء سے مخصوص تھا۔ [۱۹] کچھ محققین نے گیلیا کو اس بنیاد پر معصوم ثابت کرنا چاہا کہ لوکریزیا--- جسے تحقیق کے ذریعہ قابل احترام بنایا گیا ہے--- آخر تک اس کی دوست رہی' اور یہ کہ گیلیا کے شوہر اور سینو اورسینی نے اس کی پروقار یاد میں ایک گرجا خانہ بنایا تھا۔ [۲۰] 1492ء میں گیلیا نے ایک بیٹی لارا کو جنم دیا' جسے سرکاری اندارج میں اورسینی کی اولاد لکھا گیا' لیکن کارڈینل ایلیساندرو فارنیسے نے اس بچی کو الیگزینڈر کی بیٹی تسلیم کیا۔ [۲۱] پوپ کو ایک اور عورت کے بطن سے بھی ایک خفیہ بیٹے کا باپ گردانا جاتا ہے جو 1498ء کے قریب پیدا ہوا اور برچارڈ کی ڈائری میں ہم اسے بطور "*Infans Romanus*" جانتے ہیں۔ [۲۲] یہ یقینی نہیں' تاہم اس کا یقینی ہونا یا نہ ہونا اہم نہیں۔

یہ بات قابل سوال نہیں کہ الیگزینڈر ایک شہوانی آدمی' اور اس حد تک پرجوش خون والا تھا کہ تجرد سے اس کا کوئی واسطہ نہیں۔ جب ویٹیکن میں ایک عوامی میلہ منعقد کیا گیا' جس میں ایک مزاحیہ کھیل بھی پیش ہوا (فروری 1503ء)' تو وہ بہت محظوظ ہوتا رہا اور اپنے اردگرد خوبصورت خواتین کا ہجوم پا کر خوش تھا اور انہیں اپنے ساتھ قدموں میں بٹھایا۔ وہ ایک مرد تھا۔ لگتا ہے کہ اس نے بھی اپنے عہد کے دیگر مذہبی افراد کی طرح یہ محسوس کر لیا تھا کہ پادریانہ تجرد Hildebrand's کی غلطی تھی' اور یہ کہ ایک کارڈینل کو بھی زنانہ محبت کی خوشیوں اور آزمائشوں کی اجازت ہونی چاہیے۔ اس نے وانوتسا کے لیے شوہر جیسی محبت کے جذبات دکھائے' اور گیلیا کے لیے غالباً پدری فکرمندی۔ دوسری طرف اپنے بچوں سے اس کا لگاؤ کبھی کبھی کلیسائی مفادات پر بھی غالب آ گیا۔

اپنے عہد اسقفی کے ان درمیانے برسوں میں' سیزر بورجیا کے غالب آنے سے قبل' الیگزینڈر بہت سے فضائل کا حامل تھا۔ اگرچہ عوامی تقریبات میں وہ بڑے وقار کا مظاہرہ کرتا' لیکن نجی محفلوں میں ہنس مکھ' خوش خصلت' خوداعتماد' زندگی سے لطف اٹھانے کا خواہشمند' "مردانہ عضو جیسی بڑی بڑی جعلی ناکوں" والے آدمیوں کی پریڈ دیکھ کر ہنسی سے لوٹ پوٹ ہونے کے قابل تھا۔ [۶] اگر ہم پنتوریکیو کی بیان کردہ تصویر پر اعتبار کرلیں تو اب وہ اپارٹمنٹو کی دیوار پر دعا کرتے ہوئے کچھ موٹا ہو گیا تھا؛ پھر بھی تمام بیانات اس بارے میں متفق ہیں کہ اس نے اتنی کفایت شعار اور سادہ زندگی گذاری کہ کارڈینل اس کی میز سے اٹھ کر چلے گئے۔ [۷] وہ انتظامی امور میں کوئی کوتاہی نہ کرتا' رات گئے تک کام کرتا رہتا' اور ساری عیسائی سلطنت میں کلیسیائی امور پر بڑی ہوشیاری سے نگاہ رکھتا تھا۔

کیا اُس کی عیسائیت محض بناوٹی تھی؟ غالباً نہیں۔ اس کے خطوط' حتیٰ کہ گیلیا سے متعلقہ بھی' ایسے پاکیزہ فقرات سے پُر ہیں جو نجی خط وکتابت میں ناگزیر نہیں ہوتے۔ [۸] وہ اس قدر صاحبِ عمل تھا' اور اپنے عہد کے سہل پسندانہ اخلاقی اصولوں کو اس قدر اچھی طرح اپنے اندر جذب کرچکا تھا کہ عیسائی اخلاقیات اور اپنی زندگی کے درمیان کبھی کوئی تفاوت نہ دیکھ پایا۔ دینیات میں مکمل طور پر آرتھوڈوکس (بنیاد پرست) بیشتر افراد کی طرح وہ بھی اپنے رویے میں مکملا" دنیادار تھا۔ لگتا ہے اس نے محسوس کرلیا تھا کہ اس کے حالات میں پاپائیت کو ایک ولی کی بجائے ریاست کار کی ضرورت تھی: اس نے پاکیزگی کو سراہا' لیکن اِس کا تعلق راہبانیت اور نجی زندگی سے خیال کیا نہ کہ کسی ایسے آدمی سے جو ہر قدم پر پیچیدہ اور مکتسب آمروں یا بے اصول اور سازشی سفارتکاروں سے نمٹنے پر مجبور ہو۔ بالآخر اس نے بھی ان کے طریقے اپنا لیے اور پاپائیت میں اپنے پیشروؤں کے بہت سے قابل اعتراض ہتھکنڈے استعمال کیے۔

اس نے اپنی حکومت اور جنگوں کے لیے فنڈز کی ضرورت پڑنے پر کلیسیائی عہدے بیچے' مرچکے کارڈینلوں کی جاگیریں لے لیں اور 1500ء کے جوبلی تہوار کا بھرپور استعمال کیا۔ اجازت ناموں اور طلاق ناموں کو سیاسی سودوں کا مفید حصہ بنایا گیا: چنانچہ ہنگری کے بادشاہ Ladislaus VIII نے نیپلز کی بیٹرائس کے ساتھ اپنی شادی

کالعدم کروانے کے لیے 30,000 ڈیوکٹ ادا کیے؛ اگر ہنری VIII کو معاملہ طے کرنے کے لیے کوئی الیگزینڈر جیسا فریق مل جاتا تو وہ آخر دم تک "عقیدے کا محافظ" رہتا۔ مالی لحاظ سے جوبلی کے مایوس کن ہونے کا خطرہ پیدا ہوا تو (کیونکہ ممکنہ زائرین ڈاکے، راہزنی یا جنگ کے خوف سے گھر ہی بیٹھے رہ سکتے تھے) الیگزینڈر نے سابق پوپس کی مثال پر عمل کرتے ہوئے ایک فرمان (4 مارچ 1500ء) میں تفصیل بیان کی کہ روم آئے بغیر جوبلی منانے والے عیسائیوں کو کتنی ادائیگی کرنا ہوگی، تائبین کو قرابت داروں سے شادیاں کرنے کے گناہ سے مغفرت کس قیمت پر ملے گی اور کسی کلیسیائی عہدیدار کو رشوت خوری اور "بے قاعدگی" کا جرم معاف کروانے کے لیے کتنی رقم ادا کرنا ہوگی۔[۳۹] 16 دسمبر کو اس نے جوبلی میں ظہور عیسیٰ کے تہوار (6 جنوری) تک توسیع کر دی۔ محصول جمع کرنے والوں نے رقم دہندگان سے وعدہ کیا کہ جوبلی میں جمع ہونے والے فنڈز کو ترکوں کے خلاف صلیبی جنگ میں استعمال کیا جائے گا؛ پولش اور وینسی محصولات کے معاملے میں یہ وعدہ پورا کیا گیا؛ لیکن سیزر بورجیا نے جوبلی کی رقوم پاپائی ریاستیں واپس لینے کی مہمات پر خرچ کی۔[۴۰]

جوبلی مزید منانے کی خاطر الیگزینڈر نے (28 ستمبر 1500ء) بارہ نئے کارڈینل بنائے جنہوں نے اپنی تقرری کے لیے کل 1,20,000 ڈیوکٹ ادا کیے؛ اور گوپچارڈینی کے مطابق یہ ترقیاں "بہترین قابلیت نہیں بلکہ بہترین ادائیگی کی بنیاد پر کی گئی تھیں۔"[۴۱] اِسی سال اس نے کیوریا میں اَسی نئے عہدے بنائے،[۴۲] اور معاندانہ وینسی سفیر Giustiniani کے مطابق ایک عہدے کی قیمت 760 ڈیوکٹ تھی۔[۴۳] کسی ہجو نگار نے Pasquino کے مجسّمے سے ایک طنز منسلک کی:

الیگزینڈر چابیاں، الٹار اور مسیح کو بیچتا ہے؛
وہ ایسا کرنے میں حق بجانب ہے کیونکہ اس نے رقم وصول کی ہے۔[۴۴]

کلیسیائی قانون کے مطابق کسی کلیسیائی آدمی کی جائیداد موت کی بعد کلیسیاء کو واپس مل جاتی تھی، بشرطیکہ پوپ اس کے برعکس اجازت نہ دے دے۔[۴۵] الیگزنڈر نے کارڈینلوں کے کیس کے سوا اس قسم کی رعایتیں باقاعدگی سے دیں۔ اس نے فاتح مگر شاہ خرچ سیزر بورجیا کے دباؤ پر اعلیٰ کلیسیائی عہدیداروں کی دولت غصب کرنے کو

عمومی اصول بنا دیا؛ اس طرح خزانے میں کافی بڑی رقوم آنے لگیں۔ کچھ کارڈینلوں نے متوقع موت سے پہلے تحفے تحائف دے کر اور کچھ نے اپنے مقبروں پر دانستہ اسراف پسندی سے کام لے کر پوپ کی آنکھوں میں دُھول جھونکی۔ جب Michiel کی موت واقع ہوئی (1503ء) تو پوپ کے کارندوں نے فوراً اس کے گھر کو لوٹ لیا؛ اگر ہم Giustiniani کی بات پر یقین کر لیں تو کل 1,50,000 ڈیوکٹ کا مال ہتھیایا گیا؛ الیگزینڈر نے شکایت کی کہ نقدی صرف 23,832 ڈیوکٹ تھی۔ [۵۶]

مرنے میں بہت دیر لگانے والے اعلیٰ کلیسیائی عہدیداروں کو الیگزینڈر یا سیزر بورجیا کے حکم پر زہر دینے کے متعلق بحث کرنے کی بجائے ہم حالیہ تحقیق کا اخذ کردہ نتیجہ قبول کر لیتے ہیں--- کہ "اس بات کا کوئی ثبوت موجود نہیں کہ الیگزینڈر VI نے کسی کو زہر دیا ہو۔" [۵۷] یوں وہ قطعی بری الذمہ بھی نہیں ہو جاتا؛ وہ تاریخ سے بچ جانے کی حد تک چالاک ہو گا۔ لیکن وہ ہجو نگاروں' پمفلٹ لکھنے والوں اور دیگر جملہ بازوں سے نہ بچ سکا جنھوں نے اپنے مہلک فکاہیہ گیت الیگزینڈر کے مخالفین کو فروخت کیے۔ ہم نے دیکھا ہے کہ کیسے Sannazaro نے پاپائیت اور نیپلز کے درمیان پھوٹ میں اپنے زہر میں بجھے اشعار سے پوپ اور اس کے بیٹے کو ضربیں لگائیں۔ انفیسورا نے اپنے رُسواکن قلم کے ساتھ کولونا کی خدمت کی؛ اور جیرونیمو مانچیونے (Geronimo Mancione) ساویلی نوابوں کے لیے ایک رجمنٹ کے برابر تھا۔ الیگزینڈر نے کامپانیا کے شرفاء کے خلاف اپنی مہم کے تحت 1501ء میں ایک فرمان میں ساویلی اور کولونا کے جرائم اور برائیوں کی تفصیل دی۔ جواب میں مانچیونے کے مشہور "خط بنام سلویو ساویلی" میں الیگزینڈر اور سیزر بورجیا کی برائیاں اور جرائم گنوائے گئے۔ یہ دستاویز وسیع پیمانے پر جاری کی گئی' اور اس نے الیگزینڈر کو بطور کج رویوں اور ظلم پسندی کا عفریت مشہور کرنے میں کافی اہم کردار ادا کیا۔ [۵۸] الیگزینڈر نے تلوار کی جنگ تو جیت لی لیکن اس کے دشمن شرفاء لفظ کی جنگ جیت گئے اور اپنی نظر میں اس کی تصویر تاریخ میں منتقل کر دی۔

اس نے رائے عامہ پر بہت کم توجہ دی' اور اپنی غلطیوں کی حقیقت کو بے رحمی کے ساتھ بڑھا چڑھا کر پیش کرنے والی تہمتوں کا جواب شاذ و نادر ہی دیا۔ اس نے ایک

طاقتور ریاست بنانے کا عزم کر رکھا تھا' اور خیال کیا کہ ایسا عیسائی ذرائع سے کرنا ممکن نہیں۔ ریاست کاری کے روایتی ہتھکنڈوں--- پراپیگنڈہ' دھوکہ بازی' سازش' نظم و ضبط' جنگ--- نے ایسے لوگوں کو ناراض کیا جو عیسائی کلیسیاء کو طاقتور کلیسیاء پر فوقیت دیتے تھے' اور ایسے لوگوں کو بھی جن کا مفاد پاپائیت اور پاپائی ریاستوں کے غیر منظم رہنے میں تھا۔ کبھی کبھی الیگزینڈر نے خود کو روحانیت پسندانہ (Evangelical) معیاروں پر پرکھا اور تب خود کو رشوت خور' زانی اور حتیٰ کہ--- جنگ کے ذریعہ--- انسانی جانیں تباہ کرنے والا تسلیم کیا۔ ایک مرتبہ جب اچانک اس کی خوش قسمتی کا ستارہ ڈوبتا نظر آیا اور اس کی ساری پُرغرور اور پُرمسرت دنیا اُجڑتی لگنے لگی تو وہ اپنی کمیاویلیائی اخلاقی آزادی بھول گیا' گناہوں کا اقبال کیا اور اپنی اور کلیسیاء کی اصلاح کا عازم ہوا۔

اسے اپنے بیٹے جووانی سے اپنی بیٹی لوکریزیا سے بھی زیادہ محبت تھا۔ پیڈرو لیوئس کے مرنے پر الیگزینڈر نے سوچا کہ جووانی کو سپین میں Gandia کی ڈچی ملنی چاہیے۔ خوبرو' ہمدرد اور دلکش نوجوان سے محبت کرنا کافی آسان تھا۔ مشتاق باپ یہ ادراک نہ کر سکا کہ نوجوان ایروس کے لیے بنا تھا نہ کہ مارس کے لیے: اس نے اسے جرنیل بنایا' اور جواں سال سپہ سالا نااہل ثابت ہوا۔ جووانی نے ایک حسین عورت کو کسی مفتوحہ شہر سے زیادہ قابل قدر خیال کیا۔ 14 جون 1497ء کو اس نے اپنی ماں وانوتسا کے گھر پر اپنے بھائی سیزر بورجیا اور دیگر مہمانوں کے ساتھ رات کا کھانا کھایا۔ واپس آتے ہوئے جووانی سیزر اور دوسروں سے یہ کہہ کر رخصت ہوا کہ وہ اپنی ایک شناسا خاتون سے ملنا چاہتا ہے۔ وہ پھر کبھی زندہ حالت میں نظر نہ آیا۔ اس کی گمشدگی کا پتہ چلنے پر بے قرار پوپ نے ہنگامی حالت کا اعلان کر دیا۔ ایک ملاح نے اعتراف کیا کہ اس نے 14 تاریخ کی رات کسی کو ٹائبر میں انسانی جسم پھینکتے دیکھا تھا: اس سے پوچھا گیا کہ اس نے اطلاع کیوں نہ دی۔ اس نے جواب دیا کہ وہ اپنی زندگی میں سینکڑوں ایسے منظر دیکھ چکا ہے اور اب خود کو ان الجھنوں میں نہیں پھنساتا۔ دریا کو کھنگال کر نعش نکالی گئی جو نو جگہوں سے کٹی ہوئی تھی: بدیہی طور پر نوجوان ڈیوک پر کئی آدمیوں نے حملہ کیا تھا۔ الیگزینڈر کو اس قدر شدید صدمہ ہوا کہ خود کو اپنے نجی حجرے میں بند کر لیا' کھانے پینے سے انکار

کیا' اور اس کی آہ و بکا گلی میں بھی سنائی دیتی تھی۔

اس نے قاتلوں کو ڈھونڈنے کا حکم دیا' لیکن شاید جلد ہی کیس کو یونہی پراسرار حالت میں چھوڑ کر بیٹھ گیا۔ نعش انٹونیو پیکو ڈیلا میرانڈولا کے قلعے کے قریب سے ملی تھی' جس کی خوبصورت بیٹی نے مبینہ طور پر ڈیوک کو اپنے دام زلف میں اسیر کر لیا تھا؛ میتو آئی سفار تکار سکیلونا کی طرح متعدد معاصرین نے اس کی موت کو کاؤنٹ کے کرائے کے غنڈوں سے منسوب کیا؛ اور یہ نہایت قرین قیاس توضیح ہے۔ [49] روم میں مقیم فلورنسی اور میلانی سفار تکاروں سمیت دیگر نے پوپ کے ساتھ برسرپیکار اورسینی دھڑے کے کسی رکن کو مجرم قرار دیا۔ [50] کچھ رُسوا کن افراد نے کہا کہ جووانی نے اپنی بہن لوکریزیا کے ساتھ ہم بستری کی تھی' اور لوکریزیا کے شوہر جووانی سفور تسا نے کرائے کے قاتلوں کے ذریعہ اسے مروا دیا۔ [51] اس وقت کسی نے بھی سیزر بورجیا کو الزام نہ دیا۔ 32 سالہ سیزر کے اپنے بھائی کے ساتھ تعلقات بہت اچھے تھے؛ وہ ایک کارڈینل تھا اور اپنی شاہراہ ترقی پر چلا جا رہا تھا؛ چودہ ماہ بعد اس نے عسکری کیریئر میں دلچسپی لینا شروع کی؛ اسے اپنے بھائی کی موت سے کوئی فائدہ نہ پہنچا؛ اس نے بمشکل ہی اندازہ لگایا ہو گا کہ جووانی وانو تسا کے گھر سے واپس آتے ہوئے راہ میں اسے ہمیشہ کے لیے چھوڑ جائے گا۔ اس موقع پر سیزر کو قطعاً شک کی نظر سے نہ دیکھنے والے الیگزینڈر نے اسے جووانی کا وصی (ایگزیکیوٹر) بنا دیا۔ سیزر کے قاتل ہونے کا پہلا معلوم اشارہ ایک خط میں ملتا ہے جو اس واقعہ کے آٹھ ماہ بعد فیراری سفار تکار Pigna نے 22 فروری 1498ء کو لکھا تھا۔ سیزر نے ابھی تک اپنے کردار کی تمام تر بے رحمی اور سفاکی نہیں دکھائی تھی جس کی وجہ سے رائے عامہ نے جرم اس کے سر تھوپ دیا۔ میکیاویلی اور گوئچارڈینی نے اُسے متفقہ طور پر مُجرم گردانا۔ اگر جووانی نے کسی اہم معاملے میں اس کی مخالفت کی ہوتی تو وہ یہ کام بعد میں بھی کرنے کے قابل تھا؛ لیکن اس مخصوص قتل میں وہ قطعی بیگناہ تھا۔ [52]

پوپ کو اپنے اوپر کچھ ضبط دوبارہ حاصل ہوا تو کارڈینلوں کی مجلس مشاورت بلائی (19 جون 1497ء)' ان کے تعزیتی کلمات سنے' انہیں بتایا کہ وہ "دنیا میں سب سے زیادہ ڈیوک آف Gandia کو چاہتا تھا"' اور صدمے کو خدا کی جانب سے اپنے گناہوں کی سزا

گردانا۔ اس نے مزید کہا: "ہم نے اپنی طرف سے اپنی زندگی کو بدلنے اور اصلاح کلیسیاء کا تہیہ کر رکھا ہے..... آج کے بعد کلیسائی جاگیریں صرف حقدار افراد کو دی جائیں گی' اور وہ بھی کارڈینلوں کے ووٹوں کے مطابق۔ ہم تمام اقرباء پروری کو مسترد کرتے ہیں۔ ہم اپنے آپ سے اصلاح کا آغاز کریں گے' اور کلیسیاء کے تمام عہدوں تک جائیں گے حتیٰ کہ یہ کام مکمل ہو جائے گا۔" [۵۳] اصلاح کا پروگرام بنانے کے لیے چھ کارڈینلوں کی کمیٹی بنائی گئی۔ اس نے بڑی محنت سے کام لیا' اور الیگزینڈر کے سامنے اصلاح کا ایک اس قدر زبردست فرمان پیش کیا کہ اگر ان سب باتوں پر عمل ہو جاتا تو کلیسیاء "اصلاح" اور "جوابی اصلاح" دونوں سے بچ جاتا۔ لیکن الیگزینڈر کو اپنے اس سوال کا کوئی خاطر خواہ جواب نہ ملا کہ کلیسیائی تقرریوں کے لیے فیس وصول نہ کرنے کی صورت میں پاپائیت کو آمدنی کہاں سے ہوگی۔ دریں اثناء' لوئی XII اٹلی پر دوسرے فرانسیسی حملے کی تیاری کر رہا تھا' اور جلد ہی سیزر بورجیا نے تجویز دی کہ پاپائی ریاستوں کو ان کے منحرف "نمائندوں" سے واپس لے لیا جائے۔ باغی اور بے تکلف دنیا میں کلیسیاء کو ایک طبعی اور مالی استحکام کا نظام دینے والے طاقتور سیاسی ڈھانچے کا خواب پوپ کی روح میں سرایت کر گیا؛ اس نے روزبروز اصلاحات کرنے کی رائے تسلیم کی؛ آخرکار وہ اپنے لیے ایک قلمرو فتح کرنے والے بیٹے کی پرجوش اور خود کو سرتاپا بادشاہ بنا دینے والی کامیابیوں میں اصلاحات کو بھول گیا۔

IV۔ سیزر بورجیا

الیگزینڈر متعدد وجوہ کی بناء پر اب اپنے سب سے بڑے بیٹے پر فخرمند تھا۔ سیزر کے سر اور داڑھی کے بال سنہری تھے' جیسا کہ بہت سے اطالویوں کی خواہش تھی؛ وہ گہری نظر والا' لمبا اور سیدھا' مضبوط اور خوف سے ناآشنا تھا۔ لیونارڈو کی طرح اس کے بارے میں بھی کہانی سنائی جاتی تھی کہ وہ خالی ہاتھوں سے گھوڑے کی نعل کو موڑ سکتا تھا۔ وہ اپنے اصطبل کے لیے لائے گئے پرجوش گھوڑوں پر بڑی وحشیانہ مہارت سے سواری کرتا؛ وہ خون کے پیاسے کتے جیسے شوق کے ساتھ شکار کھیلنے جاتا۔ اس نے جوبلی کے دوران رومن سکوائر میں سانڈ لڑائی کے مقابلہ میں ایک ہی وار سے سانڈ کا سر جدا

کر کے مجمعے کو حیران کر دیا تھا؛ 2 جنوری 1502ء کو اس نے پیاتسا سان پیاترو میں رسمی سانڈ لڑائی کا اہتمام کیا؛ وہ نو دیگر ہسپانویوں کے ہمراہ گھوڑے پر میدان میں آیا' اور ایک ہاتھ سے اپنے نیزے کا وار کیا' دو سانڈوں میں سے زیادہ غضبناک سانڈ وہیں ڈھیر ہو گیا؛ اس نے گھوڑے سے اتر کر کچھ دیر "سانڈ لڑائی" (Torero) کا مظاہرہ کیا؛ پھر اپنے حوصلے اور مہارت کا کافی ثبوت دے کر میدان پیشہ ور مقابلہ بازوں کے لیے چھوڑ گیا۔ [۵۴] اس نے یہ کھیل روم کے ساتھ ساتھ رومانیا میں بھی متعارف کرائی؛ لیکن یہ وہاں تھوڑا ہی عرصہ چلنے کے بعد واپس سپین چلی گئی۔

اسے ظالم خیال کرنے کا مطلب اس کی شخصیت کے بہت سے حصوں کو نظرانداز کرنے کے مترادف ہوگا۔ ایک ہم عصر نے اسے "زبردست اور بے مثال چالاکی اور شاندار خصلت والا نوجوان' خوشگوار' حتیٰ کہ مسرور اور ہمیشہ نیک جذبات کے ساتھ" بتایا؛ [۵۵] ایک اور نے اسے یوں بیان کیا: "اپنے بھائی Gandia کے ڈیوک کی نسبت کہیں زیادہ خوش شکل اور ہوشیار۔" [۵۶] آدمیوں نے اس کے انداز کی نفاست' سادہ مگر مہنگے لباس' حاکمانہ نگاہ اور دنیا کو اپنی متروکہ جائیداد سمجھنے والے شخص جیسے طرز عمل کا ذکر کیا۔ عورتیں اس کی معترف تھیں مگر اُسے پیار نہیں کرتی تھیں؛ وہ جانتی تھیں کہ وہ عورتوں کو دھیرے سے لیتا اور دھیرے سے ایک طرف پھینک دیتا ہے۔ اس نے پیروجیا یونیورسٹی میں قانون پڑھ کر اپنے ذہن کی فطری چالاکی کو جِلا بخشی۔ اس نے کتابوں یا "ثقافت" کو بہت کم وقت دیا' لیکن سب کی طرح گاہے بگاہے نظمیں لکھیں۔ وہ آرٹس کا بڑا قدردان تھا؛ جب کارڈینل رافیلو ریارو نے اس وجہ سے ایک "کیوپڈ" خریدنے سے انکار کر دیا کہ یہ محض کسی نامعلوم فلورنسی نوجوان مائیکل اینجلو بوناروتی نے بنایا تھا تو سیزر نے اس کے خاصی بھاری قیمت ادا کی۔

صاف ظاہر ہے وہ کلیسیائی کیریئر کے لیے نہیں بنا تھا' لیکن اس نے اسے پہلے ویلنشیا کا آرچ بشپ (1492ء) اور پھر کارڈینل (1493ء) بنایا۔ اس قسم کی تعیناتیوں کو کوئی بھی شخص مذہبی نہیں سمجھتا تھا؛ یہ ان نوجوانوں کو آمدنی فراہم کرنے کے ذرائع تھے جن کے رشتہ دار بارسوخ تھے' اور جنہیں کلیسیائی جائیداد اور انتظام عملی طور پر سنبھالنے کے لیے تربیت دی جا سکتی تھی۔ سیزر نے نچلے سلسلوں کو اپنایا لیکن کبھی پادری

نہ بنا- چونکہ کلیسیائی قانون میں ولد الحرام شخص کارڈینل نہیں بن سکتا تھا اس لیے الیگزینڈر نے مورخہ 19 ستمبر 1493ء کے ایک فرمان میں اسے وانوتسا اور ڈی آری نیانو کا جائز بیٹا قرار دیا- یہ بات سہولت بخش نہ تھی کہ سکسٹس IV نے 16 اگست 1482ء کے ایک فرمان میں سیزر کو "بشپ اور وائس چانسلر روڈریگو" کا بیٹا بیان کیا تھا- لوگ مسکرائے' وہ بے موقع صداقتوں پر قانونی جعلسازیوں کا پردہ پڑتے دیکھنے کے عادی تھے-

1497ء میں' جووانی کی موت کے فورا بعد' سیزر پاپائی نمائندے کی حیثیت میں نیپلز گیا اور ایک بادشاہ کی تاجپوشی کا پرجوش ماحول دیکھا- شاید تاج کو چھونے سے اس کا خون تیزی سے گردش کرنے لگا تھا- روم واپس آنے پر اس نے اپنے باپ سے اصرار کیا کہ اسے اپنا کلیسیائی کیریئر چھوڑنے کی اجازت دی جائے- اسے آزاد کرنے کا واحد راستہ صرف یہ تھا کہ الیگزینڈر کارڈینلوں کے کالج کے سامنے یہ اعتراف کر لے کہ سیزر اس کا غیر قانونی بیٹا تھا; ایسا ہی کیا گیا' اور نوجوان حرام زادے کی بطور کارڈینل تقرری کو کالعدم قرار دے گیا گیا (17 اگست 1498ء)- [۲۹] وہ دوبارہ ناجائز اولاد قرار پایا- سیزر نے اپنا جوش سیاست کی کھیل کی جانب موڑ دیا-

الیگزینڈر کو امید تھی کہ شاہ نیپلز فیڈریگو III سیزر کو اپنی بیٹی کارلوٹا کا رشتہ دے دے گا' لیکن فیڈریگو ذرا مختلف ذوق کا آدمی تھا- پوپ نے شدید ناراض ہو کر اس توقع کے ساتھ فرانس سے رجوع کیا کہ اسے پاپائی ریاستیں دوبارہ حاصل کرنے کے لیے مدد مل جائی گا- ایک اچھا موقع ملا جب لوئی XII نے اپنی بچپن کی زبردستی کی گئی ایک شادی کو منسوخ کرنے کو کہا- اکتوبر 1498ء میں الیگزینڈر نے بادشاہ کے لیے ایک طلاق کا فرمان اور دلہن کے لیے دو لاکھ ڈیوکٹ دے کر سیزر کو فرانس بھیجا- چارلس VIII کی بیوہ' برٹانی کی اینے سے شادی کے لیے پاپائی اجازت اور طلاق نامے سے خوش ہو کر لوئی نے سیزر کو نوارے کے بادشاہ کی بہن شارلٹ (Charlotte) ڈی البرٹ کا ہاتھ پیش کیا; مزید برآں اس نے سیزر کو Valentinois اور Diois کا ڈیوک بنا دیا--- ان دو فرانسیسی علاقوں پر پاپائیت کو کچھ قانونی حق حاصل تھا- مئی 1499ء میں نئے ڈیوک ویلنٹینو--- اب اسے اٹلی میں یہی کہا جانے لگا تھا--- نے اچھی' خوبصورت اور ولتفیر

شارلٹ سے شادی کی: اور الیگزینڈر کی بتائی ہوئی خبروں کے مطابق روم نے اپنے شہزادے کی شادی پر خوشی کے جشن منائے۔ اس شادی کی وجہ سے ایک ایسا بادشاہ پاپائیت کا حلیف بن گیا جو اِٹلی پر حملہ کرنے اور مِیلان و نیپلز ہتھیانے کی کھل عام تیاری کر رہا تھا۔ 1499ء میں الیگزینڈر بھی اسی طرح مجرم ٹھہرا جیسے 1494ء میں لوڈو ویکو اور ساوونارولا ٹھہرے تھے۔ اس اتحاد نے 1495ء میں الیگزینڈر کی تشکیل کردہ "مقدس انجمن" کا سارا کام بیکار کر دیا' اور اس نے جولیئس II کی جنگوں کے لیے زمین ہموار کی۔ سیزر بورجیا بھی 6 اکتوبر 1499ء کو لوئی XII کے ہمراہ مِیلان میں آنے والے ممتاز افراد میں شامل تھا: وہاں موجود کاستیلیو نے ڈیوک ویلنٹینو کو بادشاہ کے تمام شاہانہ مصاحب میں سے طویل قامت اور دلکش ترین آدمی بتایا۔ [۵۸] اس کا غرور اس کی شکل و شباہت سے میل کھاتا تھا۔ اس کی انگوٹھی پر یہ تحریر کھدی ہوئی تھی: "چاہے کچھ بھی ہو' جو ضروری سمجھتے ہو کر گذرو۔" اس کی تلوار پر جولیئس سیزر کی زندگی کی جھلکیاں اور یہ دو نصب العین کندہ تھے: "موت ایک سانچا ہے"؛ "صرف سیزر یا کوئی بھی نہیں۔" [۵۹]

الیگزینڈر کو آخر کار اس بہادر نوجوان اور خوش باش جنگجو میں وہ جرنیل مل گیا جو اسے پاپائی ریاستوں کی دوبارہ تسخیر میں کلیسائی افواج کی قیادت کے لیے درکار تھا۔ لوئی نے 300 فرانسیسی نیزہ بردار دیئے' چار ہزار گاسکن اور سوئس (سوستانی) بھرتی کیے گئے' اور دو ہزار اطالوی کرائے کے سپاہی بھی۔ یہ فوج درجن بھر فرمانرواؤں پر غلبہ پانے کے لیے چھوٹی تھی' لیکن سیزر مہم جوئی کے لیے بے قرار تھا۔ عسکری ہتھیاروں میں روحانی ہتھیاروں کا اضافہ کرنے کی خاطر پوپ نے ایک فرمان میں کہا کہ: ایمولا اور ری پر کیٹرینا سفورتسا اور اس کے بیٹے اوتاویانو--- رمنی پر پانڈولفو--- کیمرینو پر گلیو وارانو--- فاین تسا پر استورے مانفریڈی--- اُربینو پر Guidobaldo --- پیزارو پر جووانی سفورتسا کا اقتدار قانون اور انصاف کے مطابق کلیسیاء سے متعلق تمام زمینیں' جائیداد اور حقوق غصب کرنے کی وجہ سے: کہ اپنے اختیارات کا غلط استعمال اور اپنے مطیع لوگوں کا استحصال کرنے والے حاکم جابر تھے: اور یہ کہ اب انہیں مستعفی ہونا یا بزور نکال دینا چاہیے۔ [۶۰] غالباً جیسا کہ دوسروں نے الزام لگایا' الیگزینڈر نے ان عملداریوں کو اپنے بیٹے کے لیے بادشاہت میں شامل کرنے کا خواب دیکھا تھا: یہ بعید از

قیاس ہے' کیونکہ الیگزینڈر لازماً یہ بات جانتا ہوگا کہ اس کے جانشین اور نہ ہی اِٹلی کی دیگر ریاستیں اس غاصبانہ قبضے کی جگہ پر قائم ہونے والے غیرقانونی قبضے کو زیادہ عرصہ تک برداشت کریں گی۔ خود سیزر نے شاید اس قسم کی منزل مقصود کا خواب دیکھا ہوگا: مکیاویلی کو یہی توقع تھی' اور وہ سارے اِٹلی کو متحد کرنے اور حملہ آوروں کو باہر نکالنے والے طاقتور ہاتھ کو دیکھ کر خوش ہوتا۔ لیکن سیزر نے اپنی زندگی کے آخری وقت میں احتجاج کیا کہ اس کے پاس کلیسیاء کی اور کلیسیاء کے لیے ریاستیں فتح کرنے کے سوا کوئی دوسرا مقصد نہیں تھا: اور وہ پوپ کے نمائندہ کی حیثیت سے رومانیا کا حاکم بننے پر ہی قناعت کرتا۔

جنوری 1500ء میں سیزر اور اس کی فوج ایپنائنز پار کر کے فورلی پہنچی۔ اِیمولا نے فوراً اس کے نائب کے سامنے ہتھیار پھینک دیئے' اور فورلی کے شہریوں نے دروازے کھول کر استقبال کیا: لیکن کیٹرینا سفورتسا بارہ سال پہلے کی طرح اب بھی اپنی گیریژن کے ہمراہ قلعے میں ڈٹ گئی۔ سیزر نے اسے آسان شرائط پیش کیں: کیٹرینا نے تلوار کو ترجیح دی۔ مختصر محاصرے کے بعد پاپائی دستوں نے قلعے میں دھاوا بولا اور مدافعت کرنے والوں کو تہہ تیغ کیا۔ کیٹرینا کو روم بھیجا گیا' جہاں اسے بن بلائے مہمان کے طور پر ویٹیکن کے Belvedere حصے میں رکھا گیا۔ اس نے بھاگنے کی کوشش کی اور سانت اینجلو میں منتقل کر دی گئی۔ اس نے اٹھارہ ماہ بعد رہائی پائی اور راہبہ بن گئی۔ وہ ایک دلیر لیکن بڑی چڑچڑی عورت تھی۔ [۶۲] "وہ بدترین قسم کی جاگیردارنی تھی' اور سارے رومانیا کی طرح اس کی تمام عملداریوں میں سیزر کو ظلم و برائی کا دور ختم کرنے کے لیے آسمان کی جانب سے بھیجا ہوا منتقم خیال کیا گیا۔" [۶۳]

لیکن سیزر کی پہلی فتح بہت مختصر تھی۔ اس کے غیرملکی فوجیوں نے بغاوت کر دی کیونکہ سیزر کے پاس انہیں ادا کرنے کے لیے کافی رقم نہ تھی: انہیں تب بمشکل ہی سکون ملا جب لوئی XII نے مِیلان پر دوبارہ قبضے میں مدد کے لیے فرانسیسی دستے کو واپس بلوایا (مِیلان پر لوڈوویکو نے عارضی طور پر دوبارہ قبضہ کر لیا تھا)۔ سیزر اپنی باقی فوج کو واپس لے گیا اور تقریباً ایک فاتح رومن سپہ سالار جیسی عزت افزائی حاصل کی۔ الیگزینڈر اپنے بیٹے کی کامیابی پر بہت خوش ہوا۔ ایک وینسی سفارتکار بتاتا ہے: "پوپ

ہمیشہ سے زیادہ خوش تھا۔" [۱۳] اس نے مفتوحہ شہروں پر سیزر کو پاپائی نمائندہ تعینات کیا اور اپنے بیٹے کے مشورے بڑی محبت سے سننے لگا۔ جوبلی اور عہدوں کی فروخت سے حاصل شدہ آمدنی نے خزانے کو بھرا؛ اب سیزر ایک اور مہم کی منصوبہ بندی کر سکتا تھا۔ اس نے پاؤلو اورسینی کو پاپائی افواج میں شامل کرنے کے لیے خاطر خواہ رقم پیش کی؛ پاؤلو اور دیگر کئی شرفاء بھی آ گئے؛ اس عقلمندانہ چال کے ذریعہ سیزر نے اپنی فوج کو بڑا کیا اور پاپائی دستوں کی عدم موجودگی میں روم کو بارنز کے دھاووں سے تحفظ دیا۔ شاید اسی جیسی تحریصات اور مال غنیمت کے وعدوں کے ساتھ اس نے پیروجیا کے حاکم جیان پاؤلو بیجلیونی (Gianpaolo Baglioni) کی خدمات اور فوجیوں کی فہرست بنائی اور توپ خانے کی کمان Vitellozzo Vitelli کو سونپی۔ لوئی XII نے اسے نیزہ برداروں کی ایک چھوٹی سی رجمنٹ بھیجی، لیکن سیزر اب فرانسیسی کمک کا مرہون منت نہیں رہا تھا۔ ستمبر 1500ء میں الیگزینڈر کے اصرار پر اس نے لیشیئم میں دشمن کولونا اور ساویلی کے مقبوضہ قلعوں پر حملہ کیا۔ ایک کے بعد دوسرا قلعہ ہتھیار پھینکتا گیا۔ جلد ہی الیگزینڈر پاپائیت کے عرصہ سے کھوئے ہوئے علاقوں میں بحفاظت گھومنے پھرنے کے قابل ہو گیا۔ ہر کہیں اس کا عوامی استقبال ہوا، [۱۵] کیونکہ جاگیردار اپنی رعیت کو عزیز نہ تھے۔

جب سیزر اپنی دوسری بڑی مہم پر روانہ ہوا (اکتوبر 1500ء) تو اس کے پاس 14,000 آدمیوں کی فوج، شاعروں، پادریوں اور فوجیوں کی خدمت کیلئے فاحشاؤں کی پوری منڈلی تھی۔ ان کی آمد کا اندازہ لگا کر پانڈولفو مالاتیستا نے رمنی کو خالی کیا اور جووانی سفورتسا پیزارو سے بھاگ گیا؛ دونوں شہروں نے سیزر کو بطور نجات دہندہ خوش آمدید کہا۔ فاین تسا میں استورے مانفریدی نے مدافعت کی اور لوگ بڑی وفاداری کے ساتھ اس کے حمایتی رہے۔ بورجیا نے فراخدلانہ شرائط پیش کیں جنہیں مانفریدی نے مسترد کر دیا۔ سارا موسم سرما محاصرے میں گذر گیا: آخرکار فاین تسا نے سیزر کے اس وعدے پر ہتھیار ڈال دیئے کہ سب سے نرمی برتی جائے گی۔ اس نے شہریوں سے اچھا سلوک کیا، اور مانفریدی کی بلند ہمت مدافعت کو اتنے جوش و خروش سے سراہا کہ شکست خوردہ لوگ اپنے فاتح پر فدا ہو گئے، اور اس کا عملہ بن کر ساتھ ہو لیے۔ استورے کے چھوٹے بھائی نے بھی ایسا ہی کیا، حالانکہ وہ دونوں کہیں بھی جانے کیلئے آزاد تھے۔ [۱۶]

وہ دو ماہ تک سیزر کے ساتھ ساتھ گھومتے رہے' اور انہیں بڑی عزت دی گئی۔ پھر اچانک روم پہنچنے پر انہیں سانت اینجلو قلعے میں ڈال دیا گیا۔ وہاں وہ ایک سال تک رہے; پھر 2 جون 1502ء کو ان کی نعشیں دریائے ٹائبر نے اگل دیں۔ یہ معلوم نہیں کہ سیزر یا الیگزینڈر نے انہیں کس جرم کی سزا دی۔ بورجیاز کی تاریخ میں سو بھر دیگر عجیب واقعات کی طرح یہ معاملہ بھی بدستور راز ہے جسے صرف کوئی معلومات سے عاری شخص ہی حل کر سکتا ہے۔

سیزر نے اب اپنے خطاب میں رومانیا کے ڈیوک کا اضافہ کر لینے کے بعد نقشے کا مطالعہ کیا' اور اپنے باپ کی جانب سے تفویض کردہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچانے کا فیصلہ کیا۔ کیمیرینو اور اُربینو ابھی تک قابو سے باہر تھے۔ اُربینو قانون کے لحاظ سے پاپائی ہونے کے باوجود جاری سیاسی تقاضوں کے مطابق ایک مثالی ریاست تھا; Guidobaldo اور الیزبیتا جیسے ہر دلعزیز جوڑے کو معزول کرنا ناگوار بات لگتی تھی; اور اب شاید وہ حقیقتاً پاپائی نمائندے قبول کرنے پر راضی ہو گئے تھے۔ لیکن سیزر نے دلیل پیش کی کہ یہ شہر ایڈریاٹک تک پہنچنے کی آسان راہ روکے ہوئے ہے' اور دشمنوں کے ہاتھ میں چلے جانے پر پیزارو اور رمینی کے ساتھ اس کا رابطہ منقطع کر سکتا ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ آیا الیگزینڈر نے رضامندی ظاہر کی یا نہیں; یہ ناقابل یقین لگتا ہے' کیونکہ تقریباً اسی وقت اس نے Guidobaldo پر دباؤ ڈالا تھا کہ پاپائی فوج کو اپنا توپ خانہ دے۔[۶۱] یہ زیادہ قرین قیاس ہے کہ سیزر نے اپنے باپ کو دھوکہ دیا یا اپنا ہی منصوبہ تبدیل کر لیا۔ 12 جون 1502ء کو' لیونارڈو داونچی کو بطور چیف انجینئر ساتھ لے کر وہ اپنی تیسری مہم پر روانہ ہوا' بظاہر کیمیرینو کی طرف۔ وہ ایک دم شمال کی جانب مڑا' اور اس قدر تیزی سے اُربینو پہنچا کہ وہاں کے مفلوج حکمران کو بڑی مشکل سے بھاگ نکلنے کا موقع مل سکا' اور وہ شہر کو سیزر کے ہاتھوں میں بے یار و مددگار چھوڑ گیا۔ (21 جون)۔ اگر یہ حرکت الیگزینڈر کی مرضی اور مشورے سے کی گئی تھی تو یہ تاریخ میں نہایت قابل مذمت عیاری تھی' اگرچہ میکیاویلی اس چالاکی سے بہت پرجوش ہوا ہو گا۔ فاتح نے مقامی لوگوں سے مہذبانہ سلوک کیا لیکن شکست خوردہ ڈیوک کے جمع کردہ نادر فن پارے ہتھیا لیے اور اپنی فوجوں کو ادائیگی کی خاطر بیچ دیئے۔

دریں اثناء اس کے سپہ سالار Vitelli نے بدیہی طور پر اپنے اختیارات کے تحت ہی' اریتسو پر قبضہ کیا جو بڑے عرصہ سے فلورنس کی جاگیر تھا۔ حیرت زدہ مجلس بلدیہ نے اُربینو میں بیزر سے اپیل کرنے کے لیے وولٹیرا کے بشپ کو میکیاویلی کے ساتھ بھیجا۔ اس نے کامیابی کی خوشی کے ساتھ انہیں خوش آمدید کہا: "میں یہاں آمر بننے نہیں بلکہ آمروں کا خاتمہ کرنے آیا ہوں۔" ۶۸ اس نے Vitelli کو روکنے اور اریستو واپس فلورنس کو دینے پر رضامندی ظاہر کی; بدلے میں اس نے فلورنس اور اپنے درمیان باہمی دوستی کی دوٹوک پالیسی کا مطالبہ کیا۔ بشپ نے اسے مخلص خیال کیا' اور میکیاویلی نے غیر سفارت کارانہ جوش کے ساتھ مجلس بلدیہ کو لکھا:

> عالی جناب زبردست اور پرشکوہ ہیں' اور اتنے بہادر کہ ان کی نظر میں کوئی مہم بڑی نہیں۔ انہوں نے رفعت اور علاقے حاصل کرنے کے لیے اپنا سکون ختم کر ڈالا' اور خوف یا مشکل سے ناآشنا ہیں۔ وہ اپنے ارادے جان لیے جانے سے پہلے ہی مقصد حاصل کر لیتے ہیں۔ انہوں نے خود کو اپنے فوجیوں میں ہردلعزیز بنایا' اور اِٹلی کے بہترین آدمی منتخب کیے۔ ان سب باتوں نے' متواتر خوش قسمتی کی مدد سے' انہیں فتحمند اور ہیبت ناک بنا دیا ہے۔ ۶۹

20 جولائی کو کیمیرینو نے بیزر کے نائبین کے سامنے شکست تسلیم کر لی' اور پاپائی ریاستیں دوبارہ پاپائی بن گئیں۔ بیزر نے براہ راست طور پر یا کسی نمائندے کے ذریعہ انہیں اتنی اچھی حکومت دی کہ اس کا آمروں کو ختم کرنے کا دعویٰ جھوٹا نہ پڑا; بعد میں اُربینو اور فاین تسا کے سوا باقی سب نے اس کی تنزلی پر افسوس کیا۔ ۷۰ بیزر کو پتہ چلا کہ ایلزبیتا کا بھائی اور اِزابیلا کا شوہر جیان فرانسسکو گونزاگا دیگر سرکردہ آدمیوں کو ساتھ لے کر لوئی XII کو اس کے خلاف بھڑکانے میلان گیا ہے; بیزر نے فوراً اِٹلی عبور کیا' دشمنوں سے دُوبدو ہوا اور بہت جلد بادشاہ کی حمایت دوبارہ حاصل کر لی (اگست 1502ء)۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس موقع تک' اور حتیٰ کہ اس کی نہایت قابل اعتراض مہم کے بعد بھی' ایک بشپ' ایک بادشاہ اور ایک سفارتکار (جو بعدازاں اپنی عیاری کیلئے مشہور ہوا) بیزر کے معترف ہو گئے اور اس کے منصفانہ رویہ کو قبول کر لیا۔

بہرحال اٹلی سیزر کی تنزلی کے لیے دعاگو افراد سے بھرا پڑا تھا۔ وینس اسے ایک اعزازی شہری بنا لینے کے باوجود پاپائی ریاستوں کو دوبارہ مضبوط اور ایڈریاٹک ساحل پر اختیارات حاصل کرتے ہوئے دیکھنے پر خوش نہ تھا۔ فلورنس اس سوچ پر برافروختہ ہوا کہ فلورنسی علاقے سے صرف آٹھ میل دور فورلی ایک ناقابل اندازہ اور بے اصول' ریاستی چالبازی اور جنگ کے ماہر شخص کے ہاتھوں میں تھا۔ پیسا نے خود کو اس کی حکومت کے لیے پیش کیا (دسمبر 1502ء)؛ سیزر نے بڑی محبت سے یہ پیشکش مسترد کر دی؛ لیکن اگر وہ اپنا رخ کیمیرینو کی طرف کر لیتا تو کیا ہوتا؟ اِزابیلا نے اُسے تحائف بھیج کر شاید اُربینو سے اس کی زیادتی کے خلاف اپنی اور میتوآ کی ناراضگی پر پردہ ڈالا۔ سیزر کی فتوحات نے کولونا اور ساویلی' اور کچھ حد تک اورسینی کو بھی برباد کر دیا' اور انہیں اس کے خلاف اتحاد قائم کرنے کا موقع بڑی مشکل سے ملا۔ سیزر کے اپنے "بہترین آدمی"' جنہوں نے بڑی ذہانت کے ساتھ اس کے دستوں کی قیادت کی تھی' بھی پُریقین نہ تھے کہ وہ اگلے علاقوں پر حملہ کر سکتا ہے یا نہیں؛ ان میں سے کچھ علاقوں پر کلیسیاء بھی دعویدار تھا۔ جیان پاؤلو بیجلیونی پیروجیا پر قبضے' اور جووانی بینٹی ووگلیو بولونیا میں اپنی حکومت کے لیے لرزاں؛ پاؤلو اور سینی اور گراوینا کا ڈیوک فرانسسکو اور سینی سوچ میں گم تھے کہ سیزر اور سینی قبیلے کے ساتھ بھی وہی کچھ کرنے میں کتنا وقت لے گا جو اس نے کولونا کے ساتھ کیا تھا۔ اریتسو سے دستبرداری پر مجبور کیے جانے کی وجہ سے پُرغضب Vitelli نے ان آدمیوں' اور فرمو کے اولیویرَوٹو' سینا کے پانڈولفو پیترُوچی اور Guidobaldo کے نمائندوں کو Trasimene جھیل کے پاس La Magione میں مل بیٹھنے کی دعوت دی (ستمبر 1502ء)۔ وہاں انہوں نے اپنی فوجوں کو سیزر کے خلاف موڑنے' اسے پکڑنے اور معزول کرنے' رومانیا اور مارچز میں اس کی حکومت ختم کرنے اور معزول شدہ جاگیرداروں کو بحال کرنے پر رضامندی ظاہر کی۔ یہ ایک خوفناک منصوبہ تھا' جس کی کامیابی سے الیگزینڈر اور اس کے بیٹے کے سوچے سمجھے منصوبے دھرے رہ جاتے۔

سازش کا آغاز زبردست فتوحات سے ہوا۔ اُربینو اور کیمیرینو میں عوام کی مدد سے بغاوتیں منظم کی گئیں؛ وہاں سے پاپائی گیریژنوں کو نکال دیا گیا؛ Guidobaldo اپنے

محل میں واپس آیا (18 اکتوبر 1502ء); معزول شدہ جاگیرداروں نے ہر کہیں سر اٹھائے اور اقتدار دوبارہ حاصل کرنے کے منصوبے بنانے لگے۔ سیزر کو اچانک پتہ چلا کہ اس کے نائبین سرکش ہوگئے ہیں' اور اس کی فوجیں اس حد تک گھٹ گئی تھیں کہ اب اپنی فتوحات پر قبضہ قائم رکھنا ممکن نہ تھا۔ اس بحران میں کارڈینل فیراری بڑے ٹھیک وقت پر مرگیا; الیگزینڈر نے اس کے چھوڑے ہوئے 50,000 ڈیوکٹ ہتھیانے میں تیزی دکھائی' اور کارڈینل کی کچھ کلیسیائی جاگیریں بھی بیچ دیں; اس نے حاصل شدہ رقم سیزر کو دی جس نے فوراً چھ ہزار آدمیوں کی ایک نئی فوج بنالی۔ دریں اثناء الیگزینڈر نے انفرادی حیثیت میں سازشیوں سے مذاکرات کیے' ان سے بڑے اچھے وعدے کیے اور ان میں سے اتنے ساروں کو دوبارہ مطیع بنالیا کہ اکتوبر کے آخر تک وہ سب سیزر کے ساتھ صلح کرچکے تھے; یہ سفارتکاری کی حیرت انگیز کامیابی تھی۔ سیزر نے خاموش تشکیک کے ساتھ ان کی معذرتیں قبول کیں; اور نوٹ کیا کہ اُربینو سے Guidobaldo کے فرار ہونے کے باوجود اورسینی اب بھی اپنی فوجوں کے ساتھ قلعے سنبھالے بیٹھا تھا۔

دسمبر میں سیزر کے نائبوں نے اس کی اجازت سے ایڈریاٹک پر سینیگالیا کا محاصرہ کرلیا۔ شہر نے جلد ہی ہار مان لی' لیکن قلعے کے حاکم نے سیزر کے سوا کسی اور کے سامنے ہتھیار پھینکنے سے انکار کردیا۔ چیزینا (Cesena) میں ڈیوک کی طرف ایک قاصد بھیجا گیا; وہ 2,800 وفادار فوجیوں کو ساتھ لیے ساحل پر تیزی سے روانہ ہوا۔ سینیگالیا پہنچنے پر سازش کے چار سرکردہ افراد نے ظاہری گرمجوشی کے ساتھ اسے خوش آمدید کہا---- Vitellozzo Vitelli' پاؤلو اورسینی' فرانسسکو اورسینی اور اولیوریوتو۔ اس نے انہیں حاکم کے محل میں اپنے ساتھ ایک کانفرنس میں دعوت دی; جب وہ آئے تو انہیں گرفتار کروادیا; اور اس رات (31 دسمبر 1502ء) کو Vitelli اور اولیوریوتو کا گلا دبادیا۔ دونوں اورسینی کو اس وقت تک کے لیے جیل میں ڈال دیا گیا جب تک سیزر اپنے باپ سے رابطہ نہ کرلے; بدیہی طور پر الیگزینڈر اپنے بیٹے کا ہم خیال تھا; اور 18 جنوری کو ان دونوں آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ [لکھ]

سیزر سینیگالیا پر اپنی کاری ضرب پر مغرور ہوا; اس نے سوچا کہ اِٹلی ان چار آدمیوں سے پیچھا چھڑانے پر اس کا شکریہ ادا کرے گا جو نہ صرف کلیسیائی زمینوں کے

جاگیردارانہ غاصب بلکہ لاچار رعایا کے ظالم فرمانروا بھی تھے۔ شاید اسے ایک یا دو مرتبہ ضمیر کی چبھن محسوس ہوئی' کیونکہ اس نے میکاویلی سے کہا تھا: "ایسے لوگوں کو پھانس لینا درست ہے جو یہ ثابت کر رہے ہوں کہ وہ دوسروں کو پھانسنے میں بڑے استاد ہوا کرتے تھے۔" [42] میکاویلی نے بھرپور اتفاق کیا اور اس موقع پر سیزر کو اٹلی میں بہادر اور عقلمند ترین آدمی خیال کیا۔ مورخ اور بشپ پاؤلو جوویو نے چار سازشیوں کے خاتمہ کو "bellissimo inganno" یعنی ایک "خوبصورت ترین ترکیب" کہا۔ [43] اِزابیلا ڈی ایستے نے محفوظ کھیل کھیلتے ہوئے سیزر کو مبارک باد اور ایک سو ماسک بھی بھیجے تاکہ وہ "اس شاندار مہم کی مشکلات اور مصیبتوں کے بعد" محظوظ ہو سکے۔ لوئی XII نے اس ضرب کو "روم کے عظیم دنوں کے شایانِ شان کام" کہہ کر سراہا۔ [44]

اب الیگزینڈر اپنے بیٹے اور کلیسیاء کے بحال شدہ شہروں کے خلاف سازش پر بھرپور غصے کا اظہار کرنے کے لیے آزاد تھا۔ اس نے اپنے پاس یہ ثبوت موجود ہونے کا دعویٰ کیا کہ کارڈینل اورسینی نے اپنے رشتہ داروں کے ساتھ مل کر سیزر کو قتل کرنے کی سازش تیار کی تھی; [45] اس نے کارڈینل اور متعدد دوسرے مشتبہ افراد کو قید کروایا (3 جنوری 1503ء); کارڈینل کے محل پر قبضہ کر کے اس کی تمام چیزیں ضبط کر لیں۔ کارڈینل 22 فروری کو جیل میں مر گیا' شاید تھکن کی وجہ سے; روم نے اندازہ لگایا کہ پوپ نے اسے زہر دے دیا تھا۔ الیگزینڈر نے سیزر کو مشورہ دیا کہ روم اور کامپانیا سے اورسینی کی جڑیں مکمل طور پر ختم کر دے۔ سیزر اتنا زیادہ پرجوش نہیں تھا; شاید وہ بھی تھک چکا تھا; اس نے دارالحکومت واپس آنے میں تاخیر کی' اور پھر بے دلی کے ساتھ [46] سے چیری (Ceri) میں گیلیو اورسینی کے طاقتور قلعے کا محاصرہ کرنے روانہ ہو گیا (14 مارچ 1503ء)۔ اس محاصرے---- شاید دوسروں---- میں بورجیا نے لیونارڈو کی کچھ جنگی مشینیں استعمال کیں; ایک حرکت کرنے والا مینار بھی تھا جس کے اوپر 300 آدمی سوار ہو کر دشمن کی فصیل تک جا سکتے تھے۔ [47] گیلیو نے ہار مان لی اور امن کی درخواست لے کر سیزر کے ہمراہ ویٹیکن چلا گیا; پوپ نے اس شرط پر درخواست قبول کی کہ پاپائی علاقے میں تمام اورسینی قلعے کلیسیاء کے حوالے کر دیئے جائیں; اس پر عمل ہوا۔ اسی اثناء میں پیروجیا اور فرمو نے خاموشی کے ساتھ سیزر کے بھیجے ہوئے حاکم قبول کر لیے۔

بولونیا ابھی تک بازیاب نہیں ہوا تھا' لیکن فیرارا نے بڑی خوشی سے لوکریزیا بورجیا کو اپنی ڈچس تسلیم کر لیا۔ ان دو بڑی جاگیروں سے قطع نظر--- جہاں الیگزینڈر کے جانشینوں نے قبضہ کیا--- پاپائی ریاستوں کی تسخیر تو مکمل تھی--- اور 28 سالہ سیزر بورجیا نے خود کو ایک اقلیم کا حاکم پایا--- سارے جزیرہ نما میں صرف نیپلز کی سلطنت ہی وسعت میں اس اقلیم کا مقابلہ کرتی تھی۔ رائے عامہ کے مطابق اب وہ اِٹلی کا سب سے زیادہ قابل ذکر اور طاقتور آدمی تھا۔

کچھ عرصہ تک وہ ویٹیکن میں خلاف معمول خاموشی سے بیٹھا رہا۔ ہمیں توقع ہو گی کہ اس موقع پر اس نے اپنی بیوی کو بلوا بھیجا ہو گا; لیکن اس نے ایسا نہ کیا۔ وہ اسے فرانس میں اس کے خاندان کے پاس چھوڑ گیا تھا' جہاں وہ ایک بچے کی ماں بنی; کبھی کبھار سیزر اسے خط لکھتا اور تحفے بھیجتا رہا; لیکن دوبارہ کبھی نہ ملا۔ ڈچس نے بورجیا ڈیفینے (Dauphine) کی La Motte-Feuilly نامی حویلی میں اوسط درجہ کی اور اَلگ تھلگ زندگی گذاری اور بلاوا آنے یا شوہر کی آمد کا انتظار کرتی رہی۔ جب سیزر برباد اور تنہا رہ گیا تو اس نے اس کے پاس جانے کی کوشش کی; سیزر کی موت پر اس نے اپنے گھر پر کالا رنگ کروا دیا اور تادم مرگ اس کا سوگ مناتی رہی۔ شاید سیزر نے بعد میں اسے بلوایا ہو گا' لیکن اسے سکون کے چند ماہ ہی ملے تھے; زیادہ قرین قیاس یہ ہے کہ وہ شادی کو خالصتاً سیاسی ہونے کی وجہ سے بنظر حقارت دیکھتا تھا' اور اس نے اظہار محبت کرنا ضروری نہ سمجھا۔ بدیہی طور پر اس میں مٹھی بھر محبت موجود تھی جو اس نے لوکریزیا کے لیے سنبھالے رکھی; اس نے لوکریزیا سے اتنی ہی محبت کی جتنی وہ کسی بھی عورت سے کر سکتا تھا۔ اس نے لوئی XII کے ساتھ مل کر اپنے دشمنوں کا محاسبہ کرنے کی خاطر عجلت میں اُربینو سے مِیلان جاتے ہوئے بھی فیرارا میں اپنی شدید بیمار بہن سے ملنے کا کافی حد تک غیر معمولی اقدام کیا۔ وہ روم سے واپسی پر دوبارہ وہاں رکا' اپنی بہن کو بانہوں میں لے کر بیٹھا رہا جبکہ طبیب اسے خون دے رہے تھے اور اس کی حالت خطرے سے باہر آنے تک وہیں ٹھہرا۔ [۸] سیزر شادی شدہ زندگی گذارنے کے لیے نہیں بنا تھا; اس نے محبوبائیں رکھیں' لیکن زیادہ عرصہ تک کسی کو بھی نہیں; وہ طاقت حاصل کرنے کی خواہش میں اس قدر ڈوبا ہوا تھا کہ کسی عورت کو اپنی زندگی میں اضافی

طور پر داخل ہونے کی اجازت نہیں دے سکتا تھا۔

روم میں وہ بالکل الگ تھلگ' تقریباً نظروں سے اوجھل رہا۔ وہ رات کے وقت کام کرتا اور دن کے وقت شاذ و نادر ہی دکھائی دیتا۔ لیکن اس نے سخت محنت کی اور امن کے دور میں بھی آرام نہ کیا: اس نے کلیسیاء کی ریاستوں میں اپنے نامزد کردہ افراد پر مسلسل نظر رکھی' عہدے کا غلط استعمال کرنے والوں کو سزا دی' ایک عہدیدار کو ظلم و استحصال کرنے کے جرم میں مروایا اور ہمیشہ ایسے آدمیوں کو وقت دیا جو رومانیا میں حکومت یا روم میں امن قائم رکھنے کے لیے اس کی ہدایات لینا چاہتے تھے۔ اسے جاننے والے لوگ اس کی عیارانہ ذہانت' معاملے کی تہہ تک پہنچ جانے کی صلاحیت' اتفاقاً ملنے والے ہر موقع سے فائدہ اٹھانے اور فوری' فیصلہ کن اور اثر انگیز اقدام کرنے کی وجہ سے اس کی عزت کرتے تھے۔ وہ سپاہیوں میں مقبول تھا' جو چوری چھپے اس کے نظم و ضبط کی تحفظ بخش سختی کے ثناخواں تھے۔ انہوں نے دشمنوں کی تعداد اور پائیداری اور اپنے فوجیوں کی جنگیں اور اموات گھٹانے کے لیے سیزر کی جانب سے رشوت بازی اور دھوکوں کو بڑی پذیرائی بخشی۔ ۹۷۹ سفارتکار اس بات پر بہت جھنجلائے کہ یہ سریع الرفتار اور بے خوف جوان سپہ سالار ان کے خیالات پہلے ہی جان لیتا اور دلیل بازی میں انہیں مات دے دیتا ہے' اور ضرورت پڑنے پر ان کی تمام تر چالاکی اور فصیح البیانی کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ ۹۸۰

رازداری کے لیے اپنی قدرتی صلاحیت نے اسے اِٹلی کے ہجو نگاروں اور دشمن سفارتکاروں یا معزول اشراف کی پھیلائی ہوئی گندی افواہوں کا آسان شکار بنا دیا: آج ان خوفناک رپورٹوں میں حقیقت کو افسانے سے جدا کرنا ناممکن ہے۔ ایک مقبول ترین کہانی یہ تھی کہ الیگزینڈر اور اس کے بیٹے نے امیر کلیسیائی عہدیداروں کو من گھڑت الزامات کے تحت گرفتار کرنے اور پھر بھاری رقوم یا جرمانے لے کر رہائی دینے کی عادت اپنائی تھی: چنانچہ کہا گیا کہ چیزینا کے بشپ کو ایک غیر اعلان کردہ جرم کی بناء پر سانت انجلو میں ڈال دیا گیا اور پھر پوپ کو 10,000 ڈیوکٹ ادائیگی کرنے پر رہا کیا گیا۔ ۹۸۱ ہم یہ نہیں بتا سکتے کہ یہ انصاف تھا یا ڈاکہ زنی: الیگزینڈر کے ساتھ انصاف کرتے ہوئے ہمیں ذہن میں رکھنا ہو گا کہ ان دنوں بھاری جرمانے لے کر قید کی سزا ختم کرنے کا

رجحان سیکولر اور کلیسیائی دونوں عدالتوں میں رائج تھا۔ وینسی سفیر جسٹینیانی اور فلورنسی سفیر وتوریو سوڈرینی کے مطابق اکثر و بیشتر یہودیوں کو تکفیر دین کے الزام میں گرفتار کر لیا جاتا' اور وہ پاپائی خزانے میں حصہ ڈال کر ہی اپنی راسخ الاعتقادی ثابت کر سکتے تھے۔ [۸۲] یہ ممکن ہے: لیکن روم یہودیوں کے ساتھ نسبتاً مہذبانہ سلوک کے لیے مشہور ہے' اور کسی بھی یہودی کو صرف یہودی ہونے کی وجہ سے کافر نہیں سمجھا گیا... اور نہ ہی اس پر عدالت احتساب میں مقدمہ چلا۔

متعدد افواہوں نے بورجیا رہنماؤں پر الزام عائد کیا کہ انہوں نے بہت سے امیر کارڈینلوں کی جائیدادیں جلد حاصل کرنے کی خاطر انہیں زہر دے دیا تھا۔ اس قسم کی کچھ اموات اس قدر مصدقہ ہیں---- ثبوت سے زیادہ تکرار کے ذریعہ---- کہ منصفانہ جیکب برک ہارٹ (Jacob Burckhardt 1818—97ء) تک پروٹسٹنٹ مورخین نے عموماً انہیں تسلیم کیا: [۸۳] اور کیتھولک مورخ پاستور کے خیال میں یہ بات "عین ممکن تھی کہ سیزر نے اپنی مطلوبہ دولت حاصل کرنے کی خاطر کارڈینل Michiel کو زہر دیا ہو۔" [۸۴] یہ نتیجہ اس بنیاد پر تھا کہ الیگزینڈر کے جانی دشمن جولیئس II کے دور میں ایک نائب ڈیکن آکوینوڈا کولوریڈو (Aquino da Calloredo) پر تشدد کر کے اعتراف کروایا گیا کہ اس نے الیگزینڈر اور سیزر کے کہنے پر کارڈینل Michiel کو زہر دیا تھا۔ [۸۵] بیسویں صدی کے ایک مورخ کو تشدد کے ذریعہ کروائے گئے اعترافات پر متشکک ہونے کا الزام دیا گیا۔ محنتی ماہر اعداد و شمار نے دکھایا کہ الیگزینڈر کے دور میں بھی کارڈینلوں کی شرح اموات سابق یا بعد کے ادوار سے بلند نہ تھی: [۸۶] لیکن اس بات میں بھی کوئی شک نہیں کہ اس دور کے آخری تین برسوں میں روم نے کارڈینل اور امیر ہونے کو خطرناک خیال کیا۔ [۸۷] اِزابیلا ڈی ایستے نے خط میں اپنے شوہر کو سیزر کے متعلق بات کرنے میں محتاط رہنے کا کہا' کیونکہ "وہ اپنے خون کے خلاف بھی سازش کرنے میں نہیں ہچکچاتا:" [۸۸] بدیہی طور پر اس نے سیزر کے ہاتھوں Gandia کے ڈیوک کے قتل کی کہانی کو درست مان لیا تھا۔ رومن لوگ ہلکے زہر *Cantarella* (جس کی بنیاد آرسینک تھا) کے بارے میں سرگوشیاں کرتے رہتے تھے: اس زہر کو سفوف کی صورت میں کھانے یا مشروب--- حتیٰ کہ عشائے ربانی کی متبرک شراب میں--- ٹپکا

دیا جاتا، اور اس کے باعث ہونے والی موت میں کسی انسانی کوشش کا سراغ لگانا مشکل تھا۔ مورخین آج نشاۃ ثانیہ کے بلکے زہروں کی کہانیوں کو نہیں مانتے، لیکن اس بارے میں پر یقین ہیں کہ ایک یا دو کیسز میں بورجیا رہنماؤں نے امیر کارڈینلوں کو زہر دیا۔ [۸۹] مزید تحقیق سے ان کیسز کی تعداد صفر ہو سکتی ہے۔...

سیزر کے بارے میں بدترین کہانیاں تراشی گئیں۔ ہمیں بڑے وثوق سے بتایا جاتا ہے کہ اس نے الیگزینڈر اور لوکریزیا کو محظوظ کرنے کی خاطر موت کی سزا پانے والے متعدد قیدیوں کو ایک احاطے میں چھوڑ دیا اور کسی محفوظ کونے میں بیٹھ کر تیراندازی میں اپنی مہارت دکھانے کے لیے انہیں باری باری مہلک تیروں کا نشانہ بنایا۔ [۹۰] اس کہانی کے لیے ہمارے پاس واحد سند وینسی ایلچی کاپیلو (Capello) ہے؛ سیزر کا ایسا کرنا کسی سفارتکار کی دروغ گوئی کے مقابلہ میں کہیں کم ممکن ہے۔ نشاۃ ثانیہ کے پوپس کی کافی ساری تاریخ جنگی پراپیگنڈہ اور سفارتی دروغ گوئیوں کو درست مان کر لکھی گئی ہے۔

بورجیا کی دہشت ناکی عموماً مستند مانی جانے والی برچارڈ (Burchard) کی ڈائری میں ظاہر ہوتی ہے؛ بورچرڈ الیگزینڈر کی تقریبات کا ماہر تھا۔ "*Diarium*" میں مورخہ 30 اکتوبر1501ء کا اندراج ویٹیکن میں سیزر بورجیا کے اپارٹمنٹ میں ایک عشائیے کو بیان کرتا ہے جس میں برہنہ طوائفوں نے الیگزینڈر اور لوکریزیا کے سامنے فرش پر بکھرے ہوئے اخروٹ جمع کرنے کا کھیل پیش کیا۔ [۹۱] یہ کہانی پیروجیائی مورخ میتاراتسو (Matarazzo) کے ہاں بھی ملتی ہے جس نے اسے بورچرڈ سے نہیں (کیونکہ *Diarium* ابھی صیغہ راز میں تھے) بلکہ روم سے اِٹلی تک سرایت کر جانے والی چہ میگوئیوں سے اخذ کیا تھا؛ وہ کہتا ہے "یہ بات طول و عرض میں مقبول ہے۔" [۹۲] اگر واقعی ایسا ہے تو یہ بات عجیب ہے کہ اس وقت روم میں موجود، اور بعدازاں لوکریزیا کی اخلاقیات اور ڈیوک ایرکولے کے بیٹے الفونسو کے ساتھ اس کی شادی کی بات چیت کے لیے تعینات کردہ فیراری سفیر نے اپنی رپورٹ میں اس کہانی کا کوئی ذکر نہ کیا، بلکہ اس کے بارے میں (جیساکہ ہم آگے دیکھیں گے) نہایت سازگار بیان دیا؛ یا تو الیگزینڈر نے اسے خرید لیا تھا، یا پھر اس نے غیر مصدقہ کاناپھوسیوں کو نظرانداز کر دیا۔ لیکن یہ کہانی بورچرڈ کی ڈائری تک کیسے پہنچی؟ وہ موقع پر موجود ہونے کا دعویٰ نہیں کرتا، اور وہاں

ہو بھی نہیں سکتا تھا کیونکہ وہ اخلاقی اصولوں کا بڑا پابند تھا۔ اس نے عموماً اپنی ڈائری میں صرف آنکھوں دیکھے یا کسی مستند راوی سے پتہ چلنے والے واقعات ہی شامل کیے۔ کیا کہانی بعد میں کسی نے مسودے میں گھسیڑ دی؟ اصل مسودے کے صرف 26 صفحات باقی بچے ہیں' اور یہ سبھی الیگزینڈر کی آخری بیماری سے بعد والے دور سے متعلق ہیں۔ باقی ڈائری صرف نقول کی صورت میں ملتی ہے۔ ان سب نقول میں کہانی شامل ہے۔ یہ کسی معاندانہ منشی نے شامل کر دی ہو گی جس نے ایک خشک روزنامچے میں مزیدار کہانی کا رنگ بھرنے کا سوچا؛ یا بورچرڈ نے ایک آدھ مرتبہ افواہ کو اپنی ڈائری میں جگہ دے دی ہو گی۔ غالباً کہانی کی بنیاد ایک حقیقی دعوت پر تھی' اور زیب داستان کے لیے بہت کچھ شامل کر لیا گیا۔ بورجیا رہنماؤں کے ساتھ فلورنس کی مخاصمت کی وجہ سے بیری فلورنسی سفیر فرانسسکو سیمی نے بتایا کہ دعوت کی رات پوپ کافی دیر تک سیزر کے اپارٹمنٹس میں ہی ٹھہرا اور وہاں "کافی زیادہ رقص و سرود اور ہنسی مذاق ہوتا رہا"؛ [۹۳] طوائفوں کا کوئی تذکرہ نہیں۔ یہ بات قابل یقین نہیں کہ اپنی بیٹی کی شادی کی کوششوں میں مصروف پوپ نے لوکریزیا کو اس قسم کا نظارہ کرنے کی اجازت دے کر شادی اور ایک اہم سفارتی اتحاد کو خطرے میں ڈالا ہو گا۔ [۹۴]

لیکن آیئے ذرا لوکریزیا کو دیکھتے ہیں۔

V۔ لوکریزیا بورجیا: 1519ء—1480ء

الیگزینڈر اپنے بیٹے کا معترف اور شاید اس سے خوفزدہ بھی تھا' لیکن اس نے اپنی بیٹی کو اپنی فطرت کی تمام تر جذباتی شدت کے ساتھ چاہا۔ لگتا ہے اس نے وانوتسا یا گیلیا کی سحر انگیزیوں کے مقابلہ میں لوکریزیا کے معتدل محسن' لمبے سنہری بالوں (اتنے بھاری کہ اس کا سر درد کرتا رہتا)' اس کے رقص کے مدھم انداز' [۹۵] اور اس کی بیٹیوں والی جاں نثاری سے زیادہ خوشی حاصل کی۔ وہ خصوصی معنوں میں دلکش نہ تھی' لیکن نوجوانی کے ایام میں اس کا چہرہ "بہت پیارا" (dolce Ciera) بیان کیا گیا۔ اور اس نے اپنے دور اور گردوپیش کی تمام خامیوں اور بدکرداریوں کے باوجود' طلاق کی ناامیدیوں اور شوہر کو اپنی آنکھوں کے ساتھ قتل ہوتے دیکھنے کے خوف میں بھی نادم

مرگ یہ "پیارا چہرہ" قائم رکھا' کیونکہ یہ فیراری شاعری میں اکثر موضوع بنا۔ ویٹیکن کے بورجیا اپارٹمنٹ میں موجود پنٹو ریکیو کا بنایا ہوا لوکریزیا کا پورٹریٹ عہد جوانی میں اس کی شخصیت کے اس بیان سے کافی میل کھاتا ہے۔

وسائل رکھنے والی تمام اطالوی لڑکیوں کی طرح وہ بھی کانونٹ میں پڑھنے گئی۔ نامعلوم عمر میں وہ اپنی ماں وانوتسا کے گھر سے الیگزینڈر کی کزن ڈونا ایڈریانا میلا کے گھر چلی گئی۔ وہاں اس نے ایڈریانا کی بہو اور اپنے باپ کی مبینہ محبوب گیلیا فارنیسے کے ساتھ عمر بھر کی دوستی قائم کی۔ صحیح النسبی کے سوا ہر قسم کی خوش قسمتی کی مدد سے لوکریزیا نے خوشگوار اور خوبصورت لڑکپن گذارا' اور الیگزینڈر اس کی خوشی میں خوش تھا۔

اس بے فکر جوانی کا اختتام شادی پر ہوا۔ غالباً وہ اس وقت ناراض نہ ہوئی جب باپ نے اس کیلئے شوہر منتخب کیا؛ تب یہ تمام اچھی لڑکیوں کا نارمل طرز عمل تھا' اور اس سے زیادہ خوشی نہ دیتا جتنی ہمیں اپنی رومانوی محبت کی انتخابی دانش پر انحصار سے ملتی ہے۔ ہر حکمران کی طرح الیگزینڈر نے بھی سوچا کہ بچوں کی شادیوں سے ریاستی مفادات کو فروغ ملنا چاہیے؛ بلاشبہ لوکریزیا کو یہ بات بھی معقول لگی۔ تب نیپلز پاپائیت کا اور مِیلان نیپلز کا دشمن تھا؛ چنانچہ تیرہ برس کی عمر میں اس کی پہلی شادی نے اسے پیزارو کے حاکم اور لوڈوویکو کے بھانجے' مِیلان کے نائب السلطنت' 26 سالہ جووانی سفورتسا کے پلے باندھ دیا (1493ء)۔ الیگزینڈر نے ویٹیکن کے قریب ہی کارڈینل ژینو کے محل میں نوبیاہتا جوڑے کیلئے ایک خوبصورت گھر کا انتظام کر کے پدری محبت کا لطف اٹھایا۔

لیکن اس موقع پر سفورتسا کو پیزارو میں رہنا تھا' اور وہ نوخیز دلہن کو بھی اپنے ساتھ لے گیا۔ لوکریزیا اپنے پیرانہ سال باپ اور روم کی ہاؤ ہو اور شان و شوکت سے دور ساحلوں پر مرجھائی ہوئی زندگی گذارنے لگی؛ اور چند ماہ بعد دارالحکومت لوٹ آئی۔ بعدازاں جووانی بھی اس کے پاس گیا؛ لیکن 1497ء کا ایسٹر گذرنے کے بعد وہ پیزارو میں اور لوکریزیا روم میں ہی ٹھہری۔ 14 جون کو الیگزینڈر نے داماد کی نامردی کو بنیاد بنا کر تنسیخ نکاح کا مشورہ مانگا--- کسی قانونی شادی کو منسوخ کرنے کے لیے کلیسیائی قانون صرف اسی بنیاد کو تسلیم کرتا تھا۔ لوکریزیا دکھ یا شرم' یا رُسوا کرنے والوں سے

بچنے کی خاطر خانقاہ میں چلی گئی۔ [۹۵] چند روز بعد اس کا بھائی گانڈیا کا ڈیوک تہہ تیغ ہوا' اور روم کے پھبتی بازوں نے کہا کہ اسے سفورتسا کے کارندوں نے لوکریزیا پر ڈورے ڈالنے کی وجہ سے قتل کیا ہے۔ [۹۷] سفورتسا نے نامردی کا الزام مسترد کیا' اور اشاروں میں کہا کہ الیگزینڈر اپنی بیٹی کے ساتھ جنسی تعلقات قائم رکھے ہوئے ہے۔ پوپ نے دو کارڈینلوں کی سرکردگی میں ایک کمیٹی نامزد کی تاکہ لوکریزیا اور سفورتسا کے درمیان کبھی ازدواجی تعلقات قائم ہونے یا نہ ہونے کا پتہ لگایا جا سکے؛ لوکریزیا نے حلف اٹھایا کہ ایسا نہیں ہوا؛ اور کمیٹی نے الیگزینڈر کو اس کے کنوارے پن کا یقین دلا دیا۔ لوڈوویکو نے جووانی کو تجویز دی کہ وہ میلان میں پاپائی سفیر سمیت ایک کمیٹی کے سامنے اپنی مردانہ صلاحیت کا ثبوت پیش کرے؛ جووانی نے معذرت کے ساتھ انکار کر دیا۔ تاہم' ایک رسمی اعتراف نامے پر دستخط کیے کہ اس نے اپنی بیوی کے ساتھ ازدواجی تعلقات قائم نہیں کیے تھے؛ اس نے لوکریزیا کو 31,000 ڈیوکٹ کا جہیز لوٹا دیا؛ اور 20 دسمبر 1497ء کو شادی کالعدم قرار پائی۔ لوکریزیا نے جووانی کے کسی بچے کو جنم نہیں دیا تھا' لیکن اپنے بعد کے دونوں شوہروں کے بچوں کی ماں بنی؛ البتہ 1505ء میں سفورتسا کی بیوی نے بیٹے کو جنم دیا' جو قیاساً سفورتسا کا ہی تھا۔ [۹۸]

پہلے یہی خیال کیا گیا کہ الیگزینڈر نے سیاسی اعتبار سے کوئی زیادہ مفید داماد ڈھونڈنے کیلئے شادی کو منسوخ کیا تھا؛ اس مفروضے کے حق میں کوئی شہادت موجود نہیں؛ یہ زیادہ قرین قیاس ہے کہ لوکریزیا نے خود ہی معاملے کی قابل رحم سچائی کو منکشف کیا۔ لیکن الیگزینڈر اسے بے شوہر نہیں چھوڑ سکتا تھا۔ اس نے پاپائیت کے جانی دشمن نیپلز کے ساتھ مفاہمت کی کوشش میں بادشاہ فیڈریگو کو لوکریزیا اور Bisceglie کے ڈیوک اور فیڈریگو کے جانشین الفونسو II کے ناجائز بیٹے ڈان الفونسو میں ازدواجی بندھن قائم کرنے کی تجویز دی۔ بادشاہ مان گیا' اور رسمی منگنی کے معاہدے پر دستخط ہو گئے (جون 1498ء)۔ اس موقع پر طلاق یافتہ جووانی کا چچا کارڈینل سفورتسا فیڈریگو کا قائم مقام تھا۔ میلان کے لوڈوویکو نے فیڈریگو کو بھی منصوبہ قبول کرنے کی ہمت دلائی تھی۔ [۹۹] بدیہی طور پر جووانی کے چچاؤں کو اس کی شادی کالعدم ہونے کا کوئی دکھ نہ تھا۔ اگست میں ویٹیکن میں شادی کا جشن منایا گیا۔

لوکریزیا نے اپنے شوہر کی محبت میں گرفتار ہو کر معاملات کو آسان بنایا۔ اٹھارہ سالہ لوکریزیا اپنے شوہر کی ماں کا کردار ادا کر سکی' کیونکہ وہ ابھی صرف 17 برس کا بچہ تھا۔ لیکن اہم ہونا ان کی بدقسمتی تھا: سیاست ان کے حجلہ عروسی تک پہنچ گئی۔ سیزر بورجیا نیپلز میں انکار سننے کے بعد دلہن کی تلاش میں فرانس گیا (اکتوبر 1498ء)؛ الیگزینڈر نے لوئی XII کے ساتھ اتحاد قائم کیا جو نیپلز کا اعلانیہ دشمن تھا؛ Bisceglie کا نوجوان ڈیوک فرانسیسی نمائندوں سے بھرتے ہوئے روم میں بے آرام ہو رہا تھا؛ اچانک وہ بھاگ کر نیپلز چلا گیا۔ لوکریزیا شکستہ دل تھی۔ الیگزینڈر نے اسے تشفی دینے اور محبت کا زخم بھرنے کے لیے سپولیتو کی نائب السلطنت بنا دیا (اگست 1499ء)؛ الفونسو وہاں دوبارہ اس سے جا ملا؛ الیگزینڈر نیپی (Nepi) میں ان سے ملنے گیا' اور نوجوان کو ہمت دلا کر واپس روم لایا۔ وہاں لوکریزیا نے ایک بیٹے کو جنم دیا' جس کا نام نانا کی نسبت سے روڈریگو رکھا گیا۔

لیکن اس کی خوشی ایک مرتبہ پھر مختصر نکلی۔ الفونسو کی بے لگام اُڑان' یا پھر سیزر بورجیا کے علامتی فرانسیسی اتحاد کی وجہ سے الفونسو اسے شدید ناپسند کرنے لگا' جواب میں بورجیا نے بھی نفرت ظاہر کی۔ 15 جولائی 1500ء کی رات کو جب الفونسو سینٹ پیٹرز کلیساء سے باہر آ رہا تھا تو کسی پیشہ ور قاتل نے اس پر حملہ کر دیا۔ اسے متعدد زخم آئے لیکن پورٹیکو میں سانتا ماریا کے کارڈینل کے گھر تک پہنچ ہی گیا۔ لوکریزیا وہاں پہنچی تو اس کی حالت دیکھ کر بے ہوش ہو گئی؛ جلد ہی اسے ہوش آیا' اور اپنی بہن سانچیا (Sancia) کی مدد سے شوہر کی خبرگیری کی۔ الیگزینڈر نے اسے مزید مجروح ہونے سے بچانے کے لیے 16 افراد کا حفاظتی دستہ بھیجا۔ الفونسو آہستہ آہستہ صحت یاب ہو گیا۔ ایک دن اس نے سیزر کو قریبی باغ میں چہل قدمی کرتے دیکھا۔ اسے یقین تھا کہ اسی شخص نے اس پر قاتلانہ حملہ کروایا تھا؛ الفونسو نے تیر اور کمان پکڑا' سیزر کا نشانہ لے کر وار کر دیا۔ نشانہ چوک گیا۔ سیزر اپنے دشمن کو دوسرا موقع دینے والا آدمی نہ تھا؛ اس نے اپنے محافظوں کو بلوا کر اوپر الفونسو کے کمرے میں اسے قتل کرنے بھیجا؛ انہوں نے تکیے کی مدد سے بہن اور بیوی کے سامنے اس کا دم گھونٹ دیا۔ [ملاحظہ] الیگزینڈر نے اس معاملے میں سیزر کا بیان تسلیم کیا' الفونسو کو خاموشی سے دفنایا اور دل شکستہ لوکریزیا کا دل

بھلانے کی ہر ممکن کوشش کی۔

لوکریزیا نیپی چلی گئی' اور وہاں اپنے خطوط "سب سے دکھی شہزادی" پر دستخط کیے؛ اور الفونسو کی روح کو سکون پہنچانے کیلئے عشائے ربانی کی رسوم ادا کرنے کا حکم دیا۔ عجیب بات ہے کہ سیزر صرف اڑھائی ماہ بعد نیپی میں اس سے ملنے گیا (یکم اکتوبر 1499ء)' اور اس کا مہمان بن کر رات بھر وہاں ٹھہرا۔ لوکریزیا متحمل اور رویے میں لچکدار تھی؛ لگتا ہے کہ اس نے اپنے شوہر کے قتل کو اپنے بھائی کا قدرتی ردعمل خیال کیا تھا۔ وہ اس یقین کی حامل نظر نہیں آتی کہ سیزر نے الفونسو پر ناکام قاتلانہ حملہ کروایا تھا' تاہم' یہ نشاۃ ثانیہ کے ایک اور اسرار کی ممکنہ توضیح لگتی ہے۔ اپنی باقی زندگی کے دوران لوکریزیا نے کئی ثبوت دیئے کہ وہ بھائی کیلئے اس کی محبت تمام آزمائشوں میں پوری اتری تھی۔ وہ بھی اپنے باپ کی طرح لوکریزیا کو ہسپانوی شدت سے چاہتا تھا: شاید اسی وجہ سے روم یا پھر دشمن نیپلز کے پھبتی باز اسے تزویج محرم (Incest) کا الزام دیتے رہے؛ [11] ایک اختصار پسند منشی نے اسے "پوپ کی بیٹی' بیوی اور بہو" [12] کہا۔ وہ یہ بات بھی خاموشی سے سہہ گئی۔ اس عہد کے تمام محققین اب متفق ہیں کہ یہ الزامات ظالمانہ تہمتیں تھیں' [13] لیکن ان رسوائیوں نے اسے صدیوں تک شہرت دلائی۔

یہ بات خارج از امکان ہے کہ سیزر نے بہتر سیاسی نتائج حاصل کرنے کے لیے لوکریزیا کو دوبارہ بیاہنے کی خاطر الفونسو کو قتل کیا تھا۔ سوگ کی مدت پوری کرنے کے بعد اس کا ہاتھ پہلے ایک اور سینی اور پھر ایک کولونا کو پیش کیا گیا۔۔۔ یہ متوقع رشتے نیپلز کے تخت کے وارث کے بیٹے سے رشتہ داری سے بمشکل ہی جوڑ رکھتے تھے۔ نومبر 1500ء میں کہیں جا کر الیگزینڈر اس کا رشتہ اریکولے کے بیٹے الفونسو کے لیے فیرارا کے ڈیوک اریکولے کو پیش کرتا نظر آتا ہے؛ [14] اور ستمبر 1501ء میں دونوں کی منگنی ہوئی۔ غالباً الیگزینڈر کو امید تھی کہ فیرارا میں داماد کی حکومت بننے اور کافی عرصہ سے بذریعہ شادی فیرارا کے ساتھ بندھا ہوا میتو آپاپائی ریاستیں بن جائیں گی؛ اور سیزر نے اپنی فتوحات کو زیادہ تحفظ اور بولونیا پر حملے کی اچھی بنیاد ملنے کی امید میں منصوبے کو منظور کیا۔ اریکولے اور الفونسو نے اوپر بیان کی جا چکی وجوہ کی بناء پر ہچکچاہٹ دکھائی۔

الفونسو کو Angouleme کی کاؤنٹس کا رشتہ آیا تھا' لیکن الیگزینڈر نے بہت زیادہ جہیز دینے اور فیرارا کی جانب سے پاپائیت کو ادا کیے جانے والے سالانہ خراج میں عملی تخفیف کر کے زیادہ بڑی بولی لگا دی۔ پھر بھی یہ بات بمشکل قابل یقین ہے کہ یورپ کے قدیم ترین اور نہایت خوشحال حکمران خاندان نے لوکریزیا کو آئندہ کے ڈیوک کی بیوی بنانا قبول کر لیا ہو جبکہ اسے روم کی خفیہ فکری دنیا کی تراشی ہوئی بھیانک کہانیوں پر یقین بھی ہو۔ چونکہ ابھی تک ارکولے اور نہ ہی الفونسو نے لوکریزیا کو دیکھا تھا' اس لیے انہوں نے ان سفارتی ملاقاتوں میں رسمی طریقہ کار اپنایا اور روم میں فیراری سفیر کو اس کی ذات' اخلاقیات اور خصوصیات کے بارے میں رپورٹ بھیجنے کا کہا۔ اس نے مندرجہ ذیل جواب دیا:

> عزت ماب آقا: آج کھانے کے بعد ڈان جیرارڈو سارا ایینی اور میں عالی جناب اور عزت ماب ڈان الفونسو کے ایماء پر بلند مرتبت میڈونا لوکریزیا کو سلام عقیدت پیش کرنے گئے۔ ہم نے مختلف امور پر طویل بات چیت کی۔ وہ ایک ذہین اور دلکش' اور نہایت مہربان خاتون بھی ہیں۔ ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ عزت ماب اور بلند مرتبت ڈان الفونسو ان کے ساتھ بہت خوش رہیں گے۔ وہ ہر طرح سے نہایت نفیس ہونے کے علاوہ معتدل مزاج' قابل محبت اور شائستہ ہیں۔ مزید بر آں' وہ ایک سچی اور خوف خدا کرنے والی عیسائی ہیں۔ کل وہ اقبال کرنے جا رہی ہیں' اور ہفتہ کرسمس کے دوران عشائے ربانی وصول کریں گی۔ وہ بہت خوبصورت ہیں' لیکن ان کے انداز و آداب کا حسن اور بھی زیادہ خیرہ کن ہے۔ المختصر' وہ ایسے کردار کی مالک ہیں کہ ان کے بارے میں کسی بھی "بد سرشتی" کا شبہ کرنا ممکن نہیں; لیکن اس کے برعکس ہم صرف بہترین اچھائی کے متلاشی تھے..... روم' 23 دسمبر 1501ء.....
>
> عزت ماب کا خادم
>
> جو آنس لُوقس۔

عالیشان اور عزت ماب Estensi قائل ہو گئے اور دلہن کو روم سے فیرارا لانے

کے لیے نائٹس کا ایک زبردست دستہ بھیجا۔ سیزر بورجیا 200 مسلح افراد کو اس کے ہمراہ کیا اور مشکل سفر کے دوران دل بہلانے کی خاطر مغنی اور مسخرے بھی مہیا کیے۔ فخرمند اور مسرور الیگزینڈر نے اسے پانچ بشپس سمیت 180 مصاحب دیئے۔ سفر کے لیے خصوصی طور پر بنائی گئی گاڑیوں اور 150 خچروں پر اس کا جہیز لدا ہوا تھا؛ اور اس میں 15,000 ڈیوکٹ مالیت (1,87,500 ڈالر؟) کا ایک لباس' 10,000 کا ایک ہیٹ اور ایک ایک سو ڈیوکٹ کے 200 سینہ بند بھی شامل تھے۔ [۶۱] 6 جنوری 1502ء کو لوکریزیا نے اپنی ماں وانوتسا سے رخصت ہو کر اِٹلی پار اپنے منگیتر کے پاس جانے کے لیے عروسی سفر شروع کیا۔ الیگزینڈر لوکریزیا کو الوداع کہنے کے بعد مختلف جگھوں پہ جاکر اسے دیکھتا رہا؛ وہ چمڑے اور سونے کی ساج سے سجے اپنے پستہ قد ہسپانوی گھوڑے پر سوار تھی؛ الیگزینڈر اس کے ایک ہزار مصاحب مردوں اور عورتوں کا جلوس نظروں سے اوجھل ہو جانے تک انہیں دیکھتا رہا۔ اسے شبہ تھا کہ وہ کبھی اپنی بیٹی کو دوبارہ نہیں دیکھ سکے گا۔

روم نے غالباً پہلے کبھی ایسی رخصتی دیکھی تھی اور نہ ہی فیرارا نے ایسی آمد۔ 27 روزہ سفر کے بعد لوکریزیا کو شہر کے باہر ڈیوک ایرکولے اور ڈان الفونسو نے شرفاء' پروفیسروں' 75 تیراندازوں' 80 بگل اور نفیری بجانے والوں اور خوبصورت لباسوں میں ملبوس اعلیٰ خواتین کے چودہ فلوٹس کے ہمراہ خوش آمدید کہا۔ جب جلوس کیتھیڈرل میں پہنچا تو دو افراد رسے پر چلتے ہوئے اس کے میناروں سے اترے اور لوکریزیا کو سپاسنامہ پیش کیا۔ ڈیوکی محل میں پہنچنے پر تمام قیدیوں کو آزادی دے دی گئی۔ لوگ اپنی آئندہ ڈچس کے حسن اور مسکراہٹوں سے بہت مسرور ہوئے؛ اور الفونسو ایک اس قدر زبردست اور مسحور کن دلہن کو پاکر خوش تھا۔ [۶۲]

VI۔ بورجیا طاقت کا خاتمہ

الیگزینڈر کی زندگی کے آخری برس بدیہی طور پر پُرمسرت اور خوشحال تھے۔ اس کی بیٹی ایک ڈیوکی خاندان میں بیاہی گئی تھی' اور سارا فیرارا اس کی عزت کرتا تھا؛ اس کے بیٹے نے بطور سپہ سالار اور حکمران زبردست کامیابیاں حاصل کی تھیں' اور پاپائی ریاستیں شاندار حکومت کے ماتحت ترقی کر رہی تھیں۔ وینسی سفیر نے پوپ کو ان

آخری برسوں میں زندہ دل اور مستعد' ضمیر کی خلش سے آزاد بیان کیا: "اسے کوئی پریشانی نہ تھی۔" یکم جنوری 1501ء کو اس کی عمر 70 برس ہو گئی تھی' لیکن سفیر نے بتایا کہ "وہ ہر روز جوان ہوتا نظر آتا تھا۔"[۸]

5 اگست 1503ء کی دوپہر کو الیگزینڈر' سیزر اور کچھ دیگر نے کارڈینل داکورنیٹو کے دیہی بنگلے کی کھلی فضاء میں کھانا کھایا جو ویٹیکن سے زیادہ دور نہیں تھا۔ کمروں کی اندرونی فضاء نہایت گرم ہونے کی وجہ سے سب لوگ رات گئے تک باغات میں رہے۔ 11 اگست کو کارڈینل بخار میں مبتلا ہوا' اور تین روز بعد صحت مند ہوا۔ 12 اگست کو پوپ اور اس کا بیٹا دونوں بخار اور متلی کی وجہ سے بیمار پڑ گئے۔ روم نے حسب معمول زہر خورانی کی افواہیں پھیلائیں؛ چہ میگوئیوں کے مطابق سیزر نے کارڈینل کی دولت ہتھیانے کی خاطر اسے زہر دینے کا حکم دیا تھا: غلطی سے سبھی مہمانوں نے زہریلا کھانا کھا لیا۔ آج مورخین پوپ کے علاج کرنے والے طبیبوں سے متفق ہیں کہ بیماری کی وجہ ملیریائی انفیکشن تھی جو رومن وسط موسم گرما میں رات گئے تک کھلی فضا میں بیٹھنے پیدا ہوئی۔[۹] اسی ماہ ملیریائی بخار نے پوپ کے آدھے گھریلو عملے کو بستر پہ لٹا دیا' اور متعدد کیس مہلک ثابت ہوئے؛[۱۰] اس موسم میں روم کے سینکڑوں افراد اِسی وجہ سے مر گئے تھے۔

الیگزینڈر تیرہ روز تک موت و حیات کی جنگ لڑتا رہا' کبھی کبھی سفارتی ملاقاتیں کرنے کے قابل بھی ہو گیا: 13 اگست کو اس نے تاش کھیلی۔ ڈاکٹروں نے بار بار اس کا خون بہایا' ایک مرتبہ تو بہت زیادہ' جس کے باعث اس کی قدرتی توانائی سرف ہو گئی۔ وہ 18 اگست کو فوت ہوا۔ موت کے فوراً بعد ہی اس کا جسم کالا اور متعفن ہو گیا: یوں افواہ بازوں کو زہر خورانی کی گپوں میں زیادہ رنگ بھرنے کا موقع ملا۔ بورچرڈ کہتا ہے کہ بڑھئیوں اور پلے داروں کو "مذاق کرتے اور کفر بولتے ہوئے" پھولی ہوئی لاش تابوت میں ٹھونستے وقت بہت مشکل پیش آئی۔[۱۱] مزید افواہیں پھیلیں کہ موت کے وقت ایک چھوٹے سے شیطان کو الیگزینڈر کی روح جہنم میں لے جاتے ہوئے دیکھا گیا تھا۔[۱۲]

ہسپانوی پوپ کی موت پر اہل روم کو بہت خوشی ہوئی۔ فسادات ہونے لگے' "قیطلونیوں" کو شہر سے نکال یا پھر قتل کر دیا گیا: بپھرے ہوئے ہجوم نے ان کے گھر لوٹ

لیے: ایک سو رہائش گاہیں جلا کر خاک کر ڈالی گئیں۔ کولونا اور اورسینی کے مسلح دستے 22 اور 23 اگست کو کارڈینلوں کے کالج کے احتجاج پر شہر میں داخل ہوئے۔ محب وطن فلورنسی گوپچارڈینی نے کہا:

روم کا سارا شہر بے مثال خوشدلی کے ساتھ مل کر بھاگ کھڑا ہوا' اور سینٹ پیٹرز کے کلیساء میں لاش کے گرد جمع ہو گیا: لوگ اپنی آنکھوں کو اس مردہ ناگ کے دیدار سے تسکین نہیں دے پا رہے تھے جس نے اپنی غیر معتدل اولوالعزمی اور قابل نفرت سازش' خوفناک ظلم اور ہیبت ناک حرص کی بے شمار مثالوں' تمام پاک و ناپاک چیزیں بلاامتیاز فروخت کر کے ساری دنیا کو مسموم کر دیا تھا۔ [۳۳]

میکیاویلی گوپچارڈینی کا ہم خیال نکلا:

الیگزینڈر نے دھوکہ دینے کے سوا کچھ نہ کیا' اور زندگی بھر اور کسی بات کے متعلق نہ سوچا: کسی بھی شخص نے اس کی طرح بلند بانگ وعدے نہیں کیے تھے' جنہیں بعد میں اس نے خود ہی توڑا۔ پھر بھی وہ ہر چیز میں کامیاب ہوا' کیونکہ دنیا کے اس حصے سے کافی زیادہ بہرہ ور تھا۔ [۳۴]

ان مذمتوں کی بنیاد دو مفروضوں پر تھی: کہ روم میں الیگزینڈر کے متعلق سنائی جانے والی کہانیاں درست ہیں' اور یہ کہ الیگزینڈر نے پاپائی ریاستیں واپس لینے کے لیے اپنے طریقے استعمال کر کے غلط کیا۔ کیتھولک مورخین نے پاپائیت کی دنیوی طاقت بحال کرنے میں الیگزینڈر کے حق کا دفاع کرتے ہوئے عموماً اس کے طریقوں اور اخلاقیات کی مذمت کی۔ ایماندار پاستور کہتا ہے:

اسے ہر کہیں بطور عفریت بیان کیا جاتا' اور ہر قسم کا سنگین جرم اس سے منسوب کر دیا جاتا ہے۔ جدید تنقیدی تحقیق نے اسے کئی حوالے سے بری الذمہ قرار دیا۔ لیکن اگر ہم الیگزینڈر کے متعلق اس کے ہم عصروں کی بتائی ہوئی کہانیوں کو بلا پڑتال قبول کرنے سے آگاہ بھی رہیں..... اور بے شک رومن طنز کے زہریلے نشتروں نے اسے بلا رحم ٹکڑے ٹکڑے کرنا پسندیدہ ترین مشق جانا' اور اس کی زندگی کو نہایت گمراہ کن

بتایا۔۔۔ تب بھی اس کے خلاف اتنا کچھ قطعی ثابت ہو چکا ہے کہ ہم اس کے داغوں پر سفیدی پھیرنے کی جدید کوششوں کو مسترد کرنے پر مجبور ہیں..... کیتھولک نکتہ نظر میں الیگزینڈر کو شدید مذمت کا نشانہ بنانا ناممکن ہے۔ (۱۱)

پروٹسٹنٹ مورخین نے کبھی کبھار الیگزینڈر سے کافی فراخ دلی برتی۔ ولیم Roscoe' اپنی کلاسیکی "Life and Pontificate of Leo X (1827)" میں' بورجیا پوپ کے متعلق اولین الفاظ لکھنے والا تھا:

چاہے اس کے جرائم کچھ بھی ہوں' لیکن اس بات میں کوئی شک نہیں کہ انہیں بہت بڑھا چڑھا کر پیش کیا گیا۔ بلاشبہ وہ اپنے خاندانوں کو جاہ و حشم دینے میں لگا رہا' اور اٹلی میں اپنے بیٹے کے لیے ایک مستقل رعیت قائم کرنے میں اپنے اعلیٰ منصب کو استعمال کیا؛ لیکن جب یورپ کے تمام مقتدر افراد تقریباً ایسے ہی مجرمانہ ذرائع سے اپنے مقاصد پورا کرنے میں مصروف تھے تو ایسے میں الیگزینڈر کو اس حوالے سے خصوصی اور غیر معمولی طور پر رسوا کرنا غیر منصفانہ ہوگا۔ جب فرانس کا لوئی اور سپین کا فرڈی نینڈ مل کر سلطنت نیپلز پر قبضہ کر کے اسے تقسیم کرنے کی سازش کر رہے تھے.... تو الیگزینڈر نے بھی یقیناً شورش انگیز بارنز کا قلع قمع کرنے میں خود کو حق بجانب خیال کیا ہوگا جو کلیسیاء کی رعیتوں کے لیے طویل بہادرانہ جنگیں لڑتے رہے تھے؛ اس نے رومانیا کی چھوٹی چھوٹی آمریتوں کو دبانے میں بھی خود کو درست خیال کیا جن پر وہ ایک تسلیم شدہ بالادستی کا حامل تھا' اور جنہوں نے بالعموم اپنی رعیتیں اپنے خلاف استعمال کردہ ناجائز ذرائع جیسے ہی ذرائع سے حاصل کی تھیں۔ اس قدر وسیع پیمانے پر یقین کردہ الزامات۔۔۔ بیٹی کے ساتھ سونے کے۔۔۔ کے حوالے سے..... ان کا ناممکن ہونا بیان کرنا مشکل نہیں ہوگا۔ دوسری بات یہ کہ الیگزینڈر میں خامیوں کے ساتھ۔۔۔ تاہم ان کا ازالہ نہیں۔۔۔ کئی عظیم خوبیاں بھی تھیں' جنہیں اس کے متعلق بات کرتے ہوئے نظرانداز نہیں کرنا چاہیے..... اس

کے کٹر دشمنوں نے بھی اسے اعلیٰ صلاحیت' زبردست حافظے کا مالک
خوش بیان' تیزبین اور اپنے تمام معاملات نمٹانے میں بہت سبک دست
قرار دیا۔ [72]

بشپ کریٹن (Creighton) نے الیگزینڈر کے کردار اور کارناموں کو مختصراً بیان کرنے میں Roscoe کے نکتہ نظر سے اتفاق کیا' اور پاستور کی نسبت کہیں زیادہ ہمدردی دکھائی۔ [73] ایک بعد کا فیصلہ کن بیان اور بھی زیادہ سازگار ہے--- جو پروٹسٹنٹ محقق رچرڈ گارنیٹ نے "دی کیمبرج ماڈرن ہسٹری" میں دیا:

جدید مورخین کی جانچ پڑتال نے بلاشبہ الیگزینڈر کے کردار کو بہت فائدہ پہنچایا۔ متعدد الزامات کا نشانہ اور کئی سیکنڈلوں کی وجہ بننے والے شخص کا باری باری ایک آمر اور عیاش کے طور پر نظر آنا قدرتی امر تھا۔ کوئی بھی بیان اسے سازگار نہیں۔ اس کے کردار کی اساس فطرت کی انتہائی پرجوش کیفیت تھی۔ وینسی سفیر نے اخلاقی لحاظ سے کسی گراوٹ کی جانب اشارہ کیے بغیر اسے ایک شہوانی آدمی کہا' لیکن اس کی مراد ایک تیز مزاج اور اپنے جذبات و احساسات پر قابو نہ پاسکنے والے شخص سے تھی۔ اس بات نے اس وقت کے حکمرانوں اور ریاست کاروں میں غالب سفارتی قسم کے ٹھنڈے' بے جوش اطالویوں کو الجھن میں ڈال دیا' اور ان کے خدشات میں الیگزینڈر کے خلاف ناروا تعصب تھا؛ جبکہ الیگزینڈر اپنے وقت کے بیشتر بادشاہوں کے مقابلہ میں کم نہیں بلکہ زیادہ انسانی تھا۔ یہ زائد "حساسیت" اس کے اندر نیکی اور بدی کے لیے مضطرب رہی۔ اخلاقی جھجک یا مذہب کے کسی روحانی تصور کی پابندیوں میں نہ ہونے کے باعث وہ کسی ایک قسم کی خام شہوانیت سے دھوکہ کھا گیا' تاہم وہ دوسرے حوالوں سے معتدل اور پرہیزگار تھا۔ وہ خانگی شفقت کے زیادہ قابل احترام جس میں انصاف کا ہر اصول توڑ بیٹھا' حالانکہ یہاں بھی اس نے ایک بنیادی کام سرانجام دیا تھا جو "مقدس پانی" کے ذریعہ بھی تکمیل نہیں ہو سکا تھا۔ دوسری طرف اس کی خوش خلقی اور مسرت انگیزی نے اسے

ظلم و تشدد کرنے سے باز رکھا..... بطور حکمران اس کا شمار اپنے عہد کے بہترین حکمرانوں میں ہوتا ہے؛ ایک عملی ریاست کار کی حیثیت میں وہ کسی بھی ہم عصر کا ہم پلہ تھا۔ لیکن اس کی بصیرت کو سیاسی اخلاقیات کے فقدان کا داغ لگ گیا؛ اس میں ایسی کوئی اعلیٰ دانش موجود نہ تھی جو کسی عہد حکومت کی خصوصیات کا ادراک اور انحراف کی پیش بینی کرتی ہے' اور اسے معلوم نہ تھا کہ اصول کیا چیز ہوتی ہے۔ [۸۱۱]

عورتوں کی دلکشیوں اور خوبصورتیوں میں الیگزینڈر کی شہوانیت میں شریک لوگوں کو اس پر لعن طعن کرنے کی کوئی وجہ نہیں مل سکتی۔ پوپ بننے سے پہلے اس کی کج رویاں اینیاس سلویئس جس نے مورخین کے ہاں کافی پذیرائی پائی' یا پھر جولیئس II سے زیادہ رُسوا کن نہیں جسے تاریخ نے نہایت فراخدلی سے معاف کر دیا۔ یہ بات ریکارڈ میں درج نہیں کہ ان دونوں پوپس نے اپنی محبوباؤں اور بچوں کا اسی طرح خیال رکھا جیسے الیگزینڈر نے رکھا تھا۔ اگر کلیسیاء کے قوانین اور اس کے ساتھ ساتھ نشاۃ ثانیہ کے اٹلی اور پروٹسٹنٹ جرمنی و انگلینڈ کی روایات نے مذہبی طبقہ کو شادی کی اجازت دی ہوتی تو الیگزینڈر میں واقعی کوئی ایسی خانگی اور گھریلو بات موجود ہوتی جو اسے ایک نسبتاً قابل احترام آدمی بنا دیتی؛ اس کا گناہ فطرت نہیں بلکہ تجرد کے اصول کے خلاف تھا جسے نصف عیسائی سلطنت خود ہی مسترد کرنے والی تھی۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ گیلیا فارنیسے کے ساتھ اس کا تعلق شہوانی نوعیت کا تھا؛ جہاں تک ہمیں معلوم ہے وانوتسا' لوکریزیا اور نہ ہی گیلیا کے شوہر نے کوئی اعتراض کیا؛ شاید یہ خوبصورت عورت کی دلکشی سے حظ اٹھانے کی نارمل مردانہ مسرت تھی۔

الیگزینڈر کی سیاسیات کے بارے میں ہماری رائے کو اس کے ذرائع اور مقاصد کے درمیان تمیز کرنا لازمی ہے۔ اس کے مقاصد مکمل طور پر جائز اور قانونی تھے--- بے نظم جاگیردار بارنز سے "پیٹر کی میراث" (بنیادی طور پر قدیم لیشیم) واپس لینا' اور آمروں سے کلیسیاء کی روایتی ریاستوں کی بازیابی۔ ان مقاصد کے حصول میں الیگزینڈر اور سیزر کے استعمال کردہ طریقے وہی تھے جو گاہے بگاہے دیگر تمام ریاستوں نے استعمال کیے--- جنگ' سفارتکاری' دھوکہ بازی' عیاری' معاہدوں کی خلاف ورزی

اور حلیفوں سے قطع تعلق۔ "مقدس انجمن" سے الیگزینڈر کی دستبرداری، میلان فرانس کے حوالے کرنے کی قیمت پر فرانسیسی سپاہی اور حمایت خریدنا اٹلی کے خلاف بڑے جرائم تھے۔ اور بین الاقوامی بدنظمی کے لاقانون جنگل میں ریاستیں جو سیکولر ذرائع استعمال کرتیں اور انہیں ناگزیر سمجھتی ہیں، انہیں ایک پوپ کے ہاتھوں سے استعمال ہوتے دیکھ کر ہمیں برا لگتا ہے؛ کیونکہ پوپ کا مقصد مسیح کے اصولوں کی اشاعت کرنا ہے۔ اپنے علاقے کھونے کی صورت میں کسی جابرانہ حکومت کے زیر نگین بن جانے پر کلیسیاء کو چاہے کچھ بھی خطرات لاحق ہوں، لیکن تمام دنیوی طاقت کی قربانی دے دینا اور اپنے سیاسی مقاصد کے حصول میں دنیاوی طریقے اختیار کرنے کی بجائے دوبارہ گلیلیائی مچھیروں جیسا غریب بن جانا اس کے لیے بہتر تھا۔ دنیاوی طریقوں کو اپنانے اور اس کے لیے سرمایہ فراہم کرنے کی وجہ سے کلیسیاء نے ایک ریاست تو حاصل کر لی لیکن ایک تہائی عیسائی سلطنت کھو بیٹھا۔

پوپ کو موت کی وادی میں پہنچانے والی ہی بیماری سے آہستہ آہستہ صحت یاب ہونے پر سیزر بورجیا نے خود کو درجن بھر غیر متوقع خطرات میں گھرا ہوا پایا۔ کون یہ پیشگوئی کر سکتا تھا کہ وہ اور اس کا باپ بیک وقت ہی بے بس ہو جائیں گے؟ جب ڈاکٹر الیگزینڈر کا خون نکال رہے تھے تو کولونا اور سینی نے فوراً اپنے سے چھینے گئے قلعے واپس حاصل کر لیے؛ رومانیا کے معزول جاگیرداروں نے وینس کی جانب سے حوصلہ افزائی ہونے پر اپنی جاگیریں واپس لینے کے دعوے شروع کر دیئے؛ اور پہلے سے بے لگام رومن ہجوم کسی بھی ساعت (اب چونکہ الیگزینڈر مر چکا تھا) ویٹیکن کو لوٹ کردہ دولت قبضہ میں لے سکتے تھے جو سپاہیوں کو ادائیگی کے لیے سیزر کا آخری سہارا تھی۔ اس نے کچھ مسلح افراد ویٹیکن بھیجے؛ انہوں نے تلوار کی نوک پر کارڈینل کیسانووا (Casanuova) کو خزانہ چھوڑنے پر مجبور کیا؛ چنانچہ سیزر نے پندرہ صدیوں بعد سیزر کو دوہرایا۔ وہ 1,00,000 طلائی ڈیوکٹ، اور 3,00,000 ڈیوکٹ کی اینٹیں اور زیور لے کر اس کے پاس لوٹے۔ اس نے اپنے مضبوط ترین دشمن کارڈینل گلیانو ڈیلا رووریے کو بھی روم پہنچنے سے باز رکھنے کے لیے بحری جہاز اور فوجی دستے روانہ کیے۔ اس نے

محسوس کیا کہ اگر کارڈینلوں کی مجلس کو اپنے لیے سازگار پوپ منتخب کرنے پر مائل نہ کیا تو وہ کہیں کا نہ رہے گا۔

کارڈینلوں نے اصرار کیا کہ بلاخوف انتخاب کروانے کے لیے پہلے سیزر' اورسینی اور کولونا کے فوجی دستوں کو روم چھوڑنا پڑے گا۔ تینوں گروپ مان گئے۔ سیزر اپنے آدمیوں کے ہمراہ Civita castellana چلا گیا جبکہ کارڈینل گلیانو روم میں داخل ہوا اور جلسہ انتخاب میں بورجیا کی مخالف تمام قوتوں کی قیادت سنبھال لی۔ 22 ستمبر 1503ء کو کالج کے متحارب دھڑوں نے سمجھوتہ کے طور پر کارڈینل فرانسکو پیکولومنی کو پوپ چن لیا۔ اس نے اپنے چچا اینیاس سِلوئیس کے احترام میں پائیس III کا نام اپنایا۔ وہ باعلم اور راست رو آدمی' مگر ایک بڑے خاندان کا باپ بھی تھا۔ [61] 64 سالہ پائیس کی ٹانگ پر ایک دُنبل (Abscess) تھا۔ وہ سیزر کے ساتھ دوستانہ طور پر پیش آیا اور اسے روم واپس جانے کی اجازت دے دی۔ لیکن نیا پوپ 18 اکتوبر کو مر گیا۔

سیزر نے دیکھا کہ وہ کارڈینل ڈیلا روویرے کو پوپ منتخب ہونے سے نہیں روک سکتا جو اب کالج میں سب سے زیادہ قابل آدمی تھا۔ اس نے گلیانو کے ساتھ ایک ذاتی ملاقات میں ایک بدیہی سمجھوتہ کر لیا: اس نے گلیانو کو ہسپانوی کارڈینلوں (جو سیزر کے وفادار تھے) کی حمایت دلانے کا وعدہ کیا' اور گلیانو نے عہد کیا کہ منتخب ہو کر اسے رومانیا کے ڈیوک اور پاپائی دستوں کے سپہ سالار کی حیثیت میں توثیق جاری کر دے گا۔ گلیانو نے کچھ دیگر کارڈینلوں کو سیدھی سادی رشوت ستانی کے ذریعہ خرید لیا۔ [62] گلیانو ڈیلا روویرے پوپ منتخب ہوا (31 اکتوبر 1503ء) اور جولیئس II کا نام اپنایا' کہ جیسے خود کو سیزر اور ایک بہتر الیگزینڈر بتانا چاہتا ہو۔ اس کی رسم تاجپوشی 26 نومبر تک ملتوی کر دی گئی کیونکہ ماہرین نجوم نے پیشگوئی کی تھی کہ یہ خوش آئند ستاروں کے اتحاد کا دن ہے۔

وینس نے خوش قسمتی کے ستارے کا انتظار نہ کیا: اس نے رمنی چھینا' فاین تسا کا محاصرہ کیا اور کلیسیاء کو اپنے دستے منظم کرنے کی مہلت دیئے بغیر ہر ممکن حد تک زیادہ سے زیادہ رومانیا لینے کا ہر اشارہ ظاہر کر دیا۔ جولیئس نے سیزر کو ایمولا جانے اور پاپائی ریاستوں کی حفاظت کے لیے ایک نئی فوج بنانے کا کہا۔ سیزر مان گیا اور بذریعہ سمندر

پیسا جانے[1] کے خیال سے اوسٹیا روانہ ہوا۔ اوسٹیا میں پوپ کی جانب سے ایک پیغام میں اسے رومانیہ کے قلعوں کا قبضہ چھوڑنے کا حکم دیا گیا۔ اس نے حکم نہ ماننے کی سنگین غلطی کی; مگر واضح تھا کہ اب وہ ایک ایسے آدمی سے پیش آ رہا تھا جو خود اس جیسا ہی بلند حوصلہ تھا۔ جولیئس نے اسے روم واپسی کا حکم دیا; سیزر نے تعمیل کی اور اپنے گھر میں نظر بند ہوا۔ وہاں Guidobaldo شکست خوردہ بورجیا سے ملنے آیا; Guidobaldo کو اب نہ صرف اُربینو واپس مل گیا تھا بلکہ وہ پاپائی افواج کا نیا سپہ سالار بھی تھا۔ سیزر اپنے ہی ہاتھوں معزول کردہ اور لوٹے ہوئے آدمی کے سامنے جھکا' اسے قلعوں کے اشارۂ راہداری بتائے' اُربینو کی تباہی میں بچ جانے والی کچھ نادر کتب اور پُھلکاریاں واپس کیں اور جولیئس اور اپنے درمیان مصالحت کروانے کی درخواست کی۔ چیزنیا اور فورلی نے سیزر کو رہائی ملنے تک اشارۂ راہداری ماننے سے انکار کر دیا; جولیئس نے سیزر کی رہائی کے لیے رومانیائی قلعوں کی پوپ کے سامنے بجا آوری کی شرط رکھ دی۔ لوکریزیا نے اپنے شوہر سے بھائی کی مدد کرنے کی التجا کی; الفونسو نے کچھ نہ کیا (وہ ابھی تک محض ڈیو کی مسند کا وارث تھا' ڈیوک نہیں)۔ لوکریزیا فریاد لے کر اِزابیلا ڈی ایستے کے پاس گئی مگر لاحاصل; غالباً وہ اور الفونسو جانتے تھے کہ جولیئس سخت دل ہے۔ آخر کار سیزر نے رومانیا میں اپنے وفادار حامیوں کو ہتھیار پھینکنے کا کہا; پوپ نے اسے رہا کیا' اور وہ بھاگ کر نیپلز چلا گیا (19 اپریل 1504ء)۔

وہاں گونزالو ڈی کارڈوبا (Gonzalo de Cordoba) نے سیزر کو خوش آمدید کہا جسے اس نے پروانہ راہداری دیا تھا۔ اس کا حوصلہ اچھی فہم سے پہلے لوٹ آیا' اس نے ایک چھوٹی سی فوج بنائی اور اسے لے کر پیامبینو (نزد Leghorn) سے سمندر میں روانگی کی تیاری کر رہا تھا کہ گونزالو نے اسے سپین کے فرڈی نینڈ کے حکم پر گرفتار کر لیا; جولیئس نے زور دے کر "کیتھولک بادشاہ" سے یہ اقدام کروایا تھا; وہ سیزر کی جانب سے سول جنگ شروع ہونا گوارا نہیں کر سکتا تھا۔ اگست میں سیزر کو سپین لے جا کر دو سال کے لیے جیل میں ڈال دیا گیا۔ لوکریزیا نے اسے رہائی دلوانے کی دوبارہ کوشش کی' مگر بے سُود۔ سیزر کی ٹھکرائی ہوئی بیوی نے اپنے بھائی نوارے کے بادشاہ ژاں ڈی البرٹ کے سامنے اس کی رہائی کے لیے فریاد کی; فرار کا ایک منصوبہ بنایا گیا; اور نومبر

1506ء میں سیزر نوارے کے دربار میں ایک مرتبہ پھر آزاد آدمی تھا۔ بادشاہ کے ایک نمائندے Lerin کے کاؤنٹ نے بغاوت کر دی: سیزر بادشاہ کی فوج کے ایک حصے کی قیادت کرتا ہوا ویانا (Viana) کے مقام پر کاؤنٹ کے قلعے کا مقابلہ کرنے گیا: کاؤنٹ نے محاصرین پر یک لخت یورش کر دی' سیزر نے مقابلہ کر لیا: سیزر نے بڑی سنگدلی کے ساتھ شکست کھانے والوں کا پیچھا کیا: کاؤنٹ نئی فوج لے کر پلٹا: سیزر کے کچھ دستے بھاگ گئے: وہ صرف ایک ساتھی کے ہمراہ میدان میں ڈٹا رہا اور کٹ مرنے تک لڑا (12 مارچ 1507ء)۔ اس کی عمر 31 سال تھی۔

یہ ایک قابل اعتراض زندگی کا باوقار انجام تھا۔ سیزر بورجیا میں بہت سی ایسی باتیں موجود ہیں جنھیں ہم ہضم نہیں کر سکتے ہیں: اس کا سرکش تفاخر' وفادار بیوی سے تعرض' عورتوں کو صرف آلات مسرت سمجھنا' عموماً دشمنوں پر ظلم و تشدد--- مثلاً جب اس نے نہ صرف کیمرینو کے حاکم گیلیو وارانو بلکہ اس کے دو بیٹوں کو بھی موت کی سزا دی۔ اس کی سختیاں اس آدمی کی نرمیوں کے سامنے شرمناک ہیں جس کا نام اس نے اپنایا تھا۔ بالعموم اس نے اس اصول پر عمل کیا کہ مقصد حاصل کرنے کی خاطر کوئی بھی ذریعہ اپنانا جائز ہے۔ اس نے خود کو جھوٹ میں گھرے ہوئے پایا اور اپنے ساتھ جولیئس کی دروغ گوئی سے پہلے تک باقی سب کے مقابلہ میں بہتر طریقے سے جھوٹ بولتا رہا۔ وہ اپنے بھائی جووانی کی موت میں یقیناً بے دوش تھا: غالباً اسی نے Bisceglie کے ڈیوک پر کرائے کے قاتلوں سے حملہ کروایا۔ اس میں--- شاید بیماری کے باعث--- اپنی ہی بدقسمتیوں کا ہمت سے مقابلہ کرنے کی طاقت کا فقدان تھا۔ صرف موت ہی اس کی زندگی میں وقار کی ایک جھلک لائی۔

لیکن اس میں کچھ اچھائیاں بھی تھیں۔ وہ لازماً اس قدر جلدی نمایاں ہونے' بہت جلد رہبری' مذاکرات اور جنگ کے فنون سیکھنے کی غیر معمولی صلاحیت کا مالک تھا۔ اسے صرف ایک چھوٹی سی فوج کے ذریعہ پاپائی ریاستوں میں پاپائی طاقت بحال کرنے کا مشکل کام تفویض ہوا: اس نے یہ کام نہایت چابکدستی' ماہرانہ حکمت عملی اور ذرائع کی کفایت سے پورا کیا۔ فتح کے ساتھ ساتھ حکومت کرنے کا بھی اختیار ملنے پر اس نے رومانیا کو ایسی عادلانہ حکومت اور خوشحال ترین امن دیا جو اس نے کئی صدیوں سے نہ

دیکھا تھا۔ اس نے کامپانیا کو باغیانہ اور سرکش جاگیرداروں سے پاک کرنے کا حکم ملنے پر ایسی تیزی دکھائی کہ شاید جولیئس سیزر خود بھی نہ دکھا سکتا۔ اس قسم کی کامیابیاں ملنے کے بعد وہ بھی اس خواب سے دل بہلانے کا حقدار تھا جس سے پیترارک اور میکیاویلی نے حظ اٹھایا تھا: اگر ضرورت پڑے تو فتح کے ذریعہ اِٹلی کو ایسا اتحاد دینا جو اسے فرانس یا سپین کی یک مرکز طاقت کا سامنا کرنے کے قابل بنا دے۔ ☆ لیکن اس کی فتوحات' طریقوں' طاقت' رازداری' اچانک حملوں نے اسے اِٹلی کا نجات دہندہ بنانے کی بجائے ہوا بنا دیا۔ کردار کے نقائص نے اس کے ذہنی کارناموں کو برباد کر ڈالا۔ محبت کرنا نہ سیکھنا اس کا بنیادی المیہ تھا۔

لوکریزیا ایک مرتبہ پھر مستثنیٰ ہے۔ اس نے اپنے آخری برسوں کی اعتدال پسندی اور خوشحالی میں خود کو اپنے شکست خوردہ بھائی سے کیسا ممتاز کیا! وہ روم میں ہر رسوا کن افواہ کا نشانہ بنی لیکن فیرارا کے لوگوں میں نِسائی نیکی کے مثالی نمونے کے طور پر مقبول ہوئی۔ [112] اس نے وہاں جاکر اپنے ماضی کی تمام دہشتیں اور آزمائشیں بھلا دیں۔ اس نے حدود میں رہتے ہوئے اپنی جوانی کی شادمانی دوبارہ حاصل کی' اور اس میں دوسروں کی ضروریات میں فراخدلانہ دلچسپی کا اضافہ بھی کیا۔ آری اوستو' ٹیبالڈیو' بیمبو' ٹیٹو اور ایرکولے Strozzi نے اپنی شاعری میں اسے سراہا: انہوں نے اسے "حسین ترین دوشیزہ" کہا' اور کسی نے ابرو تک نہ اٹھائے۔ شاید بیمبو نے آلوئیز (Heloise) کے ساتھ ایبے لارڈ بننے کی کوشش کی' اور اب لوکریزیا ایک حد تک ماہر لسانیات بن گئی جو ہسپانوی' اطالوی' فرانسیسی زبان بولتی اور "تھوڑی سی لاطینی اور بہت

☆ "یہ اقوام (فرانس' سپین' انگلینڈ' ہنگری) اب عسکری بادشاہتیں بن گئی تھی جن کے سامنے اِٹلی کی چھوٹی چھوٹی ریاستوں کا گچھا بے جوڑ تھا۔ پندرھویں صدی کے آخر کی بجائے شروع میں آنے والا کوئی سیزر بورجیا ہی اسے بچا سکتا تھا..... متحد ہونے کا واحد قابل بھروسہ ذریعہ پاپائی دینوی طاقت کا قیام تھا جس کے بنیادی معمار الیگزینڈر اور جولیئس تھے۔ اس کی تخلیق کے لیے استعمال کردہ ذرائع عموماً نہایت قابل مذمت تھے' لیکن پاپائیت کی لاچار حالت کے پیش نظر اس کی تخلیق قابل توجیہہ تھی' اور یہ اِٹلی کی آزادی اور وقار کا واحد نقش بن جانے پر بہت مفید ثابت ہوتی۔" ... کیمبرج ماڈرن ہسٹری' جلد اول' صفحہ 252۔

سی یونانی" پڑھتی تھی۔ ہمیں بتایا گیا ہے کہ اس نے ان تمام زبانوں میں شاعری کی۔ ۱۲۲ آلڈس مینوشیئس نے اپنی Strozzi نظموں کا ایڈیشن اس کے نام انتساب کیا' اور دیباچے میں اشارہ دیا کہ لوکریزیا نے اس کی اس عظیم اشاعتی کامیابی کو تحریر کرنے کی پیشکش کی تھی۔ ۱۲۳

ان تمام مصروفیات کے دوران بھی اس نے اپنے تیسرے شوہر کے چار بیٹوں اور ایک بیٹی کی ماں بننے کی فرصت ڈھونڈ لی۔ الفونسو اپنے غیر پر جوش طریقے سے لوکریزیا پر بہت خوش تھا۔ 1506ء میں وہ فیرارا سے جاتے وقت لوکریزیا کو اپنی قائم مقام بنا گیا' اور اس نے اپنے فرائض اس قدر احسن طریقے سے سرانجام دیئے کہ اہل فیرارا نے صرف ایک مرتبہ اسے ویٹیکن کا انچارج بنانے کا مطالبہ کرکے الیگزینڈر کو مشکل میں ڈالا۔

لوکریزیا نے اپنی مختصر زندگی کے آخری برس بچوں کی تعلیم و تربیت اور خیرات و ہمدردی کے کاموں کی نذر کر دیئے; وہ تیسرے درجے کی (Tertiery) پاکیزہ فرانسکی راہبہ بن گئی۔ 14 جون 1519ء کو اس نے ساتویں مگر مردہ بچے کو جنم دیا۔ وہ پھر کبھی اپنے بستر زچگی سے نہ اٹھی۔ 24 جون کو 39 برس کی عمر میں لوکریزیا بورجیا دنیا سے گذر گئی' جس نے اتنے گناہ نہ کیے تھے جتنے لوگوں نے اس کے خلاف کیے۔

سترھواں باب

جُولیئس II

(1503–13ء)

I۔ جنگجو

جولیئس II کے رافیل کے بنائے ہوئے باریک بین اور عمیق پورٹریٹ کو سامنے رکھنے پر ہمیں نظر آئے گا کہ گلیانو ڈیلا رووریے پاپائی مسند تک پہنچنے والی تمام شخصیات میں مضبوط ترین تھا۔ تھکن اور کاہلانہ عجز کے ساتھ جھکا ہوا بڑا سا سر' بڑی بڑی اونچی بھنویں' لڑنے پر مائل بڑا سا ناک' متفکر' گہرائی میں دیکھتی ہوئی آنکھیں' عزم کے ساتھ بھنچے ہوئے ہونٹ' حاکمیت کی انگوٹھیوں سے وزنی ہاتھ' طاقت کی دھوکہ بازی سے آزاد متفکر چہرہ: یہی وہ آدمی ہے جس نے اِٹلی کو ایک عشرے تک جنگ اور افراتفری میں ڈالے رکھا' اسے بیرونی دشمنوں سے نجات دلائی' پرانا سینٹ پیٹرز کلیساء منہدم کیا' برامانتے اور بیسیوں دیگر آرٹسٹوں کو روم لایا' مائیکل اینجلو اور رافیل کو دریافت کیا' نکھارا اور راہ دکھائی' اور انہی کے توسط سے دنیا کو ایک نیا سینٹ پیٹرز کلیساء اور سِستائن گرجا خانے کی چھت' اور ویٹیکن کا "*Stanze*" دیا۔ یہ ہے وہ آدمی۔۔۔ *Voila un homme!*–

غالبًا اپنی پہلی سانس نے ہی اسے جارحانہ کردار عطا کردیا تھا۔ وہ Savona کے نزدیک پیدا ہوا (1443ء) سِکسٹس IV اس کا چچا تھا' 27 برس کی عمر میں کارڈینل بنا اور

پوپ کے عہدے تک (جس کا وہ جائز مستحق تھا) ترقی پانے سے پہلے 33 برس انتظار کرتے کرتے چڑچڑا اور تنک مزاج ہو گیا۔ اس نے مجرد پن کے حلف کو اپنے بیشتر ہم عہدہ افراد جتنی ہی اہمیت دی[4]؛ ویٹیکن میں اس کے رسومات کے استاد نے بعد ازاں بتایا کہ پوپ جولیئس اپنے پاؤں کو چومنے کی اجازت نہیں دے گا کیونکہ فرانسیسی بیماری نے اسے بدہیئت بنا دیا ہے[5]۔ اس کی تین ناجائز بیٹیاں تھیں[6]، لیکن اسے اپنی غیر خفیہ پدری شفقت کے لیے وقت ڈھونڈنے میں الیگزینڈر کے مقابلہ میں بہت کوشش کرنا پڑی۔ وہ الیگزینڈر کو ایک ہسپانوی مداخلت کے طور پر ناپسند کرتا، اسے پاپائیت کے لیے ناموزوں سمجھتا، اسے ایک چالباز اور غاصب کہتا[7] تھا، اور اسے معزول کرنے کی خاطر ایڑی چوٹی کا زور لگایا، حتیٰ کہ فرانس کو اٹلی پر حملہ کرنے کی دعوت دے دی۔

وہ الیگزینڈر کے مقابلہ میں ناکام اور متضاد تھا۔ بورجیا پوپ ہنس مکھ، خود اعتماد، خوش خصلت تھا (بشرطیکہ ہم زہر دینے کے ایک دو واقعات میں اسے بے دوش سمجھیں)؛ جولیئس درشت مزاج، Jovian، عاشقانہ، بے سکون، زود رنج، ایک کے بعد دوسری لڑائی لڑنے والا اور جنگ کے سوا کسی چیز میں حقیقتاً خوش نہ ہونے والا تھا۔ الیگزینڈر نے خود تلوار اٹھائے بغیر جنگ لڑی، جولیئس نے تلوار اٹھائی؛ 60 سالہ پوپ جولیئس سپاہی بن گیا، وہ اسقفی عباؤں سے زیادہ عسکری لباس میں آرام محسوس کرتا، اسے فوجی پڑاؤ اور شہروں کا محاصرہ کرنے کا شوق تھا، اس نے اپنی آنکھوں کے سامنے حملے کروائے؛ الیگزینڈر چالبازی کر سکتا تھا، لیکن جولیئس آرام کیے بغیر ایک کے بعد دوسری مہم کی جانب بڑھا۔ الیگزینڈر سفارتکاری سے کام لے سکتا تھا؛ جولیئس کو اس سلسلے میں بہت مشکل ہوئی کیونکہ وہ لوگوں کو بتانا چاہتا تھا کہ وہ ان کے بارے میں کیا سوچتا ہے؛ اس کی زبان اکثر گنوارپن اور جارحیت کی تمام حدود پھلانگ گئی، اور "اس خامی نے عمر بڑھنے کے ساتھ ساتھ ادراک کی صلاحیت میں بھی اضافہ کیا۔"[8] اس کی ہمت بھی زبان کی حدود سے ناآشنا تھی؛ وہ اپنی مہمات کے دوران کبھی کبھار علیل ہونے کے باوجود صحت یاب ہو کر اور ایک مرتبہ پھر دشمنوں پہ لپک کر انہیں ہکا بکا کر دیتا۔

الیگزینڈر کی طرح اسے بھی پاپائیت تک پہنچنے کی راہ آسان بنانے کے لیے چند کارڈینل خریدنا پڑے، لیکن 1505ء کے ایک فرمان میں اس طریقہ کار کو ممنوع قرار

دے دیا۔ اگر اس معاملے میں وہ بے آرام تندی کے ساتھ اصلاح نہ کرتا تو اس نے اقربا پروری کو تقریباً مسترد کردیا ہوتا اور شاذونادر ہی اپنے عزیزوں کو عہدے دیتا۔ تاہم' اس نے کلیسیائی جاگیریں فروخت کرنے اور ترقیاں دینے میں الیگزینڈر کی مثال پر عمل کیا' اور واجبات کی ادائیگی میں معافیوں نے غصیلے جرمنی میں سینٹ پیٹرز کی تعمیر میں حصہ ڈالا۔ اس نے اپنے مالیات احسن طریقے سے چلائے' بیک وقت جنگ اور آرٹ پر خرچ کیا اور لیو کے لیے فاضل خزانہ چھوڑ کر گیا۔ اس نے روم میں سماجی امن بحال کیا جو الیگزینڈر کے آخری برسوں میں تباہ ہو گیا تھا' اور کلیسیاء کی ریاستوں پر عقلمندانہ نامزدگیوں اور حکمت عملیوں کے ذریعہ حکومت کی۔ اس نے اورسینی اور کولونا کو اپنے قلعوں پر دوبارہ قبضہ کرنے کی اجازت دی' اور ان طاقتور خاندانوں کی اپنے رشتہ داروں کے ساتھ شادیوں کے ذریعہ انہیں اپنا وفادار بنایا۔

اختیارات سنبھالنے پر اس نے کلیسیائی ریاستوں کو انتشار کی حالت میں دیکھا' الیگزینڈر اور سیزر بورجیا کا آدھا کام تباہ و برباد ہو چکا تھا۔ وینس نے فاین تسا' راوینا اور رمنی پر قبضہ کرلیا تھا (1503ء)؛ جو وانی سفورتسا پیزارو واپس لوٹ آیا تھا؛ بیجلیونی دوبارہ پیروجیا اور بینٹی وو گلی بولونیا میں حاکم بن بیٹھے تھے؛ ان شہروں میں محصولات کے خسارے نے کیوریا کے دیوالیہ ہونے کا خطرہ پیدا کردیا۔۔ جولیئس اس حوالے سے الیگزینڈر کا ہم خیال تھا کہ کلیسیاء کی روحانی خودمختاری کے لیے پاپائی ریاستوں پر قبضہ قائم رکھنے کی ضرورت تھی؛ اور اس نے بھی اطالوی دشمنوں کے خلاف فرانس کی مدد--- اور جرمنی و سپین سے سازوسامان--- مانگ کر الیگزینڈر والی ابتدائی غلطی کی۔ فرانس نے تین سرخ کلاہوں (کلیسیائی عہدوں) کے بدلے میں 8,000 آدمی بھیجنے پر رضامندی ظاہر کی؛ نیپلز' مینتوآ' فیرارا اور فلورنس نے چھوٹے چھوٹے فوجی دستے بھیجے۔ اگست 1506ء میں جولیئس اپنی معتدل فوج کی قیادت سنبھال کر روم سے روانہ ہوا--- 400 گھڑسوار' اپنے سوئس محافظ اور چار کارڈینل۔ اُربینو کا بحال شدہ ڈیوک Guidobaldo پاپائی دستوں کا سالار تھا' لیکن پوپ نے بذات خود گھوڑے پہ سوار ہو کر ان کی قیادت کی--- ماضی کی کئی صدیوں میں اِٹلی نے یہ منظر نہیں دیکھا تھا۔۔ جیان پاؤلو بیجلیونی نے اندازہ لگالیا کہ وہ اس قسم کی اتحادی قوت کو شکست نہیں دے سکتا تھا' وہ

اور دیاتو آیا' پوپ کے سامنے شکست تسلیم کی اور معافی کا طلبگار ہوا۔ جولیئس غرایا: "میں تمہارے سنگین گناہ معاف کرتا ہوں' لیکن اب اگر تم نے کوئی گناہ صغیرہ بھی کیاتو سب گناہوں کی سزا دوں گا۔"[۵۷] جولیئس اپنی مذہبی حاکیت پر بھروسے کے ساتھ صرف ایک چھوٹا سا محافظ دستہ لے کر پیروجیا میں داخل ہوا: بیجلیونی چاہتا تو اپنے آدمیوں کو اسے گرفتار کرنے کا حکم دے سکتا تھا' لیکن اس نے ہمت نہ کی۔ قریب ہی موجود میکیاویلی نے حیرت ظاہر کی کہ بیجلیونی نے ایک "ایسا کام کرنے کا موقع ضائع کر دیا جو ابد تک یاد رکھا جاتا۔ وہ چاہتا تو پادریوں کو دکھا سکتا تھا کہ ان کی طرح زندگی گزارنے اور حکومت کرنے والا ایک چھوٹا سا آدمی کتنا تعظیم یافتہ ہے۔ وہ ایک معاہدہ کر سکتا تھا جس کی عظمت ساری رسوائی اور متوقع خطرات کو بے وقعت کر دیتی۔"[۵۸] زیادہ تر اطالویوں کی طرح میکیاویلی نے بھی پاپائیت کی دنیوی طاقت پر اعتراض کیا' اور پوپ بادشاہوں پر بھی۔ لیکن بیجلیونی نے اپنی گردن اور غالباً اپنی روح کو بھی بعد از مرگ شہرت سے زیادہ اہمیت دی۔

جولیئس نے پیروجیا میں تھوڑا سا وقت گذارا: اس کی حقیقی منزل مقصود بولونیا تھا۔ وہ اپنی چھوٹی سی فوج اپینائنز کی غیر ہموار سڑکوں کے ذریعہ چیزینا لے کر گیا' اور پھر مشرق کی جانب سے بولونیا کی طرف مڑا جبکہ فرانسیسیوں نے اس پر مغرب سے حملہ کیا۔ جولیئس نے بینٹی وو گلی اور ان کے وارثوں کے خلاف دین بدری کا فرمان جاری کر کے حملے کو تقویت بخشی' اور ان میں سے کسی کو بھی قتل کرنے والے شخص کے لیے مکمل معافی کا اعلان بھی کیا: یہ جنگ کی ایک نئی قسم تھی۔ جووانی بینٹی وو گلی بھاگ نکلا' اور جولیئس آدمیوں کی اٹھائی ہوئی ایک پالکی میں بیٹھ کر شہر میں داخل ہوا تو لوگوں نے اسے استبدادیت سے چھٹکارا دلانے والے کے طور پر خوش آمدید کہا (11 نومبر 1506ء)۔ اس نے مائیکل اینجلو کو سان پیترونیو کی Portal کے لیے اپنا ایک مجسمہ بنانے کو کہا' اور پھر روم واپس آ گیا۔ وہاں وہ ایک فاتحانہ گاڑی میں بیٹھ کر گلیوں میں گھوما اور بطور فاتح میزر مبارکبادیں وصول کیں۔

لیکن فاینزا' راوینا' رمینی ابھی تک وینس کے پاس تھے: وینس پوپ کی جنگی صلاحیت کا درست اندازہ لگانے میں ناکام ہو گیا۔ جولیئس نے رومانیا کی خاطر اٹلی کو

خطرے میں ڈال کر فرانس' جرمنی اور سپین سے درخواست کی کہ ایڈریاٹک کی ملکہ کو مطیع کرنے میں اسے مدد دیں۔ ہم آگے چل کر دیکھیں گے کہ انہوں نے کیمبرائی کی مجلس (1508ء) میں کس قدر زور دار انداز میں جواب دیا' کیونکہ وہ جولیئس کی مدد کرنے کی بجائے اِٹلی کو لخت لخت کرنا چاہتے تھے; جولیئس نے ان کے ساتھ مل کر وینس کے خلاف اپنی جائز ناراضگی کو اِٹلی کے لیے اپنی محبت پر غالب آنے کی اجازت دے دی۔ جب اس کے حلیفوں نے وینس پر فوج چڑھائی کی تو جولیئس نے اس کی جانب دین بدری کے فیصلہ کن فرامین کے تیر پھینکے۔ وہ جیت گیا; وینس نے چرائے ہوئے شہر کلیسیاء کو لوٹا دیئے اور نہایت ذلت آمیز شرائط تسلیم کرلیں; وینس کے سفیروں نے معافی اور حکم امتناعی کی تنسیخ ایک طویل تقریب میں پائی (1510ء)۔ جولیئس نے فرانس کو دعوت دینے کے فیصلے پر پچھتاتے ہوئے اب انہیں اِٹلی سے نکالنے کی الٹی حکمت عملی پر کام شروع کیا' اور خود کو قائل کیا کہ خدا بھی اس کا ساتھ دے رہا تھا۔ جب فرانسیسی سفیر نے اسے اہل وینس کے خلاف فرانسیسی فتح کی خبر سناتے ہوئے کہا کہ "خدا کی یہی مرضی تھی" تو جولیئس نے غصے میں جواب دیا' "یہ شیطان کی مرضی تھی!"[9]

اب اس نے اپنی فوجی نظر فیرارا کی جانب کی۔ یہاں ایک تسلیم شدہ پاپائی جاگیر موجود تھی' لیکن اس نے الیگزینڈر کی رعایت سے لوکریزیا کی منگنی کے موقع پر پاپائیت کو صرف برائے نام خراج پیش کیا تھا; مزید برآں ڈیوک الفونسو نے پوپ کے ایماء پر وینس کے خلاف جنگ میں شامل ہونے کے بعد اس کے ایماء پر ہی جنگ بند کرنے سے انکار کردیا اور بدستور فرانس کا حلیف بنا رہا۔ جولیئس نے ارادہ کیا کہ فیرارا کو مکمل طور پر ایک پاپائی ریاست بننا ضروری ہے۔ اس نے دین بدری کے ایک اور فرمان کے ساتھ اپنی مہم شروع کی (1510ء) جس کے تحت ایک پوپ کا داماد دوسرے پوپ کے لیے "پاپ کا بیٹا اور بربادی کی جڑ" بن گیا۔ جولیئس نے کسی زیادہ مشکل کے بغیر وینسی امداد سے موڈینا حاصل کرلیا۔ جب پوپ کے فوجی وہاں آرام کررہے تھے تو اس نے بولونیا جانے کی غلطی کرڈالی۔ اچانک اسے خبر ملی کے الفونسو کی مدد کے لیے بھیجی گئی ایک فرانسیسی فوج شہر کے دروازوں تک پہنچ گئی ہے۔ پاپائی فوجیں دور ہونے کے باعث مدد کو نہیں آسکتی تھیں; بولونیا کے اندر صرف 900 سپاہی موجود تھے; اور ماضی میں پاپائی

نمائندے کارڈینل Alidosi کے ہاتھوں ظلم سہنے والے اہل شہر پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا تھا کہ وہ فرانسیسیوں کے خلاف مزاحمت کریں گے۔ بخار کے باعث بستر سے لگے جولیئس کو کچھ وقت کے لیے تو کوئی امید نہ رہی' اور اس نے زہر پینے کا سوچا۔[10] وہ فرانس کے ساتھ ایک ذلت آمیز معاہدہ امن پر دستخط کرنے ہی والا تھا کہ ہسپانوی اور وینسی کمک پہنچ گئی۔ فرانسیسیوں نے پسپائی اختیار کی' جولیئس نے ان سب کی دین بدری کا فرمان جاری کیا۔

دریں اثناء فیرارا نے خود کو اتنا بہتر طور پر مسلح کر لیا کہ جولیئس نے اپنی فوجوں کو اسے لینے کے لیے ناکافی خیال کیا۔ وہ عسکری شان و شوکت سے محروم نہ ہونے کی خاطر اپنے دستوں کو خود اپنی قیادت میں میرانڈولا کا محاصرہ کرنے کے لیے لے کر گیا۔۔۔ میرانڈولا فیرارا ڈچی کی شمالی سرحدی چوکی تھی (1511ء)۔ اب 68 برس کی عمر میں بھی وہ گہری برف میں چلا' توقعات کے برخلاف سردیوں میں مہم جوئی کی' حکمت عملی کے اجلاسوں کی صدارت کی' کارروائیوں کی ہدایت اور توپ لگانے کے مقام بتائے' فوج کا معائنہ کیا' سپاہیانہ زندگی کا لطف اٹھایا اور جنگی حلفوں اور وعدوں میں کسی شخص کو اپنے پر سبقت نہ حاصل کرنے دی۔[11] کبھی کبھی فوجی اس پر مسکرائے لیکن زیادہ تر اس کی ہمت کی داد دیتے رہے۔ جب دشمن کے گولے نے جولیئس کے پہلو میں ایک خدمتگار کو ہلاک کر ڈالا تو وہ دوسرے حصوں میں چلا گیا; جب میرانڈولا کا توپ خانہ وہاں بھی پہنچ گیا تو وہ اپنی پہلی والی جگہ پر ہی لوٹ آیا اور موت کے خطرے پر اپنے خمیدہ کندھے اُچکائے۔ میرانڈوالا نے دو ہفتے کی مزاحمت کے بعد ہتھیار پھینک دیے۔ پوپ نے حکم دیا کہ شہر میں موجود تمام فرانسیسی سپاہیوں کو مار ڈالا جائے; لیکن کوئی ایک بھی نہ مل سکا۔ اس نے شہر کو لوٹ مار سے بچایا اور کارڈینل کے آٹھ نئے عہدے فروخت کر کے اپنی فوج کی خوراک اور تنخواہ کا بندوبست کرنے کو ترجیح دی۔[12]

جولیئس نے بولونیا میں آرام کرنا چاہا' مگر وہاں بھی فرانسیسوں نے جلد ہی اس کا محاصرہ کر لیا۔ وہ بھاگ کر رمنی چلا گیا اور فرانسیسیوں نے بینٹی وو گلی میں اپنی قوت بازیاب کر لی۔۔ لوگ اپنے معزول آمروں کی واپسی پر خوش ہوئے; انہوں نے جولیئس کا تعمیر کردہ قلعہ مسمار کر دیا' مائیکل اینجلو کا بنایا ہوا مجسمہ اٹھا کر پھینکا اور فیرارا کے الفونسو

کے ہاتھ بطور ردی چاندی بیچ دیا: سنگدل ڈیوک نے اسے پگھلا کر توپ بنا لی جسے پوپ کے اعزاز میں *La Giulia* کا نام دیا۔ جولیئس نے ایک اور فرمان جاری کر کے ان سب کو دین بدر کر دیا جنھوں نے بولونیا میں پاپائی حاکیت کے خاتمے میں حصہ لیا تھا۔ جواب میں فرانسیسی دستوں نے میرانڈولا دوبارہ لے لیا۔ ریمنی میں جولیئس کو سان فرانسکو کے دروازے میں اٹکی ہوئی ایک دستاویز ملی جس پر نو کارڈینلوں کے دستخط تھے: دستاویز کا مقصد یکم ستمبر 1511ء کو بمقام پیسا ایک عمومی مجلس بلائی بلانا تھا تاکہ پوپ کے طرز عمل کا جائزہ لیا جا سکے۔

جولیئس دوم واپس روم آیا: اس کی صحت خراب اور دل شکستہ سہی مگر وہ ہار ماننے کو تیار نہ تھا۔ گوپچارڈینی کہتا ہے:

> اگرچہ پوپ نے اپنی اعلیٰ توقعات کا محل زمین بوس ہوتے پایا' پھر بھی وہ اپنے برتاؤ میں ویسا نظر آتا ہے جیسا دیومالائی مصنفین نے Antaeus کے متعلق بتایا تھا جس نے ہر مرتبہ ہرکولیس کی طاقت کے باعث معذور ہونے پر زمین کو چھو کر پہلے سے بھی زیادہ طاقت اور ہمت حاصل کر لی۔ افتاد نے پوپ پر بھی یہی اثر ڈالا: کیونکہ جب بھی وہ نہایت مایوس اور ناامید نظر آتا' تو دوبارہ اپنے جذبے بحال کرتا اور ذہن کی زیادہ مضبوطی اور ثابت قدمی کے ساتھ دوبارہ اوپر اٹھتا... اس کا ارادہ اور بھی زیادہ مستحکم ہو جاتا۔ [۱۳]

اس نے بددل کارڈینلوں کا جواب دینے کی خاطر 19 اپریل 1512ء کو لیٹرن محل میں عمومی مجلس کے انعقاد کا اعلان شائع کر دیا۔ اس نے فرانس کے خلاف ایک طاقتور اتحاد قائم کرنے کے لیے دن رات محنت کی۔ وہ کامیابی سے دو چار گام ہی دور تھا کہ شدید بیمار پڑ گیا (7 اگست 1511ء)۔ تین روز تک موت اس کے سر پہ منڈلاتی رہی: 21 اگست کو وہ اتنی دیر تک بے ہوش پڑا رہا کہ کارڈینل نیا پوپ چننے کے لیے جلسہ انتخاب بلانے کی تیاریاں کرنے لگے: ساتھ ہی Rieti کے بشپ پومپیو کولونا نے رومن لوگوں سے اپیل کی کہ اپنے شہر کی پاپائی حکومت کے خلاف اٹھیں اور ریتسو کی جمہوریہ دوبارہ قائم کریں۔ لیکن 22 اگست کو جولیئس ہوش میں آ گیا: اس نے اپنے ڈاکٹروں کی ہدایات

نظرانداز کرتے ہوئے کافی مقدار میں وائن پی: اس نے صحت یاب ہو کر چند ایک کو حیران اور بہت سوں کو مایوس کردیا: جمہوریہ کی تحریک کا نام ونشان تک نہ رہا۔ 5 اکتوبر کو اس نے پاپائیت' وینس اور سپین کی "مقدس انجمن" تشکیل دینے کا اعلان کیا: 17 نومبر کو ہنری VIII انگلینڈ کی طرف سے ساتھ آملا۔ دوبارہ استحکام ملنے پر اس نے پیسا کو بھیجے گئے سمن پر دستخط کرنے والے کارڈینلوں کو عہدوں سے علیحدہ کیا اور اس قسم کی مجلس بلانا ممنوع قرار دے دیا۔ فلورنسی مجلس بلدیہ نے فرانسیسی بادشاہ کے کہنے پر ممنوع قرار دی گئی مجلس پیسا کے مقام پر منعقد کرنے کی اجازت دے دی: جولیئس نے فلورنس کے خلاف اعلان جنگ کیا اور میڈیچی کی بحالی کا منصوبہ بنایا۔ 27 کلیسیائی عہدیداروں کے ایک گروپ اور شاہ فرانس اور کچھ فرانسیسی یونیورسٹیوں کے نمائندوں سمیت پیسا میں اجلاس کیا (5 نومبر 1511ء): لیکن مقامی باشندے اتنے ڈرے ہوئے اور فلورنس اس قدر متذبذب تھا کہ مجلس کو مِیلان جانا پڑا (12 نومبر)۔ وہاں فرانسیسی گیریژن کی حفاظت میں' مجلس کے انتشار پسند شرکاء بزدلانہ تحفظ میں لوگوں کی لعنت ملامت برداشت کرسکتے تھے۔

جولیئس بشپوں کی یہ لڑائی جیت کر دوبارہ جنگ کی طرف متوجہ ہوا۔ اس نے رشوت دے کر سوئس اتحاد حاصل کیا جس نے مِیلان میں فرانسیسیوں پر حملہ کے لیے ایک فوج روانہ کی: حملہ ناکام رہا اور سوئس اپنے کینٹونوں کو واپس لوٹ گئے۔ 11 اپریل 1512ء کو ایسٹر سنڈے کے روز فرانسیسیوں نے Garton de foix کی قیادت میں' الفونسو کے توپ خانہ کی فیصلہ کن مدد سے' راوینا کے مقام پر "انجمن" کی ملی جلی فوج پر غلبہ حاصل کیا: عملی اعتبار سے سارا رومانیا فرانسیسی کنٹرول میں چلا گیا۔ جولیئس کے کارڈینلوں نے امن کی درخواست کی: اس نے انکار کردیا۔ مِیلان میں موجود مجلس نے پوپ کو معزول قرار دے کر فتح کا جشن منایا: جولیئس ہنس دیا۔ 2 مئی کو وہ اپنی پالکی میں سوار ہو کر لیٹرن محل میں گیا جہاں پانچویں لیٹرن مجلس کا افتتاح کیا۔ وہ اس کی سست کارروائی کو جاری چھوڑ کر جلدی جلدی جنگ میں لوٹ آیا۔

17 مئی کو جولیئس نے اعلان کیا کہ فرانس کے خلاف مقدس انجمن میں جرمنی بھی شامل ہوگیا ہے۔ سوئس دوبارہ رقم لے کر بذریعہ Tirol اِٹلی میں داخل ہوئے اور

فرانسیسی فوج سے مقابلہ کرنے کے لیے آگے بڑھے جو فتح اور اپنے رہنما کی موت کے باعث بد نظمی کا شکار تھی۔ فرانسیسیوں نے اپنی تعداد کم دیکھ کر راوینا بولونیا اور حتیٰ کہ میلان چھوڑ دیا؛ اور تفرقہ باز کارڈینلوں نے فرانس میں پسپائی اختیار کی۔ بینٹی وو گلی ایک مرتبہ پھر بھاگ نکلا اور جولیئس بولونیا و رومانیا کا مالک بن گیا۔ اس نے پارما اور پیاچن تسا بھی لینے کا موقع غنیمت جانا؛ اور اب وہ فیرارا فتح کرنے کی توقع بھی کر سکتا تھا جسے فرانس کی جانب سے امداد کی امید نہ رہی تھی۔۔ الفونسو نے روم آنے معافی اور امن کی شرائط طے کرنے کی پیشکش کی بشرطیکہ پوپ اس کی جان کو تحفظ دے۔ جولیئس مان گیا' الفونسو آیا اور فراخدلانہ معافی حاصل کی؛ لیکن جب اس نے چھوٹے سے Asti کے بدلے میں فیرارا دینے سے انکار کیا تو جولیئس نے امان دینے کا وعدہ کالعدم قرار دیا اور اسے قید وبند کی دھمکیاں دیں۔ ڈیوک کو امان کا پیغام دینے والے Fabrizio Collonna نے اپنے وقار کو بھی خطرے میں خیال کیا؛ اس نے الفونسو کو روم سے فرار ہونے میں مدد دی؛ الفونسو بڑی مشکلات سے گذر کر فیرارا جا پہنچا اور وہاں اپنے قلعوں اور دیواروں کو مسلح کرنے کا کام دوبارہ شروع کر دیا۔

آخر کار جنگجو پوپ کی شیطانی توانائی ختم ہوئی۔ جنوری 1513ء کے اواخر میں وہ کئی امراض کی پیچیدگیوں کے باعث بستر سے لگ گیا۔ بے رحم افواہیں اڑیں کہ اس کی تکلیف "فرانسیسی بیماری" کا نتیجہ تھی؛ کچھ دیگر نے کہا کہ کھانے پینے میں بے اعتدالی اس کی وجہ بنی۔ [51] جب بخار کم کرنے میں کوئی علاج کارگر نہ ہوا تو اس نے موت سے سمجھوتہ کر لیا' اپنے جنازے کے احکامات جاری کیے' لیٹرن مجلس کو اپنا کام بلا تعطل جاری رکھنے پر زور دیا' اپنے بہت بڑے گناہ گار ہونے کا اعتراف کیا' کارڈینلوں کو الوداع کہا اور جس حوصلے سے زندہ رہا اسی حوصلے کے ساتھ مر گیا (20 فروری 1513ء)۔ سارے روم نے اس کا سوگ منایا' اور غیر متوقع ہجوم اسے رخصت کرنے اور لاش کے پیروں کو بوسہ دینے آیا۔

ہم اتنی دیر تک تاریخ میں اس کے مقام کا اندازہ نہیں لگا سکتے جب تک اس پر اٹلی کے نجات دہندہ' سینٹ پیٹرز کے معمار اور آج تک پاپائیت میں آرٹ کے عظیم ترین سرپرست کے طور پر اس کا مطالعہ نہ کر لیں۔ لیکن ہمعصر اسے بنیادی طور پر

ریاست کار اور جنگجو خیال کرنے میں حق بجانب تھے۔ انہیں اس کی بے اندازہ توانائی' شدت' بد دعاؤں اور ناقابل تسکین غصے کا خوف دامن گیر تھا; لیکن انہوں نے اس تمام جارحیت کے پیچھے ایک ہمدردی اور محبت رکھنے والی روح محسوس کرلی (اسے اِزابیلا ڈی ایستے کے بیٹے فیڈریگو سے شدید لگاؤ تھا۔ اس محبت کو بدی سے تعبیر کرنے والی افواہیں بھی پھیلیں۔ [۵۹]) انہوں نے جولیئس کو بھی بورجیا باپ بیٹے جیسی بلاجھجک استبدادیت کے ساتھ پاپائی ریاستوں کا دفاع کرتے دیکھا' لیکن اپنے خاندان کو مضبوط بنانے کی خاطر نہیں; دشمنوں کے سوا سب لوگوں نے اس کے مقاصد کو سراہا۔ جولیئس نے بازیاب ہونے والی ریاستوں پر سیزر بورجیا جیسے بہتر انداز میں حکومت نہ کی' کیونکہ وہ جنگ کا شیدائی ہونے کے باعث اچھا منتظم نہیں بن سکتا تھا; لیکن اس کی فتوحات پائیدار تھیں' اور اس کے بعد پاپائی ریاستیں کلیسیاء کی وفادار رہیں حتیٰ کہ 1870ء کے انقلاب نے پوپس کی دنیوی طاقت کا خاتمہ کردیا۔ جولیئس نے بھی --- وینس' لوڈوویکو' الیگزینڈر کی طرح --- بیرونی افواج کو اِٹلی میں بلانے کا جرم کیا; لیکن وہ بعد ازاں اِٹلی کو ان سے آزاد کروانے میں اپنے پیشروؤں اور جانشینوں سے زیادہ بہتر حد تک کامیاب رہا۔ شاید اس نے اِٹلی کو بچانے کی کوشش میں کمزور کردیا' اور "بربریوں" کو سکھایا کہ وہ لمبارڈی کے دھوپ والے میدانوں میں اپنی لڑائیاں لڑ سکتے ہیں۔ اس کی عظمت میں ظلم کا ایک عنصر بھی موجود تھا; اس نے املاک کے شوق کو غلط رہنما بنا کر فیرارا پر حملہ کرنے اور پیاچن تساو پارما لینے کی غلطی کی; اس نے نہ صرف کلیسیاء کی قانونی املاک کو تحفظ دینے بلکہ یورپ کا آقا' بادشاہوں کا ڈکٹیٹر بننے کا بھی خواب دیکھا۔ گوئچارڈینی نے اسے برا بھلا کہا کہ وہ "خود کو پاک زندگی کی مثال بنانے کی مشکلات اٹھانے کی بجائے اسلحے اور عیسائی خون بہانے کے ذریعہ اُسقف اعظم کے لیے ایک سلطنت لایا;" [۶۰] لیکن جولیئس کے مقام اور عمر کو دیکھتے ہوئے یہ توقع کرنا مشکل ہے کہ وہ پاپائی ریاستیں وینس اور دیگر حملہ آوروں کے لیے چھوڑ دے اور خالصتاً روحانی بنیادوں پر کلیسیاء کی بقا خطرے میں ڈال دے جبکہ اردگرد کی تمام دنیا طاقتوروں کے سوا کسی کے حقوق تسلیم نہیں کرتی تھی۔ وہ وہی کچھ تھا جو اسے اپنے دور کے حالات اور ماحول میں ہونا چاہیے تھا; اور اس کے دور نے اسے معاف کردیا۔

II۔ رومن فن تعمیر: 1513-1492ء

جولیئس کے کام کا پائیدار ترین حصہ آرٹ کی سرپرستی تھا۔ اس کے دور میں نشاۃ ثانیہ نے اپنا صدر مقام فلورنس سے روم منتقل کیا' اور وہاں آرٹ میں بام عروج کو پہنچی' جیسا کہ لیو X کے دور میں ادب و تحقیق میں مقام کمال کو پہنچی تھی۔ جولیئس ادب پر زیادہ توجہ نہیں دیتا تھا; یہ شعبہ اس کے مزاج کے حساب سے بہت بے جوش اور نسوانی سا تھا; لیکن آرٹ کی یادگاریں اس کی فطرت اور زندگی سے کافی مطابقت رکھتی تھیں۔ چنانچہ اس نے تمام دیگر آرٹس کو فن تعمیر کا معاون بنا دیا' اور اپنے جذبات کے اشاریہ اور کلیسیاء کی علامت کے طور پر ایک نیا سینٹ پیٹرز چھوڑ گیا; اس نے کلیسیاء کی سیکولر طاقت کو بچا لیا تھا۔ اس نے درجن بھر جنگیں لڑنے کے ساتھ ساتھ برامانتے' مائیکل اینجلو' رافیل اور ایک سو دیگر افراد کی کفالت کی اور پاپائی خزانے میں 7,00,000 فلورنز چھوڑ کر مرا۔۔۔ یہ تاریخ کے عجائب میں سے ایک' اور اصلاح کی وجوہ میں سے بھی ایک ہے۔

کبھی کوئی آدمی اتنے زیادہ آرٹسٹوں کو روم میں نہیں لایا تھا۔ یہ جولیئس ہی تھا کہ جس نے مثلاً سانتا ماریا ڈیل پوپولو کی خوبصورت رنگ دار شیشوں والی کھڑکیاں بنانے کے لیے فرانس سے Guillaume de Marcillat کو بلوایا۔ اس کے وسیع نظریات کی خوبی تھی کہ اس نے آرٹ میں عیسائیت اور پاگان ازم کا اسی طرح میل کرایا جیسے نکولس V نے علم و فضل میں کرایا تھا; رافیل کے "*Stanze*" کلاسیکی اساطیر اور فلسفہ' عبرانی دینیات اور شاعری' عیسائی جذبات اور عقیدے کی قبل از قیام ہم آہنگی کے سوا کیا ہو سکتے ہیں؟ اور کونسی چیز ایسی ہے جو پاگان اور عیسائی آرٹ و احساسات کا امتزاج سینٹ پیٹرز کے ایوان اور گنبد' اندرونی ستونوں' سنگتراشی' تصاویر اور مقابر سے زیادہ بہتر طور پر پیش کر سکے؟ ایک بھرپور دور میں اب جمع ہونے والے اُسقفوں اور شرفاء' بنک کاروں اور تاجروں نے پوپ کی سرکردگی میں تقریباً شاہی شان و شوکت والے محلات بنائے۔ قرون وسطیٰ کے شہر روم کی بے ترتیبی میں سے چوڑی گذرگاہیں نکالی گئیں; سینکڑوں نئی گلیاں کھلیں; ان میں سے ایک کا نام اب بھی پوپ کے نام پر ہے۔

قدیم روم اپنے آثار میں سے ابھرا اور دوبارہ سیزر کا گھر بن گیا۔

سینٹ پیٹرز سے قطع نظر' یہ روم میں کلیساؤں کی بجائے محلات کا عہد تھا۔ بیرونی سطحیں (Exteriors) ایک جیسی اور سادہ تھیں: اینٹ یا پتھر یا استرکاری والا وسیع و عریض مستطیل ماتھا' عموماً کسی آرائشی ڈیزائن میں ڈھالا ہوا پتھر کا پھاٹک: ہر منزل پر کھڑکیوں کی ایک جیسی قطاریں' جن کے اوپر مثلث یا بیضوی محرابیں ہیں: اور تقریباً ہر کہیں ستون کے اوپر ایک کارنس جس کی ساخت ماہر تعمیر کا خصوصی امتحان تھی۔ اس غیر مصنوعی ماتھے کے پیچھے لکھ پتیوں نے آرائش اور نمائش کا ایک تعیش چھپایا جو حاسدانہ عوامی نظر کے سامنے شاذونادر ہی آتا ہے: ایک درمیانی کنواں جس کے اردگرد یا درمیان میں عموماً ماربل کا ایک چوڑا زینہ ہے: گراؤنڈ فلور پر کاروباری لین دین یا چیزیں ذخیرہ کرنے کے لیے سادہ سے کمرے: پہلی منزل پر استقبالیہ اور تفریح کے لیے وسیع و عریض ہال اور ماربل یا رنگین ٹائلوں والی آرٹ گیلریاں' فرنیچر' قالین اور خوشنما میٹریل اور سوت کے پارچہ جات: ماربل کے دیواری ستونوں سے مضبوط بنائی گئی دائروں' مثلثوں' یا مربعوں جیسی دیواریں' اور دیواروں اور چھتوں پر عموماً پاگان موضوعات پر مشہور آرٹسٹوں کی بنائی ہوئی تصاویر--- عیسائی جنٹلمین کا کلاسیکی اساطیر کے درمیان زندگی گزارنا اب فیشن بن چکا تھا: اور بالائی منزلوں پر امراء اور خواتین' وردی پوش نوکروں: بچوں اور دایاؤں' اتالیقوں اور نوکرانیوں کے لیے نجی کمرے۔ متعدد افراد اتنے امیر تھے کہ وہ اپنے محلات کے علاوہ' شہر کی گہماگہمی یا موسم گرما کی حدت سے بچنے کی خاطر' دیہی علاقوں میں بنگلے بھی رکھ سکتے تھے: اور ان بنگلوں میں بھی آرائش و آسائش کی رفعتیں' اور رافیل' پیروتسی (Peruzzi) گیلیو رومانو' سیباستینو ڈیل پیومبو..... وغیرہ کے میورل شاہکار پوشیدہ تھے۔ محل اور بنگلے کا یہ فن تعمیر متعدد حوالوں سے ایک خودغرضانہ آرٹ تھا جس میں ان دیکھے اور بے شمار مزدوروں اور دور دراز زمینوں سے نچوڑی گئی دولت نے چند افراد کے لیے زرق برق آرائش میں شیخی بگھاری: اس حوالے سے قدیم یونان اور قرون وسطیٰ کے یورپ نے زیادہ عمدہ جذبات دکھاتے ہوئے اپنی دولت نہ صرف نجی آسائش پر بلکہ ان معبدوں اور کیتھیڈرلوں پر بھی خرچ کی جو سب کی ملکیت' فخر اور امنگ تھے--- خدا کے ساتھ ساتھ عوام کا بھی گھر۔

الیگزینڈر VI اور جولیئس II کی پاپائیت کے دوران روم میں غیر موجود غیر معمولی ماہرین تعمیرات میں سے دو بھائی تھے اور تیسرا ان کا بھتیجا۔ گلیانو دا سانگالو نے فلورنسی فوج میں ایک عسکری انجینئر کی حیثیت سے آغاز کیا: نیپلز کے فیرانتے کی خدمت میں گیا: اور گلیانو ڈیلا رووریے کی کارڈینلی کے ابتدائی دنوں میں اس کا دوست بنا۔ کارڈینل گلیانو کے لیے ماہر تعمیر گلیانو نے گروٹا فیراتا کی خانقاہ کو ایک قلعے میں تبدیل کیا: اس نے غالباً الیگزینڈر کے ایماء پر سانتا ماریا میجورے کی چھت ڈیزائن کی اور اس پر امریکہ سے لائے گئے اولین سونے سے ملمع کاری کی۔ وہ کارڈینل ڈیلا رووریے کے جلاوطن ہونے پر اس کے ساتھ امریکہ گیا' ساوونا میں اس کے لیے ایک محل تعمیر کیا' اس کے ساتھ ہی فرانس آیا اور اپنے سرپرست کے پوپ بن جانے پر روم واپس چلا گیا۔ جولیئس نے اسے نئے سینٹ پیٹرز کے لیے پلانز جمع کرانے کو کہا: جب برامانتے کی تجاویز کو ترجیح دی گئی تو معمر معمار نے نئے پوپ کو ملامت کی' لیکن جولیئس کو علم تھا کہ اسے کیا چاہیے۔ سانگالو برامانتے اور جولیئس دونوں کے بعد بھی زندہ رہا' اور بعد ازاں سینٹ پیٹرز کی تعمیر میں رافیل کا *Administer et Coadiutor* مقرر ہوا: لیکن دو سال بعد مر گیا۔ اس اثناء میں اس کا چھوٹا بھائی انٹونیو دا سانگالو بھی الیگزینڈر VI کے معمار اور عسکری انجینئر کی حیثیت سے فلورنس آ گیا تھا' اور اس نے جولیئس کے لیے سانتا ماریا ڈی یوریتو کا پر جلال کلیساء تعمیر کیا تھا: اور ایک بھتیجے انٹونیو پیکونی دا سانگالو نے نشاۃ ثانیہ عہد میں روم کے شاندار ترین محلات میں سے ایک--- پلازو فارنیسے--- بنانا شروع کر دیا تھا (1512ء)--

اس دور کے فن تعمیر میں سب سے بڑا نام ڈوناٹو برامانتے کا تھا۔ جب وہ میلان سے روم آیا (1499ء) تو اس کی عمر 56 برس ہو چکی تھی' لیکن رومن آثار باقیہ کے مطالعہ نے اس میں نشاۃ ثانیہ کی عمارت سازی پر کلاسیکی صورتوں کا اطلاق کرنے کا جوش وجذبہ بھر دیا تھا۔ اس نے Montorio میں سان پیاترو کے نزدیک ایک فرانسکی خانقاہ کے احاطے میں گولائی میں ایک چھوٹا معبد (*Tempietto*) ڈیزائن کیا' جس میں ستون اور گنبد اپنی صورت میں اس قدر کلاسیکی تھے کہ ماہرین تعمیرات نے یہ پڑتال کرنے کی خاطر اس کا مطالعہ اور پیمائش کی کہ کہیں یہ قدیم آرٹ کا کوئی نو دریافت شدہ شاہکار ہی

تو نہیں۔ اس آغاز کے بعد برامانتے نے یکے بعد دیگرے متعدد شاہکار پیش کیے: سانتا ماریا ڈیلاپیس کی خانقاہ' سان دماسو کا خوشنما Cortile..... جولیئس نے اس کے کندھوں پر کئی ذمہ داریاں ڈال دیں۔۔۔ بطور ماہر تعمیر بھی اور بطور عسکری انجینئر بھی۔ برامانتے نے Via giulia کا بنیادی خاکہ کھینچا' بیلویدیرے کو مکمل کیا' ویٹیکن کا Loggie شروع کیا اور نئے سینٹ پیٹرز کا ڈیزائن بنایا۔ اسے اپنے کام میں اس قدر دلچسپی تھی کہ معاوضے پر بہت کم توجہ دی' اور جولیئس نے اسے کچھ نامزدگیاں قبول کرنے کا حکم دیا تاکہ ان کی آمدنی سے اپنا خرچ چلا سکے;[17] تاہم' کچھ رقیبوں نے اس پر پاپائی فنڈز میں خردبرد اور عمارات میں گھٹیا میٹریل لگانے کا الزام عائد کیا۔[18]

بیلویدیرے (Belvedere) انوسینٹ VIII کے لیے بنایا گیا ایک موسم گرما کا محل تھا' اور باقی ویٹیکن سے کوئی سو گز پرے ایک پہاڑی پر واقع تھا۔ اس کا نام سامنے پھیلے ہوئے خوبصورت منظر (bel vedere) کی نسبت سے پڑا; اور یہی نام اس کے احاطے میں رکھے ہوئے مختلف مجسموں سے منسوب ہو گیا۔ جولیئس کافی عرصہ سے قدیم آرٹ کے نمونے جمع کرتا آ رہا تھا; اس کے پاس سب سے اہم اور مشہور چیز ایک "اپالو" تھا جو پوپ انوسینٹ VIII کے دور میں دریافت ہوا تھا۔ جولیئس نے پوپ بننے پر اسے بیلویدیرے کے Cortile میں رکھا' اور "اپالو بیلویدیرے" دنیا کے مشہور ترین مجسموں میں سے ایک بن گیا۔ برامانتے نے محل کو ایک نیا ماتھا اور باغ کا برآمدہ دیا' اور اسے خوشنما عمارتوں اور باغات کے ذریعہ ویٹیکن خاص کے ساتھ ملانے کا منصوبہ بنایا' لیکن وہ اور جولیئس دونوں ہی اس پر عملدرآمد سے پہلے مر گئے۔

اگر ہم "اصلاح" کو سینٹ پیٹرز کی تعمیر کے لیے معافی ناموں کی فروخت سے منسوب کریں تو جولیئس کے عہد اُسقفی کے دوران عظیم ترین واقعہ پرانے سینٹ پیٹرز کی مسماری اور نئے کی تعمیر کا آغاز تھا۔ ہم تک پہنچنے والی روایت کے مطابق پرانا کلیساء پوپ سلویسٹر اول (326ء) نے حواری پیٹر (پطرس) کی قبر کے اوپر۔۔۔ نیرو کے Circus کے نزدیک۔۔۔ بنوایا تھا۔ شارلیمان سے لے کر بعد کے متعدد شہنشاہوں اور کئی پوپس کی تاجپوشی اسی کلیساء میں ہوئی تھی۔ متعدد بار توسیعوں کے ساتھ پندرہویں صدی میں یہ وسط کلیساء (Nave) اور بنچوں کی دوہری قطاروں والی ایک کشادہ قدیم مستطیل رومی

عمارت (Basilica) تھا۔ اس کے پہلوؤں میں چھوٹے چھوٹے کئی کلیساء گرجا خانے اور خانقاہیں تھیں۔ لیکن نکولس V کے دور میں اس نے گیارہ صدیوں کی تھکن ظاہر کی: اس کی دیواروں میں رخنے دکھائی دینے لگے' اور لوگوں کو خوف ہوا کہ کہیں یہ اجتماع کے دوران گر ہی نہ پڑے۔ چنانچہ 1452ء میں برنارڈو روزیلنیو اور لیون باتستا کو نئی دیواروں کے ساتھ مرکزی عمارت کو مضبوط بنانے کا کام سونپا گیا۔ ابھی کام شروع ہی ہوا تھا کہ نکولس مرگیا: اور بعد کے پوپس نے صلیبی جنگوں کے لیے رقم درکار ہونے کی وجہ سے مرمت کا کام معطل کیے رکھا۔ 1505ء میں کئی دیگر منصوبوں کو زیر غور لانے اور مسترد کرنے کے بعد جولیئس II نے پرانا کلیساء ڈھانے اور سینٹ پیٹر سے منسوب کی جانے والی قبر کے اوپر ایک بالکل نیا کلیساء بنانے کا عزم کیا۔ اس نے بہت سے معماروں کو اپنے ڈیزائن جمع کرانے کی دعوت دی۔ براماننے نے کامیابی حاصل کی: اس نے تجویز پیش کی تھی کہ یونانی صلیب (برابر بازوؤں والی) کی شکل پر نئی مرکزی عمارت بنائی جائے اور اس کے عرضی بازوؤں کے مقام اتصال کے اوپر ایک وسیع گنبد بنایا جائے: اس سے منسوب کردہ ایک مشہور جملے کے مطابق اس نے کانسٹنٹائن کی مرکزی عمارت کے اوپر عبادت خانے کا گنبد بلند کیا۔ براماننے کے ارادے کے مطابق نئی پرشکوہ عمارت 28,900 مربع گز--- آج کے سینٹ پیٹرز سے 11,600 مربع گز زائد--- پر بننا تھی۔ کھدائی اپریل 1506ء میں شروع ہوئی۔ 11 اپریل کو 63 سالہ جولیئس سنگ بنیاد رکھنے کی خاطر ایک لمبی اور تھرتھراتی رسے کی سیڑھی کے ذریعہ کافی گہرائی میں اترا۔ جولیئس اور اس کے فنڈز زیادہ از زیادہ جنگ میں خرچ ہونے کے باعث کام آہستہ آہستہ آگے بڑھا۔ 1514ء میں براماننے مرگیا' وہ اس بات کا علم ہونے پر خوش نہیں تھا کہ اس کا ڈیزائن پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچ سکے گا۔

پرانے قابل تعظیم کیتھیڈرل کی مسماری کے خیال نے بہت سے اچھے عیسائیوں کو شدید دھچکا پہنچایا۔ بیشتر عیسائی مخالف تھے' اور متعدد آرٹسٹوں نے شکایت کی کہ براماننے نے بڑی بے دردی کے ساتھ قدیم ناف کلیساء (Nave) کے خوبصورت ستون اور راس توڑ ڈالے حالانکہ وہ ذرا احتیاط سے کام لے کر انہیں ٹوٹے بغیر اتار سکتا تھا۔ براماننے کی موت کے تین سال بعد شائع ہونے والی ایک ہجویہ نظم میں بتایا گیا کہ سینٹ پیٹرز کے

پھاٹک پر پہنچنے پر پیغمبر نے کس طرح اسے جھاڑ پلائی اور اس پر جنت کے دروازے بند کر دیئے۔ لیکن، ہجو گو کہتا ہے، برامانتے کو بہرحال جنت کے انتظامات اور نہ ہی زمین سے جنت تک کا نہایت ڈھلوانی راستہ پسند تھا۔ "میں ایک نئی، چوڑی اور سہولت بخش سڑک بناؤں گا تاکہ بوڑھی اور کمزور روحیں گھوڑے پہ بیٹھ کر سفر کر سکیں اور تب میں ایک نئی جنت بناؤں گا جس میں مرحومین کے لیے مسرور کن رہائش گاہیں ہوں گی۔" پیٹر نے یہ تجویز مسترد کی تو برامانتے نے نیچے پاتال میں جانے اور ایک نیا اور بہتر دوزخ تعمیر کرنے کی پیشکش کی، کیونکہ پرانے والا دوزخ اب تک ٹھنڈا پڑ چکا ہو گا۔ لیکن پیٹر اصل سوال کی جانب مڑا: "مجھے سنجیدگی سے بتاؤ کہ آخر تم نے میرا کلیساء تباہ کیوں کیا؟" برامانتے نے اسے مطمئن کرنے کی کوشش کی: "پوپ لیو تمہارے لیے ایک نیا بنوا دے گا۔" حواری نے کہا: "اچھا، ٹھیک ہے! اس کے مکمل ہو جانے تک تم جنت کے دروازے پر ہی ٹھہرو گے۔"[۱۹۰]

1626ء میں یہ مکمل ہو گیا۔

III۔ جوان رافیل

1۔ نشوونما 1508ء–1483ء

برامانتے کی موت کے بعد لیو X نے سینٹ پیٹرز میں کام کے تعمیراتی ہدایتکار کے طور پر اس کا جانشین نامزد ہوا؛ وہ 31 سالہ مصور برامانتے کے گنبد کا بوجھ اپنے کندھوں پر اٹھانے کے لیے بہت کم عمر، لیکن تاریخ میں مسرور ترین، نہایت کامیاب اور بہترین محبتیں حاصل کرنے والا آرٹسٹ تھا۔ اس کی خوش قسمتی کا آغاز جووانی ڈی سانتی کے گھر جنم لینے سے ہوا جو اس وقت اُربینو میں سرکردہ مصور تھا۔ جووانی کے برش سے بنی ہوئی کچھ تصاویر ہم تک پہنچی ہیں؛ وہ ایک جداگانہ صلاحیت ظاہر کرتی ہیں؛ لیکن ان میں یہ بھی دکھائی دیتا ہے کہ رافیل--- اس کا نام خوبصورت ترین فرشتے سے منسوب کیا گیا تھا--- نے مصوری کی فضاء میں پرورش پائی تھی۔ وہ اکثر پیرَ و ڈیلا فرانسکا جیسے آرٹسٹوں سے ملتا رہتا؛ اور جووانی اپنے عہد کے آرٹ سے اس حد تک واقفیت رکھتا تھا

کہ اس نے اپنی "Rhymed Chronicle of Urbino" میں درجن بھر اطالوی' کچھ فلینڈرری مصوروں اور سنگتراشوں کے متعلق لکھا۔ جب رافیل گیارہ برس کا تھا تو جووانی مرگیا' لیکن بدیہی طور پر باپ اپنے بیٹے میں آرٹ کی منتقلی کا آغاز کرگیا تھا۔ Timoteo viti فرانسیا سے پڑھنے کے بعد 1495ء میں بولونیا سے اُربینو واپس آیا تھا; غالباً اسی نے رافیل کو آرٹ سکھانا جاری رکھا' اور فرانسیا' Tura اور کوسٹا سے سیکھا ہوا آرٹ اس تک منتقل کیا۔ دریں اثناء' لڑکا دربار تک رسائی رکھنے والے حلقوں تک پہنچ گیا; "The courtier" (درباری) میں کاستیلیونے کے مطابق یہ حلقے اُربینو کے باعلم حلقوں میں کردار' آداب اور سخن کی خوبیاں پھیلانے لگے تھے جنہیں رافیل نے اپنے آرٹ اور زندگی سے زینت بخشی۔ آکسفورڈ کے Ashmolean museum میں رافیل سے منسوب کردہ ایک شاندار ڈرائنگ رکھی ہے جو اندازاً 1497ء اور 1500ء کے درمیان بنائی گئی; روایت کے مطابق یہ ایک سیلف پورٹریٹ ہے۔ تقریباً کسی لڑکی جیسا چہرہ' کسی شاعر جیسی شفیق آنکھیں: یہ نقوش کچھ غمزدگی کے ساتھ ہمیں پٹی گیلری کے پُرکشش سیلف پورٹریٹ (1506ء) میں دوبارہ ملیں گے۔

پُرسکون اور پُرامن اُربینو سے شور وہنگام اور تشدد والے پیروجیا میں آنے والے ایک سولہ سالہ لڑکے کی تصویر ذہن میں لائیں۔ لیکن پیروجینو بھی وہاں موجود تھا جس کی شہرت اِٹلی میں پھیل چکی تھی; رافیلو کے کفیل چچاؤں نے محسوس کیا کہ لڑکے کی صلاحیتیں اِٹلی کے بہترین مصوروں سے تربیت حاصل کرنے کی حقدار ہیں۔ وہ اسے فلورنس میں لیونارڈو کے پاس بھیج سکتے تھے' جہاں وہ اپنے استاد کی باطنی حکمت کا کچھ گہرائی والی اسلوب سیکھتا; لیکن اس عظیم فلورنسی کے متعلق کوئی مخصوص بات تھی' اس کی محبتوں میں تھوڑی سے کج روی جس نے تمام اچھے چچاؤں کو پریشان کردیا۔ پیروجیا اُربینو سے نزدیک تر تھا' اور پیروجینو اپنے برش کی نوک پر فلورنسی مصوروں کی غالباً تمام تیکنیکی مہارتیں لے کر پیروجیا لوٹ رہا تھا (1499ء)۔ چنانچہ خوبصورت لڑکے نے تین سال تک پیاتروانوچی کے لیے کام کیا' Cambio کی آرائش میں ہاتھ بٹایا' اس کے رموز پر عبور حاصل کیا اور پیروجینو کے انداز میں ہی غمگین اور پارسا کنواریاں مصور کرنا سیکھا۔ پیروجیائی سطح مرتفع سے رافیل کو اسیسی کے اردگرد نظر آنے والی

امبریائی پہاڑیوں نے استاد اور شاگرد کو ایسی سادہ اور جاں نثار' جواں خدوخال سے بھرپور مائیں بکثرت فراہم کیں جنہیں ابھی وہاں کی فرانسکی فضاء کے باعث بااعتماد پاکیزگی میں ڈھلنا تھا۔

پیروجینو دوبارہ فلورنس گیا (1502ء) تو رافیل پیروجیا میں ہی رہا اور مذہبی تصاویر کے لیے اپنا استاد کی پیدا کردہ مانگ پوری کرنے لگا۔ 1503ء میں اس نے سینٹ فرانسس کے کلیساء کے لیے ایک "کنواری کی تاج پوشی" بنائی جواب ویٹیکن میں ہے: حواری اور میگدلینی ایک خالی تابوت کے گرد کھڑے اوپر دیکھ رہے ہیں جہاں بادلوں کی ایک راہداری پر عیسیٰ مریم کے سر پر تاج رکھ رہا ہے' جبکہ دلکش فرشتے بربط اور طنبوروں کی موسیقی کے ساتھ خوشی منا رہے ہیں۔ تصویر میں ناپختہ کاری کی معتدد علامتیں موجود ہیں: بہت کم انفرادیت یافتہ سر' بے تاثر چہرے' بدہیئت ہاتھ' بے جان انگلیاں' اور اپنی خوبصورت ماں سے بھی زیادہ عمر کا عیسیٰ کسی نئے نئے گریجوایٹ کی طرح بے ڈھنگے طریقے سے قدم اٹھاتا ہوا۔ لیکن مغنی فرشتوں میں--- ان کی حرکت کی شائستگی ان کے لباس کی پھڑپھڑاہٹ' اور خدوخال کی نازکی--- رافیل اپنے مستقبل کی جھلک پیش کرتا ہے۔

بظاہر یہ تصویر کامیاب لگتی ہے' کیونکہ اگلے سال پیروجیا سے کوئی 30 میل دور Citta di Castello میں سان فرانسکو کے کلیساء نے اسے ایسی ہی ایک اور تصویر "کنواری کی شادی" (بریرا) بنانے کا آرڈر دیا۔ اس میں سابقہ تصویر والے کچھ پیکروں کو دوہرایا اور پیروجینو کی ایک ایسی ہی تصویر کا انداز نقل کیا گیا۔ لیکن کنواری اب رافیل کی عورتوں والا مخصوص نشان اور خوبصورتی لیے ہوئے ہے--- انکساری سے جھکا ہوا سر' متین اور گداز لمبوترا چہرہ' شانے' بازو اور پوشاک کا نفیس خم؛ کنواری کے پیچھے ایک زیادہ پُرشباب اور جاندار' گوری اور پیاری عورت ہے؛ دائیں جانب ایک چست پوشاک والا نوجوان دکھاتا ہے کہ رافیل نے انسانی خط وخال کا مطالعہ بڑی محنت سے کیا؛ اور اب تمام ہاتھ خوش وضع اور کچھ خوبصورت بھی ہیں۔

تقریباً اسی وقت پیروجیا میں رافیل کے شناسا بننے والے پنتوریکیو نے اسے بطور معاون سینا چلنے کی دعوت دی۔ وہاں رافیل نے ان شاندار دیواری تصاویر کے لیے کچھ

خاکے اور کارٹوں بنائے جن کی مدد سے پنٹو ریکیو نے کیتھیڈرل کی لائبریری میں اپنی آس سلوئیس کی کہانی کے کچھ حصے پیش کیے جو کسی پوپ کے شایان شان تھے۔ اس لائبریری میں رافیل قدیم مجسموں "تین رحمتیں" (The three graces) دیکھ کر حیران رہ گیا جو کارڈینل پیکولومنی روم سے سینا لایا تھا؛ نوجوان آرٹسٹ نے غالباً یاد رکھنے کی غرض سے جلدی جلدی ان کی ڈرائنگ بنالی۔ لگتا ہے کہ اس نے ان تین برہنہ پیکروں میں اس سے ایک مختلف دنیا اور اخلاقیات شناخت کی جو اُربینو اور پیروجیا میں دیکھی تھی--- ایسی دنیا جہاں عورت خدا کی غمگین ماں کی بجائے حسن کی پرمسرت دیوی تھی' اور جہاں حسن کی پرستش بھی پاکیزگی اور' معصومیت کی تعظیم جیسی ہی جائز خیال کی جاتی تھی۔ بعد ازاں ایک کارڈینل کے غسل خانے میں گلابی برہنہ جسم بنانے کے لیے رافیل کے پاگان ذوق' اور ویٹیکن کے حجروں میں عیسائی اولیاء کے ساتھ ساتھ یونانی فلسفیوں کو جگہ دینے کے خیال نے اپنی فطرت اور آرٹ کے اسی پہلو کے ساتھ خاموش محبت میں نشوونما پائی جس نے "The Mass of Bolsena" اور "سِسٹائن میڈونا" کو پیدا کیا۔ عیسائی عقیدے اور پاگان پیدائش نو نے نشاۃ ثانیہ کے کسی بھی دوسرے ہیرو کے مقابلہ میں رافیل کے ہاں زیادہ ہم آہنگی اختیار کی۔

سِینا جانے سے فوراً پہلے یا بعد وہ کچھ دن کے لیے اُربینو واپس آیا۔ وہاں اس نے Guidobaldo کے لیے دو تصاویر بنائیں جو غالباً سیزر بورجیا پر ڈیوک کی فتح کو پیش کرتی تھیں: ایک "سینٹ مائیکل" اور ایک "سینٹ جارج" جو اب لوورے میں ہیں۔ جہاں تک ہمیں معلوم ہے' اس سے پہلے کبھی کوئی مصور حرکت کو اس قدر کامیابی سے نہیں پیش کرسکا تھا: سینٹ جارج کی شبیہہ جواب دینے کے لیے اپنی تلوار کھینچے ہوئے' جب کہ گھوڑا خوف میں پیچھے ہٹ رہا ہے اور نائٹ کی ٹانگ سے ایک عفریت چمٹی ہوئی ہے--- یہ اپنی حرکت میں حیرت انگیز اور خوبصورتی میں خوش کن ہے۔ ڈرافٹسمین رافیل اپنے آپ میں آرہا تھا۔

اور اب اسے فلورنس نے بلایا' جیسے پیروجینو اور بیسیوں دیگر مصوروں کو بلایا تھا۔ لگتا ہے رافیل نے محسوس کیا کہ وہ اتنی دیر تک محض ایک مضافاتی مصور ہی رہے گا جب تک کہ مقابلہ بازی اور تنقید کے اس متحرک چھتے میں کچھ دیر زندگی نہ گذار

لے' اور پہلے براہ راست طور پر ترکیب اور رنگ' فریسکو اور ٹمپرا اور آئل میں جدید ترین بہتریاں نہ سیکھ لے--- بصورت دیگر وہ اپنے شہر پیدائش کے مبہم گھریلو پن میں ہی رہ جائے گا۔ وہ 1504ء کے اواخر میں فلورنس روانہ ہو گیا۔

وہاں اس نے اپنی روایتی انکساری سے کام لیا: شہر میں جمع قدیم مجسموں اور تعمیراتی باقیات کا مطالعہ کیا'' کارمین (Carmine) جا کر ماساشیو کو نقل کیا: پلازو ویکیو کے "ہال آف کونسل" میں پینٹنگز کے لیے لیونارڈو اور مائیکل اینجلو کے بنائے ہوئے مشہور کارٹونز کو ڈھونڈا اور ان پر غور و فکر کیا۔ شاید وہ لیونارڈو سے ملا: یقیناً اس نے کچھ دیر کے لیے اس گریزاں استاد کا اثر کافی حد تک قبول کر لیا۔ اب اسے لگا کہ لیونارڈو کی "میگی کی بھگتی" "مونالیزا" اور "کنواری' بچہ اور سینٹ اینے" کے علاوہ فیرارا بولونیا' سینا' اُربینو مکاتب کی تصاویر پر موت کی کپکپی طاری تھی' اور حتیٰ کہ پیروجینو کی میڈونائیں بھی خوبصورت کٹھ پتلیاں' دیہی علاقے کی الھڑ جوان عورتیں تھیں جنھیں اچانک ایک بے میل الوہیت تفویض کر دی گئی۔ لیونارڈو نے خط کی اس قدر نفاست' چہرے مہرے کی لطافت' رنگوں کے ایسے مرحلہ وار مدارج کہاں سے سیکھے تھے؟ میڈالینا ڈونی (پٹی) والے پورٹریٹ میں رافیل نے بدیہی طور پر "مونالیزا" کو نقل کیا: اس نے مسکراہٹ کو نہ لیا' کیونکہ میڈونا ڈونی مسکراتی نہیں تھی: لیکن اس نے ایک فلورنسی گھر دار خاتون کے گٹھیلے خدوخال' باثروت آرام طلبی والے نرم' گداز' انگوٹھیوں والے ہاتھ' اور خدوخال کو وقار بخشنے والے لباس کی بھرپور بناوٹ اور رنگ بڑے اچھے طریقے سے پیش کیے۔ تقریباً اسی وقت میں رافیل نے اس کے سانولے' ہوشیار اور درشت شوہر اینجلو ڈونی کی تصویر بھی بنائی۔

وہ لیونارڈو سے فرا بارتولومیو کے پاس گیا' سان مارکو میں اس کی کوٹھڑی کا دورہ کیا: اور نیم بدحواس راہب کے آرٹ کے خوبصورت تاثر' گرم جذبات' ملائم خط و خال' ہم آہنگ ترکیب' گہرائی' بھرپور رنگوں کو دیکھ کر حیران ہوا۔ فرا بارتولومیو 1514ء میں رافیل سے ملنے روم گیا' اور اب وہ خود عیسائی دنیا کے دارالحکومت میں شہرت کی بلندیوں تک رافیل کی تیز رفتار سرفرازی پر حیران ہوا۔ رافیل کی عظمت کی جزوی وجہ یہ تھی کہ وہ شیکسپیئر سے معصومیت چرا سکا' ایک کے بعد دوسرا طریقہ اور انداز آزما سکا'

اور اس نے تخلیق کے جوش میں ان تمام بیش قیمت عناصر کو ملا کر اپنا جداگانہ انداز بنایا۔ اس نے اطالوی مصوری کی بھرپور روایت کو آہستہ آہستہ اپنے اندر جذب کیا؛ اور جلد ہی اسے پایۂ تکمیل کو پہنچایا۔

وہ اپنے فلورنسی دور (5۔1504ء' 7۔1506ء) میں ہی وہ تصاویر پینٹ کر چکا تھا جو اب ساری عیسائی دنیا اور باہر بھی مشہور ہیں۔ بوڈاپسٹ میوزیم میں ایک "جوان آدمی کا پورٹریٹ"' شاید سیلف پورٹریٹ پٹی گیلری والے "سیلف پورٹریٹ" کی ہی طرح بیرا ٹوپی اور ایک طرف کو دیکھتی ہوئی نگاہوں کے ساتھ موجود ہے۔ رافیل نے 23 برس کی عمر میں ہی خوبصورت "*Madonna de Granduca*" (پٹی) بنائی جس کا کامل لبوترا چہرہ' ریشمی بال' چھوٹا سا دہانہ اور مغموم محبت میں جھکی ہوئی لیونارڈوئی بھنویں سبز نقاب اور سرخ عبا سے واضح تضاد رکھتی ہیں؛ ٹسکنی کے گرینڈ ڈیوک فرڈی نینڈ نے اس تصویر پر غور و فکر میں ایسی مسرت پائی کہ اسے ہمیشہ سفر میں اپنے ساتھ رکھتا۔۔۔ اسی لیے اس کا یہ نام پڑ گیا۔ Goldfinch (Uffizi) کی "میڈونا ڈیل کارڈیلینو" نہایت خوبصورت ہے؛ شیر خوار عیسیٰ ڈیزائن کے تصور کا کوئی شاہکار نہیں' لیکن محصور پرندے کے ساتھ فاتحانہ انداز میں آتا ہوا ننھا سینٹ جان ذہن و نظر کے لیے خوش کن ہے' اور کنواری کا چہرہ جوان ماں کی متحمل شفقت ایک ناقابل فراموش اظہار ہے۔ رافیل نے یہ تصویر لورینتسو نازی کو شادی کے تحفہ کے طور پر دی تھی؛ 1547ء میں زلزلے نے نازی کا گھر زمین بوس کر ڈالا اور تصویر کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا؛ ٹکڑوں کو اس قدر مہارت سے دوبارہ جوڑا گیا کہ کوئی Berenson ہی Uffizi میں اسے دیکھ کر اس پر پڑنے والی اُفتاد کا پتہ لگا سکتا ہے۔ "میڈونا چراگاہ میں" (ویانا) کم کامیاب تغیر ہے؛ تاہم' رافیل یہاں بھی ہمارے سامنے ایک شاندار زمینی منظر پیش کرتا ہے جس میں ایک شام کی ہلکی نیلی روشنی خاموشی سے سبز کھیتوں' بے ہنگامہ دریا' میناروں والے شہر اور دور کی پہاڑیوں کو لپیٹ میں لیے ہوئے ہے۔ "*La Belle Jardiniere*" (لوورے) فلورنسی میڈوناؤں میں سے مشہور ترین ہونے کی بمشکل ہی حقدار ہے؛ تقریباً "میڈونا چراگاہ میں" کی نقش ثانی یہ تصویر پست کو ناک سے پاؤں تک مجرد پیش کرتی' اور کنواری کے ننگے پیر پر گول مٹول پاؤں رکھ کر

کھڑے ہوئے ایک خیالی بچے کے ذریعہ ہی اپنی تلافی کرتی ہے؛ بچہ محبت بھرے اعتماد کے ساتھ چہرہ اوپر اٹھا کر کنواری کو دیکھ رہا ہے۔ اس دور کی آخری اور سب سے زیادہ پرجوش تصویر "Madonna del Baldacchino" (پٹی) تھی--- کنواری ماں ایک شامیانے (baldacchino) کے نیچے تخت نشین ہے' دو فرشتے شامیانے کی تہیں الگ کر رہے ہیں' دائیں اور بائیں دو دو بزرگ ہیں' کنواری کے پیروں کے پاس دو فرشتے گیت گا رہے ہیں؛ ایک معمول کی کارکردگی ہونے کے باوجود یہ صرف رافیل کی ہونے کے باعث مشہور ہو گئی۔

وہ 1505ء میں فلورنس سے کچھ دیر کے لیے پیروجیا میں دو کام کرنے گیا۔ اس نے سینٹ انتھونی کی راہباؤں کے لیے ایک الٹرپیس پینٹ کی جو اب نیویارک کے میٹروپولیٹن میوزیم آف آرٹ میں نادر ترین تصاویر میں سے ایک ہے۔ ایک چوکھٹے کے اندر خوبصورتی کے ساتھ ڈھالی ہوئی کنواری تخت پر بیٹھی ورڈزورتھ کی "عقیدت کے ساتھ بے سانس راہبہ" جیسی لگ رہی ہے؛ اس کی گود میں بیٹھا ہوا بچہ کم سن سینٹ جان کو دعا دینے کے لیے ہاتھ اٹھائے ہوئے ہے؛ دو شاندار نسوانی پیکر--- سینٹ سِسیلیا اور سکندریہ کی سینٹ کیتھرین--- کنواری کے پہلوؤں میں کھڑے ہیں؛ پیش منظر میں سینٹ پیٹر ابرو چڑھائے بیٹھا ہے جبکہ سینٹ پال کچھ پڑھ رہا ہے؛ اور اوپر محراب میں فرشتوں میں گھرا ہوا خدا باپ اپنے بیٹے کی ماں پر رحمت نچھاور کر رہا ہے اور ایک ہاتھ سے دنیا کو اوپر اٹھائے ہوئے ہے۔ Predella کے ایک چوکھٹے میں مسیح زیتونوں کے پہاڑ پر محو عبادت جبکہ حواری محو خواب ہیں؛ ایک اور میں مریم مردہ مسیح کو سہارا دیئے ہوئے ہے جبکہ میگدلینی اس کے سوراخ زدہ پیروں کو چوم رہی ہے۔ تصویر کے مجموعی تاثر کی کامل ترکیب' بزرگ خواتین کے استدعاتی پیکر' پرشوق پیٹر کا طاقتور تخیل' اور پہاڑ پہ مسیح کا بے مثال منظر اس "کولونا" میڈونا کو رافیل کا پہلا مسلمہ شاہکار بناتا ہے۔

اس سال 1506ء میں اس نے ایک کم شاندار تصویر بنائی--- Ansidei خاندان کے لیے ایک "میڈونا" (نیشنل گیلری' لندن): تن کر تخت پہ بیٹھی ہوئی کنواری بچے کو پڑھنا سکھا رہی ہے؛ اس کے بائیں جانب اُسقفی عباؤں میں ملبوس باری کا سینٹ نکولس تحصیل علم کا شائق ہے؛ کنواری کے دائیں جانب 30 سالہ بپتسمہ' جبکہ اس کا ہم جولی ابھی بچہ

ہے' نقیب کی روایتی انگلی پسرِ خدا کی جانب اٹھائے ہوئے ہے۔

لگتا ہے کہ رافیل پیروجیا سے دوبارہ اُربینو گیا (1506ء)۔ اب اس نے Guidobaldo کے لیے ایک اور سینٹ جارج (لینن گراد) مگر بھالے کے ساتھ' پینٹ کی; زرہ میں ملبوس ایک دلکش جوان نائٹ' زرہ کا تابدار نیلا رنگ رافیل کے ہنر کا ایک اور مرحلہ پیش کرتا ہے۔ غالباً اس نے اسی دورے کے دوران اپنے دوستوں کے لیے اپنا مشابہہ ترین سیلف پورٹریٹ بنایا (پِٹی): لمبے کالے پٹوں کے اوپر کالی بیرے ٹوپی (Beret); ہنوز پرشباب چہرہ' مگر داڑھی کے کسی شائبہ سے عاری; لمبی ناک' چھوٹا دہانہ' شفیق آنکھیں; بالکل دیکھا دیکھا سا چہرہ' شاید کیٹس ایسا ہی ہوگا---پاکیزہ' بھرپور اور دنیا کی ہر خوبصورتی کو محسوس کرنے والی روح کو منکشف کرتا ہوا۔

1506ء کے اواخر میں وہ واپس فلورنس آیا۔ وہاں اپنی کچھ کم مشہور تصاویر بنائیں---"سکندریہ کی سینٹ کیتھرین" (لندن) اور نکولائی کاؤپر "میڈونا اور بچہ" (واشنگٹن)۔ تقریباً 1780ء میں تیسرے ارل کاؤپر نے اسے اپنی گاڑی کے استر میں چھپا کر فلورنس سے باہر سمگل کر دیا; یہ رافیل کا بہترین کام نہیں' لیکن اسے اس کی منتخبات میں شامل کرنے کے لیے 8,50,000 ڈالر (1928ء) میں ادا کیے گئے۔ [۱۱] رافیل نے کہیں زیادہ عظیم تصویر 1507ء میں فلورنس میں شروع کی: "مسیح کی تدفین" (بورخیس گیلری)۔ اسے بنانے کا آرڈر اٹلانٹا بیجلیونی نے پیروجیا میں سان فرانسکو کلیساء کے لیے دیا تھا' اٹلانٹا سات سال قبل گلی میں اپنے لب مرگ بیٹے کے اوپر جھکی تھی; شاید اس نے مریم کے دکھ میں اپنا دکھ بیان کیا۔ رافیل نے پیروجینو کی "جسمانی باقیات کی تدفین" کو بطور ماڈل لیتے ہوئے اپنے پیکروں کو ماہرانہ ترکیب میں تقریباً مانتینیا جیسے انداز میں گروپ کی صورت دی: لاغر ہو چکا مردہ مسیح' جسے ایک طاقتور اور مضبوط جسم نوجوان اور ایک باریش آدمی نے سفید چادر میں اٹھایا ہوا ہے; Arimathea کا شاندار سر; خوف کے عالم میں لاش پر جھکی ہوئی پیاری میگدلینی; بے ہوش ہو کر خدمتگار عورتوں کی بانہوں میں گرتی ہوئی مریم; ہر جسم ایک مختلف رویے میں' تاہم سبھی ایک اناٹومیکل واقعیت اور کوراجیئن خوبصورتی کے حامل; درخشاں اتحاد میں مدغم ہوتے ہوئے سرخ' نیلے' نسواری اور سبز رنگوں کی غمگین ہم آہنگی' اور ایک جورجونے کے انداز کا زمینی

منظر شام کے آسمان تلے Golgotha کی تین صلیبیں دکھا رہا ہے۔

1508ء میں فلورنس میں ملنے والی ایک دعوت نے رافیل کی زندگی کا دھارا بدل کر رکھ دیا۔ اُربینو کا نیا ڈیوک فرانسسکو ڈیلا رووریرے جولیئس II کا بھتیجا تھا: رافیل کا ایک دور کا رشتہ دار براماتنے اب پوپ کا منظور نظر تھا: بدیہی طور پر ڈیوک اور براماتنے دونوں نے رافیل کو جولیئس سے متعارف کروایا: جوان مصور کو جلد ہی روم آنے کا دعوت نامہ ملا۔ وہ وہاں جانے پر بہت خوش تھا کیونکہ اب فلورنس کے بجائے روم نشاۃ ثانیہ کی دنیا کا پرجوش اور تحریک انگیز مرکز تھا۔ بورجیا کے حجرے میں چار سال گذارنے والا جولیئس دیوار پر گیلیا فارنیسے کی کنواری دیکھ دیکھ کر اکتا چکا تھا۔ اسے ان چاروں حجروں میں جانے کی خواہش ہوئی جو کبھی قابل تعریف نکولس V کے زیر استعمال تھے: اور وہ *Stanze* یا کمروں کو اپنے ہیروئی مقاصد اور شخصیت کے ساتھ ہم آہنگ تصاویر سے سجانا چاہتا تھا۔ رافیل 1508ء کے موسم گرما میں روم گیا۔

2۔ رافیل اور جولیئس II: 13-1508ء

فیدیاس کے بعد شاذونادر ہی اتنے زیادہ عظیم آرٹسٹ ایک ہی شہر اور سال میں جمع ہوئے تھے۔ مائیکل اینجلو جولیئس کے دیو قامت مقبرے کے لیے پیکر تراش رہا اور سِسٹائن گرجا خانہ کی چھت پینٹ کر رہا تھا: براماتنے نئے سینٹ پیٹرز کی ڈیزائننگ میں مصروف تھا۔ کندہ کاری کا ماہر' ویرونا کا فرا جووانی *Stanze* کے لیے دروازے' کرسیاں اور ظروف پر گلکاری کر رہا تھا: پیروجینو' سگنوریلی' پیروتسی' سوڈوما' لوتتو پنٹوریکیو کچھ دیواریں پینٹ کر چکے تھے: اور اپنے دور کا چیلینی' امبروجوفوپا' المشہور کیراڈوسو (Caradosso) ہر انداز میں سونا بنا رہا تھا۔

جولیئس نے رافیل کو *Stanza della segnatura* دیا' جس کا یہ نام اس لیے پڑ گیا تھا کہ پوپ اس کمرے میں اپیلیں سنتا اور معافی نامے جاری کرتا تھا۔ وہ یہاں پر رافیل کی پہلی تصویر سے اس قدر خوش ہوا' اور اس میں ایک ایسا زبردست اور اثر پذیر عامل دیکھا کہ جو پاپائی دماغ میں بیٹھے ہوئے وسیع تصورات کو عملی جامہ پہنا سکتا تھا: اس نے پیروجینو' سگنوریلی اور سوڈوما کو برخاست کیا' ان کی بنائی ہوئی تصاویر پر سفیدی

پھیرنے کا حکم دیا اور رافیل کو چاروں کمروں کی سبھی دیواریں پینٹ کرنے کی پیشکش کی۔ رافیل نے اپنے سے پہلے والے آرٹسٹوں کا کچھ کام محفوظ رکھنے پر زور دیا؛ تاہم' زیادہ تر سابق کام ضائع کر دیا گیا' تاکہ مرکزی تصاویر ایک ہی ذہن اور ہاتھ کے اتحاد کی حامل ہوں۔ رافیل نے ہر ایک کمرے کے 1200 ڈیوکٹ (15,000 ڈالر؟) لیے؛ اور جولیئس کے لیے پینٹ کردہ دو کمروں پر ساڑھے چار برس لگائے۔ اب وہ 26 سال کا ہو چکا تھا۔

"دستخطوں والے کمرے" (*Stanza della segnatura*) کے لیے منصوبہ شاہانہ اور پیچیدہ تھا: تصاویر کو نشاۃ ثانیہ کی تہذیب میں کلاسیکی ثقافت اور عیسائیت' مذہب اور فلسفہ' کلیسیاء اور ریاست' قانون اور ادب کا اتحاد پیش کرنا تھا۔ مجموعی پلان غالباً پوپ نے ہی سوچا' اور رافیل اور اپنے دربار کے دیگر محققین---Inghirami اور Sadoleto' پھر بیمبو اور بیبانا--- کے ساتھ مشورہ کر کے موضوعات منتخب کیے' رافیل نے ایک پہلو والی دیوار پر بہت بڑے نیم دائرے میں "تثلیث" اور بزرگوں کی شخصیتوں میں مذہب دکھایا اور دینیات کو پیش کرنے کے لیے کلیسیاء کے فادرز اور ڈاکٹرز کو عشائے ربانی کے مسلک پر مرکوز عیسائی عقیدے کی نوعیت پر بحث کرتے ظاہر کیا۔ ایک وسیع جگہ پر پینٹ کرنے کے پہلے امتحان سے گذرنے کے لیے رافیل کا خود کو بڑی احتیاط سے تیار کرنا ان 30 ابتدائی مطالعات میں دیکھا جا سکتا ہے جو اس نے اس "*Disputa de Sacramento*" کی خاطر کیے تھے۔ اس نے فلورنس کے سانتا ماریا نووا میں فرا بارتولومیو کی "روز حشر" اور اپنی پیروجیا کے سان سیویرو والی "تثلیث کی پرستش کی یاد ذہن میں تازہ کی"; اور انہی کی بنیاد پر اپنے ڈیزائن کو ڈھالا۔ نتیجہ ایک اس قدر پر جلال وسیع منظر کی صورت میں برآمد ہوا کہ کوئی ہٹ دھرم متشکک بھی عقیدے کی سریتوں کو تسلیم کر لیتا۔ محراب کے بالائی کونے میں اوپر کی جانب سمٹتی ہوئی نصف قطری لائنیں سب سے اوپر والے پیکروں کو یوں پیش کرتی ہیں جیسے وہ آگے کو جھکے ہوئے ہوں; نچلے حصے میں ایک ماربل کی راہداری کی اوپر کو سمٹتی ہوئی لائنیں تصور کو گہرائی عطا کرتی ہے۔ چوٹی پر باپ خدا--- ایک مقدس' شفیق ابراہام (ابراہیم)--- اپنے ایک ہاتھ میں کرہ ارض لیے ہوئے دوسرے ہاتھ سے سارے منظر پر

رحمت نازل کر رہا ہے: نیچے خدا کا بیٹا کمر تک ننگا ایک سیپ میں بیٹھا ہے: اس کے دائیں جانب مریم منکسر بھگتی میں' بائیں جانب بپتست ابھی تک ایک صلیب کے ساتھ گڈریئے کا عصاء اٹھائے ہوئے ہے: بیٹے سے نیچے ایک فاختہ مقدس روح کی نمائندہ یعنی تثلیث کا تیسرا کردار ہے: یہاں ہر چیز موجود ہے۔ نجات دہندہ کے اردگرد ایک روئیں دار بادل پر عہد نامہ عتیق یا عیسائی تاریخ کی بارہ پر جلال شخصیات بیٹھی ہیں: مائیکل اینجلو کے ایتھلیٹ جیسا باریش آدم تقریباً برہنہ: ابراہیم: شریعت کی لوحیں لے کر کھڑا ہوا موسیٰ: داؤد جوڈاس میکابیئس' پیٹر اور پال' محو تحریر سینٹ جان' سینٹ جیمز دی گریٹر' سینٹ سٹیفن' سینٹ لارنس' اور باقی دو کی شناخت وجہ بحث ہے: ان کے درمیان اور بادلوں میں--- داڑھیوں کے سوا ہر جگہ پر--- کروبی اور سرافیم آجا رہے ہیں' اور فرشتے ایک گیت کے پروں پر ہوا میں باہم بندھے ہوئے ہیں۔ اس اخلاقی جمگھٹ کو نیچے ایک زمینی ہجوم سے علیحدہ اور متحد کرتے ہوئے دو کروبی گوسپل اٹھائے کھڑے ہیں' اور ایک ظرف عشائے ربانی (monstrance) پاکیزہ روٹی کی نمائش کر رہا ہے۔ اس کے اردگرد ماہرین دینیات کا ایک متنوع ہجوم مسائل دینیات پر غور کرنے کے لیے جمع ہے: سینٹ جیروم اپنے انجیل کے لاطینی ترجمے اور شیر کے ساتھ: سینٹ آگسٹائن "شہر خدا" لکھوا رہا ہے: سینٹ امبروز اپنے اسقفی لباس میں: پوپ اینا کلیٹس اور انوسینٹ III: فلسفی آکوئنس' بوناویلنتورا اور ڈونز سکوٹس: مغموم دانتے جیسے کانٹوں کا تاج پہنے ہوئے: نرم روفرا آنجے لیکو: غضبناک ساوونارولا (الیگزینڈر VI سے ایک اور جولیئس انتقام): اور آخر کار ایک کونے میں رافیل کا گنجا اور بدصورت تحفظ فراہم کرنے والا دوست براماننتے۔ جوان آرٹسٹ نے ہر چہرے کو ایک واضح آپ بیتی بنا کر ان تمام شبیہوں میں انفرادی ہستی پیش کرنے کی حیرت انگیز کامیابی حاصل کی: اور ان میں سے متعدد کا مافوق الانسان وقار ساری تصویر اور موضوع کو جلال عطا کرتا ہے۔ غالباً اس سے پہلے مصوری نے کبھی عیسائی مسلک کی داستانی لطافت کو اس قدر کامیابی سے پیش نہیں کیا تھا۔

لیکن کیا اب یہ 28 سال کا جوان انسانوں میں سائنس اور فلسفے کا کردار بھی اتنی ہی قوت اور شکوہ کے ساتھ پیش کر سکا؟ ہمارے پاس اس بات کا کوئی ثبوت موجود نہیں کہ

رافیل نے کبھی زیادہ مطالعہ کیا ہو؛ وہ اپنے برش سے بولتا اور آنکھوں سے سنتا تھا؛ اس نے رنگ و صورت کی دنیا میں زندگی گذراری جہاں الفاظ اتنی دیر تک فالتو شئے تھے جب تک وہ مردوں اور عورتوں کی نمایاں حرکات سے جاری نہ ہوں۔ اس نے افلاطون' ڈائیو جینز لائرٹیس اور مارسیلیو فیچنو میں ڈبکی لگا کر' باعلم افراد سے گفتگو کر کے خود کو اپنے اعلیٰ ترین تخیل' "دی اسکول آف ایتھنز" کے لیے تیار کیا ہو گا--- یونانی فکر کی بھرپور صدیوں کا خلاصہ پیش کرتی ہوئی پچاس شبیہیں' اور سب ایک قوی الجثہ پاگان ایوان کی مسقف محراب (Coffered arch) تلے ایک لافانی لمحے میں اکٹھی۔ وہاں "*Disputa*" میں دینیات تجلیل کے عین سامنے والی دیوار پر فلسفے کی تمجید ہے: جُوپیٹر جیسی بھنووں' گہری آنکھوں' لہراتے ہوئے سفید بالوں اور داڑھی والا افلاطون اوپر اپنی کامل ریاست کی جانب انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے؛ خاموشی سے اس کے پہلو میں چلتا ہوا' عمر میں 30 برس چھوٹا' دلکش اور خوبصورت ارسطو ہتھیلی نچلی طرف کر کے اپنا ہاتھ آگے بڑھائے ہوئے' کہ جیسے استاد کی مائل بلندی مثالیت پسندی کو واپس زمین پر اور ممکن کی حدود میں لانا چاہتا ہو؛ سقراط اپنی انگلیوں پر دلائل شمار کر رہا ہے' اور مسلح Alcibiades اسے بڑے شوق سے سنتے ہوئے؛ فیثا غورث کروں کی موسیقی کو آہنگ کے جدولوں میں بند کرنے کی کوشش میں؛ ایک خوبرو خاتون جو اسپاسیا ہی ہو سکتی ہے؛ ہیراکلیتس افیسوں (Ephesian) کی پہیلیاں لکھنے میں مصروف؛ ڈائیو جینز عباء اتار کر ماربل کی سیڑھیوں پر بے فکری سے لیٹا ہوا؛ ارشمیدس چار منہمک نوجوانوں کے لیے تختی پر جیومیٹریز کا خاکہ کھینچ رہا ہے؛ بطلیموس (ٹولمی) اور زرتشت گلوب اچھالتے ہوئے؛ بائیں طرف ایک لڑکا اپنی کتابیں اٹھائے شوق میں بھاگتے ہوئے' یقیناً آٹوگراف لینے کی کوشش میں ہے؛ یہ مستقل مزاج لڑکا ایک گوشے میں بیٹھا نوٹس لے رہا ہے؛ بائیں جانب سے اِزابیلا کا بیٹا اور جولیئس کالے پالک' میتوآ کا ننھا فیڈریگو جھانکتے ہوئے؛ ایک مرتبہ پھر براماننے؛ اور خود آدھا چھپا ہوا' تقریباً نظروں سے اوجھل رافیل اب نئی چھوٹی مونچھوں کے ساتھ۔ اور بھی بہت سے ہیں' جن کی شناخت کے متعلق الجھنے کا کام ہم پنڈتوں پہ چھوڑ دیتے ہیں؛ اس سب کے باوجود' پہلے کبھی دانائی کا ایسا ایوان پینٹ اور شاید تصور بھی نہ کیا گیا تھا۔ اور تکفیر دین کے متعلق ایک لفظ بھی نہیں' کسی فلسفی کو

ستون کے ساتھ باندھ کر جلایا نہیں جارہا: یہاں پوپ کی زیر حفاظت ایک اور دوسری غلطی کے درمیان فرق پر ہنگامہ کھڑا کرنا بہت مشکل تھا' جوان عیسائی نے اچانک ان تمام پاگانوں کو اکٹھا کردیا تھا' انہیں ان کے اپنے کردار میں اور شاندار تفہیم اور لگاؤ کے ساتھ پینٹ کیا اور انہیں ایسی جگہ رکھا جہاں اہل دین انہیں دیکھ سکتے اور ان کے ساتھ خطاؤں کا تبادلہ کرسکتے تھے' اور جہاں کسی نہ کسی دستاویز میں سر کھپاتا ہوا پوپ انسانی فکر کے تعاونی عمل اور تخلیق پر غور و فکر کرسکتا تھا۔ یہ پینٹنگ اور "Disputa" نشاۃ ثانیہ کا تخیل ہیں--- پاگان عہد قدیم اور عیسائی عقیدے اکٹھے ایک ہی کمرے میں اور ہم آہنگی کے ساتھ رہتے ہوئے۔ یہ دوبدو پینل اپنے تخیل' ترکیب اور تکنیک کے مجموعہ میں یورپی مصوری کا مقام عروج ہیں' جس پر کبھی کوئی آدمی برتری حاصل نہیں کرپایا۔

ان دونوں سے چھوٹی تیسری دیوار ایک پٹوں والی کھڑکی باعث اس طرح تقسیم تھی کہ وہاں کسی تصویری موضوع کی یکجائی ناممکن لگتی تھی۔ اس سطح پر شاعری اور موسیقی کی تصویر کشی کرنا عقلمندانہ راہ تھی: چنانچہ دینیات اور فلسفہ سے بوجھل حجرے کو ہم آہنگ تخیل کے ساتھ ہلکا اور روشن بنایا گیا' اور لطیف نغمات کئی صدیوں تک اس کمرے میں سر بکھیر سکے جہاں ناقابل التجا فیصلوں نے زندگی یا موت دی۔ پارناسس (Parnassus) کے مقدس پہاڑ کی اس دیواری تصویر میں عین چوٹی پر کسی لارل درخت کے نیچے بیٹھا ہوا اپالو اپنے رباب سے "بے لے نغمات" پیدا کررہا ہے: اور اس کے دائیں جانب خوش انداز نرمی سے جھکی ہوئی موسیقی کی دیوی (Muse) ملحقہ دیواروں کے بزرگوں اور اولیاء کے سامنے اپنی ایک خوبصورت چھاتی ننگی کررہی ہے: ہومر اپنے مسدس مصرعے پڑھنے کی اندھی سرمستی میں' اور دانتے دلکشیوں اور مغنیوں کی اس راحت بخش محفل میں بھی غیر مفاہمتی درشتی کے ساتھ دیکھتے ہوئے: بربط پر انگلیاں پھیرتی ہوئی سیفو اتنی خوبصورت کہ ہم جنس پرست نہیں لگتی: اور ورجل' ہورلیس' اووڈ' Tibullus اور زمانے کے منتخب کردہ دیگر گلوکار پیترارک' بوکاشیو' آری اوستو' سناتسارو اور کچھ ہی عرصہ پہلے کے اٹلی کی کمتر آوازوں کے ساتھ ملے جلے ہیں۔ سو نوجوان آرٹسٹ نے خیال پیش کیا کہ "موسیقی سے خالی زندگی ایک غلطی

ہوگی" اور یہ کہ شاعری کے سُر اور تخیلات انسانوں کو دانش کی دروں بینی اور دینیات کی بے پروائی جیسی پر شکوہ بلندیوں تک پہنچا سکتے ہیں۔

ایک اور کھڑکی سے تقسیم شدہ چوتھی دیوار پر رافیل نے تہذیب میں قانون کے مقام کو تعظیم دی۔ اس نے کھڑکی کے اوپر والی محراب میں ذہانت' انتظامی قابلیت' طاقت اور اعتدال کی شبیہیں پینٹ کیں; کھڑکی کے ایک طرف فوجداری قانون "شہنشاہ جسٹینین مجموعہ قوانین مشتہر کرتے ہوئے" کی صورت میں پیش کیا گیا ہے' اور دوسری طرف کلیسائی قانون "پوپ گریگوری IX فرامین مشتہر کرتے ہوئے" کی شبیہہ میں موجود ہے۔ یہاں اس نے اپنے آتش مزاج آقا کی خوشامد کرنے کے لیے جولیئس کو بطور گریگوری دکھایا' اور ایک اور زبردست پورٹریٹ بنایا۔ اس نے مزئین چھت کے دائروں' شش ضلعی اشکال اور مستطیلوں میں "سلیمان کا انجام" جیسے ننھے شاہکار اور دینیات' فلسفہ' قانون' علم نجوم اور شاعری کی علامتی شبیہیں پیش کیں۔ ان اور ان جیسے دیگر کیمیوز (پتھر پر اُبھرواں نقش) اور سوڈوما کے چھوڑے ہوئے کچھ تمغوں کے ساتھ عظیم "دستخطوں والا کمرہ" مکمل ہوا تھا۔

رافیل نے خود کو وہاں انڈھیل دیا تھا' اور دوبارہ کبھی ایسا پر شکوہ کمال نہ دکھا سکا۔ 1511ء میں جب اس نے اگلا کمرہ شروع کیا۔۔۔ موجودہ نام اس کی مرکزی تصویر کی نسبت سے *Stanza d.Dliodoro* ہے۔۔۔ تو لگتا ہے کہ پوپ اور آرٹسٹ کی تخیلاتی پرواز اپنی قوت اور جوش کھو بیٹھی تھی۔ جولیئس سے یہ توقع بمشکل ہی کی جا سکتی تھی کہ وہ اپنا سارا اپارٹمنٹ کلاسیکی ثقافت اور عیسائیت کے درمیان اتحاد کی تجلیل کے نام کردے گا; اس کا چند دیواروں کو صحیفاتی اور عیسائی داستان کے کچھ یادگار مناظر کے لیے وقف کرنا قدرتی امر تھا۔ اس نے شاید اِٹلی سے فرانسیسیوں کو نکالنے کا اشارہ دینے کی خاطر حجرے کی ایک طرف کے لیے میکابیں کی کتاب دوم میں سے یہ واضح تفصیل منتخب کی کہ کیسے ہیلوڈورس اور اس کے پاگان ساتھی یروشلم معبد کا خزانہ لے کر فرار ہونے کی کوشش میں (186 ق۔م) تین جنگجو فرشتوں کے مقابلے میں شکست سے دوچار ہوئے تھے۔ بڑے بڑے ستونوں اور سمٹتی ہوئی محرابوں کے پیش منظر میں الٹر (اطار) پر جھکا ہوا پادری Onias خدائی مدد مانگ رہا ہے۔ دائیں طرف غصے میں بے قابو فرشتہ

ڈاکوؤں کے سرغنہ کو کچل رہا ہے جبکہ دیگر دو آسمانی مددگار گرے ہوئے دغاباز پر حملہ کرنے کے لیے بڑھ رہے ہیں; فرش پر چوری کے سکے بکھرے پڑے ہیں۔ بائیں طرف زمانی ترتیب کو ملحوظ خاطر رکھے بغیر جولیئس II پر سکون شان میں تخت پر بیٹھا حملہ آوروں کو باہر نکالے جاتے ہوئے دیکھ رہا ہے; اس کے پیروں میں یہودیوں کی عورتوں کا ایک گروہ بے ڈھنگ انداز میں رافیل (اب باریش اور پاکیزہ) اور اس کے دوستوں مار کیٹونیو ریمونڈی (کندہ کار) اور جووانی دی فولیاری (پاپائی سیکرٹریٹ کا رکن) کے ساتھ ملی جلی ہوئی ہیں۔ یہ دیواری تصویر "*Disputa*" یا "دی سکول آف ایتھنز" کی شان وشوکت کا بمشکل ہی مقابلہ کرتی ہے; یہ ترکیبی اتحاد کے نقصان پر ایک پوپ اور ایک قابل قبول موضوع کو شہرت دینے کی واضح کوشش ہے; لیکن یہ پھر بھی شاہکار ہے' حرکت سے لرزاں' آرکیٹکچر سے شان دار' اور مستقل و عضلاتی اناٹومیز دکھانے میں تقریباً مائیکل اینجلو کی مدمقابل۔

دوسری دیوار پر رافیل نے "The Mass of Bolsena" پینٹ کی۔ تقریباً 1236ء میں اورویاتو کے نزدیک بولسینا کے ایک بوہیمیائی پادری کو شک تھا کہ متبرک روٹی واقعی مسیح کے بدن اور خون میں تبدیل ہو گئی تھی' وہ عشائے ربانی میں پاکیزہ روٹی سے خون کے قطرے رستے دیکھ کر حیرت زدہ رہ گیا۔ پوپ اربن IV نے اس معجزے کی یاد میں اورویاتو کا کیتھیڈرل بنانے اور ہر سال کارپس کرسٹی کا جشن منانے کا حکم دیا۔ رافیل نے منظر بڑی خوبصورتی اور مہارت سے مصور کیا۔ متشکک پادری خون آلود پاکیزہ روٹی کو گھور رہا ہے' جبکہ اس کے پیچھے خدمتگار منظر دیکھ کر خوفزدہ ہیں; ایک طرف عورتیں اور بچے' جبکہ دوسری طرف سوئس محافظ معجزہ نہ دیکھ سکنے کے باعث بے تاثر نظر آ رہے ہیں; کارڈینل ریاریو اور Schinner اور دیگر اہل کلیسیاء ملے جلے خوف اور حیرت کے عالم میں نظارہ دیکھ رہے ہیں; الٹر سے پرے عجیب الخلقت اشیاء سے تراشی ہوئی عبادت چوکی پر گھٹنوں کے بل جھکا ہوا جولیئس II خاموش وقار میں دیکھ رہا ہے کہ جیسے اس نے پاکیزہ روٹی سے خون رسنے کی حقیقت جان لی ہو۔ تیکنیکی اعتبار سے یہ Stanze کی دیواری تصاویر میں سے بہترین ہے۔ رافیل نے اپنی شبیہوں کو ماہرانہ انداز میں کھڑکی کے اردگرد اور اوپر تقسیم کیا; اس نے انہیں کامل ساخت دی اور جسم ولباس

کو رنگوں کو ایک نئی گہرائی اور گرمائش عطا کی۔ گھٹنوں کے بل جھکے ہوئے جولیس کی شبیہہ ضعیف العمر پوپ کا مکاشفانہ پورٹریٹ ہے۔۔ وہ ہنوز مضبوط اور درشت جنگجو' مغرور شہنشاہ' اپنی محنتوں اور لڑائیوں کے باعث تھکا ہوا آدمی موت کے لیے بالکل تیار نظر آرہا ہے۔

رافیل نے ان بڑے کاموں پر محنت کے دوران متعدد ناقابل فراموش میڈونائیں بنائیں۔ "کنواری تاج کے ساتھ" (لوورے) معتدل پاکیزگی کے امبریائی انداز کی طرف رجعت ہے۔ "سفید گھر کی خاتون" مائیکل اینجلو کی بڑی اور رواں لائنوں کے ساتھ گلابی' سبز اور سنہری رنگ میں ایک دلکش مطالعہ ہے؛ اینڈریو میلن نے اس تصویر کے بدلے میں سوویت حکومت کو 11,66,400 ڈالر ادا کیے (1936ء)۔ "*Madonna di Foligno*" (ویٹیکن) بادلوں میں ایک پیاری کنواری اور بچہ' کنواری کی جانب اشارہ کرتا ہوا بھیانک بپتست' سینٹ جیروم' بجس مونڈو ڈی کونٹی آف Foligno اور روم دکھاتی ہے؛ یہاں رافیل نے وینسی سیباستیانو ڈیل پیومبو کے زیراثر' روشن رنگ کا ایک نیا جلال حاصل کیا۔ "*Madonna della Pesce*" (پراڈو) نہایت خوبصورت ہے: کنواری کے چہرے اور مزاج کے حوالے سے؛ بچے کے حوالے سے۔۔۔ جس پر رافیل کبھی سبقت حاصل نہ کر سکا؛ مریم کو مچھلی (جس کے جگر نے اس کے باپ کی بینائی بحال کر دی تھی) پیش کرتے ہوئے Tobit کے حوالے سے؛ اس کی رہنمائی کرنے والے فرشتے کی عبا کے حوالے سے؛ سینٹ جیروم کے پدری سر کے حوالے سے۔ یہ پینٹنگ ترکیب' رنگ نور کے حوالے سے خود "سِستائن میڈونا" کے ساتھ بھی مقابلہ نہیں کر سکتی۔

رافیل نے اس دور میں پورٹریٹ مصوری کو اتنی بلندی تک پہنچایا کہ صرف ٹیشین ہی وہاں تک پہنچ پایا۔ پورٹریٹ نشاۃ ثانیہ کی ایک خصوصی پیداوار تھی' اور اس فروزاں دور میں فرد کی پُرغرور آزادی سے مطابقت رکھتی ہے۔ رافیل کے بنائے ہوئے پورٹریٹ زیادہ نہیں' لیکن آرٹ میں ان کا مقام سب سے بلند ہے۔ "Bindo Altoviti" بہترین میں سے ایک ہے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ یہ نرم خو مگر ہوشیار' صحت مند اور صاف نظر اور لڑکی جیسا خوبصورت نوجوان ایک شاعر نہیں بلکہ

بنکار تھا' اور رافیل سے لے کر چیلینی تک کے آرٹسٹوں کا فیاض سرپرست تھا؟ وہ 22 برس کا تھا جب اسے یوں تصویر میں اتارا گیا; 1556ء میں وہ سینا کی آزادی کو فلورنس سے بچانے کی ایک اعلیٰ مگر تباہ کن اور تھکا دینے والی جدوجہد کے بعد روم میں مرگیا۔ اور بلاشبہ عظیم ترین پورٹریٹ "جولیس II" (Uffizi گیلری' اندازاً 1512ء) کا تعلق اسی دور سے ہے۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ یہ رافیل کے ہاتھ سے بننے والا اصل پورٹریٹ ہی ہے; یہ غالباً سٹوڈیو میں تیار کردہ نقل ہے; اور شاندار نقل (پٹی پیلس) حریف پورٹریٹ نگار ٹیشین نے ہی بنائی تھی۔ اصل والے کی سرگذشت معلوم نہیں۔

خود جولیس *Stanza d' Eliodoro* کے مکمل ہونے سے پہلے ہی مرگیا' اور رافیل سوچنے لگا کہ آیا چار کمروں کا عظیم منصوبہ جاری رہے گا یا نہیں۔ لیکن آرٹ اور شاعری میں بھی مذہب جتنا ہی لگاؤ رکھنے والے لیو X جیسے پوپ کو کیا ہچکچاہٹ ہو سکتی تھی؟ اُربینو کے نوجوان کو لیو کی صورت میں پُرخلوص ترین دوست مل گیا; مسرت کے زندہ جینئس کو ایک مسرور پوپ کے سائے تلے اپنے مسرور ترین برسوں سے آشنا ہونا تھا۔

IV۔ مائیکل اینجلو

1۔ جوانی: 1475ء-1505ء

اب ہمارے پاس جولیس کا آخری من پسند مصور اور سنگتراش رہ گیا ہے... افتاد طبع اور ہیبت ناکی' روح کی قوت اور گہرائی میں اس کا ہم سر... نوع انسانی کے ریکارڈز میں عظیم ترین اور غمگین ترین آدمی۔

مائیکل اینجلو کا باپ لوڈوویکو ڈی لیونارڈو بُوناروٹی سیمونی' فلورنس سے ارِیتسو جانے والی سڑک پر' Caprese کے چھوٹے سے قصبے کا پوڈیسٹا یا میئر تھا۔ لوڈوویکو کینوسا کی کاؤنٹس کے ساتھ دور کی رشتہ داری کا دعویدار تھا' اور ان میں سے ایک کاؤنٹ یہ دعویٰ تسلیم کر کے بہت خوش تھا; مائیکل نے اپنی رگوں میں ایک دو لٹر شاہی خون ہونے پر ہمیشہ ناز کیا; لیکن بے رحم تحقیق نے اس کے فخر کو بے بنیاد ثابت

کردیا۔ ۲۲ھ

مائیکل اینجلو 6 مارچ 1475ء کو Caprese کے مقام پر پیدا ہوا؛ اس کا نام بھی رافیل کی طرح ایک فرشتے کے نام پر رکھا گیا؛ وہ اپنے چار بھائیوں میں سے دوسرے نمبر پر تھا۔ اسے Settignano میں ایک ماربل کی کان کے نزدیک پالا گیا' یوں پتھروں کی گرد بچپن سے ہی اس کی سانس میں بس گئی؛ بعد میں اینجلو نے کہا کہ اس نے اپنی دایہ کے دودھ کے ساتھ چھینیوں اور ہتھوڑوں کو چوسا تھا۔ ۲۳ھ وہ چھ ماہ کا تھا جب یہ کنبہ فلورنس چلا گیا۔ وہاں اس نے کچھ ابتدائی تعلیم حاصل کی' جو اسے بعد کے برسوں میں اچھی اطالوی شاعری لکھنے کے قابل بنانے کے لیے کافی تھی۔ اس نے ذرہ بھی لاطینی نہ سیکھی اور اور کبھی بھی آثار قدیمہ کے خوابوں میں مکمل طور پر نہ کھویا جیسا کہ اس دور کے متعدد آرٹسٹوں نے کیا تھا؛ وہ کلاسیکی نہیں عبرانی' اپنی روح میں کیتھولک کی بجائے پروٹسٹنٹ تھا۔

مائیکل اینجلو نے تحریر پر ڈرائنگ کو ترجیح دی--- جو ڈرائنگ کی ہی بدلی ہوئی صورت ہے۔ اس کے باپ کو اس ترجیح پر دکھ ہوا' لیکن آخر کار اس نے ہار مان لی اور تیرہ سالہ مائیکل کو ڈومینیکو گیرلانڈایو کے پاس آموزکاری کے لیے بھیج دیا جو فلورنس میں مقبول ترین مصور تھا۔ معاہدے کے مطابق نوجوان کو "مصوری کا آرٹ سیکھنے کے لیے" تین سال تک ڈومینیکو کے پاس ٹھہرنا تھا؛ اسے پہلے سال چھ فلورنز' دوسرے سال آٹھ' تیسرے سال دس' اور غالباً رہائش و خوراک بھی ملنا تھی۔ لڑنے کے گیرلانڈایو کی بتائی ہوئی باتوں کے ساتھ ساتھ فلورنس میں گھومتے پھرتے ہوئے اپنی آنکھیں بھی کھلی رکھیں اور ہر چیز میں آرٹ کا کوئی معروض دیکھا۔ اس کا دوست Condivi بتاتا ہے'

"چنانچہ وہ اکثر مچھلی منڈی جایا کرتا اور وہاں پر مچھلیوں کے میپروں (Fins) کی بناوٹ اور رنگ' ان کی آنکھوں کے رنگ' اور حتیٰ کہ ان سے تعلق رکھنے والے ہر حصے کا بھی مشاہدہ کیا کرتا تھا؛ اس نے یہ سب کچھ اپنی مصوری میں نہایت ذہانت کے ساتھ دوبارہ بنایا۔" ۲۴ھ

ابھی اس نے گیرلانڈایو کے پاس بمشکل ایک سال ہی گذارا تھا کہ فطرت اور اتفاق نے اسے سنگتراش میں تبدیل کردیا۔ آرٹ کے بہت سے دیگر طلبہ کی طرح اسے بھی

ان باغات تک آزادانہ رسائی حاصل تھی جہاں میڈیچی نے قدیم مجسمہ سازی اور آرکیٹکچر کے نوادرات رکھے ہوئے تھے۔ اس نے لازماً کچھ ایک ماربلوں کو خصوصی شوق اور مہارت کے ساتھ نقل کیا ہوگا' کیونکہ جب لورینتسو نے فلورنس میں سنگتراشی کا ایک مدرسہ کھولنے کی خواہش میں گیرالانڈایو کو کچھ دلچسپی رکھنے والے طلبہ بھیجنے کو کہا تو ڈومینکو نے اسے فرانسکو گراناچی اور مائیکل اینجلو بوناروٹی دے دیئے۔ لڑکے کا باپ اسے ایک آرٹ چھوڑ کر دوسرا اپنانے کی اجازت دینے میں متذبذب تھا؛ اسے ڈر تھا کہ بیٹے کو پتھر کاٹنے پر لگا دیا جائے گا؛ اور واقعی مائیکل سے کچھ عرصہ تک یہ کام لیا بھی گیا۔ لیکن لڑکا جلد ہی مجسمے تراش رہا تھا۔ ساری دنیا مائیکل کے ماربل فان (بن دیوتا) کی کہانی جانتی ہے: اس نے ایک فالتو ٹکڑے کو تراش کر بوڑھے فان کا پیکر ڈھال دیا؛ لورینتسو نے سراہے کہا کہ اتنے بوڑھے خان کی بتیسی اتنی مکمل ہونا مشکل ہے؛ اور مائیکل نے ایک ہی حرکت میں بالائی جبڑے کا ایک دانت توڑ کر غلطی کا ازالہ کر دیا۔ لورینتسو لڑکے کے کام اور شوق سے خوش ہو کر اسے اپنے ساتھ گھر لے گیا اور بیٹوں جیسا سلوک کیا۔ نوجوان آرٹسٹ نے دو سال (2—1490ء) پلازو میڈیچی میں گذارے' لورینتسو' پولیشان' پیکو' فیچینو اور Pulci کے ساتھ ایک ہی میز پر بیٹھ کر باقاعدگی سے کھانا کھایا' سیاست' ادب' فلسفہ اور آرٹ کے موضوع پر نہایت روشن خیال گفتگو سنی۔ لورینتسو نے اسے ایک اچھا کمرہ دیا اور ذاتی خرچ کے لیے پانچ ڈیوکٹ (62.50 ڈالر؟) ماہانہ کی منظوری دی۔ مائیکل اپنے تمام فن پاروں کا خود ہی مالک تھا' اور انہیں اپنی مرضی سے جسے چاہتا دیتا۔

میڈیچی محل میں یہ عرصہ مائیکل کے لیے خوشگوار نشوونما کا دور تھا' البتہ پیاترو Torrigiano کے لیے نہیں۔ ایک دن پیاترو مائیکل کی فقرے بازی سے خفا ہوا اور (جیسا کہ اس نے چیلینی کو بتایا) "میں نے مکا بھینچ کر اس کی ناک پر اتنی زور سے مارا کہ مجھے ہڈی کسی بسکٹ کی طرح چرمراتی محسوس ہوئی؛ اور وہ میرا یہ نشان قبر میں ساتھ لے کر جائے گا۔" [5] ایسا ہی ہوا: اگلے 74 برس مائیکل اینجلو نے ٹوٹی ہوئی ناک کے ساتھ ہی گذارے۔ اس کی گرم مزاجی پھر بھی کم نہ ہوئی۔

انہی برسوں میں ساوونارولا اپنا پیوریطانی اصلاح کا آتش انگیز وعظ نشر کر رہا تھا۔

مائیکل اکثر اسے سننے جاتا' اور کبھی ان وعظوں کا نہ بھولا' یا یوں کہہ لیں کہ وہ اس کی پر ہجوم کیتھیڈرل کی فضا کو چیر کر' بے راہرو اِٹلی کو لعنت ملامت کرتی ہوئی غصیلی آواز سن کر اپنے پر شباب خون میں اٹھنے والی جھرجھری ہمیشہ محسوس کرتا رہا۔ جب ساوونارولا مرا تو اس کی روح کا کچھ حصہ مائیکل اینجلو میں موجود رہ گیا: اپنے متعلق اخلاقی انحطاط کا ایک خوف' آمریت سے شدید نفرت' قیامت کی پیش اندیشی۔ ان یادوں اور خدشات نے اس کے کردار کی تعمیر' اس کی چھینی اور برش کی رہنمائی کرنے میں حصہ ڈالا' سِسٹائن گرجا خانے کی چھت تلے کمر کے بل لیٹے ہوئے اسے ساوونارولا یاد آیا: "روز حشر" پینٹ کرتے ہوئے اس کی تجسیم نوکر دی' اور راہب کی لعنت ملامت کو کئی صدیوں تک منتقل کیا۔

لورینتسو کی وفات 1492ء میں ہوئی اور مائیکل واپس باپ کے گھر چلا گیا۔ اس نے اپنی سنگتراشی اور مصوری جاری رکھی' اور اب اپنی تعلیم میں ایک انوکھے تجربہ کا اضافہ کیا۔ سانتو سپیریتو ہسپتال کے پرائر نے اسے اپنے نجی کمرے میں لاشوں کو چیرپھاڑ کرنے کی اجازت دی۔ مائیکل نے اتنی زیادہ لاشوں کا چیرا پھاڑا کہ اس کے معدے نے بغاوت کردی' اور کچھ عرصہ تک وہ بمشکل ہی کوئی چیز کھا پی سکا۔ لیکن اس نے اناٹومی سیکھ لی۔ جب پیئرو ڈی میڈیچی نے اسے اپنے محل کے دالان میں ایک عظیم الجثہ سنومین (برف کا آدمی) بنانے کو کہا تو اس کو اپنا علم دکھانے کا لغو موقع مل گیا۔ مائیکل نے اطاعت کی' اور پیئرو نے اسے دوبارہ میڈیچی محل میں رہنے پر زور دیا (جنوری' 1494ء)۔

1494ء کے اواخر میں مائیکل اینجلو بھاگ کر اپینائنز سے بولونیا تک سردیوں کی برف میں پھرتا رہا۔ ایک کہانی کے مطابق ایک دوست کے خواب نے اسے پیئرو کی جلد تنزلی سے خبردار کر دیا تھا: شاید اس نے اپنی فہم سے ہی اس واقعے کا پہلے اندازہ لگا لیا: بہرصورت فلورنس میڈیچی کے کسی اتنے منظور نظر آدمی کیلئے محفوظ نہیں ہو سکتا تھا۔ بولونیا میں اس نے سان پیترونیو کے ماتھے پر Iacopo della Quercia کی نبت کاریوں کا بغور مشاہدہ کیا۔ اسے سینٹ ڈومینیک کا مقبرہ مکمل کرنے پر لگایا گیا' اور اس نے اس کیلئے ایک خوبصورت "گھٹنوں کے بل جھکا ہوا فرشتہ" تراشا: پھر بولونیا کے منظم سنگ

تراشوں نے اسے تنبیہہ کی کہ 'ایک غیر ملکی اور دخل انداز ہوتے ہوئے' اگر اس نے ان کا کام چھیننے کا سلسلہ جاری رکھا تو وہ اسے کسی نہ کسی دستیاب طریقے سے باہر نکال دیں گے۔ دریں اثناء ساوونارولا نے فلورنس کا انتظام سنبھال لیا' اور فضا میں نیکی پھیل گئی۔ مائیکل واپس لوٹ گیا (1495ء)۔ اسے میڈیچی کی ایک حلیف شاخ کے لورینتسو ڈی پیئر فرانسسکو کی صورت میں ایک سرپرست مل گیا۔ اس نے اس کے لیے ایک "خوابیدہ کیوپڈ" تراشا جس کی ایک نرالی تاریخ تھی۔ لورینتسو نے رائے دی کہ وہ سطح ایسی بنائے کہ دیکھنے میں قدیمی نظر آئے: مائیکل نے اطاعت کی: لورینتسو نے فن پارہ روم بھیجا' جہاں اسے 30 ڈیوکٹ میں ایک ڈیلر کے ہاتھ فروخت کر دیا گیا' ڈیلر نے رافیلو ریاریو اور کارڈینل ڈی سان جورجو سے اس کے 200 ڈیوکٹ وصول کیے۔ کارڈینل کو دھوکہ بازی کا پتہ چل گیا' "کیوپڈ" کو واپس بھیجا اور اپنے ڈیوکٹ لے لیے۔ بعد میں یہ سیزر بورجیا کے ہاتھ بیچی گئی۔ جس نے اسے اُربینو کے Guidobaldo کو دے دیا: سیزر نے شہر پر قبضہ کرنے کے بعد اسے بازیاب کر لیا اور اِلزابیلا ڈی ایستے کو بھیجی جس نے اسے "جدید ادوار کے فن پاروں میں بے مثال" [۱۲] بیان کیا۔ اس کی بعد کی تاریخ معلوم نہیں۔

مائیکل کو اپنی تمامتر گوناگوں قابلیت کے ساتھ بھی ایک ایسے شہر میں آرٹ کے ذریعہ روزی کمانے میں مشکل پیش آئی جہاں آرٹسٹوں کی تعداد بھی شہریوں جتنی تھی۔ ریاریو کے ایک نمائندے نے اسے روم آنے کی دعوت دی' اسے یقین دلایا کہ کارڈینل اسے روزگار دے گا' اور یہ کہ روم امیر کبیر سرپرستوں سے بھرا پڑا تھا۔ چنانچہ 1496ء میں مائیکل اینجلو امیدیں لیے دارالحکومت کی طرف روانہ ہوا' اور کارڈینل کے گھر میں رہنے کی جگہ پائی۔ ریاریو فیاض ثابت نہ ہوا: لیکن ایک بنک کار اِیاکوپو گالو نے مائیکل کو ایک "باخوس" اور "کیوپڈ" تراشنے کا کام سونپا۔ ایک فلورنس کے مقام پر Bargello اور دوسرا لندن کے وکٹوریہ اینڈ البرٹ میوزیم میں ہے۔ "باخوس" شراب کے نوجوان دیوتا کی ناخوشگوار پیشکش ہے جسے نشے میں بدمست دکھایا گیا ہے: جسم کے لحاظ سے سر بہت چھوٹا ہے: لیکن جسم کا ڈیزائن کافی محنت اور کامیابی سے بنایا گیا۔ "کیوپڈ" ایک جھکا ہوا نوجوان ہے' عشق کے دیوتا سے زیادہ کسی

ایتھلیٹ جیسا; غالباً یہ غیر موزوں نام مائیکل اینجلو نے نہیں دیا تھا; بطور مجسمہ یہ زبردست ہے۔ یہاں تقریباً آغاز میں ہی' آرٹسٹ نے پیکر کو حرکت میں دکھا کر اپنے کام کو ممتاز کیا۔ وہ آرٹ میں پائیداری کے لیے یونانی ترجیح سے ناآشنا تھا' ماسوائے "Pieta" میں; چنانچہ --- اسی اشتنی کے ساتھ --- یہ تھا ہمہ گیر کے لیے یونانی ذوق; اس کی بجائے مائیکل اینجلو نے تصور میں خیالی' تفصیل میں حقیقت پسندانہ فرد کو پیش کیا۔ اس نے لباس کے سوا کسی چیز میں قدیم کی نقل کی; اس کا کام تخصیص کے اعتبار سے اپنا تھا' نشاۃ ثانیہ کا نہیں۔

روم میں اس پہلے قیام کی عظیم ترین پیداوار ایک "Pieta" تھی جو اب سینٹ پیٹرز کی عظمتوں میں سے ایک ہے۔ اس کے لیے معاہدے پر پاپائی دربار میں فرانسیسی سفیر کارڈینل Jean de Villiers نے کیے تھے (1498ء); فیس 450 ڈیوکٹ (5,625 ڈالر؟) ادا ہونا تھی; ایک سال کی مدت دی گئی; اور مائیکل نے بنک کار کے لیے اپنی طرف سے کچھ فراخدلانہ ضمانتوں کا اضافہ کیا:

> میں ایاکوپو گالو نہایت قابل تعظیم عالیجاہ سے وعدہ کرتا ہوں کہ مذکورہ مائیکل اینجلو ایک سال میں مذکورہ کام مکمل کرلے گا' اور یہ آج کے روم میں موجود ماربل کے فن پاروں میں سے بہترین ہوگا' اور ہمارے عہد کا کوئی بھی اور کاریگر اس پر سبقت حاصل کرنے کے قابل نہیں ہوگا۔ اور اسی طرح..... میں مذکورہ مائیکل اینجلو سے وعدہ کرتا ہوں کہ نہایت قابل تعظیم کارڈینل اوپر مذکور شرائط کے مطابق ادائیگی کردیں گے۔[۲۵]

کنواری ماں اور مردہ بیٹے کے اس شاندار گروپ میں کچھ نقص موجود ہیں: سلوٹیں ضرورت سے زیادہ لگتی ہیں' کنواری کا سربدن کے مقابلہ میں چھوٹا ہے' اس کا بایاں پاؤں ایک غیر موزوں انداز میں آگے بڑھا ہوا ہے; اس کا جوان عورت والا چہرہ اپنے بیٹے سے بھی واضح طور پر کم عمر ہے۔ Condivi کی رپورٹ کے مطابق مائیکل اینجلو نے اس آخری اعتراض کا یہ جواب دیا:

> کیا آپ نہیں جانتے کہ پاکیزہ عورتیں غیر پاکیزہ کے مقابلہ میں اپنی تروتازگی کہیں زیادہ عرصہ تک برقرار رکھتی ہیں؟ تو وہ کنواری کتنی

تر و تازہ ہوگی جس کی چھاتی میں کوئی ذرہ برابر بھی شہوانی خواہش نہیں رینگی جو جسم پر برا اثر ڈالتی! نہیں' میں مزید آگے جاؤں گا اور یہ کہنے کی جرات کروں گا کہ شباب کی اس بے داغ کلی نے فطری وجوہ کے ذریعہ اپنی تر و تازگی برقرار رکھنے کے علاوہ معجزانہ طور پر دنیا کو ماں کی دوشیزگی اور دائمی پاکیزگی کا قائل کیا۔ [۸]

یہ خوش گوار اور قابل عفو تخیل ہے۔ دیکھنے والا جلد ہی سمجھوتہ کرلیتا ہے: نرم رو اور دکھ کے مظالم سے پاک چہرہ' محبت اور مصیبت میں پرسکون' خدا کی مرضی کے سامنے سرنگوں ماں جو کچھ دیر کے لیے اپنا عزیز ترین جسم ہاتھوں میں لے کر دلاسا پا رہی ہے' مسیح خود کو جنم دینے والی ماں کی گود میں ابدی آرام کے دوران بھی خوبصورت ہے۔ زندگی کا تمام ترالمیہ' جو ہر اور نئے سرے سے جنم اس سادہ سے گروپ میں یکجا ہیں: پرندوں کی قطار جن کے ذریعہ عورت نسل جاری رکھتی ہے؛ ہر جنم کی سزا کے طور پر موت کی قطعیت؛ اور محبت جو ہمدردی کے ساتھ ہمارے فانی پن کو رفعت دیتی اور نئے جنم کے ذریعہ ہر موت کو للکارتی ہے۔ فرانسس اول اسے مائیکل اینجلو کا عمدہ ترین کام قرار دینے میں حق بجانب تھا۔ [۹] شاید برٹش میوزیم کی "دیمیتر" کو تراشنے والے نامعلوم یونانی کے سوا کوئی بھی شخص سنگ تراشی کی تاریخ میں اس پر سبقت حاصل نہیں کرپایا۔

"Pieta" کی کامیابی نے مائیکل اینجلو کو نہ صرف شہرت (جسے اس نے بڑے انسانی انداز میں برتا) بلکہ دولت بھی دلائی جسے رشتہ داروں نے بھی اس کے ساتھ مل کر خرچ کیا۔ میڈیچی کے زوال کے ساتھ مائیکل اینجلو اس عہدے سے محروم ہوگیا تھا جو لورینتسو عالیشان نے اسے دیا تھا؛ مائیکل کا بڑا بھائی خانقاہ میں داخل ہوگیا تھا؛ دو چھوٹے بھائی بے پروا اور فضول خرچ تھے' اب مائیکل اپنے خاندان کا مرکزی کفیل بن گیا۔ اس نے اس پر شکایت کی لیکن بڑی فراخدلی سے خرچ اٹھایا۔

غالباً اپنے رشتہ داروں کے بے ترتیب مالی امور کی وجہ سے ہی اسے 1501ء میں واپس فلورنس آنا پڑا۔ اسی سال اگست میں اسے ایک نرالا کام ملا۔ Operai یا کیتھیڈرل کے بورڈ آف ورکس نے کیرارا ماربل کا ایک ساڑھے تیرہ فٹ اونچا بلاک

لیا تھا' لیکن یہ بے ڈھنگا ہونے کے باعث ایک سال سے بیکار پڑا تھا۔ بورڈ نے مائیکل اینجلو سے پوچھا کہ کیا وہ اس میں سے ایک مجسمہ تراش سکتا ہے۔ مائیکل کوشش کرنے پر رضامند ہو گیا؛ اور 16 اگست کو بورڈ اور اُون کی تجارتی انجمن نے معاہدے پر دستخط کیے:

> کہ قابل کاریگر مائیکل اینجلو..... کو نوکیوبٹ اونچا' *Il gignate* نامی مجسمہ کامل انداز میں بنانے کے لیے منتخب کیا گیا ہے..... کہ یہ اس ستمبر سے دو سال بعد کے عرصہ میں مکمل ہو گا اور تنخواہ 6 طلائی فلورنز ماہانہ دی جائے گی؛ کہ اس کام کے لیے درکار کاریگر' لکڑی وغیرہ اسے بورڈ فراہم کرے گا؛ اور جب مجسمہ مکمل ہو گا تو انجمن کے مشیر اور بورڈ..... اندازہ لگائیں گے کہ آیا وہ زیادہ بڑے انعام کا حقدار ہے یا نہیں' اور اس بات کا دارومدار ان کے ضمیر پر ہو گا۔ [14]

ہمارا سنگ تراش اس بے قابو میٹریل پر اڑھائی سال تک محنت کرتا رہا؛ اس نے ہیروئی جانفشانی کے ساتھ اس کا ایک ایک انچ استعمال میں لا کر "ڈیوڈ" بنایا۔ 25 جنوری 1504ء کو بورڈ نے فلورنس کے سرکردہ آرٹسٹوں کا اجلاس بلایا تاکہ "*Il gigante*" (وہ ڈیوڈ کو یہی کہتے تھے) کو رکھنے کا مقام متعین کیا جا سکے: کوسیمو' روچیلی' ساندرو بوٹی چیلی' لیونارڈو داونچی' گلیانو اور انٹونیو دا سانگالو' فلی پینولی' ڈیوڈ گیرلانڈایو' پیرو جنیو' جووانی سفیرو (چیلینی کا باپ) اور پیئر وڈی کوسیمو۔ وہ اتفاق رائے نہ کر سکے' اور آخرکار معاملہ مائیکل اینجلو پر چھوڑ دیا۔ اس نے کہا کہ مجسمہ پلازو ویکیو کے چبوترے پر رکھا جائے۔ مجلس بلدیہ مان گئی؛ لیکن اس "دیو" کو کیتھیڈرل کے نزدیک ورکشاپ سے پلازو تک لے جانے کے کام میں 40 آدمیوں کے چار دن صرف ہوئے؛ مجسمے کے گذرنے سے پہلے ایک دروازے کی اوپر والی دیوار توڑنا پڑی؛ اور اسے مجوزہ مقام تک اٹھانے میں مزید 21 دن لگ گئے۔ اس نے 369 برس تک پلازو کے بے چھت پیش دالان میں موسم' شریر لڑکوں اور انقلاب کا سامنا کیا۔ کیونکہ یہ ایک لحاظ سے انقلابی اعلان' مغرور بحال شدہ جمہوریہ کی علامت' غاصبوں کے لیے سخت دھمکی تھا۔ 1513ء میں اقتدار واپس لینے والے میڈیچی نے اسے جوں کا توں رہنے دیا؛ لیکن میڈیچی

کو دوبارہ معزول کرنے والی عوامی تحریک کے دوران محل کی کھڑکی سے پھینکے گئے بنچ نے مجسمے کا بایاں بازو توڑ ڈالا۔ سولہ برس کے لڑکوں نے فرانسکو سالویاتی اور جورجو وازاری نے ٹکڑے جمع کر کے اپنے پاس رکھ لیے' اور ایک موخر میڈیچی ڈیوک کوسیمو نے ٹکڑوں کو دوبارہ لگوایا۔ 1873ء میں جب "ڈیوڈ" پر موسمی کٹاؤ اثر دکھانے لگا تو اسے بڑی محنت مشقت کے ساتھ *Accademia della Belle Arti* میں منتقل کر دیا گیا' جہاں آج اسے فلورنس کے مقبول ترین پیکر کا اعلیٰ مقام حاصل ہے۔ یہ ایک بے نظیر کامیابی تھا: میکنکل مشکلات پر بڑی ذہانت سے قابو پایا گیا۔ جمالیاتی اعتبار سے آپ چند ایک نقائص کی نشاندہی کر سکتے ہیں: دایاں ہاتھ بہت زیادہ بڑا' گردن بہت زیادہ لمبی ہے' بائیں ٹانگ کی پنڈلی زیادہ طویل ہے' بایاں چوتڑ مناسب انداز میں پھولا ہوا نہیں۔ جمہوریہ کے سربراہ پیئر و سوڈرینی نے ناک کو زیادہ بڑا خیال کیا۔ وازاری ایک کہانی۔۔۔ شاید من گھڑت قصہ۔۔۔ سناتا ہے کہ کیسے مائیکل اینجلو اپنے ہاتھ میں ماربل کی کچھ گرد لے کر بظاہر ناک کو چھینی سے توڑنے کے لیے سیڑھی پر چڑھا' مگر ناک کو جوں کا توں ہی چھوڑ دیا اور اپنے ہاتھ سے گرد نیچے گرا دی: تب پیئر و نے مجسمے کو پہلے سے بہتر قرار دیا۔ کام کے مجموعی تاثر نے تنقید کو خاموش کروا دیا: شاندار خط و خال' پٹھے مائیکل اینجلو کے بعد والے ہیروؤں کی طرح پھولے ہوئے نہیں' جسم کی ملائمیت مضبوط مگر نفیس نقوش' جوش کے ساتھ پھولے ہوئے نتھنے' غصے کی تیوری اور مصمم نگاہیں۔۔۔ ان چیزوں نے مل کر ڈیوڈ کو ایک استثنیٰ کے ساتھ (غالباً نیویارک کا مجسمہ آزادی) دنیا کا مشہور ترین مجسمہ بنا دیا۔ وازاری نے اسے "تمام دیگر قدیم یا جدید لاطینی یا یونانی مجسموں سے برتر" [لاء] خیال کیا۔

کیتھیڈرل بورڈ نے مائیکل اینجلو کو "ڈیوڈ" کا معاوضہ کل 400 فلورنز ادا کیا۔ 1400ء اور 1500ء کے دوران تخفیف زر کو ذہن میں رکھتے ہوئے ہم 1952ء کے مطابق اسے اندازاً 5,000 ڈالر کے برابر قرار دے سکتے ہیں: یہ 30 ماہ کی محنت کے لیے بہت کم معاوضہ لگتا ہے: غالباً اس نے اس وقت کے دوران دوسرے کام بھی پکڑے ہوں گے۔ جب "ڈیوڈ" پر کام ہو رہا تھا تو بورڈ اور انجمن نے خود بھی مائیکل کو بارہ حواریوں کے ساڑھے چھ فٹ اونچے مجسمے تراشنے کا کام دیا جنہیں کیتھیڈرل میں رکھا

جاتا تھا۔ اُسے بارہ سالہ محنت کے دوران 2 فلورنز ماہانہ معاوضہ اور ایک مفت رہائشی گھر ملنا تھا۔ ان میں سے صرف ایک مجسمہ "سینٹ میتھیو" سلامت بچا ہے' روڈین کے بنائے ہوئے کسی پیکر کی طرح پتھر کے بلاک میں سے آدھا باہر نکلا ہوا۔ ہم اسے فلورنس اکیڈمی میں دیکھ کر بہتر طور پر سمجھ سکتے ہیں کہ سنگ تراشی کو "چھیننے کی قوت کے تحت کام کرنے والے" آرٹ کے طور پر بیان کرنے سے مائیکل اینجلو کی کیا مراد تھی; وہ اپنی ایک نظم میں دوبارہ کہتا ہے: "سخت اور ناہموار پتھر کی صرف سطح ہٹا دینے سے ایک پیکر وجود میں آتا ہے جو پتھر کی کانٹ چھانٹ ہونے کے ساتھ ساتھ بڑا ہوتا جاتا ہے۔" اس نے اکثر اپنے بارے میں کہا کہ وہ پتھر میں چھپا ہوا پیکر تلاش کرتا ہے' سطح پر دستک دے کر جیسے کسی گرے ہوئے پتھر تلے دبے کان کن کی تلاش میں ہو

تقریباً 1505ء میں مائیکل اینجلو نے فلینڈری تاجر کے لیے ایک "میڈونا" تراشی جو Bruges کے مقام پر نوٹرے ڈیم کے کلیساء میں بیٹھی ہے۔ اسے بہت سراہا گیا' لیکن یہ آرٹسٹ کے ناقص فن پاروں میں سے ایک ہے۔۔۔ لباس سادہ اور پروقار ہے' بچے کا سر جسم کے مقابلے میں قطعی غیر متناسب' کنواری کا چہرہ آزردہ اور غم گرفتہ ہے کہ جیسے وہ اس سب کو ایک غلطی محسوس کر رہی ہو۔ اینجلو ڈونی کے لیے مصور کردہ (1505ء) "میڈونا" میں غیر جاذب نظر کنواری اور بھی زیادہ اجنبی ہے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ مائیکل اینجلو کو خوبصورتی کی زیادہ فکر نہ تھی; وہ جسموں' ترجیحاً مردانہ' میں دلچسپی رکھتا تھا' اور کبھی کبھی انہیں تمام آنکھوں دیکھے نقائص سمیت بیان کیا' کبھی کبھی کوئی وعظ یا نظریہ بتانے کے انداز میں' لیکن شاذونادر ہی خوبصورتی کی تحویل کے نقطۂ نظر سے۔ مائیکل نے اس ڈونی "میڈونا" میں کنواری کے پیچھے ایک چبوترے پر برہنہ نوجوانوں کو بٹھا کر خوش ذوقی کو متاثر کیا۔ وہ پاگان رجحان ہرگز نہیں پیش کر رہا تھا' وہ تو دیہی طور پر ایک سچا' حتیٰ کہ پیوریطانی عیسائی تھا; لیکن "روز حشر" کی طرح یہاں بھی انسانی جسم کے تصور نے پاکیزگی پر فتح پائی۔ وہ جسم کی مختلف حالتوں میں ٹانگوں' کندھوں اور پٹھوں کی اناٹومی میں بھی گہری دلچسپی رکھتا تھا۔ چنانچہ' یہاں کنواری پیچھے کو جھک کر اپنے کندھوں کے اوپر سے سینٹ جوزف کے ہاتھوں سے بچہ وصول کر رہی ہے۔ یہ ایک زبردست مجسمہ ہے' لیکن بے جان اور تقریباً بے رنگ تصویر۔ مائیکل اینجلو نے بارہا احتجاج کیا کہ

یہ تصویر اس کی نمایاں فضیلت نہیں تھی۔

چنانچہ، اس وقت مائیکل کو کوئی زیادہ خوشی نہ ہوئی ہو گی جب سوڈرینی نے اسے پلازو ویکیو کے "عظیم مجلس کے ہال" میں ایک میورل پینٹ کرنے کی دعوت دی (1504ء)، جبکہ اس کے حریف لیونارڈو داونچی کو سامنے والی دیوار مصور کرنا تھا۔ وہ بیسیوں وجوہ کی بناء پر لیونارڈو سے نفرت کرتا تھا۔۔۔ اس کے اشرافیہ والے آداب، مہنگے اور مزئین لباس، پیارے کم سن لڑکوں کی مصاحبت، شاید اس کی زیادہ شہرت اور کامیابی۔ سنگ تراش اینجلو کو یقین نہیں تھا کہ وہ مصوری میں لیونارڈو کا مقابلہ کر سکے گا؛ اسے کوشش کرنے کے لیے حوصلہ مندی دکھانا پڑی۔ اس نے اپنے ابتدائی کارٹون کے لیے 288 مربع فٹ کے کپڑا لگے کاغذ کا پینل بنایا۔ اس نے خاکے پر کام شروع ہی کیا تھا کہ روم سے بُلاوا آ گیا: جولیس کو اِٹلی کا بہترین سنگ تراش درکار تھا۔ مجلس بلدیہ سیخ پا ہوئی، لیکن مائیکل اینجلو کو جانے دیا (1505ء)۔۔ شاید وہ بھی پنسل اور برش چھوڑ کر اپنے پسندیدہ محنت طلب کام پہ واپس جانے پر متاسف نہ تھا۔

2۔ مائیکل اینجلو اور جولیس II: 13-1505ء

ہمیں فوراً نظر آ جاتا ہے کہ اسے جولیس کے ساتھ کافی زحمت ہوئی ہو گی، وہ دونوں کافی حد تک ایک جیسے تھے۔ دونوں ہی غصے کے تیز اور متلون مزاج تھے: پوپ آمرانہ اور شعلہ فشاں، آرٹسٹ سنجیدہ اور مغرور۔ دونوں ہی اپنے جذبے اور مقصد میں لیطان (Titans)، کسی کو برتر نہ ماننے اور سمجھوتہ نہ کرنے والے، ایک کے بعد دوسرے بڑے منصوبے پر ہاتھ ڈالنے والے، اپنے وقت پر اپنی شخصیتوں کو ثبت کرنے اور اس قدر مجنونانہ توانائی کے ساتھ محنت کرنے والے تھے کہ جب دونوں مر گئے تو سارا اِٹلی تھکن زدہ اور خالی لگنے لگا۔

جولیس نے کافی عرصہ سے کارڈینلوں کی قائم کردہ مثال پر عمل کرتے ہوئے اپنی ہڈیوں کے لیے ایک یادگاری مقبرے کی خواہش کی جس کا سائز اور شان و شوکت دور دراز کی اور غفلت شعار اولادوں کو بھی اس کی عظمت یاد دلاتی رہے۔ اس نے سانتا ماریا ڈیل پوپولو میں کارڈینل ایسکانیو سفورتسا کے لیے آندریا سانسوینو کے بنائے ہوئے

خوبصورت مقبرے کو رشک کی نگاہ سے دیکھا۔ مائیکل نے ایک 27 فٹ لمبی اور 18 فٹ چوڑی مجسماتی یادگار بنانے کی تجویز دی۔ اسے 40 مجسموں نے زینت بخشنا تھی: کچھ ایک پاپائی ریاستوں کی علامت: کچھ مصوری' فن تعمیر' سنگ تراشی' شاعری' فلسفہ' دینیات کی تجسیم --- سب ناقابل مدافعت پوپ کے قبضہ میں: دیگر اس کے اہم پیشروؤں مثلاً موسیٰ کی صورت گری: دو فرشتوں کی تصویر کشی --- ایک زمین سے جولیئس کی رخصتی پر اشک بار' دوسرا اس کی جنت میں آمد پر خندہ زن: اوپر پوپ کی فانی باقیات کے لیے ایک خوبصورت کتبہ قبر بننا تھا۔ مقبرے کی سطوحات کے ساتھ ساتھ جنگ' حکومت اور آرٹ میں پوپ کے کارناموں پر مبنی کانسی کی منبت کاریاں لگنا تھیں۔ اس سب کو سینٹ پیٹرز کے اونچے چبوترے پر بنانے کا پروگرام تھا۔ یہ ایسا ڈیزائن تھا جس میں کئی ٹن ماربل' کئی ہزار ڈیوکٹ اور سنگ تراش کی زندگی کے کئی برس استعمال ہوتے نظر آتے تھے۔ جولیئس نے ڈیزائن پسند کیا' اینجلو کو ماربل خریدنے کے لیے 2,000 ڈیوکٹ دیئے' اور بہترین چٹانیں منتخب کرنے کی ہدایات دے کر کیرارا روانہ کیا۔ وہاں قیام کے دوران مائیکل کو سمندر کے اوپر سے جھانکتی ہوئی ایک چٹان دیکھ کر خیال سوجھا کہ اسے تراش کر انسانی مجسمے کی شکل دی جائے جو اوپر سے روشن کیے جانے پر دور دراز کے جہاز رانوں کے لیے مینارۂ نور کا کام دے: لیکن جولیئس کے مقبرے نے اسے روم واپس جانے پر مجبور کر دیا۔ جب اس کا خریدا ہوا ماربل روم پہنچا اور سینٹ پیٹرز کے نزدیک اس کی رہائش گاہ کے پاس ایک احاطے میں رکھا گیا تو لوگ اس کی مقدار اور قیمت پر حیران جبکہ جولیئس خوش ہوا۔

ڈرامہ ٹریجڈی بن گیا۔ برامانتے نے نئے سینٹ پیٹرز کے لیے رقم کی ضرورت پڑنے پر اس عظیم منصوبے کی طرف ٹیڑھی نظر سے دیکھا' مزید برآں اسے یہ بھی خوف ہوا کہ کہیں مائیکل اینجلو پوپ کا پسندیدہ ترین آرٹسٹ بن کر اس کی جگہ نہ لے لے: اس نے مجوزہ مقبرے سے پوپ کی توجہ اور فنانس ہٹانے کے لیے اپنا اثر و رسوخ استعمال کیا۔ خود جولیئس پیروجیا اور بولونیا پر چڑھائی کرنے کی منصوبہ بندی کر رہا تھا (1506ء)' اور مارس کو ایک مہنگا دیوتا پایا: مقبرے کو امن ہونے کا انتظار کرنا تھا۔ دریں اثناء مائیکل اینجلو کو ایک بھی تنخواہ نہ ملی تھی' وہ جولیئس کی دی ہوئی تمام رقم

ماربل خریدنے پر صرف کر آیا تھا' پوپ کی طرف سے ملنے والے گھوڑے کے لوازمات بھی اپنی جیب سے ادا کیے تھے۔ وہ ہولی سیچرڈے 1506ء کو ویٹیکن میں رقم مانگنے گیا: اسے سوموار کو دوبارہ آنے کا کہا گیا: وہ آیا مگر پھر منگل کا دن طے ہوا: منگل' بدھ اور جمعرات کو بھی ٹرخایا گیا: جمعہ کے روز اسے اس ناشائستہ جواب کے ساتھ واپس کر دیا گیا کہ پوپ اسے ملنا نہیں چاہتا۔ وہ گھر گیا اور جولیئس کو ایک خط لکھا:

نہایت محترم فادر: آج مجھے آپ کے حکم پر محل سے واپس بھیجا گیا:
میں آپ کو نوٹس دیتا ہوں کہ اب کے بعد اگر آپ مجھے ملنا چاہیں گے تو میں
آپ کو روم کی بجائے کہیں اور ملوں گا۔ [۳۳]

اس نے اپنے خریدے ہوئے فرنیچر کو فروخت کرنے کی ہدایات دیں اور گھوڑا فلورنس لے گیا۔ وہ ابھی Poggibonsi پہنچا تھا کہ پیچھے سے قاصد پوپ کا خط لے آیا جس میں اسے واپس روم آنے کا حکم دیا گیا تھا۔ اگر ہم اس کا اپنا بیان قبول کر لیں (اور وہ غیر معمولی ایماندار آدمی تھا) تو اس نے جواب بھیجا کہ وہ تبھی آئے گا جب پوپ مقبرہ بنانے کے لیے طے کردہ شرائط پوری کرے گا۔ اور فلورنس کی جانب سفر جاری رکھا۔

اب اس نے "پیسا کی جنگ" کے لیے وسیع و عریض کارٹون پر کام دوبارہ شروع کیا۔ اس نے کسی حقیقی لڑائی کی بجائے اس موقع کو اپنا موضوع بنایا جب دریائے آرنو میں تیراکی کر کے آنے والے سپاہیوں کو اچانک حملہ کرنے کو کہا گیا۔ مائیکل کو جنگوں سے دلچسپی نہ تھی: وہ برہنہ مرد پیکر کو ہر پہلو سے مشاہدہ میں لانا اور پیش کرنا چاہتا تھا: یہیں اسے موقع ملا۔ اس نے کچھ آدمیوں کو دریا سے باہر نکلتے' دیگر کو ہتھیاروں کی طرف بھاگتے' گیلی ٹانگوں پر جرابیں چڑھانے کی کوشش میں' گھوڑے پر لپکتے یا سوار' عجلت میں اپنی زرہ درست کرتے' الف ننگی حالت میں لڑنے کے لیے بھاگتے دکھایا۔ پس منظر میں کوئی زمینی نظارہ نہ تھا: مائیکل انجلو نے کبھی زمینی نظارہ' یا فطرت میں انسانی شبیہہ کے سوا کچھ اور پیش کرنے پر توجہ بھی نہ دی تھی۔ جب کارٹون مکمل ہوا تو اسے سانتا ماریا نوویلا میں ہال آف دی پوپ میں لیونارڈو کے بنائے ہوئے کارٹون کے ساتھ رکھ دیا گیا۔ وہاں یہ دونوں حریف خاکے بیسیوں آرٹسٹوں کے لیے درس گاہ بن گئے --- آندریا ڈیل سارتو' Alfonso Berruguete' رافیل' ایاکوپو سانسووینو' پیرینو

ڈیل ویگا اور دیگر بہت سے۔ تقریباً 1513ء میں مائیکل اینجلو کے کارٹون کی نقل تیار کرنے والے چیلینی نے اسے جوانی کے ذوق و شوق میں یوں بیان کیا: "حرکت میں اس قدر جاندار کہ قدیم یا جدید آرٹ میں سے باقی بچنے والی کوئی بھی شئے اس رفعت تک نہیں پہنچتی۔ اگرچہ پاکیزہ Michel Agnolo نے آخر عمر میں عظیم سِسٹائن گرجا خانہ مکمل کیا تھا لیکن وہ اس جیسی بلندی کی نصف راہ بھی طے نہ کر سکا۔" ۳۴

ہم اس حد تک نہیں کہہ سکتے۔ تصویر پینٹ نہ کی گئی' کارٹون گم گیا' اور اس کی تیارہ کردہ متعدد نقول کے صرف چھوٹے موٹے ٹکڑے ہی سلامت بچے ہیں۔ جب اینجلو خاکے پر کام کر رہا تھا تو جولیئس تو فلورنسی مجلس بلدیہ کو پیغام پر پیغام بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ مائیکل کو واپس روم بھیجیں۔ سوڈرینی نے آرٹسٹ کی محبت اور روم میں اسے خطرہ ہونے کے پیش نظر ٹال مٹول کی۔ پوپ کی جانب سے تیسرا خط ملنے کے بعد اس نے اینجلو سے حکم ماننے کی درخواست کرتے ہوئے کہا کہ اس کی ہٹ دھرمی نے فلورنس اور پاپائیت کے درمیان پر امن تعلقات کو خطرہ میں ڈال دیا تھا۔ مائیکل نے ایک پروانہ راہداری کا مطالبہ کیا جس پر وولٹیرا کے کارڈینل کے دستخط ہوں۔ اس تاخیر کے دوران جولیئس نے بولونیا پر قبضہ کر لیا (نومبر 1506ء)۔ اب اس نے فلورنس کو ایک آخری حکم بھیجا کہ مائیکل اینجلو ایک اہم کام کے سلسلے میں فوراً بولونیا آئے۔ سوڈرینی نے جولیئس کے نام ایک خط لکھ کر مائیکل کے حوالے کیا کہ "اس پر محبت دکھائیں اور شفقت سے پیش آئیں۔" مائیکل یہ خط لے کر ایک مرتبہ پھر ایپنائنز کے برفانوں میں گیا۔ جولیئس نے تیوری چڑھا کر اس کا استقبال کیا' اپنے کمرے سے ہی ایک بشپ کو حکم دیا کہ آرٹسٹ کو حکم عدولی کرنے پر سرزنش کرے' اینجلو کو شکوہ سے بھرپور معافی دی اور ایک خصوصی کام سونپا۔ "میں چاہتا ہوں کہ کانسی میں میرا ایک مجسمہ وسیع پیمانے پر بنایا جائے۔ میں اسے سان پیترونیو کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔" ۳۵ مائیکل دوبارہ مجسمہ سازی کی طرف لوٹ آنے پر خوش تھا' تاہم اسے اپنے اوپر اعتماد نہیں تھا کہ وہ ایک چودہ فٹ اونچا' بیٹھا ہوا مجسمہ کامیابی سے ڈھال لے گا۔ جولیئس نے اس کام کے لیے ایک ہزار ڈیوکٹ فراہم کیے: بعد میں اینجلو نے بتایا کہ 996 ڈیوکٹ تو میٹریل پر ہی خرچ ہو گئے' یوں اسے بولونیا میں اپنی دو سالہ محنت کا صلہ صرف چار ڈیوکٹ ملا تھا۔ اس نے

اپنے بھائی بوناروٹو کے نام لکھا: "میں نے دن رات کام کیا۔ اگر میں سارا کام نئے سرے سے شروع کروں تو میرا خیال ہے کہ اسے مکمل کرنے کے لیے زندہ نہیں بچوں گا۔"[۲۶] 1508ء فروری 1508ء میں مجسّمے کو کیتھیڈرل کے مرکزی پھاٹک کے اوپر مقرر کردہ جگہ تک بلند کیا گیا۔ مارچ میں مائیکل واپس فلورنس آیا' غالباً وہ پھر کبھی جولیئس سے نہ ملنے کی دعا کر رہا تھا۔ تین برس بعد' جیسا کہ ہم نے ذکر کیا' مجسّمے کو پگھلا کر توپ بنا لی گئی۔

پوپ نے فوراً اسے بلوا بھیجا۔ اینجلو واپس روم گیا اور یہ جان کر بہت جھنجھلایا کہ پوپ اس سے عظیم مقبرہ بنوانے کی بجائے سِکٹس IV کے گرجا خانہ کی چھت پینٹ کروانا چاہتا ہے۔ اس نے زمین سے 68 فٹ بلند چھت پر تناظر اور foreshortening کے مسائل کا سامنا کرنے میں پس و پیش کی: اس نے دوبارہ احتجاج کیا کہ وہ ایک سنگ تراش تھا نہ کہ مصور: پھر اس کام کے لیے رافیل کو بہتر آدمی کے طور پر پیش کرنے کی ناکام کوشش کی۔ جولیئس نے حکم اور فریب دیا' 3,000 ڈیوکٹ (37,500 ڈالر؟) کی فیس دینے کا وعدہ کیا: مائیکل کو پوپ کا خوف اور رقم کی ضرورت تھی۔ اس نے بدستور بڑبڑاتے ہوئے' "یہ میرا شعبہ نہیں"' محنت طلب اور ناموافق کام کا بیڑا اٹھا لیا۔ اس نے فلورنس سے ڈیزائن میں پانچ تربیت یافتہ معاون منگوائے: برامانتے کی بنائی ہوئی بے ڈھنگ مچان کو اتار پھینکا' نئی مچان بنائی اور چھت کے 10 ہزار مربع فٹ کو ناپنے اور اس پر نقشہ کھینچنے سے کام شروع کر دیا' مجموعی ڈیزائن کا منصوبہ بنایا' ہر علیحدہ گوشے کے لیے کارٹون بنائے جن میں محراب شانے (Spandrels)' قطعہ گنبد (Pendentive) اور محرابی روشندان بھی شامل تھے: کل ملا کر 343 شبیہیں بنتی تھیں۔ متعدد ابتدائی مشاہدات کیے گئے۔ کارٹون کی حتمی شکل مکمل ہونے پر اسے بڑی احتیاط کے ساتھ مچان کے اوپر لے جایا اور متعلقہ جگہ پر تازہ پلستر کے اوپر لگایا گیا: ساخت کے خطوط کو نوکدار چیز سے دبانے کے بعد کارٹون ہٹا لیا گیا' اور سنگ تراش نے مصوری شروع کی۔

اینجلو نے چار سال تک--- مئی 1508ء سے اکتوبر 1512ء--- سِسٹائن گرجا خانے کی چھت پر کام کیا۔ اس کا کام درمیان میں غیر معینہ مدت کے لیے معطل ہوتا رہا' مثلاً جب وہ جولیئس سے مزید فنڈز لینے بولونیا گیا۔ وہ اکیلا بھی نہیں تھا: اس کے پاس رنگ

پیسنے، پلاسٹر تیار کرنے، شاید کچھ چھوٹی موٹی شبیہیں بنانے کے لیے مددگار موجود تھے: تصاویر کے کچھ حصے کمتر مہارت کے غماز ہیں۔ لیکن روم سے منگوائے ہوئے پانچ آرٹسٹوں کو جلد ہی فارغ کر دیا گیا: اینجلو کے تخیل، ڈیزائن اور رنگ کرنے کا انداز ان سے اور فلورنس کی روایات سے اس قدر مختلف تھا کہ اس نے انہیں مددگار کی بجائے باعث رکاوٹ پایا۔ اس کے علاوہ وہ دوسروں کے ساتھ نباہ کرنا بھی نہیں جانتا تھا، اور وہاں مچان پر بالکل تنہا ہونا باعث تسکین تھا: وہ وہاں تکلیف لیکن سکون سے سوچ سکتا تھا: وہ وہاں لیونارڈو کے اس قول کی مثال بن کر دکھا سکتا تھا: "اگر آپ اکیلے ہوں تو آپ مکمل طور پر اپنے ہونگے۔" جولیئس نے اس عظیم کام کو مکمل کرنے میں بے قراری دکھا کر تیکنیکی نقائص میں اضافہ کر دیا۔ ذہن میں یہ تصویر لائیں کہ بوڑھا پوپ نازک سے فریم پر چڑھ کر آرٹسٹ والے پلیٹ فارم کے نزدیک کھسکا ہے اور تعریف کرتے ہوئے مسلسل پوچھ رہا ہے: "یہ کب ختم ہوگی؟" مائیکل کا جواب ایمانداری کا ایک سبق تھا: "جب میں اتنا کچھ کر لوں گا کہ مجھے آرٹ کی تسکین کے تقاضے پورے کرنے کا یقین ہو جائے گا۔" [47] جس پر جولیئس نے غصے میں کہا: "کیا تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں اٹھا کر اس مچان سے نیچے پھینک دوں؟" [48] بعد ازاں اینجلو نے پاپائی بے صبری کے سامنے ہتھیار پھینکتے ہوئے آخری ٹچ دیئے بغیر ہی مچان اتار دی۔ تب جولیئس نے سوچا کہ ادھر ادھر تھوڑا بہت سونا بھی لگا دینا چاہیے، لیکن تھکے ہوئے آرٹسٹ نے اسے قائل کر لیا کہ سونے کی کترنیں بمشکل ہی پیغمبر یا حواری بن سکتی ہیں۔ جب مائیکل آخری مرتبہ مچان سے نیچے اترا تو وہ تھکا ہوا، کمزور اور قبل از وقت بوڑھا ہو چکا تھا۔ ایک کہانی کے مطابق اس کی آنکھیں طویل عرصہ تک گرجا خانے کی مدھم روشنی میں دیکھنے کی عادی ہو جانے کے باعث سورج کی روشنی بمشکل ہی برداشت کرتی تھیں: [49] اور ایک اور کہانی کے مطابق اب اسے کتاب نیچے کی بجائے چہرے کے اوپر رکھ کر مطالعہ کرنا آسان لگنے لگا تھا۔ [50]

چھت کے لیے جولیئس کے سوچے ہوئے منصوبے میں صرف حواریوں کا ایک سلسلہ شامل تھا: مائیکل اینجلو نے ایک زیادہ وسیع اور اعلیٰ منصوبے کی اجازت حاصل کی۔ اس نے مقعر (Convex) محرابی چھت کو درمیانی ستونوں اور پٹیوں کے ذریعہ سو

سے زائد پینلز میں تقسیم کیا: اور شہوت انگیز پر شباب پیکروں کو کارنسوں کو اٹھائے یا Capitals پر بیٹھے ہوئے پیش کرکے سہ جہتی التباس کو فروغ دیا۔ چھت کے درمیان والے بڑے پینلز میں کتاب پیدائش کی جھلکیاں دکھائی گئی ہیں: تخلیق کا ابتدائی عمل نور کو تاریکی سے جدا کر رہا ہے: سورج چاند اور سیارے خالق کے حکم پر ہست ہو چکے ہیں--- خالق ایک درست چہرے' طاقتور جسم اور ہوا میں اڑتی ہوئی داڑھی اور لباس والا پر جلال پیکر ہے: اور بھی زیادہ عمدہ خط و خال اور نقوش ولا قادر مطلق دایاں ہاتھ بڑھا کر آدم کو تخلیق کر رہا ہے' جبکہ بائیں ہاتھ میں ایک بہت پیارا فرشتہ اٹھا رکھا ہے--- یہ پینل مائیکل اینجلو کا تصویری شاہکار ہے: خدا' اب ایک زیادہ ضعیف اور پدری دیوتا' حوا کو آدم کی پسلی سے نکال رہا ہے: آدم و حوا شجر ممنوعہ کا پھل کھاتے اور عدن سے نکالے جاتے ہیں: نوح اور اس کے بیٹے خدا کے حضور قربانی پیش کرنے کی تیاری کر رہے ہیں: سیلاب چڑھتا ہے: نوح بہت سی شراب کے ساتھ جشن مناتا ہے۔ ان پینلوں کی تمام چیزیں عہد نامہ عتیق' سب چیزیں عبرانی ہیں: مائیکل اینجلو کا تعلق محبت کا پرچار کرتے ہوئے Evangelists کی بجائے قیامت کی منادی کرنے والے پیغمبروں سے تھا۔

اینجلو نے ایک چھوڑ کے ایک محراب شانے میں دانی ایل' یسعیاہ' زکریاہ' یوایل' حزقی ایل' یرمیاہ' یوحنا کی شاندار تصاویر بنائیں۔ دیگر محراب شانوں میں پاگان ہاتفوں کی تصویر کشی کی جن کے بارے میں یقین تھا کہ انہوں نے مسیح کی پیشگوئی کر دی تھی: دلکش لیبیائی جل پری مستقبل کی کھلی کتاب اٹھائے ہوئے: مطالعہ کا شوقین فارسی: ڈیلفیائی اور Erythrean جل پریاں: یہ تصاویر بھی فیدیاس کی سنگ تراشیوں کی مدمقابل ہیں: درحقیقت یہ تمام شبیہیں سنگ تراش کی غماز ہیں: اور مائیکل اینجلو نے ایک اجنبی آرٹ میں پھنس کر اسے اپنے آرٹ کی شکل دے دی۔ آرٹسٹ نے چھت کے ایک کنارے پر بڑی سی مثلث میں اور دوسرے کونے پر دیگر دو مثلثوں میں عہد نامہ عتیق پر ہی توجہ مرکوز رکھی: منحوس سانپ ویرانے میں جا رہا ہے "گولیاتھ پر ڈیوڈ کی فتح' Haman کی پھانسی' جودت کے ہاتھوں ہولوفرنس کا سر قلم ہونا۔ آخر میں اینجلو نے محرابی روشندانوں اور کھڑکیوں کے اوپر محرابدار وقفوں میں' جیسے بعد میں کچھ سوچ کر

مریم اور عیسیٰ کے اخلاف پر مبنی مناظر مصور کیے۔

ان میں سے کوئی ایک تصویر بھی تصور' ڈرائنگ' رنگ اور تکنیک کے حوالے سے رافیل کی "سکول آف ایتھنز" کا مقابلہ نہیں کرتی; لیکن سب کو ملا کر دیکھا جائے تو یہ مصوری کی تاریخ میں کسی بھی آدمی کا عظیم ترین کارنامہ ہیں۔ مکرر اور محتاط غور و فکر کا مجموعی تاثر "Stanze" کے مقابلہ میں کہیں بڑا ہے۔ وہاں ہم فن کاری کی ایک خوشگوار کاملیت' اور پاگان و عیسائی سوچ کا شائستہ اتحاد محسوس کرتے ہیں۔ یہاں ہم صرف تیکنیکی کامیابی کا ہی ادراک نہیں کرتے۔۔۔ تناظر' سامنے والی شبیہوں کا چھوٹا ہونا' رویوں کا بے مثال تنوع; ہمیں جینیئس کی موجودگی کا احساس ہوتا ہے' جو تقریباً آدم کو زمین سے اٹھاتے ہوئے قادر مطلق کی ہوا زدہ شبیہہ جتنا ہی تخلیقی ہے۔

مائیکل اینجلو نے یہاں بھی اپنے غالب جذبے کو کھلی چھوٹ دی; شاہکار کی جگہ پوپس کا گرجا خانہ ہونے کے باوجود اس کے آرٹ کا موضوع اور معروض انسانی جسم ہی تھا۔ اس نے بھی یونانیوں کی طرح سارے جسمانی ڈھانچے کی نسبت چہرے اور اس کے تاثرات پر کم توجہ دی۔ سِستائن کی چھت پر تقریباً 50 مرد اور چند عورتیں برہنہ ہیں۔ کوئی زمینی مناظر' پودوں کی تخلیق دکھانے کے سوا کوئی نباتات' کوئی آرائشی عربی گلکاری موجود نہیں; اور ریاتو کے مقام پر سگنوریلی کی دیواری تصاویر کی طرح یہاں بھی انسان کا جسم نمائندگی کے ساتھ ساتھ آرائش کا واحد ذریعہ بن جاتا ہے۔ سِگنوریلی واحد مصور' اور اِیاکو پوڈیلا Quercia واحد سنگ تراش تھا جن سے مائیکل اینجلو نے کچھ سیکھا۔ عمومی تصویری منصوبے کے اردگرد بچی ہوئی ہر چھوٹی سی جگہ میں ایک برہنہ پیکر ہے۔۔۔ خوبصورت سے زیادہ طاقتور اور چاک و چوبند۔ ان میں کوئی جنسی ترغیب نہیں' صرف انسانی جسم کی توانائی' قوت حیات اور زندگی کی اعلیٰ ترین تجسیم کے طور پر پائیدار پیش کاری موجود ہے۔ اگرچہ کچھ بزدل روحوں نے خدا کے گھر میں برہنگی کی بہتات کے خلاف احتجاج کیا' لیکن جولیئس نے (ریکارڈ کے مطابق) کوئی اعتراض نہ اٹھایا; وہ اپنی نفرتوں جتنا ہی وسیع آدمی تھا اور عظیم آرٹ کو دیکھتے ہی پہچان لیتا۔ شاید وہ سمجھ گیا تھا کہ اسے اپنی جیتی ہوئی جنگوں کے ذریعہ نہیں بلکہ پاپائی گرجا خانے کی محرابی چھت پر اینجلو کو من مانے خیالات پیش کرنے کی آزادی دے کر خود کو لافانیت دینا تھی۔

جولیئس سِسٹائن کی چھت مکمل ہونے کے چار دن بعد مر گیا۔ تب مائیکل اینجلو اپنی 38ویں سالگرہ کے قریب پہنچ چکا تھا۔ اس نے "ڈیوڈ" اور "Pieta" کے ذریعہ خود کو تمام اطالوی سنگ تراشوں کا سربراہ بنا لیا تھا؛ وہ سِسٹائن کی چھت کے ذریعہ مصوری میں رافیل کا ہم پلہ یا اس سے برتر ہو گیا: لگتا تھا کہ اب اس کے لیے فتح کرنے کو کوئی دنیا باقی نہ رہ گئی تھی۔ یقیناً اس نے ابھی مزید نصف صدی تک زندہ رہنے کا خواب بھی نہیں دیکھا تھا' مگر اس کی مشہور ترین پینٹنگ اور نہایت پختہ کار مجسمے ابھی معرض وجود میں آنا تھے۔ اس کو عظیم پوپ جولیئس کی موت کا دکھ ہوا' اور وہ سوچنے لگا کہ کیا لیو میں بھی اعلیٰ آرٹ کے لیے جولیئس جیسی جبلت موجود ہو گی یا نہیں۔ وہ اپنے گھر میں بیٹھ کر وقت کا انتظار کرنے لگا۔

اٹھارہواں باب

لیو X

(1513–21ء)

I۔ کمسن کارڈینل

روم کی تاریخ میں ایک نہایت شاندار اور غیر اخلاقی دور کو اپنے نام سے منسوب کرنے والے نے اپنا کلیسیائی کیریئر اپنے باپ کی سیاسی حکمت عملی کے نتیجہ میں اپنایا۔ سکسٹس IV نے لورینتسو ڈی میڈیچی کو تقریبا برباد کر کے رکھ دیا تھا؛ اسے امید تھی کہ کارڈینلوں کے کالج میں، کلیسیاء کے اندرونی حلقوں میں ایک میڈیچی نشست حاصل کر کے وہ اپنے خاندان کی طاقت اور فلورنس میں اپنی اولاد کا تحفظ بہتر بنا سکتا ہے۔ اس نے اپنے دوسرے بیٹے کو بچپن میں ہی کلیسیائی ریاست کیلئے موزوں بنانے کا سوچ لیا تھا۔ سات برس کی عمر میں (1482ء) ہی لڑکے کا سر مونڈنے کی رسم ادا کی گئی؛ جلد ہی اسے کلیسیائی جاگیریں سونپی گئیں؛ یعنی اسے کلیسیائی املاک کا غیر حاضر مستفید (Absentee beneficiary) بنا دیا گیا، اور وہ فاضل آمدنی وصول کرتا تھا۔ آٹھ سال کی عمر میں اسے فرانس میں Font Douce کی تولیت (Abbacy) دی گئی؛ نو سال کی عمر میں Passignano کا امیر اُبوتی کلیسیاء (Abbey) اور گیارہ برس کی عمر میں مونٹ کا سینو کا تاریخی اُبوتی کلیساء حاصل کیا؛ جووانی نے پوپ منتخب ہونے سے پہلے سولہ ایسی کلیسیائی جاگیریں حاصل کر لی تھیں۔[1] آٹھ سال کی عمر میں اسے پاپائی معتمد اعلیٰ

(Protonotary) تعینات کیا گیا: اور چودہ سال کی عمر میں کارڈینل بنا دیا گیا۔ (یہاں یہ امر ذہن نشین رکھنا ہو گا کہ کوئی شخص پادری بنے بغیر بھی کارڈینل بن سکتا تھا' اور یہ کہ کارڈینلوں کو ان کی مذہبی خوبیوں کی بجائے سیاسی صلاحیت اور تعلقات کی بنیاد پر چنا جاتا تھا)۔

نوجوان کارڈینل کو وہ تمام تعلیم دی گئی جو کسی کروڑپتی کے بیٹے کو میسر تھی۔ وہ محققین' شاعروں' ریاست کاروں' اور فلسفیوں کے درمیان بڑا ہوا: مارسیلو فیچینو نے اسے سبق پڑھایا: دیمیتر یئس چالکونڈائلز سے یونانی پڑھی' برنارڈو دا بیانا سے فلسفہ پڑھا جو اس کا ایک کارڈینل بنا۔ اس نے اپنے باپ کے محل میں اور اردگرد آرٹ کے نمونوں سے اور آرٹ کے متعلق مباحث سن کر وہ ذوق چرایا جو پختہ عمر میں ایک طرح سے اس کا مذہب بن گیا۔ شاید اس نے اپنے باپ سے ہی متجاوز اور کبھی کبھی بے پروا فراخدلی اور زندگی کا تعیشانہ' تقریباً ایپی قوری' انداز سیکھا جس نے عیسائی دنیا پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ تیرہ برس کی عمر میں وہ اُس یونیورسٹی میں داخل ہوا جو اس کے باپ نے پیسا میں دوبارہ قائم کی تھی: وہاں تین برس تک فلسفہ اور دینیات' کلیسیائی اور فوجداری قانون پڑھا۔ سولہ برس کی عمر میں جب اسے روم کے کارڈینلوں کے کالج میں شامل ہونے کی کھلی اجازت مل گئی تو لورینتسو نے اسے تاریخ کے ایک دلچسپ ترین خط کے ساتھ روانہ کیا (12 مارچ 1492ء):

> تم' اور ہم میں سے جو بھی تمہاری بھلائی میں دلچسپی رکھتے ہیں' خدا کی جانب سے حمایت یافتہ ہونے پر اپنی تعظیم پر یقین رکھتے ہیں' نہ صرف اپنے گھر پر نچھاور ہونے والے متعدد اعزازت اور مفادات کے لیے بلکہ بالخصوص عظیم ترین وقار عطا ہونے کے لیے بھی۔ اپنے آپ میں بھی اس قدر اہم یہ عنایت اردگرد کے حالات اور خصوصاً تمہاری جوانی اور دنیا میں ہماری حیثیت کے پیش نظر اور بھی زیادہ اہم ہو جاتی ہے۔ چنانچہ تمہارے لیے میرا پہلا مشورہ یہ ہے کہ تمہیں خدا کا شکر گذار ہونا چاہیے' اور متواتر ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ یہ سب کچھ تمہاری خوبیوں' ہوشیاری یا فکرمندی نہیں بلکہ اس (خدا) کی مہربانی کے ذریعہ واقع ہوا ہے جس کا صلہ تم

صرف ایک پاکیزہ' مقدس اور مثالی زندگی کے ذریعہ ہی ادا کر سکتے ہو؛ اور یہ کہ ان فرائض کی انجام دہی کے لیے تمہارے فریضے اتنے ہی زیادہ ہیں' جیسا کہ تم نے بچپن میں یہ مناسب توقع کی تھی کہ تمہاری پختہ عمر اس قسم کے نتائج پیدا کرے..... لہٰذا اپنی ابتدائی عظمت کا بوجھ کم کرنے کی خاطر اپنی زندگی میں باقاعدگی پیدا کرنے اور اپنے مشغلے کے لیے سازگار مطالعوں میں ثابت قدمی دکھانے جدوجہد کرو۔ یہ جاننا میرے لیے باعث تسکین ہے کہ گزشتہ سالوں کے دوران تم اپنی مرضی سے عشائے ربانی اور اعتراف کے لیے جاتے رہے ہو؛ میرے خیال میں ان اور ان جیسے دیگر فرائض کی انجام دہی کی عادت ڈالنے کے سوا کوئی اور ایسی بہتر راہ موجود نہیں جس کے ذریعہ آسمانی عنایت حاصل کی جا سکتی ہو.....

میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ اب تم گناہ کے گڑھ روم میں رہنے جا رہے ہو اس لیے ان نصیحتوں پر عمل کرنے کی مشکلات بڑھ جائیں گی۔ مثال کا اثر بذات خود غالب؛ لیکن غالباً تمہیں ایسے لوگ ملیں گے جو تمہیں بالخصوص بگاڑنے اور برائی کی راہ پر ڈالنے کی کوشش کریں گے؛ کیونکہ' جیسا کہ تم خود کو دیکھو گے' تمہارا کم عمری میں ہی اس قدر عظمت کو پہنچ جانا یقیناً باعث رشک ہے' اور تمہیں اس وقار تک پہنچنے سے نہ روک سکنے والے چوری چھپے اسے گھٹانے کی خاطر ہمیں لوگوں میں غیر مقبول بنانے کی کوشش کریں گے؛ اور یوں تمہیں بھی اس خلیج میں کھینچ لیں گے جس میں خود بھی گرے ہوئے ہیں؛ تمہاری کم عمری اس کوشش میں انہیں کامیابی کا یقین دلائے گی۔ ان مشکلات کے پیش نظر تمہیں زیادہ ثابت قدمی کے ساتھ اپنی مخالفت کرنا ہو گی کیونکہ اس وقت تمہارے کالج کی برادری میں اچھائی کم ہے۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ ان میں سے متعدد کافی اچھے اور باعلم آدمی ہیں' جن کی زندگیاں مثالی ہیں' اور میں تمہیں ان جیسا رویہ ہی اپنانے کی منظوری دوں گا۔ ان کی نقل کر کے تم اپنی عمر کے مقابلہ میں کہیں زیادہ مشہور اور منظم ہو جاؤ گے اور تمہاری خاص حیثیت تمہیں

اپنے ساتھیوں سے ممتاز کردے گی۔ تاہم..... منافقت کے بہتان سے بچو؛ اپنے رویے یا پندونصائح میں نمائش سے گریز کرو؛ شدت نہ اپناؤ' اور نہ ہی بہت زیادہ سنجیدہ نظر آؤ۔ مجھے امید ہے کہ تم یہ نصیحت بروقت سمجھ لو گے اور اس سے زیادہ بہتر طور پر اپناؤ گے جتنا کہ میں بیان کر سکتا ہوں۔

تاہم' تم اس کردار کی زبردست اہمیت سے ناآشنا نہیں جو تمہیں برقرار رکھنا ہے' کیونکہ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ اگر کارڈینل وہ بن جائیں جیسا انہیں ہونا چاہیے تو ساری عیسائی دنیا پھلے پھولے گی؛ کیونکہ ایسی صورت میں ہمیشہ ایک اچھا پوپ موجود ہو گا جس پر عیسائی سلطنت کا مادری آرام وسکون منحصر ہے۔ چنانچہ خود کو ایسا بنانے کی کوشش کرو کہ اگر باقی سب کچھ بھی بالکل تم جیسا ہو جائے تو ہم ہمہ گیر رحمت کی توقع کر سکیں۔ تمہیں رویے اور گفتگو کے حوالے سے مخصوص ہدایات دینا کوئی آسان کام نہیں۔ لہٰذا میں صرف یہی کہوں گا کہ کارڈینلوں اور دیگر عہدیداروں سے میل جول میں تمہاری زبان قطعی اور قابل احترام ہو..... تاہم' روم کے اپنے اس پہلے دورے میں خود کچھ کہنے کی بجائے صرف دوسروں کی سُننا زیادہ بہتر ہو گا.....

عوامی موقعوں پر اپنا سازو سامان اور لباس عام لوگوں سے بہتر کی بجائے کمتر رکھو۔ ایک پیارا سا گھر اور منظم خاندان بہت سے مصاحبوں اور ایک شاندار رہائش سے قابل ترجیح ہو گا..... تمہارے جیسے منصب والے آدمی کے لیے ریشم اور زیور مناسب نہیں۔ قدیم کی چند نفیس باقیات کے حصول' یا خوبصورت کتابیں جمع کرنے اور کثیر کی بجائے پڑھے لکھے اور اچھی تربیت والے تھوڑے سے مصاحبین سے تمہارا ذوق زیادہ بہتر انداز میں ظاہر ہو گا۔ خود دعوتیں قبول کرنے کی بجائے دوسروں کو زیادہ دعوتیں دو۔ نہ ہی زیادہ کثرت سے پیروی کرو۔ خوراک سادہ رکھو اور کافی ورزش کرو' کیونکہ زیادہ احتیاط کے بغیر جلد ہی کمزوریاں پیدا ہو جاتی ہیں..... بہت زیادہ کی بجائے بہت کم ہمراز بناؤ۔ صبح سویرے اٹھو۔ اس

سے نہ صرف تمہاری صحت بہتر ہوگی بلکہ تم دن کا کام کرنے اور مستعدی دکھانے کے قابل بھی ہوگے؛ اور چونکہ تمہارے مقام کے ساتھ مختلف فرائض منسلک ہیں' مثلاً مقدس رسوم کی ادائیگی' مطالعہ اور سماعت وغیرہ' اس لیے تم اس نصیحت پر عملدرآمد کو نہایت مفید پاؤ گے..... غالباً مخصوص مواقع پر تمہیں پوپ کی عنایات حاصل کرنے کی خواہش ہوگی۔ تاہم خبردار رہنا کہ اسے زیادہ زحمت نہ دو؛ کیونکہ وہ ان لوگوں کے ساتھ بہت آزادانہ رویہ اپناتا ہے جو اسے درخواستوں اور التجاؤں سے زیادہ تنگ نہیں کرتے۔ اس پر عمل کرنا ضروری ہے' تاکہ کہیں اسے ناراض نہ کر بیٹھو' اور زیادہ صلح جُو موضوعات پر اس سے کبھی کبھی مشورہ کرنا بھی یاد رکھو؛ اور اگر تم اس سے کچھ مہربانی کی درخواست کرو تو اپنے کام میں اعتدال اور انکساری دکھاؤ جو اس کے مزاج کے لیے بہت خوشگوار ہیں۔ الوداع۔[52]

ابھی ایک ماہ بھی پورا نہیں گذرا تھا کہ لورینتسو مرگیا' اور جووانی ابھی بمشکل "گناہ کے گڑھ" میں پہنچا ہی تھا کہ سیاسی حاکمیت کی مشکوک وراثت میں اپنے بڑے بھائی پیئرو کی مدد کرنے جلدی جلدی واپس فلورنس روانہ ہوگیا۔ یہ جووانی کی چند بدقسمتیوں میں سے ایک تھی کہ پیئرو کے معزول ہونے پر وہ دوبارہ فلورنس میں تھا۔ وہ میڈیچی خاندان کے خلاف شہریوں کے بلاامتیاز غم و غصے سے بچنے کی خاطر ایک فرانسکی راہب کا بھیس بدل کر جارحانہ ہجوم میں سے چوری چھپے نکل گیا اور سان مارکو کی خانقاہ میں داخلے کی درخواست دی؛ اس کے بڑوں نے اس خانقاہ پر بڑی عنایات کی تھیں' لیکن اب وہاں اس کے باپ کے دشمن ساوونارولا کی مرضی چلتی تھی۔ راہبوں نے اسے داخلہ دینے سے انکار کردیا۔ وہ کچھ دیر تک ایک نواحی بستی میں چھپا رہا اور پھر پہاڑوں کے اُس پار بولونیا میں اپنے بھائیوں کی طرف چل پڑا۔ الیگزینڈر VI کو ناپسند کرنے کے باعث اس نے روم جانے سے گریز کیا؛ وہ چھ سال تک ایک بھگوڑے یا جلاوطن کی زندگی گزارتا رہا' لیکن بدیہی طور پر کبھی روپے پیسے کا محتاج نہ ہوا۔ اس نے اپنے کزن گیلیو (بعد کا کلیمنٹ VII) اور کچھ دوستوں کے ساتھ جرمنی' فلینڈرز اور فرانس کا دورہ

کیا۔ آخر کار الیگزینڈر سے مفاہمت کر کے روم میں رہائش اختیار کر لی (1500ء)۔

وہاں ہر کسی نے اسے پسند کیا۔ وہ معتدل مزاج' خوش اخلاق اور بہت فراخدل تھا۔ اس نے اپنے بوڑھے اساتذہ پولیشان اور چالکونڈائلز کو کافی مہنگے تحائف بھیجے: کتابیں اور آرٹ کے نمونے جمع کیے: اور اس کی کثیر آمدنی بھی شعراء' آرٹسٹوں' مغنیوں اور دانشوروں کی مدد کرنے کے لیے بمشکل ہی کافی تھی۔ اس نے زندگی کے تمام فنون اور عنایات کا مزہ اٹھایا: بایں ہمہ' پوپس کے لیے اپنی محبت نہ کھونے والا گوپچارڈینی اسے یوں بیان کرتا ہے: "وہ ایک پاکیزہ اور ناقابل الزام انداز و اطوار والے شخص کے طور پر مشہور تھا:" [4] اور آلڈس مینوشیئس نے اس کی "پاک اور ناقابل تحقیر زندگی" [5] کو خراج تحسین پیش کیا۔

جب جولیئس II نے اسے بولونیا اور رومانیا پر پاپائی حاکم تعینات کیا تو اس کے نشیب و فراز کا سلسلہ دوبارہ شروع ہو گیا (1511ء)۔ وہ پاپائی فوج کے ہمراہ راوینا گیا: میدان جنگ میں غیر مسلح گھوم پھر کر سپاہیوں کا حوصلہ بڑھاتا رہا: شکست کھانے کے بعد میدان جنگ میں ہی کافی عرصہ تک مرنے والوں کی رسوم ادا کرتا رہا: اور فاتح فرانسیسیوں کے ایک یونانی دستے نے اسے قید کر لیا۔ وہ بطور قیدی میلان پہنچنے پر یہ جان کر خوش ہوا کہ فرانسیسی سپاہی بھی انتشار زدہ کارڈینلوں اور دربدر مجلس کو بہت کم اہمیت دیتے تھے' بلکہ اس کی آشیرباد' مغفرت نامے اور شاید پرس کی خاطر بڑے شوق سے اس کے پاس آتے تھے۔ وہ اپنے نرم مزاج صیادوں سے بچ نکلا' پراتو کو لوٹنے اور فلورنس پر قبضہ کرنے والی ہسپانوی۔ پاپائی افواج میں شامل ہوا اور میڈیچی کو اقتدار واپس دلانے میں اپنے بھائی گلیانو کو مدد دی (1512ء)۔ چند ماہ بعد اسے جولیئس کے جانشین کے انتخاب میں حصہ لینے کے لیے روم بلایا گیا۔

اس کی عمر اب بھی صرف 37 برس تھی' اور وہ خود پوپ منتخب ہو جانے کی توقع بمشکل ہی کر سکتا تھا۔ وہ ایک کھٹولے میں بیٹھ کر جلسہ انتخاب پوپ میں گیا' اور ایک مقعدی ناسور کے مرض میں مبتلا تھا۔ [6] ایک ہفتہ کی بحث کے بعد' اور بدیہی طور پر رشوت ستانی کے بغیر' جووانی ڈی میڈیچی پوپ منتخب ہوا (11 مارچ 1513ء)' اور لیو X کا نام اپنایا۔ وہ ابھی پادری میں نہیں بنا تھا' لیکن 15 مارچ کو ہی اس نقص کا ازالہ ہو گیا۔

ہر کوئی حیران اور خوش تھا۔ الیگزینڈر اور سیزر بورجیا کی گھناؤنی سازشوں' اور جولیس کی جنگوں اور شورش انگیزیوں کے بعد ایک ایسے آدمی کا پوپ بننا باعث راحت ہوا جو اپنی بے تردد خوش خصلتی' اپنی چابکدستی اور خوش خلقی' اور ادب و فن کی متمول سرپرستی کے لیے پہلے ہی امتیازی حیثیت حاصل کر چکا تھا۔ جولیس کی جنگوں کا سامنا کرنے والے فیرارا کے الفونسو کو روم آنے میں کوئی خوف محسوس نہ ہوا۔ لیو نے اس کی تمام ڈیو کی فضیلتیں اسے لوٹا دیں' اور جب 17 مارچ کو لیو تاجپوشی جلوس میں شمولیت کے لیے گھوڑے پہ سوار ہونے لگا تو شکر گذار الفونسو نے گھوڑے کی لگامیں تھام رکھی تھیں۔ یہ افتتاحی تقریبات اسراف پسندی میں تمام اندازوں سے تجاوز کر گئیں' ان پر 1,00,000 ڈیوکٹ خرچ ہوئے۔[۵۶] بنک کار اگوستینو چیگی نے ایک ٹھاٹھ فراہم کیا جس پر امید افزاء لاطینی تحریر کندہ تھی: "کبھی وینس (الیگزینڈر)' پھر مارس (جولیس) حکمران تھے' اب پیلس کی حکومت ہے۔" (Pallas یا پیلس یونانی اسطوریات کا ایک دیو ہے جسے اولمپینوں اور دیوؤں کے درمیان ایک جنگ میں ایتھنا نے قتل کیا۔ ایتھنا کا ایک لقب بھی پیلس تھا' مترجم) ایک مختصر چٹکلا یوں تھا: "مارس تھا' پیلس ہے' میں وینس ہمیشہ رہوں گا۔"[۵۷] شاعروں' سنگ تراشوں' مصوروں اور سناروں نے خوشی منائی؛ انسانیت پسندوں نے آگسٹن دور بحال کرنے کا عزم کیا۔ کبھی کوئی شخص اس سے زیادہ سازگار عوامی منظوری کے ساتھ پوپ کی کرسی پر نہیں بیٹھا تھا۔

اگر ہم اس دور کے شکستہ نویسوں پر اعتبار کر لیں تو خود لیو نے بھی خوشگوار انداز میں اپنے بھائی گلیانو سے کہا: "آؤ پاپائیت کا لطف اٹھائیں' کیونکہ یہ خدا نے ہمیں دی ہے۔"[۵۸] یہ ممکنہ طور پر جعلی جملہ کسی بے ادبی نہیں بلکہ ایک زندہ دل رُوح کی جانب اشارہ کرتا ہے--- ایسی روح جو خوش ہونے کے ساتھ ساتھ فراخدلی دکھانے کے لیے بھی تیار' اور اپنی دولتمندی کے گرد و پیش میں اس بات سے معصومانہ طور پر انجان ہے کہ آدھی عیسائی دنیا کلیسیاء کے خلاف بغاوت کرنے کے لیے مشتعل ہو رہی تھی۔

II۔ مسرور پوپ

اس نے زبردست اقدامات کے ساتھ آغاز کیا۔ اس نے پیسا اور میلان میں

جوابی مجلس بلانے والے کارڈینلوں کو معاف کیا؛ پھوٹ کا یہ خطرہ ختم ہوگیا۔ اس نے کارڈینلوں کی چھوڑی ہوئی جاگیروں کو ہاتھ لگانے سے باز رہنے کا وعدہ کیا--- اور اس وعدے پر قائم رہا۔ اس نے لیٹرن کونسل دوبارہ کھولی' اور اپنی شاندار لاطینی کے ساتھ مندوبین کو خوش آمدید کہا۔ اس نے کچھ چھوٹی موٹی کلیسیائی اصلاحات کیں اور ٹیکس گھٹائے؛ لیکن منصبداروں نے وسیع تر اصلاحات کے لیے اس کے فرمان (مورخہ 3 مئی 1514ء) کی اتنی زبردست مخالفت کی کہ اس نے اس پر عملدرآمد کرانے کی کوئی سخت کوشش نہ کی۔[9] منصبداروں کی جانب سے مخالفت کی وجہ ان کی آمدنی پر زد پڑنا تھی۔ اس نے کہا' "میں اس بارے میں دوبارہ سوچوں گا' اور دیکھوں گا کہ ہر ایک کو کیسے مطمئن کر سکتا ہوں۔"[10] یہ اس کا کردار تھا' اور یہی کردار اس کا مقدر بنا۔

1517ء اور 1519ء کے دوران رافیل کا بنایا ہوا اس کا پورٹریٹ (پٹی) بھی خود اس جتنا مشہور نہیں' لیکن اس میں اس کی اپنی بھی غلطی تھی: یہاں اس کیس میں خیال کی گہرائی' حرکات کا ہیروازم اور اندرونی روح کی قدروقیمت اتنی کم ہے کہ باہری چہرے اور خط و خال کو شان عطا نہیں ہوتی۔ شبیہہ بے رحمانہ ہے۔ معتدل قد سے کچھ زیادہ اور معتدل وزن سے کافی زیادہ بھاری جسم آدمی--- موٹاپے کی بے وقاری سفید ویلوٹ کی فرنگی عبا اور بنفشی رنگ کی بے آستین قبا تلے چھپی ہوئی ہے؛ نرم اور پلپلے ہاتھ انگوٹھیوں سے عاری ہیں جو عموماً انہیں زینت بخشتی تھیں؛ ضعف بصارت کی مدد کرنے کے لیے ایک پڑھنے والا چشمہ؛ گول سر اور موٹے رخسار' بھرپور ہونٹ اور دوہری ٹھوڑی؛ بڑی سی ناک اور کان؛ ناک سے دہانے کے کونوں تک درشتی کی کچھ لکیریں؛ بوجھل آنکھیں اور تھوڑے سے اوپر اٹھے ہوئے ابرو: یہ لیو سفارتکاری کے ساتھ فریب نظر سے پاک' اور خوشدل شکاری اور مغنی کی بجائے ناشائستہ اصلاح کے ساتھ پھولا ہوا' فراخدل سرپرست' مہذب لذت پسند جس کی تخت نشینی نے روم کو شادماں کر دیا تھا۔ اس سے انصاف کرنے کے لیے ہمیں تصویر میں ریکارڈ کا اضافہ کرنا ہوگا؛ ایک آدمی بہت سے آدمی ہوتا ہے' آدمیوں اور ادوار میں رنگ بھرنے کے لیے؛ اور کوئی عظیم ترین پورٹریٹ بنانے والا بھی ایک مخصوص موقع کے چہرے میں یہ تمام خوبیاں نہیں دکھا سکتا۔

خوش قسمت زندگی کے حامل لیو کی بنیادی خصوصیت اچھی فطرت تھی۔ اس کے پاس ہر کسی کے لیے خوشگوار الفاظ تھے' وہ پروٹسٹنس (جن کو ابھی اس نے سمجھنا شروع نہیں کیا تھا) کے سوا ہر کسی کا بہترین پہلو دیکھتا' اور بہت سوں کو اتنی فراخدلی سے دیتا کہ بکثرت خدمت خلق نے بھی اصلاح لانے میں حصہ ڈالا۔ ہم اس کی خوش خلقی' معاملہ فہمی' ملنساری' خوش مزاجی اور حتیٰ کہ بیماری اور تکلیف کے بارے میں بھی بہت کچھ سنتے ہیں۔ (اس کا ناسور باربار آپریشن کے باوجود دوبارہ لوٹ آتا' اور کبھی کبھی تو چلنا پھرنا بھی محال کر دیتا۔) اس نے جہاں تک ممکن ہوا دوسروں کو اپنی زندگیاں گزارنے دیں۔ جب اسے پتہ چلا کہ کچھ کارڈینلوں نے اسے مار ڈالنے کی سازش تیار کی ہے تو اس کی ابتدائی میانہ روی اور مہربانی نے درشتی کے سامنے ہار مان لی۔ کبھی کبھی تو وہ بے حد سخت ہو جاتا' مثلاً اُربینو کے فرانسسکو ماریا ڈیلا روویرے اور پیروجیا کے جیان پاؤلو بیجلیونی کے ساتھ۔[11] وہ ضرورت پڑنے پر کسی سفیر کی طرح جھوٹ بول سکتا تھا' اور کبھی کبھار عیارانہ ریاست کاری کی ہدایت بھی دی۔ وہ زیادہ تر انسان دوست رہا' مثلاً جب امریکی انڈینز کو غلام بنانے سے (بیکار میں) منع کیا' اور فرڈی نینڈ دی کیتھولک کے احتسابی غضب کو قابو کرنے کی کوشش کی۔[12] اس نے اپنی عمومی دنیاداری کے باوجود اپنے مذہبی فرائض ایمانداری سے ادا کیے' روزے رکھے' اور مذہب اور عیش و عشرت کے مابین کوئی خلقی تضاد تسلیم نہ کیا۔ اس پر بمبو سے یہ کہنے کا الزام عائد کیا گیا: "سب ادوار میں یہ بات جانی مانی ہے کہ مسیح کا یہ قصہ ہمارے لیے کتنا مفید رہا ہے:" لیکن اس کا ذکر صرف ایک متنازع تصنیف "پوپس کی شان" میں ملتا ہے جو تقریباً 1574ء میں ایک انگریز جان بیل (John Bale) نے لکھی تھی; اور آزاد فکر Bayle اور پروٹسٹنٹ Roscoe دونوں نے کہانی کو من گھڑت قصہ کہہ کر رد کر دیا۔[13]

لیو کی لذت کوشیوں کا حلقہ فلسفے سے مسخرے بازیوں تک تھا۔ اس نے اپنے باپ کی میز پر شاعری' سنگ تراشی' مصوری' موسیقی' خطاطی' مرصع کاری' ٹیکسٹائلز' صراحیوں' شیشے کو سراہنا سیکھا۔۔۔ خوبصورتی کی تمام صورتیں مگر شاید ان کے ماخذ اور معیار یعنی عورت کی استثنیٰ کے ساتھ; اور اگرچہ فنون سے اس کی لطف اندوزی اتنی گڈمڈ تھی کہ کوئی مخصوص ذوق پیدا نہ کر سکی' پھر بھی اس کی جانب سے آرٹسٹوں اور

شاعروں کی سرپرستی نے فلورنس میں اس کے آباء و اجداد والی عالیشان روایات کو روم میں جاری رکھا۔ وہ اتنا سہل پسند تھا کہ فلسفے میں دل نہ لگا پایا: اسے معلوم تھا کہ تمام نتائج غیر معین ہیں' للذا کالج کے زمانے سے بعد اپنا سر مابعد الطبیعیات میں نہ کھپایا۔ کھانا کھاتے وقت اسے عموماً تاریخ کی کتابیں پڑھ کر سنائی جاتیں' یا پھر وہ موسیقی سنتا۔ موسیقی میں اس کا ذوق یقینی تھا؛ وہ خود بھی بہت اچھا گاتا تھا۔ اس نے اپنے دربار میں کئی مغنی رکھے' اور انہیں دل کھول کر تنخواہ دی۔ *improvisotore* برنارڈو ایکولٹی (جسے اپنی جائے پیدائش اریتسو اور فی البدیہہ شاعری و موسیقی کی وجہ سے Unico Aretino کہتے تھے) نے لیو سے ملنے والے معاوضے کی مدد سے نیپی کی چھوٹی سی ڈچی خریدی: ایک یہودی بربط نواز نے ایک قلعہ اور کاؤنٹ کا خطاب کمایا: گلوکار Gabriele Merino کو آرچ بشپ بنایا گیا۔ [۱۳] لیو کی توجہ اور حوصلہ افزائی کے باعث ویٹیکن طائفہ کمال کی بے نظیر بلندیوں تک پہنچا۔ رافیل نے درست طور پر پوپ کو مقدس موسیقی کی ایک کتاب پڑھتے دکھایا۔ لیو نے آلات موسیقی کو ان کی خوبصورتی اور لے کے حوالے سے اپنے پاس جمع کیا۔ ایک باجا الباسٹر سے سجا ہوا تھا' اور کاستیلیو نے اسے اپنے آج تک دیکھے یا سنے باجوں سے زیادہ خوبصورت بتایا۔

لیو کو اپنے دربار میں بہت سے مسخرے اور بھانڈ رکھنا بھی پسند تھا۔ یہ اس کے باپ اور معاصر بادشاہوں کی روایت کے مطابق تھا' اور دولت و مباشرت کے بعد سب سے زیادہ قہقہوں کے شوقین روم کو اس پر کوئی تعجب نہ ہوا: اپنی فہم میں یہ بات ہمیں ناگوار لگتی ہے کہ ایک طرف تو پاپائی دربار میں لطیف یا بھونڈے لطیفے سنائے جا رہے ہیں جبکہ دوسری طرف جرمنی میں "اصلاح" کی تحریک عروج پر ہے۔ ایک راہب مسخرے کو ثابت کبوتر یا کے بعد دیگرے چالیس انڈے کھاتا دیکھنا لیو کے لیے باعث حظ تھا۔ [۱۵] وہ ایک پرتگیزی سفارتخانے کی جانب سے سفید ہاتھی وصول کر کے بہت خوش ہوا جو ہندوستان سے لایا گیا تھا' اور تقدس مآب پوپ کے سامنے آنے پر تین مرتبہ اپنا سر نیچے جھکاتا تھا۔ [۱۶] کسی مزاحیہ' بدہیئت یا احمق شخص کو لا کر اس کی حس مزاح کو تازہ کرنے کا مطلب اس کے دل کو کھول لینا تھا۔ [۱۷] لگتا ہے اسے محسوس ہو گیا تھا کہ گاہے بگاہے ان دل لگیوں میں مصروف رہنے سے اس کی توجہ جسمانی تکلیف کی جانب سے ہٹ جائے

گی' ذہن کو دُنیوی پریشانیوں سے چھٹکارا ملے گا' اور زندگی کی طوالت بڑھے گی۔[18]
اس کے معاملے میں کچھ بچوں جیسی تروتازگی موجود تھی۔ کبھی کبھی وہ کارڈینلوں کے ساتھ تاش کھیلتا' عام لوگوں کو تماشائی بن کر ارد گرد بیٹھنے کی اجازت دیتا اور پھر مجمعے میں سونے کے ٹکڑے تقسیم کرتا۔

ان سب تفریحات کے علاوہ اسے شکار کا سب سے زیادہ شوق تھا۔ یوں اس کا موٹاپا قابو میں رہا اور ویٹیکن کی قید سے نکلنے کے بعد کھلی فضا اور دیہی ماحول سے لطف اٹھانے کا موقع بھی ملا۔ اس کے پاس ایک بہت بڑے اصطبل میں تقریباً سو مہتمم تھے۔ اکتوبر کا تقریباً سارا مہینہ شکار کی تلاش میں گذارنا اس کی عادت تھی۔ طبیبوں نے اس لت کو بہت سودمند خیال کیا' لیکن اس کی تقریبات کے ماہر Paris de Grassis نے شکایت کی کہ وہ اپنے بھاری بھرکم بوٹ اتنی دیر تک پہنے رکھتا ہے کہ "کوئی بھی اس کے پیروں کو بوسہ نہیں دے سکتا"---- لیو نے یہ بات سن کر بھرپور قہقہہ لگایا۔[19] جب ہم پڑھتے ہیں کہ کسان اور دیہاتی لوگ راستوں سے گذرتے وقت اسے سلام کرنے آتے اور معتدل سے تحفے پیش کرتے تھے تو وہ ہمیں رافیل کی تصویر والے پوپ کی نسبت مہربان نظر آتا ہے--- وہ شکار کے لیے نکلتا تو یہ تحائف شدت سے منتظر لوگوں کو لوٹاتا تھا۔ وہ غریبوں کی بیٹیوں کے لیے جہیز دیتا; اس نے بیماروں یا ضعیفوں یا بڑے خاندان والوں کے قرضے ادا کیے۔[20] یہ سادہ لوگ اسے ویٹیکن کے 2,000 ملازمین سے زیادہ خلوص کے ساتھ چاہتے تھے۔ (ان شکاری مہمات کے دوران لیو کی پسندیدہ ترین قیام گاہ Villa Magliana تھی۔ یہ بنگلہ سکسٹس IV کے لیے تعمیر ہوا' انوسینٹ VIII اور جولیئس II نے اس میں توسیع کروائی' اور جولیئس نے اسے امبرئین جووانی دی پیاترو (Lo Spagna) کی بنائی ہوئی اپالو اور فنون لطیفہ کی دیویوں کی دیواری تصاویر سے سجایا۔ اس کے گرجا خانے کے لیے رافیل نے 1513ء اور 1520ء کے دوران تین تصاویر ڈیزائن کیں جن میں سے دو اب لوورے میں پڑی ہیں; غالباً انہیں Lo Spagna نے رافیل کے خاکوں کی بنیاد پر ہی مصور کیا تھا۔[21])

لیکن لیو کا دربار محض تفریح اور رنگ رلیوں کا ہی مرکز نہ تھا۔ یہ ذمہ دار ریاست کاروں کی جائے ملاقات بھی تھی' اور خود لیو بھی ان میں سے ایک تھا; یہ روم کی دانش

اور ذہانت کا مرکز اور ایسی جگہ تھا جہاں دانشوروں معلموں' شاعروں' آرٹسٹوں اور مغنیوں کو خوش آمدید کہا اور ٹھہرایا جاتا تھا۔ یہاں مقدس کلیسیائی تہوار' پر تکلف سفارتی استقبالیے' مہنگی ضیافتیں' اداکاروں یا موسیقاروں کی صلاحیتوں کا مظاہرہ' مشاعرے' اور آرٹ کی نمائشیں ہوتیں۔ یہ بلاشبہ اس وقت کی دنیا میں سب سے زیادہ مہذب دربار تھا۔ ویٹیکن کی بہتری اور سجاوٹ' ادبی اور فنی جینئس اور یورپ کے قابل ترین سفارتکار جمع کرنے میں نکولس V سے لے کر خود لیو تک کے پوپس کی محنتوں نے لیو کے دربار کو آرٹ کا نہیں (کیونکہ یہ جولیئس کے دور میں آ گیا تھا) بلکہ نشاۃ ثانیہ کے ادب اور ذہانت کا مقام اوج بنا دیا۔ ثقافت کی مقدار کے حوالے سے تاریخ نے کبھی اس کا ثانی نہیں دیکھا تھا' پرکلین ایتھنز یا آگسٹن روم بھی ہیچ تھا۔ [۲۱]

جوں جوں لیو نے اپنی اقتصادی شریانوں کے ساتھ ساتھ بہنے والا سونا اکٹھا کیا توں توں شہر خوشحال ہوتا اور وسعت اختیار کرتا گیا۔ وینسی سفیر کے مطابق' لیو کی تاجپوشی ہونے کے اگلے تیرہ برس میں روم میں دس ہزار گھر تعمیر ہوئے--- زیادہ تر نشاۃ ثانیہ کی ہجرت کے بعد شمالی اِٹلی سے آنے والوں نے بنائے تھے۔ بالخصوص فلورنسی آئے۔ پاؤلو جوویو (Paolo Giovio) لیو کے دربار میں منتقل ہوا تھا' اس نے روم کی آبادی کا اندازہ 85,000 لگایا۔ [۲۲] یہ اب بھی فلورنس یا وینس جیسا خوبصورت شہر نہیں تھا' لیکن رائے عامہ کے مطابق مغربی تہذیب کا دُھرا بن گیا تھا: 1527ء میں مارسیلو البیرینی نے اسے "دنیا کا مقام اتصال" [۲۳] کہا۔ لیو نے اپنی تفریح بازیوں اور امور خارجہ کے درمیان خوراک کی درآمد اور قیمت کو بھی منظم کیا' اجارہ داریوں اور "کونوں" کو منسوخ کیا' ٹیکس گھٹائے' غیرجانبدارانہ انصاف کیا' Pontine دلدلیں صاف کرنے کی جدوجہد کی' کامپانیا میں زراعت کو فروغ دیا' اور روم میں گلیوں کی کشادگی یا بہتری کے لیے الیگزینڈر اور جولیئس کا کام جاری رکھا۔ [۲۴] فلورنس میں اپنے باپ کی طرح لیو نے روم میں آرٹسٹوں کو پُر تکلف ضیافتوں کی منصوبہ بندی کرنے کے کام پر لگایا' کارنوال کی ماسک والی تقریبات کی حوصلہ افزائی کی' حتیٰ کہ سینٹ پیٹرز کے احاطے میں بورجیائی بل فائٹنگ منعقد کرنے کی اجازت دی۔ وہ نئے سنہری دور کی مسرت اور رنگا رنگی میں لوگوں کو بھی شریک کرنے کا خواہشمند تھا۔

شہر نے پوپ کی مثال پر عمل کیا اور مسرت کو بے لگام چھوڑ دیا۔ پادری' شاعر' کاسہ لیس' دلال اور طوائفیں سنہری بارش کا پانی پینے روم کی جانب بھاگے چلے آئے۔ پوپس اور سب سے بڑھ کر لیو سے بھاری آمدنی والی کلیسیائی جاگیریں وصول کرنے والے کارڈینل اب پرانی اشرافیہ سے کہیں زیادہ امیر تھے' اور پرانی اشرافیہ اب معاشی اور سیاسی انحطاط کا شکار تھی۔ کچھ کارڈینلوں کی سالانہ آمدنی 30,000 ڈیوکٹ (3,75,000 ڈالر) تھی۔ [۲۱] وہ شاہانہ محلات میں رہتے جہاں 300 تک ملازمین بھی ہوا کرتے تھے' [۲۲] اور وہاں اس دور کا ہر آرٹ اور تعیش موجود تھا۔ وہ خود کو قطعی طور پر کلیسیائی افراد نہیں خیال کرتے تھے؛ وہ ریاست کار' سفارتکار' منتظم تھے؛ وہ رومن کلیسیاء کی رومن سینیٹ تھے؛ اور انہیں سینیٹروں کی طرح ہی رہنا تھا۔ وہ خود سے پادریوں جیسی پرہیزگاری اور نفس کُشی کی توقع کرنے والے غیر ملکی افراد پر مسکراتے۔ اپنے عہد کے بہت سے آدمیوں کی طرح وہ بھی طرز عمل کو اخلاق کی بجائے جمالیاتی معیاروں پر پرکھتے تھے؛ چند ایک فرامین الٰہی برایت کے ساتھ توڑے جا سکتے تھے' بشرطیکہ ایسا شائستگی اور ذوق کے ساتھ کیا جائے۔ وہ خواص' موسیقاروں' شاعروں اور انسانیت پسندوں میں گھرے رہتے اور کبھی کبھی مہذب طوائفوں کے ساتھ کھانا کھاتے۔ [۲۳] انہوں نے سوگ منایا کہ ان کے دیوان خانے عموماً عورتوں سے خالی تھے؛ کارڈینل بیبانا کے مطابق' "سارا روم کہتا ہے کہ یہاں دربار لگانے کے لیے ایک میڈونا کے سوا کسی کی ضرورت نہیں۔" [۲۴] انہوں نے فیرارا' اُربینو اور میتوآ پر رشک کیا' اور جب اِزابیلا ڈی ایستے ان کی یک جنسی ضیافت پر اپنی عبائیں اور نسائی رعنائیاں پھیلانے آئی تو وہ بہت خوش ہوئے۔

آداب' ذوق' اچھی گفتگو اور آرٹ کی قدر افزائی اب اپنے عروج پر تھی' اور سرپرستی فراخدلانہ تھی۔ چھوٹے دارالحکومتوں میں باتہذیب حلقے موجود ہوا کرتے تھے' اور کاستیلیونے نے اُربینو کی پُرسکون بزم کو روم کی عروس البلاد' پرشور اور چکاچوند تہذیب پر فوقیت دی۔ لیکن اُربینو ثقافت کا چھوٹا سا جزیرہ تھا؛ یہ ایک دریا' ایک سمندر تھا۔ لُوتھر نے یہاں آکر اسے دیکھا' اور حیرت کے عالم میں پیچھے ہٹ آیا؛ ایراسمس آیا' اسے دیکھا اور لذت کے سحر میں گرفتار ہو گیا۔ [۲۵] بیسیوں شاعروں نے اعلان کیا کہ

"Saturnia regna" (سنہری دور) لوٹ آیا تھا۔

III۔ محققین

5 نومبر 1513ء کو لیو نے علم کے دو غریب اداروں کو ملانے کا فرمان جاری کیا: "مقدس محل کا کالج" (Studium Sacri Palatii) یعنی ویٹیکن' اور سٹی کالج (Studium Urbis)؛ اب یہ روم کی یونیورسٹی بن گئے اور ایک عمارت میں منتقل ہو گئے جو جلد ہی "Sapienza" کے نام سے مشہور ہوئی۔[۳۶] یہ مدرسے الیگزینڈر کے دور میں کافی پھلے پھولے تھے مگر جولیئس کے دور میں خراب حالات کا شکار ہونے لگے کیونکہ جولیئس نے ان کے فنڈز جنگ میں جھونک کر تلوار کو کتاب پر فوقیت دی تھی۔ لیو نے بڑی فراخدلی کے ساتھ یونیورسٹی کو سہارا دیا حتیٰ کہ وہ بھی تباہی کے مقابلے کی مہنگی کھیل میں پھنس گیا۔ وہ ایماندار دانشوروں کی ایک منڈلی لے کر آیا' لہٰذا جلد ہی ادارے کے پاس 88 پروفیسر۔۔۔ پندرہ صرف طب کے۔۔۔ تھے جن کی تنخواہیں 50 تا 530 فلورنز (625 ڈالر تا 6625 ڈالر؟) سالانہ تھیں۔ لیو نے اپنی پاپائیت کے ان ابتدائی برسوں میں ہر وہ اقدام کیا جو یونیورسٹی کو اٹلی بھر میں ممتاز کر سکتا تھا۔

سامی زبانوں کا مطالعہ شروع کروانا بھی اس کے کارہائے نمایاں میں سے ایک تھا۔ یونیورسٹی میں ایک شعبہ عبرانی پڑھانے کے لیے تھا' اور Teseo Ambrogio کو بولونیا یونیورسٹی میں شامی اور کالدیسی پڑھانے پر مامور کیا گیا۔ Agacio Guidacerio کی جانب سے عبرانی گرامر اپنے نام منسوب ہونے پر لیو بہت خوش ہوا۔ جب اسے پتہ چلا کہ Sante Pagnini عہد نامہ عتیق کو اصل عبرانی سے لاطینی میں ترجمہ کر رہا ہے تو اس نے نمونہ دیکھنے کی خواہش کی' اسے پسند کیا اور اس محنت طلب کام کا خرچ فوراً اپنے ذمہ لے لیا۔

لیو نے ہی مطالعہ یونانی بحال کیا جو انحطاط کا شکار ہونے لگا تھا۔ اس نے بوڑھے محقق جان لزارس کو روم آنے کی دعوت دی جو فلورنس فرانس اور وینس میں یونانی پڑھاتا رہا تھا؛ اور اس کے ماتحت روم میں یونیورسٹی سے الگ ایک یونانی اکیڈمی منظم کی۔ بیمبو نے مینوشیئس کے معاون اعلیٰ' لزارس کے شاگرد Marcus Musurus کو لیو

کے لیے (7 اگست 1513ء) ایک خط میں یونان سے "اچھی تعلیم اور نیک طبیعت والے دس جوان آدمی یا جتنے آپ بہتر خیال کریں" لانے کی دعوت دی "جو آزادانہ مطالعہ کی ایک درسگاہ تشکیل دیں' اور اس درسگاہ سے اطالوی یونانی زبان کا موزوں استعمال اور علم سیکھیں۔" ۲۷ ایک ماہ بعد مینوشیئس نے Musurus کا مکمل کردہ افلاطون کا نسخہ شائع کیا' اور عظیم ناشر نے یہ کام پوپ کے نام سے منسوب کیا۔ جواب میں لیو نے آلڈس کو پندرہ برس تک وہ لاطینی یا یونانی کتابیں دوبارہ چھاپنے کی مراعات دی جو آلڈس پہلے ہی جاری کر چکا تھا' یا اس عرصہ کے دوران شائع کرتا: اس مراعات میں مداخلت کرنے والے کو معاہدے کے تحت دین بدری کی یا دوسری سزائیں ملنا تھیں: یہ "مراعات" نشاۃ ثانیہ میں ادائیگی کرنے والے کسی ناشر کو حقوق اشاعت دینے کا طریقہ تھا۔ لیو نے اس مراعات میں ایک پرشوق تجویز کا اضافہ کیا کہ آلڈس کی اشاعتوں کی قیمتیں معتدل ہوں: ایسا ہی ہوا۔ یونانی کالج Quirinal پر Colocci کے مکان میں قائم کیا گیا' اور وہاں طلبہ کے لیے نصابی کتب اور شرحیں شائع کرنے کے لیے ایک پریس بھی لگایا گیا۔ تقریباً اسی دور میں فلورنس میں یونانی مطالعہ کے لیے ایک ایسی ہی "میڈیچی اکیڈمی" قائم کی گئی تھی۔ لیو کی جانب سے حوصلہ افزائی پر Varino Camerti (جس نے اپنے نام کو لاطینی صورت Favorinus دے دی تھی) نے اس وقت کی نشاۃ ثانیہ کی دنیا میں بہترین یونانی لاطینی لغت مرتب کی۔

کلاسیکس کے لیے پوپ کا شوق ایک طرح سے مذہب تھا۔ اس نے اہل وینس سے "لائیوائی کے کندھے کی ایک ہڈی ویسی ہی عقیدت کے ساتھ قبول کی جیسے کسی اہم بزرگ کا تبرک حاصل کیا جاتا تھا۔" ۲۸ اس نے اپنی تاجپوشی کے کچھ ہی دیر بعد اعلان کیا کہ وہ قدیم ادب کے غیر مطبوعہ مخطوطات فراہم کرنے والے شخص کو بھاری انعام دے گا۔ اپنے باپ کی طرح اس نے بھی غیر ممالک میں اپنے ایلچیوں اور نمائندوں کو اہم قدیم پاگان یا عیسائی تصنیفات ڈھونڈ اور خرید کر لانے کی ہدایت دی: اور کبھی کبھی صرف اور صرف اس خاص مقصد کے تحت اپنے ایلچی بھیجے' اور انہیں بادشاہوں اور شہزادوں کے نام خطوط دیئے جن میں ان سے تلاش میں مدد دینے کی استدعا کی گئی تھی۔ لگتا ہے ایک موقع پر جب اس کے نمائندے کچھ مخطوطات خرید نہ سکے تو انہیں چرا لیا:

بدیہی طور پر یہ واقعہ ٹیسی ٹس کی "Annals" کی پہلی چھ کتب کے معاملے میں پیش آیا جو ویسٹ فالیا میں Corvey کی خانقاہ سے ملی تھیں--- ہمارے پاس پاپائی نمائندے Heitmers کے نام لیو کا یا لیو کی طرف سے ایک مسرور کن خط موجود ہے جو "Annals" کی ایڈیٹنگ اور اشاعت ہونے کے بعد لکھا گیا تھا:

ہم نے نظرثانی شدہ اور چھپی ہوئی کتابیں ایک خوبصورت جلد میں صدر راہب اور اس کے راہبوں کو بھیج دی ہیں' تاکہ وہ انہیں اپنی لائبریری میں سے لی گئی کتابوں کے متبادل کے طور پر رکھ دیں۔ ہم نے ان کے کلیساء کے لیے ایک عمومی مغفرت دی ہے تاکہ وہ سمجھ لیں کہ انہیں اس چوری کے باعث نقصان سے زیادہ فائدہ پہنچا ہے۔ [۳۹]

لیو نے مسروقہ مخطوطہ فیلیپو بیرو آلڈو کو دیتے وقت ہدایت کی کہ مسودے کی تصحیح اور ایڈیٹنگ کر کے خوبصورت مگر سہولت بخش صورت میں شائع کرے۔ لیو نے اپنے ہدایت نامے میں کہا:

ہم اپنے بچپن میں ہی یہ سوچنے کے عادی ہو جاتے ہیں کہ--- اگر ہم علم اور خدا کی سچی بھگتی کو مستثنیٰ کر دیں--- خالق کی جانب سے نوع انسان کو دی گئی چیزوں میں سے کچھ بھی مطالعہ سے زیادہ زبردست یا مفید نہیں--- مطالعہ جو نہ صرف انسانی زندگی کو نکھارتا اور رہنمائی دیتا ہے بلکہ ہر مخصوص صورتحال میں مفید اور قابل اطلاق بھی ہے' جو پریشانی میں تسکین دیتا ہے' اور خوشحالی میں خوش کن اور قابل تعظیم ہوتا ہے; یہاں تک کہ مطالعہ نہ ہو تو ہم زندگی کی تمام دلکشی اور معاشرے کی تمام چمک دمک سے محروم ہو جائیں۔ اس مطالعہ کا تحفظ اور توسیع صرف دو حالات پر منحصر نظر آتی ہے: باعلم آدمیوں کی تعداد اور بہترین کتب کی وافر رسد۔ اول الذکر کے معاملے میں ہمیں' رحمت خداوندی کے ساتھ' انعام و عزت دینے کی پرشوق خواہش زیادہ واضح طور پر دکھانے کی توقع ہے' یہ کافی طویل عرصہ سے ہماری بنیادی خوشی رہی ہے.... کتابوں کے حصول کے سلسلہ میں ہم خدا کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اب ہمیں نوع انسانی کے اس مفاد کو فروغ

دینے کا بھی موقع ملا ہے۔ [۳۶]

لیو نے سوچا کہ نوع انسان کے لیے مفید اور غیر مفید ادب کا تعین کلیسیاء کو ہی کرنا چاہیے' کیونکہ اس نے کتابوں کی پاپائی سنسر شپ کے لیے الیگزینڈر کے فرمان کی تجدید کر دی۔

میڈیچی محل کی لوٹ کھسوٹ کے دوران (1494ء) لیو کے آباء و اجداد کی جمع کردہ کچھ کتابیں بکھر گئیں۔ تاہم' ان میں سے زیادہ تر کتب سان مارکو کے راہب لائے تھے؛ اور لیو نے یہ بچائی ہوئی جلدیں (ابھی وہ کارڈینل ہی تھا) 2652 ڈیوکٹ (33,150 ڈالر؟) میں دوبارہ خرید کر اپنے روم کے محل میں منتقل کر دی تھیں۔ لیو کی موت کے بعد یہ لارنیشین لائبریری فلورنس کو واپس کر دی گئیں؛ ہم اس کی مزید بپتا آگے چل کر بیان کریں گے۔

ویٹیکن لائبریری اب اتنی بڑھ چکی تھی کہ اس کی دیکھ بھال کیلئے اہل تحقیق کا پورا ایک دستہ درکار تھا۔ جب لیو نے پاپائیت سنبھالی تو لائبریری کا انچارج توماسو انگیرامی تھا۔۔۔ ایک شریف زادہ اور شاعر' تیز ذہنوں کے معاشرے میں حاضر جوابی اور ذہانت کیلئے مشہور ماہر گفتگو' اور ایک اداکار جس نے سینیکا کے "*Hippolytus*" میں فیدرا کا کردار ادا کر کے اتنی کامیابی حاصل کی کہ لوگ اسے پیار سے فیدرا کہہ کر بلانے لگے۔ 1516ء میں جب وہ سڑک پر ایک حادثے میں مرا تو اس کی جگہ پر فیلیپو بیروآلڈو (Beroaldo) لائبریرین بنا جس نے اپنی محبتوں کو ٹیسی ٹس اور فاضل طوائف امپیریا کے درمیان بانٹ دیا' اور اس قدر زبردست لاطینی شاعری لکھی کہ فرانسیسی زبان میں اس کے چھ تراجم ہوئے (ایک کلیمنٹ Marot نے کیا)۔ گیرولامو ایلیے آندرویا ایلیے آندر 1519ء میں لائبریرین بنا؛ وہ تیز مزاج' فاضل اور قابل آدمی تھا۔ وہ لاطینی' یونانی اور عبرانی زبان اتنی روانی سے بولتا تھا کہ لوتھر نے غلطی سے اسے یہودی قرار دے دیا۔ آگزبرگ کی مجلس (1520ء) میں اس نے پروٹسٹنٹ طغیانی کے سامنے بند باندھنے میں دانش سے زیادہ جوش سے کام لیا۔ پال III نے اسے کارڈینل بنایا (1538ء)' لیکن وہ چار سال بعد ہی اپنی صحت کی مستقل دیکھ بھال اور بہت زیادہ ادویات استعمال کرنے کے باعث مر گیا [۳۷] وہ 62 برس کی عمر میں مرنے پر بہت رنجیدہ تھا' اور خدا کے کاموں پر

مشتعل ہو کر اپنے دوستوں کو بہت برا بھلا کہا۔ [۱۳]

اب روم میں نجی لائبریریاں بکثرت تھیں۔ خود ایلے آندر کے پاس بھی کافی بڑا انتخاب تھا جو اس نے وینس کے نام ترکہ میں چھوڑا۔ کارڈینل گریمانی کے پاس مختلف زبانوں میں آٹھ ہزار جلدیں تھیں; اس نے یہ کتابیں وینس میں سان سلواڈور کے کلیساء کو وصیت کیں جہاں انہیں آگ کھا گئی۔ کارڈینل سیڈولیٹو نے اپنی بیش بہا لائبریری کو بحری جہاز پر لاد کر فرانس بھیجا' مگر جہاز سمندر میں ہی کھو گیا۔ بیمبو کی لائبریری میں پراونسی شاعروں اور اصل مخطوطات کا خزانہ تھا۔۔۔ مثلاً پیٹراک کے مخطوطات; یہ انتخاب اُربینو اور وہاں سے ویٹیکن پہنچا۔ اگوستینو چیگی اور Bindo Altoviti جیسے امیر عام افراد نے کتابیں جمع کرنے میں پوپس اور کارڈینلوں کی نقل کی' آرٹسٹوں کو ملازم رکھا' اور شاعروں و دانشوروں کی کفالت کی۔

یہ لیو کے روم میں بکثرت تھے' اور پہلے یا بعد کے دور میں ایسی کوئی مثال نہیں ملتی۔ متعدد کارڈینل خود بھی محقق تھے; کچھ مثلاً Egidio Canisio' سیڈولیٹو اور بیباناکو اس لیے کارڈینل بنایا گیا کیونکہ انہوں نے طویل عرصہ تک بطور محقق کلیساء کی خدمت کی تھی۔ روم میں بیشتر کارڈینلوں نے عموماً انتسابات کے صلے کے ذریعہ بطور سرپرست عمل کیا; اور ریاریو' گریمانی' بیبانا' Alidosi' Petrucchi' فارنیسے' سوڈرینی' سانسیورینو' گونزاگا' Canisio اور گلیوڈی میڈیچی جیسے کارڈینلوں کے گھروں میں شہر کے دانشوروں اور آرٹسٹوں کی محفلیں لگتی تھیں' اس لحاظ سے صرف پاپائی دربار کو ان پر فوقیت حاصل تھی۔ کاستیلیو نے (جس کی خوش اخلاق فطرت نے ملنسار رافیل اور سخت مزاج و ناقابل رسائی مائیکل اینجلو دونوں کو دوست بنایا) نے ایک معتدل ساذاتی دیوان خانہ بنایا۔

بلاشبہ لیو سب سے ممتاز سرپرست تھا۔ ایک اچھی لاطینی نظم لکھنے کی قابلیت رکھنے والا کوئی بھی شخص خالی ہاتھ واپس نہ جاتا۔ نکولس V کے عہد کی طرح دانشوری۔۔۔ مگر اب شاعری بھی۔۔۔ نے کلیساء کی وسیع دفتری حکومت میں کچھ حیثیت پر دعویٰ جتایا۔ کمتر روشنیاں پاپائی منشی' خلاصہ ساز' مختصر نویس بن گئیں; زیادہ روشن ستارے مصنفین' بشپس' پاپائی معتمد اعلیٰ بنے; سیڈولیٹو اور بیمبو جیسے ستارے پوپ کے سیکریٹری بن گئے;

کچھ مثلاً سیڈولیٹو اور بیانا کو کارڈینل بنایا گیا۔ سِسروئی لفاظی دوبارہ روم میں گونجی؛ مکتوبات اور مراسلوں میں آوازوں کا زیر و بم پیدا ہوا؛ ورجلی اور ہوریسی شاعری ہزاروں ندی نالوں میں بہتی ہوئی اپنی آخری منزل ٹائبر میں آن ملی۔ بیمبو نے پاپائی لحاظ سے خاص انداز کا معیار قائم کیا؛ اس نے اِزابیلا ڈی ایستے کو لکھا: "سِسرو کی طرح بولنا پوپ ہونے سے کہیں بہتر ہے۔" اس کے دوست اور ساتھی ایاکوپو سیڈولیٹو نے ایک بے عیب لاطینی انداز کو بے عیب اخلاقی اصولوں کے ساتھ ملا کر بیشتر انسانیت پسندوں کو شرمایا۔ اس دور کے کارڈینلوں میں سے متعدد آدمی بڑے ایماندار تھے' اور لیو کے انسانیت پسند عموماً اپنے اعلیٰ مزاج اور زندگی میں سابق پیڑھیوں کی نسبت بہتر تھے۔ تاہم' کچھ ایک اپنے ظاہری مسلک کے سوا ہر لحاظ سے پاگان ہی رہے۔ ایک غیر تحریری قانون کے مطابق کوئی شخص کلیسیاء (جو اخلاقی لحاظ سے نہایت بردبار اور بہت فیاض سرپرست تھا) کے خلاف تنقید کا ایک لفظ بھی نہیں بول سکتا تھا چاہے اسے کچھ بھی یقین یا شبہ ہو۔

برنارڈو بیانا ان تمام خصوصیات کا مرقع تھا۔۔۔ دانشور' شاعر' ڈرامہ نگار' سفار تکار' نقاد' ماہر گفتگو' پاگان' پادری اور کارڈینل۔ رافیل کے بنائے ہوئے پورٹریٹ میں اس کا ایک حصہ ہی پیش ہو سکا۔۔۔ اس کی چالاک آنکھیں اور نوکدار ناک؛ اس کا گنجاپن ایک سرخ ٹوپی تلے چھپا ہے۔ وہ پاؤں' زبان اور روح کا ہلکا تھا۔۔۔ ایک مسکراہٹ کے ساتھ ہر گردش سے بچ نکلتا۔ لورینتسو عالیشان نے اسے بطور سیکریٹری اور معلم ملازم رکھتا' وہ 1494ء میں لورینتسو کے ساتھ ہی فرار ہوا؛ لیکن چالاکی دکھا کر اُربینو چلا گیا' اس مہذب حلقے کو اپنی ہجویہ نظموں سے مسحور کیا اور فرصت کے کچھ وقت میں ایک بے رنگ کھیل "Calandra" (اندازاً 1508ء) لکھا جو اطالوی نثری کامیڈیز میں سب سے پرانا ہے۔ جولیئس III اسے روم لایا۔ برنارڈو نے لیو کے انتخاب کا انتظام اس قدر خفیف ہلچل اور ہنگامے کے ساتھ کر دیا کہ لیو نے فوراً اسے پاپائی معتمد اعلیٰ' اور اگلے ہی دن پاپائی گھربار کا خزانچی' اور چھ ماہ بعد کارڈینل بنا دیا۔ اس کی فضیلتوں نے اسے نقادِ فن اور تہواروں کے منتظم کے طور پر لیو کی خدمت کرنے سے نہ روکا۔ اس کا کھیل پوپ کے سامنے پیش کیا گیا' جو دل کھول کر ہنستا رہا۔ سفیر

اسقف کی حیثیت سے فرانس بھیجے جانے پر وہ فرانسس اول کی محبت میں گرفتار ہو گیا جو کسی سفیر کے لیے بہت تشویش ناک بات تھی۔ جب رافیل نے اس کا غسل خانہ سجایا تو اسی کی مرضی سے "وینس اور کیوپڈ کی تاریخ" کے ساتھ محبت کی فتوحات پر مبنی تصاویر کا سلسلہ بھی بنایا گیا؛ تقریباً سبھی کام قدیم پومپیائی انداز میں عیسائیت کو عیسیٰ سے ناآشنا ایک دنیا میں پہنچا رہا تھا۔ لیو آخر تک بیانا سے مخلص رہا اور اس کی وینس کی موجودگی کا نوٹس نہ لینے کا اظہار کیا۔

لیو نے ڈرامہ کو اس کی تمام مزاحیہ صورتوں اور درجوں میں' سادہ ترین ڈھونگ سے لے کر بیانا اور میکیاویلی کے لطیف ترین Double-enterdres تک پسند کیا۔ اس نے اپنی پاپائیت کے پہلے سال میں کیپیٹول پر ایک تھیٹر کا افتتاح کیا۔ 1518ء میں وہاں آری اوستو کے "I Suppositi" کا مظاہرہ دیکھا اور ڈرامے میں ایک دوشیزہ پر نوجوان کے ڈورے ڈالنے کا منظر دیکھ کر زبردست قہقہے لگائے۔[55] اس قسم کے جشنی (Gala) مظاہرے محض کامیڈی سے کچھ زیادہ تھے: ان میں آرٹ سے بھرپور سٹیج (آری اوستو کے ڈرامے کی سینری رافیل نے بنائی تھی)' ایک بیلے' ایکٹوں کے درمیانی وقفوں میں کورس کی موسیقی اور بربطوں' وایولا' سنکھ (کورنٹ)' بین' مُرلی اور ایک چھوٹے باجے کے آرکسٹرا پر مشتمل کورس بھی پیش کیا جاتا۔

نشاۃ ثانیہ کی اہم ترین تاریخی کتابوں میں سے ایک کا تعلق لیو کی اُسقفیت سے ہی ہے۔ پاؤلو جوویو کومو (Como) کا رہنے والا تھا۔ اس نے کومو' میلان اور روم میں طبابت کی; لیکن لیو کی تخت نشینی کے باعث پیدا ہونے والے ادبی جوش و خروش سے تحریک پاکر فارغ اوقات میں اپنے دور کی ایک لاطینی تاریخ لکھنے لگا--- یعنی اٹلی پر چارلس VIII کے حملے سے لے کر لیو کے پوپ بننے تک۔ اسے ابتدائی حصے لیو کو سنانے کی اجازت دی گئی جس نے اپنی روایتی فیاضی کے ساتھ اسے لائیوائی کے بعد سے اس وقت تک کی سب سے زیادہ فصیح اور شاندار تاریخی تحریر قرار دیا' اور مصنف کے نام فوراً وظیفہ جاری کیا۔ لیو کی موت کے بعد جوویو نے اپنا "سونے کا قلم" اس آنجہانی سرپرست کی قابل ستائش سرگذشت لکھنے میں استعمال کیا' اور اپنا "لوہے کا قلم" خود کو نظرانداز کرنے والے پوپ ایڈریان VI کی سوانح لکھنے میں۔ دریں اثناء اس نے اپنی

ضخیم "Historiae Sui Temporis" پر محنت جاری رکھی اور اسے (1547ء میں) مکمل کیا۔ 1527ء میں جب روم کو لوٹا گیا تو اس نے اپنا مخطوطہ کلیساء میں چھپا دیا: وہاں یہ ایک سپاہی کے ہاتھ لگ گیا جو اسے مصنف کے ہاتھ ہی بیچنے کے لیے قیمت طلب کرنے لگا: پاؤلو کو اس بے عزتی سے کلیمنٹ VII نے بچایا جس نے چور کو فوری ادائیگی کے بدلے میں، سپین میں ایک جاگیر قبول کرنے پر مائل کر لیا: جوویو خود Nocera کا بشپ بنا تھا۔ اس کی "تاریخ" اور اس میں اضافہ کردہ سوانحات کو رواں اور دوٹوک انداز کی وجہ سے سراہا گیا، لیکن غیر محتاط غلطیوں اور تعصب کے باعث مسترد کیا گیا۔ جوویو نے بخوشی اعتراف کیا کہ اس نے اپنی کہانی کے افراد کو ان کے رشتہ داروں کی جانب سے اپنی مٹھی گرم کیے یا نہ کیے جانے کے مطابق بُرا یا بھلا قرار دیا۔ [46]

IV۔ شعراء

اس دور کی سب سے بڑی رفعت شاعری تھی۔۔ سمورائی جاپان میں جیسے کسان سے لے کر شہنشاہ تک ہر ایک شاعری کرتا تھا، اسی طرح لیو کے عہد میں پوپ سے لے کر اس کے مسخروں تک ہر کوئی شعر کہتا تھا: اور تقریباً ہر شخص اپنے تازہ ترین اشعار متحمل پوپ کو پڑھ کر سنانے پر اصرار کرتا۔ اُسے ماہرانہ بدیہہ گوئی بہت پسند تھی، اور خود بھی اس کھیل کا ماہر تھا۔ شاعر لمبی لے میں شعر پڑھتے ہوئے ہر جگہ اس کے پیچھے پیچھے چلتے: عموماً وہ انہیں کچھ نہ کچھ انعام دیتا: کبھی کبھی برجستہ لاطینی نظم میں جواب دے کر انہیں مطمئن کر دیتا۔ ایک ہزار کے لگ بھگ کتابیں لیو کے نام سے منسوب کی گئیں۔ ایک کتاب کے انتساب کے عوض اس نے اینجلو Colocci کو 400 ڈیوکٹ (5,000 ڈالر؟) دیئے: لیکن ایک شاعرانہ مقالہ --- *Chrysopoeia* یعنی الکیمیا کے ذریعہ سونا بنانے کا فن --- پیش کرنے والے جووانی اوگوریلی کو صرف خالی پرس بھیجا۔ اسے اپنے نام منسوب کردہ تمام کتابیں پڑھنے کی فرصت نہیں تھی: ان میں سے ایک کتاب پانچویں صدی کے رومن شاعر Rutilius Namatianus کا ایک ایڈیشن تھا جس نے عیسائیت کو بے طاقت کرنے والا زہر کہہ کر اسے کچلنے کی حمایت کی، اور حیات افروز پاگان دیوتاؤں کی پرستش دوبارہ شروع کرنے کا مطالبہ کیا۔ [47] اس نے آری اوستو کی شاعری کی

چوری ممنوع قرار دینے کے لیے ایک فرمان جاری کیا۔ آری اوستو بہت سٹپٹایا کیونکہ اسے اپنی طویل رزمیہ پر انعام ملنے کی توقع تھی۔

لیو نے آری اوستو کو کھو کر ماند روشنی اور چھوٹی سانس کے شاعروں پر اکتفا کیا۔ اس نے اکثر اپنی فراخدلی کے ہاتھوں گمراہ ہو کر محض بناوٹی ذہنوں کو بھی جینئس تک قرار دے دیا۔ پیزارو کے ایک شریف زادے Guido Postumo Silvestri نے پیزارو اور بولونیا پر الیگزینڈر اور جولیئس کے قبضے کے خلاف شدید جدوجہد کی اور بہت مشتعل تحریر لکھی تھی؛ اب اس نے لیو کے نام ایک شاندار مرثیہ لکھ کر نئے پوپ کے دور میں اٹلی کی شادمانی اور سابقہ پوپس کے ادوار کی افراتفری اور تکلیف کا موازنہ کیا؛ معترف پوپ نے اس کی ضبط شدہ جاگیریں واپس کر دیں اور اسے شکار مہمات کے دوران ساتھ رکھا؛ لیکن (کچھ معاصرین کے مطابق) Guido لیو کی میز پر بہت زیادہ کھا لینے کے باعث جلد ہی مر گیا۔ [۴۸] انتونیو ٹیبالڈو نیپلز میں بطور شاعر نام کما چکا تھا؛ لیو کے پوپ بننے پر وہ روم کی جانب لپکا اور (ایک غیر معتبر روایت کے مطابق) اشتہاء انگیز' ہجو یہ نظم لکھ کر لیو سے 500 ڈیوکٹ وصول کیے؛ [۴۹] بہرحال پوپ نے اسے Sorga کے پُل کی دیکھ بھال اور راہداری ٹیکس سونپ دیا' تاکہ "ٹیبالڈو اپنی تونگری برقرار رکھنے کے قابل ہو سکے۔" [۵۰] اگرچہ مال و دولت نے دانشوروں کی ذہانت کو فنانس کیا' لیکن اس نے شاذو نادر ہی شاعروں کے جوہر قابل کو نکھارا۔ ٹیبالڈو نے بہت سی مزاحیہ نظمیں لکھیں' لیو کی موت کے بعد بیمبو کی خیرات پر تکیہ کیا اور مستقل طور پر بستر سے لگا رہا' ایک دوست کے مطابق اسے "وائن کیلئے اپنی پسندیدگی کھونے کے سوا اور کوئی شکایت نہ تھی۔" وہ کمر کے بل کافی لمبے عرصے تک زندہ رہا اور 74 برس کی عمر میں فوت ہوا۔

موڈینا کے فرانسسکو ماریا Molza نے لیو کی تخت نشینی سے پہلے ہی شاعری میں کچھ کمال حاصل کر لیا تھا؛ لیکن پوپ کی خلائق دوستی کا سن کر اس نے اپنے ماں' باپ' بیوی اور بچوں کو چھوڑ کر روم کی جانب ہجرت کی' اور وہاں ایک رومن خاتون کی شیفتگی میں سب کو بھول گیا۔ اس نے ایک گوال گیت (*Poemetto*) بعنوان "*La ninfa Tiberina*" فاؤستینا منچینی کی تعریف میں لکھا' اور ایک نامعلوم حملہ آور کے ہاتھوں شدید زخمی ہوا۔ لیو کی موت کے بعد اس نے روم چھوڑا' اور بولونیا

میں کارڈینل اپولیتو ڈی میڈیچی کے مصاحبین میں شامل ہو گیا: کہا جاتا ہے کہ اپولیتو نے اپنے دربار میں تین سو شعراء، مغنی، اور پھبتی باز رکھے ہوئے تھے۔ مولزا (Molza) کی اطالوی نظمیں اپنے دور کے تمام شاعروں، آری اوستو سمیت، سب سے زیادہ شاندار تھیں۔ اس کی "*Canzoni*" انداز میں پیترارک کی نظموں کی ہم پلہ اور جوش میں ان سے افضل تھیں: کیونکہ مولزا ایک کے بعد دوسرے عشق میں مبتلا ہوتا رہا اور آتش عشق میں مسلسل جلا۔ وہ 1544ء میں آتشک کے باعث مرا۔

دو قابل ذکر چھوٹے شاعروں نے لیو کے دور کو عزت بخشی۔ مارکنٹو نیو فلامینو کا کیریئر دور کو خوشگوار روشنی میں پیش کرتا ہے--- صاحب علم افراد پر پوپ کی لامحدود مہربانی، فلامینو، Navagero ،Fracastoro اور کاستیلیونے کی رشک سے عاری دوستیاں: ان چاروں افراد نے شاعر ہوتے ہوئے بھی ایک ایسے دور میں پاک صاف زندگیاں گذاریں جب جنسی نشاط پرستی وسیع پیمانے پر قابل درگزر تھی۔ فلامینو Veneto میں Serravalle کے مقام پر جیان انٹونیو فلامینو نامی شاعر کے گھر پیدا ہوا۔ باپ نے سابق تمام مثالوں کے برخلاف جاتے ہوئے لڑکے کو شاعری کی تربیت اور حوصلہ دیا، اور اسے سولہ برس کی عمر میں اس کی اپنی لکھی ہوئی ایک نظم پیش کرنے بھیجا جس میں ترکوں کے خلاف صلیبی جنگ کی حمایت کی گئی تھی۔ لیو کو صلیبی جنگوں کا کوئی ذوق نہیں تھا، مگر شعر پسند کیے اور لڑکے کے لیے روم میں مزید تعلیم مہیا کی۔ کاستیلیونے نے اسے اپنی نگرانی میں لیا اور اُربینو لے آیا (1515ء)؛ بعد میں باپ نے اپنے بیٹے کو بولونیا میں فلسفہ پڑھنے بھیجا: آخر کار شاعر وٹربو کے مقام پر انگلش کارڈینل Reginald Pole کی زیر سرپرستی رہنے لگا۔ اسے دو اُونچے عہدوں پر فائز رہنے کا امتیاز حاصل ہوا--- سیڈولیٹو کے ساتھ بطور شریک سیکریٹری اور ٹرینٹ کی مجلس میں لیو کے سیکرٹری کی حیثیت سے۔ پروٹسٹنٹ اصلاح کے ساتھ ہمدردی رکھنے کے لیے مشتبہ ہونے کے باوجود متعدد کارڈینلوں نے اس کی کافی بہتر طور پر کفالت کی۔ وہ اپنی تمام سیر وسیاحت کے دوران اِیمولا کے نزدیک اپنے باپ کے دیہاتی بنگلے کی پرسکون زندگی اور تازہ ہوا کو ترستا رہا۔ اس کی نظمیں تقریباً ساری لاطینی زبان میں، تقریباً سبھی غنائی نظموں، مرثیوں، حمدوں اور دوست کے نام منظوم ہوریسی مکتوبات والی مختصر صورت

میں ہیں۔ وہ بار بار پرانے دیہی بسیروں کی محبت کی طرف آتا ہے:

اب میں تمہیں دیکھوں گا:
اپنے باپ کے لگائے ہوئے درختوں کو دیکھنا مجھے خوشی دے گا:
اور میں اپنے چھوٹے سے کمرے میں
تھوڑی سی پُر سکون نیند کی خوشی اٹھاؤں گا۔ [۵۱]

اس نے روم کے شور و غوغا میں ایک قیدی ہونے کی شکایت کی' اور اپنے ایک دوست پر رشک کیا جسے وہ ایک گاؤں کی پر سکون جگہ میں چھپ کر "سقراط کی کتابیں" پڑھتے اور "بیہودہ ہجوم کی جانب سے دی جانے والی بے حقیقت عزت افزائیوں کا خیال بھی دل میں نہ لاتے" ہوئے بیان کرتا ہے۔ [۵۲] اس نے ورجل کی Georgics اور تھیوکریٹس کی مختصر نظموں کے ہمراہ سرسبز وادیوں میں گھومتے پھرنے کا خواب دیکھا۔ اس کے دلکش ترین اشعار اپنے مرگ گرفتہ باپ کے لیے ہیں:

اے باپ' تو ہنسی خوشی زندہ رہا'
نہ امیر نہ غریب' کافی باعلم'
کافی فصیح' ہمیشہ طاقتور جسم اور صحت مند ذہن والا:
خوش خلق اور بے مثال پاکیزگی والا۔
اب اسی برس مکمل کر کے
تو دیوتاؤں با برکت ساحلوں کی طرف چلا گیا ہے۔
اے باپ' جا اور جلد ہی اپنے بیٹے کو بھی
اپنے ساتھ آسمان کی بلند مسند پر لے جا۔" [۵۳]

مارکو گیرولامو ویڈا لیو کے مقاصد کے لیے زیادہ ترغیب پذیر شاعر ثابت ہوا۔ وہ کریمونا میں جنما' لاطینی زبان اچھی طرح سیکھی' اس زبان میں اتنی مہارت حاصل کر لی کہ اسے ناصحانہ نظموں *De arte poetica*' یا ریشم کے کیڑوں کی نشوونما' یا شطرنج کے متعلق نظموں میں بھی خوبصورتی سے لکھ سکتا تھا۔ *Sacchiae ludus* لیو اِس سے اتنا خوش ہوا کہ اسے بلوا بھیجا' انعامات سے لادا' اور درخواست کی کہ اپنے عہد

کے ادب کو مسیح کی زندگی پر ایک لاطینی رزمیہ نظم کا تاج پہنائے۔ چنانچہ ویڈا نے اپنی "Christiad" شروع کی، مگر مسودہ لیو اس کی تکمیل تک زندہ نہ رہا۔ کلیمنٹ VII نے ویڈا کی سرپرستی جاری رکھی، اسے روزی روٹی پوری کرنے کے لیے ایک بشپری دی، لیکن کلیمنٹ بھی نظم کے شائع ہونے سے پہلے مرگیا(1535ء)۔ وہ یہ نظم شروع کرتے وقت ایک راہب تھا، اور مکمل کرتے کرتے بشپ بن گیا، لیکن ان کلاسیکی اسطوریات کے استعاروں سے دامن نہ بچا سکا جو لیو کے دور کی فضاء میں موجود تھے، لیکن ان لوگوں کو ناگوار لگے جو یونان و روم کی کلاسیکی اسطوریات کو بھول رہے اور بدلے میں عیسائیت کو ایک ادبی اسطوریات بنا رہے تھے۔ ویڈا خدا باپ کو "دیوتاؤں کا بادلوں کو بھینچنے والا باپ" اور "اولمپس کا حکمران" بیان کرتا ہے؛ اس نے عیسیٰ کو متواتر بطور ہیروس بیان کیا؛ وہ بدصورت گورگنوں، زن مرغوں، نر گھڑوں اور آبی سانپوں کو مسیح کے موت کے طلبگار دکھاتا ہے۔ اس قدر اعلیٰ موضوع "*Aeneid*" سے اختراع کرنے کی بجائے اپنے موافق شاعرانہ انداز کا مستحق تھا۔ ویڈا کے بہترین اشعار "*Christiad*" میں مسیح سے نہیں بلکہ "*De arte poetica*" میں ورجل سے مخاطب ہیں۔

ان کا ترجمہ یوں ہی ہو سکتا ہے:

اے اِٹلی کی شان! اے روشن ترین نور
شاعروں کے درمیان! ہم مالاؤں کے ساتھ تیری پوجا کرتے ہیں،
اور تجھے لوبان اور تبرکات نذر کرتے ہیں۔
ہم ہمیشہ کے لیے تیرا نغمہ شکر بجالاتے ہیں،
تجھے حمد میں یاد کرتے ہیں۔ سلام، اے مقدس ترین شاعر!
ہماری مدح سرائی سے تیری شان میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا،
نہ ہی تجھے ہماری آواز کی ضرورت ہے۔ آ، اپنے بیٹوں پر نظر کر۔
اپنی گرم روح ہمارے پاکیزہ سینوں میں انڈھیل؛
آ، باپ، اپنی ذات ہماری روحوں میں رکھ دے۔ [54]

V۔ کلاسیکی آرٹ کی بحالی

کلاسیکی آرٹ کی موجودگی اور بازیافت نے اس دور کی پاگان روح کو فروغ دیا۔ پوجیو' بیانڈو' پائیس II نے سان مارکو کے محل کے لیے کولوسیم کی پتھر کی دیوار استعمال کی؛ سکسٹس IV نے ہرکولیس کے معبد کو گرایا' اور ٹائبر پر ایک پل کو توپ کے گولوں میں بدل دیا۔ سورج کے معبد نے سانتا ماریا میں ایک گرجا خانہ' دو عوامی فواروں اور Quirinal میں ایک پاپائی محل کے لیے میٹریل فراہم کیا۔ آرٹسٹ بذات خود بے شعور غارتگر تھے: مائیکل اینجلو نے مارکس آریلیئس کا ایک گھڑ سوار مجسمہ بنانے کے لیے Castor اور Pollux کے معبد کا ایک ستون استعمال کیا' اور رافیل نے ایک اور ستون کے کچھ حصے سے یوحنا کا مجسمہ بنایا۔ سِسٹائن گرجا خانے کے لیے میٹریل ہیدریان کے مقبرے سے نکالا گیا۔ عملی طور پر سینٹ پیٹرز بنانے میں استعمال ہونے والا تمام ماربل کلاسیکی عمارات سے لیا گیا تھا؛ اور اسی نئی درگاہ نے انتونیئس اور فاؤسٹینا کے معبد کا چبوترا' سیڑھیاں اور سہ گوشہ' فی بیئس ما کسمس اور آگسٹس کی فاتحانہ محرابیں' اور Maxentius کے بیٹے رومیولس کا معبد ہضم کیا۔ صرف چار سال میں (9-1546ء) نئے معماروں نے Castor اور Pollux' جولیئس سیزر اور آگسٹس کے معبد برباد یا منہدم کر دیئے۔ [55] تباہ کنندگان نے دلیل پیش کی کہ بہت سے پاگان مقبرے ابھی باقی تھے؛ کہ نظرانداز شدہ آثار قدیمہ نے مہنگی جگہ گھیر رکھی تھی اور شہر کی باترتیب تعمیرنو کی راہ میں حائل تھیں' اور یہ کہ ان سے حاصل کردہ میٹریل زیادہ تر عیسائی کلیساء بنانے میں استعمال ہوئے جو قدیم عمارات جتنے ہی خوبصورت اور غالباً خدا کے لیے زیادہ خوش کن تھے۔ دریں اثناء وقت نے فورم اور دیگر تاریخی جگہوں کو یکے بعد دیگرے گرد اور نباتات کی تہوں تلے دفن کر دیا تھا' لہٰذا فورم اردگرد کے شہر کی سطح سے 43 فٹ نیچے جگہ پر تھا؛ یہ جگہ چراگاہوں سے بھری پڑی تھی' اور اِسے کامپو ویچینو یعنی گائے کی چراگاہ کہتے تھے۔ وقت ان کا سب سے بڑا غارتگر ہے۔

نئے آرٹسٹوں اور انسانیت پسندوں کی آمد نے مسماری کی شرح کم کی' اور قدیم یادگاروں کی حفاظت کے لیے تحریکیں پیدا کیں۔ پوپس نے پاگان سنگتراشی اور فن تعمیر

کے نمونے ویٹیکن اور کیپٹولائن کے عجائب گھروں میں جمع کیے۔ پوجیو' میڈیچی' پومپونیئس لیٹس' بنک کاروں' کارڈ۔نلوں نے قدیم آثار کی ملنے والی ہر قابل قدر چیز کو اپنے پاس اکٹھا کیا۔ بہت سے کلاسیکی مجسموں نے نجی محلات اور باغات میں جگہ پائی اور انیسویں صدی تک وہیں رہے: اسی نسبت سے باربیرائنی Faun' لیوڈوویسی Throne' فارنیسے Hercules جیسے نام پڑے۔

جب کھدائی کرنے والوں نے (1506ء) ٹیٹس کے غسل خانوں کے قریب سے ایک نیا اور پیچیدہ سنگتراشی کا گروپ نکالا تو سارے روم میں جوش کی لہر دوڑ گئی۔ جولیئس II نے گلیانو سانگالو کو اس کا معائنہ کرنے بھیجا' اور مائیکل اینجلو بھی ہمراہ گیا۔ گلیانو اسے دیکھتے ہی چلا اُٹھا' "یہ تو Laocoon ہے جس کا ذکر پلائنی نے کیا تھا۔" جُولیئس نے اسے بیلویدیرے محل کے لیے خرید لیا' پتہ لگانے والے اور اس کے بیٹے کو 600 ڈیوکٹ (7,500 ڈالر) کا تاحیات سالانہ وظیفہ ادا کیا: کلاسیکی سنگتراشی کے نمونے اب اس قدر قیمتی بن گئے تھے۔ اس قسم کے انعامات نے آرٹ کے متلاشیوں کا حوصلہ بڑھایا۔ ایک سال بعد ان میں سے ایک آرٹسٹ نے ایک اور قدیم گروپ "ہرکولیس کمسن ٹیلی فس کے ساتھ" ڈھونڈ نکالا: جلد ہی "خوابیدہ ایری ایڈنے" بھی ڈھونڈ لیا گیا۔ اب قدیم آرٹ کے نمونے بحال کرنے کا شوق بھی قدیم مخطوطات کی بازیافت کے جوش کا مقابلہ کرنے لگا۔ لیو میں یہ دونوں ہی شوق کافی زوردار تھے۔ اسی کے پاپائی دور میں کھدائی کرنے والوں نے نام نہاد "Antinous" اور نیل و ٹائبر کے مجسمے ڈھونڈے: اور انہیں ویٹیکن میوزیم میں رکھا گیا۔ لیو نے جب بھی موقع ملا وہ موتی' اُبھرواں نقش والے پتھر اور دیگر منتشر فن پارے واپس خریدے جو کبھی میڈیچی کی زیر ملکیت تھے' اور انہیں بھی ویٹیکن میں رکھا۔ فرانسسکو البرٹائنی اِیاکوپو Mazochi نے لیو کی سرپرستی سے حوصلہ پاکر اور فراجوکونڈو و دیگر کے سابقہ کام کے ساتھ آغاز کرکے چار سال میں رومن باقیات پر مل سکنے والی تمام کندہ تحریریں نقل کیں اور انہیں "کلاسیکل علم الاثار۔ باقیہ میں ایک واقعہ" کے طور پر شائع کیا (1521ء)۔

1515ء میں لیو نے رافیل کو قدیم باقیات کا نگران مقرر کیا۔ نوجوان مصور نے Mazochi' آندریا Fulvio' Fabio Calvo کاستیلونے اور دیگر کی معاونت سے ایک

ولولہ انگیز آثاراتی منصوبہ تشکیل دیا۔ اس نے 1518ء میں لیو کے نام ایک خط میں تمام کلاسیکی باقیات کی حفاظت کاری کے لیے کلیسیاء کی حاکیت استعمال کرنے کی التجاء کی۔ الفاظ چاہے کاستیلو نے کے ہوں، لیکن ذوق و شوق رافیلائی تاثر رکھتا ہے:

جب ہم ان قدیم ارواح کی الوہیت پر غور و فکر کرتے ہیں'..... جب ہم اس عالی مرتبت' دنیا کی ماں اور ملکہ شہر کی نعش کو ٹکڑے ٹکڑے دیکھتے ہیں'..... کتنے پوپس نے قدیم معبدوں' مجسموں' محرابوں اور عمارتوں--- اپنے بانیوں کی عظمت--- کو تباہ و برباد کرنے کی اجازت دی تھی!..... میں کہنے کی جرات کروں گا کہ آج ہمیں دکھائی دینے والا یہ سارا نیا روم' محلات' کلیساؤں اور دیگر حویلیوں کے ساتھ سجا ہوا عظیم اور خوبصورت روم قدیم ماربلز کے لائم سے مضبوط بنایا گیا ہے.....

خط میں یاددہانی کرائی گئی کہ روم میں رافیل کے دس سالہ قیام کے دوران بھی کس قدر بربادی واقع ہوئی تھی۔ یہ فن تعمیر کی تاریخ کا جائزہ لیتا' رومن اور گوتھک انداز کے ان گڑھ وحشیانہ پن (رومن اور گوتھک کو یہاں گوتھک اور ٹیوٹانی لکھا جائے گا) مسترد کرتا اور یونانی رومن طریقوں کو کاملیت اور ذوق کے مثالی نمونوں کے طور پر برتری دیتا ہے۔ خط کے آخر میں تجویز دی گئی کہ ماہرین کی ایک جماعت بنائی جائے' کہ روم کو قدیم دور میں آگسٹس کے معین کردہ چودہ حصوں میں تقسیم کیا جائے' اور یہ کہ ہر حصے میں کلاسیکی باقیات کا محتاط سروے اور ریکارڈ رکھا جائے۔ جلد ہی رافیل اور اس کے بعد لیو کی موت نے اس شاندار مہم کو طویل عرصہ تک زیر التواء رکھا۔

دریافت کردہ متبرک آثار کا اثر آرٹ اور فکر کی ہر شاخ نے محسوس کیا۔ برونیلیسکو' البرٹی' براماننتے متاثر ہوئے؛ اب یہ اثر مطلق بنا' حتیٰ کہ پلاڈیو نے خود کو صرف قدیم چیزوں کی نقل تک ہی محدود رکھا۔ گبرٹی اور ڈوناٹیلو نے کلاسیکی نمونے اپنانے کی کوشش کی۔ مائیکل اینجلو "بروٹس" میں کامل طور پر کلاسیکی انداز تک پہنچا' لیکن باقی تخلیقات میں غیر کلاسیکی رہا۔ ادب نے عیسائی دینیات کو پاگان اسطوریات میں اور جنت کو اولمپس کے ساتھ بدل دیا۔ مصوری میں کلاسیکی اثر نے پاگان موضوعات اور--- حتیٰ کہ عیسائی موضوعات میں--- پاگان برہنہ پیکر متشکل کیے؛ خود پوپس کے چہیتے

رافیل نے کئی سائیکی، وینس، اور کیوپڈ محل کی دیواروں پر پیش کیے: اور کلاسیکی ڈیزائنوں اور عربی گلکاری نے روم کی سینکڑوں عمارات کے کارنسوں اور ستونوں پر جگہ پائی۔

کلاسیکی فتح نے نئے سینٹ پیٹرز میں اپنا اظہار نہایت واضح طور پر کیا۔ لیو نے جب تک ممکن ہو سکا برامانتے کو وہاں "کاموں کا ماہر" بنا کر رکھا: لیکن ضعیف معمار گٹھیا کے باعث بے ہمت ہو گیا، اور فرا جوکونڈو کو ڈیزائن میں اس کی مدد کے لیے بھرتی کیا گیا: تاہم، فرا جوکونڈو 70 سالہ برامانتے سے دس سال بڑا تھا۔ جنوری 1514ء میں لیو نے 70 سالہ گلیانو دا سانگالو کو کام کا نگران بنایا۔ برامانتے نے بستر مرگ پر پوپ سے کہا کہ یہ منصوبہ نوجوان رافیل کو سونپ دے۔ لیومان گیا: اگست 1514ء میں اس نے جوان رافیل اور بوڑھے فرا جوکونڈو کو کام کی مشترکہ ذمہ داری سونپی۔ رافیل نے بطور معمار اپنے ناموافق فرائض کچھ عرصہ تک بڑے جوش و خروش سے پورے کیے: اس نے کہا کہ آئندہ وہ روم کے سوا کہیں نہیں رہے گا، اور اس کی وجہ "سینٹ پیٹرز کی تعمیر سے محبت ہے..... آج تک انسان کی دیکھی ہوئی عظیم ترین عمارت۔" وہ اپنی مخصوص انکساری کے ساتھ مزید کہتا ہے:

> لاگت دس لاکھ طلائی ڈیوکٹ تک آئے گی: پوپ نے تعمیراتی کاموں کے لیے 60,000 کا حکم دیا ہے۔ وہ اور کسی بارے میں سوچتے ہی نہیں۔ انہوں نے ایک تجربہ کار راہب کو میرے ساتھ لگایا ہے جو اسی سال سے اوپر کا ہے۔ پوپ کے خیال میں راہب زیادہ عرصہ زندہ نہیں رہے گا: چنانچہ تقدس مآب نے فیصلہ کیا ہے کہ میں اس ممتاز ہنرمند کی ہدایات سے فائدہ اٹھاؤں، اور فن تعمیر میں زیادہ بہتر کاملیت حاصل کروں..... پوپ روزانہ تعمیر کے موضوع پر ہمارے ساتھ طویل گفتگو کرتے ہیں۔[56]

فرا جوکونڈا یکم جولائی 1515ء کو دنیا سے سدھارا: اسی دن گلیانو دا سانگالو ڈیزائنروں کے گروپ سے نکل گیا۔ اب مختار کل رہ جانے والے رافیل نے برامانتے کے گراؤنڈ پلان کی جگہ پر غیر مساوی بازوؤں والی لاطینی صلیب بنانے کا کام شروع کیا، اور ایک قبہ (Cupola) کا خاکہ کھینچا جسے گلیانو کے بھتیجے انٹونیو دا سانگالو نے ستونوں کے

مقابلہ میں بہت بھاری ثابت کیا۔ 1517ء میں انٹونیو کو رافیل کے ساتھ شریک معمار تعینات کیا گیا۔ اب قدم قدم پر جھگڑے ہونے لگے' اور تصویری کاموں کے بوجھ تلے دبا ہوا رافیل اس منصوبے میں دلچسپی کھو بیٹھا۔ دریں اثناء لیو فنڈز کی قلت کا شکار ہوا' اس نے مغفرت نامے جاری کر کے مزید فنڈز جمع کرنے کی کوشش کی' اور نتیجتاً ایک "جرمن اصلاح" اپنے ہاتھوں میں پائی (1517ء)۔ 1546ء میں مائیکل اینجلو کے انچارج بننے تک سینٹ پیٹرز نے کوئی بڑی پیش رفت نہ کی۔

VI۔ مائیکل اینجلو اور لیو X

جولیئس II اپنے لیے مائیکل اینجلو کے ڈیزائن کردہ مقبرے کی چھوٹے پیمانے پر تکمیل کے لیے نگرانوں کے پاس فنڈز چھوڑ گیا تھا۔ آرٹسٹ نے لیو کی پاپائیت کے پہلے تین سال کے دوران اس منصوبے پر کام کیا اور اس عرصہ میں نگرانوں سے 6,100 ڈیوکٹ (76,250 ڈالر؟) وصول کیے۔ مقبرے کی موجودہ باقیات کا زیادہ تر حصہ غالباً اس عرصہ میں بنایا گیا ہوگا' اور اس کے ساتھ ہی سانتاماریا سوپرا مِنروا کا "ظہور عیسیٰ"۔۔۔ ایک خوبصورت قوی ہیکل برہنہ آدمی جس کی کمر بعدازاں کانسی کے کپڑے سے ڈھانپ دی گئی۔ مائیکل اینجلو کی جانب سے لکھا ہوا ایک خط (مورخہ مئی 1518ء) بتاتا ہے کہ کیسے سِگنورلِلی اس کے سٹوڈیو میں آیا اور اسی *giulii* (800 ڈالر؟) ادھار مانگے جو کبھی واپس نہ کیے' اور: "اس نے مجھے ایک چار کیوبٹ اونچے ماربل کے مجسمے پر کام کرتے پایا' جس کے ہاتھ کمر پر بندھے ہوئے ہیں۔"[۵۵] یہ غالباً *Prigioni* یا *Captivi* میں سے ایک تھا جو جنگجو پوپ کے قیدی شہروں یا فنون کو پیش کرنے کی غرض سے بنائے گئے تھے۔ لوورے میں ایک مجسمہ کوائف پر پورا اترتا ہے: صرف ایک کمر کے کپڑے میں ملبوس مضبوط عضلاتی جسم' جس کے بازو کمر کے پیچھے اس قدر زور سے بندھے ہوئے ہیں کہ رسی گوشت کے اندر دھنسی ہوئی ہے۔ اس کے نزدیک ہی ایک "قیدی" حسینہ چھاتیوں کے سوا مکمل برہنہ ہے: یہاں پٹھوں کو پیش کرنے میں مبالغہ آرائی نہیں: جسم صحت اور خوبصورتی کا نغمہ ہے: یہ یونانی کاملیت ہے۔ فلورنس اکیڈمی میں چار نامکمل *Schiovi* یا "غلام" مقبرے کے بالائی ڈھانچے کو سہارا دینے کی غرض

سے بنائے گئے زن ستون ہیں۔ ادھورا چھوڑا گیا مقبرہ اب Vincoli میں جولیئس کے سان پیاترو کلیساء میں ہے: ایک بڑا سا شاندار تخت' نفاست سے تراشے ہوئے ستون اور ایک بیٹھا ہوا موسیٰ--- داڑھی' سینگوں اور غضبناک بھنوؤں والا ایک غیر متناسب دیو جس نے شریعت کی لوحیں اٹھا رکھی ہیں۔ اگر ہم وازاری کی بیان کردہ ایک خارج از امکان کہانی پر یقین کر لیں تو کسی بھی ہفتہ وار کو یہودیوں کو عیسائی کلیساء میں "اس شبیہہ کی عبادت کے لیے" آتا دیکھ سکتے تھے "جو اسے ایک فن پارے کی بجائے کچھ الو ہی چیز سمجھ کر پوجتے تھے۔" ۵۸؎ "موسیٰ" کے بائیں طرف ایک "لیاہ" اور دائیں طرف شاندار "رائیل" ہے--- ان مجسموں کو مائیکل نے "مستعد اور متفکر زندگی" کہا تھا۔ مقبرے کے باقی پیکر مائیکل کے معاونین نے ہی تراشے تھے: "موسیٰ کے اوپر ایک "میڈونا" اور پیروں میں جولیئس II کی نیم دراز شبیہہ جس کے سر پہ پاپائی تاج ہے۔ سارا مقبرہ مختلف قالب ہے' 1506ء سے 1545ء تک کے منتشر برسوں کا تکلیف دہ طور پر منقطع 'گڈمڈ' غیر ہم آہنگ کام۔

جب اِن مجسموں کو تراشا جا رہا تھا تو لیو--- شاید فلورنس میں قیام کے دوران--- کو وہاں سان لورینتسو کلیساء کا کام مکمل کرنے کا خیال سوجھا۔ یہ میڈیچی کا مقبرہ تھا جس میں کوسیمو' لورینتسو اور دیگر کئی خاندان والوں کی قبریں تھیں۔ کلیساء برونیلیسکو نے تعمیر کیا تھا' لیکن ماتھے کو غیر مکمل ہی چھوڑ دیا۔ لیو نے رافیل' گلیانو دا سانگالو' باشیو ڈی آگنولو' آندریا اور ایاکوپو سانسو وینو سے کہا کہ وہ ماتھے کی تکمیل کے لیے اپنی تجاویز داخل دفتر کریں۔ مائیکل اینجلو نے بدیہی طور پر اپنی مرضی سے اپنا منصوبہ بھیجا جو لیو نے بہترین سمجھ کر قبول کر لیا: چنانچہ لیو پر الزام عائد کرنا درست نہیں کہ اس نے مائیکل کی توجہ مقبرے سے ہٹائی۔ لیو نے اسے فلورنس بھیجا جہاں سے وہ ماربل خریدنے کے لیے کیرارا گیا۔ اس نے فلورنس واپس آ کر کام کے لیے معاون بھرتی کیے' ان کے ساتھ جھگڑا' انہیں چلتا کیا اور بطور آرکیٹکٹ اپنے کردار میں بددلی سے غور و خوض کرنے لگا۔ لیو کے کزن کارڈینل گلیوڈی میڈیچی کارڈینل نے کیتھیڈرل کے لیے لایا گیا کچھ ماربل خرد بُرد کر لیا: مائیکل کو غصہ آیا مگر خاموش رہا۔ آخر کار (1520ء) لیو نے اسے معاہدے سے آزاد کر دیا اور اسے دیئے گئے فنڈز کا کوئی حساب کتاب نہ مانگا۔ جب

سیاستیانو ڈیل پیامبو نے پوپ سے اینجلو کو مزید کام دینے کا کہا تو لیو نے معذرت کر دی۔ اس نے آرٹ میں مائیکل اینجلو کی بالادستی تو تسلیم کی مگر کہا' "وہ ایک خطرناک آدمی ہے' جیسا کہ آپ خود دیکھ لیں گے' اور اس کے ساتھ کوئی بھی نہیں چل سکتا۔" سیاستیانو نے یہ گفتگو اپنے دوست کو بتائی اور اضافہ کیا: "میں نے تقدس مآب سے کہہ دیا ہے کہ "تمہارے خطرناک طریقوں سے کسی آدمی کو کوئی خطرہ نہیں' اور تم عظیم کاموں میں اپنی لگن کی وجہ سے ہی دوسروں کو خطرناک لگنے لگے ہو۔"" ۵۹

یہ مشہور "دہشت" کیا تھی؟ سب سے پہلے تو یہ توانائی' ایک وحشیانہ قوت تھی جس نے مائیکل اینجلو کے جسم کو مجروح کیا لیکن 89 برس تک اسے قائم بھی رکھا; اور دوم' ایک قوتِ ارادہ جس نے اس توانائی کو قابو میں رکھا اور ایک ہی مقصد یعنی آرٹ میں لگایا اور باقی تقریباً ہر چیز سے گریز کیا۔ یکسوئی کے ذریعہ تعین یافتہ توانائی ہی جینئس کی تعریف ہے۔ بے صورت پتھر کو بطور چیلنج دیکھنے اور اسے تراش خراش کر بامعنی بنانے والی توانائی وہی قوت تھی جو زندگی کی چھوٹی موٹی فضول باتوں پر غصہ دلاتی ہے' کپڑوں یا صفائی ستھرائی یا ظاہری انداز و آداب کے بارے میں نہیں سوچتی' اور اندھا دھند نہیں مگر دوسروں کو نظر آئے بغیر ٹوٹے وعدوں' ٹوٹی دوستیوں' خراب صحت اور آخر کار شکستہ روح کے ساتھ اپنے مقصد کی جانب آگے بڑھتی ہے; جسم و ذہن بکھر کر رہ جاتا ہے مگر کام مکمل ہوتا ہے--- عہد کی عظیم ترین پینٹنگ' عظیم ترین مجسمہ اور کوئی عظیم ترین عمارت۔ اس نے کہا' "اگر خدا مدد کرے تو میں ایسی خوبصورت چیز تخلیق کروں گا جو اس سے پہلے اِٹلی نے نہیں دیکھی ہوگی۔"" ۶۰

شخصیت کے مغرور حسن اور شاندار لباس کے ساتھ جگمگاتے ہوئے دور میں وہ بہت کم دلکش تھا۔ درمیانہ قد' چوڑے شانے' بڑا سر' اونچی بھنویں' رخساروں کے پیچھے سے جھانکتے ہوئے کان' باہر کو نکلی ہوئی کن پٹیاں' پر فکر چہرہ' پِچکی ہوئی ناک' تیز چھوٹی آنکھیں' بھورے بال اور داڑھی--- یہ تھا مائیکل اینجلو اپنے عہد عروج میں۔ وہ پرانے کپڑے پہنتا اور انہیں اپنے جسم کا حصہ بن جانے تک پہنے رکھتا; لگتا ہے اس نے اپنے باپ کے ایک مشورے پر عمل کیا تھا: "دیکھو نہانا نہیں۔ خود کو رگڑو لیکن نہاؤ نہیں۔" ۶۱ وہ امیر ہونے کے باوجود غریب آدمی کی طرح رہتا' وہ نہ صرف کفایت شعار

بلکہ کنجوس بھی تھا۔ وہ جو بھی مل جاتا اسی سے پیٹ بھر لیتا' کبھی کبھی تو سوکھی روٹی بھی کھا کر گزارا کیا۔ بولونیا میں وہ اور اس کے تین کاریگر ایک ہی کمرے میں رہتے اور ایک ہی بستر پہ سوتے تھے۔ Condivi بتاتا ہے: "جب وہ مکمل توانا تھا تو عموماً کپڑوں' اور حتیٰ کہ لمبے بوٹوں سمیت ہی بستر میں لیٹ جاتا..... مخصوص موسموں میں وہ یہ بوٹ اتنے طویل عرصہ تک پہنے رکھتا کہ آخر کار اتارنے پر جلد ہی چمڑے کے ساتھ اتر جاتی۔"[۶۲] وازاری رقمطراز ہے: "وہ صرف اس وجہ سے کپڑے نہیں اتارتا تھا کہ دوبارہ پہننے پڑیں گے۔"[۶۳]

اپنے اعلیٰ فرضی حسب نسب پر فخر کرتے ہوئے اس نے امیر پر غریب' دانشور پر سادہ لوح شخص' دولت کی تن آسانیوں پر مزدور کی محنت کو ترجیح دی۔ وہ اپنی زیادہ تر کمائی بھوکے ننگے رشتہ داروں کو دے دیتا۔ اسے تنہائی پسند تھی; ناقص العقل لوگوں کے ساتھ چھوٹی موٹی گفتگو کرنا اسے سخت ناگوار لگتا; وہ جہاں کہیں بھی ہوتا' ہمیشہ اپنے خیالات میں گم رہتا۔ اس نے خوبصورت عورتوں پر بہت کم توجہ دی اور تجرد کے ذریعہ مقدر بچایا۔ جب ایک پادری نے اظہار تاسف کیا کہ مائیکل اینجلو نے شادی کر کے بچے پیدا نہیں کیے تو وہ بولا: "مجھے اپنے آرٹ میں ہی بیوی مل گئی اور اس نے مجھے کافی تکلیف دی ہے۔ جہاں تک بچوں کا تعلق ہے تو وہ میرے چھوڑے ہوئے کام ہیں; اور اگر ان کی کوئی قدر و قیمت نہیں تو پھر بھی وہ کچھ عرصہ زندہ رہیں گے۔"[۶۴] وہ گھر کے آس پاس عورتوں کی موجودگی برداشت نہ کرتا تھا۔ اس نے دوستی اور آرٹ دونوں کے لیے مردوں کو ترجیح دی۔ اس کی مصور کردہ عورتیں ہمیشہ مادرانہ پختگی کی حامل ہیں' نہ کہ شباب کی خیرہ کن چمک دمک والی; یہ امر قابل ذکر ہے کہ وہ اور لیونارڈو دونوں ہی عورتوں کی جسمانی خوبصورتی کے حوالے سے بدیہی طور پر بے حس تھے; جبکہ بیشتر آرٹشٹوں نے عورتوں کو حسن کی تجسیم اور سرچشمہ خیال کیا۔ مائیکل کے ہم جنس پرست ہونے کی کوئی شہادت نہیں ملتی; اس کی وہ تمام توانائی کام میں استعمال ہوئی جو سیکس میں ضائع ہو سکتی تھی۔ کیرارا میں وہ دن بھر گھوڑے کی کاٹھی پہ بیٹھ کر پتھر کاٹنے اور سڑک بنانے والوں کو ہدایات دیتا; اور شام کو اپنے کیبن میں لیمپ جلا کر منصوبوں کا مطالعہ' رقم کا حساب کتاب وغیرہ کرتا۔ اس پہ بظاہر کاہلی کے دور بھی آتے' اور پھر ایک

دم تخلیق کا جوش اس پر غالب آجاتا اور ہر چیز حتیٰ کہ روم کی تباہی بھی درخور اعتناء نہ رہ جاتی۔

کام میں مصروفیت کے باعث اسے دوستیوں کیلئے بہت تھوڑا وقت ملتا' تاہم اس کے وفادار دوست موجود تھے۔ کسی دوست یا کسی اور شخص نے شاذونادر ہی اس کی میز پر کھانا کھایا۔" [65] وہ اپنے ملازم فرانسسکو degli Amadori کی صحبت پر ہی قانع تھا' جس نے 45 برس تک اس کا خیال رکھا اور کئی سال تک شریک بستر بھی رہا۔ مائیکل کے تحفوں نے فرانسسکو کو ایک امیر آدمی بنا دیا' اور آرٹسٹ اس کی موت پر دلگیر ہوا (1555ء)۔ دوسروں کیلئے وہ بدمزاج اور کڑوا بولنے والا تھا؛ وہ کوئی لحاظ کے بغیر تنقید کرتا' بہت جلد ناراض ہو جاتا اور ہر ایک پر شک کرتا تھا۔ اس نے پیروجینو کو احمق کہا' اور فرانسیا کی تصاویر کے متعلق رائے دیتے ہوئے اس کے بیٹے سے کہا کہ اس کا باپ دن کی نسبت رات کے وقت بہتر شبیہیں بناتا ہے۔ [66] وہ رافیل کی کامیابی اور شہرت سے جلا۔ اگرچہ دونوں آرٹسٹ ایک دوسرے کی عزت کرتے تھے' مگر ان کے پیروکار متحارب گروہوں میں بٹ گئے؛ اور ایاکوپو سانسووینو نے ایک خط میں مائیکل کو شدید ملامت کرتے ہوئے کہا: "اس دن پر لعنت ہو جب تم نے دنیا میں کسی کے متعلق کوئی اچھی بات کہی ہو۔" [67] چند ایسے دن آئے۔ مائیکل نے ٹیشین کی بنائی ہوئی فیرارا کے ڈیوک الفونسو کی تصویر دیکھ کر کہا کہ اس نے سوچا بھی نہیں تھا کہ آرٹ اتنی بلندی تک جا سکتا ہے' اور یہ کہ صرف ٹیشین ہی مصور کہلانے کا حقدار تھا۔ [68] اس کا چڑچڑا رویہ اور غمگین موڈ زندگی بھر کا المیہ تھے۔ کبھی کبھی وہ پاگل پن کی حد تک بدحواس ہو جاتا؛ اور بڑھاپے میں جہنم کا خوف اس حد تک بڑھ گیا کہ وہ آرٹ کو ایک گناہ سمجھنے لگا' اور اس نے ناراض خدا کو راضی کرنے کی خاطر غریب لڑکیوں کو جہیز دیئے۔ [69] ایک مریضانہ حساسیت نے اسے تقریباً روزانہ تکلیف دی۔ اس نے 1508ء میں ہی اپنے باپ کو لکھا: "مجھے خوشحالی کا ایک لمحہ گذارے ہوئے کوئی پندرہ برس ہو گئے ہیں۔" [70] اسے سکون کے اور بہت سے لمحات نہ ملے' اگرچہ ابھی 58 سال کی زندگی باقی پڑی تھی۔

VII۔ رافیل اور لیو X: 20-1513ء

لیو نے کچھ تو مائیکل انجلو کو اس لیے نظرانداز کیا کہ اسے متحمل مزاج مرد اور عورتیں پسند تھیں' اور کچھ اس لیے کہ اسے فن تعمیر یا وسیع و عریض آرٹ کا زیادہ شوق نہ تھا؛ وہ کیتھیڈرل پر کسی موتی اور مقبروں پر منی ایچرز کو ترجیح دیتا تھا۔ اس نے کیراڈوسا' سانتی دی کولاسیا' میشیل نارڈینی اور بہت سے دیگر زرگروں کو زیور' کیموز' تمغے' سکے' مقدس ظروف بنانے میں مصروف رکھا۔ وہ اپنی موت پر 2,04,655 ڈیوکٹ (25 لاکھ ڈالر سے زائد) مالیت کے قیمتی پتھروں' یاقوت' ہیروں' زمرد' نیلم' موتیوں' جیغوں اور چھاتی بندوں کا انتخاب چھوڑ گیا؛ تاہم' ہمیں یاد رکھنا ہوگا کہ ان میں سے بیشتر اسے اپنے پیشروؤں سے وراثت میں ملے تھے' اور یہ کہ تخفیف زر کے باعث بہت سا پاپائی خزانہ خرچ بھی ہوگیا تھا۔

اس نے متعدد آرٹسٹوں کو روم بلایا' لیکن حقیقی دیکھ بھال صرف رافیل کے لیے مخصوص رکھی۔ اس نے لیونارڈو کو آزمایا اور کاہل قرار دے کر مسترد کر دیا۔ فرا بارتولومیو 1514ء میں روم آیا اور "سینٹ پیٹر" و "سینٹ پال" پینٹ کی؛ لیکن فضا اور جوش و خروش اسے راس نہ آئے' اور وہ جلد ہی اپنی فلورنسی خانقاہ کے گوشہ عافیت میں واپس چلا گیا۔ لیو نے سوڈوما کا کام پسند کیا' لیکن اس بے دھڑک نفس پرست کو ویٹیکن میں آزادانہ آوارہ گردی کی جرات نہ کرنے دی۔ سیباستیانو ڈیل پیامبو کو لیو کے کزن گلیو ڈی میڈیچی نے بے دخل کر دیا۔

رافیل مزاج اور ذوق دونوں اعتبار سے لیو کو مناسب لگا۔ دونوں ہی ملنسار ابیقوری تھے جنہوں نے عیسائیت کو ایک مسرت بنایا اور یہیں اپنی جنت پائی؛ لیکن دونوں نے اتنی ہی کھیل بازی کی جتنی کی محنت۔ لیو نے شادمان آرٹسٹ پر کاموں کے بوجھ لاد دیئے: Stanze کی تکمیل' سٹائن گرجا خانے کی گلکاریوں کے لیے کارٹونز کی ڈیزائننگ' ویٹیکن گیلری کی تزئین' سینٹ پیٹرز کی تعمیر' کلاسیکی آرٹ کی تحویل و تحفظ۔ رافیل نے یہ منصوبے خوش گفتاری اور شوق کے ساتھ قبول کیے' اور ان کے ساتھ ساتھ متعدد مذہبی تصاویر' پاگان دیواری تصاویر کے کئی سلسلے' اور یقینی دولت و شہرت

دلانے والی کوئی پچاس میڈونائیں اور پورٹریٹس بنانے کی فرصت بھی نکالی۔ لیو نے اسے ضیافتوں کا انتظام کرنے' ایک کھیل کے لیے منظر بنانے اور ایک پیارے ہاتھی کا پورٹریٹ بنانے کا کہہ اس کی تساہل پسندی کو تنقید کا نشانہ بنایا۔ لکھ شاید محبت کے ساتھ ساتھ کام کی زیادتی نے رافیل کو قبل از وقت موت کی وادی میں پہنچا دیا۔

لیکن اب اس کی قوتوں کی جولانی اور خوشحالی کی شگفتگی عروج پر تھی۔ اپنے "پیارے چچا سیمونا..... جو مجھے باپ کی طرح عزیز ہیں"" اور جنھوں نے مجھے بارہا کنوارے پن پر ملامت کی ہے' کے نام ایک خط میں (مورخہ یکم جولائی 1514ء) اس نے خوشگوار خود اعتمادی کے ساتھ لکھا:

> جہاں تک بیوی کا معاملہ ہے تو میں آپ کو بتانا چاہوں گا کہ میں ہر روز شکر ادا کرتا ہوں کہ میں نے آپ کی چنی ہوئی یا کوئی بھی دوسری بیوی قبول نہیں کی۔ اس معاملے میں' میں آپ سے زیادہ عقلمند رہا ہوں..... اور مجھے یقین ہے کہ آپ مجھے موجودہ حالت میں ہی بہتر دیکھیں گے۔ میرے پاس روم میں 3000 ڈیوکٹ کا سرمایہ اور مزید پچاس ڈیوکٹ کی یقینی آمدنی بھی ہے۔ تقدس ماب مجھے سینٹ پیٹرز کی تعمیر نو کے کام کی نگرانی کے لیے 300 ڈیوکٹ تنخواہ دیتے ہیں' جو مجھے تاحیات ملتی رہے گی..... اس کے علاوہ وہ مجھے میرے کام کے لیے درکار تمام چیزیں بھی فراہم کرتے ہیں۔ میں نے تقدس ماب کے لیے ایک بہت بڑے ہال کی آرائش شروع کی ہے جس کے مجھے 1200 طلائی کراؤنز ملیں گے' لہٰذا' میرے پیارے چچا' آپ کو دیکھنا چاہیے کہ میں اپنے ملک کے ساتھ ساتھ خاندان کے لیے بھی باعث عزت ہوں۔ لکھ

اکتیس برس کی عمر میں وہ باشعور مردانگی میں داخل ہوا۔ اس نے کالی داڑھی بڑھالی تھی' شاید جوانی چھپانے کے لیے۔ وہ آرام و عیش کے ساتھ ایک محل میں رہا جو برامانتے نے تعمیر کیا اور رافیل نے تین ہزار ڈیوکٹ میں خریدا تھا۔ وہ کسی نوجوان شریف زادے جیسا لباس پہنتا۔ ویٹیکن میں آنے پر شاگردوں اور گاہکوں کا شاہانہ دستہ بھی اس کے ہمراہ ہوتا۔ مائیکل اینجلو نے اسے ملامت کرتے ہوئے کہا' "تم کسی سپہ

سالار کی طرح سوٹ پہنے پھرتے ہو"; رافیل نے جواب دیا: "اور تم کسی جلاد کی طرح اکیلے ہی پھرتے ہو۔" [۳] وہ اب بھی ایک خوش خصلت جوان تھا--- حسد سے پاک لیکن رقابت کا شوقین' پہلے کی نسبت کم منکسر (وہ ہوتا بھی کیسے؟)' لیکن ہمیشہ دوسروں کا مددگار' دوستوں کو تحفے میں شاہکار دینے والا اور اپنے سے کم خوش قسمت یا کم نوازے گئے آرٹسٹوں کی سرپرستی کرنے والا۔ لیکن کچھ موقعوں پر اس کی حسِ ظرافت بہت تیز ہو جاتی۔ اس کے سٹوڈیو میں آنے والے دو کارڈینلوں نے یونہی چھیڑچھاڑ میں اس کی تصویروں کے نقص نکالے--- مثلاً یہ کہ حواریوں کے چہرے بہت سرخ ہیں--- تو رافیل نے جواب دیا: "صاحبان' اس پر حیران نہ ہوں; میں نے جان بوجھ کر انہیں یوں پیش کیا ہے; کیا ہم نہیں سمجھتے کہ وہ کلیسیاء پر آپ جیسے لوگوں کو مقتدر دیکھ کر آسمان میں شرم سے سرخ ہوتے ہوں گے؟" [۴] تاہم' وہ ناراض ہوئے بغیر نقائص دور کر سکتا تھا' جیسا کہ سینٹ پیٹرز کے منصوبے میں سے کیے۔ اس نے اپنی خودمختاری اور اچھوتا پن کھوئے بغیر کئی آرٹسٹوں کی نقل کر کے انہیں سراہا۔ اسے اپنے آپ میں آنے کے لیے تنہائی کی ضرورت نہ تھی۔

رافیل کے اخلاقی اصول اس کے انداز و اطوار کے برابر نہیں تھے۔ اگر وہ عورتوں کی دلکشیوں پر اس قدر نہ ریجھتا تو اتنی خوبصورت عورت پینٹ نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے "*Disputa*" کے لیے اپنی ڈرائینگز کی پشت پر محبت کے گیت لکھے۔ اس کی محبوباؤں کا ایک پورا سلسلہ موجود تھا' لیکن پوپ سمیت غالباً ہر ایک نے ان تفریحات کو اس جیسے عظیم آرٹسٹ کے لیے درست خیال کیا۔ وازاری نے رافیل کی جنسی عیاشی کو بیان کر کے دو صفحے بعد یہ کہنے میں کوئی تضاد نہ دیکھا کہ "اس کی نیک زندگی کو مثال بنانے والے آسمان پر انعام پائیں گے۔" [۵] جب کاستیلونے نے رافیل سے پوچھا کہ اسے اپنی مصور کردہ خوبصورت عورتوں کے لیے ماڈلز کہاں سے ملیں تو اس نے جواب دیا کہ میں نے انہیں مختلف عورتوں میں موجود حسین عناصر سے اپنے تخیل کے ذریعہ تخلیق کیا; [۶] یوں اسے نمونوں کا وسیع تنوع درکار تھا۔ بایں ہمہ اس کے کردار اور فن پاروں میں ایک صحتمندانہ' حیات افزاء مزاج' ایک اِتحاد' سکون اور طمانیت موجود ہے' جبکہ اردگرد عہد کے جھگڑے' دھڑے بندیاں' رشک اور

تہمتیں موجود تھیں۔ اس نے لیو اور اِٹلی کو کھا جانے والی سیاست پر دھیان نہ دیا' شاید وہ محسوس کرتا تھا کہ طاقت اور مراعات کے لیے جماعتوں اور ریاستوں کی لڑائیاں تاریخ کا یکساں خمیر ہے' اور یہ کہ اچھائی' خوبصورتی اور سچائی سے وابستگی کے سوا کچھ بھی اہم نہیں ہے۔

رافیل نے صداقت کی جستجو زیادہ بے پرواروحوں کے لیے چھوڑ دی' اور خود کو حسن کی خدمت تک محدود رکھا۔ لیو کے دور کے پہلے سالوں میں اس نے Stanza d'Eliodoro کی تزئین و آرائش کا کام جاری رکھا۔ جولیئس نے صورتحال کی کسی ترنگ میں آکر... اور اِٹلی سے "بربری" کے خروج کو علامتی رنگ دینے کی خاطر... کمرے کی دوسری بڑی میورل کے لیے Attila I اور لیو اول کی تاریخی ملاقات (452ء) کا موضوع منتخب کیا۔ لیو کی ڈرائنگ پہلے لیو کو دوسرے لیو کے خدوخال دے چکی تھی' تو تب دسواں لیو تخت نشین ہوا۔ ڈرائنگ پر نظرثانی کی گئی اور لیو لیو بن گیا۔ اسی کمرے کی ایک کھڑکی کے اوپر محراب میں رافیل کی مصور کردہ چھوٹی تصویر اس وسیع جمگھٹ سے زیادہ کامیاب ہے۔ یہاں نئے پوپ نے' شاید فرانسیسیوں سے بچ کر اپنے مِیلان کی جانب فرار کی یادگیری کے لیے' تجویز دی کہ ایک فرشتے کے ہاتھوں سے زہر کھا کر پیٹر کی رہائی کو موضوع بنایا جائے۔ رافیل نے جھروکوں کے باعث تین حصوں میں تقسیم تصویری کہانی میں تسلسل اور جان ڈالنے کے لیے اپنی تمام ترکیبی مہارت استعمال کی: بائیں طرف محو خواب محافظ' اوپر ایک فرشتہ پیٹر کو بیدار کرتے ہوئے' دائیں طرف فرشتہ غنودگی زدہ اور پریشان حال حواری کو آزادی کی جانب لے جا رہا ہے۔ فرشتے کا نور عقوبت خانے کو روشن کر رہا ہے' سپاہیوں کی زرہیں نور سے چمک اور آنکھیں چندھیا رہی ہیں' اور ہلال چاند بادلوں کو سفید کر رہا ہے--- یہ روشنی کے تصویری مطالعہ کا نمونہ ہے۔

نوجوان آرٹسٹ ہر نئی تکنیک کا شوقین تھا۔ براماننتے مائیکل اینجلو کی اجازت کے بغیر چوری چھپے اپنی دوست کو سِستائن قبہ کی تصاویر مکمل ہونے سے پہلے ہی دکھانے لے گیا تھا۔ رافیل بہت متاثر ہوا: اس نے شاید اپنے غرور کے ساتھ ابھی تک موجود انکساری کے تحت خود کو اپنے سے زیادہ زبردست جینئس کے حضور محسوس کیا۔ اس

نے نئے اثر کو ہیلی ڈورس کے کمرے میں چھت کی تصاویر کے موضوعات اور پیکروں میں جلوہ گر ہونے دیا: "خدا کا نوح پر انکشاف"" "ابراہیم کی قربانی"" "یعقوب کا خواب"" "جلتی ہوئی جھاڑی۔" یہ اثر دوبارہ "پیغمبر۔سعیاہ" میں نظر آیا جو اس نے سینٹ آگسٹائن کلیساء کے لیے بنائی تھی۔

اس نے 1514ء میں کمرے کی مرکزی تصویر پر کام شروع کیا۔ قرون وسطیٰ کی ایک حکایت بتاتی ہے کہ کیسے پوپ لیو III (816ء-795ء) نے محض صلیب کا نشان بنا کر ویٹیکن کے اردگرد روم کا قصبہ جل کر راکھ ہونے سے بچالیا تھا۔ اس میورل کے لیے رافیل نے غالباً صرف کارٹون بنایا اور رنگ بھرنے کا کام اپنے شاگرد جیان فرانسسکو پینی کو سونپ دیا۔ پھر بھی یہ رافیل کے بہترین قسط وار کہانی کے انداز میں ایک زبردست ترکیب ہے۔ رافیل نے کلاسیکل اور عیسائی کہانی کو ملا کر بائیں طرف ایک خوبصورت اور مضبوط جسم والا اینی آس دکھایا جو اپنے بوڑھے مگر مضبوط جسم باپ Anchises کو بحفاظت لیے جا رہا ہے۔ ایک اور کامل طور پر بنایا گیا برہنہ مرد آتش زدہ عمارت کی دیوار کے اوپر سے لٹکا ہوا گرنے کو تیار ہے؛ ان تینوں برہنہ جسموں میں مائیکل انجلو کا اثر عیاں ہے۔ پنجوں کے بل کھڑے ہو کر اوپر کو ہاتھ بڑھائے ہوئے آدمی کو اپنا بچہ پکڑانے کے لیے دیوار کے اوپر سے اُمڈی ہوئی بے قرار ماں زیادہ رافیلیائی ہے۔ خوبصورت ستونوں کے درمیان عورتوں کی منڈلیاں پوپ سے مدد کی التجا کر رہی ہیں' جو ایک بالکنی میں سکون سے کھڑا آگ کو ختم ہونے کا حکم دے رہا ہے۔ رافیل یہاں بھی اپنے عروج پر ہے۔

رافیل نے کمرے کی باقی تصاویر کے لیے کارٹونز بنائے' شاید اس کام میں بھی اپنے شاگردوں سے مدد لی۔ ان کارٹونز سے پیرینو ڈیل ویگا نے کھڑکی کے اوپر "لیو III کا حلف" میں خود کو شارلیمان (800ء) کے سامنے برات یافتہ دکھایا؛ دروازے والی دیوار پر ایک اور زیادہ قابل شاگرد گِلیو رومانو--- نشاۃ ثانیہ کے آرٹ میں ممتاز واحد رومن باشندہ--- نے "اوسٹایا (Ostia) کی جنگ" دکھائی جس میں لیو X سے کافی حد تک ملتے جلتے لیو IV نے حملہ آور سارا سینوں کو واپس بھگایا (849ء)؛ اور دیگر بچی ہوئی جگہوں میں قابل شاگردوں نے کلیساء کے خیرخواہ بادشاہوں کے تصوراتی پورٹریٹ بنائے۔ سب

سے آخر والی تصویر "شارلیمان کی تاجپوشی" میں لیو X لیو III بن جاتا ہے؛ اور یہاں بطور شارلیمان دکھایا گیا فرانسس اول قائمقام حیثیت میں شہنشاہ بننے کی غایت حاصل کرتا ہے۔ تصویر بولونیا میں ایک سال قبل (1516ء) لیو کی فرانسس کے ساتھ ملاقات کی بازگشت ہے۔

رافیل نے چوتھے کمرے *Sala di Costantino* کے لیے کچھ ابتدائی خاکے بنائے؛ پینٹنگز پر اس کی موت کے بعد کلیمنٹ VII کی سرپرستی میں کام مکمل ہوا۔ دریں اثناء لیو X نے اسے گیلری (Loggie) کی تزئین شروع کرنے پر زور دیا جو براماننتے نے ویٹیکن میں سینٹ Damasus کے احاطے کے اردگرد تعمیر کی تھی: اب (9۔1517ء) اس نے ایک گیلری کی چھت کے لیے ڈیزائن کردہ 52 جداری تصاویر میں تخلیق سے لے کر روز حشر تک کی بائبل کہانی دوبارہ پیش کی۔ اصل پینٹنگ گلیو رومانو' جیان فرانسسکو پینی' پیرینو ڈیل ویگا' پولیڈورو کالڈیرا دا کاراواجو اور دیگر کے سپرد کی گئی؛ جبکہ جووانی دا اودینے پلستروں اور کارنسوں کی نچلی سطحوں کو Stucco اور پینٹ میں دلکش تصاویر اور عربی گلکاریوں سے زینت افروز بنا رہا تھا۔ گیلری کی ان تصاویر میں کہیں کہیں وہی موضوعات استعمال کیے گئے جو سِسٹائن چھت پر پیش ہو چکے تھے' لیکن یہاں یہ زیادہ شاداں جذبہ لیے ہوئے ہیں' کچھ جھلکیاں نہایت خوشگوار ہیں: آدم و حوا اور ان کے بچے باغ عدن میں پھلوں سے لطف اندوز ہو رہے ہیں' ابراہیم تین فرشتوں سے ملاقات کے دوران' اسحاق ربتہ کو سینے سے لگائے ہوئے' یعقوب اور راکیل کنوئیں پر' یوسف اور Potiphar کی بیوی' موسیٰ کی تلاش' داؤد اور بت شیبا' گڈریوں کی تعظیم۔ یہ جھوٹی چھوٹی پینٹنگز یقیناً مائیکل اینجلو کی ہم پلہ نہیں؛ وہ مختلف دنیا اور قسم کی ہیں۔۔۔ ایک نسائی حسن کی دنیا' نہ کہ مردانہ طاقتوری کی؛ وہ رافیل کے آخری پانچ سال کے دوران بشاشت کی علامت ہیں' جبکہ سِسٹائن چھت مائیکل اینجلو کی اوجِ کمال ہے۔

شاید لیو چھت اور اس کی وجہ سے جولیئس کے عہد کو ملنے والی عظمت سے کچھ جلتا تھا۔ اس نے اپنی تاجپوشی کے کچھ ہی دیر بعد سِسٹائن گرجا خانے کی دیواروں کو منقش کپڑوں (Tapestries) سے سجانے کا سوچا۔ فلینڈرز کے جولاہوں کا اٹلی بھر میں کوئی

جواب نہ تھا' اور لیو کو خیال آیا کہ فلینڈرز میں کوئی ایسا مصور نہیں جو رافیل کا مقابلہ کر سکتا ہو۔ اس نے مصور کو "حواریوں کے اقدامات" (Acts) پر مبنی مناظر کے دس کارٹون بنانے کا کام دیا (1515ء)۔ ان میں سے سات کارٹون انگلینڈ کے چارلس اول کے لیے روبنز نے بروسلز سے خریدے تھے (1630ء) اور اِس وقت لندن کے وکٹوریا اور البرٹ میوزیم میں پڑے ہیں۔ وہ آج تک بنائی گئی نہایت شاندار ڈرائنگز میں شمار ہوتے ہیں۔ رافیل نے یہاں ساخت' اناٹومی اور ڈرامائی تاثر کے بارے میں اپنا تمامتر علم پیش کر دیا؛ ڈرائنگ کے کچھ حصے "مچھلیوں کا کرشماتی جال"' "پیٹر پر مسیح کا الزام"' "اناناس کی موت"' "پیٹر لنگڑے کو شفاء دیتے ہوئے"' یا "ایتھنز میں پال کی تبلیغ" پر بھی سبقت رکھتے ہیں۔۔۔ البتہ آخرالذکر تصویر میں پال کا خوبصورت پیکر فلورنس میں ماساشیو کی تصاویر سے چرایا گیا۔

دس کارٹونز بروسلز بھیجے گئے اور وہاں Bernaert Van Orleg (جو روم میں رافیل کا شاگرد رہ چکا تھا) نے ڈیزائنوں کی ریشم اور اون پر منتقلی کے کام کی نگرانی کی۔ تین سال کے مختصر عرصہ میں سات تصویری کپڑے مکمل ہو گئے اور 1520ء تک تمام کے تمام دس۔ 26 دسمبر 1519ء کو سات سِسٹائن کی دیواروں پر لگا کر روم کی اشرافیہ کو دیکھنے کی دعوت دی گئی۔ انہوں نے ایک ہلچل مچا دی۔ Paris de Grassis نے اپنی ڈائری میں لکھا: "سارا گرجا خانہ ان کپڑوں کو دیکھ کر دنگ رہ گیا: متفقہ خیال کے مطابق دنیا میں کوئی چیز ان سے زیادہ خوبصورت نہ تھی۔"[۴۸] ہر ایک تصویری کپڑے پر 2,000 ڈیوکٹ (25,000 ڈالر) لاگت آئی: دس کے مجموعی خرچ نے لیو کا خزانہ خالی کر دیا' اور اسے مزید کلیسائی جاگیریں اور عہدے فروخت کرنا پڑے۔* لیو نے لازماً

---

* لیو کی وفات پر پاپائی دیوالیہ پن روکنے کے لیے تصویری کپڑے رہن رکھے گئے: روم کی غارتگری میں انہیں شدید نقصان پہنچا۔ ایک کپڑا ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور دو قسطنطنیہ کو فروخت کر دیے گئے۔ 1554ء تک سب سِسٹائن گرجا خانے میں واپس پہنچ گئے: اور ہر سال انہیں کارپس کرسٹی کی ضیافت کے موقع پر پیاتساڈی سان پیاترو میں لوگوں کے سامنے نمائش پر رکھا جاتا۔ لوئی XIV نے انہیں آکس میں نقل کروایا۔ فرانسیسیوں نے 1748ء میں انہیں اپنے قبضہ میں لے لیا' مگر 1808ء میں واپس ویٹیکن پہنچے۔ اب یہ وہاں اپنے علیحدہ ہال میں نظارہ دے رہے ہیں۔

محسوس کیا ہو گا کہ اب وہ اور رافیل جولیئس اور مائیکل اینجلو کے ساتھ آرٹ کے میدان جنگ میں اتر آئے تھے اور فتح بھی پالی تھی۔

37 سالہ رافیل کی حیرت انگیز زرخیزی--- 89 سالہ مائیکل اینجلو سے زیادہ--- کے باعث اس کے بارے میں مختصراً بات کرنا مشکل ہے' کیونکہ اس کی ہر تخلیق ایک یاد رکھنے کے قابل شاہکار ہے۔ اس نے پچی کاریاں' کندہ کاریاں' زیور' تمغے' کوزے' کانسی کے برتن اور منبت کاریاں' عطر کے ڈبے' مجسمے' محل ڈیزائن کیے۔ مائیکل اینجلو کو یہ سن کر تشویش ہوئی کہ رافیل نے ایک ماڈل تیار کیا ہے اور فلورنسی سنگ تراش Lorenzetto Lotti نے اس ڈیزائن کا ماربل میں یوحنا کا وہیل پر سوار مجسمہ تراشا ہے: لیکن نتیجے نے اسے حوصلہ دلایا--- رافیل نے اپنے تصویری عنصر سے ادھر ادھر بھٹک کر غیر دانشمندی کی تھی۔ اس نے آرکیٹکچر میں زیادہ بہتر کارکردگی دکھائی' کیونکہ یہاں اس کے دوست براماتتے نے رہنمائی کی تھی۔ تقریباً 1514ء میں جب اسے سینٹ پیٹرز کا نگران بنایا گیا تو اس نے اپنے دوست Fabio Calvo سے Vitruvius کو اطالوی میں ترجمہ کروایا تھا: اور تب سے ہی وہ کلاسیکی تعمیراتی انداز و اشکال کا پرشوق قدردان بن گیا۔ رافیل نے روم میں کچھ غیر ممتاز محل بنائے اور کارڈینل گلیو ڈی میڈیچی کے لیے شاندار Villa Madama ڈیزائن کرنے میں حصہ ڈالا: تاہم یہ بنیادی طور پر ماہر تعمیر اور مصور گلیو رومانو کا کام تھا' جبکہ جووانی دا اوڈینے نے آرائش کی۔ رافیل کا ایک سلامت بچ جانے والا تعمیراتی شاہکار پلازو پانڈو لفینی ہے' جو اس کی موت کے بعد اس کے بنائے ہوئے منصوبے کے مطابق تعمیر ہوا: یہ اب بھی فلورنس کے خوبصورت ترین محلات میں سے ایک ہے۔ اس نے بے مثال بے تعلقی کے ساتھ اپنی صلاحیتوں کو ایک دوست بنک کار چیگی (Chigi) کی خدمت میں پیش کیا اور اس کے لیے سانتا ماریا ڈیل پوپولو کے کلیساء میں ایک گرجا خانہ اور اس کے گھوڑوں کے لیے ایسے اصطبل بنائے (1514ء Stalle Chigiane) جو کسی محل کے شایان شان تھے۔ رافیل اور لیو کے روم کو سمجھنے کے لیے ہمیں کچھ دیر رک کر انتہائی پسندیدہ چیگی پر ایک نظر ڈالنا پڑے گی۔

VIII_ اگوستینو چیگی

وہ روم میں ایک نئے گروپ کا نمائندہ ہے: امیر تاجر یا بنکار، عموماً غیر رومن نسل کے، جن کی دولت نے پرانی رومن اشرافیہ کو ماند کر دیا تھا، اور آرٹسٹوں و مصنفوں پر جن کی فراخدلی پر صرف پوپس اور کارڈینلوں کو سبقت حاصل تھی۔ وہ سینا میں پیدا ہوا، روزانہ روٹی کے ساتھ مالیاتی ہیر پھیر کے طریقے بھی اپنے اندر جذب کیے۔ 43 برس کی عمر میں وہ عیسائی یا بے دین جمہوریاؤں اور بادشاہتوں کو قرض دینے والا مرکزی اطالوی تھا۔ اس نے ترکی سمیت درجن بھر ممالک کے ساتھ تجارت میں رقم لگائی اور جولیئس II سے پھٹکڑی اور نمک میں پٹے پر اجارہ داری حاصل کی۔ ۷۸ھ اس نے 1511ء میں جولیئس کو فیرارا کے ساتھ جنگ کی ایک اضافی وجہ مہیا کی--- ڈیوک الفونسو نے نمک کم نرخوں پر بیچنے کی جرات کی تھی۔ ۷۹ھ اس کی فرم نے تمام بڑے اطالوی شہروں، اور قسطنطنیہ، سکندریہ، قاہرہ، لیون (Lyons)، لندن، ایمسٹرڈم میں شاخیں کھول رکھی تھیں۔ تقریباً ایک سو بحری جہاز اس کے جھنڈے تلے سفر کرتے: بیس ہزار افراد اس سے تنخواہ پاتے: نصف درجن حاکموں نے اسے تحائف بھیجے: اس کا بہترین گھوڑا سلطان کا بھیجا ہوا تھا: جب وہ وینس گیا (جسے اس نے 1,25,000 ڈیوکٹ قرض دیئے تھے) تو صدر مجسٹریٹ کے ساتھ والی نشست پر بیٹھا۔ ۸۰ھ لیو X نے جب اسے اپنی دولت کا تخمینہ لگانے کو کہا تو اس نے، شاید ٹیکس کی وجہ کی بناء پر، معذوری ظاہر کر دی: تاہم، اس کی سالانہ آمدنی 70,000 ڈیوکٹ (8,75,000 ڈالر) تھی۔ اس کے پاس موجود چاندی اور جواہرات کی مقدار ساری رومن اشرافیہ کے پاس موجود مقدار سے زیادہ تھی۔ اس کا پلنگ ہاتھی دانت کا بنا اور سونے و قیمتی پتھروں سے مرصع کیا گیا تھا۔ غسل خانے کی اشیاء ٹھوس چاندی کی تھیں۔ ۸۱ھ اس کے پاس نصف درجن محلات اور دیہی بنگلے تھے، جن میں ٹائبر کے مغربی کنارے پر Villa Chlgi سب سے زیادہ خوبصورت تھا۔ بالداسارے پیروتسی کا ڈیزائن کردہ، پیروتسی، رافیل، سوڈوما، گلیو رومانو اور سیباستیانو ڈیل پیامبو کی تصاویر سے مزین یہ بنگلہ 1512ء میں مکمل ہوا تو رومنوں نے اسے روم کا سب سے زیادہ پُر جلال محل قرار دیا۔

چیگی ضیافتوں نے تقریباً وہی شہرت حاصل کی جو سیزر کے دور میں Lucullus کی دعوتوں نے حاصل کی تھی۔ رافیل کے تعمیر کردہ اصطبلوں میں انسانوں سے زیادہ خوبصورت حیوان آنے سے پہلے اگوستینو نے 1518ء میں پوپ لیو اور چودہ کارڈینلوں کو کھانا کھلایا جس پر 2,000 ڈیوکٹ (25,000 ڈالر؟) خرچ ہوئے۔ اس ممتاز تقریب میں چاندی کی گیارہ بڑی بڑی پلیٹیں چرائی گئیں--- یہ غالباً مہمانوں کے ہمراہ آنے والے ملازمین کا کام تھا۔ چیگی نے تحقیقات سے منع کر دیا' اور متواضع حیرت کا اظہار کیا کہ اتنی معمولی سی ہی چوری ہوئی ہے۔ [۸۲] دعوت ختم ہونے کے بعد ریشمی قالین' تصویری کپڑے اور عمدہ فرنیچر وہاں سے نکال کر ایک سو گھوڑے اندر باندھ دیئے گئے۔

بنک کار نے چند ماہ بعد ایک اور عشائیہ دیا--- اس مرتبہ تقریب دریائے ٹائبر کے کنارے بنگلے کی گیلری میں ہوئی۔ کھانے کے ہر دور میں استعمال ہونے والے چاندی کے برتن مہمانوں کی آنکھوں کے سامنے ٹائبر میں پھینک دیئے گئے تاکہ سب کو یقین آ جائے کہ کوئی پلیٹ دو مرتبہ استعمال نہیں ہوئی۔ دعوت کے بعد چیگی کے ملازمین نے جال سے تمام پلیٹیں باہر نکال لیں۔ [۸۳] 28 اگست 1519ء کو بنگلے کے مرکزی ہال میں دیئے گئے ایک عشائیہ میں ہر مہمان--- بشمول پوپ اور بارہ کارڈینل--- کو چاندی یا سونے کی ایسی پلیٹ میں کھانا دیا گیا جس پر اس کا اپنا نصب العین کندہ تھا: کھانے میں خصوصی مچھلی' شکار' سبزیاں' پھل' مٹھائیوں اور درآمد کردہ خصوصی شرابوں سے تواضع کی گئی۔

چیگی نے دولت کے اس مسرفانہ استعمال کی تلافی ادب و فن کی فراخدلانہ سرپرستی کے ذریعہ کرنے کی کوشش کی۔ اس نے ویٹربو کے محقق Cornelio Benigno کو معاوضہ دے کر پندار کی ایڈیٹنگ کروائی اور اس کی اشاعت کے لیے اپنے ہی گھر میں ایک چھاپہ خانہ لگوایا: اور اس چھاپے خانے کے لیے یونانی طرز کے الفاظ اپنی خوبصورتی میں آلڈس مانیوشیئس کے ان الفاظ سے بہتر تھے جو اس نے دو سال قبل "Odes" کی چھپائی میں استعمال کیے تھے۔ یہ روم میں شائع ہونے والی پہلی کتاب تھی (1515ء)۔ ایک سال بعد اسی پریس نے تھیوکریٹس کا تصحیح شدہ ایڈیشن شائع کیا۔ اگوستینو نے خود بھی پڑھا لکھا ہونے کے باوجود بیمبو' جوویو اور حتیٰ کہ آرے تینو (Aretino) کے ساتھ

دوستی پر فخر کیا۔ چیگی کو دولت اور اپنی محبوبہ کے بعد سب سے زیادہ حسن کی تمام صورتوں سے پیار تھا جنہیں آرٹ نے رواج دیا تھا۔ اس نے آرٹسٹوں کو کام دینے میں لیو کا مقابلہ کیا اور نشاۃ ثانیہ کی پاگان تعبیر کی راہ پر خوشی خوشی قدم بڑھائے۔ اس نے اپنے محلات اور بنگلوں میں آرٹ کی اتنی تعداد جمع کر لی تھی کہ ان سے ایک پورا میوزیم بھر جاتا۔ لگتا ہے کہ وہ اپنے بنگلے کو محض گھر ہی نہیں بلکہ آرٹ کی پبلک گیلری بھی سمجھتا تھا جس میں عوام کو کبھی کبھی داخلے کی اجازت مل جاتی۔

اسی بنگلے میں' پیچھے مذکور 28 اگست 1519ء کو دیئے گئے عشائیہ کے موقع پر آخرکار چیگی نے اپنی باوفا محبوبہ کے ساتھ شادی کر لی جس کے ساتھ وہ گزشتہ آٹھ سال سے رہ رہا تھا۔ آٹھ ماہ بعد وہ مر گیا۔ چند روز پہلے رافیل کی وفات ہوئی تھی۔ اس کی 8,00,000 ڈیوکٹ (ایک کروڑ ڈالر؟) کی جائیداد بچوں میں تقسیم کر دی گئی۔ سب سے بڑے بیٹے لورینتسو نے عیاشی کی زندگی گذاری اور 1553ء میں پاگل قرار دیا گیا۔ دوسرے بیٹے کارڈینل ایلیساندرو فارنیسے نے تقریباً 1580ء میں Villa Chigi معمولی قیمت خرید لیا اور تب سے ہی اس کا نام فارنیسینا ہے۔

IX۔ رافیل: آخری دور

رافیل نے 1510ء میں ہی خوش مذاق بنک کار سے چھوٹے موٹے کام حاصل کر لیے تھے۔ 1514ء میں اس نے سانتا ماریا ڈیلاپیس میں چیگی کے لیے ایک دیواری تصویر بنائی۔ جگہ کم اور بے قاعدہ تھی: رافیل نے اسے چار کاہناؤں--- Cumaean' Persian' Phrygian' Tiburtine --- میں تقسیم کر دیا: ان پاگان کاہناؤں کو خدمتگار فرشتوں نے تھام رکھا ہے۔ وہ پیکر خوبصورت ہیں' کیونکہ رافیل بمشکل ہی کوئی ایسی تصویر بنا سکتا تھا جو خوبصورت نہ ہو: وازاری کے خیال میں یہ نوجوان استاد کا بہترین کام تھا۔ وہ انجلو کی کاہناؤں (Sibyls) کی ہلکی سی نقل ہیں' ماسوائے Tiburtine: یہاں ضعف عمر اور اپنی پیشگوئی کردہ بدقسمتی کے خوف کا شکار کاہنہ اچھوتی اور ڈرامائی قوت کی حامل ہے۔ سترھویں صدی عیسوی کی ایک کہانی کے مطابق ان کاہناؤں کے معاوضے کے سلسلہ میں رافیل اور چیگی کے خزانچی کے مابین غلط فہمی پیدا ہو گئی تھی۔ رافیل نے

500 ڈیوکٹ وصول کر لیے تھے مگر کام پورا کرنے کے بعد اضافی رقم مانگنے لگا۔ خزانچی نے سوچا کہ کل 500 ڈیوکٹ ہی واجب الادا تھے۔ رافیل نے تجویز دی کہ خزانچی ان تصاویر کی قیمت کا اندازہ لگانے کے لیے کسی قابل آرٹسٹ کو مقرر کرے؛ خزانچی نے مائیکل اینجلو کو منتخب کیا؛ رافیل مان گیا۔ مائیکل اینجلو نے رافیل سے رقابت کے باوجود تصویر میں ہر سر کی قیمت سو ڈیوکٹ لگائی۔ حیرت زدہ خزانچی جب یہ تخمینہ لے کر چیگی کے پاس پہنچا تو بنک کار نے رافیل کو فوراً 400 ڈیوکٹ مزید ادا کرنے کا حکم دیا' اور کہا' "اس سے نرمی برتو تاکہ وہ مطمئن ہو جائے۔ اگر اس نے مجھ سے تصویری کپڑوں کی قیمت بھی وصول کر لی تو میں برباد ہو جاؤں گا۔" ۵۸۴

چیگی کو محتاط رہنا تھا' کیونکہ اسی سال رافیل Villa Chigi میں اس کے لیے "گلاٹیا کی فتح" پینٹ کر رہا تھا۔ کہانی پولیشان کی "*Giostra*" سے لی گئی تھی: ایک آنکھ والا عفریت پولی فیمس نغمات و موسیقی کے ذریعہ پری گلاٹیا کو لُبھانے کی کوشش کرتا ہے؛ وہ اسے نامراد لوٹاتی ہے--- جیسے کہہ رہی ہو' ایک آرٹسٹ سے کون شادی کرے گی؟--- اور دو ڈالفن مچھلیوں کو مہمیز دیتی ہے جو اس کی گھونگا نما کشتی کو سمندر میں کھینچ کر لے جاتی ہیں۔ اس کے بائیں طرف ایک طاقتور Triton نے ایک تنومند پری کو تھام رکھا ہے' جبکہ بادلوں سے کیوپڈ فروغ محبت کے لیے ظاہری تیر برسا رہے ہیں۔ یہاں پاگان نشاۃ ثانیہ اپنے پورے عروج پر ہے' اور رافیل نے خوبصورت عورتوں کی تصویر کشی سے لطف اٹھایا۔

1516ء میں اس نے کارڈینل بیبانا کے غسل خانے میں تصویریں بنا کر وینس اور محبت کی کامرانیوں کو شکوہ عطاء کیا۔ 1517ء میں اس نے Villa Chigi کے مرکزی ہال کی چھت اور قطعہ گنبد کے لیے ڈیزائنوں میں زیادہ شہوت انگیز طور پر جی بہلایا۔ یہاں اپنے فرحت افزاء تخیل کو اپولیئس کی "میٹامارفوسس" کی ایک کہانی کے رنگ میں ڈھالا: ایک بادشاہ کی بیٹی سائیکی اپنے حسن کے ذریعہ وینس کے حسد کو بھڑکاتی ہے؛ بداندیش دیوی اپنے بیٹے کیوپڈ کو حکم دیتی ہے کہ سائیکی کے دل میں بدترین آدمی کے لیے محبت پیدا کر دے۔ کیوپڈ اس مقصد کے تحت زمین پر اترتا لیکن خود سائیکی کی محبت میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ وہ اندھیرے میں اس سے ملتا اور کہتا ہے کہ یہ نہ پوچھے کہ وہ

کون ہے۔ آخر کار' ایک رات کو سائیکی اپنے بستر سے اٹھتی' چراغ جلاتی اور یہ دیکھ کر بہت خوش ہوتی ہے کہ وہ سب سے خوبصورت دیوتا کے ساتھ سوتی رہی تھی۔ پُرجوش کیفیت میں وہ غلطی سے گرم تیل کا ایک قطرہ دیوتا کے کندھے پر گرا دیتی ہے۔ وہ بیدار ہوتا' اس کے تجسّس پر اسے ملامت کرتا اور یہ محسوس کیے بغیر چھوڑ کر چلا جاتا ہے کہ اس قسم کے معاملات میں عورت میں تجسّس کا فقدان معاشرے کو بے اخلاق بنا دیتا ہے۔ سائیکی زمین پر حزیں و پریشان پھرتی ہے۔ وینس کیوپڈ کو حکم عدولی کے جرم میں قید کر دیتی اور جوپیٹر سے شکایت کرتی ہے کہ آسمانی نظم و ضبط بگڑ رہا ہے۔ جوپیٹر سائیکی کو لانے کے لیے مرکری کو بھیجتا ہے جو آکر وینس کی ظالمانہ قید کا شکار ہو جاتا ہے۔ کیوپڈ سائیکی کی خاطر جوپیٹر سے التجا کرتا ہے۔ بوکھلایا ہوا دیوتا' معمول کی طرح متضاد دعاؤں کے زیر اثر' اس معاملے پر گفتگو کے لیے اولمپیائی دیوتاؤں کو بلوا بھیجتا ہے۔ وہ خود بھی نوخیز مردانہ دلکشی پر مشکوک ہونے کی وجہ سے کیوپڈ کی طرف داری کرتا ہے؛ معترض دیوتا سائیکی کی رہائی اسے دیوی بنانے اور کیوپڈ کے حوالہ کرنے کے حق میں ووٹ دیتے ہیں؛ اور آخری منظر میں وہ لذیذ ضیافت کے ساتھ کیوپڈ اور سائیکی کی شادی مناتے ہیں۔

ہمیں یقین دلایا گیا ہے کہ کہانی ایک مقدس تمثیل ہے جس میں انسانی روح کی نمائندہ سائیکی دکھ کے ذریعہ پاک صاف ہو کر جنت میں داخل ہوتی ہے۔ لیکن رافیل اور چیگی کو یہاں کوئی مذہبی علامتیت نظر نہ آئی بلکہ ان کے لیے یہ کامل مردانہ اور نسوانی جسموں پر غور و فکر کا ایک موقعہ تھا۔ تاہم رافیل کی شہوانیت میں ایک شستگی اور حسن موجود ہے جو پیوریطانی تنقید کو بے اثر کر دیتا ہے؛ بدیہی طور پر فرحت افزاء لیو کو ان میں کوئی قابل حقارت بات نظر نہ آئی۔ یہاں صرف شبیہیں اور ترکیب رافیل کی ہیں؛ گلیو رومانو اور فرانسسکو پینی نے اس کے ڈیزائنوں سے مناظر پینٹ کیے اور جووانی دا اوڈینے نے پھولوں اور پھلوں کے ساتھ شگفتہ پُرکشش آرائشی پٹیوں کا اضافہ کیا۔ رافیل کا مکتب ایک نشریاتی حلقہ بن گیا تھا جس کی حتمی پیداوار کا دلکشی کی کوئی نہ کوئی صورت پیش کرنا ایک طرح سے یقینی تھا۔

پاگان اور عیسائی کبھی اتنی موافقت کے ساتھ مدغم نہیں ہوئے تھے جتنے کہ رافیل کے ہاں دکھائی دیتے ہیں۔ بادشاہ کی طرح زندگی گذارنے اور کچھ کچھ دیر کے لیے متعدد

عورتوں سے محبت کرنے' اور چھتوں پر برہنہ مردوں اور عورتوں کی بھرمار کرنے والے اسی دنیادار نوجوان نے انہی برسوں کے دوران (20-1513ء) تاریخ کی کچھ نہایت پرکشش تصاویر بھی بنائیں۔ اس نے اس تمام بے ریا شہوانیت کے ساتھ ہمیشہ اپنے بہترین موضوع میڈونا کی طرف رجوع کیا' جیسا کہ "Madonna dell' Impannata" میں; لیکن اس نے زیادہ تر کام اسی قسم کی مصوری پر اپنے ہاتھ سے اور پرانی اُمبریائی پاکیزگی کے ساتھ کیا۔ اب (1515ء) اس نے پیاچن تسا میں سان سِسٹو خانقاہ کے لیے "سِسٹائن میڈونا" بنائی: ایک کامل ہری ترکیب; بوڑھے شہید سینٹ سکسٹس کی قابلِ یقین حقیقت پسندی; متین سینٹ باربرا' کچھ زیادہ خوبصورت اور شاندار عبا میں; کنواری کی آسمانی ہواؤں میں لہراتی ہوئی سبز عبا; بچہ اپنی بدحال معصومیت میں قطعی انسانی; میڈونا کا سادہ گلابی چہرہ کچھ اداس اور بوکھلایا ہوا; فرشتے کنواری کے پیچھے سے پردے ایک طرف ہٹا کر اسے جنت میں لے جاتے ہوئے: یہ ساری عیسائی دنیا کی پسندیدہ ترین تصویر' رافیل کے ہاتھ کی سب سے زیادہ چاہی گئی تصویر ہے۔ ا یہ 60 ہزار تھیلرز (4,50,000 ڈالر؟) میں ساکسونی کے فریڈرک آگسٹس II کے لیے خریدی گئی تھی (1753ء); اور یہ تقریباً دو سو سال تک ڈریسڈن گیلری کا بیش بہاء خزانہ بنی رہی۔ اسے کوراجیو کی "مقدس رات" کے علاوہ جورجونے کی وینس اور کوئی 9,20,000 دیگر اشیائے فن کے ساتھ دوسری جنگ عالم کے بعد فاتح روسیوں نے جرمنی سے لے لیا تھا۔ ۸۵۵ ا "مقدس خاندان برگد کے درخت تلے" (پراڈو) اپنے روایتی انداز کے باوجود تقریباً اتنی ہی شاندار اور شاید زیادہ دلکش ہے' اسے "La Perla" کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ "Seggiolo" یا "Madonna della Sedia" (پٹی) کا مزاج روحانی کم اور انسانی زیادہ ہے; میڈونا ایک بھرپور بدن اور خاموش محبت والی نوجوان اطالوی ماں ہے; وہ اپنے موٹے سے بچے کو شدید تحفظاتی محبت کے ساتھ بھینچے ہوئے ہے' جبکہ بچہ بزدلی میں یوں اس کے سینے سے لگا ہوا ہے کہ جیسے اس نے معصوموں کو قتل کرنے کی کوئی داستان سُن رکھی ہو۔

رافیل نے مسیح کی معدودے چند تصاویر بنائیں۔ اس کی زندہ دل روح نے دکھ کی

تصویر کشی سے دامن بچایا' یا شاید لیونارڈو کی طرح خدا کو پیش کرنے کی ناممکنیت محسوس کر لی۔ اس نے 1517ء میں' غالباً پینی کے اشتراک عمل سے پالرمو میں سانتا ماریا ڈیلوسپاسیمو کی خانقاہ کے لیے "مسیح صلیب اٹھائے ہوئے" پینٹ کی۔ بعد ازاں اس تصویر کو "Lo Spasimo di Sicilia" کہا جانے لگا۔ وازاری کے مطابق اس تصویر نے بہت سے نشیب و فراز دیکھے: اسے سِسلی لے کر جانے والا بحری جہاز طوفان میں کھو گیا; لکڑی کے ڈبے میں بند تصویر بحفاظت تیرتی تیرتی جینوآ جا پہنچی; وازاری کہتا ہے: "غضبناک ہواؤں اور لہروں نے بھی اس پینٹنگ کا احترام کیا۔" اسے دوبارہ بحری جہاز پر بھجوا کر پالرمو میں رکھوایا گیا جہاں "یہ ولکن پہاڑ سے بھی زیادہ مشہور ہو گئی۔" ۸۶ سترھویں صدی میں سپین کے فلپ IV نے اسے خفیہ طور پر میڈرڈ منتقل کر دیا۔ اس تصویر میں مسیح بمشکل ہی تھکا ماندا اور شکست زدہ نظر آتا ہے' وہ مشن کی قبولیت اور تکمیل کا کوئی احساس فراہم نہیں کرتا۔ رافیل اپنی "حزقی ایل کا نظارہ" میں اُلوہیت پیش کرنے میں زیادہ کامیاب رہا' البتہ یہاں بھی اپنا پُر جلال خدا مائیکل اینجلو کی "تخلیق آدم" سے اُدھار لیا۔

"سِستائن میڈونا" جتنی ہی مشہور "سینٹ سِسیلیا" کا تعلق بھی اسی مصروف دور سے ہے۔ 1513ء کے اواخر میں ایک بولونیائی خاتون نے اعلان کیا کہ نوائے سروش نے اسے سان جووانی ڈیل مونتے کے کلیساء میں ایک گرجا خانہ سینٹ سِسیلیا کے نام سے منسوب کرنے کا کہا ہے۔ ایک رشتہ دار نے گرجا خانہ بنانے کا کام شروع کیا اور اپنے چچا کارڈینل لورینتسو Pucci سے کہا کہ وہ رافیل کو ایک ہزار طلائی Scudi معاوضہ دے کر الٹر کے لیے ایک موزوں تصویر بنانے کا آرڈر دے۔ رافیل نے آلات موسیقی کی شبیہہ بنانے کا کام جووانی دا اوڈینے کو سونپ کر 1516ء میں پینٹنگ مکمل کر لی' اور اسے فرانسیا کے نام ایک پُر محبت خط کے ساتھ (جیسا کہ ہم نے پیچھے ذکر کیا) بولونیا بھیجا۔ ہمیں یہ یقین کرنے کی ضرورت نہیں کہ فرانسیا فن پارے کی خوبصورتی' تقریباً افلاکی احساس ترنم' سینٹ پال' سینٹ پال کی لڑکیوں جیسی مستی' پیاری سِسیلیا' کہیں زیادہ پیاری میگدلینی' اور ملبوسات اور میگدلینی کے چہروں پر روشنی اور سائے دیکھ کر بے حد متاثر ہوا۔

اب کچھ شاہکار پورٹریٹس کی باری آئی۔ "بالداسارے کاستیلیو نے" رافیل کی بہترین کوشش' اس کے پورٹریٹس میں "جولیئس II" کے بعد دوسرے نمبر پر ہے۔ پہلے آپ کو عجیب و غریب پھولا ہوا سرپوش اور پھر فردار عبا اور کھچڑی داڑھی نظر آتی ہے' اور آپ اس آدمی کو کوئی مسلمان شاعر یا فلسفی' یا ریمبرانٹ کا دیکھا ہوا ربی خیال کرتے ہیں؛ پھر شفیق آنکھیں اور منہ اور جکڑے ہوئے ہاتھ لیو کے دربار میں اِزابیلا کا ذہین' جذباتی اور غمگین وزیر منکشف کرتے ہیں: "درباری" پڑھنے سے پہلے کچھ دیر اس پورٹریٹ کو دیکھ لینا چاہیے۔ "بیبانا" میں کارڈینل آخری عمر میں' دیتسوں سے اکتایا ہوا اور عیسائیت کی جانب مائل دکھائی دیتا ہے۔

"La donna Velata" کو فیصلہ کن طور پر رافیل سے منسوب نہیں کیا جاتا' تاہم یہ ضرور وہی تصویر ہو گی جسے وازاری نے رافیل کی محبوبہ کا پورٹریٹ بتایا۔ اس کے نقوش وہی ہیں جو رافیل نے "سینٹ سِسیلیا" کی میگدلینی' حتیٰ کہ سِسیلیا کے لیے' شاید "سِسٹائن میڈونا" کے لیے بھی استعمال کیے... یہاں وہ گہری رنگت کی اور غمگین ہے' اس کے سر سے ایک لمبی چادر نیچے ڈھلکی ہوئی ہے' گردن میں موتیوں کا ایک حلقہ ہے اور جسم پُرکشش عباؤں میں لپٹا ہوا۔ بورغیس گیلری والی "La Fornarina" غالباً رافیل کی ہے۔ اس لفظ کا مطلب نانبائن' یا نانبائی کی بیوی یا بیٹی ہے؛ لیکن سمتھ یا کارپینٹر کی طرح اس قسم کے نام بھی پیشے کا ثبوت نہیں۔ یہ خاتون خصوصی دلکشی کی حامل نہیں؛ اس میں آپ کو وہ منکسر نگاہ نہیں ملتی جو ایسے غیر منکسر مکاشفات کو زیادہ دلکش بنا دیتی ہے۔ [Uffizi میں ایک اور زیادہ خوبصورت "فارناریتا" سیباستیانو ڈیل پیابو کی بنائی ہوئی ہے۔] یہ بات ناقابل یقین لگتی ہے کہ "مستور خاتون" بھی یہی خوشیوں کی نذر نسخہ ساز عورت ہی ہو؛ لیکن رافیل کی اور بہت سی محبوبائیں بھی تو تھیں۔

البتہ وہ خوبصورتی کی نسبت منطق کے بارے میں زیادہ حساس آرٹسٹوں سے زیادہ اپنی محبوبہ کا وفادار تھا۔ جب کارڈینل بیبانا نے رافیل پر کارڈینل کی بھتیجی ماریا بیبانا سے شادی کرنے پر زور اور بھاری معاوضوں والے کام دیئے تو وہ بادل نخواستہ مان گیا (1514ء)؛ لیکن اس معاہدے پر عملدرآمد کو ماہ بہ ماہ' سال بہ سال ٹالتا رہا؛ اور

روایت بتاتی ہے کہ بار بار مسترد کی گئی ماریا ٹوٹے دل کے ساتھ دنیا سے سُدھار گئی۔ ۸۷ھ وازاری کا کہنا ہے کہ رافیل اپنے کارڈینل بننے کی امید میں شادی ملتوی کرتا رہا: اس قسم کے بلند عہدے کی راہ میں شادی ایک بڑی اور محبوبہ ایک قابلِ درگزر رکاوٹ تھی۔ دریں اثناء' لگتا ہے کہ ہمارے آرٹسٹ نے اپنی محبوبہ کو کام والی جگہ کے آس پاس ہی رکھا۔ جب رافیل "سائیکی کی تاریخ" ڈیزائن کرنے Villa Chigi گیا تو وہاں اور محبوبہ کے گھر کے درمیانی فاصلے میں کافی وقت ضائع ہونے لگا' لہٰذا بنک کار چیگی نے خاتون کو بنگلے کے ایک کمرے میں ہی ٹھہرا دیا: وازاری کہتا ہے کہ "اسی انتظام کی وجہ سے کام پایۂ تکمیل کو پہنچا۔" ۸۸ھ ہم نہیں جانتے کہ آیا یہی وہ رافیل کی من پسند محبوبہ تھی جسے وازاری نے اس کی موت کا ذمہ دار ٹھہرایا۔ ۸۹ھ

رافیل کی آخری تصویر گوسپل کہانی کی اعلیٰ ترین تفسیروں میں سے ایک ہے۔ 1517ء میں کارڈینل گلیو ڈی میڈیچی نے رافیل اور سیباستیانو ڈیل پیامبو کو ناربون کے کیتھیڈرل کے لیے الٹرپیس پینٹ کرنے کا کام دیا: فرانس اول نے کارڈینل کو اس کیتھیڈرل کا بشپ بنایا تھا۔ سیباستیانو نے کافی عرصہ پہلے ہی محسوس کر لیا تھا کہ وہ شناخت نہ ملنے کے باوجود رافیل جتنی ہی قابلیت کا مالک ہے۔ اب اسے اپنا آپ منوانے کا موقع مل گیا۔ اُس نے لزارس کی رفعت کو بطور موضوع چنا اور اپنا ڈیزائن بنانے میں مائیکل اینجلو سے مدد حاصل کی۔ مقابلہ آرائی سے مہمیز حاصل کر کے رافیل اپنی آخری فتح تک پہنچا۔ اس نے کوہ Tabor پر میتھیو (متی) کے بیان کردہ واقعہ کو موضوع بنایا:

> چھ دن کے بعد یسوع نے پطرس اور یعقوب اور اس کے بھائی یوحنا کو ہمراہ لیا اور انہیں ایک اونچے پہاڑ پر الگ لے گیا' اور ان کے سامنے اس کی صورت بدل گئی: اور اس کا چہرہ سورج کی مانند چمکا اور اس کا لباس نور کی مانند سفید ہو گیا۔ اور دیکھو موسیٰ اور ایلیا اس کے ساتھ باتیں کرتے ہوئے انہیں دکھائی دیئے..... اور جب وہ بھیڑ کے پاس پہنچے تو ایک آدمی اس کے پاس آیا اور اس کے آگے گھٹنے ٹیک کر کہنے لگا' اے خداوند میرے بیٹے پر رحم کر کیونکہ اس کو مرگی آتی ہے اور وہ بہت دکھ اٹھاتا ہے' اس لیے کہ اکثر آگ اور پانی میں گر پڑتا ہے۔ اور میں اس کو تیرے

شاگردوں کے پاس لایا تھا مگر وہ اسے اچھا نہ کر سکے۔ ۵۹ئ

رافیل نے ان دونوں مناظر کو یکجا کر دیا' اور زمان و مکان کی ہم آہنگی پر خصوصی زور ڈالا۔ پہاڑ کی چوٹی سے اوپر مسیح کی شبیہہ ہوا میں تیرتی نظر آتی ہے' کیف کے عالم میں اس کا چہرہ بدلا ہوا ہے' اس کا لباس آسمان سے آتی ہوئی روشنی میں سفید ہو رہا ہے؛ اس کے ایک طرف موسیٰ اور دوسری جانب ایلیاہ ہیں؛ اور ان کے نیچے پتھریلی زمین پر تین ہدایت یافتہ حواری لیٹے ہیں۔ پہاڑ کے دامن میں ایک پریشان حال باپ اپنے مخبوط الحواس بچے کو آگے دھکیل رہا ہے؛ ماں اور ایک دوسری عورت' دونوں ہی اپنی خوبصورتی میں کلاسیک' لڑکے کے ایک طرف گھٹنوں کے بل جھک کر بائیں طرف جمع نو حواریوں سے شفاء کی درخواست گذار ہیں۔ ایک حواری اپنی کتاب سے توجہ ہٹا کر حیرت سے دیکھ رہا ہے؛ ایک اور حواری انگلی سے عیسیٰ کی جانب اشارہ کر کے کہہ رہا ہے کہ صرف وہی اس لڑکے کو اچھا کر سکتا ہے۔ عموماً تصویر کے بالائی حصے (جو غالباً رافیل نے مکمل کیا) کو سراہا اور نچلے حصے (جو گلیو رومانو نے پینٹ کیا) میں مین میخ نکالی جاتی ہے؛ لیکن دو عمدہ ترین شبیہیں نچلے حصے میں ہیں--- پریشان کیا گیا قاری' اور ننگے کندھے کے ساتھ گھٹنوں کے بل جھکی ہوئی عورت۔

رافیل نے "تجلی عیسیٰ" پر کام 1517ء میں شروع کیا' مگر مکمل کرنے سے پہلے ہی مر گیا۔ ہم اس بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتے کہ واقعہ کے کوئی 30 برس بعد وازاری کے لکھے ہوئے بیان میں کس حد تک صداقت ہے:

> رافیل نے اپنی خفیہ مسرتیں تمام حدود پھلانگ کر جاری رکھیں۔ وہ وحشیانہ زناکاری کاری کے بعد شدید بخار کی حالت میں گھر آتا' اور ڈاکٹر اس بات پر یقین کر لیتے کہ اسے ٹھنڈ لگ گئی ہے۔ چونکہ وہ بیماری کی اصل وجہ نہیں بتاتا تھا' اس لیے ڈاکٹر کافی خون نکال لیتے جس کی وجہ سے وہ اس وقت مزید کمزور ہو جاتا جب اسے قوت کی ضرورت ہوتی تھی۔ اس نے اسی مطابقت میں اپنا ارادہ پکا کیا' پہلے ایک اچھے عیسائی کی طرح محبوبہ کو گھر سے باہر بھیجا' اس کے لیے آبرومندانہ زندگی گذارنے کے ذرائع چھوڑ گیا۔ پھر اس نے اپنی چیزیں شاگردوں' عزیز ترین گلیو رومانو'

فلورنس کے جووانی فرانسکو پینی اور اُربینو کے ایک پادری' ایک رشتہ دار میں تقسیم کیں..... اعتراف گناہ اور استغفار کے بعد اس نے 37 برس کی عمر میں' اپنی پیدائش والے دن ہی' یعنی گڈ فرائیڈے کو زندگی کا سفر تمام کیا (6اپریل 1520ء)۔[11]

اعتراف سننے کے لیے آنے والے پادری نے گھر میں رافیل کی محبوبہ کے موجود رہنے تک اندر آنے سے انکار کر دیا: شاید پادری نے محسوس کیا ہو کہ محبوبہ کی موجودگی میں رافیل برات سے پہلے مکمل اعترافات نہیں کر سکے گا۔ بیچاری محبوبہ جنازے کے جلوس میں بھی شرکت کی اجازت نہ ملنے پر دیوانگی کی حد تک جا پہنچی: اور کارڈینل بیبانا نے اسے راہبہ بننے پر مائل کیا۔ روم کے تمام آرٹسٹ جوان مردے کو قبر تک چھوڑنے گئے۔ لیو نے اپنے محبوب مصور کی موت کا سوگ منایا: اور ایک پاپائی سیکرٹری و شاعر بیمبو (جو لاطینی اور اطالوی دونوں میں ایک جیسی فصاحت رکھتا تھا) نے عبادت گاہ میں رافیل کے مقبرے کا کتبہ لکھتے وقت اپنی تمام تر فصیح البیانی ایک طرف رکھ دی:

ILLE HIC EST RAPHAEL

..."جو یہاں ہے وہ رافیل ہے۔" بس اتنا ہی کافی تھا۔

اس کے معاصرین کی رائے میں وہ اپنے عہد کا سب سے بڑا مصور تھا۔ اس نے سِسٹائن چھت کی لطافت کی ہم پلہ کوئی چیز تو نہ تخلیق کی' لیکن مائیکل اینجلو رافیل کی پچاس میڈوناؤں کی مجموعی خوبصورتی کی ہمسری نہ کر سکا۔ مائیکل اینجلو تین میدانوں میں عظیم اور فکر و فن میں عمیق ہونے کے ناطے ایک عظیم آرٹسٹ تھا۔ جب اس نے رافیل کے بارے میں کہا کہ "وہ گہرے مشاہدے کے نتیجہ کی مثال ہے" تو غالباً اس کا مطلب تھا کہ رافیل نے نقل بازی کے ذریعہ بہت سے دیگر مصوروں کا کمال فن حاصل کیا' اور ان کمالات کو اپنی انتھک محنت میں گوندھ کر کامل انداز اپنایا: اس نے رافیل میں وہ تخلیقی غصہ محسوس نہ کیا جو جلد ہی رہنمائی مسترد کر کے جارحانہ انداز میں اپنی راہ خود نکالتا ہے۔ رافیل اتنا مسرور نظر آتا ہے کہ روایتی ہذیانی مفہوم میں جینئس نہیں لگتا: اس

نے اپنے داخلی تضادات کو ایسے حل کر لیا تھا کہ شیطانی روح یا قوت کی چند ایک علامتیں ہی ظاہر کہیں جو عظیم ترین روحوں کو تخلیق یا المیہ کی طرف تحریک دیتی ہیں۔ رافیل کا کام کمال یافتہ مہارت کی پیداوار تھا نہ کہ گہرے احساس یا یقین کامل کا۔ اس نے خود کو جولیئس' پھر لیو اور پھر چیگی کے تقاضوں اور مزاجوں کے مطابق ڈھالا' لیکن ہمیشہ میڈوناؤں اور محبوباؤں کے درمیان خوشی خوشی جھولتا ہوا بے ریا جوان ہی رہا؛ یہ پاگان اِزم اور عیسائیت میں مفاہمت کے لیے اس کا شادمان انداز تھا۔

تیکنیکی حوالے سے دیکھا جائے تو بطور آرٹسٹ کوئی اس پر سبقت حاصل نہ کر سکا؛ تصویر میں مختلف عناصر کی ترکیب' ہجوم کی ہم آہنگی' رواں خطوط میں کوئی اس کا ہم پلہ نہیں۔ اس کی زندگی ظاہری صورت (Form) کے لیے وقف تھی۔ نتیجتاً وہ چیزوں کی بیرونی سطح پر ہی منڈلاتا رہا۔ جولیئس II کے پورٹریٹ کی اشتثنیٰ کے ساتھ' اس نے زندگی یا عقیدے کی سریت یا تضادات میں تحقیق نہ کی۔ اس کے لیے لیونارڈو کی لطافت اور مائیکل اینجلو کا احساس المناکی دونوں ایک ہی طرح سے بے معنی تھے؛ زندگی کی ترنگ اور مسرت' حسن کی تخلیق اور تحصیل' دوست اور محبوب کی وفاداری کافی تھی۔ رسکن نے درست کہا: گوتھک سنگتراشی اور اِٹلی و فلینڈرز کی "ماقبل رافیل" مصوری میں ایک سادگی' خلوص اور عقیدے میں وہ امید کی لطافت موجود ہے جو رافیل کی پیاری میڈوناؤں اور شہوت انگیز دیلنسوں کی نسبت روح میں زیادہ گہرائی تک سرایت کر جاتی ہے۔ پھر بھی "جولیئس II" اور "پرل میڈونا" مصنوعی کے علاوہ بھی کچھ ہیں؛ وہ مردانہ ولولے اور نسوانی دلکشی کے دل تک پہنچتی ہیں: "جولیئس II" مائیکل اینجلو کی "مونالیزا" کے مقابلہ میں عظیم تر اور عمیق تر ہے۔

لیونارڈو ہمیں گڑبڑا دیتا ہے' مائیکل اینجلو خوفزدہ کرتا ہے' رافیل ہمیں راحت دیتا ہے۔ وہ کوئی سوال نہیں پوچھتا' کوئی شکوک و شبہات نہیں اٹھاتا' کسی خوف کو تحریک نہیں دیتا' بلکہ ہمیں زندگی کی خوبصورتی ایک خوشبودار مشروب کی طرح پیش کرتا ہے۔ وہ عقل اور احساس اور نہ ہی جسم اور روح کے مابین کوئی تضاد تسلیم کرتا ہے؛ اس کے ہاں ہر چیز تضادات کی ہم آہنگی میں ہے' فیثاغورثی موسیقی پیدا کرتی ہوئی۔ اس کا آرٹ اپنے تمام موضوعات کو متصور کرتا ہے: مذہب' عورت' موسیقی' فلسفہ' تاریخ' حتیٰ کہ

جنگ۔ خود بھی دولتمند اور خوش ہونے کے باعث اس نے طمانیت اور عمدگی کی شعاعیں خارج کیں۔ اس نے جینئس کی من مانی مطابقتوں میں عظیم ترین کے فوراً بعد مقام پایا: دانتے' گوئٹھے' ، کیٹس: بیتھوون' باخ' موزارت: مائیکل اینجلو' لیونارڈو' رافیل۔

X۔ لیو کی سیاست

یہ بات قابلِ رحم تھی کہ اس تمام آرٹ اور ادب کے درمیان بھی لیو کو سیاست بازی کرنا پڑی۔ لیکن وہ ایک ریاست کا سربراہ تھا' اور اس کے دور میں آلپس پار کی طاقتوں کے رہنما بڑے ولولہ انگیز تھے' ان کی فوجیں بہت بڑی اور سپہ سالار زبردست تھے: فرانس کا لوئی XII اور فرڈی نینڈ دی کیتھولک کسی بھی وقت سلطنت نیپلز کی طرح اِٹلی کو بھی آپس میں بانٹنے پر رضامند ہو سکتے تھے۔ لیو نے ان خطرات سے نمٹنے۔۔۔ اور نتیجتاً پاپائی ریاستوں کو مستحکم اور اپنے خاندان کو مضبوط کرنے۔۔۔ کے لیے فلورنس کو (جہاں پر وہ پہلے ہی اپنے بھائی گِلیانو اور بھتیجے لورینتسو کے توسط سے حکومت کر رہا تھا) مِیلان' پیاچن تسا' پارما' موڈینا' فیرارا اور اُربینو کے ساتھ ملا کر ایک نئی اور طاقتور فیڈریشن بنانے کا منصوبہ سوچا جس پر وفادار میڈیچی کی حکومت ہوتی: منصوبے کے دیگر پہلو بھی تھے: اس فیڈریشن کو موجود کلیسائی ریاستوں کے ساتھ متحد کر کے شمال کی جانب سے جارحیت کو روکنا: اگر ممکن ہو تو شادی کے ذریعہ اپنے خاندان کے کسی رکن کے لیے نیپلز کا تخت حاصل کرنا: اور اِٹلی کی طاقت کو یوں یکجا کر کے ہمیشہ سے خطرے کے باعث ترکوں کے خلاف ایک اور صلیبی جنگ میں یورپ کی قیادت سنبھالنا۔ عیسائیت یا پوپس کی حمایت میں کوئی تعصب نہ رکھنے والے میکیاویلی نے یہ منصوبہ گرمجوشی سے منظور کیا: کیونکہ اس میں کم از کم اِٹلی کے اتحاد و تحفظ کا امر موجود تھا: "بادشاہ" کا مرکزی خیال یہی تھا۔

لیو نے بہت محدود فوجی ذرائع کے ساتھ ان مقاصد کی جانب قدم بڑھاتے ہوئے ریاستی چالبازی اور سفارتکاری کے وہ تمام طریقے استعمال کیے جو اس دور کے بادشاہ عموماً استعمال کیا کرتے تھے۔ کسی عیسائی ریاست کے سربراہ کا جھوٹ بولنا' وعدہ توڑنا' چوری کرنا اور قتل کرنا ناگوار تھا: لیکن بادشاہوں کی متفقہ مرضی کے تحت یہ طریقے

ریاستی تحفظ کے لیے ناگزیر تھے۔ لیو پوپ بعد میں اور میڈیچی پہلے تھا؛ اس نے سیاست کی کھیل اتنی ہی کھیلی جتنی کی اجازت اس کے موٹاپے' ناسور' شکار کی مہمات' شہوت پرستیوں اور سرمائے نے دی۔ تمام بادشاہوں نے اسے مسترد کیا؛ وہ اس کے غیر اولیائی طرز عمل سے مایوس تھے؛ گوپچارڈینی نے کہا' "لیو نے اپنی تخت نشینی کے وقت خود سے باندھی گئی توقعات کو مایوس کیا' وہ بہت کم نیک دلی اور لوگوں کے تصور سے کہیں زیادہ نخوت کا حامل تھا۔" ۹۳ دشمن کافی دیر تک یہی سمجھتے رہے کہ اس کی میکیاویلیائی عیاری کا باعث اپنے کزن گیلیو (مستقبل کا کلیمنٹ VII) یا کارڈینل بیبانا کا اثر ہے؛ لیکن معاملات آگے چلنے پر واضح ہو گئے کہ انہیں خود لیو کے ساتھ ہی نمٹنا تھا' جو شیر نہیں بلکہ لومڑ' خوش اخلاق اور ناقابل اعتبار' عیار اور متلون مزاج' لالچی اور پُر فریب' کبھی کبھی خوفزدہ اور اکثر مذبذب تھا' لیکن وہ فیصلے' معاہدے اور پائیدار حکمت عملی طے کرنے کی صلاحیت بھی رکھتا تھا۔

آیئے' آلپس پار ریاستوں کے ساتھ اس کے تعلقات کو کسی اگلے باب تک موقوف کر کے یہاں صرف اطالوی امور پر بات کریں' اور ان کا مختصرا جائزہ لیں کیونکہ لیو کے دور کا آرٹ اس کی سیاست کے مقابلہ میں کہیں زیادہ جاندار ہے۔ اسے اپنے پیشروؤں پر ایک بہت بڑا فائدہ حاصل تھا' کیونکہ الیگزینڈر اور جولیئس کی مخالفت کرنے والا فلورنس اب اس کی قلمرو کا ایک حصہ بن کر رہنے پر خوش تھا؛ اور جب وہ اپنے آباء واجداد کے اس شہر میں گیا تو لوگوں نے استقبال کے لیے درجن پر زبردست محرابیں ایستادہ کیں۔ لیو نے اس فوجی اڈے اور روم سے اپنے سفیروں' سرپرستوں اور فوجوں کو ریاستی توسیع کے لیے استعمال کیا۔ اس نے 1514ء میں موڈینا حاصل کیا۔ 1515ء میں فرانسس اول نے اِٹلی پر حملہ کرنے اور مِیلان لینے کی تیاری کی؛ لیو نے اس کی مدافعت کی خاطر ایک فوج اور اطالوی اتحاد بنایا' اور اُربینو کے ڈیوک کو حکم دیا کہ زیادہ سے زیادہ فوج جمع کر کے بولونیا میں اس کے ساتھ آ ملے۔ ڈیوک فرانسسکو ماریا ڈیلا رودیرے نے آنے سے صاف انکار کر دیا' حالانکہ لیو نے حال ہی اسے فوجیوں کی تنخواہوں کے لیے رقم فراہم کی تھی۔ پوپ کو کسی وجہ سے اس پر فرانس کے ساتھ خفیہ گٹھ جوڑ کا شک گذرا۔ ۹۴ لیو نے اپنے ہاتھ بیرونی بندھنوں سے آزاد ہوتے ہی

فرانسسکو کو روم بلوایا: ڈیوک تعمیل کرنے کی بجائے بھاگ کر مینتو آ چلا گیا۔ لیو نے اسے دین بدر کیا' اور بے پرواہ بادشاہ کی خالہ ایلزبیتا گونزاگا اور ساس اِزابیلا ڈی اسِتے کی التجاؤں اور پیغامات کا کوئی اثر نہ لیا: پاپائی افواج نے بلامدافعت اُربینو پر قبضہ جمایا' فرانسسکو معزول قرار دیا گیا اور لیو کا بھتیجا لورینتسو اُربینو کا ڈیوک بنا (1516ء)۔ ایک سال بعد شہر کے عوام نے سر اُٹھایا اور لورینتسو کو بے دخل کر دیا: فرانسسکو نے ایک فوج منظم کر کے اپنی ڈچی پر دوبارہ قبضہ کیا: لیو نے جواباً دوبارہ قبضہ کرنے کے لیے فنڈز اور فوجی منظم کرنے میں بہت محنت کی: وہ آٹھ ماہ جنگ کے بعد کامیاب تو ہو گیا' لیکن اخراجات نے پاپائی خزانہ خالی کر دیا اور اِٹلی کی ساکھ کو پوپ اور اس کے حریص خاندان کے خلاف موڑ دیا۔

فرانسس اول نے پوپ کی دوستی جیتنے کا موقع غنیمت جانا' اور اُربینو کے بحال کردہ ڈیوک لورینتسو اور سالانہ 10,000 کراؤنز (1,25,000 ڈالر؟) کمانے والی Madeleine de La Tour d'Auvergne کی شادی کی تجویز دی۔ لیو مان گیا: لورینتسو بورجیا کی ایک بازگشت کی طرح فرانس گیا' اور میڈیلین اور جہیز ساتھ لے کر لوٹا۔ میڈیلین ایک سال بعد ہی بیٹی کیتھرینا' فرانس کی آئندہ ملکہ Catherine de Medicis کو جنم دیتے ہوئے مر گئی: اس کے کچھ دیر بعد ہی خود لورینتسو بھی چل بسا' وہ مبینہ طور پر فرانس سے کوئی جنسی مرض ساتھ لے آیا تھا۔ ۹۵ اب لیو نے اُربینو کو ایک پاپائی ریاست قرار دیا اور اس پر حکومت کے لیے ایک پاپائی نمائندہ بھیجا۔

ان پیچیدگیوں کے دوران لیو کے دامن پر سیاسی کمزوری اور بڑھتی ہوئی غیر مقبولیت کے دو داغ لگے۔ اس کا ایک سپہ سالار' پاپائی مہربانی سے پیروجیا کا حکمران جیان پاؤلو بیجلیونی فرانسسکو ماریا کے پاس چلا گیا اور اپنے ساتھ پیروجیا میں لے گیا: بعد میں لیو نے جیان پاؤلو کو بہلا پھسلا کر روم بلوایا اور قتل کروا دیا (1520ء)۔ بیجلیونی نے الفونسو پیتروچی اور دیگر کارڈینلوں کی زیرِ قیادت پوپ کو قتل کرنے کی سازش میں بھی حصہ لیا تھا (1517ء)۔ ان کارڈینلوں نے لیو سے ایسے مطالبات کیے تھے جنہیں پورا کرنا اس کے بس میں نہ تھا: مزید برآں پیتروچی کو غصہ تھا کہ لیو کی ہمت افزائی کے ساتھ اس کے

بھائی کو سینا کی حکومت سے بیدخل کر دیا گیا تھا۔ پہلے اس نے لیو کو اپنے ہاتھوں سے مارنے کا منصوبہ بنایا' لیکن پھر اسے زہر دینے کے لیے اس کے طبیب کو رشوت دینے کا سوچا۔ سازش کا بھانڈا پھوٹ گیا؛ طبیب اور پیٹروچی کو سزائے موت ہوئی اور متعدد شریک جرم کارڈینلوں کو قید اور معزول کیا گیا؛ کچھ ایک بھاری جرمانے ادا کر کے چھوٹ گئے۔

دولت کی قلت اب لیو کے سابقہ شادماں دور حکومت کو تلخ بنا رہی تھی۔ رشتہ داروں' دوستوں' آرٹسٹوں' لکھاریوں اور مغنیوں کو تحائف' ایک بے مثال دربار کے انتظامی اخراجات' نئے سینٹ پیٹرز کی ناقابل تسکین ضروریات' اُربینو جنگ کی لاگت اور ایک صلیبی جنگ کی تیاری اسے دیوالیہ پن کی جانب لیے جا رہی تھی۔ فیسوں' سالانہ ٹیکسوں اور عشر سے ہونے والی 4,20,000 ڈیوکٹ (52 لاکھ 50 ہزار ڈالر؟) کی باقاعدہ آمدنی قطعی ناکافی تھی؛ روم میں جانے والے کلیسیائی محاصل پر ناراض یورپ سے آمدنی وصول کرنا مشکل تر ہوتا جا رہا تھا۔ لیو نے اپنا خزانہ بھرنے کی خاطر 1353 نئے اور قابل فروخت عہدے وضع کیے جن پر نامزد کردہ افراد سے کل 8,89,000 ڈیوکٹ (1,11,12,500 ڈالر؟) وصول ہوئے۔ ہمیں اس بارے میں زیادہ پرہیزگار بننے کی ضرورت نہیں؛ زیادہ تر عہدوں کی کوئی مذہبی ذمہ داری نہ تھی؛ تقرریوں کے لیے ادا کردہ معاوضہ اصل میں پاپائیت کو ایک قرضہ تھا؛ ابتدائی ادائیگی میں اوسطاً دس فیصد سالانہ کے حساب سے تنخواہیں قرضوں کا سود تھیں؛ جدید بنکاری کے حوالے سے بات کی جائے تو لیو نے ایک طرح سے سرکاری بانڈز بیچے تھے؛[۹۶] اور اس نے آج کی حکومتوں کے مقابلہ میں کہیں بہتر ادائیگی پر زور دیا ہو گا۔ تاہم' اس نے صرف یہ کلیسیائی جاگیریں ہی نہیں بلکہ اعلیٰ عہدے بھی فروخت کیے' مثلاً پاپائی کاردار کا عہدہ۔[۹۷] جولائی 1517ء میں اس نے اکتیس نئے کارڈینل نامزد کیے' جن میں سے متعدد قابل تھے لیکن زیادہ تر صرف رقم ادا کرنے کی استعداد رکھتے تھے۔ لہٰذا کارڈینل Ponzetti --- طبیب' محقق' مصنف --- نے 30,000 ڈیوکٹ ادا کیے؛ اس موقع پر لیو کے قلم نے بھی خزانے میں 5 لاکھ ڈیوکٹ کا اضافہ کیا۔[۹۸] حتیٰ کہ بیزار اِٹلی حیران رہ گیا؛ اور جرمنی میں خرید و فروخت کی اس کہانی نے لوتھر کی بغاوت (اکتوبر 1517ء) کے

غضب میں شدت پیدا کی۔ اس واقعات سے بھرپور سال میں جب سلطان سلیم نے عثمانی ترکوں کے لیے مصر فتح کیا تو لیو نے صلیبی جنگ کی پکار اپیل کی۔ اس نے اندھے شوق کے ساتھ ساری عیسائی سلطنت میں نمائندے بھیج کر استغفار' اعتراف گناہ کے بدلے میں غیر معمولی معافی پیش کی تاکہ مجوزہ صلیبی جنگ کے اخراجات پورے کیے جا سکیں۔

اس نے روم کے بنک کاروں سے 40 فیصد تک سود پر بھی قرضے لیے' بنک کاروں نے اتنی بلند شرح سود اس لیے عائد کی کیونکہ انہیں ڈر تھا کہ پاپائی مالیات کا بے احتیاط نظم و نسق دیوالیہ پن یقینی بنا دے گا۔ لیو نے کچھ ایک قرضوں کے لیے اپنے سیمیں پلیٹ' تصویری کپڑے اور زیور گروی رکھوائے۔ اس نے شاذ و نادر ہی کفایت شعاری کا سوچا' اور جب سوچا تو یونانی اکیڈمی اور روم کی یونیورسٹی کی تنخواہیوں کو روک لیا: اول الذکر کو 1517ء میں ہی فنڈز کی قلت کے باعث بند کر دیا گیا۔ اس نے اپنی غیر معتدل فیاضی جاری رکھتے ہوئے ساری عیسائی سلطنت میں خانقاہوں' ہسپتالوں اور خیراتی اداروں کو بھاری رعایتیں دیں' میڈیچی پر کرم نوازیوں اور فنڈز کی بارش کی' اپنے مہمانوں کو پر تعیش دعوتیں دیں جبکہ خود اعتدال کے ساتھ کھاتا پیتا رہا۔ ۹۹ بہرحال اس نے اپنے عہد اُسقفی میں 45,00,000 ڈیوکٹ (5 کروڑ 62 لاکھ 50 ہزار ڈالر؟) خرچ کیے' اور 4,00,000 کا مقروض ہو کر مرا۔ ایک ہجو رومن رائے عامہ کا اظہار کرتی ہے: "لیو نے تین پاپائی دور ہضم کیے ہیں: جولیئس II کا خزانہ' لیو اور اپنے جانشین کی آمدنیاں۔" ۱۰۰ اس کی موت پر روم نے اپنی تاریخ کے بدترین مالی بحران کا سامنا کیا۔

اس کا آخری سال جنگ سے بھرپور تھا۔ وہ اُربینو اور پیروجیا دوبارہ حاصل کر کے سمجھنے لگا کہ فیرارا اور پو پر قابو رکھنا پاپائی ریاستوں کی سلامتی کے لیے ناگزیر تھا: وہاں مِیلان سے فرانس پر بھی نظر رکھی جا سکتی تھی۔ ڈیوک الفونسو نے پوپ کے خلاف استعمال کے لیے فرانسسکو ماریا کو اپنی فوجیں اور توپ خانہ بھیج کر جواز جنگ مہیا کر دیا تھا۔ الفونسو بیمار ہونے کے باوجود اپنی روایتی ہمت کے ساتھ لڑا اور لیو کی موت کے باعث بچ گیا۔

اگست 1521ء میں پوپ بھی کچھ تو اپنے ناسور کی تکلیف اور کچھ جنگ کی پریشانیوں

اور جوش کے باعث بیمار تھا۔ وہ صحت مند ہوا' لیکن اکتوبر میں دوبارہ بستر سے جا لگا۔ نومبر میں اس کی حالت اتنی بہتر تھی کہ اسے میجلیانا کے مقام پر دیہی بنگلے میں لے جایا گیا۔ وہاں اسے خبر ملی کہ پاپائی استبدادی فوج نے فرانسیسیوں سے مِیلان لے لیا ہے۔ وہ 25 نومبر کو روم لوٹا' اور اسے زبردست استقبالیہ دیا گیا جو فاتحین جنگ کے ہی شایان شان تھا۔ اس روز وہ بہت زیادہ چلا اور اس کے کپڑے پسینے میں شرابور ہو گئے۔ اگلی صبح بخار نے اسے بستر پہ ڈال دیا۔ اب اس کی طبیعت تیزی سے بگڑنے لگی اور آخری وقت سامنے نظر آنے لگا۔ یکم دسمبر کو وہ یہ خبر سن کر خوش ہوا کہ پاپائی دستوں نے پیاچن تسا اور پارما پر قبضہ کر لیا ہے: ایک مرتبہ اس نے اعلان کیا تھا کہ وہ ان شہروں کو کلیساء کی ریاستوں کے ساتھ ملانے کی خاطر اپنی جان بھی دے سکتا ہے۔ وہ یکم اور 2 دسمبر کی درمیانی شب کو مر گیا' اس کی عمر کا 49 واں برس پورا ہونے میں ابھی دس دن باقی تھے۔ متعدد خدمتگار اور میڈیچی خاندان کے آدمی بھی ویٹیکن میں جو کچھ ہاتھ لگا' لے گئے۔ گوپچارڈینی' جوویو اور کاستیلیونے' شاید الفونسو یا فرانسکو ماریا کی ترغیب پر' نے سوچا کہ اسے زہر دے کر مارا گیا ہے: لیکن بدیہی طور پر الیگزینڈر VI کی طرح وہ بھی ملیریائی بخار سے مرا تھا۔ [41]

الفونسو اس خبر پر بہت خوش ہوا' اور ایک نیا تمغہ بنوایا EX ORE LEONIS' یعنی "شیر کے جبڑوں میں سے۔" فرانسکو ماریا اُربینو واپس آیا اور اپنا تاج و تخت ایک مرتبہ پھر حاصل کیا۔ روم میں بنکاروں نے خود کو برباد کر لیا۔ Bini فرم نے لیو کو 2,00,000 ڈیوکٹ' Gaddi نے 32,000' Ricasoli نے 10,000 ڈیوکٹ قرض دیئے تھے: مزید برآں' کارڈینل Pucci نے 1,50,000 اور کارڈینل سالویاتی نے 80,000 ڈیوکٹ ادھار دیا: [42] بچی کھچی ہر چیز پر سب سے پہلا حق کارڈینلوں کا تھا: اور لیو دیوالیہ پن سے بھی بدتر حالت میں مرا تھا۔ کچھ دیگر مردہ پوپ کو بھاری خزانے کا ناقص منتظم قرار دے کر لعنت ملامت کرنے لگے۔ لیکن تقریباً سارے روم نے اپنی تاریخ کے فیاض ترین مربی کے طور پر اس کا سوگ منایا۔ آرٹسٹوں' شاعروں اور دانشوروں نے جان لیا کہ ان کی خوش قسمتی کا یوم عروج گذر چکا ہے' البتہ انہیں ابھی اپنی مزید تباہی کے بارے میں شک نہ تھا۔ پاؤلو جوویو نے کہا: "علم' آرٹ' بہبود عامہ' زندگی کی مسرت۔۔۔ المختصر

تمام اچھی چیزیں۔۔۔لیو کے ساتھ ہی قبر میں دفن ہو گئی تھیں۔" [۳۵]

وہ اپنی اچھائیوں کے ہاتھوں برباد ہونے والا ایک اچھا آدمی تھا۔ ایراسمس نے اس کی مہربانی اور انسانیت' عالی ظرفی اور علم' آرٹس کی محبت اور کفالت کو بجا طور پر سراہا اور لیو کے عہد کو ایک زریں عہد کہا۔ [۳۶] لیکن لیو سونے کا بہت دلدادہ تھا۔ اس نے محل میں پرورش پا کر آرٹ کے ساتھ ساتھ تعیش بھی سیکھا؛ اس نے کبھی محنت کر کے کمائی نہ کی' لیکن مصیبتوں کا سامنا بڑی بہادری سے کیا؛ اور جب پاپائیت کی آمدنی اس کو سونپی گئی تو ساری دولت اس کے بے احتیاط ہاتھوں سے پھسل گئی جبکہ وہ وصول کنندگان کی مسرت سے لطف اندوز ہوتا یا مہنگی جنگوں کی منصوبہ بندی کرتا رہا۔ اس نے الیگزینڈر اور جولیئس کی دکھائی ہوئی راہوں پر آگے بڑھتے اور انکی کامیابیاں ترکے میں حاصل کرتے ہوئے پاپائی ریاستوں کو ہمیشہ سے زیادہ طاقتور بنا دیا' لیکن اپنی اسراف پسندی اور محصول کاری کے باعث جرمنی کو کھو بیٹھا۔ وہ کسی صراحی کی خوبصورتی تو دیکھ سکتا تھا' لیکن آلپس پار شکل پذیر ہوتی ہوئی پروٹسٹنٹ اصلاحی تحریک کو نہیں؛ اس نے اپنے نام بھیجے گئے سینکڑوں انتسابات پر کوئی توجہ نہ دی' بلکہ پہلے سے باغی قوم سے مزید سونا مانگتا رہا۔ وہ کلیسیاء کی رفعت اور تباہی تھا۔

وہ آرٹ کے سرپرستوں میں سب سے زیادہ فراخدل تو تھا لیکن سب سے زیادہ روشن خیال نہیں۔ تمام تر سرپرستی کے باوجود اس کے دور حکومت میں کوئی بڑا ادب پیدا نہ ہوا۔ آری اوستو اور میکیاویلی اس سے پرے تھے' البتہ وہ بیمبو اور پولیشان کی حوصلہ افزائی کر سکا۔ آرٹ میں اس کا ذوق جولیئس کے ذوق جیسا یقینی اور پرشکوہ نہیں تھا؛ ہم سینٹ پیٹرز یا "ایتھنز کے مکاتب" کے لیے اس کے ممنون نہیں۔ اسے دلکش صورت سے بہت زیادہ' مگر خوبصورتی کے اندر ملفوف عظیم آرٹ کی مکاشفانہ اہمیت سے بہت کم محبت تھی۔ اس نے رافیل سے بہت زیادہ کام لیا' لیونارڈو کی قدروقیمت کا اندازہ نہ کر سکا' اور جولیئس کی طرح مائیکل اینجلو کی درشت مزاجی میں سے اس کا جینئس تلاش نہ کر پایا۔ اسے آسائش بہت پسند تھی۔ اس کے بارے میں اتنی سخت رائے قائم کرنا دلسوز ہے' کیونکہ وہ قابل محبت تھا۔

دور اس کے نام سے' اور شاید بجا طور' پر منسوب ہوا؛ یہ وہی تھا جو دولت اور

ذوق کا میڈیچی ترکہ فلورنس سے روم لایا--- شاہانہ سرپرستی جو اس نے اپنے باپ کے گھر میں دیکھی تھی: اس نے اپنی دولت اور پاپائی منظوری کے ساتھ انداز و ہیئت میں کمال یافتہ ادب و فن کو پُرہیجان تحریک فراہم کی۔ اس کی مثال نے سینکڑوں دیگر آدمیوں کو ٹیلنٹ ڈھونڈنے' اس کی کفالت کرنے اور شمالی یورپ کو قدر افزائی کا نمونہ اور معیار بنانے کی انگیزش دی۔ اس نے کلاسیکی باقیات کو کسی بھی دوسرے پوپ سے زیادہ تحفظ دیا اور افراد کو ان کی برابری کرنے پر اُبھارا۔ اس نے زندگی سے پاگان لطف اندوزی کو قبول کیا' لیکن اس غیر ممنوعہ دور میں بھی اپنا رویہ شاندار حد تک پرہیزگار رکھا۔ رومن انسانیت پسندوں کے لیے اس کی کفالت نے انہیں کلاسیکی ادب اور فن میں اپنی مہارت فرانس تک پھیلانے میں مدد دی۔ اس کی سرکردگی میں روم یورپی ثقافت کا دھڑکتا ہوا دل بن گیا: آرٹسٹ وہاں مصوری' سنگتراشی یا تعمیر کرنے' دانشور مطالعہ کرنے' شاعر نغمات بکھیرنے اور ہجو نگار مزید چمکنے کے لیے دوڑے چلے آئے۔ ایراسمس نے لکھا: "اے روم' تجھے بھولنے سے پہلے مجھے ہیڈز (پاتال) کے دریائے فراموشی (Lethe) میں چھلانگ لگانا پڑے گی..... کتنی بیش بہاء آزادی' کتابوں میں کیسے کیسے خزانے' فضلاء کے درمیان علم کی کیسی گہرائی' کیسا فیض رساں سماجی میل جول! آپ کو اس قدر ادبی معاشرہ' یا ایک ہی جگہ پر قدرتی فطانت کا اس قدر تنوع بھلا اور کہاں مل سکتا ہے؟" ۵۵؎ شفیق کاستیلیونے' شُستہ بیمبو' عالم فاضل لزارس' فرا جوکونڈو' رافیل' سانسووینی اور سانگالی' سیباستیانو اور مائیکل اینجلو--- ایک ہی شہر اور عشرے میں اس قسم کی محفل ہمیں دوبارہ کہاں ملے گی؟

پانچویں
کتاب

ٹُوٹ پھُوٹ

اُنیسواں باب

عقلی بغاوت

(1300ء—1534ء)

1۔ مخفی علوم

ہر عہد اور قوم میں تہذیب ایک اقلیت کی پیداوار' مراعات اور ذمہ داری ہوتی ہے۔ لغویات کی اثر پذیر سرکشی کے ساتھ شناسا مورخ توہمات کے لیے ایک شاندار مستقبل سے مفاہمت کرلیتا ہے؛ وہ غیر کامل آدمیوں میں سے کامل ریاستیں پیدا ہونے کی توقع نہیں کرتا؛ وہ ادراک کرتا ہے کہ کسی بھی پشت کا محض ایک چھوٹا سا حصہ ہی اقتصادی مسائل سے اس حد تک آزاد ہو سکتا ہے کہ اپنے سابقین یا ماحول کی سوچوں کی بجائے اپنے خیالات پر غور و خوض کرنے کی آسانی اور توانائی کا حامل ہو؛ اور وہ تب خوش ہونا سیکھتا ہے جب اسے پتہ چلے کہ ہر دور میں ایسے چند آدمی اور عورتیں موجود ہیں جنھوں نے اپنے ذہنوں کی مدد سے یا پھر پیدائش یا حالات کی مہربانی سے خود کو توہمات' عقیدۂ غیب اور سادہ لوحی سے نکال کر بے حدود لاعلمی سے آگاہ مصدقہ اور دوستانہ ذہانت تک بلند کیا۔

چنانچہ نشاۃ ثانیہ کے اِٹلی میں تہذیب چند ایک افراد کی بدولت' چند ایک افراد کی اور چند ایک افراد کے لیے تھی۔ عام سادہ آدمی زمین میں ہل چلاتا اور کانیں کھودتا' ریڑھے کھینچتا یا بوجھ ڈھوتا' صبح سے شام تک محنت کرتا اور رات کے وقت کچھ سوچنے

کے قابل نہ رہتا۔ وہ اپنی آراء اپنا مذہب' زندگیوں کی پہیلیوں کے جواب اردگرد کی فضاء سے یا آبائی مکان کے ساتھ ورثے میں حاصل کرتا؛ وہ اپنے لیے دوسروں کو سوچنے دیتا کیونکہ دوسرے اس سے اپنے لیے کام کرواتے تھے۔ اس نے نہ صرف روایتی دینیات کے مسحور کن' راحت بخش' فیض رساں' دہشتناک معجزوں--- جو روزانہ وباء' تلقین اور آرٹ کے ذریعہ اس پر اپنے نقش ثبت کرتے--- کو قبول کر لیا لیکن (اپنے ذہن میں) ان کے ساتھ علم جنات' جادوگری' فال گیری' سحر' اُلوہیت' علم نجوم' متبرکات کی پرستش اور معجزات کی تجارت کا اضافہ کیا۔ یہ تمام عوامی مابعد الطبیعیات کلیسیاء کی جانب سے تصدیق شدہ نہیں تھی؛ کبھی کبھی تو کلیسیاء نے اسے بے دینی سے بھی زیادہ تکلیف دہ مسئلے کے طور پر رد کیا۔ جب اِٹلی کا غیرعام آدمی آلپس کے اُس پار والے غیرعام آدمیوں سے دولت اور ثقافت میں نصف صدی یا زیادہ آگے تھا' تو آلپس کے جنوب کا آدمی اس دور کی توہمات میں آلپس پار کے ہم رتبہ آدمی کے ساتھ برابر کا شریک تھا۔

اکثر و بیشتر انسانیت پسندوں نے جینئس یا عام لوگوں کے سامنے پسپائی اختیار کر لی اور اپنے بِسروئی صفحات میں اپنے گردوپیش کی نامعقولیت کا چھڑکاؤ کیا۔ پوجیو (Poggio) نے کومو سے جرمنی ہجرت کرتے ہوئے کسی بے دماغ گھڑسوار یا ساحل سے خوبصورت عورتیں اغواء کرنے کے لیے سمندر سے نکلنے والے باریش ساگر دیوتاؤں جیسی فالوں اور عجیب و غریب واقعات پر اظہار مسرت کیا۔[1] مذہب کے بارے میں نہایت متشکک کمیاویلی نے یہ امکان پیش کیا کہ "فضاء روحوں سے لبریز ہے"' اور اپنے اس عقیدے کا اعلان کیا کہ عجیب و غریب واقعات' پیشگوئیاں' مکاشفات اور آسمان پر اشارے عظیم واقعات کے نقیب ہوتے ہیں۔[2] اہل فلورنس کو یہ خیال پسند تھا کہ ان کے سانس کے ساتھ اندر جانے والی ہوا انہیں ناقابل موازنہ سمجھ داری عطا کرتی ہے' انہوں نے کہا کہ تمام اہم واقعات ہفتہ کے روز ہوتے ہیں' اور یہ کہ کچھ مخصوص گلیوں کے راستے جنگ کے لیے روانہ ہونا یقینی بدقسمتی کا باعث ہے۔[3] پولیشان پازی سازش سے اس قدر مخبوط الحواس ہوا کہ اس کے بعد ہونے والی تباہ کن بارش کو اسی کا نتیجہ قرار دیا' اور ان نوجوانوں سے چشم پوشی اختیار کی جنہوں نے بارش

روکنے کے لیے سازش کے رہنما کی نعش قبر سے نکالی' اسے گلیوں میں گھسیٹتے پھرے اور پھر دریائے آرنو میں پھینک دیا۔[54] مارسیلیو فیچینو نے الوہیت' علم نجوم اور علم جنات کے دفاع میں لکھا اور اس بنیاد پر پیکوڈیلا مِرانڈولا سے ملاقات نہ کی کہ ستاروں کی چال ناموافق تھی۔[55] --- یا کیا یہ محض من کی موج تھی؟ اگر انسانیت پسند اس قسم کا عقیدہ رکھ سکتے تھے تو کسی راحت یا تعلیم سے محروم عوام کو اس بات پر کس طرح موردالزام ٹھہرایا جا سکتا ہے کہ انہوں نے فطری دنیا کو بے شمار مافوق الفطرت قوتوں کا آلہ کار اور ایک خول سمجھا؟

اِٹلی کے لوگوں نے اتنی زیادہ چیزوں کو مسیح یا حواریوں کی متبرک باقیات تسلیم کیا کہ آپ صرف نشاۃ ثانیہ کے رومن کلیساؤں سے ہی انجیل کے تمام مناظر پورے کر سکتے تھے۔ ایک کلیساء کا دعویٰ تھا کہ اس کے پاس شیر خوار مسیح کا ایک پوتڑا موجود ہے; ایک اور نے خود کو بیت لحم کے تھان کی سوکھی گھاس کا مالک بتایا; کسی نے مقدس روٹیوں اور مچھلیوں کی ملکیت کا دعویٰ کیا تو کسی نے آخری ضیافت میں استعمال ہونے والی میز کا; ایک کلیساء نے تو یہ بھی دعویٰ کر ڈالا کہ اس کے پاس کنواری کی وہ تصویر موجود ہے جو فرشتوں نے سینٹ لوقا کو بنا کر دی تھی۔[56] وینس کلیساؤں میں سینٹ مارک کا جسم' سینٹ جارج کی ایک بازو' سینٹ پال کا کان' سینٹ لارنس کا کچھ بُھنا ہوا گوشت' سینٹ سٹیفن پر برسائے گئے کچھ پتھر نمائش کے لیے رکھے ہوئے تھے۔[57]

تقریباً ہر چیز--- ہر عدد اور حرف--- کو کسی جادوئی قوت کا حامل سمجھا جاتا تھا۔ آرے تینو کے مطابق کچھ رومن فاحشائیں اپنے عاشقوں کی قوت باہ کو بھڑکانے کے لیے انہیں قبرستانوں سے چرائی ہوئی انسانی لاشوں کا گلا سڑا گوشت کھلاتی تھیں۔[58] ٹونے ٹوٹکے ہزاروں مقاصد کے لیے استعمال ہوتے; اپولیائی کاشتکاروں کا کہنا تھا کہ موزوں منتر کے ذریعہ آپ پاگل کتوں سے محفوظ رہ سکتے تھے۔ ہوا فیض رساں یا بدخواہ روحوں سے آباد تھی; اکثر شیطان ترغیب دلانے یا خوفزدہ کرنے' لبھانے یا ہدایات دینے کے لیے ذاتی یا قائم مقام حیثیت میں ظاہر ہوتا; بدروحیں باطنی علم کا منبع تھیں اور کوئی شخص انہیں مناسب طریقے سے خوش کرنے کے لیے یہ علم حاصل کر سکتا تھا۔ بولونیا میں کچھ کارملی راہب (انہیں 1474ء میں سکسٹس IV نے ملعون قرار دیا) پرچار کرتے تھے کہ

بدروحوں سے علم کی جستجو کرنے میں کوئی نقصان نہیں ہے[9] اور پیشہ ور ساحر گاہکوں سے معاوضہ لے کر بدروحوں کی مدد حاصل کرنے کے لیے اپنے آزمودہ منتر پڑھتے۔ لوگوں کو یقین تھا کہ چڑیلیں--- جادوگرنیاں--- اس قسم کی مددگار روحوں تک خصوصی پہنچ رکھتی ہیں؛ عام عقیدے کے مطابق یہ عورتیں خود کو تفویض کردہ شیطانی قوت کے ذریعہ مستقبل کی پیش بینی کر سکتی؛ دور دراز فاصلے لمحہ بھر میں اُڑ کر عبور کر سکتی، پھاٹکوں اور دروازوں میں سے پار جا سکتی اور تنگ کرنے والے افراد پر ہولناک بلائیں چھوڑ سکتی تھیں؛ وہ صرف ایک منتر یا نگاہ کی مدد سے محبت یا نفرت کو تحریک دینے، اسقاط حمل کرنے، زہر بنانے اور جان سے مارنے کی اہلیت رکھتی تھیں۔

1484ء میں انوسینٹ VIII کے ایک فرمان نے اِن چڑیلوں سے مدد مانگنے سے منع کیا، ان کی کچھ دعوئی کردہ قوتوں کی حقیقت کو درخورِ اعتناء نہ سمجھا، کچھ طوفانوں اور طاعون کی وباؤں کو ان سے منسوب کیا، اور شکایت کی کہ راسخ العقیدہ عبادت سے بھٹکے ہوئے متعدد عیسائیوں نے بدروحوں کے ساتھ جسمانی تعلق قائم کیا تھا، اور منتروں اور ٹونے ٹوٹکوں، بددعاؤں اور دیگر شیطانی طریقوں سے آدمیوں، عورتوں، بچوں اور چوپایوں کو زبردست نقصان پہنچایا تھا۔[10] پوپ نے محکمہ احتساب کے عہدیداروں کو اس قسم کی چیزوں سے ہوشیار رہنے کی نصیحت کی۔ پاپائی فرمان نے ساحری میں یقین کو کلیسیاء کے تسلیم شدہ عقیدے کے طور پر لاگو نہ کیا، اور نہ ہی چڑیلوں کے خلاف چارہ جوئی شروع کی؛ چڑیلوں پر مقبول عام یقین اور کبھی کبھی انہیں سزا دینا فرمان سے بہت پہلے کی بات ہے۔ یہاں پوپ عہد نامہ عتیق سے وفادار رہا جس نے حکم دیا تھا، "تو جادوگرنی کو جینے نہ دینا۔"[11] کلیسیاء صدیوں سے انسانوں پر شیطانی اثرات کا امکان تسلیم کرتا آیا تھا؛[12] لیکن پوپ کی جانب سے ساحری کی حقیقت کی توثیق نے اس پر اعتقاد کو بڑھایا، اور محتسبوں کو اس کی ہدایت نے ساحروں کو ایذاء رسانی میں کچھ کردار ادا کیا۔[13] فرمان کی تشہیر کے اگلے سال صرف کوموں میں ہی 41 عورتوں کو چڑیلیں قرار دے کر جلایا گیا۔[14] 1486ء میں بریشیا کے مقام پر محتسبوں نے متعدد مبینہ چڑیلوں کو سزائے موت دی؛ لیکن حکومت نے سزا پر عملدرآمد کرانے سے انکار کر دیا، جس پر انوسینٹ بہت برہم ہوا۔[15] 1510ء میں معاملات زیادہ سازگار رہے جب ہم بریشیا کے

مقام پر 140 افراد کو جادوگری کے الزام میں جلائے جانے کے متعلق سنتے ہیں؛ اور 1514ء میں شفیق لیو کے دور میں کوموکے مقام پر مزید تین سو شعلوں کی نذر ہوئے۔[16]
چاہے ایذاء رسانی سے اشتعال انگیزی کے باعث' یا دیگر وجوہ کی بناء پر ایسے افراد کی تعداد میں (بالخصوص آلپس کے دامن والے اِٹلی میں) تیزی سے اضافہ ہوا جو جادوگری کا دعویٰ کرتے تھے یا جنہیں جادوگر سمجھا جاتا تھا؛ اِس نے ایک وباء جیسی صورت اور نوعیت اختیار کرلی؛ ایک عوامی رپورٹ نے دعویٰ کیا کہ بریشیا کے نزدیک میدان میں 25,000 افراد نے "جادوگروں کے یوم سبت" میں شرکت کی۔ 1518ء میں محتسبوں نے اس خطہ کی 70 مبینہ چڑیلوں کو آگ میں ڈالا اور ہزاروں مشکوک چڑیلوں کو جیلوں میں رکھا ہوا تھا۔ بریشیا کی مجلس بلدیہ نے اتنی بڑی تعداد کی گرفتاری کے خلاف احتجاج کیا اور مزید عملدرآمد میں مداخلت کی؛ جس پر لیو X نے ایک پاپائی فرمان *Honestis* مورخہ 15 فروری 1521ء کے ذریعہ ہر اس سرکاری عہدیدار کی دین بدری اور ہر ایسی آبادی میں مذہبی رسوم معطل کرنے کا حکم دیا جو جانچ پڑتال یا نظرثانی کے بغیر محتسبوں کی عائد کردہ سزاؤں پر عملدرآمد سے انکار کرے گی۔ مجلس بلدیہ نے فرمان کو نظرانداز کرتے ہوئے جادوگری کے تمام آئندہ مقدمات کی نگرانی اور گزشتہ سزاؤں میں انصاف کی تفتیش کرنے کے لیے دو 'بشپس' دو بریشیائی طبیبوں اور ایک محتسب کو مقرر کیا؛ صرف یہی افراد ملزم کو سزا دینے کے مجاز تھے۔ مجلس بلدیہ نے پاپائی نمائندے کی فہمائش کی کہ وہ صرف لوگوں کی جائیدادیں ضبط کرنے کی خاطر انہیں سزائیں دے رہا ہے۔[16a] یہ ایک بہادرانہ طریق عمل تھا؛ لیکن جہالت اور سادیت نے بالادستی حاصل کرلی' اور آئندہ دو صدیوں کے دوران' کیتھولک کے ساتھ ساتھ پروٹسٹنٹ ممالک میں' پرانی کے ساتھ ساتھ "نئی دنیا" میں بھی جادوگری کے الزام میں نذر آتش کرنے کی سزائیں تاریخ انسانی میں تاریک ترین واقعات بن گئے۔
مستقبل جاننے کے جنون نے قسمت کا حال بتانے والوں کی عام اقسام کی کفالت کی--- دست شناس' خواب شناس' نجوی؛ باقی یورپ کی نسبت اِٹلی میں موخرالذکر زیادہ تعداد اور طاقت کے حامل تھے۔ تقریباً ہر اطالوی حکومت کا ایک سرکاری منجم تھا جو اہم مہمات شروع کرنے کے لیے ستاروں کی مدد سے ساعت سعید کا تعین کرتا۔ جولیئس II

اس وقت تک بولونیا سے باہر نہ جاتا جب تک اس کا نجومی مبارک دن اور وقت کی نشاندہی نہ کر دیتا; سکسٹس IV اور پال III اہم اجلاسوں کا انعقاد منجموں کے بتائے ہوئے وقت پر کرتے۔[16b] انسانی کردار اور امور پر ستاروں کی حکومت کا یقین اس قدر عام تھا کہ اٹلی میں یونیورسٹی کے بہت سے پروفیسر سالانہ *iudicia* یعنی علم نجوم کی بنیاد پر پیشگوئیاں جاری کرتے;[16c] ان مصدقہ جنتریوں کی پیروڈی کرنا آرے تینو کا ایک طریقہ طنز تھا۔ جب لورینتسو ڈی میڈیچی نے پیسا یونیورسٹی دوبارہ قائم کی تو علم نجوم پڑھانے کا کوئی انتظام نہ کیا' لیکن طلبہ نے ہنگامہ کھڑا کر دیا اور اسے ان کی بات ماننا پڑی۔[16d] لورینتسو کے فاضلانہ حلقے میں پیکوڈیلا میرانڈولا نے علم نجوم کے خلاف ایک زبردست حملہ کیا' لیکن اس سے بڑے عالم مارسیلیو فیچینو نے دفاع کیا۔ گوپچارڈینی کہتا ہے: "ماہرین نجوم کتنے خوش ہیں! جن کی سو جھوٹی باتوں کی بجائے ایک سچی بات پر یقین کر لیا جاتا ہے' جبکہ ایک جھوٹ اور سو سچ بولنے والے دوسرے لوگ اپنا تمام اعتبار کھو بیٹھتے ہیں۔[16e] تاہم' نجومی اپنے علم کے ذریعہ کائنات کے ایک سائنسی نظریہ کی جانب راہ ٹٹول رہے تھے; علم نجوم کہیں کہیں الوہی یا شیطانی خواہش سے چلنے والی کائنات پر یقین سے بچ گیا' اور ایک ہم آہنگ اور ہمہ گیر فطری قانون کی تلاش کو مقصد بنایا۔

II۔ سائنس

لوگوں کی توہمات پرستی نے کلیسیاء کی مخالفت کی بجائے سائنس کی نشوونما میں رکاوٹ ڈالی۔ "جوابی اصلاح" کے بعد ٹرینٹ کی مجلس (اندازاً 1545ء) تک اشاعتوں کی سنسرشپ نے سائنس کے لیے کوئی بڑی مشکل پیدا نہ کی۔ سکسٹس IV پندرھویں صدی کے مشہور ترین ماہر فلکیات جوہان مولر "Regiomontanus" کو روم لایا (1463ء)۔ الیگزینڈر کے عہد پاپائیت میں کوپرنیکس نے روم یونیورسٹی میں علم نجوم اور ریاضی پڑھایا۔ کوپرنیکس نے ابھی زمین کی مداری گردش کے متعلق اپنی دنیا کو ہلا کر رکھ دینے والی تھیوری پیش نہیں کی تھی' لیکن کیوسا کا نکولس اس بارے میں خیال ظاہر کر چکا تھا; اور یہ دونوں حضرات کلیسیائی آدمی تھے۔ ساری چودھویں اور پندرھویں

صدیوں کے دوران اِٹلی میں محکمہ احتساب نسبتاً کمزور رہا۔۔۔جس کی جزوی وجہ پوپس کا یہاں کی بجائے آوی نیون میں ہونا' ان کی باہمی لڑائیاں اور نشاۃ ثانیہ کی روشن خیالی کے ساتھ آلودہ ہونا تھی۔ 1440ء میں محکمہ احتساب نے مادیت پسند امیڈیو ڈی لانڈی پر میلان میں مقدمہ چلایا اور بری کر دیا؛ 1497ء میں ایک آزاد فکر طبیب گیبرئیل دا سالو کو اس کے سرپرست نے محکمہ احتساب سے بچا لیا' حالانکہ "اسے یہ کہنے کی عادت تھی کہ عیسیٰ خدا کا نہیں بلکہ یوسف کا بیٹا تھا۔" [11] احتسابی کارروائیوں کے باوجود' پندرھویں اور ابتدائی سولھویں صدی کے دوران کسی بھی دوسرے ملک کی نسبت اِٹلی میں سوچ زیادہ آزاد اور تعلیم زیادہ جدید تھی۔ وہاں علم نجوم' قانون' طب اور ادب کے مدرسے درجن بھر سرزمینوں سے آنے والے طلبہ کی منزل مقصود تھے۔ انگریز طبیب اور محقق تھامس لِناکر نے اِٹلی میں اپنا یونیورسٹی کا نصاب ختم کرنے کے بعد انگلینڈ واپس جاتے ہوئے اطالوی آلپس میں ایک قربان گاہ قائم کی اور اِٹلی کا آخری دیدار کر کے قربان گاہ کو علوم کی پرورش کرنے والی ماں' عیسائی دنیا کی پوسٹ گریجوایٹ یونیورسٹی کے نام سے منسوب کیا۔

نیچے توہمات پرستی اور اوپر آزاد خیالی کے اس ماحول میں اگر سائنس نے وسالیئس (64–1514ء) سے دو سو سال قبل محض معتدل سی ترقیاں کیں تو اس کی بڑی وجہ سرپرستی اور وقار کا آرٹ' تحقیق اور شاعری کی جانب ہونا تھا' اور اِٹلی کی اقتصادی یا ذہنی زندگی میں ابھی تک سائنسی طریقوں اور خیالات کے لیے کوئی واضح صدا موجود نہ تھی۔ لیونارڈو جیسا آدمی وسیع کائناتی نکتہ نظر اختیار کر سکا' اور اس نے پرشوق تجسس کے ساتھ درجن بھر سائنسوں میں ہاتھ ڈالا؛ لیکن وہاں کوئی بڑی تجربہ گاہیں موجود نہ تھیں' جسم کی چیرپھاڑ ابھی شروع ہی ہوئی تھی' حیاتیات یا طب کو کسی خوردبین کی مدد حاصل نہ تھی' ابھی تک کوئی دوربین ایسی نہ تھی جو ستاروں کو بڑا کرتی اور چاند کو زمین کے کنارے پر لاتی۔ خوبصورتی سے قرون وسطیٰ والی محبت شاندار آرٹ میں پختگی حاصل کر چکی تھی؛ لیکن سچائی سے قرون وسطیٰ والی محبت بہت کم تھی کہ جو سائنس میں ترقی پاتی؛ اور قدیم ادب کی بازیابی نے مستقبل کو ڈھالنے کا مقصد لے کر چلنے والی سائنسی تحقیق سے رواقی وابستگی کی بجائے قدامت کو مثالی تصور کرنے والی متشکک اسمی

قوریت کو تحریک دی۔ نشاۃ ثانیہ نے اپنی روح آرٹ کے حوالے کر دی' ادب کے لیے تھوڑا بہت' فلسفہ کے لیے بہت کم اور سائنس کے لیے سب سے کم رکھا۔ اس حوالے سے دیکھا جائے تو نشاۃ ثانیہ میں اس کثیر صورت ذہنی سرگرمی کا فقدان تھا جو پیریکلیز اور ایسکائی لس سے لے کر رواقی ژینو اور ماہر نجوم ارسطارقس تک کے یونانی عہد عروج میں نظر آتی ہے۔ سائنس نے اس وقت تک ترقی نہ کی جب تک فلسفہ نے راہ صاف نہ کر دی۔

چنانچہ' قدرتی بات ہے کہ نشاۃ ثانیہ کے درجن بھر آرٹسٹوں کے نام جاننے والا قاری بمشکل ہی نشاۃ ثانیہ کے کسی ایک سائنس دان کا نام بتا سکے گا' ماسوائے لیونارڈو; حتیٰ کہ اسے Amerigo Vespucci کا نام بھی یاد دلانا پڑے گا; اور گلیلیو (1564ء۔1642ء) کا تعلق سترھویں صدی سے ہے۔ سچی بات تو یہ کہ جغرافیہ اوّر طب کے سوا کسی شعبے میں کوئی قابل ذکر نام موجود نہیں۔ پورڈینون کا Oderic بطور مبلغ ہندوستان اور چین گیا (اندازاً 1321ء)' براستہ تبت اور فارس واپس آیا اور اپنی دیکھی ہوئی جگہوں کے بارے میں لکھ کر ایک پشت قبل مارکو پولو کی فراہم کردہ معلومات میں گرانقدر اضافہ کیا۔ ماہر نجوم' طبیب اور جغرافیہ دان پاؤلو ٹوسکانیلی نے 1456ء میں ہیلی کا دُمدار ستارا دیکھا' اور مشہور ہے کہ اُسی نے کولمبس کو بحراوقیانوس میں سفر پر روانہ ہونے کی معلومات اور ترغیب دی تھی۔[۶۹] فلورنس کے Amerigo Vespucci نے نئی دنیا تک چار مرتبہ بحری سفر کیا (اندازاً 1497ء)' ہر جزیرے کو سب سے پہلے دریافت کرنے کا مدعی بنا اور وہاں کے نقشے تیار کیے; ان نقشوں کو شائع کرنے والے مارٹن والڈ سیمولر نے جزیرے کو امریکہ کہنے کی تجویز دی; اطالویوں نے خیال پسند کیا اور اسے اپنی تحریروں میں مقبولیت دی۔[۷۰]

حیاتیاتی سائنسوں نے سب سے آخر میں ترقی پائی' کیونکہ ہمہ گیر سطح پر قبول کردہ انسان کی خصوصی تخلیق کے نظریہ نے اصل ماخذ کی جستجو کو غیر ضروری اور خطرناک بنا دیا تھا۔ یہ سائنس زیادہ تر طب' نباتیات' باغبانی' گل پروری اور زراعت میں عملی مشاغل اور مطالعات تک ہی محدود رہی۔ Pietro de' Crescenzi نے 26 برس کی عمر میں (1306ء) زراعت کا قابل تعریف رہنما کتابچہ "*Ruralia Commoda*"

شائع کیا' بس وہ اس میدان میں ہسپانوی مسلمانوں کی زیادہ بہتر تحریروں کو نظرانداز کر گیا۔ لورینتسو ڈی میڈیچی نے Careggi کے مقام پر کمیاب پودوں کا نیم عوامی باغ بنا رکھا تھا: پہلے عوامی نباتاتی باغ کی بنیاد لوکاگنی (Luca Ghini) نے 1544ء میں بمقام پیسا رکھی۔ تقریباً سبھی باانداز حکمرانوں نے حیوانیاتی باغات بنائے: اور کارڈینل اِپولیتو ڈی میڈیچی نے ایک انسانی چڑیا گھر بنا رکھا تھا جس میں بیس مختلف اقوام کے زبردست جسم والے بربری موجود تھے۔

III۔ طِب

طب خوشحال ترین سائنس تھی' کیونکہ انسان سب کچھ قربان کر سکتے ہیں مگر صحت مندی کی خواہش نہیں۔ طبیبوں نے اِٹلی کی نئی دولت سے کافی بڑا حصہ وصول کیا۔ پیڈوآ نے ایک طبیب کو بطور کنسلٹنٹ کام کرنے کے لیے دو ہزار ڈیوکٹ سالانہ معاوضہ ادا کیا' اور نجی پریکٹس کی بھی کھلی اجازت دی۔ ‏[61] پیٹرارک نے اپنی جاگیروں پہ کھڑے ہو کر بڑے غرور کے ساتھ طبیبوں کے بھاری معاوضوں' ان کی سرخ عباؤں اور سنجاب کی کلاہوں' ‏[62] ان کی چمکدار انگوٹھیوں اور طلائی مہمیزوں کو برا بھلا کہا۔ اس نے علیل پوپ کلیمنٹ VI کو طبیبوں پر بھروسہ کرنے سے بڑے پُرجوش انداز میں خبردار کیا:

> میں جانتا ہوں کہ آپ کے بستر کے پاس ڈاکٹروں کا ہجوم لگا ہے' اور یہ بات قدرتی طور پر میرے لیے باعث خوف ہے۔ ان کی آراء ہمیشہ متضاد ہوتی ہیں' اور جس کے پاس کہنے کو کچھ نہ ہو وہ دوسروں کی ہاں میں ہاں ملانے کی ذلت اٹھاتا ہے جیساکہ پلائنی نے کہا' وہ کسی پہیلی کے لیے شہرت کمانے کی خاطر ہماری زندگیوں کا کاروبار کرتے ہیں۔ کسی طبیب کے آخری لفظ پر یقین کر لینا کافی ہے' مگر طبیب کا جھوٹ کسی بھی دوسرے شخص سے زیادہ خطرناک ہے۔ صرف خوش اُمیدی ہی ہمیں اس صورتحال کے متعلق سوچنے پر مائل کرتی ہے۔ وہ ہمیں تختہ مشق بنا کر اپنا فن سیکھتے ہیں' حتیٰ کہ ہماری موت بھی ان کو تجربہ دیتی ہے: طبیب ہی عافیت

کے ساتھ مارنے کا حق رکھتا ہے۔ اوہ' شفیق ترین باپ' ان کی ٹولی کو دشمنوں کی فوج سمجھیں۔ ایک بدقسمت آدمی کی قبر پہ کھدے کتبے کو بطور انتباہ یاد رکھیں: "مجھے بہت سے طبیبوں نے مار ڈالا۔" [17]

تمام سرزمینوں اور ادوار میں طبیبوں نے نوع انسانی میں سب سے زیادہ قابل خواہش ہونے اور مذاق کا نشانہ بننے کے حوالے سے عورتوں کی ہمسری کی۔

طب میں ترقی اناٹومی (علم تشریح الاعضاء) کی نشاۃ ثانیہ تھی۔ اہل کلیسیاء نے آرٹسٹوں کے ساتھ ساتھ طبیبوں سے بھی تعاون کرتے ہوئے' کبھی کبھی انہیں اپنے زیر انتظام ہسپتالوں سے چیر پھاڑ کے لیے نعشیں فراہم کیں۔ Mondino de' Luzzi نے بولونیا میں نعشوں کو چیرا اور ایک "*Anatomia*" لکھی (1316ء) جو تین صدیوں تک کلاسیکی کتاب رہی۔ بایں ہمہ نعشوں کا حصول بہت مشکل تھا۔ 1319ء میں بولونیا کے مقام پر کچھ طلبہ نے ایک قبرستان سے نعش چُرالی اور اسے یونیورسٹی میں ایک استاد کے پاس لائے جس نے انہیں چیر پھاڑ سکھائی۔ طلبہ کے خلاف کارروائی ہوئی مگر انہیں بری کر دیا گیا' اور اس واقعہ کے بعد شہری حکام "اناٹومیز" میں سزا یافتہ اور غیر اعلانیہ مجرموں پر نظر رکھنے لگے۔ [18] بولونیا میں اناٹومی کے پروفیسر Berengario دا کیپری (1470ء-1550ء) کو سو سے زیادہ نعشوں کی چیر پھاڑ کرنے کا اعزاز حاصل ہے۔ [19] 1341ء میں بھی پیسا کی یونیورسٹی میں چیر پھاڑ کی جاتی تھی؛ جلد ہی اِٹلی کے تمام میڈیکل سکولوں میں اس کی اجازت دے دی گئی جن میں پاپائی سکول برائے طب (روم) بھی شامل تھا۔ سکسٹس IV (84-1471ء) نے اس قسم کی چیر پھاڑ کی سرکاری طور پر اجازت دی۔ [20]

نشاۃ ثانیہ کی اناٹومی نے آہستہ آہستہ اپنا فراموش کردہ کلاسیکی ورثہ دوبارہ حاصل کیا۔ انٹونیو بنی ویانی' الیلے ساندرو اچی لینی' الیلے ساندرو بنی ڈیٹی اور مارک انٹونیو ڈیلا تورے جیسے آدمیوں نے اناٹومی کو عربی سرپرستی سے رہائی دلائی' واپس گیلن اور بقراط کی طرف گئے' ان مقدس و معتبر شخصیات پر بھی سوال اٹھائے اور جسم کے سائنسی علم میں عصب بہ عصب' عضلہ بہ عضلہ' ہڈی بہ ہڈی اضافہ کیا۔ بنی ویانی نے اپنی اناٹومیز کو بیماری کی اندرونی وجوہ ڈھونڈنے کی راہ پر متعین کیا؛ اس کے رسالے "بیماری کی کئی

مخفی اور حیرت انگیز وجوہ اور ان کا علاج" (1507ء) نے مرضیاتی اناٹومی کی بنیاد رکھی' اور پوسٹ مارٹم تجزیات کو جدید طب کی نشوونما میں ایک اہم عنصر بنایا۔ دریں اثناء پرنٹنگ کے نئے فن نے طبی کتب کی نشرواشاعت اور بین الاقوامی تبادلے کو فروغ دے کر طبی ترقی کو مہمیز دی۔

ہم یہ کہہ کر لاطینی عیسائی دنیا میں طبی سائنس کی قرون وسطیٰ کی جانب مراجعت کا ہلکا سے اندازہ کر سکتے ہیں کہ اس دور کے ماہرین اناٹومی اور ماہرین طب 1500ء تک علم کے اس مقام پر پہنچ پائے جو بقراط' گیلن اور سورانس نے 450ق-م سے 200 عیسوی کے دوران حاصل کر لیا تھا۔ علاج کی بنیاد ہنوز بقراط کے نظریۂ رطوبت مائیہ (Humors) پر تھی' اور خون نکالنا اکسیر اعظم تھا۔ انسانی خون کے انتقال کی اولین معلوم کوشش ایک یہودی طب دان نے پوپ انوسینٹ VII (1492ء) پر کی تھی; جیسا کہ ہم نے دیکھا ہے' کوشش ناکام رہی۔ جھاڑ پھونک کرنے والوں کو اب بھی مذہبی منتروں یا متبرکات کو بوسہ دینے کے ذریعہ نامردی اور نسیان کا علاج کرنے کے لیے بلایا جاتا تھا; شاید اس قسم کا خیال انگیز طریقہ علاج کبھی کبھی کامیاب رہا ہو۔ عطار انوکھی گولیاں اور ادویات کے علاوہ اپنی کمائی میں اضافہ کرنے کی خاطر کاغذ' وارنش' کنفکشنری' مصالحہ جات اور زیور بھی بیچتے۔ [33] پُرغضب راہب ساوونارولا کے باپ میشیل ساوونارولا نے ایک "Practica medicinae" (اندازاً 1440ء) اور کچھ دیگر رسائل لکھے; ایک رسالہ میں عظیم آرٹسٹوں میں عمومی ذہنی مرض (bizaria) سے بحث کی گئی; ایک اور میں ان معروف افراد کے بارے میں بتایا گیا جو روزانہ الکحل والے مشروب استعمال کر کے طویل عرصہ تک جیئے تھے۔

نیم حکیموں کی تعداد اور بھی زیادہ تھی' مگر طبی پریکٹس کو اب زیادہ قانونی تحفظ حاصل ہو چکا تھا۔ طبی علاج کرنے والے افراد کے لیے سزائیں مقرر کی گئیں; اور سند حاصل کرنے کے لیے چار سال کا کورس کرنا پڑتا تھا (1500ء)۔ کسی طب دان کو اپنے ساتھی سے مشورہ کیے بغیر تشخیص مرض کی اجازت نہ تھی۔ وینس قانون کے تحت طب دانوں اور سرجنوں کا مہینے میں ایک مرتبہ مل بیٹھ کر طبی نوٹس کا تبادلہ کرنا' اور سال میں کم از کم ایک مرتبہ اناٹومی پر کورس میں شرکت کر کے اپنے علم کو تازہ ترین رکھنا

ضروری تھا۔ گریجوایشن کرنے والے طبی طالب علم کو حلف لینا پڑتا تھا کہ وہ مریض کی بیماری کو ہرگز طول نہ دے گا' کہ وہ اپنے نسخوں کی تیاری کے کام پر نظر رکھے گا' اور یہ کہ وہ عطار سے ادویات بنوانے کی کوئی قیمت وصول نہ کرے گا۔ اسی قانون (وینس' 1368ء) نے نسخہ مکمل کرنے کے لیے عطار کا معاوضہ دس *Soldi* [۲۲] تک محدود کیا۔۔۔ (آج ہم ان سکوں کی قیمت کا تخمینہ نہیں لگا سکتے۔ ہم متعدد ایسے کیسوں کے متعلق سنتے ہیں جن میں' ایک خصوصی معاہدے کے تحت' طبی معاوضہ کی ادائیگی شفاء یابی کے ساتھ مشروط کی گئی۔) [۲۳]

سرجری کی شہرت روزافزوں ترقی کر رہی تھی جبکہ اس کے طریقے اور آلات قدیم مصری فن کے تنوع اور کمال کو پہنچ رہے تھے۔ برنارڈو دا راپالو نے گردے کی پتھری کے لیے مقعدی آپریشن اختراع کیا(1451ء)' اور ماریانو سانتو نے جانبی شگاف کے ذریعہ پتھر خارج کرنے کے کئی کامیاب طریقوں کے لیے شہرت پائی (اندازاً 1530ء)۔ جولیئس II کے سرجن جووانی دا ویگو نے شریانوں اور نسوں کو جوڑنے کے لیے کئی بہتر طریقوں کو ترقی دی۔ قدماء کو معلوم پلاسٹک سرجری 1450ء کے قریب سسلی میں دوبارہ متعارف ہوئی: کٹے ہوئے ناکوں' ہونٹوں اور کانوں کو جسم کے دیگر حصوں کی جلد سے مرمت کیا گیا' اور اس قدر خوبی کے ساتھ کہ سطحوں کی باہم پیوستگی کا بمشکل ہی پتہ چلایا جا سکتا تھا۔ [۲۴]

حفظان صحت کے نظام میں بہتری پیدا ہو رہی تھی۔ آندریا ڈانڈولو نے وینس کے حاکم کی حیثیت سے (1354ء۔ 1343ء) صحت عامہ کا اولین معلوم میونسپل کمیشن قائم کیا: [۲۵] دیگر اطالوی شہروں نے بھی پیروی کی۔ حفظان صحت کے یہ افسران (*magistrati della sanita*) عوام کو فروخت کی جانے والی تمام غذاؤں اور ادویات' اور کچھ متعدی امراض کے مریضوں کا بھی معاینہ کرتے۔ وینس نے 1374ء میں کالی موت کے نتیجہ میں اپنی بندرگاہ سے ایسے تمام جہاز واپس بھیج دیئے جن کے افراد یا اشیاء سے وباء پھیلنے کا اندیشہ تھا۔ رگوسا میں (1377ء) باہر سے آنے والوں کو شہر میں داخلے کی اجازت دینے سے پہلے تیس روز تک مخصوص جگہوں پر ٹھہرایا جاتا تھا۔ مارسیلی نے (1383ء) اس مدت کو چالیس روز تک بڑھایا' اور 1403ء میں وینس نے

بھی یہی طریقہ اختیار کیا۔ [126]

عوام اور مذہبی طبقہ دونوں کے جوش کے تحت ہسپتالوں کی تعداد میں تیزی سے اضافہ ہو رہا تھا۔ سینا نے 1305ء میں ایک ہسپتال تعمیر کیا جو اپنی وسعت اور خدمات کے لیے مشہور ہوا؛ اور میلان میں فرانسسکو نے ہسپتال میجورے کی بنیاد رکھی (1456ء)۔ 1423ء میں وینس نے متعدی بیماری کے مریضوں کو رکھنے کیلئے سانتاماریا دی ناصرۃ کے جزیرہ کو lazaretto یعنی شفاخانہ میں بدل دیا؛ یہ یورپ میں اپنی نوعیت کا پہلا ادارہ ہے۔ [127] پندرھویں صدی میں فلورنس 35 ہسپتالوں کا مالک تھا۔ [128] یہ ادارے مخیرانہ عوامی اور نجی امداد سے چلائے جاتے۔ کچھ ہسپتال انداز تعمیر کی شاندار مثالیں تھے' مثلاً اوسپیڈیل میجورے؛ کچھ نے اپنے ہالوں کو آرٹ کے اعلیٰ نمونوں سے زینت بخشی۔ پسٹویا کے اوسپیڈیل ڈیل کیپو کی دیواروں کے لیے ہسپتال کے مثالی مناظر پر مبنی ٹیراکوٹا منبت کاریاں بنانے کا کام جووانی ڈیلا روبیا کو دیا گیا؛ اور فلورنس میں برونے لیسکو کا ڈیزائن کردہ اوسپیڈیل ڈیگلی انوسینٹی کی وجہ امتیاز پیش گاہ کی محرابوں کے محراب شانوں میں رکھے ہوئے مسحور کن ٹیراکوٹا medallions ہیں جو آندریا ڈیلا روبیا نے بنائے۔ 1511ء میں اٹلی کو مخرب اخلاق پا کر زبردست صدمے کا شکار ہونے والا لوتھر یہاں کے خیراتی اور طبی اداروں سے بھی متاثر ہوا تھا۔ اس نے اپنی "ٹیبل ٹاک" میں ان ہسپتالوں کو بیان کیا:

> اٹلی میں ہسپتال خوبصورتی سے تعمیر کردہ اور کھانے پینے کی قابل تعریف سہولتوں' ہوشیار ملازمین اور عالم فاضل طبیبوں سے آراستہ ہیں۔ بستر اور چادریں صاف ستھری ہیں' اور دیواریں تصاویر سے پُر ہیں۔ جب کسی مریض کو ہسپتال میں لایا جاتا ہے تو اس کے کپڑے ایک تصدیقی افسر کی موجودگی میں اُتارے جاتے ہیں جو اُن کا ایمانداری سے اندراج کر کے اپنے پاس سنبھال لیتا ہے۔ مریضوں کو ایک سفید بالا پوش پہنا کر آرام دہ بستر پہ لٹا دیا جاتا ہے۔ دو ڈاکٹر اسے دیکھنے آتے اور خدمتگار اس کے لیے صاف برتنوں میں کھانا لاتے ہیں..... بہت سی عورتیں نقاب پہن کر مریضوں کی عیادت کرنے آتی ہیں تاکہ ان کی شناخت نہ ہو سکے؛ ہر عورت

چند دن ٹھہرنے کے بعد واپس گھر چلی جاتی ہے' اس کی جگہ کوئی دوسری عورت سنبھال لیتی ہے..... فلورنس کے یتیم خانے بھی اتنے ہی شاندار ہیں جہاں بچوں کو اچھی طرح کھلایا پلایا' موزوں کپڑے پہنائے جاتے اور ان پر قابل تعریف توجہ دی جاتی ہے۔ [29]

عموماً طب کا یہ مقدر ہے کہ نئی بیماریاں علاج معالجہ میں اس کی ہیروئی ترقیوں کو متوازن کر دیتی ہیں۔ سولہویں صدی سے قبل یورپ میں چیچک اور خسرہ نامعلوم تھا' مگر اب یہ بیماریاں سامنے آگئیں: یورپ نے 1510ء میں انفلوئنزا کی پہلی ریکارڈ شدہ وباء کا سامنا کیا: ٹائفس کے متعدی مرض--- جس کا 1477ء سے قبل کہیں ذکر نہیں ملتا--- نے 1505ء اور 1528ء میں اِٹلی کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ لیکن پندرھویں صدی کے آخر میں اِٹلی اور فرانس میں آتشک کے اچانک ظہور اور پھیلاؤ نے ہی نشاۃ ثانیہ کی طب کو نہایت حیرت انگیز منظر اور آزمائش سے دوچار کیا۔ آیا آتشک یورپ میں 1493ء سے پہلے موجود تھا' یا اسے کولمبس اُسی برس امریکہ سے واپس لوٹنے پر ساتھ لایا--- صاحب اطلاع حضرات اس بارے میں ابھی تک بحث کر رہے ہیں' اور اس مسئلے کو سلجھانے کا یہ موقع نہیں۔

مخصوص حقائق اس بیماری کا ماخذ یورپ میں ہی موجود ہونے کے نظریہ کی حمایت کرتے ہیں۔ 25 جولائی 1463ء کو ایک طوائف نے Dijon کے مقام پر عدالت میں بیان دیا کہ اس نے ایک ناپسندیدہ گاہک کو بھگانے کے لیے اسے اپنی بیماری *le gros mal* کے متعلق بتایا تھا۔ ریکارڈ میں مزید تفصیل بیان نہیں کی گئی۔ [30] 25 مارچ 1494ء کو پیرس کے ڈھنڈورچی کو ہدایت کی گئی کہ *la grosse verole* ("great Pox") میں مبتلا تمام افراد کو شہر سے باہر نکال دیا جائے۔ [31] ہمیں نہیں معلوم کہ یہ گریٹ پاکس کیا تھی: شاید یہ آتشک ہی ہو۔ 1494ء کے اواخر میں ایک فرانسیسی فوج نے اِٹلی پر حملہ کیا: 21 فروری 1495ء کو یہ نیپلز پر قابض ہوئی: جلد ہی وہاں ایک بیماری پھیل گئی جسے اطالویوں نے "*il morbo gallico*" یعنی فرانسیسی بیماری کہا اور الزام لگایا کہ فرانسیسی اِسے اپنے ساتھ اِٹلی میں لائے تھے۔ بہت سے فرانسیسی سپاہی اس کا شکار ہوئے: وہ اکتوبر 1495ء میں فرانس واپس جاتے وقت یہ بیماری لوگوں میں پھیلا گئے:

چنانچہ اسے le mal de Naples کہا کیونکہ یہ انہیں نیپلز میں ہی لگی تھی۔ 7 اگست 1495ء کو فرانسیسی فوج کی اِٹلی سے واپسی سے دو ماہ قبل شہنشاہ ماکسی ملیان ایک فرمان میں malum francicum کا ذکر کیا؛ یقینی طور پر اس "فرانسیسی بیماری" کو فرانسیسی فوج سے منسوب نہیں کیا جا سکتا جو ابھی اِٹلی سے واپس نہیں گئی تھی۔ 1500ء سے بعد morbus gallicus کی اصطلاح یورپ بھر میں آتشک کے مفہوم میں استعمال کی جاتی تھی۔ [53] ہم نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ آتشک 1493ء سے پہلے ہی یورپ میں موجود ہونے کی آراء تو موجود ہیں لیکن کوئی قابل یقین شہادت نہیں۔

آتشک کے امریکی ماخذ کے کیس کی بنیاد ایک ہسپانوی طبیب Ruy Diaz de l'Isla کی 1504ء اور 1506ء کے مابین لکھی ہوئی رپورٹ پر ہے جو 1539ء میں شائع ہوئی۔ وہ بتاتا ہے کہ کولمبس کے سمندری سفر سے واپسی پر بحری جہاز کے کپتان پر شدید بخار کا حملہ ہوا اور جسم پر پھنسیاں بھی بن گئیں۔ وہ یہ بھی بتاتا ہے کہ اس نے خود بارسلونا میں اس نئی بیماری میں مبتلا جہاز رانوں کا علاج کیا؛ اس کے مطابق پہلے یہ بیماری نامعلوم تھی۔ اس نے بیماری کو یورپ کی morbus gallicus ہی قرار دیا' اور اس کے امریکی ماخذ کو غلط گردانا۔ [54] کولمبس ویسٹ انڈیز سے پہلی واپسی پر 15 مارچ 1493ء کو پالوس (سپین) پہنچا۔ اسی ماہ الیگزینڈر VI کے طبیب Pintor نے روم میں morbus gallicus پہلی مرتبہ ظاہر ہونے کا ذکر کیا۔ [55] امریکہ سے کولمبس کی واپسی اور نیپلز پر فرانسیسی فوج کے قبضہ کے درمیان تقریباً دو سال کا فاصلہ ہے۔۔۔ بیماری کو سپین سے اِٹلی تک پھیلنے کے لیے یہ وقت کافی تھا؛ دوسری طرف' یہ امر بھی یقینی نہیں کہ 1495ء میں نیپلز کو برباد کرنے والی وباء آتشک ہی تھی۔ [56] کولمبس سے پہلے کی یورپی باقیات میں ملنے والی معدودے چند ہڈیوں پر ہی آتشک کا شک کیا جا سکتا ہے؛ تاہم کولمبس سے پہلے کے امریکہ کی باقیات میں اس کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں۔ [57] سارتون نے بھی ماقبل کولمبس یورپ میں آتشک کی موجودگی کو ماننے سے انکار کیا ہے۔ [58]

بہرصورت نئی بیماری خوفناک رفتار سے پھیلی۔ بدیہی طور پر سیزر بورجیا فرانس میں اس کا شکار بنا۔ متعدد کارڈینل اور خود جولیئس III اس میں مبتلا ہوئے؛ لیکن اس قسم

کی مثالوں میں ہمیں اس امکان کو جگہ دینا پڑے گی کہ یہ انہیں جراثیم کے حامل افراد یا اشیاء کو چھونے سے لاعلمی میں لگ گئی۔ یورپ میں جلدی پھوڑے پھنسیوں کا علاج پارے سے تیار شدہ دوا کے ذریعہ کافی عرصہ سے کیا جا رہا تھا؛ اب پارہ ہمارے دور کی پنسلین کی طرح مقبول ہو گیا؛ سرجنوں اور نیم حکیموں کو الکیمیا دان کہتے تھے کیونکہ وہ پارے کو سونے میں تبدیل کر دیتے تھے۔ احتیاطی اقدامات کیے گئے۔ 1496ء کے ایک قانون نے روم میں حجاموں کو آتشک زدہ افراد کو دور رکھنے اور ان کے یا ان پر استعمال کردہ آلات برتنے سے منع کر دیا۔ تھوڑے تھوڑے عرصے بعد فاحشاؤں کا معاینہ کیا جاتا، اور کچھ شہروں نے طوائفوں کو شہر بدر کر کے مسئلے پر قابو پانا چاہا، سوفیرارا اور بولونیا نے 1496ء میں اس قسم کی عورتوں کو اس بناء پر وطن بدر کیا کہ وہ "ایک پراسرار قسم کے آبلوں کی حامل تھیں جنہیں دوسرے لوگ حضرت ایوب کا کوڑھ کہتے ہیں۔"۳۸ کلیسیاء نے ایک ضروری حفاظتی تدبیر کے طور پر پاک دامنی کی تبلیغ کی اور بہت سے اہل کلیسیاء اس پر عمل پیرا ہوئے۔

بیماری کے لیے Syphilis یعنی آتشک کا نام سب سے پہلے گیرولا موفراکاستورو نے استعمال کیا جو نشاۃ ثانیہ کے بہترین متقی کرداروں میں سے ایک تھا۔ اس کا آغاز اچھا تھا: وہ ویرونا کے ایک اعلیٰ خاندان میں پیدا ہوا (1483ء) جو غیر معمولی طبیب پیدا کر چکا تھا۔ اس نے پیڈوآ میں تقریباً ہر چیز کا مطالعہ کیا۔ کوپرنیکس اس کا ہم مکتب جبکہ پومپوناتسی اور اچلینی فلسفہ اور اناٹومی کے استاد تھے؛ چوبیس برس کی عمر میں خود بھی منطق کا استاد بن گیا۔ جلد ہی وہ 'کلاسیکی ادب کے پرشوق مطالعہ کے ساتھ' سائنسی اور سب سے بڑھ کر طبی تحقیق کے لیے گوشہ نشین ہو گیا۔ سائنس اور ادب کی اس سنگت نے ایک ہمہ گیر شخصیت متشکل کی: اس نے ورجل کی "*Georgics*" کے نمونے پر لاطینی زبان میں ایک خوبصورت نظم بعنوان "آتشک" لکھی (1521ء)۔ اطالویوں نے لوکریشیس کے بعد سے ناصحانہ شاعری میں کمال حاصل کر لیا تھا، لیکن کون تصور کر سکتا تھا کہ آتشک کا لہردار جرثومہ بھی رواں شعروں میں گھس آئے گا؟ قدیم داستانوں میں سفائیلس (Syphilus) ایک گڈریا تھا جس نے نظر نہ آنے والے دیوتاؤں کی بجائے بادشاہ کی پرستش کرنے کا فیصلہ کیا جو اس کے ریوڑ کا واحد نظر آنے والا مالک تھا: ناراض اپالو نے

فضاء میں فاسد بخارات چھوڑ دیئے جن کے باعث سفائیلس ناسور زدہ پھنسیوں کی بیماری میں مبتلا ہوگیا: ایوبؑ کی کہانی بنیادی طور پر یہی ہے۔ فراکاستورو نے اس بیماری کے اولین ظہور' وبائی پھیلاؤ' وجوہ اور علاج کا پتہ لگانے کی صلاح دی: اس کے مطابق "ماضی میں صدیوں پہلے ظاہر ہونے والی اس خوفناک اور نادر بیماری نے سارے یورپ اور ایشیاء و لیبیا کے خوشحال شہروں میں تباہی پھیلائی اور ایک بدبخت جنگ میں اِٹلی پر حملہ آور ہوئی۔" اس نے بیماری کی امریکہ سے آمد پر شک کیا' کیونکہ یہ بیک وقت یورپ کے کئی دور دراز ممالک میں نمودار ہوئی تھی:

> بیماری ایک دم سامنے نہیں آتی' بلکہ مخصوص وقت' کبھی کبھی ایک ماہ..... حتیٰ کہ چار ماہ تک بھی مخفی رہتی ہے۔ زیادہ تر کیسوں میں جنسی اعضاء پر ناسور بننے لگتے ہیں..... پھر پھنسیوں کی وجہ سے جلد پھٹ جاتی ہے..... اس کے بعد یہ ناسور زدہ پھنسیاں جلد کو گلانے..... حتیٰ کہ ہڈیوں کو بھی متاثر کرنے لگتی ہیں..... کچھ کیسوں میں ہونٹ یا ناک یا آنکھیں' یا پھر کچھ دیگر کیسوں میں جنسی اعضاء گل کر جھڑ جاتے ہیں۔ [۳۹]

نظم میں آگے چل کر پارے یا امریکی ہندیوں کی "مقدس لکڑی" (guaiac) کے ذریعہ علاج پر بات کی گئی ہے۔ فراکاستورو نے ایک بعد کی کتاب "De contagione" میں مختلف اچھوتی بیماریوں پر--- آتشک' ٹائیفس' تپ دق--- نثر میں بات کی اور ان کے پھیلنے کی وجوہ بھی بتائیں۔ 1545ء میں پال III نے اسے ٹرینٹ مجلس کے لیے سربراہ طبیب بننے کو کہا۔ ویرونا نے اس کی یاد میں ایک اعلیٰ یادگار بنائی' اور جووانی دال کاوینو نے ایک تمغے پر اس کی شبیہہ اتاری جو اپنی نوعیت کے بہترین فن پاروں میں شمار ہوتی ہے۔

1500ء سے پہلے تمام وبائی بیماریوں کو ایک ہی نام "طاعون" کے تحت شمار کرنا معمول تھا۔ اب کسی وباء کے مخصوص کردار میں واضح طور پر امتیاز اور تشخیص کرنا طبی ترقی کی راہ پر ایک بہت بڑا قدم تھا' اور طب آتشک جیسے اچانک نمودار ہونے والے مرض سے نمٹنے کے لیے بھی تیار تھی۔ اس قسم کے بحران میں محض بقراط اور گیلن پر تکیہ کرنا ناکافی تھا: شعبہ طب نے ہر دم وسیع ہوتے ہوئے تجربہ میں علامات' وجوہ اور

علاجوں کے تازہ اور تفصیلی مطالعہ کی ضرورت پوری کرنا سیکھ لیا تھا' اسی لیے یہ اس غیر متوقع امتحان سے گذر سکا۔

اور انہی اعلیٰ صلاحیتوں' لگن اور عملی کامیابی کی بدولت اب طبیبوں کا بہتر طبقہ اِٹلی کی بے عنوان اشرافیہ سے متعلق تسلیم کیا جاتا تھا۔ طبیبوں نے اپنے پیشے کو مکمل طور پر سیکولر بنا کر اسے مذہبی طبقہ سے زیادہ عزت دلائی۔ ان میں سے متعدد نہ صرف طبی بلکہ بادشاہوں' شہزادوں اور پاپائی نمائندوں کے منظور نظر سیاسی مشیر بھی تھے۔ کئی ایک طبیب کلاسیکی ادب سے آشنا انسانیت پسند تھے اور وہ مخطوطات و فن پارے جمع کرتے; عموماً وہ عظیم آرٹسٹوں کے قریبی دوست تھے۔ کچھ ایسے بھی تھے جنہوں نے طب میں فلسفہ شامل کرنے کے لیے بقراط کو بطور مثال تسلیم کیا; وہ بہ آسانی اپنی تحقیقات اور تدریس میں ایک سے دوسرے موضوع تک گئے; اور اب حقیقت کے تازہ اور بے خوف تجزیہ کو تحریک دینے کے لیے افلاطون' ارسطو اور ایکوینس کو اُسی طرح موضوع بنایا' جیسے بقراط' گیلن اور ابن سینا کو بنایا تھا۔

IV۔ فلسفہ

پہلی نظر میں اطالوی نشاۃ ثانیہ میں فلسفہ کی بہتر فصل نظر نہیں آتی۔ "سکول آف ایتھنز" سے قطع نظر' اس کی فلسفیانہ پیداوار ایبے لارڈ سے ایکوینس تک فرانسیسی علم الکلام کے عہد عروج کی ہم پلہ نہیں۔ اگر ہم نشاۃ ثانیہ کی زمانی مدت میں ذرا توسیع کریں تو فلسفہ میں اس کا مشہور ترین نام جورڈانو برونو (1600ء۔؟1548ء) تھا' جس کا کام ہمارے زیر نظر عہد کی حدود سے پرے ہے۔ پیچھے پومپوناتسی بچتا ہے' لیکن آج اس کی کمزور سی متشکک چوں چوں کا احترام کون کرتا ہے؟

انسانیت پسندوں نے یونانی فلسفہ کی دنیا کو دریافت اور بہ احتیاط منکشف کرنے کے ذریعہ ایک فلسفیانہ انقلاب کی پرورش کی; لیکن ویلا کے سوا' ان میں سے زیادہ تر اتنے ہوشیار تھے کہ انہوں نے اپنے عقائد کو میز پر رکھا۔ یونیورسٹی میں فلسفہ کے پروفیسر علم الکلام کے باعث لڑکھڑائے ہوئے تھے: انہوں نے اس بیابان میں سات یا آٹھ برس جدوجہد کرنے کے بعد یا تو دوسرے شعبوں کا مطالعہ شروع کر دیا' یا پھر اپنی ہمتوں کو

توڑنے اور اپنی عقول کو ایک محفوظ بے جان اختتام تک لانے والی مشکلات کو معظم جانتے ہوئے ایک اور نسل کو اس کی طرف دھکیل دیا۔ اور کسے معلوم کہ ان میں سے متعدد نے ناقابل فہم اصطلاح بندی میں محتاط اور بے حاصل انداز سخن اپنا کر خود کو پیچیدہ مشکلات سے دوچار کرنے میں ایک مخصوص ذہنی و معاشی تحفظ کا احساس حاصل کیا؟ بیشتر فلسفیانہ شعبوں میں علم الکلام ہنوز حسب آداب تھا' اور اپنی موت کی حد تک بے لچک ہو چکا تھا۔ قرون وسطیٰ کے پرانے طریقہ ہائے مناظرت اور سٹاف کی مغرور اشاعتوں میں قرون وسطیٰ والے پرانے سوالات پر بڑی محنت کے ساتھ دوبارہ غور کیا گیا۔

زندگی کے دو عناصر فلسفہ کی تجدید کے لیے سامنے آئے: اہل ارسطو اور اہل ارسطو کے درمیان تضاد' اور ارسطو پسندوں کی بنیاد پرست اور ابن رشد پسندوں میں تقسیم۔ بولونیا اور پیڈوآ میں یہ جھگڑے حقیقی مبارزت بن گئے جن میں موت و حیات داؤ پر لگی تھی۔ انسانیت پسند زیادہ تر فلاطونی تھے; انہوں نے Gemistus Pletho' بیساریون' تھیوڈورس غزا اور دیگر یونانیوں کے زیر اثر "مکالمات" کی شراب پی' اور وہ بمشکل ہی سمجھ سکتے تھے کہ کوئی شخص محتاط ارسطو کی پھیکی منطق' بے ذائقہ "Organon" اور غم گین سنہری مفہوم کو کیسے برداشت کر سکتا ہے۔ لیکن یہ فلاطونیت پسند بدستور عیسائی رہنے کا تہیہ کیے ہوئے تھے; اور یوں کہہ لیجیے کہ ان کے نمائندے اور مندوب کے طور پر مارسیلیو فچینو نے اپنی آدھی زندگی ان دونوں انداز ہائے فکر میں مصالحت کرانے میں گذار دی۔ اس مقصد کے تحت اس نے وسیع مطالعہ کیا' زرتشت اور کنفیوشس تک کا دور دراز سفر کیا۔ جب وہ پلوٹینس تک پہنچا اور "Enneads" کا بذات خود ترجمہ کیا تو اسے باطنی فلاطونیت میں وہ ریشمی دھاگا مل گیا جس نے افلاطون کو ارسطو سے باندھ رکھا تھا۔ اس نے اپنی "Theologica Platonica" میں یہی کلیہ بیان کرنے کی کوشش کی; یہ کتاب راسخ الاعتقادی' علم الاسرار اور ہیلنیت کا بے ہنگم ملغوبہ ہے; وہ ایک وحدت وجودی نتیجے پر پہنچا: خدا روح کائنات ہے۔ لورینتسو اور اس کے حلقے' روم کی افلاطونی اکیڈمی' نیپلز اور ہر کہیں کا فلسفہ یہی ہے; یہ نیپلز سے جورڈانو برونو تک پہنچا; برونو سے سپنوزا اور وہاں سے ہیگل تک گیا; یہ آج بھی زندہ ہے۔

لیکن ارسطو کے متعلق کچھ کہنے کے لیے موجود تھا' بالخصوص اس کی غلط تعبیر کر کے۔ کیا ایکوینس اسے شخصی لافانیت کا مبلغ سمجھنے میں درست تھا' یا کیا ابن رشد نے اس کی "De anima" کو محض نوع انسان کی مجموعی روح کے بے موت ہونے کی توثیق کر کے درست راہ اختیار کی؟ ہولناک ابن رشد' ایک عرب کا عفریت--- جسے اطالوی آرٹ نے کافی عرصہ پہلے ہی سینٹ تھامس کے پیروں تلے گرا ہوا دکھا دیا تھا--- ارسطو پسندوں کے تسلط کے لیے مقابلہ بازی میں اس قدر سرگرم تھا کہ بولونیا اور پیڈوآ اس کی تکفیر دین سے گرما گئے۔ پیڈوآ میں ہی مارسیلیئس کلیساء کے لیے اپنے احترام سے محروم ہوا؛ پیڈوآ میں ہی فیلیپو الجیری دانولا' نولا میں جنم لینے والے برونو کا نقیب' نے وہ خوفناک غلطیاں کی جن کے لیے اسے ابلتی ہوئی کولتار کے ڈرم میں پھینک دیا گیا۔ [۶۰]

نکولیتو ورینیاس پیڈوآ میں فلسفہ کے معلم کی حیثیت سے (99-1471ء) یہی تعلیم دیتا نظر آتا ہے کہ انفرادی روح نہیں بلکہ صرف روح دنیا لافانی ہے۔ [۶۱] اور اس کے شاگرد داگوستینو نیفو نے بھی اپنے مقالے "De intellectu et daemonibus" میں اسی نظریئے پر غور و خوض کیا (1492ء)۔ عام طور پر تشکیکیت پسندوں نے سچائی کی دو اقسام--- مذہبی اور فلسفیانہ--- میں تمیز کرنے کے ذریعہ محکمہ احتساب کو مطمئن رکھنا چاہا: وہ زور دیتے تھے کہ فلسفہ میں کوئی بھی نظریہ منطق کے نقطۂ نظر سے مسترد کیا جا سکتا ہے' جبکہ وہ صحیفے یا کلیسیاء میں بدستور توثیق شدہ عقیدہ رہتا ہے۔ نیفو نے عاقبت نااندیش اختصار کے ساتھ اس اصول کی حمایت کی: "ہمیں وہی بولنا چاہیے جو بہت سے لوگ کرتے ہیں' ہمیں وہی سوچنا چاہیے جو چند ایک لوگ سوچتے ہیں۔" [۶۲] نیفو نے اپنے بالوں کا رنگ بدلنے کے ساتھ ساتھ اپنے ذہن یا گفتار میں بھی تبدیلی پیدا کی' اور راسخ الاعتقادی کے ساتھ مفاہمت کی۔ اس نے بولونیا میں فلسفہ کے معلم کی حیثیت میں جاگیرداروں' خواتین اور عوام کو اپنے لیکچروں کی جانب مائل کیا جن میں مضحکہ خیز شکلوں اور انوکھی حرکات سے بھرپور ڈرامے اور جگت بازیاں بھی ہوتیں۔ وہ سماجی لحاظ سے پومپوناتسی کا کامیاب ترین حریف بن گیا۔

نشاۃ ثانیہ کے فلسفہ کا خردبینی بم پیاترو پومپوناتسی اس قدر خفیف تھا کہ جاننے والوں نے اسے Peretto--- یعنی "ننھا پیٹر" کہا۔ لیکن اس کا سر بہت بڑا' وسیع بھنویں'

مڑی ہوئی ناک، چھوٹی کالی اور گہرائی تک دیکھنے والی آنکھیں تھیں: یہی تھا وہ آدمی جس کے مقدر میں زندگی اور فکر کو تکلیف دہ سنجیدگی سے لینا لکھا تھا۔ وہ پیڈوآ کے ایک اعلیٰ خاندان میں پیدا ہوا (1462ء)، پیڈوآ میں ہی فلسفہ اور طب پڑھا، 25 برس کی عمر میں دونوں کی ڈگریاں حاصل کیں اور جلد ہی خود وہاں پڑھانے لگا۔ پیڈوآ کی تمامتر تشکیکی روا س تک آئی اور اوج پر پہنچی: اس کے مداح وانینی (Vanini) نے لکھا، "فیثاغورث یہی فیصلہ دیتا کہ ابن رشد کی روح پومپوناتسی کے جسم میں حلول کر گئی تھی۔" دانش ہمیشہ ایک تجسیم نو یا بازگشت نظر آتی ہے کیونکہ یہ ہزاروں تنوعات اور پشت در پشت خطاؤں کے باوجود یکساں رہتی ہے۔

پومپوناتسی 1495ء سے 1509ء تک پیڈوآ میں پڑھاتا رہا: پھر شہر پر جنگ مسلط ہوگئی اور یہاں کی تاریخی یونیورسٹی بند ہوگئی۔ 1512ء میں ہم اسے بولونیا یونیورسٹی میں قائم و دائم دیکھتے ہیں۔ وہ اپنی زندگی کے آخر تک وہیں رہا، تین مرتبہ شادی کی، ہمیشہ ارسطو پر لیکچر دیتا رہا اور براہ انکساری آقا کے ساتھ اپنے تعلق کی تشبیہ ہاتھی کو جاننے کی خواہشمند چیونٹی سے دی۔ اس نے اپنے خیالات کو اپنی بجائے شہوت انگیزوں کے الیگزینڈر کی شرح ارسطو میں بیان کردہ خیالات کے طور پر پیش کرنا محفوظ خیال کیا۔ کبھی کبھی اس کا طریق کار بہت عاجزانہ، ظاہراً ایک مردہ حاکمیت کا ماتحت لگتا ہے: لیکن کلیسیاء نے ایکوینس کی پیروی میں اس کے عقیدے کو ارسطو والا ہی قرار دیا، اس لیے پومپوناتسی نے خیال کیا ہوگا کہ کسی کلمہ کفر کا ارسطوئی نظر آنا آرتھوڈوکس دُم پر پاؤں رکھنے کے مترادف ہوگا۔ پوپ X کی زیر صدارت لیٹرن کی پانچویں مجلس (1513ء) نے ایسے تمام افراد پر لعنت بھیجی جو تمام انسانوں میں ایک ہی ناقابل تقسیم روح کی موجودگی اور انفرادی روح کے فانی ہونے پر یقین رکھتے تھے۔ تین سال بعد پومپوناتسی نے اپنی اہم کتاب "*De immortalitate animae*" شائع کی جس میں ملعون نظریئے کو ارسطوئی ثابت کرنے کی کوشش کی۔ پیاترو کا ارسطو کہتا تھا کہ ذہن ہر مرحلے پر مادے کا مرہون منت ہے: مجرد ترین علم قطعی طور پر حساسیت سے اخذ ہوتا ہے: ذہن صرف جسم کے ذریعہ دنیا پر اثرانداز ہو سکتا ہے: نتیجتاً فانی چوکھٹے کے بعد بھی زندہ رہنے والی غیر مجسم روح بیکار اور بے فائدہ ہوگی۔ پومپوناتسی نے عیسائیوں اور کلیسیاء کے وفادار

بیٹوں کی طرح نتیجہ نکالا کہ ہمیں انفرادی روح کی لافانیت پر یقین رکھنے کا اختیار دیا گیا: بطور فلسفی ہم یقین نہیں رکھتے۔ غالباً پومپوناتسی کو کبھی یہ خیال نہ سوجھا کہ اس کا استدلال کیتھولک ازم کے خلاف کوئی وقعت نہیں رکھتا جو جسم کے ساتھ ساتھ روح کی بھی تجسیم نو کی تعلیم دیتا تھا۔ شاید اس نے اپنے نظریئے کو سنجیدگی سے نہ لیا اور قارئین کی سنجیدگی کو نظرانداز کر گیا۔ جہاں تک ہم جانتے ہیں کسی نے اس کی پر زور مخالفت نہ کی۔

کتاب نے ایک طوفان کھڑا کر دیا۔ فرانسسکی راہبوں نے وینس کے حاکم پر زور دیا کہ تمام دستیاب کاپیاں سرعام جلانے کا حکم دیا جائے' ایسا ہی ہوا۔ احتجاج کی صدا پاپائی دربار تک پہنچی' لیکن اس وقت بمبو اور بیبانا لیو کے مشیر تھے جنہوں نے اسے قائل کیا کہ کتاب کا ماحصل قطعی راسخ الاعتقاد تھا: لیو اُلو نہ بنا: اسے ان دو سچائیوں کے درمیان چھوٹے سے دھوکے کا بخوبی علم تھا: لیکن اس نے پومپوناتسی کو ایک شائستہ مغفرت نامہ لکھنے کا حکم دینے پر قناعت کی۔[45] پومپوناتسی نے "Apologiae libri tres" (1518ء) میں بطور عیسائی توثیق کی کہ وہ کلیسیاء کی تعلیمات کا مطیع ہے۔ تقریباً اسی عرصہ میں لیو نے اگوستینو نیفو کو پومپوناتسی کی کتاب کا جواب لکھنے پر متعین کیا: اختلاف کے شوقین اگوستینو نے بڑی خوشی اور مہارت کے ساتھ کام سرانجام دیا۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ تین یونیورسٹیاں پومپوناتسی کی خدمات حاصل کرنے کی کوشش میں تھیں۔ پیسا اسے اپنے پاس لانے کی ترغیب دے رہا تھا جس پر بولونیا کے شہری حاکموں نے (جو رسماً پوپ کے مطیع لیکن فرانسسکی ہنگامے سے بے نیاز تھے) اس کے معلمانہ عہدے کی مدت مزید آٹھ سال بڑھا دی' اور سالانہ تنخواہ 1600 ڈیوکٹ (20,000 ڈالر؟) کر دی۔[46]

پومپوناتسی نے اپنی زندگی کے بعد شائع ہونے والی دو چھوٹی کتابوں میں تشکیکی مہم جوئی جاری رکھی۔ اس نے "De incantatione" میں مافوق الفطری خیال کیے جانے والے کئی مظاہر کی فطری وجوہ بیان کیں۔ ایک طبیب نے اسے منتروں یا ٹونوں ٹوٹکوں کے ذریعہ علاجوں کے متعلق لکھا: پیاترو نے جواب دیا: "نظر آنے والے اور فطری کو مسترد کر کے' کسی ٹھوس امکان کی ضمانت سے عاری اور نظر نہ آنے والی علت

سے رجوع کرنا مضحکہ خیز اور لغو ہوگا۔"[47] وہ بحیثیت عیسائی فرشتوں اور ارواح کو قبول مگر بطور فلسفی رد کرتا ہے; خدا کے ماتحت تمام علتیں فطری ہیں۔ وہ اپنی طبی تربیت کے بل بوتے پر' علاج کے مخفی ذرائع پر یقین کا مضحکہ اڑاتا ہے: اگر روحیں جسم کی بیماریوں کو شفاء دے سکتی ہیں تو وہ خود مادی ہوں گی' یا پھر مادی جسم پر اثر انداز ہونے کے لیے مادی ذرائع استعمال کرتی ہوں گی; اور وہ طنزاً شفاء بخش روحوں کو اپنے نسخوں' گولیوں اور سازوسامان کے ساتھ ادھر ادھر گھومتے ہوئے بتاتا ہے۔[48] تاہم وہ کچھ پودوں اور پتھروں کی شفاء بخش طاقتوں پر یقین رکھتا ہے۔ اس نے بائبل کے معجزات قبول کیے' لیکن ان کے فطری وظائف کے متعلق مشکوک ہے۔ کائنات پر یکساں اور غیر متغیر قوانین کی حکومت ہے۔ معجزات فطری قوتوں کے غیر معمولی مظاہرے ہیں' اور ان قوتوں کے اختیارات اور طریقے ہمیں جزواً ہی معلوم ہیں; اور لوگ سمجھ میں نہ آنے والی چیزوں کو روحوں یا خدا سے منسوب کردیتے ہیں۔[49] پومپوناتسی فطری علیت کے اس نکتہ نظر سے اختلاف کرتے ہوئے کافی سارا علم نجوم قبول کرلیتا ہے۔ نہ صرف انسانوں کی زندگیاں بلکہ تمام انسانی ادارے اجرام فلکی کے ماتحت ہیں; حتیٰ کہ مذاہب بھی افلاکی اثرات کے مطابق ظاہر ہوتے' پھلتے پھولتے اور انحطاط کا شکار ہوتے ہیں۔ یہ بات عیسائیت پر بھی صادق آتی ہے; پومپوناتسی کہتا ہے کہ اس وقت عیسائیت کی موت کے نشان موجود ہیں۔[50] وہ مزید کہتا ہے کہ وہ بطور عیسائی ان تمام باتوں کو لایعنی قرار دے کر مسترد کرتا ہے۔

اس کی آخری کتاب "De fato" زیادہ راسخ الاعتقاد لگتی ہے' کیونکہ یہ آزاد ارادے کے دفاع میں ہے۔ وہ الوہی پیش آگہی اور معرفت کل کے ساتھ اس کی ناموافقت کو تسلیم کرتا ہے لیکن آزاد سرگرمی کے شعور اور (انسان میں اخلاقی ذمہ داری پیدا کرنے کے لیے) آزادی انتخاب اپنانے کی ضرورت پر زور دیتا ہے۔ وہ غیر اخلاقی رویہ کے متعلق اپنے رسالے میں اس سوال سے دوچار ہوا کہ آیا کوئی ضابطہ اخلاق مافوق الفطرت سزا و جزا کے بغیر کامیاب ہوسکتا ہے یا نہیں۔ اس نے رواقی غرور کے ساتھ کہا کہ نیکی کا موزوں انعام خود نیکی ہی ہے' نہ کہ مرنے کے بعد بہشت کا حصول;[51] لیکن اس نے اعتراف کیا کہ بیشتر انسانوں کو مافوق الفطرت توقعات و خدشات

کے ذریعہ ہی مہذبانہ رویے کی جانب مائل کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ اس نے وضاحت کی کہ عظیم قانون سازوں نے ایک مستقبل کی ریاست پر یقین کی تعلیم ہر جگہ موجود ضوابط کے اقتصادی متبادل کے طور پر دی؛ اور افلاطون کی طرح وہ بھی کہتا ہے کہ اگر قصے کہانیاں اور داستانیں انسانوں کی فطری عیاری پر قابو پانے میں مدد دے سکیں تو ان پر یقین رکھنا موزوں ہے۔ [۵۲]

> چنانچہ وہ نیک کے لیے آئندہ زندگی میں ابدی انعام لیکن گنہگار کے لیے خوفناک ابدی سزاؤں کی توثیق کرتی ہیں۔ اور زیادہ تر انسان نیکی کرتے وقت ابدی اچھائی کی توقع سے زیادہ ابدی سزا کے خوف سے تحریک پاتے ہیں' کیونکہ ہم ابدی انعامات کی نسبت سزاؤں کے متعلق زیادہ جانتے ہیں۔ اور چونکہ یہ آخری چیز یعنی سزا تمام انسانوں' چاہے وہ کسی بھی طبقے کے ہوں' کو فائدہ پہنچا سکتی ہے' اس لیے شریعت دہندہ نے انسانوں کی برائی کی جانب رغبت کو دیکھتے اور عام فلاح چاہتے ہوئے روح کو لافانی قرار دیا تاکہ وہ انسانوں کو نیکی کی جانب لا سکے۔ [۵۲a]

پومپوناتسی کے خیال میں بیشتر انسان ذہنی طور پر اتنے سادہ اور اخلاقی لحاظ سے اتنے سفاک ہیں کہ انہیں بچوں یا معذوروں کی طرح لینا چاہیے۔ انہیں فلسفہ کے نظریات سکھانا عقلمندی نہیں۔ وہ اپنے اندازوں کے متعلق کہتا ہے: "یہ باتیں عام لوگوں کو نہیں بتانی چاہیں کیونکہ وہ ان رازوں کو وصول کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ ہمیں ان کے متعلق وعظ دیتے ہوئے جاہل پادریوں سے بھی باخبر رہنا چاہیے۔" [۵۳] وہ نوع انسان کو فلسفیوں اور مذہبی افراد میں تقسیم کرتا اور معصومانہ یقین رکھتا ہے کہ "صرف فلسفی ہی زمین کے دیوتا ہیں' اور ہر عہدے اور رتبے کے دیگر انسانوں سے اتنے ہی مختلف ہیں جتنے کہ اصل انسان تصویروں سے۔" [۵۴]

کچھ منکسر ساعتوں میں اس نے انسانی استدلال کی تنگ حدود اور مابعد الطبیعیات کی قابل تعظیم بے حاصلی کو تسلیم کیا۔ اس نے آخری برسوں میں اپنی تصویر کشی ادھر ادھر کے خیالات میں سر کھپاتے اور فلسفی کی تصویر کشی پرومیتھیئس کے طور پر کی جسے آسمان سے آگ--- یعنی الوہی علم--- چرانے کی سزا میں ایک پتھر سے باندھ دیا گیا تھا اور ایک

گِدھ اس کا دل نوچنے پر مامور تھا۔[55] "الوہی اسرار کی تحقیق کرنے والا مفکر پرومیتھس کی طرح ہے..... عدالت احتساب اس پر بطور ملحد مقدمہ چلاتی اور عوام اسے بیوقوف سمجھ کر مذاق اڑاتے ہیں۔"[56]

ان اختلافات و تضادات نے اسے تھکا ڈالا اور صحت برباد کر دی۔ وہ ایک کے بعد دوسری بیماری کا شکار ہوا' آخر کار مرنے کا تہیہ کر لیا۔ اس نے خودکشی کا ایک مشکل طریقہ چنا: موت کی حد تک فاقہ کشی۔ اس نے ہر دلیل اور ہر دھمکی کا مقابلہ کیا اور حتیٰ کہ طاقت پر بھی فتح پاتے ہوئے کچھ کھانے یا بولنے سے انکار کر دیا۔ اس سات روزہ آزمائش کے بعد اسے محسوس ہوا کہ اس نے مرنے کا حق حاصل کرنے کی جنگ جیت لی تھی' اور اب بولنے میں کوئی خطرہ نہیں تھا۔ اس نے کہا "میں بخوشی روانہ ہوتا ہوں۔" کسی نے پوچھا "تم کہاں جا رہے ہو؟" اس نے جواب دیا' "جہاں تمام فانی جاتے ہیں۔" دوستوں نے اسے کچھ کھانے پر مائل کرنے کی آخری کوشش کی' لیکن اس نے موت کو ترجیح دی (1525ء)[57] کارڈینل گونزاگا' جو اس کا شاگرد رہ چکا تھا' نے نعش میتوآ لے جا کر دفنا دی' اور نشاۃ ثانیہ کی مخصوص بردباری کے ساتھ اس کی یاد میں ایک مجسمہ بنوایا۔

پومپوناتسی نے ایک تشکیکیت کو فلسفیانہ صورت دی جو گزشتہ دو صدیوں سے عیسائی عقیدے کی بنیادوں پر حملہ آور ہو رہی تھی۔ صلیبی جنگوں کی ناکامی؛ ان جنگوں اور تجارت کے ذریعہ مسلم تصورات اور عرب فلسفہ کا ورود؛ پاپائیت کی آوی نیون منتقلی اور مضحکہ خیز انتشار؛ ایک پاگان یونانی رومی دنیا کا انکشاف جو بائبل یا کلیسیاء کے بغیر بھی دانا افراد اور عظیم آرٹ سے بھرپور تھی؛ تعلیم کا پھیلاؤ اور اس کا کلیسیائی اختیار سے باہر نکلتے جانا؛ مذہبی طبقہ کی بے اخلاقی حتیٰ کہ پوپس کی دنیا داری جو ان کے عوامی طور پر دعویٰ کردہ مسلک پر ذاتی بے یقینی پر دلالت کرتی تھی؛ ان کا مغفرت ناموں کو استعمال کر کے فنڈز جمع کرنا: کلیسیائی طبقہ کے خلاف تجارتی اور دولتمند طبقات کا بڑھتا ہوا ردعمل؛ کلیسیاء کا ایک مذہبی تنظیم سے تبدیل ہو کر سیکولر سیاسی طاقت بن جانا: ان اور دیگر کئی عوامل نے مل کر پندرہویں صدی کے اواخر اور سولہویں صدی کے اوائل میں اطالوی متوسط اور بالائی طبقات کو "یورپی لوگوں میں سب سے زیادہ

مشکوک بنا دیا۔"[۵۸]

پولیشان اور Pulci کی شاعری اور فیچینو کے فلسفہ سے واضح ہے کہ لورینتسو کا حلقہ احباب حیات بعد الموت پر حقیقی یقین نہیں رکھتا تھا؛ اور فیرارا نے دانتے کو خوفناک حد تک حقیقی لگنے والے جہنم کا مذاق اڑانے میں آری اوستو کو استعمال کیا۔ نشاۃ ثانیہ کا تقریباً نصف ادب کلیسیاء مخالف ہے۔ بہت سے "کرائے کے سپاہی" کھلے ملحد تھے؛[۵۹] اہل دربار طوائفوں کے مقابلہ میں کہیں کم مذہبی تھے؛ اور ہلکی سی تشکیکیت ایک مہذب آدمی کا نشان اور لازمی جزو تھی۔[۶۰] پیترارک نے اس حقیقت پر ماتم کیا کہ متعدد محققین کے خیال میں عیسائی مذہب کو پاگان فلسفہ پر فوقیت دینا جہالت تھی۔[۶۱] 1530ء میں پتہ چلا کہ وینس میں زیادہ تر اعلیٰ افسروں نے ایسٹر کی ڈیوٹی کو نظرانداز کیا--- یعنی وہ سال میں ایک مرتبہ بھی اقبال جرم یا عشائے ربانی کے لیے نہیں جاتے تھے۔[۶۲] لوتھر نے دعویٰ کیا کہ اٹلی کے پڑھے لکھے لوگ عشائے ربانی میں جاتے ہوئے یہ فقرہ عموماً بولتے تھے: "آؤ عوامی غلطی سے موافقت اختیار کرنے چلیں۔"[۶۳]

جہاں تک یونیورسٹیوں کا تعلق ہے تو ایک دلچسپ واقعہ پروفیسروں اور طلبہ کا مزاج ظاہر کرتا ہے۔ پومپوناتسی کی موت کے کچھ ہی عرصہ بعد اس کے شاگرد سیمونا پورزیو نے پیسا میں لیکچر کی دعوت ملنے پر ارسطو کی "Meteorology" کو بطور موضوع منتخب کیا جو سامعین کو پسند نہ آیا۔ بہت سے بے چین ہو کر چلائے---"اور روح کا معاملہ؟" پورزیو کو "Meteorology" ایک طرف رکھ کر ارسطو کی "*De anima*" پکڑنا پڑی؛ تمام سامعین فوری متوجہ ہوگئے۔[۶۴] ہمیں نہیں معلوم کہ پورزیو نے اس لیکچر میں اپنے اس یقین کا اظہار کیا تھا یا نہیں کہ انسان بنیادی طور پر کسی شیر یا پودے کی روح سے مختلف نہیں؛ ہمیں اتنا معلوم ہے کہ اس نے اپنی کتاب "انسانی ذہن کے متعلق" میں یہی کہا تھا[۶۵] اور لگتا ہے کہ وہ کسی نقصان کے بغیر بچ نکلا۔ Eugenio Tarralba کو 1528ء میں ہسپانوی عدالت احتساب نے ماخوذ کیا؛ اس نے کہا کہ وہ لڑکپن میں روم میں تین استادوں سے پڑھا کرتا تھا اور ان سب نے یہی پڑھایا کہ روح لافانی ہے۔[۶۶] ایراسمس یہ جان کر حیران رہ گیا کہ روم میں عیسائی عقیدے کے بنیادی اصول کارڈینلوں کے درمیان تشکیکی بحث کا موضوع تھے۔ ایک کلیسیائی

آدمی نے یہ وضاحت کرنے کا بیڑہ اٹھایا کہ آئندہ زندگی پر یقین کرنا لغو ہے؛ دیگر مسیح اور حواریوں پر مسکرائے؛ بہت سے لوگ دعویٰ کرتے تھے کہ انہوں نے متعدد پاپائی عہدیداروں کو تکفیر دین کرتے سنا ہے ۔پست طبقات اپنے عقیدے پر قائم رہے' جیسا کہ ہم آگے چل کر دیکھیں گے؛ ساوونارولا کی تقریریں سننے والے بیشتر افراد نے اس پر یقین کر لیا ہوگا؛ اور وٹوریا کولونا کی مثال دکھاتی ہے کہ پاکیزگی تعلیم کی موجودگی میں بھی سلامت رہ سکتی ہے۔ لیکن عظیم مسلک کی روح شک کے تیروں سے چھلنی ہو چکی تھی؛ اور قرون وسطیٰ کی اسطور کا جلال اس کے مجتمع کردہ سونے سے داغدار ہو چکا تھا۔

V۔ گوئیچارڈینی

فرانسسکو گوئیچاڈینی (Guicciardini) اس دور کی تشکیکی پراگندہ ذہنی کا خلاصہ ہے۔ یہ اپنے عہد کا ایک تیز ترین ذہن تھا؛ ہمارے موجودہ ذوق کے لحاظ رواقی (Cynical)' ہماری امیدوں کے لیے بہت زیادہ قنوطیت پسند' لیکن کسی متحرک سرچ لائٹ کی طرح گھنے والا' اور کسی ایسے مصنف جیسی صاف گوئی سے بھرپور جس نے اپنی کتاب موت کے بعد ہی چھپوانے کا عقلمندانہ عزم کیا ہو۔

فرانسسکو کو اشرافی خاندان میں پیدائش کا فائدہ حاصل تھا۔ اس نے بچپن میں ہی اطالوی زبان میں عالمانہ بحث سنی تھی اور اپنی اساس کے متعلق پراعتماد آدمی والی حقیقت پسندی اور خوبصورتی کے ساتھ زندگی کو قبول کرنا سیکھ لیا تھا۔ اس کا چچا کئی مرتبہ جمہوریہ کا علم بردار بنا تھا؛ دادا اہم سرکاری عہدوں پر فائز رہا؛ باپ لاطینی اور یونانی جانتا تھا' اور کئی سفارتی عہدوں پر تعینات ہوا؛ فرانسسکو نے لکھا' "میرے روحانی باپ جناب مارسیلیو فیچینو اپنے وقت کی دنیا کے عظیم ترین فلاطونی فلسفی تھے۔" لہٰذا اسے ارسطو پسند بننے میں کوئی چیز مانع نہ تھی۔ اس نے فوجداری قانون پڑھا اور 23 برس کی عمر میں فلورنس میں قانون کا استاد مقرر ہوا۔ اس نے کافی زیادہ سفر کیے' حتیٰ کہ فلینڈرز میں ہیرونیمس بوش کی "زبردست اور بیکار ایجادات بھی دیکھیں۔" وہ چھبیس برس کی عمر میں ماریا سالویاتی سے شادی کرلی کیونکہ "سالویاتی اپنی دولت کے علاوہ اثر و رسوخ اور طاقت کے حوالے سے بھی دیگر خاندانوں پر فوقیت رکھتے تھے' اور مجھے یہ چیزیں بہت

پسند تھیں۔"[47]

بایں ہمہ، وہ ادبی فن پارے تخلیق کرنے کے لیے مہارت اور خود ضبطی کا شوق رکھتا تھا۔ اس کی 27 برس کی عمر میں تصنیف کردہ "Storia Fiorentina" ایک ایسے دور کی نہایت حیرت انگیز پیداواروں میں سے ایک ہے جب اپنی بازیافت کردہ وراثت پر مغرور لیکن روایت کے بندھنوں میں بندھا ہوا جینیئس درجن بھرندی نالوں میں زوروشور اور آزادی سے بہہ رہا تھا۔ کتاب نے خود کو فلورنسی تاریخ کے ایک چھوٹے سے حصے 1378ء سے 1509ء تک ہی محدود رکھا: لیکن اس دور کی بالکل درست تفصیل، ذرائع کا تنقیدی جائزہ، وجوہ کی زیرک تحلیل، پختہ اور غیر متعصب حتمی رائے، عمدہ اطالوی پر قدرت پیش کی۔۔۔گیارہ برس بعد پچاس سال سے زائد کے مکیاویلی کی فلورنسی تاریخ بھی اس کی ہم پلہ نہیں۔

1512ء میں تیس سالہ جوان گوئچارڈینی کو سفیر بنا کر فرڈی نینڈ دی کیتھولک کے پاس بھیجا گیا۔ باری باری لیو X اور کلیمنٹ VII نے اسے ریجیو ایمیلیا، موڈینا اور پارما کا گورنر پھر رومانیا کا گورنر جنرل، اور اس کے بعد پاپائی دستوں کا لیفٹیننٹ جنرل بنایا۔ 1534ء میں وہ واپس فلورنس آیا اور ایلیساندرو ڈی میڈیچی کے دور استبداد کے دوران اس کی مدد کرتا رہا۔ 1537ء میں وہ کوسیمو اصغر کو فلورنس کا ڈیوک بنوانے میں مرکزی کردار تھا۔ جب کوسیمو پر اثر و رسوخ کی امیدیں مٹنے لگیں تو گوئچارڈینی ایک سال میں اپنی دس جلدوں پر مشتمل شاہکار کتاب "Storia d.Italia" لکھنے کے لیے دیہاتی بنگلے میں چلا گیا۔

یہ انداز کی شگفتگی اور جوش وجذب میں پہلی کتاب سے کمتر ہے: دریں اثناء گوئچارڈینی نے انسانیت پسندوں کا مطالعہ کیا تھا، اور ضابطہ پرستی ولفاظی میں جا پھنسا: پھر بھی یہ شاندار انداز گبن کی یادگار نثر کی فال ہے۔ ذیلی عنوان "جنگوں کی تاریخ" موضوع کو عسکری وسیاسی معاملات تک محدود کرتا ہے: یہ شعبہ سارے اِٹلی، اور اِٹلی سے متعلقہ تمام یورپ تک بھی پھیلا ہوا ہے: یہ یورپی سیاسی نظم کا بحیثیت کلی جائزہ لینے والی پہلی تاریخ ہے۔ گوئچارڈینی نے پہلے تو وہی لکھا جو وہ زیادہ بذات خود جانتا تھا، اور پھر آخر میں ایسے واقعات ہیں جن میں اس نے کردار ادا کیا تھا۔ اس نے بڑی جانفشانی

سے دستاویزات جمع کیں' اور کمیاویلی کے مقابلہ میں کہیں زیادہ درست اور مستند ہے۔ اگر وہ' اپنے زیادہ مشہور ہم عصر کمیاویلی کی طرح' اپنے قصے کے افراد کی تقریریں اختراع کرنے کی قدیم روایت کی جانب گیا تو ساتھ صاف صاف بتا بھی دیا کہ یہ صرف اپنے جوہر میں درست ہیں; کچھ ایک کو مستند کہا; اور سب تقریروں کو بحث کے دونوں پہلو پیش کرنے یا یورپی ریاستوں کی پالیسیوں اور سفارتکاری پر روشنی ڈالنے کے لیے موثر طور پر استعمال کیا گیا۔ یہ ضخیم تاریخ اور شاندار "Storia Fiorentina" مل کر گوچارڈینی کو سولہویں صدی کا عظیم ترین مورخ بناتی ہیں۔ جس طرح نپولین گوئٹے سے ملنے کو بے قرار تھا' اسی طرح بولونیا میں چارلس V گوچارڈینی کے ساتھ تفصیلی گفتگو میں مصروف رہتا جبکہ امراء اور جرنیل ملحقہ کمرے میں انتظار کرتے رہتے۔ اس نے کہا' "میں ایک گھنٹے میں سو اشراف بنا سکتا ہوں' لیکن بیس سال میں بھی ایسا مورخ پیدا نہیں کر سکتا۔" [له]

ایک دنیادار آدمی ہونے کے ناطے اس نے کائنات دریافت کے لیے فلسفیوں کی کوششوں کو زیادہ سنجیدگی سے نہ لیا۔ وہ پومپوناتسی کی وجہ سے پیدا ہونے والے جوش وخروش پر ضرور مسکرایا ہوگا۔ چونکہ مافوق الفطری ہمارے ادراک سے ماوراء ہے' لہٰذا اس نے مخالف فلسفوں کے خلاف جنگ کرنا بیکار سمجھا۔ بلاشبہ تمام مذاہب کی بنیاد مفروضوں اور داستانوں پر ہے' لیکن اگر یہ سماجی نظم اور اخلاقی ضبط برقرار رکھنے میں مدد دیں تو ان سے مفاہمت کی جاسکتی ہے۔ گوچارڈینی کی نظر میں انسان فطرتاً خود بین' غیر اخلاقی اور لاقانون ہے; اسے ہر موڑ پر رواج' اخلاقی اصولوں' قانون یا طاقت کے ذریعہ قابو رکھنا پڑتا ہے; اور مذہب ان مقاصد کے حصول کیلئے سب سے کم ناگوار ذریعہ ہے۔ لیکن جب کوئی مذہب اخلاقی بنانے کی بجائے غیر اخلاقی بنانے والے اثرات مرتب کرنے کی حد تک بگڑ جائے تو معاشرہ برائی کی راہ پر جا نکلتا ہے' کیونکہ اس کے ضابطہ اخلاق کی مذہبی حمایت کھوکھلی ہو جاتی ہے۔ گوچارڈینی اپنے خفیہ ریکارڈ میں لکھتا ہے:

> پادریوں کی ولولہ انگیزی' طمع اور اسراف کو دیکھ کر کوئی بھی آدمی مجھ سے زیادہ ناخوش نہیں ہوتا' نہ صرف اس لیے کہ تمام فریب دہی بذات خود قابل نفرت ہے' بلکہ اس لیے بھی کہ..... خدا کے ساتھ خصوصی

تعلق کے حامل افراد کی زندگی میں ایسی دھوکہ بازی کی کوئی جگہ نہیں..... متعدد پوپس کے ساتھ اپنے تعلقات نے مجھ میں خواہش پیدا کردی کہ میں اپنی دلچسپی کے زیاں پر ان جیسی عظمت حاصل کروں۔ اگر یہ سوچ ذہن میں نہ ہوتی تو میں مارٹن لوتھر سے بھی اپنے جتنی محبت کرتا۔ ایسا نہیں ہے کہ میں خود کو عیسائیت کی جانب سے عائد کردہ قوانین سے آزاد کررہا ہوں..... بلکہ بدمعاشوں کے اس چھتے کو اس کی جائز حدود کے اندر ہی محدود کرنا چاہتا ہوں تاکہ وہ جرائم سے مبرا زندگی یا طاقت سے عاری زندگی کے درمیان انتخاب کرنے پر مجبور ہوں۔ [55]

بہرحال اس کا اپنا اخلاقی رویہ بھی پادریوں سے بمشکل ہی برتر تھا۔ اس کا ضابطہ اخلاق ابن الوقتی تھا۔.. یعنی خود کو بہترین اور اعلیٰ ترین طاقتوں کے مطابق ڈھال لینا: اس نے عمومی اصول کتابوں تک ہی محدود رکھے۔ وہاں بھی وہ میکیاویلی جیسا کلبی نظر آ سکتا ہے:

ایمانداری خوش کن اور باعث تعریف ہے' منافقت قابل مذمت ولائق تحقیر ہے: تاہم' اول الذکر اپنی بجائے دوسروں کے لیے زیادہ مفید ہے۔ چنانچہ مجھے ایسے شخص کی مدح کرنی چاہیے جس کی زندگی کا عام انداز کھلا اور ایماندارانہ تھا' اور جس نے منافقت کا استعمال صرف زبردست اہمیت کی حامل مخصوص باتوں میں ہی کیا: اس لیے جو شخص بطور ایماندار مشہور ہونے کی جدوجہد جتنی زیادہ کرے گا اسے اتنی ہی بہتر کامیابی حاصل ہوگی۔ [56]

اس نے فلورنس میں مختلف سیاسی جماعتوں کے مخصوص نعروں پر غور کیا: ہر گروپ آزادی کی صدا لگانے کے باوجود طاقت چاہتا تھا۔

مجھے صاف دکھائی دیتا ہے کہ انسان میں اپنے ساتھیوں پر غلبہ پانے اور اپنی برتری جتانے کی خواہش فطری ہے' لہٰذا چند ایک لوگ اس لیے آزادی کے شیدائی ہیں کیونکہ انہیں حکومت کرنے کا کوئی سازگار موقع

نہیں ملا۔ عین اسی شہر کے اندر آ کر رہنے والوں کے رویوں پر غور کریں؛ ان کے تنازعات کا تجزیہ کریں اور آپ کو پتہ چل جائے گا کہ اصل مقصد آزادی کی بجائے غالب آنے کی خواہش ہے۔ سب سے پرانے شہری آزادی کے پیچھے نہیں بھاگتے' البتہ یہ ان کی زبان پر ہے؛ لیکن ان کے اپنے غلبہ اور افضلیت میں اضافہ درحقیقت ان کے دل میں ہے۔ آزادی ان کے لیے ایک منافقانہ اصطلاح ہے' جو طاقت واحترام میں برتری کے لیے ان کی اشتہاء کو چھپاتی ہے۔ [۵۷]

اس نے سوڈرینی کی تاجرانہ جمہوریہ کو حقیر جانا جو اپنی آزادیوں کا دعویٰ اسلحہ کی بجائے سونے سے کرنے کی عادی تھی۔ اور اسے عوام یا جمہوریت پر کوئی اعتبار نہ تھا:

عوام کی بات کرنا پاگلوں کی بات کرنا ہے' کیونکہ عوام گڑبڑ اور خطا سے بھرپور عفریت ہیں' اور ان کے بیکار عقائد صداقت سے اتنا ہی دور ہیں جتنا کہ سپین سے ہندوستان..... تجربے سے پتہ چلتا ہے کہ چیزیں شاذونادر ہی عوام کی توقعات کے مطابق واقع ہوتی ہیں..... وجہ یہ ہے کہ عموماً چند ایک لوگوں کے اثرات ہی فیصلہ کن ہوتے ہیں جن کے ارادے اور عزائم تقریباً ہمیشہ ہی اکثریت سے مختلف ہیں۔ [۵۸]

گوئچارڈینی نشاۃ ثانیہ کے اٹلی میں ان ہزاروں افراد میں سے ایک تھا جن کا کوئی بھی عقیدہ نہ تھا؛ جنہوں نے عیسائی انداز حیات کھو دیا تھا اور کسی یوٹوپیا کی توقع کے بغیر سیاست کا خالی پن سیکھا تھا اور کوئی خواب نہیں دیکھتے تھے؛ اور جو ایک طرف ہو کر بیٹھ گئے جبکہ جنگ اور بربریت کی ایک دنیا اٹلی پر غالب آ گئی تھی؛ آزاد ذہن اور شکستہ امید والے غمگین بوڑھوں نے کافی تاخیر سے جان لیا تھا کہ جب داستان مر جائے تو صرف قوت آزاد ہوتی ہے۔

VI- میکیاویلی

1- سفارت کار

ایک ایسا آدمی باقی بچتا ہے جسے کسی ایک شعبے میں مخصوص کرنا مشکل ہے: سفارت کار' مورخ' ڈرامہ نگار' فلسفی' اپنے عہد کا نہایت کلبی مفکر' اور پھر بھی اعلیٰ آئیڈیل رکھنے والا پرجوش محب وطن؛ ایسا آدمی جو اپنے شروع کیے ہوئے ہر کام میں ناکام رہا' لیکن اپنے عہد کی کسی بھی دوسری شخصیت کی نسبت تاریخ پر زیادہ گہرے نقش ثبت کر گیا۔

نکولو میکیاویلی ایک فلورنسی وکیل کا بیٹا تھا۔۔۔ معتدل ذرائع والا آدمی جو حکومت میں ایک نچلے عہدے پر تعینات اور شہر سے دس میل دور سان Casciano کے مقام پر چھوٹے سے دیہی بنگلے کا مالک تھا۔ لڑکے نے عام سی ادبی تعلیم حاصل کی؛ لاطینی پڑھی تو فوراً سیکھ لی مگر یونانی نہیں۔ اسے رومن تاریخ میں دلچسپی ہوئی' لائیوائی پر فریفتہ ہوا اور تقریباً ہر سیاسی ادارے اور اپنے عہد کے ہر واقعہ کے لیے تاریخ سے ایک زبردست تشبیہ ڈھونڈی۔ اس نے قانون کا مطالعہ شروع کیا لیکن لگتا ہے کہ اِسے مکمل نہ کر سکا۔ اُسے نشاۃ ثانیہ کے فن میں بہت کم دلچسپی تھی' اور امریکہ کی دریافت میں کوئی دلچسپی ظاہر نہ کی؛ شاید اس نے محسوس کیا کہ اب سیاست کی صرف تماشہ گاہ وسیع ہوئی تھی' جبکہ کھیل کا پلاٹ اور کردار جوں کے توں تھے۔ اس کی دلچسپی کا ایک مرکز سیاست تھی۔۔۔ اثر انداز ہونے کی تکنیک' اختیارات کی شطرنج۔ وہ 29 برس کی عمر میں (1498ء) دس کی مجلس برائے جنگ کا سیکرٹری تعینات ہوا اور چودہ برس تک اس عہدے پر فائز رہا۔

یہ ابتداءً ایک معتدل سا کام تھا۔۔۔ اجلاس کی تفصیلات اور ریکارڈز کو ترتیب دینا' رپورٹوں کی تلخیص کرنا' خطوط لکھنا؛ لیکن وہ حکومت میں تھا' وہ یورپ کی سیاست کو اندر سے بغور دیکھ سکتا تھا' وہ تاریخ کے بارے میں اپنا علم استعمال کر کے سیاسی رجحانات کی پیشگوئی کرنے کی کوشش کر سکتا تھا۔ اس کی پرشوق' بے چین' پر عزم روح نے

محسوس کیا کہ اسے اوپر تک پہنچنے کے لیے صرف وقت درکار تھا، کہ مستقبل میں اسے میلان کے ڈیوک، وینس کی سینیٹ، شاہ فرانس، شاہ نیپلز، پوپ، شہنشاہ کے خلاف چالاکی کا کھیل کھیلنا تھا۔ جلد ہی وہ ایک مشن پر اِیمولا کی کاؤنٹس کیٹرینا سفورتسا کے پاس گیا (1498ء)۔ وہ بہت پیچیدہ ثابت ہوئی اور میکیاویلی خالی ہاتھ واپس آیا۔ دو سال بعد اسے دوبارہ آزمانے کے لیے شاہ فرانس لوئی XII کے ایلچی فرانسکو ڈیلا کاسا کے ہمراہ بھیجا گیا؛ ڈیلا کاسا بیمار پڑ گیا، اور مشن کی قیادت میکیاویلی کو سنبھالنا پڑی؛ اس نے فرانسیسی زبان سیکھی، دربار تک پہنچا اور مجلس بلدیہ کو اس قدر ذہین معلومات، اس قدر بغور تجزیات فراہم کیے کہ فلورنس واپس آنے پر دوست اسے ایک مستند سفارت کار قرار دینے لگے۔

اس کی ذہنی نشوونما کا اہم موڑ بشپ سوڈرینی کے معاون کی حیثیت سے اُربینو میں سیزر بورجیا کے پاس مشن پر جانا تھا (1502ء) ایک ذاتی رپورٹ کے لیے واپس فلورنس بلائے جانے پر اس نے بیوی منتخب کر کے اپنی سربلندی کا جشن منایا۔ اکتوبر میں وہ دوبارہ سیزر کی جانب روانہ ہوا۔ وہ اِیمولا میں اسے آملا، اور عین اس وقت سینیگالیا پہنچ گیا جب بورجیا اپنے خلاف سازش کرنے والے آدمیوں کو گھیر کر مارنے یا قید میں ڈالنے کی خوشی منا رہا تھا۔ ان واقعات نے سارے اِٹلی کو ہلا کر رکھ دیا؛ ذہین شہوت پرست سے ذاتی طور پر ملنے والے میکیاویلی کی نظر میں یہ فلسفہ کے اسباق تھے۔ صاحب خیالات آدمی نے خود کو صاحب عمل آدمی کے روبرو پایا اور اسے تعظیم دی؛ یہ جان کر نوجوان سفارت کار کی روح حسد سے جل اٹھی کہ اسے تجزیاتی اور نظری سوچ سے شاندار استبدادی فعل تک پہنچنے کیلئے اب بھی کافی طویل سفر کرنا تھا۔ یہاں اس سے چھ سال چھوٹا آدمی موجود تھا جس نے دو برس میں درجن بھر آمروں کا تختہ الٹا، درجن بھر شہروں کو امن و امان دیا اور خود کو اپنے عہد کا درخشاں ستارہ بنا لیا۔ اس وقت کے بعد سیزر بورجیا میکیاویلی کے فلسفہ کا ہیرو بن گیا؛ جیسے بِسمارک نِطشے کے فلسفہ کا بنا تھا؛ یہاں اقتدار کی اس مجسم خواہش میں خیر و شر سے ماوراء اخلاقیات، سپرمین کا ایک ماڈل موجود تھا۔

فلورنس واپس آنے پر (1503ء) میکیاویلی کو پتہ چلا کہ حکومت کے کچھ ارکان کو

شک تھا کہ وہ زبردست بورجیا کے سامنے اپنی ذہنی قابلیت کھو بیٹھا تھا۔ لیکن شہر کے مفادات کی خاطر اس کی جانفشاں منصوبہ بندی نے اسے علم بردار سوڈرینی اور دس کی مجلس برائے جنگ کی نظر میں دوبارہ محترم بنا دیا۔ 1507ء میں اس نے ایک بنیادی نظریے کی کامیابی دیکھی۔ وہ کافی عرصہ سے کہہ رہا تھا کہ کوئی عزت نفس کی مالک ریاست اپنے دفاع کا کام کرائے کے فوجیوں کو نہیں سونپ سکتی: بحران میں ان پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا: اور سیم وزر سے مسلح دشمن کسی بھی وقت انہیں یا ان کے رہنما کو خرید سکتا تھا۔ میکیاویلی نے کہا کہ ایک قومی ملیشیا (سرحدی فوج) بنانی چاہیے جو شہریوں اور ترجیحاً دشواری اور کھلی فضاء کے عادی طاقتور کسانوں پر مشتمل ہو: اس فوج کو ہمیشہ مسلح اور تربیت یافتہ رکھا جائے: اور یہ جمہوریہ کے دفاع کی آخری مضبوط دیوار کے طور پر کام کرے۔ حکومت نے کافی دیر تک ہچکچاہٹ دکھانے کے بعد منصوبہ قبول کر لیا اور میکیاویلی کو اس پر عملدر آمد کے اختیارات دیئے۔ وہ 1508ء میں اپنی نئی ملیشیا کو لے کر پیسا کا محاصرہ کرنے گیا: پیسا نے ہتھیار پھینک دیئے اور میکیاویلی اعلیٰ ترین نُصرت و وقار کے ساتھ فلورنس واپس آیا۔

فرانس کی جانب دوسرے مشن پر (1510ء) وہ سوئٹزر رلینڈ سے گذرا: سوئس کنفیڈریشن کی مسلح خودمختاری نے اس کا ذوق و شوق ابھارا' اور اس نے اسے اِٹلی کے لیے مثالی نمونہ بنا لیا۔ اس نے فرانس سے واپس آکر اپنے علاقہ کے مسائل پر نظر کی: اگر فرانس جیسی کوئی متحد قوم سارے جزیرہ نما پر غالب آنے کا عزم کر لیتی تو اِٹلی کو بچانے کے لیے اس کی علیحدہ علیحدہ رعیتوں کو کس طرح متحد کیا جا سکتا تھا؟

اس کی ملیشیا کا سخت ترین امتحان جلد ہی آ گیا۔ اِٹلی سے فرانسیسی فوج کو باہر نکالنے سے انکار پر فلورنس کے خلاف پر غضب جولیئس II نے 1512ء میں اپنی فوج کو "مقدس انجمن" کی جمہوریہ کو کچلنے اور میڈیچی کو اقتدار واپس دلانے کا حکم دیا: پراتو کے مقام پر فلورنسی سرحد کے دفاع پر متعین میکیاویلی کی ملیشیا انجمن کے تربیت یافتہ کرائے کے سپاہیوں کا مقابلہ نہ کر سکی اور بھاگ گئی۔ فلورنس مغلوب اور میڈیچی فتح مند ہوئے: میکیاویلی اپنی شہرت اور سرکاری عہدہ دونوں کھو بیٹھا۔ اس نے فاتحین کا غصہ ٹھنڈا کرنے کی ہر ممکن کوشش کی' اور شاید وہ کامیاب بھی ہو جاتا: لیکن جمہوریہ کی بحالی کے

لیے سازش کرنے والے دو پرجوش نوجوان پکڑے گئے: ان سے برآمد ہونے والے کاغذات میں حمایتی افراد کی فہرست بھی مل گئی: اور اس میں میکیاویلی کا نام بھی شامل تھا۔ اسے گرفتار کر کے اذیت دی گئی: لیکن سازش میں اس کی حصہ داری کا کوئی ثبوت نہ ملنے پر اسے چھوڑ دیا گیا۔ دوبارہ گرفتاری کے خوف میں وہ اپنی بیوی اور چار بچوں کو لے کر سان Casciano کے آبائی گھر میں منتقل ہو گیا۔ اس نے آخری پندرہ برس کے سوا ساری زندگی وہیں' پر امید غربت کی زنجیروں پر غصے میں گذاری۔ لیکن ہم نے اس کے ان برباد برسوں کے متعلق کبھی کچھ نہیں سنا' کیونکہ انہی بھوک سے بھرپور برسوں کے دوران اس نے دنیا کو تحریک دینے والی کتابیں لکھیں۔

2۔ مصنف اور آدمی

فلورنسی سیاست کے مرکز میں کئی برس گذار چکے شخص کے لیے یہ الگ تھلگ حالت بہت بے کیف تھی۔ کبھی کبھی وہ گھوڑے پہ سوار ہو کر فلورنس میں اپنے دوستوں سے باتیں کرنے اور دوبارہ روزگار ملنے کا کوئی موقع ڈھونڈنے جاتا تھا۔ اس نے متعدد مرتبہ میڈیچی کے نام خط لکھے لیکن کوئی جواب نہ آیا۔ اس نے اپنے دوست ویٹوری اور پھر روم میں فلورنسی سفیر کے نام اپنے مشہور خط میں اپنی زندگی کے متعلق بیان کیا اور بتایا کہ وہ کیسے "بادشاہ" (The prince) کی تصنیف تک پہنچا:

> میں اپنی آخری بدقسمتیوں کے بعد سے پرسکون دیہی زندگی گذار رہا ہوں۔ میں سورج نکلتے ساتھ ہی اٹھتا اور اپنے پچھلے روز کے کام پر چند گھنٹے غور کرنے کے لیے جنگل میں چلا جاتا ہوں' میں کچھ وقت لکڑہاروں کے ساتھ گذارتا ہوں' جن کے پاس مجھے بتانے کے لیے ہمیشہ کوئی نہ کوئی مشکل ہوتی ہے--- ان کی اپنی یا کسی پڑوسی کی۔ جنگل سے واپس آ کر میں ایک چشمے پر اور وہاں سے اپنے پرندے پکڑنے کے جال کی طرف جاتا ہوں: میری بغل میں ایک کتاب ہوتی ہے--- دانتے' پیترارک یا کسی کمتر شاعر مثلاً ٹبولس یا اووڈ کی۔ میں ان کی عشقیہ ترنگوں اور ان کی محبتوں کی تاریخ پڑھتے ہوئے اپنی محبتوں کو یاد کرتا ہوں' ان سوچوں میں بڑا اچھا

وقت گذرتا ہے۔ پھر میں سڑک کے ساتھ والی سرائے میں جاتا' راہ گیروں سے گپ شپ کرتا' ان کی سرزمینوں کی خبریں سنتا' مختلف چیزیں جانتا اور نوع انسان کے متنوع احساس جمالات اور مختلف مختلف خیالات نوٹ کرتا ہوں۔ یوں کھانے کا وقت آ جاتا ہے جب میں اپنے بچوں کے جھنڈ میں بیٹھتا اور اس غریبانہ جگہ پر جو بھی میسر آ جائے کھاتا ہوں۔ دوپہر کے وقت میں دوبارہ سرائے میں جاتا ہوں۔۔ وہاں عموماً مجھے کوئی نہ کوئی محفل مل جاتی ہے: قصاب' چکی والا اور دو اینٹیں بنانے والے۔ میں سارا دن ان گنواروں کے ساتھ ملتا جلتا' Cricca اور Tric trac کی کھیلیں کھیلتا ہوں جن پر ہزاروں لڑائیاں اور گالیوں کا تبادلہ ہوتا ہے: اور ہم عموماً چھوٹی چھوٹی باتوں پر الجھتے ہیں اور ہماری آوازیں سان Casciano قصبے تک سنی جاسکتی ہیں۔ اس پستی سے دوچاری میں میری ذہانتیں بھی پست ہوجاتی ہیں' اور میں اپنے مقدر کی ذلت پر کڑھتا ہوں.....

شام ڈھلنے پر میں واپس گھر آتا اور لکھنے کے کمرے کی طرف جاتا ہوں: اور دہلیز پر اپنے بوسیدہ' کیچڑ زدہ لباس سے چھٹکارا پاتا اور درباری لباس پہنتا ہوں: یوں موزوں کپڑے پہن کر میں قدیم افراد کے قدیم درباروں میں داخل ہوتا اور پرتپاک خیر مقدم پاتا ہوں۔ مجھے وہ کھانا کھلایا جاتا ہے جو صرف میرا ہے اور جس کے لیے میں پیدا ہوا' اور ان کے ساتھ بحثیں کرنے اور ان کے افعال کے محرکات دریافت کرنے پر شرماتا نہیں: اور یہ لوگ اپنے جذبہ انسانیت میں مجھے جواب دیتے ہیں: اور چار گھنٹے تک مجھے کوئی بھی تھکاوٹ محسوس نہیں ہوتی' کوئی تکلیف یاد نہیں آتی' غربت کا خوف نہیں رہتا اور نہ ہی موت کی دہشت: میری ساری ہستی ان میں کھو جاتی ہے۔ اور چونکہ دانتے کا کہنا ہے کہ سنی ہوئی باتوں کو ذہن میں رکھے بغیر کوئی علم موجود نہیں ہوسکتا' اس لیے میں نے ان قابل قدر افراد سے سنی ہوئی باتیں ریکارڈ کیں اور ایک پمفلٹ

"De principatibus" لکھا ہے جس میں بادشاہت کی نوعیت' اس کی اقسام' ان کے حصول' انہیں قائم رکھنے اور انہیں کھونے کی وجوہ پر بحث کرتے ہوئے اس موضوع کے متعلق افکار پر ہر ممکن گہرائی میں جاکر بات کی; اور اگر کبھی تم نے میری ان بدخط تحریروں پر غور کیا تو یہ والی تمہیں ناخوش نہیں کرے گی۔ اور یہ کسی نئے بادشاہ کے لیے خصوصاً خوش آئند ہوگی; اس لیے میں اسے عالی شان گلیانو کے نام کرتا ہوں..... (10 دسمبر 1513ء) [6]

غالباً میکیاویلی نے یہاں کہانی کو سادہ بنادیا ہے۔ بدیہی طور پر اس نے "لائیوائی کی پہلی دس کتب پر مقالات" لکھنے سے آغاز کیا اور صرف پہلی تین کتب کی تفسیر ہی مکمل کی۔ اس نے یہ مقالات بونڈیل مونتی (Buondelmonti) اور کوسیمو روچیلائی کے نام کی اور کہا: "میں تمہیں اپنے پاس موجود بہترین چیز بطور تحفہ بھیج رہا ہوں' یہاں تک کہ اس میں وہ سب کچھ موجود ہے جو میں نے طویل تجربے اور مسلسل مطالعہ سے سیکھا۔" وہ کہتا ہے کہ کلاسیکی ادب' قانون اور طب کی بحالی جدید تحریر اور طرز عمل کو اجاگر کرنے کی خاطر ہوئی; اسی طرح وہ حکومت کے کلاسیکی قواعد کو دوبارہ زندہ اور انہیں معاصر سیاست پر لاگو کرنے کی تجویز دیتا ہے۔ اس نے اپنا سیاسی فلسفہ تاریخ سے اخذ نہیں کیا' لیکن تاریخ میں سے ایسے واقعات منتخب کیے جو اس کے اپنے اخذ کردہ نتائج کی حمایت کرتے تھے۔ اس نے اپنی تقریباً سبھی مثالیں لائیوائی سے لیں' کبھی کبھی عجلت میں دلائل کی بنیاد قصوں کہانیوں پر رکھی اور کہیں کہیں پولی بیئس کے شذروں سے مدد لی۔

مقالات پر کام کرنے کے دوران اسے لگا کہ یہ بہت طویل ہیں اور ان کی تکمیل میں کافی وقت لگے گا' اس لیے مقتدر میڈیچی کو بطور تحفہ پیش نہیں کیے جاسکیں گے۔ چنانچہ اس نے کام بیچ میں ہی چھوڑ کر اپنے اخذ کردہ نتائج پر مبنی ایک خلاصہ لکھنا شروع کردیا; اس کے پڑھے جانے کا امکان زیادہ ہوتا اور اس وقت (1513ء) مصنف کی اِٹلی پر حکمران طاقتور خاندان سے دوستی بھی ہوجاتی۔ لہٰذا اس نے اسی سال کے چند ماہ میں

کتاب "Il principe" مرتب کرلی۔ اس نے کتاب کو گلیانو ڈی میڈیچی سے معنون کرنے کا سوچا جو فلورنس پر حکومت کر رہا تھا; لیکن ابھی میکیاویلی کتاب بھیجنے کا ذہن بنا ہی رہا تھا کہ گلیانو مرگیا (1516ء)؛ چنانچہ اس نے کتاب دوبارہ معنون کرکے اُربینو کے ڈیوک لورینتسو کو بھیجی جس نے کوئی خاص پذیرائی نہ دی۔ یہ مخطوطے کی صورت میں ہی گردش کرتی رہی اور خفیہ طور پر نقل ہوئی; یہ مصنف کی موت کے پانچ سال بعد کہیں 1523ء میں آکر ہی چھپی۔ تب کے بعد یہ کسی بھی زبان میں سب سے زیادہ مرتبہ چھپنے والی کتاب بن گئی۔

اپنے بارے میں اس کی بتائی ہوئی تفصیل میں ہم Uffizi گیلری میں رکھے اس کے صرف ایک پورٹریٹ کا ہی اضافہ کرسکتے ہیں۔ یہ اسے دبلا پتلا اور زرد رو' پچکی گالوں' تیز کالی آنکھوں' باریک بھینچے ہوئے ہونٹوں والا دکھاتا ہے; اس کا حلیہ صاحب عمل کی بجائے صاحب فکر' اور قبول خاطر اوصاف کی بجائے گہری ذہانت والے آدمی کا ہے۔ وہ پہلی ہی نظر میں چالاک دکھائی دینے کے باعث اچھا سفارت کار نہیں بن سکتا تھا' اور اچھا ریاست کار بھی نہ بن پایا کیونکہ وہ بہت متعصبانہ خیالات کا حامل تھا۔ عموماً کسی کلبی کی طرح لکھنے اور عموماً اپنے ہونٹ بھینچے رکھنے اور ایسی دروغ گوئی سے پھولے رہنے والے اس آدمی نے اپنا ایسا تاثر قائم کرلیا کہ لوگ اس کی سچی بات کو بھی جھوٹ خیال کرتے' مگر وہ اپنے دل کی گہرائیوں میں ایک شعلہ اندام محب وطن تھا جس نے Solus populi کو Superma بنایا اور اِٹلی کے اتحاد اور بحالی کے سامنے ہر اخلاقی اصول کو پس پشت ڈال دیا۔

اس میں بہت سی ناگوار خصوصیات بھی تھیں۔ جب بورجیا برسراقتدار تھا تو میکیاویلی نے اسے مثالی نمونہ بنایا; بورجیا معزول ہوا تو میکیاویلی بھی ہجوم کے پیچھے چل دیا اور شکستہ سیزر کو ایک جرائم پیشہ اور "عیسیٰ کا باغی" قرار دیا۔ [۸] جب میڈیچی بے اقتدار تھے تو وہ انہیں بڑی فصیح وبلیغ ملامتیں کرتا رہا; جب میڈیچی کو اقتدار ملا تو وہ عہدہ حاصل کرنے کی خاطر ان کے تلوے چاٹنے لگا۔ وہ نہ صرف شادی سے پہلے اور بعد قحبہ خانوں میں جاتا رہا بلکہ اپنے دوستوں کو وہاں اپنے کارناموں کی تفصیلات بھی بھیجیں۔ [۹] اس کے متعدد خطوط اس قدر واہیات ہیں کہ اس کا ممدوح

سوانح نگار بھی انہیں شائع کرنے کی ہمت نہیں کرپایا۔ تقریباً پچاس سال کی عمر میں میکیاویلی لکھتا ہے: "کیوپڈ کے جال اب بھی میرا من موہتے ہیں۔ خراب سڑکیں میری ثابت قدمی کا خاتمہ نہیں کرسکتیں' نہ ہی کالی راتیں میری حوصلہ شکنی کرتی ہیں..... میرے سارے ذہن کا رجحان محبت کی طرف ہے جس کے لیے میں وینس کا مشکور ہوں۔" [۸۰] یہ باتیں قابل معافی ہیں' کیونکہ مرد یک زوجی کے لیے نہیں بنا تھا؛ لیکن کم قابل درگذر' البتہ عہد کے رواج سے پوری طرح ہم آہنگ بات میکیاویلی کے آج دستیاب تمام خطوط میں اپنی بیوی کے متعلق محبت کا ایک لفظ بھی موجود نہ ہونا ہے۔

دریں اثناء اس نے اپنا قلم ساخت کی مختلف صورتوں کی جانب موڑا اور ہر انداز میں استادوں کا مقابلہ کیا۔ وہ "فن جنگ" کے متعلق ایک رسالے میں' سفید برج پر کھڑا ہو کر' ریاستوں اور جرنیلوں کو عسکری طاقت اور کامیابی کے قوانین بتاتا ہے۔ فوج کو سونے کی بجائے آدمیوں کی ضرورت ہے: "سونا اچھے فوجی نہیں لائے گا' لیکن اچھے فوجی ہمیشہ سونا لائیں گے:" [۸۱] طاقتور قوم میں سونا بہتا چلا آتا ہے' لیکن امیر قوم سے استحکام رخصت ہو جاتا ہے کیونکہ دولت تن آسانی اور زوال لاتی ہے۔ للذا فوج کو مصروف کار رکھنا چاہیے؛ گاہے بگاہے چھوٹی موٹی جنگ عسکری جذبے اور سازوسامان کو درست رکھے گی۔ کیولری (گھڑسوار دستہ) خوبصورت ہے' ماسوائے تیز برچھیوں کا سامنا ہونے کے: انفنٹری (پیادہ دستہ) کو ہمیشہ کسی فوج کی جان اور اساس خیال کرنا چاہیے۔ [۸۲] کرائے کی فوجیں اِٹلی کی ذلت' مستی اور تباہی ہیں: ہر ریاست کے پاس ایک شہری ملیشیا ہونی چاہیے جو اپنے ملک' اپنی زمینوں کی خاطر لڑنے والے آدمیوں پر مشتمل ہو۔

میکیاویلی نے فکشن میں پنجہ آزمائی کرتے ہوئے اِٹلی کی ایک مقبول ترین "*novelle, Belfagor, arcidiavolo*" لکھی جس میں شادی کے رواج پر تیز طنزیہ جملے کسے۔ اس نے ڈرامہ سے رجوع کرتے ہوئے اطالوی نشاۃ ثانیہ سٹیج کی غیر معمولی کامیڈی "*Mandragola*" مرتب کی۔ ابتدائیہ میں ایک نئے انداز نے نقادوں کو شکریہ کا موقع دیا:

اگر کوئی شخص مصنف کے متعلق برا بولنا چاہے تو میں آپ کو خبردار

کرتا ہوں کہ وہ (مصنف) بھی بدگوئی جانتا' بلکہ اس فن میں کمال رکھتا ہے:
اور اِٹلی میں کسی کے لیے تعظیم نہ رکھنے والا شخص اپنے سے بہتر کپڑوں میں
ملبوس افراد پر کیچڑ اُچھالتا ہے۔ ۹۸۳

یہ ڈرامہ نشاۃ ثانیہ کی اخلاقیات کا حیرت انگیز انکشاف ہے۔ منظر فلورنس کا ہے۔ کیلی ماکو نے ایک عزیز کو Nicias کی بیوی لوکریزیا کے حسن کی تعریف کرتے سن کر فیصلہ کیا کہ۔۔۔ حالانکہ اسے کبھی نہیں دیکھا تھا۔۔۔ وہ اسے لبھا کر ہی چین کی نیند سوئے گا۔ وہ یہ جان کر پریشان ہوتا کہ لوکریزیا اپنی راستی کے لیے بھی اتنی ہی مشہور ہے جتنی کہ حسن کے لیے: لیکن وہ نکیاس کے بارے میں یہ پتہ چلنے پر پرامید ہوتا ہے کہ وہ لوکریزیا کے بانجھ پن کی وجہ سے اس پر ناراض ہوتا رہتا ہے۔ کیلی ماکو نکیاس سے بطور طبیب متعارف کروانے کے لیے ایک دوست کو رشوت دیتا ہے۔ وہ اپنے پاس بانجھ پن دور کرنے کا یقینی نسخہ موجود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے: لیکن افسوس' نسخہ کھانے کے بعد لوکریزیا جس پہلے مرد کے ساتھ بھی لیٹتی اس کو مرجانا تھا۔ وہ یہ فانی مہم سر کرنے کا بیڑہ اٹھاتا ہے' اور نکیاس مصنفوں کے لیے اپنی مخصوص مہربانی کے ساتھ اپنی جگہ اسے دینے پر رضامند ہوجاتا ہے۔ لیکن لوکریزیا نہایت پاکباز ہے: وہ ایک ہی رات میں بدکاری اور قتل دونوں کرنے سے ہچکچاتی ہے۔ ابھی کھیل ختم نہیں ہوتا: وارث کی شدید خواہشمند' لوکریزیا کی ماں ایک راہب کو رشوت دیتی ہے کہ وہ اسے اعتراف گناہ کے دوران اس منصوبے پر عمل کرنے کی نصیحت کرے۔ لوکریزیا مان جاتی' شراب پیتی' کیلی ماکو کے ساتھ لیٹتی اور حاملہ ہوجاتی ہے۔ کہانی کے اختتام پر سبھی خوش ہیں: راہب لوکریزیا کی ناپاکی دور کرتا ہے' نکیاس باپ بننے پر خوش ہے اور کیلی ماکو سکون سے سونے پر۔ کھیل سٹرکچر میں زبردست' ڈائلاگ میں شاندار' ہجوگوئی میں زوردار ہے۔ جو بات ہمیں ششدر کردیتی ہے وہ اشتہاء انگیز موضوع (کلاسیکی کامیڈی میں عرصہ سے موجود) اور نہ ہی محبت کی محض جسمانی تعبیر بلکہ پلاٹ کے اس اچانک موڑ پر ہے جب راہب 25 ڈیوکٹ کے بدلے میں بدکاری کی منظوری دینے پر تیار ہوجاتا ہے۔ یہ امر بھی کم حیرت انگیز نہیں کہ یہ کھیل روم میں لیو X کے سامنے زبردست کامیابی کے ساتھ کھیلا گیا تھا (1520ء)۔ پوپ اس پر اتنا خوش ہوا کہ کارڈینل گلیوڈی میڈیچی کو کیماویلی کو لکھنے کا

کوئی کام دینے کا کہا۔ گلیو نے اسے فلورنس کی تاریخ لکھنے کا کام اور 300 ڈیوکٹ (3,750 ڈالر؟) معاوضہ پیش کیا۔

نتیجتاً ضابطہ تحریر میں آنے والی "Storie Fioientine" تاریخ نگاری میں ویسا ہی انقلاب تھی جیسا کہ "بادشاہ" سیاسی فلسفہ میں۔ کتاب میں زبردست نقائص موجود ہونے کا الزام درست ہے: عاجلانہ نادرستی' سابق مورخین سے مسرقہ اور ثقافتی تاریخ سے مکمل احتراز--- جیسا کہ وولٹیئر سے پہلے کے تقریباً ہر مورخ نے کیا۔ لیکن یہ اطالوی زبان میں لکھی گئی پہلی اہم تاریخ ہے' اور اس کی اطالوی واضح' جاندار اور دو ٹوک ہے; اس نے فلورنس کے ماخذ سے متعلق روایتوں کو مسترد کیا' سال بہ سال واقعات بیان کرنے کا عام انداز ترک کیا اور اس کی بجائے ایک مدہم رو اور منطقی بیانیہ اختیار کیا; اس میں نہ صرف واقعات بلکہ ان کے اسباب و نتائج بھی ہیں; اور اس نے فلورنسی سیاست کی بدنظمی پر متحارب خاندانوں' طبقات اور مفادات کا توضیحاتی تجزیہ لاگو کیا۔ اس نے کہانی کو دو باہم متحد موضوعات پر چلایا: کہ پوپس نے پاپائیت کی دنیوی خودمختاری محفوظ رکھنے کے لیے اِٹلی کو تقسیم شدہ رکھا; اور یہ کہ اِٹلی کی تابناکی کے عظیم ادوار تھیوڈورک' کوسیمو اور لورینتسو جیسے بادشاہوں کے عہد میں آئے تھے۔ اس قسم کے مِیلانات رکھنے والی کتاب پاپائی ڈیوکٹس کے خواہشمند شخص کو لکھنی چاہیے تھی' اور پوپ کلیمنٹ نے اس کا اپنے نام انتساب بلا شکایت قبول کرلیا--- یہ دونوں باتیں مصنف کی ہمت اور پوپ کی ذہنی و مالی آزاد روی پر روشنی ڈالتی ہیں۔

"تاریخ فلورنس" نے میکیاویلی کو 5 سال تک برسرروزگار رکھا' لیکن اس کی سیاست کے گدلے دریا میں دوبارہ تیرنے کی تمنا پوری نہ ہوئی۔ جب فرانس اول پادیا میں اپنی عزت و وقار اور کھال کے سوا سب کچھ کھو بیٹھا (1525ء) اور کلیمنٹ VII نے خود کو چارلس V کے خلاف بے یار و مددگار پایا تو میکیاویلی نے پوپ اور گوپچارڈینی کے نام خط لکھ کر وضاحت کی کہ اِٹلی کے سر پر منڈلاتے ہوئے ہسپانوی جرمن حملے کے خلاف اب بھی کیا کچھ کیا جاسکتا ہے; اور شاید اس کی یہ تجویز تقدیر کے لکھے کو کچھ دیر تک ٹالنے میں کامیاب ہوگئی کہ پوپ جووانی ڈیلے باندے نیرے کو مسلح' مختار اور فنانس کرے۔۔۔ جب جووانی مرگیا اور جرمن لشکر فرانسیسیوں کے ایک امیر اور قابل تاراج

حلیف کی حیثیت سے فلورنس کی جانب بڑھا تو میکیاولی شہر کی طرف بھاگا' اور کلیمنٹ کی درخواست پر ایک رپورٹ تیار کی کہ اسے دوبارہ قابل دفاع بنانے کے لیے شہرپناہ کو کس طرح بحال کیا جاسکتا ہے۔ 18 مئی 1526ء کو میڈیچی حکومت نے اسے "دیواروں کے مہتموں" کے پانچ رکنی بورڈ کا سربراہ منتخب کیا۔ تاہم' جرمن فلورنس سے کنارہ کر کے روم کی طرف آگے بڑھ گئے۔ جب روم لوٹا گیا اور کلیمنٹ مشتعل ہجوم کا قیدی بنا ہوا تھا تو فلورنس میں جمہوریائی پارٹی نے ایک مرتبہ پھر میڈیچی کو بے دخل کر کے جمہوریہ بحال کر دی (16 مئی 1527ء)۔ میکیاولی بہت خوش ہوا اور بڑی امید کے ساتھ "دس کی مجلس برائے جنگ" کا سیکرٹری بننے کے لیے درخواست دے دی؛ وہ پہلے بھی اس عہدے پر فائز رہ چکا تھا۔ اسے مایوس کیا گیا (10 جون 1527ء)؛ میڈیچی کے ساتھ تعلقات نے اسے جمہوریہ پسندوں کی حمایت سے محروم کر دیا تھا۔

وہ یہ دکھ سہنے کو زیادہ عرصہ تک زندہ نہ رہا۔ اس میں زندگی اور امید کا جاندار شعلہ بجھ گیا' اور جسم بے روح ہو گیا۔ وہ معدے کے شدید تشنج میں مبتلا ہو کر بستر سے جا لگا۔ بیوی بچے اور دوست بستر کے پاس جمع ہو گئے۔ اس نے ایک پادری کے سامنے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا اور ٹھکرائے جانے کے بارہ دن بعد مر گیا۔ پسماندگان کو ترکے میں شدید غربت ملی' اور وہ اِٹلی تاخت و تاراج پڑا تھا جسے متحد کرنے کے لیے وہ سخت محنت کرتا رہا۔ وہ سانتا کروچے کلیساء میں دفن ہوا جہاں ایک خوبصورت مقبرے پر کھدے الفاظ --- "کوئی قصیدہ اس قدر عظیم نام سے انصاف نہیں کر سکتا" --- اس بات کی شہادت ہے کہ انجام کار متحد ہونے والے اِٹلی نے میکیاولی کے گناہ بخش دیئے اور اس کا خواب یاد رکھا۔

3۔ فلسفی

آیئے' ہر ممکن غیر جانبداری کے ساتھ "میکیاویلیائی" فلسفے کا تجزیہ کریں۔ اخلاقیات اور سیاست پر اس قدر آزادانہ اور بے خوف غور و خوض ہمیں اور کہیں نہیں ملے گا۔ میکیاولی یہ دعویٰ کرنے میں حق بجانب تھا کہ اس نے نسبتاً غیر دریافت شدہ سمندروں میں نئے راستے کھولے ہیں۔

اس کا فلسفہ تقریباً باتخصیص طور پر سیاسی نوعیت کا ہے۔ یہاں کوئی مابعد الطبیعیات' دینیات' وحدانیت یا ملحدیت' جبریت یا آزاد ارادے پر کوئی بحث وغیرہ کچھ بھی نہیں؛ اور اخلاقیات کو بھی سیاست کا ماتحت بنا کر ایک طرف کر دیا گیا۔ وہ سیاست کو ایک ریاست تخلیق کرنے' زیر تسلط رکھنے' محفوظ بنانے اور مستحکم کرنے کو اعلیٰ فن خیال کرتا ہے۔ وہ انسانیت کی بجائے ریاستوں میں دلچسپی رکھتا ہے۔ وہ افراد کو محض ریاست کے ارکان سمجھتا ہے؛ وہ ریاست کے مقدر کا تعین کرنے میں افراد کے کردار کے سوا انہیں کسی بھی لحاظ سے زیر غور نہیں لاتا۔ میکیاویلی یہ جاننے کا خواہشمند ہے کہ ریاستیں کیوں عروج و زوال کا شکار ہوتی ہیں' اور انہیں اپنا ناگزیر انحطاط ہر ممکن حد تک موخر کرنے کا طریقہ کیسے سکھایا جا سکتا ہے۔

میکیاویلی کے خیال میں تاریخ کا ایک فلسفہ اور حکومت کی سائنس ممکن ہیں کیونکہ انسانی فطرت کبھی نہیں بدلتی۔

> اہل دانش بے وجہ نہیں کہتے کہ مستقبل کی پیش بینی کے خواہشمند ہر شخص کو ماضی سے رجوع کرنا لازمی ہے؛ کیونکہ انسانی واقعات ہمیشہ سابق ادوار جیسے ہوتے ہیں۔ اس کا ماخذ یہ حقیقت ہے کہ ان کے پیچھے ایسے انسانوں کا ہاتھ ہوتا جو ہمیشہ سے ایک ہی جیسے جذبات کے حامل ہیں اور ہمیشہ رہیں گے؛ چنانچہ انکے نتائج بھی لازمی طور پر ایک جیسے ہوں گے..... [۵۸۴]
>
> ..... میرا یقین ہے کہ دنیا ہمیشہ سے ایک جیسی ہے' اور یہاں ہمیشہ ایک جتنی اچھائی اور برائی موجود رہی' البتہ ادوار کے مطابق مختلف اقوام میں ان کا تناسب مختلف تھا۔ [۵۸۵]

تاریخ کی سب سے زیادہ سبق آموز باقاعدگیوں میں تہذیبوں اور ریاستوں کی نشوونما اور انحطاط کے مظاہر شامل ہیں۔ یہاں میکیاویلی ایک انتہائی سادہ فارمولے کے ساتھ ایک انتہائی پیچیدہ مسئلے سے نمٹنے گیا۔ "مردانگی و شجاعت امن پیدا کرتی ہے؛ امن کاہلی؛ کاہلی بدنظمی اور بدنظمی تباہی لاتی ہے۔ بدنظمی میں سے نظم پھوٹتا ہے؛ نظم میں سے شجاعت (Virtu)؛ اور شجاعت میں سے رفعت اور خوش قسمتی۔ چنانچہ عقلمند آدمیوں

نے مشاہدہ کیا کہ ادبی کمال کا دور اسلحہ میں برتری کے بعد آتا ہے؛ اور یہ کہ..... عظیم جنگجو فلسفیوں سے پہلے پیدا ہوتے ہیں۔"[۵۸۶] ترقی یا انحطاط کے عمومی عوامل کے علاوہ سرکردہ افراد کا عمل اور اثر ورسوخ بھی ہو سکتا ہے؛ چنانچہ کسی حکمران کی حد سے بڑھی ہوئی بلند نظری بھی اس کی ریاست کو تباہی سے دوچار کر سکتی ہے کیونکہ وہ اپنے ذرائع کا ناکافی پن بھول کر غلطی سے کسی زیادہ مضبوط طاقت سے جنگ شروع کر دے گا۔ ریاستوں کی سرفرازی اور پستی میں قسمت یا چانس کا بھی عمل دخل ہے۔ "ہمارے نصف اقدامات قسمت کا نتیجہ ہیں' لیکن اس کے باوجود باقی نصف کا تعین ہمیں خود ہی کرنا ہوتا ہے۔"[۵۸۷] کسی شخص میں شجاعت جتنی زیادہ ہے وہ قسمت کا غلام یا مرہون منت اتنا ہی کم ہو گا۔

کسی ریاست کی تاریخ انسانوں کی فطری مکاری کے ذریعہ تعین شدہ عمومی قوانین کے تحت چلتی ہے۔ تمام انسان فطرتاً مفاد پرست' دھوکے باز' نزاع پسند' ظالم اور بے ایمان ہیں۔

> جو بھی شخص ایک ریاست کی بنیاد رکھنا اور اسے قوانین دینا چاہتا ہے اسے اس مفروضے کے ساتھ آغاز کرنا ہو گا کہ تمام انسان برے ہیں اور اپنی بدخصلت کا مظاہرہ کرنے کے لیے ہر وقت موقع کی تلاش میں رہتے ہیں۔ اگر ان کی بری سرشت کچھ وقت کے لیے چھپی بھی رہے تو اس کی وجہ معلوم نہ ہو سکے گی؛ اور ہمیں یہی سوچنا چاہیے کہ اسے اپنا آپ دکھانے کا موقع نہیں ملا ہو گا؛ لیکن وقت..... اسے طشت ازبام کرنے میں ناکام نہیں ہوتا..... کچھ حاصل کرنے کی خواہش درحقیقت بہت فطری اور عام ہے' اور انسانوں کو جب بھی موقع ملے حاصل کر لیتے ہیں؛ اور اس حوالے سے ان کی تعریف ہونی چاہیے نہ کہ ملامت۔[۵۸۸]

چنانچہ ایسی صورت میں بالترتیب قوت' عیاری اور عادت کا استعمال کر کے ہی انسانوں کو اچھا بنایا جا سکتا ہے--- یعنی ایک معاشرے میں پرامن طور پر زندگی گزارنے کے قابل۔ یہی ریاست کی ابتداء و ماخذ ہے: فوج اور پولیس کے ذریعہ قوت کی تنظیم' قواعد و قوانین کا نفاذ اور عادتوں کی درجہ بدرجہ تشکیل' تاکہ ایک انسانی گروہ میں

قیادت اور نظم کو برقرار رکھا جا سکے۔ ریاست جتنی زیادہ ترقی یافتہ ہو گی' اس میں طاقت کا استعمال اتنا ہی کم نظر آئے گا؛ تلقین اور عادت ہی کافی ہو گی; کیونکہ کسی حاذق قانون دہندہ یا حکمران کے ہاتھوں میں لوگ اسی طرح ہوتے ہیں جیسے کسی کوزہ گر کے ہاتھ میں نرم گیلی مٹی۔

فطرتاً عیار انسانوں کو قانون و ضبط کا عادی بنانے کا بہترین ذریعہ مذہب ہے۔ میکیاویلی (جسے اس کے معترف پاؤلو جوویو نے "ہجوگو ملحد" کہا) مذہبی رواجوں کے متعلق بڑے جوش و خروش سے لکھتا ہے:

> اگرچہ روم کا بانی رومیولیس تھا..... تاہم دیوتاؤں نے اس بادشاہ کے قوانین کو کافی نہ سمجھا..... اور اس لیے انہوں نے رومن سینیٹ کو تحریک دی کہ وہ نیوما پومپی لیئس (Numa pompilius) کو اس کا جانشین منتخب کرے..... نیوما نے عوام کو بہت غیر مہذب پا کر اور انہیں پرامن فنون کے ذریعہ سماجی طور پر مطیع بنانے کی خواہش میں مذہب کو کسی بھی مہذب معاشرے کا لازمی ترین اور یقینی معاون سمجھ کر اس کی طرف رجوع کیا; اور اس نے مذہب کو ایسی بنیادوں پر قائم کیا کہ صدیوں تک جمہوریہ میں دیوتاؤں کا خوف کسی بھی اور جگہ کی نسبت کہیں زیادہ تھا; یوں سینیٹ یا اس کے عظیم آدمیوں کی مہمات میں زبردست مدد حاصل ہوئی..... نیوما نے جھوٹ بولا کہ وہ ایک دیوتا سے ہم کلام ہوا تھا جس نے اسے لوگوں سے نمٹنے کے بارے میں سب کچھ بتایا..... درحقیقت کبھی کوئی ایسا زبردست قانون دہندہ نہیں گذرا جس نے الوہی حاکمیت میں پناہ نہ لی ہو' کیونکہ بصورت دیگر لوگ اس کے بنائے ہوئے قوانین قبول نہ کرتے; بہت سے ایسے اچھے قوانین موجود ہیں جن کی اہمیت کے متعلق زیرک قانون دہندہ کو علم تھا' لیکن لوگوں کو ان کا قائل کرنے کی وجوہ اس پر مناسب حد تک عیاں نہ تھیں; لہٰذا سیانے آدمیوں نے اس مشکل کو دور کرنے کی خاطر الوہی سند پیش کی[90]..... مذہبی دساتیر کی پابندی جمہوریاؤں کی سربلندی کی وجہ ہے; ان دساتیر سے صرف نظر ریاستوں کو تباہ و برباد کر ڈالتا ہے۔

کیونکہ جہاں خوف خدا موجود نہیں وہاں ملک تباہ ہو جائے گا' بشرطیکہ بادشاہ کا خوف اسے برقرار نہ رکھے کیونکہ وہ کچھ دیر تک مذہبی خوف کی کمی پوری کردے گا۔ لیکن بادشاہوں کی زندگیاں مختصر ہیں[91] ..... خود کو برقرار رکھنے کے خواہشمند بادشاہوں اور جمہوریاؤں کو سب سے پہلے تو مذہبی رسوم کو مقدس بنانا اور انہیں مناسب احترام دینا ہوگا[92] ..... تعظیم یافتہ آدمیوں میں سب سے زیادہ وہی اس کے حقدار ہیں جو مذاہب کے تخلیق کار اور بانی تھے۔ اس کے بعد ریاستیں یا بادشاہتیں قائم کرنے والوں کا درجہ آتا ہے۔ اگلا درجہ افواج کی قیادت اور اپنے ملک کی املاک میں توسیع کرنے والوں کا ہے۔ ان میں اہل علم کا اضافہ کرلینا چاہیے..... برعکس صورت میں' وہ آدمی رسوائی اور ہمہ گیر لعن طعن کا شکار ہوئے۔ جنہوں نے مذاہب کو تباہ کیا' جنہوں نے ریاستوں اور بادشاہتوں کو الٹا پلٹا اور جو نیکی یا علم و فضل کے بیری ہیں۔[93]

میکیاویلی عمومی طور پر مذہب کو قبول کرلینے کے بعد عیسائیت کی جانب مڑتا اور اچھے شہری بنانے میں اس کی ناکامی پر اسے مذمت کا نشانہ بناتا ہے۔ عیسائیت نے آسمان پر بہت زیادہ توجہ دی اور نسوانی نیکیوں کی تبلیغ کر کے آدمیوں کو کمزور کردیا تھا:

عیسائی مذہب ہمیں اس دنیا سے بہت کم محبت کرنا سکھاتا اور ہمیں بہت نرم خو بناتا ہے۔ اس کے برعکس' قدیم لوگوں نے اسی دنیا میں اعلیٰ ترین مسرت پائی..... ان کے مذہب نے صرف دنیوی رفعت کے ساتھ ممتاز افراد کو ہی خوبصورتی دی' مثلاً افواج کے سربراہ اور ریاستوں کے بانی؛ جبکہ ہمارے مذہب نے مردانِ عمل کی بجائے مسکین اور صاحب فکر افراد کو تعظیم دی۔ اس نے انکساری اور عاجزی' اور دنیوی چیزوں سے نفرت کو اعلیٰ ترین اچھائی قرار دیا؛ حالانکہ دوسروں کی نظر میں ذہن کی عظمت' جسمانی طاقت اور دلیرانہ چیزیں اعلیٰ ترین اچھائی ہیں..... چنانچہ دنیا عیاروں کا شکار ہوگئی جنہوں نے انسانوں کو تھپڑ کا جواب دینے کی بجائے

دوسرا گال بھی پیش کرکے بہشت میں جانے کے لیے تیار کیا[۹۴]۔....

اگر عیسائی مذہب اپنے بانی کے احکامات کے مطابق قائم رہتا تو عیسائی سلطنت کی ریاستیں اور دولت ہائے مشترکہ آج سے کہیں زیادہ متحد اور مسرور ہوتیں۔ اس کے انحطاط کا اس سے بڑا ثبوت اور کوئی نہیں ہو سکتا کہ مذہبی مرکز یعنی رومن کلیسیاء سے قریب ترین لوگ سب سے زیادہ غیرمذہبی ہیں اور جو کوئی بھی اس مذہب کی بنیادوں کا تجزیہ کرتا ہے، اور دیکھتا کہ آج اس میں کتنی وسیع تبدیلیاں آچکی ہیں، تو وہ یہی قرار دے گا کہ اس کی بربادی یا تادیب کا مرحلہ دو چار ہاتھ ہی دور ہے[۹۵].....اگر سینٹ فرانس اور سینٹ ڈومینیک اس کے اصل اصول بحال نہ کرتے تو عیسائی شاید اپنی کجروی کے باعث بالکل ہی ختم ہو جاتے.....مذہبی فرقوں یا ریاستوں کا ایک طویل المیعاد وجود یقینی بنانے کے لیے ضروری ہے کہ انہیں گاہے بگاہے اصل بنیادوں کی طرف واپس لایا جائے۔[۹۶]

ہمیں معلوم نہیں کہ یہ الفاظ پروٹسٹنٹ اصلاح کی خبریں اِٹلی پہنچنے سے پہلے لکھے گئے تھے یا بعد میں۔

عیسائیت کے خلاف کیماویلی کی بغاوت وولٹیئر، ڈیڈرو، پین (Paine)، ڈارون، سپنسر، ریناں کی بغاوت سے قطعی مختلف تھی۔ ان افراد نے عیسائیت کی الہیات کو مسترد کیا، لیکن عیسائی ضابطہ اخلاق کے بدستور معترف ومقلد رہے۔ یہ طرز عمل نطشے تک برقرار رہا، اور اس نے "مذہب اور سائنس کے درمیان جھگڑے" میں نرمی پیدا کی۔ کیماویلی راسخ عقائد کی بے اعتباری کے مسئلے میں نہیں الجھتا؛ وہ انہیں جوں کا توں لے لیتا مگر الہیات کو اس بنیاد پر قبول کرتا ہے کہ مافوق الفطرت اعتقاد کا کوئی نظام سماجی نظم پیدا کرنے کے لیے لازمی ہے۔ اسے عیسائیت کے ضابطہ اخلاق، مشفقانہ رویے کی اعلیٰ ترین نیکی ماننے، انکساری اور عدم تشدد پر سب سے زیادہ اعتراض ہے; اس کے علاوہ وہ جنگ سے دستبرداری اور اس عقیدے پر بھی عیسائیت کو برا بھلا کہتا ہے کہ شہریوں کے ساتھ ساتھ ریاستیں بھی ایک ہی ضابطہ اخلاق کی پابند ہیں۔ کیماویلی نے اس معاملے

میں رومن اخلاقیات کو ترجیح دی جس کی بنیاد اس اصول پر ہے کہ عوام یا ریاست کی حفاظت اعلیٰ ترین قانون ہے۔ "جب ہمارے اپنے ملک کی سلامتی کا مسئلہ درپیش ہو تو ہمیں انصاف یا ناانصافی، رحم یا ظلم، تعریف یا بے حرمتی کا خیال دل میں نہیں لانا چاہیے؛ بلکہ سب کچھ ایک طرف رکھ کر صرف اپنے ملک کا وجود اور آزادی بچانے کی راہ اختیار کرنی چاہیے۔" [۹۷] اخلاقیات عموی سطح پر نظم وضبط، اتحاد اور طاقت برقرار رکھنے کے لیے کسی معاشرے یا ریاست کے ارکان کو دیا گیا ضابطہ ہے؛ اس ریاست کی حکومت اگر عوام کو دیئے گئے اس ضابطہ اخلاق کی خود بھی پابندی کرنے لگے تو وہ ریاست کا دفاع کرنے کے فرض کی انجام دہی میں ناکام ہو جائے گی۔ لہٰذا ایک سفارتکار اپنے عوام والے ضابطہ اخلاق کا پابند نہیں۔ "جب فعل اسے مورد الزام ٹھہرائے تو نتیجہ بری الذمہ کر دیتا ہے؛" [۹۸] مقصد ذرائع کا جواز ہے۔ "کوئی اچھا آدمی کبھی کسی دوسرے ایسے آدمی کو ملامت نہیں کرے گا جو اپنے ملک کا دفاع کرنے کی کوشش کرتا ہے، چاہے اس کے کچھ بھی ذرائع اختیار کرے۔" [۹۹] اپنے ملک کی سلامتی کی خاطر کیے گئے دھوکے، مظالم اور جرائم "باوقار دھوکے" اور "رفیع الشان جرائم" [۱۰۰] ہیں۔ لہٰذا رومیولس نے اپنے بھائی کو قتل کر کے درست کیا؛ نوخیز حکومت کو اتحاد کی ضرورت ہوتی ہے، ورنہ یہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی ہے۔ [۱۰۱] کوئی "فطری قانون" کوئی ہمہ گیر طور پر تسلیم شدہ "درست" موجود نہیں؛ ریاست کاری کے مفہوم میں سیاست کو اخلاقیات سے قطعی آزاد رکھنا لازمی ہے۔

میکاویلی ہمیں یقین دلاتا ہے کہ اگر ہم ان اصولوں کو جنگ کی اخلاقیات پر لاگو کریں تو عیسائی امن پسندی مضحکہ خیز اور مجرمانہ بن جائے گی۔ جنگ عملاً حضرت موسیٰ کے دس فرامین کے برخلاف ہے: یہ بے ادبی کرتی، جھوٹ بولتی، قتل اور ہزاروں سے بدکاری کرتی ہے؛ بایں ہمہ اگر یہ معاشرے کو مضبوط یا محفوظ بنا دے تو یہ اچھی چیز ہے۔ جب کوئی ریاست اپنی توسیع بند کر دے تو زوال آمادہ ہو جاتی ہے؛ جنگ کی خواہش نہ رہنے پر یہ ختم ہو جاتی ہے۔ طویل عرصہ تک امن برقرار رہنے سے ناتوانی اور انتشار پیدا ہوتا ہے؛ گاہے بگاہے چھوٹی موٹی جنگ قومیت کو مضبوط بناتی، نظم وضبط، طاقت اور اتحاد بحال کرتی ہے۔ جمہوریہ کے رومنوں نے خود کو جنگ کیلئے ہمہ

وقت تیار رکھا: انہوں نے جب بھی کسی دوسری ریاست کو اپنے لیے مسئلہ بنتے دیکھا تو جنگ سے ہرگز گریز نہ چاہا' بلکہ مقدونیہ میں فلپ V اور یونان میں اینٹی اوکس III پر حملہ کرنے کیلئے فوج بھیج دی اور ان کی جانب سے اِٹلی پر جنگ کی بلائیں نازل ہونے کا انتظار نہ کیا۔ ایک رومن کی نظر میں نیکی انکساری یا رحمدلی یا امن میں نہیں بلکہ مردانگی' شجاعت اور توانا و ذہین ہمت میں مضمر تھی۔ Virtu سے میکیاویلی کی یہی مراد ہے۔

میکیاویلی اخلاقی پابندیوں سے قطعی مبرا ریاست کاری کے اس نقطہ نظر سے اپنے دور کے بنیادی مسئلے (اپنی نظر میں) کی طرف جاتا ہے: اِٹلی کو متحد بنانا اور اسکی اجتماعی آزادی کے لیے ناگزیر طاقت کا حصول۔ وہ اپنے ملک کی تقسیم' بدنظمی' بے ایمانی اور کمزوری کو بنظر حقارت دیکھتا ہے: اور یہاں ہمیں ایسی چیز ملتی ہے جو پیٹرارک کے دور میں نہایت کم یاب تھی --- ایسا آدمی جو اپنے شہر اور ملک سے ایک جیسی محبت کرتا ہے۔ اِٹلی کو یوں منتشر رکھنے اور غیرملکیوں کے سامنے بے سہارا بنانے کا ذمہ دار کون تھا؟

> کوئی قوم اس وقت تک متحد اور خوش و خرم نہیں ہوسکتی جب تک وہ کسی ایک' جمہوری یا آمرانہ حکومت کے ماتحت نہ ہو' جیسا کہ فرانس اور سپین کے معاملہ میں ہے: اور اِٹلی کی بھی ان جیسی ہی حالت میں نہ ہونے کی ایک وجہ کلیسیاء ہے۔ وہ ایک دنیوی قلمرو حاصل کرلینے اور اپنے قبضہ میں رکھنے کے باوجود کبھی اتنی کافی قوت یا حوصلے کا حامل نہیں رہا کہ باقی کے ملک پر قبضہ کرکے خود کو سارے اِٹلی کا واحد حاکم بنانے کے قابل ہوسکے۔

(گوئچارڈینی نے اس اقتباس پر ایک اہم تبصرہ لکھا ہے: "یہ درست ہے کہ کلیسیاء نے اِٹلی کے ایک متحد ریاست بننے کی راہ میں رکاوٹ ڈالی: لیکن پتہ نہیں کہ یہ اچھی بات تھی یا بری۔ واحد ریاست یقیناً اِٹلی کا نام رفیع الشان بناتی اور دارالحکومت کو بھی بے پناہ منافع ہوتا: لیکن ایسی صورت میں ہر دوسرا شہر برباد ہوجاتا۔ یہ درست ہے کہ ہماری لخت لخت حالت نے ہمیں بہت سی آفات کا نشانہ بنایا' لیکن یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ بربریوں کے حملے رومنوں کے عہد میں شروع ہوئے تھے' عین اس وقت جب

اِٹلی متحد تھا۔ اور منقسم اِٹلی اتنے زیادہ آزاد شہروں کو وجود میں لانے میں کامیاب ہوا ہے کہ مجھے یقین ہے ایک واحد جمہوریہ مسرت سے زیادہ تکلیف کا باعث بنتی..... اس سرزمین نے ہمیشہ آزادی کی خواہش کی ہے' اور اسی لیے واحد حکومت کے ماتحت متحد نہیں ہو سکی۔)

یہاں ہمیں ایک نیا تصور ملتا ہے: میکیاولی کلیسیاء کو اپنی دنیوی طاقت بچانے کے لیے نہیں بلکہ اس لیے مذمت کا نشانہ بناتا ہے کہ اس نے اِٹلی کو اپنی سیاسی حکومت کے ماتحت لانے کے لیے اپنے تمام ذرائع استعمال نہیں کیے۔ سو میکیاولی نے اِیمولا اور سینیگالیا میں سیزر بورجیا کی تعریف کی' کیونکہ اس کے خیال میں اسے بورجیا جیسے بے باک نوجوان میں ایک متحد اِٹلی کا خواب پورا ہوتا دکھائی دیا؛ اور وہ اس ہیروئی کام میں بورجیا کے استعمال کردہ ہر ذرائع کی توجیہہ پیش کرنے کو تیار تھا۔ جب وہ 1503ء میں روم کے مقام پر سیزر کا مخالف بنا تو اس کی وجہ شاید یہ غصہ ہو کہ اس کے دیوتا نے محض زہر کا ایک پیالہ پی کر یہ خواب چکنا چور کر دیا تھا۔

غیر متحد حالت کی دو صدیوں کے باعث اِٹلی ایسی طبعی کمزوری اور سماجی انحطاط کا شکار ہو چکا تھا کہ (میکیاولی نے کہا) صرف جارحانہ ذرائع ہی اسے بچا سکتے تھے۔ حکومتیں اور عوام دنوں یکساں بگڑے ہوئے تھے۔ جنسی کجروی نے آگے بڑھ کر عسکری جوش اور مہارت کی جگہ لے لی تھی۔ قدیم روم کے آخری ایام کی طرح اب بھی شہریوں نے اپنے شہروں اور زمینوں کا دفاع غیروں --- کہیں بربریوں اور کہیں کرائے کے سپاہیوں--- کو سونپ رکھا تھا: لیکن ان کرائے کے فوجی دستوں کو بھلا اِٹلی کے اتحاد کی کیا پرواہ ہوتی؟ وہ تقسیم شدہ اِٹلی میں ہی زندگی گزارتے اور پھلتے پھولتے رہے۔ انہوں نے باہمی معاہدے کے تحت جنگ کو بھی سیاست جیسی محفوظ کھیل بنا لیا تھا: ان کے سپاہی مرنے کے خیال پر اعتراض اٹھاتے: اور غیر ملکی افواج کا سامنا ہونے پر وہ پیچھے پلٹتے اور "اِٹلی کو غلامی اور ذلت سے دوچار کر دیتے۔"

تو پھر اِٹلی کو متحد کون کرتا؟ یہ کام کیسے ہو سکتا تھا؟ جمہوری ترغیب کے ذریعہ تو نہیں: آدمی اور شہر اتنے انفرادیت پسند' اتنے جانبدار اور اتنے ضمیر فروش تھے کہ اتحاد کو پرامن طریقے سے قبول نہ کرتے: ریاستی چالبازی کے طریقوں اور جنگ کے ذریعہ

ان پر اتحاد عائد کرنے کی ضرورت پڑتی۔ کوئی نڈر ڈکٹیٹر ہی یہ کام کر سکتا تھا: ایسا ڈکٹیٹر جو ضمیر کی آواز پر بزدلی نہ دکھاتا' بلکہ آہنی ہاتھ آگے بڑھاتا اور اپنے مقصد کو پانے کی خاطر تمام ذرائع کو درست سمجھتا۔

ہمیں یقین نہیں کہ "بادشاہ" بھی اسی موڈ میں لکھی گئی تھی۔ جس سال یہ شروع ہوئی (1513ء) اسی سال میکیاویلی نے اپنے ایک دوست کو لکھا کہ "اطالوی اتحاد کا خیال مضحکہ خیز ہے۔ اگر ریاستوں کے سربراہ رضامند ہو جائیں تو تب بھی ہمارے پاس بے وقعت' ہسپانویوں کے سوا اور کوئی فوجی نہیں۔ مزید بر آں' لوگ کبھی سربراہوں سے اتفاق نہیں کریں گے۔"[۶۸] لیکن 1513ء میں ہی جوان' امیر اور چالاک لیو X پاپائیت تک پہنچا تھا: دیرینہ دشمن فلورنس اور روم میڈیچی کے تحت یکجا ہو گئے تھے۔ جب میکیاویلی نے کتاب کا انتساب اُربینو کے ڈیوک لورینتسو کے نام منتقل کیا تو وہ ریاست بھی میڈیچی کے زیر سایہ آ گئی۔ 1516ء میں نئے ڈیوک کی عمر صرف 24 برس تھی: اس نے اُولوالعزمی اور ہمت و حوصلے کا مظاہرہ کیا: میکیاویلی اس بے باک نوجوان کو ایسے شخص کے طور پر دیکھنے لگا جو لیو کی رہنمائی اور سفارت کاری (اور میکیاویلی کی ہدایات) کے تحت وہ کام سرانجام دے سکتا تھا جو الیگزینڈر VI کے عہد پاپائیت میں سیزر بورجیا نے شروع کیا تھا۔۔۔ وہ اطالوی ریاستوں کو' کم از کم نیپلز کے شمال والی اور مغرور وینس کو چھوڑ کر' اتنی طاقتور فیڈریشن میں متحد کر سکتا تھا کہ بیرونی حملوں کی حوصلہ شکنی ہوتی۔ اس بات کا ثبوت موجود ہے کہ لیو کے دل میں بھی یہی بات تھی۔ "بادشاہ" کا انتساب میڈیچی کے نام کرنے کا اولین مقصد بلاشبہ کوئی ملازمت حاصل کرنا تھا' لیکن یوں مصنف نے ایمانداری سے اس خاندان کو متحد اِٹلی کے ممکنہ خالق تصور کیا۔

"بادشاہ" کی ہیئت روایتی تھی: اس نے قرون وسطیٰ کے بیسیوں "*De regimine principum*" مقالوں والا طریق کار اور طرز عمل اپنایا۔ لیکن مشمولات میں کیسا انقلاب ہے! بادشاہ سے ولی بننے کا کوئی تقاضا نہیں' اس سے یہ اِلتجا بھی نہیں کی گئی کہ "پہاڑ کا خطبہ" کو حکومت کے مسائل پر لاگو کرے۔ اس کے برعکس:

میرا مقصد کوئی ایسی چیز لکھنا ہے جو اس کا ادراک کر لینے والے کے

لیے مفید ہو، کسی معاملے کی خیالی تصویر کی بجائے اس کی حقیقی سچائی کا تعاقب کرنا میری نظر میں زیادہ مناسب ہے۔ متعدد لوگوں نے ریاستوں اور رمیتوں کی تصویر کشی ایسے انداز میں کی جو حقیقتاً کبھی دیکھا یا سنا نہیں گیا تھا، کیونکہ کسی شخص کا عرصہ حیات اس سے کہیں کم ہے جتنا کہ اسے زندہ رہنا چاہیے، کہ کوئی آدمی کیے گئے اصل کام کو خواہش کردہ کام کے مقابلے میں نظرانداز کر دیتا ہے، یوں وہ زندہ رہنے کی بجائے جلد ہی تباہی سے دوچار ہو جاتا ہے..... اپنی حکومت برقرار رکھنے کے خواہش مند بادشاہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ غلط کام کرنا اور ضرورت کے مطابق اسے استعمال میں لانا یا نہ لانا سیکھے۔ [۷۶]

چنانچہ، بادشاہ کو اخلاقیات اور ریاست کاری، شخصی ضمیر اور بہبود عامہ کے مابین واضح فرق کرنا اور ریاست کی خاطر وہ سب کچھ کرنے کو بھی تیار رہنا چاہیے جو افراد کے تعلقات میں مکاری کہلاتا ہے۔ اسے ادھورے اقدامات سے نفرت کرنی چاہیے؛ جن دشمنوں کو شکست نہ دی جا سکے انہیں کچل دینا چاہیے؛ تخت کے دعویداروں کو قتل کر دینا چاہیے۔ بادشاہ کے پاس ایک مضبوط فوج ہونا لازمی ہے، کیونکہ کوئی ریاست کار اپنی توپوں سے زیادہ اونچا نہیں بول سکتا۔ لازمی ہے کہ وہ اپنی فوج کو باقاعدہ صحت مند، منظم اور مسلح حالت میں رکھے؛ اور اسے گاہے بگاہے شکار کی مشکلات اور خطرات میں پڑ کر خود کو جنگ کے لیے تیار کرنا چاہیے۔ اس کے ساتھ ساتھ اسے سفارت کاری کے فنون کا مطالعہ بھی کرنا چاہیے، کیونکہ کبھی کبھی مکاری اور دھوکہ بازی طاقت سے زیادہ کامیاب رہتی ہے اور اس پر زیادہ خرچ بھی نہیں آتا۔ معاہدے جب کسی قوم کے لیے نقصان دہ ثابت ہوں تو ان کی پاسداری نہیں کرنی چاہیے: "چنانچہ بادشاہ کے لیے نہ تو یہ ممکن ہے اور نہ اسے اس بات کی ضرورت ہے کہ وہ اس صورت میں بھی اپنے عہدوپیمان پر قائم رہے جب ایسا کرنے سے اسے نقصان پہنچتا ہو اور عہدوپیمان کے جو اسباب تھے وہ باقی نہ رہے ہوں۔" [۸۰]

کچھ حد تک عوامی حمایت ناگزیر ہے۔ "کیا محبت کی نظر سے دیکھا جانا بہتر ہے یا خوف کی نظر سے؟ صحیح جواب تو یہ ہے کہ دونوں ہوں تو کیا کہنے مگر محبت اور

خوف دونوں کا اس طرح یکجا ہو جانا قریب قریب ناممکن ہے؛ اور جب ان دونوں میں سے ایک کا انتخاب لازمی ہو تو یہ کہیں بہتر ہے کہ لوگ محبت کرنے کی بجائے خوفزدہ رہیں۔"[۱۰۹] دوسری طرف (*Discorsi* میں کہا گیا) "عوام پر غرور اور ظلم کی بجائے انسانیت پسندی اور نرمی کے ذریعہ زیادہ آسانی سے حکومت کی جاسکتی ہے..... [۱۱۰] ٹیٹس' نیروا' ہیدریان' ٹراجن' انٹونی اور مارکس آریلیئس کو اپنے دفاع کے لیے پریٹری گارڈ اور نہ ہی حفاظتی دستوں کی ضرورت پڑی تھی "کیونکہ وہ اپنے اچھے عمل' لوگوں کی نیک خواہشات اور سینیٹ کی محبت کے ذریعہ محفوظ تھے۔"[۱۱۱] بادشاہ کو چاہیے کہ عوامی حمایت حاصل کرنے کے لیے ادب و فن کی سرپرستی کرے' جشنوں اور میلوں کا اہتمام کرے اور فنی تنظیموں کو عزت دے مگر ہمیشہ اپنے عہدے کی شان وشوکت کا خیال رکھے۔[۱۱۲] اسے لوگوں کو آزادی تو نہیں دینی چاہیے' لیکن ظاہری آزادی کے ذریعہ انہیں ہر ممکن حد تک مطمئن رکھنا ضروری ہے۔ محکوم شہروں (مثلاً فلورنس کے معاملہ میں پیسا اور ارتسو) کے ساتھ سختی حتیٰ کہ تشدد سے پیش آنا چاہیے؛ پھر جب وہ مطیع ہو جائیں تو نرم ذرائع استعمال کرکے انہیں اطاعت کا عادی بنایا جائے۔ بلاامتیاز اور طویل ظلم خودکشی کے مترادف ہے۔[۱۱۳]

حاکم کو مذہب کی حمایت کرنی اور خود بھی مذہبی نظر آنا چاہیے چاہے اس کے ذاتی عقائد کچھ بھی ہوں۔[۱۱۴] درحقیقت بادشاہ کا نیک ہونے کی بجائے محض نیک نظر آنا زیادہ اہم ہے۔

> یہ ضروری نہیں کہ بادشاہ میں سب خصائل جمع ہوں: مگر ظاہرا طور پر اسے ایسا ضرور معلوم ہونا چاہیے کہ اس میں وہ سب موجود ہیں؛ مثلاً بادشاہ کا رحمدل' دیانت دار' حلیم' دین دار اور راست باز معلوم ہونا مفید ہے' مگر اس کا مزاج کچھ ایسا ہونا چاہیے کہ اگر کسی موقع پر ان اوصاف سے بات بنتی نظر نہ آئے تو عین الٹ خصائل سے کام نکالے..... بادشاہ کو چاہیے کہ وہ کبھی ایسی بات زبان پر نہ لائے جس میں متذکرہ بالا پانچ خوبیاں موجود نہ ہوں' تاکہ جو کوئی اس سے ملے اور اس کی گفتگو سنے تو یہی سمجھے کہ وہ رحم' دیانت داری' راست بازی' کرم اور دین داری کا مجسمہ ہے'

اور ان سب اوصاف میں آخری وصف کا نظر آنا خاص طور پر ضروری ہے..... البتہ اپنے رویہ کو اچھے رنگ میں پیش کرنا لازمی ہے..... لوگ اس قدر بھولے ہوتے ہیں اور فوری ضرورت سے اس قدر متاثر کہ اگر کوئی انہیں دھوکہ دینے کی دل میں ٹھان لے تو اسے دھوکہ کھانے والوں کی کمی کی کبھی شکایت نہ ہونے پائے گی..... انسان کا ظاہر ہر کوئی دیکھتا ہے' مگر چند ایک ہی جانتے ہیں کہ وہ حقیقت میں کیا ہے: اور وہ چند لوگ اس بڑے گروہ کی مخالفت نہیں کرسکتے جن کی پشت پر ریاست کی تمام قوت و جبروت ہو۔ 46

میکیاویلی نے ان نصیحتوں میں مثالوں کا اضافہ بھی کیا۔ وہ کہتا ہے کہ پوپ الیگزینڈر VI کی کامیابی کی وجہ صرف اور صرف دوسروں کو دھوکا دینا تھی۔ وہ شاہ سپین فرڈی ننینڈ کو اس لیے سراہتا کہ اس نے ہمیشہ مذہب کا بہانہ بنا کر فوج کشی کی تھی۔ وہ میلان کا تخت حاصل کرنے کی خاطر فرانسکو سفورتسا کے ذرائع کی تعریف کرتا ہے--- جنگجوئی حوصلہ اور سفارتکارانہ چالبازی میں ملی ہوئی حکمت عملی کی مہارت۔ لیکن اس نے اپنا اعلیٰ ترین اور تقریباً کامل مثالی نمونہ سیزر بورجیا کو ہی بنایا:

ڈیوک کے ان تمام کاموں پر نظر ڈالی جائے تو وہ قصوروار نہیں ٹھہرے گا۔ نہ صرف یہ بلکہ میرے خیال میں تو مناسب ہوگا کہ اگر جیسا میں نے کہا ہے' اسے ان سب بادشاہوں کے سامنے بطور نمونہ رکھا جائے جو اپنی خوش قسمتی اور دوسروں کی مدد سے اس مرتبہ تک پہنچے ہیں۔ اس لیے کہ اس کی اعلیٰ ہمت اور بلند حوصلگی کا یہی تقاضا تھا کہ وہ وہی کرے جو اس نے کیا۔ اور اگر اسے اپنے منصوبوں میں کامیابی نہ ہوئی تو اس کی وجہ صرف اس کے باپ کی کم عمری اور اس کی اپنی بیماری تھی۔ بس جو کوئی نیا بادشاہ بنے اور اس کا مقصد ہو دشمنوں کا قلع قمع کرنا' دوستوں کو خوش کرنا' زور سے یا چالبازی سے اپنا سکہ جمانا' رعایا کے دلوں میں اپنا خوف اور محبت دونوں بٹھانا' سپاہیوں کو مطیع و فرمانبردار بنانا' نقصان پہنچانے کے قابل یا خواہشمند افراد کو نیچا دکھانا' پرانے نظام کو بدل کر نئے نظام کی بنیاد

ڈالنا، سختی کی جگہ سختی اور نرمی کی جگہ نرمی کرنا، دریا دلی اور فیاضی سے کام لینا، غیر وفادار فوجوں کو تباہ و برباد کر کے نئی فوجیں بھرتی کرنا، بادشاہوں اور رؤسا سے اس طرح تعلقات رکھنا کہ وہ اگر مدد کریں تو پورے جوش و خروش کے ساتھ اور اگر مخالفت کریں تو احتیاط سے۔۔۔ تو اسے مقصد کے لیے اس شخص کے کاموں سے بڑھ کر قابل تقلید مثال ملنا مشکل ہے۔ [۱۱]

میکیاویلی نے بورجیا کو اس لیے سراہا کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ اگر پوپ اور اس کا بیٹا ایک ساتھ بیمار نہ ہو جاتے تو بورجیا کا کردار اور طریقے اِٹلی کو متحد کرنے میں کافی حد تک کامیابی حاصل کر لیتے۔ اب وہ "بادشاہ" کے اختتامی صفحات میں نوجوان ڈیوک لورینتسو اور اس کے توسط سے لیو اور میڈیچی سے اپیل کرتا ہے کہ جزیرہ نما کو متحد و منظم کریں۔ وہ اپنے اہل وطن کو "یہودیوں سے بدتر غلام، اہل فارس سے بڑھ کر مظلوم اور اہل ایتھنز سے زیادہ منتشر" بیان کرتا ہے: "وہ کسی سربراہ اور نظم و ضبط سے عاری، شکست خوردہ، تباہ حال، لٹے پٹے، ٹکڑے ٹکڑے اور غیر ملکی طاقتوں کے حملوں کا نشانہ ہیں۔" "اب صورت یہ ہے کہ اِٹلی کے جسم میں جیسے جان ہی نہیں۔ وہ کسی ایسے شخص کا منتظر ہے جو آئے، اس کے مرض کا علاج کرے..... وہ خدا سے ملتجی ہے کہ اے مالک! تو کسی ایسے شخص کو بھیج جو مجھے ان مصیبتوں اور وحشیانہ جبر و ستم سے چھٹکارا دلائے۔" [۱۲] صورتحال تشویشناک لیکن موقع اچھا ہے۔ "اِٹلی ایک جھنڈے تلے جمع ہونے پر آمادہ اور راضی ہے، بشرطیکہ کوئی جھنڈا بلند کرنے والا ہو۔" اور اِٹلی کے مشہور ترین، اور اب کلیسیاء کے سربراہ خاندان سے بہتر کون ہو سکتا تھا؟

اِٹلی آخر کار اپنے نجات دہندہ کا درشن کرے گا۔ اس وقت جو کیفیت ہوگی اس کا نقشہ کون کھینچ سکتا ہے؟..... اس کا کس شوق سے خیر مقدم ہوگا، کس شدت کے ساتھ انتقام کی آگ بھڑکے گی، کیسا محکم یقین ہوگا، کیسی جانثاری ہوگی اور آنسو ہوں گے کہ بس امڈے چلے آئیں گے؟ کون ہے جو اسے خوش آمدید نہ کہے گا؟ کس کو اس کی اطاعت سے گریز کی مجال ہوگی؟ کس کا حسد اس کی راہ میں حائل ہو سکے گا؟ اِٹلی کا

کون ایسا فرزند ہے جو اس کے سامنے سر تسلیم خم نہ کرے گا؟ اس وحشیانہ زور و ستم سے ایسی بدبو آتی ہے کہ سب کے نتھنے پھٹے جاتے ہیں۔ یہ نیک کام آپ ہی کے نامی خاندان کے کرنے کا ہے۔ ہمت کریں اور امید کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔ یہاں تک کہ آپ کے جھنڈے تلے اس ملک کے دن دوبارہ پھریں اور آپ کے زیر سرپرستی پیترارک کا یہ قول پورا ہو:

جس گھڑی مردانگی نے ہاتھ میں تلوار لی
وحشیانِ خیرہ سر ڈھونڈے نہ پائیں گے مفر
عہدپارینہ کے جنگی کارناموں کے سبب
آج بھی اِٹلی کے سینے میں فروزاں ہیں شرر

4۔ حاصلِ بحث

لہٰذا دانتے اور پیترارک نے جو فریاد غیر ملکی شہنشاہوں سے کی تھی یہاں میڈیچی سے کی گئی؛ اور درحقیقت اگر لیو زیادہ عرصہ زندہ رہتا اور کم کھیلیں کھیلتا تو شاید کیاویلی نجات کا آغاز دیکھ ہی لیتا۔ لیکن نوجوان لورینتسو 1519ء میں گذرا' لیو 1521ء میں؛ اور کیاویلی کے سن وفات 1527ء میں اِٹلی مکمل طور پر بیرونی طاقت کا مطیع بن گیا۔ نجات کے لیے 343 سال انتظار کرنا پڑا جب آخرکار کیاویلیائی ریاست کاری کے ذریعہ اسے عملی صورت دی گئی۔

"بادشاہ" کی مذمت کرنے میں فلسفی حق بجانب تھے' اور ریاست کار اس کی نصیحتوں پر عمل کرنے میں۔ اس کی اشاعت کے (1532ء) اگلے ہی دن ہزاروں کی تعداد میں مخالفانہ کتابیں منظرعام پر آنے لگیں۔ لیکن چارلس V نے باریک بینی سے اس کا مطالعہ کیا' کیتھرین ڈی میڈیچی اسے فرانس لائی' فرانس کے ہنری III اور ہنری IV کی موت کے وقت یہ ان کے پاس پڑی تھی' اورنج (Orange) کا ولیم اسے جیسے ذہن میں جذب کرلینے کی خاطر اپنے تکیے کے نیچے رکھ کر سوتا تھا۔[88] پروشیا کے فریڈرک اعظم نے "بادشاہ" کی بادشاہی ختم کرنے کے لیے بطور دیباچہ "*Anti-Machiavel*"

لکھا۔ بلاشبہ' یہ ہدایات زیادہ تر حکمرانوں کے لیے کوئی نئی بات نہ تھیں' بس ان کے خفیہ طریقے منظرعام پر آئے۔ کمیاویلی کو ایک یعقوبی (Jacobin) کے طور پر پیش کرنے کا سوچنے والوں نے کہا کہ "بادشاہ" لکھنے کا مقصد اصل میں اپنا فلسفہ ظاہر کرنے کی بجائے طنزاً حکمرانوں کے طریقوں اور ہتھکنڈوں کو بے نقاب کرنا تھا; تاہم' "مقالات" ("Discourses") میں بھی ایسے ہی خیالات کافی وضاحت سے ملتے ہیں۔ فرانسس بیکن نے کمیاویلی کی خطا معاف کرتے ہوئے لکھا: "ہم کمیاویلی اور اس جیسے دیگر لکھاریوں کے مشکور ہیں جنھوں نے واضح طور پر اور کسی ریاکاری کے بغیر بتایا کہ انسان کیا کرنے کے عادی ہیں' نہ کہ وہ جو انہیں کرنا چاہیے۔"[۱۱۹] ہیگل کی رائے فطین اور فراخدلانہ ہے:

> "بادشاہ" کو عموماً اس خوف سے تحقیر کا نشانہ بنایا گیا کہ اس میں سرکش ترین استبدادی حکومت کے اصول موجود ہیں; تاہم یہ ایک ریاست تشکیل دینے کی انتہائی ضرورت کے متعلق کمیاویلی کا احساس ہی تھا جس نے ریاستیں بنانے کے اصول بتائے: الگ تھلگ جاگیرداروں اور جاگیروں کو کچلا جانا تھا; اور اگرچہ ہمارا نظریۂ آزادی اس کے تجویز کردہ ذرائع--- بشمول نہایت شدید ظلم و ستم' ہر قسم کا فریب' قتل وغیرہ--- ہمارے ذرائع سے مطابق نہیں رکھتے' مگر ہمیں یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ جن آمروں کو مطیع بنایا گیا وہ کسی اور طریقہ سے قابو آنے والے نہیں تھے۔[۱۲۰]

اور مکاؤلی نے ایک مشہور مضمون میں کمیاویلی کے فلسفہ کی تصویر کشی ایک ایسے اِٹلی کے فطری ردعمل کے طور پر کی جو ذہین اور اخلاقی لحاظ سے انحطاط زدہ تھا' اور اس کے آمراُ سے "بادشاہ" میں بتائے گئے اصولوں سے کافی عرصہ ہوا روشناس کرواچکے تھے۔

کمیاویلی ضعف زدہ عیسائیت پر پاگان ازم کی بحالی کے حتمی چیلنج کی نمائندگی کرتا ہے۔ اس کے فلسفہ میں مذہب قدیم روم کی طرح دوبارہ ریاست کا عاجز خادم بن جاتا ہے--- ریاست جو اپنے حتمی نتیجے میں دیوتا ہے۔ محترم قرار دیئے گئے فضائل پاگان

روم والے ہیں--- شجاعت' ثابت قدمی' خودانحصاری' ذہانت; صرف لافانیت ایک مدھم ہوتی ہوئی شہرت ہے۔ شاید کمیاویلی نے عیسائیت کے کمزور ہوتے ہوئے اثر میں مبالغہ آرائی کی; کیاوہ قرون وسطیٰ کی تاریخ کی شاندار جنگیں' کانسٹنٹائن' بیلی سار یئس' شارلیمان' ٹمپلز' ٹیوٹانی جنگجوؤں کی مہمات کو بھول گیا تھا' اور جولیئس II کو بھی جو ابھی کل کی بات تھی؟ عیسائی اخلاقیات نسوانی فضائل پہ زور دیتی تھیں کیونکہ انسان تباہ کن مخالفانہ صلاحیتوں کے مالک تھے; ایمفی تھیٹر کے سادیتی رومنوں' اٹلی میں وارد ہونے والے غیر مہذب بربریوں' تہذیب تہ نشین ہونے کی جدوجہد میں مصروف لاقانون عوام کو کسی علاج اور جوابی مثالی تصور کا پرچار کرنا ضروری تھا۔ کمیاویلی کی نظر میں قابل تحقیر اچھائیاں منظم اور پرامن معاشروں کے لیے بتائی گئی تھیں; اور جن اچھائیوں کا وہ معترف تھا (نطشے کی طرح' کیونکہ وہ ان سے محروم تھا) وہ طاقتور اور جنگجو ریاستوں اور اطاعت کروانے کی خاطر لاکھوں افراد کو قتل کرنے کے اہل ڈکٹیٹروں کے لیے بنی تھیں۔ اس نے حکمران کی اچھائی کو قوم کی اچھائی کے ساتھ گڈمڈ کر دیا; اس نے تحفظ کے متعلق بہت زیادہ' فرائض کے بارے میں کبھی کبھار ہی سوچا' مگر طاقت کے غلط استعمال کے بارے میں ہرگز نہیں۔ اس نے اطالوی ریاستوں کی تحریک انگیز رقابت اور ثقافتی زرخیزی کو نظرانداز کیا; اپنے عہد کے شاندار آرٹ پر بہت کم توجہ دی' حتیٰ کہ قدیم روم کے آرٹ کو بھی خاطر میں نہ لایا۔ وہ ریاست کی پرستش میں کھویا ہوا تھا۔ اس نے کلیسیاء کو ریاست سے آزاد کرانے میں مدد دی' لیکن ایک جوہرتی (Atomistic) قوم پرستی کی پوجا کی رسم قائم کرنے میں حصہ ڈالا جو پوپ کے زیر سرپرستی ایک بین الاقوامی اخلاقیات کی مطیع ریاستوں کے قرون وسطیٰ والے نظریے سے بظاہر برتر نہ تھی۔ انسانوں کی فطری خودغرضی نے ہر ایک آئیڈیل کو پاش پاش کر ڈالا ہے; اور کوئی صاف گو عیسائی یقیناً تسلیم کرے گا کہ کلیسیاء ایک ملحد کے سامنے اپنے تمام عقائد بھلا دینے کے اصول کی تبلیغ اور پیروی کر کے خود بھی کمیاویلیائی کھیل کھیل رہا تھا جو بحیثیت اخلاقی قوت اس کے مشن کے لیے ہلاکت خیز تھی۔

کمیاویلی کی راست گوئی میں کچھ تحریک انگیز چیز بھی موجود ہے۔ کسی اور کتاب کے مقابلے میں ہم اسے پڑھتے ہوئے ایک سوال سے دوچار ہوتے ہیں جس پر چند ایک

فلسفیوں نے ہی بات کرنے کی ہمت کی: کیا ریاست کاری اخلاقیات کی پابند ہے؟ ہم کم از کم ایک نتیجے پر تو پہنچتے ہیں: کہ اخلاقیات صرف اسی معاشرے کے ارکان میں موجود ہوسکتی ہے جو اسے سکھانے اور لاگو کرنے کے ذرائع سے آراستہ ہوں اور یہ کہ ریاست کی اندرونی اخلاقیات ایک بین الاقوامی تنظیم کی تشکیل کا انتظار کرتی ہے جو بین الاقوامی قانون کو قائم رکھنے کے لیے طبعی قوت اور عوامی رائے سے حمایت یافتہ ہوں۔ تب تک اقوام وحشی جنگلیوں جیسی رہیں گی; اور ان کی حکومتیں چاہے کیسے ہی اصولوں پر زور دیں، نگران کا طرز عمل "بادشاہ" والا ہی رہے گا۔

اِٹلی میں پیترارک سے لے کر میکیاویلی تک عقلی بغاوت کی دو صدیوں کو پیچھے مڑ کر دیکھتے ہوئے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ اس کا جوہر اور اساس محض اگلی دنیا کے لیے کم سے کم فکر کرنے اور زندگی کی بڑھتی ہوئی توثیق میں مضمر ہے۔ انسان ایک پاگان تہذیب کی بازیافت پر شاداں تھے جس کے شہری ازلی گنہگاری یا تادیبی دوزخ کے متعلق پریشان نہیں تھے۔۔۔ ایسی تہذیب جس میں فطری تحریکات کو ایک پرہیجان جوش حیات سے معمور معاشرے میں بطور قابل معافی عناصر قبول کرلیا گیا تھا۔ رہبانیت، نفی ذات اور احساس گناہ اطالوی آبادی کے بالائی طبقات پر اپنی جکڑ اور تقریباً اپنا مفہوم بھی کھو بیٹھے; نو وارد راہبوں کی کمی کے باعث خانقاہی زندگی ماند پڑ گئی; راہب، فقیر اور پوپس خود بھی مسیح کے مصلوب بدن پر زخموں کے نشانات کی بجائے دنیوی زندگی میں مسرتیں ڈھونڈنے لگے۔ روایت اور حاکمیت کے بند ڈھیلے پڑے; لوگوں کے خیالات اور مقاصد پر کلیسیاء کی چادر کا بوجھ ہلکا ہوگیا۔ زندگی زیادہ جہاں گشت بنی، اور اگرچہ اس نے اکثر تشدد کی صورت اختیار کی، مگر پھر بھی بہت سی روحوں کو ان اعصابی خوفوں اور خلائل سے پاک کیا جنہوں نے قرون وسطیٰ کے ذہن کو تاریک کیا تھا۔ زنجیروں اور بندھنوں سے آزاد عقلیت نے سائنس کے سوا ہر میدان میں کھیل کود کی; بندشوں سے آزادی کے وفور جذبات نے ابھی تک بمشکل ہی خود کو تحقیق کے تجربے اور متحمل نظم وضبط کے شایان شان بنایا تھا; یہ چیز آزادی کی تعمیری تلچھٹ میں ہی میسر آتی ہے۔ دریں اثناء پڑھے لکھے افراد میں راست بازی کی پیروی نے عقل اور جینیئس کی تعظیم کے لیے جگہ بنائی;

لافانیت میں یقین کی جگہ پائیدار شہرت کی جستجو نے لے لی۔ مقدر' قسمت اور فطرت جیسے پاگان تصورات نے عیسائی نظریۂ خدا پر رفتہ رفتہ تجاوز کیا۔

اس سب کی ایک قیمت چکانا پڑی۔ ذہن کی شاندار رہائی نے ضابطہ اخلاق کی مافوق الفطرت منظوریوں کو بے اثر کردیا' اور ان کی جگہ پر کوئی نیا ضابطہ اخلاق نہ بنایا گیا۔ نتیجتاً امتناعات کا ایسا استرداد ہوا' خواہش اور ہیجانی ترنگ کو ایسی چھوٹ ملی' عدم اخلاقیات کی عیش اس قدر بھڑک دار تھی کہ جو تاریخ میں قدیم یونان کی اساطیر کا سحر توڑنے والے سوفسطائیوں کے بعد سے کہیں نہیں ملتی۔ اس صورتحال نے ذہن کو رہائی دلائی اور اخلاقی ضوابط کے بندھن ڈھیلے کیے تھے۔

بیسواں باب

اِخلاقی رہائی

(1300ء — 1534ء)

I— بے اِخلاقی کے طریقے اور صُورتیں

مورخ کے تعصبات غلط راہ پر جانکلنے کا موقع اس وقت سب سے زیادہ ہوتا ہے جب وہ کسی دور کی اخلاقی سطح کا تعین کرنے کی کوشش کرتا ہے--- بشرطیکہ یہ مذہبی اِعتقاد کے انحطاط سے متعلق نہ ہو۔ ہر دو صورتوں میں ڈرامائی استثناء اس کی نظر سے ٹکرائے گی اور اسے غیر تحریر شدہ اوسط سے واپس موڑ دے گی۔ اگر وہ کوئی تھیس ثابت کرنے کا بیڑا اٹھا کر مسئلے سے رجوع کرے گا تو اس کی نظر مزید دھندلا جائے گی--- مثلاً یہ تھیس کہ مذہبی شک اخلاقی زوال کا باعث بنتا ہے۔ اور تاریخی ریکارڈ بذات خود دو مختلف احساسات کے حامل اور انتخابی تعصب کے مطابق تقریباً سب کچھ ثابت کرنے کے قابل ہیں۔ آرے تینو کی تحریروں' چیلینی کی خودنوشت سوانح' کمیاویلی اور ویٹوری کی خط و کتابت کو بنیاد بنا کر انتشار کی خاصیت پیش کی جا سکتی ہے؛ اِزابیلا اور بیٹرائس ڈی ایستے' الیزبیتا گونزاگا اور ایلیے ساندرو کے خطوط کے ذریعہ بہنوں کی محبت اور مثالی خاندانی زندگی کی تصویر کشی کی جا سکتی ہے۔ قاری کو چوکنا رہنا پڑے گا۔

اخلاقی انحطاط میں متعدد ایسے عوامل داخل تھے جو نشاۃ ثانیہ کی عقلی رفعت کے ہمراہ تھے۔ غالباً بنیادی عامل دولت میں اضافہ تھا جو مغربی یورپ اور مشرق کے درمیان

تجارتی راستوں پر اٹلی کی اہم حیثیت اور ہزاروں عیسائی آبادیوں سے عشروں اور سالانہ مالیہ کے روم میں بہاؤ کا نتیجہ تھی۔ اخراجات پورے ہونے کے لیے فنڈز میسر آنے کے ساتھ گناہ غالب آ گیا۔ دولت کے پھیلاؤ نے رہبانہ مثالی تصور کو کمزور کیا: مرد اور عورتیں غربت و خوف سے جنسی اخلاقیات پر پیچ و تاب کھانے لگے' یہ اخلاقیات اب ان کی ترنگوں اور ذرائع سے متصادم تھی۔ انہوں نے کھاؤ پیو اور موج کرو کے ایپی قوری نظریئے کو ہمدردی سے دیکھنا شروع کر دیا' ان کی نظر میں اب ہر لذت بے تقصیر تھی' جب تک کہ تقصیر ثابت نہ ہو جائے۔ عورت کی دلکشیوں نے دینیات کی امتناعات پر فتح پائی۔

دولت کے بعد بے اخلاقی کا دوسرا بڑا ماخذ غالباً اس دور کی سیاسی عدم مصالحت تھا۔ مخالف دھڑوں کی شورش' گاہے بگاہے جنگ' غیر ملکی کرائے کے سپاہیوں کی آمد' اور بعد ازاں اطالوی سرزمین پر تمام اخلاقی پابندیوں سے آزاد افواج کے ذریعہ اٹلی کا دوسرے ملکوں پر حملہ' جنگ کی تباہیوں کے باعث زراعت اور تجارت میں بار بار تعطل' آمروں کے ہاتھوں آزادی کی تباہی جنہوں نے پُرامن قانونی حیثیت کو خود حکومت قوت کے ساتھ بدل دیا: ان سب باتوں نے اطالوی زندگی میں خلل ڈالا اور "روایت کا ضابطہ" توڑ دیا جو عموماً اخلاقیات کو شکست و ریخت سے بچاتا ہے۔ انسانوں نے خود کو تشدد کے سمندر میں بے سہارا پایا۔ ریاست اور نہ ہی کلیسیاء انہیں تحفظ دینے کے قابل لگتا تھا: انہوں نے بازوؤں یا چالاکی کے ذریعہ مقدور بھر کوشش کر کے اپنا بچاؤ خود کیا: لاقانونیت ہی قانون بن گئی۔ قانون سے بالاتر اور ایک مختصر مگر ہیجان انگیز زندگی کے حامل آمر ہر لذت میں ڈوب گئے: اور ثروت مند اقلیت نے ان کی مثال کو رہنما بنایا۔

نوع انسان کی فطری بے اخلاقی کو چھوٹ دینے میں مذہبی بے اعتقادی کا اندازہ لگاتے وقت ہمیں چند اہل علم کی تشکیکیت کو اکثریت کی پائیدار پاکیزگی میں تمیز کے ساتھ آغاز کرنا ہو گا۔ روشن خیالی اقلیتوں کی اور آزادی فرد کی ہے: ذہن مجموعی طور پر (en masse) نجات نہیں پاتے۔ ہو سکتا ہے چند ایک متشککوں نے جھوٹے تبرکات اور جعلی معجزوں اور رشوت ستانی کے خلاف احتجاج کیا ہو: لیکن لوگوں نے انہیں عزت

وامید کے ساتھ قبول کر لیا۔ 1462ء میں دانشور پوپ پائیس II اور چند کارڈینل حواری مسلک کے سربراہ (Apostle) اینڈریو سے ملنے ملویان ُپل پر گئے' وہ سربراہ یونان سے آ رہا تھا؛ اور دانشور کارڈینل بیساریون نے بیش بہاء مصنوعی تبرک سینیٹ پیٹرز میں رکھے جانے پر پُرجوش مذہبی تقریر کی۔ لوگ لوریتو اور اسیسی (اسیسی) کی زیارت کرنے آتے' جوبلی کے برسوں میں روم میں اکٹھے ہوتے' ایک کلیساء سے دوسرے کلیساء تک صلیب کا جلوس نکالتے اور گھٹنوں کے بل Scala Santa پر چڑھتے جو روایت کے مطابق عین وہی زینہ تھا جس کے ذریعہ مسیح اوپر چڑھ کر Pilate ٹریبونل میں گیا تھا۔ مضبوط کردار کے لوگ اچھی صحت کے دنوں میں تو ان سب باتوں پر ہنستے' لیکن شاذونادر ہی نشاۃ ثانیہ کا کوئی ایسا اطالوی تھا جس نے بسترمرگ پر مقدس عشائے ربانی کا نہ کہا ہو۔ الیگزینڈر VI اور سیزربورجیا سے لڑنے والے کرائے کے سپاہی Vitellozzo Vitelli نے ایک قاصد سے درخواست کی کہ وہ سیزر کے آدمیوں کے ہاتھوں پھانسی کا پھندا گلے میں پڑنے سے پہلے پہلے روم جائے اور اس کے لیے پوپ سے مغفرت نامہ لے کر آئے۔ عورتیں بالخصوص مریمؑ کی پرستش کرتی تھیں؛ تقریباً ہر گاؤں ایک کرشماتی شبیہہ کا مالک تھا؛ اب (اندازاً 1524ء) Rosary انداز عبادت مقبول ہو گیا (اس طریقے میں پندرہ عشروں یا دس دس پر مشتمل ہر گروپ میں دعاؤں اور مناجات کی ترتیب کا وظیفہ کیا جاتا تھا' مترجم)' ہر مہذب گھر میں ایک تصلیب اور ایک یا دو مقدس تصویریں تھیں؛ اور بہت سے گھروں میں ان تصویروں کے سامنے ہمیشہ ایک چراغ جلتا رہتا۔ گاؤں کے احاطے یا شہر کی گلیوں میں علیحدہ طاق بنا کر یسوع مسیح یا مقدسہ کنواری کا مجسمہ آویزاں کیا گیا تھا۔ مذہبی کیلنڈر کے تہوار بڑی شان و شوکت اور دھوم دھام سے منائے جاتے جس سے عوام کو اپنی جانکاہ محنت مشقت کے دوران کچھ پُرہیجان لمحے میسر آ جاتے؛ تقریباً ہر عشرے میں پوپ کی تاجپوشی پر جلوس اور پُرلطف کھیلیں قدامت پرستوں کو قدیم روم کے تماشے یاد کروا دیتیں۔ اس وقت مذہب کو بے مثال خوبصورتی ملی جب نشاۃ ثانیہ کے آرٹسٹوں نے مقبروں کو زینت بخشی' ہیروؤں اور قصوں کو مصور کیا' اور خدا کی رنگا رنگ' پُرلطف اور شاندار عبادت میں ڈرامہ' موسیقی' شاعری اور خوشبو بھی شامل ہو گئی۔

لیکن ایک مرتبہ پھر یہ تصویر کا محض ایک رُخ اتنا گوناگوں اور متضاد ہے کہ اسے مختصراً بیان نہیں کرنا چاہیے۔ شہروں میں متعدد کلیساء آج کے مقابلہ میں کہیں زیادہ ویران تھے۔[1] جہاں تک دیہی علاقے کی بات ہے تو فلورنس کے آرچ بشپ انٹونینو کو تقریباً 1430ء میں اپنے حلقہ اختیار کے کاشتکاروں کو بیان کرتے سنئے:

> وہ کبھی کبھی کلیساؤں میں ہی عورتوں کے ساتھ ناچتے کودتے اور گاتے ہیں۔ وہ مقدس دنوں میں بہت کم وقت عبادت یا ساری عشائے ربانی سننے میں خرچ کرتے ہیں' لیکن زیادہ تر وقت کلیساء کے دروازوں پر کھیلیں کھیلنے یا مے نوشی یا لڑنے جھگڑنے میں گزارتے ہیں۔ وہ ذرا سا بھی اشتعال دلائے جانے پر خدا اور اس کے اولیاء کی شان میں گستاخی کرتے ہیں۔ وہ دروغ گوئی اور جھوٹے وعدوں سے بھرے پڑے ہیں؛ حرام کاری پر ضمیر انہیں ملامت نہیں کرتا' اور نہ ہی مزید بدتر گناہوں پر۔ ان میں سے متعدد سال میں ایک مرتبہ بھی اقبال جرم کرنے نہیں آتے؛ عشائے ربانی میں شرکت کرنے والوں کی تعداد اور بھی کم ہے..... وہ اپنے اہل خانہ کو ایماندارانہ انداز اپنانے کی تلقین بہت کم کرتے ہیں۔ وہ اپنے اور اپنے جانوروں کے لیے جادو منتر پر بھروسہ کرتے ہیں۔ وہ خدا' یا اپنی روحانی صحت کے متعلق کچھ نہیں سوچتے..... ان کے حلقہ کے پادری خود کو سونپے گئے ریوڑ کا خیال رکھنے کی بجائے صرف اس کی اُون اور دودھ کے خواہشمند ہیں اور انہیں تبلیغ کے ذریعہ راہ راست پر نہیں لاتے۔ بلکہ پادری خود بھی اپنی بھیڑوں کی طرح خطا کے برے راستوں پر چل نکلے ہیں۔[2]

ہم پومپوناتسی اور میکیاویلی جیسے آدمیوں کی موجودگی اور فطری اموات سے موزوں طور پر نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ 1500ء کے اِٹلی میں پڑھے لکھے طبقات کا ایک بہت بڑا حصہ کیتھولک عیسائیت میں اعتقاد کھو چکا تھا؛ اور ہم غیر محفوظ انداز میں کہہ سکتے ہیں کہ مذہب بے علم لوگوں میں بھی اخلاقی زندگی پر قابو رکھنے کی کچھ قوت سے محروم ہو گیا تھا۔ آبادی کا ایک روز افزوں تناسب ضابطہ اخلاق کی اُلوہیت پر یقین سے عاری

تھا۔ ایک مرتبہ "فرامین" انسان کے تخلیق کردہ ثابت ہو گئے اور انہیں مافوق الفطرت منظوریوں سے محروم کر دیا گیا تو ضابطہ اپنی دہشتیں اور اثر انگیزیاں کھو بیٹھا۔ Tabus نیچے آن گرے اور مصلحت اندیشی نے ان کی جگہ لے لی۔ احساس گناہ' احساس جرم کی دلگیری میں کمی آئی; ضمیر مقابلتاً" آزاد چھوڑ دیا گیا; اور ہر آدمی وہی کچھ کرتا تھا جو چاہے روایتی لحاظ سے غلط سہی لیکن اس کی اپنی نظر میں درست تھا۔ لوگوں میں اچھا بننے کی بجائے طاقتور بننے کی خواہش پیدا ہوئی; کمیاویلی سے کافی عرصہ پہلے ہی بہت سے افراد نے قوت اور دھوکہ دہی کی مراعات حاصل کیں; شاید کمیاویلی کی اخلاقیات اپنے اردگرد دیکھی ہوئی اخلاقی صورتحال کا ہی عکس تھی۔ پلاٹینا نے یہ قول پائیس II سے منسوب کیا کہ "اگر عیسائی عقیدہ اپنے معجزات سے توثیق شدہ نہ بھی ہو تو اسے اس کی اخلاقیات کی وجہ سے قبول کر لینا چاہیے۔"[53] لیکن عوام اس طرح فلسفیانہ استدلال نہیں کرتے۔ وہ سیدھے سادے انداز میں یہ کہتے ہیں: اگر کوئی دوزخ یا بہشت موجود نہیں تو ہم یہیں لطف اٹھائیں گے' اور سزا و جزا کے خوف سے آزاد ہو کر اپنی خواہشات پوری کریں گے۔ صرف ایک مضبوط اور عقلی رائے عامہ ہی گمشدہ مافوق الفطرت منظوریوں کی جگہ لے سکتی تھی; لیکن یہ فریضہ نہ تو مذہبی افراد' نہ انسانیت پسند اور نہ ہی یونیورسٹیوں نے سرانجام دیا۔

انسانیت پسند بھی اخلاقی حوالے سے اپنے ہدف تنقید مذہبی طبقے جیسے ہی گمراہ تھے۔ شاندار مستثنیات موجود تھیں' ایسے دانشور جنہوں نے شائستگی کو ذہنی نجات کے ساتھ موافق پایا۔۔۔ امبروجو تراویرساری' وٹوریو دافیلترے' مارسیلو فیچنو' آلڈس مینوشیئس..... لیکن یونانی و رومی ادب کو دوبارہ زندہ کرنے والے افراد کی ایک وسیع اکثریت عیسائیت سے ناآشنا پاگانوں کی طرح زندگی گذار رہی تھی۔ ان کے اشراف نے انہیں استیصال کا نشانہ بنایا; وہ اعزازات اور معاوضوں کی جستجو میں شہر در شہر پھرے اور پائیداری و استحکام کھو بیٹھے۔ وہ کسی سود خور یا اس کی بیوی کی طرح روپے پیسے کے شوقین تھے۔ وہ اپنے جینیئس' آمدنی' خط و خال' لباس میں بے حقیقت تھے۔ ان کا انداز گفتگو ناشائستہ' لڑائیاں نفرت انگیز' دوستیاں بے وفا اور محبتیں عارضی تھیں۔ جیسا کہ ہم نے پیچھے ذکر کیا' آری اوستو نے اپنے بیٹے کی اخلاقی کجروی کے ڈر سے

اسے انسانیت پسند استاد نہ رکھ کر دیا: شاید اس نے بیٹے کو فحاشی سے بھرپور "Orlando furioso" پڑھنے سے منع کرنا غیر ضروری سمجھا۔ ویلا' بیکاڈیلی' فیلیفو اور پوجیو نے اپنی غیر پابند زندگیوں میں اخلاقیات اور تہذیب کے ایک بنیادی مسئلے کا خلاصہ پیش کیا: کیا ایک اخلاقی ضابطے کے کامیاب نفاذ کے لیے مافوق الفطرت منظوریاں لازمی ہیں۔۔۔ حیات بعد الموت پر اعتقاد' یا ضابطہ اخلاق کے الوہی ماخذ پر؟

II۔ مذہبی طبقہ کی اِخلاقیات

اگر کلیسیاء کے منتظمین نے شائستہ اور پاکیزہ زندگیاں گذاری ہوتیں تو شاید وہ عبرانی صحائف اور عیسائی روایت کی فراہم کردہ ماورائے فطرت منظوریاں برقرار رکھنے میں کامیاب ہو جاتا۔ لیکن زیادہ تر منتظمین نے اپنے عہد کے اخلاقی ضوابط کی اچھائیوں کے ساتھ ساتھ برائیاں بھی قبول کرلیں اور عوام الناس کے متناقض (antithetical) پہلو منعکس کیے۔ حلقے کا پادری عموماً واجبی سا پڑھا لکھا' لیکن ایک مثالی زندگی گذارنے والا فرمانبردار تھا؛[4] اہل فکر نے اسے نظرانداز کیا مگر عوام نے خوش آمدید کہا۔ بشپوں اور ایبٹوں میں کچھ اعلیٰ زندگی گذارنے والے لیکن متعدد اچھے افراد موجود تھے؛ اور شاید کارڈینلوں کے آدھے کالج نے پاکباز اور عیسائی انداز حیات برقرار رکھا جو ان کے ساتھیوں کی دُنیوی رنگ رلیوں کو شرماتا تھا۔[5] سارے اِٹلی میں ہسپتال' یتیم خانے' مدرسے' خیراتی گھر' قرض گھر اور دیگر خیراتی ادارے موجود تھے جن کا انتظام مذہبی طبقہ چلاتا۔ بینیڈکٹی' آبزرویٹائن اور کارتھیجی راہب اپنی زندگیوں کے مقابلے میں اعلیٰ اخلاقی معیار کی وجہ سے محترم جانے جاتے تھے۔ مشنریوں (مبلغین) نے "کافر" سرزمینوں اور عیسائی سلطنت کے پاگانوں میں اشاعت ایمان کے سلسلے میں ہزاروں خطرات کا سامنا کیا۔ صوفیاء (باطن پرست) نے خود کو اپنے زمانے کے ظلم تشدد سے چھپا لیا اور خدا کے ساتھ قریبی تعلق تلاش کیا۔

اس بھگتی کے عین بیچ مذہبی طبقہ میں اخلاقیات کی اس قدر ڈھیل موجود تھی کہ اسے ثابت کرنے کے لیے ہزاروں شہادتیں پیش کی جا سکتی ہیں۔ پیترارک تادم مرگ عیسائیت کا معتقد رہا اور کارتھیجی خانقاہ (جہاں اس کا بھائی رہتا تھا) میں ضبط نفس اور پاک

بازی کی ایک سازگار تصویر کھینچی; لیکن اسی پیترارک نے آوی نیون میں مذہبی طبقہ کی اخلاقیات کو بارہا مسترد کیا۔ چودھویں صدی میں بوکاشیو کے "novelle" سے پندرھویں صدی میں ماسُوشیو اور پھر سولہویں صدی میں بینڈیلو کی تحریروں تک اطالوی مذہبی طبقہ کی آزادانہ زندگیاں اطالوی ادب کا بازگرد (مکرر الوقوع) موضوع متشکل کرتی ہیں۔ بوکاشیو "مذہبی طبقہ کی فطری یا سدومی گناہوں میں لتھڑی ہوئی نفس پرست اور گندی زندگی" کی بات کرتا ہے۔[۶] ماسُوشیو نے راہبوں اور بھکشوؤں کو "شیطان کے چیلے"، حرام کاری، ہم جنس پرستی، طمع، رشوت اور ناپاکی کے عادی بیان کیا اور مذہبی طبقہ کی نسبت افواج کی اخلاقی سطح زیادہ بلند بتائی۔[۷] تمام گندگی سے آشنا آرے تینو نے پرنٹروں کی غلطیوں کو مذہبی طبقہ کے گناہوں کے برابر قرار دیا: "سچی بات یہ ہے کہ ایک شائستہ اور پاک دامن روم کا ملنا آسان اور ایک بالکل درست کتاب کا ملنا مشکل ہے۔"[۸] پوجیو نے تو راہبوں اور پادریوں کی بے اخلاقی، منافقت، شہوت پرستی، جہالت اور تکبر کو بے لباس کرنے میں اپنی گالیوں کا ذخیرہ ہی ختم کر ڈالا[۹] اور فولینگو (Folengo) کی "*Orlandino*" بھی یہی کہانی بیان کرتی ہے۔ آج رحمت کا فرشتہ نظر آنے والی راہبائیں بھی اس عیش و نشاط میں شریک تھیں۔ وہ وینس میں بالخصوص زندہ دل تھیں جہاں خانقاہیں اور رباطِ راہبات (Nunneries) بہت قریب قریب ہونے کی وجہ سے راہبوں اور راہباؤں کو گاہے بگاہے ایک دوسرے کو شریک بستر کرنے کا موقع میسر آجاتا; *Proveditori Sopra monasteri* کی قدیم دستاویزات میں راہبوں اور راہباؤں کی مباشرت کے خلاف مقدمات کی بیس جلدیں موجود ہیں۔[۱۰] آرے تینو نے وینس کی راہباؤں کا ذکر ایسی زبان میں کیا کہ ہم یہاں اس کا اقتباس پیش نہیں کر سکتے۔[۱۱] اور عموماً معتدل مزاج گوِیچارڈینی روم کو بیان کرتے ہوئے اپنی قوت برداشت کھو بیٹھا: "دربار روم کے متعلق کرختگی سے بات کرنا ناممکن ہے، کیونکہ یہ ایک ثابت شدہ رسوائی، دنیا بھر کی گھٹیا اور شرمناک باتوں کی مثال ہے۔"[۱۲]

شہادتیں مبالغہ آرائی کا شکار لگتی ہیں، اور شاید ان میں تعصب بھی شامل ہو۔ لیکن ذرا سینا کی سینٹ کیتھرین کو سنئے:

آپ جس طرف بھی رُخ کریں--- چاہے پادریوں اور بشپس کے

غیرمذہبی طبقہ کی طرف' یا چھوٹے بڑے' بوڑھے جوان پاپائی نمائندوں کی طرف..... آپ کو غلط کاریوں کے سوا کچھ بھی نظر نہیں آتا; اور میرے نتھنوں میں فانی گناہ کا تعفن بھرجاتا ہے۔ تنگ ذہن' لالچی' اور کنجوس..... انہوں نے روحوں کی دیکھ بھال کرنا ترک کر دیا..... وہ پیٹ کی پوجا کرتے' بدنظم ضیافتوں میں کھاتے اور شراب پیتے' اس کے بعد غلاظت میں جاگرتے' شہوت پرستی کی زندگی گذارتے..... اپنے بچوں کو غریب کا مال کھلاتے ہیں..... وہ دعائیہ عبادت سے یوں بھاگتے ہیں جیسے کوئی زہر سے بھاگتا ہے۔ [۳۱]

یہاں ہمیں ایک مرتبہ پھر بیان کی شدت میں کچھ تخفیف کرنا ہوگی' کیونکہ کسی بھی ولی پر یہ بھروسہ نہیں کیا جا سکتا کہ وہ انسانی طرز عمل کے بارے میں غضب کے بغیر گفتگو کرے گا۔ لیکن ہم ایک ایماندار کیتھولک مورخ کا بیان کردہ خلاصہ قبول کر سکتے ہیں:

یہ بات حیرت انگیز نہیں کہ جب مذہبی طبقہ کے اعلیٰ ترین عہدیداروں کی یہ حالت تھی تو باقاعدہ مذہبی سلسلوں اور سیکولر پادریوں کے درمیان بھی تمام قسم کی بدی اور بے قاعدگیاں زیادہ از زیادہ عام ہو گئی ہوں۔ زمین کا نمک اپنا ذائقہ کھو بیٹھا تھا..... اسی قسم کے پادریوں نے جولیئس اا کے دور میں روم آنے والے ایراسمس اور لوتھر کو مذہبی طبقہ کے متعلق بیانات میں دروغ گوئی سے کام لینے کا موقع فراہم کیا۔ لیکن یہ خیال غلط ہے کہ روم میں مذہبی طبقہ کی کجروی کسی اور جگہ کی نسبت بدتر تھی; اطالوی جزیرہ نما کے تقریباً ہر شہر میں پادریوں کی بے اخلاقی کا دستاویزی ثبوت موجود ہے۔ بہت سی جگہوں --- مثلاً وینس --- میں صورتحال روم سے کہیں زیادہ خراب تھی۔ اس بات میں کوئی حیرت نہیں' جیسا کہ معاصر لکھاریوں نے دکھ کے ساتھ تصدیق کی' کہ مذہبی طبقہ کا اثر و رسوخ گھٹ گیا تھا' اور یہ کہ متعدد جگہوں پر پادریت کو بمشکل ہی تکریم دی جاتی تھی۔ ان کی بے اخلاقی اس قدر واضح تھی کہ پادریوں کو شادی کی اجازت دینے کے متعلق تجاویز بھی سنائی دینے لگیں..... بہت سی خانقاہیں شرمناک حالت

میں تھیں۔ کچھ خانقاہوں میں افلاس' پاکدامنی اور اطاعت کے تین بنیادی عہد تقریباً مکمل طور پر نظرانداز کر دیئے گئے تھے..... راہباؤں کی متعدد رباط کا نظم و ضبط بھی ایسا ہی ڈھیلا ڈھالا تھا۔[64]

محکمہ احتساب کی سرگرمیاں جنسی بے قاعدگیوں اور ضیافتوں کی نسبت کم قابل معافی تھیں۔ لیکن پندرھویں صدی کے دوران اٹلی میں حیرت انگیز حد تک گھٹ گئیں۔ 1440ء میں ایک ریاضی دان امیڈیوڈی لانڈی کو مادیت پرستی کے الزام میں ماخوذ کیا گیا' لیکن وہ بے قصور قرار پایا۔ 1478ء میں Galeotto Marcio کو یہ لکھنے پر موت کی سزا سنائی گئی کہ مذہب چاہے کچھ بھی ہو لیکن ہر آدمی نیک زندگی گذار کر جنت میں جا سکتا ہے: مگر پوپ سکسٹس IV نے اسے بچا لیا۔[65] 1497ء میں طبیب جبرئیل داسالو کو اس کے مریضوں نے عدالت احتساب سے بچا لیا حالانکہ اس نے عیسیٰ کو خدا کی بجائے یوسف اور مریم کا بیٹا کہا تھا جو معمول کے مضحکہ خیز انداز میں پیدا ہوا: اس نے یہ بھی کہا تھا کہ مقدس روٹی مسیح کا بدن نہیں اور یہ کہ مسیح کے معجزات الوہی طاقت کے ذریعہ نہیں بلکہ ستاروں کے اثر کا نتیجہ تھے:[66] یوں ایک سے دوسری کہانی نکلتی گئی۔ 1500ء میں جورجو دانووارا کو بولونیا میں جلا کر مار ڈالا گیا' کیونکہ اس نے بااثر دوستوں کے نہ ہوتے ہوئے بھی مسیح کی اُلوہیت سے انکار کیا تھا۔ اِسی سال ارانڈا کے بشپ نے ماموںیت کے ساتھ اعلان کیا کہ بہشت یا دوزخ موجود نہیں' اور یہ کہ مغفرت ناموں کا مقصد صرف فنڈز جمع کرنا تھا۔[67] 1510ء میں جب فرڈی نینڈ کیتھولک نے عدالت احتساب کو نیپلز میں متعارف کرانے کی کوشش کی تو اسے آبادی کے تمام طبقات کی جانب سے اس قدر شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا کہ اس نے یہ کوشش ہی چھوڑ دی۔[69]

کلیسیائی انحطاط کے اس دور میں مجموعی اصلاح کے بھی متعدد مراکز موجود تھے۔ پائیس II نے ڈومینیکیوں کے ایک جرنیل کو معزول کیا اور وینس' بریشیا' فلورنس اور سینا کی خانقاہوں میں نظم و ضبط سختی سے لاگو کیا۔ 1517ء میں سیڈولیٹو' گبرٹی' Caraffa اور دیگر اہل کلیسیاء نے "اُلوہی محبت" کی عبادت گاہ کی بنیاد پرہیزگار افراد کے لیے ایک مرکز کے طور پر رکھی جو روم کی پاگان دنیاداری سے کچھ پناہ چاہتے تھے۔

1523ء میں کیرافا نے Theatines کا سلسلہ منظم کیا جس میں سیکولر پادری زہد' اطاعت اور افلاس کے خانقاہی اصولوں کے تحت زندگی گذارتے تھے۔ کارڈینل کیرافا نے اپنی تمام جاگیروں سے دست کشی اختیار کی اور اپنی جائیداد غریبوں میں بانٹ دی؛ Theatines کے ایک اور بانی گیٹانو (Gaetano) نے بھی ایسا ہی کیا۔ ان پارسا بھگتوں میں اعلیٰ نسب و نام اور دولت کے حامل متعدد افراد بھی شامل تھے: انہوں نے خود عائد کردہ قوانین کی کٹر پیروی اور طاعون کے مریضوں سے بے خوف ملاقاتیں کر کے روم کو ششدر کر دیا۔ 1533ء میں انٹونیو ماریا ذکریا نے میلان میں پادریوں کے ایک ایسے ہی سلسلہ کی بناء رکھی' جسے شروع میں "سینٹ پال کے ریگولر Clerics" مگر جلد ہی سینٹ بارنا باس کی نسبت سے بارنا باسی کہا جانے لگا۔ کیرافا نے وینس کے پادریوں کے لیے اصلاح کا ایک آسان پروگرام بنایا' اور گبرٹی نے وینس کے حلقہ میں ایسی ہی اصلاحات لاگو کیں (31–1528ء)۔ Egidio Canisio نے آگسٹینی جوگیوں میں اصلاح نافذ کی اور گریگوریو کورٹیسے نے پیڈوآ کے بینیڈکٹیوں کے درمیان بھی ایسی ہی بہتری متعارف کرائی۔

اس دور میں خانقاہی اصلاح کی غیر معمولی کوشش کیپوچن سلسلے کی بنیاد رکھے جانا تھی۔ اس نے مونٹ فیلکو نے میں فرانسسکی آبزرویٹائنز کے ایک راہب ماتیوڈی باسی کو لگا کر عالم وجدان میں سینٹ فرانسس کو دیکھا اور اسے یہ کہتے سنا: "میں چاہتا ہوں کہ میری حکومت قائم ہو۔" راہب کو معلوم ہوا کہ سینٹ فرانسس چار کونوں والی نوکدار ٹوپی پہنا کرتا تھا' لہٰذا اس نے بھی یہ سرپوش پہننا شروع کر دیا۔ اس نے روم جا کر کلیمنٹ VII سے (1528ء) فرانسسکیوں کی ایک نئی شاخ قائم کرنے کی اجازت لی جو اپنی منفرد کلاہ (*Cappuccio*) سے پہچانے جاتے تھے۔ وہ کھردرے ترین کپڑے پہنتے' سارا سال ننگے پاؤں پھرتے' صرف روٹی' سبزیوں' پھلوں اور پانی پر زندہ رہتے' طویل روزے رکھتے' لکڑی اور مٹی سے بنے تنگ حجروں میں رہتے اور کبھی کسی سواری پر سفر نہیں کرتے تھے۔ نئے سلسلہ کی تعداد زیادہ نہ تھی' لیکن اس نے سولہویں اور سترھویں صدیوں کے خانقاہی اور زاہدانہ سلسلوں کی وسیع خود اصلاحی تحریک کو ایک تحریک اور پرجوش مثال پیش کی۔ [۱۱]

ان میں سے کچھ اصلاحات پروٹسٹنٹ اصلاح کلیسیاء کے جواب میں کی گئی تھیں۔ زیادہ تر اصلاحات خود روپُشت کی تھیں' اور عیسائیت و کلیسیاء میں ایک بچاؤ کرنے والی قوائیت کی جانب اشارہ کناں تھیں۔

III۔ جنسی اِخلاقیات

اب عام آدمیوں کی اخلاقیات کی طرف لوٹتے اور جنسوں کے تعلقات سے آغاز کرتے ہوئے ہمیں یاد رکھنا ہوگا کہ مرد فطرتاً کثیر زوجی کی طرف مائل ہے' اور یہ کہ صرف شدید ترین اخلاقی پابندیاں' کچھ حد تک غربت اور محنت' اور مسلسل ازواجی دیکھ بھال ہی اسے یک زوجی پر مائل کر سکتی ہے۔ یہ واضح نہیں کہ قرونِ وسطیٰ میں بدکاری نشاۃ ثانیہ کی نسبت کم عام تھی۔ جس طرح قرون وسطیٰ کی بدکاری میں جنگجوئی نے اعتدال پیدا کیا اسی طرح نشاۃ ثانیہ کے تعلیم یافتہ طبقات میں پڑھی لکھی عورتوں کی شائستگی اور روحانی دلکشیوں کی مثال سازی نے اِسے مدھم بنایا۔ تعلیم اور سماجی حیثیت میں دونوں جنسوں کی زیادہ نمایاں برابری نے مردوں اور عورتوں کے درمیان ایک نئی ذہنی قربت ممکن بنائی۔ مینتو آ' مِیلان' اُربینو' فیرارا اور نیپلز میں من موہنی اور مہذب عورتوں کی نمایاں حیثیت نے زندگی کو خوبصورتی اور جوش عطا کیا۔

اچھے خاندان کی لڑکیوں کو اپنے گھر سے باہر کے مردوں سے پردے میں رکھا جاتا۔ انہیں سختی سے قبل از شادی پاک دامنی کے فوائد کی تلقین کی جاتی؛ کبھی کبھی تو یہ تلقین اس قدر کامیاب رہی کہ ہم ایک ایسی جوان عورت کے بارے میں جانتے ہیں جو زنا بالجبر کا شکار ہونے کے بعد ڈوب مری۔ یہ بلاشبہ غیر معمولی مثال ہے' کیونکہ ایک بشپ نے اس عورت کا مجسمہ بنانے کی تجویز دی تھی۔[11] روم کے تہہ خانوں میں ایک شائستہ عورت نے جنسی ہوس کا نشانہ بننے سے بچنے کی خاطر اپنا دم گھونٹ لیا' اس کے بے جان بدن کے سر پر تاج سجا کر اسے فاتحانہ طور پر روم کی گلیوں میں پھرایا گیا۔[12] بایں ہمہ قبل از شادی مہم جوئی بھی کافی زیادہ تھی؛ ورنہ نشاۃ ثانیہ کے اِٹلی کے کسی بھی شہر میں ملنے والے ناجائز بچوں کی غیر معمولی تعداد کا جواز پیش کرنا مشکل ہوگا۔ ناجائز اولاد کی ماں نہ بننا باعث امتیاز تھا؛ ناجائز اولاد کو جنم دینا کوئی سنگین بے عزتی کی بات نہ تھی؛ مرد

عموماً شادی کرنے پر اپنے ناجائز بچوں کو بھی گھر میں لانے اور جائز بچوں کے ساتھ رکھنے کیلئے بیوی کو مائل کر لیتے۔ ناجائز اولاد ہونا کوئی بڑی معذوری نہ تھی; اس معاملے میں سماجی رسوائی قابل چشم پوشی تھی; کلیسیائی نمائندے کی مٹھی گرم کر کے اپنے حلال ہونے کا پروانہ بہ آسانی حاصل کیا جا سکتا تھا۔ جائز یا اہل وارث نہ ہونے کی صورت میں ناجائز بیٹے جائیداد حتیٰ کہ تخت بھی حاصل کر سکتے تھے' جیسا کہ فیرانتے اول نیپلز میں الفونسو اول اور لیونیلو ڈی ایستے فیرارا میں نِکولو III کا جانشین ہوا۔ جب پائیس II 1459ء میں فیرارا آیا تو اس کا استقبال سات شہزادوں نے کیا جو سب کے سب ناجائز اولاد تھے۔ [۳۲] ناجائز اولاد کی جائز بیٹوں کے ساتھ رقابت نشاۃ ثانیہ کے تشدد کا ایک بڑا ذریعہ تھی۔ آدھے *novelle* جنسی ورغلاہٹ پر مشتمل تھے; اور عام طور پر عورتیں اس قسم کی کہانیاں پڑھتے یا سنتے ہوئے محض پل بھر کو آنکھیں ہی جھکاتی تھیں۔ آکوینو کے بشپ رابرٹ نے پندرھویں صدی کے اواخر میں اپنے حلقے کے نوجوان مردوں کے اخلاقی ضوابط کو شرمناک حد تک پست بیان کیا; وہ ہمیں بتاتا ہے کہ ان نوجوانوں کے خیال میں زناکاری گناہ نہیں' کہ پاکدامنی پرانے وقتوں کی بات ہے' اور یہ کہ کنوارہ پن انحطاط پذیر تھا۔ [۳۳] حتیٰ کہ خونی رشتوں سے جنسی روابط کے معتقد بھی موجود تھے۔

جہاں تک ہم جنس پرستی کا تعلق ہے تو یہ ایک طرح سے یونانی احیاء کا لازمی حصہ بن گئی تھی۔ انسانیت پسندوں نے اس کے متعلق دانشورانہ محبت کے ساتھ لکھا' اور آری اوستو نے رائے دی کہ سبھی انسانیت پسند اس لت کا شکار تھے۔ پولیشان' فیلیپو Strozzi اور روزنامچہ نگار Sanudo کو بجا طور پر اس کے لیے موردالزام ٹھہرایا گیا; [۳۴] مائیکل اینجلو' جولیئس II اور کلیمنٹ VII پر عائد کردہ الزامات نسبتاً کم قائل کرنے والے ہیں; سان برنارڈینو کو نیپلز میں اتنی زیادہ ہم جنس پرستی دکھائی دی کہ اس نے شہر کو سدوم اور گومورا کے انجام سے ڈرایا۔ [۳۵] آریتینو نے روم میں بدچلنی کو مقبول عام بتایا' [۳۶] اور اس نے خود بھی دو محبوباؤں سے ملاقات کے درمیانی وقفے میں مینتوآ کے ڈیوک کو ایک پُرکشش لڑکا بھیجنے کا کہا۔ [۳۷] 1455ء میں "دس" کی وینس مجلس نے سرکاری سطح پر ہم جنس پرستی کا نوٹس لیا کہ "لواطت کی مکروہ برائی اس شہر میں کیسے بڑھتی جا رہی ہے;" اور اس نے "خدا کا عذاب ٹالنے کی خاطر" یہ

بدعت روکنے کے لیے وینس کے ہر حصے میں دو آدمی تعینات کیے۔ [۴۹] مجلس نے نشاندہی کی کہ کچھ مرد نسوانی لباس اور کچھ عورتیں مردانہ لباس پہننے لگی تھیں اور اسے "لواطت کی ایک قسم" قرار دیا۔ [۵۰] 1492ء میں ایک امیر اور ایک پادری کے خلاف ہم جنس پرستی کرنے کا الزام لگا' Piazzetta میں ان کی گردنیں اڑائی گئیں اور جسم سرعام نذر آتش کیے گئے۔ [۵۱] یہ بلاشبہ غیر معمولی کیس تھے' جنہیں مجموعی صورتحال پر لاگو نہیں کرنا چاہیے; لیکن ہم یہ خیال تو قائم کر ہی سکتے ہیں کہ "جوابی اصلاح" سے پہلے تک نشاۃ ثانیہ کے اِٹلی میں ہم جنس پرستی عام تھی۔

ہم قحبگی کے بارے میں بھی یہی کہہ سکتے ہیں۔ انفیسورا --- جسے پاپائی روم کے خلاف اعداد و شمار جمع کرنا پسند تھا --- کے مطابق 1490ء کے روم کی 90,000 کی آبادی میں 6,800 فاحشائیں موجود تھیں' ابھی ان میں خفیہ بدکار عورتوں کی تعداد شامل نہیں۔ [۵۲] وینس میں 1509ء کی مردم شماری سے پتہ چلا کہ کل 3,00,000 نفوس کی آبادی میں 11,654 فاحشائیں تھیں۔ [۵۳] ایک نڈر پرنٹر نے "وینس کی اہم اور محترم ترین طوائفوں کے ناموں' پتوں اور معاوضوں کی فہرست" شائع کی۔ [۵۴] سڑکوں پر وہ شراب خانوں میں آتی جاتی رہتیں' شہروں میں وہ جوان سنگتراشوں اور پرجوش آرٹسٹوں کی پسندیدہ مہمان تھیں۔ چیلینی نے ایک طوائف کے ساتھ شب بسری کا واقعہ بتایا اور آرٹسٹوں (اپنے اور گلیو رومانو سمیت) کی ایک عشائیہ تقریب کے متعلق بیان کیا جس میں ہر مرد کا اپنے ساتھ ایک کھلے دل والی عورت کو لانا لازمی تھا۔ اعلیٰ سطح پر بنک کار لورینتسو Strozzi نے 1519ء میں چودہ افراد کو کھانے کی دعوت دی جس میں چار کارڈینل اور تین داشتائیں بھی شامل تھیں۔ [۵۵]

دولت اور شائستگی میں اضافہ ہونے کے ساتھ ساتھ کچھ تعلیم اور سماجی طور پر کشش کی حامل طوائفوں کی مانگ بڑھنے لگی; اور سوفوکلیز کے ایتھنز کی طرح پندرھویں صدی کے اواخر کے روم اور سولھویں صدی کے وینس میں یہ مانگ پوری کرنے کے لیے داشتاؤں کا طبقہ پیدا ہوا جو لباس' آداب' ثقافت' حتیٰ کہ ہفت روزہ پاکدامنی میں بھی نفیس ترین خواتین کی ہمسری کرتی تھیں۔ سادہ فاحشائیں قحبہ خانوں میں خدمات سرانجام دیتی رہیں' جبکہ یہ رومن داشتائیں اپنے ذاتی گھروں میں رہتی' پُرتعیش تفریح

کرتی، شاعری پڑھتی اور لکھتی، موسیقی گاتی اور بجاتی اور باعلم گفتگو میں حصہ لیتی تھیں؛ کچھ ایک نے تصاویر اور سنگتراشی کے نمونے، نایاب اور تازہ ترین کتب جمع کیں؛ کچھ ادبی دیوان خانے چلاتیں۔ متعدد داشتاؤں نے انسانیت پسندوں کی پیروی میں کلاسیکی نام اپنا لیے۔۔۔ کیمیلا، پولی ژینا، پینتھی سیلیا، فاؤسٹینا، اِمپیریا، ٹیولیا۔ الیگزینڈر VI کے عہد پاپائیت میں ایک رسوا شاعر نے کنواری یا حواریوں کی شان میں ایک عدد سے شروع ہونے والے قصائد لکھے اور پھر ذرا سا بھی شرمائے بغیر اپنے عہد کی ممتاز طوائفوں کو قصیدوں کا موضوع بنایا۔[۳۶] جب ایسی ہی ایک مہذب طوائف فاؤسٹینا مانچینا مرگئی تو آدھے روم نے سوگ منایا اور اس کی یاد میں گیت لکھنے والے متعدد افراد میں مائیکل اینجلو بھی شامل تھا۔[۳۷]

داشتاؤں میں سب سے زیادہ مشہور اِمپیریا ڈی Cugnatis تھی۔ اس نے اپنے سرپرست اگوسٹینو چیگی سے دولت حاصل کر کے گھر کو پُرتعیش فرنیچر اور منتخب آرٹ سے سجایا، اور اپنے اردگرد دانشوروں، آرٹسٹوں، شاعروں اور کلیسیائی آدمیوں کا ایک جھرمٹ اکٹھا کر لیا؛ حتیٰ کہ پاکباز سیڈولیٹو نے بھی اس کے گن گائے۔[۳۸] رافیل نے غالباً اِمپیریا کو ہی اپنی "پارناسس" کی سیفو کے لیے ماڈل بنایا تھا۔ وہ 26 برس کی عمر میں اپنی جوانی کی شگفتہ بہار لے کر دنیا سے چلی گئی (1511ء)، سان گریگوریو کلیساء میں پُرتعظیم تدفین کا اعزاز پایا، اور اس کی قبر پر شاندار پچی کاری والا ماربل لگایا گیا؛ کوئی نصف سینکڑہ شاعروں نے اپنے الیہ گیتوں میں اس کی موت پر آہ وزاری کی۔[۳۹] (امپیریا کی بیٹی نے بے آبرو ہونے کی بجائے اپنی جان لے لی تھی۔[۴۰])

Tullia d' Aragona بھی اتنی ہی مشہور اور آراگون کے کارڈینل کی ناجائز بیٹی تھی۔ اس کی قابل تعریف چمکدار آنکھوں اور سنہری بالوں، فراخدلی اور دولت خرچنے میں بے احتیاطی، شاندار چال اور سحرانگیز گفتگو کی وجہ سے اسے نیپلز، روم، فلورنس اور فیرارا میں کسی شہزادی کی طرح خوش آمدید کہا گیا۔ فیرارا میں میتوآ کے سفیر نے اِزابیلا ڈی استے کے نام ایک غیر سرکاری خط (1537ء) میں اس کی آمد کا نقشہ کھینچا:

> میں ہمارے درمیان ایک شائستہ خاتون کی آمد کا حال بیان کرتا ہوں جو اپنے انداز و آداب میں اس قدر منکسر، رویوں میں اس قدر مسحور کن

ہے کہ ہم اسے کوئی مقدس ہستی خیال کیے بغیر نہ رہ سکے۔ وہ فی البدیہہ ہرقسم کے گیت اور بھجن گاتی ہے..... فیرارا میں کوئی عورت' حتیٰ کہ Pescara کی ڈچس وٹوریا کولونا بھی ٹیولیا کے مقابلہ میں کھڑی نہیں ہو سکتی۔ لـ

موریٹو دا بریشیا نے اس کا ایک دلکش پورٹریٹ بنایا جس میں وہ کسی نوآموز راہبہ جیسی معصوم دکھائی دے رہی ہے۔ اس نے اپنے حسن کے بل بوتے پر ہی زندہ رہنے کی غلطی کی؛ وہ ٹائبر کے نزدیک ایک مفلسانہ جھونپڑے میں فوت ہوئی اور اس کی کل چیزوں کی نیلامی سے صرف 12 کراؤنز (150 ڈالر؟) ہی حاصل ہو سکے۔ لیکن اس نے تمام غربت کے دوران اپنا بربط اور ہارپیسیکارڈ تادم مرگ ساتھ رکھا۔ وہ اپنے پیچھے ایک کتاب بھی چھوڑ گئی جو اس نے "کامل محبت کی لامحدودیت" کے موضوع پر لکھی تھی۔ لـ

بے شک یہ عنوان افلاطونی محبت کے متعلق باتیں کرنے اور لکھنے کے نشاۃ ثانوی انداز کا عکاس ہے۔ اگر ایک عورت بدکاری کا اِرتکاب نہیں کر سکتی تھی تو کم از کم مرد میں ایک قسم کی شاعرانہ حِس تو بیدار کر سکتی تھی جو اسے (عورت کو) شعروں' قصائد اور انتسابات کے معروض بنا دیتی۔ عشقیہ شعراء کی عقیدتوں' دانتے کی "Vita Nuova" اور روحانی محبت پر افلاطون کے خطبات نے کچھ حلقوں میں عورت کے لیے احترام کا لطیف جذبہ پیدا کر دیا تھا-- بالخصوص کسی اور کی بیوی کے لیے۔ بیشتر لوگ نظریئے پر کوئی توجہ نہ دیتے اور اپنی محبت کی کھلم کھلا شہوانی صورت کو ترجیح دیتے تھے؛ وہ محبت بھرے گیت تو لکھتے لیکن ان کا مقصد مجامعت کرنا تھا؛ اور سو میں سے ایک آدھ ہی نے (ناول نگار ہونے کے باوجود) اپنی معروض محبت سے شادی کی۔

چونکہ شادی ایک جائیداد کا معاملہ تھی اور شادی کو شہوانی خواہش کی عارضی ترنگوں کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑا جا سکتا تھا۔ منگنیاں گھر والے طے کرتے' اور بیشتر جوان لوگ اپنے سے منسوب کردہ ساتھی کو بلا احتجاج قبول کر لیتے۔ لڑکیوں کی سگائی تو تین سال کی عمر میں بھی ہو سکتی تھی جبکہ شادی بارہ سال کی عمر میں ہوتی۔ پندرھویں صدی میں پندرہ برس کی غیرشادی شدہ بیٹی خاندان کے لیے باعث ندامت تھی؛

سولھویں صدی میں باعث ندامت ہونے کی عمر سترہ برس قرار پائی تاکہ لڑکی کو اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کا وقت مل جائے۔ [۴۳] آزادانہ جنسی ملاپ کی تمام مراعات کے حامل مردوں کو صرف قیمتی جہیز لانے والی دلہنوں کے ذریعہ ہی شادی کرنے پر مائل کیا جاسکتا تھا۔ ساوونارولا کے دنوں میں بہت سی ایسی شادی کے قابل لڑکیاں موجود تھیں جو جہیز نہ ہونے کے باعث شوہر تلاش کرنے میں ناکام ہو گئی تھیں۔ فلورنس نے ایک قسم کی ریاستی جہیز انشورنس--- *Monte delle fanciulle* 'یعنی دوشیزاؤں کا فنڈ--- قائم کی جس میں معمولی سی سالانہ رقم جمع کروانے والی لڑکیوں کو شادی کے لیے ادائیگی کی جاتی۔ [۴۴] سینا میں اتنے زیادہ کنوارے موجود تھے کہ قوانین کے ذریعہ ان پر قانونی امتناعات عائد کرنا پڑیں; 1454ء کے ایک فرمان نے لوقا میں سرکاری دفتروں سے 20 تا 50 سال عمر کے تمام غیر شادی شدہ مرد نکال دیئے۔ ایلیساندرو Strozzi 1455ء میں لکھتا ہے: "بیاہ کے لیے یہ دور سازگار نہیں۔" [۴۵] رافیل نے نصف سینکڑہ میڈونائیں تو پینٹ کیں لیکن بیوی منتخب نہ کی; اور مائیکل اینجلو صرف اسی چیز میں اس سے متفق تھا۔ شادیوں پر بے پناہ خرچ اُٹھتا; لیونارڈو برونی نے شکایت کی کہ اس کی ساری جائیداد شادی کی تقریب میں صرف ہو گئی تھی۔ [۴۶] جب نیپلز کے الفونسو عالیشان نے شادی کی تو خلیج کے ساحلوں پر 30,000 افراد کی دعوت کے لیے میزیں لگائیں۔ جب اُربینو کا ڈیوک Guidobaldo مینتوآ سے اپنی دُلہن الزبیتا لے کر آیا تو اس موقع پر دیا گیا استقبالیہ اور بھی زیادہ خوبصورت تھا: ایک پہاڑی کی ڈھلان پر خوبصورت کپڑوں میں ملبوس عورتیں کھڑی تھیں; آگے ان کے بچے اپنے ہاتھوں میں زیتون کی شاخیں لیے ہوئے تھے; سازندوں نے اس موقع کے لیے خصوصی طور پر تیار کردہ دھن بجائی; اور دیوی کے روپ میں ایک سجیلی گھریلو عورت نے نئی ڈچس کو لوگوں کی وفا اور محبت پیش کی۔ [۴۸]

شادی کے بعد عورت کا نام عموماً برقرار رہتا; چنانچہ لورینتسو کی بیوی حسب سابق ڈونا کلیریٹس اورسینی کہلاتی رہی; تاہم، کبھی کبھی بیوی اپنے نام میں شوہر کے نام کا اضافہ بھی کرلیتی--- ماریا سالویاتی ڈی میڈیچی۔ قرون وسطیٰ کے نظریۂ شادی میں توقع کی جاتی تھی کہ غمی اور خوشی، خوش حالی اور تنگدستی مل کر سہنے سے شوہر اور بیوی کے

درمیان محبت پیدا ہو جائے گی؛ اور بدیہی طور پر بیشتر صورتوں میں یہ توقع پوری ہو جاتی۔ دوشیزہ کے لیے نوجوان کی کوئی بھی محبت Pescara کی مارکوئیس کے لیے وٹوریا کولونا کی محبت سے زیادہ گہری یا سچی نہیں ہو سکتی۔۔۔ مارکوئیس چار سال کی تھی جب اس کی منگنی وٹوریا سے ہوئی؛ کوئی عورت ایلزبیتا گونزاگا سے زیادہ وفادار نہیں رہی ہو گی جس نے تمام بدبختیوں اور جلاوطنیوں میں اپنے اپاہج شوہر کا ساتھ دیا اور تادم مرگ اس کی یاد سے وفا نبھاتی رہی۔

بایں ہمہ' زناکاری حد سے بڑھی ہوئی تھی۔ [۹۹] چونکہ بالائی طبقات میں زیادہ تر شادیاں معاشی یا سیاسی مفادات کی بناء پر سفارتی معاہدے تھیں' اس لیے متعدد شوہر محبوبہ رکھنے کا جواز رکھتے تھے؛ اور بیوی سوگوار ہوتے ہوئے بھی عموماً آنکھیں بند کر لیتی یا پھر ہونٹ سی لیتی۔ متوسط طبقات میں کچھ مرد زناکاری کو جائز کجروی خیال کرتے: لگتا ہے کمیاویلی اور اس کے دوستوں کو اپنی بے وفائیوں کے متعلق نوٹس کا تبادلہ کرنے کا کوئی خیال نہ آیا تھا۔ ان صورتوں میں جب عورت بھی انتقاماً یہی رویہ اپناتی تو شوہر بھی اغماض برتتا اور اس کی عزت میں کوئی فرق نہ پڑتا۔ [۱۰۰] لیکن نیپلز اور الیگزینڈر VI اور پھر چارلس V کے توسط سے اٹلی میں ہسپانویوں کی آمد کے ساتھ اطالوی زندگی میں ہسپانوی "وجہ افتخار" بھی آئی' اور سولہویں صدی میں شوہر اپنی قدیم مراعات کو جوں کا توں رکھتے ہوئے' زناکار بیوی کو سزائے موت دینے کی ضرورت محسوس کرنے لگا۔ شوہر اپنی بیوی سے الگ ہو کر بھی خوشحال رہ سکتا تھا: ٹھکرائی ہوئی بیوی کے پاس اپنا جہیز واپس مانگنے کے سوا اور کوئی جائے پناہ نہ تھی' وہ اپنے رشتہ داروں کے پاس تنہا زندگی گزارنے واپس چلی جاتی؛ اسے دوسری شادی کرنے کی اجازت نہ تھی۔ وہ کسی خانقاہ میں جا سکتی تھی' لیکن اس کام کے لیے اپنا جہیز دان کرنا پڑتا۔ [۱۰۱] لاطینی ممالک میں عمومی طور پر طلاق کی تلافی زناکاری سے کی جاتی۔

IV۔ نشاۃ ثانیہ کا مرد

عقلی رہائی اور اخلاقی بندھنوں سے آزادی کے امتزاج نے "نشاۃ ثانیہ" کا مرد پیدا کیا؛ وہ اس خطاب کا مثالی نمونہ نہ تھا؛ دوسرے ادوار کی طرح اس دور میں درجنوں

قسم کے مرد موجود تھے; وہ شاید غیر معمولی ہونے کے باعث ہی دلچسپ ترین تھا۔ نشاۃ ثانیہ کا کسان ویسا ہی تھا جیسا زراعت میں مشینوں کے استعمال سے پہلے کوئی بھی کسان ہوا کرتا تھا۔ 1500ء کا اطالوی مزدور بیزروں یا مسولینی عہد کے رومن مزدوروں جیسا تھا۔ پیشہ ہی مرد کی صورت گری کرتا ہے۔ نشاۃ ثانیہ کا کاروباری آدمی اپنے سابق اور حالیہ ہم رتبہ افراد جیسا تھا۔ تاہم' نشاۃ ثانیہ کا پادری قرون وسطیٰ یا جدید ادوار کے پادریوں سے مختلف تھا; وہ یقین کم رکھتا اور لطف زیادہ اٹھاتا تھا; وہ محبت اور جنگ بھی کر سکتا تھا۔ ان اقسام کے درمیان ایک اور قسم بھی تھی جو ہمیں نشاۃ ثانیہ کے متعلق سوچتے ہوئے یاد آتی ہے--- تاریخ انسانی کی ایک بے مثال قسم۔

اس قسم کی خصوصیات کا دارومدار دو چیزوں پر تھا: عقلی اور اخلاقی دیدہ دلیری۔ ایک تیز' ہوشیار' باصلاحیت' پر تاثر اور خیال قبول کرنے کو تیار مرد' حسن کے متعلق حساس' شہرت کا دلدادہ تھا۔ یہ بے باک حد تک انفرادیت پسندانہ جذبہ تھا جو اپنی قوائی استعدادوں پر ترقی پاتا; ایک مغرور جذبہ جو عیسائی انکساری سے نفرت' کمزوری اور بزدلی سے نفرت' روایت' اخلاقیات' امتناعات' پوپس حتیٰ کہ کبھی کبھی خدا کو بھی مسترد کرتا تھا۔ شہر میں اس قسم کا آدمی ایک فساد پسند دھڑے کا سرغنہ بن جاتا; ریاست میں ایک فوج; کلیسیاء میں وہ سینکڑوں جاگیریں اینٹھ لیتا اور اپنی دولت کو حصول اِقتدار کے لیے استعمال کرتا تھا۔ آرٹ کے میدان میں اب وہ قرون وسطیٰ کی طرح اجتماعی طور پر گمنامی میں ہی کاریگر بن کر کام نہیں کرتا تھا; وہ "ایک علیحدہ اور یگانہ شخص" تھا' جس نے فن پاروں پر اپنی ذات کا نقش مرتب کیا' تصویروں پر اپنا نام لکھا' حتیٰ کہ کبھی کبھی مجسموں پر بھی اپنا نام کندہ کر دیا--- مثلاً "Pieta" پر مائیکل اینجلو کا نام۔ "نشاۃ ثانیہ کے مرد" کے کارنامے کچھ بھی ہوں لیکن وہ ہمہ وقت متحرک و مضطرب' پابندیوں سے اُلجھنے والا اور "کائناتی مرد" بننے کا خواہشمند تھا--- تخیل میں بے باک' عمل میں فیصلہ کن' تقریر میں فصیح و بلیغ' آرٹ میں ماہر' ادب و فلسفہ سے آشنا' محل میں عورتوں اور کیمپ میں سپاہیوں کا پسندیدہ۔

اپنی بے اخلاقی اس کی انفرادیت پسندی کا حصہ تھی۔ اپنی شخصیت کا کامیاب اظہار اس کا مقصد تھا اور ماحول اس پر کوئی پابندیاں عائد نہیں کرتا تھا' اسے اپنے مقاصد

پورے کرنے کے لیے تمام ذرائع استعمال کرنے اور ہر مسرت سے لطف اندوز ہونے کی اجازت تھی۔ اس کے باوجود وہ اپنے سے فضائل اخلاق رکھتا تھا' اور متذبذب عورت کے سوا شاذو نادر ہی کسی سے فضول بات کرتا۔ جب وہ مار دھاڑ میں مصروف نہ ہوتا تو اس کے اپنے نیک خصائل تھے' حتیٰ کہ قتل کرنے میں بھی نفاست کو پیش نظر رکھنے کو ترجیح دیتا۔ وہ توانائی' کردار کی قوت' ارادے کی مضبوطی اور سمت کا مالک تھا؛ اس نے قدیم رومن نظریۂ شجاعت بطور مردانگی قبول کیا' لیکن اس میں مہارت اور ذہانت کا اضافہ کر دیا۔ وہ بلاضرورت ظالم نہیں تھا' اور رحم کھانے کی صلاحیت میں رومنوں پہ فوقیت رکھتا تھا۔ وہ بیکار تھا' لیکن یہ بات بھی اس کے احساس حسن و صورت کا حصہ تھی۔ اس کا عورت اور فطرت' آرٹ اور جرم میں خوبصورتی کو سراہنا نشاۃ ثانیہ کا بنیادی سبب تھا۔ اس نے ضابطہ اخلاق کو احساس جمالیات کے ساتھ تبدیل کیا؛ اگر اس کی نوع تعداد میں بڑھتی اور غالب آ جاتی تو ذوق کی ایک غیر ذمہ دار اشرافیہ پیدائش اور مال و دولت کی اشرافیہ کو برطرف کر دیتی۔

لیکن وہ نشاۃ ثانیہ کے مرد کی متعدد اقسام میں سے ہی تو ایک تھا۔ کتنی مختلف اقسام موجود تھیں: نوع انسانی کی اخلاقی کاملیت حاصل کرنے کی صلاحیت پر یقین رکھنے والا مثالیت پسند پیکو۔۔۔ خوبصورت سے ناآشنا اور راستبازی کے جنون میں کھویا ہوا درشت ساوونارولا۔۔۔ اپنے اردگرد میں کھلے ہاتھ کے ساتھ خوبصورتی بکھیرتا ہوا حلیم اور مہربان رافیل۔۔۔ "روز حشر" پینٹ کرنے سے کافی پہلے ہی قیامت کے خوف میں مبتلا اِبلیسی ۔ ئیکل اینجلو۔۔۔ دوزخ میں بھی رحم کی امید رکھنے والا پُر آہنگ پولیشان۔۔۔ ژینو کو مسیح کے ساتھ کامیاب انداز میں متحد کرنے والا ایماندار وتوریتو دافیلترے۔۔۔ یا گِلیانو ڈی میڈیچی ثانی جو اتنا رحیم اور انصاف پسند تھا کہ اس کے پوپ بھائی نے اسے حکومت کے لیے غیر موزوں سمجھا! جائزہ لینے اور ضابطہ بندی کی ہر کوشش کے بعد ہمیں اِدراک ہوتا ہے کہ "نشاۃ ثانیہ کا مرد" موجود ہی نہ تھا۔ ہاں صرف ایک چیز پر اتفاق کرنے والے مرد موجود تھے: کہ ماضی میں زندگی کو کبھی اس قدر شدت سے نہیں جیا گیا تھا۔ قرون وسطیٰ نے زندگی کو "نہیں" کہا تھا؛ نشاۃ ثانیہ نے اپنی تمام تر روح اور قوت کے ساتھ "ہاں" کہا۔

V۔ نشاۃ ثانیہ کی عورت

عورت کا نمایاں ہونا اس دور کے روشن ترین مراحل میں سے ایک تھا۔ یورپی تاریخ میں عورت کا رتبہ عموماً دولت آنے کے ساتھ بلند ہوا' البتہ مشرق سے بہت زیادہ قریب پیر یکلیئن یونان ایک استثنیٰ تھا۔ جب بھوک کا خوف نہ رہے تو مردانہ جستجو جنس کی جانب مڑ جاتی ہے; اور مرد اب بھی سونے کی خاطر خود کو اس لیے تباہ کرتا ہے کہ اسے لا کر عورت کے پیروں یا اس سے جنم لینے والے بچوں کے سامنے ڈال سکے۔ عورت اگر مدافعت کرے تو مرد اسے پوجنے لگتا ہے۔ عورت عموماً بڑی سمجھ داری کے ساتھ مرد کی مدافعت کرتی اور اپنی خوبصورتی سے تحریک پانے والی ترنگوں کی قیمت وصول کرتی ہے۔ مزید برآں' اگر وہ اپنے جسمانی حسن میں ذہن اور کردار کی شان وشوکت کا بھی اضافہ کرلے تو مرد کو اعلیٰ ترین تسکین دیتی ہے; اور بدلے میں مرد اسے اپنی زندگی میں ملکاؤں جیسی سرفرازی سے نوازتا ہے۔

ہمیں ہرگز تصور نہیں کرنا چاہیے کہ نشاۃ ثانیہ میں اوسط عورت کا خوشگوار کردار یہ تھا; ایسی خوش بخت چند ایک ہی تھیں' جبکہ کہیں بڑی اکثریت اپنی عروی عبائیں ایک طرف رکھ کر گھریلو ذمہ داریوں کا بوجھ اٹھاتی تھی۔۔ بیوی کے پیٹنے کے مناسب وقت کے متعلق ذرا سان برنارڈینو کی بات سنئے:

> اور اے مردو' میں تم سے کہتا ہوں کہ اس وقت اپنی بیویوں کو ہرگز نہ مارو جب وہ حاملہ ہوں کیونکہ ان کے اندر بہت بڑی مصیبت موجود ہوتی ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ انہیں کبھی نہ مارو; لیکن مناسب موقع منتخب کرو..... میں ایسے مردوں کو جانتا ہوں جو اپنی بیویوں کی نسبت روزانہ تازہ انڈے دینے والی مرغی کا زیادہ احترام کرتے ہیں۔ کبھی کبھی مرغی کوئی برتن یا کپ توڑ دے گی لیکن مرد اسے نہیں مارے گا کہ کہیں اس کے انڈے سے ہاتھ نہ دھو بیٹھے۔ تو پھر وہ مرد کتنے احمق ہیں جو اتنا اچھا پھل دینے والی عورت کا ایک لفظ بھی برداشت نہیں کرسکتے! کیونکہ عورت مرد کے خیال میں فالتو بولتی ہے' اس لیے وہ فوراً ڈنڈا اٹھا کر اسے سبق سکھانے لگتا ہے;

اور سارا دن مسلسل کُٹ کُٹ کرنے والی مرغی کو انڈے کی خاطر کچھ نہیں کہا جاتا۔ [۵۱]

اچھے گھرانے کی لڑکی کو بڑے محتاط انداز میں تربیت دی جاتی تاکہ وہ ایک خوشحال ساتھی کو حاصل کرنے اور اسے اپنے ساتھ رکھنے میں کامیاب ہو سکے؛ یہ اس کے تعلیمی نصاب کا بنیادی موضوع تھا۔ اسے شادی سے پہلے کچھ ہفتوں تک خانقاہ یا گھر میں الگ تھلگ رکھا جاتا جہاں معلم یا راہبائیں اسے اتنی مفصل تعلیم دیتیں کہ جو اس کے طبقہ کے مردوں میں دانشوروں کے سوا ہر ایک کو ملتی تھی۔ عموماً وہ کچھ لاطینی سیکھ کر دور دور سے ہی یونانی اور رومن تاریخ، ادب اور فلسفہ کی نمائندہ شخصیات سے واقفیت حاصل کرلیتی۔ وہ تھوڑی بہت موسیقی بجاتی اور کبھی کبھی سنگ تراشی یا مصوری میں بھی شوق آزمائی کرتی۔ چند ایک عورتیں دانشور بن گئیں اور انہوں نے مردوں کے ساتھ فلسفہ پر سرعام بحث کی، مثلاً وینس کی عالم فاضل کیسینڈرا فیڈیلی؛ لیکن یہ غیر معمولی امر تھا۔ کئی عورتوں نے اچھی شاعری کی، مثلاً کوسٹانزا وارانو، ویرونیکا گامبارا اور وٹوریا کولونا۔ لیکن نشاۃ ثانیہ کی تعلیم یافتہ عورت نے اپنی نسوانیت، عیسائیت اور ضابطہ اخلاق برقرار رکھا؛ یوں اسے تہذیب اور کردار کا اتحاد نصیب ہوا جس نے نشاۃ ثانیہ کے اعلیٰ مردوں کو اس کے سامنے بے دست و پا کر ڈالا۔

اس عہد کے عالم فاضل مردوں نے اس کی کشش شدت سے محسوس کی، حتیٰ کہ اس کی دلکشیوں کا دانشورانہ تفصیل کے ساتھ تجزیہ کرنے والی کتابیں بھی لکھیں اور پڑھیں۔ ایک Vallombrosan بھکشو آگنولو Firenzuola نے عورتوں کے حسن پر ایک مکالمہ "*Sopra la bellezza delle donne*" لکھا اور اس مشکل موضوع پر بڑی مہارت اور تبحر علمی کے ساتھ بات کی۔ اس نے افلاطون اور ارسطو کی تقلید میں حسن کی تعریف کی: "ایک باترتیب موافقت، خود بھی متناسب اور مخصوص مفہوم میں خوبصورتی کے حامل رنگا رنگ اجزاء کی ترکیب، اتحاد اور ہدایت سے ناقابل تمیز طور پر پیدا ہونے والی ہم آہنگی، لیکن ان اجزاء کو ایک جسم کی صورت میں یکجا ہونے سے پہلے بھی اپنے درمیان مختلف اور متضاد ہونا چاہیے۔" [۵۲] آگے چل کر وہ بڑی عمدگی کے ساتھ نسوانی خط و خال کے ہر حصے کا تجزیہ کرتا اور ہر ایک کے لیے حسن کا

معیار بتاتا ہے۔ بال موٹے' لمبے اور نسواری مائل سنہری ہونے چاہئیں; جلد صاف اور چمکدار لیکن زرد سفید نہیں; آنکھیں کالی' بڑی اور بھرپور' جبکہ پتلیاں نیلاہٹ مائل; ناک عقابی نہ ہو' کیونکہ عورت میں یہ بات بالخصوص ناگوار ہوتی ہے; دہانہ چھوٹا مگر ہونٹ بھرپور اور رسیلے ہوں; ٹھوڑی گول اور ڈمپل والی; گردن گول اور لمبی ہو--- لیکن کنٹھ دکھائی نہ دے; شانے چوڑے اور چھاتی بھری ہوئی--- ہلکے سے اتار چڑھاؤ والی; ہاتھ سفید' گداز اور نرم; ٹانگیں لمبی اور پاؤں چھوٹے ہونے چاہئیں۔ ۵۴ ہمیں ادراک ہو تاکہ Firenzuola نے اس موضوع پر غور و خوض میں بہت سا وقت خرچ کیا اور فلسفے کے لیے ایک قابل تعریف نیا موضوع دریافت کیا۔

کسی بھی دوسرے دور کی طرح نشاۃ ثانیہ کی عورت بھی ان خصوصیات پر قانع نہ ہوتے ہوئے اپنے بال رنگتی اور انہیں بھرپور ظاہر کرنے کے لیے جعلی جُوڑے لگاتی; کسان عورتیں اپنے حسن کو بسر کر لینے کے بعد اپنی گتیں کاٹ کر فروخت کے لیے لٹکا دیا کرتی تھیں۔ ۵۵ سولھویں صدی کے اِٹلی میں عطر ایک جنون تھے; ٹوپیوں' بالوں' قمیصوں' جرابوں' دستانوں' جوتوں' ہر چیز میں خوشبوئیں لگائی جاتیں; آرے تینو نے ڈیوک کوسیمو کا شکریہ ادا کیا کہ اس نے رقم میں عطر لگا کر بھیجی تھی; اس دور کی کچھ چیزوں میں ابھی تک خوشبو باقی ہے۔ ۵۶ ایک کھاتی پیتی عورت کا سنگھار میز کاسمیٹکس سے بھرا ہوتا تھا' سامان سنگھار ہاتھی دانت' چاندی یا سونے کے ڈبوں میں رکھا جاتا۔ غازہ چہرے کی بجائے چھاتیوں پر لگایا جاتا جنہیں بڑے شہروں میں زیادہ تر برہنہ ہی رکھا جاتا تھا۔ ۵۷ داغ دور کرنے' ہاتھوں کے ناخن چمکانے اور جلد کو نرم و ملائم بنانے کی خاطر مختلف محلول لگائے جاتے۔ بالوں اور لباس میں پھول سجائے جاتے۔ موتی' ہیرے' یاقوت' نیلم' زمرد' عقیق' یاقوت ارغوانی' فیروزہ' نامڑہ یا پکھراج انگلیوں کی انگوٹھیوں کو زینت بخشتے' کنگن بازوؤں کو' مرصع کلاہیں سر کو اور (1525ء کے بعد) بالیاں کانوں کو سجاتیں; ان کے علاوہ سرپوش' لباس' جوتوں اور ہاتھ کے پنکھے میں بھی زیور جڑے جاسکتے تھے۔

اگر ہم پورٹریٹس کو دیکھ کر اندازہ کریں تو نسوانی لباس امیرانہ' بھاری بھرکم اور غیر آرام دہ تھا۔ کمخواب' ریشم یا سمور بڑی بڑی تہوں میں کندھوں یا--- جب کندھے

ننگے ہوں تو--- چھاتی بند کے اوپر سے نیچے کو آتا- لباس کو کمر پر ایک ڈوری سے باندھا جاتا تھا' اور گھگرا پیروں کے پیچھے پیچھے فرش پر گھسٹتا- کھاتے پیتے گھروں کی عورتوں کے جوتوں کی ایڑی اور تلوا دونوں اونچے تھے تاکہ گلیوں کی غلاظت پیروں کو خراب نہ کرے؛ بایں ہمہ' بالائی حصہ عموماً نفیس کمخواب کا بنا ہوتا- اعلیٰ طبقات میں اب رومال کا استعمال ہونے لگا تھا: انہیں نفیس کپڑے سے بنایا اور کناروں پر اکثر طلائی دھاگے یا لیس لگائی جاتی تھی- زیر جامے (پیٹی کوٹ) کنگریوں سے بھرپور اور ریشم سے کشیدہ کاری والے ہوتے- کبھی کبھی لباس کو دھاتی تاروں کے ساتھ اکڑا کر گردن تک پہنچا دیا جاتا- عورتوں کے سرپوش نے بیسیوں صورتیں اختیار کیں: مرصع کلاہیں' منڈھے ہوئے گچھے' انگوچھے یا موتیوں سے جڑے نقاب' تار ڈال کر بنائے گئے کلاہ' لڑکوں یا محکمہ جنگلات کے افسروں جیسی ٹوپیاں..... میتوآ آنے والے فرانسیسی یہ دیکھ کر حیرت بھری خوشی سے بھر گئے کہ مارشس اِزابیلا نے سر پر زیور جڑی پروں والی ایک نفیس ٹوپی پہن رکھی تھی' اور نیچے کندھے اور چھاتی تقریباً چُوچیوں تک برہنہ تھی... ۵۸ مبلغین نے عورتوں کی بھرپور چھاتیوں پر اعتراض کیا جو مرد کی نظر کو دعوت دیتی تھیں - گاہے بگاہے برہنگی کا ذوق و شوق تمام حدیں پھلانگ جاتا اور Sacchetti نے مشاہدہ کیا کہ اگر وہ اپنے جوتے اتار دیں تو ننگی ہو جائیں گے- ۵۹ بیشتر عورتیں خود کو شکم بندوں (Corsets) میں محبوس کر لیتیں جنہیں ایک چابی کی مدد سے کسا جا سکتا تھا: لہٰذا پیترارک نے ترس کھا کر کہا کہ "ان کے شکم اس قدر ظالمانہ حد تک بھینچے ہوئے ہیں کہ انہیں اپنی آرائش سے اتنی ہی درد ہوتی ہے جتنی شہیدوں کو مذہب کی راہ میں-"۶۰

نشاۃ ثانیہ کے بالائی طبقات کی عورت نے ان ہتھیاروں سے لیس ہو کر خود کو قرون وسطیٰ کی پابندیوں اور راہبانہ تحقیر سے نکالا اور تقریباً مرد کی ہم رتبہ ہو گئی - وہ برابری کی سطح پر مرد کے ساتھ ادب و فلسفہ پر بات کرتی: اس نے دانشمندی (مثلاً ازابیلا) یا پھر قطعی مردانہ قوت (مثلاً کیٹرینا سفورتسا) کے ساتھ ریاستوں پر حکومت کی؛ کبھی کبھی وہ زرہ پہن کر اپنے محبوب یا شوہر کے پیچھے میدان جنگ میں بھی گئی اور اس کی جارحیت کو فروغ دیا- جب ناشائستہ کہانیوں کا ذکر آتا تو وہ کمرے سے باہر نہ جاتی: اس کا ہاضمہ اچھا تھا اور وہ اپنی معتدل مزاجی یا دلکشی کھوئے بغیر حقیقت پسندانہ زبان سن سکتی تھی-

اطالوی نشاۃ ثانیہ عورتوں کے حوالے سے بھرپور تھا جنہوں نے اپنی ذہانت یا نیک روی کے ذریعہ اعلیٰ مقام بنایا: بیانکا ماریا وسکونٹی نے اپنے شوہر فرانسسکو سفورتسا کی عدم موجودگی میں میلان پر اس قدر مستعدی سے حکومت کی کہ فرانسسکو کہا کرتا تھا کہ وہ اس پر اپنی پوری فوج سے زیادہ اعتبار کرتا ہے--- بیانکا اس کے ساتھ ساتھ "اپنی پاکدامنی' رحمدلی' خیرات اور شخصیت کی خوبصورتی" کے لیے بھی مشہور تھی:[16] یا پھر امیلیا پیو تھی جو جوانی میں ہی بیوہ ہو گئی' لیکن باقی ساری زندگی کے دوران کبھی یہ نہ سننے میں آیا کہ اس نے کسی مرد کی توجہ حاصل کرنے کی کوشش کی ہو: یا لوکریزیا تورنابونی' جس نے لورینتسو عالیشان کو جنم اور تشکیل دیا: یا الیزبیتا گونزاگا' یا بیٹر ائس ڈی اسٹے' یا کینہ پرور اور شفیق لوکریزیا بورجیا: یا کیٹرینا کورنارو جس نے Asolo کو شعراء' آرٹسٹوں اور شائستہ مردوں کے لیے ایک مکتب بنادیا: یا کوراجیو کی شاعرہ اور دیوان خانے کی منتظم ویرونیکا گمبارا: یا وٹوریا کولونا جو مائیکل اینجلو کی ان چھوئی دیوی تھی۔

وٹوریا نے مغرورانہ ظاہر پسندی کے بغیر جمہوریہ کی رومن ہیروئن والی خاموش پاکبازی دوبارہ پیش کی اور اس میں عیسائیت کے اعلیٰ ترین خصائل اکٹھے کر دیئے۔ اس کے آباؤ اجداد ممتاز شخصیات کے مالک تھے: اس کا باپ Fabrizio کولونا سلطنت نیپلز کے شاہی قلعہ کا نگران تھا: اس کی ماں Agnese da Montfeltro اُربینو کے دانشور ڈیوک فیڈریگو کی بیٹی تھی۔ بچپن میں ہی اس کی منگنی پیسکارا کے مارکوئیس فیرانتے فرانسسکو ڈی آویلوس سے ہوئی' جبکہ شادی 19 برس کی عمر میں (1509ء)؛ اور انہیں شادی سے پہلے اور بعد میں متحد رکھنے والی محبت ان تمام نظموں میں سب سے زیادہ خوبصورت تھی جو انہوں نے عارضی جدائی (فوجی مہمات) کے دوران ایک دوسرے کو بھیجی تھیں۔ راوینا کے مقام پر جنگ میں (1512ء) فیرانتے شدید زخمی ہوا اور قیدی بنالیا گیا: اس نے اسیری کی فرصت کا فائدہ اٹھا کر "محبتوں کی کتاب" لکھی جو اپنی بیوی کے نام منسوب کی۔ اس دوران وہ ازابیلا ڈی اسٹے کی ایک کنیز کے ساتھ عشقیہ سلسلہ بھی چلاتا رہا۔[17] رہائی کے بعد وہ کچھ دیر کے لیے وٹوریا کے پاس آیا' پھر ایک کے بعد دوسری بحری مہم میں حصہ لینے روانہ ہو گیا اور بیوی سے بمشکل ہی ملا۔ وہ چارلس V کی فوجوں کی قیادت سنبھال کر پاویا گیا (1525ء) اور فیصلہ کن فتح حاصل کی۔ اسے شہنشاہ کے خلاف

سازش میں شریک کرنے کے لیے نیپلز کا تاج پیش کرنے کی پیشکش ہوئی' اس نے لمحہ بھر کو اس بارے میں سوچا اور پھر چارلس کو سازش سے آگاہ کر دیا۔ جب چارلس مرا (نومبر 1525ء) تو اسے اپنی بیوی سے ملے تین سال ہو چکے تھے۔ Agnese نے اس کی بیوفائیوں سے لاعلمی یا لاپروائی میں اپنی بیوگی کے بائیس برس خیراتی کاموں' پاکدامنی اور وفاداری سے گذارے۔ دوسری شادی کرنے کی تجویز ملنے پر اس نے جواب دیا: "میرا شوہر فرڈی نینڈ تمہاری نظروں میں مرگیا ہے لیکن میری نظروں میں ابھی زندہ ہے۔" [۶۳] اس نے Ischia' پھر اورویاتو اور ویٹربو کی خانقاہوں' اس کے بعد روم کی نیم راہبانہ عزلت میں خاموشی سے زندگی گذاری۔ وہاں اس نے بدیہی طور پر آرتھوڈوکس ہی رہتے ہوئے کئی اطالویوں سے دوستی کی جو اصلاح کلیسیاء کے حامی تھے۔ وہ کچھ عرصہ تک محکمہ احتساب کے زیر نگرانی بھی رہی اور اس کا دوست ہونے کا مطلب تکفیر دین کا مرتکب قرار پاتا تھا۔ مائیکل اینجلو نے خطرہ مول لیا اور اپنے دل میں اس کے لیے شدید روحانی محبت پیدا کو جو شاعری کی حدود سے آگے جانے کی جرات نہ کر سکی۔

نشاۃ ثانیہ کی تعلیم یافتہ عورتوں نے آزادی کے کسی پراپیگنڈہ کے بغیر' خالصتاً اپنی ذہانت' کردار اور معاملہ فہمی' اور اپنی قابل محسوس وناقابل محسوس دلکشیوں کے لیے مردوں کی بڑھتی ہوئی حساسیت کے ذریعہ خود کو آزاد کیا۔ انہوں نے ہر میدان میں اپنے عہد کو متاثر کیا: اپنے شوہروں کی غیرحاضری میں ریاستوں پر حکومت کرنے کی صلاحیت کے ذریعہ سیاست میں; آزادی' خوش اطواری اور پارسائی کے امتزاج کے ذریعہ اخلاقیات میں; سینکڑوں میڈوناؤں کو تخیل فراہم کرنے والی گھریلو خوبصورتی کے ذریعہ آرٹ میں; شعراء اور دانشوروں کے لیے اپنے گھر اور مسکراہٹیں کھولنے کے ذریعہ ادب میں۔ ہر دور کی طرح تب بھی عورتوں پر بے شمار ہجویہ نظمیں لکھی گئیں; لیکن ہر ترش یا طنزیہ شعرے کے بدلے میں بھگتی اور مدح کے قصیدے بھی موجود تھے۔۔ فرانسیسی روشن خیالی کی طرح اطالوی نشاۃ ثانیہ بھی ذوجنسی تھی; عورتیں زندگی کے ہر شعبے میں داخل ہوگئیں; مرد درشت مزاج اور ناشائستہ نہ رہے اور نفیس انداز اپنانے لگے; اور تہذیب نے اپنی تمام تر اخلاقی چھوٹ اور جارحیت کے ساتھ ایسی دلکشی اور

عمدگی اختیار کی جو یورپ نے گذشتہ ایک ہزار سال سے نہیں دیکھی تھی۔

VI۔ گھر

بڑھتی ہوئی شائستگی نے خود کو گھر کی صورت اور زندگی میں آشکار کیا۔ عام لوگوں کے مکان پہلے جیسے ہی رہے--- غیر مزین سفید یا پلستر والی دیواریں' پتھر کے فرش' ایک اندرونی صحن جس میں عموماً کنواں ہوتا' اور صحن کے گرد عام ضروریات زندگی سے آراستہ ایک یا دو منزلہ کمرے--- جبکہ امراء اور شرفا کے محلات نے شان و شوکت اور تعیش کا مظاہرہ کر کے ایک مرتبہ پھر شہنشاہی روم کی یاد تازہ کر دی۔ قرون وسطی میں کیتھیڈرل پر مرکوز دولت اب ٹیک کر مکانات تک پہنچی جو اتنے شاندار فرنیچر' سہولیات' لطائف اور گلکاریوں سے آراستہ تھے کہ آلپس کے شمال میں بادشاہوں یا شہزادوں کی راجدھانیوں میں کہیں اس کی مثال ملنا مشکل تھی۔ بالداسارے پیروتسی کے ڈیزائن کردہ ولا چیگی اور پلازو ماسیمی میں کمروں کی بھول بھلیاں تھیں؛ ہر کمرہ ستونوں یا دیواری ستونوں' یا منبت کاری والے کارنسوں' یا مرصع شدہ چھت' یا گنبدوں اور دیواروں پر تصاویر' یا تراشی ہوئی چمنیوں' یا عربی گلکاریوں' یا ماربل کے فرشوں سے آراستہ تھا۔ ہر رہائش گاہ دیدہ زیب پلنگوں' میزوں' کرسیوں' الماریوں کا حامل تھی؛ یہاں بڑی بڑی دعوتوں میں چاندی کی طشتریاں اور منقش برتن استعمال کیے جاتے؛ ان میں نرم اور آرام دہ بستر' نفیس قالین اور دلکش پردے تھے۔ بڑی سی انگیٹھی کمروں کو گرم رکھتی' جبکہ چراغ' مشعلیں یا شمعیں انہیں روشن کرتیں۔ ان محلات میں صرف اور صرف بچوں کی کمی تھی۔

زیر کفالت بچوں کی تعداد بڑھنے کے ساتھ ساتھ خاندانی پابندیاں بڑھتی ہیں۔ کلیسیاء اور صحائف نے انسانوں کو اپنی تعداد بڑھانے کی ہدایت دی تھی' لیکن راحت نے غیر زرخیزی کے ساتھ ساز باز کر لی۔ دیہی علاقے میں بھی' جہاں بچے اقتصادی اثاثے تھے' چھ بچوں پر مشتمل خاندان شاذونادر تھے؛ شہروں میں' جہاں بچے بوجھ تھے' خاندان چھوٹے ہی تھے--- جتنے زیادہ امیر تھے اتنے ہی کم بچے--- اور بہت سے گھروں میں ایک بھی بچہ نہ تھا۔ آرٹسٹوں کی "بمبینی" اور "Putti" لوقا ڈیلا روبیا اور

ڈوناٹیلو کی "Cantorie" سے اندازہ ہوتا ہے کہ اطالوی لوگ کتنے خوبصورت بچے پیدا کرسکتے تھے۔ اس زمانے کی اخلاقی چھوٹ کے درمیان خاندانی اتحاد' والدین اور بچوں کی وفاداری اور محبت اور بھی زیادہ پرکشش نظر آتی ہے۔

خاندان ہنوز ایک معاشی' اخلاقی اور جغرافیائی اکائی تھا۔ عموماً ایک نادہندہ رکن کے قرضے دوسرا رکن ادا کرتا--- اس دور کی انفرادیت پسندی میں ایک ممتاز استثنی گھر کا کوئی رکن شاذونادر ہی خاندان سے مشورہ کیے بغیر شادی یا جائیداد کسی کے نام کرتا۔ باپ کی حاکمیت مطلق تھی' اور تمام بحرانوں میں اسی کا حکم چلتا؛ لیکن بالعموم گھرداری ماں کی قلمرو تھی۔ ماں کا جذبہ شہزادیوں میں بھی بھکارنوں جتنا ہی تھا۔ بیٹر ائس ڈی ایستے نے اپنے بیٹے کے متعلق بہن اِزابیلا کو لکھا: "میں اکثر سوچتی ہوں کہ کاش تم اسے دیکھنے کے لیے یہاں موجود ہوتی' اگر ایسا ہوتا تو یقیناً تم ہروقت اسے چومتی اور پیار کرتی رہتی۔" ؎٦٥ متوسط طبقہ کے بیشتر خاندان پیدائشوں' شادیوں' اموات اور دلچسپ واقعات کو ایک رجسٹر میں درج کرلیتے تھے جن پر جگہ جگہ پُرمحبت آراء بھی لکھی ہوتیں۔ ایسے ہی ایک خاندانی ریکارڈ میں ڈرامہ نگار جووانی روچیلائی کے ہم نام بزرگ نے اپنی زندگی کے آخری برسوں (اندازاً 1460ء) میں ایک فلورنسی کے یہ پُرغرور الفاظ لکھے:

> شکر ہے کہ خدا نے مجھے ایک منطقی اور لافانی ہستی بنایا؛ ایک عیسائی ملک میں؛ عیسائی عقیدے کے مرکز روم کے نزدیک؛ عیسائی دنیا کے بہترین ملک اِٹلی میں؛ اور دنیا کے خوبصورت ترین شہر فلورنس میں..... میں ایک شاندار ماں کے لیے مالک کا شکر گزار ہوں' وہ ماں جس نے بیس سال کی عمر میں بیوہ ہونے پر بھی شادی کی پیشکش مسترد کردیں اور خود کو بچوں میں منہمک کرلیا؛ اور میں اس لیے بھی خدا کا شکر گزار ہوں کہ اس نے مجھے ماں جتنی ہی زبردست بیوی دی جس نے مجھ سے سچی محبت کی اور گھر کے ساتھ ساتھ بچوں کا بھی خیال رکھا؛ وہ بیس برس تک میرے ساتھ رہی اور اس کی موت میری زندگی کا سب سے بڑا نقصان ہے۔ میں ان تمام بے شمار مہربانیوں کو یاد کرتے ہوئے اب ضعیفی میں اپنی تمام دنیوی اشیاء سے

دستبرداری کا خواہش مند ہوں تاکہ اپنی روح کو مکمل طور پر تیری حمد و تشکر میں منہمک کر سکوں۔[16]

تقریباً 1436ء میں دو آدمیوں (جو شاید ایک ہی تھے) نے گھر اور گھریلو انتظام کے موضوع پر رسالے لکھے۔ آگنولو پانڈو لفینی غالباً فصیح اللسان "Trattato del governo della famiglia" کا مصنف تھا; لیون باتستا البرٹی نے کچھ ہی عرصہ بعد "Trattato della famiglia" مرتب کیا جس کی تیسری کتاب "Economico" اول الذکر رسالے سے اس قدر مماثلت رکھتی ہے کہ کچھ لوگوں کے خیال میں دونوں تصنیفات البرٹی ہی کے ایک طویل مضمون کی دو مختلف صورتیں ہیں۔ شاید وہ دونوں ہی اصل ہوں کیونکہ دونوں کی بنیاد ژینوفون کی "Oeconomicus" پر ہے۔ پانڈولفینی کی کارکردگی بہتر رہی۔ روچیلی کی طرح وہ بھی باوسائل آدمی تھا' بطور سفیر فلورنس کی ملازمت کرتا اور عوامی فلاح کے کاموں میں دل کھول کر پیسہ لگاتا تھا۔ اس نے اپنا رسالہ اپنی طویل زندگی کے آخری دنوں میں لکھا' اور اسے اپنے تین بیٹوں کے ساتھ مکالمے کی صورت میں پیش کیا۔ بیٹے پوچھتے ہیں کہ کیا انہیں عوامی خدمت کی نوکری تلاش کرنی چاہیے; وہ انہیں ایسا کرنے سے منع کرتا ہے کیونکہ اس کے لیے بے ایمانی' ظلم' چوری کے اقدامات اور رشک و حسد کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ انسانی خوشی کا ماخذ عوامی عہدے یا شہرت میں نہیں بلکہ اپنی بیوی اور بچوں' اپنی معاشی کامیابی' نیک نامی اور دوستوں میں ہے۔ مرد کو اپنے سے کافی چھوٹی عمر کی عورت سے شادی کرنی چاہیے تاکہ وہ اس کی ہدایات کو فرمانبرداری سے تسلیم کرے; اور مرد کو چاہیے کہ شادی کے ابتدائی برسوں میں اسے مامتا کے فرائض اور گھریلو نظم و نسق چلانے کے فنون سکھائے۔ ایک خوشحال زندگی صحت' صلاحیت' وقت اور دولت کے باکفایت اور بانظم استعمال میں مضمر ہے: صحت کا تزکیہ نفس' ورزش اور معتدل کھانے کے ذریعہ; صلاحیت کا مطالعہ اور مذہب و مثال کی مدد سے ایماندار کردار تشکیل دینے کے ذریعہ; اور دولت کا آمدنی' اخراجات اور بچتوں کے حساب کتاب اور توازن کے ذریعہ استعمال۔ عقلمند آدمی سب سے پہلے فارم یا جائیداد میں سرمایہ کاری کرے گا تاکہ نہ صرف اہل خانہ کے لیے دیہی رہائش گاہ بلکہ

غلے' وائن' تیل' شکار' لکڑی اور ہر ممکن حد تک دیگر ضروریات زندگی کا بھی انتظام ہو سکے۔ شہر میں بھی ایک گھر خرید لینا اچھا ہے' اس طرح بچوں کو وہاں تعلیمی سہولیات میسر آ سکیں گی اور وہ کوئی صنعتی فنون بھی سیکھ سکیں گے۔ ۶۷ لیکن خاندان کو زیادہ سے زیادہ وقت دیہی بنگلے اور گھر میں گذارنا چاہیے:

> تمام املاک کام اور خطرہ' خوف اور مایوسی لاتی ہیں' جبکہ جائیداد عظیم اور باعث عزت فائدہ پہنچاتی ہیں؛ دیہی بنگلہ ہمیشہ فائدہ مند رہتا ہے..... بہار میں سبز درخت اور پرندوں کے نغمات آپ کو خوشی اور امید سے معمور کردیں گے؛ خزاں میں معتدل سی کسرت سو گنا فائدہ دے گی؛ سارے سال کے دوران ذہنی پریشانی آپ سے دور رہے گی - دیہی گھر ایسی جگہ ہے جہاں جانا اچھے اور نیک آدمیوں کو پسند ہے..... تیزی سے اس کی جانب بڑھو' اور دولت کے غرور اور برے آدمیوں کی رسوائی سے دور بھاگو۔ ۶۸

اس کے جواب میں جووانی کامپانو نے کروڑوں کسانوں کی طرف سے جواب دیا: "اگر میں نے دیہی علاقے میں جنم نہ لیا ہوتا تو دیہی مسرت کے متعلق ان باتوں سے فوراً متاثر ہو جاتا۔" تاہم' ایک کسان ہونے کے ناطے "جو باتیں تمہارے لیے مسرتیں ہیں وہی میرے لیے باعث کوفت ہیں۔" ۶۹

VII۔ عوامی اخلاقیات

پانڈولفینی کی کم از کم ایک رائے درست تھی--- کہ تجارتی اور عوامی اخلاقیات نشاۃ ثانیہ کی زندگی کا سب سے کم پُرکشش پہلو تھا۔ آج کی طرح تب بھی نیک روی نہیں بلکہ کامیابی ہی انسانوں کو پرکھنے کا معیار تھا؛ حتیٰ کہ راست باز پانڈولفینی بھی لافانی زندگی کے بجائے دولت کے لیے دعاگو ہے۔ آج کی طرح تب بھی انسان دولت کے پیچھے بھاگتے اور اسے حاصل کرنے کی خاطر اپنے ضمیروں کو آلودہ کرتے تھے۔ بادشاہ اور شہزادے اپنے حلیفوں سے دغا کرتے اور سونے کی چمک دیکھ کر حلفیہ وعدے بھی توڑ دیتے۔ آرٹسٹوں کی حالت ان سے اچھی نہ تھی: ان میں سے متعدد نے پیشگی معاوضے

لیے، کام مکمل یا شروع کرنے میں ناکام رہے، لیکن معاوضہ واپس نہ کیا۔ خود پاپائی عدالت نے دولت کے لالچ کی اعلیٰ ترین مثال قائم کی: پاپائیت کا عظیم ترین مورخ ایک مرتبہ پھر لکھتا ہے:

> ایک گہری جڑیں رکھنے والی بدعنوانی نے پاپائی دربار کے تقریباً سبھی حکام کو مغلوب کر لیا تھا..... وظائف اور فیسوں کی متجاوز تعداد تمام حدیں پھلانگ گئی تھی۔ مزید برآں، ہر طرف حکام بے ایمانی اور حتیٰ کہ جھوٹ سے کام لے کر معاملات کو غلط رنگ دیتے۔ پاپائی حکام کی رشوت ستانی اور مالی زیادتیوں کے خلاف عیسائی سلطنت کے تمام حصوں سے شکایات پیدا ہونا کوئی حیرت انگیز نہیں۔ حتیٰ کہ یہ بھی کہا گیا کہ روم میں ہر چیز کی قیمت مقرر تھی۔ [54]

کلیسیاء اب بھی سُود لینے والوں کو لعنت ملامت کرتا تھا۔ مبلغین نے اس کے خلاف سخت احتجاج کیا؛ شہروں--- مثلاً پیاچن تسا--- نے سود کی ادائیگی سے انکار کر کے رسومات عشائے ربانی اور عیسائی تدفین سے محروم کیے جانے کی تکلیف سہی۔ لیکن سود پر رقم ادھار دینے کا سلسلہ جاری رہا، کیونکہ تجارتی و صنعتی معیشت کو توسیع دینے کے لیے اس قسم کے قرضے ناگزیر تھے۔ 20 فیصد سے زائد شرح سود پر پابندی عائد کرنے کی غرض سے قوانین منظور ہوئے، لیکن ہم 30 فیصد سود پر ادھار دینے کے کیسز بھی جانتے ہیں۔ بیاج خوری میں عیسائیوں نے یہودیوں سے مقابلہ کیا اور ویرونا کی مجلس بلدیہ نے شکایت کی کہ عیسائی یہودیوں کی نسبت زیادہ سخت شرائط لاگو کرتے ہیں؛ [55] تاہم، عوامی خفگی کا نشانہ بالخصوص یہودی بنے، اور کبھی کبھی سامی مخالف تشدد بھی ہوا۔ فرانسسکیوں نے انتہائی لاچار مقروضوں کی امداد کرنے کے لیے تحائف اور وصیتوں کے ذریعہ خیراتی فنڈ قائم کیا، جس میں سے ضرورت مندوں کو شروع میں بلاسود قرضے دیئے۔ پہلا فنڈ 1463ء میں بمقام اورویاتو قائم ہوا؛ جلد ہی ہر شہر میں ایک ایک فنڈ بن گیا۔ انہیں قائم کرنے میں انتظامی اخراجات ملوث تھے؛ اور پانچویں لیٹرن مجلس (1515ء) نے فرانسسکیوں کو ہر قرضے پر اتنا سود وصول کرنے کی اجازت دے دی کہ انتظامی لاگت پوری ہو جائے۔ اس تجربہ سے ہدایت حاصل کر کے سولہویں صدی کے

کچھ ماہرین دینیات نے قرضوں پر معتدل شرح سود عائد کرنے کی اجازت دی۔ [۱۵]
سولھویں صدی میں خیراتی فنڈز کی مقابلہ بازی اور غالباً پیشہ ورانہ بنکروں کی محاذ آرائی اور رقابت کے باعث شرح سود میں تیزی سے کمی واقع ہوئی۔

صنعت اپنے حجم اور آجر واجیر کے درمیان شخصی تعلق غائب ہونے کے باعث زیادہ بے باک اور نڈر ہوگئی۔ جاگیرداری نظام کے تحت زرعی مزدور کو تکلیف دہ واجبات کے ساتھ ساتھ کچھ مخصوص حقوق بھی حاصل تھے: بیماری' معاشی تنگدستی' جنگ اور بڑھاپے میں اسے جاگیردار سے مدد ملنے کی امید ہوتی تھی۔ اِٹلی کے شہروں میں تجارتی انجمنوں نے اس قسم کا کچھ فریضہ محنت کے بہتر درجے کے لیے سرانجام دیا؛ لیکن بحیثیت مجموعی "آزاد" مزدور کام نہ ملنے کی صورت میں فاقہ کشی کے ہاتھوں مرنے کو آزاد تھا۔ کام ملنے پر آجر کی شرائط ماننا پڑتیں جو بہت سخت ہوتیں۔ پیداوار اور مالیات میں ہر ایجاد اور بہتری سے منافعوں میں اضافہ تو ہوتا لیکن اجرتوں میں شاذونادر ہی۔ کاروباری افراد مزدوروں کے ساتھ ساتھ آپس میں بھی کافی درشت تھے؛ ہم مقابلہ بازی میں ان کی بہت سی چالوں' ان کی دھوکہ بازیوں اور لاتعداد فریبوں کے متعلق جانتے ہیں؛ [۱۶] وہ کسی دوسرے قصبے میں موجود اپنے کاروباری حریف کو تباہ کرنے کی خاطر ہی آپس میں تعاون کرتے؛ تاہم متعدد اطالوی تاجروں کے درمیان اعلیٰ احساس وقار کی مثالیں بھی موجود تھیں؛ اور اطالوی سرمایہ کاروں کو یورپ بھر میں اپنی ایمانداری کی وجہ سے بہترین شہرت حاصل تھی۔ [۱۷]

سماجی ضابطہ اخلاق تشدد اور پارسائی کا امتزاج تھا۔ اس دور کی خط وکتابت میں ہمیں مہربان اور نرم جذبے کے متعدد ثبوت ملتے ہیں؛ اور اطالوی سفاکی میں ہسپانویوں یا وسیع پیمانے پر قتل وعام میں فرانسیسی فوج کا مقابلہ نہیں کرسکتے۔ مگر یورپ کی کوئی بھی قوم اس غیر مختتم بے رحمانہ افتراء پردازی کی برابری نہیں کرسکتی تھی جو روم میں تمام نمایاں افراد سے منسلک تھی؛ اور نشاۃ ثانیہ میں اطالویوں کے سوا کون تھا جو آرے تینو کو الوہی قرار دے سکتا ہو؟ نجی ظلم وتشدد نے فروغ پایا۔ رواج اور عقیدے کے خاتمے سے خاندانی جھگڑے پھر سے زندہ ہوگئے اور قوانین پر عملدرآمد ناکافی ثابت ہوا؛ انسانوں نے بدلہ لینے کی ٹھانی اور خاندان کئی پشتوں تک ایک دوسرے کو قتل کرتے

رہے۔ فیرارا میں 1537ء تک موت کا مقابلہ (ڈوئل) قانون اور قابل عمل تھا؛ حتیٰ کہ ان قانونی فہرستوں میں لڑکوں کو بھی چاقوؤں سے لڑنے کی اجازت تھی۔ ۵۵ دھڑوں کی مخاصمت پورے یورپ کی نسبت یہاں زیادہ شدید تھی۔ تشدد کے جرائم لاتعداد تھے قاتل بہت کم کرائے پر دستیاب ہو جاتے۔ رومن اشراف کے محل بدمعاشوں سے بھرے ہوتے جو اپنے مالکوں کی جانب سے ہلکا سا اشارہ ملنے پر قتل کرنے کو تیار رہتے۔ ہر ایک کے پاس چھرا موجود تھا' اور زہر تیار کرنے والوں کو بہت سے گاہک مل جاتے؛ آخر کار روم کے لوگوں کو کسی صاحب ِ امتیاز یا دولت مند شخصیت کی قدرتی موت پر اعتبار نہ رہا۔ تمام نمایاں افراد اپنی کھانے پینے کی اشیاء پہلے کسی اور کو چکھاتے۔ روم میں ایک دیر سے اثر کرنے والے زہر کی عجیب و غریب کہانیاں زبان زد عام تھیں۔ ان دنوں انسانوں کو زندہ رہنے کے لیے ہمہ وقت ہوشیار رہنا پڑتا؛ کسی بھی شام کو گھر سے نکلنے پر وہ لوٹا یا مجروح کیا جا سکتا تھا' اور جان سلامت رہنا خوش قسمتی تھی؛ حتیٰ کہ کلیساء میں بھی تحفظ نصیب نہ تھا؛ اور شاہراہوں پر لیٹروں سے نمٹنے کے لیے تیار رہنا پڑتا۔ ان خطرات کے درمیان زندگی گذارنے والے نشاۃ ثانیہ کے ذہن کو قاتل کی شمشیر جیسا ہی تیز ہونا لازمی تھا۔

اکثر ظلم و تشدد اجتماعی اور وبائی ہوتا۔ 1502ء میں ار-تسو کے مقام پر ایک جابر فلورنسی کمیشن کے خلاف فساد شروع ہوا؛ ار-تسو میں موجود سینکڑوں فلورنسیوں کو گلیوں میں تہہ تیغ کیا گیا؛ سارے کے سارے خاندان نابود کر دیئے گئے۔ ایک شکار کو برہنہ کر کے پھانسی دینے کے بعد جو اس کے چوتڑوں میں جلتی ہوئی مشعل گھسیڑ دی گئی؛ اس پر خوش مذاق ہجوم نے لاش کو "*il sodomita*" یعنی سدومی کا خطاب دیا۔ ۵۶ تشدد' ظلم اور لالچ کے قصے بھی تو ہمات جتنے مقبول عام تھے۔ شاعری اور آرٹ کے ساتھ پُر جلا فیرارا کا دربار شہزادوں کے جرائم اور شاہی تعزیرات کی وحشت ناکی لیے ہوئے تھا۔ وسکونٹی اور مالا تیستا جیسے مقامی فرمانرواؤں کی غیر ذمہ داری نے لوگوں کی جارحیت کے لیے نمونہ اور محرک فراہم کیا۔ جنگی اخلاقیات وقت گذارنے کے ساتھ ساتھ بدتر ہوتی گئی۔ نشاۃ ثانیہ کے ابتدائی ایام میں تقریباً سبھی جنگیں کرائے کے قاتلوں کا معتدل سا مقابلہ تھیں جو جوش و جذبے کے بغیر لڑتے اور

جانتے تھے کہ تلوار کب روکنی ہے؛ چند آدمیوں کے مرتے ہی جیت تصور کرلی جاتی؛ اور ایک زندہ قیدی کی قیمت مردہ دشمن سے زیادہ تھی۔ کرائے کے سپاہیوں کے مضبوط اور افواج بڑی اور زیادہ مہنگی ہونے پر فوجی دستوں کو باقاعدہ تنخواہ کے بدلہ میں مفتوحہ شہروں کو لوٹنے کی اجازت دے دی جاتی؛ لوٹ مار کے خلاف مزاحمت کے نتیجہ میں باشندوں کا قتل عام شروع ہو جاتا اور بہنے والے خون کی خوشبو کے ساتھ ساتھ سفاکی بھی بڑھتی گئی۔ یہاں تک کہ جنگ میں اطالویوں کا ظلم حملہ آور ہسپانویوں اور فرانسیسیوں پر سبقت لے گیا۔ 1501ء میں جب فرانسیسیوں نے کیپوآ پر قبضہ کیا تو (گوئچارڈینی کے مطابق) انہوں نے "زبردست قتل عام کیا..... اور ہر رتبے اور صلاحیت کی مالک عورتیں، حتیٰ کہ خدا کی خدمت گذار محترم عورتیں بھی ان کی حرص یا شہوانیت کا شکار ہوئیں؛ ان میں سے متعدد بیچاری عورتوں کو بعد ازاں روم میں معمولی قیمت پر بیچ دیا گیا۔"[7] بدیہی طور پر خریدار عیسائی ہی تھے۔ نشاۃ ثانیہ کی جنگوں میں پیشرفت ہونے کے ساتھ ساتھ جنگی قیدی بنانے میں بھی اضافہ ہوا۔

انسان سے انسان، ریاست سے شہر کی وفاداری کی مثالیں موجود تھیں؛ لیکن عیاری کے فروغ نے دھوکہ بازی کو فائدہ بخش بنا دیا۔ سپہ سالار اپنی بولی لگواتے اور پھر عین جنگ کے دوران زیادہ معاوضہ لے کر دشمن سے ساز باز کرلیتے۔ حکومتیں بھی جنگ کے درمیان اپنی وفاداریاں تبدیل کرلیتیں اور یک جنبش قلم سے حلیف دشمن بن جاتے۔ بادشاہوں اور پوپس نے جان کو امان دینے کے وعدوں سے انحراف کیا؛[8] حکومتوں نے دیگر ریاستوں میں موجود اپنے دشمنوں کے خفیہ قتل کے لیے سازباز کی۔[9] غدار ہر شہر یا فوجی پڑاؤ میں مل سکتے تھے: مثلاً برنارڈینو ڈیل کورٹے، جس نے لوڈوویکو کا کاستیلو فرانسیسیوں کے ہاتھ فروخت کردیا؛ سوستانی اور اطالوی لوڈوویکو سے غداری کرکے فرانسیسیوں سے جا ملے؛ فرانسکو ڈیلا روویرے نے اپنے پاپائی دستوں کو 1527ء میں پوپ کو بچانے کے لیے جانے سے روکے رکھا؛ مالاتیستا بیجلیونی نے 1530ء میں فلورنس فروخت کردیا..... مذہبی عقیدہ کمزور پڑنے کے ساتھ ساتھ بہت سے ذہنوں میں غلط اور درست کے نظریہ کی جگہ عملی پن نے لے لی؛ اور چونکہ حکومتوں کو شاذونادر ہی وقت کی جانب سے اقتدار کی قانونی حیثیت حاصل تھی

اس لیے احترام قانون کی عادت گھٹتی گئی اور رواج قوت کے ذریعہ ہٹانا پڑا۔ حکومتوں کے جور و جبر کے خلاف واحد جائے پناہ جابر کُشی تھی۔

انتظامیہ کے ہر شعبہ میں رشوت کا دور دورہ تھا۔ سینا میں دفتر مالیات آخر کار ایک پاکباز درویش کے حوالے کرنا پڑا کیونکہ باقی سب نے خردبرد کی تھی۔ ماسوائے وینس تمام شہروں کی عدالتیں زرپرستی کے لیے بدنام تھیں۔ Sacchetti کی کہانیوں میں سے ایک ہمیں اس جج کے بارے میں بتاتی ہے جس نے رشوت میں بیل لیا؛ لیکن مخالف نے ایک گائے اور بچھڑا بھجوا کر کیس جیت لیا۔ [۸۰] انصاف مہنگا تھا؛ غریب کو اس کے بغیر ہی گذارہ کرنا پڑتا اور اسے قانون کی بجائے کسی کرائے کے قاتل کی خدمات حاصل کرنا سستا پڑتا تھا۔ قانون خود بھی نشوونما پا رہا تھا' لیکن زیادہ تر نظری حوالے سے پیڈوآ اور بولونیا' پیسا اور بولونیا میں ایسے مشہور قانون ساز --- چینو دا پسٹوئیا' ساسوفیراتو کابارتولس' بالڈو ڈیگلی اُبالڈی --- موجود تھے جن کی جانب سے کی گئی رومن لاء کی تعبیر نو نے دو سو سال تک علم قانون پر غلبہ قائم رکھا۔ غیر ملکی تجارت بڑھنے سے بحری اور تجارتی قانون وسیع ہوا۔ جووانی دا Legnano نے "*Tractatus de bella*" کے ساتھ گروٹیئس کے لیے راہ کھولی؛ یہ جنگی قوانین پر اولین معلوم وتصنیف ہے (1360ء)۔

لیکن قانون کا عملی پہلو نظری پہلو کے مقابلہ میں کم شاندار تھا۔ اگرچہ زندگی اور جائیداد کیلئے پولیس کا تحفظ اپنی صورت اختیار کر رہا تھا (بالخصوص فلورنس میں) لیکن یہ جرم کے دوش بدوش نہیں چل سکتا تھا۔ وکلاء بکثرت تھے۔ ملزم کے ساتھ ساتھ گواہوں کی تفتیش کیلئے بھی تشدد کا استعمال جاری رہا۔ سزائیں وحشیانہ تھیں۔ بولونیا میں مجرم کو مینار کے ساتھ پنجرے میں لٹکا دیا جاتا اور وہ دھوپ میں وہیں گل سڑ جاتا۔ [۸۱] سینا میں سزایافتہ مجرم کو ایک سست رو چھکڑے کے پیچھے باندھ کر گلیوں میں گھماتے اور سرخ گرم نیزوں سے اس کا جسم ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے۔ [۸۲] میلان میں پیترارک کے میزبان جووانی وسکونٹی کے دور میں قیدیوں کے اعضاء کاٹے جاتے تھے۔ [۸۳] سولہویں صدی کی ابتداء میں قیدیوں کو بحری جہازوں کے بھاری بھر کم چپو چلانے کی سزا دینے کا رواج شروع ہوا؛ جولیئس II کے جہاز غلاموں کی طاقت سے چلتے جن کی ٹانگیں

زنجیر سے بندھی ہوتیں۔[۸۴]

ان سنگدلیوں کے مقابلہ میں ہم منظم خیرات کی ترقی یافتہ صورت پیش کر سکتے ہیں۔۔ وصیت کرنے والا ہر آدمی اپنی دولت کا کچھ حصہ غریبوں میں تقسیم کے لیے بھی چھوڑ جاتا۔ چونکہ فقیر (بھکاری) لاتعداد تھے' اس لیے کچھ کلیساؤں نے ایک طرح کے "لنگر خانے" مہیا کیے; چنانچہ کامپو سانتو میں سانتا ماریا کے کلیساء میں روزانہ تیرہ اور پیرو جمعہ کے روز دو ہزار بھکاریوں کو کھانا کھلایا جاتا تھا۔[۸۵] غرباء' یتیموں' نادار زائرین تائب فاحشاؤں کے لیے ہسپتال' کوڑھی گھر' ناقابل علاج مریضوں کے لیے پناہ گاہیں قرون وسطیٰ کی طرح نشاۃ ثانیہ کے اِٹلی میں بھی متعدد تھیں۔ پسٹوئیا اور ویٹربو اپنی خیراتوں کی وسعت کے لیے شہرت رکھتے تھے۔ میتوآ میں لوڈو ویکو گونزاگا نے غریبوں کے لیے اوسپیڈیل میجورے (بڑا ہسپتال) بنوایا' اس کو سرکاری فنڈز میں سے سالانہ تین ہزار ڈیوکٹ دیتا تھا۔[۸۶] وینس میں Pellegrini نامی ایک ادارے کے ارکان میں ٹیشین اور دو سانسووینی بھی شامل تھے جس نے اپنے ارکان کو باہمی امداد فراہم کی' غریب لڑکیوں کو جہیز دیئے اور دیگر خیراتی کام بھی سرانجام دیئے۔۔ 1500ء کے فلورنس میں تہتر شہری تنظیمیں خیراتی کاموں کے لیے وقف تھیں۔ 1244ء میں قائم شدہ لیکن انحطاط زدہ della Misericordia نامی برادری 1475ء میں بحال ہوئی; اس کے ارکان عام آدمی تھے جو غریبوں کی عیادت کرتے' دیگر خیراتی کام سرانجام دیتے اور چھوت کی بیماری میں مبتلا مریضوں سے ملنے کی جرات کر کے لوگوں کی محبتیں حاصل کرتے تھے; ان کے خاموش کالی عباؤں میں ملبوس جلوس آج بھی فلورنس کے نہایت متاثر کن مناظر میں شامل ہیں۔[۸۷] وینس میں بھی ایک ایسی ہی برادری سان راکو موجود تھی; اور کارڈینل گلیوڈی میڈیچی نے 1519ء میں della Carita برادری قائم کی; روم میں ڈولوروسا انجمن تھی جو آج 504 سال پرانی ہو چکی ہے۔ غیر ریکارڈ شدہ لاکھوں افراد کی نجی امداد نے انسان' فطرت اور موت کے خلاف انسان کی جدوجہد میں کچھ تخفیف کی۔

VIII۔ آداب اور تفریحات

تشدد اور بے ایمانی' اور یونیورسٹی طلبہ کی خوش و خرم زندگی' اور کسان و مزدور

کے ان گھڑ مزاج میں سے اچھے آداب نشاۃ ثانیہ کے ایک آرٹ کے طور پر ابھرے۔ اب اِٹلی شخصی و معاشرتی حفظان صحت' لباس' میز کے آداب' کھانے پکانے' گفتگو اور تفریحات میں یورپ کا قائد تھا; اور لباس کے سوا ان سب چیزوں میں فلورنس اِٹلی کی قیادت کا دعویدار ہوا۔ جذبہ حب الوطنی کے تحت فلورنس نے دیگر شہروں کی گندگی پر اظہار تاسف کیا' اور اطالویوں نے جرمن Tedesco کو زبان اور زندگی کے خام پن کا ہم معنی بنادیا۔ ۸۸ھ بار بار غسل کرنے کی قدیم رومن عادت تعلیم یافتہ طبقات میں جاری رہی; کھاتے پیتے لوگوں نے اپنی نفاست کا مظاہرہ کیا اور مختلف معدنی چشموں سے "پانی لیے" اور نظام انہضام کی خرابی دور کرنے کے لیے ایک سالانہ کفارے کے طور پر سلفر ملا پانی پیا۔ مردانہ لباس بھی عورتوں کے لباس جیسا سجا سجایا تھا' ماسوائے زیور کے: چست بازو اور تنگ پائجامہ چوتڑوں کے پاس جاکر بے ہودہ انداز میں دو حصوں میں بٹ جاتا; لیکن مرد کولہوں سے اوپر والے حصے کو مخملی قمیص اور ریشمی کنگریوں اور لیسوں سے سجا سکتا تھا; حتیٰ کہ دستانوں اور جوتوں پر بھی لیس لگی ہوتی۔ لورینتسو ڈی میڈیچی کی جانب سے دیئے گئے ایک ٹورنامنٹ میں اس کے بھائی گلیانو نے 8000 ڈیوکٹ کا لباس پہن رکھا تھا۔ ۸۹ھ

میز کے آداب میں پندرہویں صدی کے دوران ایک انقلاب آیا کیونکہ کھانا منہ تک پہنچانے کے لیے کانٹا انگلیوں کا نعم البدل بنتا جارہا تھا۔ تقریباً 1600ء میں اِٹلی کا دورہ کرنے والا Thomas یہ انوکھا رواج دیکھ کر حیران رہ گیا جو "میں نے اپنی سیاحت کے دوران اور کسی ملک میں استعمال ہوتے نہیں دیکھا۔" اور اس نے اسے انگلینڈ میں متعارف کروانے کے خیال میں حصہ لیا۔ ۹۰ھ چھریاں' کانٹے اور چمچ پیتل' کبھی کبھی چاندی کے تھے--- جو ضیافتوں کی تیاری کے لیے پڑوسیوں کو ادھار دیئے جاتے۔ کھانے معتدل سے تھے' ماسوائے غیر معمولی مواقع یا سرکاری تقریبات کے; تب زیادہ کھانا لازمی تھا۔ کھانے کا ذائقہ بڑھانے اور پیاس کی شدت میں اضافہ کرنے کے لیے مصالحے وافر مقدار میں استعمال کیے جاتے--- مرچیں' لونگ' جائپھل' دارچینی' دفران (جونیپر)' ادرک' وغیرہ; ہر میزبان اپنے مہمانوں کو مختلف قسم کی شراب بھی پیش کرتا۔ اِٹلی میں لسن کے استعمال کا سراغ 1548ء میں ملتا ہے' لیکن بلاشبہ یہ کافی عرصہ پہلے سے استعمال

ہو رہا ہو گا۔ شراب کا نشہ یا پُرخوری بہت کم تھی۔ اپنے سے بعد کے فرانسیسیوں کی طرح نشاۃ ثانیہ کے اطالوی کھانے کے رسیا تھے لیکن پیٹو نہیں۔ مرد اپنی عورتوں سے دور کسی مقام پر کھانا کھاتے وقت ایک دو طوائفوں کو بھی مدعو کر لیتے' جیسا کہ آرے تینو نے ٹیشین کی دعوت میں کیا تھا۔ زیادہ محتاط لوگ کھانے کو موسیقی' شاعرانہ برجستگیوں اور باعلم گفتگو سے شان بخشتے۔

گفتگو کا فن--- ذہانت' شائستگی' نرمی' صراحت اور ذہانت سے بات کرنا--- نشاۃ ثانیہ میں دوبارہ ایجاد ہوا تھا۔ یونان اور روم اس سے آشنا رہ چکے تھے' اور قرون وسطیٰ کے اِٹلی میں ادھر ادھر--- مثلاً فریڈرک II اور انوسینٹ III کے درباروں میں--- اسے بڑی احتیاط سے زندہ رکھا گیا تھا۔ اب اس نے لورینتسو کے فلورنس' ایلزبیتا کے اُربینو' لیو کے روم میں دوبارہ ترقی پائی: شرفاء اور ان کی بیگمات' شعراء اور فلسفی' جرنیل اور دانشور' آرٹسٹ اور موسیقار ذہن آزمائی کرتے' مشہور لکھاریوں کا حوالہ دیتے' کبھی کبھی مذہب کو تعظیم دیتے' اپنی گفتگو کو زبردست شگفتگی بخشتے اور ایک دوسرے کی بات سن کر لطف اندوز ہوتے۔ اس قسم کی گفتگو کو اتنا سراہا جاتا کہ متعدد مضامین اور رسالے مکالمے کی صورت میں لکھے گئے۔ زبان اور فکر نہایت اہم اور شائستہ ہو گئی; ایک بے طاقت شوقیہ پن نے مردانگی کو نرم کر دیا۔ اُربینو فرانس میں سخت جان بھیڑ بن گیا' اور مولیئر نے فرانس کے لیے اچھی گفتگو کا فن محفوظ کرنے کی خاطر "*les precieuses ridicules*" کا تیر بروقت چلایا۔

چند ایک کی نفاست پسندی کے باوجود اطالوی گفتگو نے موضوع اور ہجو گوئی کی ایک آزادی کا لطف اٹھایا جو آج کے آداب معاشرت قابل اجازت نہیں۔ چونکہ اچھے کردار کی غیر شادی شدہ خواتین عمومی بات چیت شاذونادر ہی سنتی تھیں' اس لیے جنس پر آزادانہ گفتگو کی جاتی تھی۔ لیکن اس سے پرے' اور حتیٰ کہ اعلیٰ ترین مردانہ محفلوں میں بھی جنسی لطیفوں کی بیباکی' شاعری میں ایک شوخ آزادی' ڈرامہ میں ان گھڑ فحاشی موجود تھی جو آج ہماری نظر میں نشاۃ ثانیہ کے قابل اجتناب پہلوؤں میں سے ایک ہے۔ تعلیم یافتہ مرد مجسموں پر ناشائستہ و فحش جملے لکھ سکتے تھے' مہذب بیمبو نے پریاپس (لنگ کا دیوتا) کی مدح میں لکھا۔[91] نوجوان اپنی بالغ عمری ثابت کرنے کے لیے فحاشی اور

بے ادبی میں مقابلہ کرتے۔ سبھی طبقات کے مرد بڑی بڑی قسمیں کھاتے' جن میں اکثر عیسائی عقیدے کے نہایت متبرک ناموں کی شان میں گستاخی بھی ملوث ہوتی۔ پھر بھی خوش خلقی کے جملے کبھی اتنے شاندار' خطاب کے انداز اس قدر متواضع نہیں رہے تھے: عورتیں کسی بھی قریبی مرد دوست سے ملتے یا رخصت ہوتے وقت اس کے ہاتھ کو بوسہ دیتیں' اور مرد عورت کا ہاتھ چومتے: دوست ہمیشہ آپس میں تحائف کا تبادلہ کرتے رہتے: اور قول و فعل کی خوش تدبیری ایسی حد کمال کو پہنچی جو شمالی یورپ میں ناقابل رسائی لگتی ہے۔ آداب مجلس کے اطالوی ہدایات نامے آلپس کے اس پار پسندیدہ ترین کتب بن گئے۔

رقص' تلوار بازی اور دیگر کھیلوں کی اطالوی تربیتی کتب پر بھی یہی بات صادق آتی ہے: گفتگو اور فحش گوئی کی طرح کھیل بازی میں بھی اٹلی عیسائی دنیا کا رہنما تھا۔ گرمیوں کی شاموں کو لڑکیاں فلورنس کے احاطوں میں رقص کرتیں اور بہترین رقاصہ کو چاندی کا ہار ملتا: دیہات میں جوان مرد اور عورتیں سبزے پر محو رقص ہوتے۔ گھروں یا رسمی رقص کی محفلوں میں عورتیں عورتوں یا مردوں' اور مرد مردوں یا عورتوں کے ساتھ ناچتے: بہرصورت اصل مقصد خوبصورتی تھا۔ نشاۃ ثانیہ میں بیلے رقص نے ترقی پائی: اور اعضاء کی شاعری بھی فنون میں شامل ہو گئی۔

پتے کھیلنا رقص سے بھی زیادہ مقبول تھا: پندرہویں صدی میں یہ تمام طبقات کا جنون بن گیا: لیو X اس کا رسیا تھا۔ اکثر اس میں جوا بازی بھی ملوث ہوتی: ذرا یاد کیجئے کہ کارڈینل رافیلو ریارو نے کیسے انوسینٹ VIII کے بیٹے کے ساتھ دو بازیوں میں 14,000 ڈیوکٹ جیتے تھے۔ مرد پانسے کے ساتھ بھی جواء کھیلتے تھے۔ [۹۲] یہ بھی ایک خبط بن گیا جس میں قانون سازی کے ذریعہ اعتدال لانے کی ناکام کوشش کی گئی۔ وینس میں جوئے نے اتنے زیادہ اعلیٰ خاندانوں کو برباد کر ڈالا کہ "دس کی مجلس" نے پتوں یا پانسے کی فروخت پر پابندی لگا دی' اور نوکروں سے کہا کہ وہ ان احکامات کی خلاف ورزی کرنے والے مالکان کی رپورٹ کریں۔ [۹۳] 1495ء میں ساوونارولا کی قائم کردہ *monte di pieta* میں مقروضوں کو عہد کرنا پڑتا کہ وہ کم از کم قرض ادا ہو جانے تک جواء نہیں کھیلیں گے۔ [۹۴] متحمل مزاج لوگ شطرنج میں سر کھپاتے رہتے اور مہنگی

شرطیں لگاتے: وینس میں جیا کومو لوریڈانو نے ایک شطرنج باز کی قیمت 5000 ڈیوکٹ لگائی تھی۔

نوجوانوں کی اپنی خصوصی کھیلیں تھیں' بالخصوص کھلے میدان میں۔ اعلیٰ طبقہ کے اطالوی گھڑ سواری سیکھتے' تلوار اور نیزہ بازی کرتے اور ٹورنامنٹس (نیزہ کے مقابلے) میں شریک ہوتے۔ مخصوص چھٹی کے دنوں میں اس قسم کے مقابلوں کے لیے قصبات کے احاطے میں گول دائرے میں رسے کے ذریعہ جگہ بنائی جاتی' کھڑکیوں یا بالکونیوں سے دیکھنا عموماً آسان تھا جہاں کھڑی عورتیں اپنے جنگجوؤں کی ہمت افزائی کرتیں۔ یہ مقابلے کم ہلاکت خیز ثابت ہونے پر کچھ اکھڑ نوجوانوں نے رومن کولوسیئم میں بل فائٹ شروع کی جس میں کھلاڑی صرف ایک نیزے کے ساتھ بھینسے کا مقابلہ کرتا (1332ء)۔ اس موقع پر پرانے رومن گھرانوں کے اٹھارہ جنگجو اور صرف گیارہ بھینسے مارے گئے۔ [۹۵] یہ مقابلے روم اور سینا میں اکثر منعقد ہوتے رہے لیکن کبھی اطالوی ذوق سے مطابقت نہ قائم کر سکے۔ گھڑ دوڑ زیادہ مقبول تھی' اور یہ رومنوں' سینائیوں اور فلورنسیوں کے دلوں کو ایک ہی طرح سے بھاتی تھی۔ شکار' باز پروری' پیدل دوڑ' کشتی رانی' ٹینس اور باکسنگ نے اطالوی افراد کو چاق وچوبند رکھا' جبکہ اجتماعی حوالے سے شہروں کا دفاع اجنبی کرائے کے سپاہیوں کے رحم وکرم پر تھا۔

یہ زندگی اپنی تمام تر محنتوں اور خدشات' اپنے فطری اور مافوق الفطرت خوفوں کے باوجود دلکش تھی۔ شہریوں کو گھوڑے پہ بیٹھ کر کھیتوں کھلیانوں اور دریاؤں یا سمندر کے ساحلوں پر جانے میں خوشی ملتی; وہ اپنے گھروں اور شخصیت کو نکھارنے کے لیے پھول کاشت کرتے اور دیہی بنگلوں کے قریب جیومیٹریکل صورتوں میں شاندار باغات بناتے۔ کلیسیاء عوامی چھٹیاں دینے میں فراخدل تھا اور ریاست نے اپنی طرف سے مزید چھٹیاں بڑھائیں۔ آبی تہوار وینس میں دریائے آرنو پر دو-تنسی بجروں میں منعقد ہوتے' جبکہ مینچو میتو آ اور ٹچینو میلان میں۔ یا خصوصی دنوں میں بڑے بڑے جلوس شہر کی گلیوں سے گذرتے جنہوں نے تجارتی انجمنوں کے لیے بین الاقوامی شہرت یافتہ آرٹسٹوں کے ڈیزائن کردہ ٹھاٹھ اٹھائے ہوتے تھے; سازینے دُھنیں چھیڑتے' پیاری لڑکیاں ناچتیں گاتیں' اعلیٰ شخصیات مارچ کرتیں' اور رات کے وقت آتش بازی ان کی

عارضی شان کو آسمان پر پہنچا تی۔ فلورنس میں مقدس ہفتہ کے دن یروشلم کے روضہ اقدس سے لائے گئے آتشیں پتھر ایک فیتے کو اور فیتہ شمع کو روشن کرتا؛ یہ شمع ایک مشینی قسم کی فاختہ میں رکھ کر بذریعہ تار کیتھیڈرل کے سامنے احاطے میں رکھی گئی Carro (ریاست کی علامتی گاڑی) تک پہنچتی اور آتشبازی کا آغاز ہوتا۔ کارپس کرسٹی کے موقع پر پریڈ رُک کر لڑکوں لڑکیوں پر مشتمل طائفے کا گیت سُنتی' یا پھر صحیفے کی تاریخ یا پاگان اساطیر پر مبنی کھیل کی ایک قسط دیکھتی تھی۔ کسی زبردست شخصیت کی آمد پر اس کا استقبال trionfo کے ساتھ کیا جاتا (trionfo کسی فاتح رومن سپہ سالار کے لیے تیار کردہ رتھ پر مشتمل جلوس تھا)۔ 1513ء میں جب لیو X اپنے محبوب فلورنس کے دورے پر گیا تو سارا شہر اس کی فاتحانہ گاڑی دیکھنے کو اُمڈ آیا جو پونٹورامو کی بنائی ہوئی تصاویر سے سجی ہوئی تھی؛ یہ گاڑی مرکزی گلیوں میں لگائی گئی بڑی بڑی محرابوں میں سے گذری؛ سات دیگر رتھ بھی اس جلوس میں آملے جن پر رومن تاریخ کی مشہور شخصی تلیسات (یعنی مشہور شخصیات کے بھیس میں) بیٹھی تھیں؛ اور زریں عہد میں لیو کی آمد کی نمائندگی کے لیے سب سے آخر میں ایک برہنہ لڑکا آیا جس کے جسم پر سنہری رنگ کا ملمع کیا گیا تھا؛ لیکن یہ لڑکا ملمع (گِلٹ) کے اثر سے جلد ہی مرگیا۔ [۵۹]

کارنوال کے وقت فلورنس میں ٹھاٹھوں (فلوٹس) پر نخوت' امید' خوف' موت یا دیگر عناصر' ہواؤں' موسموں کے موضوعات پر مبنی کوئی علامت رکھی ہوتی یا گنگ ڈرامے میں پیرس اور ہیلن' یا باخوس اور اریاڈنے جیسی کوئی کہانی پیش کی جاتی اور ہر منظر کی مناسبت سے گانے گائے جاتے؛ اسی قسم کے "سوانگ" کے لیے لورینتسو نے جوانی اور مسرت کے بارے میں اپنی مشہور نظم لکھی تھی۔ ان کارنوال کی راتوں میں شرارتی لڑکوں سے لے کر پوپ تک ہر کوئی ماسک پہنتا' چھیڑ چھاڑ اور جنسی صحبت کرتا۔۔۔ اس آزادی نے لینٹ کی پابندیوں سے پیشگی انتقام لے لیا تھا۔ 1512ء میں فلورنس ہنوز خوشحال لگتا تھا' لیکن غیر متوقع بدبختیاں صرف چند ماہ دور تھیں' کہ پیرَد ڈی کوسیمو اور فرانسسکو گراناچی نے کارنوال میلے کے لیے ایک "موت کی فتح کا سوانگ" ڈیزائن کیا: کالی بھینسوں کے پیچھے کھنچتی ہوئی بہت بڑی فاتحانہ گاڑی ایک کالے کپڑے سے ڈھانپی ہوئی تھی اور کپڑے پر ڈھانچے اور سفید صلیبیں پینٹ کی گئی تھیں؛ گاڑی میں

موت کا مجسمہ ہاتھ میں درانتی لیے کھڑا تھا؛ اس کے اِردگرد مقبرے تھے اور ماتم کناں شبیہوں کی کالی عباؤں پر پینٹ کی گئی ہڈیاں اندھیرے میں چمک رہی تھیں؛ اور گاڑی کے پیچھے ماسک والی شبیہیں چلی آ رہی تھیں جن کے سروں کے نقابوں پر کھوپڑیاں بنی ہوئی تھیں۔ گاڑیوں پر موجود قبروں میں سے دوسری شبیہیں برآمد ہوئیں؛ اور ڈھانچوں نے ایک گانا گا کر انسانوں کو ناگزیر موت یاد دلائی۔ گاڑی سے پہلے اور بعد میں نحیف گھوڑوں کا جلوس مردہ جسم اٹھائے ہوئے آیا۔[۹۷] سو' کارنوال کے عروج پر پیئر وڈی کوسیمو نے ساوونارولا کی بازگشت بن کر اِٹلی کی رنگ رلیوں پر قہرالٰہی اور آنے والے روزِ حشر کے متعلق پیشگوئی کا اعلان کیا۔

IX۔ ڈرامہ

اس قسم کے سوانگوں اور کارنوال میلوں میں ہی اطالوی ڈرامے کا ایک ماخذ موجود تھا۔ چونکہ کچھ مناظر' عموماً متبرک تاریخ کے' ٹھاٹھوں یا گاڑیوں' یا پھر جلوس کے دوران مختلف مقامات پر بنائے گئے عارضی سٹیجوں پر پیش کرنا ہوتے تھے۔ لیکن اطالوی ڈرامے کا بنیادی ماخذ "*divozione*" تھا--- عیسائی کہانی کا ایک خاکہ جو کسی بھی تجارتی انجمن کے ارکان' کبھی کبھی کسی برادری سے تعلق رکھنے والے پیشہ ور اداکار پیش کرتے تھے۔ متعدد *divozione* کے مسودے وقت کا دریا پار کر کے ہم تک پہنچے ہیں اور ایک حیرت انگیز ڈرامائی صلاحیت ظاہر کرتے ہیں؛ سو کنواری مریم عیسیٰ کو یروشلم میں پانے اور دوبارہ کھو دینے کے بعد دیوانگی میں ڈھونڈتے ہوئے پکارتی ہے:

"اے میرے پیارے بیٹے! اے میرے بیٹے' تو کہاں چلا گیا؟ اے میرے مہربان بیٹے تو کس دروازے سے نکل گیا؟ اے میرے مقدس بیٹے' تو مجھے چھوڑ کے جاتے وقت کتنا دکھی تھا! خدا کی محبت کے نام پر مجھے بتاؤ' میرا بیٹا کہاں گیا' کہاں گیا؟"[۹۸]

پندرھویں صدی میں' بالخصوص فلورنس میں' ڈرامے کی ایک زیادہ ترقی یافتہ صورت *Sacra rappresentazione* کسی تجارتی انجمن کے اجتماع' یا کسی خانقاہ کے کمرۂ طعام' یا میدان یا عوامی احاطے میں کھیلی جاتی تھی۔ ان تماشوں کے انتظامات عموماً پیچیدہ اور زبردست ہوتے تھے: آسمانوں کا نظارہ دینے کے لیے وسیع و عریض

شامیانوں پر ستارے پینٹ کیے جاتے; بادلوں کے لیے دھنکی ہوئی اُون فضا میں اُڑائی جاتی; فرشتوں کا بہروپ پیش کرنے کے لیے لڑکوں کو کپڑوں میں چھپے دھاتی فریموں کے ذریعہ بلند کیا جاتا۔ غنائیہ متن ہمیشہ شاعری میں ہوتا جس کے ساتھ بربط یا وائل پر دُھنیں چھیڑی جاتیں۔ ان مذہبی سوانگوں کے لیے الفاظ لکھنے والے شاعروں میں لورینتسو ڈی میڈیچی اور Pulci بھی شامل تھے۔ پولیشان نے اپنی "*Orfeo*" میں پاگان موضوع کے لیے *Sacra rappresentazione* کا انداز استعمال کیا۔

دریں اثناء اطالوی زندگی کے دیگر عوامل اطالوی ڈرامہ کو جنم دینے میں حصہ لے رہے تھے۔ قرون وسطی قصبات میں طویل عرصہ سے پیش کیے جا رہے مزاحیہ ناٹکوں (*farse*) میں اطالوی کامیڈی کا جراثیم موجود تھا۔ کچھ پیش کاروں نے سادہ مناظر یا پلاٹس کے لیے مکالمے لکھنے میں کمال حاصل کیا; یہ *Commedia dell'arte* ہجوگوئی اور طنز نگاری کے لیے اطالوی جینئس کا پسندیدہ ہتھیار تھا۔ اس قسم کے مزاحیہ ناٹکوں میں روایتی سوانگ یا مقبول عام کامیڈی کے کرداروں نے نام و صورت اختیار کی: پینٹالونے' آرلے کیونو' پلچی نیلا یا پنچی نیلو۔

انسانیت پسندوں نے مسودے بازیاب اور قدیم رومن طربیات کے تماشوں کا انتظام کر کے ڈرامہ پر منتج ہونے والے عوامل میں اپنا کردار ادا کیا۔ پلوٹس کے دس کھیل 1427ء میں دریافت ہوئے اور انہوں نے بطور مہیج کام کیا۔ وینس' فیرارا' مینتوآ' اُربینو' سینا اور روم میں پلوٹس اور ٹیرنس کے طربیئے سٹیج کیے گئے اور پرانی کلاسیکی روایت نے صدیوں کا فاصلہ عبور کر کے دوبارہ ایک سیکولر تھیٹر تشکیل دیا۔ 1486ء میں پلوٹس کا "*Menaechmi*" پہلی مرتبہ اطالوی زبان میں پیش کیا گیا اور قدیم سے نشاۃ ثانیہ کے ڈرامہ میں عبور مکمل تیار ہو گیا۔ پندرھویں صدی کے اواخر میں مذہبی ڈرامہ اِٹلی میں تعلیم یافتہ ناظرین کی دلچسپی کھو بیٹھا; پاگان موضوعات عیسائی موضوعات کی جگہ لیتے گئے; اور جب مقامی ڈرامہ نگاروں' مثلاً بیبانا' مکیاویلی' آری اوستو اور آرے تینو نے کھیل لکھے تو ان کا انداز پلوٹس والی پھکڑ قسم کا تھا--- یہ دنیا کبھی من موہنی لگنے والی مسیح اور مریم کی کہانیوں سے دور تھی۔ رومن کامیڈی کے تمام پرانے سین' تمام مصنوعی پلاٹس تمام مضحکہ خیز کردار' بشمول بھڑووں اور فاحشاؤں کے'

جن کی مدد سے پلوٹس نے گڑھے میں کھڑے ناظرین کو محظوظ کیا تھا' تمام سوقیانہ خام پن اور ان گھڑ کھیل ان اطالوی کامیڈیز میں دوبارہ ظاہر ہوئے۔

سینیکا کے کھیلوں کی بقاء اور یونانی ڈرامہ کی بحالی کے باوجود ٹریجڈی نے کبھی نشاۃ ثانیہ کے سٹیج پر اظہار نہ پایا۔ حتیٰ کہ بالائی طبقات نے بھی گہرائی کی بجائے صرف لطف اندوزی چاہی اور جیان Trissino کے "*Sophonisba*" (1515ء) اور جووانی رُوچیلائی کے "*Rosamunda*" سے سرد مہری برتی۔ موخرالذکر کھیل بھی 1515ء میں لیو کے سامنے فلورنس میں روچیلائی کے باغات میں کھیلا گیا تھا۔

یہ اطالوی کامیڈی کی بد نصیبی تھی کہ اس نے اس وقت شکل اختیار کی جب اطالوی اخلاقیات روبہ انحطاط تھی۔ بیانا کے "*Calandra*" کمیاویلی کے "*Mandragola*" جیسے کھیل اعلیٰ اطالوی طبقات' حتیٰ کہ مہذب اُربینو کو بھی مطمئن کر سکے اور پوپس کے سامنے بیباکی سے پیش کیے گئے۔۔۔ یہ امر پھر ظاہر کرتا ہے کہ ذہنی آزادی کیسے اخلاقی انحطاط کے ساتھ موافقت اختیار کر سکتی ہے۔ جب ٹرینٹ کی مجلس میں "جوابی اصلاح" آئی (تقریباً 1545ء) تو مذہبی حلقے اور عوام کے ضابطہ اخلاق پر کڑی پابندیاں لگیں' اور نشاۃ ثانیہ کی کامیڈی کو اطالوی معاشرے کی تفریحات سے خارج کر دیا گیا۔

X۔ موسیقی

ڈراموں کے ایکٹس کے درمیانی وقفہ میں بیلے' تماشے اور نغمہ و سرود پیش کیا جانا اطالوی کامیڈی کے گناہوں کا کفارہ تھا۔ کیونکہ محبت کے بعد موسیقی ہی اِٹلی کے ہر طبقہ کی سب سے بڑی تفریح اور تسکین تھی۔ 1581ء میں ٹسکنی کا سفر کرنے والا ماشینی یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ "کسانوں نے اپنے ہاتھ میں بربط پکڑ رکھے تھے اور ان کے پاس ہی گڈریئے آری اوستو کے لکھے ہوئے مکالمے زبانی پڑھ رہے تھے:" لیکن "یہ چیز ہمیں سارے اِٹلی میں نظر آتی ہے۔" [99] نشاۃ ثانیہ کی مصوری کے ہزاروں مناظر میں لوگوں کو موسیقی بجاتے دکھایا گیا ہے۔۔۔ بہت سی تاجپوشیوں میں میڈونا کے پیروں میں بربط نواز فرشتوں سے لے کر "The Concert" میں ہارپسکارڈ بجاتے ہوئے آدمی کے

خاموش جلال تک، اور سیبا سٹیانو ڈیل پیامو کی "انسان کے تین دور" کے مرکز میں موجود لڑکا بھی دیکھیں۔ اسی طرح ادب بھی لوگوں کو اپنے گھروں میں، کام کے دوران، گلیوں، موسیقی کی اکیڈمیوں، خانقاہوں، رباط، کلیساؤں، جلوسوں، میلوں، مذہبی یا سیکولر کھیلوں، ڈرامہ کے غنائیہ حصوں یا وقفوں میں موسیقی گاتے یا بجاتے ہوئے پیش کیا گیا۔ امیر لوگ اپنے گھر میں مختلف اقسام کے آلات موسیقی رکھتے اور نغمہ و سرود کی نجی محفلیں منعقد کرتے تھے۔ عورتوں نے موسیقی سیکھنے اور فن کا مظاہرہ کرنے کے لیے کلب بنائے۔ اِٹلی موسیقی کا دیوانہ تھا۔۔۔ اور ہے۔

لوک گیتوں نے تمام ادوار میں ترقی پائی، اور باقاعدہ موسیقی نے مخصوص عرصے بعد خود کو نیا کیا، گوال گیتوں، بھجنوں، حتیٰ کہ عشائے ربانی کے دوران بھی موسیقی کیلئے عوامی دھنیں اختیار کی گئیں۔ چیلینی کہتا ہے "فلورنس میں لوگ گرمیوں کی راتوں کو ناچنے اور گانے کیلئے عوامی احاطوں میں اکٹھے ہونے کے عادی تھے۔" [۱۱۸] بازاری گویے --- Cantori di Piazza --- خوبصورت بربطوں پر اپنی غمگین یا شاداں دھنیں چھیڑتے، لوگ مریم کی شان میں مناجات، بھجن گانے کیلئے درگاہوں میں جمع ہوتے، اور وینس میں سینکڑوں بجروں میں سے ملن کے گیت چاند تک پہنچتے، یا خوش گلو عاشق پیچ در پیچ نہروں کے پراسرار سایوں میں اپنی گریزاں محبوباؤں تک شبینہ نغمات بھیجنے کی اُمید کرتے۔ تقریباً ہر اطالوی گا سکتا تھا، اور تقریباً سبھی سادہ نچلے سُر میں گانے کے اہل تھے۔ ان میں سے ہزاروں عوامی گیت "Frottole" (ننھے ننھے پھل) کے نام سے ہم تک پہنچے ہیں۔ یہ عموماً مختصر اور عشقیہ تھے۔ سابقہ صدیوں میں بلند ترین سُر نغمے پر غالب رہا تھا، اب پندرھویں صدی میں پنچم سُر (Soprano) فضا میں بکھرا۔ اس کیلئے زنانہ آواز کی ضرورت نہ تھی، اسی طرح اکثر و بیشتر اسے ایک لڑکا یا بالغ مرد اونچی آواز میں گاتا۔ (1562 Castrati ء تک پاپائی سنگیت منڈلی میں نہیں آیا تھا۔) [۱۱۹] تعلیم یافتہ طبقات میں موسیقی کا اچھا خاصہ علم درکار تھا۔ کاستیلیو نے اپنے درباری یا شائستہ آدمی سے موسیقی میں پیشہ ورانہ مہارت کا مطالبہ کیا، موسیقی "نہ صرف انسانی ذہنوں کو سرور بخشتی بلکہ اکثر جنگلی درندوں کو بھی مہذب بنا دیتی ہے۔" [۱۲۰] ہر مہذب شخص سے توقع کی جاتی تھی کہ وہ سادہ موسیقی کو دیکھتے ہی پڑھ لے گا، خود بھی کوئی ساز بجائے

گا اور برجستہ محفل موسیقی میں حصہ لے گا۔ ⁽²⁰⁾ کبھی کبھی لوگ ایک "*ballata*" میں شریک ہوتے جو گانے' ناچنے اور آلات بجانے پر مشتمل تھا۔ 1400ء کے بعد یونیورسٹیوں میں موسیقی کے کورسز اور ڈگریوں کی سہولت فراہم کی گئی؛ وہاں سینکڑوں موسیقی کی درسگاہیں موجود تھیں; تقریباً 1425ء میں وٹوریئو دا فیلترے نے میتوآ میں اک مدرسہ موسیقی کی بنیاد رکھی; انگلش زبان میں موسیقی کی "Conservatories" کا یہ نام اس لیے پڑا کیونکہ نیپلز میں بہت سے یتیم خانے (*Conservatori*) موسیقی کے سکولوں کے طور پر استعمال ہوتے تھے۔ ⁽²¹⁾ موسیقی کی علامتی زبان شائع ہونے کے ذریعہ اسے اور بھی وسعت ملی; تقریباً 1476ء میں Ulrich Hahn نے سُروں پر مشتمل ایک مکمل عبادت نامہ شائع کیا; اور 1501ء میں اوٹادیانوڈی پیاتروکی نے وینس کے مقام پر بھجنوں اور *frottole* کی تجارتی بنیادوں پر اشاعت شروع کی۔

درباروں میں موسیقی کسی بھی دوسرے آرٹ (ماسوائے ذاتی تزئین و آرائش) سے زیادہ نمایاں تھی۔ عام طور پر حکمران کسی پسندیدہ کلیساء کا انتخاب کرتا جس کا طائفہ اس کی خصوصی توجہ کا مرکز بن جاتا; وہ اس میں اِٹلی' فرانس' برگنڈی کے بہترین گلوکار اور موسیقار شامل کرنے کے لیے خاصی اچھی رقوم ادا کرتا; وہ نئے گلوکاروں کو بچپن سے ہی تربیت دیتا' جیسے فیڈریگو نے اُربینو میں کیا; اور وہ طائفے کے ارکان کو ریاستی تقریبات اور درباری جشنوں میں بھی استعمال کرنے کی توقع رکھتا تھا۔ برگنڈی کے Guillaume Dufay نے پیزارو اور رمینی میں مالاتیستا حکمرانوں کے دربار اور روم میں پاپائی گرجا خانہ میں چوتھائی صدی (44-1419ء) تک موسیقی کی ہدایتکاری کی۔ تقریباً 1460ء میں گلیازو ماریا سفورتسا نے گرجا خانے کے دو طائفے تشکیل دیئے اور ان میں فرانس سے Josquin Depres لا کر شامل کیا جو اس وقت کے مغربی یورپ کا مشہور ترین موسیقار تھا۔ لوڈوویکو سفورتسا نے لیونارڈو کو موسیقار سمجھ کر ہی مِیلان میں خوش آمدید کہا تھا; اور یہ امر قابل غور ہے کہ لیونارڈو کے ساتھ مشہور موسیقار اور آلات موسیقی بنانے والا Atalante Migliorotti بھی فلورنس سے مِیلان گیا تھا۔ بربط' باجے' بین اور پیانو تیار کرنے میں اور بھی زیادہ شہرت کے حامل پاویا کے لورینتسو Gusnasco نے بھی فلورنس میں قیام کیا۔ لوڈوویکو کا دربار گلوکاروں سے بھرا ہوا تھا;

ناریسو' ٹیسٹا گروسا' فلینڈرز کا Cordier' اور کرسٹوفرو رومانو (بیٹرائس کا پارسا محبوب)۔ سپین کے پیڈرو ماریا نے محل اور عوام میں نغمہ و سرود کی محفلیں سجائیں؛ اور فرانچینو Gaffuri نے مِیلان میں موسیقی کے مشہور نجی مدرسوں کی بنیاد رکھی اور وہاں پڑھایا۔ اِزابیلا ڈی ایستے موسیقی کی شیدائی تھی' اور خود بھی کئی ساز بجالیتی تھی۔ اس نے ایک قدیم طرز کا پیانو بنانے کا آرڈر دیتے وقت لورینتسو Gusnasco کو ہدایت کی کہ کی بورڈ ہلکا سا چھونے پر ہی کام کرنا چاہیے "کیونکہ ہمارے ہاتھ اتنے نرم و نازک ہیں کہ زیادہ سخت کی بورڈ پر صحیح کارکردگی نہیں دکھاسکتے۔"[۴۵] اس کے دربار میں اس دور کا سرکردہ بربط نواز مارچیٹو کیرا اور خوبصورت گوال گیت تشکیل دینے والا بارتولومیو ٹرامبو نچینو رہتا تھا؛ بارتولومیو اپنی بیوفا بیوی کو قتل کر کے بھی سزا سے صاف بچ گیا۔

آخر کار کیتھیڈرلز' کلیساء' خانقاہیں اور رباط میں بھی موسیقی گونجی۔ وینس' بولونیا' نیپلز اور مِیلان میں راہبائیں "شام کی دعائیں" (Vispers) اتنے دلکش انداز میں گاتی تھیں کہ ایک ہجوم انہیں سننے کو جمع ہو جاتا۔ سکسٹس IV نے سِسٹائن گرجا خانہ کا مشہور طائفہ منظم کیا؛ جولیس II نے سینٹ پیٹرز میں *"Capella lulia"* (جولیئن گرجا خانے کا طائفہ) کا اضافہ کیا جس نے سِسٹائن طائفے کے لیے گلوکاروں کو تربیت دی۔ یہ نشاۃ ثانیہ میں لاطینی دنیا کے فنِ موسیقی کی اوج کمال تھی؛ تمام رومن کیتھولک ممالک سے گلوکار اس میں شامل ہوئے۔ سادہ صداکاری اب بھی کلیسائی موسیقی میں کلیسیائی قانون کا حصہ تھی؛ لیکن یہاں وہاں فرانس کا *ars nova* --- پیچیدہ لحن بندی کی ایک صورت--- بھی رومن سنگیت منڈلیوں میں شامل ہو گیا اور پیلسٹرینا و وکٹوریہ کے لیے تیاری کی۔ ایک دور میں کسی کلیسائی سنگیت منڈلی کے ساتھ آرگن کے علاوہ کسی اور ساز کا سنگت کرنا غیر محترم سمجھا جاتا تھا؛ لیکن سولھویں صدی میں کلیسائی موسیقی کو کچھ خوبصورتی اور سیکولر زینت بخشنے کی خاطر مختلف ساز بھی شامل کر لیے گئے۔ وینس کے سینٹ مارکس میں فلینڈری استاد' بروجیز کے ایڈریان Willaert نے پچیس برس تک سنگیت منڈلیوں کی صدارت کی' اور انہیں ایسی کارکردگی دکھانے کی تربیت دی جس نے روم کو حاسد بنا دیا۔ فلورنس میں انٹونیو

Squarcialupi نے ایک "مکتبہ آہنگ" منظم کیا جس کا لورینتسو بھی ایک رُکن تھا۔ انٹونیو ایک پُشت تک کیتھیڈرل طائفے پر حکومت کرتا رہا' اور عظیم duomo موسیقی سے گونج اٹھا جس نے تمام فلسفیانہ تشکیک کا گلا دبا دیا۔ لیوں باتستا البرٹی ایک متشکک تھا' لیکن طائفے کا سنگیت سن کر اسے یقین آگیا:

> گلوکاری کے باقی تمام طریقے تکرار کا شکار ہیں; صرف مذہبی موسیقی ہی کبھی بے مزہ نہیں ہوتی۔ میں نہیں جانتا کہ دوسروں پر کیا اثر ہوتا ہے; لیکن کلیسیاء کی یہ مناجات اور بھجن مجھ پر عین وہی اثر ڈالتے ہیں جس کے لیے انہیں بنایا گیا تھا' یعنی روح کی ساری پریشانی دور ہو جاتی ہے اور خدا کی جانب احترام سے بھرپور ایک مخصوص ناقابل بیان نقاہت کو تحریک ملتی ہے۔ کس انسان کا دل اتنا سخت ہوگا کہ ان آوازوں کا دلنشین زیر و بم سننے پر نرم نہ پڑ جائے؟ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہماری انسانی بیچارگی کے خلاف خدا سے مدد مانگنے والے یونانی الفاظ (Kyrie eleison) کو سن کر..... میں ہمیشہ رونے لگتا ہوں۔ تب میں غور کرتا ہوں کہ موسیقی ہمیں سکون و راحت دینے کے لیے اپنے اندر کیسی طاقت رکھتی ہے۔[116]

اِٹلی میں اس مقبولیت کے باوجود موسیقی کا فن بیشتر نشاۃ ثانیہ کے دوران فرانس کا ہم پلہ نہ ہو سکا۔ پوپس کے آوی نیون چلے جانے سے پاپائی محصولات سے محرومی' اور چودھویں صدی میں بھی مقامی آمروں کے غیر مہذب درباروں کے باعث اِٹلی میں اعلیٰ درجہ کی موسیقی کے لیے جوش و جذبے کا فقدان تھا۔ اِٹلی نے گوال گیت تو بنائے' لیکن پراونس کے عشقیہ شاعروں کو سامنے رکھ کر بنائے گئے یہ گیت ایک اس قدر طے شدہ طرز کے تھے کہ اپنی یکسانیت انہیں لے ڈوبی۔

اِٹلی میں Trecento (چودھویں صدی کی) موسیقی کا فخر فلورنس میں سان لورینتسو کا آرگن نواز فرانسسکو لانڈینی تھا۔ وہ بچپن سے ہی نابینا ہونے کے باوجود اپنے دور کے عمدہ ترین اور محبوب ترین موسیقاروں میں سے ایک تھا: اسے آرگن نواز' بربط نواز' موسیقار' شاعر اور فلسفی کے طور پر عزت ملی۔ لیکن اس نے بھی اپنی برتری فرانس سے حاصل کی: اس کی 200 سیکولر دُھنوں نے اطالوی سروں پر

ars nova لاگو کیا جس نے ایک پشت قبل فرانس میں غلبہ پایا تھا۔ "نیافن" دو لحاظ سے نیا تھا: اس نے کلیسائی موسیقی میں ثنائی سروں (Binary rhythms) کو بھی قبول کیا; اور اس نے موسیقی کی زیادہ پیچیدہ اور لچک دار علامتیں اختراع کیں۔ پوپ جان XXII نے ars nova کو دلکش اور گھٹیا قرار دے کر اپنا نشانہ بنایا' اور اس کی عائد کردہ پابندی نے اِٹلی میں موسیقی کی ترقی کی حوصلہ شکنی میں کچھ کردار ادا کیا۔ تاہم' جان XXII کو بھی موت آنا ہی تھی' البتہ کچھ مواقع پر اس کے برعکس محسوس ہونے لگا تھا۔ نوے برس کی عمر میں اس کی موت (1334ء) کے بعد نئے آرٹ نے فرانس میں اعلیٰ موسیقی میں فتح حاصل کی اور کچھ ہی عرصہ بعد اِٹلی پر بھی غلبہ پایا۔

آوی نیون میں فرانسیسی اور فلینڈری گلوکاروں اور موسیقاروں نے پاپائی سنگیت منڈلی تشکیل دی۔ جب پاپائیت واپس روم آئی تو اپنے ساتھ فرانسیسی' فلینڈری اور ولندیزی موسیقاروں اور گلوکاروں کی بہت بڑی تعداد بھی لائی; اور یہ غیر ملکی موسیقار اور ان کے جانشین ایک صدی تک اطالوی موسیقی پر چھائے رہے۔ سکسٹس IV تک پاپائی سنگیت منڈلی کی تمام آوازیں آلپس کے اُس پار سے آئی ہوئی تھیں; اور پندرھویں صدی کے درباروں کی موسیقی میں بھی ایک ایسی ہی غیر ملکی بالادستی قائم تھی۔ جب Squarcialupi مرا (اندازاً 1475ء) تو لورینتسو نے اس کی جگہ پر ایک ولندیزی بائنرخ ایساق کو فلورنس کے کیتھیڈرل میں بطور آرگن نواز منتخب کیا۔ بائنرخ نے کچھ ایک *Canti Carnascialeschi* اور پولیشان کی کچھ نظموں کے لیے موسیقی ترتیب دی' اور مستقبل کے لیو X کو فرانسیسی گیتوں سے محبت۔۔۔۔ حتیٰ کہ ان کی موسیقی ترتیب دینا۔۔۔ کرنا سکھایا۔ عنلہ کچھ عرصہ تک فرانس کے غنائی گیت اِٹلی میں گائے گئے۔

فرانسیسی فوجوں کے اِٹلی پر حملے سے ایک صدی پہلے فرانسیسی موسیقاروں کے حملے نے 1520ء کے آس پاس اطالوی موسیقی میں ایک انقلاب بپا کیا۔ کیونکہ شمال سے آنے والے یہ افراد۔۔۔ اور ان سے تربیت پانے والے اطالوی۔۔۔ *ars nova* میں ڈوبے ہوئے تھے' اور انہوں نے اِٹلی کی غنائی شاعری کو اسی کے سانچے میں ڈھالا۔ انہیں پیترارک' آری اوستو' سنازارو اور بیمبو۔۔۔ بعد ازاں تاسو اور گوارینی۔۔۔ میں

موسیقی کے لیے فریاد کناں اشعار ملے؛ کیا شاعری نے ہمیشہ خود کو گیت نہیں تو کم از کم لحنیہ (Recitative) ہی بنانے کی کوشش نہیں کی تھی؟ پیترارک کی "Canzoniere" موسیقاروں کا دل موہ چکی تھی؛ اب اس کا ہر شعر موسیقی میں ڈھالا گیا' کچھ حصوں کو تو بارہ یا زائد مرتب مختلف دُھنیں نصیب ہوئیں؛ دنیائے ادب میں پیترارک ہی ایک ایسا شاعر ہے جسے نہایت مکمل طور پر موسیقی کی خلعت عطا ہوئی۔ یا پھر نامعلوم شاعروں کی لیکن سادہ اور نمو پذیر جذبے کے حامل چھوٹے چھوٹے گیتوں نے ہر دل کے تار چھیڑے اور ہر ساز کی تاروں کو دعوت دی۔ مثلاً:

آلپس میں پتوں او پھولوں کا تبادلہ کرتی ہوئی دلکش کنواریوں کو میں نے موسم گرما کے درختوں تلے دیکھا جو محبت کے گیت گنگناتی ہوئی گجرے بنا رہی تھیں۔ ان ہمجولیوں میں سب سے خوبصورت نے اپنی نظریں میری طرف پھیریں اور سرگوشی کی' "لو!" میں اسیرِ محبت کھڑا رہا' اور ایک لفظ بھی نہ بولا۔ وہ میرے دل کی بات جان گئی' اور اپنا خوبصورت گجرا دیا؛ تب سے میں تاحیات اس کا خادم بن گیا ہوں۔ [۸۰]

موسیقاروں نے اس قسم کی نظموں کو بھجن کی بھرپور اور پیچیدہ موسیقی دی: کثیر صوتیت (Polyphony)' جس میں چاروں حصے--- جنہیں چار یا آٹھ آوازیں گاتیں--- برابر اہمیت کے تھے' بجائے اس کے کہ تین حصے ایک کے ضمنی ہوں؛ اور امدادی نغمہ (Counterpoint) کی تمامتر پیچیدہ لطافت اور گمک آواز کے چار خود مختار دھاروں کو آہنگ کے ایک دریا میں لاتی۔ یوں سولہویں صدی کا اطالوی گوال گیت پیدا ہوا--- اطالوی آرٹ کے خوبصورت ترین پھولوں میں سے ایک۔ دانتے کے عہد کی موسیقی شاعری کی کنیز ہوا کرتی تھی' اب یہ بھرپور نمو یافتہ حصہ دار بن گئی۔ اب یہ لفظوں کو مبہم اور نہ ہی جذبے کو خلط ملط کرتی تھی' بلکہ انہیں ایک ایسی موسیقی کے ساتھ باندھ دیا جس نے انہیں دوگنا متاثر کن بنا دیا' جبکہ اس کی تیکنیکی مہارت سے تعلیم یافتہ ذہن کو شادمانی بخشی۔

سولہویں صدی کے اِٹلی میں تقریباً سبھی عظیم موسیقار' حتیٰ کہ 'پیلسٹرینا' نے اپنے آرٹ کو گاہے بگاہے گوال گیت کی جانب موڑا۔ اِٹلی میں رہائش پذیر ایک فرانسیسی

Philippe Verdelot اور ایک اطالوی Costanza Festa نے 1520ء اور 1530ء کے درمیان نیا انداز تشکیل دینے میں سبقت حاصل کرنے کے لیے آپس میں مقابلہ کیا؛ ان کے بعد Arcadelt --- روم میں فلیمنگ --- آیا جس کا ذکر رابلس نے کیا۔ [۹۵]

وینس میں Adrian Willaert نے اپنے دور کے بہترین گوال گیت مرتب کرنے کے لیے سان مارکو کے سماع خانے میں اپنی ذمہ داریاں کم کیں۔

عموماً گوال گیت ساز کی سنگت کے بغیر گایا جاتا تھا۔ آلات موسیقی لاتعداد تھے' لیکن صرف آرگن نے ہی انسانی آواز کے ساتھ مقابلے کی جرات کی۔ آلاتی موسیقی نے سولہویں صدی کے اوائل میں رقص اور کورس کے لیے تیار کردہ دھنوں میں سے ترقی پائی؛ اسی طرح پاوین' سالٹاریلو اور سارابند رقص بھی آلات موسیقی تک آیا؛ اور گانے کے بغیر بجائے جانے والے ایک گوال گیت کی موسیقی سازینہ Canzone بن گئی جو سوناٹا کا ایک دُور پار کا جدِ امجد ہے۔ [۹۵a] اسی سے سمفنی بنی۔

آرگن چودھویں صدی میں آج جیسی ترقی یافتہ صورت حاصل کر چکا تھا۔ پیڈل بورڈ اسی دور میں جرمنی اور نچلے ممالک میں نمودار ہوا اور جلد ہی فرانس و سپین میں اپنایا گیا؛ اِٹلی نے اس کی قبولیت کو سولہویں صدی تک موخر کیا۔ اس وقت تک بیشتر بڑے آرگنوں میں مختلف بندشوں اور جفت گروں (Stop and Couplers) والے کی بورڈز تھے۔ کلیساء کے بڑے بڑے آرگن بذات خود آرٹ کے نمونے تھے' جنہیں ماہر فنکاروں نے ڈیزائن کیا' بنایا اور پینٹ کیا تھا۔ ظاہری صورت سے یہی محبت دیگر آلات موسیقی بنانے پر منتج ہوئی۔ بربط --- گھر کا پسندیدہ ساز --- لکڑی اور ہاتھی دانت سے انار کی شکل میں بنایا جاتا۔ بربط گود میں رکھ کر اس کی تاریں کستی ہوئی ایک پیاری عورت کی تصویر نے اِٹلی میں بہت سے حساس ذہنوں کو متاثر کیا۔ ستار' طنبورے' تیرہ تارے' سنتور اور گِٹار بھی موسیقی شناس انگلیوں کو مرغوب تھے۔

Plucking کو مضراب پر ترجیح دینے والوں کے لیے مختلف سائزوں کے وائل موجود تھے جنہیں ایک بازو پہ رکھ کر بجایا جاتا۔ یہی وائل تقریباً 1540ء میں وائلن بن گیا۔ ہوائی ساز تاروں والے سازوں کی نسبت کم مقبول تھے: نشاۃ ثانیہ کو بھی وہی اعتراض تھا جو ایلسی بیادیس نے گالیں پھلا کر موسیقی پیدا کرنے پر اٹھایا تھا؛ بہرحال

مُرلیاں اور بانسریاں' بین' بگل' نفیریاں' نے' شہنائیاں یا دو بنسریئے موجود تھے۔ ضرب پذیر آلات موسیقی--- ڈھول' ڈھولکی' طنبورا' کھڑتال' جھانجھ--- نے سنگیت میں اپنے جوش و خروش کا اضافہ کیا۔ نشاۃ ثانیہ کے ساز مشرقی ماخذ کے حامل تھے' ماسوائے کی بورڈ کے جسے آرگن کے علاوہ دیگر آلات میں بھی شامل کیا گیا۔ ان کی بورڈ والے آلات میں پیانو (Clavichord) سب سے قدیم تھا' جو بارھویں صدی میں منظر عام پر آیا اور اس نے باخ کے دنوں میں ایک جذباتی بازیافت پائی تھی; سولھویں صدی میں اس کی جگہ ہارپسکارڈ نے لے لی۔

یہ تمام آلات اب بھی آواز کے تابع تھے; اور نشاۃ ثانیہ کے عظیم ماہر فن گلوکار ہی تھے۔ لیکن فیرارا کے الفونسو کو 1476ء میں بپتسمہ دینے کے موقعہ پر ہم Schifanoia محل میں ایک ضیافت کے متعلق سنتے ہیں جس میں ایک سو بگل' نفیری اور طنبورہ بجانے والوں نے سازینہ پیش کیا تھا۔ سولھویں صدی میں فلورنس کی مجلس بلدیہ نے موسیقاروں کا ایک باقاعدہ بینڈ ملازم رکھا' جس میں چیلینی بھی شامل تھا۔ اس دور کی محفل سرود میں مختلف سازوں کے ذریعہ فن کا مظاہرہ کیا جاتا' لیکن سامعین چند اشرافیہ گھرانے ہی تھے۔ دوسری طرف ایک ساز پر فن کا مظاہرہ بہت مقبول تھا۔ لوگ کلیساء میں نہ صرف عبادت کرنے بلکہ Squarcialupi یا اور کانیا جیسے عظیم آرگن نواز فنکاروں کو بھی سننے جاتے تھے۔ جب پیاترو نے فیرارا میں بورسو کے دربار میں بربط بجایا تو سامعین کی روحیں (ہمیں بتایا گیا) اس دنیا سے اُڑ کر اگلی دنیا میں چلی گئیں۔ عظیم مغنی دن بھر کے پسندیدہ ترین فنکار ہوتے' جو اپنی موت سے پہلے ہی تمام تر شہرت حاصل کر لیتے۔

موسیقی کی تھیوری کارکردگی سے ایک پُشت پیچھے تھی: فنکاروں نے اختراعات پیش کیں' نکتہ سازوں نے انہیں مسترد کیا اور پھر بحث کے بعد منظور کر لیا۔ دریں اثناء کثیر صوتی' لحن بندی اور ہمنوائی کے اصول آسان تر سکھلائی اور تفہیم کے لیے تشکیل دیئے گئے۔ نشاۃ ثانیہ کی موسیقی کی عظیم خصوصیت تھیوری یا تیکنیکی ترقیوں میں نہیں بلکہ موسیقی کی بڑھتی ہوئی سیکولریت میں تھی۔ سولھویں صدی میں ترقی اور تجربات کرنے والی موسیقی مذہبی نہیں تھی; اس کی بجائے یہ گوال گیت اور درباروں کی موسیقی

تھی۔ سولھویں صدی کے اِٹلی کی موسیقی فلسفہ و ادب کے پہلو بہ پہلو چلتے' اور نشاۃ ثانیہ کے آرٹ کا پاگان پہلو اور ضابطہ اخلاق کی ڈھیل منعکس کرتے ہوئے کلیسیائی قابو سے نکل گئی اور محبت کی شاعری میں تحریک ڈھونڈی؛ مذہب اور جنس کے درمیان پرانا جھگڑا ایروس کی فتح نے کچھ دیر کے لیے حل کر دیا۔ "کنواری" کا دور حکومت اختتام پذیر ہوا' عورت کی تخت نشینی کی ابتداء ہوئی۔ لیکن دونوں ادوار حکومت میں موسیقی ملکہ کی خادمہ تھی۔

XI۔ تناظر

کیا نشاۃ ثانیہ کی اخلاقیات اصل میں دیگر زمینوں یا ادوار کی نسبت بد تر تھی؟ موازنے کرنا مشکل ہے' کیونکہ شہادت کی نوعیت انتخابی ہے۔ ایتھنز میں ایلسی بیادیس کے دور نے جنسی تعلقات اور سیاسی فریب کاری کے حوالے سے نشاۃ ثانیہ والی بے اخلاقی کو کافی حد تک پیش کیا؛ اس نے بھی وسیع پیمانے پر اسقاط حمل کیا اور عالم فاضل طوائفیں پیدا کیں؛ اس نے بھی عقل اور جبلتوں کو بیک وقت آزادی دی؛ اور افلاطون کی "ریاست" میں تھراسی مکس جیسے سوفسطائیوں نے میکیاویلی کی پیش بینی کرتے ہوئے اخلاقیات کو کمزوری قرار دے کر لتاڑا۔ (ان معاملات میں محض مبہم تاثرات تک محدود ہونے کے باعث) شاید کلاسیکی یونان میں نشاۃ ثانیہ کے اِٹلی کی نسبت کم ذاتی تشدد تھا' اور مذہبی و سیاسی بدعنوانی میں بھی کچھ کمی تھی۔ رومن تاریخ کی ایک مکمل صدی کے دوران --- سیزر سے نیرو تک --- نشاۃ ثانیہ کی نسبت ہمیں حکومت میں زیادہ بدعنوانی' شادی میں بد تر ٹوٹ پھوٹ ملتی ہے؛ لیکن اس عہد میں بھی روم کا کردار متعدد رواقی فضائل کا حامل تھا؛ سیزر رشوت ستانی اور محبت میں اپنی تمامتر صلاحیت کے باوجود ابھی تک سپہ سالاروں کی قوم میں عظیم ترین سپہ سالار تھا۔

نشاۃ ثانیہ کی انفرادیت پسندی اس کی عقلی جولانی کا ایک اور پہلو تھا' لیکن اخلاقیات اور سیاست کے حوالے سے قرون وسطیٰ کی فرقہ واری روح کے ساتھ موازنے میں سازگار نہیں۔ سیاسی دھوکہ بازی' فریب کاری اور جرم غالباً چودھویں اور پندرھویں صدی کے جرمنی' فرانس اور انگلینڈ میں بھی اتنے ہی غالب تھے جتنا کہ

اِٹلی میں' لیکن یہ ممالک اتنی دانش رکھتے تھے کہ کوئی میکیاویلی پیدا نہ کریں جو ان کی ریاستی چال بازی کے اصول منکشف کرے۔ آلپس کے دامن کی بجائے شمال میں اخلاقیات نہیں بلکہ آداب ناشائستہ تھے' ماسوائے فرانس میں ایک چھوٹے سے طبقہ کے جو ابھی تک جنگجوئی کا بہتر پہلو برقرار رکھے ہوئے تھا۔ موقعہ ملنے پر فرانسیسی بھی زناکاری میں اطالویوں جیسے ماہر ہوگئے; ذرا دیکھیں کہ انہوں نے آتشک کو کیسے فوری طور پر اپنا لیا; "fabliaux" میں جنسی ہنگامہ نوٹ کریں; برگنڈی کے ڈیوک فلپ کی چوبیں محبوبائیں' اور فرانسیسی بادشاہوں کی Agnes Sorels اور Dianes de Potiers کو شمار کریں; برانتومے کو پڑھیں۔

چودھویں اور پندرھویں صدیوں کے جرمنی اور انگلینڈ اتنے غریب تھے کہ بے اخلاقی میں اِٹلی کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔ چنانچہ ان ممالک سے آنے والے سیاح اطالوی زندگی کی اخلاقی چھوٹ دیکھ کر حیران رہ گئے۔ لوتھر 1511ء میں اِٹلی آیا' وہ نتیجہ اخذ کرتا ہے کہ "اگر کوئی دوزخ ہے تو روم اس کے اوپر بنایا گیا ہے; اور یہ بات میں نے روم میں ہی سنی ہے۔" [۱۱۸] تقریباً 1550ء میں اِٹلی آنے والے انگریز محقق راجر Ascham کی حیرت زدہ رائے ہر کوئی جانتا ہے:

> ایک دفعہ میں خود بھی اِٹلی میں ٹھہرا; لیکن خدا کا شکر ہے کہ وہاں میرا قیام صرف نو دن کا تھا; پھر بھی میں نے اس مختصر عرصے کے دوران' ایک ہی شہر میں گناہ کی اس قدر آزادی دیکھی کہ جتنی لندن کے کسی مہذب شہر میں نو سال کے دوران سنی بھی نہ تھی۔ میں نے دیکھا کہ وہاں گناہ کرنے کی اتنی ہی آزادی تھی (نہ صرف سزا بلکہ کسی آدمی کی توجہ کے بھی بغیر) جتنی لندن میں یہ انتخاب کرنے کی ہے کہ آیا ایک آدمی کو جوتا یا سلیپر پہننے پر برا بھلا کہنا چاہیے یا نہیں۔ [۱۱۹]

اور وہ ایک ضرب المثل کا حوالہ دیتا ہے: "اطالویوں کا مقلد انگریز مجسم شیطان ہے۔"

ہم اِٹلی کی بے راہ روی کے متعلق آلپس پار یورپ کی بے راہ روی کی نسبت بہتر طور پر جانتے ہیں' کیونکہ ہمیں اِٹلی کے متعلق زیادہ معلومات میسر ہیں' اور کیونکہ

اطالوی عوام نے اپنی بے اخلاقی چھپانے کی بہت کم کوشش کی' اور کبھی کبھی اس کے دفاع میں کتابیں بھی لکھیں۔ تاہم' اسی قسم کی ایک کتاب کے مصنف میکیاویلی نے اٹلی کو "دیگر تمام ممالک سے زیادہ بے راہ رو" بیان کیا' اور اس کے بعد "فرانسیسیوں اور ہسپانویوں کا درجہ آتا ہے;" ؀ اس نے جرمنوں اور سوستانیوں کی تعریف کی جو ابھی تک قدیم روم کی متعدد مردانہ فضیلتیں برقرار رکھے ہوئے تھے۔ ہم انکساری کے ساتھ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ اٹلی زیادہ بے اخلاق تھا کیونکہ وہ زیادہ امیر' حکومت اور قانون کی بالادستی میں کمزور' اور اس عقلی ترقی میں زیادہ آگے بڑھا ہوا تھا جو عموماً اخلاقی چھوٹ کا باعث بنتی ہے۔

اطالویوں نے اس چھوٹ کو قابو کرنے کی کچھ قابل تعریف کوششیں کیں۔ بیکار ترین کوششیں اخراجاتی قواعد تھے کہ تقریباً ہر ریاست نے لباس پر فضول خرچی کو ممنوع قرار دیا; مردوں اور عورتوں کا سنگھار درپہ تواتر کے ساتھ قانون کی گرفت سے باہر رہا۔ پوپس نے بے اخلاقی کے خلاف دشنام طرازی کی' لیکن کچھ کیسوں میں خود بھی بہاؤ میں بہہ گئے; کلیسیاء میں برائیوں کی اصلاح کرنے کے لیے ان کی کوششیں مذہبی طبقہ کے جمود یا مفادات نے بیکار بنا دیں; البتہ خود شاذ و نادر ہی اتنے عیار تھے جتنا کہ تاریخ انہیں پیش کرتی ہے' لیکن انہیں کلیسیاء کی اخلاقی صحت بحال کرنے سے زیادہ پاپائیت کی سیاسی قوت دوبارہ قائم کرنے کی فکر تھی۔ گوپچارڈینی کہتا ہے: "ہمارے بگڑے عہد میں جب اسقف کی اچھائی دیگر افراد کی عیاری پر سبقت نہ حاصل کر سکے تو اسے برا بھلا کہا جاتا ہے۔" ؀ اس دور کے عظیم مبلغین نے اصلاح کی دلیرانہ کوششیں کیں۔۔۔ سینا کا سینٹ برنارڈینو' رابرٹو دا لیکے' سان جووانی دا کیپسٹرانو اور ساوونارولا۔ ان کے وعظ اور سامعین اس عہد کے رنگ اور کردار کا حصہ تھے۔ انہوں نے دو ٹوک انداز میں برائی کو مسترد کر کے اپنی شہرت کمائی; انہوں نے متحارب دھڑوں کو مائل کیا کہ انتقام کا خیال چھوڑ کر امن سے زندگی گذاریں; انہوں نے حکومتوں کو مجبور کیا کہ دیوالیہ مقروضوں کو رہا کریں اور وطن بدری کے حکم واپس لیں; وہ سخت دل گنہگاروں کو عشائے ربانی کی رسومات میں واپس لائے۔

یہ زبردست مبلغین بھی ناکام رہے۔ شکار بازی اور وحشت کے ایک لاکھ سال میں

تشکیل پانے والی جبلتیں اخلاقیات کے رخنہ زدہ خول میں سے دوبارہ باہر نکل آئیں؛ اخلاقیات مذہبی عقیدے کی حمایت' محترم حاکمیت اور محکم قانون سے محروم ہو چکی تھی۔ ایک دور میں بادشاہوں پر حکومت کرنے والا عظیم کلیسیاء اب اپنے اوپر ہی حکومت یا اپنی صفائی نہیں کر پا رہا تھا۔ ایک کے بعد دوسری ریاست میں سیاسی آزادی کی تباہی نے مہذب احساس کو کند کر دیا تھا جس نے ماضی میں قرون وسطیٰ کی پنچایتوں کو رہائی اور رفعت دلائی تھی؛ جہاں کبھی شہری ہوا کرتے تھے' اب وہاں صرف افراد تھے۔ حکومت سے خارج کردہ اور دولت سے معمور انسان لذت کوشی کی جانب مڑے' اور غیر ملکی حملوں نے انہیں دلفریبیوں کے درمیان حیران کر دیا۔ شہری ریاستوں نے دو صدیوں تک ان کی قوتوں' عیاری اور سرکشی کو ایک دوسرے کے خلاف متعین کیا؛ اب ان کے لیے ایک مشترکہ دشمن کے خلاف متحد ہونا ناممکن تھا۔ اصلاح کی تمام التجاؤں کے جواب میں دُھتکارے گئے ساوونارولا جیسے مبلغین نے اِٹلی پر آسمانی قہر نازل ہونے کی بددعا دی' اور روم کی تباہی اور کلیسیاء کی ٹوٹ پھوٹ کی پیشگوئی کی۔ پاپائی ریاستوں کی جنگوں اور اطالوی زندگی کے تعیشات کے لیے خراج بھیج بھیج کر تھک چکے فرانس' سپین اور جرمنی نے عزم و قوت سے اس قدر عاری' حسن اور دولت میں اس قدر دعوت انگیز جزیرہ نما کو حیرت اور رشک کی نگاہ سے دیکھا۔ شکاری پرندے اِٹلی کو نوچنے کے لیے جمع ہو گئے۔

اِکیسواں باب

سیاسی شِکست

(1494ء – 1534ء)

I۔ فرانس اِٹلی کو دریافت کرتا ہے: 5-1494ء[1]

1494ء میں اِٹلی کی صورتحال کو ذہن میں لائیں۔ شہری ریاستیں صنعت و تجارت کی تنظیم و ترقی سے معمور متوسط طبقے کی سرفرازی سے ابھری تھیں۔ انہوں نے خاندانوں کے جھگڑوں اور طبقات کے تضادات کے بیچ میں امن و امان قائم رکھنے کی قابلیت سے محروم نیم جمہوری حکومتوں کے ذریعہ اپنی پنچایتی آزادی کھو دی تھی۔ جب ان کے بحری بیڑے اور مصنوعات دور دراز بندرگاہوں تک پہنچ رہی تھیں تو تب بھی ان کی معیشت کا ڈھانچہ دیسی ہی تھا۔ انہوں نے بیرونی ریاستوں سے زیادہ آپس میں سخت مقابلہ کیا: انہوں نے اِٹلی کے سابق مقبوضہ خِطوں میں فرانسیسی' جرمن اور ہسپانوی تجارت کی توسیع کے سامنے کوئی متحدہ مدافعت نہ کی۔ اگرچہ اِٹلی نے امریکہ کو دوبارہ دریافت کرنے والے آدمی کو جنم دیا تھا' لیکن اسے فانس سپین نے کیا: تجارت اس کے پیچھے پیچھے گئی اور وہ سونا لے کر واپس لوٹا: بحراوقیانوس کی اقوام پھلی پھولیں اور مدیترانہ گورے آدمی کی معاشی زندگی کا حمایت یافتہ گھر نہ رہا۔ پُرتگال مشرق قریب اور مشرق وسطیٰ میں مسلمان رکاوٹوں سے دامن بچا کر اپنے بحری جہاز افریقہ کے اوپر سے ہندوستان اور چین کو بھیج رہا تھا: حتیٰ کہ جرمن بھی آلپس کے اوپر سے اِٹلی کی

بجائے دریائے رائن (Rhine) کے دہانوں کے ذریعے جہاز رانی کر رہے تھے۔ ایک سو سال تک اطالوی اونی مصنوعات خریدنے والے ممالک اب انہیں خود بنا رہے تھے؛ اطالوی بنکاروں کو سود ادا کرنے والی اقوام اب اپنے سرمایہ کاروں کی نشوونما کر رہی تھیں۔ عشری محصولات' سالانہ محصولات' پطرس کا چندہ' مغفرت ناموں کے معاوضے اور زائرین کے سکے اب آلپس پار کے یورپ کی جانب سے اِٹلی میں مرکزی معاشی امداد تھے؛ اور جلد ہی ایک تہائی یورپ نے اس بہاؤ کا رخ موڑ دیا۔ اس پشت میں جب اِٹلی کی جمع شدہ دولت نے اس کے شہروں کو قطعی شان و شوکت اور آرٹ کی بلندیوں تک پہنچایا تو اِٹلی معاشی لحاظ سے انجام کو پہنچ چکا تھا۔

اِٹلی سیاسی طور پر بھی فنا پذیر تھا۔ وہ برسرپیکار معیشتوں اور ریاستوں میں منقسم رہا' جبکہ قومی معیشت کی ترقی' دیگر یورپی معاشروں میں' جاگیردارانہ رعیتوں سے مطلق العنانی ریاست میں عبور کے لیے مجبور اور سرمایہ کاری کر رہی تھی۔ فرانس نے خود کو لوئی XI کے تحت منظم کیا' اور بارنز (نوابوں) کو درباریوں اور شہریوں کو محب الوطنوں میں تبدیل کر دیا؛ سپین نے آراگون کے فرڈی نینڈ کو کاسٹیلے سے بیاہ کر' گریناڈا فتح کر کے اور مذہبی اتحاد کو خون کے ساتھ پختہ کر کے خود کو متحد کیا؛ انگلینڈ نے ہنری VII کے تحت استحکام پایا؛ اور جرمنی نے اِٹلی ہی کی طرح لخت لخت ہونے کے باوجود ایک بادشاہ اور شہنشاہ کو تسلیم کیا' اور گاہے بگاہے اسے کسی نہ کسی اطالوی ریاست پر دھاوا بولنے کے لیے رقم اور سپاہی بھی دیئے۔ انگلینڈ' فرانس' سپین اور جرمنی نے اپنے ہی عوام میں سے قومی افواج بنائیں' اور ان کے اشراف نے توپ خانہ اور قیادت مہیا کی؛ اطالوی شہروں کے پاس صرف لوٹ مار کے لالچی کرائے کے فوجیوں پر مشتمل چھوٹی چھوٹی طاقتیں تھیں جن کے قابل خرید "کرائے کے سالار" ہلاکت خیز زخموں سے گریز کرتے تھے۔ یورپ پر اِٹلی کا غیر محفوظ پن منکشف کرنے کے لیے صرف ایک آویزش کی ضرورت تھی۔

اب یورپ کے نصف دربار پکا ہوا پھل توڑنے کے لیے سفارتی چالبازی سے معمور تھے۔ فرانس نے پہلا حق جتایا' اور وہ بھی کافی ٹھوس بنیادوں پر۔ جیان گلیازو وسکونٹی نے اپنی بیٹی ویلنٹینا کو اورلینز کے پہلے ڈیوک لوئی سے بیاہا (1387ء) اور شاہی

خاندان کے ساتھ اس راحت رساں تعلق کے عوض تسلیم کیا کہ اگر اس کی اپنی نرینہ اولاد نہ ہوئی تو ویلنٹینا اور اس کی نرینہ اولاد کو میلان کی ڈچی کا حق حاصل ہو گا؛ فلیپو ماریا ویسکونٹی کی وفات (1447ء) پر انہیں یہ حق مل گیا۔ اس کے داماد فرانسسکو سفورتسا نے فلیپو ماریا کی بیٹی بیانکا کو حاصل استحقاق کے ذریعہ میلان پر قبضہ کر لیا؛ لیکن اورلینز کے ڈیوک چارلس نے میلان ویلنٹینا کے بیٹے کا ہونے کا دعویٰ کیا' سفورتسا کو غاصب قرار دے کر مسترد کیا اور موقعہ ملنے پر اطالوی فرمانروائی حاصل کر لینے کا عزم کیا۔

مزید بر آں' اس نے کہا کہ فرانسیسی چارلس' آنجو کے ڈیوک نے سلطنت نیپلز پوپ اربن IV (1266ء) سے Hohenstaufen بادشاہوں کے خلاف پاپائیت کا دفاع کرنے کے انعام میں حاصل کی تھی؛ یو آنا II نے سلطنت آنجو کے رینے کے لیے ترکہ میں چھوڑی: آراگون کے الفونسو اول نے اُس کا لے پالک بیٹا ہونے کے ناطے اس پر دعویٰ جتایا' اور نیپلی تخت پر آراگون گھرانے کو بزور قائم کیا۔ رینے نے سلطنت دوبارہ حاصل کرنے کی کوشش کی مگر ناکام رہا؛ اس کی موت پر شاہ فرانس لوئی XI کو اس پر قانونی حق حاصل ہو گیا' اور 1482ء میں سکسٹس IV نے نیپلز مخالف جذبات میں لوئی کو نیپلز فتح کرنے کی دعوت دی جو پوپ کے مطابق "اُس کا تھا۔" تقریباً اسی دور میں اطالوی ریاستوں کی ایک انجمن کے باعث جنگ پر مجبور وینس نے پریشانی کے عالم میں لوئی کو نیپلز یا میلان پر حملہ کرنے کو کہا۔ لوئی فرانس کو متحد کرنے میں مصروف تھا؛ لیکن اس کے بیٹے چارلس VIII کو نیپلز پر حق دعویٰ وراثت میں ملا؛ اس نے اپنے دربار میں جلاوطن Angevin–Neapolitan یعنی آنجو کے نیپلیوں کی فریاد سنی' جانا کہ نیپلز کا تاج سسلی کے تاج سے ملا ہوا تھا جو اپنے ساتھ یروشلم کا تاج بھی لیے ہوئے تھا؛ اسے نیپلز اور سسلی پر قبضہ کر کے یروشلم کا بادشاہ بننے اور پھر ترکوں کے خلاف صلیبی جنگ کی قیادت کرنے کا خیال سوجھا۔ 1489ء میں نیپلز کے ساتھ برسرپیکار انوسینٹ VIII نے چارلس کو پیشکش کی کہ وہ آکر نیپلز کی سلطنت لے لے۔ الیگزینڈر VI (1494ء) نے چارلس کو دین بدری کی دھمکی دے کر آلپس عبور کرنے سے باز رکھا؛ لیکن الیگزینڈر کا دشمن کارڈینل گلیانو ڈیلا روویرے --- جس نے بعد ازاں جولیئس II بن کر فرانسیسیوں کو اٹلی سے باہر بھگانے کے لیے جنگ کی --- لیون (Lyons) میں چارلس کے پاس آیا اور

اسے اِٹلی پر حملہ اور الیگزینڈر کو معزول کرنے پر زور دیا۔ ساوونارولا نے فلورنس میں پیئر و ڈی میڈیچی اور روم میں الیگزینڈر کی چارلس کے ہاتھوں معزولی کی امید میں ایک اور دعوت کا اضافہ کیا؛ اور متعدد فلورنسیوں نے راہب کی قیادت قبول کرلی۔ آخرکار' مِیلان کے لوڈوویکو نے نیپلز کی جانب سے حملے کے خوف میں چارلس کو اجازت دی کہ وہ جب بھی نیپلز کے خلاف مہم پر جانا چاہے تو مِیلان کے علاقہ میں سے بلا روک ٹوک گذر سکتا ہے۔

سو چارلس نے آدھے اِٹلی کی ہلا شیری پر حملہ کی تیاری کی۔ اس نے اپنے دستوں کو محفوظ بنانے کے لیے Artois اور Frenche—Comte آسٹریا کے ماکسی مِلیان کو سونپے' اور روسیون (Roussillon) اور Cerdagne سپین کے فرڈی نینڈ کو' اور ہنری VII کو برٹانی پر انگلش دعووں سے دست بردار ہونے کے لیے لمبی چوڑی رقم ادا کی۔ مارچ 1494ء میں اس نے اپنی فوج لیون کے مقام پر جمع کی: 18,000 گھڑ سوار' 22,000 پیادے۔ جینوآ کو فرانس کے لیے محفوظ رکھنے کی خاطر ایک بحری بیڑہ روانہ کیا گیا؛ 8 ستمبر کو اس نے راپالو (Rapallo) ایک نیپلی دستے سے واپس چھین لیا؛ اور اس پہلے مقابلہ کی خوفناک خونریزی سے قتل و غارت کے عادی اِٹلی کو ہلا کر رکھ دیا۔ اسی ماہ میں چارلس اور اس کی فوج نے آلپس عبور کیا اور استی میں پڑاؤ ڈالا۔ مِیلان کا لوڈوویکو اور فیرارا کا ایر کولے وہاں اسے ملنے گئے' اور لوڈویکو نے اسے قرض دیا۔ چارلس نے چیچک کا شکار ہونے پر پروگرام میں تبدیلی کی۔ صحت یابی کے بعد وہ اپنی فوجوں کو مِیلان کے راستے سے ٹسکنی میں لے کر گیا۔ سارزانا اور پیاترا سانتا میں فلورنس کی سرحدی چوکیوں نے اس کی مزاحمت کی ہوگی' لیکن پیئر و ڈی میڈیچی نے پیسا اور لیورنو کے ہمراہ خود وہاں پہنچ کر انہیں ہتھیار پھینکنے پر مائل کیا۔ 17 نومبر کو چارلس اور اس کی نصف فوج فلورنس میں سے گذری: عوام نے گھوڑوں کے بے مثال جلوس کو سراہا' سپاہیوں کی چھوٹی موٹی چوریوں پر شکوہ کیا' لیکن لوٹ مار سے بچ جانے پر اطمینان کی سانس لی۔ دسمبر میں چارلس کو روم کی طرف بڑھا۔ ہم بادشاہ اور پوپ کی ملاقات کے بارے میں الیگزینڈر کے حوالے سے بات کرچکے ہیں۔ چارلس نے اعتدال پسندی کا مظاہرہ کیا: اس نے صرف اپنی فوج کیلئے لیشیئم میں سے راستہ' پاپائی قیدی Djem کی

سپردگی (جسے ترکوں کے خلاف مہم میں استعمال کیا جا سکتا تھا) اور سیزر بورجیا کی بطور یرغمال معیت کا مطالبہ کیا۔ الیگزینڈر مان گیا؛ اور فوج 25 جنوری 1495ء کو جنوب کی جانب چلی' بورجیا جلد ہی بھاگ نکلا اور الیگزینڈر اپنی سفارتکاری کی ہمتیں بحال کرنے کیلئے آزاد ہو گیا۔

22 فروری کو چارلس بے مدافعت فتح کے ساتھ نیپلز میں داخل ہوا' چودہ نیپلی امراء نے اس کے سر پہ ایک سائبان میں سونا اٹھا رکھا تھا اور عوام خوشی سے نعرہ زن تھے۔ اس نے ٹیکسوں میں کمی اور اپنی مزاحمت کرنے والوں کو معاف کر کے مہربانی کا مظاہرہ کیا؛ اور وراۓ ساحل علاقے پر حکمران بارنز (نوابوں) کی درخواست پر غلامی کے رواج کو منظوری دی۔ وہ خود کو محفوظ خیال کر کے آب وہوا اور مناظر میں راحت سے لطف اندوز ہونے لگا' اس بہشت میں بس ایک حوا کی کمی تھی؛ وہ شہر کے فن تعمیر' سنگ تراشی اور مصوری پر حیران ہوا اور چنیدہ اطالوی آرٹسٹوں کو اپنے ہمراہ فرانس لے جانے کا منصوبہ سوچا؛ دریں اثناء اس نے چوری شدہ آرٹ کی ایک کھیپ فرانس روانہ کی۔ نیپلز نے اسے ایسا مسحور کیا کہ وہ یروشلم اور اپنی صلیبی جنگ کو بھول گیا۔

جب وہ نیپلز میں راحت پذیر تھا اور اس کی فوج گلیوں میں عورتوں سے حظ اٹھاتے ہوئے "فرانسیسی بیماری" کی شکار یا اسے پھیلانے سے نیپلی امراء اپنے بادشاہ کی معزولی میں مدد دینے پر انعام حاصل کے باوجود اپنی املاک سے محروم ہو گئے تھے کیونکہ اُن کے ذریعہ چارلس نے اپنے ملازموں کو ادائیگی کی تھی؛ تمام ریاستی عہدے فرانسیسی آدمیوں کو دے دیئے گئے' اور انہیں نیپلی روایات کے برخلاف بھاری رشوتیں دیئے بغیر کوئی کام نہیں کروایا جا سکتا تھا؛ قابض فوج نے اطالوی عوام کی توہین وتحقیر کر کے اس چوٹ میں اضافہ کیا؛ چند ماہ میں فرانسیسیوں کے استقبال کا جذبہ مرجھا گیا' اور وہ اس نفرت کا نشانہ بنے جو غضبناک صبر کے ساتھ حملہ آوروں کو بے دخل کرنے کی منتظر تھی۔

31 مارچ 1495ء کو صحت یاب الیگزینڈر' پچھتاوے کا شکار لوڈوویکو' ناراض فرڈی نینڈ' حاسد ماکسی ملیان اور وینس کا محتاط سینیٹ اٹلی کا متحدہ دفاع کرنے کے لیے ایک انجمن میں اکٹھے ہو گئے۔ ایک ہاتھ میں عصائے شاہی جبکہ دوسرے ہاتھ میں ایک

گیند--- غالباً گلوب--- لے کر نیپلز میں گھومتے ہوئے بادشاہ چارلس کو یہ جاننے میں ایک ماہ لگا کہ نیا اتحاد اس کے خلاف ایک فوج بنا رہا تھا۔ وہ 21 مئی کو اپنے کزن Montpensier کے کاؤنٹ کو نیپلز سونپ کر ایک فوج کے ہمراہ شمال کی جانب گیا۔ پارما کے علاقہ میں دریائے تارو (Taro) کے کنارے فورنوو کے مقام پر اس کی دس ہزار فوج کا راستہ مینتوآ کے مارکوئس جیان فرانسسکو کی زیر قیادت 40,000 افراد کی مشترکہ فوج نے روک لیا۔ وہاں 5 جولائی 1495ء کو فرانسیسی اور اطالوی افواج اور چالوں کا پہلا حقیقی مقابلہ ہوا۔ جیان فرانسسکو خود تو بڑی مردانگی سے لڑا لیکن اپنی فوجوں کو آگے بڑھانے میں بدنظمی کی اور صرف آدھی فوج نے ہی حصہ لیا: اطالوی ان جنگجوؤں سے لڑنے کے لیے ذہنی طور پر تیار نہ تھے' اور متعدد بھاگ گئے: ایک بیس سالہ نوجوان Chevalier de bayard نے اپنے سپاہیوں کے سامنے نڈر ہمت کی زبردست مثال پیش کی' اور حتیٰ کہ بادشاہ بھی بڑے جوش و خروش کے ساتھ لڑا۔ جنگ غیر فیصلہ کن رہی: دونوں فریقین نے فتح کا دعویٰ کیا: فرانسیسیوں نے اپنا سامان کھو دیا' لیکن بدستور میدان کے مالک رہے: اور رات کے وقت وہ بلا رکاوٹ استی کی جانب روانہ ہوئے--- جہاں اورلینز کا تیسرا ڈیوک کمک لے کر ان کا منتظر تھا۔ اکتوبر میں چارلس خراب شہرت لیکن مکمل کھال کے ساتھ واپس فلورنس پہنچ گیا۔

علاقائی مقبوضات پر حملے کا بہت کم اثر ہوا۔ "عظیم سالار" گونزالو نے فرانسیسیوں کو نیپلز اور کالیبریا سے باہر نکالا اور فیڈریگو III کی صورت میں آراگونی سلطنت بحال کی (1496ء)۔ حملے کے بالواسطہ نتائج غیر مختتم تھے۔ اس نے کرائے کے فوجیوں پر ایک قومی فوج کی برتری ثابت کردی۔ کرائے کے سوستانی سپاہی ایک عارضی استثناء تھے: اٹھارہ فٹ لمبے نیزوں سے مسلح اور پیشقدمی کرتی ہوئی گھڑسوار فوج کے لیے ٹھوس بٹالینوں میں متشکل ان سپاہیوں نے بہت سی فتوحات حاصل کیں: لیکن جلد ہی (1515ء) ماریانو (Marignano) میں یہ بحال شدہ مقدونیائی پیادہ فوج توپ خانے کی ترقی کے باعث ختم ہوگئی۔ غالباً اسی جنگ میں پہلی مرتبہ توپ گاڑیوں پر رکھی گئی' اور یوں ہر سمت اور رینج میں فوری نشانہ لینا ممکن ہوا؛ ان گاڑیوں کو گھوڑے کھینچتے تھے نہ کہ (جیسا کہ اٹلی میں آج بھی) بیل۔ گوئیچارڈینی کہتا ہے کہ فرانسیسی سپاہی "گھوڑی سے

چلنے والی توپیں اتنی زیادہ تعداد میں لائے جو اِٹلی نے پہلے کبھی نہ دیکھی تھی۔"[3] Froissart کے ہیروؤں کی اولادیں' فرانسیسی جنگجو فورنوو میں بڑی شان سے لڑے; لیکن ان شہسوار جنگجوؤں نے بھی توپ کے سامنے جلد ہی ہار مان لی۔ قرون وسطیٰ میں دفاعی تدابیر نے حملے پر فوقیت حاصل کرلی تھی' اور جنگ کی حوصلہ شکنی کی تھی; اب حملہ دفاع پر برتری حاصل کررہا تھا اور جنگیں زیادہ خونیں ہوگئیں۔ اس موقع کے بعد اِٹلی کی جنگوں میں افراد بمشکل ہی استعمال ہوئے' اور ان کی زندگیوں کی بجائے کھیتوں کو زیادہ نقصان پہنچا; اب انہیں سارے اِٹلی کو تباہ شدہ اور لہو رنگ دیکھنا تھا۔ اسی برس سُوستانیوں کو معلوم ہوا کہ لمبارڈی کے میدان کس قدر زرخیز تھے; تب کے بعد وہ بار بار وہاں حملہ کرتے رہے۔ فرانسیسیوں کو پتہ چلا کہ اِٹلی فاتح کے مختصر ٹکڑوں میں بٹا ہوا تھا۔ چارلس VIII عشق بازیوں میں کھو گیا اور نیپلز کا خیال تقریباً بھلا دیا' لیکن اس کا کزن اور وارث زیادہ سخت جان تھا۔ لوئی XII نے دوبارہ کوشش کی۔

II۔ نیا حملہ: 1505ء۔ 1496ء

"رومنوں کے بادشاہ"--- یعنی جرمنوں کے--- ماکسی ملیان نے ایک وقفہ فراہم کیا۔ وہ اِس خیال پر مضطرب تھا کہ اس کا دشمن فرانس مستحکم ہے اور اِٹلی پر قبضہ کرکے اسے مغلوب کرلے گا; اس نے سن رکھا تھا کہ یہ زمین کتنی امیر' خوبصورت اور کمزور تھی--- ایک ملک نہیں بلکہ محض ایک جزیرہ نما۔ وہ بھی اِٹلی کا دعویدار تھا; تیکنیکی اعتبار سے لمبارڈی کے شہر ہنوز شاہی جاگیریں تھے' اور وہ یعنی مقدس سلطنت روما کا سربراہ قانونی طور پر انہیں جسے چاہتا دے سکتا تھا; درحقیقت' کیا لوڈوویکو نے اسے فلورنس اور ایک اور بیانکا کی رشوت دے کر میلان کی ڈچی اپنے نام نہیں کرلی تھی؟ مزید برآں' متعدد اطالویوں نے اسے دعوت دی: دونوں لوڈوویکو اور وینس اسے درخواست کر رہے تھے (1496ء) کہ اِٹلی میں داخل ہو کر انہیں بار بار فرانسیسی حملے کی مدافعت میں مدد دے۔ ماکسی ملیان مٹھی بھر فوجیوں کے ساتھ آیا۔ وینسی باریک بینی نے اسے مدِترانہ پر فلورنس کے آخری راستے لیوورنو پر حملہ کرنے پر مائل کیا تاکہ بدستور فرانس کے حلیف اور ہمیشہ سے وینس کے مدمقابل فلورنس کو کمزور کیا جاسکے۔ ماکسی

ملیان کی مہم ناکافی ہم رنگی اور حمایت کے باعث ناکام رہی' اور وہ عقلمندی کا مظاہرہ کر کے واپس جرمنی چلا گیا (دسمبر 1496ء)۔

1498ء میں اورلینز کا ڈیوک لوئی XII بنا۔ ویلنٹینا وسکونٹی کے بیٹے کی حیثیت سے وہ میلان پر اپنے خاندان کے دعوے بھولا نہیں تھا: اور چارلس VIII کا کزن ہونے کے ناطے نیپلز پر اہل آنجو کے دعوے ورثہ میں پائے۔ اپنی تاج پوشی کے دن اس نے دیگر خطابات کے ساتھ ساتھ میلان کے ڈیوک' نیپلز و سسلی کے بادشاہ اور شہنشاہ یروشلم کا خطاب بھی اختیار کیا۔ اس نے اپنی راہ صاف کرنے کے لیے انگلینڈ کے ساتھ ایک معاہدہ امن کی تجدید کی اور سپین کے ساتھ ایک معاہدہ کیا۔ اس نے کریمونا اور Adda کے مشرق کی زمینیں وینس کو دینے کا وعدہ کر کے اسے اپنے ساتھ ایک حلف نامہ پر دستخط کرنے کا لالچ دیا تاکہ "میلان کے ڈیوک لوڈوویکو سفورتسا اور پاپائے روم کے سوا ہر ایک کے خلاف مل کر جنگ کی جا سکے' اور انتہائی عیسائی بادشاہ کو میلان کی ڈچی پر اس کا جائز اور پرانا وراثتی حق دلایا جائے۔[42] ایک ماہ بعد (مارچ 1499ء) اس نے سوستانی وفاق کی ریاست کے ساتھ 20,000 فلورنس سالانہ کی چھوٹ کے بدلے سپاہی لینے کا معاہدہ کیا۔ مئی میں وہ سیزر بورجیا کو ایک شاہی خاندان کی دلہن Volentinois کی ڈچی اور پاپائیت کے لیے پاپائی ریاستوں کی تسخیر نو میں مدد دینے کا وعدہ کر کے الیگزینڈر VI کو حلیف بنانے میں کامیاب ہوا۔ لوڈوویکو نے خود کو اس اتحاد کے سامنے لاچار محسوس کیا: وہ بھاگ کر آسٹریا گیا: تین ماہ میں اس کی ڈچی وینس اور فرانس کی اقالیم میں کھو گئی: 6 اکتوبر 1499ء کو لوئی فتح مند ہو کر میلان میں داخل ہوا تو نیپلز کے سوا تقریباً سارے اٹلی نے اسے خوش آمدید کہا۔

درحقیقت اب وینس اور نیپلز کے سوا تمام اٹلی فرانسیسی قبضے یا اختیار میں تھا۔ مینتوآ' فیرارا اور بولونیا نے ہتھیار پھینکنے میں عجلت کی۔ فلورنس نے سیزر بورجیا سے بچاؤ کی واحد راہ کے طور پر فرانس کے ساتھ معاہدے کو گلے سے لگا لیا۔ سپین کے فرڈی نینڈ نے نیپلز میں آراگونی سلطنت سے قریبی رشتہ داری ہوتے ہوئے بھی پاپائی ریاستوں کے جنوب کی طرف کے سارے اٹلی کو مل کر فتح کرنے کے لیے غرناطہ میں لوئی کے نمائندہ سے خفیہ عہد و پیمان کر لیا۔ ان ریاستوں پر فتح پانے کے لیے فرانسیسی مدد کے

حاجت مند الیگزینڈر VI نے نیپلز کے فیڈریگو III کی معزولی اور سلطنت کی فرانس اور سپین کے مابین تقسیم کی توثیق کا فرمان جاری کر کے تعاون کیا۔

جولائی 1501ء میں ایک فرانسیسی فوج نے سکاٹ سٹوارٹ 'd Aubigny، سیزر بورجیا اور لوڈوویکو عیار ترین فرانسسکو ڈی سان سیو ریتو کی زیر قیادت اِٹلی میں سے کیپو آ کی جانب مارچ کیا' اسے لوٹا کھسوٹا اور نیپلز کی طرف پیش قدمی کی۔ سب ساتھیوں سے محروم فیڈریگو نے فرانس میں ایک آرام دہ پناہ گزینی اور سالانہ خراج کے بدلے میں شہر فرانسیسیوں کے حوالے کر دیا۔ دریں اثناء "سپہ سالار" گونزالو ڈی کارڈوبا نے فرڈی نینڈ اور اِزابیلا کے لیے کالیبریا اور اپولیا جیتا؛ اور فیڈریگو کے بیٹے نیرانتے نے گونزالو کی جانب سے آزادی کے وعدے پر تارانتو میں ہتھیار ڈال دیئے' اور فرڈی نینڈ کے مطالبہ پر بطور قیدی سپین بھیجا گیا۔ جب ہسپانوی فوج اپولیا اور آبروتسی کے درمیان سرحدوں پر فرانسیسیوں کے ساتھ معاہدہ کرنے لگی تو خطِ تقسیم کے تعین پر مسئلہ کھڑا ہو گیا؛ اور سپین و فرانس مال غنیمت کی درست تقسیم کے معاملہ میں جنگ پر اتر آئے (جولائی' 1502ء)۔ الیگزینڈر نے سکھ کا سانس لے کر وینس کے سفیر سے کہا: "اگر جناب نے فرانس اور سپین کے درمیان عناد نہ پیدا کی ہوتی تو آج ہم کہاں ہوتے؟"[۵۵]

نئی جنگ کا پلڑا کچھ وقت تک فرانسیسیوں کے حق میں رہا۔ d, Aubigny کی افواج تقریباً سارے جنوبی اِٹلی پر چڑھ دوڑیں' اور گونزالو نے اپنے دستے بارلیتا کے قلعہ بند قصبے میں بند کر لیے۔ وہاں ایک قرون وسطی والے واقعے نے مایوس جنگ کو روشن کیا (13 فروری' 1503ء)۔ ایک فرانسیسی افسر نے اطالویوں کو زنانہ صفت اور ڈرپوک لوگ کہا تو ہسپانوی فوج میں اطالوی دستے کے ایک سالار نے تیرہ فرانسیسی آدمیوں کو تیرہ اطالویوں سے لڑنے کا چیلنج دیا۔ چیلنج قبول ہوا؛ جنگ بند ہو گئی؛ اور متحارب افواج تماشائی بن کر چھبیس آدمیوں کی شمشیر آزمائی دیکھنے لگیں' حتیٰ کہ تمام کے تمام تیرہ فرانسیسی گھائل حالت میں قیدی بنا لیے گئے۔ گونزالو نے اپنی جیب سے قیدیوں کا فدیہ ادا کیا اور انہیں ان کی فوج میں واپس بھیجا۔

اس واقعہ نے عظیم سالار کے سپاہیوں کا حوصلہ بلند کر دیا؛ وہ بارلیتا سے باہر آئے'

محاصرہ کرنے والوں کو شکست دی اور منتشر کیا' اور فرانسیسوں کو دوبارہ Cerignola کے مقام پر ہرایا۔ 16 مئی 1503ء کو گونزالو نیپلز میں داخل ہوا' اور ہمیشہ سے فاتحین کی آؤ بھگت کرنے والے عوام سے خراج تحسین وصول کیا۔ لوئی XII نے گونزالو کے خلاف ایک اور فوج بھیجی: وہ اس کے ساتھ Garigliano میں ٹکرائی اور منہ کی کھائی (19 دسمبر 1503ء)؛ اس بھگدڑ میں پیئر دو ڈی میڈیچی فرانسیسیوں کے ساتھ فرار ہوتے ہوئے ڈوب گیا۔ گونزالو نے اب Geeta کا محاصرہ کیا جو جنوبی اِٹلی میں آخری فرانسیسی گڑھ تھا۔ اس نے انہیں فراخدلانہ شرائط پیش کیں جو انہوں نے جلد ہی مان لیں (یکم جنوری 1504ء)؛ اور فرانسیسیوں کی پسپائی کے بعد گونزالو کی اپنے وعدوں سے وفاداری کے باعث ہی اسے "نرم دل سالار" کہا جانے لگا۔۔۔ یہ سابق مثالوں پر پورا نہیں اترتی تھی۔ لوئی نے Blois کے معاہدے کے ذریعہ نیپلی حقوق اپنے رشتہ دار Germane de foix کو سونپنے کے ذریعہ تھوڑی بہت عزت بچالی (1505ء)؛ تاہم جرمین کو رنڈوے فرڈی سے شادی کرنا اور نیپلز اپنے جہیز میں لاتا تھا۔ فرڈی نینڈ کے ناقابل تسکین سر پہ نیپلز اور سسلی کے تاج بھی سج گئے؛ اور تب کے بعد سے 1707ء تک سلطنت نیپلز سپین کی باجگزار رہی۔

III۔ کیمبرائی کی انجمن: 16۔1508ء

اب اِٹلی آدھا غیر ملکی تھا: جنوبی اِٹلی سپین کا تھا: شمال مغربی اِٹلی جینوآ سے لے کر مِیلان سے ہوتے ہوئے کریموناکے بیرونی علاقوں تک فرانس کے زیر اختیار تھا: چھوٹی رمیتوں نے فرانس کا اثر قبول کرلیا: صرف وینس اور پاپائیت نسبتاً خودمختار تھے اور وہ رومانیا کے شہروں کے ساتھ اکثر برسرپیکار رہتے۔ وینس براعظم کی اضافی منڈیوں اور ذرائع پر قبضہ کرنے کا متمنی تھا تاکہ ترکوں کے ہاتھوں کھو چکی یا بحراوقیانوس کے راستوں کے ذریعے ہندوستان سے خطرے کا شکار منڈیوں کی تلافی کرسکے۔ وینس نے الیگزینڈر کی موت اور سیزر بورجیا کی بیماری کا فائدہ اٹھا کر فاین تسا' راوینا اور رمنی پر قبضہ کرلیا: جولیئس II نے انہیں واپس لینے کی تجویز دی۔ 1504ء میں اس نے لوئی اور ماکسی ملیان پر زور دیا کہ ا[illegible] [illegible]ائی لڑائی چھوڑ دیں' مل کر وینس پہ حملہ کریں اور براعظم پہ وینسی

املاک آپس میں بانٹ لیں۔ ۵۸ ماکسی ملیان ذہنی طور پر تیار تو تھا' لیکن اس کا خزانہ کمزور تھا اور وہ اس منصوبے کے سلسلہ میں کچھ نہ کر پایا۔ جولیئس نے کوشش جاری رکھی۔

10 دسمبر 1508ء کو کیمبرائی کے مقام پر وینس کے خلاف ایک بہت بڑی سازش تیار کی گئی۔ شہنشاہ ماکسی ملیان بھی اس میں شامل ہو گیا کیونکہ وینس نے Trieste, Goriza, Pordenone اور Fiume شاہی اختیار سے چھین لیے تھے' کیونکہ وینس نے ویرونا اور پیڈوآ پر اس کے شاہی حقوق کو نظرانداز کیا تھا اور کیونکہ وینس نے اسے اور اس کی فوج کو پاپائی تاجپوشی کے لیے روم سے آزادانہ گذرنے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا تھا۔ لوئی XII انجمن میں شامل ہو گیا کیونکہ شمالی اِٹلی کی تقسیم کے مسئلہ پر فرانس اور وینس میں اختلافات پیدا ہو گئے تھے۔ سپین کا فرڈی نینڈ اس میں شامل ہوا کیونکہ وینس Otranto, Brindisi اور دیگر اپولیائی بندرگاہیں اپنے قبضہ میں ہی رکھنے پر مُصر تھا جو صدیوں سے سلطنت نیپلز کا حصہ رہی تھیں' لیکن وینس نے انہیں 1495ء میں نیپلز کی افراتفری کے دوران ہتھیا لیا تھا۔ جولیئس انجمن میں شامل ہوا کیونکہ (1509ء) وینس نے نہ صرف رومانیا خالی کرنے سے انکار کیا' بلکہ فیرارا حاصل کرنے کے لیے اس کی خواہش کو بھی صیغہ راز میں نہ رکھا۔۔۔ فیرارا ایک تسلیم شدہ پاپائی جاگیر تھی۔ یورپی طاقتوں نے اب براعظم پر وینس کی تمام مقبوضات ہڑپ کرنے کا منصوبہ بنایا: سپین ایڈریاٹک پر اپنے شہر بازیاب کر لیتا; پوپ کو رومانیا واپس مل جاتا; ماکسی ملیان کو پیڈوآ' ویچن تسا' ترویزو' فریولی اور ویرونا مل جاتے; لوئی کو برگامو' بریشیا' کریما' کریمونا اور دریائے Adda کی وادی حاصل ہوتے۔ اگر منصوبہ کامیاب ہو جاتا تو اِٹلی کی ہستی ختم ہو جاتی; فرانس و جرمنی نیچے دریائے پو تک اور سپین اوپر تقریباً ٹائبر تک جا پہنچتا; پاپائی ریاستیں بے سہارا ہو جاتیں; اور ترکوں کے خلاف وینسی پناہ گاہیں تباہ ہو کر رہ جاتیں۔ اس بحران میں کسی اطالوی ریاست نے وینس کو مدد پیش نہ کی; اس نے اپنی لوٹ مار کے باعث تقریباً سبھی کو مشتعل کر رکھا تھا; درحقیقت جائز وجوہ کی بناء پر اس کے بارے میں شکوک کا شکار فیرارا انجمن میں شامل ہو گیا۔ بداخلاق انداز میں فرڈی نینڈ کے ہاتھوں سبکدوش ہونے والے گونزالو نے بطور سپہ سالار اپنی خدمات وینس کو پیش کر دیں۔

سینیٹ کو پیشکش قبول کرنے کی ہمت نہ ہوئی' کیونکہ اس کی واحد امید انجمن کے اتحادیوں کو ایک ایک کر کے الگ کرنے میں ہی مضمر تھی۔

وینس اب صرف اس لیے ہمدردی کا حقدار تھا کہ وہ ایک زبردست قوت کے سامنے تنہا کھڑا تھا' اور اس لیے بھی کہ اس کے حب الوطن امیر اور افلاس زدہ غریب نے ایک جیسی غضبناکی کے ساتھ لڑ کر عظیم الشان فتح حاصل کی۔ سینیٹ نے فاین تسا اور رمنی پاپائیت کو واپس دینے کی پیشکش کی' لیکن مشتعل جولیئس نے جواب میں دین بدری کا وار کیا اور اپنے دستوں کو رومانیا کے شہر واپس حاصل کرنے کے لیے بھیج دیا جبکہ فرانسیسی پیش قدمی نے وینس کو اپنی فوجیں لمبارڈی میں ہی مرکوز کرنے پر مجبور کیا۔ فرانسیسیوں نے Agnadello کے مقام پر نشاۃ ثانیہ کی ایک نہایت خونریز جنگ (14 مئی 1509ء) میں وینسیوں کو شکست دی; وہاں اس روز چھ ہزار آدمی قتل ہوئے۔ اپولیا اور رومانیا خالی کیا' ویرونا' ویچن تسا اور پیڈوا سے وعدہ کیا کہ اب وہ ان کا دفاع نہیں کر سکتا' اور انہیں شہنشاہ کے سامنے ہتھیار پھینکنے یا مدافعت کرنے کی آزادی دے دی۔ ماکسی ملیان بہت بڑی فوج لے کر آیا--- 36,000 فوجی--- جو ان علاقوں نے آج تک نہ دیکھی تھی' اور پیڈوآ کو گھیرے میں لے لیا۔ آس پاس کے کسانوں نے اس کے آدمیوں کے لیے ہر ممکن مشکل پیدا کی; اہل پیڈوآ بہادری کے ساتھ لڑے اور اپنی اچھی حکومت کا ثبوت دیا۔ بے قرار اور فنڈز کی قلت کا شکار ماکسی ملیان ذلت اٹھا کر Tirol چلا گیا; جولیئس نے فوراً اپنے دستوں کو محاصرہ اٹھانے کا حکم دیا; پیڈوآ اور ویچن تسا رضامندی کے ساتھ وینسی اختیار میں واپس چلے گئے۔ لوئی XII نے لوٹ مار میں اپنا حصہ وصول ہو جانے کے بعد اپنی فوج کو برخاست کر دیا۔

اس وقت تک جولیئس کو پتہ چل گیا تھا کہ انجمن کی مکمل فتح پاپائیت کے لیے شکست ہوگی' کیونکہ ایسی صورت میں پوپس شمالی طاقتوں کے رحم و کرم پر ہو جائیں گے جہاں اصلاح کلیسیاء کی صدائیں پہلے سے ہی بلند ہو رہی تھیں۔ جب وینس نے اسے دوبارہ پیشکش کی تو وہ "یہ کہتے ہوئے مان گیا کہ وہ کبھی نہیں مانے گا" (1510ء)۔ اپنے خیال میں کلیسیاء کی جائز جائیداد کا دعویٰ کر کے وہ اپنے غضب کو فرانسیسیوں کے خلاف موڑنے کے لیے آزاد ہو گیا جو لمبارڈی اور ٹسکنی دونوں پر اختیار حاصل کرنے کے بعد

اب پاپائی ریاستوں کے ناگوار پڑوسی تھے۔ میرانڈولا میں اس نے قسم کھائی کہ فرانسیسیوں کو اِٹلی سے باہر نکال دینے تک شیو نہیں کرے گا؛ چنانچہ رافیل کی پورٹریٹ والی پرجلال داڑھی اگ آئی۔ اب پوپ نے دیر سے سہی مگر اِٹلی کو ایک پرجوش نصب العین دیا: "*Fuori i barbari*"--- یعنی بربریوں کو باہر نکالو! اکتوبر 1511ء میں اس نے وینس اور سپین کے ساتھ مل کر "مقدس اتحاد کی انجمن" تشکیل دی؛ جلد ہی سوئٹزرلینڈ اور انگلینڈ جیت لیا۔ جنوری 1512ء کے آخر میں وینس نے مقامی باشندوں کے پرمسرت تعاون سے بریشیا اور برگامو واپس حاصل کیا۔ فرانس نے اپنے بیشتر دستوں کو انگلینڈ اور سپین کی جانب سے ممکنہ حملوں کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار رکھا تھا۔

ایک فرانسیسی فوج اِٹلی میں ہی رہی جس کی کمان ایک 22 سالہ زبردست اور مہذب جوان کے پاس تھی--- Gaston de foix نے بے عملی پر بے عزتی محسوس کرتے ہوئے پہلے اپنی فوج کو لے جا کر بولونیا کو محاصرے سے نجات دلائی' پھر Isola della Scala میں وینسیوں کو شکست دی' پھر بریشیا واپس لیا اور آخر میں راوینا میں ایک شاندار مگر مہنگی فتح حاصل کی (11 اپریل 1512ء) تقریباً 20,000 لاشوں نے اس میدان جنگ کو زرخیزی عطا کی؛ اور خود گیسٹن کو بھی آگے آگے لڑتے ہوئے مہلک زخم آئے۔

جولیئس نے جنگ میں جو کچھ کھویا تھا مذاکرات کے ذریعہ اس کی تلافی کر لی۔ اس نے ماکسی ملیان کو وینس کے ساتھ ایک عارضی صلح نامے پر دستخط کرنے' فرانس کے خلاف انجمن سے اتحاد کرنے اور فرانسیسی فوج میں شامل 4000 جرمن افواج کو واپس بلانے پر مائل کیا۔ اس کی جانب سے زور دینے جانے پر سوستانیوں نے 20,000 آدمیوں کے ساتھ لمبارڈی میں قدم رکھا۔ فتح کے باعث جانی نقصان اور جرمن ہنگامی دستے سے محرومی پر فرانسیسی افواج سوستانی' وینسی اور ہسپانوی فوج کے ملے جلے جمگھٹ سے ڈر گئیں اور آلپس میں پسپائی اختیار کرتے ہوئے بے فائدہ دستوں کو بریشیا' کریمونا' مِیلان اور جینوآ میں ہی چھوڑ گئیں۔ "مقدس اتحاد" نے مکمل تباہی سے بچنے کے لیے' راوینا کی جنگ کے دو ماہ بعد' پاپائی سفارتکاری کے ذریعہ فرانسیسیوں کو اطالوی سرزمین سے باہر نکالا؛ اور جولیئس نے اِٹلی کے نجات دہندہ کی حیثیت سے

داد و تحسین حاصل کی۔

مینتو آ کی کانگریس (اگست 1512ء) میں فاتحین نے مالِ غنیمت تقسیم کیا۔ جولیئس کے اصرار پر مِیلان لوڈوویکو کے بیٹے ماسی ملیانو سفور تسا کو دیا گیا؛ سوئٹزرلینڈ نے Lugano اور Lago Maggiore کے اوپر والا علاقہ حاصل کیا؛ فلورنس میڈیچی کو واپس کرنے پر زور دیا گیا؛ پوپ نے بورجیاؤں کی جیتی ہوئی تمام پاپائی ریاستیں واپس لینے کے علاوہ پارما پیاچن تسا' موڈینا اور ریجیو بھی لیے؛ صرف فیرارا ابھی تک پاپائی شکنجے سے آزاد تھا۔ لیکن جولیئس اپنے جانشین کے لیے بہت سے مسائل چھوڑ گیا۔ اس نے غیر ملکیوں کو حقیقتاً باہر نہیں نکالا تھا؛ سوستانی سفور تسا کے لیے محافظ کے طور پو ویرونا پر قابض رہے۔ شہنشاہ نے وچن تسا اور ویرونا کو بطور انعام لینے کا دعویٰ جتایا اور ان سب میں ذہین ترین سودے باز فرڈی نینڈ کیتھولک نے سپین کی طاقت کو جنوبی اِٹلی میں مجتمع کرلیا تھا۔ لوئی XII نے مِیلان لینے کی خاطر ایک اور فوج بھیجی لیکن اس نے نووارا میں 8 ہزار فرانسیسیوں کی زندگی سے ہاتھ دھو کر سوستانیوں سے شکست کھائی (6 جون' 1513ء)۔ جب لوئی مرا (1515ء) تو اس کی سابق وسیع اطالوی سلطنت میں سے جینوآ پر غیر یقینی قبضے کے سوا کچھ بھی باقی نہ رہا۔

لیکن فرانسس اول نے اس سب کو دوبارہ حاصل کرنے کی تجویز دی۔ مزید برآں (برانتومے ہمیں یقین دلاتا ہے) اس نے سنا تھا کہ مِیلان کی Signora Clerice اِٹلی کی حسین ترین عورت ہے' اور اسے اس کی شدید طلب ہوئی۔[۹] اگست 1515ء میں وہ 40,000 آدمیوں کی فوج لے کر نئے آلپائن درے میں سے گذرا۔۔۔ ان مہمات میں ابھی تک یہ سب سے بڑی فوج تھی۔ سوستانی مقابلہ کرنے باہر آئے؛ مِیلان سے چند میل دور ماریانو (Marignano) کے مقام پر دو دن تک خوفناک جنگ ہوئی (13 اور 14 ستمبر 1515ء) فرانسس خود بھی ایک رولینڈ کی طرح لڑا' اور موقع پر ہی Chevalier de Bayard کے ہاتھوں جان کی بازی ہارا؛ سوستانی میدان جنگ میں 13,000 مردے چھوڑ گئے؛ انہوں نے اور سفور تسا نے مِیلان سے دستبرداری اختیار کی اور شہر دوبارہ ایک فرانسیسی انعام بن گیا۔

لیو X کے مشیروں نے ڈرتے ڈرتے میکیاویلی سے مشورہ لینے کی تجویز دی۔ اس

نے بادشاہ اور شہنشاہ کے درمیان غیر جانبداری کے خلاف خبردار کیا' اور فرانس کے ساتھ کمتر برائی کے طور پر گٹھ جوڑ کرنے کا مشورہ دیا۔[10] لیو نے اسی کے مطابق عمل کیا: اور 11 دسمبر 1515ء کو فرانس اور پوپ نے معاہدے کی شرائط طے کرنے کے لیے بولونیا میں ملاقات کی۔ سوستانیوں نے بھی فرانس کے ساتھ ایسا ہی معاہدہ کیا: ہسپانوی دستبردار ہو کر نیپلز چلے گئے: دوبارہ آب و تاب کے حامل شہنشاہ نے ویرونا وینس کے حوالے کیا۔ یوں کیمبرائی انجمن کی جنگیں اختتام پذیر ہوئیں (1516ء) جن میں شراکت دار رقاص جوڑوں کی طرح تبدیل ہوتے رہے اور معاملات کی حتمی صورتحال بنیادی طور پر بالکل پہلے جیسی رہی' اور سوائے اس کے اور کوئی فیصلہ نہ کیا گیا تھا کہ اِٹلی کو میدان جنگ بنایا جائے جس پر عظیم طاقتیں یورپ پر اجارہ حاصل کرنے کی خاطر ایک کے بعد دوسری جنگ کریں۔ پاپائیت نے پارما اور پیاچن تسا فرانس کو دے دیا: وینس نے شمالی اِٹلی میں اپنی مقبوضات دوبارہ جیت لیں لیکن مالی لحاظ سے کنگال ہو گیا۔ اِٹلی برباد ہوا: لیکن ادب و فن پھلتے پھولتے رہے۔۔۔ چاہے المناک واقعات کی مہمیز یا پھر خوشحال ماضی کی تحریک انگیزی کے ذریعہ۔ بدترین صورتحال ابھی پیش آنا باقی تھی۔

IV۔ لیو اور یورپ: 21–1513ء

بولونیا کی کانفرنس نے بے لگامی اور قوت کے سامنے وقار اور سفارتکاری کو بالکل بھلا دیا تھا۔ سونے کی کڑھائی والے جبے اور سابل کی سموروں میں ملبوس پرشکوہ اور وجیہہ جوان بادشاہ سر پر فتح کا تاج اور پشت پر فوجیں لیے آیا' وہ پوپ کو محض ایک پولیس مین کے کردار تک محدود رکھ کر سارے اِٹلی کو نگلنے کے لیے بے قرار تھا: اس کے سامنے پوپ لیو کے پاس اپنے عہدے کی رفعت اور میڈیچی کی عیاری کے سوا کچھ بھی نہ تھا۔ تب کے بعد اگر لیو نے شہنشاہ کے سامنے بادشاہ والا کردار اپنایا اور بار بار رخ موڑا' اور بیک وقت عین مخالف معاہدے کیے تو ہمیں اس بارے میں راست باز نہیں ہونا چاہیے: اس کے پاس اور کوئی حیلہ ہی نہیں تھا' اور اسے کلیسیاء کی وراثت کو تحفظ دینا تھا۔ اس کے مخالفین نے بھی زبردست رجمنٹوں اور توپ خانے کے علاوہ یہ ہتھیار استعمال کیے تھے۔

ان سمجھوتوں میں کیے گئے خفیہ معاہدے آج تک خفیہ ہیں۔ بدیہی طور پر فرانسس لیو کو سپین کے خلاف اپنا اتحادی بنانے کی کوشش کی؛ لیو نے اس بارے میں سوچنے کی مہلت مانگی۔۔۔ "نہ" کہنے کا سفارتی انداز۔ پاپائی ریاستوں کو شمال اور جنوب دونوں جانب سے ایک طاقت کے نرغے میں آنے دینا کلیسیاء کی صدیوں پرانی حکمت عملی کے منافی تھا۔[11] 1516ء کے معاہدے کا ایک حتمی نتیجہ بورجیز (Bourges) کی نتائجی پابندی (Pragmatic sanction) کی تنسیخ تھا۔ اس پابندی (1438ء) نے ایک عمومی مجلس کی حاکمیت کو پوپس کی حاکمیت سے برتر بنادیا تھا' اور فرانسیسی بادشاہ کو فرانس میں تمام بڑے کلیسیائی عہدوں پر تقرری کرنے کا حق بھی تفویض کیا تھا۔ فرانسس نے پابندی کی منسوخی پر رضامندی ظاہر کی' لیکن یوں رضامند ہو کر لیو فرانس میں محض ایک صدیوں پرانے رواج کو ہی قبول کر رہا تھا؛ اور اس نے اس قسم کی کسی منصوبہ بندی کے بغیر فرانس میں ریاست کو کلیسیاء کے ساتھ اس طرح بیاہ دیا کہ فرانسیسی مطلق العنانی کے پاس اصلاح کی اعانت کے لیے کوئی مالی وجوہ نہ رہ گئیں۔ دریں اثناء اس نے مجلسوں اور پوپس کی نسبتی طاقت کے مسئلہ پر فرانس اور پاپائیت کے درمیان طویل جھگڑا ختم کیا۔

کانفرنس کے آخر میں فرانسیسی رہنماؤں نے لیو سے درخواست کی کہ انہیں سابق پوپس کے خلاف جنگ کرنے پر معاف کردیا جائے۔ فرانسس نے کہا "مقدس باپ' آپ کو حیران نہیں ہونا چاہیے کہ ہم جولیئس II کے سخت دشمن تھے' کیونکہ وہ بھی ہمارا سب سے بڑا دشمن تھا؛ یہاں تک کہ اپنے زمانے میں ہمیں اس سے زیادہ خوفناک دشمن کوئی نہیں ملا۔ کیونکہ درحقیقت وہ ایک زبردست سپہ سالار تھا' اور پوپ کے بجائے جرنیل بنتا تو کہیں بہتر ثابت ہوتا۔"[12] لیو نے ان سب دلیر نادموں کو مغفرت دی' اور وہ اس کے پیر چومتے چومتے رہ گئے۔[13]

فرانسس اپنے چہرے کے گرد ایک ہالہ نور لے کر فرانس واپس چلا گیا' اور کچھ دیر تک حسن و عشق سے لطف اندوز ہوتا رہا۔ جب فرڈی نینڈ II مرا (1516ء) تو فرانسیسی بادشاہ نے دوبارہ فتح نیپلز کا سوچا' شاید یہ فرانس کی بڑھتی ہوئی آبادی کو کنٹرول کرنے کا ایک شان دار طریقہ تھا۔ بایں ہمہ' اس نے فرڈی نینڈ کے پوتے چارلس اول' آراگون' کاستیلے' نیپلز اور سسلی کے نئے بادشاہ کے ساتھ معاہدہ امن پر دستخط

کر دیئے۔ لیکن جب ماکسی ملیان مرا (1519ء) تو اس کے پوتے چارلس کو مقدس سلطنت روما کا سربراہ بنانے کے لیے آگے بڑھایا گیا' فرانسس نے خود کو انیس سالہ شاہ سپین کی نسبت زیادہ موزوں خیال کیا اور اپنے انتخاب کے لیے سرگرم ہو گیا۔ لیو ایک مرتبہ پھر مشکل حالت سے دوچار ہوا۔ اس نے فرانسس کی حمایت کرنا بہتر خیال کیا ہو گا' کیونکہ وہ تاڑ گیا تھا کہ نیپلز' سپین' جرمنی' آسٹریا اور نیدرلینڈ کا ایک سربراہی اتحاد اس حکمران کو علاقے' دولت اور آدمیوں کی ایسی غالبیت عطا کرے گا کہ ابھی تک پاپائی ریاستوں کو تحفظ دینے والا طاقت کا توازن بگڑ جائے گا اور پاپائی مخالفت کے باوجود چارلس کا انتخاب نئے شہنشاہ کو عین اس وقت بے گانہ کر دے گا جب پروٹسٹنٹ بغاوت کو کچلنے کے لیے اس کی مدد کی اشد ضرورت تھی۔ لیو نے اپنا اثر و رسوخ محسوس کروانے میں کافی ہچکچاہٹ دکھائی؛ چارلس اول شہنشاہ منتخب ہوا اور چارلس V بن گیا۔ پوپ نے بدستور طاقت کا توازن برقرار رکھتے ہوئے فرانسس کو اتحاد کی پیشکش کی؛ جواب میں بادشاہ نے ہچکچاہٹ دکھائی تو لیو نے فوراً چارلس کے ساتھ ایک معاہدے پر دستخط کر دیئے (8 مئی 1521ء)۔ جوان شہنشاہ نے تقریباً سبھی کچھ اسی کی نذر کر دیا: پارما اور پیاچن تسا کی واپسی فیرارا اور لوتھر کے خلاف مدد' سفورتسا خاندان کے لیے مِیلان کی تسخیر نو' اور پاپائی ریاستوں و فلورنس کی کسی بھی حملے سے حفاظت۔

ستمبر 1521ء میں مبارزت کی تجدید ہوئی۔ شہنشاہ نے کہا: "میرا کزن اور میں عین مدمقابل ہیں؛ وہ مِیلان چاہتا ہے اور میں بھی۔" [46] اِٹلی میں فرانسیسی افواج Odet de foix کے زیر قیادت تھیں۔ فرانسس نے اسے اپنی محبوبہ یعنی Lautrec کی بہن کی التجاء پر تعینات کیا تھا۔ بادشاہ کی ماں' سیوائے کی لوئزے نے اس تعیناتی پر اعتراض کیا' اور فرانسس کی جانب سے Lautrec کی فوج کے لیے مختص کردہ رقم چوری چھپے دوسرے کاموں میں خرچ کرنے لگی؛ [47] اور اس فوج میں شامل سوستانی تنخواہ نہ ملنے پر چھوڑ کر چلے گئے۔ پروسپیرو کولونا' پیسکارا کے مارکوئس اور مورخ گوِیچارڈینی کی قابل قیادت میں جب ایک مضبوط پاپائی شاہی طاقت مِیلان پہنچی تو سلطنت کے گیبلن حمایتیوں نے وہاں ٹیکسوں کے بوجھ تلے دبے عوام کی مدد سے ایک کامیاب بغاوت کی۔ Lautrec پسپائی اختیار کر کے وینسی علاقے میں چلا گیا؛ چارلس اور لیو نے خون

خرابہ کے بغیر میلان لے لیا؛ لوڈوویکو کا ایک اور بیٹا فرانسکو ماریا سفورتسا شاہی نمائندے کے طور پر میلان کا ڈیوک بنا؛ اور لیو فتح کی تسکین میں مرسکا (یکم دسمبر 1521ء)

V- ایڈریان VI: 3—1522ء

اس کا جانشین نشاۃ ثانیہ کے روم میں ایک خلاف قاعدہ شخصیت تھا: ایسا پوپ جو ہر قیمت پر صرف اور صرف ایک عیسائی ہونے کا تہیہ کیے ہوئے تھا۔ Utrecht کے غریب گھرانے میں پیدا ہونے والے (1459ء) ایڈریان ڈیڈیل نے Deventer میں "برادرز آف کامن لائف" سے پارسائی اور لووین میں متکلمانہ فلسفہ اور علم دین سیکھا؛ وہ 34 سال کی عمر میں لووین یونیورسٹی کا چانسلر بنا؛ 47 سال کی عمر میں مستقبل کے چارلس V کا اتالیق مقرر ہوا۔ 1515ء میں اسے ایک مشن پر سپین بھیجا گیا اور اس نے فرڈی نینڈ کو اپنی انتظامی قابلیت اور اخلاقی سالمیت سے اس درجہ متاثر کیا کہ Tortosa کا بشپ بنا دیا گیا۔ فرڈی نینڈ کی موت کے بعد ایڈریان نے کارڈینل Ximenes کو چارلس کی عدم موجودگی میں سپین پر حکومت کرنے میں مدد دی؛ 1520ء میں وہ کاسٹیلے کا نائب السلطنت بنا۔ اس تمام ترقی کے دوران وہ تیقن کے سوا ہر چیز میں معتدل رہا، سادگی اپنائی اور بڑے جوش و خروش کے ساتھ ملحدوں کا تعاقب کر کے لوگوں کا محبوب بن گیا۔ اس کے فضائل اخلاق کی شہرت روم تک پہنچی اور لیو نے اسے کارڈینل بنا دیا۔ لیو کی موت کے بعد منعقد ہونے والے جلسہ انتخاب پوپ میں اس کا نام بطور امیدوار پیش ہوا؛ بدیہی طور پر وہ خود اس حرکت سے آگاہ نہ تھا اور یہ چارلس V کے اثر و رسوخ کا نتیجہ تھا۔ 2 جنوری 1522ء کو، 1378ء کے بعد پہلی مرتبہ ایک غیر اطالوی--- 1161ء کے بعد پہلی مرتبہ ایک ٹیوٹانی--- کو پوپ منتخب کیا گیا۔

ایڈریان کے نام سے تقریباً ناواقف اہل روم ایسی گستاخی کیسے معاف کر سکتے تھے؟ عوام نے کارڈینلوں کو پاگل اور "مسیح کے خون سے غداری کرنے والے" قرار دے کر مسترد کر دیا؛ پمفلٹ بازوں نے یہ بتانے کا مطالبہ کیا کہ ویٹیکن کو "جرمن غضب کے رحم و کرم پر" کیوں چھوڑ دیا گیا تھا۔ [۲۸] آرے تینو نے دشنام طرازی پر مبنی ایک شاہکار مرتب کیا، کارڈینلوں کو "غلیظ اسفلین" قرار دیا اور دعا کی کہ وہ زندہ در گور ہو جائیں۔

علاوہ پیکنو (Pasquino) کا مجسمہ ہجویہ اشعار سے بھر گیا۔ کارڈینل لوگوں کا سامان کرنے سے خوف کھانے لگے؛ انہوں نے پوپ کے انتخاب کو روح القدس سے منسوب کیا جس نے (ان کے کہنے کے مطابق) انہیں ایسا کرنے کی تحریک دی تھی۔ [8] لوگوں کی خود سری اور کلیسیائی اصلاح کے کلہاڑے کے خوف کی وجہ سے متعدد کارڈینل روم چھوڑ کر چلے گئے۔ جہاں تک ایڈریان کا تعلق ہے تو اس نے سپین میں اپنا ادھورا کام مکمل کیا اور جلسہ انتخاب کو آگاہ کیا کہ وہ اگست سے پہلے روم نہیں پہنچ سکتا۔ اس نے ویٹیکن کی شان و شوکت سے ناآشنا ہونے کے باعث ایک رومن دوست کو خط میں کہا کہ اس کی رہائش کے لیے ایک درمیانے درجے کا گھر اور باغ کرائے پر لیا جائے۔ آخر کار جب وہ شہر پہنچا (جو پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا) تو اس کے زرد مرتاضانہ چہرے اور کمزور ڈھانچے نے دیکھنے والوں کے دلوں میں کچھ احترام بیدار کیا؛ لیکن جب وہ بولا اور پتہ چلا کہ اسے اطالوی زبان نہیں آتی اور وہ بھونڈی سے لاطینی میں ہی بات کرتا ہے تو روم سیخ پا اور مایوس ہوا۔

ایڈریان نے خود کو ویٹیکن میں قیدی محسوس کیا اور اسے پطرس (پیٹر) کی بجائے کانسٹنٹائن کے جانشینوں کے لیے موزوں قرار دیا۔ اس نے ویٹیکن کے حجروں کی مزید تزئین و آرائش کا کام رکوا دیا؛ وہاں کام میں مصروف رافیل کے شاگردوں کو فارغ کر دیا گیا۔ اس نے لیو کے اصطبل میں موجود نسل کشی کے سو گھوڑوں میں سے چار کے سوا باقی سب باہر نکال دیئے؛ ذاتی ملازمین کی تعداد گھٹا کر صرف دو کر دی--- دونوں ملازم ڈچ تھے--- اور انہیں ہدایت کی کہ اس کے گھریلو اخراجات ایک ڈیوکٹ (12.50 ڈالر) روزانہ سے زیادہ نہ ہوں۔ وہ روم میں جنس اور زبان اور قلم کی بے لگامی سے خوفزدہ تھا' اور اس بات میں لورینتسو اور لوتھر سے اتفاق کیا کہ عیسائیت کا صدر مقام بدخصالی کا گڑھ تھا۔ اس نے کارڈینلوں کی جانب سے پیش کردہ قدیم آرٹ پر کوئی توجہ نہ دی؛ سنگتراشی کو صنم پرستی کی باقیات کے طور پر مسترد کیا اور بلویدیرے پیلس کی چار دیواری بنوائی جہاں یورپ میں کلاسیکی سنگتراشی کا پہلا مجموعہ رکھا تھا۔ [9] اس نے انسانیت پسندوں اور شاعروں کو بھی لگام ڈالنے کا سوچا تھا جو (اس کی نظر میں) مسیح کو وطن بدر کرنے والے پاگانوں کی طرح زندگی گذار اور لکھ رہے تھے۔ جب فرانسسکو

برنی نے اپنی ایک نہایت تیکھی Capitoli میں اسے اطالوی آرٹ' ادب اور زندگی کی لطافتوں سے نابلد ڈچ بربری کہہ کہ مضحکہ اڑایا تو اڈریان نے ہجونگاروں کے سارے قبیلے کو ہی دریائے ٹائبر میں پھینکنے کی دھمکی دی۔ ۲۰ؔ

کلیسیاء کو لیو سے واپس مسیح تک پہنچانا اڈریان کے عہد پاپائیت کا پر شوق عزم بنا رہا۔ اس نے نہایت دو ٹوک انداز میں ان کلیسیائی بے راہرویوں کی اصلاح کا عزم کیا جو اس کے بس میں تھیں۔ اس نے کبھی کبھی غیر معتدل اور امتیازی غیظ و غضب کے ساتھ غیر ضروری عہدیداروں کا قلع قمع کیا۔ اس نے وہ تمام معاہدے منسوخ کر دیئے جو لیو نے کلیسیائی عہدے خریدنے والوں کو سالانہ رقم ادا کرنے کے لیے کیے تھے: روم میں ان کی پکار سنائی دی کہ ان سے دھوکہ کیا گیا ہے: اور ایک متاثرہ شخص نے پوپ کو مار ڈالنے کی کوشش بھی کی۔ مُفت مناصب حاصل کرنے کے لیے آنے والے رشتہ داروں کو جواب ملا کہ فوراً واپس جائیں اور ایمانداری سے روزی روٹی کمائیں۔ اڈریان نے رشوت خوری اور اقرباء پروری کا خاتمہ کیا' پوپ کے عمال کا وقار بڑھایا' رشوت خوری یا مالی بدعنوانی کے لیے کڑی سزائیں نافذ کیں اور جرم کے مرتکب کارڈینلوں کو بھی عین وہی سزا دی جو کسی معمولی ترین کلرک کو ملتی۔ اس نے بشپوں اور کارڈینلوں کو واپس اپنے حلقوں میں جانے کا کہا اور انہیں اپنی نظر میں درست اخلاقی فضائل کے سبق پڑھائے۔ اس نے انہیں بتایا کہ روم کی بدنامی کا یورپ بھر میں چرچا ہے۔ اس نے کارڈینلوں کو برائیوں کا مرتکب تو نہ گردانا' لیکن الزام لگایا کہ انہوں نے اپنے محلات میں برائی کو روکا نہیں تھا۔ اس نے انہیں تعیشات ختم کرنے اور زیادہ سے زیادہ 6,000 ڈیوکٹ (75,000 ڈالر) سالانہ آمدنی پر ہی قناعت کرنے کو کہا۔ وینسی سفیر نے لکھا: "سارے کا سارا کلیسیائی روم خوف کے مارے دُبک کر دیکھ رہا ہے کہ پوپ نے آٹھ دنوں کے عرصے میں کیا کچھ کر دیا ہے۔" ۲۱ؔ

لیکن آٹھ دن کافی تھے' اور نہ ہی اڈریان کے پاپائی دور کے مختصر تیرہ ماہ۔ برائی نے کچھ دیر کو سر چھپالیا' لیکن سلامت رہی: اصلاحات نے ہزاروں اہلکاروں کو مصیبت میں ڈالا اور ہلکی سے مدافعت کا سامنا کیا' اور پوپ کی قبل از وقت موت کی اُمید لگائی۔ پوپ نے اظہار تاسف کیا کہ ایک آدمی دوسروں کو بہتر بنانے کے لیے کتنا کم کچھ کر سکتا

ہے; وہ اکثر کہا کرتا تھا' "کسی آدمی کی صلاحیت اپنے دور پر کتنی زیادہ منحصر ہوتی ہے!"۔۔۔ اور اس نے آہ بھر کر اپنے پرانے دوست Heeze سے کہا: "جب ہم لووین میں سکون سے رہا کرتے تھے تو کتنا اچھا تھا!" ؎

ان اندرون خانہ آزمائشوں کے ساتھ ساتھ اس نے خارجہ پالیسی کے سنگین مسائل کا بھی ہر ممکن وقار کے ساتھ سامنا کیا۔ اس نے اُربینو فرانسسکو ماریا ڈیلا روویرے کو واپس دلایا اور الفونسو کو فیرارا میں پُرسکون چھوڑ دیا۔ بیدخل کردہ آمروں نے امن پسند پوپ کا فائدہ اٹھایا اور پیروجیا' رمینی و دیگر پاپائی ریاستوں میں دوبارہ اقتدار حاصل کر لیا۔ ایڈریان نے چارلس اور فرانس سے درخواست کی کہ امن قائم کریں' یا کم از کم جنگ بندی قبول کر کے ترکوں کی مدافعت کے لیے اکٹھے ہو جائیں جو رودز پر حملہ آور ہونے کی تیاری کر رہے تھے۔ اس کے بجائے چارلس نے انگلینڈ کے ہنری VIII کے ساتھ ایک "معاہدۂ ونڈسر" کر لیا (19 جون' 1522ء) جس میں فرانس پر متحدہ حملہ کرنے کا حلف اُٹھایا۔ 21 دسمبر کو ترکوں نے مشرقی ابیض المتوسط میں آخری عیسائی گڑھ رودز لے لیا' اور افواہ پھیلی کہ وہ اپولیا پر اترنے اور غیر منظم اِٹلی کو فتح کرنے کی منصوبہ بندی کر رہے تھے۔ ترک جاسوس جب روم میں پکڑے گئے تو بے چینی اس درجہ بڑھی کہ شہر کا خوف 216 ق-م میں ہینی بال کی فتح کے بعد حملے کے خوف کی یاد دلاتا تھا۔ ایڈریان کے جام کو اور بھی تلخ بنانے کے لیے اس کے وزیرِ اعظم اور معتمد خاص' اور یورپی امن کے لیے گفت و شنید میں اس کے مرکزی نمائندے کارڈینل فرانسسکو سوڈرینی نے سِسلی پر فرانسیسی حملہ کے لیے فرانس سے سازباز کی۔ ایڈریان کو سازش کا علم ہوا اور اِٹلی کی سرحد پر فرانس کی فوجیں جمع ہونے کا پتہ چلا تو اس نے غیر جانبداری چھوڑ دی اور پاپائیت کو چارلس V کا حلیف بنا دیا۔ پھر وہ شکستہ جسم و روح کے ساتھ علیل ہوا اور مر گیا 14 ستمبر' 1523ء)۔ وہ اپنی جائیداد غرباء کے نام کر گیا' اور آخری ہدایت یہ دی کہ اسے خاموشی اور کفایت سے دفنایا جائے۔

روم نے اس کی موت کی خوشی ترکوں کے قبضہ سے شہر کے بچ جانے سے زیادہ منائی۔ کچھ کو یقین تھا کہ اسے آرٹ کی خاطر زہر دیا گیا' اور پوپ کے طبیب کے دروازے پر ایک تحریر چپکائی گئی: "روم کے سینیٹ اور عوام کی جانب سے آبائی وطن

کے نجات دہندہ کا شکریہ۔" بیسیوں ہجویہ نظموں کے ذریعہ آنجہانی پوپ کے رخ پر سیاہی مل گئی: وہ حرص' نشہ بازی' اور گھٹیا ترین بے اخلاقی کا مورد الزام ٹھہرا' اور اس کے عہد کا ہر اقدام بغض و کینہ کے تحت عیاری میں تبدیل کر دیا گیا: اب روم میں "پریس" کی باقی بچی ہوئی آزادی اپنی تجاوزات کے ہاتھوں بے سوگ موت کے لیے تیار ہوئی۔ کتنی دلگداز بات تھی کہ ایڈریان نشاۃ ثانیہ کو سمجھ نہ پایا: لیکن نشاۃ ثانیہ کا ایک عیسائی پوپ کو برداشت نہ کر سکنا زیادہ سنگین جرم اور احمق پن تھا۔

VI۔ کلیمنٹ VII: آخری دور

یکم اکتوبر 1523ء کو بیٹھنے والا جلسہ انتخاب پوپ ایڈریان کا جانشین چننے کے متعلق سات ہفتوں تک جھگڑتا رہا اور آخر کار ایک آدمی کو نامزد کیا جو متفقہ رائے کے مطابق خوشگوار ترین ممکنہ انتخاب تھا۔ گلیو ڈی میڈیچی پازی سازی کا شکار ہونے والے ہر دلعزیز گلیانو اور اس کی ایک صفحہ تاریخ سے مٹ چکی محبوبہ فیوریٹا کا ناجائز بیٹا تھا۔ لورینتسو لڑکے کو اپنے خاندان میں لے گیا اور اپنے بیٹوں کے ساتھ پرورش کی۔ ان میں لیو بھی شامل تھا جس نے پوپ بن کر گلیو کو ناجائز پن کی قانونی رکاوٹ سے نجات دلائی' فلورنس کا آرچ بشپ' پھر کارڈینل' پھر روم کا قابل منتظم اور اس کے بعد اپنے عہد اُسقفی کا وزیراعظم بنایا۔ اب پینتالیس سالہ کلیمنٹ دراز قد اور خوبرو' امیر اور پڑھا لکھا' خوش آداب اور خوش اطوار' ادب' علم و فضل' موسیقی اور آرٹ کا مدح و سرپرست تھا۔ روم نے اس کے انتخاب کو لیو کے عہد زریں کی واپسی کے طور پر خوش آمدید کہا۔ بیمبو نے پیشگوئی کی کہ کلیمنٹ VII اس وقت تک کلیسیاء کا بہترین اور عقلمند ترین حکمران ہو گا۔

اس نے شروع میں بہت عنایات کیں۔ اس نے کارڈینلوں کی سابق کلیسیائی جاگیریں 60 ہزار ڈیوکٹ سالانہ لگان پر کارڈینلوں میں تقسیم کر دیں۔ اس نے دانشوروں اور منشیوں کو ملازمت یا تحائف دے کر ان کے دل اور انتسابات جیتے۔ اس نے بڑے منصفانہ انداز میں انصاف کیا' آزادانہ طور پر عوامی محفلیں لگائیں' لیو کی نسبت کم خیرات دی' مگر ہر شخص اور ہر طبقے پر شفقت کے ذریعہ سب کو مسحور کر لیا۔

کبھی کسی پوپ نے اتنا اچھا آغاز یا اس قدر تکلیف دہ انجام نہیں دیکھا تھا۔
فرانس اور چارلس کے درمیان ایک تادم مرگ جنگ میں (جبکہ ترک ہنگری کو تاراج کر رہے تھے اور ایک تہائی یورپ کلیسیاء کے خلاف بغاوت آمادہ تھے) ایک محفوظ راہ ڈھونڈنے کا کام لیو کی طرح کلیمنٹ کی صلاحیتوں کے لحاظ سے بھی بہت بڑا ثابت ہوا۔ پوپ بننے کے ابتدائی ایام میں کلیمنٹ کا شاندار پورٹریٹ (جو سیباستیانو ڈیل پیابمو نے بنایا) پُر فریب ہے؛ اس نے اپنے اقدامات میں وہ مصمم ارادہ نہ دکھایا جو وہاں اس کے ترو تازہ چہرے پر دکھائی دیتا ہے؛ اور حتیٰ کہ اس تصویر میں بھی خمار آلود آنکھوں پر گرے ہوئے تھکن زدہ پپوٹوں میں بھی ایک مخصوص ناتواں واماندگی ہے۔ کلیمنٹ نے بے استقلالی کو اپنی پالیسی بنایا۔ اس نے سوچ کو متجاوز کیا اور غلطی سے اسے راہنمائی بجائے عمل کا متبادل سمجھ لیا۔ وہ کسی فیصلے کے حق میں اور مخالفت میں بھی بیسیوں وجوہ تلاش کر سکتا تھا؛ برنی نے ترش مصرعوں میں اس کا مذاق اُڑایا جو آئندہ نسل کے فیصلے کی پیش بینی کرتے ہیں:

تحسین و آفرین، بحث، غور و خوض، تساہلی
سے مل کر بنی ہوئی پاپائیت،
پھر، لیکن، ہاں، اچھا، شاید،
مبادا، اور متناقض جیسی اصطلاحات.....
صاف سچی بات تو یہ ہے کہ آپ یہ دیکھنے کو زندہ رہیں گے
کہ پوپ ایڈریان نے اس پاپائیت کے ذریعہ تقدس پایا۔ [۲۴]

اس نے فرانس کے حمایتی جیان ماتیو اور سلطنت کے حمایتی نکولاس واں شونبرگ کو اپنا سرکردہ مشیر بنایا؛ اس نے اپنی سوچ کو ان دونوں کے درمیان بانٹا؛ اور جب اس نے --- پاویا میں فرانسیسی تباہ کاری سے چند ہفتے قبل --- فرانس جانے کا فیصلہ کیا تو وہ اپنے سر اور اپنے شہر پر چارلس کی تمام قوتیں اور مکاریاں لایا، اور روم پر ایک نیم پروٹسٹنٹ فوج کے غضب کا در کھول دیا۔ یہ کلیمنٹ کا بہانہ تھا کہ وہ لمبارڈی اور نیپلز دونوں پر قابض شہنشاہ کی طاقت سے خوفزدہ ہے؛ اور اس نے فرانس کی طرف داری

کر کے امید کی کہ وہ کلیساء کے معاملات پر فیصلہ سنانے کے لیے ایک عمومی مجلس بلانے کے متعلق چارلس کے باعث آزار خیال پر ایک فرانسیسی ویٹو حاصل کر لے گا۔ جب فرانسس 26,000 فرانسیسیوں' اطالویوں' سوستانیوں اور جرمنوں کی ایک نئی فوج لے کر آلپس سے نیچے اترا' مِیلان پر قبضہ کیا اور پاویا کو محاصرے میں لیا تو چارلس نے وفاداری اور دوستی کی یقین دہانیاں کراتے ہوئے چوری چھپے فرانس کے ساتھ گٹھ جوڑ کر لیا (12 دسمبر 1524ء)' فلورنس اور وینس کو بھی شامل کیا اور کچھ ہچکچاہٹ کے ساتھ فاتح فرانس کو پاپائی ریاستوں میں فوجی دستے تعینات کرنے اور نیپلز کے خلاف پاپائی علاقے میں سے فوج بھیجنے کی اجازت دے دی۔ چارلس نے اس دھوکہ بازی کو کبھی معاف نہ کیا۔ اس نے قسم کھائی: "میں اِٹلی میں جاؤں گا اور ان سے انتقام لوں گا جنہوں نے مجھے مجروح کیا' بالخصوص اس ڈرپوک پوپ سے بدلہ لوں گا۔ شاید کسی روز مارٹن لوتھر باوزن آدمی بن جائے گا۔"[۲۵] اس موقعہ پر کچھ آدمیوں نے سوچا کہ لوتھر پوپ بن جائے گا: اور شہنشاہ کے متعدد مصاحبین نے اسے مشورہ دیا کہ ناجائز پیدائش کی بنیاد پر کلیمنٹ کے انتخاب پر اعتراض اٹھائے۔[۲۶]

چارلس نے پاویا کے باہر فرانسیسیوں پر حملہ کرنے کے لیے Georg Von Frundsberg اور پیسکارا کے مارکوئس کی زیر قیادت ایک جرمن فوج بھیجی۔ گھٹیا حربوں نے فرانسیسی توپ خانے کو ناکام بنایا' جبکہ ہسپانویوں کے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے آتشیں اسلحہ نے سُوستانی برچھیوں کو تضحیک کا نشانہ بنایا: تاریخ کی اس ایک نہایت فیصلہ کن جنگ میں فرانسیسی فوج تقریباً معدوم ہو کر رہ گئی (5 — 24 فروری' 1525ء)۔ فرانسس نے شجاعت کا مظاہرہ کیا: جب اس کے دستے پسپا ہو رہے تھے تو وہ دشمن کی صفوں میں گھس گیا' شاہانہ قتل وغارت کی: اس کا گھوڑا مر گیا' لیکن وہ لڑتا رہا' آخرکار تھک کر نڈھال ہو جانے پر وہ مزید مدافعت نہ کر سکا' اور اپنے کئی سالاروں سمیت قیدی بن گیا۔ اس نے فاتحین کے درمیان میں ایک خیمہ میں بیٹھ کر اپنی ماں کے نام پیغام لکھا جو عموماً آدھا بولا جاتا ہے: "عزت کے سِوا سب کچھ کھو گیا۔۔۔ اور بس میری چمڑی محفوظ ہے۔" اس موقع پر سپین میں موجود چارلس نے حکم دیا کہ اسے قیدی بنا کر میڈرڈ کے نزدیک ایک قلعے میں بھیجا جائے۔

مِیلان شہنشاہ کو واپس مل گیا۔ سارے اِٹلی نے خود کو اس کے رحم و کرم پر محسوس کیا' اور ایک کے بعد دوسری اطالوی ریاست نے اپنا وجود برقرار رکھنے کی خاطر اسے مختلف رشوتیں پیش کیں۔ شاہی فوج کی جانب سے حملے اور فلورنس میں میڈیچی کے خلاف انقلاب سے خوفزدہ کلیمنٹ نے فرانسیسیوں کے ساتھ الحاق ختم کیا اور چارلس کی جانب سے نیپلز کے وائسرائے چارلس ڈی لانوئے (Lannoy) کے ساتھ اس بنیاد پر معاہدہ کر لیا (یکم اپریل 1525ء) کہ پوپ اور شہنشاہ باہمی امداد کریں گے؛ شہنشاہ نے فلورنس میں میڈیچی کو تحفظ دیا اور فرانسسکو ماریا سفورتسا کو مِیلان میں شاہی نمائندہ قبول کیا؛ پوپ نے چارلس کو ماضی کی گستاخیوں اور مستقبل کی خدمات کا معاوضہ 1,00,000 ڈیوکٹ (12 لاکھ 50 ہزار ڈالر؟) ادا کیا جس کی شاہی دستوں کو سخت ضرورت تھی۔ کچھ ہی عرصہ بعد مِیلان کو شہنشاہ کے چنگل سے چھڑانے کے لیے گیرولامو مورونے نے کلیمنٹ کو ایک خفیہ منصوبے کے متعلق بتایا۔ پیسکارا کے مارکوئس نے چارلس کو مطلع کر دیا اور مورونے کو قید میں ڈال دیا گیا۔

چارلس نے قیدی فرانسس کے ساتھ چوری چھپے لیت و لعل کی۔ وہ اسے گیارہ ماہ کی مہربان اسیری کے بعد ان ناممکن شرائط پر رہا کرنے پر رضامند ہو گیا کہ بادشاہ جینوآ' مِیلان' نیپلز' فلینڈرز' آرٹوئس' تورنائی برگنڈی اور نوارے پر تمام حقیقی یا مبینہ فرانسیسی حقوق سے دستبردار ہو جائے گا؛ کہ فرانس چارلس کو روم یا ترکوں کے خلاف ایک جنگی مہم کے لیے بحری جہاز اور افواج فراہم کرے گا؛ کہ فرانسس چارلس کی بہن ایلیانورا سے شادی کرے گا؛ اور یہ کہ بادشاہ اپنے بڑے بیٹوں --- دس سالہ فرانسس اور 9 سالہ ہنری --- کو ان شرائط کے پورا ہونے تک چارلس کے پاس بطور یرغمال رکھوائے گا۔ مورخہ 14 جنوری 1526ء کے معاہدۂ میڈرڈ کے تحت فرانسس نے یہ تمام شرائط پوری کرنے کا حلف اٹھایا۔ 17 مارچ کو اسے اپنے بیٹوں کو بطور قیدی چھوڑ کر فرانس واپس جانے کی اجازت ملی۔ فرانس پہنچ کر اس نے اعلان کیا کہ وہ زبردستی لیے گئے وعدوں کو نبھانے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا؛ کلیمنٹ نے کلیسیائی قانون کی حمایت کے ساتھ اسے قسموں اور حلفوں سے بریت دلائی؛ اور 22 مئی کو فرانسس' کلیمنٹ' وینس فلورنس اور فرانسسکو ماریا سفورتسا نے لیگ آف Cagnac پر دستخط کیے جس میں پیمان

باندھا کہ استی اور جینوآ واپس فرانس کو دیئے جائیں' میلان ایک فرانسیسی جاگیر کے طور پر سفورتسا کو ملے' ہر اطالوی ریاست کو جنگ سے پہلے والی تمام املاک لوٹائی جائیں' فرانسیسی قیدیوں کا 20 لاکھ کراؤنز فدیہ دیا جائے اور نیپلز کسی ایسے اطالوی شہزادے کو تفویض کیا جائے جو شاہ فرانس کو 75,000 ڈیوکٹ خراج ادا کرے۔ شہنشاہ کو اس معاہدے پر دستخط کرنے کے لیے پُرتپاک دعوت دی گئی: اگر وہ انکار کر دیتا تو نئی لیگ اس کے ساتھ اس وقت تک جنگ کرنے کی تجویز دیتی جب تک کہ وہ اور اس کی افواج اِٹلی سے بے دخل نہ ہو جاتیں۔[۲۸]

چارلس نے لیگ کو فرانس کے قسمیہ حلف کے ساتھ ساتھ کلیمنٹ کے لانوئے کے ساتھ کیے ہوئے معاہدے کی بھی خلاف ورزی قرار دے کر مسترد کیا۔ اس نے فی الوقت اِٹلی جانے کے قابل نہ ہونے کے باعث Hugo de Moncada کو مشن دیا کہ سفارتکاری کے ذریعہ کلیمنٹ کی حمایت دوبارہ حاصل کرے اور پوپ کے خلاف کولونا اور رومن عوام میں ایک انقلاب بپا کرے۔ مون کاڈا (Mancada) نے اپنا مشن خوش اسلوبی سے سرانجام دیا: وہ کلیمنٹ کو کولونا کے ساتھ ایک صلح جُو معاہدے تک لایا' پوپ کو مائل کیا کہ اپنے محافظ دستوں کو فارغ کر دے' اور کولونا کو روم پر قبضہ کرنے کے لیے ایک سازش منظم کرتے رہنے کی اجازت دی۔ عیسائی سلطنت اس سازش بازی اور جنگ میں مصروف کار تھی' جبکہ ترکوں نے سلیمان عالیشان کی قیادت میں Mahacs کے مقام پر ہنگریوں پر غلبہ پایا (29 اگست 1526ء) اور بوڈاپسٹ پر قبضہ کر لیا (10 ستمبر)۔ کلیمنٹ کو یورپ کے پروٹسٹنٹ بننے سے زیادہ مسلمان بننے کا خدشہ لاحق ہوا' اس نے کارڈینلوں کو بتایا کہ وہ بذات خود بارسلونا جا رہا ہے تاکہ چارلس کو ترکوں کے خلاف فرانس سے صلح کرنے کی درخواست پیش کر سکے۔ اس وقت چارلس ایک بحری بیڑہ تیار کر رہا تھا جس کا مقصد (روم میں کہا گیا) اِٹلی پر حملہ کر کے پوپ کو معزول کرنا تھا۔[۲۹]

20 ستمبر کو کولونا پانچ ہزار آدمیوں کے ہمراہ روم میں داخل ہوئے اور کمزور سی مدافعت کو کچل کر ویٹیکن' سینٹ پیٹرز اور پڑوس کے بورجو ویکیو کو لوٹا' جبکہ کلیمنٹ بھاگ کر سانت اینجلو قلعے میں چلا گیا۔ پاپائی محل کو رافیل کی بنائی ہوئی tapestries اور

تہرے تاج سمیت تمام چیزوں سے محروم کر دیا گیا: مقدس برتن' نادر متبرکات اور گراں بہاء پاپائی پوشاکیں چوری کر لی گئیں: ایک زندہ دل سپاہی پوپ کی سفید عبا اور سرخ ٹوپی پہن کر گھومتا اور پوپ کی نقل میں پاپائی برکتیں بانٹتا رہا۔ [30] اگلے دن مونکاڈا نے کلیمنٹ کو تہرا تاج واپس کیا' اسے پاپائیت کے متعلق شہنشاہ کی صرف نیک تمناؤں کا یقین دلایا اور خوفزدہ پوپ کو چار ماہ کے لیے سلطنت کے ساتھ عارضی صلح کرنے اور کولونا کو مغفرت دینے پر مجبور کیا۔

ابھی مونکاڈا بمشکل نیپلز کے لیے روانہ ہوا ہی تھا کہ کلیمنٹ نے 7 ہزار سپاہیوں کی ایک نئی پاپائی فوج تیار کر لی۔ اکتوبر کے آخر میں اس نے فوج کو کولونا کے قلعوں کے خلاف مارچ کا حکم دیا۔ ساتھ ہی فرانسس اول اور ہنری VIII سے مدد کی درخواست کی: فرانسس نے ٹال مٹول کی: لڑکے کا باپ بننے کے مشکل فریضے میں مصروف ہنری نے کچھ بھی نہ بھیجا۔ شمال میں فرانسسکو ماریا ڈیلا روویرے نے فیبونی ہتھکنڈوں (دشمن کو تاخیری حربوں سے تھکانا) کے ذریعہ ایک اور پاپائی فوج کو بے عمل بنا رکھا تھا' وہ ابھی تک بھول نہیں پایا تھا کہ لیو X نے اسے اس کی ڈچی سے بے دخل کیا تھا اور وہ ایڈریان اور کلیمنٹ کی جانب سے واپس آنے کی اجازت ملنے پر زیادہ مشکور نہ تھا۔ اس فوج کے ساتھ ایک بہادر رہنما بھی تھا۔۔۔ نوجوان جووانی ڈی میڈیچی' کیٹرینا سفورتسا کا وجیہہ بیٹا' ماں کی بے باک روح کا وارث' اور جووانی بانڈے نیرے کہلانے والا (کیونکہ اس نے اور اس کی فوجوں نے لیو کی موت پر کالی پٹیاں باندھی تھیں)۔ [31] جووانی میلان کے خلاف پوری طرح تیار تھا' لیکن فرانسسکو ماریا نے اسے اجازت نہ دی۔

VII۔ روم کی غارتگری: 1527ء

چارلس نے سپین میں ہی رہتے اور اپنے پیادوں کو جادوئی ریموٹ کنٹرول کے ساتھ چلاتے ہوئے اپنے کارندوں کو ایک نئی فوج بنانے کا کام سونپا۔ وہ کرائے کے Tirolese سپاہی جورج وان فرنڈزبرگ کے پاس پہنچے جو اپنے ماتحت لڑنے والے جرمن کرائے کے قاتلوں کی معرکہ آرائیوں کے لیے مشہور ہو چکا تھا۔ چارلس بہت کم رقم پیش کر سکتا تھا' لیکن اس کے کارندوں نے اِٹلی میں لوٹ مار کا عزم کر لیا۔ فرنڈزبرگ

ابھی تک نام نہاد کیتھولک تھا' لیکن لوتھر کے ساتھ گہری ہمدردی رکھتا اور کلیمنٹ سے نفرت کرتا تھا۔ اس نے اپنا قلعہ' دیگر املاک' حتیٰ کہ بیوی کے زیور بھی رہن رکھ دیئے; اس طرح حاصل کردہ 38 ہزار گلڈرز سے دس ہزار آدمی جمع کیے جو مہم جوئی اور غارتگری کے مشتاق اور پوپ کے سر پر لاٹھی برسانے کو بھی تیار تھے; کہا جاتا ہے کہ ان میں سے کچھ ایک نے تو پوپ کو پھانسی دینے کے لیے پھندا بھی تیار کر رکھا تھا۔ [۲۲] نومبر 1526ء میں اس خود رو فوج نے پہاڑ عبور کیے اور بریشیا کی جانب بڑھی۔ فیرارا کے الفونسو نے فرنڈز برگ کو اپنی چار طاقتور توپیں بھجوا کر اپنی معزولی کے سلسلہ میں پاپائی کوششوں کا بدلہ چکایا۔ جووانی ڈیلے بانڈے نیرے بریشیا کے نزدیک حملہ آوروں کے ساتھ جھڑپ میں گولے کی زد میں آیا; وہ 28 سال کی عمر میں 30 ستمبر کو مینتوآ میں مر گیا۔ اب اُربینو کے ڈیوک کو روکنے والا کوئی نہ رہا تھا۔

فرنڈز برگ کے بے لگام جتھے نے جووانی کے مرتے ہی دریائے پو پار کیا اور لمبارڈی کے زرخیز میدانوں کو اس قدر بے دردی سے تاراج کیا کہ تین برس بعد انگلش سفیروں نے اس علاقے کو "آج تک عیسائی دنیا کا سب سے زیادہ قابل رحم علاقہ" بیان کیا۔ [۲۳] اب بوربون کا ڈیوک چارلس مِیلان میں شاہی امیر تھا; وہ Marignano میں شجاعت کا مظاہرہ کرنے پر فرانس کا قلعہ دار (کانسٹیبل) بنا تھا اور بادشاہ کی ماں کے مرنے پر فرانس کے خلاف ہو گیا تھا کیونکہ اس نے اسے جائز زمینوں سے محروم کر دیا تھا; وہ شہنشاہ کے پاس گیا' فرانس کو پاویا میں شکست دینے میں حصہ لیا اور مِیلان کا ڈیوک بنا۔ اب اس نے چارلس کے لیے ایک اور فوج تیار کرنے اور اسے تنخواہ دینے کے لیے اہل مِیلان پر خوفناک ٹیکس عائد کیے۔ اس نے شہنشاہ کو لکھا کہ وہ شہر کا خون چوس چکا تھا۔ مقامی باشندوں کے گھروں میں مقیم سپاہیوں نے انہیں چوری' جبر اور زناکاری سے اس قدر تنگ کیا کہ متعدد مِیلانیوں نے پھانسی لے لی' یا بلند عمارتوں سے گلی میں چھلانگ لگا دی۔ [۲۴] فروری 1527ء کے شروع میں بوربون اپنی فوج کو مِیلان سے باہر لے کر گیا' اور اسے پیاچن تسا کے نزدیک فرنڈز برگ کی فوج کے ساتھ ملا دیا۔ 22,000 آدمیوں پر مشتمل یہ رنگ برنگ لشکر اب قلعہ بند شہروں سے گریز کرتے ہوئے Via Emilia کے ساتھ ساتھ مشرق کی طرف بڑھا' لیکن راستے میں

لوٹ مار اور دیہی علاقے کو ویران کرتا گیا۔

جب کلیمنٹ پر واضح ہوگیا کہ وہ ان حملہ آوروں کو روکنے کے لیے کافی افواج نہیں رکھتا تو اس نے لانوئے کو عارضی صلح کرنے کی درخواست کی۔ وائسرائے (نائب السلطنت) نیپلز سے آیا اور آٹھ ماہ کی عارضی صلح کی شرائط پیش کیں: کلیمنٹ اور کولونا نے جنگ بند کرکے اپنی مفتوحات کا تبادلہ کیا' اور پوپ نے 60,000 ڈیوکٹ فراہم کیے جن سے فرنڈزبرگ کی فوج کو پاپائی ریاستوں سے باہر ہی رہنے کی رشوت دینا تھی۔ تب کلیمنٹ نے اپنے فنڈز کے خاتمہ کے قریب پہنچ کر اور یہ فرض کرتے ہوئے اپنی فوج گھٹا کر 300 آدمیوں تک کرلی کہ فرنڈزبرگ اور بوربون شاہی نائب السلطنت کے کیے ہوئے معاہدے کی پاسداری کریں گے۔ لیکن بوربون کے ڈکیت صلح نامے کی شرائط سن کر بہت غضبناک ہوئے۔ انہوں نے صرف روم کو لوٹنے کی امید میں چار ماہ تک ہزاروں سختیاں جھیلی تھیں; ان میں سے بیشتر اب چیتھڑوں میں ملبوس اور متعدد برہنہ پا' سب کے سب بھوکے اور تنخواہ سے محروم تھے; انہوں نے 60,000 ڈیوکٹ کی رقم کے عوض بکنے سے انکار کردیا' انہیں علم تھا کہ اس رقم کا بہت کم حصہ ان تک پہنچ پائے گا۔ انہیں ڈر تھا کہ بوربون صلح نامہ پر دستخط کردے گا' لٰہذا انہوں نے "تنخواہ! تنخواہ!" چلاتے ہوئے اس کے خیمے کا گھیراؤ کرلیا۔ بوربون کہیں جاچھپا اور سپاہیوں نے اس کے خیمے کو لوٹ لیا۔ فرنڈزبرگ نے انہیں ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی' لیکن اس دوران ہی اس پر سکتہ طاری ہوگیا; اس نے مہم میں مزید کوئی کردار ادا نہ کیا اور ایک برس بعد مرگیا۔ بوربون نے قیادت سنبھالی' لیکن صرف روم کی جانب مارچ کرنے کی رضامندی پر۔ 29 مارچ کو اس نے لانوئے اور کلیمنٹ کو پیغامات بھیجے کہ وہ اپنے آدمیوں کو قابو میں نہیں رکھ سکتا اور یہ کہ صلح نامہ جبری تھا۔

اب آخرکار روم نے جان لیا کہ وہ لاچار شکار بننے والا ہے۔ مقدس جمعرات کو (18 اپریل)' جب کلیمنٹ سینٹ پیٹرز کے سامنے دس ہزار افراد کے ہجوم میں برکت بانٹ رہا تھا کہ صرف چمڑے کے ایپرن میں ملبوس ایک انتہاء پسند سینٹ پال کے مجسمے پر چڑھا اور چلا کر پوپ سے بولا: "او' سدوم کے حرامی تیرے گناہوں کی وجہ سے روم برباد ہوگا۔ اپنے کیے پر پچھتا! اگر تجھے میری بات پر یقین نہیں تو چودہ دن کے اندر اندر تو

خود دیکھ لے گا۔" ایسٹر کی شام کو یہ جوگی--- بارتولومیو کیروسی' المشہور برانڈانو---
گلیوں میں پکارتا پھرا: "اے روم' کفارہ ادا کر! وہ تیرے ساتھ وہی سلوک کریں گے جو
خدا نے سدوم اور گومورا سے کیا تھا۔" ؑ

بوربون نے شاید رقم میں اضافہ کرکے ان آدمیوں کو مطمئن کرنے کی امید میں
کلیمنٹ کو 2,40,000 ڈیوکٹ کا مطالبہ بھیجا: کلیمنٹ نے جواب دیا کہ تاوان کی رقم میں
اس قدر اضافہ ممکن نہیں۔ لشکر فلورنس کی جانب چلا: لیکن اُربینو کے ڈیوک
کو پچارڈینی اور Saluzzo کے مارکوئس نے اپنی فصیلوں کو کافی محفوظ بنانے کا انتظام
کرلیا تھا: لشکر مایوس لوٹا اور روم جانے والی سڑک پر قدم رکھا۔ کلیمنٹ نے صلح میں
نجات نہ پاکر دوبارہ چارلس کے خلاف Cognac کی لیگ میں شمولیت اختیار کرلی اور
فرانس سے مدد مانگی۔ اس نے روم کے امیر آدمیوں سے درخواست گذاری کہ دفاعی
فنڈ میں حصہ ڈالیں: انہوں نے زیادہ جوش نہ دکھایا اور تجویز دی کہ سرخ کلاہیں بیچنا
زیادہ بہتر رہے گا۔ کلیمنٹ نے کارڈینلوں کے کالج کو عہدے فروخت نہ کیے' لیکن
جب بوربون کی فوج روم سے صرف 40 میل کے فاصلے پر ویٹربو پہنچی تو مان گیا اور چھ
نامزدگیوں کی قیمت وصول کی۔ نامزد کردہ افراد ابھی ادائیگی بھی نہ کرپائے تھے کہ پوپ کو
ویٹیکن کی کھڑکیوں میں سے بھوکا ہجوم آتا ہوا دکھائی پڑنے لگا۔ اب اس کے پاس
20,000 حملہ آوروں کا مقابلہ کرنے کے لیے روم میں چار ہزار فوجی تھے۔

6 مئی کو بوربون کا لشکر دُھند کی آڑ لے کر شہرپناہ کے نزدیک پہنچا۔ آتشیں اسلحہ
نے انہیں پیچھے دھکیلا: خود بوربون بھی ایک گولے کی زد میں آیا اور تقریباً اسی وقت
مرگیا۔ حملہ آوروں کو بار بار حملہ کرنے سے باز نہ رکھا جاسکا: ان کے پاس روم پر قبضہ
کرنے یا بھوکوں مرنے کے سوا کوئی راہ نہ تھی۔ انہوں نے ایک کمزور دفاعی پوزیشن
ڈھونڈی: فصیل میں نقب لگائی اور شہر میں داخل ہوگئے۔ رومن ملیشیا اور سوستانی
گارڈز بڑی بہادری سے لڑے' مگر ہلاک ہوئے۔ کلیمنٹ' بیشتر مقیم کارڈینلوں اور
سینکڑوں عہدیدار بھاگ کر سانت اینجلو چلے گئے' جس کے بعد چیلینی اور دیگر نے
توپوں کے ذریعہ حملہ روکنے کی کوشش کی۔ لیکن ہجوم مختلف سمتوں سے داخل ہوا: کچھ
حملہ آور دُھند میں چھپ گئے: کچھ دیگر بھاگنے والوں کے ساتھ اس طرح گھل مِل گئے

کہ قلعے کی توپیں ان کے ساتھ ساتھ حواس باختہ آبادی کو بھی نشانہ بنانے پر مجبور ہو گئیں۔ جلد ہی شہر حملہ آوروں کے رحم و کرم پر تھا۔

انہوں نے گلیوں میں داخل ہونے پر اپنے سامنے آنے والے ہر آدمی' عورت یا بچے کو بلا امتیاز قتل کیا۔ ان کی خون آشامی میں اضافہ ہوا' وہ سانتو سپیریٹو کے ہسپتال اور یتیم خانے میں داخل ہوئے اور تقریباً تمام مریضوں کو موت کے گھاٹ اتارا۔ وہ سینٹ پیٹرز میں پہنچے اور وہاں پناہ لینے والوں کو تہہ تیغ کیا۔ انہوں نے نظر آنے والے ہر کلیساء اور خانقاہ کو لوٹا اور کچھ ایک کو اصطبلوں میں تبدیل کر دیا: سینکڑوں کی تعداد میں پادری' راہب' بشپس اور آرچ بشپس قتل ہوئے۔ سینٹ پیٹرز اور ویٹیکن کو سر سے پاؤں تک لوٹا گیا اور رافیل کے *Stanze* میں گھوڑے باندھ دیئے گئے۔[۳۶] روم کا ہر گھر تاراج ہوا' اور بہت سے نذر آتش ہوئے' صرف دو مستثنیٰ رہے: کارڈینل کولونا کا Cancelleria' اور پلازو کولونا جس میں اِزابیلا ڈی ایستے اور کچھ امیر تاجروں نے پناہ لی تھی: انہوں نے حملے سے بچنے کے لیے بے قابو ہجوم کے رہنماؤں کو 50,000 ڈیوکٹ ادا کئے اور پھر 2,000 پناہ گزینوں کو اپنی دیواروں کے اندر داخل کر لیا۔ ہر محل نے تحفظ کا تاوان ادا کیا' مگر دوسری ٹولیاں دوبارہ حملہ آور ہوئیں اور انہیں دوبارہ زر خلاصی ادا کرنا پڑا۔ بیشتر گھروں کے مکینوں سے مخصوص قیمت مانگی گئی: ادائیگی نہ کرنے کی صورت میں ان پر تشدد کیا گیا: ہزاروں قتل ہوئے: لوگوں سے خفیہ بچتیں نکلوانے کی خاطر ان کے بچوں کو کھڑکیوں سے نیچے پھینکا گیا: کچھ گلیوں میں لاشوں کے انبار لگ گئے۔ کڑورپتی ڈومینیکو ماسیمی نے اپنے بیٹے کو ذبح ہوتے' بیٹی کے ساتھ زنا بالجبر ہوتے' اپنے گھر کو آگ لگتے دیکھا اور پھر خود بھی قتل ہو گیا۔ ایک حوالہ بیان کرتا ہے: "سارے شہر میں تین سال سے زائد عمر کا ایک بھی ایسا شخص نہ تھا جس نے اپنی زندگی کے لیے فدیہ نہ ادا کیا ہو۔"[۳۷]

فاتح ہجوم میں سے نصف جرمن تھے' اور جرمنوں میں سے بیشتر پوری طرح قائل تھے کہ پوپس اور کارڈینل چور تھے اور روم میں کلیسیاء کی دولت دیگر اقوام سے چرائی ہوئی اور دنیا میں باعث بدنامی تھی۔ اس رسوائی کو کم کرنے کی خاطر انہوں نے تمام قابل منتقلی کلیسیائی نوادرات قبضہ میں لے لیں جن میں مقدس برتن اور فن پارے بھی

شامل تھے; ان نوادرات کو پگھلایا یا بیچا گیا; تاہم' انہوں نے متبرکات کو فرش پر ہی بکھرا رہنے دیا۔ ایک سپاہی نے پوپ جیسا لباس پہنا; دیگر نے کارڈینلوں والی ٹوپیاں پہن کر اس کے پیر چومے; ویٹیکن میں ایک ہجوم نے لوتھر کو پوپ بنانے کا اعلان کیا۔ حملہ آوروں میں موجود لوتھریوں نے کارڈینلوں کو لوٹنے میں خصوصی مسرت اٹھائی' ان سے جان بخشی کا بھاری معاوضہ لیا اور انہیں نئی رسومات سکھائیں۔ گوپچارڈینی بتاتا ہے ''کچھ کارڈینلوں کو ذلیل کرنے کے لیے پست قامت جانوروں پر الٹی طرف منہ کر کے بٹھایا گیا' اور انہیں نہایت ذلت آمیز طریقے سے سارے روم میں پھرایا گیا۔ کچھ ایک پر زرِ فدیہ ادا نہ کرنے کی وجہ سے اس قدر تشدد کیا گیا کہ وہ وہیں یا چند دن بعد مر گئے۔'' [۳۸] ایک کارڈینل کو قبر میں لٹکا کر کہا گیا کہ اگر وہ مطلوبہ رقم نہ لایا تو اسے زندہ دفن کر دیا جائے گا۔ [۳۹] خود کو اپنے ہموطنوں سے محفوظ سمجھنے والے ہسپانوی اور جرمن کارڈینلوں کے ساتھ بھی دوسروں جیسا سلوک ہوا۔ راہباؤں اور محترم عورتوں کے ساتھ بدسلوکی ہوئی' یا پھر وہ بے لگام ہجوم کی وحشت کا نشانہ بنیں۔ [۴۰] عورتوں کی عصمت ان کے شوہروں یا باپوں کی نظروں کے سامنے تار تار کی گئی۔ بہت سی جوان لڑکیوں نے زنا کی ذلت سہنے کے بعد خود کو دریائے ٹائبر کے حوالے کر دیا۔ [۴۱]

کتابوں' دستاویزات اور آرٹ کی تباہی عظیم تھی۔ غیر منظم لشکر کے قائم مقام قائد' Orange کے شہزادے فلی برٹ نے ویٹیکن لائبریری کو اپنا ہیڈ کوارٹر بنا کر بچا لیا' لیکن متعدد خانقاہی اور نجی لائبریریاں شعلوں کا شکار ہوئیں اور بہت سے نادر مخطوطات معدوم ہو گئے۔ روم یونیورسٹی تاراج ہوئی اور اس کا عملہ منتشر ہو گیا۔ محقق کولوچی (Colocci) نے اپنے گھر کو مخطوطات اور آرٹ کے نمونوں سمیت جل کر راکھ ہوتے دیکھا۔ ایک پروفیسر بالڈس نے پلائنی کے بارے میں اپنی نو تصنیف شدہ شرح کو غارتگروں کی کیمپ فائر میں جلتے دیکھنے کا نظارہ کیا۔ شاعر ماردونے کی نظمیں کھو گئیں' لیکن وہ نسبتاً خوش قسمت رہا; شاعر پاؤلو بوماسی مارا گیا تھا۔ محقق کرسٹوفرو مارچیلو کی ایک ایک انگلی کا ناخن کھینچ کر اذیت دی گئی; محققین فرانسکو فورٹونو اور یو آن والڈیس نے مایوسی کے عالم میں اپنا گلا کاٹ لیا۔ [۴۲] آرٹسٹ پیرینو ڈیل ویگا' مارک انٹونیو ریمونڈی اور بہت سے دیگر پر تشدد کر کے سب کچھ چھین لیا گیا۔ رافیل کا مدرسہ بھی

آخرکار بکھر گیا۔

مرنے والوں کی تعداد شمار نہیں ہو سکی۔ روم کی ویٹیکن والی طرف سے دو ہزار لاشیں دریائے ٹائبر میں پھینکی گئیں؛ 9,800 دفن ہوئیں؛ یقیناً مرنے والے کہیں زیادہ تھے۔ ایک اندازے کے مطابق چوری کی گئی اشیاء کی مالیت ایک لاکھ ڈیوکٹ' اور تاوان 30 لاکھ ڈیوکٹ تھا: کلیمنٹ نے کل نقصان کی مالیت ایک کروڑ ڈیوکٹ (ساڑھے بارہ کروڑ ڈالر؟) بتائی۔ [53]

لوٹ مار آٹھ دن تک جاری رہی' جبکہ کلیمنٹ سانت اینجلو کے میناروں میں کھڑا دیکھتا رہا۔ وہ تکلیف زدہ ایوب کی طرح خدا سے پکارا: "پس تو نے مجھے رحم سے نکالا ہی کیوں؟ میں جان دے دیتا اور کوئی آنکھ مجھے دیکھنے نہ پاتی!" [54] اس نے پھر بھی منہ نہ موڑا۔ وہ 6 مئی سے 7 دسمبر 1527ء تک قلعے میں قیدی بن کر امید کرتا رہا کہ اُربینو کے ڈیوک' یا فرانسس اول' یا ہنری VIII کی فوج اسے بچانے آئے گی۔ ابھی تک سپین میں ہی موجود چارلس روم پر قبضے کا سن کر خوش ہوا لیکن غارتگری کے بارے میں پتہ چلنے پر اسے شدید دھچکا لگا: اس نے زیادتیوں کی ذمہ داری قبول کرنے سے انکار کیا' البتہ پوپ کی لاچاری سے بھرپور فائدہ اٹھایا' 6 جون کو اس کے نمائندوں نے' غالباً اسے بتائے بغیر' کلیمنٹ کو ایک تحقیر آمیز امن معاہدے پر دستخط کرنے پر مجبور کیا۔ پوپ نے انہیں اور شاہی فوج کو 4,00,000 ڈیوکٹ ادا کرنے؛ پیاچن تسا' پارما اور موڈینا کے شہر اور اوسٹیا' چیویٹا ویکیا' چیویٹا کاستیلانا اور سانت اینجلو کے قلعے چارلس کو دینے پر رضامندی ظاہر کردی: اسے وعدہ کردہ رقم کی پہلی قسط 1,50,000 کی ادائیگی تک وہیں قیدی بن کر رہنا اور پھر Geeta یا نیپلز منتقل ہونا تھا؛ حتیٰ کہ چارلس اس کے انجام کا فیصلہ کردیتا۔ سانت اینجلو میں موجود کلیمنٹ اور تیرہ کارڈینلوں (جو اس کے ساتھ آئے تھے) سمیت سب کو جانے کی اجازت دے دی گئی۔ قلعے کی نگرانی ہسپانوی اور جرمن سپاہیوں کو سونپی گئی اور پوپ کو ایک تنگ سے حجرے میں ہی رکھا گیا۔ 21 جون کو گوئیچارڈینی نے لکھا: "انہوں نے اس کے پاس دس سکوڈی مالیت کی جائیداد بھی نہ چھوڑی تھی۔" [55] بھاگتے وقت سمیٹا ہوا تمام سونا اور چاندی دے کر اس کے فدیہ کا ایک لاکھ ڈیوکٹ پورا ہوا۔

دریں اثناء فیرارا کے الفونسو نے ریجیو اور موڈینا (جس پر فیرارا زمانوں سے حق ملکیت کا دعویدار تھا) پر تسلط جمایا' اور وینس نے راوینا لے لیا۔ فلورنس نے میڈیچی کو تیسری مرتبہ نکالا اور نئی جمہوریہ کا بادشاہ یسوع مسیح کو بنانے کا اعلان کیا۔ پاپائیت کی تمام مادی و روحانی عمارت منہدم ہوتی نظر آئی جس کے باعث کچھ ایسے لوگ بھی ترس کھانے لگے جو کلیمنٹ کی دغابازیوں' پاپائیت کے گناہوں' پاپائی عدالت کی طمع اور رشوت ستانی' اعلیٰ عہدیداروں کی عیش پسندی اور روم کی بداعمالی کو مستوجب سزا گردانا کرتے تھے۔ کارپینتراس میں پرسکون بیٹھے ہوئے سیڈولیٹو نے بڑے فخر کے ساتھ روم کی تباہی کا سنا اور ان خوشحال دنوں کا سوگ منایا جب بمبو' کاستیلیو نے 'اِزابیلا اور سینکڑوں محققین' شعراء اور سرپرستوں نے گنہگار شہر کو اس دور کی فکروفن کا گھر اور نقطۂ عروج بنادیا تھا۔ اور ایراسمس نے سیڈولیٹو کو لکھا: "روم نہ صرف عیسائی عقیدے کی درگاہ' اعلیٰ روحوں کا سرپرست اور لطافت کی دیویوں کا مسکن بلکہ مادر اقوام بھی تھا۔ کتنے لوگ ایسے تھے جو اسے اپنے وطن سے زیادہ عزیز اور پیارا اور قیمتی نہ جانتے ہوں!..... دراصل یہ ایک شہر کی نہیں بلکہ ساری دنیا کی تباہی ہے۔"[٦٠]

VIII۔ فتح یاب چارلس: 30-1527ء

1522ء میں روم چھوت کی وباء کا شکار ہوا تھا اور اس کی آبادی گھٹ کر 55,000 رہ گئی تھی; قتل' خودکشی اور فرار نے 1527ء میں اس کی آبادی گھٹا کر 40,000 کردی ہوگی; اب اسی برس کے ماہ جولائی میں وباء (طاعون) عین گرمیوں میں واپس آئی' اور قحط اور غارت گر ہجو کی مسلسل موجودگی کے ساتھ مل کر روم کو خوف ودہشت اور بربادی کا شہر بنا دیا۔ کلیساؤں اور گلیوں میں لاشوں کے نئے ڈھیر لگے; متعدد لاشوں کو دھوپ میں گلنے سڑنے کے لیے چھوڑ دیا گیا; بدبو اس قدر شدید تھی کہ جیلر اور قیدی قلعے کے مورچوں سے کمروں میں بھاگ گئے; وباء نے بہت سوں کو وہاں بھی آ لیا' جن میں پوپ کے کچھ ملازم بھی شامل تھے۔ غیر جانبدار طاعون نے حملہ آوروں کو بھی نہ بخشا; 22 جولائی 1527ء تک روم میں 2,500 جرمن ہلاک ہوچکے تھے; ملیریا' آتشک اور خراب غذا نے لشکر کو آدھا کردیا۔

چارلس کے مخالفین پوپ کو بچانے کے بارے میں سنجیدگی سے سوچنے لگے۔ ہنری VIII کو ڈر تھا کہ جیل میں بند پوپ اسے آراگون کی کیتھرین کو طلاق دینے کا اجازت نامہ نہیں دے گا' اس نے کارڈینل Wolsey کو فرانس بھیجا کہ وہ کلیمنٹ کو رہا کرنے کے متعلق فرانس سے بات کر سکے۔ اگست کے آغاز میں دونوں بادشاہوں نے پوپ اور فرانسیسی شہزادوں کو رہائی اور پاپائی ریاستیں کلیسیاء کو واپس دینے کی شرط پر چارلس کو امن اور 20 لاکھ ڈیوکٹ کی پیشکش کی۔ چارلس نہ مانا۔ مورخہ 18 اگست کے معاہدہ Amiens کے مطابق ہنری اور فرانسس نے چارلس کے خلاف جنگ کرنے کا عہد کیا; جلد ہی وینس اور فلورنس بھی اس نئے اتحاد میں شامل ہو گئے۔ فرانسیسی افواج نے جینوآ اور پاویا پر تسلط جمایا اور ثانی الذکر شہر کو تقریباً اسی طرح تاراج کیا جیسے شاہی فوج نے روم کو لوٹا تھا۔ دور بیٹھے چارلس کی نسبت حاضر فرانسیسوں سے کہیں زیادہ دہشت زدہ میتوآ اور فیرارا بھی اتحاد میں آن ملے۔ بایں ہمہ فرانسیسی سپہ سالار Lautrec نے اپنے سپاہیوں کی تنخواہیں ادا کرنے کے قابل نہ ہونے کے باعث روم کی جانب پیشقدمی کی جرات نہ کی۔

شہنشاہ نے کیتھولک عیسائی دنیا میں اپنا کھویا ہوا احترام بحال کرنے کی امید میں اور بڑھتے ہوئے اتحاد کا جوش ٹھنڈا کرنے کی خاطر اس شرط پر پوپ کو آزاد کرنے پر رضامندی ظاہر کر دی کہ کلیمنٹ اتحاد کی کوئی مدد نہیں کرے گا' روم میں شاہی فوج کو فی الفور 1,12,000 ڈیوکٹ ادا کرے گا' اور اپنے اچھے رویہ کی ضمانت کے لیے یرغمالی پیش کرے گا' کلیمنٹ نے سرخ کلاہیں بیچ کر رقم اکٹھی کی اور سلطنت نیپلز میں کلیسیائی محصولات کا عشر شہنشاہ کے نام کیا۔ سات ماہ کی اسیری کے بعد 7 دسمبر کو کلیمنٹ سانت اینجلو سے باہر آیا اور ایک خدمتگار کا بھیس بدل کر روم سے اورویاٹو جانے کی راہ پکڑی' وہ بدیہی طور پر ایک شکستہ آدمی تھا۔

اورویاٹو میں وہ ایک خستہ حال محل میں ٹھہرا جس کی چھت شگاف زدہ تھی' جس کی دیواریں ننگی اور رخنہ زدہ تھیں' جس کے فرشوں میں سینکڑوں ڈبے بنے تھے۔ ہنری کی طلاق کے سلسلہ میں اس سے ملنے کے لیے جانے والے انگلش سفیروں نے اسے بستر پر گچھا مچھا پایا۔ اس کا زرد کمزور چہرہ آدھا لمبی اور ناتراشیدہ داڑھی میں چھپا ہوا تھا۔

اس نے سردیاں وہاں گذاریں اور پھر ویٹربو منتقل ہوگیا۔ 17 فروری کو شاہی لشکر نے کلیمنٹ سے سب کچھ وصول کر لینے کے بعد اور وباء کی مزید ہلاکت خیزی کے خوف سے روم کو خالی کیا اور نیپلز کے جنوب میں چلا گیا۔ اب Lautrec نیپلز کا محاصرہ کرنے کی امید میں اپنی افواج لے کر اترا; لیکن اس کے بہت سے فوجی اور وہ خود بھی ملیریا کا شکار ہو کر رہ گیا اور بے نظم فوج نے شمال کی جانب پسپائی اختیار کی (29 اگست 1528ء)۔ کلیمنٹ نے لیگ سے مدد ملنے کی تمام امید ختم ہونے کے بعد چارلس کے سامنے مکمل دستبرداری کی پیشکش رکھی; اور 6 اکتوبر کو اسے دوبارہ روم میں داخلے کی اجازت ملی۔ اسی فیصد مکان خالی پڑے تھے' ہزاروں عمارات ملبے کا ڈھیر تھیں; لوگ یہ دیکھ کر حیرت زدہ تھے کہ حملے کے نو ماہ نے عیسائی سلطنت کے دارالخلافہ کا کیا حال کر دیا تھا۔

لگتا ہے کہ چارلس نے پل بھر کے لیے کلیمنٹ کو معزول کرنے' پاپائی ریاستوں کو سلطنت نیپلز میں ملانے اور پوپ کو محض روم کے بشپ شہنشاہ کے ماتحت والے قدیمی کردار تک محدود کرنے کا سوچا تھا۔ [18] لیکن ایسا کرنے پر چارلس جرمنی کے لوتھریوں کی بانہوں میں جا گرتا' سپین میں خانہ جنگی شروع ہو جاتی اور فرانس' انگلینڈ' پولینڈ اور ہنگری مل کر اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوتے۔ اس نے منصوبے کو ترک کیا اور پوپ کو اپنا محتاج حلیف اور روحانی معاون بنا کر اِٹلی کو آپس میں بانٹنے کا سوچا۔ معاہدۂ بارسلونا کے تحت (29 جون 1529ء) اس نے پوپ کو کافی بڑی رعایتیں دیں: کلیسیاء سے لی گئیں رعیتیں لوٹائی جانی تھیں; میڈیچی رشتہ داروں اور پوپ کو سفارتکاری یا طاقت کے ذریعہ فلورنس میں دوبارہ قائم کیا جانا تھا; حتیٰ کہ اب فیرارا بھی پوپ کو دینے کا وعدہ کر لیا گیا۔ بدلے میں پوپ نے چارلس کو نیپلز کی رسمی بخشش دینے' شاہی فوجوں کو پاپائی ریاستوں میں سے گذرنے کی اجازت دینے' اور اگلے سال بولونیا میں شہنشاہ سے ملاقات کر کے اِٹلی کے امن اور تنظیم پر اتفاق رائے کرنے پر رضامندی ظاہر کی۔

کچھ ہی عرصہ بعد چارلس کی خالہ اور نیدرلینڈز کی نائب السلطنت مارگریٹ فرانس کی ماں سیوائے کی لوئزے سے ملی اور متعدد سفیروں اور نمائندوں کی مدد سے شہنشاہ اور بادشاہ کے درمیان کیمبرائی معاہدہ (3 اگست 1529ء) تشکیل دیا چارلس نے 12,00,000 فدیہ لے کر فرانسیسی شہزادوں کو آزاد کیا; فرانس نے اٹلی'

فلینڈرز' Artois' آراس اور تورنائی پر فرانس کے تمام دعووں سے دست برداری اختیار کی۔ ۸ اِٹلی میں فرانس کے حلیف شہنشاہ کے رحم و کرم پر چھوڑ دیئے گئے۔

چارلس اور کلیمنٹ 5 نومبر 1529ء کو بولونیا میں ملے' دونوں ہی اب ایک دوسرے کی ضرورت کے قائل ہوگئے۔ عجیب بات ہے کہ یہ چارلس کا پہلا دورہ اِٹلی تھا؛ اس نے اسے دیکھنے سے پہلے ہی فتح کرلیا تھا۔ جب وہ بولونیا میں پوپ کے سامنے گھٹنوں کے بل جھکا اور اپنے ہاتھوں خوار ہونے والے شخص کے پیر چومے تو یہ وہ پہلا موقعہ تھا جب ان دونوں شخصیات---ایک زوال زدہ کلیسیاء کا نمائندہ اور دوسرا ابھرتی ہوئی جدید فاتح ریاست کا--- نے پہلی مرتبہ ایک دوسرے کو دیکھا۔ کلیمنٹ نے سارا غرور ایک طرف رکھ کر تمام گناہ بخش دیئے؛ وہ ایسا کرنے پر مجبور تھا۔ اب وہ فرانس کی جانب ہی نظریں لگا کر نہیں بیٹھا رہ سکتا تھا؛ جنوبی اور شمالی اِٹلی میں چارلس کے ناقابل مدافعت دشمن موجود تھے؛ شاہی دستوں کے بغیر فلورنس میڈیچی کو واپس نہیں دلایا جاسکتا تھا؛ جرمنی میں لوتھر اور مشرق میں سلیمان عالیشان کے خلاف "سلطنت" کی مدد درکار تھی۔ چارلس فیاض اور نخوت پسند تھا؛ وہ معاہدۂ بارسلونا کی شرائط پر عمل پیرا رہا جو اس وقت کیا گیا تھا جب وہ اس قدر مضبوط نہ تھا۔ اس نے وینس کو پاپائی ریاستوں سے چھینے ہوئے تمام علاقے واپس کرنے پر مجبور کیا۔ اس نے بھاری ہرجانے کے عوض فرانسسکو ماریا سفورتسا کو تباہ حال مِیلان شاہی نگرانی میں ہی رکھنے کی اجازت دی؛ اور اس نے کلیمنٹ کو مائل کیا کہ بزدل یا بدعہد فرانسسکو ماریا ڈیلا روویرے کو اُربینو پر قابض رہنے کی اجازت دے۔ اس نے فرانس کے ساتھ الفونسو کے حالیہ گٹھ جوڑ کو معاف کردیا اور اسے روم پر چڑھائی میں مدد دینے کے انعام میں اپنی ڈچی پر قابض رہنے دیا' اس کے علاوہ موڈینا اور ریجیو شاہی جاگیروں کے طور پر دے دیئے؛ بدلے میں الفونسو نے پوپ کو شدت سے درکار ایک لاکھ ڈیوکٹ ادا کئے۔ چارلس نے ان مصالحتوں کو مستحکم کرنے کی خاطر تمام رعیتوں کو بیرونی حملے (ماسوائے چارلس) کے خلاف مدافعت کے لیے اِٹلی کی واحد انجمن میں شامل ہونے کی دعوت دی؛ وہ اتحاد جس کے لیے دانتے نے شہنشاہ ہنری VII اور پیترارک نے چارلس IV سے التجا کی؛ اب یہ ایک بیرونی طاقت کی متحدہ اطاعت میں انجام کو پہنچا۔ کلیمنٹ نے اس سب کو برکت دی اور چارلس شہنشاہ

کولمبارڈی کے آہنی تاج اور مقدس سلطنت روما کے شاہی پاپائی تاج سے سرفراز کیا (24-22 فروری' 1530ء)۔

پوپ اور شہنشاہ کے سمجھوتے پر فلورنسی خون کی مہر لگی۔ کلیمنٹ نے اپنے خاندان کا اقتدار بحال کرنے کے ارادے سے Orange کے شہزادے فلی برٹ (جس نے اسے قید میں رکھا تھا) کو 70,000 ڈیوکٹ ادا کئے تاکہ وہ ایک فوج بنائے اور وہاں 1527ء میں قائم کی گئی امیر آدمیوں کی جمہوریہ کا خاتمہ کرے۔ فلی برٹ نے اس مشن پر 20,000 جرمن اور ہسپانوی فوجیوں کو بھیجا جن میں سے متعدد نے روم کی غارت گری میں حصہ لیا تھا۔ ۹ھ دسمبر 1529ء میں اس دستے نے پسٹویا اور پراتو پر قبضہ کیا اور فلورنس کو محاصرے میں لیا۔ پُراستقلال شہریوں نے حملہ آوروں کو فلورنسی توپ خانے کی زد میں لانے کے لیے شہرپناہ کے اردگرد ایک میل کے علاقہ میں ہر گھر' باغ اور دیوار ڈھا دی; اور مائیکل اینجلو مورچے اور فصیلیں تعمیر یا دوبارہ تعمیر کرنے کے لیے میڈیچی مقبروں میں اپنے سنگتراشی کے کام بیچ میں ہی چھوڑ کر چلا گیا۔ محاصرہ بڑی بے رحمی کے ساتھ آٹھ ماہ جاری رہا: فلورنس میں غذا اس قدر کمیاب ہو گئی کہ بلیوں اور چوہوں کی قیمت تقریباً 12.50 ڈالر فی جزو تک جا پہنچی۔ ۱۰ھ کلیساؤں نے اپنے مقدس برتن' شہریوں نے قیمتی اشیاء' عورتوں نے زیور فراہم کیے تاکہ انہیں رقم میں تبدیل کرکے اشیائے ضروریہ یا اسلحے کا بندوبست کیا جاسکے۔ فراینیڈ یوڈا فویانو جیسے محب وطن راہبوں نے جوشیلی تقریروں کے ذریعہ لوگوں کی ہمت بلند رکھی۔ ایک حوصلہ مند فلورنسی فرانسسکو فیروچی شہر سے فرار ہوا' تین ہزار آدمیوں کا دستہ تیار کیا اور محاصرین پر حملہ کردیا۔ اس نے دو ہزار سپاہیوں کے نقصان کے ساتھ شکست کھائی۔ وہ خود قید ہوا اور Fabrizio مارامالڈی کے سامنے لایا گیا جو شاہی رسالے کا سالار کالیبری تھا۔ مارامالڈی نے اسے اپنے سامنے قابو کروایا اور بار بار ایک زہر آلود گھونپ کر مار ڈالا۔ ۱۱ھ دریں اثناء فلورنس کے کرائے پر لیے ہوئے سالار مالاتیستا بیجلیونی نے محاصرین کے ساتھ گٹھ جوڑ کرکے انہیں شہر میں داخل کروایا اور اپنی توپوں کا رخ فلورنسیوں کی جانب موڑ دیا۔ فاقہ زدہ اور غیر منظم جمہوریہ نے شکست تسلیم کرلی (12 اگست 1530ء)

ایلیساندرو ڈی میڈیچی فلورنس کا ڈیوک بنا اور ظلم و تشدد کے ذریعہ اپنے خاندان

کی شہرت کو بٹہ لگایا۔ جمہوریہ کی خاطر لڑنے والے سینکڑوں افراد کو اذیت دی گئی' جلا وطن یا تہہ تیغ کیا گیا۔ فراینیڈیٹو کو کلیمنٹ کے پاس بھیجا گیا جس نے اسے سانت اینجلو میں قید کر دیا: ایک غیر یقینی رپورٹ کے مطابق راہب نے وہاں فاقے کر کے خودکشی کر لی۔ [۵۲] مجلس بلدیہ توڑ دی گئی: پلازو ڈیلا سِگنوریا اب پلازو ویکیو کہلانے لگا؛ اور گیارہ ٹن وزنی گھنٹی *La Vacca* --- گائے--- کو اتار کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا جو کئی پشتوں کو پارلیمنٹو میں بلاتی رہی تھی۔ ایک معاصر روزنامچہ نگار کا کہنا ہے کہ گھنٹی کو توڑنے کا مقصد یہ تھا کہ "ہم آئندہ کبھی آزادی کی میٹھی آواز نہ سنیں۔" [۵۳]

IX۔ کلیمنٹ VII اور فنون

فلورنس کے ساتھ پوپ کے برتاؤ نے میڈیچی کا زوال یقینی بنا دیا: روم کو بحال کرنے کے لیے اس کی کوششوں نے اعلیٰ انتظامی قابلیت اور جمالیاتی قدر افزائی کی ایک چنگاری منکشف کی جس نے خاندان کو عظمت بخشی تھی۔ سیباستیانو ڈیل پیامبو نے پہلے پختہ عمر میں اس کا پورٹریٹ بنایا تھا' اب اسے بڑھاپے' افسردگی' گہری آنکھوں' سفید داڑھی کے ساتھ برکت دیتے ہوئے پیش کیا۔ لگتا ہے کہ تکلیف نے اسے معتدل اور کچھ حد تک مضبوط بھی بنا دیا تھا۔ اس نے اِٹلی کو ترک بحری بیڑوں سے بچانے کے لیے اقدام کیا جو اب مشرقی ابیض المتوسط میں حاکم تھے۔ اس نے آنکونا' آسکولی اور فانو کو فصیل بند کیا اور اخراجات کی ادائیگی کے لیے 21 جون 1532ء کی مجلس--- کارڈینلوں کے اختلاف کے بارے میں--- پر زور دیا کہ کارڈینلوں سمیت تمام اطالوی مذہبی عہدیداروں کی آمدنیوں پر 50 فیصد محصول لاگو کیا جائے۔ [۵۴] اس نے جزوا کلیسیائی عہدے فروخت کر کے کلیسیاء کی جائیداد دوبارہ تعمیر' روم یونیورسٹی کی بحالی اور تحقیق وفن کی سرپرستی کا سلسلہ دوبارہ شروع کرنے کے لیے فنڈز اکٹھے کیے۔ اس نے سسلی کے نزدیک بربری قزاقوں کے حملوں کے باوجود اناج کی وافر رسد یقینی بنانے کی خاطر اقدامات کیے۔ نہایت مختصر عرصے بعد روم پھر سے مغربی دنیا کے صدر مقام والا کام سرانجام دے رہا تھا۔ شہر آرٹسٹوں سے بھرا پڑا تھا۔ کیراڈوسو نے مِیلان سے' چیلینی نے فلورنس سے آ کر زرگری کے فن کو نشاۃ ثانیہ کی اوج تک پہنچایا: وہ اور بہت سے

دیگر کاریگر سونے کے پھول اور اعزازی شمشیریں' الطاروں (Altars) کے لیے برتن' کلیسیائی حکام اور جلوسوں کے لیے نقرئی عصاء' کارڈینلوں کی مہریں' پوپس کے لیے مکٹ اور انگوٹھیاں بنانے میں مصروف رہتے۔ ویچن تسا کے ویلریو بیلی نے کلیمنٹ کے لیے بلوریں پتھر کی ایک شاندار صندوقچی بنائی جس پر مسیح کی زندگی کے مناظر کندہ تھے۔ یہ فرانسس اول کو اس کے بیٹے کی کیتھرین ڈی میڈیچی سے شادی کے وقت پیش کی گئی تھی' اور اب پٹی پیلس کے بیش بہا خزانوں میں شامل ہے۔

ویٹیکن *Stanze* کی تزئین کا کام 1526ء میں دوبارہ شروع ہوا تھا۔ کلیمنٹ کے پاپائی دور کی عظیم ترین تصویر کانسٹنٹائن کے ہال میں بنی: وہاں گلیو رومانو نے "صلیب کا ظہور" اور "ملویان پل کی لڑائی" بنائی: فرانسکو پینی نے "کانسٹنٹائن کا بپتسمہ" پینٹ کی اور رافیلو ڈیل کولے نے "پوپ سلویسٹر کی طرف سے کانسٹنٹائن کو روم پیش کیا جانا" کا منظر کھینچا۔

مائیکل اینجلو کے بعد--- اور اب جبکہ گلیو روہانو میتتو آ ہجرت کر گیا تھا--- روم میں قابل ترین مصور سیباسیتانو لوسیانو تھا جس نے پاپائی مہروں کا ڈیزائنر مقرر ہونے پر (1531ء) ڈیل پیامبو کا عرف حاصل کیا۔ وہ وینس میں پیدا ہو (اندازاً 1485ء)' جیان بیلینی' جورجونے اور چیما سے پڑھنے میں خوش قسمت رہا۔ اس کی ابتدائی ترین اور بہترین تصویروں میں سے ایک--- "انسان کے تین مراحل"--- اسے وینس کے دو مشہور غیر ملکی موسیقاروں کے درمیان ایک فرحت بخش نوجوان کے طور پر دکھاتی ہے' یہ موسیقار جیکب اوبریخت اور فلپ Verdelot تھے۔ اس نے سان جووانی کریسو ستومو کلیساء بنائی--- یا جورجونے کے لیے مکمل کی--- یہ اس بزرگ کو موسیقاری کے جوش میں پیش کرتی ہے؛ اور تقریباً اسی وقت (1510ء) اس نے "وینس اور ایڈونیس" میں جورجونے کا نہایت شہوت انگیز انداز نقل کیا جس کی فیاض عورتیں گناہ کی پیدائش سے پہلے کے سنہری دور کی لگتی ہیں۔ سیباسیتانو نے غالباً وینس میں ہی اپنی مشہور "ایک خاتون کا پورٹریٹ" بنائی جسے طویل عرصہ تک رافیل کی "*La Fornarina*" سمجھا جاتا تھا۔

1511ء میں اگوستینو چیگی نے سیباستیانو کو روم آنے اور چیگی بنگلے کی تزئین میں

ہاتھ بٹانے کی دعوت دی۔ وہاں نوجوان آرٹسٹ کی رافیل سے ملاقات ہوئی' اور وہ کچھ دیر تک اس کے پاگان آرائشی انداز کی نقل کرتا رہا۔ بدلے میں اس نے رافیل کو پرجوش رنگوں کے وینتسی رموز سکھلائے۔ سیباستیان جلد ہی مائیکل اینجلو کا گہرا دوست بن گیا' ٹیشین کا عضلاتی مردوالا انداز اپنایا اور وینتسی رنگ کو مائیکل اینجلوئی ڈیزائن سے ملانے کو اپنا مقصد بنانے کا اعلان کیا۔ اسے ایک موقعہ اس وقت ملا جب کارڈینل گلیوڈی میڈیچی نے اسے ایک تصویر بنانے کا کہا۔ سیباستیانو نے "لزراس کا سعود" کو بطور موضوع چنا اور اس دور میں (1518ء) رافیل کی بنائی ہوئی "تجلی عیسیٰ" سے دانستہ مقابلہ کیا۔ نقاد اس کی رائے سے اختلاف کرنے میں اتفاق نہیں رکھتے کہ وہ بھی لیو کو رافیل جتنا ہی پسند تھا۔

اگر وہ اس کی مہارت سے فوراً مطمئن نہ ہوتا تو شاید وہ مزید نشوونما پاتا۔ تعیش پسندی کے شوق نے اسے کمال کی آخری حد تک نہ جانے دیا۔ وہ ایک ہنس مکھ دوست تھا جسے سمجھ نہیں آتی تھی کہ آخر کوئی شخص خود کو نمائشی سونے یا بعد از مرگ شہرت کے لیے کیوں ہلکان کرے۔ اس نے اپنے سرپرست کے پوپ بننے پر اس کی جانب سے ویٹیکن میں کلیسیائی جاگیر وصول کرلینے کے بعد خود کو زیادہ تر پورٹریٹس بنانے تک محدود کرلیا جن میں چند ایک مصور ہی اس پر سبقت حاصل کرسکے۔

بالداسارے پیروتسی (Peruzzi) اور بھی زیادہ پرعزم تھا' اور اس نے اپنے نام کو اٹلی کے پہاڑوں کے اس پار کی ایک نسل کے لیے خطاب بنایا۔ وہ ایک جولاہے کا بیٹا تھا۔ (آرٹسٹ زیادہ تر نچلے طبقہ سے ہوتے ہیں؛ متوسط طبقات سب سے پہلے فائدہ دیکھتے ہیں اور بڑھاپے میں خوبصورتی کے لیے وقت ملنے کی امید کرتے رہتے ہیں؛ اشراف آرٹ کی ہمت افزائی کرنے کے باوجود زندگی کے آرٹ پر آرٹ کی زندگی کو ترجیح دیتے ہیں۔) وہ سینا میں پیدا ہوا (1481ء) سوڈوما اور پنتوریکیو سے مصوری سیکھی اور جلد ہی روم چلا گیا۔ بدیہی طور پر اسی نے ویٹیکن میں *Stanza d Eliodoro* کی چھت پینٹ کی' اور رافیل نے اس میں زیادہ تبدیلیاں نہ کرنا ہی مناسب خیال کیا۔ دریں اثناء براماننتے کی طرح وہ بھی کلاسیکی آثار قدیمہ کی محبت میں مبتلا ہوا' قدیم معبدوں اور محلات کے گراؤنڈ پلانز کی پیمائشیں کیں اور ستونوں اور راسوں کی مختلف

صورتوں اور ترتیب کا مطالعہ کیا۔ وہ فن تعمیر میں تناظر لاگو کرنے کا ماہر بن گیا۔

جب اگوستینو چیگی نے چیگی بنگلہ بنانے کا فیصلہ کیا تو پیروتسی کو اس کے ڈیزائن بنانے کی دعوت دی گئی (1508ء)۔ اگوستینو نتائج سے خوش ہوا۔۔۔ ایک نشاۃ ثانوی ماتھے پر کلاسیکی آرائشی حاشیئے اور کارنس کی شاندار صناعی: اسے پیروتسی میں مصوری کی صلاحیت کا بھی علم ہوا جس پر اس نے نوجوان آرٹسٹ کو سیباستیانو ڈیل پیامبو اور رافیل کے مقابلہ میں اندرون کے متعدد کمرے سجانے کی بھی آزادی دی۔ داخلی ہال اور گیلری (Loggia) میں بالداسارے نے زلفیں سنواتی ہوئی وینس' لیڈا اور اس کا ہنس' یورپا اور اس کا بیل' ڈانے اور اس کا سنہری فوارہ' گینی میداور اس کا شاہین اور دیگر مناظر دکھائے جنہوں نے تھکے ماندے بنک کار کو اپنے دور کی نثر سے نکال کر اپنے خوابوں کی شاعری تک پہنچایا۔ پیروتسی نے اپنی دیواری تصاویر کے گرد اس قدر مہارت سے حاشیہ پینٹ کیا کہ ٹیشین انہیں پتھر میں کھدے ہوئے نقش سمجھا۔ [۵۵] بالائی منزل کے ہال میں بالداسارے نے اپنے برش سے تشبیہاتی فن تعمیر کا مظاہرہ کیا: تصویری زن ستونوں (Caryatida) کے اوپر قائم کارنس' تصویری کھیتوں میں کھلی ہوئی کھڑکیاں۔ پیروتسی فن تعمیر کی محبت میں گرفتار ہو گیا تھا' اور مستری کے تمام اصولوں کی پیروی میں مصوری کو اپنی خادمہ بنایا' لیکن بے جوش رہا۔ آیئے یہاں بائبلی مناظر کو مستثنیٰ سمجھیں جو اس نے سانتا ماریلا ڈیلا پیس کے نیم قبہ میں بنائے تھے (1517ء)۔ تین برس قبل یہیں پر رافیل نے سبلز (Sibyls) بنائی تھیں۔ بالداسارے کی دیواری تصاویر نے کافی اچھا مقابلہ کیا' کیونکہ یہ اس کی بہترین تصاویر تھیں' جبکہ رافیل یہاں اپنے فن کے عروج پر نہ تھا۔

پیروتسی کی ندرت نے لیو X کو متاثر کیا ہو گا' کیونکہ اس نے اسے رافیل کی جگہ پر سینٹ پیٹرز کا چیف معمار بنایا (1520ء) اور بیانا کی کامیڈی "*La Calandra*" کے لیے منظر بنانے کا کام سونپا (1521ء)۔ سان پیاترو میں پیروتسی کے کام کی جملہ باقیات صرف اس کا بنایا ہوا گراؤنڈ پلان ہے: Symonds نے قرار دیا کہ یہ "سینٹ پیٹرز کے لیے بنائے ہوئے نقشوں سے کہیں زیادہ خوبصورت ہے۔"[۵۶] لیو کی موت اور آرٹ سے بیزار پوپ کی تخت نشینی نے پیروتسی کو واپس سینا اور پھر بولونیا کی طرف دھکیلا۔

وہاں اس نے خوبصورت پلازو Albergati ڈیزائن کیا اور سان پیٹرونیو کے کبھی مکمل نہ ہونے والے ماتھے کے لیے ماڈل بنایا۔ جب کلیمنٹ VII نے آرٹس کی بہشت دوبارہ کھولی تو وہ فوراً روم پہنچا اور سینٹ پیٹرز میں اپنا کام دوبارہ شروع کیا۔ شاہی لشکر نے روم کو تاراج کیا تو وہ وہیں موجود تھا۔ وازاری بتاتا ہے کہ "اسے زیادہ کڑی مصیبت کا سامنا کرنا پڑا کیونکہ وہ بھاری بھرکم اور دیکھنے میں اعلیٰ طبقے کا تھا' اور وہ اسے کوئی بھیس بدلا ہوا اسقف سمجھے۔" انہوں نے اس پر کافی بڑا فدیہ عائد کیا' لیکن جب اس نے ایک شاندار تصویر بنا کر اپنا کمتر رتبہ ثابت کر دیا تو انہوں نے قمیض کے سوا سب کچھ لے کر چھوڑ دینے پر ہی اکتفاء کیا۔ وہ سینا کی جانب روانہ ہوا اور تقریباً برہنہ حالت میں وہاں پہنچا۔ اپنے شاہ خرچ بیٹے کو دوبارہ حاصل کر لینے پر مسرور سینائی حکومت نے اسے فصیلیں ڈیزائن کرنے کے کام پر لگایا؛ اور Fontegiusta کے کلیساء نے اسے ایک میورل بنانے کا کام دیا--- فراخدل نقادوں نے اس میورل کو اس کا شاہکار قرار دیا--- ایک سبل (کاہنہ) دہشت زدہ آگسٹس کو مسیح کی متوقع پیدائش کے متعلق بتا رہی ہے۔

لیکن پیروتسی کی عظیم ترین کامیابی پلازو ماسیمی ڈیلیے کولونے تھا جو اس نے روم واپس جا کر ڈیزائن کیا (1530ء)۔ ماسیمی اپنا نام و نسب فے بیئس ماکسمس سے ملاتے تھے جس نے idling کے زریعہ شہرت کمائی۔ یہ پیروتسی کی خوش قسمتی تھی کہ جگہ کی غیر ہموار قوسی صورت کی وجہ سے وہ معمول کا مستطیل نقشہ نہ بنا پایا۔ اس نے بیضوی شکل منتخب کی جس کا ماتھا نشاۃ ثانیہ والا اور پیش دالان ڈورک تھا؛ اور اس نے بیرون کو سادہ ہی رکھتے ہوئے اندرون کو شاہی ادوار کے کسی رومن محل جیسی تمام خوبصورتی اور شان و شوکت عطا کی۔

پیروتسی اپنی رنگارنگ صلاحیت کے باوجود غربت میں مرا' اس میں پوپس' کارڈینلوں اور بنکاروں کے ساتھ اپنے فن کی قیمت پر بحث کرنے کی صلاحیت نہ تھی۔ جب پوپ پال III نے اس کے قریب المرگ ہونے کا سنا تو خود ہی سوچا کہ سینٹ پیٹرز کو دیواروں سے گنبد تک اٹھانے کے لیے اب صرف پیروتسی اور ، نیکل انجلو ہی باقی رہ گئے تھے۔ اس نے پیروتسی کو ایک سو کراؤنز (1250 ڈالر؟) بھیجے۔ آرٹسٹ نے شکریہ ادا کیا اور بہرحال 44 برس کی عمر میں مر گیا (1535ء)۔ وازاری نے اسے ایک رقیب

کے ہاتھوں زہر دیئے جانے کا ذکر کرنے کے بعد لکھا کہ "روم میں موجود تمام مصور' سنگ تراش اور ماہرین تعمیر اس کا جسم قبر تک چھوڑنے گئے۔"

X۔ مائیکل اینجلو اور کلیمنٹ VII: 34-1520ء

ایک یہ بات بھی کلیمنٹ کے حق میں جاتی ہے کہ اس نے اپنی تمام بدقسمتیوں اور مصیبتوں کے دوران بھی مائیکل اینجلو کی غیر معتدل مزاجیوں کو صبر سے برداشت کیا' اسے ڈھیروں کام دیا اور جینیئس والی تمام مراعات سے نوازا۔ وہ کہتا ہے: "جب بورناروتی مجھ سے ملنے آتا ہے تو میں فوراً بیٹھ جاتا ہوں اور اسے بھی بیٹھنے کا کہتا ہوں' تاکہ یہ یقین کر لوں کہ وہ فوراً چلا نہیں جائے گا۔" ۵۸ اس نے پوپ بننے سے پہلے ہی ایک تجویز دی تھی (1519ء) جو آرٹسٹ کی باکمال مجسماتی کام ثابت ہوا: فلورنس میں سان لورینتسو کلیساء میں مشہور میڈیچی کے لیے ایک مقبرے کے طور پر "نیو سیکرسٹی" کا اضافہ کرنا' ان کے مقبروں کو ڈیزائن کرنا اور انہیں موزوں سنگتراشی سے سجانا۔ آقائے فن کی قابلیت کے بارے میں پُراعتماد کلیمنٹ نے اسے لارینتین لائبریری کے لیے تعمیراتی نقشے بنانے کو بھی کہا جو اتنے مضبوط اور کشادہ ہوں کہ میڈیچی خاندان کی ادبی منتخبات کو بحفاظت اپنے اندر سمو سکیں۔ اس لائبریری کا شاہانہ زینہ اور ستون دار پیش دالان اینجلو کی زیر نگرانی مکمل ہوئے (7-1526ء); باقی ماندہ عمارت بعد میں وازاری اور دیگر نے بوناروتی کے ڈیزائنوں سے بنائی۔

نئی سیکرسٹی (*Nuova Sagresita*) بمشکل ہی ایک تعمیراتی شاہکار تھی۔ اس کا نقشہ سادہ چوکور شکل کا تھا' دیواری ستونوں سے منقسم اور درمیان میں ایک درمیانے درجے کا قبہ: اس کا اولین مقصد دیواروں میں بنے ہوئے وقفوں میں مجسمے لگانا تھا۔ یہ "میڈیچی گرجاخانہ" 1524ء میں مکمل ہوا تھا; اور 1523ء میں اینجلو نے مقبروں پر کام شروع کیا۔ کلیمنٹ نے اگلے سال اسے ایک ہلکا سا مضطرب خط لکھا:

> تم جانتے ہو کہ پوپس کی زندگی طویل نہیں ہوتی; اور ہم اس سے زیادہ تمنا نہیں کر سکتے کہ اپنے قرابت داروں کے مقبروں کے ساتھ گرجا خانہ دیکھیں' یا اس کے مکمل ہونے کے بارے میں سن لیں اور اسی طرح

لائبریری کے متعلق بھی۔ اسی لیے ہم نے ان دونوں کو تمہاری نگرانی میں دیا۔ دریں اثناء، ہم (تمہارے کہنے کے مطابق) مکمل صبر کیے رہیں گے، اور خدا سے دعا کریں گے کہ وہ تمہارے دل میں سارے منصوبے کو آگے بڑھانے کا خیال ڈالے۔ فکر نہ کرو ہمارے جیتے جی تمہیں کاموں یا انعامات کی کمی نہ ہوگی۔ خدا حافظ، خدا کی اور ہماری برکت کے ساتھ ۔۔۔ کِلیو۔ ۵۸

وہاں چھ مقبرے بننا تھے: لورینتسو عالیشان، اس کے مقتول بھائی کِلیانو، لیو X، کلیمنٹ VII، چھوٹے گلیانو (وفات 1516ء) اور اُربینو کے ڈیوک چھوٹے لورینتسو (وفات 1519ء) کے لیے۔ صرف آخری دو کے مقبرے مکمل ہوئے، اور یہ بھی پوری طرح نہیں۔ پھر بھی یہ نشاۃ ثانیہ کی سنگتراشی کی اسی طرح اوج ہیں جیسے سِسٹائن گرجاخانہ نشاۃ ثانیہ کی مصوری اور سینٹ پیٹرز کا گنبد نشاۃ ثانیہ کی تعمیراتی اوج ہے۔ مقبرے مرحومین کو شباب میں دکھاتے ہیں، اور ان کی حقیقی وجہ قطع یا خدوخال پیش کرنے کی کوئی کوشش نظر نہیں آتی: کِلیانو ایک رومن سالار کے لباس میں، لورینتسو ایک مفکر کے روپ میں۔ ایک دفعہ کسی غیر محتاط تماشائی نے حقیقت پسندی کے نقدان کا ذکر کیا تو جواب میں مائیکل اینجلو کے کہے ہوئے الفاظ نے اپنی فنی لافانیت پر اس کے اعتماد کو آشکار کیا: "آج سے ایک ہزار برس بعد کون غور کرے گا کہ یہ خدوخال ان کے ہیں یا نہیں؟" ۵۹ کِلیانو کی قبر پر دو برہنہ پیکر جھکے ہوئے ہیں: دائیں طرف ایک مرد جسے مبینہ طور پر "دن" کی علامت بتایا جاتا ہے، اور بائیں طرف ایک عورت جسے "رات" کی شبیہہ سمجھا جاتا ہے۔ لورینتسو کے مقبرے پر بھی ایسی ہی خمیدہ شبیہوں کو "شفق" اور "طلوعِ سحر" کا نام دیا گیا۔ یہ تعبیرات فرضی، شاید تخیلاتی ہیں: غالباً سنگ تراش کا مقصد صرف اپنا مخفی شوق یعنی انسانی جسم پیش کرنا تھا۔۔۔ مردانہ طاقت کی شان و شوکت اور نسوانی جسم کی گولائیوں کے ساتھ۔ حسب معمول وہ مرد کا جسم بنانے میں زیادہ کامیاب رہا: "شفق" کا غیر مکمل پیکر پارتھی نون کے اعلیٰ ترین دیوتاؤں کا ہم پلہ ہے۔

جنگ آرٹ میں خلل انداز ہوئی۔ جب روم کرائے کے جرمن فوجیوں کے ہتھے

چڑھا (1527ء) تو کلیمنٹ سرپرست کا کردار جاری نہ رکھ پایا اور مائیکل اینجلو کو 50 کراؤنز (625 ڈالر) کا پاپائی وظیفہ ملنا بند ہوگیا۔ اس دوران فلورنس نے جمہوریائی آزادی کے دو برس کا لطف اٹھایا۔ جب کلیمنٹ نے چارلس سے صلح کی اور جمہوریہ کو ختم کرنے اور میڈیچی کو اقتدار واپس دلانے کے لیے ایک جرمن ہسپانوی فوج بھیجی گئی تو فلورنس نے شہر کا دفاع کرنے کے لیے اینجلو کو ایک "نو کی کمیٹی" میں نامزد کیا (6 اپریل 1529ء)۔ میڈیچی کا آرٹسٹ حالات کی زد میں آکر میڈیچی مخالف انجینئر بن گیا اور قلعے اور دیواریں ڈیزائن کرنے اور بنانے میں پُرجوش طریقے سے مصروف ہوگیا۔

لیکن ان کاموں میں پیش رفت کے ساتھ ساتھ مائیکل اینجلو زیادہ سے زیادہ قائل ہوتا گیا کہ شہر کا کامیاب دفاع ممکن نہیں تھا۔ سلطنت کے توپ خانے اور پاپائیت کی دین بدریوں کے سامنے واحد شہر بھلا کیا مدافعت پیش کر سکتا تھا؟ 21 ستمبر 1529ء کو وہ فرانس اور اس کے خوش طبع بادشاہ کے پاس پناہ لینے کی امید میں فلورنس سے بھاگ گیا۔ راستے میں جرمنوں کا مقبوضہ علاقہ آنے سے اس کا سفر رک گیا' اس نے فیرارا اور پھر وینس میں عارضی پناہ لی۔ اس نے وینس سے ایک دوست باتستا ڈیلا پالا کو پیغام بھیجا جو فلورنس بھیجا جو فلورنس میں فرانسس اول کا نمائندہ تھا: کیا وہ فرانس کی طرف فرار ہونے میں اینجلو کا ساتھ دے گا؟ [46] باتستا نے شہر کے دفاع کے لیے ملنے والا عہدہ چھوڑنے سے انکار کر دیا: اس کی بجائے اس نے اینجلو کو اپنا فرض ادا کرنے کی تحریک انگیز درخواست بھیجی اور خبردار کیا کہ حکومت اس کی جائیداد ضبط کر لے گی' اور اس کے غریب رشتہ دار تہی دست ہو جائیں گے۔ تقریباً 20 نومبر کو اینجلو فلورنسی قلعوں کی تعمیر کے کام پر واپس آگیا۔

وازاری کے مطابق اسے ان مصروف مہینوں میں بھی میڈیچی کے مقبروں پر چوری چھپے کام جاری رکھنے اور فیرارا کے الفونسو کے لیے "لیڈا اور ہنس" پینٹ کرنے کا بھی وقت مل گیا۔ یہ ایک جنسی کم اور پیوریطانی زیادہ آدمی کے لیے انوکھا فن پارہ تھا: اور شاید یہ عارضی طور پر منتشر ذہن کی پیداوار تھا۔ اس میں ہنس لیڈا کے ساتھ مجامعت کرتا نظر آتا ہے۔ الفونسو جنگوں کے درمیانی وقفے میں ایک طرح سے کثرت جماع کا عادی تھا' لیکن بدیہی طور پر موضوع اس نے خود منتخب نہ کیا تھا۔ اس نے جس

قاصد کو یہ فن پارہ لانے کے لیے بھیجا وہ اسے دیکھ کر بہت مایوس ہوا اور بولا: "یہ تو فضول سی چیز ہے" اور اسے الفونسو کے پاس پہنچانے کی کوئی کوشش نہ کی۔ انجلو نے تصویر اپنے ملازم انٹونیومینی کو دے دی' وہ اسے اپنے ساتھ فرانس لے گیا جہاں فرانس نے اسے اپنے منتخبہ فن پاروں میں شامل کر لیا۔ "لیڈا اور ہنس" لوئی XIII کے دور حکومت تک فونٹین بلو میں ہی رہی' جب ایک سرکاری افسر نے اسے ناشائستہ قرار دے کر ضائع کرنے کا حکم دیا۔ ہمیں معلوم نہیں کہ اس حکم پر کس حد تک عمل ہوا اور اصل تصویر کا کیا بنا۔ آج لندن نیشنل گیلری میں اس کی ایک نقل پڑی ہے۔[61]

جب فلورنس میڈیچی کے قبضے میں واپس گیا تو باتستا ڈیلا پالا اور جمہوریہ کے دیگر رہنماؤں کو قتل کر دیا گیا۔ مائیکل انجلو دو ماہ تک اپنے دوست کے گھر میں چھپا رہا' اسے کسی بھی لمحے باتستا جیسے ہی مقدر کا سامنا ہونے کی توقع تھی۔ لیکن کلیمنٹ نے اس کے زندہ رہنے کو مرنے سے زیادہ اہم خیال کیا۔ پوپ نے فلورنس میں اپنے حکمران رشتہ داروں کو ہدایت بھیجی کہ آرٹسٹ کو ڈھونڈیں' اس کے ساتھ نرمی سے پیش آئیں اور اگر وہ مقبروں پر کام دوبارہ شروع کر دے تو اس کے وظیفے میں تجدید کریں۔ مائیکل مان گیا۔ لیکن جولیئس کے مقبرے کی طرح یہاں بھی پوپ اور آرٹسٹ کے ذہن نے اس سے کہیں زیادہ کچھ سوچا جو ہاتھ سرانجام دے سکتا تھا' اور پوپ منصوبے کو مکمل حالت میں دیکھنے تک زندہ نہ رہ پایا۔ 1534ء میں جب کلیمنٹ مرا تو مائیکل انجلو کو خوف دامن گیر ہوا کہ محافظ کی آڑ نہ رہنے کے بعد ایلیساندرو ڈی میڈیچی کہیں اسے نقصان نہ پہنچائے' وہ پہلا موقع ملنے پر ہی روم کھسک لیا۔

مقبروں' اور سیکرسٹی کے لیے تراشی ہوئی "میڈونا ڈی میڈیچی" پر بھی ایک عمیق اور غمگین اداسی چھائی ہوئی ہے۔ جمہوریت کے شیدائی (اور فلورنس میں جمہوریت کے بارے میں دروغ گوئی سے کام لینے والے) مورخین نے عمومی طور پر یہی کہا کہ خمیدہ مجسمے آمریت کے ہاتھوں میں بے بس شہر کا سوگ منا رہے ہیں۔ لیکن یہ تعبیر غالباً تخیلاتی ہے: یہ مجسمے اس دور میں بنائے گئے جب میڈیچی فلورنس پر کافی اچھے طریقے سے حکومت کر رہے تھے: انہیں انجلو پر ہمیشہ مہربان میڈیچی پوپ کے لیے بنایا گیا' اور آرٹسٹ اپنے ایام جوانی سے ہی میڈیچی کا احسان مند رہا تھا: یہ امر واضح نہیں کہ اس نے

میڈیچی افراد کے مقبروں کو ہی غلط رنگ دینے کا سوچا: اور گلیانو اور لورینتسو کے مجسموں میں کوئی تحقیری جذبہ دکھائی نہیں دیتا۔ نہیں' یہ پیکر غریبوں پر حکومت کرنے کے خواہشمند چند امیر افراد کی آزادی سے محبت کی نسبت کچھ زیادہ گہرے جذبے کا اظہار کرتے ہیں۔ بلکہ وہ زندگی سے مائیکل اینجلو کی اکتاہٹ' تھکے ہوئے اعصاب اور ناقابل تعبیر خوابوں کی تھکن کا مظہر ہیں: ان کا خالق سینکڑوں آزمائشوں سے مجروح' پتھر کو باربار تراشنے کی محنت سے مخبوط الحواس' طاقت کی کندی اور ادھار لیے ہوئے وقت کا قرض چکانے کے مطالبوں میں پھنسا ہوا تھا۔ اینجلو نے زندگی کی چند ایک مسرتوں سے ہی لطف اٹھایا تھا: اس کا اپنے جیسے ذہنی معیار والا کوئی دوست نہ تھا: عورت اسے ہمیشہ سکون کے لیے خطرناک ملائم بدن نظر آئی: اور اس کی شاندار ترین کامیابیاں بھی نڈھال کر دینے والی محنت اور تکلیف کا منبع تھیں --- جنونی ریاضت اور ناقابل گریز شکست کے ناقابل تکمیل ترانے۔

لیکن جب فلورنس اپنے بدترین آمر کے قبضے میں آیا اور لورینتسو کی مسرت بخش حکومت کی جگہ خوف نے تسلط جما لیا تو میڈیچی مقبرہ گاہ کے ماربلز میں محض سرکاری نظریئے کی بجائے زندگی پر تبصرہ تراشنے والے آرٹسٹ نے محسوس کیا کہ وہ پُرملال پیکر شہر کی کھو چکی عظمت کا بھی اظہار کرتے ہیں جس نے نشاۃ ثانیہ کو اپنی گود میں پالا تھا۔ "رات" کے مجسمے کی نقاب کشائی ہونے پر شاعر جیان باتستا Strozzi نے ایک فصیح و بلیغ قطعہ تحریر کیا:

یہاں نظر کے سامنے خوشنما انداز میں جھکی ہوئی رات
اسے ایک فرشتے نے غمگین انداز میں پتھر سے تراشا۔
وہ زندگی سے معمور ہے 'اسے بیدار کرو'
اے بے اعتقاد انسان: وہ تمہارے ساتھ بات کرے گی

مائیکل اینجلو نے اپنے نام پر اعزازی ضلع جگت کو تو درگذر کیا لیکن تعبیر کو مسترد کر دیا۔ اس نے خود چار سطریں لکھیں جو اس کی ساری شاعری میں انتہائی انکشافی ہیں: (ان کا لاطینی سے انگریزی میں ترجمہ شاید قریب قریب ہو' لیکن انہیں اردو کے حوالے کرنا مشکل ہو گا' مترجم)

Dear is my sleep, but more to be mere stone,
So long as ruin and dishonour reign.
To see naught, to feel naught, is my great Pain;
Then wake me not; speak in an undertone.[۶۲]

XI— ایک دور کا اختتام: 34-1528ء

کلیمنٹ نے مرتے مرتے بھی ایک اور پالیسی کو اُلٹا اور کلیسیاء کو انگلینڈ کے ہاتھوں میں کھو کر (1531ء) اپنی تباہ کاریوں کو عروج تک پہنچایا۔ جرمنی میں لوتھری بغاوت نے چارلس V کے لیے مشکلات اور خطرات پیدا کر دیئے تھے جو (اسے امید تھی) ایک عمومی مجلس کے ذریعہ کم کیے جا سکتے تھے۔ اس نے پوپ کو مجلس بلانے پر زور دیا اور بار بار معذرتوں اور تاخیرات پر برہم ہوا۔ جب شہنشاہ نے ریجیو اور موڈینا فیرارا کی نذر کیے تو کلیمنٹ نے غصہ میں آکر دوبارہ فرانس سے رجوع کیا۔ اس نے فرانس کی ایک تجویز منظور کی کہ کیتھرینا ڈی میڈیچی بادشاہ کے دوسرے بیٹے ہنری سے شادی کر لے' اور اس نے فرانس کو میلان اور جینوآ واپس لینے میں مدد دینے کا خفیہ معاہدہ بھی کر لیا (1531ء)۔[۶۳] پوپ اور شہنشاہ چارلس کے درمیان دوسری ملاقات (1532ء) میں چارلس نے دوبارہ ایک عمومی مجلس بنانے کی تجویز دی جس میں کیتھولکس اور پروٹسٹنٹس مل بیٹھ کر مصالحت کا کوئی فارمولا طے کر سکیں: اسے پھر دھتکار دیا گیا۔ اس نے میلان میں سلطنت کے نمائندے فرانسکو ماریا سفورتسا کے ساتھ کیتھرین کی شادی کی تجویز دی: اسے پتہ چلا کہ اب دیر ہو گئی تھی: کیتھرین بک چکی تھی۔ 12 اکتوبر 1533ء کو کلیمنٹ مارسیلی میں فرانس سے ملا اور وہاں اپنی بھانجی کی شادی اورلینز کے ڈیوک ہنری سے کر دی۔ یہ پوپس کی حیثیت میں میڈیچی خاندان کی اولین خامی تھی کہ انہوں نے خود کو ایک شاہی سلطنت جیسا سمجھ لیا اور کبھی کبھی اپنے خاندان کی عظمت کو اٹلی یا کلیسیاء کی عظمت سے برتر گردانا۔ کلیمنٹ نے فرانس کو چارلس سے صلح پر مائل کرنے کی کوشش کی: فرانس نے انکار کیا' اور پوپ سے یہ اجازت مانگنے کی گستاخی کی کہ فرانس شہنشاہ کے خلاف پروٹسٹنٹس اور ترکوں کو عارضی طور پر حلیف بنا لے۔

۶۴ کلیمنٹ نے سوچا کہ بس اب بہت ہو گیا۔

پاسٹر کہتا ہے: "اس صورتحال میں یہ کلیسیاء کے لیے خوش قسمتی خیال کی جانی چاہیے کہ پوپ کے دن گنے جا چکے تھے۔" ۶۵ اس کی زندگی پہلے ہی کافی طویل ہو گئی تھی۔ اس کی تاجپوشی کے وقت بھی ہنری VIII لوتھر کے خلاف آرتھوڈوکس مسلک کا محافظ تھا; اور پروٹسٹنٹ بغاوت نے ابھی تک عقیدے میں کوئی بڑی تبدیلیوں کی تجویز نہیں دی تھی، بلکہ صرف کلیسیائی اصلاحات پیش کی تھی تاکہ ٹرینٹ کی مجلس اگلی نسل کے کلیسیاء کے لیے انہیں قانونی شکل دے سکے۔ کلیمنٹ کی موت پر (25 ستمبر 1534ء) انگلینڈ، ڈنمارک، سویڈن، آدھا جرمنی، سوئٹزرلینڈ کا ایک حصہ قطعی طور پر کلیسیاء سے جدا ہو گئے تھے، اور اِٹلی نے ہسپانوی غلبے کے سامنے ہار مان لی تھی جو بُرے یا اچھے حوالے سے نشاۃ ثانیہ کو نمایاں کرنے والی آزاد سوچ اور زندگی کے لیے ہلاکت خیز تھا۔ بلاشبہ یہ کلیسیاء کی تاریخ میں نہایت تباہ کن پاپائی دور تھا۔ کلیمنٹ کی تاجپوشی پر سب نے خوشی منائی تھی، اس کی موت پر بھی سب خوش ہوئے; اور روم کے بے قابو ہجوم نے بارہا اس کے مقبرے کو گندا کیا۔ ۶۶

چھٹی کتاب

اِختتام

(76–1534ء)

بائیسواں باب

وینس میں غروبِ آفتاب

(76–1534ء)

I۔ وِینس کا دوبارہ جنم

یہ بات کچھ پراسرار سی ہے کہ باقی سارے اِٹلی کے لیے حلقہ بگوشی اور زوال کا یہ دور وینس کے لیے ایک سنہری دور تھا۔ اس نے کیمبرائی انجمن کی جنگوں سے بہت نقصان اٹھایا تھا: ترکوں نے اس کی بہت سے مشرقی املاک چھین لی تھیں: مشرقی ابیض المتوسط کے ساتھ اس کی تجارت میں جنگ اور قزاقی نے بار بار تعطل پیدا کیا تھا: ہندوستان کے ساتھ اس کی تجارت پُرتگال کو ملتی جا رہی تھی۔ تو پھر وہ اس دور میں سانسو وینو اور پلاڈیو جیسے معماروں' آرے تینو جیسے لکھاریوں' ٹیشین' ٹنٹوریٹو اور ویرونیسے جیسے مصوروں کی کفالت کیوں کر کر سکا؟ عین اسی دور میں آندریا جبریلی نے بربط بجایا اور سان مارکو میں سماع خانوں کی قیادت کی' اور اِٹلی بھر میں گونجنے والے گوال گیت لکھے: موسیقی امیر اور غریب کا پسندیدہ شوق تھا: بڑی نہر کے کنارے محلات اندرونی آسائش اور آرٹ میں روم کے بنکروں اور کارڈینلوں کے محلات کا مقابلہ کرتے تھے: چبوتروں' مے خانوں اور عوامی احاطوں میں سینکڑوں شاعر اپنی نظمیں سناتے تھے: اداکاروں کی درجن بھر منڈلیاں کامیڈیز پیش کرتی تھیں' مستقل تھیٹر تعمیر کیے گئے تھے اور "محبت کی دلکش ساحرہ" وٹوریا Piissimi ایک اداکارہ' گلوکارہ اور

رقاصہ کی حیثیت میں روح شہر تھی۔

یہاں اس اسرار کی کمزور ترین توضیح ہی پیش کی جائے گی۔ جنگ میں مجروح ہونے کے باوجود وینس پر کبھی حملہ نہ ہوا تھا؛ اس کے گھر اور دکانیں جوں کی توں رہیں۔ اس نے براعظم پر اپنی املاک بازیاب کرالیں' اور تعلیم' معیشت اور اعلیٰ ترین قابلیت میں اپنے باجگزاروں (پیڈوآ میں کولمبو اور کورنارو' ویچن تسا میں پلاڈیو' ویرونا سے ویرونیسے) میں پیڈوآ' ویچن تسا اور ویرونا جیسے گنجان آباد شہروں کو بھی شامل کیا۔ وینس اب بھی ایڈریاٹک اور آس پاس کے علاقہ میں تجارت کے بہت بڑے حصے پر غالب تھا۔ پرانی صنعتیں بدستور ترقی کرتی رہیں اور انہیں عیسائی دنیا میں نئی منڈیاں ملیں؛ مثلاً اسی دور میں وینسی شیشہ اپنی بلوریں کاملیت تک پہنچا۔ سامان عیش میں وینسی سرداری برقرار رہی' اور اس دور میں وینسی لیس نے پہلی مرتبہ شہرت پائی۔ مذہبی سنسرشپ کے باوجود وینس اب بھی سیاسی بھگوڑوں اور آریتینو جیسے عقلی بھگوڑوں کو پناہ دے رہا تھا جس نے کبھی کبھی مقدس ادب میں حصہ ڈالنے کے ساتھ ساتھ خوشدل دشنام طرازیوں کا سلسلہ جاری رکھا۔

اس دور کے اواخر میں وینس نے دو مرتبہ اپنی تہذیبی قوت حیات اور سرفرازی کا مظاہرہ کیا۔ 1571ء میں اس نے سپین اور پاپائیت کے ہمراہ' 200 جہازوں کے بیڑے کو ہتھیار بند کرنے میں سرکردہ کردار ادا کیا' اس بیڑے نے کورنتھ کی خلیج میں لیپانتو سے روانہ ہونے والے 224 جہازوں کے ترک بیڑے کو تباہ کیا... مغربی یورپ کو عیسائی سلطنت کے لیے محفوظ کرنے والی اس فتح کا جشن وینس میں تین دن تک منایا گیا؛ ریالٹو کے علاقہ میں فیروزی یا نیلے رنگ کے کپڑے لٹکائے گئے: ہر کھڑکی نے جھنڈوں یا منقش کپڑوں کے ساتھ نہروں کو رنگین بنایا؛ ریالٹو پل پر ایک بہت بڑی فاتحانہ محراب بنائی گئی؛ اور گلیوں میں بیلینی' جورجونے' ٹیشین اور مائیکل اینجلو کی تصاویر نمائش کے لیے رکھی گئیں۔ اگلا کارنیوال وینس کی تاریخ میں پرجوش ترین تھا جس نے بعد کے کئی کارنیوال میلوں کے لیے شور شرابے کا انداز متعین کیا؛ ہر شخص نے نقلی چہرہ لگایا اور خوشی منائی' اور اخلاقی ضابطوں کو عارضی طور پر بھلا دیا گیا؛ پینٹالونے اور ژانی (یعنی جانی) جیسے مسخروں نے درجن بھر زبانوں کو اپنے نام دیئے۔

اور پھر 1574ء اور 1577ء میں ڈیوک محل کی المناک آتشزدگی نے متعدد کمرے تباہ کردیئے: جینتیلے دا فیبریانو' بیلینی' دیوینی' ٹیشین' پورڈینون' ٹنٹوریٹو اور ویرونیسے کی تصاویر برباد ہوگئیں: پوری ایک صدی کی محنت اور آرٹ دو دن میں معدوم ہوگئے۔ نقصان رسیدہ اندرون بحال ہونے کی تیزی کے ساتھ ساتھ ہی جمہوریہ کا جذبہ بیدار ہوتا گیا۔ جووانی دا پونٹے کو کمرے پرانی بنیادوں پر ہی دوبارہ تعمیر کرنے کا کام سونپا گیا: کرسٹوفرو سورٹے نے سالا ڈیل میجور کونسیلیو کی شاندار چھت 29 حصوں میں ڈیزائن کی: دیواریں ٹنٹوریٹو' ویرونیسے' پالما جوونے اور فرانسسکو بیسانو نے پینٹ کیں۔ دیگر کمروں میں--- ناظم بلدیہ اور اس کی مجلس کے مقام ملاقات' پیش دالان' سینیٹ ہال--- چھتیں' دروازے اور کھڑکیاں اس دور کے عظیم ترین معماروں نے ڈیزائن کی تھیں--- ایاکوپو سانسووینو' پلاڈیو' انٹونیو سکارپانیو' الیساندرو ویٹوریا۔

ایاکوپو ڈی انٹونیو ڈی ایاکوپو تتی پیدائشی (1486ء) طور پر فلورنسی تھا۔ وازاری بتاتا ہے کہ "وہ سکول جانے میں بہت ہچکچایا" لیکن ڈرائنگ کا دلدادہ بن گیا۔ ماں نے بیٹے کی حوصلہ افزائی کی' باپ اسے تاجر بنانا چاہتا تھا مگر ناکام رہا۔ لہٰذا ایاکوپو سنگ تراش آندریا کونٹوچی ڈی مونتے سان ساوینو کے پاس کام سیکھنے چلا گیا: استاد نے شاگرد کو اس قدر عزیز رکھا اور اسے اتنے اچھے طریقے سے کام سکھایا کہ ایاکوپو اسے بطور باپ احترام دینے لگا' اور آندریا کے لقب سانسووینو کو اپنے نام کا حصہ بنالیا۔ نوجوان خوش قسمت تھا کہ اسے آندریا ڈیل سارتو کو دوست بنانے کا موقعہ بھی ملا' اور شاید اسی سے خوبصورت اور جاندار ڈیزائن کے رموز سیکھے۔ نوجوان سنگ تراش نے فلورنس میں قیام کے دوران "باخوس" تراشا جو اِس وقت Bargello میں ہے اور اپنے کامل توازن کے لیے شہرت رکھتا ہے: اس کا بازو' ہاتھ اور انگلیوں میں آہستگی سے پکڑی ہوئی صراحی ماربل کے ایک ہی ٹکڑے میں سے تراشی گئی۔ مائیکل اینجلو کے سوا ہر کوئی آندریا پر مہربان ہوا اور اسے کمال کی آخری حد پر پہنچنے میں مدد دی۔ گلیانو دا سانگالو اسے اپنے ہمراہ روم لے گیا اور رہنے کو جگہ دی۔ براماننتے نے اسے "Laocoon" کی ایک مومی نقل تیار کرنے کا کام دیا: اس نے اتنی عمدہ نقل بنائی کہ اسے کارڈینل گریمانی کے لیے کانسی میں ڈھالا گیا۔ شاید براماننتے کے زیر اثر ہی آندریا سنگ تراشی سے فن تعمیر کی

طرف پلٹا اور جلد ہی بھاری معاوضوں والے کام حاصل کیے۔

غارتگری کے وقت وہ روم میں ہی تھا' اور بہت سے دیگر آرٹسٹوں کی طرح اپنی تمام املاک کھو بیٹھا۔ اس نے وینس کی راہ پکڑی تاکہ وہاں سے آگے فرانس جاسکے: لیکن ناظم شہر آندریا Gritti نے درخواست کی کہ سینٹ مارک کے ستونوں اور گنبدوں کو استحکام دینے کا کام کرے۔ سینیٹ کو اس کا کام اتنا پسند آیا کہ اسے سرکاری معمار بنا دیا گیا (1529ء)۔ اس نے چھ برس تک محنت کر کے پیازا سان مارکو کی حالت سدھاری' قصابوں کی دکانوں کا خاتمہ کیا' نئی گلیاں کھولیں اور سینٹ مارک کے صحن (سکوائر) کو آج والی کشادگی دینے میں مدد دی۔

1536ء میں اس نے Zecca یا ٹکسال بنائی' اور ناظمین شہر کے محلات کے سامنے اپنی مشہور ترین عمارت لائبریریا ویکیا پر کام شروع کیا۔ اس نے ماتھے کو ایک پروقار دوہرے جلو خانے (پیش گاہ) اور ایونیائی ستونوں' خوبصورت کارنسوں اور بالکنیوں اور آرائشی سنگتراشی کے ساتھ ڈیزائن کیا۔ کچھ لوگوں نے اس "پرانی لائبریری" کو "اِٹلی میں خوبصورت ترین غیرمذہبی عمارت" قرار دیا ہے؛ لیکن ستون ضرورت سے زیادہ ہیں اور سٹرکچر بمشکل ہی ناظمین شہر کے محل سے قابل موازنہ ہے۔ بہرصورت منتظمین نے اسے پسند کیا' سانسوویو کی تنخواہ بڑھائی اور اسے جنگی محصولات سے مستثنیٰ قرار دے دیا۔ 1544ء میں مرکزی محرابوں میں سے ایک گر گئی اور گنبد نیچے آگرا۔ سانسوویو کو قید اور بھاری جرمانے کی سزا ہوئی لیکن آرے تینو اور ٹیشین نے منتظمین کو اسے معاف کرنے پر مائل کرلیا۔ محراب اور گنبد کی مرمت ہوئی اور عمارت 1533ء میں کامیابی کے ساتھ مکمل کرلی گئی۔ دریں اثناء سانسوویو نے Campanile کی مشرقی طرف پر خوبصورت Loggetta یا پولیس کے لیے پیش دالان ڈیزائن کیا (1540ء) اور اسے کانسی اور سرخ پختہ مٹی کے مجسموں سے سجایا تھا۔ اس نے سینٹ مارک کلیساء میں ایک سیکرسٹی کے لیے کانسی کے دروازے ڈھالے اور منبت کاریوں میں نہ صرف آرے تینو بلکہ ٹیشین اور خود کو بھی پیش کرنے کا موقعہ پایا۔

تینوں آدمی اب پکے دوست بن گئے تھے اور وینسی آرٹ کے حاسد حلقے انہیں "تین کی انجمن ستائش باہمی" کہتے تھے۔ انہوں نے بہت سی شامیں اکٹھے' باتیں کرتے یا

حسن سے لطف اندوز ہوتے ہوئے گذاریں۔ اِیاکوپو نے عورتوں میں مقبولیت کے لیے آرے تینو کا مقابلہ کیا اور ٹیشین نے طویل العمری میں۔۔ وہ اپنی زندگی کے 48 ویں برس میں بھی مضبوط اور صحتمند تھا' اور اس کی نظر بھی بالکل ٹھیک رہی۔[42] وہ پچاس سال میں ایک مرتبہ بھی طبیب کے پاس نہ گیا؛ وہ گرمیوں میں تقریباً پھلوں پر ہی زندہ رہتا۔ جب پال III نے اسے سینٹ پیٹرز میں انٹونیو دا سانگالو کی جگہ پر چیف آرکیٹکٹ بننے کی دعوت دی تو اس نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ وہ اپنی زندگی کے بدلے میں ایک جابر فرمانروا کی ملازمت نہیں لے گا۔[43] فیرارا کے ارکولے II اور فلورنس کے کوسیمو نے اسے بڑے بڑے وظیفوں کے عوض اپنے درباروں میں رہنے کی لاحاصل پیشکش کی۔ وہ 1570ء میں 85 برس کی عمر پا کر بڑے سکون سے مرا۔

اسی آخری برس میں ایک عہد ساز کام منظر عام پر آیا۔۔۔ "آرکیٹکچر کی چار کتابیں"۔۔۔ جو آندریا پلاڈیو کی تصنیف تھی۔ بہت سے دوسروں کی طرح آندریا بھی روم گیا اور فورم کی برباد عظمت و شوکت دیکھ کر بہت متاثر ہوا۔ وہ ستونوں اور راسوں کی دلکشی پر فدا ہو گیا؛ اس نے ایک طرح سے وٹرووئیس کی یاد دلائی؛ اور اس کی اپنی کتاب نے نشاۃ ثانیہ کی عمارت میں وہ تمام قوانین بحال کرنے کی جدوجہد کی جو اس کے خیال میں کلاسیکی روم کی شان و شوکت کے خالق تھے۔ اسے لگا کہ بہترین آرکیٹکچر میں پھول بوٹوں سے گریز کرنا ہوگا؛ اسے پاک دامن کنواری جیسا مقدس اور شہنشاہ جیسا پر جلال ہونا چاہیے۔

اس کا پہلا بڑا کام ہی بہترین اور سیکولر اٹلی کی غیر معمولی عمارتوں میں سے ایک ہے۔ اس نے اپنے وطن وچن تسا کے ٹاؤن ہال کے اردگرد شاندار اور مضبوط محرابی گذرگاہ بنائی۔ اس نے اپنی کتاب میں 21 برس بعد لکھا' "میں صرف یہی سوال کرتا ہوں کہ اس تعمیر کو قدیم عمارتوں کے مقابلے پر رکھا اور قدماء کے بعد تعمیر کی جانے والی اعلیٰ اور خوبصورت ترین عمارات میں سے ایک سمجھا جائے۔"[44] اگر وہ اپنا یہ چیلنج صرف شہری عمارات تک محدود رکھتا تو شیخی میں کچھ وزن پیدا ہو سکتا تھا۔

پلاڈیو وچن تسا کا ہیرو بنا؛ شہر نے محسوس کیا کہ وہ سانسو وینو کی لائبریریا دیکیا پر سبقت لے گیا تھا۔ امیر آدمیوں نے اسے محلات اور دیہی بنگلوں کے لیے' اہل کلیسیاء

نے کلیساؤں کے لیے ڈھیروں کام دیا۔ اس نے مرنے (1580ء) سے پہلے شہر کو تقریبا ایک قدیم رومن بلدیہ میں تبدیل کردیا تھا۔ اس نے بلدیاتی انتظامیہ کے لیے ایک گیلری، دلکش میوزیم، شاندار Teatro Olimpico بنایا۔ وینس نے اسے بلایا؛ اس نے وہاں اپنے دو عمدہ ترین کلیساء ڈیزائن کیے... سان جورجو میجورے اور Redentore۔ وہ اپنی موت سے پہلے ہی اٹلی میں طاقتور اثر بن گیا تھا۔ سترہویں صدی کے اوائل میں Inigo Jones پلاڈین سٹائل انگلینڈ میں لایا؛ یہ مغربی یورپ میں پھیلا اور امریکہ تک پہنچا۔

شاید یہ ایک بدقسمتی تھی۔ یہ کبھی رومن انداز تعمیر کی عظمت حاصل نہ کرسکا؛ اس نے اپنے ماتھوں کو ستونوں، راسوں، کارنسوں اور سنگتراشی کے افراط میں خلط ملط کردیا؛ تفصیلات ایک کلاسیکی عمارت والی سادگی سے دور بھٹک گئیں اور پلاڈیو ایک قدیم انداز کی جانب رجوع کرنے میں یہ بھول گیا کہ ایک زندہ آرٹ کو اپنا عہد اور مزاج ظاہر کرنا چاہیے نہ کہ کسی اور دور کا۔ اسی لیے، جب ہم نشاۃ ثانیہ کے متعلق سوچتے ہیں تو اس کے فن تعمیر اور حتیٰ کہ سنگ تراشی کو بھی نہیں، مگر مصوری کو ضرور ذہن میں لاتے ہیں جس نے سکندریہ اور روم کی روایات کو کچھ کچھ اپنا کر بازنطینی سانچوں سے نجات پائی اور خود کو وقت کی معتبر صدا اور رنگ بنایا۔

II۔ آرے تینو: 1556ء۔1492ء

بادشاہوں کی تباہی اور بلیک میلروں کا شہزادہ پیاترو آرے تینو 1492ء کو یادگار بنانے کے لیے گڈ فرائیڈے کے دن دنیا میں آیا۔ اس کا باپ لوقا اریتسو میں ایک غریب موچی تھا۔ بہت سے دوسرے اطالویوں کی طرح پیاترو نے پیدائش کے وقت اپنے مقام پیدائش کا نام حاصل کیا اور آرے تینو بن گیا۔ اس کے دشمنوں کا اصرار ہے کہ اس کی ماں ایک فاحشہ تھی؛ اس نے یہ الزام مسترد اور دعویٰ کیا کہ اس کی ماں ٹیٹا نامی ایک دلکش لڑکی تھی جس نے مصوروں کے لیے بطور میڈونا ماڈلنگ کی لیکن اپنے نیک محبوب Luigi Bacci کی بانہوں میں لغزش کے نتیجہ میں پیاترو کی حامل ہوئی۔ آرے تینو کو ناجائز اولاد ہونا ناگوار نہ گزرا کیونکہ اس کے کئی ممتاز دوست بھی اس

زمرے میں آتے تھے؛ اور جب پیاترو مشہور ہوگیا تو Luigi کے جائز بیٹوں کو اسے اپنا بھائی کہنے کہلانے میں کوئی عار محسوس نہ ہوئی۔ لیکن اس کا باپ لوقا تھا۔

وہ بارہ برس کی عمر کو پہنچنے پر اپنی تقدیر بنانے کے لیے نکل کھڑا ہوا۔ اس کو پیروجیا میں ایک جلد ساز کے معاون کا کام ملا' اور وہیں آرٹ کا اتنا کافی مطالعہ کیا کہ بعد کے برسوں میں ایک زبردست نقاد اور دقیقہ شناس بن سکا۔ اس نے خود بھی کچھ مصوری کی۔ پیروجیا کے مرکزی احاطے میں ایک تصویر (مگدلینی مسیح کے پیروں میں جھکی ہوئی) لوگوں کے لیے نہایت قابل احترام ٹھہری۔ ایک شب آرے تینو نے مگدلینی کی بازوؤں میں ایک بربط پینٹ کرکے دعا کو نغمہ شبینہ (سریناد) میں تبدیل کردیا۔ جب شہر اس شرارت پر غصے میں بھڑک اٹھا تو پیاترو پیروجیا سے فرار ہوا اور اِٹلی کو آزمایا۔ اس نے روم میں ملازمت کرکے' وچین تسا میں بطور بازاری گویا اور بولونیا میں بطور سرائے دار اپنی روزی کمائی۔ اس نے کچھ عرصہ تجارتی بحری جہازوں میں کام کیا' ایک خانقاہ میں تنخواہ دار آدمی بنا' بدکاری کے باعث نکالا گیا اور روم واپس لوٹا (1516ء)۔ وہاں اس نے اگوستینو چیگی کے لیے بطور خادم محنت کی۔ اگوستینو نامہربان نہ تھا' لیکن اس نے اپنی مخصوص صلاحیت کا کھوج لگالیا اور خدمت گذاری سے اکتانے لگا۔ اس نے ایک تیکھی ہجویہ نظم میں گھریلو زندگی کو بیان کیا: "بیت الخلاء کی صفائی' پیشاب کے برتنوں کو چمکانا..... خانساموں اور بیروں کے لیے گھٹیا کام سرانجام دینا جو جلد ہی اسے آتشک میں مبتلا سمجھنے لگتے ہیں۔"[56] اس نے اپنی نظمیں چیگی کے کچھ مہمانوں کو دکھائیں اور بات پھیلنے لگی کہ پیاترو روم کا تیز ترین اور ذہین ترین ہجو نگار تھا۔ اس کے لکھے ہوئے جملے گردش کرنے لگے۔ پوپ لیو نے ان سے مزہ لیا' مصنف کو بلوا بھیجا' اس کے ان گھڑ صاف گو مزاح پر ہنسا اور اسے پاپائی عملے میں شامل کرلیا۔ پیاترو نے تین برس تک اچھے طریقے سے کھایا۔

اچانک لیو مرگیا اور آرے تینو دوبارہ ہوا کے دوش پر تیرنے لگا۔ جب جلسہ انتخاب پوپ نیا پوپ چننے میں ٹال مٹول کررہا تھا تو اس نے انتخاب کنندگان اور امیدواروں پر طنزیہ نظمیں لکھیں' صفحے پاسکوینو کے مجسمے پر چپکا دیئے اور اتنے بہت سے معززین کا مضحکہ اڑایا کہ جلد ہی شہر میں اس کا بمشکل ہی کوئی دوست باقی رہ گیا۔ جب

ایڈریان VI منتخب ہوا اور اصلاح کی ایک انتہائی غیر مقبول مہم شروع کی تو پیاترو بھاگ کر فلورنس اور وہاں سے مینتو آ (1523ء) چلا گیا جہاں فیڈریگو نے اسے ایک معتدل سی تنخواہ پر درباری شاعر رکھ لیا۔ روم کی دعاؤں کے نتیجہ میں جب ایڈریان کو موت آئی اور اس اعلیٰ ترین مسند پر دوبارہ ایک امیر میڈیچی بیٹھا تو ہزاروں دیگر شاعروں' آرٹسٹوں' بدمعاشوں اور عیاشوں کی طرح پیاترو بھی جلدی جلدی دارالحکومت کی طرف واپس بھاگا۔

ایک دم ہی اس کا استقبال اختتام پذیر ہو گیا۔ گلیو رومانو نے 20 تصاویر میں مختلف شہوانی رویے بیان کیے تھے: مارک انٹونیو ریمونڈی نے ان کے لیے کندہ کاریاں بنائیں: وازاری بتاتا ہے کہ ہر ایک کندہ کاری پر "جناب آرے تینو نے ایک نہایت فحش گیت لکھا' میں بتا نہیں سکتا کہ خاکے زیادہ برے ہیں یا الفاظ۔"[4] تصویریں اور گیت اہل فکر کے حلقوں میں پہنچے: انہیں پوپ کلیمنٹ کے معاون گبرٹی نے پڑھا جو آرے تینو کا معروف دشمن تھا: پیاترو کو یہ بات پتہ چلی تو دوبارہ خانہ بدوش ہوا۔ پاویا میں اس نے فرانسس اول کو مسحور کیا جو اپنے وقار کے سوا سب کچھ کھو دینے کی حد تک پہنچ چکا تھا۔ اب اس نے اپنے قلم کو مختلف رخ کو موڑا۔ اس نے تین قصیدے لکھے... ایک کلیمنٹ' دوسرا گبرٹی اور تیسرا فیڈریگو کے متعلق' مارکوئس نے اس کے بارے میں پوپ کو اچھے الفاظ کہے' گبرٹی پسیج گیا' کلیمنٹ نے آرے تینو کو بلوایا اور ایک وظیفہ خوار نائٹ آف روڈز بنا دیا۔ ہجو نگاروں میں آرے تینو کے واحد حریف نے اس کے بارے میں یوں لکھا:

> وہ ڈیوک جیسے کپڑے پہن کر روم میں گھومتا پھرتا ہے۔ وہ مالکوں کی تمام غلط کاریوں میں حصہ لیتا ہے۔ وہ اپنی عادتوں کی قیمت چکنے چپڑے الفاظ میں لپٹی بے عزتیوں کے ساتھ ادا کرتا ہے۔ ایستے اور گونزاگا خاندان والے اس کی بازوؤں میں بازو ڈال کر چلتے اور اس کی بک بک سنتے ہیں۔ وہ ان کے ساتھ عزت سے پیش آتا اور باقی سب کے ساتھ تکبر برتا ہے۔ وہ ان سے ملنے والی رقم پر گذارہ کرتا ہے۔ اسے اپنی ہجو گوئیوں کے عوض ملنے والے انعامات نے لوگوں کو اس سے خوفزدہ کر دیا ہے' اور وہ خود کو

رواقی بے باک دشنام طراز کہلانا پسند کرتا ہے۔ اسے تو بس مقررہ وظیفہ چاہیے۔ اس نے دوسرے درجے کی ایک نظم پوپ سے منسوب کر کے ایک وظیفہ حاصل کیا۔[۵۸]

آرے تینو نے ان میں سے کسی بھی بات پر اعتراض نہ کیا ہوگا۔ اس نے جیسے اس بیان کی جیتی جاگتی تصویر پیش کرنے کے لیے میتو آئی سفیر سے کہا کہ فیڈریگو سے "میرے لیے طلائی کڑھائی والی چار قمیضیں..... ریشمی کام والے دو موزے اور دو طلائی ٹوپیاں" منگوا کر دے۔ جب ان اشیاء کے آنے میں کافی دیر لگ گئی تو اس نے مارکوئس کو ایک ہجو قبیح کے ساتھ تباہ کرنے کی دھمکی دی۔ سفیر نے فیڈریگو کو خبردار کیا: "عالی جناب اس کی زبان کو جانتے ہیں: میں اسے سے زیادہ کچھ نہ کہوں گا۔" جلد ہی سونے کی کڑھائی والی چار قمیضیں' دو جوڑے موزے اور دو سونے کی ٹوپیاں پہنچ گئیں۔ سفیر نے لکھا: "آرے تینو مطمئن ہے۔" اب پیاترو واقعی ڈیوک جیسا لباس پہن سکتا تھا۔

رومن خوشحالی کا یہ دوسرا عہد ایک Cloak and dagger (بغل میں چھری منہ میں رام رام) رومانس کے ذریعہ ختم ہوا۔ آرے تینو نے پوپ کے باورچی خانے میں کام کرنے والی ایک جوان عورت کے متعلق تحقیر آمیز گیت لکھا۔ گبرٹی کے ایک گھریلو ملازم ایکیلے ڈیلاوولٹا نے آرے تینو پر گلی میں رات کے دو بجے حملہ کیا (1525ء)' اس کے سینے میں خنجر کے دو وار کیے اور دائیں ہاتھ کو اتنا شدید زخمی کر دیا کہ دو انگلیاں کاٹنی پڑیں۔ زخم جان لیوا نہ تھے: آرے تینو تیزی سے صحت یاب ہوا۔ اس نے ایکیلے کی گرفتاری کا مطالبہ کیا' لیکن نہ تو کلیمنٹ اور نہ ہی اس کے منشی نے مداخلت کی۔ پیاترو کو شک گذرا کہ منشی نے اسے قتل کروانے کی منصوبہ بندی کی تھی: اس نے فیصلہ کیا کہ اِٹلی کے ایک اور دورے کا موقع آگیا ہے۔ وہ میتو آگیا اور فیڈریگو کے پاس دوبارہ ملازمت کر لی (1525ء)۔ ایک سال بعد یہ سن کر وہ دوبارہ حرکت میں آیا کہ جووانی ڈیلے بانڈے نیرے فرنڈزبرگ کا حملہ روکنے کے لیے ایک دستے کی قیادت کر رہا تھا: وہ سو میل کا سفر کر کے لوڈی میں جووانی سے جا ملا۔ اس خیال سے اس کی رگوں میں تمام سیاہی خشک ہو گئی کہ وہ' بیچارا شاعر' شاید صاحب عمل بن جائے' شاید اسے کوئی جاگیر مل جائے اور وہ کسی شہر کا ادبی خدمتگار ہی رہنے کی بجائے خود شہزادہ بن جائے۔ اور واقعی

ڈان کیموٹے جیسے فراخدل نوجوان سالار نے اسے کم از کم مارکوئس بنانے کا وعدہ کرلیا۔ لیکن بہادر جووانی مارا گیا' اور آرے تینو ہیلمٹ اتار کر مینتو آ اور اپنے قلم کی طرف لوٹ آیا۔

اب اس نے 1527ء کے لیے ایک جنتری (giudizio) میں اپنی نظر میں ناپسندیدہ افراد کی بد قسمتیوں کی پیشگوئی کی۔ وہ کلیمنٹ کے خلاف غضبناک تھا کہ اس نے جووانی ڈیلے بانڈے نیرے کو ناکافی اور غیر مستقل مدد دی تھی؛ اس نے دوسروں کے علاوہ پوپ کو بھی طنز کا ہدف بنایا۔ کلیمنٹ نے حیرت کا اظہار کیا کہ فیڈریگو نے پاپائیت کے اس قدر شدید دشمن کو پناہ دے رکھی ہے: "میں وینس جاؤں گا' صرف وینس ہی میں انصاف کا ترازو مساوی ہے۔" وہ 1527ء میں وینس پہنچا اور بڑی نہر کے کنارے ایک گھر لیا۔ دریا پار کے نظاروں اور معروف آبی گذر گاہوں نے اسے مسحور کیا' وہ اسے "دنیا کی خوبصورت ترین گذر گاہ" کہتا تھا۔ اس نے لکھا: "میں نے وینس میں رہنے کا عزم کیا ہے۔" اس نے ناظم شہر آندریا گرٹی کے نام خط میں شاہانہ سلام بھیجا اور وینس کی شاندار خوبصورتی' قوانین کے انصاف' عوام کے احساس تحفظ اور سیاسی و ذہنی پناہ گزینوں کو پناہ پیش کرنے پر سراہا۔ اس نے شاندار انداز میں کہا: "میں' جس نے بادشاہوں کے دل میں اپنا خوف بٹھایا..... اپنا آپ آپ کے سپرد کرتا ہوں' آپ اپنے عوام کے نگہبان ہیں۔"[9] ناظم شہر نے اسے تحفظ فراہم کیا' وظیفہ دیا اور اس کے لیے پوپ سے سفارش کی۔ اگرچہ آرے تینو کو کئی غیر ملکی درباروں سے دعوتیں ملیں لیکن اس نے اپنی زندگی کے باقی تمام 29 برس وینس کی وفاداری میں گذارے۔

اس کا اپنے نئے گھر میں جمع کیا ہوا فرنیچر اور آرٹ اس کے قلم کی طاقت کا ثبوت ہیں' کیونکہ یہ چیزیں اور فن پارے اسے اپنے سرپرستوں کی فراخدلی یا بزدلی سے حاصل ہوئے تھے۔ پیا ترو کے نجی کمروں کی چھت ٹنٹوریٹو نے خود پینٹ کی۔ جلد ہی دیواروں پر ٹیشین' سیباستیانو ڈیل پیامبو' گلیو رومانو' برونزینو اور وازاری کی بنائی ہوئی تصاویر دکھائی دینے لگیں؛ وہاں ایاکو سانسووینو اور ایلیساندرو ویٹوریا کے بنائے ہوئے مجسمے موجود تھے۔ آبنوس کی ایک خوبصورت صندوقچی میں وہ خطوط رکھے تھے جو آرے تینو کو شہزادوں' پادریوں' سالاروں' آرٹسٹوں' شاعروں' مغنیوں' موسیقاروں اور

اشراف کی جانب سے موصول ہوئے۔ بعد میں اس نے ان خطوط کو باریک چھپائی والے 875 صفحات پر مشتمل دو جلدوں میں شائع کیا۔ وہاں کندہ کاری والی الماریاں اور میزیں اور اب فربہ ہو چکے پیاترو کے لیے ایک اخروٹ کا پلنگ بھی موجود تھا۔ آرے تینو نے اس آرٹ اور سامان عیش کے درمیان کسی آقا کی طرح زندگی گذاری اور لباس پہنا' پڑوس کے غریبوں میں خیرات بانٹی' دوستوں کی پوری منڈلی کو تفریح مہیا کی اور بہت سی محبوباؤں سے لطف اٹھایا۔

اسے اس قدر شاہانہ زندگی گذارنے کے وسائل کہاں سے ملے؟ کچھ تو اپنی تحریریں پبلشروں کے ہاتھ فروخت کر کے' کچھ ان مردوں اور عورتوں کی جانب سے بھیجے گئے تحائف اور وظائف سے جو اس کی ناراضگی مول لینے سے ڈرتے اور اسے خوش رکھنا چاہتے تھے۔ اس کی لکھی ہوئی ہجویہ نظمیں' شاعری' خطوط اور کھیل اِٹلی کے باخبر یا اہم افراد خریدتے اور اس دور کی رشوت ستانی' منافقت' جبر اور بے اخلاقی پر مصنف کی طنز آرائیوں پر خوش ہوتے۔ آری اوستو نے "Orlando furioso" کے 1523ء والے ایڈیشن میں دو لائنیں ڈالیں جو پیاترو کے نام میں دو اضافی خطاب بن گئیں: "بادشاہوں کی بربادی' مقدس پیاترو آرے تینو کو دیکھو:"[10] جلد ہی عہد کے نمایاں' نہایت بد زبان اور اخلاق باختہ لکھاری کو مقدس کہنا رواج پا گیا۔

اس کی شہرت پورے براعظم میں تھی۔ اس کی ہجویہ نظمیں فوراً فرانسیسی میں ترجمہ ہوئیں; پیرس کے محلے سینٹ جیکس میں ایک کتب فروش نے اس کی کتابیں بیچ کر خاصی دولت کمائی۔[11] انگلینڈ' پولینڈ اور ہنگری نے بھی انہیں پذیرائی دی: ایک ہم عصر کے مطابق آرے تینو اور میکیاویلی جرمنی میں پڑھے جانے والے واحد اطالوی لکھاری ہیں۔ روم میں (جہاں اس کے پسندیدہ شکار رہتے تھے) آرے تینو کی تحریریں چھپ کر بازار میں آتے ہی ایک دن کے اندر اندر فروخت ہو جاتیں۔ اگر ہم اس کے اپنے لگائے ہوئے اندازے پر اعتبار کریں تو اسے اپنی مختلف کتابوں سے ایک ہزار کراؤنز (12,500 ڈالر؟) سالانہ آمدنی ہوتی تھی۔ مزید برآں' اٹھارہ برس میں "میرے قلم کی الکیمیا نے مختلف بادشاہوں کی جیبوں سے 25,000 طلائی کراؤنز نکلوائے۔" اس کے باجگزاروں میں بادشاہ' شہنشاہ' ڈیوک' پوپ' کارڈینل' سلطان' بحری قزاق سبھی شامل

تھے۔ چارلس V اور فلپ II نے اسے 300 اور 400 کراؤنز کا ایک ایک گلوبند دیا؛ فرانسس اول نے اس سے بھی مہنگی زنجیر دی۔ [۱۲] فرانسس اور چارلس نے بھاری وظیفوں کا وعدہ کر کے اس کی حمایت حاصل کرنے کی خاطر آپس میں مقابلہ کیا۔ فرانسس نے وعدے سے زیادہ کچھ دیا: آرے تینو نے کہا' "میں اس کا مداح ہوں' لیکن اس کی فیاضی سے رقم حاصل کرنا مورانو کی بھٹیاں ٹھنڈی کرنے کے لیے کبھی کافی نہیں ہو گا" (مورانو ایک نواحی بستی تھی جہاں وینس کی صنعت شیشہ گری کا مرکز تھا) [۱۳] اسے نائٹ کے خطاب کی بلا تنخواہ پیشکش ہوئی؛ اس نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ "تنخواہ کے بغیر نائٹ بننا ایسا ہی ہے جیسے ممنوع کے نشانات سے عاری کوئی دیوار: وہاں ہر کوئی ناگوار حرکتیں کرتا ہے۔" [۱۴] سوپیا ترو نے اپنا قلم چارلس کے پاس گروی رکھ دیا اور خلاف فطرت وفاداری کے ساتھ اس کی خدمت کرتا رہا۔ اسے پیڈوآ میں شہنشاہ سے ملاقات کرنے کی دعوت دی گئی: شہر میں پہنچنے پر اس کا پرہجوم استقبال کیا گیا' جیسے آج کسی مشہور شخصیت کا ہوا کرتا ہے۔ چارلس نے وہاں موجود تمام افراد میں سے آرے تینو کو ہی اپنے ساتھ گاڑی میں بٹھا کر شہر کا دورہ کرنے کے لیے منتخب کیا' اور اسے بتایا: "سپین میں ہر مہذب آدمی تمہاری تحریروں سے واقف ہے: وہ تمہاری ہر چیز شائع ہوتے ہی پڑھ لیتے ہیں۔" اس رات ایک سرکاری ضیافت میں موچی کا بیٹا شہنشاہ کے دائیں طرف بیٹھا۔ چارلس نے اسے سپین آنے کی دعوت دی: پیا ترو نے مسترد کر دی' اسے وینس مل گیا تھا۔ آرے تینو کا فاتح اِٹلی کے پہلو میں بیٹھنا اس کی پہلی مثال تھا جسے بعد میں پریس کی قوت کا نام دیا گیا: والٹیر سے پہلے تک ادب میں کبھی کسی کو آرے تینو جیسا اثر و رسوخ حاصل نہیں ہوا۔

اس کی ہجویہ شاعری آج بمشکل ہی ہماری توجہ اپنی جانب کھینچتی ہے' کیونکہ اس میں آرے تینو کے عہد کے مقامی واقعات کا ذکر ہے۔ آرے تینو کے اشعار عوامی تھے کیونکہ ہم دوسروں کو لعنت ملامت کیے بغیر بمشکل ہی ان سے مزہ لے سکتے ہیں: کیونکہ ان میں عظیم اور طاقتور پر باحوصلہ حملہ کیا گیا: کیونکہ وہ بازاری زبان کے تمام ذرائع کو ادب اور مفید ادبی مردم کشی تک لانے کا باعث بنے۔ آرے تینو نے راہباؤں' بیویوں اور طوائفوں کے رازوں اور طریقوں کے متعلق فاحشاؤں کے مابین گفتگوئیں

(Ragionamenti) لکھ کر جنس اور گناہ میں انسانی دلچسپی کو غلط طریقے سے استعمال کیا۔ سرورق پر اعلان کیا گیا کہ یہ کتاب "نانا اور انٹونیا کے مکالمے ہیں..... جنہیں آرے تینو نے اپنے پالتو بندر کیپر یچیو اور عورتوں کی تین حالتوں کی تصحیح کے لیے مرتب کیا۔ یہ وینس کے پرجلال شہر میں' 1533ء کے ماہ اپریل میں پرنٹر کے سپرد کی گئی۔"[۵] آرے تینو یہاں رابلس کی پرمسرت فحش گوئی اور توصیفی ہذیان کی پیش بندی کر رہا ہے؛ وہ چار حرفی الفاظ میں خوشی مناتا اور کچھ حیرت انگیز جملے لکھتا ہے (میں اپنی روح پر پستے کے خول کے عوض داؤ لگاتا ہوں) اور وہ نہایت جاندار بیانات دیتا ہے جیسا کہ سترہ سالہ خوبصورت بیوی کے متعلق---گوشت کا عمدہ ترین چھوٹا سا ٹکڑا---جس نے ایک ساٹھ سالہ مرد سے شادی ہونے پر نیند میں چلنے کی عادت اپنالی تاکہ "رات کے نیزوں کے ساتھ نیزہ بازی کر سکے۔"[۶] مکالموں کے آخر میں نتیجہ پیش کیا گیا کہ طوائفیں عورتوں کی تینوں قسموں سے بہتر ہیں کیونکہ بیویاں اور راہبائیں اپنے وعدے وفا نہیں کرتیں' جبکہ طوائفیں اپنے پیشے کے مطابق زندگی گذارتی اور کمائی کے لیے رات بھر ایمانداری سے محنت کرتی ہیں۔ اِٹلی کو کوئی دھچکا نہ پہنچا؛ وہ خوشی سے ہنستا رہا۔

اب آرے تینو نے اپنا مقبول ترین کھیل بھی لکھا--- "طوائف" (La cortigiana)۔ نشاۃ ثانیہ زیادہ تر کامیڈیز کی طرح اس میں بھی ملازم Plautine روایت پر چلتے ہوئے اپنے مالکوں کو بیوقوف بناتے' ان کے لیے سازشیں کرتے' ان کے بھڑووں اور مشیروں کا کام سرانجام دیتے ہیں۔ لیکن آرے تینو نے اپنی طرف سے بھی کچھ اضافے کیے: اس کا ذو معنی فحش مزاح اور ٹھٹھے بازی' فاحشاؤں کے ساتھ اس کی قربت' درباروں سے نفرت--- سب سے بڑھ کر پاپائی دربار سے--- اور روم کے قحبہ خانوں اور محلات میں دیکھی ہوئی زندگی کو جوں کا توں پیش کرنا۔ اس نے درباری کی منافقتوں' ابن الوقتی' ذلتوں اور خوشامدوں کو بے نقاب کیا؛ اور ایک مشہور فقرے میں بدگوئی کو "راست گوئی" قرار دیا۔ یہ اس کا اپنی زندگی کے لیے جامع اعتذار تھا۔ آرے تینو کی ایک اور کامیڈی "Talanta" میں مرکزی کردار ٹیلانٹا بھی فاحشہ ہے جو اپنے چار عاشقوں کو فریب دیتی اور ان سے رقم بٹورتی ہے۔ ایک اور کھیل "Ipocrita" ایک اطالوی Tartuffe تھا؛ درحقیقت مولیئر آرے تینو کی کامیڈیز

کا ہی مصفی شدہ اور بہتری یافتہ فرانسیسی تسلسل ہے۔

آرے تینو نے جس سال یہ کھٹ مٹھے قصے لکھے' اسی سال مذہبی کتابوں کا ایک طویل سلسلہ بھی مرتب کیا۔۔ "مسیح کی انسانیت" "سات ندامتی مناجات" "کنواری مریم کی زندگی" "کنواری کیتھرین کی زندگی" "سینٹ تھامس کی زندگی" "آکوینو کا آقا" وغیرہ۔ ان میں زیادہ تر من گھڑت قصے شامل تھے' اور پیا ترو نے اعتراف کیا کہ وہ "شاعرانہ جھوٹ" تھے' لیکن انہوں نے اسے پاکیزہ طبقے سے شاباش دلائی' حتیٰ کہ پاکباز وٹوریا کولونا سے بھی۔ کچھ حلقوں میں اسے کلیسیاء کا ستون قرار دیا گیا۔ اسے کارڈینل بنانے کی باتیں ہونے لگیں۔

غالباً یہ اس کے خطوط ہی تھے جنہوں نے اسے دولت کے ساتھ ساتھ مستحکم شہرت بھی دلائی۔ بیشتر خطوط ممدوح یا ان کے قریبی افراد کو مخاطب کر کے لکھے گئے قصائد تھے۔ ظاہر ہے ان کا مقصد تحائف' وظیفے یا دیگر مفادات حاصل کرنا تھا; کبھی کبھی تو یہ بھی لکھ دیا گیا کہ کونسی چیز اور کس وقت دی جائے۔ آرے تینو نے ان خطوط کو لکھتے ساتھ ہی چھپوا دیا; یہ ان کی کشیدنی قوت کے لیے لازمی تھا۔ اٹلی نے انہیں ہاتھوں ہاتھ لیا کیونکہ یہ مشہور مردوں اور عورتوں کے ساتھ بالواسطہ قربت مہیا کرتے تھے' اور اس لیے بھی کہ انہیں چھوٹے' دو ٹوک اور زبردست انداز میں لکھا گیا تھا جو اس دور کے کسی لکھاری میں موجود نہ تھا۔ آرے تینو کا انداز خود رو تھا۔ وہ بیمبو جیسوں پر مسکرایا جو اپنے بندوں کو تراش خراش کر قطعی بے جان بنا دیتے تھے; اس نے لاطینی' درستگی اور خوبصورتی کی انسانیت پسند محبت پر اختتام کیا۔ اس نے ادب سے لاعلمی کا دکھاوا کرتے ہوئے خود کو بندشوں اور قیود سے آزاد کیا; اس نے اپنی تحریر میں ایک بے اصولی کو اصول بنایا; واضح اور سادہ زبان میں بیان کی برجستگی' زندگی کے بارے میں اپنا تجربہ اور تنقید اور اپنے کپڑوں اور خوراک کی ضرورتیں' ان خطوط کی منافقانہ بکواس کے پہاڑ میں کچھ ہیرے بھی تلاش کیے جا سکتے ہیں: من پسند بیمار فاحشہ کے نام محبت بھرا مراسلہ' اپنی گھریلو زندگی کا شاندار بیان' ٹیشین کے نام خط میں غروب آفتاب کا ٹیشین یا ٹرنر کے برش سے بننے والے منظر جیسا بیان' اور مائیکل اینجلو کے نام خط میں "روز حشر" کے لیے ایک ڈیزائن کی تجویز جو مائیکل کے استعمال کردہ ڈیزائن سے کہیں بہتر محسوس

ہوتی ہے۔

آرٹ کے میدان میں آرے تینو کی فہم اور جمالیاتی شعور اس کے کردار کی بہتر خصوصیات میں شامل تھے۔ اس کے نہایت قریبی مرد دوست ٹیشین اور سانسوو ینو تھے۔ انہوں نے مل کر بہت سی ضیافتیں اڑائیں' عموماً اپنی محفلوں کو نسوانی قرابت سے خوبصورتی بخشی; اور وہاں جب گفتگو کا دھارا آرٹ کی طرف مڑتا تو آرے تینو اپنی طرف سے بھی کچھ کہنے کے قابل تھا۔ اس کے خطوط نے متعدد ممکنہ سرپرستوں کے سامنے ٹیشین کی مدح سرائی کی' اور Vecelli نے کئی فائدہ مند کام حاصل کیے جن میں پیا ترو نے بھی حصہ ڈالا ہو گا۔ آرے تینو نے ہی ناظم شہر' شہنشاہ اور پوپ کو ٹیشین سے پورٹریٹ بنوانے پر مائل کیا تھا' ٹیشین نے آرے تینو کو دو مرتبہ پینٹ کیا اور دونوں مرتبہ پہاڑی اور عامیانہ اصول حیات کا شاہکار بنایا۔ سانسوو ینو نے جیسے ایک حواری کو تراشنے کا دکھاوا کرتے ہوئے بوڑھے ہجوگو کا سر سینٹ مارک میں ایک سیکرسٹی کے دروازے پر رکھا; اور شاید مائیکل اینجلو نے "روز حشر" میں اسے بطور سینٹ بارتھو لومیو پیش کیا۔

وہ اپنی بنائی گئی تصویر سے بہتر بھی تھا اور بدتر بھی۔ اس میں ہر برائی موجود تھی اور لواطت کا مرتکب بھی ٹھہرایا گیا۔ آرے تینو کی منافقت نے اس کی اپنی Ipocrita کو مقابلتاً" مخلص دکھایا۔ اس کی زبان غلاظت کا ڈھیر ہو سکتی تھی۔ وہ ظالم اور غیر انسانی ہو سکتا تھا' جیسا کہ شکست خوردہ کلیمنٹ پر ہوا تھا; لیکن اس نے بعدازاں بڑی مہربانی سے لکھا: "میں اس کو ملامت کرنے پر شرمندہ ہوں۔۔ میں نے ایسا اس وقت کیا جب وہ ذہنی طور پر شدید بے چین تھا۔ "[12] آرے تینو جسمانی لحاظ سے بے شرم بزدل تھا; لیکن اس میں طاقتور افراد اور مقبول عام بدعنوانیوں کو مسترد کرنے کا حوصلہ موجود تھا۔ اس کی واضح ترین خوبی فراخدلی تھی۔ اس نے وظائف' آمدنیوں' تحائف اور رشوتوں کی صورت میں ملنے والی دولت کا ایک بڑا حصہ اپنے دوستوں اور غریبوں کو دے دیا۔ اس نے اپنے مطبوعہ خطوط کی رائلٹی سے دستبرداری اختیار کی تاکہ انہیں مزید کم قیمت پر فروخت کیا اور زیادہ مشہور کیا جا سکے۔ وہ ہر سال کرسمس پر دینے دلانے کے باعث دیوالیہ پن کے قریب پہنچ جاتا۔ جووانی ڈیلے بانڈے نیرے نے گوریچارڈینی سے کہا:

"میں جناب پیاترو کے سوا کسی آدمی کی فیاضی کو نہیں مانتا۔"[18] اس نے اپنے دوستوں کی تصویریں بکوانے میں مدد دی اور (جیساکہ سانسووینو کے معاملہ میں) انہیں جیل سے رہائی بھی دلوائی۔ وہ لکھتا ہے: "ہر کوئی میرے پاس آتا ہے' جیسے میں شاہی خزانے کا نگران ہوں۔ کسی غریب لڑکی کی شادی ہو تو خرچ مجھ پر آن پڑتا ہے۔ کسی کو قید ہو جائے تو قیمت مجھے ادا کرنا پڑتی ہے۔ ہتھیاروں سے محروم سپاہی' لٹے پٹے مسافر' آوارہ جنگجو اپنی حالت بہتر بنانے کیلئے میرے گھر آتے ہیں۔"[19] اگر ایک موقعہ پر اس کے گھر میں بائیس عورتیں موجود تھیں تو اس کے حرم کی کنیزیں نہیں تھیں: کچھ عورتیں غیر متوقع بچوں کی دیکھ بھال کرتیں اس کی چھت تلے پناہ گزین تھیں: ایک بشپ نے ان میں سے ایک عورت کو اپنے جوتے بھیجے تھے۔ اس کی اپنی استعمال میں لائی یا اس سے امداد یافتہ متعدد عورتیں اسے چاہتی اور احترام دیتی تھیں: چھ پسندیدہ طوائفیں بڑے فخر سے خود کو "آرے تینی" کہلواتی تھیں۔

اس میں حیوانی روحوں والی تمام نیکی موجود تھی: وہ نجی طور پر ایک نیک فطرت جانور تھا جس نے کبھی کوئی ضابطہ اخلاق نہیں جانا تھا۔ اس نے سوچا کہ کسی بھی شخص کا کوئی حقیقی اخلاق نہیں ہے۔ اس نے وازاری کو بتایا کہ اسے آج تک کوئی ایسی دوشیزہ نظر نہیں آئی جس کے خدوخال شہوانیت کے احساس سے منحرف نہ ہوں۔[20] اس کی اپنی شہوانیت پھوہڑ قسم کی تھی' لیکن اس کے دوستوں کی نظر میں یہ محض خود رو وفور حیات کا نتیجہ تھی۔ سینکڑوں افراد نے اسے قابل محبت جانا: شہزادوں اور پادریوں نے اس کی گفتگو سے مسرت اٹھائی۔ وہ پڑھا لکھا نہیں تھا' لیکن ہر شخص اور ہر چیز کے بارے میں باعلم نظر آتا تھا۔ وہ جو وانی ڈیلے بانڈے نیرے' اپنے دو بچوں اور ان کی ماں کیٹرینا' اور نازک اندام' مسرف' مہربان' بے وفا Pierina Riccia کے لیے اپنی محبت میں انسان بن گیا۔

وہ اس کے سیکرٹری کی چودہ سالہ بیوی کی حیثیت میں آرے تینو کے گھربار میں شامل ہوئی۔ وہ اس کے ساتھ ہی رہتے تھے اور آرے تینو اسے باپ کی طرح چاہتا تھا۔ آرے تینو نے اپنی اخلاقیات کی اصلاح کی' اپنی محبوباؤں میں سے صرف کیٹرینا اور اس کی بچی اڈریا کو ساتھ رکھا۔ پھر جب اس کے لیے جذبہ احترام ٹھنڈا پڑنے لگا تو ایک

ڈیلنسی نواب (جس کی بیوی کو اس نے ورغلایا تھا) نے اس پر تکفیر اور لواطت کا مقدمہ کر دیا۔ اس نے الزامات کی تردید کی، لیکن مقدمے کی کارروائی کا سامنا کرنے کی ہمت نہ کر پایا: الزام درست ثابت ہونے کا مطلب تھا طویل قید یا موت۔ وہ اپنے گھر سے بھاگ گیا اور کئی ہفتوں تک دوستوں کے ہاں چھپا رہا۔ انہوں نے عدالت کو الزامات خارج کرنے پر مائل کیا: آرے تینو فتح مند ہو کر اپنے گھر واپس آیا، بڑی نہر کے دونوں طرف کھڑے ہجوم نے اس کا استقبال کیا۔ لیکن پیئر ینا کی نظروں میں خود کو مجرم پا کر اس کا دل ٹوٹ گیا تھا۔ پھر پیئر ینا کے شوہر نے اسے چھوڑ دیا۔ وہ پیاترو کے پاس آئی تو اس نے اسے اپنی رکھیل بنا لیا۔ وہ تپ دق میں مبتلا ہوئی اور 13 ماہ میں موت کے منہ تک جا پہنچی: آرے تینو نے بڑی محبت سے اس کا خیال رکھا اور اسے زندگی کی طرف واپس لایا۔ پیئر ینا آرے تینو کی شدید محبت کو چھوڑ کر ایک کم عمر عاشق کے ساتھ بھاگ گئی۔ اس نے خود کو قائل کرنے کی کوشش کی کہ چلو اچھا ہی ہوا، لیکن اس روز کے بعد اس کی روح ٹوٹ پھوٹ گئی اور بڑھاپا فتح پانے لگا۔

وہ موٹا ہو گیا، لیکن اپنی جنسی قوتوں پر نازاں رہا۔ وہ اکثر چکلوں میں جاتا، اور زیادہ از زیادہ مذہبی ہوتا گیا۔۔ یہی آرے تینو جوانی میں قیامت کو "بے وقوفی" قرار دے کر ہنستا تھا جسے "صرف گھٹیا درجے کے لوگ ہی سنجیدگی سے لیتے ہیں۔"[۴۱] 1554ء میں وہ سرخ ٹوپی ملنے کی امید میں روم گیا، لیکن جولیئس III نے اسے سینٹ پیٹر کا نائٹ بنانے پر ہی اکتفا کیا۔ اسی برس وہ کرایہ ادا نہ کرنے پر Casa آرے تینو سے بے دخل کیا گیا۔ اس نے زیادہ معتدل قسم کا مکان لیا جو بڑی نہر سے پرے تھا۔ دو سال بعد وہ 64 برس کی عمر میں دماغی شریان پھٹنے سے مر گیا۔ اس نے اپنے گناہوں کے کچھ حصے کا اعتراف کر کے عشائے ربانی اور متبرک روغن سے مالش کی رسم وصول کی تھی: اور سان لوقا کے کلیساء میں دفن ہوا کہ جیسے وہ کبھی بدکاری کا مجموعہ کمالات اور پیغمبر نہ رہا ہو۔ کسی طنز نگار نے اس کی قبر کے لیے ایک ممکنہ کتبہ تحریر کیا:

یہاں ٹسکنی شاعر آرے تینو دفن ہے،
جس نے خدا کے سوا سب کے متعلق بدگوئی کی،
اور بہانہ بنایا "میں اسے جانتا ہی نہیں۔"

III۔ ٹیشین اور بادشاہ: 76۔1530ء

1530ء میں بولونیا کے مقام پر آرے تینو نے ٹیشین کو چارلس V سے متعارف کروایا۔ اٹلی کی تنظیم نو میں مصروف شہنشاہ نے بے صبری سے بیٹھ کر اپنا پورٹریٹ بنوایا اور حیرت زدہ آرٹسٹ کو صرف ایک ڈیوکٹ (12.50 ڈالر) ادا کیا۔ ٹیشین کو "بہترین زندہ مصور" قرار دینے والے مینتوآ کے فیڈریگو نے اپنی طرف سے 150 ڈیوکٹ دیئے۔ ڈیوک نے آہستہ آہستہ چارلس کو بھی اپنا ہم خیال بنالیا۔ 1532ء میں آرٹسٹ اور شہنشاہ کی دوبارہ ملاقات ہوئی۔ اگلے سولہ برس کے دوران ٹیشین نے شاہی پورٹریٹس کا زبردست سلسلہ پینٹ کیا: چارلس جنگی لباس میں (1532ء' اب موجود نہیں)؛ چارلس کمخواب کے کوٹ' کڑھائی والی صدری' سفید جرابوں اور جوتوں' اور غیر موزوں سفید پر والی کالی ٹوپی پہنے ہوئے (1533ء؟)؛ چارلس اپنی ملکہ ازابیلا کے ساتھ (1538ء)؛ چارلس میولبرگ کی جنگ میں چمکدار زرہ پہنے ہوئے (1548ء)۔۔۔ رنگ اور فخر کی شان و شوکت؛ چارلس ماتمی کالے لباس میں بالکنی میں محو فکر بیٹھا ہے (1548ء)۔ اس بات کا سہرا مصور اور بادشاہ کے سر ہے کہ یہ پورٹریٹ اپنے موضوع کو خیالی صورت دینے کی (ماسوائے لباس کے) کوئی کوشش نہیں کرتے: وہ چارلس کے غیر دلکش نقوش' خراب جلد' غمگین روح اور ظلم کرنے کی مخصوص استعداد منکشف کرتے ہیں: اور اس کے باوجود ان میں ایک شہنشاہ' ذمہ دار اور حاکم مرد' ایک ٹھنڈا اور سخت ذہن بھی نظر آتا ہے جو آدھے مغربی یورپ کو اپنے ماتحت لایا تھا۔ مگر وہ مہربان بھی ہو سکتا تھا: اس نے اپنی ابتدائی بے رحمی کا مداوا بھی کیا۔ 1533ء میں اس نے ٹیشین کو نواب اور Golden Spur کا نائٹ بنایا: اور اس برس کے بعد ٹیشین عیسائی دنیا کے طاقتور ترین فرمانروا کا درباری مصور بن گیا۔

دریں اثناء' ٹیشین نے غالباً فیڈریگو کے توسط سے اُربینو کے ڈیوک فرانسسکو ماریا ڈیلا روویرے کے ساتھ خط و کتابت شروع کی جس نے فیڈریگو کی بہن اور ازابیلا کی بیٹی ایلیانورا گونزاگا سے شادی کی تھی۔ چونکہ اب فرانسسکو وینسی افواج کا سپہ سالار تھا' اس لیے وہ اور اس کی ڈچس اکثر وینس آتے رہتے تھے۔ وہاں ٹیشین نے اس کے

پورٹریٹ بنائے: 90 فیصدے زرہ بکتر میں ملبوس مرد (کیونکہ ٹیشین کو زرہ کی چمک پسند تھی)' متعدد بیماریوں کے باعث زرد رُو اور کمزور عورت۔ ان کے لیے ٹیشین نے لکڑی پر ایک "مگدلینی" پینٹ کی جو صرف روشنی کے مختلف مدارج اور آرٹسٹ کی جانب سے اس کے بھورے بالوں کو دیئے ہوئے مختلف رنگوں کی وجہ سے قابل ذکر ہے: اور انہی کے لیے سبز اور نسواری رنگ میں ایک دلکش پورٹریٹ "La Bella" جو اس وقت پٹی گیلری میں ہے۔ ٹیشین نے فیڈریگو کے جانشین ڈیوک Guidobaldo II کے لیے آرٹ کی ایک کامل ترین برہنہ تصویر "اُربینو کی وینس" بنائی (اندازاً 1538ء)۔ ہمیں بتایا گیا ہے کہ ٹیشین نے جورجونے کی "خوابیدہ وینس" کو کچھ تکمیلی ٹچز دیئے تھے: اب اس نے یہ شاہکار اردگرد کے افراد اور خط و خال کے سوا سارے کا سارا نقل کر دیا۔ یہاں چہرہ جورجونے کی تصویر والے بے ریا سکون سے عاری ہے: اور ہم ایک خاموش زمینی منظر کی بجائے سبز پردے' نسواری لباس اور سرخ صوفے پر مشتمل امیرانہ اندرون دیکھتے ہیں' جبکہ دو نوکرانیاں اس قدر بھڑکدار لباس تہہ کر رہی ہے جو خاتون کے سنہری جسم کے لیے عین موزوں ہیں۔

ٹیشین نے ڈیوک اور شہنشاہ کے بعد پوپ کو پینٹ کیا۔ پال III بھی شاہانہ تھا: مردانہ کردار کا حامل اور چالباز آدمی' تاریخ کی دو پشتوں پر اپنے نقش ثبت کرنے والے چہرے کے ساتھ: یہاں ٹیشین کو اس سے زیادہ موقع ملا جتنا کہ غیر باتونی شہنشاہ کے ساتھ ملا تھا۔ 1535ء میں بولونیا کے مقام پر پال نے بڑی بہادری کے ساتھ ٹیشین کی تصویر نگاری کی حقیقت پسندی کا سامنا کیا۔ 67 سالہ' تھکا ہوا مگر ناقابل مغلوب پوپ اپنی لہریہ دار پاپائی عبائیں پہن کر پورٹریٹ بنوانے بیٹھا' اس کا سر لمبا ہے اور بڑی سی داڑھی کسی دور میں طاقتور شانوں کے درمیان مڑی ہوئی ہے' حاکمیت کی انگوٹھی اس کے اشرافی ہاتھ میں جاذب توجہ ہے: یہ اور رافیل کی "جولیس II" نفاست اور گہرائی میں ایکدوسرے کا مقابلہ کرتی ہیں۔ 1545ء میں 68 سالہ پوپ نے ٹیشین کو روم آنے کی دعوت دی۔ آرٹسٹ بیلویدیرے میں جا کر ٹھہرا اور شہر کے تمام اعزازات وصول کیے: وازاری نے گائیڈ بن کر اسے کلاسیکی اور نشاۃ ثانیہ کے روم کے عجائب دکھائے: حتیٰ کہ مائیکل اینجلو نے اس کا استقبال کیا اور خوش خلقی کے ایک لمحے میں اپنی رائے کا اظہار نہ کیا' اور بعد

میں دوستوں کے درمیان بیٹھ کر کہا کہ اگر ٹیشین نے ڈرائنگ سیکھی ہوتی تو زیادہ بڑا مصور ہوتا۔ [۱۲۵] وہاں ٹیشین نے دوبارہ پال کی تصویر بنائی--- پہلے سے زیادہ بوڑھا' زیادہ خمیدہ' زیادہ پریشان' دو خوشامدی پوتوں کے درمیان جنہیں جلد ہی اس کے خلاف بغاوت کرنا تھی: یہ بھی ٹیشین کے عمیق ترین فن پاروں میں شامل ہے۔ اس نے پوپ کے ایک پوتے اوٹاویو فارنیسے کے لیے شہوت انگیز "Danae" بنائی (نیپلز میوزیم)۔ اس نے آٹھ ماہ روم میں رہنے کے بعد آہستہ آہستہ بذریعہ فلورنس وینس کی جانب واپس سفر شروع کیا (1546ء)' اس نے زندگی کے باقی دن وہاں آرام و سکون سے گزارنے کا سوچا تھا۔

لیکن ایک سال بعد شہنشاہ نے اسے فوری طور پر آلپس کے اس پار آگزبرگ بلوایا۔ وہاں وہ نو ماہ ٹھہرا' اوپر مذکور شاہی پورٹریٹس میں سے دو بنائے اور ساکسونی کے الیکٹر جوہان فریڈرک جیسے دبلے پتلے ہسپانوی امراء اور کوہستانی Teutons کو لافانیت بخشی۔ آگزبرگ کے دوسرے دورے پر (1550ء) ٹیشین سپین کے آئندہ فلپ II سے ملا اور اس کی کئی تصویریں بنائیں: ان میں سے ایک (پراڈو والی) نشاۃ ثانیہ کے بہترین پورٹریٹس میں شامل ہے۔ چارلس کی پرتگیزی بیوی ملکہ اِزابیلا کا پورٹریٹ اور بھی زیادہ خوبصورت ہے۔ وہ 1539ء میں دنیا سے گئی تھی' لیکن چار سال بعد شہنشاہ نے ٹیشین کو اس کا ایک اوسط درجے کا پورٹریٹ دیا جو کسی نامعلوم مصور نے بنایا تھا' اور اسے بہتر آرٹ میں تبدیل کرنے کو کہا۔ ٹیشین کی بنائی ہوئی تصویر ملکہ سے مشابہت تو نہ رکھتی ہوگی' لیکن ایک خیالی پورٹریٹ کے طور پر بھی یہ "پرتگال کی اِزابیلا" ٹیشین کی اعلیٰ ترین تصاویر میں شمار کی جاتی ہے: ایک شائستہ اور افسردہ چہرہ' ایک نہایت شاہانہ لباس' اس کی قبل از وقت موت کی تلافی کے لیے دعاؤں کی ایک کتاب' ایک دور دراز کا زمینی منظر۔ ٹیشین نے خود کو متعدد مرتبہ اپنے اعلیٰ عہدے کا مستحق ثابت کیا۔

ٹیشین نے آگزبرگ سے واپسی کے بعد (1552ء) محسوس کیا کہ اس نے کافی زیادہ سفر کر لیا ہے۔ وہ 57 برس کا تھا' اور لازماً سوچنے لگا کہ اب زیادہ زندگی باقی نہیں رہی۔ شاید اس کی مصروفیت طویل العمری کی تلافی تھی: وہ موت کو بھلانے کی خاطر ایک کے بعد دوسری تصویر بنانے میں منہمک ہو گیا۔ اس نے مذہبی تصاویر کے ایک طویل

سلسلے (70-1522ء) میں عیسائی مسلک اور آدم و مسیح کی کہانی کو اپنے سے رنگین اور ڈرامائی انداز میں پیش کیا۔ اس نے حواریوں اور بزرگوں کے زبردست پیکروں کو یادگار بنایا۔ ان میں سے بہترین اور ناگوار ترین "سینٹ لارنس کی شہادت" (1558ء، وینس) ہے: رومن سپاہی اور غلام سینٹ لارنس کو آگ پر بھون رہے ہیں۔ یہ مذہبی تصویریں ہمیں فلورنسیوں کے ایسے ہی فن پاروں کی طرح گہرائی میں متاثر نہیں کرتیں: وہ اناٹومی میں باکمال ہیں، لیکن پاکیزگی کا کوئی احساس نہیں دیتیں: مسیح اور حواریوں کے توانا پیکروں پر ایک نظر ڈالنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ ٹیشین کی دلچسپی خالصتاً تیکنیکی نوعیت کی تھی، کہ وہ شاندار جسموں کے متعلق سوچ رہا تھا نہ کہ مرتاض بزرگوں کے متعلق۔ بیلینی اور ٹیشین کے درمیانی وقفے میں عیسائیت نے وینسی آرٹ پر اپنا روحانی قبضہ کھو دیا تھا۔ ۲۳

وہ شہوانی عنصر جو تصویری یا شکل ساز آرٹ کا بنیادی تقاضا ہے، تقریباً ایک صدی تک ٹیشین کے ہاں مضبوط رہا۔ اس نے اپنی فارنسے "Danae" کو کئی تبدیل شدہ صورتوں میں دوہرایا، اور عقیدے کا دفاع کرنے والوں کے لیے کئی ایک "وینس" بنائیں۔ سپین کا فلپ II اس کی ان "اساطیر" کا بہترین گاہک تھا: میڈرڈ میں شاہی اقامت گاہیں ایک "Danae" "وینس اور ایڈونس" "پرسیئس اور آندرومیدا" "جیسن اور میڈیا" "آکٹیون اور ڈیانا" "یورپا سے زنا" "تارکوئن اور لوکریٹیا" "ڈیانا اور کالسٹو" اور "جوپیٹر اور اینٹی اوپ" (المشہور "پراڈو کی وینس") سے سجائی گئیں: ان میں سے آخری کے سوا باقی سب ٹیشین نے 1553ء کے بعد پینٹ کیں، جب اس کی عمر 76 برس یا زیادہ تھی۔ استاد کے تخیل کا اس عمر میں نسوانی برہنہ جسموں کو جوانی میں بنائی ہوئی تصویروں جیسے ہی کامل انداز میں تخلیق کرنا حیرت انگیز ہے۔ سرخی مائل بھورے رنگ کے بالوں والی ڈیاناؤں کا انداز ویرونیسے والا ہے--- یونانیوں کی کسی بھی ایفروڈائٹ سے زیادہ حسین سفید دلنشیں۔ شاید یہی خاتون کچھ فربہ ہو کر "وینس آئینے کے ساتھ" (1555ء واشنگٹن) میں دوبارہ نظر آئی: وہ ایک مرتبہ پھر وینس ہے جو پراڈو والی تصویر میں ایڈونس کے ساتھ چمٹی ہوئی اور اسے کتوں کو بھگانے کا کہہ رہی ہے۔ کوریجیو میں بھی نسوانی بدن کی رنگ رلیاں اس قدر واضح طور پر شہوانی نہیں

گیلریز میں اور بھی وینسیں بکھری پڑی ہیں، لیکن یہ کبھی ٹیشین کے دماغ میں آباد تھیں: برج واٹر ہاؤس کی "وینس اناذیومینے" (اندازاً 1520ء) غسل خانے میں کھڑی اور گھٹنوں سے نیچے تک ڈھانپی ہوئی؛ Uffizi کی "وینس اور کیوپڈ" (اندازاً 1545ء)--- ایک جرمن گوری؛ بورغیس گیلری میں "کیوپڈ کی تعلیم" (1565ء) کی کپڑوں میں ملبوس وینس؛ پراڈو کی "وینس بربط نواز کے ساتھ" (1545ء)؛ اور میٹروپولیٹن میوزیم آف آرٹ میں "وینس بانسری نواز کے ساتھ" (1560ء)۔ تاہم، یہ کہنا پڑے گا کہ ان تصویروں کی عورتیں ان کی خوبصورتی کا محض ایک حصہ ہیں؛ ٹیشین عورتوں کے ساتھ ساتھ فطرت میں بھی دلچسپی رکھتا ہے، اور اس نے متعدد کینوسوں پر شاندار زمینی مناظر بنائے جو کہیں کہیں تو خود دیوی سے بھی زیادہ دلکش ہیں۔

پورٹریٹس ان اساطیری تصاویر سے بھی زیادہ عظیم اور عمیق ہیں۔ اگر وینسیں کبھی ماند نہ پڑنے والی ہیئت کا احساس پیش کرتی ہیں تو پورٹریٹس ٹیشین میں انسانی کردار کو بے مثال آرٹ کی ایک قوت کے ساتھ پیش کرنے کی صلاحیت منکشف کرتے ہیں۔ بے نام "آدمی دستانے کے ساتھ" (اندازاً 1520ء لوورے) سے زیادہ خوبصورت چیز کیا ہو سکتی ہے؟--- جس کا دستانے والا بایاں ہاتھ اور گردن کے گرد نفیس سفید کالر آنکھوں میں آئینہ نما حساس روح کے ساتھ کافی اچھی ہم آہنگی رکھتا ہے۔ "کارڈینل اِپیولیتو ڈی میڈیچی" (1533ء، پٹی) نسبتاً کم گہری تصویر کشی ہے، مگر پھر بھی چہرے پر میڈیچی والی مخصوص عیاری، فنی احساس اور طاقت سے محبت موجود ہے۔ "فرانسس اول" (اندازاً 1538ء، لوورے) نے فرانسیسی بادشاہ کے نقوش کو ہزاروں نقول کے ذریعہ دنیا بھر میں مشہور بنایا۔ ٹیشین کے سرکاری عہدے کا تقاضا تھا کہ وہ مختلف ناظمین شہر کے پورٹریٹ بنائے؛ تقریباً یہ سبھی کھو چکے ہیں؛ صرف تین شبیہیں باقی ہیں: "نکولو مارسیلو" (جو ٹیشین کی پیدائش سے پہلے ہی مر چکا تھا)--- ایک بدصورت چہرہ اور مرصع لباس؛ "انٹونیو گریمانی" (Doges کے محل میں تصویر "ایمان" میں)--- ایک راہبانہ چہرہ اور مرصع عبا؛ اور "آندریا گرٹی"--- ایک نسبتاً کم مرصع عبا، ان زوردار چہرے پر وینس کی تمام شان و شوکت لیے ہوئے۔ "Clarice Strozzi" مخالف رجحان کی حامل ہے جسے آرے تینو نے بھرپور طریقے سے سراہا۔ فلورنس کی پٹی گیلری اور

نیویارک کی فرک کولیکشن میں آرے تینو کے پورٹریٹ اس کے دوست کے بنائے ہوئے بے رحمانہ خیالی کام ہیں۔ بیمبو نے ٹیشین کو زیادہ محبت سے یاد کیا؛ شاعر اس وقت تک (1542ء) کارڈینل بن چکا تھا۔ ٹیشین کی گیلری میں عظیم ترین پورٹریٹس میں ایک "مقفن اِپولیتو رِمیالڈی" (1542ء) شامل ہے جو کبھی "نورفوک کا ڈیوک" کے نام سے مشہور تھا--- پریشان بال' اونچی پیشانی' قلیل مونچھیں اور داڑھی' پکے ہونٹ' باریک ناک' چیرتی ہوئی نگاہ؛ ایسے آدمیوں کو دیکھ کر ہمیں اِٹلی اور وینس زیادہ بہتر طور پر سمجھ آتے ہیں: ان کے نفیس جسم اور نفیس کپڑے کسی بھی چیلنج کے لیے مضبوط ارادوں' اور ہر تجربہ اور آرٹ کی آزمائش پر پورا اترنے کے لیے تیار ذکی ذہنوں کی بیرونی صورت ہی تھے۔

ٹیشین کے سیلف پورٹریٹ سب سے زیادہ دلچسپ تھے۔ اس نے اپنی تصویر متعدد مرتبہ' آخری بار 89 برس کی عمر میں بنائی۔ پراڈو میں autoriratta کے سامنے کھڑے ہونے پر ہمیں اِمتدادِ ایام کی لکیروں سے پُرچہرہ نظر آتا ہے: سر کی ٹوپی سفید بالوں کو مکمل طور پر چھپا نہیں پا رہی: سُرخ داڑھی نے چہرے کو تقریباً ڈھانپ رکھا ہے: بڑا سا ناک طاقت اندر کھینچ رہا ہے: تھوڑی سی اداس نیلی آنکھیں موت کو اس سے زیادہ نزدیک دیکھ رہی ہیں جتنی کہ وہ حقیقتاً تھی: ہاتھ میں برش پکڑا ہے--- عظیم فنی شوق ابھی صرف نہیں ہوا تھا۔ نہ ناظمین شہر' نہ سینیٹرز' نہ تاجر بلکہ یہ شخص نصف صدی تک وینس کا آقا رہا' اس نے ناپائیدار اشراف اور بادشاہوں کو لافانیت دی اور اپنے رہنے کے لیے منتخب کردہ شہر کو نشاۃ ثانیہ کی تاریخ میں فلورنس اور روم کے برابر لا کھڑا کیا۔

اب وہ امیر آدمی تھا' اگرچہ موت سے کافی پہلے ہی احساس عدم تحفظ نے اسے آخر عمر میں املاک کا شوقین بنا دیا۔ وینس نے "اس کی نادر مہارت کی وجہ سے" اسے مخصوص ٹیکسوں سے مستثنیٰ کیا۔ وہ شاندار لباس پہنتا اور ایک کشادہ باغ والے آرام دہ گھر میں رہتا تھا: ہم اسے تصور میں وہاں شاعروں' آرٹسٹوں' بادشاہوں' کارڈینلوں اور بادشاہوں کو تفریح فراہم کرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ اس نے اپنی جس محبوبہ سے دو بچے پیدا کرنے کے بعد 1525ء میں شادی کی وہ 1530ء میں مرگئی' اور ہمارے آرٹسٹ

کو دوبارہ آزادی مل گئی۔ اس کی بیٹی لاوینیا قابل فخرو مسرت تھی' اور اس نے لاوینیا کے کئی پرشوق پورٹریٹ بنائے' حتیٰ کہ ایک حاملہ حالت میں بھی۔ لیکن وہ بھی باپ کی شادی کے چند برس بعد مر گئی۔ ایک بیٹا پومپونیو بے وقعت اور بیکار آدمی بنا جس نے بوڑھے کو اداس کر دیا؛ دوسرے بیٹے اورازیو نے کچھ گمشدہ تصاویر بنائیں اور شاید اپنے باپ کے آخری عمر والے فن پاروں میں حصہ ڈالا۔ تب ٹیشین کے غالباً ایک اور شاگرد --- ڈومینیکو تھیوٹوکوپولس ''ایل گریکو'' --- نے استاد کی مدد کی' اگرچہ ٹیشین کی جوان شبیہوں اور مسرت انگیز مناظر میں اس کا کوئی نشان نہیں ملتا۔

اس نے نہایت بڑھاپے میں تقریباً ہر روز پینٹ کیا اور اپنے آرٹ میں واحد محفوظ مسرت پائی۔ وہاں اسے علم تھا کہ وہ کامل ہے' کہ ساری دنیا اس کی مداح ہے اور یہ کہ اس کا ہاتھ ریاکاری اور نہ ہی آنکھ اشتیاق میں کھوئی ہے؛ حتیٰ کہ اس کے تخیل کے ساتھ ساتھ دانش بھی آخر تک طاقتور لگتی ہے۔ کچھ خریداروں نے شکایت کی کہ یہ آخری تصاویر انہیں نامکمل ہی بھجوائی گئیں؛ ایسا ہونے کے باوجود وہ کرشماتی ہیں۔ غالباً رافیل کے سوا کوئی بھی اور مصور کبھی بھی ایسی تیکنیکی سہولت' رنگ اور بناوٹ پر ایسا قادر' متلون روشنی پیش کرنے میں ایسی جادوگری کا مالک نہیں رہا تھا۔ کام کی تیزی اور کبھی کبھی لاپروائی سے ڈرائنگ اس کے نقائص تھے؛ زیادہ تر ابتدائی ڈیزائن تجرباتی تھے؛ تاہم' جب اسے فرصت ملی تو Bayonne کے Musee Bonnat میں رکھی ''میڈورو اور آنجے لیکا'' کی پین ڈرائنگ جیسے عجوبے تخلیق کر سکتا تھا۔ اسے پورٹریٹ بنانے میں تیزی دکھانا پڑی' کیونکہ اس کے موضوع بہت بے صبرے اور مصروف تھے؛ چنانچہ وہ جلدی سے خاکہ بنا کر اس میں رنگ بھرتا' اور حقیقی چہرے اور سر کی نسبت اپنی طرف سے کچھ زیادہ ہی ڈال دیتا۔ پورٹریٹ کے علاوہ دیگر تصاویر میں اس نے جسمانی خط و خال کو بہت زیادہ نمایاں کیا' اور شاذ و نادر ہی روحانی جوہر کو قابو میں لا سکا۔ وہ بصیرت اور احساس کی گہرائی میں لیونارڈو یا مائیکل اینجلو کی ہمسری نہیں کر سکتا تھا۔ لیکن ان کی نسبت ٹیشین کا آرٹ کس قدر صحت مند ہے! کوئی ابنارمل خود بین فکر' دنیا اور انسان کی فطرت کے متعلق کوئی آتش فشانی بڑبڑاہٹ اس کے ہاں موجود نہیں؛ ٹیشین نے دنیا' مردوں اور عورتوں کو جوں کا توں لیا اور ان سب سے لطف اُٹھایا۔ وہ ایک واضح پاگان

تھا جس نے 90 برس تک بڑی شادمانی کے ساتھ عورت کی بناوٹ پر غور و فکر کیا؛ حتیٰ کہ اس کی کنواریاں بھی صحت مند' خوش اور بالغ ہیں۔ غربت' دکھ اور زندگی کی بے یقینی کو ٹیشین کے آرٹ میں بہت کم جگہ ملی؛ چند ایک شہادتوں اور تصلیبوں کے سوا سب طرف حسن اور مسرت ہی ہے۔

وہ مصوری کرتے ہوئے بوڑھا ہوا' اور نارمل عرصہ حیات کے بعد 25 سال زندہ رہا۔ اس نے 88 ویں برس میں بریشیا کا سفر کیا اور کیمون کے محل میں چھت پینٹ کرنے کا محنت طلب کام قبول کیا۔ 90ویں برس میں اس سے ملنے والے وازاری نے اسے برش ہاتھ میں لے کر کام کرتے ہوئے پایا۔ اس نے 91 ویں برس میں ایاکوپو داسٹراڈا کا پورٹریٹ (ویانا) بنایا جس کے رنگ زبردست ہیں۔ لیکن اب آخر کار اس کا ہاتھ کانپنے لگا' نظر کمزور پڑ گئی اور اس نے محسوس کر لیا کہ ریاضت و عبادت کا موقعہ آ گیا ہے۔ 1576ء میں 99 سالہ ٹیشین نے فراری کے کلیساء میں تدفین کی جگہ کے عوض "مسیح کی تدفین" بنانے پر رضامندی ظاہر کی' اس کلیساء میں پہلے سے ہی دو عظیم ترین فن پارے لٹکے ہوئے تھے۔ وہ "مسیح کی تدفین" مکمل نہ پایا اور زندگی کے سو سال پورے کرتے کرتے رہ گیا۔ اس سال وینس میں وباء پھوٹ پڑی؛ ہر روز 200 ہلاکتیں ہوئیں؛ ایک چوتھائی آبادی وباء کی بھینٹ چڑھ گئی۔ خود ٹیشین بھی وباء کے دوران مر گیا' غالباً اس کی موت کی وجہ بیماری کی بجائے بڑھاپا تھی (26 اگست 1576ء)۔ حکومت نے اسے سرکاری اعزاز کے ساتھ دفنانے کی خاطر عوامی اجتماع پر لگائی ہوئی پابندی اٹھا دی۔ وہ خواہش کے مطابق سانتا ماریا گلوریوسا ڈی فراری میں دفن ہوا۔ یہ ایک عالی شان زندگی' اور ایک حیرت انگیز دور کا اختتام تھا۔

IV- ٹنٹوریٹو: 94-1518ء

یہ قطعی اختتام نہ تھا؛ کیونکہ ایک اور اتنی ہی طاقتور روح کی زندگی کے اٹھارہ برس باقی تھے' اور ابھی اسے "بہشت" پینٹ کرنا تھی۔

ایاکوپو روبسٹی ایک رنگریز کا بیٹا تھا؛ اس کا عرف عام اسی نسبت سے پڑا۔ وہ ایک عظیم رنگ ریز کی حیثیت میں واقعی *tintor* بنا؛ لیکن اس کا خاندانی نام بھی کافی مناسب

تھا' کیونکہ کوئی جوشیلی (Robust) روح ہی اس طویل جدوجہد میں سلامت بچ سکتی تھی جو ایاکوپو کو اپنی شناخت کے لیے کرنا پڑی۔

اس کے حوالے سے پہلا تذکرہ ہمیں یہ ملتا ہے کہ وہ نامعلوم عمر میں ٹیشین کے پاس کام سیکھنے آیا اور چند دن بعد فارغ کردیا گیا۔ ایک صدی بعد قلم اٹھانے والا کارلو رِیڈولفی اس واقعہ کو ٹنٹوریٹو کی اولاد کے نکتہ نظر سے پیش کرتا ہے:

> جب ٹیشین گھر آیا اور اس کمرے میں داخل ہوا جہاں شاگرد بیٹھے ہوئے تھے تو اس نے ڈیسک میں سے کچھ کاغذ باہر نکلے ہوئے دیکھے: اس نے کاغذوں پر بنائی ہوتی کچھ تصویریں دیکھ کر پوچھا کہ انہیں کس نے بنایا ہے۔ ایاکوپو نے ڈرتے ڈرتے بتایا کہ یہ اس نے بنائی ہیں۔ ٹیشین نے بھانپ لیا کہ لڑکا بہت قابل آدمی بنے گا اور آرٹ کے میدان میں اس کے لیے مشکل پیدا کرے گا۔ لہٰذا اس نے بے قراری کے ساتھ اوپر والی منزل پر جاتے ہی اپنے شاگرد خاص کو حکم دیا کہ ایاکوپو کو گھر میں نہ آنے دے۔ انسان کے دل میں تھوڑا سا حسد کارفرما ہوتا ہے۔ [59]

ہم اس کہانی کو مسترد کرنا چاہیں گے لیکن ٹیشین کے جگری دوست آریے تینو نے 1549ء کے ایک خط میں واقعے کا ذکر کیا۔ ٹنٹوریٹو کا نکالا جانا امرِ واقعی' جبکہ تعبیر پر مسائل ہے۔ اس بات پر یقین کرنا مشکل ہے کہ بادشاہوں کا خاص مصور بارہ سالہ ایاکوپو کی مہارت سے جل گیا ہو' یا اس نے سکول میں نئے نئے داخل ہونے والے شاگرد کی ڈرائینگز میں مستقبل کے ٹنٹوریٹو کو دیکھ لیا ہو۔ ممکن ہے کہ ڈرائینگز کی کمالیت کی بجائے لاپروائی نے ٹیشین کو ناراض کردیا ہو۔ بے احتیاط ڈرائنگ کئی برس تک ٹنٹوریٹو کا نقص رہی۔ ایاکوپو ساری زندگی ٹیشین کا زبردست معترف رہا: اس کی دی ہوئی ایک تصویر سنبھال کر رکھی اور اپنے سٹوڈیو کی دیوار پر اپنی مصوری کا نصب العین لکھ کر لٹکایا: "مائیکل اینجلو کا ڈیزائن اور ٹیشین کا رنگ۔" [60]

رِیڈولفی اور روایت کے مطابق ایاکوپو نے ٹیشین کو چھوڑنے کے بعد کسی سے بھی تربیت نہ لی' بلکہ پُرمشقت نقل سازی اور تجربے کے ذریعہ فن سیکھا۔ اس نے اناٹومی سیکھنے کی خاطر جسموں کو چیرا پھاڑا۔ اس نے پیشہ ورانہ اشتیاق کے ساتھ ہر چیز کا

مشاہدہ کیا: موم، لکڑی یا گتے کے ماڈل بنائے، انہیں کپڑے پہنائے اور تین جہتوں کو دو میں پیش کرنے کے طریقے ڈھونڈنے کی خاطر ہر زاویے سے ان کے خاکے بنائے۔ اس کے پاس فلورنس اور روم میں قدیم ماربلز اور مائیکل اینجلو کی سنگتراشی کے سانچے موجود تھے: اس نے ان سانچوں کو اپنے سٹوڈیو میں رکھا اور مختلف سایوں اور روشنیوں میں ان کی شبیہیں مصور کیں۔ وہ روشنی کی مقدار، نوعیت اور رُخ میں تبدیلیوں سے چیزوں کی ظاہری صورت میں پیدا ہونے والی تبدیلیوں سے سحر زدہ تھا: اس نے چراغ یا شمع کی روشنی میں کوئی سو تصاویر بنائیں: اس میں مدھم پس منظر اور گہرے سایوں کا شوق سما گیا: وہ ہاتھوں، چہرے، کپڑوں، عمارات، زمینی مناظر اور بادلوں پر روشنی اور سائے کا کھیل پیش کرنے میں ماہر بن گیا۔ اس نے کمال حاصل کرنے کی راہ میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔

بایں ہمہ اس کے ہاں ایک بے قرار جلدی موجود تھی۔۔۔ غالباً اپنا استاد خود ہونے کی سزا۔۔۔ جس نے اس کے کام کو عوامی قبولیت حاصل کرنے کی راہ میں رکاوٹ ڈالی۔ جوان ہونے کے کئی سال بعد بھی اسے مواقع میسر نہیں آئے تھے۔ اس نے فرنیچر پینٹ کیا، گھر کے ماتھوں پر تصاویر بنائی، معماروں سے درخواست کی کہ اسے کم معاوضے پر سجاوٹی کام دیں اور اپنی تصویروں کو سینٹ مارکس سکوائر میں نمائش کے ذریعہ بیچنے کی کوشش کی۔ [47] ہر کوئی ٹیشین کا طلب گار تھا: ایاکوپو کو ضرور آرے تینو کی تصویری دلالی پر غصہ آیا ہوگا، لیکن بعد میں جب وہ اس کے پاس پورٹریٹ بنوانے آیا تو ایاکوپو نے اس کی جیب سے بہانے سے ایک پستول نکال لی اور اسے خوفزدہ کیا: [48] تب کے بعد آرے تینو کا قلم ٹنٹوریٹو کے متعلق نرم پڑ گیا۔ ایاکوپو نے میڈونا ڈیل اورٹو کے کلیساء میں سماع خانے کی 50 فٹ بلند دیواریں خالی پڑی دیکھ کر وہاں 100 ڈیوکٹ (1250 ڈالر؟) کے عوض تصاویر بنانے کی پیشکش کی: اس پر وینسی مصوروں نے شکایت کی کہ وہ آرٹ کم قیمت پر فروخت کر کے "کاروبار کو نقصان پہنچا رہا تھا۔" لیکن ٹنٹوریٹو تصویر بنانے کا عزم کر چکا تھا۔

پہلی فتح حاصل ہونے پر وہ 30 برس کا ہو چکا تھا۔ سکولا ڈی سان مارکو نے سینٹ مارک کے ہاتھوں غلامی کی آزادی کی منظر کشی کے لیے ایک مقابلے کا اہتمام کیا۔ کہانی

ایاکوپو ڈی Voragine کی "زریں حکایت" میں تھی: پراونس کے ایک خادم نے سینٹ مارک سے وعدہ کیا تھا کہ وہ سکندریہ میں اس کی قبر کی زیارت کرے گا: مالک نے اسے جانے کی اجازت نہ دی' لیکن وہ پھر بھی چلا گیا۔ واپس آنے پر مالک نے اس کی آنکھیں نکالنے کا حکم دیا' لیکن لوہے کی سلاخیں آنکھوں کے اندر داخل نہ ہو سکیں۔ مالک نے غلام کی ٹانگیں توڑنے کا حکم دیا' لیکن لوہے کی سلاخیں ان پر کوئی نشان بھی ڈالنے سے قاصر رہیں۔ مالک نے جان لیا کہ سینٹ مارک غلام کو بچا رہا ہے' لہٰذا اسے آزاد کر دیا۔ ٹِنٹوریٹو کی تصویر نے قصے کو شاندار رنگ' قائل کر لینے والی حقیقت پسندی اور ڈرامائی شدت کے ساتھ بیان کیا: مبلغ اپنے گوسپل کو سینے سے لگائے ہوئے' بھگت کو بچانے کی خاطر آسمان سے نازل ہو رہا ہے' ایک حبشی غلام کا سر مارنے کو ہے جبکہ مختلف پیکر جوش و حیرت کے ساتھ محو تماشا ہیں۔ ایاکوپو نے کہانی کے فراہم کردہ ہر موقعہ سے بھرپور فائدہ اٹھایا: طاقتور مردانہ اور خوبصورت نسوانی جسم بنائے: مشرقی کمخوابوں' ریشم اور پگڑیوں پر روشنی کے تاثر کا مشاہدہ پیش کیا: مناظر کو جوڑ جوڑنے اور ٹیشین سے سیکھے ہوئے رنگوں میں نہلایا۔ سکولا (Scoula) کے منتظمین تصویر میں جسمانی حقیقت پسندی سے کچھ خوفزدہ ہوئے: انہوں نے اسے دیوار پر لگانے یا نہ لگانے پر بحث کی: تیز مزاج ٹِنٹوریٹو نے پُرغرور انداز میں تصویر ان سے چھینی اور گھر لے گیا۔ انہوں نے آ کر تصویر واپس مانگی: آرٹسٹ نے کچھ دیر انتظار کروایا اور پھر مان گیا۔ آریٹینو نے اسے تعریفی کلمات بھیجے' اور اب راہیں اس کے سامنے کھل گئی تھیں۔

جلد ہی کاموں کا ڈھیر لگ گیا۔ درجن بھر کلیساؤں نے اس پر ڈورے ڈالے' نصف درجن بادشاہ اور ریاستیں بھی طلب گار ہوئیں۔ ان کے لیے اس نے سو تصاویر میں عیسائی تکوینیات' دینیات اور علمیات۔۔۔ تخلیق سے روز حشر تک۔۔۔ نئے سرے سے بیان کی۔ وہ مذہبی آدمی نہیں تھا: آرٹ اس کا مذہب تھا جس کی خاطر اس نے دن اور رات قربان کیے۔ لیکن آدم و حوا کے قصوں' مریم اور بچے کی کہانی اور الوہی انسان کی تصلیب سے زیادہ اعلیٰ موضوعات کا تصور کون آرٹسٹ کر سکتا تھا؟ یا پھر بزرگوں کی تکالیف اور معجزوں یا روز حشر کو ساری تاریخ کے اندوہ ناک اختتام سے زیادہ پُرکشش موضوع کون سا تھا؟ اس طویل سلسلے میں "عطا" بہترین ہے جو ٹِنٹوریٹو

نے میڈونا ڈیل اورتو کلیساء کے لیے بنائی: یروشلم کا معبد کلاسیکی جلال میں دکھایا گیا: خوفزدہ ننھی مریم کا استقبال کرنے والا پروہت اعلیٰ بانہیں اور داڑھی پھیلائے کھڑا ہے: فیدیاس جیسی شان کی حامل عورت انگلی سے مریم کی جانب اشارہ کر رہی ہے: دیگر عورتیں اور ان کے بچے نہایت وضاحت سے پیش کیے گئے: ایک پیغمبر رمزیہ الہامات کی تبلیغ کر رہا ہے: نیم برہنہ بھکاری اور معذور معبد کی سیڑھیوں پر بیٹھے ہیں: یہ تصویر ٹیشین کی بہترین تصویر کی ہمسر' نشاۃ ثانیہ کی عظیم ترین تصاویر میں سے ایک ہے۔

ٹنٹوریٹو کی کامیابی پر مہر تصدیق اس وقت ثبت ہوئی جب (1564ء) سکولا ڈی سان راکو' یا سینٹ Roch کی برادری نے اسے اپنے *albergo* یا اجلاس کے کمرے سجانے کے لیے نامزد کیا۔ منتظمین نے وسیع و عریض دیواروں کے لیے مصور منتخب کرنے کی غرض سے آرٹسٹوں کو ایک تصویر کے خاکے بھجوانے کو کہا جو بیضہ نما چھت میں فِٹ آجائے۔ پاؤلو ویرونیسے' آندریا Schiavone اور دیگر نے خاکے بنائے جبکہ ٹنٹوریٹو نے پوری تصویر بنا ڈالی جو رنگوں کے ساتھ شعلہ فشاں اور حرکت سے جاندار تھی: ٹنٹوریٹو نے خفیہ طور پر کینوس کو مقررہ جگہ پر چپکا دیا: جس روز دوسروں کو اپنے اپنے خاکے پیش کرنا تھے تو یہ تصویر اتاری گئی۔ ٹنٹوریٹو نے اپنے غیرروایتی طریقے کا عذر یہ پیش کیا کہ وہ کارٹون میں رنگ بھرنے کی بجائے اپنے خودروانداز میں زیادہ بہتر کام کر سکتا ہے۔ دوسرے آرٹسٹوں نے قواعد کی خلاف ورزی پر احتجاج کیا: ٹنٹوریٹو نے مقابلے سے دستبرداری اختیار کی' لیکن تصویر برادری کے پاس ہی بطور تحفہ چھوڑ گیا۔ انجام کار سکولا نے اِسے قبول کیا' ٹنٹوریٹو کو اپنا رُکن بنایا' اسے تاحیات ایک سو ڈیوکٹ سالانہ تنخواہ دی اور بدلے میں ہر سال تین تصویریں بنوانے کا معاہدہ کر لیا۔

آئندہ اٹھارہ برس (81-1564ء) کے دوران اس نے *albergo* کی دیواروں پر 56 مناظر بنائے۔ کمروں میں روشنی کم تھی: ٹنٹوریٹو کو نیم تاریکی میں کام کرنا پڑا: اس نے تیزی سے ہاتھ چلایا' رنگوں کو نفاست کا خیال رکھے بغیر تھوپا' کیونکہ انہیں 20 فٹ نیچے سے دیکھا جاتا تھا۔ یہ تصاویر وینیشین کی تاریخ میں مشہور ترین وَن مَین ایگزی بیشن تھیں: اور بعد کے آرٹسٹ اسی طرح ان کا مطالعہ کرنے آئے جیسے فلورنس کے طلبہ ماساشیو کا مطالعہ کرنے جایا کرتے تھے۔ سالہا سال کی بارشوں اور نمی نے تصویروں پر

حملہ کیا' لیکن وہ آج بھی متاثر کن ہیں۔ سو برس قبل رسکن نے لکھا: "بیس یا تیس برس قبل انہیں مرمت کی غرض سے نیچے اُتارا گیا؛ لیکن اس کام کی ذمہ داری لینے والا آدمی مرگیا اور صرف ایک تصویر تباہ ہوئی۔"[۹۶]

اس حیرت انگیز عجائب خانے میں ٹنٹوریٹو نے ایک مرتبہ پھر' لیکن جداگانہ انداز میں عیسائی کہانی بیان کی۔ اس کی بیباک حقیقت پسندی نے واقعات کو خیالی احساسات کی دنیا سے نکالا اور ایسے فطری گردوپیش میں رکھا کہ کہانی نہایت مسلم تاریخ میں تبدیل نظر آنے لگی۔ کسی منظر کی ہر ہر تفصیل کو دیکھنے کی صلاحیت اور ان تفصیلات کو دیوار پر برش کے ایک یا دو سٹروکس سے پیش کرنے کی قابلیت ٹنٹوریٹو کی آگ کی چنگاریاں تھیں۔ اس نے albergo کی نچلی منزل کو مریم کی نذر کیا: "بشارت مسیح" میں اس کی منکسر حیرت' "یوم ضیافت" میں معتدل دلکشی' "میگی کی پرستش" میں بیش بہاء تحائف پر سادہ سا خوف' "مصر میں خروج" میں ایک پرسکون زمینی منظر میں اس کا گدھے کی پشت پہ بیٹھ کر جاتا ہوا جلوس۔ بالائی منزل کے مرکزی کمرے کی دیواروں پر ٹنٹوریٹو نے مسیح کی زندگی کے واقعات کو پیش کیا: یوحنا کا بپتسمہ' شیطان کی تحریص' معجزے' آخری ضیافت؛ یہ آخری تصویر اس قدر غیر روایتی حد تک حقیقت پسندانہ تھی کہ رسکن نے اِسے "میری معلومات کے مطابق ٹنٹوریٹو کی بدترین"[۹۷] قرار دیا: عیسیٰ سب سے پرے والی حد پر' حواری کھانا کھانے یا باتیں کرنے میں مصروف' نوکر کھانے کی طشتریاں لے کر آتے جاتے ہوئے' ایک کتا سوالیہ نظروں کے ساتھ۔ بالائی منزل کے ایک اندرونی کمرے میں ہمارے مصور نے اپنی دو عظیم ترین تصویریں بنائیں۔ "مسیح Pilate کے سامنے" سفید عبا میں لپٹی ہوئی ایک ناقابل فراموش شبیہہ دکھاتی ہے جو تھکن آلود اور شکستہ مگر پروقار حالت میں Pilate کے سامنے چپ چاپ کھڑی ہے اور ہجوم کی خون آشامی کی سزا سے بچنے کی خاطر اپنے دامن سے الزام کے داغ صاف کرنے کی کوشش میں ہے۔ اور سب سے آخر میں... جسے ٹنٹوریٹو نے اپنی بہترین قرار دیا... "تصلیب" ساخت کی قوت اور وسعت' فنکارانہ انجام دہی کے حوالے سے مائیکل انجلو کی "روزِ حشر" کو نیچا دکھاتی ہے: چالیس فٹ لمبی دیوار اور 80 پیکر بمعہ گھوڑے' پہاڑ' مینار' درخت بے مثال تفصیلات کے حامل ہیں: مسیح کو جسم و روح کی

اذیت میں دکھایا گیا: ایک ڈاکو زبردستی صلیب پر چڑھائے جانے کے خلاف آخری مدافعت کر رہا ہے؛ دوسرے بھاری بھرکم ڈاکو کے بوجھ سے نالاں پھوہڑ سپاہی رحم کا خیال دل میں لائے بغیر اسے موت سے ہمکنار کر رہے ہیں؛ عورتیں خوفزدہ ٹولیوں کی صورت میں پاس پاس کھڑی ہیں؛ اردگرد جمع تماشائی انسانوں کی تکلیف اور موت دیکھنے کے مشتاق ہیں؛ اور دور نیچے جھکا ہوا آسمان انسانی المیہ کا کوئی جواب پیش کرنے سے قاصر ہے' بلکہ محض گرج چمک دکھانے اور بارش برسانے پر ہی قانع ہے۔ یہاں ٹنٹوریٹو اپنے فن کی معراج اور اپنی بہترین تصویر کی برابری تک پہنچا۔

ٹنٹوریٹو نے *albergo* کے اِن تمام شاہکاروں کے علاوہ اِسی برادری کے کلیساء کیلئے مزید آٹھ تصویریں بنائیں جن کا بنیادی موضوع سینٹ Roch ہی تھا۔ ان میں سے ایک تصویر "بیت حسدا کا تالاب" الگ تھلگ ہے۔ مصور نے اپنا مضمون چوتھی گوسپل کے پانچویں باب سے اخذ کیا: "ان میں بہت سے بیمار اور اندھے اور لنگڑے اور پژمردہ لوگ جو پانی ہلنے کے انتظار میں وہاں کھڑے تھے" تاکہ شفاء بخش تالاب میں نہا سکیں۔۔ ٹنٹوریٹو نے پانی کی معجزانہ شفاء کی بجائے مختلف بیماریوں یا معذوریوں کے شکار لوگوں کو تصور کیا اور انہیں ان کی بدہیئتیوں' چیتھڑوں اور غلاظت' امید اور مایوسی کے ساتھ پیش کیا۔ یہ منظر دانتے کی "دوزخ" یا ژولا کی "*Lourdes*" کے کسی منظر جیسا ہے۔

اپنے آرٹ کے ساتھ جسم کی موروثی خرابیوں کے خلاف غیظ و غضب دکھانے والے اسی آدمی نے صحت مند جسم کی خوبصورتی کا جلال دکھانے میں بھی شوق کا مظاہرہ کیا اور برہنہ جسم پیش کرنے میں تقریباً ٹیشین اور کوراجیو کی برابری تک جا پہنچا۔ اگرچہ ہم اس کی بے تاب روح اور تیز برش کے پرسکون حسن کا قدیم احساس منتقل کرنے میں ناکام رہنے کی توقع کر سکتے تھے' لیکن ہمیں یورپ بھر میں "*Danae*" (لیونز) جیسے خوش گوار پیکر ملتے ہیں--- Uffizi کی "لیڈا اور ہنس" میونخ کی "وینس اور وُلکن" ڈریسڈن کی "آرسینوئے کی نجات" ناطمین کے محل کی "مرکری اور عنایات" اور "باخوس" اور ایری ایڈنے..... Symonds کے خیال میں موخرالذکر "اگر عظیم ترین نہیں تو خوبصورت ترین موجود آئل پینٹنگ ضرور ہے۔" [13] لندن گیلری والی "کہکشاں کا ماخذ" اور بھی زیادہ کامل ہے جس میں کیوپڈ کے دباؤ ڈالنے پر Juno کی

چھاتیوں سے دودھ (ملکی وے) نکل رہا ہے۔ لوورے' پراڈو' ویانا اور واشنگٹن گیلری میں "Susamna and the elder" کے چار مختلف انداز ہیں--- چاروں ٹنٹوریٹو کے بنائے ہوئے۔ پراڈو میں ٹنٹوریٹو کی شہوت خیز تصویروں کا پورا کمرہ بھرا ہوا ہے: "ایک جوان وینسی عورت" قبا ہٹا کر چھاتی ننگی کر رہی ہے; حتیٰ کہ "ترکوں اور عیسائیوں کی لڑائی" میں چمکدار بازوؤں کے درمیان دو توجہ منتشر کرنے والی چھاتیاں دکھائی پڑتی ہیں اور ویرونا میوزیم میں ایک نو مغنی عورتوں کی "محفل سرود" ہے جس میں تین عورتیں کمر تک برہنہ ہیں--- کہ جیسے جب کان سننے میں محو ہوں تو آنکھوں کو بھی دیکھنے کے لیے کافی کچھ مل جائے۔ یہ تصویر ٹنٹوریٹو کا بہترین کام نہیں; اس کی نمایاں فضیلت بھرپور زندگی اور ہیروئی موت کی وسیع پیش کاری میں مضمر تھی; لیکن یہ ظاہر کرتی ہیں کہ جورجونے اور ٹیشین کی طرح وہ بھی غیر لرزاں ہاتھ کے ساتھ قوی خطوط کھینچ سکتا تھا۔ اور ان تمام برہنہ پیکروں میں کوئی بے اعتدالی نہیں; وہاں ایک صحت مند شہوانیت موجود ہے; ان دیوتاؤں اور دیویوں کی برہنگی فطری ہے اور وہ اس کے بارے میں باشعور نہیں; پورے چہرے' پورے جسم کے ساتھ سورج کو خوش آمدید کہنا اور بٹنوں و لیسوں اور فیتوں میں محبوس نہ ہونا ان کی الوہیت ہے۔

ٹنٹوریٹو نے تقریباً چالیس برس تک شادی سے دامن بچاتے رہنے کے بعد فاؤسٹینا ڈی وسکووی کو بیوی بنا لیا' جس نے شوہر کو اس قدر بد نظم اور لاچار پایا کہ اس کی دیکھ بھال کرنے میں مسرت پانے لگی۔ وہ اس کے آٹھ بچوں کی ماں بنی جن میں سے تین قابل درگذر مصور بنے۔ وہ میڈونا ڈیل اورتو کلیساء سے نزدیک ہی ایک اوسط درجہ کے گھر میں رہتے تھے; اور آرٹسٹ وینسی کلیساء' محل یا برادری کے لیے مصوری کرنے کے سوا شاذونادر ہی زیادہ دور گیا; نتیجتاً اسے صرف اپنے شہر پیدائش میں ہی مدح سرائی حاصل ہو سکی۔ مینتوآ کے ڈیوک نے اسے اپنے دربار میں آنے کی دعوت دی; وہ نہ مانا۔ وہ صرف اپنے سٹوڈیو میں شب و روز کام کر کے خوش تھا۔ وہ ایک اچھا شوہر اور باپ تھا' لیکن معاشرتی مسرتوں کی کوئی پروا نہ کرتا۔ وہ ایک طرح سے تنہائی پسند' خود انحصار' متلون مزاج' جنونی' اعصابی' غصیلا اور مائیکل اینجلو کی طرح مغرور تھا جسے وہ پوجتا اور پیچھے چھوڑنے کی خواہش کرتا تھا۔ اس کی روح یا فن پاروں میں کوئی شائتی

نہ تھی۔ اینجلو کی طرح اس نے بھی سطح کی خوبصورتی سے بڑھ کر جسم و روح اور جذبے کی طاقت کو عزت دی؛ اس کی کنواریاں عموماً ڈونی کی "میڈونا" جیسی غیر دلکش نہیں۔ اس نے ہمارے لیے اپنا ایک پورٹریٹ بھی چھوڑا (لوورے میں) جو 72 برس کی عمر میں بنایا؛ یہ خود اینجلو کا سر اور چہرہ بھی ہو سکتا تھا۔۔۔ ایک مضبوط اور متین چہرہ، عمیق اور خیال زدہ، اور سینکڑوں طوفانوں کے نشانات کا حامل۔

اس کا اپنا پورٹریٹ بہترین تھا، لیکن اس نے کچھ دیگر پورٹریٹ بھی بنائے جو اس کی بصیرت کی گہرائی اور آرٹ کے ثبات کی توثیق کرتے ہیں۔ وہ یہاں بھی حقیقت پسند رہا اور اپنی اولاد کو دھوکا دینے کے خواہشمند کسی بھی شخص نے اس کے سامنے بیٹھنے کی ہمت نہ کی۔ متعدد اہم وینسی شخصیات ہم تک ٹنٹوریٹو کے برش کے ذریعہ پہنچی ہیں: ناظمین شہر، سینیٹرز، مختار کار، ٹکسال کے تین Proveditori، چھ خزانہ دار؛ سب سے بڑھ کر ایاکوپو سورانزو۔۔۔ وینسی آرٹ میں ایک عظیم پورٹریٹ؛ یہاں بھی معمار سانسووینو اور سو سالہ کورنارو موجود ہیں۔ ٹنٹوریٹو کے پورٹریٹس کی گیلری میں موجود "سورانزو" پر صرف بے نام تصویروں کو سبقت حاصل ہے: "زرہ پوش آدمی" (پراڈو)، "بوڑھے آدمی کا پورٹریٹ"؛ (بریشیا)، "ایک آدمی کا پورٹریٹ" (لیننن گراڈ) اور نیویارک کی مارگن لائبریری میں "ایک مُور۔" ٹنٹوریٹو نے 1574ء میں منصف اعلیٰ Alvise Mocenigo کے خدمتگار کا روپ دھارا، وینسی پرچمی جہاز Bucentaur میں داخل ہوا اور چوری چھپے شاہ فرانس ہنری III کا چاک سے خاکہ بنایا؛ بعد ازاں ایک کمرے کے کونے میں (جہاں ہنری معززین سے گفتگو کر رہا تھا) پورٹریٹ کو مکمل کیا۔ ہنری کو یہ اتنا پسند آیا کہ اس نے آرٹسٹ کو نائٹ بننے کی پیشکش کر دی، مگر اس نے معذرت کر لی۔ [13]

وینسی طبقہ اشراف کے ساتھ اس کی شناسائی تقریباً 1556ء میں اس وقت شروع ہوئی جب ویرونیسے کے ساتھ اسے ڈیوکی محل میں کینوس پینٹ کرنے کا کام ملا۔ اس نے سالا ڈیل میجور کونسیلیو میں "فریڈرک بارباروسا کی تاجپوشی" اور "الیگزینڈر III کا بارباروسا کو دین بدر کرنا" پینٹ کی؛ اور سالا ڈیل سکروٹینیو میں پوری ایک دیوار کو "روزِ حشر" سے ڈھک دیا۔ سینیٹ ان پر اتنا خوش ہوا کہ 1572ء میں اسے لیپانتو کی

عظیم فتح کو یادگار بنانے کو کہا۔ یہ چاروں تصاویر 1577ء میں نذر آتش ہو گئیں۔ 1574ء میں سینیٹ نے ٹنٹوریٹو کو پیش دالان (Anticollegio) سجانے کا کام سونپا: یہاں آرٹسٹ نے مقننین کے دلوں کو "مرکری اور گریسز" "ایری ایڈ نے اور باخوس" "ولکن کی بھٹی" اور "مارس کو منروا کا لبھانا" سے تحریک بخشی۔ ٹنٹوریٹو نے سینیٹ ہال میں کشادہ پینلز کا ایک سلسلہ پینٹ کر کے (85-1574ء) اپنے عہد کے اعلیٰ مصنفین کو شہرت دی' انہیں پر جلال احاطے کے پس منظر کے ساتھ دکھایا: سینٹ مارکس اور اس کے ضو فگن گنبد' یا گھڑی مینار' یا گھنٹہ گھر' یا منصفین اعلیٰ کے محل کے روشن برآمدے' یا بڑی نہر کے دھند آلود یا دھوپ آلود نظارے۔ پھر اس تسلسل کو مغرور حکومت کے ذوق تک رفعت دینے کے لیے چھت پر "سمندروں کی ملکہ وینس" کی فاتحانہ تصویر بنائی--- شاندار قبا میں ملبوس' مدح خواں مقدس شخصیات میں گھری ہوئی اور ساگر دیوتاؤں اور جل پریوں سے پانیوں کے تحفے--- مرجان' گھونگھے اور موتی--- وصول کرتے ہوئے۔

وسیع پیمانے پر آتشزدگی کے بعد بھی حوصلہ نہ ہارنے والے سینیٹ نے ٹنٹوریٹو کو تباہ شدہ دیواروں پر دوبارہ تصویریں بنانے کو کہا جو نقصان کی یاد کو محو کر دیں۔ اس نے سکروٹنی کے ہال میں ایک زبردست جنگی منظر "زارا کا پکڑا جانا" بنایا۔ بڑی مجلس کے کمرے کی دیوار پر "شہنشاہ باربروسا پوپ اور منصف اعلیٰ سے پیغامات وصول کرتے ہوئے" اور چھت پر ایک شاہکار پینٹ کیا: "منصف اعلیٰ نکولودا پونتے مفتوحہ شہروں سے نذرانے وصول کرتے ہوئے۔"

جب سینیٹ نے کونسل چیمبر کی مشرقی دیوار پر گواری اینٹو کی پرانی تصویر پر رنگ پھیرنے کا فیصلہ کیا (1586ء) تو 68 سالہ ٹنٹوریٹو کو اس کام کے لیے بہت عمر رسیدہ سمجھا۔ انہوں نے کام اور جگہ کو 58 سالہ پاؤلو ویرونیسے اور 37 سالہ فرانسسکو بیسانو میں تقسیم کر دیا۔ لیکن ویرونیسے حقیقی طور پر کام شروع ہونے سے پہلے ہی مر گیا (1588ء) ٹنٹوریٹو نے خود کو اس کی جگہ پر پیش کیا' اور ساری دیوار پر ایک ہی تصویر بنانے کی تجویز دی--- "بہشت کا جلال۔" سینیٹ نے منظوری دی اور بوڑھے آرٹسٹ نے اپنے بیٹے ڈومینیکو اور بیٹی ماریاٹا (Marietta) کی مدد سے قریبی

Scuola della Misericordia میں کینوس کے حصے رکھے جنہیں مل کر تصویر کی صورت اختیار کرنا تھی۔ متعدد ابتدائی خاکے بنائے گئے: ایک شاہ پارہ لوورے میں ہے۔ جب سب کچھ اپنی جگہ پر لگ گیا (1590ء) اور ڈومینیکو جوڑوں کو چھپا چکا تو یہ اس وقت تک کی سب سے بڑی آئل پینٹنگ بن گئی--- 72 فٹ لمبی اور 23 فٹ اونچی' اسے دیکھنے کے لیے آنے والے ہجوم نے رسکن سے اتفاق کیا کہ یہ وینشی مصوری کی منتہائے عروج تھی--- "دنیا کی پاکیزہ' انسانی اور ماہرانہ آئل پینٹنگ کا نہایت حیرت انگیز نمونہ۔" ۳۳ سینیٹ نے ٹنٹوریٹو کو اتنا بڑا معاوضہ پیش کیا کہ اس نے کچھ رقم لوٹا دی اور دوبارہ ساتھی آرٹسٹوں میں رسوا ہوا۔

وقت نے اس "بہشت" میں اپنی راہیں بنائی ہیں' اور آج جب آپ بڑی مجلس کے ہال میں داخل ہوتے اور اپنی پشت منصفین اعلیٰ کی مجلس کے پیچھے والی دیوار کی طرف موڑتے ہیں تو وہاں ٹنٹوریٹو کی جوڑی ہوئی تصویر نہیں بلکہ صدیوں کے دھوئیں اور سیلن سے تاریک پڑ چکی تصویر نظر آئے گی' اس میں بنائی گئی سو شبیہوں میں سے چند ایک کو آنکھ سے واضح طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔ پیکر دائرہ در دائرہ مرتعش ہیں--- سادہ برکتیں بانٹنے والے' کنواریاں' عقیدے کے اقبالی' شہداء' ایوانجیلسٹس (متی' لوقا' مرقس' یوحنا) پیغمبر' فرشتے' رئیس الملائکہ--- سب کے سب مریم اور بیٹے کے گرد مجتمع ہیں کہ جیسے یہ دونوں لاطینی عیسائی دنیا کے حقیقی معبود بن گئے ہوں۔ اور نظر آ سکنے والے سو پیکروں کے پیچھے کئی سو مزید بھی محسوس ہوتے ہیں۔ اگر سولہ عیسوی صدیوں میں سے چند ایک کو بہشت میں دکھانے کے لیے منتخب کیا جاتا تو تب بھی ایک کافی بڑا مجمع لگ جاتا تھا: اور ٹنٹوریٹو نے ان کی خاصی تعداد اور سعادت دکھانے کا تہیہ کیا۔ اس نے جنت کو دانتے جیسی پاکیزگی کے ساتھ مردہ نہیں کیا: اسے ایک مقام مسرت کے طور پر تصور کیا اور صرف نہایت شاداں افراد کو ہی داخلے کی اجازت دی گئی۔ یہ بوڑھے آرٹسٹ کی اپنی مردم بیزاری سے نجات پانے کی دعا تھی۔

اس کے اداس ہونے کی ٹھوس وجہ موجود تھی' کیونکہ عظیم تصویر کی نقاب کشائی ہونے کے سال ہی اس کی پیاری بیٹی ماریانا مر گئی تھی۔ مصوری اور موسیقی میں ماریانا کی مہارت بوڑھے آرٹسٹ کی اہم ترین خوشیوں کا ماخذ تھی: اور اب اس کے دنیا سے

جانے کے بعد وہ اسے کسی آئندہ جنم میں ملنے کی سوچ میں ہی کھویا نظر آتا تھا۔ وہ میڈونا ڈیل اورٹو--- ہماری خاتون چمن--- میں زیادہ کثرت سے جانے لگا' اور وہاں گھنٹوں عبادت وریاضت کرکے بالآخر ایک منکسر آدمی بن گیا۔ اس نے اب بھی پینٹ کیا' اور ان آخری برسوں میں سینٹ کیتھرین کلیساء کے لیے اس کی زندگی پر مبنی تصاویر کا سلسلہ بنایا۔ لیکن 77 ویں برس میں معدے کے مرض نے اس قدر درد پیدا کی کہ وہ سو بھی نہیں سکتا تھا۔ اس نے آخری وصیت کی' بیوی' بچوں اور دوستوں کو الوداع کہا اور 31 مئی 1594ء کو مرگیا۔ "ہماری خاتون چمن" نے اس کی باقیات وصول کیں۔

دریاؤں کے اس مائیکل اینجلو کے ساتھ شہر کے ہر کونے کے عین سامنے کھڑے ہونے کی خاطر وینس بھر میں کشتی رانی کے بعد اگر ہم اس کے آرٹ کا نظریہ واضح کرنا چاہیں تو اولین تاثر حجم اور کثرت' انسانی اور حیوانی صورتوں سے بھرپور وسیع دیواروں کا ہے; ان شبیہوں کی جسمانی گڑبڑاہٹ کا عذر صرف ایک ہے--- کہ یہ زندگی ہے۔ مجمعوں سے گریز اور نفرت کرنے والے اس آدمی نے انہیں ہر طرف دیکھا اور زبردست قطعیت کے ساتھ پیش کیا۔ وہ افراد میں بہت کم دلچسپی کا حامل لگتا ہے; اس نے صرف معاوضہ کمانے کے لیے پورٹریٹ بنائے تھے۔ اس نے انسانیت کو مجموعے میں دیکھا زندگی اور تاریخ کی تعبیر جدوجہد' مقابلہ' محبت' تفریح اور تکلیف برداشت کرتے ہوئے انسانوں کے ہجوموں کے حوالے سے کی--- اس کے ہجوم طاقتور اور دل پسند' بیمار اور اپاہج' ملعون یا نجات یافتہ لوگوں پر مشتمل ہیں۔ اس نے وسیع وعریض کینوسوں کو رنگوں سے ڈھانپا کیونکہ وہ اپنی تصویروں کو وسعت میں ہی تصور کرسکتا تھا۔ اس نے تصویری آرٹ کی تکنیک پر مکمل عبور حاصل نہ کیا (جیسا کہ ٹیشین نے کیا تھا)' اور ان دیو قامت تصویروں میں ہی مہارت حاصل کی; منصفین اعلیٰ کے محل میں کمروں کی شان وشوکت اسی کی مرہون منت ہے۔ چنانچہ ہمیں اس میں انجام دہی کی عمدگی نہیں تلاش کرنی چاہیے۔ وہ خام' ان گھڑ' عجلت باز ہے اور کبھی کبھی برش کے ایک ہی وار سے پورا منظر بنا دیا۔ اس کا حقیقی نقص تھیٹری شوخ پن' مزاج کی غیر صحت مند شورش' پیش کردہ زندگی کی افسردگی اور ہجوم کی تھکا دینے والی تکرار ہے نہ کہ سطح کا غیر ہموار ہونا' کیونکہ غیر ہموار سطح بھی اہمیت اجاگر کرسکتی ہے; وہ تعداد کا دیوانہ تھا' جیسے مائیکل

اینجلو صورتوں (Forms) اور روبنز جسم پر فریفتہ تھا۔ پھر بھی اس کثرت میں بامعنی تفصیل کی کیسی دولت' مشاہدے کی کیسی درستگی اور بصیرت' جزئیات کی کیسی انفرادیت' کیسی باحوصلہ حقیقت پسندی موجود ہے!

ان تصاویر کی حضوری میں ہمارا آخری احساس توثیق نوعیت کا ہے: یہ ایک قوی انداز میں آرٹ ہے۔ دیگر آرٹسٹوں نے حسن (مثلاً رافیل) یا قوت (مثلاً مائیکل اینجلو) یا روح کی گہرائی (مثلاً ریمبرانٹ) پینٹ کی; لیکن یہاں ان کائناتی کینوسوں میں انسانیت ہے۔ کسی اور آرٹسٹ نے کبھی اسے اتنا بڑا نہیں دیکھا یا اس قدر مکمل طور پر پیش نہیں کیا۔ کبھی کبھی منصفین اعلیٰ کے محل کی وسیع یا سینٹ Roch کی برادری میں رنگ اُڑی دیواروں کے سامنے بہتر آرٹسٹوں کے کینوس ہمارے حافظے سے نکل جاتے ہیں اور ہم محسوس کرتے ہیں کہ اگر وہ دیو قامت تخیل کے بعد کسی جوہری کے مانند تصویر کو مکمل کر سکتا تو چھوٹا سا رنگریز ان سب سے بڑا مصور ہوتا۔

V۔ ویرونیسے: 88-1528ء

آیئے ہم چلتے چلتے کچھ کم روشن ستاروں سے بھی ملتے جائیں; وہ بھی وینس کی درخشانی کا حصہ تھے۔ آندریا میلوڈا ایک سلاونی (Slavonian) تھا اور Schiavone نام وصول کیا۔ اس نے ٹیشین کے ساتھ مطالعہ کیا اور میلان کے کاستیلو میں ایک الماری پر دلکش "Galatea" بنائی۔ اس نے ایک "جوپیٹر اور اینٹی اوپ" (لینن گراڈ) اور "کنواری کی عطا" (وینس) میں زیادہ بڑی صورت دکھائی اور شاندار رنگوں والے کینوس بنائے۔ آرٹسٹوں نے اسے سراہا' سرپرستوں نے نظرانداز کیا اور آندریا کو' اس کی بارلیش عظمت کو چیتھڑوں میں گھسیٹنا تھا--- پیرس بورڈو نے ایک کاٹھی ساز کا بیٹا اور پاپوش ساز کا پوتا تھا; لیکن جینیئس کی قابل تعریف جمہوریت میں اس نے ٹیلنٹ سے بھرپور وینس میں آخری چوٹی تک اپنی راہ بنائی۔ اس نے ٹیشین کی شاگردی میں پڑھنے کے لیے تریویزو سے آکر اتنی تیزی سے پختگی حاصل کی کہ 38 سال کی عمر میں اسے فرانسس اول نے پیرس بلوایا۔ اس نے کچھ شاندار مذہبی تصویریں بنائیں' جیسے "مسیح کا بپتسمہ" (واشنگٹن) اور "مقدس خاندان" (میلان)' اور "مچھیرا منصف اعلیٰ کو سینٹ

مارکس کی انگوٹھی پیش کرتے ہوئے" (وینس) میں نقطۂ عروج تک پہنچا؛ لیکن اسے سالہا سال سہارا دیے رکھنے والی تصویر "وینس اور اڈونس" (Uffizi) ہے--- ایک گٹھیلی زریں زلف عورت اپنی چھاتیوں کو خوشنما عبا سے چھپا رہی ہے جبکہ کیوپڈ اس کی توجہ حاصل کرنے کی خاطر ہنگامہ آراء ہے۔

(دوسری عالمی جنگ کے دوران ہرمن گوئرنگ دیگر تصویروں کے ساتھ اسے بھی اِٹلی سے لے آیا' اور اِٹلی نے اپنے حلیفوں کی فتح پر اسے بازیاب کرالیا۔) مترجم

اِیاکوپو داپونتے المشہور بیسانو اس وقت کچھ شہرت اور خوش قسمتی کا مالک بنا جب ٹیشین نے اس کی "آرک میں جاتے ہوئے جانور" خریدی؛ اس نے کچھ اچھے پورٹریٹ بنائے--- مثلاً "باریش آدمی" (شکاگو)--- اور اپنے پیچھے برہنہ انسانوں کی تصویریں چھوڑے بغیر 82 سال زندگی گذار کر دُنیا سے گیا۔

1553ء کے لگ بھگ ایک 25 سالہ نوجوان پاؤلو کالیاری ویرونا سے وینس آیا جس کا انداز ٹنٹوریٹو سے خاصا ملتا جلتا تھا: پرسکون' دوستانہ' ہنس مکھ' خود انتقامی اور کبھی کبھار پرجوش' ٹنٹوریٹو اور تقریباً سبھی تعلیم یافتہ اطالویوں کی طرح وہ بھی موسیقی سے محبت کرتا اور بجاتا تھا۔ وہ فراخدل اور قابل احترام تھا؛ اس نے کبھی کسی حریف کو ناراض نہ کیا اور نہ ہی کسی سرپرست کی مایوسی کا باعث بنا۔ وینس نے اسے il Veronese کہا اور دنیا بھی اسی نام سے جانتی ہے' تاہم اس نے وینس کو اپنا پیارا گھر بنا لیا تھا۔ ویرونا میں اس کے کئی استاد تھے' بشمول چچا انٹونیو Badile جس نے بعد ازاں اسے اپنی بیٹی کا رشتہ دیا؛ وہ جوانی میں کیروٹو اور Brusasorci سے متاثر ہوا؛ لیکن اس کے انداز کی ترقی میں یہ عوامل جلد ہی وینسی آرٹ اور زندگی کی گرم تابانی میں تحلیل ہوگئے۔ وہ ہمیشہ بڑی نہر کے اوپر آسمان کے بدلتے رنگوں کے کھیل سے حیرت زدہ رہا؛ سمندر میں محلات کے لرزاں عکس اسے متحیر کرتے رہے؛ اس نے محفوظ آدمیوں کی اشرافی دنیا' آرٹسٹوں سے دوستی' خوش اندامی' خوبصورت عورتوں کے جسموں پر لپٹے ہوئے ریشم اور کمخواب کے لباس کو ہمیشہ بنظر رشک دیکھا۔ اس نے خود بھی شرفاء میں شمار ہونے کی خواہش کی؛ وہ شرفاء کی طرح لیس اور سموروں میں ملبوس ہوتا اور اعلیٰ وینسی طبقے کا اعلیٰ ضابطہ اخلاق نقل کرتا تھا۔ اس نے بمشکل ہی کبھی کسی غریب' یا

غربت' یا المیے کی تصویر بنائی: اس کا مقصد اپنی روشن اور خوش بخت امیر وینسی دنیا کو لافانی کینوسوں پر دکھانا تھا۔ جاگیردار اور خواتین بشپ اور ایبٹ' منصفین اعلیٰ اور سینیٹرز بڑے شوق سے اسے کام دینے لگے: اور وہ جلد ہی درجن بھر کاموں میں مصروف ہو گیا۔

1553ء میں ہی 25 سالہ ویرونیسے کو ڈیوکی محل میں دس کی مجلس کے لیے چھت پینٹ کرنے کو کہا گیا تھا۔ وہاں اس نے "جوپیٹر برائیوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینک رہا ہے" بنائی جواب لوورے میں ہے۔ یہ کوئی خصوصی کامیابی نہ حاصل کر پائی: بھاری پیکر غیر محفوظ طریقے سے ہوا میں اترا کر چل رہے ہیں: پاؤلو نے ابھی وینس کی روح کو اپنے اندر نہیں سمویا تھا۔ لیکن دو سال بعد اس نے سان سیباستیانو کی چھت پر "مورڈیسائی کی فتح" میں اپنی بنیاد رکھی اور مہارت دکھائی: یہودی ہیرو کا چہرہ اور پیکر واضح طور پر بنائے گئے اور گھوڑے جیسے حقیقت میں سانس لے رہے ہوں۔ ٹیشین خود بھی متاثر ہوا ہوگا' کیونکہ جب سینٹ مارکس کے منتظمین نے اسے لائبریری ویکیا کو تصویری تمغوں سے سجانے کے کام کا نگران بنایا تو اس نے ویرونیسے کے ذمے تین اور باقی ہر آرٹسٹ اور اپنے ذمے ایک ایک تمغہ لگایا۔ منتظمین نے بہترین تمغے پر ایک طلائی زنجیر کا انعام رکھا: پاؤلو نے تین عورتوں کی صورت میں "موسیقی" بنا کر یہ انعام جیت لیا--- ایک بربط بجا رہی ہے' دوسری محو گلوکاری ہے' تیسری اپنی وایولا ڈا گیمبا میں کھوئی ہوئی--- ایک کیوپڈ ہارپسکارڈ جبکہ پان نفیریاں بجا رہا ہے۔ کچھ بعد کی تصاویر میں ویرونیسے نے خود کو اپنی طلائی زنجیر پہنے ہوئے دکھایا۔

اس نے آرائشی مصوری کے لیے اعلیٰ شہرت حاصل کر کے ایک سود مند کام وصول کیا۔ امیر اور جاگیردار Barbaro خاندان نے 1560ء میں Macer کے مقام پر ایک پرتعیش بنگلہ بنایا' قریب ہی Asolo تھا جہاں کیٹرینا کورنارو نے ملکہ اور بیمبو نے افلاطونی محبت کا کردار ادا کیا تھا۔ باربارو نے اپنی یہ "نشاۃ ثانیہ کی خوبصورت ترین مسرت گاہ" بنانے کے لیے صرف اور صرف سرکردہ آرٹسٹوں کو منتخب کیا: آندریا پلاڈیو کو ڈیزائن کرنے' ایلیساندرو ویٹوریا کو اسے تراشی ہوئی یا کھریا مٹی سے سجانے' ویرونیسے کو چھتوں اور دیواروں وغیرہ پر پاگان اور عیسائی اساطیر کے مناظر پیش کرنے

کو کہا۔ وسطی گنبد کے قبہ میں اس نے اولمپس کی تصویر کشی کی--- تمام مسرت ہائے حیات سے آگاہ لیکن کبھی بڑھاپے یا موت کا شکار نہ ہونے والے دیوتا۔ شریر آرٹسٹ نے ملکوتی مناظر کے درمیان ایک شکاری' بندر' اور اس قدر کامل صورت میں ایک کتے کو متعارف کرایا کہ وہ آسمان کا شکاری کتا بننے کے لیے عین موزوں ہے۔ ایک دیوار پر مصور کردہ ملازم لڑکا دور کھڑی ملازمہ کو اور ملازمہ اسے دیکھ رہی ہے' اور ایک لافانی لمحے کے لیے انہوں نے بھی آب حیات پیا ہے۔ یہ ایسا مسرت محل تھا کہ صرف قبلائی خان کے چینی محل کا زیادہ اعلیٰ ذوق ہی اس پر سبقت حاصل کر سکا۔

اِیرِوس کے اس مجمع الجزائر میں پاؤلو نے ناگزیر طور پر برہنہ پیکر پینٹ کرنے کے کام قبول کیے۔ یہ اس کے فن کی معراج نہ تھے؛ اس نے کچھ حد تک روبنز جیسے جسموں کو بھرپور نرم لباس سے ڈھانپنے کو ترجیح دی۔ اس وقت میٹروپولیٹن میوزیم آف آرٹ میں موجود "مارس اور وینس" ایک فربہ اور غیر دلکش دیوی دکھاتی ہے جس کی ایک ٹانگ مفلوج انداز میں بدہیئت ہے۔ لیکن "وینس اور ایڈونس" (پراڈو) میں وہ خوبصورت ہے' صرف اپنے پیروں میں بیٹھے کتے کے سامنے ماند؛ پاؤلو کتوں کے بغیر کوئی تصویر نہیں بنا سکتا تھا۔ ویرونیسے کی اساطیر میں سے منصفین اعلیٰ کے محل والی "یورپا کی عصمت دری" عمدہ ترین ہے: تاریک درختوں کا ایک زمینی منظر' پھولوں کے ہار پھینکتے ہوئے پردار Putti' ایک عشق باز سانڈ پر ادا سے بیٹھی ہوئی یورپا (فونیقی شہزادی)' سانڈ اس کے خوبصورت پاؤں کو زبان سے چاٹ رہا ہے اور اصل میں وہ علامتی روپ میں خود جوپیٹر ہی ہے۔ آسمان کے خوش قسمت کیسانووا نے یہاں الوہی ذوق دکھایا' کیونکہ ملکہ جیسے کپڑوں میں نیم ملبوس یورپا ویرونیسے کا پیش کردہ نسوانی کاملیت کا کامیاب ترین مرکب تھا؛ یہ یورپا اس قابل ہے کہ اس کی خاطر بہشت کو چھوڑا جائے۔ دور کا پس منظر کہانی کا سلسلہ آگے بڑھاتا ہے--- سانڈ یورپا کو سمندر کے اس پار کریٹ میں لیے جا رہا ہے؛ ایک خوبصورت قصے کے مطابق وہیں یورپا نے ایک براعظم کو اپنا نام دیا۔

پاؤلو نے عورت کے آگے ہتھیار ڈالنے سے پہلے کافی وقت لیا۔ وہ 38 برس کی عمر کو پہنچنے تک نمونے جمع کرتا رہا؛ پھر ایلینا باڈیلے سے شادی کر لی۔ اس کے دو بیٹے کارلو اور جبرئیلے پیدا ہوئے؛ اس نے دونوں کو مصور بننے کی تربیت دی اور پیش آگاہی سے

زیادہ محبت کے ساتھ پیش گوئی کی۔۔۔ "چارلی مجھ پر سبقت لے جائے گا۔"[۱۰] کوراجیو کی طرح اس نے بھی سانت آنجیلوڈی تریویزو میں فارم خریدا اور اپنی ازدواجی زندگی کے برسوں کا زیادہ تر حصہ وہاں انتظامات کرنے میں گزارا اور شاذ ہی وینیٹو سے باہر گیا۔ وہ چالیس برس کی عمر میں (1568ء) اِٹلی کا سب سے زیادہ مصروف مصور تھا' اور اسے غیر ممالک سے بھی دعوتیں ملتی رہتیں۔ جب فلپ II نے اسے Escorial کی سجاوٹ کرنے کو کہا تو اس نے عزت افزائی کو سراہا لیکن لالچ میں نہ آیا۔

اپنے پیش روؤں کی طرح اسے بھی کلیساؤں اور پجاریوں کے لیے مقدس کہانی مصور کرنے کے لیے کہا گیا۔ سینکڑوں میڈوناؤں کے بعد بھی ہم "کوچینو خاندان کی میڈونا" (ڈریسڈن) میں ہر چیز تازہ اور پُرکشش پاتے ہیں: وجیہہ کالی داڑھیوں والے عطیہ دہندگان' مضطرب فطری بچے' اور تقدیر کی سفید اوڑھنی میں ملبوس شبیہہ۔۔۔ ایسی شاہانہ حسن کی مالک عورت کہ وینسی آرٹ میں بھی اس کی مثال بمشکل ملتی ہے۔ "Cana کی شادی" (لوورے) وہ منظر تھا جو ویرونیسے کو پینٹ کرنا بہت پسند تھا: پس منظر کے لیے رومن انداز تعمیر' پیش منظر میں ایک یا دو کتے اور بیسیوں رویوں کے حامل بیسیوں افراد۔ اس نے ان سب کو یوں بنایا جیسے ہر کوئی ایک بڑا پورٹریٹ ہو' اور انہیں ٹِیشین' ٹنٹوریٹو' بیسانو اور اپنے ساتھ رکھا' ہر ایک تار والا ساز بجا رہا ہے۔ ٹنٹوریٹو کے برعکس پاؤلو نے حقیقت پسندی کی کوئی پروا نہ کی: اس کی بجائے اپنے پر تکلف مہمانوں کو ایسے مردوں اور عورتوں جیسا بنایا جو کسی چھوٹے سے یہودائی قصبے میں موجود ہو سکتے تھے: میزبان ایک کروڑپتی وینسی کو بنایا' اسے آگسٹس کے شایانِ شان محل دیا اور میزوں پر عمدہ کھانے اور شاندار شراب مہیا کی۔ اگر آپ ویرونیسے کے کام سے رائے قائم کریں تو مسیح نے اپنی اِبتلاؤں کے درمیان کئی دعوتیں اڑائیں: لوورے میں ہم اسے سیمون فریسی کے ہاں رات کا کھانا کھاتے دیکھتے ہیں' مگدلینی اس کے پاؤں دھو رہی ہے اور پُرجلال نسوانی پیکر کورنتھی ستونوں میں اِدھر اُدھر آ جا رہے ہیں: تورین میں سیمون کوڑھی کے گھر دوپہر کا کھانا کھا رہا ہے' اور وینس اکیڈمی میں لیوی گھرانے کے ساتھ رات کا کھانا۔ لیکن ویرونیسے کی گیلری میں ہم ایک مرتبہ پھر مسیح کو صلیب کے بوجھ تلے بے ہوش ہوتے دیکھتے ہیں (ڈریسڈن) اور پھر جھکے ہوئے آسمان

کے پس منظر میں اسے صلیب دی جا رہی ہے (لوورے)۔ عظیم ڈرامے کی شدت کم کر دی گئی ہے: سادہ زائرین مسیح کے ساتھ کھانا کھا رہے ہیں اور پیارے بچے ناگزیر کتے سے کھیل رہے ہیں۔

ویرونیسے کی پیغمبروں کی زندگیوں اور کہانیوں پر بنائی ہوئی تصاویر عہد نامہ جدید کی ان شبیہوں سے عظیم تر ہیں: حسن میں ملبوس سینٹ ہیلنا اس یقین کی حامل کہ وہ فرشتوں کو صلیب لے جاتے ہوئے دیکھ رہی ہے (لندن)؛ ایک مضبوط جسم نوجوان اور ایک فرشتہ صفت عورت کے ہاتھوں تکلیف زدہ سینٹ انتھونی (Caen)؛ ویرانے میں اپنی کتابوں میں سکون ڈھونڈتا ہوا سینٹ جیروم (شکاگو)؛ وجدانی عالم میں شہادت کو گلے لگاتا ہوا سینٹ جارج (سان جورجو' وینس)؛ پیڈو آ کا سینٹ انتھونی مچھلیوں کو تبلیغ کرتے ہوئے (بورغیس)--- سمندر اور آکاش کا ایک زبردست نظارہ؛ سینٹ فرانس اپنے بدن پر نشان وصول کرتے ہوئے (وینس)؛ شاندار زرہ میں ملبوس سینٹ Mennas (موڈینا) اور سینٹ Mennas کی شہادت (پراڈو)؛ مسیح کی باطنی بیوی سکندریہ کی سینٹ کیتھرین (سانتا کیٹرینا' وینس)؛ سینٹ سیباسیتان شہادت قبول کر کے عقیدے اور امید کا معیار قائم کرتے ہوئے (سان سیباسیتانو' وینس)؛ سینٹ جسٹینا شہادت کا سامنا کرتے ہوئے (Uffizi گیلری اور پیڈو آ کا کلیساء)؛ ان تمام تصویروں کا موازنہ ٹیشین یا ٹنٹوریٹو کی بہترین تصویروں سے نہیں کیا جا سکتا' لیکن پھر بھی یہ شاہکار کہلانے کی مستحق ہیں۔ شاید "دارا کا خاندان سکندر کے روبرو" (لندن) ان سب سے بہتر ہے جس میں ایک غمگین ملکہ اور خوبرو شہزادی دلکش اور فیاض فاتح کے پاؤں پر جھکی ہوئی ہے۔

جس طرح پاؤلو نے ڈیوکی محل میں مصوری کے ساتھ اپنا وینسی کیریئر شروع کیا تھا' اسی طرح اسے وہاں قوی الجثہ تصاویر بنانے پر ختم کیا جو کسی بھی محب وطن وینسی روح کو گرمانے کے لیے کافی تھیں۔ 1574ء اور 1577ء کی آتشزدگیوں کے بعد دوبارہ تعمیر کردہ اندرون کی تزئین کا کام مرکزی طور پر ٹنٹوریٹو اور ویرونیسے کو سونپا گیا تھا' اور موضوع خود وینس--- آگ یا جنگ سے پاک وینس--- ترکوں یا پرتگالیوں کو رکھا گیا۔ سالا ڈیل کولیجو (سامعین کا چیمبر) میں پاؤلو اور اس کے معاونین نے کندہ اور ملمع کردہ چھت پر غیر معمولی خوبصورتی کی حامل گیارہ علامتی تصویریں بنائیں--- "نرم

مزاجی" اپنی بھیڑ کے ساتھ..... "منطق" اپنے ہی بنے ہوئے جال میں سے جھانکتی ہوئی..... اور سنجاب میں ملبوس ملکہ "وینس" اپنے پیروں میں لیٹے سینٹ مارک کے شیر کے ساتھ اور "انصاف اور امن" سے تعظیم وصول کرتے ہوئے۔ سالا ڈیل میجور کونسیلیو کی چھت پر وسیع بیضے میں اس نے "وینس کی فتح" پینٹ کی--- بے مثال شہر ایک تخت نشین دیوی کے روپ میں بیٹھا آسمان سے عظمت کا تاج وصول کر رہا ہے؛ اس کے پیروں میں شہر کے سرکردہ امراء اور خواتین اور مُور غلام بیٹھے ہیں؛ ان سے نیچے نیزہ بردار جنگجو اس کے دفاع کے لیے تیار ہیں اور نوکر بے قرار کتے لیے کھڑے ہیں۔ یہ ویرونیسے کے فن کی معراج تھی۔

1586ء میں اسے گواریانٹو کی مدہم پڑ چکی دیواری تصویر "کنواری کی تاجپوشی" تبدیل کرنے کے لیے منتخب کیا گیا۔ اس نے خاکہ بنایا اور منظور ہوا' اور کینوس پینٹ کرنے کی تیار کر رہا تھا کہ بخار میں مبتلا ہو گیا۔ 1588ء کے ماہ اپریل میں وینس یہ جان کر حیران رہ گیا کہ اس کی رفعتوں کا ہنوز جوان مصور مر چکا تھا۔ سان سیباستیانو کے فادرز نے اس کی باقیات حاصل کرنے کی درخواست کی' اور پاؤلو وہیں اپنی تصویروں کے سائے میں دفن ہوا جن کے ذریعے اس کلیساء کو اپنے مذہبی آرٹ کا گھر بنایا تھا۔

وقت نے اس کے معاصرین کی رائے کو جھٹلا دیا۔ تیکنیکی اعتبار سے وہ ٹنٹوریٹو پر سبقت لے گیا؛ وہ خاکہ نویسی' ترکیب اور رنگ میں وینسی مصوری کا نقطۂ عروج تھا۔ اس کی پرہجوم تصاویر گڈمڈ نہیں؛ اس کے مصور کردہ مناظر اور جھلکیاں واضح اور پس منظر روشن ہیں۔ ویرونیسے اطالوی نشاۃ ثانیہ کا عظیم ترین آرائشی مصور بھی تھا۔ رنگ اور ہیئت کا کوئی خوبصورت انداز پیش کرنے کو ہمہ وقت تیار' لیکن وہ سطحی نغمات پر ہی اس قدر بخوشی قانع تھا کہ پیچیدہ سُر' الناک بے تال پن اور عمیق ترگیت نہ سن پایا جو عظیم ترین تصویروں کو عظیم بناتے ہیں۔ اس کی نظر بہت ہوشیار' اس کا آرٹ سب دیکھی ہوئی چیزوں کو پیش کرنے میں بہت مشتاق تھا' حتیٰ کہ وہ اس شوق میں خیالی واقعات بھی لے آیا--- مسیح کے بپتسمہ کے موقع پر ترک' لیوی کے مکان میں ٹیوٹان' Emmaus میں اہل وینس' ہر کہیں کتے۔ اس نے بہت سے کتے بنائے' اسے ضرور کتوں سے محبت ہوگی۔ اس نے دُنیا کے روشن ترین پہلو پیش کرنا چاہے' اور یہ کام بے مثال

درخشانی کے ساتھ کیا; اس نے وینس کی زندگی کو غروب آفتاب کی روشنی میں دکھایا۔ اس کی دنیا میں صرف خوش شکل امراء' شاہانہ گھریلو عورتیں' من موہنی شہزادیاں' شہوت خیز گوریاں ہیں; اور ہر دوسری تصویر ایک ضیافت ہے۔

آرٹ کی ساری دنیا جانتی ہے کہ کیسے محکمہ احتساب کے افسروں نے--- آرٹ میں تمام غلط تعلیمات سے گریز کرنے کے متعلق ٹرینٹ مجلس کے ایک فرمان پر عمل کرتے ہوئے--- ویرونیسے کو حاضر ہونے کا حکم دیا (1573ء) اور جاننا چاہا کہ اس نے "لیوی کے مکان میں ضیافت" (وینس) میں اتنی ساری ناقابل احترام فالتو چیزیں کیوں متعارف کروائی تھیں--- طوطے' بونے' جرمن' مسخرے' نیزہ بردار..... پاؤلو نے بہادری سے جواب دیا کہ اس کا "کام تصویر کو اپنے خیال کے مطابق بہترین انداز میں سجانا تھا۔ یہ بہت بڑی تھی' اور بہت سے پیکروں کے لیے کافی جگہ تھی..... کسی تصویر میں جب بھی کوئی خالی جگہ پُر کیے جانے کی متقاضی ہو تو میں اس میں خیالی تصویریں بنا دیتا ہوں۔"--- اس کا مقصد کچھ تو ترکیب میں توازن قائم کرنا اور اس کے علاوہ شاہد آنکھ کو لطف اندوز کرنا تھا۔ محکمہ احتساب نے اسے حکم دیا کہ ان تصویروں میں اپنے خرچ پر ترمیم کرے' ویرونیسے نے تعمیل کی۔ ~~یہ~~ یہ تفتیش وینسی آرٹ میں نشاۃ ثانیہ سے "جوابی اصلاح" میں عبور کا موقع تھی۔ ویرونیسے کا کوئی ممتاز شاگرد نہ تھا' لیکن کئی پشتوں بعد اس کے اثر نے اِٹلی' فلینڈرز اور فرانس کے آرٹ کو متشکل کرنے میں حصہ ڈالا۔ Tiepolo نے طویل وقفے کے بعد اس کا آرائشی جوش و خروش دوبارہ حاصل کیا; روبنز نے اس کا باریک بیں مطالعہ کرکے رموز رنگ کاری سیکھے اور ویرونیسے کی گداز بدن عورتوں کو فلینڈری (فلیمش) فراوانی سے پرغرور بنایا۔ نکولس پوسین اور Claude لورین نے اپنے زمینی مناظر کی تعمیراتی تزئین کے لیے اس میں ایک رہنما پایا' اور چارلس لبرون نے وسیع میورلز ڈیزائن کرنے میں ویرونیسے کو مشعل راہ بنایا۔ اٹھارہویں صدی کے فرانسیسی مصوروں نے *Fete champetres* کی جل پریوں اور اشرافی عاشقوں کے لیے ویرونیسے اور کوراجیو سے ہی فیض پایا; Watteau اور فریکونارڈ کا منبع بھی یہیں ہے۔ بوچر کی گلاب بدن برہنہ عورتیں اور Greuza کے پیش کردہ مہربان بچے اور عورتیں یہیں سے نکلیں۔ شاید' یہاں ٹرنر نے لندن کو روشن

کرنے والی کچھ دھوپ بھی پائی۔

چنانچہ 'ویرونیسے کے رنگ کی تابناکی میں ملکہ ایڈریاٹک کا سنہری دور اختتام پذیر ہوا۔ آرٹ اس سمت میں بمشکل ہی مزید آگے جا سکتا تھا جو اس نے جورجونے سے ویرونیسے تک پہنچنے میں اختیار کی۔ تیکنیکی کاملیت پائی گئی؛ رفعتیں حاصل ہوئیں؛ اب ایک سُست تنزل شروع ہوا' حتیٰ کہ اٹھارہویں صدی میں Tiepolo نے آرائشی مصوری میں ویرونیسے کو للکارا' اور جمہوریہ کی موت سے قبل عظمت و جلال کے ایک آخری جھپاکے میں گولڈونی وینس کا ارسٹوفینز بنا۔

VI۔ تناظر

جب ہم پیچھے مڑ کر وینسی آرٹ کے عہد عروج پر نظر ڈالتے اور ہچکچاہٹ کے ساتھ اپنے ورثے میں اس کے کردار کا انداز کرتے ہیں تو فوراً کہہ اٹھتے ہیں کہ صرف فلورنس اور روم ہی کمال' جلال اور وسعت ہی اس کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ یہ بات درست ہے کہ وینسی مصوروں' حتیٰ کہ ٹیشین' نے انسان کی مخفی امیدوں اور احساسات' مایوسیوں اور المناکیوں میں فلورنسیوں کی نسبت کم گہرائی ناپی' کہ انہوں نے عموماً لباس پر اور روح تک رسائی کے لیے جسم پر بہت غور کیا۔ رسکن درست تھا: بیلینی کے بعد اور لوتتو (Lotto) کو چھوڑ کر' حقیقی مذہب وینسی آرٹ میں سے غائب ہو گیا۔ ۸ھ۳ اگر صلیبی جنگوں کی تباہی' اسلام کی فتح اور اشاعت' آوی نیون اور پاپائی پھوٹ میں پاپائیت کا انحطاط' سکسٹس IV اور الیگزینڈر VI کے دور میں پاپائیت کی سیکولریت اور سب سے آخر میں جرمنی و انگلینڈ کے کلیسائے روم سے خروج نے اہل ایمان کا ایمان بھی کمزور نہ کر دیا ہوتا اور متعدد جاندار روحوں کے پاس کھانے' پینے' مجامعت کرنے اور مر جانے کے سوا اور کوئی بہتر فلسفہ نہ چھوڑا ہوتا تو اہل وینس یہ آرٹ تخلیق نہ کر پاتے۔ لیکن کسی بھی اور جگہ پر عیسائی آرٹ اور پاگان آرٹ نے اس قدر مطمئن ہم آہنگی میں زندگی نہیں گذاری تھی... کنواری کو مصور کرنے والے برش نے ہی اگلی تصویر وینس کی بنائی اور کسی نے بھی موثر طور پر شکایت نہ کی۔ نہ ہی یہ تعیش اور تن آسانی کا آرٹ یا زندگی تھی؛ آرٹسٹوں نے کام کر کر کے خود کو نڈھال کر

ڈالا' اور ان کے ہاتھ سے پورٹریٹ بنوانے والے افراد عموماً جنگجو اور ریاستی حکمران' یا ان مردوں پر حکمرانی کرنے والی عورتیں تھیں۔

وینسی مصور رنگ کے اس قدر شوقین تھے کہ فلورنسی استادوں کی باریک بین خاکہ نگاری کی ہمسری نہ کر سکے۔ پھر بھی وہ اچھے خاکہ نگار تھے۔ کسی فرانسیسی آدمی نے ایک مرتبہ کہا تھا: "گرمیاں رنگ ریز اور سردیاں ڈیزائنر ہیں:"[90] بے برگ درخت قطعی لائن منکشف کرتے ہیں۔ لیکن وہاں یہ لائنیں ہنوز بہار کے سبزے تلے تھیں۔ جورجونے' ٹیشین' ٹنٹوریٹو اور ویرونیسے کے ہاں رنگ کے جلال تلے لائن موجود ہے' لیکن اسے رنگ نے اپنے اندر سمو رکھا ہے' جیسے کسی دُھن کی روانی اس کی ترکیب کو چھپا لیتی ہے۔

وینسی آرٹ اور ادب تب بھی وینس کی عظمت کے گن گاتا رہا جب اس کی معیشت ایک طرف ترکوں کے مقبوضہ ابیض المتوسط (مدیترانہ) میں ڈوب کر اور دوسری طرف امریکی سونے کے شیدائی یورپ کی بے تعلقی کے باعث تباہ ہو گئی تھی اور شاید آرٹسٹ اور شاعر حق بجانب تھے۔ تجارت یا جنگ کے کوئی بھی نشیب و فراز ایک حیرت انگیز صدی--- 1480ء تا 1580ء--- کی پُر غرور یاد کو محو نہ کر سکے جس کے دوران Mocenigo' پریولی اور لوریڈانی نے شاہی وینس کو بنایا اور بچایا تھا' اور لمبارڈی و لیوپارڈی نے اسے سنگتراشی سے سجایا تھا' اور سانسوویٹو اور پلاڈیو نے اس کے پانیوں کو کلیساؤں اور محلات سے رفعت بخشی تھی' اور بیلینی' جورجونے' ٹیشین' ٹنٹوریٹو اور ویرونیسے نے اسے اِٹلی کی فنی قیادت تک سرفراز کیا تھا' اور بیمبو نے کامل گیت گائے۔ اسی صدی کے دوران مانوشیئس نے تمام اہل توجہ کے سامنے یونان کا ادبی ورثہ پیش کیا تھا' اور ناقابل واپسی' اطاعت ناپذیر' بادشاہوں میفسٹوفیلی (عیار' مکار) "بادشاہوں کی تباہی" جیسا آریٹینو بڑی نہر کے کنارے تخت نشین ہو کر دنیا کو جانچتا اور بلوتا رہا تھا۔

تیئیسواں باب

نشاۃ ثانیہ کی روشنی کا گھٹنا

(76-1534ء)

I۔ اِٹلی کا زوال

حملے کی جنگیں ابھی اختتام کو نہیں پہنچی تھیں، لیکن وہ اِٹلی کا چہرہ اور کردار تبدیل کر چکی تھیں۔ شمالی علاقے اس حد تک برباد شدہ تھے کہ انگلش ایلچیوں نے ہنری VIII کو انہیں بطور سزا چارلس کے حوالے کرنے کی تجویز دی۔ جینوآ لوٹا جا چکا تھا۔ میلان محصولات کی موت مر رہا تھا۔ کیمبرائی کی انجمن اور نئے تجارتی راستے کھلنے کے باعث وینس زیرِ نگیں آ گیا تھا۔ روم، پراتو اور پاویا لوٹ مار کا شکار ہوئے تھے، فلورنس فاقہ زدہ اور اپنی دولت سے محروم ہو چکا تھا، پیسا نے آزادی کی جدوجہد میں خود کو آدھا برباد کر لیا تھا۔ فیرارا پوپس کے ساتھ طویل محاذ آرائی میں قلاش ہو گیا اور روم پر غیرزمہ دارانہ حملے کی حمایت کر کے اپنا وقار کھو بیٹھا تھا۔ لمبارڈی کی طرح سلطنت نیپلز بھی غیر ملکی افواج کے ہاتھوں تاراج ہو چکی تھی، اور اجنبی سلاطین یہاں کافی عرصہ سے حاکم تھے۔ سسلی پہلے ہی رہزنوں کی افزائش گاہ تھا۔ اٹلی کو واحد تسلی یہ تھی کہ اس نے چارلس V کے ہاتھوں مسخر ہو کر خود کو ترکوں کی غارتگری سے بچا لیا تھا۔

بولونیا کی مصالحت کے تحت (1530ء) اِٹلی کا کنٹرول دو مستثنیات کے ساتھ سپین کو مل گیا: محتاط وینس نے اپنی خودمختاری برقرار رکھی، اور پاک کردہ پاپائیت کو کلیساء کی

ریاستوں پر اپنی حاکمیت کی توثیق مل گئی تھی۔ نیپلز، سسلی، سارڈینیا اور میلان ہسپانوی رعیتیں بنے اور وہاں ہسپانوی نائب السلطنت نے حکومت کی۔ سیوائے اور میتو آ، فیرارا اور اُربینو (جنھوں نے عموماً چارلس کا ساتھ دیا تھا) کو اپنے مقامی ڈیوکس بہتر رویے کی شرط پر قائم رکھنے کی اجازت مل گئی۔ جینو آ اور سینا کی جمہوریائیں قائم رہیں، لیکن ہسپانوی سائے تلے۔ فلورنس میڈیچی حکمرانوں کا ایک اور سلسلہ قبول کرنے پر مجبور ہوا جو سپین کے ساتھ تعاون کر کے سلامت بچ گئے تھے۔

چارلس کی فتح کلیسیاء پر جدید ریاست کی ایک اور جیت کا نشان تھی۔۔ جو کچھ فرانس کے شاہ فلپ IV نے 1303ء میں شروع کیا تھا اسے جرمنی میں چارلس اور لوتھر، فرانس میں فرانسس اول، انگلینڈ میں ہنری VIII نے مکمل کیا۔۔۔اور یہ سب کلیمنٹ کے پاپائی دور میں ہی ہوا۔ شمالی یورپ کی طاقتوں نے نہ صرف اِٹلی کی کمزوری دریافت کر لی، بلکہ پاپائیت کا خوف بھی کھو دیا۔ کلیمنٹ کی تذلیل نے آلپس پار کے لوگوں کے دل میں پوپس کے احترام کو زک پہنچائی اور انہیں کیتھولک حاکمیت سے خروج کے لیے ذہنی طور پر تیار کیا۔

کچھ حوالوں سے ہسپانوی سیادت اِٹلی پر ایک عنایت تھی۔ اس نے اطالوی ریاستوں کی باہمی جنگ و جدل کو کچھ وقت کے لیے موقوف کر دیا؛ اور 1559ء کے بعد یہ ختم ہو گئی، کہیں 1796ء میں آ کر اطالوی سرزمین پر بیرونی طاقتوں کی جنگیں ہوئیں۔ اس نے لوگوں کو کچھ متواتر سیاسی نظم دیا اور خوفناک انفرادیت پسندی کو ختم کیا جس نے نشاۃ ثانیہ کی تعمیر اور تخریب کی تھی۔ امن و امان کے متمنیوں نے بڑے سکون سے اطاعت قبول کر لی؛ آزادی کے متوالے دل گرفتہ رہے۔ لیکن جلد ہی امن کی قیمت اور جرمانوں نے معیشت کو نقصان پہنچایا اور اِٹلی کی روح کو شکستہ کر دیا۔ نائبین سلطنت کی جانب سے جشن آرائی اور فوج کے لیے عائد کردہ بھاری ٹیکسوں، ان کے قوانین کی سختی، اناج اور دیگر اشیائے ضروریہ پر ریاستی اجارہ داری نے صنعت و تجارت کی حوصلہ شکنی کی؛ اور فضول تعیش میں مقابلہ بازی کرتے ہوئے مقامی شہزادوں نے بھی ٹیکس کاری کی اسی پالیسی کے تحت اپنی معاشی سرگرمی کا کباڑا کیا۔ جہاز رانی اس حد تک انحطاط زدہ ہو گئی کہ بچے کھچے جہاز اب خود کو بربر قزاقوں سے بچا نہیں سکتے تھے جو

اچانک چھاپہ مارتے اور اطالویوں کو مسلمان اعلیٰ شخصیات کی خدمت کے لیے بطور غلام لے جاتے۔ اطالوی گھروں پر تعینات غیر ملکی دستے بھی اتنے ہی ضرر رساں تھے؛ وہ کسی دور کے بے مثال لوگوں اور تہذیب کی کھل عام تذلیل کرتے اور عہد کی جنسی آزاد روی میں اپنے حصے سے زیادہ شراکت رکھتے تھے۔

اِٹلی پر ایک اور آفت نازل ہوئی جو جنگی تباہ کاریوں اور سپین کی اطاعت گذاری سے بھی زیادہ خوفناک تھی۔ کیپ آف گڈ ہوپ کے گرد چکر (1488ء) اور انڈیا جانے کے کلی طور پر بحری راستے نے اوقیانوسی اقوام اور وسط ایشیاء اور مشرق بعید کے درمیان آمدورفت کے سستے ذرائع متعارف کرائے (1498ء)' بہ نسبت ان راستوں کے جو آلپس کے اس پار جینوآ یا وینس' وہاں سے سکندریہ اور بحیرۂ احمر کے بری علاقے اور دوبارہ بذریعہ جہاز انڈیا تک جاتے تھے۔ مزید برآں مشرقی ابیض المتوسط ترکوں کے قبضے میں آنے سے یہ راستہ مشکلات' خراج' رہزنی اور جنگ زدہ ہوگیا؛ اور براستہ قسطنطنیہ و بحیرہ اسود جانے میں اور بھی زیادہ دشواریاں تھیں۔ 1498ء کے بعد وینسی اور جینوآئی تجارت اور فلورنسی سرمایہ کاری میں کمی آئی۔ 1502ء میں ہی پرتگیزیوں نے انڈیا میں دستیاب مرچ اتنی بڑی مقدار میں خرید لی کہ مصری وینسی تاجروں کو برآمد کے لیے وہاں کچھ نہ ملا۔[1] مرچ کی قیمت ریالٹو میں صرف ایک برس میں 33 فیصد بڑھ گئی' جبکہ لِسبون میں اسے وینسی قیمت سے آدھی قیمت پر خریدا جا سکتا تھا۔[2] جرمن تاجر بڑی نہر پر اپنے Fondaco چھوڑنے اور خریداری کو پرتگال منتقل کرنے لگے۔ وینسی ریاست کاری نے 1504ء میں مصر کی مملوک حکومت کو نیل ڈیلٹا اور بحیرۂ احمر کے درمیان پرانا نہری نظام بحال کرنے کی مشترکہ مہم شروع کرنے کی تجویز دے کر مسئلے کو تقریباً حل کر لیا تھا؛ لیکن 1517ء میں مصر کی ترک تسخیر نے منصوبے پر عملدرآمد نہ ہونے دیا۔

اِسی برس لوتھر نے وِٹنبرگ کلیساء کے دروازے پر اپنا باغیانہ مضمون لگایا۔ اصلاح اِٹلی کے معاشی انحطاط کی وجہ اور نتیجہ دونوں تھی۔ یہ اس حد تک وجہ تھی کہ اس نے زائرین اور کلیسیائی آمدنیوں کی شمالی اقوام سے روم میں آمد کم کر دی یہ نتیجہ اس لیے تھی کہ انڈیا جانے کے ابیض المتوسط مصری راستے کی جگہ بحری راستہ کھلنے اور

امریکہ کے ساتھ یورپی تجارت شروع ہونے سے اوقیانوسی ممالک امیر جبکہ اِٹلی قلاش ہوا؛ جرمن تجارت نیچے رہائن سے شمالی سمندری راستوں تک منتقل ہوتی گئی اور پہاڑوں کے اوپر سے اِٹلی جانے والے راستے ویران ہونے لگے؛ طاقت کی شمالی سمت میں منتقلی نے جرمنی کو اطالوی تجارت اور مذہب کے چنگل سے نکالا اور جرمنی کو اکیلا اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی ہمت اور قوت دی۔

امریکہ کی دریافت نے اِٹلی پر انڈیا جانے کے نئے راستوں سے زیادہ گہرے نقش ثبت کیے۔ آہستہ آہستہ ابیض المتوسط کی اقوام انحطاط پذیر ہوئیں؛ انسانوں اور اشیاء کی نقل و حرکت سے کنارہ کیا؛ اوقیانوسی اقوام سامنے آئیں اور امریکی تجارت و سونے کی چمک دکھائی۔ مندرجہ تاریخ میں ٹرائے پر یونانی فتح سے وسط ایشیاء جانے کا بحیرۂ اسود والا بحری راستہ کھلنے کے بعد یہ تجارتی راستوں میں سب سے بڑا انقلاب تھا۔ اس کی ہمسری صرف بیسویں صدی کے نصف آخر میں فضائی تجارتی راستوں نے ہی کی۔

نشاۃ ثانیہ کی روشنی مدھم پڑنے میں آخری عامل "جوابی اصلاح" تھا۔ اِٹلی کی اپنی سیاسی بد نظمی اور اخلاقی زوال' بیرونی طاقتوں کے ہاتھوں بربادی اور اطاعت' تجارت اوقیانوسی اقوام کے پاس چلے جانے' اصلاح میں آمدنی کم ہو جانے کے بعد کلیسیاء کے مزاج اور انداز عمل میں اب ایک ضرر رساں لیکن فطری تبدیلی کا اضافہ ہوا۔ غیر منضبط شاید غیر آگاہ مہذب آدمیوں نے ایک معاہدہ کیا تھا جس کے تحت کلیسیاء نے لوگوں کے عقیدے میں خلل انداز نہ ہونے کی شرط پر دانشورانہ حلقوں میں کافی حد تک آزادی فکر دی تھی (لوگوں کی نظر میں عقیدہ توانائی بخش شاعری' نظم و ضبط اور زندگی کے سکون کا نام تھا)؛ لیکن اب جرمن اصلاح' انگلش خروج اور ہسپانوی سیادت نے یہ معاہدہ ختم کر دیا۔ جب لوگ خود ہی کلیسیاء کے عقائد اور حاکمیت کو مسترد کرنے لگے اور اِٹلی میں بھی اصلاح کے ماننے والے پیدا ہو گئے تو کیتھولیسزم کی بنیادوں کو خطرہ لاحق ہو گیا' اور کلیسیاء نے خود کو ایک ریاست سمجھتے اور معدومیت کے خوف میں مبتلا کسی ریاست والا ہی رویہ اپناتے ہوئے ایک دہشت زدہ رجعت پرستی کے ردعمل میں بُردباری اور آزاد روی کا مظاہرہ کیا۔ ہسپانوی غلبے نے سیاست کے ساتھ ساتھ مذہب پر بھی اثر ڈالا؛ اس نے نشاۃ ثانیہ کے نرم کیتھولیسزم کو ٹرینٹ مجلس

(63-1545ء) کے بعد کلیسیاء کی کٹر راسخ الاعتقادی میں بدلنے میں حصہ لیا۔ کلیمنٹ VII کی پیروی کرنے والے پوپس نے کلیسیاء اور ریاست کو مذہبی اور ذہنی زندگی کے کڑے کنٹرول میں متحد کرنے کا ہسپانوی نظام اختیار کیا۔

تیرھویں صدی میں جب Albigensian بغاوت نے جنوبی فرانس میں کلیسیاء کو للکارا اور تب کے بعد کلیسیاء کی خدمت اور عیسائی مسلک کے جوش و جذبہ کی تجدید کے لیے نئی مذہبی سلسلوں کی بنیاد رکھی گئی تو ہسپانویوں نے محکمہ احتساب قائم کرنے میں کلیدی کردار ادا کیا تھا۔ بالکل اسی طرح اب سولھویں صدی میں ہسپانوی محکمہ احتساب کی شدت اٹلی میں در آمد ہوئی اور ایک ہسپانوی نے یسوعیوں (Jesuits) کی بنیاد رکھی (1534ء)--- یسوع کی ایک زبردست برادری جس نے نہ صرف غربت' پاکیزگی اور اطاعت کے پرانے خانقاہی عزم کیے' بلکہ دنیا بھر میں آرتھوڈوکس عقیدہ پھیلانے اور عیسائی دنیا میں ہر کہیں مذہبی بغاوت یا تکفیر کے خلاف لڑنے کے لیے باہر نکلے۔ اصلاح کے عہد میں مذہبی بحث کی شدت' Clavinist عدم برداشت' انگلینڈ میں باہمی ایذاء رسانی نے اٹلی میں بھی اسی جیسی راسخ الاعتقادی کو فروغ دیا؛[۳۵] ایراسمس کے شائستہ کیتھولیسزم نے Ignatius Loyola کی مسلح آرتھوڈوکسی کو جگہ دی۔ حریت پسندی یا آزاد خیالی تحفظ اور امن کا تعیش ہے۔

پوپ سکسٹس IV کے دور میں کتابوں پر لاگو کردہ سنسر شپ میں *Index librovum prohibitorum* کے قیام کے ذریعہ توسیع کی گئی (1559ء) اور پھر انڈیکس کا اجتماع ہوا (1571ء)۔۔ پرنٹنگ نے سنسر شپ کو فروغ دیا: پرائیویٹ نقل نگاروں کی نسبت پبلک پرنٹرز پر نظر رکھنا زیادہ آسان تھا۔ عقلی اور سیاسی پناہ گزینوں کے لیے مہمان نواز وینس میں خود ریاست نے مذہبی پھوٹ کو اتحاد اور تنظیم کے لیے خطرہ سمجھتے ہوئے پریس کی ایک سنسر شپ تشکیل دی (1527ء) اور پروٹسٹنٹ اشاعتوں کو دبانے میں کلیسیاء کے ساتھ گٹھ جوڑ کر لیا۔ اِدھر اُدھر اطالویوں نے ان پالیسیوں کی مزاحمت کی: رومن عوام نے پال IV کی موت پر (1559ء) اس کا مجسمہ ٹائبر میں پھینکا اور محکمہ احتساب کے ہیڈکوارٹرز جلا کر راکھ کر دیئے۔[۳۶] لیکن اس قسم کی مزاحمت خال خال' غیر منظم اور غیر موثر تھی۔ تحکم پسندی کا دستور فتح مند ہوا'

اور ایک غمگین ناامیدی اور اطاعت نے اطالوی عوام' جو کبھی بڑے شاداں اور پرجوش تھے' کی روح کو لپیٹ میں لے لیا۔ حتیٰ کہ گہرے رنگ کا ہسپانوی لباس--- کالی ٹوپی' کالی چست صدری' کالے طویل موزے اور کالے جوتے--- سابق رنگا رنگ اِٹلی میں فیشن بن گیا' کہ جیسے لوگ عظمت رفتہ اور مردہ آزادی کا سوگ منا رہے ہوں۔[۵]

عقلی پسپائی کے ہمراہ کچھ اخلاقی ترقی بھی تھی۔ مذہبی طبقے کا طرز عمل بہتر ہوا' کیونکہ اب مقابلہ آراء عقائد نے اپنا خاص مزاج اپنا لیا تھا؛ اور پوپس اور ٹرینٹ مجلس نے کئی کلیسیائی کوتاہیوں کا ازالہ کیا۔ یہ کہنا مشکل ہے کہ آیا عوام کی اخلاقیات میں بھی ایسی ہی تبدیلی آئی یا نہیں؛ بدیہی طور پر پہلے کی طرح 76-1534ء کے اِٹلی میں بھی جنسی بے راہ روی' ناجائز بچوں' تزویج محرمات' فحش ادب' سیاسی بدعنوانی' ڈاکہ زنی اور ظالمانہ جرائم کی مثالیں جمع کرنا آسان ہے۔[۶] Benvenuto چیلینی خود نوشت سوانح عمری میں نشاندہی کرتا ہے کہ حرام کاری' بدکاری' بدمعاشی اور قتل و غارت نے عہد کی آرتھوڈوکسی کو معتدل رکھا۔ فوجداری قانون پہلے جیسا ہی کڑا رہا؛ ملزم کے ساتھ ساتھ بے گناہ گواہوں پر بھی تشدد استعمال ہوا' اور اب بھی قاتلوں کو پھانسی دینے سے قبل ان کا جسم گرم سرخ سلاخوں سے داغا جاتا تھا۔[۷] اہم معاشی ادارے کی حیثیت میں غلامی کی بحالی اسی دور سے متعلق ہے۔ جب پوپ پال III نے 1535ء میں انگلینڈ کے خلاف محاذ جنگ کھولا تو کسی بھی انگلش قیدی کو قانونی طور پر محبوس رکھنے کا فرمان جاری کیا۔[۸] تقریباً 1550ء میں غلاموں اور مجرموں کو تجارتی اور جنگی بحری جہازوں میں چپو چلانے کے کام پر لگانے کا رواج شروع ہوا۔

بایں ہمہ اس دور کے پوپس اپنی ذاتی زندگی میں نسبتاً اعلیٰ اخلاقیات کے حامل تھے۔ پال III ان میں عظیم ترین تھا--- وہی ایلیساندرو فارنیسے جس نے الیگزینڈر VI کے جذبات پر اپنی بہن کے سنہری بالوں کے اثر کے ذریعہ کارڈینلی حاصل کی تھی۔ یہ درست ہے کہ پال دو غیر قانونی بچوں کا باپ بنا[۹] لیکن اس کے عہد شباب میں یہ مقبول عام رواج تھا' اور گوپچارڈینی نے اب بھی اسے "علم سے آراستہ اور بے داغ کردار کا مالک" بیان کیا۔[۱۰] پومپونیس لیٹس نے اسے انسانیت پسندی سکھلائی؛ اس کے خطوط اپنی لاطینی کی کلاسیکی شگفتگی میں اراسمس کے خطوط کا مقابلہ کرتے تھے؛ وہ ایک معروف

ماہر گفتگو تھا' اور ہر وقت قابل اور ممتاز آدمیوں میں گھرا رہتا۔ تاہم' اس کے انتخاب میں قابلیتوں اور فضائل سے زیادہ اس کی عمر اور ناتوانیوں کا عمل دخل تھا: وہ 66 برس کا تھا' اور کارڈینل بجا طور پر جلد ہی اس کی موت اور سودا بازی کر کے مزید منافع بخش جاگیریں لینے کا ایک اور موقع ملنے کی توقع کر سکتے تھے۔ اللہ اس نے انہیں پندرہ برس انتظار کروایا۔

اس کا عہد پاپائیت روم کی تاریخ میں شاداں ترین ادوار میں سے ایک تھا۔ اس کی ہدایت پر لاطینی مانیتی (اس کا *maestro delle strade*) نے گلیوں کو صاف' ہموار اور کشادہ کیا' متعدد نئے عوامی احاطے کھولے' کچے گھروں کی جگہ پر خوبصورت رہائش گاہیں بنوائیں' اور یوں ایک گزرگاہ--- کورسو--- کی حالت اس قدر بہتر بنائی کہ یہ روم کی Champs Elysees بن گئی۔ بطور سفیر پال کی عظیم ترین کامیابی چارلس V اور فرانسس اول کو دس سالہ جنگ بندی پر مائل کرنا تھی (1538ء)۔ اس نے ایک زیادہ عظیم مقصد تقریباً پا ہی لیا تھا--- جرمنی کے پروٹسٹنٹس کے ساتھ کلیسیاء کی مصالحت: لیکن اس کی کوششیں بہت تاخیر سے ہوئیں۔ اس میں ایک عمومی مجلس بلانے کی ہمت تھی--- جس کا کلیمنٹ VII میں فقدان تھا۔ اس کی زیر صدارت اور منظوری سے ٹرینٹ مجلس نے آرتھوڈوکس عقیدے کو نئے سرے سے بیان کیا' متعدد کلیسیائی خرابیوں کی اصلاح کی' مذہبی طبقے میں نظم و ضبط اور ضابطہ اخلاق بحال کیا اور لاطینی اقوام کو رومن کلیسیاء سے بچانے میں یسوعیوں سے شراکت کی۔

پال کی خوفناک غلطی اقرباء پروری تھی۔ اس نے اپنے پوتے اوتاویو کو کیمرینو دیا' اور اس نے اپنے بیٹے پیئر لیوگی کو پیاچن تسا اور پارما سونپا۔ پیئر لیوگی شورش انگیز شہریوں کے ہاتھوں قتل ہوا' اور اوتاویو نے اپنے دادا کے خلاف ایک سازش میں حصہ لیا۔ پال محبت حیات کھو بیٹھا اور دو سال بعد 83 برس کی عمر میں دل کا دورہ پڑنے سے مر گیا (1549ء)۔ اہل روم نے اس کی مرگ کا سوگ منایا: ایک سو سال قبل پائیس II کے بعد کسی اور پوپ کی موت پر ایسی ماتم زاری نہ ہوئی تھی۔

II۔ سائنس اور فلسفہ

دینیات پر اثر انداز نہ ہونے والی سائنسیں اٹلی میں ایسی معتدل ترقی پاتی رہیں جو کسی آرٹ اور ادب سے آراستہ قوم میں اور ضمیر کو مسترد کر چکی دانش کے خلاف ردعمل میں ممکن ہے۔ ویرونا' یوسٹاشیو اور فالوپیو کا تعلق اسی مختصر دور سے ہے جن کے نام جدید اناٹومی کی اصطلاحات میں شامل ہو چکے ہیں۔ نکولو تار تالیا (Tartaglia) نے مکعب مساواتیں حل کرنے کا طریقہ ڈھونڈا؛ اس نے اپنے طریقہ کار سے جیروم کارڈان (جیرونیمو کارڈانو) کو آگاہ کیا' جس نے اسے اپنے نام سے شائع کر دیا (1545ء)۔ تار تالیا نے اسے الجبرائی مقابلہ کرنے کا چیلنج دیا' جس میں انہیں ایک دوسرے کو 31 پرابلمز حل کرنے کے لیے دینا تھے۔ کارڈان نے چیلنج قبول کیا' لیکن تار تالیا کے پیش کردہ پرابلمز تکبر کے ساتھ اپنے ایک شاگرد کو حل کرنے کے لیے دے دیئے۔ شاگرد ناکام رہا' تار تالیا کامیاب ہوا' لیکن کارڈان نے ایک انوکھی اور مسحور کن داستان حیات لکھی جس نے اس کا سر وقت کی جوئے فراموشی میں بلند رکھا۔

اس کا آغاز ایک حیرت انگیز کھرے پن سے ہوتا ہے جو آخر تک جاری رہا:

> مختلف اسقاط حمل کی ادویات' جیسا کہ میں نے سنا ہے' ناکام رہنے کے نتیجہ میں' میں 24 ستمبر 1501ء کو پیدا ہوا..... مشتری (جوپیٹر) غالب تھا اور زہرہ (وینس) زائچہ پر حاوی تھا اس لیے میرے خصیوں کے سوا کوئی اور حصہ بیکار نہ ہوا' چنانچہ میں 21 سے 31 برس کی عمر تک عورتوں کے ساتھ لیٹنے کے قابل نہ تھا؛ اور میں اکثر اپنی قسمت پر سوگوار ہوا' اور تمام دوسرے مردوں کی خوش قسمتی پر رشک کیا۔[12]

یہ تو اس کی ایک بیماری تھی۔ وہ زندگی بھر گلے کے بھاری پن اور زکام' اکثر بدہضمی' اختلاج قلب' ہرنیا' درد قولنج' پیچش' بواسیروں' گٹھیا' خارش' بائیں پستان کے کینسر' طاعون' باری کے بخار اور ہر سال تقریباً آٹھ دن تک کی بے خوابی کا شکار رہا۔ "1536ء میں مجھے بہت زیادہ پیشاب آنے لگا؛ اور اگرچہ میں تقریباً چالیس برس سے اس تکلیف میں مبتلا ہوں' اور ہر روز ساٹھ سے سو اونس تک پیشاب کرتا ہوں' لیکن خاصی

بہتر زندگی گذار رہا ہوں۔" [113]

اس تمام معالجاتی تجربے کے ساتھ وہ ایک کامیاب طبیب بن گیا' نامردی کے علاوہ تقریباً اپنی ہر بیماری کا علاج کیا' اِٹلی میں پسندیدہ ترین طبیب کے طور پر شہرت پائی' اور اسے سکاٹ لینڈ جیسی دور دراز جگہ پر بھی ایک آرچ بشپ کا علاج کرنے کے لیے بلایا گیا جو صحت یاب ہوا۔ اس نے 34 برس کی عمر میں ریاضی کے موضوع پر اور 35 برس کی عمر میں طب کے متعلق مِیلان میں لیکچر دیئے۔ اس نے 1545ء میں ریمونڈ لیولی سے عنوان مستعار لے کر ایک کتاب "*Ars magna*" شائع کی جس میں الجبراء پر کافی بات کی--- اس میں بھی مکعب مساواتیں حل کرنے کے لیے "کارڈان قانون" کے متعلق ہی کہا گیا ہے۔ بدیہا" وہ پہلا شخص تھا جس نے جانا کہ دو درجی (quadratic) مساواتوں کے منفی جذر ہوتے ہیں۔ اس نے تارتالیا کے ساتھ' اور ڈیکارٹ سے بہت پہلے ہی' جیومیٹری پر الجبرے کے اطلاق پر غور کیا۔ [114] اس نے "*De subtilitate rerum*" (1551ء) میں مصوری اور رنگ پر بات کی; "*De rerum Varietate*" (1557ء) میں اپنے عہد کa علم الطبعیات پیش کیا; یہ دونوں کتب لیونارڈو کے غیر مطبوعہ مخطوطات کی کافی مقروض ہیں۔ [115] اس نے علالت' سفروں اور تباہ کن آزمائشوں کے درمیانی وقفوں میں 230 کتب لکھیں جن میں سے 138 شائع ہوئیں۔ اس میں چند ایک کو نذرِ آتش کرنے کا حوصلہ بھی تھا۔

اس نے پاویا اور بولونیا یونیورسٹیوں میں طِب پڑھائی' لیکن اپنی سائنس کو علم الاسرار اور یاوہ گوئی کے ساتھ اِس قدر گڈمڈ کر دیا کہ اپنے ساتھیوں میں احترام کھو بیٹھا۔ اس نے ایک ضخیم کتاب سیاروں اور انسانی چہرے کے درمیان تعلق پر لکھی۔ وہ خوابوں کی تعبیر کرنے میں فرائیڈ جیسا ماہر اور لغو تھا' اور محافظ فرشتوں پر فرا آنجے لیکو کی طرح یقین رکھنے والا۔ اس نے تاریخ میں دس عظیم ترین اذہان کا نام لیا: ارشمیدس' ارسطو' یوکلیڈ' اپولونیئس آف Perga' Tarentum کا Archytas' الخوارزمی' الکندی' جبیر' دونز سکوٹس اور رچرڈ سوائنس ہیڈ--- دونز کے سوا سبھی سائنس دان ہیں۔ کارڈان نے بیسیوں دشمن بنائے' سینکڑوں بہتانوں کو دعوت دی' شادی میں دکھ اٹھایا' اور اپنے بڑے بیٹے کو ایک بے وفا بیوی کو زہر دینے کے جرم میں سزا ملنے سے نہ

بچا سکا۔ 1570ء میں وہ روم چلا گیا۔ وہاں قرضے یا تکفیرِ دین یا دونوں کی وجہ سے گرفتار ہوا؛ لیکن گریگوری XIII نے اسے رہا کر کے وظیفہ دار بنایا۔

اس نے 74 برس کی عمر میں "میری اپنی زندگی کی کتاب" لکھی۔۔۔ اس دور کے اٹلی میں لکھی گئی تین شاندار ترین خودنوشت آپ بیتیوں میں سے ایک۔ اس نے تقریباً ماشینی جیسے بڑبولے پن اور راست گوئی کے ساتھ اپنا تجزیہ کیا۔۔۔ جسم' ذہن' کردار' عادات' پسندیدگیاں اور ناپسندیدگیاں' اچھائیاں اور برائیاں' غلطیاں اور الہامات' علالت' تلون اور خواب۔ اس نے خود کو ہٹ دھرمی' تلخ مزاجی' غیر ملنساری' عاجلانہ فیصلوں' نزاع پسندی' جوئے میں بے ایمانی' کینہ پروری کا موردِ الزام ٹھہرایا' "پیڈوآ یونیورسٹی میں ناظم کی حیثیت سے گذارے ہوئے ایک برس کے دوران اپنی Sardanapalian زندگی کی اوباشیوں" کا ذکر کیا۔ [16] وہ ان چیزوں کی فہرست بتاتا ہے "جن میں' میں اپنے خیال کے مطابق ناکام ہوا"۔۔۔ بالخصوص بیٹوں کی مناسب پرورش و تربیت۔ لیکن اس نے اپنا ذکر کرنے والی 73 کتب کی فہرست بھی دی؛ اپنے متعدد کامیاب علاجوں اور پیشگوئیوں' اور بحث میں اپنے ناقابلِ شکست ہونے کے متعلق بھی بتایا۔ وہ اپنے خلاف چلائے گئے مقدموں اور "میرے غیر آرتھوڈوکس خیالات کی وجہ سے پیش آنے والی" مشکلات پر افسوس کرتا ہے۔ [17] وہ خود سے پوچھتا ہے "کونسا جانور انسان سے زیادہ سازشی' گھٹیا اور دھوکہ باز ہوگا؟" اور کوئی جواب پیش نہیں کرتا۔ لیکن اس نے بہت سی فرحت بخش چیزوں کا بھی ذکر کیا' بشمول تبدیلی' کھانا' شراب' کشتی رانی' موسیقی' بِلّے' بلیاں' ضبطِ نفس اور نیند۔ "انسان کے لیے تمام قابلِ حصول مقاصد میں سے کوئی بھی مقصد معرفتِ صداقت سے زیادہ قابلِ قدر یا فرحت افزاء نہیں لگتا۔" [18] اس کا پسندیدہ ترین کام طِب تھا' جس میں وہ کئی حیرت انگیز کامیابیوں سے ہمکنار ہوا۔

اٹلی کے انحطاط کے اس دور میں صرف طب ہی ایسی سائنس تھی جس نے قابلِ ذکر ترقی کی۔ اس عہد کے عظیم ترین سائنس دانوں نے طلبہ اور اساتذہ کی حیثیت سے اٹلی میں کئی برس گذارے۔۔۔ کوپرنیکس نے 1496ء سے 1506ء تک' ویسالیئس نے 1537ء سے 1546ء تک؛ لیکن ہمیں اٹلی کی مزید عزت افزائی کی خاطر انہیں پولینڈ اور

فلینڈرز سے نہیں چھیننا چاہیے۔ ریالڈو کولومبو پیڈوآ میں ویسالیئس کی جگہ پر اناٹومی کا پروفیسر بنا' "De re anatomica" (1558ء) میں خون کی پلمونری گردش پر غور و خوض کیا' شاید اسے معلوم نہ تھا کہ سرویٹس بارہ برس قبل یہی نظریہ پیش کر چکا تھا۔ کولومبو نے پیڈوآ اور روم میں انسانی نعشوں کی چیرپھاڑ کی' کلیسیاء کو اس پر کوئی اعتراض نہ ہوا ہوگا۔[19] لگتا ہے کہ اس نے زندہ کتوں کو بھی چیرا پھاڑا۔ ویسالیئس کے شاگرد جبرئیلے فالوپیو نے کان کی نیم قوسی نالوں اور Chorda tympani دریافت اور بیان کیا' بیضہ دانیوں سے رحم میں جانے والی نالیوں (فالوپیئن ٹیوبز) کے نام کی نسبت بھی اسی سے ہے۔ بارتولومیو یوسٹاشیو نے کان کی استاخی (یوسٹاشیئن) نامی اور دل کے استاخی والو کو بیان کیا۔ عضلاتِ معدہ' گردوں سے اوپر کے اعضاء اور حلق کی دریافت کا سہرہ بھی اس کے سر ہے۔ کوسٹانزو ویرولی نے پُلِ دماغ---Pons varolii' مغز اعظم اور بڑے دماغ کو جوڑنے والا عضویہ--- کا مطالعہ کیا۔

نشاۃ ثانیہ میں انسانی طویل العمری پر طب کے اثرات کے متعلق ہمارے پاس کوئی اعداد و شمار موجود نہیں۔ موت کے وقت ویرولی 32' فالوپیو 40' کولومبو 43' یوسٹاشیو 50 برس کا تھا؛ دوسری طرف مائیکل اینجلو 89' ٹیشین 99' لیوگی کورنار تقریباً 100 سال زندہ رہا۔ 1467ء میں یا اس سے پہلے وینس میں جنم لینے والا لیوگی اپنی اِمارت کی وجہ سے خوراک' شراب اور محبت کی ہر تعیش سے لطف اندوز ہو سکتا تھا۔ اِن "زیادتیوں کے باعث میں مختلف عوارض کا شکار ہوا' مثلاً معدے میں دردیں' پہلو میں کبھی کبھی درد' گٹھیا کی علامات..... تقریباً مسلسل رہنے والا ہلکا سا بخار..... اور ایک نہ بجھنے والی پیاس۔ اس خراب حالت نے میرے اندر کو موت کے سوا سب امیدوں سے خالی کر دیا۔" جب وہ چالیس برس کا تھا تو طبیبوں نے تمام علاج معالجہ چھوڑ کر اسے بتایا کہ اس کی صحت یابی کی واحد اُمید "معتدل اور منظم زندگی میں مضمر ہے..... میرے لیے تمام ٹھوس یا مائع غذائیں کھانا منع ہو گیا' صرف اپاہجوں کے لیے تجویز کی جانے والی غذائیں کھانے کی اجازت تھی؛ اور ان کی بھی بہت تھوڑی مقدار۔" اسے گوشت کھانے اور وائن پینے کی اجازت تھی' لیکن اعتدال کے ساتھ؛ اور جلد ہی اس کی روزانہ خوراک کم ہو کر 12 اونس کھانا اور 14 اونس وائن ہو گئی۔ وہ ہمیں بتاتا ہے کہ ایک سال کے

اندر اندر "میں نے اپنی تمام شکایات مکمل طور پر دور ہوتے محسوس کیں..... میں کافی صحت مند ہو گیا' اور تب سے ایسا ہی ہوں۔" --- یعنی 83 برس کی عمر میں۔ اس نے جانا کہ جسمانی عادات کا نظم اور اعتدال انہی ذہنی خصوصیات' ذہن کی صحت اور کردار کی وجہ ہے؛ اس کا "دماغ متواتر واضح حالت میں رہتا..... افسردگی' نفرت اور دیگر جذبات" نے دامن چھوڑ دیا؛ حتیٰ کہ اس کی حس جمالیات تیز ہو گئی اور تمام پیاری چیزیں اب اسے اور بھی خوشنما لگنے لگیں۔

اس نے پیڈوآ میں پرسکون اور آرام دہ بڑھاپا گزارا' عوامی اُمور میں حصہ لگایا اور 83 برس کی عمر میں اپنی سوانح "Discorsi della Vita Sobria" لکھی۔ ٹنٹوریٹو نے ہمارے لیے اس کی ایک تصویر بنائی: گنجا سر مگر گلگوں چہرہ' واضح اور چیرتی ہوئی نگاہیں' نرم دلی سے بھرپور جھریاں' سالوں کی وجہ سے گھنی ہو چکی سفید داڑھی' موت سے قریب ہونے کے باوجود ہاتھ ایک ارسٹوکریٹک (ارستقراطی) نوجوان کو منکشف کرتے ہوئے ہاتھ۔ اسی برس کی عمر میں اس کی زندہ دلی ہماری حوصلہ افزائی کرتی ہے:

> انہیں آ کر دیکھنے اور میری اچھی صحت پر حیران ہونے دو' کہ میں کیسے کسی مدد کے بغیر گھوڑے پر سوار ہوتا ہوں' کیسے بھاگ کر سیڑھیوں اور پہاڑ پہ چڑھتا ہوں' کتنا خوشگوار' پرلطف اور مطمئن و مسرور ہوں' اور پریشانی اور ناگوار خیالات سے کیسا آزاد ہوں۔ اطمینان اور خوشی کبھی میرا ساتھ نہیں چھوڑتے..... میری تمام حِسیات (خدا کا شکر ہے) بہترین حالت میں ہیں' بشمول حس ذائقہ؛ کیونکہ میں معتدل مقدار میں سادہ غذا سے زیادہ مزہ اٹھاتا ہوں' بہ نسبت پُرتکلف کھانوں کے جو میں بدنظمی کے سالوں میں کھایا کرتا تھا..... گھر آنے پر میرے سامنے ایک یا دو نہیں بلکہ گیارہ پوتے پوتیاں ہوتے ہیں..... میں انہیں مختلف سازوں پر گاتے اور بجاتے دیکھ کر خوش ہوتا ہوں۔ میں خود بھی گاتا ہوں' اور اپنی آواز کو پہلے سے کہیں بہتر' صاف اور بلند پاتا ہوں..... چنانچہ میری زندگی مردہ نہیں' جاندار ہے؛ میں اپنے بڑھاپے کا تبادلہ جذبات کی خادم جوانی سے بھی نہیں

کروں گا۔ ۲۱؎

اس نے 68 برس کی عمر میں "بھرپور صحت اور طاقت" کے ساتھ دوسرا خطبہ لکھا جس میں زندگی کی راہ میں ملنے والے متعدد دوستوں سے گفتگو کی مسرت کا اظہار کیا۔ تیسرا مضمون 81 برس کی عمر میں لکھا اور بتایا کہ کیسے "میں اپنے ہاتھ سے روزانہ آٹھ گھنٹے متواتر لکھتا ہوں' اور..... اس کے علاوہ کئی کئی گھنٹے پیدل چلتا اور گاتا ہوں..... کیونکہ میز سے اٹھنے پر میں محسوس کرتا ہوں کہ مجھے گانا چاہیے.....اوہ' میری آواز کتنی سُریلی اور خوبصورت ہو گئی ہے!" 82 برس کی عمر میں اس نے ایک "خوبصورت ترغیبی تقریر میں..... تمام نوع انسان کو منظم اور معتدل زندگی" گذارنے کو کہا۔ ۲۲؎ اس نے ایک سو سال عمر حاصل کرنے کی امید لگائی' اور اپنی حسیات' احساسات اور جاندار جذبات کے درجہ بدرجہ ضعف کے ذریعہ آسان موت کی خواہش کی۔ وہ 1566ء میں پر سکون موت مرا: کچھ کے خیال میں اس کی عمر 99 اور کچھ دیگر کے مطابق 103 یا 104 برس تھی۔ ہمیں بتایا گیا کہ بیوی اس کے نسخوں پر عمل کرتی رہی' تقریباً 100 سالہ عمر تک پہنچی اور "جسم کی کامل راحت اور روح کی محافظت کے ساتھ" مری۔ ۲۳؎

ہمیں اس قدر مختصر زمان و مکاں میں کوئی بڑا فلسفی ملنے کی امید نہیں رکھنی چاہیے۔ اطالوی پروٹسٹنٹ ایاکوپو اکونزیو نے ایک رسالے "*De methodo*" (1558ء) میں ڈیکارٹ کی راہ کا کچھ حصہ تیار کیا: اور "*De Stratagematibus Satanae*" (1565ء) میں صاف صاف تجویز دی کہ تمام عیسائیت کو عیسائیوں کے چند ایک عقائد تک گھٹا دینا چاہیے' اور اس میں تثلیث کا تصور موجود نہ ہو۔ ۲۴؎ ماریو نفسولی نے فرانسس بیکن کے لیے راہ ہموار کرتے ہوئے فلسفہ میں ارسطو کے مسلسل اقتدار پر احتجاج کیا' استخراجی استدلال کے خلاف براہ راست مشاہدے کی اپیل کی اور منطق کو غلط کو صحیح ثابت کرنے والا فن کہہ کر مسترد کر دیا۔ ۲۵؎ کوسین تسا (Cosenza) کے برنارڈینو ٹیلیسیو نے "*De rerum natura*" (1565-86ء) میں فطولی اور پیئر ے لا رامی کے ساتھ

مل کر ارسطو کی حاکمیت کے خلاف بڑھتی ہوئی بغاوت میں شرکت کی' اور تجربی علوم کے لیے صدا اٹھائی: فطرت کی وضاحت اس کے اپنے حوالوں اور ہماری حِسیات کے تجربہ سے ہونی چاہیے۔ ٹیلیسیو نے کہا کہ ہم مادے پر دو قوتوں کو اثر انداز ہوتے دیکھتے ہیں: آسمان سے آنے والی حرارت' زمین سے ابھرنے والی ٹھنڈ: حرارت وسعت اور حرکت جبکہ ٹھنڈ انقباض و جمود پیدا کرتی ہے: ان دو عوامل کی جدلیات میں ہی تمام طبعی مظاہر کا داخلی جوہر مُضمر ہے۔ یہ مظاہر فطری وجوہ اور خلقی قوانین کی مطابقت میں' کسی دیوتا کی مداخلت کے بغیر آگے بڑھتے ہیں۔ تاہم' فطرت جامد نہیں: انسان کے ساتھ ساتھ ہر چیز میں ایک روح موجود ہے۔ توماسو کامپانیلا' جورڈانو برونو اور فرانسس بیکن' سبھی نے ان تصورات سے کچھ نہ کچھ لیا۔ کلیسیاء میں کچھ حریت پسندی لازماً باقی ہوگی جو ٹیلیسیو طبعی موت مرسکا (1588ء)۔ بارہ برس بعد محکمہ احتساب نے بُرونو کو آگ میں ڈالا۔

III۔ ادب

اطالوی دانشوری کا عظیم عہد ختم ہوگیا تھا: جب جولیئس سیزر سکیلا یجر نے 1526ء میں ویرونا سے ایجن (Agen) کو ہجرت کی تو مشعل فرانس نے تھام لی۔ کتب کی تجارت پر جنگ کے اثر پر غور کریں: پندرھویں صدی کے آخری عشرے میں فلورنس نے 179 کتب شائع کیں' میلان نے 228' روم نے 460' وینس نے 1491: سولہویں صدی کے پہلے عشرے میں فلورنس نے 47' میلان نے 99' روم نے 41' جبکہ وینس نے 536 کتب شائع کی تھیں۔ [۲۶] کلاسیکی تحقیق کے لیے قائم کردہ اکیڈمیاں--- فلورنس کی افلاطونی اکیڈمی' روم کی اکیڈمی آف پومپونیئس لیٹس' وینس کی "نئی اکیڈمی"' نیپلز کی پونٹانس کی اکیڈمی--- اس دور میں ختم ہوگئیں: علم الکلام زدہ ارسطو کے سوا پاگان فلسفہ کے مطالعہ پر ابرو کشیدہ ہونے لگے: اور لاطینی کی جگہ اطالوی ادبی زبان بن گئی۔ نئی اکیڈمیاں ظہور پذیر ہوئیں' زیادہ تر ادبی اور لسانی تنقید کے حوالے سے۔ چنانچہ فلورنس میں Dell Crusca اکیڈمی (1572ء) اور Umidi اکیڈمی تھی: وینس میں Pellegrini' پیڈوآ میں Eretei بنی: اور ہر نئی سوسائٹی مزید بیوقوفانہ نام اپناتی گئی۔ ان اکیڈمیوں نے قابلیت کو بڑھاوا دیا اور جینیئس کو دبایا: شعراء تخلیص پسندوں (Purists)

کے قائم کردہ ضوابط پر چلنے کی جدوجہد میں لگے رہے اور روحانی فیض رفو چکر ہو گیا۔ مائیکل اینجلو کسی بھی ادبی اکیڈمی سے تعلق نہیں رکھتا' اور اگرچہ باقیوں کی طرح وہ بھی بوسیدہ خود بینی میں شاعری کرتا رہا اور اپنی آگ کو ٹھنڈے پیترارکی سانچوں میں ڈھالنا چاہا لیکن اس کے نغمات (ہیئت میں ان گھڑ مگر احساس و خیال میں پُرجوش) عہد کی بہترین اطالوی شاعری ہیں۔ لیوگی الامانی فلورنس سے فرانس بھاگ گیا اور زراعت کے موضوع پر ایک نظم لکھی--- "*La Coltivazione*" --- جو کھیتی باڑی کو شاعری میں ملانے کے حوالے سے ورجل کی "*Georgics*" سے کمتر تھی۔ (الامانی بھی اِٹلی میں نثری نظم--- *Virsi Sciolti* --- کے اولین لکھاریوں میں ترِی سینو اور جووانی روچیلائی کا شریک اعزاز ہے)۔ برنارڈو تاسو نے زندگی کی بدقسمتیوں' اپنے مشہور بیٹے تورکواتو کے نشیب و فراز میں مشق کی؛ اس کے گیت عہد کی منتخب مہارتوں میں شامل ہیں؛ اس کی رزمیہ "*Amadigi*" نے جنگجوئی محبت کو بڑی سنجیدگی سے شعر میں ڈھالا۔ اس میں آری اوستو جیسی جوگوئی نہ پانے والے اطالوی عوام نے اسے خاموشی سے دفن کیا۔

novella یا افسانہ تب سے ہی مقبول رہا تھا جب "دی ڈی کیمیرون" نے اسے ایک کلاسیکی ڈھنگ دیا تھا۔ سادہ زبان میں لکھا گیا اور عموماً اطالوی زندگی کے ڈرامائی واقعات یا مخفی مناظر بیان کرنے والے *novelle* کو سبھی طبقات میں پذیرائی ملی۔ عموماً یہ مشتاق سامعین کو بہ آواز بلند پڑھ کر سنائے جاتے' اس لیے سارا اِٹلی ان کا سامع تھا۔ آج ہم نشاۃ ثانیہ کی عورت کی وسیع قوت برداشت پر حیران ہو سکتے ہیں جو شرم سے منہ چھپائے بغیر یہ کہانیاں سنتی۔ محبت' ورغلاہٹ' تشدد' مہم جوئی' مزاح' جذبات' مناظر کے بیانات کہانیوں کا مواد مہیا کرتے' اور کردار ہر طبقے سے لیے جاتے۔

تقریباً ہر شہر میں ایک ماہر افسانہ نگار ضرور موجود تھا۔ سالرنو میں توماسوڈی گوارڈائی (المشہور ماسوشیو) نے 1476ء میں اپنی "*Novellino*" شائع کی--- پچاس کہانیاں جن میں بادشاہوں کی فیاضی' عورتوں کی غیر پرہیزگاری' راہبوں کی برائیوں اور نوع انسانی کی منافقت کی تصویر کشی کی گئی۔ یہ بوکاشیو کے ناولٹوں سے کم عمدہ ہونے کے باوجود اکثر جگہوں پر ایمانداری' قوت اور فصاحت میں ان پر سبقت لے گئیں۔ سینا

میں نوویلا نے ہلکی سی شہوانی خاصیت اختیار کی' اپنے صفحات کو بے لگام محبت کی کہانیوں سے بھرا۔ فلورنس میں چار مشہور *novellieri* (ناول نگار) تھے جن کی بیہودہ گوئی اور فحاشی نے انہیں تقریباً ہمہ گیر طور پر مقبول بنا دیا۔ آگنولو Firenzuola نے اپنی متعدد کہانیاں مذہبی طبقے کا مضحکہ اڑانے کے لیے وقف کیں؛ اس نے ایک آوارہ منش خانقاہ کی کارروائیاں بیان کیں' پاکیزہ عورتوں کو خانقاہیں چھوڑنے پر مائل کرنے کے لیے اقبالیوں کے حربوں پر روشنی ڈالی؛ اور خود بھی Vallombrasan سلسلے کا راہب بن گیا۔ انٹون فرانسکو گراتسینی (اٹلی میں اِل لاسکا لیعنی کوزُپشت کے نام سے مشہور) نے مزاحیہ کہانیوں میں کمال پایا' لیکن وہ خود جنس اور خون میں بھی لت پت ہو سکتا تھا' کیونکہ اس نے اپنی بیوی کو بیٹے کے ساتھ زنا کرتے دیکھ کر ان کے سر اور پاؤں کاٹے' آنکھیں اور زبانیں قطع کیں اور انہیں محبت کی سیج پر ہی خون کے تالاب میں چھوڑ دیا۔ انٹون فرانسکو ڈونی نامی سروائٹ راہب اور پادری کو بدیہی طور پر لواطت کی بناء پر "بشارت مسیح خانقاہ" سے نکال دیا گیا (1540ء)؛ بیاچن تسا میں اس نے پریاپس کے ماننے والے بدکرداروں کی صحبت اختیار کرلی؛ وینس میں آرے تینو کا پکا دشمن بنا اور اس کے خلاف ایک پمفلٹ لکھا' "فلورنس کے ڈونی کا زلزلہ' ہمارے عہد کے عظیم غدار اور حیوان خصلت دجال کی تباہی"؛ دریں اثناء افسانے مرتب کیے جو تیکھے طنز اور انداز کے لیے قابل ذکر ہیں۔

بہترین افسانہ نگار ماتیو بانڈیلو تھا' جس کی زندگی آدھے براعظم اور بیشتر صدی (1480ء تا 1562ء) پر محیط تھی۔ وہ تورتونا کے نزدیک پیدا ہوا' جلد ہی ڈومینیکی سلسلے میں داخل ہوا جس کا قائد اس کا چچا تھا۔ وہ میلان کے سانتا ماریا ڈیلے گریزی کی خانقاہ میں پلا بڑھا؛ جب لیونارڈو نے طعام گاہ میں "آخری ضیافت" پینٹ کی اور جب بیٹرائس ڈی آستے ملحقہ کلیساء میں دفن ہوئی تو وہ غالباً وہیں ہوگا۔ وہ چھ سال تک میتوآ کے حکمران خاندان میں معلم کی حیثیت سے رہا' لوکریزیا گونزاگا کے ساتھ دکھاوے کی محبت جاری رکھی اور اِزابیلا کو اس کے تمام فنون کے ساتھ پیش پا بڑھاپے کے خلاف لڑتے دیکھا۔ میلان واپس آکر وہ اٹلی میں ہسپانوی جرمن قوتوں کے خلاف فرانسیسیوں کا سرگرم حمایتی بن گیا؛ پاویا میں فرانسیسیوں کی تباہی کے بعد اس کا گھر جلایا اور کتب خانہ

تقریباً مکمل طور پر نیست کر دیا گیا جس میں ایک لاطینی لغت بھی شامل تھی (جو اس نے تقریباً مکمل کر لی تھی)۔ وہ بھاگ کر فرانس گیا' ڈومینیکوں کے جنرل سیزر فریگوسو کی خاصی خدمت کی اور ایجن کا بشپ بنا (1550ء)۔ فرصت کے لمحات میں اس نے 214 افسانے اکٹھے کیے جو پچھلے کئی برس کے دوران لکھے تھے' انہیں کامل ادبی صورت دی' ان کی ہلکی سی ناشائستگی کو اُسقفی مغفرت کی آڑ میں چھپایا اور لوقا کے مقام پر تین جلدوں میں شائع کروایا (1554ء)' چوتھی جلد لیون میں چھپی (1573ء)۔

دیگر افسانہ نگاروں کی طرح بانڈیلو کے ہاں بھی پلاٹ زیادہ تر محبت یا تشدد یا راہبوں' سادھوؤں اور پادریوں کی اخلاقیات کی طرف موڑ مڑتے ہیں۔ ایک پیاری معشوقہ اپنے عاشق سے بیوفائی کی انتقام لینے کے لیے اسے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتی ہے; ایک شوہر اپنی بدکار بیوی کو مجبور کرتا ہے کہ وہ عاشق کو اپنے ہاتھوں سے پھانسی دے; ایک خانقاہ میں بے راہ روی کو خوش مذاقی کے ساتھ بیان کیا گیا۔ بانڈیلو کی کچھ ایک کہانیوں نے پُرجوش ڈراموں کے لیے مواد مہیا کیا' مثلاً وَبسٹر نے "مالفی کی ڈچس" کا پلاٹ اسی کی ایک کہانی سے مستعار لیا۔ بانڈیلو بڑے جذبات اور مہارت کے ساتھ رومیو مونٹیکیو اور گولیاٹا کاپیلیٹی کی محبت بتاتا اور ان کا جذبہ شوق واضح طور پر بیان کرتا ہے:

> دوشیزہ کے متعلق کچھ پوچھنے کی ہمت نہ کر سکنے والے رومیو نے اپنی نظروں کو اس کے حسین دیدار سے لطف اندوز کرنے اور اس کی حرکات و سکنات کو بغور دیکھنے میں منہمک کر لیا' عشق کا میٹھا زہر پیا' اس کے ہر حصے اور ادا کو داد دی۔ جب رقص شروع ہوا تو وہ ایسی جگہ پر بیٹھا جہاں سب اس کے سامنے سے گذرتے تھے۔ گولیاٹا (دوشیزہ کو یہی نام دیا گیا) گھر کے مالک اور ضیافت کے میزبان کی بیٹی تھی۔ وہ بھی رومیو کو نہیں جانتی تھی' لیکن دیکھتے ہی جان گئی کہ وہ قابل رسائی نوجوانوں میں سب سے زیادہ خوبصورت اور خوش مزاج ہے۔ وہ اسے دیکھ کر بہت خوش ہوئی اور کچھ دیر تک اس کا نظارہ کرتی رہی۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ خوشی اس کے دل میں سے پھوٹ کر کیسے ساری ہستی پر چھا گئی وہ رومیو کے ساتھ رقص

میں شریک ہونے کا موقعہ ڈھونڈنے لگی تاکہ اسے بہتر طور پر دیکھ اور سن سکے' اسے لگا کہ رومیو کی باتوں سے بھی اتنی ہی خوشی ملے گی جتنی اسے دیکھنے سے ملتی ہے۔ لیکن وہ تن تنہا بیٹھ گیا اور رقص کرنے کی کوئی خواہش ظاہر نہ کی۔ اس کا تمام مشاہدہ دلربا دوشیزہ کو ترچھی نگاہوں سے دیکھنا تھا' اور گویلیا ٹا کے ذہن میں اسے دیکھنے کے سوا کوئی اور خیال نہ تھا۔ چنانچہ انہوں نے ایک دوسرے کو اس طرح دیکھا کہ تھوڑی دیر بعد ان کی آنکھیں چار ہو جاتیں اور نگاہوں کی چمکدار شعاعیں آپس میں ٹکرائیں۔ انہیں ہلکا سا احساس ہوا کہ وہ ایک دوسرے کو محبت سے دیکھ رہے ہیں۔ جب بھی ان کی نگاہیں چار ہوتیں تو وہ فضاء کو پُر محبت آہوں سے بھر دیتے؛ اور لگا کہ وہ ایک دوسرے کو اپنے نومولود شعلے کے متعلق بتا کر دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ ۲۷ھ

بانڈیلو کے ہاں کہانی کا نقطۂ عروج شیکسپیئر کی کہانیوں سے بھی زیادہ لطیف ہے۔ شیکسپیئر کا رومیو جولیٹ کو مردہ سمجھ کر زہر پی لیتا ہے۔ لیکن بانڈیلو کا رومیو زہر پیتا ہی ہے کہ جولیٹ بیدار ہو جاتی ہے' رومیو اسے واپس حاصل کرنے کی خوشی میں زہر کو بھول جاتا ہے' اور دونوں پیار کرنے والے چند لمحات محبت کی سرمستی میں گذارتے ہیں۔ جب زہر اپنا اثر دکھاتا اور رومیو مرتا ہے تو جولیٹ اس کی تلوار اپنے سینے میں اتار لیتی ہے۔ (شیکسپیئر نے یہ کہانی آرتھر بروک کی "رومیس اور جولیٹ کی المناک تاریخ" (1562ء) سے لی: بروک نے اِسے باسوشیو یا بانڈیلو سے لیا۔ شیکسپیئر ولیم پینٹر کی کتاب "مسرت کا محل" (1566ء) میں بھی بانڈیلو سے لی ہوئی اس کہانی کے متعلق جانتا تھا۔ ۲۸ھ)

IV۔ فلورنس میں شام کے سائے: 74-1534ء

کسی پر شباب ریاست کی بجائے انحطاط زدہ ریاست پر حکومت کرنا زیادہ آسان ہوتا ہے: گھٹتی ہوئی قوت حیات غلامی کا استقبال کرتی ہے۔ دوبارہ میڈیچی کے ہاتھوں

پٹنے والے فلورنس نے (1530ء) تھک ہار کر کلیمنٹ VII کا تسلط تسلیم کر لیا: جب ظالم فرمانروا الیلساندرو ڈی میڈیچی اپنے دور کے رشتہ دار لورینتسو کے ہاتھوں قتل ہوا (1537ء) تو فلورنس نے خوشی منائی: اور موقع سے فائدہ اٹھا کر جمہوریہ دوبارہ قائم کرنے کی بجائے کوسیمو ثانی کو اس امید میں قبول کر لیا کہ وہ کوسیمو اول جیسی ہی دانش اور ریاست کاری کا مظاہرہ کرے گا۔ جدامجد کوسیمو کی اصل اولاد اب قانونی طور پر نابود ہو چکی تھی: چھوٹا کوسیمو اس کے نام نہاد بڑے بھائی لورینتسو (1440ء-1395ء) کی اولاد میں سے تھا۔ گوپحارڈینی نے نئے اٹھارہ سالہ حکمران کو جوڑ توڑ کر کے تخت پر بٹھایا تاکہ خود تخت کے پیچھے بیٹھ کر ڈوری ہلا سکے: لیکن وہ بھول گیا کہ نوعمر میڈیچی جووانی ڈیلے بانڈے نیرے کا بیٹا اور کیٹرینا سفورتسا کا پوتا ہونے کے ناطے اپنے خون میں دو پشتوں کی سنگدلی کا حامل تھا۔ کوسیمو نے لگامیں اپنے ہاتھ میں پکڑیں اور انہیں 27 برس تک مضبوطی سے تھامے رکھا۔

اس کا کردار اور حکومت نیک و بد کا ملغوبہ تھی۔ وہ نہایت کرخت اور ظالم تھا۔ اس نے سابق میڈیچی کی طرح جمہوریائی خدوخال برقرار رکھنے کی تکلیف گوارا نہ کی۔ اس نے جاسوسی کا ایک نظام ترتیب دیا جو ہر خاندان میں داخل ہو گیا' اور حلقوں کے پادریوں کو بطور جاسوس استعمال کیا۔ ۵۲ اس نے صالح مذہبی عقیدے کی ہم آہنگی نافذ کی' اور محکمہ احتساب کے ساتھ تعاون کیا۔ وہ دولت و طاقت کا حریص تھا' اناج پر ریاستی اجارہ داری کا بے جا استعمال کیا' اپنے محکومین پر بھاری ٹیکس لگائے' سینا کی نیم جمہوریہ کا تختہ الٹ کر اس شہر کو بھی اریتسو اور پیسا کی طرح اپنی قلمرو کا حصہ بنایا اور پوپ پائیس V کو مجبور کر کے ٹسکنی کے گرینڈ ڈیوک کا خطاب لیا (1569ء)۔

حکومت کی مطلق العنانیت کی جزوی تلافی کے لیے اس نے مستعد انتظامیہ' ایک قابل اعتبار فوج اور پولیس' ایک اہل اور بدعنوانی سے پاک عدلیہ منظم کی۔ اس نے سادہ زندگی گذاری' مہنگی تقریبات اور ظاہرداری سے گریز کیا' سرمائے کے نظم و نسق میں سختی برتی اور اپنے بیٹے اور وارث کے لیے بھرپور خزانہ چھوڑ کر گیا۔ اب سڑکوں اور شاہراہوں پر قائم شدہ نظم و ضبط اور امن و امان نے صنعت و تجارت کو بحال کیا جو مکرر انقلابات میں شدید متاثر ہوئی تھی کوسیمو نئے مصنوعات گروں کو لایا' مثلاً مرجان

(Coral) اور شیشے کے کاریگر: اس نے صنعتی ترقی کو مہمیز دینے کی غرض سے پرتگیزی یہودیوں کو دعوت اور تحفظ دیا: اس نے Leghorn کو مصروف بندرگاہ کے طور پر وسعت دی۔ ماریما کے علاقہ اور قریبی سینا کو ملیریا سے پاک کرنے کی کوشش میں دلدلیں صاف کروائیں۔ اس کی باضمیر مطلق العنانیت کے دور میں فلورنس کی طرح سینا بھی پہلے سے کہیں زیادہ خوشحال ہو گیا۔ اس نے محصولات کا ایک حصہ اسراف پسندی کے بغیر اور بلا امتیاز طور پر ادب و فن کی سرپرستی کے لیے استعمال کیا۔ اکیڈمیا ڈیگلی Umidi کی حیثیت بلند کر کے اسے اکیڈمیا فیورینٹینا بنایا' اور اسے موزوں ٹسکنی روزمرہ کے لیے قواعد متعین کرنے کا کام سونپا۔ اس نے وازاری اور چیلینی کو دوست بنایا' مائیکل اینجلو کو فلورنس واپس لانے کی سخت کوشش کی' اور اس کی غائبانہ صدارت میں ایک "اکیڈمی آف ڈیزائن" قائم کی۔ اس نے پیسا میں علم نباتات کا ایک مدرسہ بنایا (1544ء) جو اپنی عمر اور کمال میں صرف پیڈوآ کے مدرسہ سے کمتر تھا۔ بلاشبہ کوسیمو نے کہا تھا کہ اگر اس نے تھوڑی بہت شرانگیزی اور آہنی ہاتھ کے ساتھ آغاز نہ کیا ہوتا تو اتنا کچھ بھی حاصل نہ کر پاتا۔

یہ آہنی ڈیوک 45 برس کی عمر میں ہی اقتدار کی پریشانیوں اور خاندانی المناکیوں کے باعث تھک چکا تھا۔ 1562ء میں چند ماہ کے اندر اندر اس کی بیوی اور دو بیٹے ملیریائی بخار سے مر گئے۔ وہ ماریما دلدلیں صاف کرنے کی کوششوں کے دوران ملیریا کا شکار ہوئے تھے۔ ایک سال بعد بیٹی رخصت ہوئی۔ 1564ء میں اس نے اپنی حقیقی حکومت اپنے بیٹے فرانسکو کے حوالے کر دی۔ اس نے عشق بازی میں تسکین ڈھونڈنا چاہی لیکن رنڈی بازی میں ازدواجی زندگی سے بھی زیادہ بوریت پائی۔ وہ 55 برس کی عمر میں فوت ہوا (1574ء)۔

اگرچہ فلورنس نے اب لیونارڈو یا مائیکل اینجلو پیدا کرنا بند کر دیئے تھے' اور اس دور میں مہذب اور ہمہ گیر ریشین' آتش فشاں ٹنٹوریٹو یا مسرت افروز ویرونیسے کے مقابلے کا کوئی آرٹسٹ وہاں موجود نہ تھا' مگر اس شہر نے اپنے کوسیمو ثانی کی حکومت میں ایک ایسی جاندار بحالی کا تجربہ کیا کہ جس کی توقع مایوس کن بغاوت اور ناکامیاب جنگ کی فضاء میں پلنے والی نسل سے کی جا سکتی تھی۔ پھر بھی چیلینی کی رائے میں کوسیمو کی جانب

سے کام پر لگائے گئے آرٹسٹ "ایک ایسی ٹولی تھے جس کی مثال موجودہ دنیا میں نہیں ملتی" ---- یہ وینسی آرٹ کی کم قدری کرنے کے لیے مخصوص فلورنسی بیان ہے۔ چیلینی نے ڈیوک کو فیاضی سے زیادہ ذوق کا حامل سرپرست خیال کیا' لیکن شاید اس قابل حاکم نے معاشی تعمیرنو اور سیاسی نظم کو اپنے دربار کی تزئین و آرائش سے زیادہ اہم جانا۔ وازاری نے کوسیمو کو یوں بیان کیا: "تمام آرٹسٹوں' اور درحقیقت تمام باصلاحیت انسانوں سے محبت و عقیدت رکھنے والا۔" کوسیمو نے ہی Chiusi' اریتسو اور ہر کہیں کھدائی کے کاموں کے لیے رقم مہیا کی; اس کھدائی سے ایک شاندار Etruscan ثقافت منکشف ہوئی' اور مشہور ایٹروسکی کانسی کے مجسمے مٹی سے باہر نکلے--- "The Chimera" "مقرر" اور "منروا"۔ وہ 1494ء اور 1527ء میں میڈیچی محل سے لوٹے گئے آرٹ کے زیادہ سے زیادہ خزانے خرید کر واپس لایا' ان میں اپنی نوادرات کا اضافہ کیا اور ان سب فن پاروں کو محل کے قلعے میں رکھا۔ یہ قلعہ لُوکا پٹی نے سو سال قبل بنانا شروع کیا تھا۔ کوسیمو نے اس مہیب عمارت کو بارتولومیو امانتی سے بڑا کروا کر اپنی سرکاری رہائش گاہ بنایا (1553ء)۔

امانتی اور وازاری اس عہد کے فلورنس میں سرکردہ معمار تھے۔ امانتی نے ہی کوسیمو کے لیے پٹی محل کے پیچھے مشہور بوبولی باغات بنائے اور دریائے آرنو پر خوبصورت سانتا ٹرینیٹا پُل باندھا (70--1567ء) جو دوسری عالمی جنگ میں تباہ ہوگیا۔ وہ ایک باصلاحیت مصور اور سنگتراش بھی تھا; اس نے چیلینی اور جووانی دابولونیا سے سنگتراشی کے مقابلے جیتے اور بارجیلو محل کے لیے وجہ آرائش "*Juno*" مجسمہ تراشا۔ اس نے اپنے بڑھاپے میں بہت سے پاگان پیکر بنانے پر معافی مانگی۔ پاگان نشاۃ ثانیہ اب اپنا سفر مکمل کر چکی تھی (1560ء) اور عیسائیت اطالوی ذہن پر دوبارہ تسلط حاصل کرنے لگی تھی۔

کوسیمو نے باشیو بانڈی نیلی کو اپنا من پسند سنگتراش بنا کر چیلینی کو خوفزدہ کر دیا۔ چیلینی کے منہ سے بانڈی نیلی کی بدخوئیاں سننا کوسیمو کی تفریحات میں سے ایک تھا۔ باشیو اپنے آپ میں مقبول تھا; اس نے مائیکل اینجلو پر سبقت حاصل کرنے کو اپنے زندگی کا مقصد قرار دیا' اور دوسرے آرٹسٹوں پر اتنی شدید نکتہ چینی کرتا تھا کہ سب سے نرم

مزاج آندریا سانسو وینو نے اسے قتل کرنے کی کوشش کی۔ تقریباً سبھی اس سے نفرت کرتے تھے' لیکن فلورنس اور روم میں اس کے متعدد کام بتاتے ہیں کہ اس کی صلاحیت کردار کی نسبت بہتر تھی۔ جب لیو X نے فرانسس اول کو بطور تحفہ دینے کے لیے بلویدیرے کے "Laocoon" گروپ کی نقل تیار کروانا چاہی تو کارڈینل بیبانا نے بانڈی نیلی کو اس کام کا ذمہ اٹھانے کو کہا: باشیو نے اصل سے بہتر نقل بنانے کا وعدہ کیا۔ وہ تقریباً کامیاب ہی ہوگیا۔ کلیمنٹ VII نتیجے سے اس قدر خوش ہوا کہ مصدقہ اصل فرانس کو بھجوادی اور نقل کو فلورنس میں میڈیچی محل کے لیے رکھ لیا' جہاں سے یہ Uffizi گیلری میں گئی۔ کلیمنٹ اور ایلیساندرو ڈی میڈیچی نے ایک دیو قامت گروپ "ہرکولیس اور کاکس" تراشا جو پلازو ویکیو کے دالان میں مائیکل اینجلو کے "ڈیوڈ" کے پہلو میں رکھا گیا۔ چیلینی کو یہ پسند نہ آیا۔ اس نے کوسیمو کی موجودگی میں بانڈی نیلی سے کہا' "اگر آپ کا ہرکولیس بال کٹوالے تو اس کی اتنی کھوپڑی بھی نہیں رہے گی کہ جس میں دماغ سما سکے..... اس کے بھاری کندھے گدھے کے پالان پر لدی ٹوکری کی یاد دلاتے ہیں۔ اس کی چھاتی اور پٹھے فطرت نہیں بلکہ خراب خربوزوں کی کسی بوری کو ذہن میں رکھ کر بنائے گئے۔"[43] تاہم' کلیمنٹ نے ہرکولیس کو شاہکار خیال کیا اور اسے طے شدہ معاوضے کے علاوہ کافی جائیداد بھی انعاماً دی۔ باشیو نے اظہار تشکر کے لیے اپنے ایک ناجائز بچے کا نام کلیمنٹ رکھا' جو پوپ کلیمنٹ کی موت کے بعد ہی پیدا ہوا تھا۔ اس کا آخری کام اپنے اور اپنے باپ کے لیے ایک مقبرہ تیار کرنا تھا: جونہی یہ مکمل ہوا' وہ فوراً اس میں جا سویا (1560ء)۔ ڈیزائن کرنے کے علاوہ لکھنے کی بھی صلاحیت رکھنے والے دو آرٹسٹوں--- وازاری اور چیلینی--- نے اگر اسے نفرت انگیزی کے ساتھ لافانی نہ بنایا ہوتا تو شاید آج وہ زیادہ شہرت کا حامل ہوتا

جووانی دا بولونیا زیادہ باصلاحیت مقابل تھا۔ وہ Douai میں پیدا ہوا' نوجوانی میں روم کی طرف نکل پڑا (1561ء)' سنگ تراش بننے کا تہیہ کیا۔ اس نے وہاں ایک سال مطالعہ کرنے کے بعد اپنی جماعت میں ضعیف العمر مائیکل اینجلو کو اپنے کام کا ایک مٹی کا نمونہ پیش کیا۔ بوڑھے سنگتراش نے اسے اپنے ہاتھوں میں لیا' تھکی ہوئی انگلیوں اور بوجھل انگوٹھوں کے ساتھ ادھر اُدھر سے دبایا اور چند لمحوں میں ہی اسے کہیں زیادہ

بامعنی بنا دیا۔ جووانی کبھی اس ملاقات کو نہ بھولا: وہ اپنی 84 سالہ زندگی کے باقی ماندہ عرصے میں ان تھک ولولے کے ساتھ ٹیشین کے مقام تک پہنچنے کی محنت کرتا رہا۔ اس نے واپس فلینڈرز کی جانب رخ موڑا' لیکن ایک فلورنسی امیر نے اسے فلورنس میں جمع شدہ آرٹ کا مطالعہ کرنے کا مشورہ دیا اور تین سال تک اپنے محل میں رکھا۔ شہر کے اندر یا آس پاس اتنے زیادہ اطالوی آرٹسٹ موجود تھے کہ اس فلینڈری کو اپنے کام کے لیے مقبولیت حاصل کرنے میں پانچ برس لگے۔ پھر ڈیوک کوسیمو کے بیٹے فرانسکو نے اس کا بنایا ہوا "وینس" خریدا۔ وہ پیازا ڈیلا سگنوریا کے لیے ایک فوارہ ڈیزائن کرنے کے مقابلے میں شامل ہوا؛ کوسیمو نے اسے ایسے ذمہ دارانہ کام کے مقابلہ میں بہت کم عمر خیال کیا' لیکن اس کا ماڈل متعدد آرٹسٹوں نے بہترین قرار دیا' اور غالباً اسے بولونیا میں ایک کہیں زیادہ بڑا فوارہ بنانے کی دعوت بھی ملی۔ اس کے بعد جووانی کو میڈیچی کے سرکاری سنگتراش کی حیثیت میں واپس فلورنس لایا گیا' اور پھر اسے کبھی کام ملنے بند نہ ہوئے۔ جب وہ دوبارہ روم گیا تو وازاری نے اسے پوپ سے متعارف کروایا: "فلورنس کے سنگ تراشوں کا بادشاہ۔" [۱۶] 1583ء میں اس نے ایک گروپ تراشا (اس وقت لوجیا ڈی لانزی میں) اور اسے کافی دیر بعد "Sabines کا زنا" نام دیا: ایک تومند اور طاقتور ہیرو ایک مسرت انگیز عورت کو جکڑے ہوئے جس کا گداز پیکر حقیقت پسندانہ انداز میں ہیرو کے ہاتھ پر گرا ہوا ہے' اور عورت کی کمر نشاۃ ثانیہ کے کانسی کے مجسموں میں خوبصورت ترین کمر ہے۔

کوسیمو کی کہکشاں اور نقطۂ نظر میں سنگ تراشوں نے مصوروں پر سبقت حاصل کی۔ رڈولفو گرلانڈایو نے اپنے باپ کے کمال فن کو برقرار رکھنے کی تگ و دو کی مگر ناکام رہا؛ ہم واشنگٹن میں لوکریزیا سماریا کے پورٹریٹ میں اس کی جھلک دیکھ سکتے ہیں۔ فرانسکو اُبرٹینی' المشہور *il Bachiacca*' نے چھوٹی جگہ پر بڑی تفصیل کے ساتھ تاریخی مناظر پینٹ کرنا پسند کیے۔ ایاکوپو کیروچی (جو اپنی جائے پیدائش کی نسبت سے پونٹورمو کہلاتا تھا) کو ہر سہولت اور ایک اچھا آغاز میسر آیا۔ اس نے لیونارڈو' پیرو ڈی کوسیمو اور آندریا ڈیل سارتو سے تربیت حاصل کی؛ اور 19 برس کی عمر میں (1513ء) ایک تصویر کے ذریعہ ہلچل مچا دی جو اب کھو چکی ہے مگر جس نے مائیکل اینجلو سے

تعریف سنی اور وازاری سے کہلوایا کہ یہ "آج تک میری نظر سے گذرنے والی خوبصورت ترین دیواری تصویر ہے۔" ۳۳ لیکن اس کے بعد جلد ہی پونٹورمو نے ڈیورر کی کندہ کاریوں پر فریفتہ ہو کر اطالویوں کی نفرت کمائی' اطالوی انداز کے نرم رو خطوط اور ہم آہنگیوں کو ترک کیا؛ ان گھڑ اور بھاری جرمن صورتوں (forms) کو ترجیح دی اور مردوں و عورتوں کو جسمانی یا ذہنی پریشانی کے پوزوں میں دکھایا۔ فلورنس سے باہر کرتوسا کے مقام پر دیواری تصویروں میں پونٹورمو نے مسیح کی محبت میں ٹیوٹانی انداز کے مناظر مصور کیے۔ وازاری نے اس نقل بازی پر افسوس کیا: "کیا پونٹورمو کو علم نہیں تھا کہ جرمن اور فلینڈرزی اطالوی انداز سیکھنے آئے تھے' جسے اس نے یوں جھٹلانے کی کوشش کی جیسے اس میں کوئی برائی ہو؟" ۳۴ پھر بھی وازاری نے ان دیواری تصاویر کی قوت کا اعتراف کیا۔ پونٹورمو نے کچھ باتوں سے خوفزدہ ہو کر اپنے آرٹ کو مزید پیچیدہ کیا۔ اس نے اپنی موجودگی میں کبھی موت کا ذکر کرنے کی اجازت نہ دی' ضیافتوں اور مجمعوں سے گریز کیا کہ کہیں کچل کر مارا نہ جائے؛ نرم خو اور مہربان ہونے کے باوجود اس نے اپنے پیارے شاگرد برونزینو کے سوا تقریباً ہر کسی پر عدم اعتماد کیا۔ وہ زیادہ از زیادہ تنہائی پسند ہوتا گیا؛ یہاں تک کہ بالائی منزل کے کمرے میں سونے لگا اور اوپر چڑھنے کے بعد سیڑھی بھی کھینچ لیا کرتا تھا۔ اپنے آخری منصوبے--- سان لورینتسو کے مرکزی گرجا خانے میں دیواری تصویر--- پر وہ گیارہ برس تک تن تنہا کام کرتا رہا' گرجا خانے میں ہی رہتا اور کسی کو وہاں آنے کی اجازت نہ دیتا تھا۔ وہ یہ کام مکمل کرنے سے پہلے ہی مر گیا (1556ء)؛ اور دیواری تصویروں کی نقاب کشائی ہونے پر پتہ چلا کہ پیکر نہایت غیر متناسب' چہرے پُرجوش یا مجنونانہ تھے۔ اگولینو مارٹیلی کا خوبصورت پورٹریٹ (واشنگٹن) زیادہ پختہ فن پر دلالت کرتا ہے--- نرم پروں والا ہیٹ' متفکر آنکھیں' چمکدار لباس' بے عیب ہاتھ۔

آگنولو ڈی کوسیمو ڈی ماریانو کو دوبارہ برونزینو نام دیا گیا۔ اس نے پورٹریٹس کے ایک شاندار سلسلے--- زیادہ تر میڈیچی کے--- ذریعے خود کو ممتاز بنایا۔ میڈیچی محل میں ان کی ایک گیلری ہے' جد امجد کوسیمو سے لے کر ڈیوک کوسیمو تک؛ اور اگر ہم اس کے "لیو X" کے تھیلی نما چہرے سے رائے قائم کریں تو وہ عموماً حقیقت پسندانہ ہیں۔ بہترین

پورٹریٹ جووانی ڈیلے بانڈے نیرے (Uffizi) کا ہے--- بوناپارٹ سے پہلے کا ایک حقیقی نپولین--- دلکش' پرغرور اور شعلہ فشاں۔

غالباً ڈیوک کوسیمو کا پسندیدہ آرٹسٹ وہ شخص تھا جس نے اطالوی نشاۃ ثانیہ کے موضوع پر اس اور ہر کتاب کے لیے آدھا مواد فراہم کیا--- جورجو وازاری۔ جس خاندان میں وازاری نے جنم لیا اس میں پہلے ہی کئی آرٹسٹ شامل تھے: وہ لوقا سگنوریلی کا دور کا رشتہ دار تھا' اور اس نے ہمیں بتایا کہ کیسے بوڑھے مصور نے جورجو کے بچپن کی ڈرائینگز دیکھ کر اسے ڈیزائن کی تربیت حاصل کرنے کا مشورہ دیا۔ نشاۃ ثانیہ کی اخلاقیات پر رائے قائم کرتے وقت زیرِ نظر رکھنے کے قابل لاتعداد سرپرستانہ اقدامات میں سے ایک یہ تھا کہ کارڈینل پیسرینی (Passerini)' جسے ایپولیتو اور ایلیساندرو ڈی میڈیچی کا محافظ بنایا گیا تھا' جورجو کو فلورنس لے گیا: اور بارہ سالہ لڑکے نے وہاں دولت وطاقت کے نوجوان وارثوں کے ساتھ مل کر مطالعہ کیا۔ وہ آندریا ڈیل سارتو اور مائیکل اینجلو کا شاگرد بنا' اور زندگی کے اواخر میں بوناروتی کو دیوتا جیسی تعظیم دینے لگا۔

1527ء میں جب میڈیچی کو فلورنس سے بے دخل کیا گیا تو جورجو ارتسو لوٹ آیا۔ اٹھارہ برس کی عمر میں طاعون زدہ باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا تو وہ اپنی تین بہنوں اور دو کمسن بھائیوں کا واحد کفیل رہ گیا۔ ایک مرتبہ پھر رحمت نے اسے بچالیا۔ سابق ساتھی شاگرد ایپولیتو ڈی میڈیچی نے اسے روم آنے کی دعوت بھیجی' جہاں وازاری نے تین برس تک قدیم اور نشاۃ ثانیہ کے آرٹ کا بغور مطالعہ کیا: اور 1530ء میں' ایک اور بحالی کے بعد فلورنس کے مالک حاکم ایلیساندرو نے اسے پلازو میڈیچی میں آکر رہنے اور مصوری کرنے کو کہا۔ وہاں اس نے اہل خانہ کے پورٹریٹ بنائے' بشمول اداس لورینتسو عالیشان اور بے باک پرشباب کیٹرینا' ایلیساندرو کے قتل ہونے پر وازاری کچھ دیر تک بے یارومددگار پھرتا رہا۔ جدید نقادوں نے اس کی تصاویر میں بہت سے کیڑے نکالے ہیں' لیکن انہوں نے لازماً اسے کچھ شہرت بھی دی کیونکہ میتوآ میں گلیورومانو نے اسے اپنے گھر میں رکھا' اور وینس میں آریٹینو اس کا طاقتور نگہبان تھا۔ وہ جہاں بھی گیا وہاں کے مقامی آرٹ کا بغور مشاہدہ کیا' آرٹسٹوں یا ان کی اولادوں سے بات چیت کی' خاکے جمع کیے اور نوٹس بنائے۔ روم واپس آکر اس نے

Bindo Altoviti کے لیے ایک "صلیب سے نزول" بنائی، جس کے بارے میں وہ ہمیں بتاتا ہے کہ "خوش قسمتی سے اس نے ہمارے عہد کے عظیم ترین سنگتراش، مصور اور معمار کو ناخوش نہ کیا۔"

مائیکل اینجلو نے ہی اسے دوسرے کارڈینل الیساندرو فارنیسے سے متعارف کروایا؛ اور اسی مہذب اُسقف نے 1546ء میں وازاری کو مشورہ دیا کہ آئندہ نسل کی رہنمائی کے لیے ان آرٹسٹوں کی زندگیوں کو تحریر میں محفوظ کرے جو گزشتہ دو سو سال کے دوران اِٹلی میں ممتاز ہوئیں۔ جورجو نے روم، رمنی، راوینا، اریتسو اور فلورنس میں بطور مصور و معمار اپنی مصروفیات کے دوران بھی "زندگیاں" پر "ہمارے ان آرٹسٹوں کی محبت میں" بلا معاوضہ محنت کے لیے وقت نکالا۔ اس نے 1550ء میں "اطالوی مصوروں، سنگتراشوں اور معماروں کی زندگیاں" کا پہلا ایڈیشن ڈیوک کوسیمو کے نام انتساب کیا۔

وہ 1555ء سے 1527ء تک کوسیمو کا مرکزی آرٹسٹ تھا۔ اس نے پلازو ویکیو کا اندرون دوبارہ بنایا اور اس کی متعدد دیواروں کو زیادہ بڑی اور کم شاندار تصاویر سے زینت بخشی؛ اس نے وسیع و عریض انتظامی عمارت بنائی جو Uffizi میں اپنے سرکاری دفاتر کی وجہ سے مشہور ہوئی اور آج دنیا کی عظیم آرٹ گیلریوں میں سے ایک ہے۔ اس نے لارنشین لائبریری کو مکمل کرنے کا کام سنبھالا اور بند برآمدہ تعمیر کیا جس نے کوسیمو کو سائے سائے میں پلازو ویکیو اور Uffizi سے پونتے ویکیو کے اُس طرف پِٹی محل میں نئی ڈیوکی رہائش گاہ تک جانے کے قابل بنایا۔ 1567ء میں اس نے کئی ماہ سفر اور تحقیق میں گذارے اور ایک برس بعد "زندگیاں" کا نیا اور کہیں بڑا ایڈیشن سامنے لایا۔ وہ 1574ء میں فلورنس کے مقام پر مرا، اور اپنے آباؤ اجداد کے ساتھ اریتسو میں دفن ہوا۔

وہ کوئی عظیم آرٹسٹ تو نہیں لیکن اچھا آدمی، محنتی تفتیش کار اور (بانڈی نیلی کے خلاف کچھ چغلیوں سے علاوہ) ذہین ہونے کے ساتھ ساتھ ایک فیاض نقاد بھی تھا۔ اس نے سادہ، تیز اور عام ٹسکنی زبان میں اور کہیں کہیں *novelle* جیسی بے باکی کے ساتھ ہمیں تاریخ کی دلچسپ ترین کتب میں سے ایک مہیا کی۔ اس کتاب کی بنیاد پر ہزاروں

دیگر کتب معرض وجود میں آئیں۔ یہ نادر رنگیوں' تاریخی غلطیوں اور تضادات سے بھرپور' مگر پھر بھی مسحور کن معلومات اور عاقل تشریح کی حامل ہے۔ اس نے نشاۃ ثانیہ کے آرٹسٹوں کی وہی خدمت سرانجام دی جو پلوٹارک نے یونان و روم کے جنگی یا شہری ہیروؤں کے لیے دی تھی۔ اسے صدیوں تک عالمی ادب کی کلاسکس میں شمار ہوتا تھا۔

V۔ بین وینوٹو چیلینی: 71-1500ء

اس دور میں کوسیمو کے دربار میں ایک آدمی موجود تھا جس نے اپنے کردار میں تمام شدت اور حساسیت' آرٹ اور زندگی میں خوبصورتی کی مجنونانہ جستجو' صحت' مہارت یا طاقت کی نخوت (جس نے نشاۃ ثانیہ کو ممتاز کیا) کو یکجا کردیا؛ مزید برآں' وہ اپنے احساسات وخیالات' نشیب وفراز اور کامیابیوں کو ایک نہایت دلچسپ اور ناقابل فراموش آپ بیتی میں پیش کرنے کی خودرو صلاحیت کا مالک بھی تھا۔ بین وینوٹو نشاۃ ثانیہ کے جوہر کامل کی مکمل مثال نہ تھا۔۔۔ نہ ہی کوئی واحد آدمی ہو سکتا ہے؛ اس میں آنجے لیکو کی پاکیزگی' میکیاویلی کی مہارت' کاستیلونے کی میانہ روی' رافیل کی زندہ دل شائستگی کا فقدان تھا؛ اور یقیناً شہر کے تمام اطالوی آرٹسٹوں نے بین وینوٹو کی طرح قانون کو اپنے ہاتھ میں نہ لیا تھا۔ تاہم' اس کی پُرجوش تحریر پڑھتے ہوئے ہم محسوس کرتے ہیں کہ یہ کتاب کسی بھی دوسری کتاب' وازاری کی "زندگیاں" سے بھی زیادہ ہمیں پس پردہ اور نشاۃ ثانیہ کے عین دل میں لے جاتی ہے۔

وہ دل موہ لینے والے انداز میں ابتداء کرتا ہے:

> کسی بھی صلاحیت کے مالک آدمی' جنھوں نے کوئی بھی باکمال کام کیا' یا ان کا کام دیکھنے میں باکمال ہے' اور اگر وہ سچے اور ایماندار ہیں تو ان کو چاہیے کہ اپنی زندگیوں کو خود بیان کریں؛ لیکن انہیں چالیس برس کی عمر میں پہنچنے سے پہلے یہ مشکل کام کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے۔ میں نے خود بھی یہ کام اب کرنے کا سوچا ہے جب میں اپنی زندگی کے 59 ویں سال اور اپنے شہر پیدائش فلورنس میں ہوں۔

وہ اپنی "منکسر پیدائش" اور خاندان کے لیے وجہ شہرت بننے پر مغرور ہے؛ ساتھ

ہی وہ ہمیں یقین دلاتا ہے کہ وہ جولیئس سیزر کے ایک جرنیل کی نسل سے ہے؛ وہ ہمیں خبردار کرتا ہے: "اس قسم کی کتاب میں فطری شیخی خوریوں کے مواقع ضرور ملیں گے۔" [۳۵] اس کو بین وینوٹو (خوش آمدید) اس لیے کہا گیا کیونکہ اس کے والدین کو لڑکی پیدا ہونے کی امید تھی اور لڑکا پیدا ہونے پر وہ مسرت و حیرت سے بھر گئے۔ اس کا دادا سو سال سے زیادہ عرصے تک جیا (غالباً کورنارو کے تمام نسخوں کو نظرانداز کرکے)؛ دادا کی قوت حیات کے وارث چیلینی نے اکہتر برس جمع کیے۔ اس کا باپ ہاتھی دانت کا کاریگر اور نفیری کا شیدائی تھا؛ اس کی دلی خواہش تھی کہ بین وینوٹو پیشہ ور نفیری نواز بنے اور میڈیچی دربار کے طائفے میں شامل ہو؛ بعد کے برسوں میں وہ غالباً یہ سن کر زیادہ خوش ہوا ہوگا کہ اس کا بیٹا پوپ کلیمنٹ کی نجی سنگیت منڈلی میں نفیری نواز بن گیا تھا۔

لیکن چیلینی کو سُریلی آوازوں سے زیادہ دلکش صورتوں (Forms) سے عشق تھا۔ اس نے مائیکل اینجلو کا کچھ کام دیکھا اور آرٹ کے بخار میں مبتلا ہوگیا۔ اس نے "پیسا کی جنگ" کے لیے کارٹون کا مشاہدہ کیا اور اس سے اتنا متاثر ہوا کہ اسے سِسٹائن گرجا خانے کی چھت بھی کم شاندار لگنے لگی۔ اس نے اپنے باپ کی درخواستوں کے برخلاف ایک زرگر کی شاگردی اختیار کرلی' لیکن فرزندانہ سمجھوتے کے تحت نفیری بھی بجاتا رہا۔ فلی پینو لپی کے گھر میں اسے ایک کتاب ملی جس میں روم کے قدیم آرٹ کے خاکے تھے۔ وہ ان مشہور مثالوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے کی خواہش میں جل اٹھا' اور اکثر اپنے دوستوں سے دارالحکومت جانے کی بابت باتیں کرتا رہتا۔ ایک دن وہ اور ایک نوجوان کندہ کار جیان باتستا تاسو بے مقصد گھومتے پھرتے اور پرشوق گفتگو کرتے کرتے سان پیئر و گیٹولینی پھاٹک تک جا پہنچے؛ چیلینی نے کہا کہ وہ غالباً فلورنس سے روم کی بیچ راہ میں پہنچ گئے ہیں؛ جراتمندانہ باہمی رضامندی کے ساتھ وہ میل ہا میل چلتے رہے' حتیٰ کہ 33 میل دور سینا تک جا پہنچے۔ جیان کے پیر جواب دے گئے۔ چیلینی کے پاس اتنی رقم موجود تھی کہ گھوڑا کرائے پر لے سکے؛ دونوں نوجوان ایک ہی گھوڑے پر سوار ہوئے اور "ہنستے گاتے ہوئے ہم نے روم تک کا سفر کیا۔ اس وقت میری اور صدی کی عمر بھی 19 برس تھی۔" [۳۶]

روم میں اسے زرگری کا کام ملا؛ اس نے آثار قدیمہ کا مشاہدہ کیا' اتنی رقم کمائی کہ

اپنے باپ کی ڈھارس بندھانے کے لیے بھجوانے کے قابل ہو سکا۔ لیکن دیوانے باپ نے اس قدر محبت کے ساتھ اسے واپس آنے کو کہا کہ چیلینی دو سال بعد ہی فلورنس واپس چلا گیا۔ ابھی وہ وہاں آکر سکونت پذیر بھی نہ ہوا تھا کہ لڑائی کے دوران ایک لڑکے کو خنجر مار ڈالا اور اسے مردہ جان کر دوبارہ روم بھاگ گیا (1521ء)۔ اس نے سِسٹائن گرجاخانے میں مائیکل اینجلو' ولا چیگی اور ویٹیکن میں رافیل کی تصویروں پر غور و خوض کیا: مردوں اور عورتوں' دھاتوں اور بیل بوٹوں میں تمام دلچسپ صورتیں اور خطوط کا مشاہدہ کیا: اور جلد ہی روم میں بہترین زرگر بن گیا۔ کلیمنٹ نے پہلے اسے بطور نفیری نواز ملازمت دی' اور پھر ڈیزائن میں اس کی مہارت سے آگاہ ہوا۔ چیلینی نے اس کے لیے اتنے خوبصورت سکے بنائے کہ پوپ نے اسے "پاپائی ٹکسال میں سکوں کا ڈیزائنر" بنا دیا۔ ہر کارڈینل کی اپنی مہر تھی' کبھی کبھی تو "بارہ سالہ بچے کے سر جتنی بڑی"' جسے وہ خط بند کرنے کے لیے لگائی گئی موم پر ثبت کرتا: اس قسم کی کچھ مہروں کی قیمت 100 کراؤنز (1250 ڈالر؟) تھی۔ چیلینی نے مہروں اور سکوں پر کندہ کاری کی' موتی تراشے اور جڑے' تمغے ڈھالے' طلائی اور نقرئی چیزوں کی بیسیوں قسمیں بنائیں۔ وہ لکھتا ہے: "آرٹ کے یہ متعدد شعبے ایک دوسرے سے بہت مختلف ہیں' ایک شعبے میں مہارت رکھنے والا کوئی آدمی اگر دوسرے شعبے کا کوئی کام لے تو وہ بمشکل ہی کامیابی حاصل کرپاتا ہے: جبکہ میں نے ان سبھی شعبوں میں مساوی مہارت حاصل کرنے کی جدوجہد کی: اور مناسب جگہ پر دکھاؤں گا کہ میں نے اپنا مقصد پالیا۔" ۲۷ہ

چیلینی نے تقریباً ہر صفحے پر شیخی بگھاری' لیکن اس قدر مستقل مزاجی اور جوش کے ساتھ کہ آخر کار ہم اس پر یقین کرنے لگتے ہیں۔ وہ اپنی "عمدہ شکل وصورت اور جسمانی ہم آہنگی" کے متعلق بات کرتا ہے اور ہم اس کی تردید نہیں کرسکتے۔ "فطرت نے مجھے اس قدر خوش مزاج اور اتنے زبردست اعضاء سے نوازا ہے کہ میں آزادانہ طور پر جو چاہتا کر سکتا تھا۔" ان خوشگوار کاموں کے درمیان "ایک نہایت حسین و جمیل لڑکی تھی جسے میں نے بطور ماڈل استعمال کیا..... میں اکثر اس کے ساتھ رات گذارتا..... جنسی مسرت میں غوطہ زن ہونے کے بعد کبھی کبھی مجھ پر گہری غنودگی چھا جاتی ہے۔" ۲۸ہ ایک غنودگی سے بیدار ہونے پر اس نے خود کو "فرانسیسی بیماری" (آتشک) کا شکار

پایا۔ وہ پچاس روز میں تندرست ہوا اور نئی محبوبہ رکھ لی۔

اس وقت ہم سولہویں صدی کے اطالوی شہری زندگی میں لاقانونیت کی ایک جھلک دیکھتے ہیں جب ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ چیلینی نے ضمیر کی کسی خلش کے بغیر کلیسیاء اور ریاست کے فرامین کو نظرانداز کر دیا تھا۔ بدیہی طور پر روم میں پولیس کا نظام کمزور اور ڈھیلا پڑ چکا تھا: مضبوط جبلتوں کا مالک آدمی اپنی مرضی کو قانون بنا سکتا تھا۔ کبھی کبھی اسے بنانا پڑتا۔ جب مشتعل چیلینی نے "ایک بخار محسوس کیا" جسے "اگر میں نے نکاسی کا راستہ نہ دیا ہوتا تو وہ میری موت بن جاتا۔"[۵۹] غصہ آنے پر "میں نے سوچا کہ مجھے مناجات گانے کے ساتھ ساتھ عملی قدم بھی اٹھانا چاہیے۔"[۶۰] وہ بیسیوں لڑائیوں میں ملوث ہوا، اور ہمیں یقین دہانی کرواتا ہے کہ صرف ایک کے سوا سب لڑائیوں میں وہ حق پر تھا۔ اس نے ایک دشمن کی گردن میں اس قدر مہارت سے خنجر اتارا کہ وہ آدمی وہیں گر کر مرگیا۔[۶۱] ایک اور لڑائی میں "میں نے اسے کان کے بالکل نیچے خنجر مارا۔ میں نے صرف دو وار کیے، اور دوسرے وار پر وہ موت سے پتھرا چکا تھا۔ میرا مقصد اسے قتل کرنا نہیں تھا، لیکن جیسا کہ کہاوت ہے کہ ناپ تول کر نہیں مارے جاتے۔"[۶۲]

اس کی دینیات میں اس کی اخلاقیات کا کوئی عمل دخل نہ تھا۔ چونکہ وہ (ایک مرتبہ کے سوا) ہمیشہ حق پر تھا، اس لیے خدا کو اپنا حامی و ناصر محسوس کیا: اس نے اپنی قتل و غارتگری میں خدا سے قوت مانگی، اور اسے اپنی کامیابی کا ذمہ دار ٹھہرایا۔ تاہم، جب اپنی پیاری گمشدہ محبوبہ آنجے لیکا کو ڈھونڈنے کے لیے دعاؤں کا خدا نے کوئی جواب نہ دیا تو چیلینی شیطانوں سے مدد مانگنے گیا۔ ایک سلیسن جادوگر اسے رات کے وقت ویران کولوسیئم میں لے گیا، زمین پر جادو کا دائرہ کھینچا، آگ جلائی، شعلوں پر خوشبوئیں چھڑکیں، اور عبرانی، یونانی و لاطینی منتر پڑھ کر بدروحوں کو حاضر کیا۔ چیلینی کو یقین تھا کہ اس نے اپنے سامنے سینکڑوں بھوتوں کو دیکھا، اور یہ کہ انہوں نے جلد ہی آنجے لیکا کے ساتھ اس کے ملاپ کی پیشگوئی کی۔ وہ گھر لوٹ آیا اور باقی ساری رات بدروحیں دیکھتے ہوئے بسر کی۔[۶۳]

جب شاہی فوج نے روم کو لوٹا تو چیلینی بھاگ کر سانت اینجلو قلعے میں چلا گیا، اور

توپچی کی ملازمت کرلی؛ وہ ڈینگ مارتا ہے کہ اسی کے پھینکے ہوئے گولے نے بوربون کے ڈیوک کو ہلاک کیا' اور اسی کی ماہرانہ نشانہ بازی نے محاصرین کو قلعے سے دور رکھا اور پوپ' کارڈینلز اور وہ خود بھی محفوظ رہا۔ ہمیں اس بیان کی صداقت معلوم نہیں؛ لیکن اسی بیان کے توسط سے یہ جانتے ہیں کہ جب کلیمنٹ روم آیا تو اس نے چیلینی کو 200 کراؤنز (2,500 ڈالر؟) کی تنخواہ پر میس --- کیمیائی دوا --- بردار بنایا' اور کہا: "اگر میں کوئی دولت مند شہنشاہ ہوتا تو بین وینوٹو کو اتنی زمین دیتا جتنی میری حد نظر میں سما سکتی؛ لیکن اب ایک غریب دیوالیہ کی حیثیت میں بہرصورت اس کی ہر ضرورت پوری کروں گا۔"[۱۴]

پال III نے کلیمنٹ والی سرپرستی کا سلسلہ جاری رکھا۔ چیلینی غالباً اپنی دلی مسرت میں مبالغہ کرتے ہوئے پال کا یہ قول پیش کرتا ہے: "تو جان لو کہ بین وینوٹو جیسے یکتائے روزگار آدمی قانون سے بالاتر ہیں۔"[۱۵] لیکن پال کا بیٹا Pierluigi بھی چیلینی جیسا ہی بے باک بدمعاش تھا' اس نے پوپ کو چیلینی کے خلاف کردیا۔ چیلینی کی مکاریاں بھی اس اثر پر غلبہ پانے میں ناکافی ثابت ہوئیں' اور 1573ء میں وہ روم میں اپنی دوکان چھوڑ کر فرانس روانہ ہوگیا۔ راستے میں بیمبو نے پیڈوآ کے مقام پر اس کی خاصی تواضع کی' ایک چھوٹا پورٹریٹ بنایا اور بدلے میں اسے اور اس کے دو ساتھیوں کو گھوڑوں کا تحفہ دیا۔ وہ گھوڑوں پر سوار ہوکر زیورخ' لوسانے (Lausanne)' جنیوا اور لیوں سے گذر کر پیرس آئے۔ وہاں بھی چیلینی کو دشمن مل گئے۔ فلورنسی مصور جووانی ڈی Rossi بادشاہ کی رقم حاصل کرنے کے لیے مزید رقیب نہیں چاہتا تھا؛ اس نے نووارد کی راہ میں مشکلات پیدا کیں؛ اور آخرکار جب چیلینی فرانس تک پہنچ ہی گیا تو اسے جنگ کے مسائل میں الجھا ہوا پایا۔ وہ بیماری اور وطن سے دور ہونے کی اداسی میں واپس آلپس کی طرف چل دیا' لوریتو کی زیارت کی اور اپینائنز پار کرکے روم پہنچا۔ یہاں بھی مسائل منتظر تھے؛ Pierluigi نے اس پر پاپائی زیور میں بدعنوانی کا الزام لگایا۔ اس نے جس قلعے کو محفوظ رکھنے میں مدد دی تھی' اسی میں قید ہوا اور کئی ماہ کی قید سہی۔ وہ بھاگ نکلا' مگر اس کوشش میں ٹانگ تڑوالی؛ پکڑے جانے پر دو سال تک ایک زیرزمین عقوبت خانے میں رکھا گیا۔ وہ فرانسس اول کی درخواست پر رہا ہوا' جواب فرانس میں اس کی

خدمات کا خواہشمند تھا۔ وہ ایک مرتبہ پھر آلپس کے پار گیا (1540ء)۔

چیلینی فونٹین بلیو (فونٹانا بیلیو) کے مقام پر بادشاہ اور دربار تک پہنچا: اس کا پُرتپاک استقبال ہوا اور اسے اپنی ورکشاپ اور گھر کے لیے پیرس میں قلعہ دیا گیا۔ جب قلعے کے سابق مکینوں نے قبضہ چھوڑنے سے انکار کیا تو چیلینی نے انہیں زبردستی باہر نکال دیا۔ فرانسیسی اس کے انداز و آداب یا زبان کو پسند نہیں کرتے تھے' اور مادام d' Etampes (بادشاہ کی محبوبہ) نے اس کے غیر مودبانہ رویے پر ناراضگی کا اظہار کیا۔ جب مادام کو پتہ چلا کہ چیلینی نے مکینوں کا سامان قلعے کی کھڑکیوں سے نیچے پھینک دیا ہے تو اس نے فرانسس کو خبردار کیا کہ "یہ شیطان ایک دن پیرس کو غارت کر دے گا۔" [۱۲]

خوش دل بادشاہ نے کہانی سے مزہ لیا' چیلینی کی زیادتی کو معاف کیا اور اسے 700 کراؤن (8,750ء ڈالر ؟) ادا کیے' روم سے فرانس تک کے سفر کے لیے 500 کراؤن مزید دیئے اور ہر فن پارے کے لیے اضافی رقم دینے کا وعدہ بھی کیا۔ چیلینی یہ جان کر مغرور ہوا کہ چوبیس برس قبل لیونارڈو کے ساتھ بھی یہی شرائط طے کی گئی تھیں۔ [۱۳]

بیدخل کردہ مکینوں میں سے ایک نے اس کے خلاف چوری کا مقدمہ دائر کیا۔ عدالت نے چیلینی کے خلاف فیصلہ دیا۔ چیلینی نے اپنے ماہرانہ انداز میں فیصلے کو اُلٹ دیا:

> جب مجھے پتہ چلا کہ میرے ساتھ ناانصافی ہوئی ہے تو میں نے اپنے دفاع کے لیے ایک بڑا سا خنجر ساتھ لے لیا: کیونکہ مجھے عُمدہ ہتھیار رکھنے میں ہمیشہ خوشی ہوتی ہے۔ میں نے پہلا حملہ اپنے خلاف مقدمہ دائر کرنے والے پر کیا: اور ایک شام کو اس کی ٹانگیں اور بازو اس قدر شدید زخمی کر دیں کہ وہ اپنی دونوں ٹانگیں استعمال کرنے کے قابل نہ رہا۔ [۱۴]

بدیہی طور پر مدعی نے معاملہ آگے بڑھانے کی جرات نہ کی' اور چیلینی اپنی توانائی دیگر کاموں میں لگانے کے قابل ہو سکا۔ اس کے پیرس والے سٹوڈیو میں "ایک غریب جوان لڑکی کیٹرینا تھی: میں نے بنیادی طور پر اسے آرٹ کی خاطر رکھا تھا' کیونکہ ماڈل کے بغیر کام نہیں کر سکتا: لیکن مرد ہونے کے ناطے میں نے اسے حصول مسرت کے لیے بھی استعمال کیا۔" [۱۵] تاہم کیٹرینا نے مطیع فیاضی کے ساتھ چیلینی کے معاون

Pagolo Micceri کو بھی فیض یاب کیا۔ چیلینی نے معاملے کا پتہ چلنے پر کیٹرینا کو پیٹا۔ اس کے نوکر رابرٹا نے اس قدر چھوٹے واقعہ کی اتنی بڑی سزا دینے پر اسے ملامت کی: کیا وہ نہیں جانتا کہ "فرانس میں کوئی بھی شوہر سینگوں کے بغیر نہیں؟" اگلے روز چیلینی نے کیٹرینا سے دوبارہ ماڈلنگ کروائی۔ "اور اس دوران ہی ذہن میں عاشقانہ خیالات در آئے: اور آخرکار عین گذشتہ روز والے وقت پر "اس نے مجھے اس حد تک غصہ دلایا کہ میں نے دوبارہ اسے زدوکوب کیا۔ کئی دن تک یہی ہوتا رہا..... دریں اثناء میں نے اپنا کام ایسے انداز میں مکمل کیا جو میرے لیے بہت فائدہ مند ہوا۔"[50] ایک اور ماڈل جینی نے اسے ایک بیٹی کا تحفہ دیا: چیلینی نے جینی کی ماں کے ساتھ جہیز طے کیا "اور اس دن کے بعد میرا اس سے کوئی تعلق واسطہ نہ رہا۔"[51] بعد ازاں دایہ نے بچی کا گلا دبا دیا۔

فرانس نے اس تمام لاقانونیت کو تحمل سے برداشت کیا: لیکن آخرکار پیرس میں چیلینی کے اتنے زیادہ دشمن بن گئے کہ اس نے بادشاہ سے اٹلی جانے کی اجازت مانگی۔ اجازت نہ ملی، لیکن چیلینی نے "فرانسیسی رخصت" (بلا اطلاع) لی، اور مشقت طلب سفر کے بعد خود کو اپنے آبائی شہر فلورنس میں پایا (1545ء)۔ وہاں اس نے اپنی بہن اور اس کی چھ بیٹیوں کی کفالت میں حصہ ڈال کر اپنی طبیعت کا ایک بہتر پہلو ظاہر کیا۔ اس نے کوسیمو کو فرانس کی نسبت کم سخی پایا: اپنے معمول کے دشمن بنائے، لیکن ڈیوک کا ایک اچھا نیم پورٹریٹ (Bust) بنایا (بارجیلو میں) اور اس کے لیے اپنا مشہور ترین کام سرانجام دیا۔۔۔ آج کی لوجیاڈی لانزی میں قائم "پرسیئس"۔ وہ اسے ڈھالنے کی کہانی بیان کرتا ہے۔ اپنی پریشانیوں، محنت اور گرمی و سردی کے اثر نے اسے شدید بخار میں مبتلا کر دیا: وہ دھات بھٹی میں پگھلنے کے دوران بستر میں لیٹا رہتا اور یہ طریقہ قوی الجثہ سانچے کو بھرنے کے لیے موزوں نہ تھا۔ مہینوں کی محنت ضائع ہونے کو تھی کہ چیلینی اپنے بستر سے اٹھا اور بھٹی میں ٹن کا ایک بلاک اور 200 جستی برتن پھینکے۔۔ یہ کافی ثابت ہوئے: ڈھلائی کا کام کامیابی سے مکمل ہوا: اور جب فن پارہ عوام کے سامنے آیا (1554ء) تو اسے مائیکل اینجلو کے "ڈیوڈ" کے بعد فلورنس میں بنائے گئے کسی بھی مجسمے سے زیادہ سراہا گیا: حتیٰ کہ بانڈی نیلی نے بھی تعریف کر دی۔

کہانی آگے چل کر "پرسیئس" کے معاوضے کے بارے میں آرٹسٹ اور ڈیوک کی تکرار بیان کرتی ہے۔ چیلینی کی توقعات بہت بڑی تھیں، جبکہ کوسیمو کے پاس فنڈز کم تھے۔ بیان 1562ء تک پہنچ کر اچانک ختم ہو جاتا ہے۔ اس مستند امر کا ذکر نہیں کیا گیا کہ 1556ء میں چیلینی کو دو مرتبہ مجرمانہ بداخلاقی کے الزامات کے تحت قید کی سزا ہوئی۔ [۵۲] ان موخر برسوں میں چیلینی نے فن زرگری پر ایک رسالہ --- Trattato .....dell Orificeia --- مرتب کیا۔ اس نے نصف صدی تک جنگلی جئی بونے کے بعد 1564ء میں شادی کرلی اور دو مزید جائز بچوں کا باپ بنا؛ وہ فرانس میں ایک ناجائز بچے اور اپنی واپسی کے بعد فلورنس میں پانچ بچوں کا باپ بن چکا تھا۔

اس کے فن پارے سائز میں چھوٹے اور آسانی سے قابل انتقال تھے؛ ان میں سے آج چند ایک کا ہی پتہ لگانا اور شناخت کرنا ممکن ہے۔ سینٹ پیٹرز کے خزانے میں چیلینی سے منسوب کردہ ایک مزئین نقرئی شمع دان ہے؛ بارجیلو میں اس کا "نارسی سس" اور "گینی مید" محفوظ ہیں --- دونوں ہی ماربل میں اور شاندار؛ پٹی میں ایک چاندی کا طباق ار ایک مرتبان ہیں؛ لوورے میں بیمبو کے لیے اس کے بنائے ہوئے چھ تمغے اور ایک خوبصورت منبت کاری "فونٹین بلو کی حسینہ" (کانسی کی) رکھی ہے؛ ویانا میں فرانسس کے لیے بنائی ہوئی نمک دانی ہے؛ بوسٹن کی گارڈنر کولیکشن میں Altoviti کا نیم مجسمہ ہے؛ اس کی بڑا "تصلیب" ا۔سکوریل میں موجود ہے۔ بکھرے ہوئے نمونے ہمیں بمشکل ہی آرٹسٹ چیلینی کے بارے میں کوئی رائے قائم کرنے کے قابل بناتے ہیں۔ وہ اس کی شہرت کے شایان شان نہیں لگتے، حتیٰ کہ تھکا ہارا "پرسیئس" بھی بے ڈھنگے پن پر مائل ہے۔ تاہم کلیمنٹ VII نے (ہم چیلینی کے الفاظ ہی استعمال کریں گے) اسے "آج تک پیدا ہونے والے اپنے فن میں ماہر عظیم ترین آرٹسٹ" کا درجہ دیا؛ [۵۳] اور چیلینی کے نام مائیکل اینجلو کے ایک محفوظ خط میں کہا گیا: "میں نے تمہیں ان تمام برسوں کے دوران دنیا کے کسی بھی زرگر سے عظیم تر جانا ہے۔" [۵۴] ہم ان الفاظ کے ساتھ اپنی بات ختم کرسکتے ہیں کہ چیلینی ایک جینیئس اور بدمعاش، استاد کاریگر اور قاتل تھا جس کی زندہ دل "آپ بیتی" اس کے چاندی اور سونے اور منقش پتھر سے زیادہ شاندار ہے، اور ہمیں اس کے عہد کی اخلاقیات سے مفاہمت میں لاتی ہے۔

VI۔ مدھم روشنیاں

اِٹلی کے لیے یہ عہد انحطاط سیوائے کے لیے حیات نو تھا۔ آٹھ سالہ ایمانوئیل فلی برٹ نے فرانسیسیوں کو ڈچی پر حملہ آور ہوتے اور مسخر کرتے دیکھا ہو گا (1536ء)۔ 25 برس کی عمر میں اسے تاج تو مل گیا لیکن تخت نہیں؛ 29 برس کی عمر میں اس نے سینٹ کوینٹن کے مقام پر (1557ء) ہسپانویوں اور انگریزوں کے خلاف فرانسیسیوں کی فتح میں مرکزی کردار ادا کیا؛ اور دو برس بعد فرانس نے اسے اس کا برباد شدہ علاقہ اور قلاش اقتدار لوٹا دیا۔ اس کا سیوائے اور پیڈ مونٹ میں نئی روح پھونکنا ریاست کاری کا ایک شاہکار تھا۔ اس کی ڈچی میں آلپس کی ڈھلانیں Vaudois بدعیتوں کی آماجگاہیں تھیں جو کیتھولک کلیساؤں کو جان کالون کی پوجا کو سفیدی زدہ مجالس منحرفین (Conventicles) میں تبدیل کرتے جا رہے تھے۔ پوپ پائیس IV نے فرقے کی سرکوبی کے لیے اسے ایک سال کی کلیسیائی آمدنی نذر کی؛ ایمانوئیل نے کچھ انتہائی اقدامات کیے؛ لیکن جب ان کے نتیجہ میں وسیع پیمانہ پر نقل مکانی ہونے لگی تو اس نے اعتدال کی پالیسی اپنالی، محکمہ احتساب کے غیظ و غضب کو قابو کیا اور ہیوگناٹ (کالوینی گروہ کا فرد، فرانسیسی پروٹسٹنٹ) پناہ گزینوں کو سر چھپانے کی جگہ دی۔ اس نے تورین میں ایک نئی یونیورسٹی کی بنیاد رکھی اور ایک انسائیکلوپیڈیا--- *Teatro universale di tutte le scienze* --- کی تدوین کے لیے فنڈ مہیا کیا۔ وہ اپنی بیوی ویلوئس کی مارگریٹ کے ساتھ ہمیشہ خوش خلقی اور بارہا بیوفائی کا مرتکب ہوا جس نے اسے زیرک مشورے اور سفارتی مدد فراہم کی، اور جو تورین کی درخشاں سماجی و عقلی زندگی کی سربراہ تھی۔ جب ایمانوئیل فوت ہوا (1580ء) تو اس کی ڈچی یورپ میں بہترین حکومت کی حامل سرزمینوں میں سے ایک تھی۔ انیسویں صدی میں یہیں سے اِٹلی کو متحد کرنے والے بادشاہ آئے۔

دریں اثناء آندریا ڈوریا، جو موخر جنگوں میں بروقت سازش و مکاری کے ساتھ فرانسیسیوں اور ہسپانویوں سے مل گیا تھا، نے جنیوآ میں اپنی قیادت قائم رکھی۔ یہاں کے بنک کاروں نے چارلس V کی مہمات کے لیے فنڈز مہیا کرنے میں مدد دی، جواب

میں چارلس نے شہر پر ان کی حاکمیت میں مداخلت نہ کی۔ تجارت ابیض المتوسط سے باہر اوقیانوس میں چلے جانے کے باعث جینوآ وینس جتنا متاثر نہیں ہوا تھا' وہ پھر سے ایک عظیم بندرگاہ اور فوجی لحاظ سے اہم قلعہ بن گیا۔ مائیکل اینجلو کے شاگرد' پیروجیا کے گلیازو آلیسی نے جینوآ میں شاندار کلیساء اور محلات تعمیر کیے۔ وازاری نے Via Balbi کو اِٹلی میں شاندار ترین گزرگاہ بیان کیا۔ (دوسری عالمی جنگ میں Via Balbi بکھر کر رہ گیا۔)

اپنے سلسلہ نسب کے آخری حکمران فرانسسکو ماریا سفورتسا نے جب 1535ء میں وفات پائی تو چارلس V نے مِیلان پر حکومت کے لیے ایک شاہی ایلچی مقرر کر دیا۔ اطاعت گذاری نے امن پیدا کیا' اور قدیم شہر ایک مرتبہ پھر پھلا پُھولا۔ آلیسی نے وہاں دلکش پلازو مارینو تعمیر کیا؛ اور لیونے لیونی نامی مِیلان کی ٹکسال کے کندہ کار نے منی ایچر آرٹس میں چیلینی کی ہمسری کی' لیکن اسے اپنی مہارت کی تشہیر کے لیے کوئی چیلینی نہ ملا۔ اس دور کا ممتاز ترین مِیلانی سان کارلو بورومیو تھا جس نے نشاۃ ثانیہ کے اختتامی لمحات میں وہی کردار دوبارہ ادا کیا جو قدیم دور کے انحطاط میں سینٹ امبروز نے ادا کیا تھا۔ ایک اعلیٰ و امیر خاندان سے تعلق رکھنے والے بورومیو کے چچا پائیس IV نے اسے 21 سال کی عمر میں کارڈینل اور اگلے ہی برس مِیلان کا آرچ بشپ بنا دیا (1560ء)۔ غالباً اس وقت وہ عیسائی دنیا کا امیر ترین اُسقف تھا۔ لیکن اس نے آرچ بشپری کے سوا اپنی تمام کلیسائی جاگیروں سے دستبرداری اختیار کی' آمدنی خیرات میں دے دی اور کلیساء کی تقریباً رجعت پرستانہ بھگتی میں لگ گیا۔ اس نے سینٹ امبروز کے بھگتوں کا سلسلہ بنایا' یسوعیوں کو مِیلان میں لایا اور کیتھولیسزم سے مخلص تمام کلیسائی اصلاحی تحریکوں کی پُرجوش حمایت کی۔ دولت و طاقت کے عادی بورومیو نے اپنے اُسقفی (Episcopal) دربار کے لیے قرون وسطیٰ والی بھرپور عملداری پر اصرار کیا' قیام امن و امان کا زیادہ تر کام اپنے ہاتھوں میں لیا' عقوبت گاہوں کو مجرموں اور بدعتیوں سے بھر دیا اور 24 برس تک شہر کا حقیقی حاکم رہا۔ مطابقت پذیری اور ضابطہ اخلاق کے لیے اس کے جوش و خروش نے ادب و فن پر منفی اثر ڈالا؛ لیکن مصور اور معمار پیلیے گرینو تیبالڈی اس کی زیرِ سرپرستی پھلا پُھولا اور وسیع کیتھیڈرل کا پُرشکوہ سماع خانہ ڈیزائن کیا۔ 1576ء کی

وباء (طاعون) میں جب بیشتر شرفاء بھاگ گئے اور وہ وہیں بیماروں کی خبرگیری میں مصروف رہا تو اس کی تمام ترکرختگی کو معاف کر دیا گیا۔

کومو جھیل کے کنارے کرنوبیو (Cernobbio) میں کارڈینل تولومیو گالیو نے شاید ایک اور بہشت پر عدم یقین کے ساتھ ولا ڈی ایستے تعمیر کیا (1568ء)۔ بریشیا میں جیان باتستا مورونی (موروتو کا شاگرد) نے کچھ پورٹریٹ مصور کیے جو ٹیشین کے بہت سے پورٹریٹس کے پہلو میں رکھنے کے قابل ہیں--- "ایک بوڑھے نفیس آدمی کا پورٹریٹ" (برگامو)؛ "انٹونیو نیوا گیرو" (مِیلان)؛ "بارتولومیو بونیا" (نیویارک)؛ بوڑھا آدمی اور بچہ" (بوسٹن)؛ "ٹیشین کا سکول ماسٹر" (واشنگٹن)؛ لوڈوویکو میڈراتسو" (شکاگو)۔ کریمونا میں Vincenzo کامپی نے لافانی تصویروں سے کمتر مصوری کی خاندانی روایت برقرار رکھی۔ فیرارا میں ایرکولے II نے پال III کو 1,80,000 ڈیوکٹ ادا کیے اور سالانہ 7,000 ڈیوکٹ خراج دینے کا وعدہ کر کے پاپائیت کے ساتھ اپنی ریاست کے طویل جھگڑے پر مصالحت کی۔ الفونسو II نے شہر کو خوشحالی کا ایک اور عہد عطا کیا (97-1558ء) جو تورکواٹو تاسو کی "*Gerusalemne liberata*" اور جووانی گوارینی کی "*Pastor fido*" میں اپنے نقطۂ کمال کو پہنچا۔ گیرولامو دا کارپی نے گیرونولو سے فن مصوری سیکھا، لیکن (وازاری کہتا ہے) محبت اور بربط پر بہت زیادہ وقت خرچ کیا اور اتنی جلدی شادی کر لی کہ جینیئس کی خود مرکزیت میں منہمک نہ ہو سکا۔

اس دور میں پیاچنزا اور پارما نے پُرجوش امتیاز حاصل کیا۔ اگرچہ کئی صدیوں سے ان کا تعلق مِیلان سے رہا تھا اور ڈچی اب چارلس V کی رعیت تھی، مگر پوپ پال III نے دونوں شہروں کے پاپائی جاگیر ہونے کا دعویٰ کیا اور 1545ء میں انہیں اپنے بیٹے Pierluigi فارنیسے کے سپرد کر دیا۔ ابھی دو سال بھی نہ گذرے تھے کہ نئے ڈیوک کو پیاچنزا میں شرفاء کے ایک بلوے نے قتل کر دیا جو اس کی شہوت پرستی پر تو رضامند لیکن اقتدار اور ٹھیک اقدامات پر نالاں تھے۔ پال نے مِیلان پر چارلس کی جانب سے گورنر فیرانتے گونزاگا کو بجا طور پر سازش کا موجد قرار دیا؛ اور دیکھا کہ شہنشاہ کے وہاں موجود فوجی دستوں نے فوراً پیاچنزا پر قبضہ کر لیا تھا (1547ء)۔ پال کی موت کے کچھ ہی عرصہ کے بعد جولیئس III نے پیئر لیوگی کے بیٹے اوٹاویو کو پارما کا ڈیوک بنایا؛ چونکہ

اوٹاویو چارلس کا داماد بھی تھا' لہٰذا اسے تاحیات پارما پر حکومت کرنے کی اجازت مل گئی (1586ء)۔

بولونیا میں کوئی انحطاط نظر نہ آتا تھا۔ یہاں وگنولا نے ایک تاجر گروپ کے لیے پورٹیکو ڈی بنچی ڈیزائن کیا: انٹونیو مورانڈی نے یونیورسٹی میں ایک Archiginnasio کا اضافہ کیا جو اپنے اعلیٰ Cortile کی وجہ سے شہرت رکھتا ہے؛ اور سیباستیانو سیرلیو نے فن تعمیر پر ایک رسالہ لکھا جو اپنے اثر میں پلاڈیو کا مدمقابل ہے۔ 1563ء میں پوپ پائیس IV نے پالرمو کے توماسو لاریٹی کو پیاز اسان پیٹرونیو میں ایک فوارہ بنانے کا کام دیا۔ منصوبے کا سنگتراشی سے متعلق کام ایک نوجوان فلینڈری آرٹسٹ کو دیا گیا جو فلورنس سے آیا تھا اور شاید اپنے عظیم فن پارے کے حامل شہر کی نسبت سے ہی اپنا نام اختیار کیا۔ جووانی دا بولونیا یا جیان بولونیا نے دیو قامت فونٹانا ڈی نیٹونو کے لیے نو پیکر ڈھالے۔ اس نے گروپ کی چوٹی پر پانیوں کا قوی الجثہ' برہنہ اور طاقتور دیوتا بنایا؛ حوض کے کونوں پر ڈالفن مچھلیوں سے کھیل میں مصروف کانسی کے چار بچے تراشے؛ نیپچون کے پیروں میں چار دل رُبا دوشیزائیں اپنی چھاتیوں کو بھینچ کر پانی کی دھاریں بہا رہی ہیں۔ بولونیا نے جیان کو فلورنز اور داد دے کر فلورنس واپس بھیجا اور پُرشکوہ فوارے پر اس کے خرچ کیے ہوئے 70,000 فلورنز (8,75,000 ڈالر؟) میں کوئی دریغ نہ کیا۔ اٹلی میں مہذب آرٹ کی روح اب بھی زندہ تھی۔

نشاۃ ثانیہ کے روم پر اُچٹتی سی نظر ڈالنے پر ہم 1527ء کی غارتگری کے بعد اس کی تیز رفتار بحالی کو دیکھ کر حیران رہ جاتے ہیں۔ کلیمنٹ VII نے تباہی کو روکنے سے زیادہ دور کرنے میں مہارت دکھائی تھی۔ چارلس کے سامنے اس کی پسپائی نے پاپائی ریاستوں کو بچا لیا تھا' اور ان ریاستوں کے محصولات نے پاپائیت کو کلیسیاء کا نظم بحال کرنے اور روم کی جزوی تعمیر نو کے لیے سرمایہ فراہم کیا تھا۔ پاپائی خزانے نے تقلیل شدہ آمدنی میں اصلاح کا بھرپور اثر ہنوز محسوس نہیں کیا تھا؛ اور پال III کے دور میں نشاۃ ثانیہ کا جذبہ و جلال کچھ وقت کے لیے دوبارہ دکھائی دینے لگا۔

کچھ فنون موت گرفتہ تھے' جبکہ کچھ دیگر پیدا ہو رہے یا ہیئت تبدیل کر رہے تھے۔

گلیو کلوویو نامی کروشیائی کارڈینل فارنیسے کے پاس سکونت پذیر کروشیائی گلیو کلوویو ایک طرح سے مخطوطات کے مرصع کاروں میں سے آخری تھا۔ لیکن 1567ء میں کریمونا کے مقام پر کلاڈیو مونتے ویردی پیدا ہوا: جلد ہی اوپیرا اور ڈرامائی نغمہ گری اس کے فنون میں اضافہ بنے: اور پیلسٹرینا کے کثیر صوتی عوام پہلے سے ہی کلیسیاء کی قوت نو کا جشن منا رہے تھے۔ اطالوی مصوری کا عظیم دور اختتام پذیر تھا: رافیل کے نقالوں میں سے پیرینو ڈیل ویگا اور جووانی دا اُڈینے آرائش کی جانب متوجہ ہوئے۔ مجسمے بے ڈھنگے ہوتے جا رہے تھے: رافیلو دا Montelupo اور جووانی مونتورسولی نے اپنے استاد مائیکل اینجلو کی مبالغہ آرائیوں میں مبالغہ کیا' اور بے تک انداز میں مڑی ہوئی ٹانگوں والے مجسمے بنائے۔

فن تعمیر سب سے زیادہ رُوبہ ترقی آرٹ تھا۔ پیلیٹائن پر فارنیسے کے محل اور باغات کو مائیکل اینجلو نے بہتر بنایا (1547ء) اور جیاکومو ڈیلا پورٹا نے مکمل کیا (1580ء)۔ چھوٹے انٹونیو دا سنگالو نے ویٹیکن کا پالین (Pauline) گرجا خانہ ڈیزائن کیا (1540ء)۔ پوپ پال III نے اسی سانگالو سے' پالین اور سِسٹائن گرجا خانوں تک جانے والے Sala Regia کا' ماربل کا فرش اور پینلنگ ڈیزائن کروائیں' دیواروں پر وازاری اور Zuccari برادرز سے تصاویر بنوائیں' دانی ایل دا ودلٹیرا اور پیرینو ڈیل ویگا سے چھت پر مسالے میں پھول بوٹے بنوائے۔ سانت اینجلو میں پاپائی حجرے پیرینو' گلیو رومانو اور جووانی دا اُڈینے کی بنائی ہوئی تصاویر اور کندہ کاریوں سے آراستہ تھے۔ دوسرے کارڈینل اِپولیتو ڈی ایستے نے Tivoli کے نزدیک دو مشہور Villas d'Este میں سے پہلا تعمیر کیا (1549ء): پرو لِگوریو نے نقشے تیار کیے' Zuccari نے کیسینو سجایا: اور ڈھلواں باغات اب بھی نشاۃ ثانیہ کے کارڈینلوں کے اعلیٰ ذوق اور شاہ خرچی کا ثبوت ہیں۔

روم کے اندر یا آس پاس اس دور کا مقبول ترین ماہر تعمیر جیاکومو باروتسی دا وِگنولا تھا۔ وہ کلاسیکی باقیات کا مطالعہ کرنے بولونیا سے آیا' Agrippa کے معبد کو جولیئس سیزر کے باسیلیا سے مدغم کر کے اپنا انداز تشکیل دیا تاکہ قبہ اور محرابوں' ستونوں اور سہ گوشوں کو اکٹھا کر سکے: اور اس نے بھی پلاڈیو کی طرح اپنے اصولوں کی ترویج کے لیے

ایک کتاب لکھی۔ اس نے ویٹربو کے نزدیک کیپرا رولا کے مقام پر کارڈینل فارنیسے کے لیے ایک اور وسیع اور پر تعیش پلازو فارنیسے ڈیزائن کر کے (9–1547ء) پہلی کامیابی حاصل کی؛ اور دس برس بعد پیاچن تسا میں تیسرا بھی تعمیر کیا۔ لیکن اس کا نہایت متاثر کن کام روم میں پوپ جولیئس III کے لیے ولا ڈی پاپا گِلیو' پورٹا ڈیل پوپولو اور Gesu کا کلیساء تھا (75–1568ء)۔ اُبھرتے ہوئے یسوعیوں کے لیے تعمیر کردہ اس مشہور حویلی میں دگنولا نے متاثر کن چوڑائی اور اونچائی کی حامل ایک ناف ِکلیساء (Nave) ڈیزائن کی' اور عرضی بازوؤں کو گرجا خانوں میں بدل دیا؛ بعد کے ماہرین تعمیر نے اس کلیساء کو اُوٹ پٹانگ انداز کی واضح تجسیم بنایا۔ 1564ء میں دگنولا مائیکل اینجلو کی جگہ سینٹ پیٹرز کا سرکردہ معمار بنا' اور اینجلو کے ڈیزائن کردہ عظیم گنبد کو تعمیر کرنے کے اعزاز میں شریک ہوا۔

VII– مائیکل اینجلو: آخری دور: 64–1534ء

ان تمام برسوں کے دوران مائیکل اینجلو کسی اور عہد کے سرکش بھوت کی طرح زندہ سلامت رہا۔ کلیمنٹ کی موت کے وقت وہ 59 برس کا تھا' مگر کوئی بھی اس خیال کا حامل نہیں لگتا تھا کہ اب وہ آرام کرنے کا حقدار ہے۔ پال III اور اُربینو کا فرانسسکو ماریا اس کے زندہ جسم پر برسرپیکار ہوئے۔ ڈیوک جولیئس II کے مختار کی حیثیت میں اپنے چچا کا مقبرہ مکمل کروانا چاہتا تھا' اور اس کے پاس مائیکل اینجلو کا دستخط کردہ ایک معاہدہ بھی تھا۔ لیکن تحکم پسند پوپ نے اس کی ایک نہ سنی' اور بوناروٹی سے کہا' ''میں تیس برس سے تمہاری خدمات حاصل کرنے کا خواہشمند ہوں؛ اور اب جبکہ میں پوپ بن چکا ہوں تو کیا تم مجھے مایوس کرو گے؟ وہ معاہدہ پھاڑ دیا جائے گا' اور چاہے کچھ بھی ہو جائے تم میرے لیے ہی کام کرو گے۔'' ۵۵ ڈیوک نے احتجاج کیا' مگر آخر کار جولیئس کے تصور سے کہیں چھوٹا مقبرہ بنوانے پر سمجھوتہ کر لیا۔ مقبرے کے اسقاط کی خبر نے عالی دماغ کے آخری برسوں کو تاریک کرنے میں حصہ ڈالا۔

1535ء میں فتح مند پوپ نے مائیکل اینجلو کو ویٹیکن میں سربراہ معمار' سنگ تراش اور مصور مقرر کرنے اور ہر ایک شعبے میں اسے باکمال قرار دینے کا ہدایت نامہ جاری

کیا۔ اینجلو پاپائی گھرانے کا ایک رکن بنا اور 1200 کراؤنز (15,000 ڈالر؟) سالانہ کا تاحیات وظیفہ پایا۔ کلیمنٹ VII نے اپنی موت سے کچھ ہی عرصہ قبل اسے سِسٹائن گرجا خانے کی الطار کے پیچھے "روزحشر" کی دیواری تصویر بنانے کو کہا تھا۔ پال نے تجویز دی کہ اب اس منصوبے پر عملدرآمد ہونا چاہیے۔ مائیکل متذبذب تھا؛ وہ مصوری کی بجائے سنگتراشی کرنے کا خواہش مند تھا؛ اسے ہتھوڑی اور چھینی بُرش سے زیادہ مسرت دیتے تھے۔ پینٹ کرنے کے لیے تجویز کردہ دیوار کا سائز--- 66 x 33 فٹ--- ہی اسے کچھ وقفہ دے سکتا تھا۔ بہرحال ستمبر 1535ء کو' ساٹھ برس کی عمر میں اس نے اپنی مشہور ترین تصویر بنانا شروع کی۔

شاید اس کی زندگی میں بار بار ناکامیوں--- جولیس کا مختصر کردہ مقبرہ' بولونیا میں اسی پوپ کے مجسمے کی بربادی' سان لورین تسو کا غیر تکمیل یافتہ ماتھا' غیر مکمل میڈیچی مقبرے--- نے ہی اس میں تلخی بھر دی تھی جو خدائی قہر کو پیش کرنے میں کار فرما ہوئی۔ اسے ساوونارولا کی 40 برس پرانی یادیں آئی ہوں گی--- قیامت کی وہ ہیبت ناک پیش گوئیاں' انسانی عیاری' کلیسیائی بدعنوانی' میڈیچی استبدادیت' ذہنی تفاخر اور پاگان مسرتوں کی شدید مذمتیں' فلورنس کی روح کو جھلساتی ہوئی دوزخ کی آگ کے تھپیڑے؛ اب مردہ شہید عیسائی سلطنت کی انتہائی باطنی الطار سے دوبارہ گویا ہوا۔ غمگین آرٹسٹ--- جسے لیونارڈو نے دانتے سے آشنا قرار دیا تھا--- نے خود کو "دوزخ" کے نمکین پانی میں دوبارہ بھگویا' اور اپنی دہشتوں کو دیوار پر پیش کیا جہاں آئندہ نسلوں کے پوپس کو ناقابل فرار قیامت کے سامنے کھڑے ہو کر عشائے ربانی کی دعائیں پڑھنا تھیں۔ اور دریں اثناء اس نے انسانی جسم کو ملعون و مطعون کرنے والے اس مذہب کے گڑھ میں مصوری کے ساتھ ساتھ سنگتراشی کے جوہر بھی دکھائے' اور انسانی جسم کو بیسیوں حالتوں اور رویوں' عذاب کے بل پیچ اور مضحکہ خیز شکلوں' مُردوں کی خمار آلود اور پھر پُرجوش تجسیم نو' مقدر میں لکھے بلاوے دیتے ہوئے مغرور ملائکہ' ہنوز زخمی مگر فرامین الٰہی سے روگردانی کرنے والوں کو جہنم میں جھونکنے کی طاقت کے حامل مسیح میں پینٹ کیا۔

مائیکل اینجلو میں موجود سنگتراش نے تصویر کو برباد کر ڈالا کٹر پیوریطان نے دن

بدن بڑھتے ہوئے مذہبی رجحان کے ساتھ قوی اور طاقتور جسموں کو رنگ میں تراشنے پر زور دیا' حتیٰ کہ آرٹ اور شاعری میں شاداماں بچوں' نوخیز لڑکوں یا لوچدار لڑکیوں کے طور پر تصور کیے جانے والے فرشتے بھی اس کے ہاں آسمان میں دوڑتے پھرتے ایتھلیٹ بن گئے' اور مقہور و مرحوم خدا کی شبیہہ جیسے بنائے جانے کی صورت میں ہی نجات کے قابل تھے۔ حتیٰ کہ خود مسیح بھی' اپنے پُر جلال غضب میں' سِسٹائن چھت کے آدم کی تجسیم بن گیا--- انسان سے مشابہہ دیوتا۔ یہاں بہت زیادہ جسم' بہت سے بازو اور ٹانگیں' رانیں اور پھولی ہوئی پنڈلیاں' موجود ہیں جو نفس کو گنہگاریوں پر غور و فکر کی جانب نہیں جانے دیتیں۔ یہاں تک کہ نفس پرست آریے تینو نے بھی ان بکثرت برہنگیوں کو کچھ بے موقع خیال کیا۔ ہر کوئی جانتا ہے کہ کس طرح پال III کے مہتمم تقریبات بیاجو دا چیزینا نے شکایت کی کہ انسانی جسم کی ایسی تشہیر پوپس کے گرجا خانہ کی بجائے کسی شراب خانے کی تزئین کے لیے زیادہ موزوں ہے؛ کس طرح مائیکل اینجلو نے بیاجو کو مردودوں میں دکھا کر اپنا انتقام لیا؛ اور کس طرح بیاجو نے اپنی تصویر محو کرنے کے لیے پوپ سے درخواست کی تو پال نے زبردست مزاح اور علم دین کے ساتھ جواب دیا کہ پوپ بھی کسی روح کو دوزخ سے نجات نہیں دلا سکتا۔[56] بیاجو کے علاوہ دیگر افراد کے احتجاج پر پال IV نے دانی ایل دا وولیٹرا کو زیادہ آشکار حصوں پر جانگھیا پینٹ کرنے کو کہا؛ تب سے ہی روم دانی ایل کو "Braghettone II" یعنی جانگھیوں کا درزی کہنے لگا۔ تاریک منظر میں اعلیٰ ترین شبیہہ مکمل ملبوس ہے--- مریم' جس کی پوشاک کپڑوں کو پینٹ کرنے میں اینجلو کی آخری فتح ہے' اور جس کی خوف و رحم والی نظر انسانی بیدادگری کی اس تقدیس میں ایک کفاراتی عنصر ہے۔

چھ برس کی محنت کے بعد تصویر کو 1541ء کی کرسمس تقریب کے موقع پر بے نقاب کیا گیا۔ نشاۃ ثانیہ کے خلاف ایک مذہبی ردعمل میں داخل ہوتے ہوئے روم نے "روزِ حشر" کو اچھی دینیات اور عظیم آرٹ کے طور پر قبول کر لیا۔ وازاری نے اسے تمام تصاویر سے زیادہ زبردست قرار دیا۔ آرٹسٹوں نے اناٹوی کو سراہا اور عضلاتی مبالغہ آرائیوں' بے مقصد رویوں اور بکثرت جسموں سے خفا نہ ہوئے۔ اس کے برعکس متعدد مصوروں نے استاد کے ان آداب کو نقل کیا اور تقلیدی مکتبہ تشکیل دیا جو

اطالوی آرٹ کے انحطاط کی ابتداء ثابت ہوا۔ عام آدمی نے بھی تصویر کے درست تاثر کی تعریف کی' اور تناظر کی دقیقہ رس حس کو سراہا جس نے نچلی شبیہوں کو دو میٹر' درمیانی کو تین میٹر اور بالائی کو چار میٹر بلند بنا دیا تھا۔ آج ہم تصویر کو واضح طور پر دیکھنے کے قابل نہیں: یہ دانی ایل کے درزی پن اور پھر 1762ء میں کچھ پیکروں کی پوشاک سازی سے مجروح ہوئی' اور چار سو سال کی گرد' شمع کے دھوئیں اور فطری عوامل نے اسے دھندلا دیا۔

کچھ ماہ آرام کرنے کے بعد مائیکل اینجلو نے ویٹیکن میں پال III کے لیے انٹونیو دا سانگالو کے تعمیر کردہ گرجاخانہ میں دو دیواری تصاویر پر کام شروع کیا (1542ء)۔ ایک میں سینٹ پیٹر کی شہادت' جبکہ دوسری میں سینٹ پال کی قبولیت دین کو موضوع بنایا گیا۔ معمر آرٹسٹ یہاں بھی انسانی پیکر کی شدید مبالغہ آرائیوں میں کھو گیا۔ ان تصویروں کو مکمل کرنے پر وہ 75 برس کا ہو چکا تھا' اور وازاری کو بتایا تھا کہ اس نے انہیں اپنی مرضی کے برخلاف' زبردست کوشش اور ذہنی تھکن کے ساتھ پینٹ کیا ہے۔ ۸۵

اس نے خود کو سنگتراشی کے لیے زیادہ بوڑھا نہ محسوس کیا: درحقیقت (اس نے کہا)' ہتھوڑی اور چھینی نے اسے صحت مند رکھا۔ حتیٰ کہ وہ "روز حشر" مصور کرنے کے دوران بھی گاہے بگاہے اپنے سٹوڈیو میں رکھے ماربلز میں پناہ اور تشفی ڈھونڈتا رہا۔ 1539ء میں اس نے اپنا کرخت اور زبردست "بروٹس" (بارجیلو میں) تراشا جو عظیم ترین رومن پورٹریٹ مجسمہ کہلانے کا حقدار ہے۔ شاید اسے بنانے کا مقصد فلورنس میں ایلیساندرو ڈی میڈیچی کی حالیہ آمر کشی کو منظوری دینا اور مستقبل کے آمروں کو یاد دہانی کرواتے رہنا تھا۔ اس نے گیارہ برس بعد کچھ نرم مزاجی کے ساتھ "Pieta" تراشا جو فلورنسی کیتھیڈرل کے بلند الطار کے پیچھے ایستادہ ہے۔ اُس نے اِسے اپنا مقبرہ بنانے کی امید باندھی تھی' اور اس پر بڑے جوش و خروش سے کام کیا' کبھی کبھی تو ٹوپی پہ شمع لگا کر رات کے وقت بھی کام کرتا رہا۔ لیکن ہتھوڑی کی ایک غیر معتدل ضرب نے مجسمے کو اس قدر مجروح کیا کہ اینجلو نے اسے وہیں چھوڑ دیا۔ اس کے ملازم انٹونیو مِنی نے مجسمے کو بطور تحفہ مانگا' حاصل کیا اور ایک فلورنسی کے ہاتھ بیچ ڈالا۔ یہ ایک 75 سالہ آدمی کا حیرت انگیز فن پارہ ہے۔ مردہ مسیح کا جسم مبالغہ کے بغیر پیش کیا گیا: غیر تکمیل شدہ مریم کا

پیکر متجر شفقت ہے; اور کُلاہ پوش نکومیڈس' کچھ کے خیال میں خود مائیکل اینجلو کی تصویر کشی ہو سکتا ہے جو اب عموماً مسیح کی محبت پر محو فکر رہتا تھا۔

مائیکل اینجلو کا مذہب بنیادی طور پر قرون وسطیٰ والا تھا۔۔۔ باطنیت' فال گیری اور موت و دوزخ کی سوچ سے تاریک; وہ لیونارڈو کی تشکیکیت یا رافیل کی زندہ دل لاپروائی میں شریک نہ تھا; اس کی پسندیدہ کتب بائبل اور دانتے تھیں۔ زندگی کے اواخر میں اس کی شاعری زیادہ از زیادہ مذہب کی جانب مائل ہوتی گئی:

اب میری زندگی ایک طوفان خیز سمندر کے پار'
کسی نازک کشتی کی طرح' اس وسیع بندرگاہ پر پہنچی ہے
جہاں سب کا داخلہ منع ہے' اس سے پیشتر کہ
اچھے اور برے اعمال کا حساب چکانے کی آخری گھڑی آپہنچے۔
اب میں بخوبی جانتا ہوں کہ وہ پرشوق واہمہ'
جس نے میری روح کو دُنیوی آرٹ کا پرستار اور غلام بنایا
بیکار ہے; وہ کام کتنا مکروہ ہے
جس کے سب لوگ متمنی ہیں۔
ہلکے سے پردے میں یہ پُرشوق خیالات۔۔۔
دوہری موت سر پہ آنے پر ان کی حیثیت کیا ہے؟.....
اب مصوری اور نہ ہی سنگتراشی تسکین دے سکتے ہیں'
میری روح اُس (خدا) کی بلند تر عظیم محبت کی جانب ہے'
جس کی بانہیں ہمیں کسنے کے لیے صلیب پر پھیلی ہوئی ہیں۔ [۵۸]

بوڑھے شاعر نے ماضی کے برسوں میں محبت کے کچھ گیت لکھنے پر خود کو ملامت کی۔ لیکن یہ جسمانی ہیجان خیزیوں کی بجائے بدیہی طور پر شاعرانہ مشقیں تھیں۔ مائیکل اینجلو کی "Rime" میں سب سے زیادہ پُرخلوص گیت میں ایک بوڑھی بیوہ یا خوبصورت نوجوان کو مخاطب کیا گیا ہے۔ توماسو کیولیاری ایک رومن امیر تھا جس نے مصوری سے دل بہلایا۔ وہ تقریباً 1532ء میں اینجلو کے پاس تربیت لینے آیا' اور استاد کو اپنے چہرے اور خدوخال کی دلکشی' اپنے انداز و آداب کی شائستگی سے مسحور کیا۔

مائیکل اس کی محبت میں گرفتار ہوا اور اس کی مدح میں ایسے واشگاف قصائد لکھے کہ کچھ ایک نے اسے بھی تاریخ کے مشہور ہم جنس پرستوں میں لیونارڈو کے ساتھ شمار کرنے پر مائل کیا۔ ۵۸ مرد کے لیے مرد کی محبت کے یہ پُرشوق اظہار نشاۃ ثانیہ میں عام تھے: ان کی انتہاء پسند زبان عہد کی شاعرانہ اور انشائی رسم کا ایک جُز تھی: ہم ان سے کوئی نتیجہ اخذ نہیں کر سکتے۔ تاہم' ہم دیکھتے ہیں کہ --- شاعری سے باہر--- مائیکل اینجلو وٹوریا کولونا سے ملاقات ہونے تک عورتوں سے لاپروا رہا۔

وٹوریا کے ساتھ مائیکل کی دوستی تقریباً 1542ء میں شروع ہوئی' جب وہ بالترتیب پچاس اور سترسٹھ برس کے تھے۔ ایک پچاس سالہ عورت کسی 60 سے اوپر کے مرد میں بہ آسانی چنگاریاں بھڑکا سکتی تھی' لیکن وٹوریا کے ذہن میں ایسی کوئی بات نہ تھی: وہ اب بھی خود کو مارکوئس آف پیسکارا کی بانہوں میں محسوس کرتی تھی جس کو مرے ہوئے سترہ برس گزر چکے تھے۔ اس نے مائیکل اینجلو کو لکھا' "ہماری دوستی مستحکم ہے' اور ہماری محبت نہایت یقینی: یہ عیسائی بندھن میں بندھی ہوئی ہے۔" ۵۹ وٹوریا نے اسے 143 اچھے مگر ناقابل اعتناء گیت بھیجے: مائیکل نے گیتوں کی صورت میں ہی مدح اور بھگتی کے ساتھ پُرجوش جواب بھیجے' لیکن یہ جواب ادبی سرقہ بازیوں سے لبریز تھے۔ ملاقات ہونے پر انہوں نے آرٹ اور مذہب پر گفتگو کی' اور شاید وٹوریا نے ان آدمیوں کے ساتھ اپنی ہمدردی کا اظہار کیا جو اصلاح کلیسیاء کے لیے تگ ودو کر رہے تھے۔ مائیکل اینجلو پر اس کا اثر عمیق تھا: زندگی کے تمام لطیف ترین روحانی عناصر وٹوریا کی پاکیزگی' رحمدلی اور وفاداری میں مجتمع لگتے ہیں۔ وٹوریا کے ہمراہ گھومنے پھرنے اور باتیں کرنے پر مائیکل اینجلو کی کچھ یاسیت دور ہو گئی: اور اس نے دعا کی کہ پھر کبھی بھی وٹوریا کو ملنے سے پہلے جیسا آدمی نہ بنے۔ وہ وٹوریا کی موت کے وقت اس کے قریب تھا (1547ء)۔ وہ اس کے بعد طویل عرصہ تک "دل گرفتہ رہا' کہ جیسے مجنون ہو گیا ہو" اور اس نے ان آخری لمحات میں وٹوریا کے ہاتھوں کے ساتھ ساتھ چہرے کا بھی بوسہ نہ لینے پر خود کو ملامت کی۔ ۶۰

مائیکل اینجلو نے اس کی موت کے فوراً بعد ہی آرٹ میں اپنی آخری اور عظیم ترین ذمہ داری قبول کی۔ جب انٹونیو دا سانگالو گذرا (1546ء) تو پال III نے مائیکل

اینجلو کو سینٹ پیٹرز کی تکمیل کا کام سنبھالنے کے لیے کہا۔ تھکن زدہ آرٹسٹ نے دوبارہ احتجاج کیا کہ وہ سنگ تراش ہے' نہ کہ ماہر تعمیر؛ شاید وہ سان لورینتسو کا ماتھا تعمیر کرنے میں اپنی ناکامی بُھلا نہیں پایا تھا۔ پوپ نے اصرار کیا' اور اینجلو نے "بے پناہ افسوس" کے ساتھ رضامندی دے دی؛ وازاری بتاتا ہے' "مجھے یقین ہے کہ تقدس مآب کو خدا کی جانب سے تحریک ملی تھی۔" ہمارے مصور نے اپنے کیریئر کے اس عظیم الشان منصوبے کا فاضل معاوضہ لینے سے انکار کر دیا' اگرچہ پوپ نے بارہا اصرار کیا تھا۔ اس نے ایسی توانائی کے ساتھ کام شروع کیا جس کی توقع کسی بہتر سالہ آدمی سے کرنا مشکل ہے۔

مائیکل اینجلو نے اِسی برس دو منصوبے اور پکڑ لیے' کہ جیسے سینٹ پیٹرز کی ذمہ داری کا بوجھ کافی نہ ہو۔ اس نے پلازو فارنیسے میں تیسری منزل' نہایت خوبصورت کارنس اور ایک برآمدے میں دو بالائی قطاروں کا اضافہ کیا جو وازاری کے خیال میں یورپ میں عمدہ ترین "*Cortile*" تھا۔ اس نے Capitoline پہاڑی کی چوٹی تک ایک کشادہ زینہ ڈیزائن کیا' اور راس پر مارکس آریلیئس کا قدیم گھڑسوار مجسمہ رکھا۔ بعدازاں' 88 برس کی عمر میں اس نے اس غیر ہموار زمین کے انتہائی کنارے پر شاہانہ دوہرے زینے والا پلازو ڈیل سیناٹورے تعمیر کرنا شروع کیا؛ اور سینیٹ ہال کے ایک طرف پلازو ڈی کنزرویٹوری جبکہ دوسری طرف میوزیو کیپٹولینو کے لیے نقشے بنائے۔ ان نقشوں کو مجسم تکمیلی صورت دینے کے لیے اس کی زندگی بھی کافی نہ تھی' لیکن توماسو کیویلیاری' دگنولا اور جیاکومو ڈیلا پورٹا نے اس کے ڈیزائنوں کی بنیاد پر ڈھانچے مکمل کیے۔

جب پال III فوت ہوا (1549ء) تو کچھ شکوک ابھرے کہ آیا نیا پوپ جولیئس III مائیکل اینجلو کو سینٹ پیٹرز میں سرکردہ ماہر تعمیر کے عہدے پر برقرار رکھے گا یا نہیں۔ اینجلو نے انٹونیو دا سانگالو کا بنا ہوا نقشہ مسترد کر دیا تھا' کیونکہ (اس کے خیال میں) اس قدر تاریک کلیساء بنانا عوامی اخلاقیات کے لیے خطرناک تھا۔ [41] دنیا سے گذر چکے سانگالو کے دوستوں نے دو کارڈینلوں کو پوپ کو خبردار کرنے کے لیے راغب کیا کہ اینجلو عمارت تباہ کر رہا ہے۔ جولیئس نے اینجلو کی حمایت کی؛ لیکن بعد کے ایک پوپ

پال IV (کیونکہ مائیکل اینجلو کی زندگی میں پوپ بہت جلدی جلدی تبدیل ہوئے تھے) کے دور میں سانگالو حامی دھڑے نے دوبارہ حملہ کیا' الزام لگایا کہ 81 سالہ آرٹسٹ اپنے بچپن کے دوسرے دور سے گذر رہا تھا' اپنی بنائی ہوئی عمارتوں کو مسمار کر رہا تھا اور سان پیا ترو کے لیے قطعی ناممکن منصوبہ بندیاں کر رہا تھا۔ مائیکل اینجلو نے کئی مرتبہ استعفیٰ دینے اور ڈیوک کوسیمو کی مکرر دعوت قبول کر کے دوبارہ فلورنس میں جا بسنے کا سوچا؛ لیکن اس نے گنبد کا تصوراتی منصوبہ سوچ لیا تھا' اور اس تصور کو حقیقت کا روپ ملنے کا کام شروع ہونے تک اپنا عہدہ نہ چھوڑا۔ اس نے مسئلے پر سالہا سال غور و فکر کے بعد 1557ء میں دیو قامت گنبد کے لیے مٹی کا چھوٹا سا ماڈل بنایا۔ لکڑی کا بڑا ماڈل بنانے اور تعمیر کے سہارے کے لیے نقشے تیار کرنے میں ایک اور برس بیت گیا۔ گنبد کا قطر 138 فٹ' بلندی 151 فٹ اور زمین سے راس تک اونچائی 334 فٹ ہوتا تھی؛ اس کا سہارا کلیساء کی عرضی کاٹ کے وسط میں چار دیو قامت محرابوں پر قائم گگروں والی نیو پر ہوتا تھا۔ "مُنارہ" یا گنبد سے 69 فٹ اوپر کھلے منہ والا چھوٹا قبہ بنتا تھا' اور ایک صلیب مزید 32 فٹ اوپر جاتا تھی' یوں کل اونچائی 435 فٹ ہو جاتی۔ فلورنس کے کیتھیڈرل پر برونیلیسکو کا تعمیر کردہ قابل موازنہ اور مائیکل اینجلو کے خیال میں ناقابل شکست گنبد 138.5 فٹ چوڑا' اپنی بلندی میں 133 فٹ' زمین سے راس تک 300 فٹ اور مُنارے سمیت 351 فٹ تھا۔ یہ دو گنبد نشاۃ ثانیہ کے فن تعمیر کی تاریخ میں دو نہایت بے باک منصوبے تھے۔

1569ء میں پال IV کی جگہ پائیس IV پوپ بنا۔ ضعیف دیوتائے فن کے دشمنوں نے اسے ایک مرتبہ پھر ہٹانا چاہا۔ مائیکل اینجلو نے جھگڑے اور تہمت بازی کی طویل جنگ سے اکتا کر استعفیٰ دے دیا (1560ء)۔ پوپ نے قبول نہ کیا' اور مائیکل اینجلو موت تک سینٹ پیٹرز کا سرکردہ ماہر تعمیر رہا۔ تب واضح ہوا کہ اس کے نکتہ چیں کلیتاً غلط نہ تھے۔ جس طرح اس نے اکثر اپنے ذہن میں موجود خیال کے علاوہ کسی اور تیاری کے بغیر ماربل بلاک پر ضربیں لگائیں' اسی طرح تعمیرات کے شعبہ میں بھی اپنے نقشوں کو شاذونادر ہی کاغذ پر منتقل کیا' اور شاید ہی کبھی ان کے متعلق دوستوں کو کچھ بتایا؛ وہ عمارت کے کسی حصے کی تعمیر کا موقع آنے پر محض بنیادی خاکہ ہی بنا کر دے دیتا تھا۔ جب

وہ مرا تو گنبد کے سوا کسی حصے کے لیے قطعی نقشے یا ماڈل موجود نہ تھے۔ نتیجتاً اس کے جانشین اپنی مرضی لاگو کرنے میں آزاد تھے۔ انہوں نے کلیساء کا مشرقی بازو دراز کر کے اور سامنے اونچا ماتھا (جنہوں نے گنبد کو ایک کے سوا ہر سمت سے اوجھل کر دیا) بنا کر مائیکل اینجلو --- اور براماننتے --- کے تصور کردہ یونانی صلیب نما بنیادی تصور کو لاطینی صلیب سے تبدیل کر دیا۔ عمارت میں اینجلو کا بنایا ہوا واحد حصہ گنبد ہے' جو کسی بڑی تبدیلی کے بغیر اس کے نقشوں کی بنیاد پر 1588ء میں جیاکوموڈیلا پورٹا نے بنایا۔ یہ بلاشبہ روم میں تعمیراتی حوالے سے اعلیٰ ترین قابل دید جگہ ہے۔ ڈرم سے منارے تک شاندار محرابوں میں اوپر اٹھتا ہوا یہ گنبد اپنے نیچے کے بے ترتیب ڈھیر پر شکوہ تاج ہے: یہ کلاسیکی ستونوں' دیواری ستونوں' مرغولوں اور سہ گوشوں کو ایک جامع اتحاد دیتا ہے جو قدیم دنیا کی کسی بھی معلوم عمارت کے شکوہ میں مسابقت رکھتا ہے۔ یہاں بھی عیسائیت نے قدیم دور کے ساتھ مطابقت چاہی: مسیح کی عبادت گاہ نے معبد کا گنبد (142 چوڑا اور کل 142 فٹ اونچا) کانسٹنٹائن کی باسلیقی عمات کے اوپر رکھا (جیسا کہ براماننتے نے عزم کیا تھا) اور کلاسیکی ستونوں کو عہد قدیم میں بے مثال قدو قامت تک اٹھانے کی ہمت کی۔

مائیکل اینجلو نے اپنی عمر کے 88 ویں برس تک کام کرنا جاری رکھا۔ 1563ء میں اس نے پائیس IV کی درخواست پر ڈائیو کلیشن کے غسل گھروں کا ایک حصہ سانتا ماریا ڈیگلی اینجلی کے کلیساء اور خانقاہ میں تبدیل کیا۔ اس نے شہر کا ایک پھاٹک پورٹا پیا ڈیزائن کیا۔ اس نے روم میں موجود فلورنسیوں کے لیے ایک کلیساء کا ماڈل بنایا: وازاری نے شاید اپنے بوڑھے دوست اور استاد کے متعلق شدت جذبات کے ساتھ مجوزہ عمارت کو "انسان کی آج تک دیکھی ہوئی کسی بھی عمارت سے زیادہ خوبصورت" قرار دیا: لیکن روم میں فلورنسی فنڈ قلیل پڑ گئے: اور عمارت معرض وجود میں نہ آئی۔

آخر کار اس نے دیوتائے فن کی توانائی ختم ہوئی۔ وہ اپنی زندگی کے تقریباً 73 ویں برس میں گردے کی پتھری کی تکلیف محسوس کرنے لگا۔ لگتا ہے کہ اسے دوا یا دھاتی پانیوں سے کچھ راحت ملی' لیکن اس نے کہا' "جہاں تک میری حالت کا تعلق ہے تو میں

بڑھاپے کی تمام تکالیف میں مبتلا ہوں۔ پتھری کے باعث پیشاب نہیں کیا جاتا۔ میری رانیں اور کمر اس قدر اکڑی ہوئی ہے کہ عموماً سیڑھیاں بھی نہیں چڑھ سکتا۔"[۶۳] تاہم' وہ اپنے 90 ویں برس تک تمام موسم سہتا رہا۔

اس نے مذہبی انکساری اور فلسفیانہ خوش مذاقی کے ساتھ موت کی جانب سفر شروع کیا۔ اس نے وازاری سے کہا' "میں اتنا بوڑھا ہو چکا ہوں کہ موت اکثر میری آستین کھینچ کر اپنے ساتھ چلنے کو کہتی ہے۔"[۶۴] دانی ایل دا وولیٹرا کی بنائی ہوئی ایک کانسی کی مشہور مثبت کاری تکلیف کی جھریوں سے پُر اور عمر رسیدہ چہرہ دکھاتی ہے۔ فروری 1564ء میں وہ دن بدن کمزور ہونے لگا اور زیادہ تر وقت اپنی پرانی آرام کرسی میں ہی گذارتا۔ اس نے کوئی خواہش نہ کی' بلکہ محض "اپنی روح خدا کے' جسم زمین کے اور اپنی چیزیں قریب ترین رشتہ داروں کے لیے چھوڑ دیں۔"[۶۵] وہ 18 فروری 1564ء کو 89 برس کی عمر میں فوت ہوا۔ اس کا جسد خاکی فلورنس لے جا کر کئی روزہ تقریبات کے ساتھ سانتا کروچے کلیساء میں دفن کر دیا گیا۔ وازاری نے اس کے لیے صدق دل سے ایک شاندار مقبرہ ڈیزائن کیا۔

کچھ معاصرین کی رائے میں' اور وقت کی بھی یہی رائے رہی ہے کہ وہ بہت سی خامیوں کے باوجود آج تک کے آرٹسٹوں میں عظیم ترین تھا۔ وہ رسکن کی جانب سے "عظیم آرٹسٹ" کی تعریف کی زندہ مثال تھا۔۔۔ کیونکہ "اس نے اپنے فن پاروں میں عظیم ترین خیالات کی سب سے زیادہ تعداد کو مجسم کیا"۔۔۔ یعنی ایسے خیالات جو "ذہن کی اعلیٰ تر صلاحیتوں کی نشوونما اور تجلیل کرتے ہیں۔"[۶۶] شروع میں وہ ایک ماہر ڈرافٹسمین تھا جس کی ڈرائنگز اس کے دوستوں کے بیش بہا خزانے اور چوریاں تھیں۔ آج ہم ان میں سے کچھ ڈرائنگز کو فلورنس کے کاسا بُوناروٹی یا لوورے کی کیبنٹ des Dessins میں دیکھ سکتے ہیں: سان لورینتسو کے ماتھے یا "روز حشر" کے لیے خاکے' ایک جل پری کے لیے خوبصورت مشاہدہ' لیونارڈو کے تصور جیسی خوبصورت "سینٹ اینے" اور وٹوریا کولونا کی مردہ حالت میں بنائی ہوئی انوکھی ڈرائنگ۔۔۔ باطنی زہد و ریاضت اور ضائع شدہ چھاتیوں کے ساتھ۔ فرانسسکو ڈی ہالینڈا کی روایت کردہ ایک گفتگو میں اس نے تمام آرٹس کو ڈیزائن تک محدود کر دیا:

ڈیزائن یا فائن ڈرائنگ کا علم..... مصوری، سنگتراشی، فن تعمیر اور شبیہہ سازی کی ہر قسم کے ساتھ ساتھ تمام علوم کا انتہائی جوہر بھی ہے۔ جس شخص نے خود کو اس آرٹ کا ماہر بنالیا وہ عظیم خزانے کا مالک ہے..... انسانی ذہن یا ہاتھ کے تمام کام بذات خود ڈیزائن یا اس آرٹ کی ایک شاخ ہیں۔ ۹۶۷

بطور مصور وہ بدستور ایک ڈرافٹسمین رہا، وہ رنگ سے زیادہ لائن میں دلچسپی رکھتا، سب سے بڑھ کر ایک بھرپور فارم بنانے، کسی انسانی انداز میں آرٹ متعین کرنے یا ڈیزائن کے ذریعہ فلسفہ حیات بیان کرنے کا متمنی تھا۔ ہاتھ فیدیاس یا Apelles والا، آواز یرمیاہ یا دانتے والی تھی۔ اس نے فلورنس اور روم کے درمیان اپنے کسی سفر کے دوران اورویاتو میں ٹھہر کر وہاں سنگوریلی کے مصور کردہ برہنہ پیکروں کا مشاہدہ کیا ہوگا: ان تصویروں اور جوتتو وماساشیو کی دیواری تصویروں نے ایک انداز کے اشارے فراہم کیے جو تاریخ میں سلامت بچی کسی بھی شئے سے جُداگانہ تھا۔ مائیکل اینجلو نے دوسروں، حتیٰ کہ لیونارڈو، رافیل اور ٹیشین سے بھی برتر اور بہتر شان وشوکت کا حامل آرٹ پیش کیا۔ اس نے پھول بوٹوں یا بیکار تفصیلات میں وقت نہ ضائع کیا؛ اس نے دلکشی، زمینی مناظر، تعمیراتی انداز کے پس منظروں اور عربی گل کاری پر کوئی توجہ نہ دی؛ اس نے اپنے موضوع کو تیکھا اور غیر مزّین رہنے دیا۔ اس نے پریوں، پیغمبروں، اولیاء، ہیروز اور دیوتا کی صورت میں اعلیٰ بصارت کا مظاہرہ کیا۔ اس کے آرٹ نے انسانی جسم کو وسیلہ بنایا، لیکن وہ انسانی شبیہیں اس کے لیے اپنی توقعات وخدشات، گڈمڈ فلسفے اور سلگتے ہوئے مذہبی عقیدے کی تجسیمات تھیں۔

مجسمہ سازی یا سنگتراشی اس کا پسندیدہ یا مخصوص آرٹ تھا کیونکہ یہ ہیئت (Form) کا ممتاز آرٹ ہے۔ اس نے ہیئت کو ہی کافی خیال کرکے کبھی اپنے مجسموں کو رنگ نہ کیا؛ حتیٰ کہ اس کی نظر میں کانسی بھی بہت رنگ دار تھی، اور اپنی مجسمہ سازی کو ماربل تک محدود رکھا۔ ۹۶۸ اس کی مصوریا تعمیر کردہ ہر چیز، حتیٰ کہ سینٹ پیٹرز کا گنبد بھی مجسماتی تھا۔ وہ (اس لطیف گنبد کے سوا) بطور ماہر تعمیر ناکام رہا، کیونکہ وہ کسی عمارت کو انسانی بدن کے تناسبات کے سوا بمشکل ہی کسی اور حوالے سے تصور کر سکتا تھا: اس نے تمام

سطوحات کو ہیئت کا عنصر بنانے کی بجائے محض ڈھانپنا چاہا۔ مجسمہ سازی کا اسے جنون تھا؛ اس نے سوچا کہ ماربل میں کوئی سنگین راز چھپا ہے' جسے پانے کا وہ تہیہ کیے ہوئے تھا؛ لیکن راز اس کے اپنے اندر اور اتنا مخفی تھا کہ بھرپور منکشف نہ ہو سکتا تھا۔ اندرونی بصارت کو بیرونی شکل عطا کرنے کی جدوجہد میں ڈوناٹیلو نے اس کی تھوڑی سی' della Quercia نے کچھ زیادہ اور یونانیوں نے بہت کم مدد کی۔ اس نے اپنے آرٹ کا بیشتر حصہ جسم سے منسوب کرنے' چہروں کو عام اور تقریباً ایک جیسا چھوڑ دینے میں یونانیوں سے اتفاق کیا' مثلاً میڈیچی مقبروں میں نسوانی پیکر؛ لیکن وہ ہیلنی عہد سے پہلے کی یونانی مجسمہ سازی کی غیر پرجوش طمانیت حاصل نہ کر سکا۔۔۔ اس کا مزاج اس راہ میں رکاوٹ تھا۔ اسے جذبات سے عاری پیکر بے مقصد لگا۔ اس میں تناسب کی کلاسیکی حدبندی اور احساس کا فقدان تھا؛ اس نے کندھے سر کے لحاظ سے بہت چوڑے' ٹانگوں کے لحاظ سے دھڑ بہت تنومند اور ٹانگیں پٹھوں سے بھرپور بنائیں' کہ جیسے تمام آدمی اور دیوتا کسرتی پہلوان تھے۔ یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ کوشش اور جذبے کی ان ڈرامائی مبالغہ آرائیوں میں سے ہی تقلید پسندوں کا اور بردق (بے ڈھنگا) آرٹ پیدا ہوا۔

رافیل کی طرح مائیکل اینجلو نے کسی مکتبہ کی بنیاد تو نہ رکھی لیکن کچھ ممتاز آرٹسٹوں کو تربیت دی اور غالب اثرات مرتب کیے۔ ایک شاگرد Guglielmo della Porta نے سینٹ پیٹرز میں پال III کے لیے ایک مقبرہ ڈیزائن کیا جو میڈیچی مقبروں کے ساتھ قابل موازنہ ہے۔ لیکن مجسمہ سازی اور مصوری میں اینجلو کے جانشینوں نے بالعموم اس کی بے احتیاطیوں کو ہی نقل کیا اور اس جیسی سوچ' احساس اور تیکنیکی مہارت کی گہرائی نہ دکھا سکے۔ ایک اعلیٰ آرٹسٹ عموماً کسی روایت' طریقے' انداز اور تاریخی مزاج کی انتہائے عروج ہوتا ہے؛ اس کی برتری ہی ترقی کا ایک سلسلہ پیدا اور ختم کرتی ہے؛ لہٰذا اس کے بعد لاچار نقل بازی اور انحطاط کا دور آنا لازمی ہے۔ پھر آہستہ آہستہ ایک نیا مزاج اور روایت پروان چڑھتی ہے؛ ایک نیا تصور' آئیڈیل یا تکنیک بیسیوں لاحاصل تجربات سے گذر کر ہی کوئی اچھوتی اور تازہ انکشافی ہیئت پاتی ہے۔

آخری بات کسر نفسی کے متعلق کہنا لازمی ہے۔ ہم ناچیز فانی ہستیوں کو' دیوتاؤں

سے بالاتر بیٹھ کر رائے زنی کرتے ہوئے بھی' ان کی الوہیت کو تسلیم کرنے سے انکار نہیں کرنا چاہیے۔ ہمیں ہیروز کی پرستش کرنے میں شرمندہ ہونے کی ضرورت نہیں' بشرطیکہ ہماری حس امتیاز ان کے مقبروں سے باہر ہی نہ رہ گئی ہو۔ ہم مائیکل اینجلو کو تعظیم دیتے ہیں کیونکہ اس نے ایک طویل اور اذیت ناک زندگی کے دوران تخلیق کرنے کا سلسلہ جاری رکھا' اور ہر بڑے شعبے میں ایک شاہکار پیدا کیا۔ یوں کہہ لیں کہ ہم ان فن پاروں کو اس کے گوشت و خون' ذہن و دل سے جھپٹا ہوا دیکھتے ہیں جس کے بعد وہ کچھ وقت کے لیے کمزور رہا۔ ہم انہیں ہتھوڑی اور چھینی' پنسل اور بُرش کی ہزاروں ضربوں کے ذریعہ صورت پذیر ہوتے دیکھتے ہیں؛ انہوں نے یکے بعد دیگرے' کسی لافانی آبادی کی طرح' حسن یا اہمیت کی پائیدار شکلوں کے درمیان اپنی جگہ لی۔ ہم خدا کو نہیں جان سکتے' اور نہ بدیہی خیر و شر' دکھ اور دلکشی' بربادی اور جلال و جمال کی ملغوبہ کائنات کو سمجھ سکتے ہیں؛ لیکن بچے کی نگہداشت کرتی ہوئی ماں' یا بے ترتیبی کو ترتیب' مادے کو مفہوم' اور شکل یا سوچ کو رفعت دینے میں مصروف کسی جینیئس کی موجودگی میں ہم خود کو دنیا کی ناقابل تفہیم فہم کو متشکل کرنے والی زندگی' ذہن اور اصول سے نہایت قریب محسوس کرتے ہیں۔

آخری بات

ان بھرپور اور پُرجوش صدیوں کے اتنے بہت سے مراحل اور شخصیات کا مطالعہ بہت عمیق اور مہربان تجربہ رہا ہے۔ اس نشاۃ ثانیہ کی دولت کتنی بے حد وحساب تھی جس نے اختتامی مرحلے میں بھی ٹنٹوریٹو اور ویرونیسے' آرے تینو اور وازاری' پال III اور پیلسٹرینا' سانسوویتو اور پلاڈیو' ڈیوک کوسیمو اور چیلینی جیسے آدمی اور ڈیوکی محل کے کمروں اور سینٹ پیٹرز کے گنبد جیسے آرٹ پیدا کیے! تشدد' شہوت پرستی' توہمات اور جنگ کے درمیان زندہ نشاۃ ثانیہ کے اطالویوں میں خوبصورتی اور فنکاری کی ہر صورت کو چاہنے کا جذبہ موجود تھا اور--- جیسے سارا اٹلی کوئی آتش فشاں ہو--- ان کے جذبات اور آرٹ' فن تعمیر اور قتل وغارت' مجسمہ سازی اور عشق بازیوں' مصوری اور راہزنی' میڈوناؤں اور مضحک شکلوں' ہجوں اور فکاہیہ نثر' فحاشیوں اور زہد' ناپاکی اور عبادت گذاریوں کا لاوا باہر نکلتا رہا! کیا کبھی کہیں اور بھی "ہاں" کہنے والی زندگی کی اس قدر عمق اور شدت موجود رہی ہے؟ آج بھی ہم اس القاء کی پھولی ہوئی سانس محسوس کرتے ہیں' اور ہمارے عجائب خانے اس الہامی اور پُرخروش دور کی یادگاروں سے بھرے پڑے ہیں۔

اس کے بارے میں ٹھنڈے دل سے رائے قائم کرنا مشکل ہے' اور ہم اس پر عائد کیے جانے والے الزامات کو حقارت سے برطرف کر دیتے ہیں۔ اولاً' نشاۃ ثانیہ

(اصطلاح کو صرف اِٹلی تک محدود کرتے ہوئے) کی بنیاد مادی لحاظ سے چند عیاروں کے ہاتھوں بہت سے سادہ لوحوں کے معاشی استحصال پر تھی۔ پاپائی روم کی دولت دس لاکھ یورپی گھروں کے مقدس سکوں سے بنی تھی: فلورنس کی شان و شوکت پست درجہ کے پرولتاریہ پسینے کی تبدیل شدہ شکل تھی جو گھنٹوں کام کرتے' سیاسی حقوق سے محروم تھے اور صرف مہذب آرٹ کی پر غرور رفعت اور شہری زندگی کی پر جوش مہم میں شراکت داری کے سوا کسی بھی لحاظ سے قرون وسطیٰ کے غلاموں سے بہتر نہ تھے۔ سیاسی طور پر نشاۃ ثانیہ جمہوریائی پنچایتوں کی تجارتی امراء شاہیوں اور فوجی آمریتوں کے ساتھ تبدیلی تھی۔ اخلاقی حوالے سے یہ ایک پاگان بغاوت تھی جس نے ضابطہ اخلاق کی دینیاتی بنیاد کمزور کی اور انسانی جبلتوں کو صنعت و تجارت کی نئی دولت سے کھیلنے کی ہر آزادی دے دی۔ سنسرشپ سے مبرا کلیساء بذات خود سیکولر اور جنگی ہوگیا' جبکہ ریاست نے حکومت' سفارت کاری اور جنگ میں خود کو اخلاقیات سے بالاتر قرار دیا۔

نشاۃ ثانیہ کا فن خوبصورت' لیکن شاذونادر ہی لطیف تھا۔ اس نے تفصیلات میں گوتھک آرٹ کو نیچا دکھایا مگر جلال' اتحاد اور مجموعی تاثر میں اس سے کمتر رہا: یہ شاذ ہی یونانی کاملیت یا رومن شکوہ تک پہنچا۔ ایک دولت مند اشرافیہ کی آواز نے ہی آرٹسٹ کو کاریگر سے علیحدہ کیا' اس کی جڑیں لوگوں میں سے نکالیں اور اسے نو دولتے شہزادوں اور امیر آدمیوں کا کاسہ لیس بنادیا۔ آرٹسٹ نے اپنی روح ایک مردہ عہد قدیم میں کھو دی' اور فن تعمیر و فن سنگتراشی کو قدیم و اجنبی ہیتوں کو قیدی بنایا۔ گوتھک کلیساؤں کے سامنے مصنوعی یونانی رومی ماتھے بنانا کیسی لغویت تھی! جیسا کہ البرٹی نے فلورنس اور رمنی میں کیا! شاید آرٹ میں کلاسیکی احیاء ایک سنگین غلطی تھا۔ ایک دفعہ مردہ ہوچکے شائل کو اتنی دیر تک دوبارہ زندہ نہیں کیا جاسکتا جب تک اسے جنم دینے والی تہذیب بھی بحال نہ ہوجائے: انداز کی طاقت اور صحت اس کی اپنی معاصر زندگی اور ثقافت کے ساتھ ہم آہنگی میں مضمر ہے۔ یونانی اور رومن آرٹ کے عظیم دور میں یونانی فکر کی تصور کردہ اور عموماً رومن کردار میں اظہار پانے والی ایک رواقی تجدید موجود تھی: لیکن وہ تجدید نشاۃ ثانیہ کی آزادی' شوق' شورش اور وفور کی روح کے لیے قطعی اجنبی تھی۔ پندرہویں اور سولہویں صدیوں میں کونسی چیز چپٹی چھت اور اندرونی چھت'

مستطیل ماتھے' ایک جیسی کھڑکیوں کی قطاروں سے زیادہ اطالوی مزاج کے خلاف ہو سکتی تھی؟ جب اطالوی انداز تعمیر اس یکسانیت اور مصنوعی کلاسیکیت سے اکتا گیا تو اس نے ٹیشین کے لیے لوٹنے گئے کسی وینسی کی طرح' خود کو بے پناہ تزئین و آرئش میں کھو جانے دیا' اور کلاسیکی سے نکل کر بروق میں کھو گیا۔

نہ ہی کلاسیکی مجسمہ گری نے نشاۃ ثانیہ کا اظہار کیا۔ کیونکہ پابندی' سنگتراشی کے لیے لازمی ہے: پائیدار میڈیم کسی ایسے بگاڑ یا عذاب کو موزوں طور پر مجسم نہیں کر سکتے جسے اپنی فطرت میں مختصر ہونا چاہیے۔ سنگ تراشی رکی ہوئی حرکت' مجھا یا قابو شدہ جذبہ' ڈھلی ہوئی دھات یا دیرپا پتھر کے ذریعہ وقت سے محفوظ کردہ حسن یا صورت ہے۔ شاید اسی وجہ سے نشاۃ ثانیہ کے عظیم ترین سنگتراشی کے نمونے زیادہ تر مقبرے یا "Pietas" ہیں جن میں بے قرار آدمی نے آخر کار قرار پایا۔ کلاسیکی بننے کی کوشش کرنے والا ڈوناٹیلو بد ستور گو تھک رہا: مائیکل اینجلو اپنا اصول خود تھا' اپنے مزاج میں قید دیو تائے فن' "غلاموں" اور "قیدیوں" کے ذریعہ جمالیاتی سکون پانے کی کوشش میں مصروف' لیکن ہمیشہ نہایت لاقانونی اور آرام کا شوقین۔ بحال کردہ کلاسیکی ورثہ رحمت کے ساتھ ساتھ زحمت بھی تھا: اس نے جدید روح کو اعلیٰ مثالی شخصیات سے بھرپور بنایا' لیکن اس پر شباب روح کو --- جو ابھی جوان ہی ہوئی تھی --- ستونوں' راسوں اور سہ گوشوں کے بوجھ تلے کچل کر رکھ دیا۔ شاید اس بحال شدہ عہد قدیم' تناسب اور (حتیٰ کہ باغات میں) "تشاکل کی اس پوجا نے مقامی سازگار آرٹ کی نشوونما اسی طرح روک دی جیسے انسانیت پسندوں نے لاطینی کو بحال کر کے مقامی بولی میں ادب کی ترقی میں رکاوٹیں کھڑی کیں۔

نشاۃ ثانیہ کی مصوری عہد کے رنگ اور جذبہ بیان کرنے میں کامیاب ہوئی' اور آرٹ کو ایک تیکنیکی کمال کی بے مثال حیثیت تک لائی۔ لیکن اس نے بھی غلطیاں کیں۔ اس کا زور شہوانی حسن' شاہانہ لباس اور گلاب رنگ جسم پر تھا: حتیٰ کہ اس کی مذہبی تصویریں بھی شہوت انگیز جذباتیت تھیں --- روحانی اہمیت سے زیادہ مادی Forms پر قانع: اور قرون وسطیٰ کی متعدد تصلیبیں روح میں نشاۃ ثانیہ کے آرٹ کی دلکش کنواریوں کی نسبت روح میں زیادہ گہرائی تک پہنچتی ہیں فلینڈری اور ڈچ

آرٹسٹوں نے غیر پرکشش چہرے اور گھریلو لباس دکھانے' اور ان سادہ خدوخال کے پیچھے کردار کے راز اور زندگی کے عناصر تلاش کرنے کی جرات کی۔ وینس کی برہنہ حسینائیں--- حتیٰ کہ رافیل کی میڈونائیں--- Van Eyck کی "بھیڑکی بھگتی" کے سامنے کس قدر مصنوعی ہیں! رافیل کی "جولیئس II" بے نظیر ہے' لیکن اطالوی آرٹسٹوں کے ایک سو سیلف پورٹریٹس میں کیا کوئی ایسی بات موجود ہے جس کا ریمبرانٹ کی خود عکاسیوں سے موازنہ کیا جاسکے؟ سولھویں صدی میں پورٹریٹ کی مقبولیت امراء کی اُٹھان' اور خود کو شہرت کے شیشے میں دیکھنے کے لیے ان کی خواہش پر دلالت کرتی ہے۔ نشاۃ ثانیہ ایک شاندار عہد تھا' مگر اس کی تمام آشکاریوں میں نمائش اور عدم لگاؤ' مہنگے ملبوسات کی ظاہرداری' اندرونی طاقت سے محروم غیریقینی طاقت کا کھوکھلاپن موجود ہے--- یہ سب کچھ کسی بے رحم ہجوم کے پھونے پر' یا کسی بے نام غضبناک راہب کی صدا پر نیست و نابود ہونے کو تیار تھا۔

اچھا' تو ایک عہد کی اس سخت دل قرار داد جرام کو کیا کہیں؟ ہم نے اس عہد کو جوانی کے تمام جوش وجذبے کے ساتھ چاہا ہے۔ ہم اس استغاثے کی تردید کرنے کی کوشش نہیں کریں گے: یہ غیر منصفانہ موازنوں سے بوجھل سہی' مگر اس کا بہت کچھ درست ہے۔ تردیدیں کبھی قائل نہیں کرتیں' اور ایک نیم سچائی کو اس کے متضاد کے سامنے رکھنا اتنی دیر تک بیکار ہے جب تک کہ دونوں کو ایک زیادہ بڑے اور زیادہ منصفانہ منظر میں مدغم نہ کیا جاسکے۔ بلاشبہ نشاۃ ثانیہ کی ثقافت محنت کش غریبوں کی کمروں پر قائم ایک ارسٹوکریٹک بالائی ڈھانچہ تھی: لیکن افسوس' کیسی ثقافت معدوم ہو گئی تھی۔ بے شک کچھ ارتکاز دولت کے بغیر بہت سا ادب اور آرٹ بمشکل ہی رونما ہو سکتا تھا: حتیٰ کہ راستباز لکھاریوں کے لیے بھی ان دیکھے مزدوروں نے زمین کھودی' خوراک اُگائی' کپڑے بُنے اور روشنائی بنائی۔ ہم آمروں کا دفاع نہیں کریں گے: ان میں سے کچھ بورجیائی سزا کے مستحق تھے: بہت سوں نے لوگوں سے نچوڑے گئے محصولات کو بیکار تعیش میں اُڑایا: لیکن نہ ہی ہم کوسیمو اور اس کے پوتے لورینتسو کے لیے معذرت خواہ ہوں گے: جنہیں اہل فلورنس نے یقیناً ایک بدنظم دولت شاہی پر ترجیح دی۔ جہاں تک اخلاقی ڈھیل کی بات ہے تو یہ ذہنی حریت کی قیمت تھی: اور قیمت بہت

بھاری ہونے کی وجہ سے یہ ذہنی حریت جدید دنیا کی بے مول میراث' ہماری آج کی روحوں کی سانس ہے۔

کلاسیکی علم و فضل اور فلسفہ کو دوبارہ جنم دینے والی مخلص تحقیق مرکزی طور پر اِٹلی کا کام تھا۔ وہاں اس تجسیم نو اور آزادی میں سے اولین جدید ادب سامنے آیا: اور اگرچہ عہد کا کوئی اطالوی لکھاری ایرا سمس یا شیکسپیئر کا ہم پلہ نہیں' لیکن خود ایرا سمس بھی نشاۃ ثانیہ کے اِٹلی کی صاف آزاد فضاء کا آرزو مند رہا' اور ایلزبتھ کا انگلینڈ اپنی شگفتگی کے بیجوں کی اِٹلی کا احسان مند تھا۔ آری اوستو اور سانازارو' سپنسر اور سڈنی کے ماڈل اور جد امجد تھے' اور میکیاویلی و کاستیلیو نے ایلزبتھ اور جیکب عہد کے انگلینڈ پر زبردست اثرات کا باعث بنے۔ یہ امر یقینی نہیں کہ اگر پومپو ناتسی اور میکیاویلی' Telesio اور برونو نے اپنے خون پسینے کے ساتھ راہ ہموار نہ کی ہوتی تو بیکن اور ڈیکارٹ اپنا کام کر سکتے یا نہیں۔

جی ہاں' نشاۃ ثانیہ کا فن تعمیر مایوس کن طور پر افقی ہے' ماسوائے فلورنس اور روم پر سایہ فگن شاندار گنبدوں کے' عمودی گوتھک انداز نے ایک مذہب کی عکاسی کی جس نے ہماری ارضی حیات کو روح کی جلاوطنی کے طور پر دکھایا' اور اپنی امیدوں و دیوتاؤں کو آسمان پر رکھا: کلاسیکی عمارات ایک ایسے مذہب کا مظہر ہیں جس نے اپنے دیوتاؤں کو درختوں' دریاؤں اور زمین میں رہائش دی: اس نے الوہیت پانے کے لیے اوپر کی طرف نہ دیکھا۔ یہ اس قدر ٹھنڈا اور پرسکون کلاسیکی انداز پُرخروش نشاۃ ثانیہ کو موزوں طریقے سے پیش نہیں کر سکتا' لیکن اسے مرنے کی اجازت بھی نہ دی جا سکتی تھی: ایک فیاض نقالی نے اس کی یادگاروں کو محفوظ کیا اور تصورات و برتریوں کو آگے منتقل کر کے ہمارے موجودہ تعمیراتی آرٹ کا حصہ بنایا۔ اِٹلی یونانی یا گوتھک فن تعمیر' یونانی سنگتراشی اور شاید Chartres اور Reims کے مقام پر گوتھک سنگتراشی کی اعلیٰ ترین پروازوں کی بھی ہمسری نہ کر سکا: لیکن اس نے ایک ایسا آرٹسٹ پیدا کیا جس کے میڈیچی مقبرے فیدیاس' یا جس کی "*Pieta*" پراکسیتلیز کے شایان شان ہیں۔

نشاۃ ثانیہ کی مصوری کے لیے معذرت کا ایک لفظ بھی نہیں کہا جائے گا: یہ آج بھی اس آرٹ کی تاریخ کا نقطہ عروج ہے۔ سپین Velasquez' مُیوریلو' ربیرا' زربران

اور ایل گریکو کے خوش باش ایام میں اس معراج کو پہنچا؛ فلینڈرز اور ہالینڈ روبنز اور ریمبرانٹ کے ذریعہ اتنی بلندی تک نہ جا سکے۔ چینی اور جاپانی مصوروں نے اپنی بلندیاں ناپیں؛ اگر وہ انسان کو ایک بڑے تناظر میں دیکھتے تو کبھی کبھی ان کی تصویریں ہمیں خصوصی طور پر گہرائی میں متاثر کرتیں؛ تاہم' ان کا ٹھنڈا استغراقی فلسفہ یا آرائشی نفاست فلورنسیوں' رائیل اور کوراجیو اور ریتسو کے تصویری آرٹ میں' پیچیدگی اور قوت کی بھرپور وسعت اور رنگ کی پرجوش قوت حیات کے سامنے ہیچ ہو گئی۔ دراصل' نشاۃ ثانیہ کی مصوری کچھ عظیم ترین مذہبی تصویریں اور... مثلاً سسٹائن چھت پر... کچھ انتہائی روحانی اور لطیف شاہکار پیدا کرنے کے باوجود اصل میں ایک شہوانی آرٹ تھیں۔ جسم کافی عرصہ سے بدنام ہو رہا تھا؛ عورت نے نامہرباں صدیوں کے دوران سخت رہبانیت کی ذلت سہی تھی؛ یہ امر خوشگوار تھا کہ زندگی صحت مند انسانی ہیئتوں کو توثیق نو کرے اور آرٹ اسے فروغ دے۔ نشاۃ ثانیہ خلقی گناہ سے' سینہ کوبی اور داستانی بعد المرگ دہشتوں سے اکتا گیا تھا؛ اس نے موت کی طرف پُشت اور زندگی کی جانب چہرہ موڑا؛ اور اس نے شِلر اور بیتھوون سے طویل عرصہ قبل ہی پرجوش' بے مثال نغمہ مسرت گایا۔

نشاۃ ثانیہ نے کلاسیکی ثقافت کی یادگیری کے ذریعہ یورپ میں مشرقی ذہن کی ہزار سالہ حکومت کا خاتمہ کیا۔ عظیم آزادی کی اچھی خبر سینکڑوں راستوں سے ہو کر اِٹلی سے پہاڑوں و دریاؤں کے اس پار فرانس' جرمنی' فلینڈرز' ہالینڈ اور انگلینڈ تک پہنچی۔ آلے اینڈرو اور سکیلائیجر جیسے دانشوروں 'لیونارڈو' ڈیل سارتو' پریماٹیسو' چیلینی اور بورڈونے جیسے آرٹسٹوں نے نشاۃ ثانیہ کو فرانس پہنچایا؛ مائیکلو تسو اسے سائپرس (قبرص) پہنچانے کا وسیلہ بنا؛ جینٹلیے بیلینی کے ذریعہ یہ استنبول تک گئی۔ کولیٹ اور لناکر اسے اِٹلی سے اپنے ساتھ واپس انگلینڈ' ایگریکولا اور روچلن جرمنی لایا۔ خیالات' اخلاقیات' اور آرٹس کا اِٹلی سے شمال کی جانب بہاؤ ایک صدی تک جاری رہا۔ 1500ء سے 1600ء تک سارے مغربی یورپ نے اسے سائنس و آرٹ کی نئی تہذیب اور "بشریات" کی ماں اور دایا تسلیم کیا؛ حتیٰ کہ جنٹلمین کا تصور اور زندگی و حکومت کا ارستقراطی تصور بھی جنوب سے ابھرا' اور اس نے شمال کے آداب اور ریاستوں کو

منتقل کیا۔ چنانچہ اِٹلی میں نشاۃ ثانیہ کے انحطاط کی سولہویں صدی فرانس' انگلینڈ' جرمنی' فلینڈر اور سپین میں وافر نمود کا دور تھا۔

اصلاح اور جوابی اصلاح کی کشید گیاں' دینیات کی بحثیں اور مذہب کی جنگیں کچھ وقت کے لیے نشاۃ ثانیہ کے اثر پر غالب ہوئیں: انسانوں نے اپنی مرضی کا عقیدہ رکھنے اور عبادت کرنے کی آزادی پانے کی خاطر ایک صدی تک خونی جدوجہد کی: اور استدلال کی صدا دہشت پسند عقیدوں کے ٹکراؤ میں ساکت لگنے لگی۔ لیکن یہ مکمل طور پر ساکت نہ تھی: اس ناخوش ویرانی میں بھی ایراسمس' بیکن اور ڈیکارٹ جیسے آدمیوں نے حوصلے کے ساتھ اس کی بازگشت پیش کی' اسے تازہ اور طاقتور الفاظ دیئے: سپنوزا نے اس کے لیے ایک شاندار فارمولا تشکیل دیا: اور اٹھارہویں صدی میں اطالوی نشاۃ ثانیہ کی روح نے فرانسیسی روشن خیالی میں دوبارہ جنم لیا۔ وولیٹر اور گبن سے گوئٹے اور ہائنے' ہیوگو اور فلوبرٹ' Taine اور اناطولی فرانس تک انقلاب اور رد انقلاب' پیش رفت اور رد عمل کے ذریعہ یہ سلسلہ جاری رہا۔ آج یورپ اور امریکہ میں ہر کہیں مہذب اور پُر جلال روحیں--- ذہن کے ملک میں کامریڈز--- موجود ہیں جن کی زندگی کا دارومدار ذہنی آزادی' جمالیاتی حساسیت' دوستانہ اور ہمدردانہ تفہیم کی اسی میراث پر ہے: وہ زندگی کی المناکیوں کو معاف کرتے' اس کی حس' ذہن اور روح کی خوشیوں کو گلے لگاتے ہیں: وہ نفرت انگیزیوں اور توپ کی گرج کے درمیان اپنے دلوں میں مدام نشاۃ ثانیہ کا گیت سنتے ہیں۔

دوست قاری کا شکریہ۔

تمت بالخیر

SYMONDS, J. A., Sketches and Studies in Italy and Greece, London, 1898, 3v.

TAINE, H. A., Italy: Florence and Venice, New York, 1869.
TAINE, H. A., Italy: Rome and Naples, New York, 1889.
TAYLOR, RACHEL A., Leonardo the Florentine, New York, 1927.
THOMPSON, JAMES W., Economic and Social History of Europe in the Later Middle Ages, New York, 1931.
THORNDIKE, LYNN, History of Magic and Experimental Science, New York, 1929 f, 6v.
THORNDIKE, LYNN, Science and Thought in the Fifteenth Century, New York, 1929.
TREITSCHKE, H. VON, Lectures on Politics, New York, n.d.

VARCHI, BENEDETTO, Storia Fiorentina, Cologne, 1721.
VASARI, GIORGIO, Lives of the Most Eminent Painters, Sculptors and Architects, Everyman's Library, 4v.
Same, ed. E. H. & E. W. Blashfied, and A. A. Hopkins, New York, 1907; references to Vol. IV are to this edition.
VASILIEV, A. A., History of the Byzantine Empire, Madison, 1921, 2v.
VENTURI, LIONELLO, and Times of Noccolo Machiavelli, New York, n.d., 2v.
VILLARI, PASOUALE, The Two First Centuries of Florentine History, London, 1908.
WALSH, JAMES J., The Popes and Science, New York, 1913.
WHITCOMB, M., Literary Source-Book of the Italian Renaissance, Philadelphia, 1900.
WINCKELMANN, J., History of Ancient Art, Boston, 1880, 4v. in 2.
WOLF, A., History of Science, Technology and Philosophy in the 16th and 17th Centuries, New York, 1935.
WRIGHT, THOMAS, The Homes of Other Days, London, 1871.

YOUNG, G. F., The Medici, Modern Library.

PUTNAM, GEORGE H., Books and Their Makers during the Middle Ages, New York, 1898.

RANKE, LEOPOLD VON, History of the Popes, London, 1878, 3v.
RASHDALL, HASTINGS, The Universities of Europe in the Middle Ages, Oxford, 1936, 3v.
RENAN, ERNEST, Averroes et l'averroisme, Paris, n.d.
RENARD, GEORGES, Guilds in the Middle Ages, London, 1918.
RICHTER, JEAN PAUL, Literary Works of Leonardo da Vinci, London, 1883, 2v.
ROBINSON, J. M., Short History of Freethought, London, 1914, 2v.
ROBINSON, J. H., and ROLF, H. W., Petrarch, New York, 1898.
ROEDER, RALPH, The Man of the Renaissance, New York, 1935.
ROGERS, J. E. T., ECONOMIC Interpretation of History, London, 1891.
ROSCOE, WILLIAM, Life of Lorenzo de' Medici, London, 1877.
RUSKIN, JOHN, Modern Painters, Boston, n.d. 5v.
RUSKIN, JOHN, Stones of Venice, Everyman's Library, 3v.

SACERDOTE, GUSTAVO, Cesare Borgia: La sua vita, la sua famiglia, I suoi tempi, Milan, 1950.
SARTON, GEORGE, Introduction to the History of Science, Baltimore, 193 of, 3v. in 5.
SCHEVILL, F., Siena, New York, 1909.
SISMONDI, J. C. L., History of the Italian Republics, London, n.d.
SIVIERO, R., Catalogue of the 2nd National Exhibition of the Works of Art Recovered in Germany, Florence, 1950.
SOULIER, G., Le Tintoret, Paris, 1928.
SPECULUM: a Journal of Medieval Studies, Cambridge, Massachusetts.
SPENGLER, OTTO, Decline of the West, New York, 1928.
STOECKLIN, PAUL DE, Le Correge, Paris, 1928.
SYMONDS, J. A., Life of Michelangelo Buonarroti, Modern Library.
SYMONDS, J. A., The Renaissance in Italy, New York, 1883:
Vol. I: The Age of the Despots;
Vol. II: The Revival of Learning;
Vol. III: The Fine Arts;
Vol. IV: Italian Literature, Part I;
Vol. V: Italian Literature, Part II;
Vol. VI: The Catholic Reaction, Part I, London, 1914;
Vol. VII: The Catholic Reaction, Part II.

MACHIAVELLI, NOCCOLO, The Pricne, Modern Library.
MANTEGNA, ANDREA, L'oeuvre, Paris, 1936.
MATHER, F. J., Venetian painters, New York, 1936.
MATHER, F. J., Western European Painting of the Renaissance, New York, 1905.
MICHELET, JULES, Histoire de France, Paris, n.d., 5v.
MICHELET, JULES, History of France, New York, 1880, 2v., an English tr. of first two volumes of preceding.
MILMAN, H. H., History of Latin Christianity, New York, 1860, 8v.
MINIATURES OF THE RENAISSANCE, Catalogue de l'exposition du 5eme centenaire de la bibliotheque vaticane, Rome, 1950.
MOLMENTI, POMPEO, Venice, London, 1906, 6v.
MONTALEMBERT, COMTE, DE, The Monks of the West, Boston n.d., 2v.
MOREY, C. R., Medieval Art, New York, 1942.
MUNTZ, EUGENE, Leonardo da Vinci, London, 1898, 2v.
MUNTZ, EUGENE, Raphael, London, 1882.

NOYES, ELLA, Story of Ferrara, London, 1904.
NOYES, ELLA, Story of Milan, London, 1908.
NUSSBAUM, F. L., History of the Economic Institutions of Modern Europe, New York, 1937.

OGG, FREDERIC, Source Book of Medieval History, New York, 1907.
OWEN, JOHN, Sceptics of the Italian Renaissance, London, 1908.
OXFORD HISTORY OF MUSIC, Introductory Volume, Oxford University Press, 1929.

PASTOR, LUDWIG VON, History of the Popes, St. Louis, Missouri, 1898, 14v.
PATER, WALTER, The Renaissance, Modern Library.
PETRARCH, Sonnets and Other Poems, London, 1904.
PETRARCH, Sonnets, tr. Joseph Auslander, New York, 1931.
PIRENNE, HENRI, Economic and Social History of Medieval Europe, New York, n.d.
POPHAM, A. E., Drawings of Leonardo da Vinci, London, 1947.
PORTIGLIOTTI, GIUSEPPE, The Borgia, New York, 1928.
PRESCOTT, W. H., History of the Reign of Ferdinand and Isabella the Catholic, Philadelphia, 1890, 2v.

GUICCIARDINI, FRANCESCO, History of the Wars in Italy, London, 1753, 10v.
GUICCIARDINI, FRANCESCO, History of France, London, 1872, 8v.

HALLAM, HENRY, Introduction to the Literature of Europe in the 15th, 16th and 17th Centuries, New York, 1880, 4v. in 2.
HARE, A. J. C., Walks in Rome, London, 1913.
HEARNSHAW, F. J. C., ed., Medieval Contributions to Modern Civilization, New York, 1922.
HEGEL, G. W. F., Philosophy of History, London, 1888.
HOLLWAY-CALTHROP, H. C., Petrarch, His Life and Times, New York, 1907.
HOLZKNECHT, KARL, The Backgrounds of Shakespeare's Plays, New York, 1950.
HUIZINGA, J., The Waning of the Middle Ages, London, 1948.
HUNEKER, JAMES, Egoists, New York, 1910.
HUTTON, EDWARD, Giovanni Boccaccio, London, 1910.

JAMES, E. E. COULSON, Bologna, London, 1909.
JUSSERAND, J. J., English Wayfaring Life in the Middle Ages, London, 1891.

LACROIX, PAUL, Arts of the Middle Ages, London, n.d.
LACROIX, PAUL, History of Prostitution, New York, 1931.
LACROIX, PAUL, Science and Literature in the Middle Ages, London, n.d.
LANCIAN, RODOLFO, Ancient Rome, Boston, 1889.
LANCIAN, RODOLFO, The Golden Days of the Renaissance in Rome, Boston, 1906.
LANG. P. H., Music in Western Civilization, New York, 1941.
LA TOUR. P. IMBART DE, Les Origines de la Reforme, Paris, 1995, 4v.
LEA, H. C., History of the Inquisition in the Middle Age, New York, 1888, 3v.
LEONARDO DA VINCI, Phaidon ed, London, 1943.
LEONARDO DA VINCI, Notebooks, arranged, rendered in to English, and introduced by Edward MacCurdy, New York, 1938, 2v.
LOMBARDIA: Vols. II and III of Attraverso L, Italia, issued by Touring Club Italiano, Milan, 1931, 2v.
MACHIAVELLI, NOCCOLO, Discourses, Modern Library.
MACHIAVELLI, NOCCOLO, History of Florence, London, 1851.

DILLON, EDWARD, Glass, New York, 1907.
DOPSCH, ALFONS, Economic and Social Foundations of European Civilization, New York, 1937.
DUHEM, P., Etudes sur Leonard de Vinci: Ceusx qu'il a lus et ceux qui l'ont lu, Paris, 1906 f, 3v.
EINSTEIN, ALFRED, The Italian Madrigal, Princetion, 1949, 3v.
ELLIS, HAVELOCK, Studies in the Psychology of Sex, Philadelphia, 1911, 6v.
EMERTON, EPHRAIM, The Defensor Pacis of Marsiglio of Padua, Harward University Press, 1920.
EMPORIUM: Rivista mensile d'arte e di cultura, LXXXIX, no. 534 (June, 1939), Bergamo.
ENCYCLOPAEDIA BRITANNICA, 11th ed. When so specified.
ENCYCLOPAEDIA BRITANNCIA, 14th ed. When no edition is specified.

FATTORUSSO, J., Wonders of Italy, Florence, 1930.
FATTORUSSO, J., Florence Album, Florence, 1935. (Part of preceding)
FAURE, ELIE, The Spirit of Forms, tr. Walter Pach, New York, 1937.
FERRARA, ORESTES, The Borgia Pope, Alexander VI, New York, 1940.
FIGGIS, J. N., From Gerson to Grotius. Cambridge University Press, 1916.
FOLIGNO, CESARE, The Story of Padua. London, 1910.
FREUD, SIGMUND, Leonardo da Vinci, New York, 1947.
FRIEDLANDER, L., Roman Life and manners under the Early Empire, London, n.d., 4v.

GARRISON, F., History of Medicine, Philadelphia, 1929.
GENOA, a Descriptive Booklet, Genoa, 1949.
GIBBON, EDWARD, Decline and Fall of the Roman Empire, Everyman's Library, 6v.
GIERKE, OTTO, Political Theories of the Middle Age, Cambridge University Press, 1922.
GREGOROVIUS, FERDINAND, History of the City of Rome in the Middle Ages, London, 1900, 8v.
GREGOROVIUS, FERDINAND, Lucrezia Borgia, London, 1901.
GRONAU, G., Titian, London, 1904.
GROVE, SIR GEORGE, Dictionary of Music and Musicians, 3rd ed., New York, 1928, 5v.

BRINTON, SELWYN, The Gonzaga Lords of Mantua, London, 1927.
BURCKHARDT, JACOB, The Civilization of the Renaissance in Italy, London, 1914.

CAMBRIDGE MEDIEVAL HISTORY, New York, 1924 f, 8v.
CAMBRIDGE MEDIEVAL HISTORY, New York, 1907 f, 12v.
CARDAN, JEROME, The Book of My Life (De vita propria liber), New York, 1930.
CARLYLE, R. W., History of Medieval Political Theory in the West, Edinburgh, 1928, 6v.
CARTWRIGHT, JULIA, Beatrice d'Este, London, 1928.
CARTWRIGHT, JULIA, Isabella d'Este, London, 1915, 2v.
CARTWRIGHT, JULIA, Baldassare Castiglione, London, 1908.
CASTIGLIONE, BALDASSARE, The Courtier, Everyman's Library.
CASTIGLIONI, A., History of Medicine, New York, 1941.
CELLINI, BENVENUTO, Autobiography, tr. J. A. Symonds, Garden City, New York, 1948.
CHUBB, THOMAS C., Aretino, Scourge of Princes, New York, 1940.
COMMINES, PHILIPPE DE, Memoirs, London, 1900, 2v.
CORNARO, L., Art of Living Long (De vita sobria), Milwaukee, 1903.
COULTON, G. G., The Black Death, New York, 1930.
COULTON, G. G., Five Centuries of Religion, Cambridge University Press, 1923 f, 4v.
COULTON, G. G., From St. Francis to Dante, a tr. of the Chronicle of Salimbene, London, 1908.
COULTON, G. G., Inquisition and Liberty, London, 1938.
COULTON, G. G., Life in the Middle Ages, Cambridge University Press, 1930, 4v.
COULTON, G. G., Medieval Panorama, New York, 1944.
CRAVEN, THOMAS, Treasury of At masterpieces, revised ed., New York, 1952.
CREIGHTON, MANDELL, History of the Papacy during the Reformation, London, 1882, 4v.
CROWE BENEDETTO, Ariosto, Shakespeare, and Corneille, New York, 1920.
CROWE, J. A., and CAVALCASELLE, G. B., A New History of Painting in Italy, London.
CRIMP, C. G., and JACOB, E. F., The Legacy of the Middle Ages, Oxford, 1926.

DANTE, La Commedia divina, ed. Paget Toynbee, London, 1900.

BIBLIOGRAPHY

ABRAHAMS, ISRAEL, Jewish Life in the Middle Ages, Philadelphia, 1896.
ADAMS, BROOKS. The New Empire, New York, 1903.
ADDISON, JOSEPH, etal., The Spectator, New York, 1881, 8v.
ADDISON, JULIA D., Arts and Crafts in the Middle Ages, Boston, 1908.
ANDERSON, W.J., Architecture of the Renaissance in Italy, London, 1908.
ARETINO, PIETRO, Works: Dialogues, New York, 1926.
ARIOSTO, LODOVICO, Orlando furioso, Firenze, n.d.
ASCHAM, ROGER, The Scholemaster, London, 1863.
ASHLEY, W.J., Introduction to English Economic History and Theory, New York, 1894 and 1936, 2v.

BACON, FRANCIS, Philosophical Works, ed. J. M. Robertson, London, 1905.
BAEDEKER, KARL, Northern Italy, London, 1913.
BALCARRES, LORD, Evolution of Italian Sculpture, London, 1909.
BANDELLO, MATTEO, Novels, tr. Payne, London, 1890, 6v.
BARNES, H. E., History of Western Civilization, New York, 1935, 2v.
BASLER, E., Leonardo, Collection des Maitres, Braun, Paris, n.d.
BEARD, MIRIAM, History of the Business Man, New York, 1938.
BEAZLEY, C.R., The Dawn of Modern Geography, Oxford, 1906, 3v.
BERENSON, BERNARD, Florentine Painters of the Renaissance, New York, 1912.
BERENSON, BERNARD, North Italian Painters of the Renaissance, New York, 1927.
BERENSON, BERNARD, Study and Criticism of Italian Art, London, 1901-17, 3v.
BERENSON, BERNARD, Venetian Painters of the Renaissance, New York, 1897.
BEUF, CARLO, Cesare Borgia, Oxford University Press, 1942.
BOCCACCIO, GIOVANNI, Amorous Fiammetta, New York, 1931.
BOCCACCIO, GIOVANNI, Decameron, New York, n.d.
BOISSONNADE, P., Life and Work in Medieval Europe, New York, 1927.

42. I, 73.
43. I, 64.
44. I, 55.
45. I, 74.
46. II, 26.
47. II, 12.
48. II, 28.
49. Ibid.
50. II, 34-5.
51. II, 37.
52. Notes by Symonds, p.415.
53. I, 58.
54. Symonds, *Michelangelo*, 484.
55. Vasari, IV, 134, *Michelangelo*.
56. Ibid., 140.
57. 148.
58. Symonds, *Michelangelo*, 501.

58a. Ellis, H., *Studies in the Psychology of Sex*, Vol. II, *Sexual Inversion*, 19.
59. Maulde, 182.
60. Symonds, 377; Taine, *Italy: Rome and Naples*, 188.
61. Symonds, 442.
62. Vasari, IV, 198.
63. Symonds, 490.
64. Vasari, IV, 219.
65. Ibid., 203.
66. Ruskin, *Modern Painters*, Part I, ch. ii. end.
67. Symonds, 372.
68. Balcarres, Lord, *Evolution of Italian Sculpture*, 271; Spengler, O., *Decline of the West*, I, 276.

10. Ariosto, *Orlando furioso*, xlvi, 14.
11. Maulde, 391.
12. Symonds, *Lit.*, II, 399-400.
13. Ibid., 404.
14. Chubb, 205.
15. Aretino, *Dialogues*, p.55.
16. Aretino, 108, 83.
17. Roeder, 498.
18. Ibid., 441.
19. Taine, *Italy: Florence and Venice*, 289.
20. In Gronau, *Titian*, 46.
21. Chubb, 437.
22. Vasari, IV, 286.
23. Ruskin, *Stones of Venice*, I, 10.
24. Vasari, IV, 298.
25. In Mather, *Venetian Painters*, 340.
26. Soulier, G., *Le Tintoret*, 12.
27. Ibid., 19; Mather, 342.
28. Soulier, 115.
29. Ruskin, *Stones*, III, 285.
30. Ibid., 295.
31. Symonds, *Fine Arts*, 377.
32. Soulier, 75-6.
33. Ruskin, *Stones*, II, 243.
34. Siviero, R., *Catalogue of the Second National Exhibition of the Works of Art Recovered in Germany*, 45.
35. Mather, *Venetian Painters*, *396*.
36. Ibid., 168.
37. 416; Venturi and Skira-Venturi, *Italian Painting: The Creators of the Renaissance*, 164.
38. Ruskin, *Stones*, II, 10.
39. Quoted by E. Herriot in a lecture at Cannes, Jan., 1951.

CHAPTER - XXIII

1. Thompson, J. W., 376.
2. Adams, Brooks, *The New Empire*, 90.
3. Cf. Barnes, H. E., *History of Western Civilization*, I, 867.
4. Robertson, J. M., I, 469.
5. Symonds, *Catholic Reaction*, I, 33.
6. Ibid., 38, 234-334; Sismondi, 763.
7. Symonds, *Catholic Reaction*, I, 273.
8. Coulton, *Medieval Panorama*, 679.
9. Ranke, *History of the Popes*, I, 181.
10. Guicciardini, X, 257.
11. Ibid., 258.
12. Cardan, Jerome, *Book of My Life*, ch. ii.
13. Ibid., ch. vi.
14. Hallam, H., *Literature of Europe*, I, 451-2.
15. Duhem, *Leonardo*, I, 229f; Wolf, A., *History of Science, Technology and Philosophy in the Sixteenth and Seventeenth Centuries*, 537.
16. Cardan, ch. xiii.
17. Ch. xiv.
18. Prologue.
19. Walsh, *The Popes and Science*, 116.
20. Cornaro, 43-7.
21. Ibid., 66-72.
22. Ibid., 79, 92, 103.
23. Ibid., Introd., 31. Addison, in No. 195 of *The Spectator*, III, 328, makes good use of Cornaro's treatise.
24. Hallam, II, 88.
25. Ibid., 119; Robertson, I, 470.
26. Hallam, II, 260.
27. Bandello, III, 123.
28. Holzknecht, *Backgrounds of Shakespeare*, 243.
29. *Cambridge Modern History*, III, 400-4.
30. Cellini, ii, 99.
31. Ibid., ii, 70.
32. James, *Bologna*, 317.
33. Vasari, III, 237, *Pontormo*.
34. Ibid., 245.
35. Cellini, i, 2.
36. Ibid., i, 14.
37. I, 26.
38. I, 52.
39. II, 33.
40. II, 50.
41. I, 51

115. Pastor, V, 181.

CHAPTER – XXI

1. The phrase is from Michelet, *Histoire de France*, III, i, 2, p.5.
2. Lacroix, Paul, *Arts of the M.A.*, 99.
3. Guicciardini, I, 147.
4. Guizot, *History of France*, II, 554.
5. *Cambridge Modern History*, I, 240.
6. Roscoe, *Leo X*, I, 200-1.
7. Prescott, II, 307.
8. Guizot, II, 511; Sismondi, 676.
9. Lacroix, *Prostitution*, II, 1130.
10. Pastor, VII, 105.
11. Ibid., 141; Roscoe, *Leo X*, II, 39; Guicciardini, VI, 382, however, thought that Leo agreed.
12. De Grassis in Roscoe, *Leo X*, II, 40.
13. Pastor, VII, 139.
14. Beuf, 222.
15. Guicciardini, VII, 266.
16. Pastor, IX, 27.
17. Chubb, 76.
18. Symonds, *Despots*, 440.
19. Pastor, IX, 73.
20. Burckhardt, 162.
21. Pastor, IX, 91-113.
22. Ibid., 125.
23. Cartwright, *Isabella*, II, 232.
24. Tr. Symonds, *Ital. Lit.*, II, 368.
25. Pastor, IX, 266.
26. Ibid., 271.
27. Guicciardini, VIII, 230f.
28. Pastor, IX, 304.
29. Ibid., 328.
30. 331.
31. Sismondi, 687.
32. Young, 330.
33. In Cartwright, II, 272.
34. Guicciardini, IX, 98, 113.
35. Pastor, IX, 362.
36. Ibid., 390-405; Cartwright, II, 260.
37. Pastor, IX, 400, 413.
38. Guicciardini, IX, 305; Lanciani, 108.
39. Ibid., 107.
40. Guicciardini, IX, 307.
41. Pastor, IX, 400.
42. Symonds, *Revival*, 444-5.
43. Guicciardini, IX, 308; Pastor, IX, 413.
44. Symonds, *Despots*, 444; Job, x, 18.
45. Guicciardini, IX, 320-2; Pastor, IX, 424.
46. In Cartwright, *Isabella*, II, 270.
47. Burckhardt, 123; Symonds, *Despots*, 445.
48. Guicciardini, X, 139.
49. Sismondi, 729; Symonds, *Despots*, 446.
50. Fattorusso, *Florence*, 192.
51. Sismondi, 731.
52. Symonds, *Michelangelo*, 279.
53. Young, 351.
54. Pastor, X, 199.
55. Vasari, II, 295, *Peruzzi*.
56. Symonds, *Michelangelo*, 441.
57. Ibid., 372.
58. 255.
59. Vasari, IV, 119n.
60. Symonds, *Michelangelo*, 267.
61. Ibid., 282.
62. 324.
63. *Cambridge Modern History*, II, 67.
64. Pastor, X, 235.
65. Ibid., 322.
66. Letter of Gregorio da Casale, Oct., 1534, in Young, 358.

CHAPTER – XXII

1. Burckhardt, *Cicerone*, in Vasari, IV, 320n.
2. Vasari, IV, 327.
3. Ibid., 329.
4. In Anderson, *Architecture of the Renaissance in Italy*, 145.
5. This section is especially indebted to Thomas Caldecott Chubb's *Aretino*.
6. Chubb, 46.
7. Vasari, III, 77, *Marcantonio Bolognese*.
8. In Chubb, 117.
9. Symonds, *Ital. Lit.*, II, 395.

36. Gregorovius, *Lucrezia*, 96.
37. Symonds, *Italian Lit.*, II, 225.
38. Maulde, 361.
39. Gregorovius, VIIIa, 306.
40. Lanciani, *Golden Days*, 67.
41. Ibid., 64.
42. Maulde, 360, 164.
43. Ibid., 27, 98.
44. Villari, I, 315.
45. Pastor, V, 105, 127.
46. Burckhardt, 416.
47. An example in Cartwright, *Isabella*, II, 288.
48. Maulde, 43.
49. Burckhardt, 456.
50. Maulde, 353; Sismondi, 747.
51. Ibid., 456.
52. Coulton, *From St. Francis to Dante*, 14.
53. In Symonds, *Italian Lit.*, II, 86.
54. Burckhardt, 346.
55. Molmenti, II, II, 92.
56. Burckhardt, 374.
57. Molmenti, 94; Taylor, *Leonardo*, 484.
58. Ibid.
59. Sismondi, 452.
60. Addison, Julia, *Development of Arts and Crafts in the Middle Ages*, 192.
61. Cagnola in Noyes, Milan, 133.
62. Cartwright, *Isabella*, II, 115.
63. Maulde, 131.
64. Ibid., 70-1.
65. Cartwright, *Beatrice*, 172.
66. Pastor, V, 17-9.
67. Symonds, *Despots*, 240f.
68. In Burckhardt, 404.
69. Ibid.
70. Pastor, VIII, 124.
71. Pastor, V, 107.
72. Ashley, W. J., *Introd. to English Economic History*, 447.
73. Pastor, V, 106.
74. *Cambridge Modern History*, I, 250; Symonds, *Despots*, 474.
75. Taine: *Rome and Naples*, 172.
76. Chubb, 23.
77. Guicciardini, III, 59.
78. Ibid., VII, 69; Machiavelli, *History*, vi, 4.
79. Pastor, V, 134.
80. Sismondi, 456.
81. James, *Bologna*, 138.
82. Schevill, *Siena*, 223.
83. Robinson and Rolf, 123.
84. Cartwright, *Isabella*, II, 59.
85. Lanciani, 99.
86. Brinton, *The Gonzaga Lords*, 88.
87. Fattorusso, 247.
88. Thorndike, *Science and Thought in the Fifteenth Century*, 53; Burckhardt, 374.
89. Friedlander, II, 176.
90. Wright, T., *Homes of Other Days*, 462.
91. Molmenti, II, II, 162.
92. *Decameron*, i, 1.
93. Molmenti, 231.
94. Villari, *Savonarola*, 246.
95. Gibbon, VI, 562.
96. Symonds, *Italian Lit.*, I, 397-8.
97. Vasari, II, 178-9, *Piero di Cosimo*.
98. Pastor, V, 48.
99. In Lang, P. H., *Music in Western Civilization*, 299.
100. Cellini, i, 32.
101. Lang, 302.
102. Castiglione, B., *The Courtier*, p.76.
103. Ibid.; *Oxford History of Music*, Introd. Volume, 215; Lang, 300.
104. *Oxford History*, Introd., 188.
105. In Einstein, Alfred, *The Italian Madrigal*, I, 39.
106. Symonds, *Ital. Lit.*, I, 217.
107. Einstein, 7.
108. Tr. Symonds, *Sketches*, II, 332.
109. Rabelais, *Pantagruel*, bk. iv, Prologue.
109a. Grove, *Dictionary of Music*, IV, 809.
110. Einstein, 7.
111. Luther, in Gregorovius, VIIIa, 249.
112. Ascham, *The Scholemaster*, 87.
113. Machiavelli, *Discourses*, i, 12.
114. Guicciardini, VIII, 354.

74. *Opere Inedite*, ii, 51, in Sismondi, 389.
75. *Ricordi*, cccxlvi, in Villari, II, 85; Guicciardini, *History*, III, 104.
76. Villari, II, 158-9.
77. Ibid., 325.
78. In Roeder, 209.
79. Cf. The letters in Villari, I, 469 and II, 48.
80. In Pastor, V, 160.
81. Machiavelli, *Discourses*, ii, 10.
82. Ibid., ii, 18.
83. In Villari, II, 344.
84. *Discourses*, iii, 43.
85. Ibid., proem to book ii.
86. Machiavelli, *History*, v, 1.
87. Machiavelli, *The Prince*, ch. xxv.
88. *Discourses*, i, 3; *Prince*, iii.
89. Robertson, I, 374.
90. *Discourses*, i, 11.
91. I, 12.
92. I, 11-12.
93. I, 10.
94. II, 2; iii, 1.
95. I, 12.
96. III, 1.
97. III, 41.
98. I, 9.
99. *History*, v, 2.
100. In Villari, II, 143.
101. *Discourses*, i, 9.
102. *Prince*, i.
103. *Discourses*, i, 12.
104. In Villari, II, 151.
105. *Prince*, xi-xiii; *History*, vi, 1.
106. In Pastor, V, 164.
107. *Prince*, xv.
108. *Prince*, xviii.
109. Ibid., xvii.
110. *Discourses*, iii, 19.
111. Ibid., i, 10.
112. *Prince*, xxi.
113. Ibid., viii.
114. XVIII.
115. Ibid.
116. VII, xvii.
117. XXVI.
118. Villari, II, 193; Treitschke, H. von, *Lectures on Politics*, 29.
119. Bacon, F., *De augmentis scientiarum*, vii, 2.
120. Hegel, *Philosophy of History*, in Symonds, *Despots*, 367.

<u>*CHAPTER – XX*</u>

1. Burckhardt, 485.
2. Coulton, *Medieval Panorama*, 192.
3. Platina, *Vitae*, in Burckhardt, 501.
4. Sismondi, 468.
5. Pastor, V, 84.
6. *Decameron*, i, 2 and 7.
7. Symonds, *Despots*, 458n.
8. In Roeder, 512.
9. Pastor, I, 31.
10. Molmenti, Part I, Vol. II, 222.
11. Aretino, *Dialogues*, p.82.
12. Guicciardini, *Considerazione* on Machiavelli's *Discourses* (i,12), in Villari, II, 151.
13. St. Cahterine of Siena in Coulton, *Five Centuries of Religion*, II, 399.
14. Pastor, V, 171-3.
15. Ibid.
16. Robertson, I, 369.
17. Burckhardt, 502.
18. Robertson, I, 369.
19. Pastor, VI, 443.
20. Pastor, X, 457-76.
21. Bandello, *Novels*, Vol. I, Part I, Story I; Maulde, 178.
22. Ibid.
23. Pastor, V, 113.
24. Lea, *Auricular Confession*, III, 417.
25. Pastor, V, 133; Symonds, *Despots*, 477.
26. Pastor, V, 132.
27. Aretino, *La cortigiana*, Act. iii, p.219 of *Works*.
28. Chubb, T.C., *Aretino*, 216.
29. Pastor, I, 26.
30. Molmenti, Part II, Vol. II, 239.
31. Ibid., 238.
32. Castiglioni, 464; Burckhardt, 400, who considers the estimate exaggerated.
33. Castiglioni, 464.
34. Molmenti, 250n.
35. Pastor, VIII, 121.

16. Ibid.
16a. Ibid., 548.
16b. Burckhardt, 508.
16c. Thorndike, IV, 761.
16d. Ibid., 435.
16e. Guicciardini, *Ricordi*, 57, in Burckhardt, 518.
16f. Robertson, J. M., *Short History of Freethought*, I, 369.
16g. Roscoe, *Leo X*, II, 253.
16h. Lacroix, Paul, *Science and Literature in the Middle Ages*, 290.
16i. Burckhardt, 211.
16j. Boccaccio, *Decameron*, viii, 9.
17. In Castiglioni, *History of Medicine*, 399.
18. Walsh, J. J., *The Popes and Science*, 75.
19. Ibid., 115.
19a. Cornaro, L., *Art of Living Long*, 43f.
20. Castiglioni, 368.
20a. Cornaro, 92, 103.
20b. Ibid., Introd., 31.
20c. Ibid.
21. Lanciani, *Golden Days*, 87.
22. Molmenti, Part II, Vol. I, 159f.
23. Lanciani, 86.
24. Thorndike, *Science and Thought in the Fifteenth Century*, 221.
25. Sarton, IIIb, 1658.
26. Garrison, 187.
27. Molmenti, Part I, Vol. II, 54.
28. Pastor, V, 61.
29. Luther, *Table Talk*, in Pastor, V, 65.
30. Garrison, 191.
31. Ibid.
32. Lacroix, Paul, *History of Prostitution*, II, 1119.
33. Castiglioni, 454.
34. Lanciani, *Golden Days*, 84.
35. Sudhoff in Garrison, 191.
36. Castiglioni, 453.
37. Sarton, IIIa, 274.
38. Castiglioni, 465.
39. Ibid., 459; Lacroix, *Prostitution*, II, 951.
40. Molmenti, Part I, Vol. II, 262.
41. Robertson, *Freethought*, I, 369.
42. Ibid.
43. Owen, *Skeptics*, 215.
44. *Cambridge Modern History*, II, 703.
45. Pastor, V, 157.
46. Owen, 208.
47. Ibid.
48. 209.
49. *De incantatione*, ch. iii, in Symonds, *Italian Literature*, II, 476.
50. Ibid., ch. xii, in Symonds, op. cit., 477.
51. Owen, 201.
52. *De immortalitate animae*, ch. xiv.
52a. Ibid.
53. In Owen, 204.
54. Ibid.
55. *De fato*, iii, 7.
56. In *Cambridge Modern History*, II, 703.
57. Pastor, V, 157.
58. Molmenti, Part I, Vol. II, 1.
59. Burckhardt, 453.
60. Ranke, *History of the Popes*, I, 56.
61. Pastor, I, 27.
62. Pastor, X, 422.
63. *Encyclopaedia Britannica*, 11th ed., XXIII, 85a.
64. Symonds, *Italian Lit.*, II, 479.
65. Ibid.
66. Lea, *Inquisition in the M.A.*, III, 576.
67. Erasmus, Epistle xxvi, 34, in Robertson, J.M., *Freethought*, I, 370.
68. Guicciardini, I, 4.
69. Mather, F. J., *Western European Painting of the Renaissance*, 150.
70. In Villari, *Machiavelli*, I, 417.
71. Guicciardini, I, Introd. xvi.
72. Guicciardini, *Ricordi*, xxviii, in Burckhardt, 464, Pastor, VIII, 178, and Villari, *Machiavelli*, II, 86.
73. *Ricordi* civ and cclxvii, in Villari, *Machiavelli*, II, 86.

39. Pastor, VIII, 268.
40. Roscoe, I, 357.
41. Ibid., 287.
42. Ibid.
43. Maulde, 432.
44. Roscoe, II, 173.
45. Muntz, *Raphael*, 405; Symonds, *Italian Literature*, II, 147.
46. Roscoe, II, 299-302; Pastor, VIII, 238.
47. Ibid., 270.
48. Roscoe, II, 176.
49. Ibid., 110; Pastor, VIII, 184.
50. Roscoe, II, 110.
51. In Symonds, *Revival*, 499.
52. Ibid., 500.
53. Ibid., 503.
54. Ibid., 476.
55. Lanciani, *Ancient Rome*, 154f.
56. In Pastor, VIII, 362.
57. Symonds, *Michelangelo*, 195.
58. Vasari, IV, 75.
59. Pastor, VIII, 435.
60. Symonds, 219.
61. Ibid., 51.
62. Ibid., 52.
63. Vasari, IV, 213.
64. Ibid., 218.
65. Ibid., 212.
66 Symonds, *Fine Arts*, 268.
67 Symonds, *Michel.*, 203.
68. Ibid., 529.
69. 535.
70. 149.
71. Muntz, *Raphael*, 421.
72. Ibid., 422.
73. 420.
74. Ibid.
75. Vasari, II, 247-9, *Raphael*.
76. Winckelmann, *History of Ancient Art*, II, 316.
77. Muntz, *Raphael*, 462.
78. Roscoe, *Leo X*, I, 347.
79. Lanciani, *Golden Days*, 279-80.
80. Friedlander, II, 136; Pastor, VIII, 117.
81. Friedlander, l.c.
82. Ibid., 157.
83. Lanciani, *Golden Days*, 302.
84. Muntz, *Raphael*, 491.
85. *Time* Magazine, April 30, 1951, p.29.
86. Vasari, II, 238.
87. Lanciani, 230.
88. Vasari, II, 241.
89. Ibid., 247.
90. Matt. 17:1-3, 14f.
91. Vasari, II, 247.
92. In Mantegna, *L'oeuvre*, Introd., x.
93. Guicciardini, VII, 287; VIII, 11.
94. Ibid., VI, 412.
95. Ibid., VII, 129; Roscoe, *Leo X*, II, 200.
96. Cf. Ranke, *History of the Popes*, I, 309.
97. Pastor, VIII, 2.
98. Thompson, J. W., 423.
99. Pastor, VIII, 81, 151.
100. Ibid., 102.
101. 63-5.
102. Thompson, 423.
103. Pastor, VIII, 460.
104. Young, *Medici*, 296.
105. Pastor, VIII, 139.

CHAPTER – XIX

1. Poggio, *Facetiae*, in Burckhardt, 521.
2. Machiavelli, *Discourses*, i, 56.
3. Burckhardt, 519.
4. Ibid., 520.
5. Thorndike, Lynn, *History of Magic and Experimental Science*, IV, 562.
6. Jusserand, J. J., *English Wayfaring Life in the M.A.*, 377.
7. Ibid.
8. Aretino, *Ragionamenti del Zoppino*, in Burckhardt, 529; Sismondi, 744.
9. Ibid.
10. Pastor, V, 348.
11. Ibid., 349; Exodus, xxii, 18.
12. Pastor, V, 349.
13. Lea, H. C., *History of the Inquisition in the M.A.*, III, 540.
14. Sismondi, 745; Burckhardt, 528.
15. Lea, op. cit., 547.

120. Pastor, VI, 208.
121. Gregorovius, *Lucrezia*, 310.
122. Ibid., 31.
123. Roscoe, *Leo X*, I, 404.

CHAPTER --XVII

1. Pastor, V, 369.
2. Paris de Grassis in Roscoe, *Leo X*, I, 300.
3. Pastor, l.c.
4. Villari, *Machiavelli*, I, 367.
5. Pastor, VI, 215.
6. Ibid., 223.
7. Beuf, 364.
8. Machiavelli, *Discourses*, i, 27.
9. Creighton, IV, 117.
10. Ibid., 123.
11. Ibid., 124.
12. Ibid., 127.
13. Guicciardini, V, 90.
14. Creighton, IV, 163n.
15. Ibid., 130n.
16. Guicciardini, VI, 111.
17. Muntz, *Raphael*, 293.
18. Symonds, *Michelangelo*, 92-4.
19. Pastor, VI, 469f.
20. New York *World*, May 12, 1928.
21. Nietzsche, Letter to Brandes, in Huneker, *Egoists*, 251.
22. Vasari, ed., Blashfield and Hopkins, IV, 37n, *Michelangelo*.
23. Ibid., 38.
24. In Symonds, *Michelangelo*, 7.
25. Cellini, *Autobiography*, i, 13.
26. Symonds, *Mich.*, 134.
27. Ibid., 44.
28. Ibid., 45.
29. Maulde, 313.
30. Symonds, *Mich.*, 58.
31. Vasari, IV, 59.
32. Symonds, 70.
33. Ibid., 100.
34. Cellini, i, 12.
35. Condivi in Symonds, 111.
36. Symonds, 125.
37. Vasari, IV, 89.
38. Condivi in Symonds, 139.
39. Faure, E., *Spirit of Forms*, 139.
40. Vasari, IV, 91.

CHAPTER - XVIII

1. Montalembert, *Monks of the West*, I, 81.
2. Roscoe, *Lorenzo*, 285.
3. Guicciardini, VI, 114.
4. Roscoe, *Leo X*, I, 344.
5. Guicciardini, VII, 68.
6. Ibid., VI, 117.
7. Creighton, IV, 182.
8. *Cambridge Modern History*, II, 14; Gregorovius, *History of Rome*, VIIIa, 294; Creighton, IV, 181n. All these rest on the *Relazione* of Marimo Giorgio, the Venetian ambassador, and on Prato's *Storia Milanese*; probable but inconclusive evidence, since Giorgio did not take up residence in Rome till 1515.
9. Pastor, VIII, 391.
10. Ibid.
11. Ibid., 84.
12. Roscoe, *Leo X*, II, 259.
13. Ibid., 388; Pastor, VIII, 79.
14. Muntz, *Raphael*, 409.
15. Taine, *Italy: Rome and Naples*, 185.
16. Pastor, VIII, 74.
17. Roscoe, II 391.
18. Burckhardt, 185.
19. Pastor, VIII, 160, 162.
20. Ibid., 163-4.
21. Lanciani, *Golden Days of the Renaissance in Rome*, 321.
22. Burekhardt, 387.
23. Gregorovius, VIIIa, 407.
24. Lanciani, 58.
30. Roscoe, II, 82; Pastor, VIII, 127.
31. Gregorovius, VIIIa, 302.
32. Lanciani, 108.
33. Pastor, VIII, 121.
34. Cartwright, *Isabella*, II, 116.
35. Gregorovius, VIIIa, 309, 311.
36. Rashdall, H., *Universities of Europe in the M.A.*, II, 39.
37. Roscoe, I, 342.
38. Huizinga, *Waning of the Middle Ages*, 62.

pronounce any certain opinion."
53. Pastor, V, 501.
54. Gregorovius, 220; Burckhardt, 110.
55. Beuf, 41.
56. Gregorovius, 57.
57. Beuf, 97.
58. Cartwright, *Isabella*, I, 178.
59. Beuf, 7; Sacerdote, 207.
60. Ferrara, 291.
61. Burckhardt, 112; Creighton, IV, 3-4.
62. Id., III, 6n; Ferrara, 293.
63. Richard Garnett in *Cambridge Modern History*, I, 238.
64. In Beuf, 155.
65. Ferrara, 308.
66. Beuf, 194.
67. Ibid., 223.
68. Creighton, IV, 27.
69. Ibid.
70. Ibid., 29; Sacerdote, 806.
71. Guicciardini, III, 137; Machiavelli, *Relation of the Murder of Vitellezzo*, in Appendix to *History of Florence*, pp.491-6.
72. Beuf, 292.
73. Ibid.
74. Ibid and 296.
75. Creighton, IV, 36.
76. Ibid., 40.
77. Beuf, 290.
78. Beuf, 252-8.
79. Beuf, 131.
80. Beuf, 66, 177; Guicciardini, III, 129.
81. Portigliotti, 83.
82. Villari, *Machiavelli*, I, 323.
83. Burckhardt, 116.
84. Pastor, VI, 128.
85. Beuf, 305-7.
86. Ferrara, 326.
87. Burckhardt, 115; Villari, *Machiavelli*, I, 323.
88. Cartwright, *Isabella*, I, 327.
89. Creighton, IV, 30, 40; *Cambridge Modern History*, I, 242; Beuf, 307.
90. Symonds, *Despots*, 426.
91. Burckhard, *Diarium*, ed. Celani, II, 303, in Portigliotti, 54.
92. Ferrara, 337; Gregorovius, *Lucrezia*, 178.
93. Ferrara, 337.
94. Gregorovius, 177; Ferrara, 336, Creighton, IV, 50n, accepts the tale.
95. Gregorovius, 189.
96. Ferrara, 252.
97. Ibid., 251.
98. Gregorovius, 108, 330.
99. Creighton, III, 264.
100. There are different accounts of Alfonso's death; the text follows the despatches of the Venetian ambassador Capello as given in Creighton, IV, 257-62. Pastor (VI, 77) suggests that Alfonso was slain by his own bodyguard.
101. Cf. Gregorovius, *Lucrezia*, 175.
102. Cartwright, *Isabella*, I, 205.
103. Creighton, IV, 21; Pastor, V, 399; Gregorovius, 175.
104. Ibid., 167.
105. Ibid., 213.
106. Ibid., 222; Friedlander, L., *Roman Life and Manners*, II, 176.
107. Gregorovius, 246-8.
108. Ibid., 290.
109. *Cambridge Modern History*, I, 241; Pastor, VI, 132; Sacerdote, 683; Villari, *Machiavelli*, I, 327; Lanciani, 76; Ferrara, 400; Roscoe, *Leo X*, I, 469; Beuf, 318. Portigliotti, 129-37, defends the poison theory.
110. Lanciani, 76.
111. Portigliotti, 127.
112. Gregorovius, 289.
113. Guicciardini, III, 228.
114. Machiavelli, *Prince*, ch. xviii.
115. Pastor, VI, 137.
116. Roscoe, *Leo X*, I, 195.
117. Creighton, IV, 44-50,
118. *Cambridge Modern History*, I, 241-2.
119. Creighton, IV, 57.

53. Ibid., 352-4; Creighton, IV, 318.
54. Creighton, III, 126.
55. Ibid.
56. Burckhardt, 108; Pastor, V, 354.
57. Pastor, V, 317; Creighton, III, 126.
57a. La Tour, II, 13.
58. Pastor, V, 361-2.
59. Creighton, IV, 297-8.
60. Creighton, III, 126.
61. Ibid., 135.
62. In Taine, *Italy: Rome and Naples*, 171.
63. Creighton, III, 153; *Cambridge Modern History*, I, 225.

CHAPTER - XVI

1. Ferrara, *Borgia Pope*, 55-62; Pastor, II, 541-2.
2. Creighton, III, 162.
3. Pastor, II, 455.
4. Beuf, *Cesare Borgia*, 19; Gregorovius, *Lucrezia*, 10.
5. Ibid., 18, 20.
6. Rescoe, *Lea X*, I, 24.
7. Gregorovius, *Lucrezia*, 352.
8. Id., IV, 324.
9. *Cambridge Modern History*, I, 225; Ferrara, 66; Creighton, III, 159.
10. Ferrara, 51; Pastor, V, 366; Gregorovius, 17.
11. Creighton, III, 160n.
12. *Cambridge Modern History*, I, 226.
13. Pastor, V, 385.
14. Sacerdote, G., *Cesare Borgia*, 94.
15. In Creighton, III, 47.
16. *Cambridge Modern History*, I, 234.
17. Vasari, II, 116, *Pinturicchio*.
18. Ferrara, 310.
18a. La Tour, II, 39.
19. Pastor, V, 396; Burckhardt, 109.
20. Portigliotti, 28f.
21. Guicciardini, I, 19-20.
22. Creighton, III, 168.
23. Ibid., 194-5, quoting the letters as given in Burckhard's *Diarium*.
24. Creighton, III, 196; Pastor, V, 429; *Cambridge Modern History*, I, 229.
24a. Guicciardini, I, 209.
25. Creighton, III, 206; *Cambridge Modern History*, I, 231.
26. Ibid., 230.
27. Pastor, V, 381.
28. Ferrara, 163.
29. Roscoe, *Leo X*, I, 394.
30. Guicciardini, I, 29.
31. Gregorovius, 75.
32. Creigthon, III, 175; Gregorovius, 39, 62; Portigliotti, 47.
33. Ferrara, 164.
34. Creighton, III, 176; Gregorovius, 65.
35. Portigliotti, 45, 48, 61.
36. Burckhard, *Diarium*, iii, 227, in Creighton, IV, 49n.
37. Boccaccio, Ferrarese ambassador, in Symonds, *Despots*, 417; Portigliotti, 56.
38. Gregorovius, 75.
39. Lea, *Auricular Confession*, III, 211f.
40. Guicciardini, III, 26; Pastor, VI, 153-4.
41. Guicciardini, III, 26; Creighton, IV, 13-4.
42. Portigliotti, 66.
43. In Villari, *Machiavelli*, I, 321.
44. Portigliotti, 66.
45. Ferrara, 318.
46. Villari, 1.c.
47. Cf. Ferrara, ch. xxi.
48. Ibid., 309.
49. Ferrara, 246; Sacerdote, 198f.
50. Ibid., 221.
51. Ibid., 202.
52. Ferrara, 246; Pastor, V, 512, and Roscoe, Leo X, I, 154, acquit Caeser Borgia; Gregorovius, *Lucrezia*, 106; Beuf, 76-8; and Symonds, *Despots*, 425 accuse him; Creighton, III, 258, concludes that it is impossible to

6. Creighton, I, 147.
7. Ibid., 168.
8. Gierke, *Political Theories of the Middle Age*, 52, 59; Hearnshaw, *Medieval Contributions to Civilization*, 67.
9. Emerton, E., *Defensor Pacis of Marsiglio of Padua*, 70-2.
10. Pastor, I, 184.
11. Niem in Milman, VII, 235n.
12. Creighton, I, 273.
13. Milman, VII, 460.
14. Figgis, J. N., *From Gerson to Grotius*, 41.
15. In Ogg, F. A., *Source Book of Medieval History*, 391.
16. Creighton, I, 297.
17. *Cambridge Medieval History*, VII, 8n.
18. Creighton, IV, 8.
19. In Pastor, I, 241.
20. Creighton, II, 272; Pastor I, 284.
21. Creighton, IV, 44.
22. Ogg, 393-7.
23. Pastor, II, 215.
24. *Cambridge Medieval History*, IV, 620f; Pastor, II, 258.
25. Creighton, IV, 71.

CHAPTER - XV

1. Gibbon, *Decline and Fall*, VI, 558.
2. Lanciani, *Golden Days of the Renaissance*, 78-80.
3. Burckhardt, 105.
4. Roscoe, *Leo X*, I, 435.
5. Cf. Pastor, VII, 104.
6. Pastor, I, 169.
7. Pastor, II, 180; Hare, *Walks in Rome*, 167.
8. In Creighton, III, 111n.
9. Pastor, II, 14; Symonds, *Revival*, 222-5.
10. Ibid., 226.
11. Pastor, II, 193.
12. Pastor, II, 200.
13. Burckhardt, 188.
14. Pastor, II, 198.
15. Sismondi, 613.
16. Vasari, II, 31, *Bernardino Rossellino*.
17. Lea, *Auricular Confession*, III, 202.
18. Pastor, II, 102.
19. Creighton, II, 308f.
20. Pastor, II, 272f.
21. Ibid., 313.
21a. La Tour, P. Imbart *de, Les origines de la Reforme*, II, 7, 14.
22. Creighton, II, 245.
23. Ibid., 246.
24. Ibid., 247.
25. Platina, *In vitas summorum pontificum*, in Whitcomb, *Source Book*, 69.
26. Creighton, II, 483.
27. Ibid.
28. Burckhardt, 305.
29. Creighton, II, 483.
30. Sellery, 239.
31. Platina in Whictomb, 65.
32. Creighton, II, 488.
33. Platina, 1.c.
34. Ibid., 66.
35. Vasiliev, *History of the Byzantine Empire*, II, 442.
36. Pastor, III, 324.
37. Ibid., 256.
38. Creighton, IV, 209.
39. Thompson, J. W., 297.
40. Pastor, IV, 41-5; Villari, *Machiavelli*, I, 106-7; Burckhardt, 280, 505.
41. Ferrara, O., *The Borgia Pope*, 95.
42. Pastor IV, 238-44; Creighton, III, 63-6.
43. Ibid., 75.
44. Symonds, *Despots*, 388.
45. Ibid., 398n.
46. Cf. Creighton, III, 115, 285; Pastor, IV, 416.
47. Soriano in Symonds, *Despots*, 394n; Pastor, IV, 428.
48. Symonds, *Despots*, 394.
49. Pastor, V, 236-8.
50. Vespucci in *Cambridge Modern History*, I, 222.
51. Creighton, III, 120.
52. Ibid., 154-5; Pastor, V, 351.

31. Vasari, II, 47, *The Bellini.*
32. Mather, F. J., *Venetian Painters,* 91.
33. Molmenti, Part I, Vol. II, 160.
34. Carlo Ridolfo in Mather, 195.
35. Mather, 206.
36. Gronau, 28.
37. Ibid., 38.
38. Ibid., 35.
39. Ibid., 62.
40. Mather, 300.
41. *Lombardia,* II, 85.
42. Renard, G., *Guilds of the Middle Ages,* 36; Dillon, E., *Glass,* 222.
43. Quoted by Alan Moorehead in *The New Yorker,* Feb. 24, 1951.
44. Symonds, *Revival,* 369.
45. Putnam, G. H., *Books,* I, 438.
46. Symonds, *Revival,* 381.
47. Ibid., 411; Gregorovius, *Lucrezia,* 305; Noyes, *Ferrara,* 163.
48. Pastor, VIII, 191.
49. *Cambridge Modern History,* I, 564; Symonds, *Revival,* 398.
50. Maulde, 366-7.
51. Berenson, B., *Venetian Painters,* 31.
52. Vasari, III, 48, *Veronese Artists.*
53. Ibid., 49.
54. Ibid., 30, *Giov. Fr. Caroto.*

CHAPTER - XII

1. Stoecklin, *Le Correge,* 21.
2. Vasari, II, 175, *Corregio.*
3. James, E. E. C., *Bologna,* 301.
4. Vasari, II, 118, *Francia.*
5. Ibid., 122.
6. Berenson, *North Italian Painters,* 70.
7. James, E. E., 355.
8. Vasari, II, 123.
9. Sismondi, 737.
10. Symonds, *Sketches,* II, 17.
11. Burckhardt, 454.
12. Sismondi, 737.
13. Villari, *Machiavelli,* I, 117-8; Pastor, III, 117.
14. Symonds, *Sketches,* II, 20.
15. Burckhardt, 454.
16. Pastor, III, 117.
17. *Miniatures de la Renaissance,* 79.
18. Muntz, *Raphael,* 5.
19. Castiglione, *The Courtier,* 231.
20. Roeder, *Man of the Renaissance,* 175.
21. Cartwright, *Isabella,* I, 110.
22. Maulde, 294.
23. Roeder, 222.
24. Ibid., 397.
25. Castiglione, 188.
26. Ibid., 310.
27. Ibid., 304.
28. Ibid., 306.
29. Ibid., 286.
30. Cartwright, *Baldassare Castiglione,* II, 430.

CHAPTER – XIII

1. Burckhardt, 226.
2. Pastor, I, 13-7; Villari, *Machiavelli,* I, 96-7; Symonds, *Revival,* 258.
3. Cf. Sellery, *Renaissance,* 202f.
4. Pastor, I, 19-21; Villari, *Machiavelli,* I, 98.
5. Pastor, V, 115; Burckhardt, 36-7; Villari, *Machiavelli,* I, 58; Sismondi, 739; Symonds, *Age of the Despots,* 570-2; but these rely on Paolo Giovio, an historian favorable to the popes.
6. Burckhardt, 267.
7. In Portogliotii, *The Borgias,* 60.
8. In Symonds, *Revival,* 469.

CHAPTER – XIV

1. Pastor, I, 117; Creighton, I, 566-9.
2. In Pastor, I, 124.
3. Coulton, *Medieval Panorama,* 486.
4. Pastor, VII, 339; Creighton, I, 161.
5. Lea, H. C., *History of Auricular Confession,* III, 65.

9. Crowe, III, 104, 106.
10. Vasari, II, 18; *Gentile da Fabriano.*
11. Matarazzo, *Cronaca*, in Symonds, *Sketches*, III, 134-5.
12. In Villari, *Machiavelli*, I, 355.
13. Symonds, *Sketches*, III, 129.
14. Crowe, III, 293.
15. Ibid., 183.
16. Vasari, II, 133, *Perugino.*
17. Thorndike, L., *History of Medieval Europe*, 675-6.
18. Vasari, II, 132, *Perguino*; Crowe, III, 223.
19. Symonds, Fine Arts, 297n.

<u>*CHAPTER – IX*</u>

1. Brinton, *The Gonzaga Lords of Mantua*, 91.
2. Mantegna, *L'oeuvre*, xiv.
3. Cartwright, *Isabella*, I, 362.
4. Ibid., 83.
5. Ibid., 152.
6. Ibid., 4.
7. Ibid., 288.
8. Maulde, *Women of the Renaissance*, 432.
9. Cartwright, *Isabella*, II, 381.

<u>*CHAPTER – X*</u>

1. Gregorovius, *Lucrezia Borgia*, 267.
2. Noyes, *Ferrara*, 82.
3. Ibid., 136.
4. Burckhardt, 47.
5. Ariosto, *Orlando furioso*, xxxiii, 2.
6. Noyes, *Ferrara*, 83.
7. Ibid., 82-4.
8. Symonds, *Revival*, 298-301.
9. Burckhardt, 323.
10. Carducci in Villari, *Machiavelli*, I, 410.
11. Ariosto, *I Suppositi*, Prologue.
12. Cf. Symonds, *Italian Literature*, I, 496n, and Ariosto, Satire ii, 94-9.
13. *Orlando furioso*, x, 95-6.
13a. Cf. Croce, *Ariosto, Shakespeare and Corneille*, 65.
14. *Orlando furioso*, x, 84.
15. Satire vii, tr. Symonds.
16. In Symonds, *Italian Literature*, II, 323.
17. Rabelais, *Pantagruel*, ii, I, 7.
18. Gregorovius, *Lucrezia*, 362.

<u>*CHAPTER – XI*</u>

1. Comines, *Memoirs*, vii, 17.
2. Molmenti, P., Part I, Vol. II, 62.
3. Young, *Medici*, 28.
4. Beazley, *Dawn of Modern Geography*, 474.
5. Thompson, J. W., *Economic and Social History*, 490.
6. Guicciardini, IV, 359.
7. Speech of Mocenigo, in Sismondi, 534n.
8. Molmenti, 1.c., 42.
9. Ibid., 33.
10. Sismondi, 788.
11. Molmenti, 30.
12. Sismondi, 789.
13. Ibid.
14. Molmenti, 37-9.
15. Ibid., 94.
16. Burckhardt, 63.
17. *Cambridge Modern History*, I, 263; Molmenti, 12; Villari, *Machiavelli*, I, 464, 466; Foligno, *Padua*, 141.
18. Machiavelli, *History*, vi, 4.
19. Molmenti, Part I, Vol. II, 98.
20. Id., Part II, Vol. II, 240.
21. Ibid.
22. Petrarch, Letter of Sept. 21, 1373, in Foligno, 126.
23. Molmenti, Part I, Vol. II, 269.
24. Ibid., 22.
25. *Cambridge Modern History*, I, 269.
26. Molmenti, Part I, Vol. II, 21.
27. *Cambridge Modern History*, I, 268.
28. Vasari, I, 357, *Antonello da Messina.*
29. Ibid., 358.
30. Gronau, G., *Titian*, 6.

57. *Sul volo*, in *Notebooks*, I, 441.
58. *Codice Atlantico*, 318 v.a.; *Notebooks*, I, 513.
59. Taylor, *Leonardo*, 225.
60. *Trattato*, # 10.
61. H 90 E 42 in *Notebooks*, II, 75.
62. Duhem, P., *Etudes sur Leonard de Vinci*, I, 20, 22, 30; III, 54f.
63. In Freud, *Leonardo da Vinci*, 102.
64. *Codice Atlantico*, 367 v.b. in *Notebooks*, II, 500.
65. Popham, plate 161.
66. G 96 v; *Notebooks*, I, 625.
67. Richter, I, 11, no.3.
68. *Codice Atlantico*, 190 r.a.
69. Quaderni v., 25 r, and F 41 v; *Notebooks*, I, 310, 298.
70. *Codice Atlantico*, 303 v.b.
71. Duhem, I, 25f.
72. Ibid., 25, 30; *Notebooks*, I, 302.
73. F 79 r; *Notebooks*, I, 330-1.
74. About 1338. Cf. D. Muntz, II, 9t.
75. *Codice Atlantico*, 155 r.b.; Leic 8 v, 9 r.v.
76. Richter, II, 265.
77. *Codice Atlantico*, 84 r.a.
78. Ibid., 160 v.a.
79. A 45 r; Leic 33 v; *Notebooks*, II, 21, 368.
80. Leic 36 r; *Notebooks*, II, 373.
81. E 8 v; *Notebooks*, I, 628.
82. B.M. 151 r; *Notebooks*, I, 602.
83. *Codice Atlantico*, 302 v.b., *Notebooks*, I, 529; Muntz, II, 71.
84. Muntz, II, 79.
85. B 6 r; *Notebooks*, I, 284.
86. *Codice Atlantico*, 345 v.b., *Notebooks*, I, 253.
87. *Codice Atlantico*, 244 r.a., *Notebooks*, I, 248.
88. Ricther, I, # #70-82.
89. Muntz, II, 78.
90. B.M. 57 v., *Notebooks*, II, 98.
91. Duhem, I, 204.
92. *Codice Atlantico*, 314, in Muntz, II, 75.
93. Vasari, II, 157.
94. Muntz, II, 87.
95. Ibid., 80.
96. *Notebooks*, I, 13.
97. Castiglioni, *History of Medicine*, 413-17.
98. Richter II, p.132; Muntz, II, 84.
99. Fogli B, 10 v; *Notebooks*, I, 124.
100. Taylor, *Leonardo*, 406.
101. Humboldt, A. von, *Kosmos*, II, 324, in Muntz, II, 60.
102. In Garrison, *History of Medicine*, 216.
103. F 41 r; *Notebooks*, II, 47.
104. *Codice Atlantico*, 345 v.b., *Notebooks*, I, 243.
105. In Muntz, II, 32n.
106. Richter, II, p.302, 363-4.
107. Ibid., II, p.369.
108. *Codice Atlantico*, B 70 r.a., *Notebooks*, II, 504.
109. F 5 r and 4 v; *Notebooks*, I, 295.
110. Taylor, *Leonardo*, 22.
111. Ibid., 462.
112. Muntz, II, 31.
113. *Codice Atlantico*, 51 r.b.
114. A 24 r; *Notebooks*, I, 538; Richter, II, p.285.
115. Taylor, 7.
116. Quoted in Muntz, II, 207.
117. Basler, *Leonardo*, 6.
118. Marcel Raymond in Taylor, 449-50.
119. *Notebooks*, I, 36.
120. Muntz, II, 22.
121. Taylor, 466.

CHAPTER – VIII

1. Sismondi, 593.
2. Vasari, I, 183, *Spinello*.
3. Id., II, 147, *Signorelli*.
4. E.g., Symonds, *Sketches*, III, 151.
5. Allegretto Allegretti in Symonds, *Age of the Despots*, 616.
6. Vasari, III, 286, *Sodoma*.
7. Ibid., 285.
8. *Emporium Magazine*, June, 1939, 354

15. In Cartwright, *Beatrice d'Este,* 165.
16. Cf., e.g., Cartwright, 78.
17. Sismondi, 741.
17a. In Noyes, *Milan,* 165.
18. Ibid., 183.
19. Cartwright, *Isabella d'Este,* I, 151.
20. Cartwright, *Beatrice d'Este,* 370-3.
21. Ibid., 141.
22. In Symonds, *Revival of Learning,* 273.
23. Cellini, *Autobiography,* i, 26.

CHAPTER – VII

1. *Leonardo da Vinci,* Phaidon, 21; Taylor, *Leonardo,* 49.
2. Ibid., 488.
3. *Codice Atlantico,* in Leonardo da Vinci, *Notebooks,* II, 502.
4. Fogli A. 10r in *Notebooks,* I, 106.
5. Vasari, II, 160, *Leonardo da Vinci;* Paolo Giovio in Phaidon *Leonardo,* 5.
6. Vasari, II, 162; *Codice Atlantico,* 167 v.c. in *Notebooks,* II, 394.
7. Muntz, *Leonardo,* I, 192.
8. Matteo Bandelli in Muntz, *Leonardo,* I, 184.
9. Ibid., 187.
10. In Taylor, *Leonardo,* 231.
11. Muntz, I, 185; Cartwright, *Beatrice,* 138.
12. E.g., Muntz, II, 123.
13. MS. B 83 v in *Notebooks,* II, 204; illustration facing p.212.
14. *Notebooks,* II, 212.
15. Popham, A. E., *Drawings of Leonardo da Vinci,* plate 309.
16. Ibid., plate 308.
17. Muntz, II, 96.
18. B. M. 35 r in *Notebooks,* II, 96.
19. Popham, plates 305, 298, 303.
20. Phaidon *Leonardo,* 19.
21. Ibid., 16, quoting a 1540 *Life of Leonardo.*
22. Muntz, II, 158.
23. Ibid., 124.
24. Vasari, II, 166, *Leonardo.*
24a. Phaidon *Leonardo,* 23.
25. Taylor, R. A., *Leonardo,* xii.
26. Andrea Corsali, writing to Giuliano de' Medici in 1515, in Muntz, I, 17.
27. Vasari, II, 157.
28. *Trattato della pittura,* 27 v. in *Notebooks,* II, 261.
29. MS 2037, Bibliotheque Nationale, 10r in *Notebooks* II, 177.
30. A 56 in *Notebooks,* II, 24.
31. Berenson, *Florentine Painters,* 68.
32. Quaderni III, 12 v in *Notebooks,* II, 529.
33. Richter, J. P., *Literature Works of L.da V.,* II, 385-92; Muntz, I, 82-4.
34. In Muntz, II, 19.
35. *Notebooks,* I, 363; II, 13, 287-92.
36. *Trattato* 31 r and 30 v; *Notebooks,* 267-9.
37. Richter, I, #10.
38. *Trattato* 2 r; Bibl. Nat. ms. 2038; *Notebooks,* II, 235.
39. In Taylor, *Leonardo,* 355.
40. *Trattato,* 20 r; *Notebooks,* II, 245.
41. B 16 r and 15 v in *Notebooks,* II, 424.
42. Vasari, II, 157.
43. Usher, in Nussbaum, 80.
44. *Life Magazine,* July 17, 1939.
45. *Notebooks,* I, 25.
46. *Encyclopaedia Britannica,* 11th ed., XXI, 230c.
47. A 27 v.a.; *Notebooks,* II, 437.
48. *Codice Atlantico,* 381 v.a.; *Notebooks,* I, 515.
49. *Codice Atlantico,* 45 r.a.; *Notebooks,* I, 442.
50. *Sul volo,* in *Notebooks,* I, 436.
51. Ibid., 437.
52. *Codice Atlantico,* 161 r.a.; *Notebooks,* I, 511.
53. Popham, 317-8.
54. *Notebooks,* I, 427.
55. B 83 v; *Notebooks,* I, 517.
56. B 89 r; *Notebooks,* I, 519.

24. In Roscoe, *Lorenzo,* 311.
25. Vasari, *Life of Rustici.*
26. Vasari, II. 98. *Andrea Verrocchio.*
27. Muntz, E., *Raphael,* 146.
28. Berenson, B., *Study and Criticism of Italian Art,* 2.
29. Vasari, II, 23, Benozzo Gozzoli.
30. Berenson, *Florentine Painters of the Renaissance,* 63; Taine, H. A., *Italy: Florence and Venice,* 127.
31. In *The Martyrdom of St. Peter* in the Brancacci Chapel.
32. Vasari, II, 85, 87, *Botticelli.*
33. Crowe and Cavalcaselle, II, 431-3.
34. Von Reumont, *Lorenzo il Magnifico,* II, 590, Creighton, III, 296-8, and Roscoe, *Lorenzo,* 327, accept Politian's account; Villari, *Savonarola,* 168-72, prefers Pico's. Politian's third condition seems too innocuous to be historic.
35. Machiavelli, *History,* viii, 7; Guicciardini, I, 10.
36. Roscoe, *Lorenzo,* 334.

CHAPTER – V

1. Noyes, *Ferrara,* 98.
2. In Roeder, R., *The Man of the Renaissance,* 6.
3. Ibid., 5.
4. Ibid.
5. Savonarola, 28th Sermon on Ezekiel.
6. In Villari, *Savonarola,* 126.
7. In Roeder, 25.
8. Villari, *Savonarola,* 129.
9. Symonds, *Italian Literature,* I, 386.
10. Villari, 183.
11. Ibid., 189.
12. Guicciardini, I, 173.
13. Villari, 343.
14. Roeder, 57.
15. Villari, 330.
16. Ibid., 329.
17. Guicciardini, II, 391.
18. *Cambridge Modern History,* I, 672 and ch. xix.
19. Villari, 393.
20. Ibid., 376.
21. Ibid., 390.
22. Ibid., 400.
23. Ibid., 401.
24. Ibid., 406.
25. Ibid., 410.
26. Ibid., 474.
27. *Cambridge Modern History,* I, 179.
28. Lenten sermons of 1497, no. 22, in Villari, 516-8.
29. Sermon no. 28, in Villari, 519-20.
30. Villari, 522.
31. *Cambridge Modern History,* I, 179.
32. Villari, 601.
33. Ibid., 645.
34. *Cambridge Modern History,* I, 182.
35. Vasari, II, 176, *Piero di Cosimo.*
36. Id., III, 319, *Lombard Artists.*
37. Crowe, III, 562.

CHAPTER – VI

1. Beard, 134.
2. Boissonnade, 326.
3. Pastor, V, 126.
4. Sismondi, 746; Burckhardt, 296.
5. Ibid., 297.
6. Hollway-Calthrop, 14.
7. Thompson, J. W., *Economic and Social History,* 236.
8. Noyes, *Milan,* 132.
9. Thompson, 460; calculations made by Schmoller from governmental archives.
10. Burckhardt, 14; Symonds, *Age of the Despots,* 151.
11. Machiavelli, *History,* vii, 6; Sismondi, 620-1.
12. Cartwright, J., *Beatrice d'Este,* 260.
13. Muntz., E., *Leonardo da Vinci,* I, 103.
14. Taylor, R., *Leonardo,* 104.

14. Machiavelli, *History*, iv, 6-7.
15. Beard, M., 152.
16. Villari, P., *Two First Centuries*, 358.
17. Sismondi, 598f; Beard, 152.
18. Burckhardt, 78.
19. Boissonnade, P., *Life and Work in Medieval Europe*, 299.
20. Roscoe, Wm., *Life of Lorenzo de' Medici*, 79.
21. Varhci, Benedetto, *Storia fiorentina*, end of book ix.
22. Ariosto, *Satires*, vii, 25.
23. *Cambridge Modern History*, I, 542.
24. Symonds, *Revival of Learning*, 104.
25. Ibid., 243.
26. Sismondi, 747.
27. Villari, *Machiavelli*, I, 89.
28. Pastor, I, 27.
29. Villari, *Machiavelli*, 83; Symonds, *Revival of Learning*, 234.
30. Villari, 1.c.
31. Pastor, II, 201.
32. Symonds, *Revival*, 237.
33. Burckhardt, 503.
34. Symonds, *Revival*, 240.
35. In Dopsch, *Economic and Social Foundations of European Civilization*, 2.
36. Vasari, *Lives*, II, 270, *Andrea da Fiesole*.
37. Fattorusso, 209.
38. Vasari, *Lives*, II, 299, *Baldassare Peruzzi*.
39. Beard, 153.
40. Symonds, *Fine Arts*, 134; *Cambridge Modern History*, I, 548.
41. Vasari, II, 52, *The Bellini Family*.
42. Baedeker, *Northern Italy*, 567.
43. Vasari, II, 306, *Andrea del Sarto*.
44. Ibid.
45. Sarton, IIIb, 1132.
46. Vasari, II, 239, *Raphael*.
47. In Taylor, R. A., *Leonardo*, 60.
48. Morey, C. R., *Medieval Art*, 340.
49. Vasari, II, 3, *Fra Filippo Lippi*.
50. Crowe and Cavalcaselle, *New History of Painting in Italy*, II, 324.
51. Symonds, *Sketches and Studies in Italy and Greece*, 21-6.
52. Machiavelli, *History*, vii, 1.
53. Guicciardini, Fr., *History of the Wars in Italy*, I, 181.
54. Machiavelli, *History*, vii, 1.
55. In Young, G. F., *The Medici*, 77.

CHAPTER – IV

1. Machiavelli, *History*, vii, 2.
2. Ibid.
3. *Cambridge Modern History*, I, 661; Roscoe, *Lorenzo*, 156-7.
4. Roscoe, 169.
5. Ibid., 278; Young, 220.
6. Sismondi, 659; Villari, *Life and Times of Savonarola*, 45; Beard, 156.
7. Machiavelli, viii, 7.
8. Guicciardini, I, 5.
9. Roscoe, *Lorenzo*, 235.
10. *Storia fiorentina*, ch. ix, in Villari, *Machiavelli*, I, 35.
11. Translation by Symonds, *Italian Literature*, I, 390.
12. Varhci, end of book ix.
13. Sellery, G. C., *The Renaissance*, 196.
14. Pastor, V, 154.
15. Villari, *Machiavelli*, I, 132.
16. Abrahams, I., *Jewish Life in the Middle Ages*, 421.
17. In Pater, W., *The Renaissance*, 32.
18. Translated from the Latin text as given in Burckhardt, 354-5.
19. Symonds, *Sketches*, II, 319-20.
20. Pulci, *Morgante maggiore*, i, 54f, in Owen, 151.
21. XVIII, 115f, in Symonds, *Italian Literature*, I, Appendix V.
22. Canto xxv.
23. XXV, 229-30, in Prescott, *Ferdinand and Isabella*, I, 496.

Cambridge Medieval History, VI, 490.
54. In Sismondi, 527.
54a. Burckhardt, J., *Civilization of the Renaissance in Italy*, 79.
55. In Mather, F. J., *Venetian Painters*, 5.
56. Hutton, *Boccaccio*, 201.
57. Hollway-Calthrop, 257.
58. Ibid., 280.
59. Robinson and Rolf, 428.
60. Symonds, *Age of the Despots*, 73.
61. Hollway-Calthrop, 123.
62. Robinson and Rolf, 4.

CHAPTER – II

1. Sismondi, 306; Coulton, G. G., *Life in the Middle Ages*, I, 205.
2. Ibid.
3. Ibid.
4. Milman, H. H., *History of Latin Christianity*, VII, 205.
5. Gregorovius, VI, 193.
6. Creighton, M., *History of the Papacy During the Reformation*, I, 42; Gregorovius, 192.
7. Milman, VII, 136.
8. Ibid., 137.
9. *Cambridge Medieval History*, VII, 273f; Rogers, J. E. T., *Economic Interpretation of History*, 75; Pastor, *History of the Popes*, I, 98.
10. Ibid., 66, 71.
11. Ibid.
12. Ibid., 92.
13. Coulton, *Life in the Middle Ages*, I, 205.
14. *Cambridge Medieval History*, VII, 288; Milman, VII, 138n.
15. Pastor, I, 107.
16. Sarton, G., *Introd. to the History of Science*, IIIb, 1034.
17. Pastor, I, 91.
18. Machiavelli, *History of Florence*, i, 6.
19. Sismondi, 328.
20. Gregorovius, VI, 436.
21. Ibid., 450.
22. Sismondi, 437.
23. Pastor, I, 100.
24. Ibid., 103.
25. Sismondi, 439.
26. In Pastor, I, 105.
27. Lanciani, R., *Golden Days of the Renaissance in Rome*, 1.
28. Waldenses, A sect of Roman Catholic Church established by Petrus Waldus, a merchant, in 1179.
29. Lea, H. C., *History of the Inquisition in the Middle Ages*, III, 90-120; Milman, VII, 41-51.
30. Beazley, C. R., *Dawn of Modern Geography*, III, 181.
31. Coulton, G. G., *Medieval Panorama*, 650.
32. Sismondi, 458.
33. Gregorovius, VI, 522.
34. Pastor, I, 232.
35. Coulton, *Inquisition and Liberty*, 45.

CHAPTER – III

1. Thompson James W., *Economic and Social History of Europe in the Later Middle Ages*, 458.
2. Beard, Miriam, *History of the Business Man*, 134.
3. Cellini, B., *Autobiography*, i, 69.
4. *Cambridge Medieval History*, VI, 487.
5. Pirenne, Henri, *Economic and Social History of Medieval Europe*, 215.
6. Burckhardt, 76.
7. Nussbaum, F. L., *History of the Economic Institutions of Modern Europe*, 70.
8. Beard, M., 115.
9. Sarton, IIIa, 125.
10. Thompson, *Economic and Social History*, 406.
11. Symonds, *Age of the Despots*, 197; Sismondi, 573.
12. Machiavelli, *History*, iv, 3.
13. Beard, M., 152; Burckhardt, 80.

NOTES

CHAPTER - I

1. Carlyle, R.W., *History of Medieval Political Theory*, VI, 85-6.
2. In Hollway-Calthrop, Petrarch, *His Life and Times*, 14.
2a. Robinson, J. H., and Rolf, H. W., Petrarch, 67, 82.
3. Marquis de Sade, *Memoires pour la vie de Petrarque*, III, 243, in Prescott, *Ferdinand and Isabella*, I, 328n.
4. Petrarch, *Sonnets*, tr. Jos. Auslander, 126.
5. *Epistolae variae*, no. 25, in Whitcomb, *Literary Source-book of the Italian Renaissance*, 13.
6. Renan, *Averroes*, 328.
7. Robinson and Rolf, 107.
8. Hutton, E., *Giovanni Boccaccio*, 3-5.
9. Ibid., 25, quoting the *Filocolo*.
10. *Encycl. Brit.*, III, 766b.
11. Boccaccio, Filostrato, iii, 32.
12. Gregorovius, F., *History of the City of Rome*, VI, 245.
13. Robinson and Rolf, 426.
14. Ibid., 137.
15. Ibid., 61, 97n.
16. *Speculum*, Apr., 1936, p. 267
17. In Hollway-Calthrop, 21.
18. Owen, John, *Sceptics of the Italian Renaissance*, 110, 117.
19. Robinson and Rolf, 137.
20. Cartesian, One who adopts the philosophy of Descarte.
21. *Epistolae rerum senilium*, i, 5, in Owen, 121.
22. Sismondi, *History of the Italian Republics*, 333.
23. Gregorovius, VI, 246.
24. Ibid., 252f.
25. Ibid., 271, 253.
26. Robinson and Rolf, 347.
27. Gregorovius, VI, 370-3; Sismondi, 340-1.
28. In Foligno, C., Story of Padua, 155.
29. Owen, 130.
30. Fattorusso, J., *Wonders of Italy*, 215.
31. Beard, Miriam, *History of the Business Man*, 141.
32. In Taylor, Rachel A., *Leonardo the Florentine*, 60.
33. Vasari, *Lives of the Painters*, Giotto, I, 66.
34. Dante, *La commedia divina, Purgatorio*, xi, 94.
35. Vasari, *Taddeo Gaddi*, I, 139.
36. Villari, Pasquale, *The Two First Centuries of Florentine History*, 50.
37. Boccaccio, *Amorous Fiammetta*, 39.
38. Castiglioni, *History of Medicine*, 355.
39. Coulton, G. G., *Black Death*, 10-11.
40. *Cambridge Modern History*, I, 501.
41. In Schevill, F., *Siena*, 210.
42. Machiavelli, *History of Florence*, ii, 9.
43. Boccaccio, *Decameron*, 2-7.
44. Ibid., 11.
45. Ibid., 13.
46. Dante, *Inferno*, xxviii, 22-42.
47. *Decameron*, Introd. to Sixth Day.
48. *Cambridge Medieval History*, VII, 756.
49. Hollway-Calthrop, 290.
50. Robinson and Rolf, 413.
51. Ibid., 119.
52. Genoa, *a Descriptive Booklet*, 6.
53. Crump and Jacob, *Legacy of the Middle Ages*, 442;

اہم افراد اور جگہوں کے ناموں کا تلفظ

لارنشین (لائبریری)	Laurentian
کولونا خاندان	Colonnas
دریائے سورگیو	Sorgue
وینٹوکس	Ventoux
ریگنو	Regno
ہوہن سٹوفن	Hohenstaufen
سیکپیو افریقانس	Scipio Africanus
کرتالڈو	Certaldo
فیامیتا	Fiammetta
فلوکوپو	Filocoppo
کرسیڈا	Criseida
ٹرائلس	Troilus
ڈائیومیڈ	Diomed
اینی اِیڈ	Aeneid
گیتانی	Gaetani
اینی بالڈی	Annibaldi
ساویلی	Savelli
اورسینی	Orsini
فرانیاپانی	Frangipani
تریوستیرے	Travestere
پیاترو کیویلینی	Pietro Cavallini
ڈیوشو	Duccio
سٹیفانو کولونا	Stefano Colonna
ایٹی کس	Atticus
بروٹس	Brutus
کوینٹس	Quintus
اناستاسیا	Anastasia
سکیلیجیرو	Scaligero
ماستینو ڈیلا سکالا	Mastino Della Scala
مونٹیشی	Montechi
کونسیگنوریو	Consignorio
برٹرینڈ ڈی ڈیوکس	Bertrand de Deux
کاستیلو سانت انجلو	Castello Sant Angello
پیلسٹرینا	Palestrina
ایاکوپو ڈا کیرارا	Iacopo II Da Carrara
اینریکو سکرووینی	Enrico Scrovegni
سٹیفانیشی	Stefaneschi
پیروتسی	Peruzzi
بارڈی	Bardi
آندریا ڈی سیونے / چیونے	Andrea di Cione
سٹروزی	Strozzi
سان میشیلے	San Michele
سانتا ماریا ڈیل فیورے	Santa Maria del Fiore
آرنولفو ڈی کامبیو	Arnolfo di Cambio
پونتے ویکیو	Ponte Vecchio
گوینی زیلی	Guinizelli
کیولکانتی	Cavalcanti
اینیالو ڈی ٹورا	Agnialo di Tura
ملکی سیڈک	Melchisedek
ماسیتو	Masetto
جہانات	Jehannat
فلامینیا	Flamnia
ڈیوشو ڈی بونی سینا	Duccio di Buoninsegna
گانزونیئرے	Ganzonierre
آمبروجو لورینسیتی	Ambrogio Lorenzetti
جوبیو	Gubbio
سان گلیانو	San Gimignano
اورینسو چیلسی	Lorenzo Celsi
گلوریوسا ڈی فراری	Gloriosa dei Frari
چیوگیا	Chioggia
آندریا کونتارینی	Andrea Contarini

پلازومولینا	Palazzo Molina
مینڈے	Mende
بیجلیونی	Baglioni
بینٹی وو گلی	Bentivogli
مانفریدی	Manfredi
مالاتیستا	Malatesta
کاہورس	Cahors
تورین	Terenne
مینز	Mainz
ژان تیں	Xanten
ویانا	Vienne
گویلام ڈیورینڈ	Guillaume Durand
بین ہاک	Banhac
جِل آلوارے کیریلے	Gil Alvarez Carrille
ڈی آلبورنوز	de Albornoz
ایڈیگیو ڈی آلبورنوز	Edigio d'Albornoz
مونٹ فیاسکونے	Maontefiascone
آنیانی	Anagni
پٹیارینیز والڈنیس	Patarines Waldense
کیوریا	Curia
فیورنزو	Fiorenzo
پیروتسی	Peruzzi
پٹی	Pitti
چنتوبرانڈینی	Cinto Brandini
میشیلے ڈی لانڈو	Michele de Lando
رینالڈو ڈیگلی آبتسی	Rinaldo delgi Albizzi
بالڈاشیو	Baldaccio
توماسو پیرنتوچیلی	Tomaso Parentucelli
بینوتسو گوتسولی	Benozzo Gozzali
پونتورنو	Pontorno
پالا	Palla
جووانی اوریسپا	Giovanni Aurispa
اینڈریولو ڈی اوکس	Andreolo de Ochis
لورینتسو ویلا	Lorenzo Valla
ساچیتی، ساشیتی	Sacchetti
جیانوزومانیتی	Giannozzo Manetti
سالوتاتی	Salutati
کیملڈولائٹ	Camaldulite
وینگارٹن	Weingarton
لانگریس	Langres
پوجیوبراچیولینی	Poggio Bracciolini
اپالوبیلویدیرے	Apollo Belvedere
سیباستیان	Sebastian
آمیاں	Amien
سانتی سیما اینونزیاتا	Santissima Annunziata
کاریگی	Careggi
رکارڈی	Riccardi
لوقاپٹی	Lucca Pitti
ایاکوپوتوریتی	Iacopo Torriti
آندریاتافی	Andrea Tafi
ڈوناٹوڈی نکولو ڈی	Donato di Niccalo
بیٹ بارڈی	Di Bett Bardi
سان جووانینو	San Giovannino
سیلوناڈوناٹیلیانو	Salone Donatelliano
بوناروتی	Buonarrotti
لوجیاڈی لانزی	Loggia dei Lanzi
نکولو دا اوزانو	Niccolo da Uzzano
ڈان جائمے	Don Jayme
سان منیاتو	San Miniato
ڈیسیڈریو دا سیتیانو	Desiderio da Settignano
کیتوریا	Cantoria
اونی سانتی	Ognissanti
ماسولینو دا پانیکالے	Masolino da Panicale
برانکاچی	Brancacci
باڈیا	Badia
گوئیڈوڈی پیاترو	Guido di Pietro
تھامس اے کیمپس	Thomos a Kempis
ایل گریکو	El Greco
لوکریزیا بوٹی	Lucrezia Buti

اردو	English
پیپوسپانو	Pippo Spano
اِنکورونیٹا	Incoronata
تیوجینیو	Teogenio
اِل جوتوسو	Il Gottoso
اوترانتو	Otranto
کیرافا	Caraffa
پلچی	Pulci
سکوارسیالُوپی	Squarcialupi
متھیاس کوروینس	Matthias Corvinus
وارچی	Varchi
وسپاسیانو دا بشچی	Vespasiano da Bisticci
کانکورڈیا	Concordia
اینجلو آمبروجن	Angelo Ambrogin
رُوچلن	Reuchlin
سیمونیٹا	Simonetta
لِناکر	Linacre
گروسائن	Grocyn
اِپولیتالیونچینا	Ippolita Leoncina
مورگانتے	Morgante
آیتاروتے	Astarotte
مارگوٹے	Margute
رونچے سرالس	Roncesralles
میلاگیجی	Malagigi
کروانتیس	Cervantes
ڈائٹی سالوی نیرونی	Dietisalvi Neroni
پولیولو	Pallaiuolo
کامپوڈی سان ژانی	Campo di
پالو	San Zanipalo
سالاڈیل اورولوجو	Sala del Orologio
کاوِیل کاسیلے	Cavalcaselle
سکوپیٹو	Scopeto
نیمورس	Nemours
پیٹارینے	Patarine
والڈینسین	Waldensian
پازی	Pazzi

اردو	English
کاپونی	Capponi
نیرلی	Nerli
فیلیپوکوربیزی	Filippo Corbizzi
گلیانوڈیلاروویرے	Giuliano della Rovere
اسکانیوسفورتسا	Ascanio Sforza
پیڈرے جیاکومو	Padre Giacomo
لوجیاڈی لانزی	Loggia dei Lanzi
توریانو	Torrigiano
باسوڈیلاروویرے	Basso della Rovere
فرانسیابیجو	Franciabigio
لوکریزیاڈیل فیدے	Lucrezia del Fede
ریڈولف گیرلانڈایو	Ridolf Ghirlandio
فرا یوستاشیو	Fra Eustachio
لیگیوریائی	Ligurian
گونزاگا	Gonzaga
پیازاکاریچامینتو	Piazza Caricamento
ماتیوچیویتالی	Matteo Civitali
مانتیگازا	Mantegazza
لیونی	Luini
بورجونونے	Borgognone
کیراڈوسو	Caradosso
کرتوساڈی پاویا	Certosa di Pavia
ویلنسے سلاس	Wenceslas
پونترے مولی	Pontremoli
کاستیلوسفورزسکو	Castello Sforzesco
ویجے وانو	Vigevano
سیلیاگیلرانی	Cecilia Gallerani
سِجس منڈ	Sigismund
اِنزبروک	Innsbruck
تری وُلزیو	Trivulzio
لائس سینٹ جورجیس	Lys -Saint Georges
بیری	Berry
میتر سولومن	Maitre Solomon
انٹونیوایورولینو	Antonio Averulino
پیراڈائیزو	Paradiso

ونسینزو فوپا	Vincenzo Foppo
یوسٹورجیو	Eustorgio
اِنکورونیٹا	Incoronata
چیلینی	Cellini
سینٹ لیوک	St. Luke
سکوپیٹینی	Scopetini
اُفیزی	Uffizi
جیمس گریٹر	James Greater
مارکو ڈی اوجونو	Marco d'Oggiono
کولیونی	Colleoni
مارچیسا	Marchesa
اینینزیانا	Annunziata
سروائٹ	Servite
انگیاری	Anghiari
تثلیث کا معبد	Pizza Santa Trinita
فیڈریگو دامونٹ	Federigo da
فیلترو	Montefeltro
ماکسینشیئس	Maxentius
ملویان	Milvian
سجس مونڈومالا تیستا	Sigismonodo
	Malatesta
چیوسوری	Chiusuri
سان بریزو	San Brizio
اِلاریا ڈیل کاریٹو	Ilaria del Carretto
فونٹ جسٹا	Fontegiusta
جنروا ڈی بنچی	Ginerva de' Benci
چارلس ڈی ایمبوائزے	Charles d' Amboise
ایپلیز	Apelles
مارکنٹونیو ڈیل تورے	Marcantonio dell Torre
مینڈی ویل	Mandeville
فلاویو	Flavio
کوڈائس اٹلانٹکو	Codice Atlantico
سیباستیان	Sebastian
پُٹی	Putti
ڈیڈالس	Daedalus

ایکارس	Icarus
فازیو کارڈانو	Fazio Cardano
کیوسا	Cusa
فیلوکوپو	Filocopo
ساکسونی	Saxony
ژاں بیوریڈان	Jean Buridan
میلزی	Melzi
لوائرے	Loire
کلوکس	Cloux
چیمبورڈ	Chambord
ساؤنے	Saone
سپی نیلو	Spinello
بورجو	Borgo
کویرشیا	Quercia
لوجیا ڈیلا مرکینزیا	Loggia della Mercanzia
گریٹانیلی	Grattanelli
ولا چیگی	Villa Chigi
روکسانا	Roxana
سالا ڈیل کونسٹوریو	Sala del Consistorio
برولیٹو	Broletto
سانتا ٹرینٹا	Santa Trinita
زنوبیا	Zenobia
لاوینا	Lavinia
پینی لوپ	Penelope
اٹلانٹا	Atlanta
انی بالے	Annibala
ایسکانیو	Ascanio
ٹرائیلو	Troilo
ایرکولے	Ercole
اوڈی	Oddi
روزاری	Rosary
مونٹ فالکو	Montefalco
وانوچی	Vannucci
جیسوانی	Gesuati
کرتوسا ڈی پاویا	Certosa di Pavia

نوما	Numa
بیجمانتے تیاپولو	Bajamante Tiepolo
پارناسس	Parnassus
بوناکولسی	Buonacolsi
اِل گروٹو	il Grotto
ریجیا	Reggia
جان وان آئیک	Jan Van Eyek
کاپیلاڈیل سگنوری	Capella del Signori
پلازوڈی ڈایامانتی	Palazzo de Diamanti
بیل فیورے	Belfiore
لاروٹونڈا	La Rotonda
بیلری گوارڈو	Belriguardo
پلازوڈی شیفانویا	Palazzo di Schifanoia
بورجوسان سیپولچرو	Borgo San Sepolcro
سالاڈیل آرورا	Sala deli Aurora
سالاڈی کونسیلیو	Sala di Consiglio
سپیرانڈیو	Sperandio
بین ویونوٹیسی	Benvenuto Tisi
سٹروزی	Strozzi
روجیارو	Ruggiero
زربینو	Zerbino
جوویئل	Juvenal
آلٹی چیارو	Altichiero
گاٹامیلاٹا	Gattamelata
گسٹینا/جسٹینا	Giustina
توماسوموچینگو	Tommaso Mocenigo
ماریوفالیارو	Marino Faliero
رانوچوفارنیسے	Ranuccio Farnese
بون ڈی ینگر	Buon di Younger
نووے	Nuove
پروکیوریٹوویکیا	Procurative Vecchie
گرٹی	Gritti
کونٹارینی	Contarini
لوریڈانی	Loredani
فوسکاری	Foscari

وینڈرامینی	Vendramini
بارباری	Barbari
کاڈی اورو	Ka d'Oro
ویگنر	Wagner
جوبے	Giobbe
کولیونی	Colleoni
سان سیلویتورے	San Salvatore
ویویرائنی	Vivarini
القیاری	Alfieri
ویتورے	Vittore
فونڈاکو	Fondaco
پیازیٹا	Piazzetta
کیڈورے	Cadore
لاراڈایانتی	Laura Dianti
بونیفازیو	Bonifazio
ریکےناتی	Recanati
بالداسارے	Baldassare degli
ڈےگلی امبریاشی	Embriachi
سپلمبرگو	Spilimbergo
سوائن ہیم	Sweynheim
پانارٹس	Pannartz
سُبیاکو	Subiaco
لائبریریا ویکیا	Libreria Vecchia
سپئیر	Speyer
پورڈینونے	Pordenone
لیوگی کورنارو	Luigi Cornaro
بیویلاکوا	Bevilacqua
آلٹی چیاروڈازیویو	Altichiero da Zevio
توربیڈو	Torbido
ماکیراٹا	Macerata
لازنگاریلا	La Zingarella
مکابر	Micawber
گویڈورینی	Guido Reni
میڈوناڈیلاسٹیکاٹا	Madonna della Steccata

گوئیڈوماتسونی	Guido Mazzoni
پیلاوچینی	Pallavicini
پراپرزیاڈی راسی	Properzia de' Rossi
ٹموتیوویٹی	Timoteo Viti
پیناکوٹیکا	Pinacoteca
روبیکون	Rubicon
ایسوٹاڈیگلی آٹی	Isotta degli Atti
باشیوپونٹیلی	Baccio Pontelli
جسٹس وان گینٹ	Justus Van Ghent
پیڈروبیروجیٹ	Pedro Berruguete
پاؤلواُچیلو	Paolo Occello
چٹاڈیل کاستیلو	Citta del Castello
اینی آس سلویئس	Aeneas Sylvius
کاپیلاڈی ٹیسورو	Cappella de Tesoro
کیفالو	Cefalu
سانوڈی پیاترو	Sanodi Pietro
ویٹربو	Viterbo
جین جرسون	Jean Gerson
تاراسکون	Tarascon
اوکام	Occam
ہائنرخ	Heinrich
شیفت ہاسین	Schaffhausen
براشیوڈومونتونے	Braccio do Montone
مونتےلیپو	Montelipo
پیگیوبراچیولینی	Piggio Bracciolini
جیناڈیئس	Gennadius
ہنیاڈی	Hunyadi
لاڈسلاس	Ladislas
سفورزیسکو	Sforzesco
پیازانوونا	Piazza Navona
لوسانے	Lausanne
آپیان	Appian
آکواورجینے	Acqua Vergine
گانڈیا	Gandia
اپارٹمنٹوبورجیا	Appartamento Borgia

ڈان جائے	Don Jayme
کورسینانو	Corsignano
ڈی ایسٹوٹ ویل	d' Estaoutville
وائٹ کرک	Whitekirk
آرپینو	Arpino
گمسٹس پلیتھو	Gemistus Pletho
جورجے پوڈبریڈ	George Podebrad
متھیاس کوروینس	Matthias Corvinus
رگوسا	Ragusa
کولیومیلا	Columella
وارو	Varro
لیٹس	Laetus
پیکوریلے	Pecorile
سپالاٹو	Spalato
ڈیلاوالے	della Valle
فولگنو	Foligno
روچلن	Reuchlin
تورکیومیڈا	Torquemada
جیم	Djem
ڈی آبوسون	d' Aubusson
پلازوڈیلاکونسیلیریا	Palazzo della Concelleria
سکلافیناٹس	Sclafenatus
وانوتسا	Vanozza
سورا	Sora
پگنا	Pigna
ویٹلی	Vitelli
لامیجونے	La Magione
لاموٹےفیولی	La Motte Feuilly
میشیل	Michiel
بی شیگلی	Bisceglie
آنجولیمے	Angouleme
ایلیڈوسی	Alidosi
ریاٹی	Rieti
گارٹن ڈی فواکس	Garton de Foix

فیبریزیو	Fabrizio
مونتوریو	Montorio
وائیاگویلیا	Via Giulia
ٹموتیو	Timoteo
ایشمولیان	Ashmolean
چٹاڈی کاسٹیلو	Citta di Castello
اینے	Anne
بیرنسن	Berenson
گولڈ فنچ	Goldfinch
اینسی ڈی	Ansidei
پریڈیلا	Predella
آری ماتھیا	Arimathea
شِنر	Schinner
ایاکوپوڈیلاکویرشیا	Iacopo della Quercia
ہامان	Haman
روس کوئے	Roscoe
سیٹیانو	Settignano
کاپریسے	Caprese
کونڈیوی	Condivi
پوجی بونسی	Poggibonsi
ژاں ڈی ویلیرز	Jean de Villiers
اکادمیاڈیلابیلے آرٹی	Accademia della Belle Arti
بائیلے	Bayle
گابریئل میریو	Gabriele Merino
ولامیجلیانا	Villa Magliana
پونٹائن	Pontine
ٹیسیو آمبروجو	Teseo Ambrogio
سانتے پیگنینی	Sante Pagnini
اگاچیو	Agacio
واریوکامیرٹی	Varino Camerti
ہیٹمرس	Heitmers
کوروے	Corvey
میروٹ	Marot
روٹیلیئس ناماتیانس	Rutilius Namatianus
گویڈوپوسٹیومو	Guido Postumo
سلویسٹری	silvestri
سورگا	Sorga
وینیٹو	Veneto
ماکیسٹیس	Maxentius
کاسٹور	Castor
پولکس	Pollux
فیبیوکالوو	Fabio Calvo
مازوچی	Mazochi
فلویو	Fulvio
ونکولی	Vincoli
اٹیلا	Attila
بَت شیبا	Bathsheba
داماسس	Damasus
پوٹی فار	Potiphar
برنارٹ وان اورلیگ	Bernart Van Orleg
ولامادام	Villa Madame
کورنیلیوبے نیانو	Comelio Benigno
ٹریٹون	Triton
میڈیلین ڈی لاٹورس	Madeleine de la Tours
پونزیٹی	Ponzetti
امیریگو ویسپوچی	Amerigo Vespucci
بیرنگاریو	Berengario
لزاریٹو	Lazaretto
ڈیجون	Dijon
موربس گالیکس	morbus gallicus
کاسکیانو	Casciano
سکالاسانتا	Scala Santa
گالیوٹومارچیو	Galeotto Marcio
سینوڈو	Sanudo
کیوگناٹس	Cugnatis
فیرنزولا	Firenzuola
اسولو	Asolo
آگنیسے	Agnese
لیانو	Legnano

پیلے گرینی	Pellegrini
ٹری سینو	Trissino
گسناسکو	Gusnasco
کورڈیئر	Cordier
ولیرٹ	Willaert
سکوارچیالوپی	Squarcialupi
گافوری	Gaffuri
ایسکام	Ascham
کیرڈاگنے	Cerdagne
کیویلیئرڈی بائیارڈ	Chevalier debayard
مونٹ پنسیئر	Montpensier
فروئی سارٹ	Froissart
گاریلیانو	Garigliano
بلائس	Blois
برنڈسی	Brindisi
اوٹرانٹو	Otranto
فیومے	Fiume
ٹرائی اسٹے	Trieste
اگناڈیلو	Agnadello
اسولاڈیلاسکالا	Isola della Scala
سگنوراکلیرائس	Signora Clerice
لاٹریک	Lautrec
پروسپیرو	Prospero
ٹورٹوسا	Tortosa
ژی می نیس	Ximenes
ہیزے	Heeze
جورج وان فرنڈزبرگ	Georg Von Frundsberg
موہاک	Mohac
ہوگوڈی مونکانڈا	Hugo de Moncanda
سیلوزو	Saluzzo
چانسلریا	Cancelleria
وولسے	Wolsey
ورڈیلوٹ	Verdelot
پی سیمی	Pisani
کامپانیلے	Campanile
اِپوکریٹا	Ipocrita
وچیلی	Vecelli
پیئر ینار یچیا	Pierina Riccia
گولڈن سپر	Golden Spur
بایونے	Bayonne
وورے جینے	Voragine
سکیاوونے	Schiavone
روش/روچ	Roch
سائمنڈز	Symonds
جونو	Juno
بروساسکوری	Brusascori
ماچیر	Macer
ایماس	Emmaus
گریوزا	Greuza
آرچی تاس	Archytas
ٹیرنٹم	Tarentum
چیوسی	Chiusi
ڈوآئی	Douai
پیگولومیچیری	Pagolo Miceeri
اِتامپس	Etampes
وایابالبی	Via Balbi
زوکاری	Zuccari
مونٹےلیوپو	Montelupo
ٹیوولی	Tivoli
کیپیٹولائن	Capitoline
گوگلیالموڈیلاپورٹا	Guglielmo della Porta
وان آئیک	Van Eyck
ویلاسکوئیز	Velasquez
ریمس	Reims
شارتریز	Chartres

تخلیقات کی تاریخ اور سیاست پر مستند کتب

کتاب	مصنف	کتاب	مصنف
جنسیاتی مطالعے	علی عباس جلالپوری	عام فکری مغالطے	علی عباس جلالپوری
تاریخ کا نیا موڑ	علی عباس جلالپوری	روایات تمدن قدیم	" " "
روح عصر	" " "	کائنات اور انسان	" " "
اقبال کا علم کلام	" " "	مقامات وارث شاہ	" " "
وحدت الوجود تے پنجابی شاعری	" " "	خرد نامہ جلالپوری	" " "
رسوم اقوام	" " "	روایات فلسفہ	" " "
تاریخ پنجاب	سید محمد لطیف	اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے معمار	علی راہنما
نادر شاہ	لارنس لاک ہارٹ	سلطان محمود غزنوی	پروفیسر محمد حبیب
بحرانوں کا دور	منیر احمد	کارل مارکس اور اس کی تعلیمات	شیر جنگ
مولانا آزاد اور	محمد فاروق قریشی	میرا سچ	اندرا گاندھی
قوم پرست مسلمانوں کی سیاست		پنجاب غلامی سے آزادی تک	آئین ٹالبوٹ
عرب	ول ڈیورانٹ	پاکستان غلامی کے پچاس سال	ڈاکٹر فیروز احمد
تاریخ کیا سکھاتی ہے	ول ڈیورانٹ	پاکستان تہذیب کا بحران	زبیر رانا
مشرق کے عظیم مفکر	ایوان پی۔ مک۔ گریل	رسل کی آپ بیتی	برٹرینڈ رسل
مختصر تاریخ عالم	ایچ۔ جی۔ ویلز	پاکستان توڑنے والے	افتخار علی شیخ
پاکستان میں انٹیلی جنس		زندہ انسان کا المیہ	حسن نثار
ایجنسیوں کا کردار	منیر احمد	تاریخ سندھ	مولانا سید ابو ظفر ندوی
پاکستان ٹوٹ جائے گا	منیر احمد	سو عظیم آدمی	مائیکل ہارٹ
آگرہ، اکبر اور اس کا دربار	سید محمد لطیف	سرسید سے اقبال تک	قاضی جاوید
تاریخ لاہور	سید محمد لطیف	ہندی مسلم تہذیب	قاضی جاوید
ہند میں انگریز ریاست	پینڈرل مون	ہندوستان	ول ڈیورانٹ
بلوچ	ڈاکٹر شاہ محمد مری	احمد شاہ ابدالی	گنڈا سنگھ
تاریخ عالم پر ایک نظر (حصہ اول، دوم، سوم)	جواہر لال نہرو		
میری کہانی	جواہر لال نہرو	انسانی تمدن کی داستان	باری علیگ
شیر شاہ سوری اور اس کا عہد	کالکا رنجن قانون گو	اسلامی تاریخ و تہذیب	باری علیگ
پاکستان ـــــ قیام اور	سری پرکاش	دارا شکوہ	قاضی عبدالستار
ابتدائی حالات		جنم جنم کی داستان	امرتا پریتم
مولانا آزاد (معاصرین کی نظر میں)	مرتب امجد علی شاکر	میرے دوست میرے ساتھی	جی ایم سید
عورت کا المیہ	فاخرہ تحریم	تلاش ہند	جواہر لال نہرو
یادوں کے چراغ	عبدالقدیر رشک	جنرل محمد یحییٰ خان	منیر احمد
معرکہ کارگل	ارشاد احمد حقانی	آئینہ ایام	ارشاد احمد حقانی